

COLUMBIA
UNIVERSITY
LIBRARIES

ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو برسون سنو اور پھر تمام نہون۔ آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور انکی تدوین مین کسقدر عرقریزی کی۔ اس داستان عزیز الوجود اور ہردل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ ؍؍
دوم	کوچک باختر	۱ ؍؍	ششم	صندلی نامہ	۱ ؍؍
سوم	بالا باختر	۱ ؍؍	ہفتم	تورج نامہ	۲ ؍؍
چہارم	ایرج نامہ	۲ ؍؍	ہشتم	لال نامہ	۱ ؍؍

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہوکر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش قدردانان طبع مکرر کی نوبت آئی اور نوشیروان نامہ جلد اول و ایرج نامہ جلد اول و کوچک باختر طیار ہوکر فروخت ہوتی ہین باقی جلدین بھی انشاء اللہ تعالی جلد ہدیۂ ناظرین عالی مقام ہونگی۔ اب واضح ہو کہ ایرج نامہ جو مشتمل ہے دو جلدون پر اسکی

جلد دوم

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب مطبع اودھ اخبار بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

نومبر سنہ ۱۸۹۳ء

اعلان حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے

اعلان داستان طلسم ہوش ربا از طرف کارپردازان مطبع

داستان امیر حمزۂ صاحبقران سے تمام زمانہ کے لوگ واقف و آگاہ ہین کہ یہ ایک بحر زخار اور دریاے ناپیدا کنار ہی جسکی منتہا تک شناور وہم و خیال کا پہونچنا نہایت امر دشوار ہی سواے اس داستان سحر بیان کے اور کسی قصہ و افسانہ مین اسطرح کی دلبستگی نہین ہی کہ اگر اسکی کسی داستان کا شروع سماعت مین گذرے پھر تا تمامی داستان پہونچے دل کو چین نہین پڑتا مصنف اس داستان کے علام و فہام خبیر با تدبیر مشہور آفاق حضرت ابو الفیض فیضی انار اللہ برہانہ ہین جنھون نے بزبان فارسی اس داستان کو واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عرقریزی اور جانکاہی سے تصنیف فرمایا۔ جبسے آج تک اس داستان کو ایسی ترقی روز افزون ہوتی گئی اور ایسی پسندیدہ خلائق ہوئی کہ ہر شخص اسکے سُننے کا بدل مشتاق رہا۔ لیکن چونکہ یہ داستان عظیم الشان بزبان فارسی تھی اور بوجہ عزیز الوجود ہونے کے سواے کتبخانہ شاہی یا امراے والا مقام کے دستیاب ہونا اسکا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص عموماً اسکے مطالعہ سے بہرہ یاب نہو سکتا تھا۔ البتہ کچھ چیدہ چیدہ ارباب شوق نے اس داستان کو جابجا سے یاد کیا اور بطور پیشۂ داستانگوئی کے اسکو بیان کرنا شروع کیا۔ اس صورت مین بھی علے العموم اس داستان کے تمام و کمال سُننے سے حضرات کم مایہ فرحت اندوز نہو سکتے تھے اور سواے مجالس امرا و اصحاب ذی مقدرت کے اسکا بیان عام طور سے غیر ممکن تھا کیونکہ بار مصارف داستانگو کا متحمل ہونا ہر شخص کے اختیار مین نہ تھا۔ علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران از ابتدا تا انتہا اسقدر طولانی ہی کہ اگر اس داستان کو تفریح طبع کے لیے روزمرہ دو تین ساعت خاص ایک وقت مقررہ پر بموجب طریقۂ داستانگوئی کے کوئی صاحب داستانگو کی زبان سے سننا چاہین من اولہ الی آخرہ تو بلا مبالغہ بیس برس مین بھی تمام نہو اور اسکو ہزارہا روپیہ کا صرف درکار ہی۔ اب زمانہ کو ناز کرنا چاہیے کہ اس داستان عظیم الشان کے کل دفترون کا بہم پہونچانا اور ان سب کا بصرف زر خطیر عمدہ عمدہ داستانگویون اور شاعرون کی معرفت زبان اُردو شستہ و رفتہ محاورۂ اہل مذاق مین ترجمہ کرانا اور پھر بعنوان پسندیدہ طبع کرا کے تمامی ممالک مین اشاعت دینا اور کوڑیون کے مول مین اس گلستان بیخزان کی تمام شائقین عیش پسند کو سیر کرانا مالک مطبع اودھ اخبار یعنے امیر والا ہمم رئیس باخلق و کرم عالیشان و سمو المکان فی الحمد والامتنان مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے اپنی دست عالی ہمت پر لے لیا اور ہزاران ہزار شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کہ اتنے بڑے امر سترگ اور کار سترگ کا انصرام بھی ہو گیا یعنے اکثر دفتر حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر نذر شائقین ہو گئے اور باقی دفترون مین سے کچھ زیر طبع ہین اور چند دفترون کا ذخیرہ موجود ہی کہ انکا اہتمام طبع ہو رہا ہی۔ انشاء اللہ تعالے بتھوڑی مدت مین اس داستان کے کل دفتر طبع ہو کر بہ شکیبی ناظرین بانمکین ہونگے اور تمام عالم ان داستانون کی سیر سے محظوظ و مسرور ہوگا۔ اب معلوم ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے آٹھ دفتر ہین اور اکثر دفترون کی کئی کئی جلدین اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت دو حصہ ہین۔ اس تفصیل سے دفتر اوّل نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوّم کوچک باختر ایک جلد مین دفتر سوّم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوش ربا سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوش ربا جو سات جلدون مین ہی اسکی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیر کے دو حصون پر منقسم ہی۔ یہ امر بھی مسلم الثبوت ہی کہ کوئی شخص ادنی۔ اعلی۔ غریب۔ امیر تمام زمانہ مین تلاش کرنے سے بھی ایسا دستیاب نہو گا جو داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے سُننے کا تہ دل سے مشتاق نہو۔ مگر علی العموم ہر صاحب جو اس داستان کی سماعت سے بہرہ یاب نہو سکے یہی باعث تھا کہ یہ داستان معرض طبع مین نہ آئی تھی اور سوا کے رئیسان یا زبان داستانگویان کے اسکا وجود مشکل تھا۔ اب ہر شخص گھر بیٹھے اسکی سیر کر سکتا ہی اور عالم تنہائی مین

Rare Book PR 2198 .R66 1893g v.8 Folio

فہرست مضامین ایرج نامہ دفتر دوم



ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو برسون سنو اور پھر تمام نہون۔ آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور انکی تدوین مین کسقدر عرقریزی کی۔ اس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ "
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	۱ "

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش قدردانان طبع مکرر کی نوبت آئی اور نوشیروان نامہ جلد اول ایرج نامہ جلد اول کوچک باختر طیار ہو کر فروخت ہوتی ہین باقی جلدین بھی انشاء اللہ تعالی جلد ہدیۂ ناظرین عالی مقام ہونگی۔ اب واضح ہو کہ ایرج نامہ جو مشتمل ہے دو جلدون پر اسکی

جلد دوم

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ **تصدق حسین صاحب** داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب مطبع اودھ اخبار بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۸۹۳ء

اعلان حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار شکر و سپاس اُس خالق بیچون و چرا کی درگاہ مین جسنے طلسم دنیا کو اس خوبصورتی سے آراستہ فرمایا جسکی راہ پیچ
کے نشیب و فراز سے گذرنے مین پیک وہم و خیال بھی معترف بہ عجز و قصور ہی اور اگر کوئی مہندس کامل اور فرزانہ عاقل اس راہ
دشوار گذار روکش ظلمات مین اشہب تیز گام عقل سے بالادوی کرے تو اُسکی فہم مین قصور ہی۔ اور نعت اُس حبیب خدا اشرف انبیا
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جسکو حقتعالے نے باعث ایجاد ہجدہ ہزار عالم قرار دیکے لولاک لما خلقت الافلاک اُنکی شان
مین فرمایا اور منقبت اُس شاہ ذوالفقار حیدر کرار کی جو خدا کی طرف سے سرکوب کفرہ فجرہ مقرر ہوے اور جنکی تیغ انتقام سے کفار
اشرار قتل یا مسلمان ہوے اور جو خطاب لافتی الاعلی سے سرفراز فرمائے گئے اور تحیات زاکیات اُنکی اولاد امجاد پر تا روز قیامت
امابعد یہ ذرہ بیمقدار خاک پاے سخنوران عالی تبار اذل کونین شیخ تصدق حسین داستان گو خدمت ارباب لیاقت و اصحاب
فہم و فراست مین دست بستہ التماس کرتا ہی کہ اس حقیر پر تقصیر کو یہ لیاقت نہ تھی کہ مین اتنی بڑی کتاب ضخیم یعنی داستان
امیر حمزہ صاحبقران کے دفترون کا ترجمہ کرتا اور زمرہ مترجمان عالیشان مین اپنے کو منسلک جانکر مضمون نگاری کا دم بھرتا
البتہ عہد طفولیت سے داستانگوئی کا شوق ہی اور اُستادونکے خوان فیض سے زلہ ربائی کا ذوق ہی نہ یہ کہ تصنیف و تالیف پر
جرأت ہوتی یا یہ کہ کبھی اسکی ضرورت ہوتی۔ مگر اتفاق روزگار سے امیر باکرم رئیس ذی ہمم مسند آراے بزم ثروت و اجلال خورشید
فلک ابہت و اقبال صاحب خلق موفور جناب معلی القاب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ دام اقبالہ نے بذریعہ لائق
و فائق محب واثق جناب شیخ حامد حسین صاحب کے اس ذرہ بیمقدار کی عزت افزائی فرمائی اور خدمت ترجمہ کرنے دفاتر داستان
امیر حمزہ صاحبقران کی میرے سپرد ہوئی چونکہ المامور معذور قول بزرگان ہی یہ رد الخلائق انکار نکر سکا اور اپنا افتخار سمجھکر اس
امر بزرگ اور مہم سترگ پر کمر ہمت باندھی چنانچہ بفضل کردگار اور بہ اقبال آقاے نامدار اس حقیر نے دفتر اول یعنی نوشیروان نامہ کی

ہر دو جلد اور دفتر دوم کوچک باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی پہلی جلد کا ترجمہ کیا اور الحمد للہ کہ پسند مالک ممدوح ہوا۔ اب اسی دفتر چہارم ایرج نامہ کی جلد دوم کا ترجمہ شروع کرتا ہون۔ خدا کی رحمت سے امیدوار ہون کہ اس جلد دوم کا بھی ترجمہ بہ احسن وجوہ اختتام کو پہونچے اور پسند اصحاب شوق ہو۔ اب آپ حضرات سے بصد التجا تمنا ہی کہ جہان کہین اس ترجمہ مین بوجہ عدم لیاقت کمترین کے غلطی ہو دامن مرحمت سے پوشیدہ فرماوین ان العذر عند کرام الناس مقبول و العفو من اخیارہم مامول فقط

آغاز داستان فرحت بیان پہونچنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ملک زبرجد نگار مین اور عجائبات وہانکے قابل ملاحظہ ناظرین ہین

کہ جب شاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار اعراک کی خبر کے واسطے روانہ ہوا تھا دروازہ بارگاہ زبرجد شاہ پر آیا کسی سپاہی کی صورت بنکر چپکا کھڑا ہو رہا ایک ایک کو دیکھ رہا ہی کہ اسی اثنا مین دربار برخاست ہوا ایک ایک اٹھکر چلنے لگا سب کے بعد ایک مرد پیر باریش سفید پیشانی پر نور لباس سفید پہنے ہوئے خادم و خدمتگار ہمراہ نکلکر چلا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ تو مسلمان معلوم ہوتا ہی گلیم عیاری اوڑھکر پیچھے اسکے روانہ ہوا وہ مرد پیر آتے آتے ایک مکان مین داخل ہوا دیکھا عمرو نے کہ مکان نہایت پاکیزہ تختون کا چکا لگا ہوا ہی اور ایک حجرے مین تخت علحدہ بچھا ہوا ہی اس مرد پیر نے لباس درباری اتارا دوسری پوشاک پہنی وہ جو لوگ ساتھ آئے تھے انھین رخصت کیا آپ تنہا رہگیا دو غلام اسکے تھے وہ پانی وضو کیواسطے لائے کہا کہ دروازہ باہر کا بند کر دو اور وضو کرنے لگا دونون غلامون نے بھی وضو کیا جانماز بچھائی اس مرد پیر نے نماز شروع کی وہ دونون غلام پیچھے اسکے کھڑے ہوئے شریک نماز ہوئے جب نماز سے فراغت ہوئی اب مرد پیر فارغ ہوکر تسبیح ہاتھ مین لیکر وظیفہ پڑھنے لگا عمرو اپنے دل مین خوش ہوا کہ جو میرا گمان تھا وہ صحیح نکلا اب اس سے کچھ حال پوچھا چاہیے اور اپنے کو ظاہر کیجیے پھر سوچا کہ ابھی ٹھہر جاؤ دیکھو یہ کچھ لشکر اسلام کا ذکر کرتا ہی یا نہین چپکا کھڑا ہوا تھا کہ اس مرد پیر نے اپنے غلامون سے کہا کہ افسوس لشکر حمزہ مفت برباد ہوتا ہی اور یون ہین چند روز گذر رہے تو حمزہ بھی مارا جائیگا اور دین اسلام مٹجائیگا اگر کوئی بھی حمزہ کا دوست مجھ تک پہونچتا تو مین اُسے تدبیر بتاتا یہ سنکر عمرو نے کہا الحمد للہ ای عزیز آج تیرا حال معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہی دشمن خداوند زبرجد شاہ ہی بختیارک کئی مرتبہ تیرے مقدمے مین کہہ چکا ہی لیکن زبرجد شاہ کو اعتبار نہین آیا اور مجھسے کہا تھا کہ تو پوشیدہ ہوکر حال دریافت کر مین جاسوس ہون زبرجد شاہ کا جاکر اس سے تیرا حال بیان کرتا ہون بس یہ آواز سنتے ہی اس مرد پیر کے بدن مین رعشہ پڑگیا پیشاب تک خطا ہوگیا رنگت زرد ہوگئی قریب تھا کہ غش کھا کر گر پڑے عمرو نے دیکھا کہ حال اسکا ابتر ہی ایسا نہو مارے صدمے کے مرجائے تو مفت ایک خدا پرست کا خون تیری گردن پر ہو بس جلدی سے گلیم عیاری اتاری اور اس مرد پیر کے سامنے آیا کہا کہ ای عزیز تو اندیشہ نکر مین عیار ہون حمزہ کا میرا نام عمرو ہی مسلمان ہون اب اسکی جان مین جان آئی لپٹگیا عمرو سے کہا کہ خواجہ تمنے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا بھئی یہ کونسی دل لگی تھی کوئی ایسی بھی ہنسی ہنستا ہی اگر ایک لمحہ آپ اپنے کو اور نہ ظاہر کرین تو مین مرجاؤن غرض اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ خواجہ نہایت مشتاق تھا آپ کی ملاقات کا الحمد للہ کہ آپ سے ملاقات ہوئی یہ تو فرمائیے کہ آپ میرے ساتھ یہان کیونکر آئے عمرو نے کہا مین دروازہ بارگاہ زبرجد شاہ پر کھڑا تھا مین نے نور اسلام آپ کی پیشانی سے ساطع و لامع دیکھا ثابت ہوا کہ آپ مسلمان ہین مین گلیم ابراہیمی اوڑھے ہوئے آپکے ساتھ چلا آیا غرض اس مرد پیر نے کھانا منگوایا آپ بھی کھایا عمرو کو بھی کھلایا ہاتھ دھوکر بیٹھے عمرو نے پوچھا کہ اسم شریف آپ کا کیا ہی کہا کہ مجھکو خواجہ افتخار کہتے ہین اور بہت مدت سے مین یہان رہتا ہون عمرو نے کہا آپ کو یہ معلوم ہی کہ اعراک کی آواز سے کیون لوگ بیہوش ہو جاتے ہین خواجہ افتخار نے کہا کہ ایک جادوگر ہی کہ نام اسکا لقراط جادو ہی اسنے اسپر سحر کیا ہی کہ اسکی آواز سے لوگ غش کھا کر گرتے ہین اور وہ سحر لقراط نے طلسم بند کر دیا ہی جب تک لقراط نہ مارا جائیگا اعراک پر کوئی غالب نہو گا عمرو نے پوچھا کہ لقراط جادو

رہتا کہان ہی خواجہ افتخار بولے کہ اعراک جس پہاڑ کیطرف سے آتا ہی وہین بقراط رہتا ہی عمرو نے کہا خیر سمجھا جائیگا القصہ رات
کو عمرو وہین رہا صبح کو خواجہ افتخار سے رخصت ہوکر خدمت امیر مین آیا اور تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا خواجہ سوا تمھارے
کون ہی جو بقراط کو مارے اور اعراک کا کام تمام کرے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہان روپیہ کا صرف ہی اور لو اب بہت خسیس ہو گیا ہی
مین بیچارہ مفلس میرے پاس کیا ہی لوٹی لوٹی میری بندھی ہوئی قرضدار مین کیا کر سکتا ہون امیر نے پچاس ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر عمرو
کو دیا کہ خواجہ جسوقت تم اعراک کو مار وگے یہ روپیہ تمسے لے لینا عمرو نے کہا النصف مجھے اب دلوا دیجیے کہ مین خرچ کرون ملک الموت
کو رشوت دون کہ وہ قبض روح کو آوے امیر نے کہا خواجہ کفر نہ بکو روپیہ لو اور اسیوقت روپیہ منگوا کر عمرو کو دیا عمرو نے نذر زنبیل کیا
اور ایک سمت روانہ ہوا اُس روز جو اعراک میدان اری کرکے صحرا کو چلا عمرو گلیم عیاری اوڑھکر اُسکے پیچھے چلا وہ تو صحرا مین غائب ہو گیا
عمرو تلاش کرتا ہوا صحرا سے نکلکر دامنہ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد عالیشان بنا ہوا ہی اور اندر اُسکے ایک ساحر بیٹھا ہوا ہی دو چار
خادم سامنے کھڑے ہین ابھی سر شام ہی کوئی دو گھڑی رات گئی ہی عمرو بصورت ایک گویے کی بنکر اور دور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر گانے
بجانے لگا رباب کی آواز جو بقراط کے کان مین پہونچی بیچین ہوکر اُٹھا آکر سامنے عمرو کے کھڑا ہوا لگا رباب سُننے جب خوب محظوظ ہوا تو عمرو
سے پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہی بس یہ سُنتے ہی رباب ہاتھ سے پھینکدیا ایک آہ سرد کھینچی کہ کچھ نہ پوچھیے ستیاناس جاے ان خدا پرستون کا
انھون نے مجھے تباہ کردیا پہلے مین خاندان کیان مین تھا وہ گھر انھون نے برباد کیا ترکستان مین آیا وہ بھی قتل ہوا لقا کی خدائی مین
آیا خوب کمایا خوب اُڑایا آخرکار خدا پرستون نے لقا کو بھی بھگایا مین اُسی کے ساتھ یہانتک آیا دو دانے حال مین گرفتار ہی یہ کہکر
رونے لگا بقراط نے بہت سی تشفی دی پوچھا کہ نام تیرا کیا ہی کہا کہ ہر بابی ربابی مجھے کہتے ہین بقراط بولا کہ ای ہر بابی تو خاطر جمع رکھ سب
خدا پرستون کا کام تمام ہوا جاتا ہی کہا کہ پیر و مرشد لشکر کوئی عہدہ برا نہین ہو سکتا ایک عیار حمزہ کا عمرو ہی کہ آفت روزگار ہی
اُسنے شہر کے شہر جادو گرونکے غارت کر دیے ہان اگر وہ مارا جاے تو یہ خدا پرست شاید مٹین بقراط بولا ایسا ہی ہوگا تم خاطر جمع
رکھو دلمین سوچا کہ اب کسیطرح اُس عیار ہی کو پہلے غارت کرنا چاہیے آج کی رات عیش مین بسر کرو کل دیکھا جائیگا یہ سوچکر حکم دیا
کہ کھانا لاؤ خادمون نے حاضر کیا بقراط نے عمرو سے کہا کہ آؤ عمرو نے بھی کھایا بقراط نے بھی زہر مار کیا اب فارغ ہوکر بیٹھا
کہا کہ ای ہر بابی اب تم رباب بجا کر کچھ گاؤ کہ ہم نہایت مشتاق ہین عمرو نے رباب بجانا شروع کیا اور لگا الاپنے وہ تین ٹھمریان لین
گائین بقراط نہایت مسرور ہوا اور مالا مروارید کا گلے سے اُتار کر عمرو کو دیا عمرو بولا میان لون شراب بھی تو مجھے بلوائیے کہ نشہ
ہو تو کچھ جی لگے پوچھا کیا تو شراب پیتا ہی کہا یہ تو ہماری جنم گھُٹی ہی اور مین ساقی گری بھی خوب کرتا ہون بقراط نے کہا تو بھی شراب پی
مجھکو بھی پلا عمرو نے شیشہ و ساغر اُٹھا کر پلانا شروع کیا جب ہاتھ ٹھہرا کر شراب انڈیلی ساتھ ہی داروے بیہوشی بھی اُسمین
ملادی بقراط پیتا چلا جاتا ہی عمرو پلاے جاتا ہی ایکبار کہا کہ بس عمرو آکر پھر گانے لگا اور خوب تالیان بجانے مین بیہوشی اُڑائی اب
بقراط مست ہوا کہا کہ ای ہر بابی کیا خوب مزا آیا تو نے میرا جی چاہتا ہی کہ ناچون اور ہاتھ اُٹھا کر گت پھرتا ہوا چلا تھا کہ بیہوشی
نے طمانچہ مارا اور چیخ مار کر گرا خادم و خدمتگار دوڑے کہ شاید کانٹا لگگیا جو اُٹھکر قریب آیا گرا عمرو نے سب کو قتل کیا اور
مال و اسباب جو کچھ تھا لیکر داخل زنبیل کیا اب بقراط کو دا سنے لیکر باہر برج کے آیا کہ شاید کوئی حمایتی اسکا آجاے
تو غضب ہو جاے صحرا مین لاکر ایک گڑھا کھود کر سر تلے ٹانگین اوپر کرکے گاڑ دیا اور اوپر جنگل کی لکڑیان خشک چنکر آگ
لگا کے راہی ہوا کہ بقراط کو جہنم کا مزا اُٹھ گیا اب عمرو نے راستہ لشکر حمزہ صاحبقران کا لیا یہان حسب دستور
رات بھر طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آے اعراک دامنہ صحرا سے پیدا ہوا میدان مین آکر مبارز طلب ہوا
ابھی کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلا تھا کہ ایک مرد پیر دبلا پتلا گھوڑے کی ہڈیان پسلیان نکلی ہوئین فلفل سرخ گھوڑے کی مقعد
مین رکھی ہوئی ہی تو اُسکی گرمی سے چلاتا ہی اور وہ مرد پیر دگلا پُرانا پہنے ہوے پھٹی سی پگڑی سر پر باندھے ہوے

پائجامہ مارکین کا جسمین ہزارون پیوند لگے ہوئے تلوار چمڑے کی غلاف کے پرتلے مین پڑی ہوئی آنکھون سے کیچڑ ناک
سے رینٹ بہ رہا ہی جانب صحرا سے پیدا ہوا اور آکر مقابل اعراک رعد آواز ہوا بختیارک نے جو یہ وضع دیکھی
لقا سے کہا یا خداوند یہ مرد پیر عمرو بن امیہ ضمری ہی افسوس اعراک مارا گیا لقا نے کہا کیا واہیات بکتا ہی مین نے یہ
تقدیر ہی نہین کی بختیارک بولا خیر دیکھیے تماشا کیا ہوتا ہی مگر اعراک نے جو اس مرد ضعیف کو دیکھا للکارا کہ تو کیون
میرے سامنے آیا ہی کہا کہ تجھے قتل کرنے آیا ہون اعراک بولا کیون شامت آئی ہی دور ہو میرے سامنے سے
یہ پکارا کہ او حرامزادے تو نے بہت سے خدا پرستون کو ایذا دی ہی دیکھ تو آج کیا کرتا ہون تو جاتا کہان ہی اعراک اور
برہم ہوا کہ تو مجھے برا بھلا کہتا ہی قضا تیری میرے پاس تجھے لائی ہی کہا دیکھ معلوم ہوا جاتا ہی کہ کسکی قضا آئی ہی بہتر یہ ہی
کہ زبرجد شاہ پر لعنت کر دین اسلام قبول کر نہین ایک دم مین سر تیرا کاٹے لیتا ہون یہان تو یہ گفتگو ہی اور اہل اسلام
حیران ہین کہ یہ مرد پیر کون ہی انجام کار اعراک نے گفتگو سے مرد پیر کی برہم ہو کر نعرہ کیا لیکن آواز نے اسکی بالکل اثر
نہ کیا عمرو نے کہا او حرامزادے وہ وقت گیا کہ تیری آواز مین اثر تھا وہ تمام باعث بقراط جادو کے سحر کا تھا مین نے
اُسے مار ڈالا تو نہین مجھے پہچانتا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامور اور یہ نعرہ کر کے حقۂ آتشبازی داغ کر مارا کہ اُسکے سینے پر لباس
اُسکا جلنے لگا وہ بھاگا ہی تھا کہ عمرو نے دوڑ کر پنجہ مارا بیاض گردن پر پڑا صاف تن سے سر جدا ہو گیا بختیارک پکارا کہ
صلواۃ بر محمد و آل محمد لعنت برلات اعلی و منات معلی ادھر عمرو للکارا کہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ دا
داند و ہر کہ نداند بشناسد منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مارا مین نے
اعراک رعد آواز کو کفار تو اُداس و پریشان پھر گئے صاحبقران نے اشقر کو بڑھا کر عمرو کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ خواجہ
چہ کارے کردی مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + اور ساتھ لیکر بارگاہ مین آے بہت بھاری خلعت دیا عمرو نے
کہا وہ روپیہ بھی داخل کیجیے امیر نے ما بقی روپیہ دے دیا عمرو نے تمام حال بقراط جادو کے مارنے کا بیان کیا امیر نے
بہت تعریف کی کہ خواجہ عیاری تمھارا حصہ ہی مگر امیر نے کہا کہ خواجہ تم جا کر خواجہ افتخار سے میرا سلام کہو اور اسکا سبب
بھی دریافت کرو کہ میرے سردارون اور فرزندون نے کیون اس کافر کو سجدہ کیا عمرو نے عرض کیا بہت خوب اور وہان سے
روانہ ہوا خواجہ افتخار بہت خوش ہوا عمرو نے سلام کیا اور کیفیت بقراط جادو کے مارنے کی اور اعراک کے ہلاک کرنے کی
بیان کی خواجہ افتخار بہت خوش ہوئے اب عمرو نے یہ ذکر چھیڑا کہ حمزۂ صاحبقران نے آپ کو سلام کہا ہی اور پوچھا ہی
کہ اسکا کیا سبب ہی جو شخص زبرجد شاہ کو دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی خواجہ افتخار نے کہا کہ ایک ساحرہ آفت زمانہ علامہ
دمامہ جادو اُسکا نام ہی تمام زمانے کے ساحر اُس سے موافق ہین سجدہ کرتے ہین خدا جانتے ہین وہ لکاتہ زبرجد شاہ
پر عاشق ہی یہ قیطول معلق بہوا اُسی نے بنائے ہین خدائی زبرجد شاہ کی اُسی کے باعث سے ہی اُسنے ایک لعل سحر کا
بنا کر زبرجد شاہ کے تاج مین لگا دیا ہی اُس لعل کو جو کوئی دیکھتا ہی بے اختیار ہو کر سجدہ کرتا ہی عمرو نے پوچھا کہ
خواجہ صاحب پھر آپ کیونکر بچے ہوئے ہین اور سجدہ نہین کیا کہا کہ مجھکو حضرت خضر علے نبینا علیہ الصلوۃ والسلام
نے ایک تختی دی ہی کہ اُسپر اسماے الٰہی کندہ ہین اُسکی برکت سے مین سجدہ کرنے سے بچا ہوا ہون مجھپر سحر تاثیر نہین کرتا
خواجہ عمرو نے کہا خواجہ صاحب وہ تختی آپ مجھے دیجیے کہ مین جا کر اس ملعون سے وہ تاج مع لعل چھین لاؤن اور
ڈاڑھی بھی مونڈ آؤن خواجہ افتخار نے کہا کہ ای عمرو اگر وہ تختی میرے پاس نہ ہوگی تو جانا آنا میرا بند ہو جائیگا عمرو نے کہا
کہ خواجہ صاحب ایک دن آپ دربار مین نہ جائیے کل مین تختی لا کر آپ کو دیدونگا خواجہ بولا کہ قسم کھاؤ عمرو نے

قسم کھائی خواجہ افتخار نے وہ تختی حوالے کی دیکھا عمرو نے کہ تختی یاقوت کی ہی اسماے الٰہی اُسپر کندہ ہین مگر پڑھے نہین
جاتے عمرو نے اُسے اپنے بازو پر باندھ لیا خواجہ سے رخصت ہوکر بارگاہ زبرجد شاہ کی طرف چلا پہر رات گئے
لگام عیاری اوڑھ کر داخل بارگاہ ہوا دیکھا تو سناٹا ہی کوئی شخص نہین مگر وہ جو مکان بر دسے ہوا ہی اُسمین روشنی
معلوم ہوتی ہی خواجہ عمرو فکر کرنے لگا کہ کیونکر اس مکان معلق مین پہونچون اگر جست کرتا ہون تو اتنی بلندی پر پہونچا
نہ جائیگا سوچتے سوچتے بڑی دیر کے بعد خیال مین گذرا کہ ای عمرو حکیم ارسطو جو قصر جمشید مین جانے کا قصد کرتا تھا
تو اُسنے ایک چنگ بنایا تھا اُسمین لٹککر جاتا تھا بس ایک بڑا سا پتنگ بناکر بہت موٹی ڈور بلکہ کمند آصفا سے باصفا پر
پر اُڑایا تھا اور پتنگ کو غوطہ دے کر اُس قصر معلق پر گرایا اور آپ کمند پر چڑھکر اوپر آیا دیکھا تو زبرجد شاہ غافل پڑا
سو رہا ہی اور کوئی متنفس وہان نہین ہی دو ایک خدمتگارون کو بیہوش کیا بعد اُسکے زبرجد شاہ کو دارو بیہوشی
سنگھا کر بیہوش کیا وہ تاج اُسکے سر پر سے لیکر نذر زنبیل کیا اور ڈاڑھی پر اُسکی موت کر خوب کورے اُسترے سے
مونڈا چار ابرو کا صفایا کیا اور ایک رقعہ لکھکر مونچھ مین باندھ دیا قضاے کار خواجہ عمرو چلتے وقت اسباب لے کر
داخل زنبیل کر رہا تھا کہ اُسنے دیکھا کہ ایک تختی پہلو مین زبرجد شاہ کے زمرد کی رکھی ہی اُسپر لکھا ہی کہ اگر آسمان پر
جانے کا قصد کرے تو اس تختی کو سر پر رکھے اتنا بلند ہوگا کہ آسمان تک پہونچ جائیگا اور اگر زمین پر آنے کا ارادہ ہو
تو پاؤن کے نیچے رکھے زمین پر پہونچ جائیگا اور داہنی طرف جانا چاہے تو بائین پہلو مین دبائے اور بائین طرف
آنا چاہے تو داہنی طرف لائے اور سامنے جانا چاہے تو پشت پر اسے باندھے اور پس پشت جانے کا عزم ہو تو
سینے پر رکھے عمرو اُس تختی کو دیکھکر بہت خوش ہوا دل مین کہا بہت خوب چیز ہاتھ لگی غرض وہ تختی اُٹھالی زبرجد شاہ
کو قصر سے نیچے ڈالدیا اور آپ وہ تاج زبرجد شاہ کا اپنے سر پر رکھکر بر دے ہوا وہان سے روانہ ہوا سامنے
حمزہ صاحبقران کے آیا پکارا کہ حمزہ مجھے سجدہ کر صاحبقران کی نگاہ جو اُس تاج پر پڑی اور وہ لعل درخشان
نظر آیا بے اختیار سجدے مین جھکا چاہتے تھے کہ عمرو نے تختی خواجہ افتخار کی سامنے پھینک دی صاحبقران پر جو
عکس پڑا سجدہ کرنے سے محفوظ رہے یا تو جھکے تھے یا لاحول پڑھکر سیدھے ہوئے اور پکارے کہ خواجہ واقعی کیسا
غضب کا سحر ہی اب لعل کو توڑو کہ سردار اور فرزند میرے قید سے نجات پائین عمرو نے کہا کہ مین خواجہ افتخار
سے جاکر پوچھتا ہون جیسا وہ کہینگے ویسا عمل مین لاؤنگا یہ کہکر خواجہ افتخار کی خدمت مین راہی ہوا اُدھر زبرجد شاہ
کو جو ہوش آیا اپنے کو قصر معلق سے نیچے پایا حیران ہوا کہ مجھے یہان کون لایا کہ اسی اثنا مین لقا اور بختیارک اور تمام سردار
زبرجد شاہ کے آکر موجود ہوئے مگر جو آتا ہی صورت کو زبرجد شاہ کی دیکھکر مسکراتا ہی اپنے دل مین کہتا ہی
کہ آج تو خداوند کی عجب قطع ہی طرفہ حقیقت ہی انجام کار بختیارک نے پوچھا کہ یا خداوند زبرجد شاہ آج
آپ کی یہ کیا قطع ہی تاج سر پر نہین ڈاڑھی منڈی ہوئی ایک مونچھ ندارد یہ کیا ماجرا ہی یہ سنکر ابتو یہ بچا بہت
گھبرائے کہا کہ ہان مین بھی حیران ہون کہ مین تو قصر معلق مین سوتا تھا جب آنکھ کھلی تو اپنے کو قصر کے نیچے بارگاہ مین
پایا یہ جو تو کہتا ہی کہ ڈاڑھی مونچھین منڈی ہوئی ہین اسکی خبر نہین یہ کہکر آئینہ منگواکر دیکھا تو واقع مین ڈاڑھی
منڈی پائی تاج سر پر نہ دیکھا پوچھا کہ یہ کسنے میرا حال بنایا بختیارک نے کہا ای زبرجد شاہ یہ کام مرشد کامل
ہادی رہنما نظر کردہ ہفت پیغمبران خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ہی کہ وہ ہر ایک کافر سے خراج ڈاڑھی کا لیتے ہین
باج ستانندۂ ریش کافران اُنکا لقب ہی زبرجد شاہ نے کہا ای بختیارک مین مکان معلق مین تھا وہان
سے کیونکر گیا بختیارک نے کہا کہ یہ مکان معلق تو سامنے معلوم ہوتا ہی وہ تو آسمان پر پہونچے ہین اگر دروازہ

بند ہو تو درازون کے راستے سے آیئن اگر میرے کہنے پر یقین نہین ہی تو آپ کی مونچھ مین رقعہ بند ہتا ہی اُسے کھولکر
پڑھیے معلوم ہو جائیگا زبرجد شاہ نے کہا ہان مین نے آئینہ دیکھا تھا تو کچھ سفیدی معلوم ہوتی تھی یہ کہکر مونچھ
پر ہاتھ جو پھیرا رقعہ ہاتھ مین آیا کھولکر جو پڑھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای کافر آگاہ ہو منم عمرو بن امیہ ضمری عیار
حمزۂ صاحبقران میرا دستور ہی کہ کافر سے ڈاڑھی کا خراج لیتا ہون لقا تیرے پاس موجود ہی اُس سے پوچھ
کہ وہ مجھکو ماہ بماہ خراج بھیجے جاتا ہی جب اسکے مُنہ پر ڈاڑھی قایم ہی تجھکو بھی لازم ہی کہ میرے واسطے خراج مقرر کرے
اگر اسکے خلاف کیا تو ہمیشہ چار ابرو کا صفایا رہیگا اسکے علاوہ اور بھی سزاے معقول دونگا اور چاہتا مین
تجھے مار ڈالتا مگر وعادے حمزۂ صاحبقران کو کہ اُنکا حکم نہین ہی کہ مین کسی کو قتل کرون فقط تیرا تاج و تختی لیکر
چلا گیا بہتر یہ ہی کہ تو ہوش مین آ کر دین اسلام قبول کر نہین تو اس سے زیادہ ذلیل کرونگا بس یہ پڑھ کر نہایت خائف
و ترسان ہوا اور بختیارک سے کہا کہ تو سچ کہتا ہی یہ عیار غضب کر گیا مگر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھو کسطرح
اُسے مارتا ہون کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا اُسکے حال پر گریہ کرینگے بختیارک نے کہا یا خداوند چاہیے تو یہی بس زبرجد شاہ
اُٹھا دربار برخاست ہوا اور لوگ بھی اپنے اپنے مکان کو راہی ہوئے زبرجد شاہ کھانا کھا کر سو رہا سہ پہر کو دربار مین مُنھ
پر نقاب ڈال کے آیا دربار کیا شام کو اور لوگ تو رخصت ہو گئے مگر بختیارک رہگیا زبرجد شاہ نے منقل منگوا کر
اُسپر مشک و عنبر جلایا کہ جسکی خوشبو سے تمام مکان مہکنے لگا اُس وقت زبرجد شاہ نے بال دمامہ جادو جنڈال کا
بازو پر سے کھولا آگ کو دکھایا اُس بال نے بل کھایا ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ شعلہ ہاے آتش چمکے اور ایک دیونی آسمان پر
سے نمایان ہوئی عجب شکل تھی کہ دن کو دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا رنگ روسیاہ دستار مُنھ پر چیچک کے غار بڑے بڑے
دانت دو باہر نکلے ہوئے آنکھین لال لال بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے اور وہ بال نہ تھے سانپ دہری زبانین نکالے
سر کو لپیٹے ہوئے تھے دونون چھاتیان مانند دو مشکون کے لٹکی ہوئین مُنھ سے بوے بد اسقدر آتی تھی کہ ہزار ہزار
قدم پر لوگون کا دماغ پریشان ہوا جاتا تھا بختیارک نے جو دیکھا مارے خوف کے کانپنے لگا مگر زبرجد شاہ
اُسے دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر لپٹ گیا علحدہ لیجا کر کہا کہ ای دستگیر بیکسان وای یاور غریبان میری دستگیری کیجیے
کہ عیار حمزہ مجھکو ذلیل کر کے چلا گیا اور تاج میرا اُس لعل بے بہا سمیت لیگیا اب آپ مجھے وہ لعل منگوا دیجیے کہ
مین سامنے اپنے بندون کے بے اعتبار ہوتا ہون دمامہ جادو بولی کہ وہ لعل مین نے بارہ برس کی محنت مین
بنایا تھا اب ایسا بننا بہت مشکل ہی اور کہان تو ایسے کے تیسے نالائق کہ نالائق مین نے تجھکو منع کیا تھا کہ لقا کو
اپنے شہر مین نہ آنے دینا تو نے نہ مانا اپنے پاس اُسے بلایا لقا کے تعاقب مین خدا پرست آے کہ وہ بلاے بے درمان
ہین شہر کے شہر جادوگرون کے اُنھون غارت کر دیے عیار حمزہ پرکالۂ آفت ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ اُسنے میرے
شاگرد لقراط جادو کو مار کر اعراک کو قتل کر ڈالا مین اُسکے نام سے کانپتی ہون اور قطع نظر اسکے ان دنون
ایسے روز نحس میرے آے ہین کہ دم نہین مار سکتی ہون یہ نحوست مجھپر سے دفع ہو جاے تو پھر جو کچھ ہو سکیگا
کرونگی ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگی اور خبردار مجکو اب نہ بلانا یہ کہکر اُٹھی چلی گئی زبرجد شاہ نے بختیارک
کو بلایا اور کہا ای بختیارک کسی سے دمامہ جادو کے آنے کا حال بیان نہ کرنا اور ای بختیارک سُنا تمنے
کہ دمامہ جادو کیا کہہ گئی بختیارک بولا یا خداوند مین سب سُن رہا تھا وہ مُنھ موڑ کر آپ سے چلی گئی زبرجد شاہ
نے کہا کچھ اندیشہ نہین اور یہ کہکر لشناس عقربی کو بلایا یہ عیار ہی اسکا بلاے جہان آفت زمان فن عیاری مین
یکتا جب وہ آیا کہا ای لشناس اگر تو جا کر عمرو کو پکڑ لاے تو دولت دنیا سے نہال کر دون برابر عمرو کے

جواہر تو لدون لنشناس نے عرض کیا جاتا ہون اور اُس دزد باریک کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر فکر گرفتاری
عمرو مین روانہ ہوا لیکن حال عمرو کا سنیے کہ یہ خواجہ افتخار کے پاس گیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ افتخار
بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای عمرو خوب کیا تمنے جو اُس کافر کو ذلیل کیا عمرو نے کہا وہ لعل جو تاج مین زرجد شاہ
کے نصب تھا لے آیا ہون اور نکال کر کمر سے پیش کیا اور پوچھا کہ اسکے توڑنے سے سرداران حمزہ ہوش مین آئینگے
یا نہین خواجہ افتخار نے کہا ہرگز ہوش مین نہ آئینگے جب تک دمامہ جادو زندہ ہی کچھ نہ ہوگا عمرو نے وہ لوح
جو خواجہ افتخار سے لیگیا تھا پھر خواجہ افتخار کو دیدی اور لعل بھی سپرد کیا آپ رخصت ہوکر خدمت حمزہ مین
آیا کیفیت بیان کی کہا حمزہ جب تک دمامہ جادو نہ ماری جائیگی یہ سب سردار ہوش مین نہ آئینگے امیر نے فرمایا
خواجہ تلاش کرو دمامہ جادو کہان رہتی ہی عمرو نے کہا بہت خوب اور تلاش مین دمامہ جادو کی نکلا ہر کوہ و
دشت مین جستجو کرنا شروع کی ایک دن کا ذکر ہی کہ عمرو اُس پہاڑ کے پاس پہونچا جہان لقراط جادو کو مارا تھا
وہان ایک غار ہی اُسمین سے آواز صحیفہ ابراہیمی کی آنے لگی ٹھہرا خیال کر کے جو سُنا تو بہت خوش الحانی سے کوئی
پڑھ رہا ہی عمرو اندر غار کے اُتر گیا دیکھا کہ ایک درویش عبادت کیش پیراہن سفید پہنے ہوئے تہمد سفید بندھا ہوا
عمامہ سر سے لپٹا ہوا ایک جریب آگے رکھی ہوئی جانماز اُگالدان ایک جانب پشت خار فولادی گھڑونچی پر کورے
گھڑے علیحدہ رکھے ہوئے کُجھرے ڈھکے ہوئے صافی کھاروے کی اُنپر پڑی ہوئی ایک انگیٹھی مین آگ رکھی ہوئی
دو چار حقے رکھے ہوئے دو چار خادم و خدمتگار وہ بھی گیروالباس پہنے ہوئے درختون مین پنجرے ٹنگے ہوئے کسی مین
یا ہو کا جوڑا حق سرہ بول رہا ہی کسی مین طوطا بنی جی بھیجو کہہ رہا ہی کسی مین لعل صم بکم پڑھ رہے ہین شیر کی کھال پر
وہ حق رسیدہ بیٹھا ہوا ہی ماتھے پر گٹّا سیاہ پڑا ہی عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مرد باخدا ہی اس سے پتا دمامہ جادو
کا معلوم ہو جائیگا پس قریب آکر سلام کیا اُس فقیر نے جواب سلام دیا اور کہا کہ آؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نے دوڑ کر قدمون کو چوم لیا سامنے باادب دوزانو بیٹھ گیا شاہ جی نے پوچھا کہ بابا تم متردد کیون ہو عرض عمرو
نے کہا کہ آپ کو جب نام میرا معلوم ہو گیا کام بھی منکشف ہو گیا ہوگا میرے کہنے کی حاجت کیا فقیر نے جواب کہ بابا
فقیر ایسا صاحب کمال نہین ہی عمرو بولا کہ مجھکو تو یقین ہی کہ آپ صاحب کشف و کرامات ہین فقیر بولا کہ یہ تمھاری
خوش نیتی ہی کیون بابا تم دمامہ جادو کی تلاش مین نکلے ہو کہا کہ عیان را چہ بیان شاہ جی بولے بابا اچھا تمکو
مکان معلوم ہو جائیگا آج تو فقیر کے یہان مہمان رہو تم بھی ولی اللہ ہو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہو آج جو
ٹکڑا فقیر کو میسر ہی اُسے کھاؤ عمرو کو دم بدم اعتقاد اُسکا زیادہ ہوتا جاتا ہی القصہ عمرو وہین رہگیا اُس فقیر پرتزویر
نے کھانا منگوا کر سامنے رکھا عمرو نے خوب کھایا جب فراغت ہوئی تو آثار بیہوشی ظاہر ہوئے اب عمرو حیران ہوا
کہ یہ کیا معرکہ ہی فقیر کی طرف دیکھنے لگا وہ فقیر ایک مرتبہ جھک کر اپنے مقام سے اُٹھا اور نعرہ کیا کہ باش اے
دزد باریک گردن ساربان زادے منم لنشناس عفرلی عیار زرجد شاہ جاتا کہان ہی عمرو چاہتا تھا کہ سنبھل کر اُٹھے
کہ لڑکھڑا کر گرا لنشناس نے مشکین باندھلین اور پُشتارے مین باندھکر لیکر روانہ ہوا اب عمرو کا منھ پُشتارے سے
باہر نکال دیا ہی اور لیے چلا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ او ساربان زادے لوٹنے خداوند زرجد شاہ کو
ذلیل کیا ہی دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون عمرو عجز و انکسار کر رہا ہی کہ ای عزیز اگر تجھے مال کی طمع ہی تو مجھسے
لے اور مجھے زرجد شاہ پاس نہ لیجا وہ کہہ رہا ہی کہ مین تیری ایک نہ سنونگا یہانتک کہ سامنے سے شہر زرجد نگار
دکھائی دیا عمرو کو یقین مرگ ہوا لگا دعائین مانگنے کہ ای پروردگار عالم سوا تیرے اسوقت بیکسی مین کوئی

مددگار نہین ہی اے خالق عالم بچا اس ظالم کے ہاتھ سے اور آنکھون سے آنسو جاری ہوئے نشناس نے کہا کہ او
ساربان زادے اب تو روتا ہی اپنے حال پر تو نے کیون خداوند کو ذلیل کیا تھا عمرو بولا او حرامزادے اگر میری
زندگی ہی تو بچونگا خدا میرا مجھکو بچائیگا یہ سنکر نشناس نے ایک طمانچہ مارا اور کہا دیکھون تو تیرا خدا کیونکر تجھے بچاتا ہی
عمرو نے جواب نہ دیا نہ دل سے دعا مانگی کہ اے پروردگار اس ملعون کو سزا دے اور اگر میری حیات مستعار باقی ہی تو
اس ظالم کے پنجے سے نجات دے اب نشناس قریب شہر کے پہونچا ہی دروازہ شہر کا دکھائی دیا ہی کہ یکایک
کچھ سوار اور کچھ پہلے قراول میر شکار جانور صید گیر لیے ہوئے خواجہ افتخار مرکب پر سوار شکار کھیلنے چلے جاتے ہین
نشناس خواجہ افتخار کی قدمبوسی کو آیا خواجہ نے کہا کہ اس پشتارے مین کیا ہی نشناس نے کہا کہ خواجہ سلامت
مین عجب ایک علامۂ زمانہ کو پکڑ لایا ہون کہ جسکا زمانے مین عدیل و نظیر نہین ہی جسنے ایک زمانے کو آزار پہونچا
رکھا ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ خداوند کو ذلیل کر آیا ہی فتنۂ زمانہ آفت روزگار ہی یہ وہی دزد باریک گردن لک لکیا
ساربان زادہ عمرو عیار ہی خواجہ افتخار نے کہا ارے یہ شخص ولی اللہ نظر کردۂ ہفت پیغمبران باج ستانندۂ
ریش کافران ہی تو نے بہت برا کیا جو اسے گرفتار کیا اور لوگون سے کہا کہ پکڑ لو اس حرامزادے کو چھین لو پشتارہ
نشناس پکارا کہ خواجہ صاحب اسکو مین نے باشارۂ خداوند اسیر دام و تزویر کیا ہی اگر آپ چھوڑا دیجیے گا
تو خداوند آپ سے بہت ناراض ہونگے خواجہ افتخار بولے تیرا خداوند نالائق کیا ہی مجھے اس شیطان کی پروا
کیا ہی لاکھ لاکھ لعنت ہی زمرد شاہ پر اور اسکے پرستار روسیاہ پر لوگون نے نشناس کو پکڑا اور اسیر کر لیا عمرو
پکارا کہ او حرامزادے دیکھا تو نے کہ میرے خدا نے مجھے کیونکر بچا دیا اسی وقت خواجہ افتخار نے عمرو کو پشتارے
مین سے نکلوایا حلقے منہ کے کاٹے عمرو قدمون سے لپٹا خواجہ نے حکم دیا کہ قتل کرو اس نشناس بدذات کو
نشناس سمجھا کہ خواجہ افتخار مسلمان ہین پکارا کہ خواجہ سلامت مجھکو بھی مسلمان کیجیے مین نے لعنت کی زمرد شاہ
پر خواجہ افتخار نے کہا او حرامزادے مین تجھے خوب جانتا ہون اگر تجھے مسلمان کے ساتھ ایک دیگ مین جوش کرین
تو بھی تیرا گوشت مسلمان کے گوشت سے نہ ملیگا مجھے تو فریب دیتا ہی صحیح این ابکسے گو کہ ترا نشناسد + اور غضبناک
ہو کر کہا کہ مارو اس حرامزادے کو لوگ تلوارین پکڑ کر گرے نشناس کے ٹکڑے کر ڈالے اور وہین اسکی لاش
کو پھینک کر راستہ لشکر اسلام کا لیا عمرو نے خواجہ افتخار سے کہا کہ آپ خوب وقت پر پہونچے مجھے بچایا نہین تو
مجھے یقین مرگ ہو چکا تھا خواجہ افتخار نے کہا کہ اے عمرو تو مقبول درگاہ جناب ایزدی ہی مجھے شب کو آکر حضرت
خضر علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ نشناس عنقریب خواجہ عمرو کو پکڑے لاتا ہی تم اسے چھڑاؤ اور خدمت
مین حمزہ کی جا کر رہو مین جو یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا پہر رات سے تیاری چلنے کی کی مع اسباب و مال و عیال و
اطفال شکار کے حیلے سے نکل آیا واقعی بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے تمکو اسیر پایا یہی باتین کرتے ہوئے
قریب لشکر اسلام کے پہونچے خبر صاحبقران کو ہوئی کہ خواجہ افتخار آتے ہین سب سردارون کو استقبال
کے واسطے بھیجا آپ بھی دروازۂ بارگاہ تک آے خواجہ نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اندر جا کر بادشاہ
اسلام کو نذر دی پایۂ تخت کو چوما عمرو نے کہا حمزہ مجھکو تو خواجہ صاحب نے بچایا نہین تو مارا گیا تھا نشناس
عیار زمرد شاہ کا بفریب مجھکو پکڑ لیے چلا تھا کہ خواجہ صاحب پہونچے اسکو مارا مجھے چھڑایا بادشاہ نے
خواجہ افتخار کو خلعت دیا اور ایک خیمہ انکے واسطے علیحدہ استادہ کرا دیا عمرو نے کہا کہ حمزہ مین تو خبر لشکر
کفار کے واسطے جاتا ہون دیکھون وہان کیا نقشا ہی امیر نے فرمایا خدا حافظ ہی تمہارا عمرو روانہ ہوا ادھر

ہرکارون نے جاکر زرجدشاہ کو سجدہ کیا اور تمام کیفیت بیان کی کہ نشناس عقرلی عمرو کو اسیر کیے ہوئے پشتارہ بدوش
آتا تھا اس عرصے مین خواجہ افتخار پہونچے عمرو کو چھڑا لیا اور نشناس کو قتل کیا بعد اُسکے خواجہ افتخار جاکر حمزہ سے
شریک ہوئے بختیارک نے تو پگڑی سر پر سے اُچھالی اور پکارا صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمد لعنت بر لات اعلیٰ و منات معلیٰ
اور کیون یا خداوند مین آپ سے اکثر کہتا تھا کہ یہ خواجہ افتخار مرد مسلمان ہی آپ یقین نہ لاتے تھے اب تو آپ کو
ثابت ہوا زرجدشاہ بولا کہ ای بختیارک مجھکو بڑا رنج نشناس کے مارے جانے کا ہی افسوس میرا رفیق قدیم مارا گیا
اور اُسی وقت اُٹھکر اندر چلا گیا اور منقل مین عود و عنبر جلایا جب خوشبو اُسکی پھیلی تو بال دمامہ جادو کا بازو پر سے
کھولکر آگ پر رکھا کہ اُس بال نے بل کھایا کہ ناگاہ پرکالہ آتش چمکے اور دمامہ جادو مثل بلاے آسمانی کے نازل ہوئی
پکارتی کہ مین تجھسے کہ گئی تھی کہ یہ دن میرے اوپر سخت ہین مجھکو نہ بلانا تو نے نہ مانا زرجدشاہ رونے لگا اور کہا
کہ ای مادر مہربان و ای زوجہ مشفقہ سُنا آپ نے کہ نشناس عقرلی عیار بھی مارا گیا اور اب خداپرست مجھے بھی زندہ
نہ چھوڑینگے دمامہ جادو نے کہا کہ کیا مجال اُنکی اور ایک کورہ گھڑا پانی کا منگوا کر اُسپر اسم سحر کا پڑھکر دم کیا اور کہا
کہ اس پانی کو مشکون مین بھرا کر گرد شہر زرجدنگار کے چھڑکوا دے ایک حصار گرد قلعہ کے الماس کا بنکر تیار ہو جائیگا
پھر جو کوئی اہل اسلام سے ادھر آئیگا وہ مانند تصویر کے اُس حصار مین چسپیدہ ہو جائیگا تو اندرون حصار بیٹھا ہوا
عیش و عشرت کیا کر دو مہینے مجھپر بہت بھاری ہین کہ اندیشہ جان کا ہی اگر یہ دو مہینے مجھپر سے گذر گئے اور مین صحیح و سلامت
رہی تو آکر سب خداپرستون کا استیصال کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اور وہ بال اسکا جو زرجدشاہ کے پاس تھا
چھین لیا کہ نہ یہ تیرے پاس ہوگا نہ مجھے بلائیگا اور اُسی طرح اُڑکر چلی گئی زرجدشاہ صبح کو باہر آیا دربار کیا سقون کو
بلوا کر وہ پانی جو دمامہ جادو دے گئی تھی دیا کہ اسے مشکون مین بھرا کر گرد شہر زرجدنگار کے چھڑک آؤ سقون نے
وہ پانی بھرا بھرا کر مشکون مین چہار طرف چھڑکا اُسی وقت ایک حصار الماس کا گرد شہر کے بنکر تیار ہوا لیکن عمرو نے
جاکر یہ خبر حمزہ صاحبقران کو دی کہ یون دمامہ جادو زرجدشاہ کے پاس آئی تھی اور کہ گئی ہی کہ اب دو مہینے
تک مجھسے اور تجھسے ملاقات نہ ہوگی کہ بعد اسکے دوسرے دن ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ای شہریار گرد شہر
زرجدنگار کے ایک حصار الماس کا بنکر تیار ہوا ہی اور جو ادھر سے شہر مین جاتا ہی مانند تصویر کے چسپیدہ
ہو جاتا ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ دمامہ جادو کا سحر ہی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر مین ہمارا جارچی جار دے کر
کوئی شہر زرجدنگار کی طرف نہ جاے اُسی وقت تمام لشکر مین ڈھنڈھورا پٹا سب کو خبر ہوئی ایک ایک
ہوشیار ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمام فرزند اور سردار میرے جو اس کافر کو سجدہ کرتے ہین وہ کیونکر
اس گمراہی سے نجات پائین اپنے ہوش مین آئین عرض کیا کہ خواجہ افتخار سے پوچھیے اُنھون نے بیان کیا کہ
ای شہریار وہ سحر دمامہ جادو مین گرفتار ہین جب تک دمامہ جادو زندہ ہی اُنھین نجات نہ ہوگی امیر نے فرمایا
کہ دمامہ جادو کہان ہی خواجہ نے عرض کیا یہ مجھکو نہین معلوم کبھی اُسنے اپنا مکان رہنے کا زرجدشاہ کو بھی نہین
بتایا امیر نے عمرو سے اور شاگردان عمرو سے فرمایا کہ چار طرف پھر و تلاش کر و پتا اسکا لگاؤ سبھون نے ہرچند
جستجو کی لیکن دمامہ جادو کے مکان کا کہین پتا نہ لگا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹون نے عرض کیا ای شہریار یہ دو مہینے
اور وہ نہ ماری گئی تو اُسکو قضا بھی نہین ہی اور پھر کوئی اُس سے عہدہ برا ابھی نہ ہو سکیگا صاحبقران نے فرمایا
کہ ہمارے واسطے راوٹی استادہ کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ ایزدی مین آگے جیسا حکم خدا ہو اُسی وقت
راوٹی سفید انکے واسطے استادہ ہوئی صاحبقران سویرے سے کھانا کھا کر وضو کر کے اُس راوٹی مین

داخل ہوئے نماز مغرب وعشا ادا کی بعد اُسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے بخضوع وخشوع وبہ گریہ وزاری دعا مانگنے لگے کہ خداوندا تمام بندے تیرے گرفتار سحر ہین امیدوار ہون
کہ مکان دمامہ جادو کا مجھے معلوم ہو تو تیری تائید سے اُس لکاتہ کو جاکر قتل کرون اور آگے جو مرضی تیری
مین راضی برضا ہون دعا مانگتے مانگتے صبح ہو گئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ آواز تسبیح وتہلیل کی آنے لگی برقع
حضرت سلیمان کا نمایان ہوا اور اُس برقع مین سے آواز آئی کہ السلام علیک حمزہ صاحبقران نے جواب
سلام دیا دوڑ کر قدمون سے حضرت کے لپٹ گئے حضرت نے سر اُس افسر صاحبقرانی کا اُٹھا کر سینے سے لگا لیا
اور فرمایا کہ آپ پریشان کیون ہین عرض کیا کہ آپ پر سب حال روشن ہے کہ سحر مین دمامہ جادو کے تمام سردار
اور فرزند میرے گرفتار ہین اور مکان اُسکا نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہے فرمایا چاہ الماس مین وہ رہتی ہے سمت
مغرب جاؤ تو مکان دمامہ جادو کا پاؤ گے بس یہ فرما کر حضرت غائب ہو گئے صاحبقران نماز شکر پڑھ کر عبادت خانے
سے باہر آئے سب سے حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جسکے نام فتح نکلے وہ یہان سے جاے اور
خواجہ زادون کو بلوا کر احکام نکلواے اُنھون نے علم نجوم مین دیکھکر عرض کیا کہ خود صاحبقران تشریف لیجائین اور
ساتھ اُنکے دو جوان زبردست اور ایک عیار جاے تو چاہ الماس فتح ہوا میر نے کرب اور مقبل کو ہمراہ لیا
اور عیارون مین عمرو بن امیہ نامدار کو تجویز کیا عمرو نے کہا حمزہ تو جانتا ہے کہ مین جادوگرون سے نہایت
ڈرتا ہون مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگا بلکہ مکہ معظمہ کو چلا جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر تم نہ جاؤ ہم عنایت
پروردگار پر تکیہ کرکے جاتے ہین یہ کہکر ناموس مین داخل ہوئے اور رخصت ہو کر نکل آے بادشاہ اسلام گلے مین
ہاتھ ڈالکر بہت روے اور فرمایا کہ ہماری بادشاہت آپ کے باعث سے ہے آپ اُدھر تشریف لیے جاتے ہین ہم
عالم تنہائی مین کیا کرینگے اگر آپ کے ساتھ چلتے تو بہت اچھا تھا صاحبقران نے کہا اے شہریار یہان افسر لشکر کا
کون ہے ناموس کسکے سپرد کیا جاے حضور یہین رہین مین جاتا ہون اگر حیات مستعار باقی ہے تو پھر انھین قدمون
کو بوسہ دونگا غرض رات بھر عجب کیفیت مین گذری صاحبقران کرب اور مقبل کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے
لیکن عمرو کو دیکھا کہ دری کاندھے پر ڈالے ہوئے لوٹا رسی ہاتھ مین کمر بندھی ہوئی سامنے سے چلا آتا ہے
قریب آکر کہا کہ حمزہ خدا حافظ مین جاتا ہون خانہ کعبہ خط وغیرہ جو کچھ آپ کو بھیجنا ہوگا میرے نام بھیجیے گا امیر نے
فرمایا کہ خیر خواجہ جاؤ مگر ہمکو تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم اس وقت مین ہمکو تنہا چھوڑ جاؤ گے عمرو بولا حمزہ مین ناچار ہون
دیدہ ودانستہ کوئین مین نہین گرا جاتا یہ کہکر سلام کرکے ایک طرف کو راہی ہوا سرے تک لشکر کے بادشاہ اسلام
بھی امیر کے ساتھ ساتھ آے آخر صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور آپ تشریف لیجائین اور قسم اپنے سر کی
دی بادشاہ آبدیدہ ہوئے صاحبقران چل نکلے کوئی دو کوس آے ہونگے کہ دیکھا عمرو چلا آتا ہے امیر نے پکارے
خواجہ تم کہان گئے تھے کیا خانہ کعبہ کو نہین گئے عرض کیا کہ دل کو گوارا نہ ہوا اب آپ کو چاہ الماس تک پہونچا لون
تو چلا جاؤنگا فرمایا کہ خواجہ تم ہمارے عاشق ہو تمھین ہمارے بغیر چین کب آتا ہے یہ باتین کرتے ہوئے چاہ الماس
کو روانہ ہوئے انکو تو یہین چھوڑ دیجیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان اور شاہزادہ نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج شکار کو گیا تھا وہان سے خورشید ستارہ پرست کو اپنے ساتھ لیکر خوشی خوشی داخل لشکر ہوا مگر اسعد
نے نور الدہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ نے اس شادی مین میری وہ آبرو کی کہ مجھکو فلک ہفتم پر پہونچا دیا اور

وصل سے بھی اُس نازنین کے کامیاب ہوا مگر خوشی مجھے جب حاصل ہوگی کہ ایرج قتل ہو یا اسیر ہو اس فریبیے
قارن قمر بین کے کہنے سے شکار کو گیا آپ اُسکی فیلسوفیان نہین جانتے خدانخواستہ اگر آپ پر کچھ نوعد گر ہوئی تو مین
اپنی جان دونگا اور اگر جان نہ نکلی تو فقیر ہو جاؤنگا کس واسطے کہ یہ آفتاب پرست پر ملا کہتا ہے کہ مین ملکہ گیتی افروز
پر عاشق ہون ابھی تھوڑے دن ہوئے جو قارن قمر بین کو نامہ دے کر بھیجا تھا مگر قدرت خدا کہ وہ حرامزادہ
وہان سے جوتیان کھا آیا اگر شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم یہ رسوائیان سُنتے تو اپنی جان دیدیتے یا اس
پاجی کو مار ڈالتے یہ کہکر رونے لگا نور الدہر نے کہا ای اسد برب کعبہ مین ایرج سے مقابلہ کرونگا اور مشکین بازعلم
تیرے حوالے کردونگا تو خاطر جمع رکھ یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج جو شکار کو گیا تھا
وہان سے آیا بلکہ خورشید ستارہ پرست کو بھی اپنے ساتھ لایا ہے نور الدہر نے اسد سے کہا کہ اب ضرور سامان
جنگ وجدال ہوگا لیکن ادھر ایرج جو خورشید کو اپنے ساتھ لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا سامان دعوت مہیا کیا
خورشید نے کہا کہ ای ایرج اس دیوانے نے مجھے سخت جلایا ہے کہ مجھسے بھائی چارہ کیا اور پھر بہکر بالو کو لیگیا
ایرج نے نام اسد کا سُنکر آہ سرد کھینچی اور بولا کہ ای خورشید میرا تو جگر خون ہو رہا ہے اس دیوانے کے ہاتھ سے
کونسا ایسا رنج تھا کہ جو مجھکو نہین پہونچا ہے اس نے اقبال شاہ کی شادی کی یہ کمبخت ملکہ شور انگیز کو محافے مین سے
نکال لیگیا انجام کار اقبال شاہ کو قتل کیا مجھسے بھلا تم کیا کہتے ہو میرے سینے کو چاک کرکے دیکھو تو دل مین ہزارون
داغ نکلینگے خورشید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین برسم ایلچی گری یہان سے جاتا ہون اور اُس دیوانے کو مار کر
چلا آتا ہون ایرج نے کہا ای خورشید وہ دیوانہ بڑا گھاتیا ہے وہ تمھارے ہاتھ نہ لگیگا تم یہ ارادہ نہ کرنا خورشید نے
نہ مانا اور ایک سفید کاغذ سر سے باندھ کر مرکب پر سوار ہوکر دو چار خادم ساتھ لیکر روانہ ہوا ہرکارون نے خبر دی
خورشید برسم ایلچی گری یہان آتا ہے اب وہ وقت ہے کہ شاہزادہ نور الدہر محل مین جاچکا ہے ہمسر تاجدار تخت پر
بیٹھا ہے اسد دنگل شوکت پر متمکن ہے اسد نے خورشید کے آنے کی خبر جو سُنی سب سردارون سے خطاب کیا کہ صاحبو
تم مجھے بھائی شاہزادہ نور الدہر کا سمجھتے ہو یا نہین سب نے عرض کیا کہ بیشک وشبہ ہم آپ کو برابر شاہزادہ نور الدہر
کے جانتے ہین اسد نے کہا کہ پھر جو کچھ مین کہونگا وہ بجالاؤگے سبھون نے عرض کیا کہ کبھی عدول حکمی نہ کرینگے ہم جان
تک دینے کو موجود ہین فرمایے جو ارشاد ہو بجالائین اسد بولا کہ بھائیو اس ستارہ پرست سے اور مجھسے کمال
دوستی اور بھائی چارہ تھا اسکی بہن مجھپر عاشق ہوئی میرا بھی دل اُسپر آگیا یہ مجھسے بگڑکر اب شریک اُس آفتاب پرست
کا ہوا ہے اسلیے کہ مجھکو خار ہوا اور اب ایلچی بنکر آتا ہے جسوقت وہ آکر بیٹھے اور مجھسے گفتگو سخت ہونے لگے اور مین تمھین
اشارہ کردون تم سب ایک مرتبہ اُسپر گر پڑنا اور پکڑ لینا سبھون نے عرض کیا بہت خوب ہم حاضر ہین کہ اس اثنا مین
خورشید درانہ بارگاہ کے اندر آیا بطریق ستارہ پرستان سلام کیا اور نور الدہر کا دنگل خالی تھا بے تکلف اُسپر
بیٹھ گیا اسد جلگیا اور نعرہ کیا کہ او ستارہ پرست تیرے اختر اختران کی ایسی تیسی کی تھی تو اپنے کو بھول گیا اور
مقام پر شاہزادہ نور الدہر کے بیٹھ گیا نہین سُنا تو نے اس قول کو شعر تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف
ہمہ اسباب بزرگی اگر آمادہ کنی + ایا زحد خود را بشناس تو اپنے کو دیکھ اور بھائی صاحب کے دنگل پر بیٹھنا دیکھ
اُٹھ یہان سے تیرے واسطے اور دنگل آتا ہے بھائی صاحب آئینگے تو کیا تیرے سر پر بیٹھینگے اور اگر نہ اُٹھیگا تو اُٹھوا دونگا
خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے بھول گیا تیری قضا سر پر کھیلتی ہے تو نے کیا کیا کج ادائیان میرے ساتھ کین اور
مین نے تحمل کیا مین صاحبقران ہون اگر نور الدہر کے دنگل پر بیٹھ گیا تو کیا ہوا یہ دیوانہ پن میرے ساتھ ظاہر کرا

اور بیہودہ نہ بک بس یہ کہنا تھا کہ اسد نے سب سردارون کو اشارہ کیا کہ گرفتار کرلو اسے یہ شاہزادۂ نورالدہر
کے دنگل برے نہین اُٹھتا ساتھ ہی اشارے کے کشیدہ رو منارہ گردن وغیرہ سب مستعد تو بیٹھے تھے دوڑ پڑے
اور لپٹ گئے خورشید نے چاہا کہ اُٹھے وہ بھلا ہاتھ ہلانے کی کب مہلت دیتے ہین پکڑ لیا اور مشکین باندھ لین
بلا کر آہنگرون کو اسیر غل و زنجیر کیا اسد پکارا بلاؤ جلاد کو کہ اسکی گردن مارے اُسی وقت جلاد حاضر ہوا اور خورشید
کو بٹھا کر زیر تیغ بٹھایا اب جلاد تیغ علم کیے ہوئے منتظر حکم استادہ ہی کہ ہرمز تاجدار نے کہا ای اسد دلاور بے شاہزادۂ
نورالدہر کی اطلاع کے اِسکا قتل کرنا اچھا نہین اُنسے اجازت لے لیجیے تو بہتر ہی اسد نے کہا ای شہریار مین نے
اجازت لے لی ہی اور جلاد سے کہا کہ دیکھتا کیا ہی جلد اسکا فیصلہ کر جلاد نے ہرمز کی طرف دیکھا بادشاہ نے
اشارہ کیا کہ ہرگز تلوار نہ مارنا اور نورالدہر سے پوشیدہ کہلا بھیجا کہ آپ جلد تشریف لا لیے نہین تو اسد خورشید
کو مارے ڈالتا ہی جلاد نے جو قتل کرنے مین تامل کیا اسد نے دیکھا کہ جلاد تاخیر کر رہا ہی اُس سے کہا کہ دور ہو مردک
مین اپنے ہاتھ سے اسے قتل کرونگا اور تلوار کھینچکر چلا خورشید نے کہا کہ ای اسد مین ایلچی گری کے بہانے سے
تجھے قتل کرنے آیا تھا معاملہ برعکس ہو گیا کہ تو ہی مجھے قتل کرنے لگا مثل مشہور ہی کہ چاہ کندہ را چاہ در پیش معلوم ہوا
کہ میری قضا تیرے ہاتھون تھی خیر کچھ مضائقہ نہین اسد قریب خورشید کے پہونچا ہی تلوار کا ہاتھ بلند کیا تھا کہ اُسی وقت
شاہزادۂ نورالدہر برآمد ہوا اور نعرہ کیا کہ ای اسد خبردار تلوار خورشید پر نہ مارنا جو اپنے گھر آئے کوئی اُسے
قتل کرتا ہی یہ رکا تھا کہ دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور ایرج نوجوان اندر بارگاہ کے آیا نورالدہر بولا ای ایرج
تم کیون آئے ہو ایرج نے کہا کہ مین نے سُنا تھا خورشید قتل ہوتا ہی اُسکے بچانے کو آیا ہون کوئی بھی ایلچی کو
قتل کرتا ہی نورالدہر نے کہا مین کب قتل ہونے دیتا ہون اسد نے کہا کہ بھائی صاحب یہ میرے قتل کرنے کو
آیا تھا خود اس امر کا مقر تھا اور آپ نے میرے ہاتھ سے اسے بچا دیا القصہ نورالدہر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون
کو کہ قید خورشید کی دور کرین اُس وقت خورشید نے آپ قید اپنی توڑ کر پھینکدی ایرج اپنے ساتھ لیکر باہر نکلا
دونون مرکبون پر سوار ہوئے اور اپنے اپنے لشکرون کو چلے راہ مین ایرج نے پوچھا کہ ای خورشید تم کیونکر
گرفتار ہوئے خورشید بولا کہ بھائی سب کے سب منارہ گردن کشیدہ رو وغیرہ مجھپر یکایک آپڑے ہین گرفتار ہو گیا
ایرج نے کہا ای خورشید نورالدہر کا اتنا اندیشہ مجھے نہین ہی جسقدر ان لوگون کا ہی یہ کشیدہ رو منارہ گردن
غضب کے ہین خورشید نے کہا بھائی بلا سے کی بات اور ہی میدان مین سب کو مارینگے کہان جانے پاتے ہین اور
پہلے تو مین اس دیوانے کو میدان مین بلاؤنگا اسکو مار کر اورون سے سامنا کرونگا یہی باتین کرتے ہوئے داخل
بارگاہ ہوئے پوشاک بزم پہن کر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا نشے مین آکر خورشید نے حکم دیا کہ بجے
طبل جنگی اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارون نے آکر شاہزادۂ نورالدہر کو خبر دی کہ
خورشید ستارہ پرست نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ
بجے اُسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ آرائے نبرد ہوئے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے خورشید ستارہ پرست ایرج سے اجازت لیکر میدان
مین آیا مرکب کو جولان دیا نیزے کے ہاتھ خوب نکالے بعد اُسکے نعرہ کیا کہ ای دیوانے جھول مکار دغاباز اگر تجھکو دعوی
شجاعت کا ہی تو آ میرے مقابلے کو کیا بھاگ بھاگ کر لڑا کرتا ہی چورون کی طرح سرنگھ ہو کر لڑ تو مزہ ہی اسد نے چاہا کہ مقابلے
کو جائے نورالدہر نے منع کیا کہ ای اسد مین تجھے خورشید کے مقابلے کو نہ جانے دونگا تو خورشید سے عہدہ برآ نہ ہو سکیگا

اور وہ تیرا دشمن ہی جان سے مار ڈالیگا اور اگر تو مارا گیا تو مین دادا جان کو کیا مُنھ دکھاؤنگا اسد بولا بھائی صاحب مین
خورشید سے دست و گریبان نہ ہونگا دور سے تلوار کی لڑائی لڑونگا نورالدہر بولا مین تمھین نہ جانے دونگا اسد بولا
کہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ جانب صحرا سے گرد و غبار کا نشان بلند ہوا اور نقابدار قنتورہ پوش نمایان ہوا
ایک جانب میدان مین آکر قائم ہوا خورشید کو مانند مہر تابان میدان مین مرکب پری پیکر پر سوار جلوہ گر دیکھا عیار
کو حال دریافت کرنے کو بھیجا اُسنے آکر کہا یہ لشکر اسلام ہی وہ لشکر ستارہ پرستون کا اور آفتاب پرستون کا ہی اور میدان
مین خورشید ستارہ پرست کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہی نقابدار نے کہا مین طرفدار ہون خدا پرستون کا کسواسطے کہ عمرو
سے اور مجھسے بھائی چارہ ہی مجھے کب گوارا ہی کہ میرے ہوتے کوئی خدا پرستون سے لڑے یہ کہکر گھوڑے کو اُڑایا مقابل
خورشید ہوا خورشید تیغ آور زن ہوا مرکب برابر سے پیچھے ہٹگئے رانون مین مسلکر مرکبون کو پھیر کر ایک دوسرے سے
مقابل ہوا اگر خورشید نے دیکھا کہ اندر سے سحاب نقاب کے ایک آفتاب جلوہ گر معلوم ہوتا ہی اور ہاتھ پاؤن عورتون
کے ایسے ہین حیران ہوکر پوچھا ای نقابدار کیا نام تو کیون میرے مقابل آکر کھڑا ہوا مجھے تو مقابلہ ان خدا پرستون سے پڑا ہوا ہی
نقابدار بولا مین طرفدار ہون خدا پرستون کا تجھکو سزا دینے آیا ہون میرے ہوتے کوئی خدا پرستون سے آنکھ نہین
ملا سکتا خورشید آگ ہوگیا اور کہا کہ تجھے بہت گھمنڈ ہی اپنی شجاعت کا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے لا اپنا حربہ نقابدار
پکارا کہ مبتدی ستی اپنا دستور نہین خورشید نے نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا خبردار خبردار کہکر نقابدار پر مارا اُسنے نیزے کو نیزے کی سنان
پر روکا لڑائی نیزہ بازی ہونے بہت دیر تک نیزہ بازی رہی لیکن مطلب کسی کا نہ بر آیا ہاتھون سے ستنا مین ٹپک دین تلوارین
کھینچلین خورشید نے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے جھٹکی دی کہ تلوار پٹ پڑی قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالدیا زور
ہونے لگا مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھگئے کود کود کر سرگرم تلاش ہوئے چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے
روشنی طرفین سے آئی تماشائیون مین باہم غل تھا کہ میان عجب تماشے کی لڑائی ہی جب تک ان دونون مین فیصلہ نہ ہوگا
ہم نہ جائینگے اور ایرج بھی ایک طرف خیمہ استادہ کراکر بیٹھا نورالدہر و اسد و صرصر تاجدار ایک جانب خیمہ استادہ
کرکے بیٹھے تماشا دونون کی کشتی کا دیکھ رہے ہین تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز پہر دن باقی تھا کہ نقابدار قنتورہ پوش
نے لنگر خورشید کا اُکھیڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھکر حوالے کیا اپنے عیار کے اور لشکر
سے خورشید ستارہ پرست کے پکار کر کہا کہ اب اس سے تم دست بردار ہو جاؤ اور اپنے ملک کو چلے جاؤ یہ کہکر ایک
سمت راہی ہوا ایرج کا حوصلہ نہ پڑا کہ جاکر خورشید کو نقابدار سے چھینے مُنھ دیکھتا رہ گیا پھر کر اپنی بارگاہ کو چلا گیا
اُدھر لشکر خورشید کا حیران و پریشان ہوکر کوچ کر کے شہر اختر پر کو روانہ ہوا نورالدہر و اسد پھر کر اپنے خیمے
مین داخل ہوئے مگر ایرج نے اپنی بارگاہ مین بیٹھکر بہزاد مرتد سے کہا کہ افسوس خورشید گرفتار ہوگیا اور نقابدار
اُسکو لیکر چلا گیا اگر رہتا تو مین اُس سے لڑتا عوض خورشید کا لیتا بہزاد بولا ای شہریار چلے جانا نقابدار کا بہتر ہوا ای
نقابدار وہ بلا ہی کہ صاحبقران تک اُسنے عہدہ بر آ نہین ہوئے باوجودیکہ صاحبقران مالک اسم اعظم ہین ایرج
نے کہا کیا یہ نقابدار ساحر ہی قارن قمر بین نے کہا کچھ حال اسکا نہین کھلتا کہ یہ کیا آفت ہی ایرج نے کہا خورشید
تو میرا اعظم کے سپرد کیا ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین نورالدہر سے مقابلہ کرونگا اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا
ہرکارے سے خبر پاکر خدمت مین صرصر تاجدار کی حاضر ہوئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لاکر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین طبل جنگ بجا ہی کل
اُسکا ارادہ ہی کہ شاہزادہ عالم و عالمیان سے مقابلہ کرے نورالدہر نے فرمایا کچھ پروا نہین جو خالق چاہیگا وہ کریگا ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجے بموجب حکم کے کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکر و ان تیاری جنگ رہی

صبح کو فوج اسلام میدان کارزار مین آئی تخت بادشاہی قلب سپاہ مین قایم ہوا اُدھر سے فوج آفتاب پرستون کی کمال عظم و
شان سے دکھائی دی آگے آگے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا تھا آکر ایک طرف قایم ہوا صفین آراستہ ہونے لگین
آفتاب بھی بلند ہوا آیا مگر ابتک شاہزادہ نورالدہر کا میدان مین پتا نہین اسد نے کہا کیا سبب ہی کہ بھائی صاحب ابتک
معرکۂ کارزار مین نہین آے جاکر دیکھون تو سہی کہ کیا ماجرا ہی اسد اور طہماس دونون خوابگاہ مین شاہزادے کی آے دیکھا
تو خادم و خدمتگار کھڑے ہین اور شاہزادہ دوشالہ تانے بیخبر سوتا ہی پوچھا اُن خادمون سے کہ شاہزادہ آج ابھی تک کیون
نہین بیدار ہوا شب کو کسوقت سونے کا اتفاق ہوا تھا اُنھون نے عرض کیا کہ سوے تو اپنے معمول پر تھے مگر ابھی تک نہین
جاگے بلکہ نماز صبح بھی قضا ہو گئی بس اسد نے جلدی سے کونا دوشالے کا منھ پر سے سرکایا تو عجب حالت دیکھی کہ سر اُس
افسر عالم کا کٹا ہوا الگ پڑا ہی اور خون سے تمام توشک تر ہی زلفین دونون طرف رخسارون پر لپٹی ہوئی ہین چشم حیرت
کھولے ہوے آثار تبسم چہرے پر ظاہر ہین بس یہ عالم دیکھتے ہی نعرۂ کوہ شگاف کیا اور پکارا کہ ای طہماس بھائی صاحب کو تو کسی نے
مار ڈالا سر کٹا ہوا پڑا ہی تم بھی آخری دیدار دیکھ لو اور پکارا کہ ای شاہزادۂ عالی وقار افسوس مجھکو کہین کا تمنے نہ رکھا آخری
وقت مین کچھ وصیت بھی نہ کر گئے اور دونون ہاتھ منھ پر مارے یہ کہکر بیہوش ہو گیا اِدھر طہماس نے گریبان چاک کیا
پچھاڑین کھانے لگا اور یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے ذیوقار تم آپ تنہا سفر کر گئے اور اس
خدمتگار کو چھوڑ گئے یہ خادم اب کہان جاے کیا کرے یہ دونون اس عالم مین ہین اب ایک غلغلہ ہوا اور یہ خبر وحشت اثر
ہرمز تاجدار کو عین میدان جنگ مین پہونچی کہ شاہزادہ نورالدہر کو کوئی خوابگاہ مین آکر رات کو ذبح کر گیا
اسد اور طہماس اپنی حالت تباہ کر رہے ہین یہ سُنتے ہی ہرمز نے تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور روتا پیٹتا دوڑا
کہ ہاے ہاے یہ کیا ہو گیا پھر تو تمام فوج مین ایک حشر بپا ہو گیا سردار خاک اُڑانے لگے میدان سے پھر پھر کر آے
اسد اور طہماس تو دیوانے ہو کر ایک ایک کفنی گلے مین پہن کر نکلگئے ہرمز تاجدار اور تمام سردار لاش اُس
شہریار کی دیکھکر پیٹنے لگے رونا شروع کیا کوئی سر کو پیٹے ہوے منھ سے منھ مل رہا ہی کوئی لاش سے لپٹا ہوا ہی اور محل مین
قیامت مچی ہوئی ہی آثار حشر جنگل مین نمایان ہین القصہ کہانتک اس نوحہ و ماتم کو طول دیا جاے لاش اُس شہریار کی اُٹھائی
تمام سردار کاندھا بدلواتے گئے لیجاکر دامن آذر کوہ مین دفن کیا گنبد بہت پر تکلف قبر پر استادہ کرایا قرآن خوان مقرر کیے
تمام لشکر سیاہ پوش ہوا دو روز تک تو رونے پیٹنے مین کھانا پانی سب کو حرام تھا آخر کہرام اے اختر شناس نے نورالدہر
کو جو علم نجوم مین دیکھا زندہ پایا اور معلوم ہوا کہ بعد چند روز کے شاہزادہ اچھی طرح سے آئیگا ہاتھ باندھ کر ہرمز تاجدار
سے عرض کیا کہ شاہزادۂ نورالدہر زندہ و سالم ہی بعد چند روز کے انشاء اللہ آپ سے ملاقی ہوگا اگر اسمین
فرق نکلے تو آپ مجھکو قتل کیجیے گا بارے اس کلام سے کچھ بادشاہ کو تسکین ہوئی مگر حال سُنیے ایرج کا جس وقت
اِسنے یہ سُنا کہ نورالدہر مارا گیا ایک آہ سرد کھینچی اور آنکھون سے آنسو گر پڑے کہا افسوس ہی نورالدہر کی
جوانی پر قسم ہی نیر اعظم کی کہ مین اسکی جان کا دشمن نہ تھا یہ نہ چاہتا تھا کہ نورالدہر مارا جاے اُداس پریشان میدان
سے پھر کر آیا لباس سیاہ پہنا اور تمام لشکر کو سیہ پوشی کا حکم دیا ایک ہفتہ اس طور پر گذرا تھا کہ ایک دن بہزاد مرتد نے
بہکایا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ غنیمت سمجھین کہ نورالدہر مارا گیا اگر وہ زندہ رہتا تو آپ کبھی اُسکے سامنے
سر سبز نہ ہوتے شکر کیجیے نیر اعظم کا کہ دشمن کا کام تمام ہوا لباس سیاہ اُتاریے بارگاہ سلیمانی ہرمز تاجدار سے
طلب کیجیے اسمین بیٹھکر دربار کیجیے ہان اگر سرداران نورالدہر سے آپ کو خوف ہی تو بارگاہ نہ منگوائیے جانے دیجیے
ایرج نے کہا کیا خوب مین نورالدہر سے تو خوف کرتا نہ تھا سردار اُسکے کیا مال ہین اور اُسی وقت لباس سیاہ

دور کیا پوشاک نفیس پہنکر بارگاہ مین بیٹھا شاپور سے کہا کہ تم جاکر ہرمز تاجدار سے کہو کہ بارگاہ سلیمانی میرے پاس تھی
مجھے لندھور نے دی تھی دیوانہ مجھسے چھین لیگیا تھا اب بارگاہ میری آپ مجھکو بھجوا دیجیے ورنہ بجبر چھین لونگا
شاپور نے جاکر پیغام ایرج کا ہرمز تاجدار کو دیا تمام سرداران نور الدہر یہ پیغام سُنکر درہم وبرہم ہوئے پکارے
کہ ای شہریار ہم بارگاہ نہ دینگے لڑنے اور مرنے کو موجود ہین ہرمز تاجدار نے گہرا سے اختر شناس سے پوچھا کہ
تم کیا صلاح دیتے ہو گہرا سے اختر شناس نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ بارگاہ کا دیدینا اچھا ہی اگر نہ دیجیے گا تو
کشت وخون ہوگا اور اگر شاہزادہ زندہ وسلامت ہی تو بارگاہ پھر ہاتھ آجائیگی ہرمز تاجدار نے شاپور کو خلعت
دے کر رخصت کیا اور کہا کہ تم جاؤ ہم بارگاہ بھیجے دیتے ہین شاپور تو چلا گیا اب ہرمز تاجدار نے سب سرداروں کو سمجھایا
کہ صاحبو ہم اپنے رنج والم مین گرفتار ہین لڑنا بھڑنا کیسا خدا فضل کریگا اور شاہزادہ نور الدہر زندہ ظاہر ہوگا تو اُسوقت
سمجھ لینا سبھون نے عرض کیا ای شہریار ہم آپ کے مطیع ہین جو آپ مناسب جانین وہ کرین ہرمز تاجدار نے
اُسی وقت بارگاہ سلیمانی شتر اور قاطر اور چھکڑون پر لدوا کر بھجوا دی ایرج نوجوان نے بارگاہ سلیمانی استادہ کراکے
بدستور سابق جلوس کیا دو دن کے بعد بہزاد مرتد نے ایرج سے کہا کہ مرکب پری وش نور الدہر کا بہت خوب
مرکب ہی اُسے آپ اپنی سواری کے واسطے ہرمز تاجدار سے منگوا لیجیے اب نور الدہر تو زندہ نہین جو اُس پر
چڑھیگا ایرج نے بہزاد کے ورغلانے سے ہرمز تاجدار سے کہلا بھیجا کہ مرکب پریوش نور الدہر کا مجھے بھیجدو
اگر نور الدہر آئیگا تو مجھسے لے لینا یہ پیغام جو ہرمز کو پہونچا گہرا سے اختر شناس سے صلاح لی کہ اب تم کیا کہتے ہو
اُسنے عرض کیا کہ حضور بھیجدینا صلاح ہی سردار مانع ہوئے کہ ایرج اسی طرح ہر روز دباؤ ڈالکے اسباب شاہزادے
کا منگوائیگا جب نہ دیجیے گا تو آمادہ جنگ ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ ایک مرتبہ لڑ لیجیے جو کچھ ہونا ہو ہو جاے اور ہم تو
بارگاہ دینے مین بھی راضی نہ تھے آپ نے بھیجدی گہرا سے اختر شناس نے کہا جہانتک رفع شر کیا جاے کیجیے
میری صلاح یہ ہی کہ لندھور کے پاس کہلا بھیجیے کہ ایرج ناحق ہمکو تنگ کرتا ہی ہم تو شاہزادے کے غم مین بیٹھے ہین
اور وہ لوگون کے بھڑکانے سے اسباب نور الدہر کا منگوا بھیجتا ہی آپ جانشین حمزہ صاحبقران ہین مرد بزرگ ہین
آپ اِسکا تدارک کیجیے یہ پیغام گیا لندھور بن سعدان نے سُنکر اُسی وقت سوار ہوکر ایرج کے پاس آکر کہا کہ
ای ایرج نوجوان تمکو لوگ بھڑکاتے ہین اور تم بھڑکانے سے لوگون کے اسباب نور الدہر کا طلب کرتے ہو غضب
کرتے ہو کسی کے ورغلانے پر نہ جاؤ یا تو تم نور الدہر کے غم مین سیاہ پوش ہوئے تھے یا اب ایسے بیمروت ہو گئے یہ
طریقہ اچھا نہین اس سے باز آؤ تمھارے پاس اسباب کیا کم ہی مین نے تمکو اثاثہ صاحبقرانی سب دے دیا
کوئی چیز تمسے عزیز نہین کی غرض ایسا سمجھایا کہ ایرج منفعل ہوا کہا کہ اچھا مین کوئی شی طلب نہ کرونگا مگر یہ کوچ کرکے
یہان سے چلے جائین میرے سامنے نہ رہین لندھور نے کہا اچھا یہ ہو سکتا ہی اور آکر اپنے مقام پر ہرمز تاجدار
سے کہلا بھیجا کہ آپ یہان سے کوچ کرکے چلے جایے کوئی آپ سے نہ اسباب مانگیگا نہ متعرض ہوگا ہرمز اُسی وقت
مع لشکر کوچ کرکے روانہ ہوا سامنے قلعہ مشتری حصار کے آیا آب وہوا یہان کی بہت اچھی تھی یہ خبر ایرج نوجوان
ہو لی کہ لشکر نور الدہر کا شہر مشتری حصار پر جا کے اُترا ہی بہزاد مرتد نے کہا کہ آپ یہان سے جائینگے وہ موقع
دیکھکر یہان آئینگے اور آپ کے ملک لیے ہوئے اپنے تصرف مین لائینگے جس طرح اور آپ کے ملک مانند اختم
اور مشتری حصار وغیرہ کے اپنے قبضے مین کر لیے آپ اُنسے کہلا بھیجیے کہ ملک باختر سے نکلکر ظلمات یا اور کسی سمت
کو چلے جاؤ ایرج نے یہی ہرمز تاجدار سے کہلا بھیجا کہ اگر میری تلوار سے امان چاہتے ہو تو باختر مین نہ رہو ورنہ

سب کو قتل کر دونگا جب یہ پیغام ہرمز تاجدار کو پہونچا نہایت پریشان ہوا باہم مشورہ کیا کہ کیا کرین عادی گشتہ رو
منارہ گردن ان سب کی یہ صلاح ہوئی کہ جہان سے آے تھے وہین پلٹ چلین اور ایرج سے لڑین بعضون نے
کہا کہ ایرج کو یہان آنے دو جس وقت وہ یہان آئیگا سمجھ لینگے ہرمز تاجدار نے سہیل خان گہرائے اختر شناس
چالاک بن عمرو وغیرہ کو علحدہ لیجاکر مشورہ کیا کہ یہ لڑنا اور مرنا تو اُس وقت مین ہی کہ جب اور کچھ تدبیر نہ ہوسکے اور مین
چاہتا ہون کہ ان سردارون مین سے کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹے مگر عیار ہی سہیل خان کا شعلۂ شب گرد وہ بھی وہان
موجود تھا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار اگر حکم ہو تو مین ایرج کو جاکر پکڑلاؤن جب تک شاہزادہ نورالدہر آے
ایرج کو مقید رکھیے گا سب نے اُس عیار سے کہا کہ بس یہی امر بہت خوب ہی اگر ایرج تجھسے آسکے تو پکڑلا وہ عیار
یہ سُنکر اسی وقت روانہ ہوا اور وہ شخص جو پیغام ایرج کی طرف سے لایا تھا اُس سے کہا کہ جاکر ایرج سے کہدینا
کہ ہم بعد ایک ہفتے کے ظلمات کو چلے جائینگے وہ بھی یہ جواب لیکر راہی ہوا مگر حال سُنیے شعلۂ شب گرد کا یہ دامن
آذر کوہ مین پہونچا قضاے کار ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ بہلیے قراول ساتھ ہین شکار کھیل رہا ہی ایک آدمی
سے پوچھا کہ یہ کون ہی معلوم ہوا کہ یہی ایرج نوجوان صاحبقران زمان ہی بس یہ سُنتے ہی سامنے ایرج کے
آکر سلام کیا ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ مین کوکا ہون ملکہ گیتی افروز کا مہروند میرا نام ہی ایرج
نے جو نام ملکہ گیتی افروز کا سُنا باغ باغ ہو گیا پوچھا کہ کہان سے آتے ہو عرض کیا کہ ملکہ نے خبر قاسم کے واسطے ظلمات
کو بھیجا تھا ایرج نے پوچھا کہ پھر کیا خبر لاے بولا کہ آپ بیٹھیے تو مین جو کچھ حال ہی گذارش کردون ایرج اُسے ساتھ
لیکر خیمے مین آیا بہت سی خاطر و مدارات کی مخاطب ہوا کہ اب حال بیان کرو اُسنے کہا کہ ای شہریار گیتی افروز تو
آپ پر بدل و جان عاشق ہی جب آپ فولاد بازرگان کے ساتھ گئے تھے اور ہوا سے پردہ اُٹھ گیا تھا اُسی وقت
سے وہ آپ کو دیکھکر ہزار جان عاشق و شیدا ہی علامت محبت چہرے سے ہویدا ہی اور اب جو آپ نے نامہ
قارن قمر بین کے ہاتھ بھیجا تھا وہ نامہ جب سے دیکھا ہی اور زیادہ بیقرار ہی کہ آب و دانہ چھوٹ گیا ہی مگر کیا کرے
اپنے اختیار مین نہین ناچار و مجبور ہی بہانہ قاسم کا ہی مگر آپ کے فراق مین رویا کرتی ہی بالفعل لوگون نے
مشہور کیا تھا کہ قاسم زندہ و سلامت چاہ الماس سے نکلا اس پتے پر ملکہ نے مجھے خبر طلسم کے واسطے بھیجا تھا سو
ای شہریار واقع مین قاسم چاہ الماس سے سلامت تو نکلا ہی مگر مردے سے بدتر ہی کیونکہ جو شخص مہینون
اژدہے کے پیٹ مین رہے اُسکی زندگی کیونکر ہو نہایت زرد و ضعیف ہی تپ ایک دم اُسے نہین چھوڑتی کوئی دس
پانچ دن کا مہمان ہی مرجائیگا مجھے قاسم نے جو دیکھا کہا کہ ای مہروند میرا تو وقت اخیر ہی گیتی افروز سے کہنا کہ
مین نے اجازت دی تم اور شوہر کرلو اپنی جوانی کو برباد نہ کرو لہذا جب سے مین ظلمات سے آیا ہون آپ کی تلاش مین
تھا کہ یہ خوشخبری سُناؤن ایرج کا یہ عالم ہی کہ پھولا نہین سماتا ہر مرتبہ اُس عیار کو گلے لگاتا ہی بار بار اشرفیان اور جواہر
انعام مین دیتا ہی اور کہتا ہی ای مہروند دیکھ تو مین تیرا کیا رتبہ کرتا ہون دولت دنیا سے تجھکو غنی کردونگا پھر پوچھا کہ
ای مہروند حمزہ کہان ہی کیا صورت ہی مہروند نے عرض کیا کہ حمزہ ضعیف ہوا تمام دست و پا مین رعشہ ہی عمرو اسی غم مین
اندھا ہو گیا پہلوان عادی کو عارضۂ استسقا ہی کرب مرا گیا ایرج نے پوچھا حمزہ نے جانشین کسکو کیا کہا کہ
نورالدہر کو ایرج نے کہا کہ حمزہ نے بیٹون کے ہوتے پوتے کو کیون جانشین کیا بیان کیا کہ ہرچند شاہ نے سب
فرزندون اور سردارون کو قتل کیا اب کوئی نہین رہا ایرج یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای مہروند مین بھی
ایک نامہ لکھتا ہون تو گیتی افروز کو جاکر دینا اُسنے عرض کیا بہت اچھا مین آنکھون سے نامہ آپ کا لیجاؤنگا

اور زبانی بھی آپ کا اشتیاق ظاہر کرونگا ایرج نے کہا کہ اب میرے ساتھ لشکر مین چلو اُسنے کہا بہت اچھا مگر یہ صورت
مبدل چلونگا القصہ ایک خدمتگار کی شکل بنکر ایرج کے ساتھ ہوا ایرج اُسے لیے ہوئے شادان و فرحان داخل
بارگاہ ہوا بہزاد مرتد قارن قمر بین کو بُلایا اُسنے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ یہ کوکا ہی ملکہ گیتی افروز کا اسکے ہاتھون
نامہ خوب پہونچیگا اور اُسی وقت خط شوقیہ اپنے ہاتھ سے لکھکر مہروند کو دیا اپنے ساتھ کھانا کھلایا نہایت اعزاز و اکرام
سے پیش آیا جب رات ہوئی قارن و بہزاد کو سویرے سے رخصت کیا مہروند علی کا پلنگ اپنے پلنگ کے برابر
بچھوایا باتین کرنے لگا ایک دو گھڑی گذری تھی کہ ایرج سو گیا شعلہ نے موقع دیکھکر دارو بیہوشی باطمینان تمام
ایرج کے دماغ مین پھونکی اور باندھکر پشتارہ لیکر ایرج کو چلا پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی صحرا مین پہونچا ہی کہ اُدھر
سے دہ دیو عیار آتا تھا جب دونون قریب ہوئے دہ دیو نے دیکھا کہ یہ لشکر ایرج کی طرف سے پشتارہ بدوش آتا ہی
پکارا کہ تو کون ہی اور پیٹھ پر تیرے کیا ہی شعلہ نے کہا کہ تو کون ہی پوچھنے والا تو اپنے راستے چلا جا مین اپنے راستے جاتا ہون
دہ دیو بولا مین تجھے نہ جانے دونگا جب تک مفصل حال نہ سُن لونگا یہ کہکر پہنچے پہ ہاتھ ڈالا شعلہ شب گرد نے جواب دیا
کہ مین عیار ہون سہیل خان کا ایرج کو پکڑے لیے جاتا ہون دہ دیو بولا کہ زندگی اپنی چاہتا ہی تو ایرج کو میرے
حوالے کردے اور تو چلا جا شعلہ نے کہا مین نے کمال محنت و مشقت سے اسے اسیر کیا ہی کیونکر تجھے دے دون
ہرگز نہ دونگا دہ دیو نے کہا مین زبردستی لونگا کب ہو سکتا ہی کہ میرے سامنے سے تو ایرج کو لیجا اور یہ کہکر پنجہ شعلہ پر
مارا شعلہ نے اُسکا وار روکا اور اپنا پنجہ دہ دیو پر مارا دہ دیو نے پنجہ شعلہ کا چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر زمین پر دے مارا
کہ شعلہ چارون شانے چت گرا پشتارہ ایرج کا ایک طرف گر پڑا دہ دیو چھاتی پر شعلہ کی چڑھ بیٹھا اور خنجر کھینچکر چاہا
کہ ذبح کرے شعلہ دعا بدرگاہ قاضی الحاجات مانگنے لگا کہ ای حافظ حقیقی و ای نگہبان تحقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے
مجھے بچا اور میری محنت کو ٹھکانے لگا واسطہ اپنے بندگان خاص کا شعر چہ عاجز رہانندہ دانم ترا + درین عاجزی چون
نخوانم ترا + کہ ایک آواز پیدا ہوئی ذرا ٹھہر جا دہ دیو ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ یہ کسکی آواز ہی کوئی اُسے نظر نہ آیا پھر اُسنے
قصد کیا کہ خنجر شعلہ کی گردن پر پھیرے کہ وہ آواز نزدیک سے آئی کہ او حرامزادے نہین مانتا تو آیا مین اب جو دیکھا
تو ایک حبشی بلند بالا قوی ہیکل سامنے سے نمودار ہوا اور پھر نعرہ کیا کہ کیون تو اسے ذبح کرتا ہی تو کون ہی اور یہ کون ہی
دہ دیو بولا کہ مین عیار ہون ایرج کا اور یہ عیار ہی سہیل خان مشتری حصاری کا ایرج کو پکڑے لیے جاتا تھا مین نے اسے
گرفتار کیا ارادہ قتل تھا کہ آپ آپہونچے اُس حبشی نے کہا ہان یہ ارادہ ہی مین کب تجھے زندہ چھوڑتا ہون جائیگا کہان میرے
ہاتھ سے اور خنجر کھینچکر دہ دیو پر دوڑا دہ دیو پر ایسا رعب غالب ہوا کہ بھاگا سامنے سے اُس حبشی نے بھاگتے ہوئے پر خنجر مارا
کہ پشت پر پڑا اور سینے کے پار گذر گیا وہ ہاے کر کے گرا سر اُسکا دوڑکر کاٹ لیا شعلہ شب گرد کی مشکین کھولدین کہا کہ
پشتارہ ایرج کا لیجا اُسنے کہا کہ ای بہادر بڑا احسان تو نے مجھپر کیا کہ جان بخشی میری کی اب اپنے نام نامی سے آگاہ کر
وہ بولا کہ مجھے جانسوز بن قران کہتے ہین یہ کہکر صحرا کو راہی ہوا شعلہ شب گرد ایرج کا پشتارہ لیکر پھر روانہ ہوا
اِدھر لشکر ایرج مین صبح کو غل ہوا کہ ایرج بستر خواب پر سے غائب ہی اور وہ خدمتگار بھی نہین ہی بہزاد مرتد نے
کہا کہ مین تو کل ہی سمجھا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی شاپور نے پیترا دیکھکر کہا کہ یہ عیار ہی سہیل خان مشتری حصاری کا
جو ایرج کو لیگیا طرماسپ بولا کہ چلو تعاقب مین شاید ملجاے دیلم نے کہا کدھر چلین صلاح ہوئی کہ مشتری حصار
کی طرف بس یہ شیاطین تعاقب مین روانہ ہوئے راہ مین دہ دیو کا لاشہ پڑا ہوا دیکھا یقین ہوگیا کہ اسی طرف گیا ہی
اور مرکبون کو تیز کیا دور سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش بھاگا جاتا ہی نعرہ کیا کہ آپہونچے ہم کب چھوڑتے ہین

تجھکو کہ تو ایرج کو بیجاے شعلہ شب گیر نے دیکھا کہ طرماسپ آپہونچا گھبرا گیا سامنے پہاڑ تھا اُسپر چڑھ گیا اور ایرج کا سر
پشتارے سے باہر نکالکر خنجر گلے پر رکھ دیا اور پکارا کہ اگر اب تم آگے بڑھے تو مین نے اسے مار ڈالا اب طرماسپ ٹھٹکا
کیونکر پہاڑ پر قدم رکھے مگر پہاڑ کو گھیرے ہوئے کھڑا ہی شعلہ شب گیر دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار بچھے ان ظالمون
سے بھی بچا سوا تیرے اس وقت بیکسی مین کوئی حامی و مددگار میرا نہین ہی ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ پردۂ بیابان سے
گرد اُڑی اور ایک نقابدار سبز پوش چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا اور قریب آکر حال دریافت کرکے نعرہ کیا کہ
باش ای کافران بچیا کب چھوڑتا ہون تجھین کہ تم اس عیار کو ایذا دو بہزاد مر تد نے گھوڑے کو چمکایا کہ او نقابدار مغلوک
روزگار تو حمایتی اس عیار کا بنکر آیا ہی پہلے تجھکو مارین تو آقا کو اپنے چھڑائین یہ کہکر تلوار اُس نقابدار پر ماری نقابدار نے
تلوار اُسکی رد کرکے جو اپنا وار کیا کہ تلوار سپر کو قلم کرکے سر پر گری کہ تا دوابر دا اُتر گئی زخم کاری بہزاد مرتد کے لگا بس یہ
دیکھتے ہی دیلم شباط زنگی نے سامنا کیا ارۂ پشت نہنگ مار انقابدار نے تلوار سے اسے کو قلم کیا اور وہی تلوار
جو ماری دیلم نے گھبرا کر سپر اُٹھا دی تلوار سپر کو کاٹ کر تا دوابر اُتر گئی دیلم شباط بھی زخمی ہوا اب طرماسپ نے
گینڈا اپنا آگے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ دو بہادر دن کو زخمی کیا تو نے آیا مین دیکھو تیری کیا
حالت کرتا ہون یہ کہکر برابر نقابدار کے آکر برچھا ہاتھ مین چڑھا ہوا تھا نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزہ نیزے پر
لیا لگی نیزہ بازی ہونے آخر کار نقابدار نے نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ غیظ و غضب مین آیا اور پکارا
کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر کیا مضائقہ ہی نیزہ بازی خلاف بازی گرز بازی محال بازی
یہ کہکر سات سو من کا ساطور دو دستی نقابدار پر مارا نقابدار نے ضرب ساطور کو رد کیا اور تلوار ماری طرماسپ
نے ساطور پر روکی تلوار نے ساطور کو قلم کیا طرماسپ جھکا آڑا ہو گیا تلوار ساطور کو قلم کرکے جو گری پیلا ران پر
طرماسپ کی بیٹھا کہ ران طرماسپ کی زخمی اور گردن گینڈے کی قلم ہوئی یہ بھی زخمی ہوا غشی طاری ہوئی لوگ
طرماسپ کو اُٹھا کر لیگئے نقابدار نے اور مبارز طلب کیا جب کوئی نہ نکلا نقابدار لشکر کفار پر گرا قتل کرنا شروع کیا
وہ چند آدمی جو تھے کہ تعاقب مین طرماسپ کے چلے آئے تھے شکست کھا کر بھاگے نقابدار نے شعلہ کو پہاڑ پر سے
اُتار کر کہا کہ ایرج کو میرے حوالے کر اور تو چلا جا شعلہ شبگرد نے کہا کہ آپ لیجیے مگر اسے چھوڑیے گا نہین اور پشتارہ
ایرج کا نقابدار کو دے کر روانہ ہوا چلا مشتری حصار کو قضاے کار اتفاقات روزگار ادھر سے یہ جاتا تھا
اُدھر سے اسد بن کرب غازی گیروا لباس پہنے ہوئے اُداس و پریشان چلا آتا تھا کہ شعلہ کو جو دیکھا پوچھا
تو کہان سے آتا ہی اُسنے تمام احوال ایرج کے پکڑ لانے کا بیان کیا اسد نے جو سُنا کہ ایرج نقابدار کے
پاس ہی اُسی وقت روانہ ہوا کہ چلکر ایرج کو اُس سے لیجیے اور قتل کیجیے جب قریب پہونچا دیکھا کہ بازار آراستہ ہی
خیمہ استادہ ہی سیر کرتا چلا آتا ہی دروازۂ بارگاہ پر پہونچا تھا کہ نقابدار نے اسد کے آنے کا حال سُنکے دروازے
پر آکے استقبال کیا اسد نے سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیا ہاتھ پکڑ کر اندر بارگاہ کے لیگیا بہت عزت
سے کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اسباب دعوت سامنے موجود کیا اور پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا حالت ہی تمھاری لباس فقیرانہ
کیون پہنا ہی اسد نے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور کہا کہ ای نقابدار کیا بیان کرون شاہزادہ نور الدہر
لشکر ظفر اثر لیکر ایرج کے مقابلے کو آیا تھا ایرج نامرد نے دیکھا کہ مین مقابلہ نور الدہر کا نہین کر سکتا
رات کو کسی کو بھیج کر سر اُس شیر بیشۂ شجاعت نہنگ دریاے مروت کا کٹوا ڈالا مین اُسکے ماتم مین فقیر ہوا یہ
کہکر پھر رونے لگا نقابدار بھی خوب رو دیا اور کہا کہ مین نے یہ خبر سُنی تھی مگر تحقیق نہ تھا اب مفصل معلوم ہوا افسوس ہی

باجی نے بہت بُرا کیا ابھی باتین ہی تھین کہ بکاول نے آکر عرض کیا کہ خاصہ تیار ہی نوش فرمائیے کہا کہ لاؤ اور اسد غازی سے
خطاب کیا کہ بیٹا ہاتھ دھو کر کھانا کھاؤ اسد پھر آنکھون مین آنسو بھر لایا بولا ای نقابدار مین کیا خاک کھاؤن جہان
ایسا بھائی آنکھون کے سامنے سے اُٹھ جاے کھانا کیونکر کھایا جاے اب ہمارے کھانے کے لیے غم ہی اور پینے کو خون
جگر ہی نقابدار نے کہا سچ ہی مگر جو کچھ کھایا جاے کھالو اسد بولا ایک شرط سے کھاتا ہون اگر آپ صورت اپنی
مجھے دکھا دین اور نام اپنا بتا دین کس واسطے کہ مجھے نانا جان کی آواز سے آپ کی آواز مشابہ معلوم ہوتی ہی
نقابدار نے کہا اچھا آپ کھانا کھائیے مین صورت دکھا دونگا اسد نے کھانا کھایا جب دسترخوان اُٹھا ہاتھ
دھوئے نقابدار نے سب کو ہٹا دیا نقاب مُنھ پر سے اُٹھائی اسد نے ٹھیک صورت صاحبقران کی پائی
کچھ فرق نہ تھا پوچھا کہ آپ کو صاحبقران سے کیا تعلق ہی کہا کہ مین بڑا بیٹا حمزہ صاحبقران کا ہون عمرو بن حمزہ یونانی
مجھے کہتے ہین اسد لپٹ گیا کہ ماموجان آپ عمرو ہین شاہزادہ نورالدہر کے اور یہ آفتاب پرست خونی ہی اسنے بھائی جان
کو مارا ضرور اس سے عوض لیجیے اور اسی وقت مار کر قتل کیجیے نقابدار نے حکم دیا کہ جلد ایرج کو زندانخانے سے لاؤ
چوبدار گیا ایرج کو لایا ایرج قید سخت مین گرفتار بارگاہ نقابدار مین آیا نقابدار نے کہا کہ ای ایرج یہ
کیا نامردی تونے کی کہ نورالدہر ایسے شخص کو قتل کرایا غضب ڈھایا ایرج نے جواب دیا ای نقابدار قسم ہی
مجھے اپنے دین و مذہب کی کہ مین مرتکب اس امر کا نہین ہوا جسکو مجھ پر گمان ہی غلط ہی جو مجھے کہتا ہی جھوٹھ کہتا ہی بہتان
اُٹھاتا ہی اسد پکارا او بدذات بچے ہمکو تو جھوٹھا کہتا ہی جس وقت نورالدہر فرنگوشیہ مین قید ہوا اور تجھے خبر ہوئی تونے
نامہ قتل نورالدہر بین لکھکر روانہ کیا دیکھ یہ نامہ تیرا مُہری موجود ہی اور جیب مین سے وہ نامہ نکالکر سامنے
ڈالدیا ایرج نے اپنی مُہر اُسپر دیکھی اور قسم کھا کر کہا کہ مین اس سے بیخبر ہون کسی نے مجھسے پوشیدہ میری مُہر کردی ہوگی
اسد نے ایک اور کاغذ نکالا کہا کہ دیکھ یہ وہ نوشتہ ہی تیرا کہ نورالدہر جب قلعہ مرصع حصار مین قید تھا تونے
قنوط کو لکھا تھا کہ مین ہرماسپ کو واسطے قتل نورالدہر کے بھیجتا ہون ایرج نے کہا تونے اقبال شاہ کو
مار ڈالا تھا اُس غصے مین مین نے یہ مضمون البتہ لکھا تھا اس سے مجھے انکار نہین ہی اسد نے کہا پھر کیون مکرتا ہی
تو ہی تو باعث قتل نورالدہر کا ہوا ہی مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا حکم دیا کہ لاؤ جلاد کو اسے قتل کرے اُسی وقت جلاد
آکر موجود ہوا ایرج کو نطع پر بٹھایا اسد نے کہا ایک ہاتھ لگا کہ اسکا کام تمام ہو جلاد نقابدار کے حکم کا منتظر تھا
اسد نے دیکھا کہ نقابدار کچھ تامل کرتا ہی بس برہم ہو کر خود اُٹھا اور جلاد سے کہا کہ دور ہو نامرد کہ مین آپ
اسے قتل کرونگا اور تلوار کھینچکر چلا ایرج کو یقین ہوا کہ اب تو مارا گیا عالم یاس مین دعا مانگنے لگا اسد قریب پہونچا
تلوار علم کی ہی چاہتا ہی کہ قتل کرے کہ پنجہ گرا اور ایرج کو اُٹھا لیگیا اسد آسمان کو دیکھکر رہگیا خنجر گھسیٹ کر چاہا
کہ اپنے کو ہلاک کرے نقابدار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میری جان یہ تو کیا کرتا ہی احتمال ہی کہ نورالدہر زندہ ہو
اور کوئی ساحر اُسے لیگیا ہو اور کسی شخص کو نورالدہر کی صورت بنا کر سر اُسکا کاٹ کر ڈال گیا ہو اگر وہ بفضل الٰہی
زندہ و سلامت پیدا ہوا اور اُسنے سُنا کہ اسد غم مین تیرے ہلاک ہوا وہ اپنے کو ہلاک کریگا اُس وقت باعث
اُسکے قتل کا تو ہو جائیگا دوسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے آپ کو ہلاک کرنا خسر الدنیا والآخرہ ہونا ہی تیسرے یہ کہ خدانخواستہ
نورالدہر کے دشمن مارے گئے اور تو بھی مرگیا تو موجب خوشنودی ایرج کا ہوگا کہ دشمن میرا ہلاک ہوا اس سے بہتر
یہ ہی کہ دشمن کے ہلاک کرنے کی تدبیر کرو اور یہ عین نامردی ہی کہ جب کچھ نہ بس چلا تو جان پر کھیلگئے ایسا سمجھایا کہ
اسد معقول ہوا گردن جھکالی کہ ماموجان آپ بجا فرماتے ہین چلیے آفتاب پرستون کو قتل کیجیے نقابدار نے کہا

ہین موجود ہون چلو اور وہان سے کوچ کر کے سامنے لشکر ایرج کے دامنہ کوہ مین اُترا اسد نے ایک عرضی ہرمز تاجدار
کو اس مضمون کی لکھی کہ ایرج کو ہمنے چاہا تھا کہ قتل کرین اب ہم اور نقابدار سبز پوش مقابلے کو لشکر ایرج کے آے ہین
آپ بھی مع فوج یہان تشریف لاییے مگر اتفاق کار خبر نقابدار جو القاب و انساب اور کنار رنگ و شار رنگ
کوہ تخت دریا نشین کو پہونچی اور معلوم ہوا کہ یہ عمرو بن حمزہ یونانی فرزند اکبر صاحبقران با اقبال ہین خدمت مین آکر حاضر ہوئے
ملازمت کی نذرین دین نقابدار نے اُنکو خلعت دیے بہت سی شفقت فرمائی یہ چار دن اپنی فوج سمیت شریک ہوئے
القصہ وہ عرضی اسد کی جو ہرمز تاجدار کو پہونچی خود پڑھی مضمون سے آگاہ ہوئے گُہراے اختر شناس سے صلاح کی
کہ تم کیا کہتے ہو گُہراے اختر شناس نے علم نجوم مین دیکھکر عرض کیا کہ ای شہریار جانا اچھا نہین ہی ایرج اور
نور الدہر دونون جلد پیدا ہوا چاہتے ہین آپ یہین رہیے شاہزادے کے ساتھ چلیےگا یہ کلام گُہراے اختر شناس
کا سُنکر عادی کشیدہ رو منارہ گردن سب برہم ہوئے اور کہا کہ ای گہراے اختر شناس کیا کہین کہ تو مقرب
شاہزادۂ نور الدہر ہی اگر کوئی اور اس مقام پر ہوتا تو اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرتے تیری صلاح سے بارگاہ سلیمانی
بھجوا دی نہین تو ہم ایک ستون بارگاہ بھی کسی کو نہ دیتے اور ہم تو ضرور جائینگے اسد کے شریک ہونگے اور
آفتاب پرستون کو قتل کرینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے لشکر اپنا لیکر آذر کوہ کو روانہ ہوئے ہرمز تاجدار اور
گُہراے اختر شناس نے اور سردارون کو روکا نہ جانے دیا مگر عریضے کے آنے سے قبل شعلہ شبگرد عیار آیا تھا اُسنے
تمام حال بیان کیا تھا ہرمز تاجدار نے شعلہ شبگرد کو تعاقب مین کشیدہ رویون کی خبر کے واسطے روانہ کیا کہ تو جا کر دیکھ
کہ کیا ہوتا ہی وہ راہی ہوا لیکن حال سُنیے لشکر آفتاب پرستان کا کہ جس وقت بہزاد مرتد دیلم شاطر زنگی طرماسپ بن
طہماس زخمی شکست کھاے ہوئے بحال خراب مالک بن ملکوت شاہ پاس پہونچے حال بیان کیا تھا مالک بن
ملکوت شاہ نے ہرکارے خبر کو روانہ کیے تھے اُنھون نے دوپہر کے بعد آکر عرض کیا کہ اسد ایرج کو قتل کرتا تھا کہ
پنجہ ایرج کو اُٹھا کر لیگیا یہ سُنکر سب آفتاب پرست خوش ہوئے قارن نے علم نجوم مین دیکھکر کہا کہ ایرج جلد آئیگا
ٹھہرانے کا مقام نہین ہی دوسرا دن تھا کہ نقابدار اور اسد پہونچے تیسرے روز عادی کشیدہ رو منارہ گردن
وغیرہ کے آنے کی خبر اسد نے سُنی نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو بھیجا کہ بارگاہ سلیمانی اور بہزاد مرتد اور
طرماسپ کو باندھ کر میرے پاس بھیجدو نہین تو ایک آفتاب پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا مالک بن ملکوت شاہ
اور قارن قمر ہین سوار ہوکر لندھور کے پاس آے اور کہا کہ اس وقت مین سواے آپ کے ہماری کفالت
کرنیوالا اور کوئی نہین ہی آپ دستگیری کرینگے تو بچینگے لندھور نے کہا کہ مین فقط ایرج کی حفاظت کے واسطے ہون
کہ اُسے کوئی گزند پہونچاے اسلیے مین نہین ہون کہ تمھاری طرف ہوکر اہل اسلام سے لڑون ایک تو اسد
مجھے بدنام کر رہا ہی دوسرے اب تمام خلق بھی رسوا کریگی مجھسے ہرگز توقع کفالت کی نہ رکھنا مالک بن ملکوت
نے کہا ابھی کل کا ذکر ہی کہ آپ نے اہل اسلام کی سفارش ایرج نوجوان سے کی تھی اور اُنھون نے آپ کے کہنے سے
خدا پرستون کو امان دی پھر اب آپ ہماری سعی کیون نہین کرتے لندھور نے کہا جو کچھ اسد نے کہلا بھیجا ہی اُسپر
عمل کرو اسد اب تمھین مہلت نہ دیگا اور مین دخل نہین دے سکتا کسواسطے کہ اسے مجھکو بھی خون نور الدہر مین
شریک کریگا بڑا الزام تم لوگون پر قتل نور الدہر کا ہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ہمسے قسم لیجیے جو ہمنے نور الدہر
کو قتل کروایا ہو نیر اعظم ہمین جلا دے جو ہم اس سے آگاہ بھی ہون لندھور نے کہا ای مالک مین نے تم لوگون کے
واسطے اسقدر بدنامیان اُٹھائین کہ مین خوب جانتا ہون اب کسی طرح مین تمھارا شریک نہ ہونگا جا ہے اسد تمھین

زندہ رکھے چاہے قتل کرے ہین اگر تمھاری سعی کو گیا وہ دیوانہ غم ہین نور الدہر کے سڑی بنا ہوا ہی میری بات نمانی
تو مجھ اُس سے لڑنا پڑیگا تم مجھے اہل اسلام سے لڑوایا چاہتے ہو مجھسے یہ نہ ہوگا کہ مین نبیرۂ صاحبقران سے
لڑون بس جاؤ جو تمھین بن پڑے وہ کرو مالک بن ملکوت شاہ مایوس اُٹھکر اپنے خیمے مین آیا سبھون سے حال
بیان کیا بہزاد مرتد نے کہا ہم تو جانتے ہین کہ لندھور ہم لوگون کا دشمن جان ہی خیر نیزہ اعظم جو بہتر جانینگے
وہ کرینگے مگر یہان اسد نے نقابدار سے کہا کہ وہ شخص لشکر ایرج مین بہت زبردست ہین دیلم اُستاد طرزنگی
اور رطرباسب وہ دونون آپ کے ہاتھ سے زخمی ہو چکے ہین اب جو باقی ہین آپ طبل جنگ بجوا کر اُنکا کام تمام کیجیے
اور رعادمی کشیدہ رو منارہ گردن بھی آیا چاہتے ہین وہ آئینگے تو ایک ایک آفتاب پرست کو کچا کھا جائینگے نقابدار
نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی طبل جنگی بجا ہرکارے آفتاب پرستون کے جو لگے
ہوئے تھے خبر لیکر مالک بن ملکوت شاہ کی خدمت مین آئے عرض کیا کہ اسد بن کرب دلاور نے طبل جنگ
بجوایا ہی مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ آفتاب تابان ہمارے نگہبان ہین یہان بھی طبل جنگ بجے اُسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ طبل جنگ بجا ہی کل سامنا ہی خدا پرستون سے ہر ایک آلات
حرب وضرب درست کرنے لگا آپسمین بغلگیر ہونے لگا ایک ایک سے خطا معاف کرانے لگا کہ کبھی کل نہین معلوم
کون زندہ رہے کون مارا جاے القصہ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ کارزار مین
صف آرا ہوئے نقیب نہیب دے کر نکلگئے اُس وقت ارکان مردم درکہ سرداران لاہوت شاہ سے تھا اجازت
لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھلایا جب خوب عرق عرق ہوا گینڈا ابھی عرق کرلایا روک کر گینڈے کو
کھڑا ہوا رُخ کیا طرف لشکر اسلام کے اور نعرہ کیا کہ اے لشکر خدا پرستان جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اسد غازی نے
غیظ وغضب مین آکر نعرہ کیا کہ او نالائق آیا ہین اور نقابدار سے اجازت چاہی نقابدار نے کہا کہ بیٹا تم کیون جاتے ہو
مین جاتا ہون اور اسے مارتا ہون اسد پکارا اب تو مین قصد کر چکا آپ دیکھیے تماشا کہ کیا کرتا ہون نقابدار نے فرمایا
کہ پروردگار کے سپرد کیا مرکب کو بڑھا کر سامنے ارکان مردم در کے آیا بعد از لگاورزنی ارکان نے نیزہ مارا
اسد نے نیزہ اُسکا نیزے پر روک کر چند طعن مین ہوائی کیا کہ روز روشن نظرون مین اُسکی شب تار ہو گیا جھپٹ کر
وار تلوار کا کیا اسد نے تیغ اُسکی روک کے جو بغیظ وغضب ایک ہاتھ مارا تلوار یا سر پر چمکی تھی با زیر تنگ جا کر زمین
کو بوسہ دیا مع کرگدن چار ٹکڑے ہوئے اسد نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک سردار لاہوت شاہ کا کہ نام اُسکا صدید تھا
تھا مقابلے کو نکلا تلوار اسد پر ماری اسد نے وار اُسکا رد کر کے جو ایک ہاتھ تلوار کا کمرگاہ پر مارا دو ٹکڑے ہوئے اور
ایک سردار نکلا آتے ہی برس پڑا اسد نے وار اُسکے رد کیے جب تھک کر ذرا ٹھہرا اسد نے جھپٹ کر جو تلوار ماری
جنیو کھلگیا غرض اسی طرح شام تک سترہ سردار لاہوت شاہ کے اسد کے ہاتھ سے درک اسفل پہونچے
طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے مالک بن ملکوت شاہ نہایت اُداس کمال پریشان
تھا کہ دیکھیے اس دیوانے کے ہاتھ سے کیونکر جان بچتی ہی ادھر نقابدار اسد کو ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا
پوشاک رزم بدلکر بزم مین بیٹھا اسد سے کہا اے فرزند تم خوب لڑے خوب سرداران با خنجر کو قتل کیا ناحق قلین
لوگ کمزور مشہور کرتے ہین اسد نے کہا کہ ماموجان مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون دیو تک تو مین نے مارے
اور زیر کیے ہین البتہ اس آفتاب پرست ایرج سے کہ یہ حرام کے تھے کھا کھا کر مسٹنڈا ہوا ہی اور لندھور بن سعدان
نے اُنکا نمک صاحبقرانی دے کر اُسے زورون پر چڑھا دیا ہی مین عہدہ برا نہین ہوتا نقابدار نے کہا کہ واقعی تم ایسے ہی ہو

اور بڑے بہادر ہو مگر اب تم بیٹھو ہمین ان آفتاب پرستون سے سامنا کرنے دو کہ ہم بھی بخار اپنے دل کا نکالین اسد نے ہاتھ
باندھ کر عرض کیا کہ ماموجان جیسا مزاج مین آئے مین منع کر سکتا ہون مگر آپ کا سن لڑنے کا نہین ہی اس سے مین چاہتا تھا
کہ آپ کو تکلیف نہ ہو نقابدار نے کہا کہ بیٹا یہ لڑائی کفر و اسلام کی ہی جہانتک ہو سکے آدمی اپنے کو اسمین صرف کرے
اگر مارا گیا شہید ہوا اگر اُنکو قتل کیا سعید ہوا اور بیٹا ہماری تمام عمر اسمین صرف ہوئی ہم جو تمہاری مدد کو آئے ہین
تمھین بھی تو معلوم ہو کہ کوئی ہماری مدد کو آیا تھا اسد بولا اگر حضور کی یہی مرضی ہی تو بہتر آپ ہی سامنا کیجیے پس نقابدار
نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت کوس رزمی نوازش مین آیا یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی اُسنے بھی
طبل جنگ بجوایا پھر چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ے دشت نبرد ہوئے نقابدار نے مرکب
اپنا چمکایا میدان مین آیا مبارز طلب کیا حیات بن لاہوت دشت زن مقابلے کو آیا بعد از گفتگو اُسنے نیزہ مارا نقابدار
نے سنان کو سنان پر لیا دو ایک طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا حیات نے تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا پشت
شمشیر پر روکا اور اپنی ضرب ایسی لگائی کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے حمات بن لاہوت دشت زن بھائی اُسکا مقابلے کو
آیا کئی تلوارین نقابدار پر مارین نقابدار نے وار اُسکے روک کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اُسکے بھی دو ٹکڑے
ہوئے الحاصل اُس روز اٹھارہ سردار نقابدار نے قتل کیے اور دس آدمیون کو زخمی کیا شام کو دونون لشکر پھر گئے
اسد نے پھر طبل جنگ بجوایا اُدھر آفتاب پرستون مین بھی نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال نقیب نشیب دے کر چلے گئے اسد نے نقابدار سے کہا کہ آج ماموجان میری باری ہی نقابدار
نے کہا اچھا تمھین بھی جاؤ خدا کے سپرد کیا اسد بہادر کو چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ارکان مقابل ہوا بعد از
لگاورزنی و نیزہ بازی ضرب تیغ اسد سے زخمی ہوا اشلیم و فیلم زنگی مقابلے کو آئے دونون نے زخم کھائے شام
تک پندرہ سردار زخمی ہوئے دو تین جان سے مارے گئے پھر میدان داری ہوئی نقابدار نے لشکر بہت سے سردار
مارے اور زخمی کیے قصہ مختصر چند میدان داریون مین پہلوانان آفتاب پرستان و زہرہ پرستان زخمی ہوئے اور مارے گئے
اب کوئی ایسا نہین رہا کہ مقابلہ کر سکے اسد کا مالک بن ملکوت شاہ رونے لگا طہماسپ نے کہا کہ مین اگر زخمی
نہ ہوتا تو لڑتا اُنکو بھی ذرا مزہ لڑنے کا معلوم ہوتا زخم کاری نے مجھے ناچار کر دیا ہی یہی باتین تھین کہ خالد عیار
مشتری حصار سے آیا سلام کیا استفسار کیا کہ کہان سے آتا ہی جواب دیا مشتری حصار سے پوچھا کہ لشکر ہرمز تاجدار
کی کیا خبر ہی خالد بولا کہ کیا عرض کرون قیامت آیا چاہتی ہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کیسی قیامت بیان تو کرو
حشر بپا ہی کہ ایرج نوجوان کی خبر نہین کہ کہان ہی اسد نے تمام سردارون کو مار ڈالا زخمی کیا تو اور ایک خبر وحشت اثر
سنتا ہون تو سہی کیا ہی اُسنے کہا اسد نے نامہ ہرمز تاجدار کی طلب مین لکھا تھا وہ گھرا ے اختر شناس کے کہنے سے
نہین آئے مگر عادی کشیدہ رو منارہ گردن بہت سے سردار نور الدہر کے آتے ہین اور حبس سے چلے ہین آج
تیسرا دن ہی کہ کچھ نہین کھایا کہتے ہین کہ ہم اپنا پیٹ آفتاب پرستون کے گوشت سے بھرینگے اور قریب آ پہونچے ہین بس یہ
خبر مالک بن ملکوت شاہ اور آفتاب پرستون نے سُنا بدنون مین رعشہ پڑ گیا ہیئات خطا ہو گیا یقین مرگ ہوا
صلاح ہونے لگی کہ اب کیا کیجیے کیونکر جان بچے قارن قہرمین نے کہا کہ شہر غنطلی آباد نزدیک ہی سام بن عوج جادو
وہان کا مالک ہی وہان چلے چلیے سب کو یہ صلاح پسند آئی کہ حقیقت مین وہ مقام امن ہی وہین چلنا بہتر ہی سب آفتاب پرست
رات کو بھاگ کر غنطلی آباد کو چلے سرکارون نے خبر اسد بن کرب دلاور کو دی کہ رات کو آفتاب پرست بھاگ کر
غنطلی آباد کو روانہ ہوئے اسد نے کہا مین اُنھین کب زندہ چھوڑتا ہون یہ سب قاتل بھائی صاحب کے ہین انکو

دیکھکر میری آنکھون مین خون اُترتا ہی اُسی وقت مع رفقا سوار ہوا نقابدار نے ہر چند کہا کہ ہم بھی چلتے ہین کیون اسقدر
جلدی کرتے ہو یہ جائینگے کہان جواب دیا کہ ماموجان آپ تشریف لایے گا مجھے اُنکی خدمتگذاری کو جانے دیجیے
کہ غنطلی آباد تک پہونچا تو آؤن یہ کہکر راہی ہوا بعد اُسکے نقابدار بھی جلدی سے تیاری کرکے چل کھڑا ہوا مگر لشکر
مالک بن ملکوت شاہ کا کوئی پانچ سات کوس آیا ہوگا کہ بوق کی آواز بلند ہوئی سبھون کے دم نکلگئے اور اسد
روز خون آکر گرا لگا قتل کرنے مالک بن ملکوت شاہ پکارتا تھا ایہا الناس ہی کوئی تم مین سے ایسا کہ اس دیوانے کو
روکے کہ ہم غنطلی آباد تک پہونچ جائین کسی نے جواب نہ دیا اسد نے دوپہر تک آفتاب پرستون کو قتل کیا بعد
اُسکے آکر صحرا مین گھوڑون کو دانہ گھانس دیا آپ بھی کچھ کھایا سب رفقا کو بھی کھلایا دو پہر رات گئے پھر مسلح و مکمل
ہوکر لشکر ایرج پر چلا یہ آفتاب پرست بھاگا بھاگ چلے آتے ہین لاشین تک اپنے کشتون کی نہین اُٹھائی ہین بڑی
رات گئے کوہستان مین آکر اُترے ہین کچھ کھا پکا کر چاہتے ہین کہ دم لین جو پھر بوق کی آواز بلند ہوئی غل ہوا کہ دیوانہ
آیا مالک بن ملکوت شاہ کی جان پر بنگئی اسد جو آکر گرا لگا قتل کرنے مثل شیر کے چلا آتا ہی کہ مُنھ پر اسکے کوئی
نہین چڑھتا لاش پر لاش گرا دی ہی صبح ہوتے نکلگیا القصہ آذر کوہ سے تا شہر غنطلی آباد تین لاکھ آفتاب پرست
قتل کیے اور ہزار ہزار سر کا ایک ایک مینار بنوایا اِدھر مالک بن ملکوت شاہ بھاگا بھاگ داخل شہر غنطلی آباد
ہوا سام بن عوج اُن استقبال کرکے لیگیا دروازہ شہر کا بند کرالیا پل تختہ اُٹھوا دیا خندق پر آب کرا دی گولنداز
توپون پر مستعد ہوکر بیٹھے دوسرے دن نقابدار اور اسد سامنے قلعہ کے مع فوج پہونچے قلعہ کا محاصرہ کر لیا
رسد بند کر دی نقابدار آکر بارگاہ مین بیٹھا اسد نے کہا کہ ماموجان یہ کافر جا کر مکان امن مین بیٹھے ہین اب کیا ہوگا
نقابدار نے کہا ای فرزند مین اُنکو کب چین لینے دونگا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
آواز نقارے کی گرجی خبر مالک بن ملکوت شاہ کو ہوئی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے رات بھر
ایک غلغلہ طرفین مین رہا صبح کو نقابدار سوار ہوکر سامنے قلعہ کے آیا تمام لشکر ہمراہ تھا اسد بن کرب دلاور
مع اپنے رفقا کے ساتھ ساتھ تھا اُدھر مالک بن ملکوت شاہ فصیل دروازے پر آکے بیٹھا تمام سردار گرد و
اطراف مین جمع ہوئے اسد نے کہا ماموجان مین جا کر قلعہ لیتا ہون آپ تماشا دیکھیے کہا ای فرزند اگر کچھ چشم زخم
تجھے پہونچا تو مین روسیاہ ہونگا سامنے صاحبقران کے مین جا کر اس قلعہ کو مسخر کیے لیتا ہون یہ کہکر گرز گران ہاتھ
مین لیکر قلعہ کی طرف چلا جب زد پر پہونچا اُدھر سے گولا لگا پڑنے نقابدار گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچا
اُدھر گولندازون نے ہفت فلیتے داغ کر جو ہاتھ رکھا دیکھا نقابدار بر لب خندق کھڑا ہوا ہی قلعہ مین ہلچل مچگئی
مالک بن ملکوت شاہ ہاتھ باندھکر سامنے آیا عرض کیا ای نقابدار عالیمقدار ہم آپ کے مطیع ہین ہرگز
گردن کشی نہ کرینگے ایک پندرہ روز کی مہلت ہمین دیجیے نقابدار نے کہا کہ اسکا اختیار اسد بن کرب غازی
کو ہی مین پھرا جاتا ہون جو اسد کہے اُسپر عمل کرنا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا اگر آپ سعی فرمائینگے تو وہ
مان جائیگا نقابدار بولا کیا مضائقہ ہی مین سمجھا دونگا یہ کہکر نقابدار پھر آیا اسد نے کہا ماموجان آپ نے قلعہ
لیا ہوا کیون چھوڑ دیا کہا کہ بیٹی وہ لوگ عجز کرنے لگے مجھکو رحم آگیا وہ کچھ دنون کی مہلت مانگتے ہین اسد نے کہا
کہ ماموجان وہ ایک مکار ہین اور خونی ہین نقابدار نے کہا کہ بھی مین نے ابھی زبان نہین دی تمھارے اوپر
منحصر کیا ہی اور ای فرزند اول تو وہ قسم کھاتے ہین کہ ہم نور الدہر کے قتل سے آگاہ نہین اور ایرج بھی انکار
کرتا تھا اور صاحبقران کا بھی یہی دستور تھا کہ جسنے عاجزی کی اُنکو رحم آجاتا تھا یہی باتین کرتے ہوئے خیمے مین آئے

اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے قارن قمر بین سے کہا دیکھیے دیوانہ مہلت دیتا ہی یا نہین قارن قمر بین نے کہا کہ مین علم نجوم مین دیکھ چکا ہون کہ پندرہ روز مین ایرج آجائیگا جس طرح اسد مہلت دے لیجیے جو وہ کہے قبول کیجیے مالک نے اختر صبا رفتار کو نقابدار کے پاس بھیجا وہ جب نقابدار کے سامنے پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھکر اسد سے کہا کہ مالک بن ملکوت شاہ نے آپ کی خدمت مین بھیجا ہی اور دو ہفتے کی مہلت طلب کی ہی اسد نے کہا اچھا مین مہلت دیتا ہون لیکن ایک شرط سے کہ بعد پندرہ روز کے طرماسپ بہزاد و لاہوت شاہ ان سب کو باندھ کر میرے پاس بھیجدے اختر صبا نے عرض کیا بہت خوب ایسا ہی ہوگا اسد نے کہا نوشتہ مالک بن ملکوت کا مہری مجھے لادے عرض کیا گیا اور لا یا عدول حکمی نہ ہوگی غرضکہ اختر صبا گیا دوسرے دن نوشتہ مہر کیا ہوا اسد کو لاکر دیا اسد نے وہ نوشتہ اپنے پاس رکھا اور عیش و عشرت مین مصروف ہوا

اب چند سطرے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت نقابدار قنتورہ پوش جو اسے اسیر کرکے لیگیا تھا ایک مقام پر آکے مقیم ہوا خورشید کو خیمے مین اُتارا اور آپ کہین چلا گیا خورشید نے دیکھا کہ خیمہ بہت پُر تکلف ہی فرش نہایت متکلف کیا ہوا ہی جھاڑ کنول لگے ہوئے ہین مسند بچھی ہوئی ہی کنیزین خدمت مین موجود ہین خورشید نہایت پریشان ہوا کہ مجھکو دعوی صاحبقرانی کا تھا ایک نقابدار کے ہاتھون گرفتار ہو گیا پھر اپنے دل مین کہا کہ ای خورشید یہ نقابدار جادوگر معلوم ہوتا ہی کہ بزور سحر تجھے پکڑ لایا کسواسطے کہ تو وہ دن ایرج اور نور الدہر سے لڑا کیا اُنھین سے تجھپر کوئی غالب نہ ہوا یہ بیشک ساحر ہی جو تجھکو اتنا جلد زیر کر لیا یہی باتین دل سے کر رہا تھا کہ پردہ اُٹھا اور ایک نازنین مہر تمکین باہر آئی شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + عین شباب حسن و خوبی مین لاجواب اشعار

جبین دست دبا رکے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین
تبسم سے اڑ جائین بجلی کے ہوش

مژہ یا کہ جور و جفا کا خدنگ
بلائے جہان نرگس شوخ و شنگ
دہ غبغب مین اک موج آب زلال

نگہ برق شمشیر الماس رنگ
قیامت کی آمد کے چتون مین ڈھنگ
دکھاتی تھی اک جا پہ بدر و ہلال

جبین مطلع صبح ایجاد حسن
قیامت نہان گوشۂ چشم مین
ہنسے رعد پر قہقہے کا خروش

بس یہ دیکھتے ہی شعر

صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق + کہا صبر نے الفراق الفراق + خورشید ہزار جان عاشق و شیدا مائل و مبتلا ہو گیا اور وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھ گئی مگر خورشید چہرے کو اُسکے دیکھ رہا ہی حیران ہی کہ یہ کون ہی نہین معلوم اُس نقابدار قنتورہ پوش کا ناموس ہی یا کوئی اور نازنین ہی پھر اپنے دل مین سوچا کہ ای خورشید کوئی اپنا ناموس غیر کے سامنے نہین کر دیتا ہی یہ خدا جانے کیا ماجرا ہی کہ اس عرصے مین اُس نازنین نے خورشید سے پوچھا کہ تم حیران و پریشان کیون ہو خورشید نے کہا کہ مجھے دعوی صاحبقرانی کا تھا اب ساری صاحبقرانی میری خاک مین ملگئی کہ نقابدار نے مجھے دوپہر کی کشتی مین زیر کیا اسقدر ذلیل ہوا کہ موت مانگتا ہون اس سے مرجاتا تو اچھا تھا یہ ذلت تو مجھے نہ ہوتی اُس نازنین نے کہا ای خورشید تم آزردہ نہ ہو کہ ہم نقابدارون پر حمزۂ صاحبقران کبھی غالب نہ ہوئے ہمیشہ عاجز رہے اور وہ نقابدار مین ہون اور نقابدار میرے ساتھ ہین ایک نقابدار شجرفی پوش کہ اُسے نقابدار قہقہہ فیل سوار کہتے ہین کہ جہان اُسکی صورت کسی نے دیکھی ہنستے ہنستے بیہوش ہو جاتا ہی دوسرا نقابدار سیہ پوش گریان کہ اُسکی صورت دیکھکر آدمی روتے روتے مدہوش ہو جاتا ہی تیسرا نقابدار زرد پوش مقرہ زن کہ جہان اُسنے حریف کو کوڑا مارا حریف غش کھاکر گر پڑا چوتھا نقابدار رزبان فیل سوار ہی کہ اثنائے جنگ مین اُسکا یہ خاصہ ہی کہ ہردم قد بڑھتا جاتا ہی حریف کسی طرح اُسپر غالب نہین ہوتا ہین اُن سبکی افسر ہون وہ میرے فرمانبردار ہین نہ مجھپر کوئی غالب آیا نہ اُن چارون نقابدارون پر

کسی کو آج تک غلبہ ہوا حمزۂ صاحبقران بھی ہمیشہ ہم پانچون نقابدارون سے عاجز رہے اور میرے وہ قنتورسے
اور پائتابے سحر کے بنے ہوئے ہین اور وہ طلسم بند ہین کہ مجھپر کوئی غالب نہین ہو سکتا اور چار دن نقابدارون کا
اسباب درست کیا ہوا ساحر شمشش کا ہی کہ تمام زمانے کے جادوگر جسکو بخدائی مانتے ہین اور سجدہ کرتے ہین اور ایک
شخص فرعون شاہ مردود روسیاہ کہ وہ اُسی ساحر شمشش کے بھروسے پر دعوی خدائی کا کرتا ہی اور اُسکا وزیر منور ہی
مین اُسی کی بیٹی ہون اور بیٹا ہی فرعون شاہ کا روشن تاجدار مین اُسکی بہتر ہون بلکہ فرعون خود مجھپر عاشق ہی
اسی سبب سے آج تک شادی میری نہین ہوئی نام میرا ملکہ ناہید قمر طلعت ہی عمرو نے مجھکو مسلمان کیا ہی اور مین نے
اُسکو اپنا بھائی بنایا ہی تجھکو عاشق ہوکر اُٹھا لائی ہون اگر تو دین اسلام قبول کر تو مین تجھے چھوڑ دون اور ایسی شی دون
کہ تو بہت خوش ہو خورشید بولا کہ اے ملکہ مین خود تمپر عاشق ہوا ہون جو کچھ تم کہو بسر و چشم منظور ہی مگر دین اسلام تو
جبتک حمزۂ صاحبقران سے زور آزمائی نہ کرلونگا قبول نہ کرونگا ملکہ ناہید بولی کہ خیر اگر ابھی اسلام نہین لاتے ہو
نہ سہی مگر ایرج کے طرفدار ہوکر خداپرستون سے نہ لڑو اور دوسری شرط یہ کہ سوائے میرے دوسری عورت نہ کرنا
خورشید نے کہا مجھکو یہ سب شرطین قبول ہین اور مین تو ہمیشہ سے خداپرستون کا عاشق تھا اسد نے میرے ساتھ ایک
ایسا امر نالائق کیا کہ مین اُس سے بیزار ہو گیا ملکہ نے کہا خیر جو ہوا وہ ہوا گذشتہ راصلوۃ اب تم اُس سے عداوت نہ کرو
کہ عمرو کے باعث سے اسد میرا ہوتا ہی خورشید نے کہا کہ اب مین کبھی دشمنی نہ کرونگا اور سوا تمھارے کسی عورت کی طرف
نگاہ نہ ڈالونگا ملکہ یہ سنکر خوش ہوئی اور انگوٹھی اپنی اُنگلی سے اُتار کر خورشید کو دی خورشید نے دیکھا کہ اُس انگوٹھی مین
دو نگ ہین ایک مین آفتاب کی چمک دوسری مین مہتاب کی چمک ہی پوچھا کہ اس انگوٹھی مین وصف کیا ہی
ناہید بولی کہ نام اِسکا انگشتر مہر و ماہ ہی وصف اسمین یہ ہی کہ جب کوئی ساحر سحر کرے اس انگوٹھی کو اُسکے سامنے
کرنا سحر اُسکا دور ہو جائیگا مطلق تاثیر نہ کریگا بعد اُسکے ایک تیغہ دیا کہ نام اُسکا تیغہ روئین شگاف ہی کہ اگر روئین تن
آہنی بدن پر پڑے تو اُسکے دو ٹکڑے ہو جائین اور ایک مرکب دے کر کہا کہ نام اِسکا اسپ بادخور ہی یہ کھاتا ہی
نہ پیتا ہی بغیر پر پرواز کرکے اُڑتا ہی خورشید یہ تینون چیزین لیکر بہت خوش ہوا تین دن ملکہ ناہید پاس صحبت آرا
رہا اور وعدہ ہوا کہ بعد استیصال فرعون شاہ ہمارے تمھارے بالمشافہ ملاقات ہوگی القصہ چوتھے روز
خورشید ستارہ پرست ملکہ ناہید سے رخصت ہوکر شہر اختریہ کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان غضنفر بن اسد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب غضنفر اسد سے رخصت ہوکر قبیلہ ایرج سے چھوٹ کر آیا ایک دامنہ کوہ مین اسکے رفقا سے ملاقات ہوئی
اُنھین ساتھ لیکر ملک سنجان مین گیا سعد و سعید جرگہ نشین سے ملاقات ہوئی اُن دونون نے ملازمت اسکی
حاصل کی چند روز اسی جگہ گذرے تھے کہ خبر پہونچی ایرج نے سر نور الدہر کا عالم خواب مین کٹوا ڈالا اور ایرج
کو پنجہ اُٹھا کے لیگیا اب بالفعل نقابدار سبز پوش اسد کا شریک ہی اور اسد نے آفتاب پرستون کو مار کر تین سو
کلۂ منار بنوائے ہین اور سب آفتاب پرست شہر عظلی آباد مین قلعہ بند ہین غضنفر نے سعد و سعید سے کہا کہ
غضب ہوا شاہزادۂ نور الدہر مارا گیا غم مین نور الدہر کے باواجان کی خدا جانے کیا حالت ہوگی مین تو باواجان
پاس جاؤنگا سعد و سعید نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین جہان چاہیے چلیے اُسی وقت غضنفر آذرکوہ کو روانہ ہوا
کوچ کرکے برابر لیسہ سرا کے پہونچا کہ دیکھا گرد و غبار کا شتق بلند ہوا اور ایک مرد پیر بہت ضعیف چار ہزار آدمی مسلح و
مکمل اُسکے ساتھ زنانی سواری بیچ مین ایک طرف کو چلا جاتا ہی غضنفر گھوڑے کو اُڑا کر قریب آیا اور اُس مرد ضعیف سے

پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ ناموس کسکا ہی جو تم لیے جاتے ہو اور یہ لوگ زرہ پوش کسکے ہین اُس پیر مرد نے ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت کو جو دیکھا کہ آثار سروری و سالاری چہرے پر ہویدا ہین جھلکر غضنفر کو سلام کیا اور کہا ای شہریار امیدوار ہون کہ پہلے آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون بعد اُسکے اپنا حال گذارش کرون غضنفر کے ساتھ جو لوگ تھے اُنھون نے کہا کہ ای عزیز یہ حمزہ صاحبقران کے نواسے کا بیٹا ہی غضنفر بن اسد اسکا نام ہی وہ مرد پیر یہ سُنتے ہی قدمون پر غضنفر کے گر پڑا کہا کہ ہزار جانین میری فدا ہون آپ پر میرا نام سلیم اختر شمار ہی مین وزیر ہون عنادل شاہ کا عنادل شاہ بادشاہ ہی لیسہ سرا کا وہ بھی مرد مسلمان ہی اور مین بھی دین اسلام رکھتا ہون جسوقت لاہوت شاہ ایرج پاس چلا ہی اُسنے نامہ شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لکھا تھا کہ تو جاکر عنادل شاہ کو اپنے ساتھ لیکر میرے پاس آ اور اگر وہ نہ آے اور سرکشی کرے تو اُسے مار کر لیسہ سرا کو اپنے قبضے مین لا شہاب بن فولاد اژدر گیر جب لیسہ سرا مین پہونچا عنادل شاہ نے مجھسے کہا کہ ای سلیم مین مرد مسلمان ہون مجھسے دین لقا پرستی نہ قبول کیا جائیگا مین لڑونگا جب دیکھونگا میدان لڑائی مین اُسپر غالب نہ ہوا تو قلعہ بند ہو کر لڑونگا اور اگر قلعہ بھی اُسنے لے لیا تو اپنی جان دیدونگا تو ناموس میرا لیکر قلعہ مینار حصار مین چلا جا اسلیے کہ اگر مارا جاؤن تو ناموس میرا برباد نہ ہو مین نے عنادل شاہ سے کہا کہ آپ ایک عرضی حمزہ صاحبقران کو لکھیے اُسنے کہا کہ وہ ظلمات کو لقا کے تعاقب مین گئے ہوئے ہین یہان لندھور کو چھوڑ گئے ہین وہ ایرج کے عشق مین دیوانہ ہی نور الدہر بہر ظلمات سے آیا تھا اُسے ایرج نے قتل کروا ڈالا مین کسے عرضی لکھون خیر اگر زندگی ہی تو بچونگا نہین مارا جاؤنگا تو ناموس کو لیجا ای پیر و مرشد یہ ناموس عنادل شاہ کا ہی مین قلعہ مینار حصار کو لیے جاتا ہون غضنفر نے یہ حال سُنکر سعد و سعید سے کہا کہ مدد کرنا عنادل شاہ کی ایسے وقت مین ضرور ہی سعد و سعید نے عرض کیا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین غضنفر نے سلیم سے خطاب کیا کہ تم میرے ساتھ چلو ناموس کو یہین چھوڑ دو وہ بولا کہ بہت خوب مین ہمراہ رکاب ہون بس غضنفر وہان سے لیسہ سرا کو روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ عنادل شاہ شہاب بن فولاد اژدر گیر سے لڑ کر زخمی ہو کر قلعہ بند ہوا ہی اور شہاب بن فولاد یورش کر کے گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق آ پہونچا ہی عنادل شاہ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای دادرس وای فریادرس اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کون حامی ہی بھیج کسی ایسے زبردست بندے کو اپنے کہ اس ظالم کو قتل کرے اور مجھے اِسکی شر سے بچا ہنوز دعا نہ ختم ہوئی تھی کہ دامنہ صحرا سے گرد اُڑی اور غضنفر بن اسد پہونچا شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لب خندق دیکھکر نعرہ کیا او نالائق آیا ہین قلعہ پر کہان جاتا ہی شہاب نے جو نعرے کی آواز سُنی قلعہ کی طرف سے پھرا پکارا کہ او اجل رسیدہ کہان تو آیا کہ جب مین لب خندق پہونچ چکا تھا محنت میری تو نے برباد کی خیر پہلے تجھی کو قتل کر لون تو پھر قلعہ والون کا کام تمام کرون اُدھر سے غضنفر مانند شیر خشمناک کے آیا اُدھر سے شہاب نے مرکب کو بڑھایا باہم مقابلہ ہوا بعد از تگاورزنی ایک کی دوسرے پر نظر پڑی غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بن فولاد جوان خوبصورت ہی ابھی بیس بائیس برس کا سن ہی نقشہ درست ہاتھ پاؤن سڈول دل مین اپنے کہا کہ اگر یہ دین اسلام قبول کرے تو قابل اسکے ہی کہ رفاقت مین رکھیے اُدھر شہاب بن فولاد نے غضنفر کو دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا تیرہ چودہ برس کا سن تاج کج سر پر رکھے ہوئے بھورے بھورے بال تاج سے باہر نکلے ہوئے گریبان مانند صبح صادق کے چاک زرہ آستینون مین لٹکی ہوئی جرأت و شجاعت چہرے پر برستی ہوئی بس دیکھتے ہی ایک محبت پیدا ہوئی غضنفر سے کہا کہ ای شہریار آپ کون ہین کہا کہ مین بیٹا ہون اسد دلاور کا نام میرا غضنفر ہی شہاب بن فولاد اژدر گیر نے کہا کہ آپ دین لقا کا اختیار کیجیے تو باہم صلح ہو جاے غضنفر بولا ای شہاب بن فولاد لقا قابل خدائی نہین ہی اور مذمت لقا کی شروع کی بعد اُسکے چند کلمے

وحدانیت الٰہی مین بیان کیجے کہ زنگ کفر دل آئینہ تمثال سے شہاب بن فولاد کے دور ہو گیا شہاب پکارا ای شہریار
معلوم ہوا کہ دین آپ کا برحق ہی اور اُتر کر گینڈے سے غضنفر کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ لعنت کی مین نے لقا پر اور دین
آپ کا مین نے بدل و جان قبول کیا ہی یہ تماشا جو عنادل شاہ نے دیکھا دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور باہر آیا ملازمت
شاہزادے کی حاصل کی شہاب بن فولاد سے بغلگیر ہوا غضنفر قلعہ مین داخل ہوا عنادل شاہ نے سامان دعوت
مہیا کیا شہاب بن فولاد نے اپنے تمام لشکر کو مسلمان کیا عنادل شاہ نے اپنے ناموس کو بلوالیا ایک روز غضنفر شکار کو
نکلا شہاب بن فولاد بھی ہمراہ تھا پہلے تو پرندون کا شکار کیا پھر چرندون کی جانب مخاطب ہوا ایک ہرن کے پیچھے
گھوڑا ڈالا چلا اُسکے تعاقب مین وہ ہرن جاتے جاتے ایک دشت پُر فضا مین پہونچا اور درختون کی آڑ مین ہوکر غائب ہو گیا
غضنفر ہرن کو تلاش کرتا ہوا چلا دیکھا کہ گلہاے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین ہواے سرد چلی آتی ہی خوشبو سے پھولون کی دماغ
معطر ہوا جاتا ہی غضنفر ہرن کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہی کہ آواز طبلے سارنگی کی کان مین آئی زوٹا سارنگی کا کھنچ رہی ہی بائین کی
گمک آسمان کو پہونچ رہی ہی مجیرے کی جھنکار بلند ہی آگے بڑھکر جو دیکھا تو ایک چبوترہ بلور کا ہی اُسپر فرش نور کا ہی نازنینان
مہ جبین حسینان مہر تمکین وہان موجود ہین ناچ ہو رہا ہی غضنفر نے اپنے دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ کون ہین چاہتا تھا کہ
اُدھر سے پھر کر اور طرف کو جاے کہ آواز پیدا ہوئی آئیے ہرن آپ کا یہان موجود ہی غضنفر اُس صحبت مین جو آیا دیکھا کہ
ایک نازنین نہایت خوبصورت حسین بیٹھی ہی مگر ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا ہی سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہی بس پھرا وہان سے
کہ اِسکے پاس نہ جانا چاہیے وہ پکاری کہ ای عزیز مین تجھکو ہرن بنکر لگا لائی ہون میرا دل تجھپر آگیا ہی تو جاتا کہان ہی
غضنفر بولا او مردار ہمارے یہان جادوگر سے صحبت نہین ہوتے یہ کہکر چلا تھا کہ وہ نازنین قریب آئی بولی ای عزیز
مین ساحران عنظلی آباد مین سے ہون حمزہ نے تمام ساحران عنظلی آباد کو مارا مین بھاگ کر یہان آ رہی ہون جو
خدا پرست ادھر سے گذرا مین نے اُسے قتل کیا نام میرا امرجانہ جادو ہی لیکن از بسکہ تجھپر دل میرا آگیا ہی اس سبب
سے تجھکو کچھ نہ کہا اب آ میرے گلے مین ہاتھ ڈالدے یہ کہکر دونون ہاتھ پھیلا کر غضنفر کی طرف دوڑی جب قریب
آئی غضنفر نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا پہ لگا نہ وہ روئین تن آہنی بدن تھی تلوار اسپر سے اُچٹ گئی بس اسنے سحر کر کے
غضنفر کو پکڑ لیا اور اسیر سحر کر کے سامنے بٹھایا منت سماجت کرنے لگی کہ مجھے قبول کر مطلب دلی میرا بر لا مین تجھے بادشاہ
ہفت اقلیم کر دونگی غضنفر نے کہا کہ مین تجھپر تھوکتا بھی نہین اسنے کہا کہ مین تجھے مار ڈالونگی غضنفر بولا تیرا جو جی چاہے
وہ کر مین تیرے اختیار مین ہون اُسنے کہا خیر ابھی تو نہین تجھے قتل کرتی ہون شاید دو ایک دن مین تو سمجھ جاے یہ کہکر غضنفر
کو اُسی چبوترے پر بٹھایا اور کچھ رائی سرسون کے دانے پڑھ کر گرد اُس چبوترے کے مارے کہ ایک سد سحر قائم ہو گئی
کہ جو کوئی اُسکے قریب آے وہ بھی گرفتار سحر ہو جاے اور ظاہرا کچھ نہ معلوم ہوتا تھا بس وہ ساحرہ انتظام کر کے
وہان سے چلی آئی مگر غضنفر نے اب اپنے ہاتھ پاؤن مین حرکت کرنے کی بھی طاقت نہ پائی اُسی چبوترے پر بیٹھا رہگیا
قضاے کار شہاب بن فولاد غضنفر کو ڈھونڈھتا ہوا وہین پہونچا غضنفر کو بیٹھے ہوئے دیکھا دوڑا کہ آقا مین تو
آپ کو چہار طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہون آپ یہان کہان بیٹھے ہین غضنفر نے ہرچند اشارے سے منع کیا کہ
یہان نہ آ گرفتار ہو جائیگا وہ مطلق نہ سمجھا بس اُس حد کے اندر جو پہونچا اُلٹا لٹک گیا غضنفر پکارا کمبخت مین
تجھے منع کرتا رہا تو نہ سمجھا چلا آیا آخر گرفتار ہوا ارے مجھکو ایک جادوگرنی نے اسیر کیا ہی تو بھی میرے ساتھ
مبتلاے بلا ہوا خیر ناچاری ہی یہی باتین تھین کہ وہی جادوگرنی آئی شہاب بن فولاد کو دیکھا کہ جوان وضعدار
ہی کہا کہ تو اسکے پاس کیون آیا اُسنے کہا کہ مین اسکا غلام ہون تیرے سحر مین قید ہو گیا کہا کہ مین تجھے چھوڑ دونگی

تو رنج نہ کرنا اور یہ کہکر شہاب کو اپنے پاس بُلا کر بٹھایا اسباب عیش و عشرت مہیا کیا جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر اُسے
دیا بات کرنے مین بوے بد جو اُسکے مُنھ سے نکلی شہاب بن فولاد کا دماغ پریشان ہو گیا کہا اولکا تہ منھ تیرا کا ہے کو ہی کہ
سنڈاس ہی اور ہٹ کر پیچھے بیٹھا وہ دوڑ کر لپٹی اِسنے اُلٹا طمانچہ مارا کہ وہ دور جا کر گری اور کھسیانی ہو کر اُٹھی شہاب کو
پکڑ کر غضنفر کے پاس لا کر بٹھایا اور کہا کہ موؤن تم سب ایک ہی بڑھے ہوئے ہو دیکھو تو تمھارا کیا حال کرتی ہون اور بھی
تمھارے ساتھی آلین تو ایک مرتبہ سب کو قتل کر دونگی یہ کہکر چلی گئی اتفاق کار جانسوز بن قران جو صحرا نوردی کرتا ہوا
اُس دشت پر خطر مین گذرا غضنفر بن اسد کو دیکھا کہ ایک چبوترے پر بلور کے بیٹھا ہی اور ایک شخص اور اُسکے پاس ہی
باقی نہ کوئی ملازم نہ خدمتگار نہ مرکب نہ جلودار حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی چلا کہ حال دریافت کرے جب قریب آیا غضنفر
نے پہچانا کہ یہ جانسوز بن قران ہی پکار کر کہا اے جانسوز میرے پاس نہ آنا چبوترے پر نہ چڑھنا ورنہ گرفتار سحر ہو جائیگا
مجھکو ایک جادوگرنی نے یہان قید کیا ہی اور گرد میرے ایک حصار باندھا ہی کہ جو میرے پاس آے وہ بھی گرفتار سحر
ہو جاے دیکھ کہ یہ فولاد اژدر گیر کا بیٹا میرے پاس آیا تھا گرفتار ہو گیا جانسوز رُکا اور پوچھا اے شہریار وہ جادوگرنی
کہان ہی مین اُسے مارونگا یہی باتین تھین کہ مرجانہ جادو آئی جانسوز پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ
نقشا درست چست و چالاک کھڑا ہوا ہی باتین کر رہا ہی عاشق ہو گئی پکاری کہ ارے تو میرے قیدیون سے کیون باتین
کر رہا ہی تو ہی کون جانسوز نے گوپھن مین پتھر دے کر مارا کہ اولکا تہ لے اسے مرجانہ جادو کے سینے پر پڑا مگر اُچٹ گیا کچھ
اُسکو اثر نہ ہوا مرجانہ نے گیر لکر ہاتھ زمین پر مارا جانسوز تا کمر زمین مین سما گیا مرجانہ نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ ارے موے
تو نے مجھے مارا تھا مگر خیر جو تو نے کیا اچھا کیا مین تجھپر مائل ہون تو مجھے قبول کر جانسوز کا یہ عالم ہی کہ باتین کرنے مین
جو اُس مردار کے مُنھ سے بوے بد آتی ہی دماغ سڑا جاتا ہی نہایت پریشان ہی جانسوز نے کہا اولکاتہ تو مجھے مار ڈال
مین تجھے قبول نہ کرونگا تیرے مُنھ مین تمام زمانے کا گو بھرا ہوا ہی مجھسے تیرے پاس نہین بیٹھا جاتا تیرے پہلو مین بیٹھنے سے
خنجر پہلو پر کھانا بہتر ہی مرجانہ نے ہرچند خوشامد کی مگر جواب سخت پایا اُس وقت مرجانہ نے جانسوز کو بھی غضنفر کے پاس
لا کر بٹھایا اور کہا ارے موؤ ابھی دیکھون تمھارے حمایتی کتنے آتے ہین تم سب کے کباب کر کے کھاؤنگی یہ کہکر پھر چلی گئی
مگر خورشید ستارہ پرست جو لقا بدار قنتورہ پوش سے رخصت ہو کر شہر اختریہ کو چلا تھا اسی راہ سے گذرا لشکر تو
پیچھے تھا یہ شکار کھیلتا ہوا آگے آگے چلا آتا تھا نگاہ اسکی غضنفر پر پڑی دیکھا کہ ایک لڑکا ٹھیک صورت اسد کی ہی
بس قریب آیا اور پوچھا کہ اے جوان تو کون ہی صورت اسد بن کرب غازی کی تجھ مین بہت ملتی ہی غضنفر نے خورشید
کو دیکھا کہ نہایت حسین و خوبصورت ہی آثار سروری و سالاری چہرے پر ظاہر ہین پکارا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین
صاحبقران لشکر ستارہ پرستان ہون نام میرا خورشید ہی وہ بولا کہ مین بیٹا ہون اسد بن کرب دلاور کا نام میرا
غضنفر بن اسد ہی مرجانہ جادو کی قید مین یہان گرفتار ہون یہ دونون رفیق بھی میرے ساتھ قید ہوئے ہین
خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ اے غضنفر مجھسے اور تیرے باپ سے بھائی چارہ تھا ایسی محبت میرے اُسکے
تھی کہ ایک جان و دو قالب مشہور تھے لیکن اُسنے میرے ساتھ ایسی حرکت نالائق کی کہ مجھسے اور اُس سے عداوت قائم
ہو گئی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا مجھے تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہی جو تو میری بیعت قبول کرے تو ساحرہ کی قید سے تجھے نجات دون
غضنفر نے کہا اے خورشید اِس ساحرہ کا مارنا بہت مشکل ہی کوئی اسپر غالب نہوگا کسواسطے کہ رو مین تن آہنی بدن
ہی خورشید نے کہا کہ اس ایسے ہزار جادوگر ہون تو مین مار ڈالون اسکی حقیقت کیا ہی غضنفر بولا جب مین قید سے چھوٹونگا
تو بیعت کرونگا ابھی تو مجھے یقین نہین کہ وہ جادوگرنی کسی کے ہاتھ سے قتل ہوگی خورشید نے کہا اچھا پہلے مین اُسے مار لون پھر تجھسے

گفتگو کرون بتا وہ کہان ہی غضنفر بولا کہین گئی ہوئی ہی آتی ہوگی یہی باتین تھین کہ مرجانہ جادو ایک طرف سے نمودار ہوئی غضنفر پکارا کہ وہ آتی ہی مرجانہ جادو خورشید نے ایک بلاے بد کو آتے دیکھا کہ کوئی سوا رنج کا اُسکا قد ہی رنگ سیاہ دونون چھاتیان مانند دو بیگنون کے لٹکی ہوئین آنکھین لال لال سر کے بال کھلے ہوئے بُت کہنی سے شانے تک بندھے ہوئے جھولی کھار وے کی لگی ہوئی ہاتھ مین ناریل سب اسباب سحر درست جی مین کہتا ہی ای خورشید حقیقت مین اسکا مارا جانا بہت مشکل ہی مگر تجھکو جو ملکہ ناہید نے انگوٹھی اور تیغہ اور مرکب دیا ہی اُسکی آزمائش ضرور چاہیے اور مرجانہ جادو کو تو دھیان تھا کہ اب کوئی اور آیا ہوگا یہ جو آئی ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ نہایت خوبصورت ابھی پندرہ یا سولہ برس کا سن عین شباب وجوانی بس دیکھتے ہی عاشق ہوگئی پکار کر کہا ای عزیز تو ان قیدیون سے بات نہ کر میرے پاس آ کہ مین تیری مہمانداری کرونگی مجھکو تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہی خورشید پکارا او مردار تو اپنی شکل تو دیکھ کسی دیو بچے پر عاشق ہو جس سے خوب تیری مطلب براری ہو مین تیرے قابل نہین ہون اور بہتر یہ ہی کہ ان قیدیون کو چھوڑ دے نہین میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مرجانہ جادو بولی ای عزیز یہ شکل تو مین نے ڈرانے کے واسطے بنائی ہی اصلی صورت جو تو میری دیکھیگا تو کسی عورت کے دیکھنے کی آرزو نہ کریگا اور تیری جان کی قسم مجھے بھی اٹھاروان سال ہی زیادہ سن میرا نہین ہی اور تیری خاطر سے مین انھین چھوڑ بھی دونگی تو میرے پاس تو آکر بیٹھ مجھے خوش تو کر پھر جو تو کہیگا وہی کرونگی خورشید پکارا او لکاتا تیری قضا آئی ہی تجھکو بے مارے نہ چھوڑونگا مرجانہ بولی کہ زیادہ ناز نہ کرو نہین تو انھین کی طرح سے تمھین بھی قید کرونگی خورشید تلوار کھینچکر جھپٹا کہ او لکاتہ کھڑی تو رہ آیا مین مرجانہ نے کہا کیا کریگی تلوار تیری اور ناریل جو ہاتھ مین تھا سحر کرکے خورشید پر مارا خورشید نے انگوٹھی کا عکس ڈالا ناریل سامنے آکر گر پڑا اُس ساحرہ نے پھر سحر کرکے اپنے بالون کی رسی بناکر پھینکی وہ افعی بنکر چلی خورشید نے انگوٹھی سامنے کی وہ وہین رہگئی آگے نہ بڑھ سکی دیکھا مرجانہ نے کہ سحر تیرا اسپر کام نہین کرتا خود ایک شیر کی صورت بنکر دوڑی انگوٹھی کا عکس جو پڑا وہ صورت اُسکی مثل کتے کی طرح زمین پر ہاتھ پانون مارنے لگی خورشید پکارا او مردار دیکھ اپنی ہیئت کو اُسنے دیکھا کہ یہ بھی سحر تیرا رہوا گھبرا کر پرواز پیدا کرکے آسمان پر اُڑ چلی اور پکاری کہ خیر سمجھ لونگی تو جائیگا کہان جیسے ہی اُڑکر چلی خورشید نے مرکب باد خوار کو جو اشارہ کیا وہ بھی آسمان پر اُڑکر چلا پہونچا برابر مرجانہ جادو کے خورشید نے تیغہ روئین شگاف کھینچکر جو مارا دو ٹکڑے ہوئے بس عالم تیرہ و تار ہوگیا آواز گیر ودار کی بلند ہوئی آگ برسنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من مرجانہ جادو بود اور روشنی ہوئی دیکھا خورشید نے غضنفر اور وہ دونون شخص جو اُسکے ساتھ اسیر تھے قید سے رہا ہوئے جانثور بن قران تو غضنفر سے رخصت ہوکر راہی ہوا اب خورشید نے غضنفر سے کہا میری بیعت کرنے مین کیا تامل ہی غضنفر نے کہا ای خورشید مین تمسے بیعت کرنے کو موجود ہون مگر یہ مجھسے نہ ہوگا کہ تم خدا پرستون سے لڑو اور مین کھڑا تماشا دیکھون خورشید بولا ای غضنفر مجھے خدا پرستون سے عداوت نہین ہی مین اُنکی مدد کرونگا نہ اُنسے لڑونگا لیکن تم بھی یہ شرط کرلو کہ اپنے باپ سے نہ ملنا غضنفر نے کہا کہ مین اُنسے نہ ملونگا بلکہ اُنسے مجھکو تنفر ہی مگر تم بھی ایرج سے نہ ملاقات کرنا خورشید ستارہ پرست بولا کہ مجھے اُس سے کیا سروکار غضنفر خورشید سے دست بیع ہوا ہاتھ پر ہاتھ مارا اور پکارا کہ مین تمھارے دوست کا دوست دشمن کا دشمن ہون القصہ دونون آپسمین بغلگیر ہوئے خورشید ستارہ پرست اپنے خیمے مین غضنفر کو لایا اور دعوت کی غضنفر بن اسد نے بھی اپنے رفقا کو وہین بلوایا دوسرے روز غضنفر بن اسد نے خورشید ستارہ پرست کی دعوت کی بعد فراغ دعوت دونون شریک ہوکر لشکر ایرج پر بقصد گرد و فرداانہ ہوئے انکو تو اتناے راہ مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت ایرج کو بارگاہ لقا بدنار بسر پوش سے بچہ اُٹھا لیگیا تھا آنکھ جو ایرج کی کھلی اپنے کو ایک مکان نفیس مین پایا اور
ایک دیو سامنے استادہ نظر آیا ایرج نے پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی وہ بولا کہ ہان ایرج نے کہا کہ تو نے بڑا احسان کیا جان میری
بچائی ورنہ اسد دیوانہ مجھے مار ڈالتا اب اپنا حال کہہ کیون مجھے لایا ہی کیا مطلب ہی تیرا وہ دیو رونے لگا کہ ہاے مین برگشتہ
قسمت اپنا حال کیا کہون درد عشق سے مرتا ہون ایرج کے دل پر نام عشق آتے ہی ایک چوٹ لگی اور ملکہ گیتی افروز کو
یاد کرکے آنکھون مین آنسو بھر لایا دیو اپنا رونا بھول گیا حیران ہو کر پوچھا آپ کیون آبدیدہ ہوئے کہا کہ مین بھی عاشق ہون تیرے
مُنہ سے نام عشق سُنکر دل میرا بچین ہو گیا اپنی معشوقہ کو یاد کرکے رونے لگا کہ کوئی صورت اُسکے وصل کی ممکن نہین ہوتی
وہ دیو یہ سُنکر اور زیادہ مضطر ہوا بولا کہ جب تو اپنی معشوقہ کو نہین لے سکتا تو میری محبوبہ کو کیونکر مجھسے ملائیگا مین ناحق تجھے
لایا مثل مشہور ہی کہ پیر آپ ہی درماندہ ہی شفاعت کسکی کریگا ایرج نوجوان نے کہا تو اپنا حال تو بیان کر مین تیری
معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا وہ بولا ای شہریار سُنیئے حال میرا پردۂ سوم قاف مین ایک دیو ہی ملک الصبار اُسکا
نام ہی وہ وہان کا بادشاہ ہی اور میرا نام دیو سنجاب ہی مین اُسکا سپہ سالار ہون بیٹی ہی دیو الصبار کی کہ نام اُسکا
مہر آرا ہی مین اُسپر عاشق ہون دیو الصبار کو مین نے پیغام اُسکی خواستگاری کا دیا تھا اُسنے کہا کہ تو اگر آئینہ سکندری
میرے واسطے لا تو تیرے ساتھ شادی اپنی دختر کی کردون مین نے پوچھا کہ آئینہ سکندری کہان ہی اُسنے بیان کیا
کہ یہان سے کئی منزل پر ایک صحرا ہی وہان ایک طاق بلند بنا ہوا ہی اُسمین وہ آئینہ رکھا ہی اور ایک دیو ہی کہ دیو افرغہ
اُسکا نام ہی وہ آئینہ اُسکے قبضے مین ہی مین وہان گیا دیو افرغہ سے لڑا اُس سے مغلوب ہوا منت سماجت کرکے اُسکے
ہاتھ سے رہا ہوا چلتے وقت اُسنے کہدیا تھا کہ اب بار دگر جو آئیگا تو زندہ نہ چھوڑونگا پھر میری جرأت نہ پڑی کہ
اُدھر جاتا وزیر ہی ملک الصبار کا سلیم اختر شمار اُس سے مین نے کہا کہ علم نجوم مین تو دیکھ کہ کوئی بھی اس زمانے مین
دیو افرغہ پر غالب آسکتا ہی اُسنے علم نجوم مین دیکھکر بتایا کہ پردۂ دنیا مین ایک آدمزاد ہی کہ نام اُسکا ایرج نوجوان
صاحبقران آفتاب پرستان ہی وہ آئے تو دیو افرغہ زیر ہو مین نے کہا کہ ای سلیم اختر شمار مین اُسے کیونکر پہچانون
اُسنے اپنے علم کے زور سے تصویر کھینچکر مجھکو دی کہ وہ اس صورت کا آدمی ہی مین آپ کو ڈھونڈتے یہان اُٹھا لایا
آپ اپنے ہی حال مین گرفتار ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ تجھکو میرے حال سے کیا مطلب تو مجھے جہان دیو افرغہ ہی
وہان لیچل اُسنے کہا کہ دیو افرغہ سب مجھے مار ڈالیگا ایرج بولا مجھے دور سے بتا کر ہٹ آنا سامنے اُسکے نہ جانا کہا بہت خوب
اور اُسی وقت ایرج نوجوان کو اپنی گردن پر سوار کرکے روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک بیابان پر فضا مین پہونچا
دور سے وہ طاق بتایا دیو افرغہ کا نشان بتا دیا اور کہا کہ مین اب آگے نہین جا سکتا ایرج نوجوان دیو کے کاندھے سے
اُتر کر آگے روانہ ہوا سیر بیابان پر فضا کی کرتا ہوا چلا جاتا تھا پہر بھر مین قریب اُس طاق کے پہونچا دیکھا کہ وہ طاق جواہر نگار
ہی اور کوئی ہزار گز اونچا ہی اور ایک آئینہ گز بھر سے گز بھر تک مدور اُسمین نصب ہی مثل آفتاب کے چمک رہا ہی ایک دیو
دراز قامت ہزار گز سے قد اُسکا کم نہ ہوگا دار شمشاد ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی اژدہے کے کباب رکھے
ہوئے ہین نشے مین سرشار نگاہ دیو کی ایرج نوجوان پر جو پڑی دیکھا کہ ایک آدمزاد نہایت فربہ سامنے سے چلا آتا ہی
خوش ہوا کہ خداوندا ابلیس پر تلبیس نے لقمہ چرب بھیجا ہی پکارا کہ او آدمزاد آ میرے حلق مین کود پڑ نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ
لگاؤنگا پلپلا کر کھا جاؤنگا ایرج پکارا آیا مین حلق اپنا کھول اُسنے آنکھین تو بند کر لین اور مُنھ اپنا کھولدیا ایرج نے
قریب جاکر ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالدیا اور ایک ہاتھ مین تھوڑی خاک لیکر اُسکے مُنھ مین ڈالدی دیو نہایت برہم ہوا کہ تو

توڑا دل لگی باز ہی کہ موت قریب ہی لیکن شرارت سے نہین باز آتا کہا ادحرا مخوار مین تجھکو زیر کرنے اور آئینہ لینے آیا ہون مین بقدر سخت ہون تو مجھے کہا نہ سکیگا دیو افرغہ نے دیکھا کہ واقعی ہاتھ آدمزاد کا نہایت زبردست ہی ایرج سے لپٹا آمادہ کشتی ہوا داؤ پیچ ہونے لگے کسواسطے کہ یہ دیو پردۂ قاف مین کشتی گیر مشہور ہی کوئی دیو اس سے کشتی لڑ نہین سکتا ایرج سے دن بھر کشتی رہی شام کو دیو نے کہا کہ او آدمزاد تو بڑا زبردست ہی کہ مجھ ایسے دیو سے دن بھر لڑا اب شام ہوئی کچھ کھالے تو پھر لڑنا ایرج نے کہا کہ مین بغیر تیری مشکین باندھے کچھ نہ کھاؤنگا نہ پیونگا دیو نہایت غصے مین آیا اور پھر لڑنے لگا رات بھر کشتی رہی صبح ہوئی دیو سنجاب دور سے دیکھ رہا ہی کہ اُسی طرح کشتی ہو رہی ہی سارا دن گذرا شام ہوگئی دیو افرغہ نے کہا او آدمزاد دو دن گذرے ہین مین بھوکھ سے ہلاک ہون ایرج نوجوان نے کہا مین بھی تو بھوکھا ہون تیرا کیون دم نکلا جاتا ہی آئینہ مجھے دیدے مین تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا آئینہ تو ہرگز نہ دونگا اور پھر ایرج سے لڑنے لگا اب تیسرے دن دیو افرغہ کی یہ کیفیت ہی کہ دم اسمین نہین ہی اپنے کو بچا بچا کر لڑتا ہی اور کہتا ہی کہ اے آدمزاد تو عجب بلا سے بد ہی کہ نہ تجھکو بھوکھ لگتی ہی نہ پیاس اب بھی مجھکو چھوڑ دے کہ مین کچھ کھا پی لون کہ میرا بُرا حال ہی ایرج نے کہا تجھے بے پچھاڑے ہوئے کبھی نہ چھوڑونگا دیو نے غصے مین آکر کہا اچھا مین تجھی کو کھائے لیتا ہون یہ کہکر منھ کھول کر چاہا کہ ایرج کو مُنھ مین لے یا کاٹ کھائے ایرج نے تھپیڑ مارا کہ دیو کو چکر آگیا ایرج نے اُسے اُٹھا کر دے مارا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نہین تو مار ڈالونگا دیو افرغہ از سر صدق آفتاب پرست ہوا اور وہ آئینہ طاق سے اُتار کر ایرج کو نذر دی دیکھا ایرج نے کہ مانند آفتاب کے آئینہ روشن ہی اسماے الٰہی اُسپر کندہ ہین چوکھٹا اُسکا الماس کا ہی ایرج اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا دیو سنجاب کو آواز دی کہ آؤ وہ دوڑ کر ایرج کے قدمون پر گر پڑا القصد ہوا ایرج نے افرغہ سے بغلگیر کرایا افرغہ نے کہا اے سنجاب تو ہی اس بہادر کو لیکر آیا تھا کہا کہ ہان میری تو جان پر بنی ہوئی تھی عشق مین دختر ملک البصار کے بیقرار جان سے بیزار تھا غرض اُس روز دیو افرغہ نے ایرج نوجوان کی دعوت کی دوسرے دن ایرج آئینہ سکندری کو لیکر دیو سنجاب کی گردن پر سوار ہو کر دیو افرغہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پردۂ سوم قاف مین ملک البصار کو خبر ہوئی کہ دیو سنجاب ایک آدمزاد کی مدد سے آئینۂ سکندری لایا اور دیو آئینہ دار بھی ہمراہ ہی ملک البصار یہ سُنکر نہایت مسرور ہوا کہا کہ لاؤ دیو سنجاب کو لوگون نے دیو سنجاب سے کہا کہ بادشاہ بُلاتا ہی دیو سنجاب سامنے آیا سلام کیا وہ آئینہ نذر دیا ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے شہریار میری قدرت نہ تھی کہ آئینہ لا سکتا مگر ایک آدمزاد کہ وہ صاحبقران ہی اُسنے میرے حال پر رحم کھا کر دیو افرغہ کو زیر کیا جب یہ آئینہ اُس سے لیا ملک البصار نے پوچھا کہ وہ آدمزاد کہان ہی عرض کیا کہ آپ پہلے استقبال کر کے لایے اُسی وقت دیو البصار مع اہل دربار سوار ہو کر خدمت مین ایرج نوجوان کی آیا قدم چومے سلام کیا بہ توقیر تمام ساتھ لایا سامان دعوت وضیافت مہیا کیا ایرج نوجوان نے کہا اے ملک البصار اب تم اپنی بیٹی کی شادی دیو سنجاب کے ساتھ کردو اُسنے کہا بہت خوب مجھے انکار نہین ہی اور سامان شادی مین مصروف ہوا ایرج نوجوان نے پوچھا کہ دین تمھارا کیا ہی اُسنے کہا کہ ابلیس پرست ایرج نوجوان نے مذمت ابلیس بہت کی دین آفتاب پرستی کی مدح کی ملک البصار از روے صدق وصفا آفتاب پرست ہوا اور تمام فوج اور رعایا کو بھی آفتاب پرست کیا اور شادی ملکہ مہر آرا کی دیو سنجاب کے ساتھ بہت دھوم سے کر دی بعد اُسکے ایرج نوجوان نے ملک البصار سے پوچھا کہ یہ آئینہ جو تنے اس کد و کوشش سے منگوایا سوا آرسی مصحف دیکھنے کے اور کسی کام کا بھی ہی اُسنے کہا اے شہریار حضور اسکی صفت سے آگاہ نہین ہوئے یہ عجیب و غریب شے ہی آرسی مصحف کا تو فقط حیلہ ہی تھا اوصاف اسکے سُنیے یہ آئینہ ایسا ہی کہ جس مقام کا یا جس شخص کا حال دریافت کرنا منظور ہو اسمین دیکھ لیجیے جہان کی کیفیت

چاہیے دریافت کر لیجیے جو شی عجائب ہی بخوبی تمام نظر آے جسوقت سکندر نے جام جمشید کو جہان نما دیکھا یعنے تمام عالم کا حال
اُسمین معلوم ہوتا ہی حکیم ارسطو سے کہا کہ مقابل مین اس جام جہان نما کے کوئی شی ایسی بنا کہ تا قیامت میرا بھی نام رہے
ارسطو نے یہ آئینۂ اسکندری بنایا ایرج نوجوان نے جو یہ صفتین سُنین نہایت اشتیاق ہوا کہا کہ لاؤ آئینہ مین دیکھون
ملک الصبار نے آئینہ منگوایا سامنے رکھا عرض کیا کہ ای شہریار آپ پہلے یہ کام کیجیے کہ کچھ خوشبو اس آئینہ کے سامنے
جلاییے اور کہیے کہ ای آئینۂ سکندری تجھے قسم ہی سکندر ذوالقرنین کی کہ مجھے حال فلان شہریار یا فلان شخص کا معلوم ہو جا
ایرج نے جو کچھ ملک الصبار نے کہا تھا وہی کیا کہا مجھے حال حمزۂ صاحبقران اور فرزندان حمزۂ صاحبقران کا
معلوم ہو جاے کہ شہر زبرجد نگار مین کیونکر ہین بس بمجرد اس کہنے کے اب جو آئینہ مین دیکھا تو لشکر امیر کشور کا سامنے
شہر زبرجد نگار کے نظر آیا اور فرزندان ذیوقار و سرداران نامدار بارگاہ زبرجد شاہ مین بیٹھے ہوئے معلوم ہوئے
لقا اور بختیارک بھی وہین موجود تھے اور صاحبقران کو دیکھا کہ کرب غازی مقبل وفادار عمرو بن امیہ ضمری ساتھ ہین
ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین چلے جاتے ہین ایرج نوجوان حیران و پریشان ہوا کہ یہ کہان جاتے ہین بعد اُسکے
حال داراب کشورکشا کا دیکھا کہ مالک اژدر ہمراہ ہی اور ملک سنجان کو چلا جاتا ہی بعد اُسکے حال خورشید ستارہ پرست
کا دیکھا کہ ایک ساحرہ کو مار کر غضنفر کو چھڑایا ہی اور اُس سے بیعت کر رہا ہی یہ دیکھکر کمال رنج ہوا اور ایسا محو ہوا کہ پکار اُٹھا
ای خورشید ستارہ پرست ہمسے ترک محبت اور اس دیوانے سے ملاپ پھر تو دغا پائیگا یہ میل جول اس سے اچھا نہین ہی
ملک الصبار نے کہا ای شہریار آپ کس سے باتین کر رہے ہین یہ ممکن نہین کہ آپ جس شخص کو دیکھین اُس تک آواز بھی
آپ کی پہونچے اس آئینہ مین طلسم ہی ایرج نوجوان خاموش ہو رہا اور پھر حال ملکہ گیتی افروز کا دیکھا کہ وہ نازنین مہ جبین
مہر تمکین سیاہ لباس پہنے ہوے مغموم بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین گرد ہجوم پریزادان ماہ طلعت اور نازنینان
پری صورت کا ہی بس ایرج نوجوان کی بھی آنکھون سے آنسو گر پڑے رونے لگا پھر بیخود ہو کر پکار اُٹھا کہ آہ تو نے یہ
کسکے غم مین اپنی حالت کی پھر ملک الصبار نے سمجھایا کہ ای شہریار مین عرض کرتا ہون کہ آپ کی کیفیت سے طرف ثانی
نہین واقف ہو سکتا آپ عبث روتے ہین ناحق اپنا جی کھوتے ہین کہا کہ ای ملک الصبار کیا اپنا حال بیان کرون مدت
سے جس شخص پر عاشق ہون اُسکو اس وقت روتے دیکھا نہین معلوم اُسپر کیا صدمہ ہی مین اس واسطے روتا تھا تو نے
پکار کر غضب کیا مین اپنی معشوقہ کو دیکھ رہا تھا تو نے جدا کر دیا اُسنے کہا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ ہوگی پھر ایرج نوجوان
ملکہ گیتی افروز کا تصور کر کے رونے لگا شکوہ پرداز جور فلکی ہونے لگا کہ او ظالم کچھ تیرے ستم کی حد بھی ہی اب تو بر سر رحم آ
مجھکو میری محبوبہ سے ملا بعد تھوڑی دیر کے خیال آیا کہ اب اپنے لشکر کا تو حال دیکھو کہ دیوانے نے کیا سلوک کیا اب جو
آئینہ کو دیکھا مالک بن ملکوت شاہ کو شہر عنطلی آباد مین قلعہ بند پایا طرماسپ اور دیلم شباط زنگی وغیرہ زخمی نظر آئے
گرد قلعہ کے نقابدار سبزپوش اور اسد غازی کو دیکھا کہ محاصرہ کیے ہوئے مع لشکر پڑے ہین بیقرار ہو گیا اور کہا کہ
ای دیو سنجاب جلد مجھے پردۂ دنیا مین جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دے اور ملک الصبار سے کہا کہ یہ آئینہ چند روز
کے واسطے مجھے دیدو میرا ایک دشمن ہی کہ وہ مجھے پریشان کرتا ہی اور نہایت گریزپا ہی کہ مین اُسے نہین پاتا جب یہ آئینہ ہوگا
تو وہ بھاگ کر جہان جائیگا معلوم ہو جائیگا اُسے قتل کر کے بھیجدونگا دیو الصبار نے عرض کیا ای شہریار میری جو آرزو تھی
وہ پوری ہو گئی آپ آئینہ لیجا لیے مین اب اسے کیا کرونگا میرے کس کام کا ہی غرض دیو ملک الصبار سے رخصت ہوا
دیو سنجاب کی گردن پر سوار ہو کے چلا اب حال یہان کا سُنیے کہ جتنے دن کی مہلت اسد غازی نے مالک بن ملکوت شاہ
کو دی تھی وہ دن تمام ہو گئے اسد غازی نے کہلا بھیجا کہ اب طرماسپ اور لاہوت اور بہزاد مرتد کو باندھ کر میرے

پاس بھیجدو نہین تو کل سب کو قتل کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے کہلا بھیجا کہ آج کا دن تمام ہو جانے دیجیے کل جو
چاہیے گا وہ کیجیے گا یہ جواب تو بھیجدیا مگر جان پر صدمہ ہی قارن قمر بین سے کہا کہ تیرا کلام کبھی سچا نہ نکلا کل ہم سب
مارے جائینگے اور ایرج ابتک نہین آیا اسنے پھر علم نجوم مین دیکھا اور کہا کہ اگر آج ایرج نہ آے تو مجھکو قتل کیجیے گا کہا اچھا یہ
دیکھتے ہین اب سب انتظار مین ہین آنکھین آسمان کو لگی ہوئی ہین شیر اعظم کو پکار رہے ہین کہ ای آفتاب تابان تیرے
بندے اس تاریکی غم والم مین کور ہورہے ہین کہ دیکھیے کیونکر شکل رہائی کی نکلتی ہی اب کوئی پہر دن باقی ہی کہ ناگاہ
ایک لکۂ ابر فلک پر نمایان ہوا اور دیکھا کہ اسی طرف چلا آتا ہی اور ہوا تند ہوتی جاتی ہی جب وہ ابر قریب آیا اور
چہرہ ایرج نوجوان کا مانند آفتاب تابان کے چمکا قارن قمر بین پکارا کہ وہ زبدۂ آفتاب پرستان آپہونچا پھر تو سبنے
دیکھا کہ ایرج نوجوان ایک دیو سیاہ کی گردن پر سوار چلا آتا ہی بس نقارۂ شادمانی قلعہ پر بجنے لگا ہر ایک کو ایک عید ہوئی
یہانتک کہ اوپر قلعہ کے آکر اُترا سبھون سے ملاقات کی مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ قلعہ کا کھلوا دو
اُسی وقت دروازہ شہر کا کھلگیا ایک غلغلۂ شادی قلعہ مین برپا تھا ایرج نے اپنا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے
بیان کیا اور پوچھا کہ مین نے آسمان پر سے دیکھا تھا کہ صحرا مین بہت سے کلہ منار ہین یہ کسکے سرون کے مینار ہین اور کسنے
بنواے ہین مالک بن ملکوت شاہ رویا اور کہا کہ ای ایرج نوجوان جب سے ہم آذر کوہ سے بھاگے دیوانے نے
استنے روز خون اور شبخون مارے کہ تین لاکھ آفتاب پرستون کو قتل کیا دہی تین سو کلہ منار ہین آذر کوہ سے تا شہر غنطلی آباد
اسد غازی نے اُنکے سرون کے بنواے ہین لشکر کا خاتمہ ہوگیا ایرج نوجوان نے کہا کہ اسکا عوض اس دیوانے
سے نہ لیا ہو تو اپنا نام ایرج نہ رکھا ہوگا دیو سنجاب کو توپردۂ قاف کی جانب رخصت کیا اور آپ خیمہ شہر سے نکلوا کر داخل
بارگاہ ہوا ادہر ہرکارے لشکر نقابدار و اسد کے جو لگے ہوے تھے اُنھون نے آکر نقابدار اور اسد غازی سے
عرض کیا کہ ایرج آگیا اور بڑی خوشی آفتاب پرستون مین ایرج کے آنے کی ہی یہانتک کہ دروازہ شہر کا کھلگیا ہی
لشکر آفتاب پرستان بیرون شہر نکلا ہی بارگاہ ایرج نوجوان کے لیے استادہ ہورہی ہی اسد غازی نے کہا
ماموجان سُنا آپ نے مین تو پہلے ہی جانتا تھا کہ یہ مہلت اسی واسطے مانگی ہی کہ اس عرصے مین شاید وہ آفتاب پرست
آجاے اور وہی ہوا مین انکو مکار سمجھے ہوئے تھا کبھی فرصت نہ دیتا آپ کے فرمانے سے اور سعی کرنے سے چپ
ہورہا وہ بزار بچہ آگیا اب کوئی کیا کرسکتا ہی وہ زورون پر چڑھا ہوا ہی نہایت زبردست ہی نقابدار بولا ای اسد دلاور
خوب ہوا ایرج آگیا سر میدان اُسکی مشکین باندھکر تمھین دیدونگا اسد بولا ماموجان ذرا بہت مشکل ہی اُسپر غالب ہونا
یہی باتین ہوتین کہ اور جوڑی ہرکارون کی آئی دعا وثنا بجالا کر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین طبل جنگ بجا ہی نقابدار نے کہا
کچھ پروا نہین بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی ہمارے یہان بھی بجے نقارۂ رزمی غرض دونون طرف نقارے گڑگڑاے
لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا شب اسی بندوبست مین گذری
صبح کو دونون لشکر میدان جدال وقتال مین آمادۂ پیکار صف آرا ہوئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے ایرج نوجوان
نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آکر اجازت میدان طلب کی اُسنے کہا کہ سپرد کیا ہی شیر اعظم
کو جاؤ اور بدلہ اپنے لشکر کے قتل کا لو ایرج سلام کرکے مرکب کو جولان دیکر میدان مین آیا سراپا دکھلایا جب خوب
عرق عرق ہوگیا اور گھوڑے کو بھی پسینا آگیا تھم کر نیزہ زمین پر گاڑا اور مبارز طلب کیا نقابدار سبز پوش نے بھی مرکب
اپنا صف سے نکالا ادھر سے ایرج نوجوان نے مرکب دوڑایا اور تگادرزن ہوا دونون مرکب برابر سے ہٹگئے [illegible]
رانون مین پھیر کر مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نقاب کے باہر ریش سفید نقابدار کی

نکلی ہوئی ہی مگر عجب دبدبہ ہی کہ بوڑھا شیر ہی کہا کہ ای نقابدار تو کون ہی نام اپنا ظاہر کر نقابدار بولا ملک الموت قابض
ارواح کافران جواب دیا کہ خیر معلوم ہوگیا کہ تو اُس دیوانے کا بہکایا ہوا ہی لا حربہ اپنا نقابدار نے کہا کہ اہل اسلام
کا یہ طریقہ نہین کہ پیشدستی کرین تو اپنا حملہ کر لے اُس وقت ایرج نوجوان نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر نقابدار
پر مارا نقابدار سبز پوش نے نیزہ ایرج کا اپنے نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کار
مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا سنانین بنانین بیکار ہوگئین نیزے ہاتھ سے ٹپک ٹپک دیے تلوارون کے قبضون کو ٹٹولا ایسا
تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان ہین کہ کوندرہی ہین تین پہر کامل تلوار چلی آخر کار یہ ہوا کہ گھوڑے نے نقابدار کے
سکندری کھائی کہ تلوار ایرج نوجوان کی سر پر بیٹھی اور تا دو ابرو اُتری ہی تھی کہ نقابدار نے دستانہ مارا کہ تلوار جھٹکا کر
نکلگئی اور چادر خون کی سر سے جاری ہوئی مگر نقابدار نے زخم کو نہ مانا اور اُسی حالت مین تلوار ایرج نوجوان پر
ماری کہ سپر کو کاٹ گئی مگر ایرج پیچھے پر جا رہا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ مرکب مارا گیا مرکب اور ایرج دونون
تہ و بالا ہوکر گرے فوج آفتاب پرستون کی دوڑ پڑی کہ شاید ایرج زخمی ہوا مگر ایرج بھی جلدی سے اُٹھا اور مرکب
دوسرا منگوا کر اُسپر سوار ہوا اُدھر سے فوج نقابدار کی بھی آگئی اسد غازی بھی اپنے رفیقون سمیت دوڑ پڑا تلوار
چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی عین گرمی جنگ مین اسد بن کرب دلاور سے اور ایرج نوجوان سے سامنا ہوا کئی تلوارین
اسد غازی نے ایرج پر مارین ایرج نے تمام حملے اُسکے رد کیے اور خود جو تلوار ماری سپر کو قلم کرکے سر پر اسد
کے پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی اسد غازی نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹکا کر نکلگئی مگر سر سے ایک چادر خون کی باہر آئی
غش طاری ہوا لوگ اسد غازی کے جانون پر کھیلکر بیچ مین آگئے اسد کو سامنے سے ہٹا لیگئے شام تک تلوار چلی اب نقابدار
مین بھی حالت نہین ہی زخمی لڑ رہا ہی کہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو آئے نقابدار راستے مین
بیہوش ہوکر مرکب سے گرا لوگ دوڑ پڑے اور اُٹھا کر سکھپال پر ڈالا اور کوچ کرکے چلے گئے اسد بن کرب دلاور
نے بھی اپنے لشکر کو ساتھ لیکر صحرا کا راستہ لیا ادھر ایرج جو پھر کر آیا جو لوگ اُسکے لشکر کے زخمی ہوئے تھے جراحون
کو بلوا کر اُنکے زخمون مین ٹانکے لگوائے پٹیان بندھوائین اور کھانا کھا کر سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا کہا کہ آج ان سب
خدا پرستون کو قتل کرونگا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ رات کو تمام خدا پرست بھاگ کر چلے گئے ایرج نوجوان
نے کہا کہ کچھ پروا نہین بھاگ کر مجھسے کہان جائینگے جلد لشکر تیار ہو کہ دیوانہ جہان جائیگا وہین پہونچکر اسکو قتل کرونگا
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ دیوانہ فلان مقام پر ہی کہا کہ مین آئینہ سکندری
لایا ہون اُسمین تمام جہان کا حال معلوم ہو جاتا ہی اور یہ کہکر آئینہ صندوق مین سے نکلوایا مشک وعنبر واگر
وغیرہ مجمر مین جلوا کر دھونی دی اور قسم دی کہ آئینے تجھے قسم ہی روح سکندر ذوالقرنین کی اسد غازی کا حال
مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ دیوانہ کہان ہی یہ کہکر جو آئینے مین نظر کی دیکھا اسد بن کرب غازی کو کہ ایک پہاڑ پر
بیٹھا ہوا ہی اپنے زخم کے علاج مین مصروف ہی رفیق اُسکے گرد و اطراف جمع ہین یہ کیفیت اور مخصوص سردارون
کو بھی دکھائی اور اُسی وقت سوار ہوکر چلا قضائے کار ضرغام شیر دل لشکر ایرج مین موجود تھا ایرج نوجوان
کو دیکھا کہ اسد غازی کے تعاقب مین چلا ہی بھاگا وہان سے اور قبل از ایرج خدمت اسد دلاور مین پہونچا
عرض کیا کہ ہوشیار ہوجیے ایرج قریب آ پہونچا اسد غازی یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بوق بجائی کہ تیار رہو
بس سب تیار ہوگئے دوسری بوق مین گھوڑون پر کاٹھیان پڑگئین تیسری بوق مین سوار ہو بیٹھے ضرغام شیر دل سے
پوچھا کہ کس راہ سے یہ پاجی آتا ہی ضرغام شیر دل نے پتا اُس طرف کا بیان کیا اسد دوسرے راستے سے

روانہ ہوا اور پشت لشکر پر آکے شبخون گرا تلوار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا تو قیمن تیغ زنی ہین غل ہو رہا ہی کہ لینا مالک بن ملکوت شاہ
کو اور وہ ہزار پردون مین چھپتا پھرتا ہی اسد غازی ڈھونڈھ رہا ہی خیمون مین آگ لگا رہا ہی آفتاب پرست بھاگتے
پھرتے ہین اور ادھر ایرج نوجوان کچھ سردارون کو لیکر لشکر سے آگے نکل آیا ہی درہ کوہ کو گھیر کر اندر درے کے گھس پڑا
کہ لینا دیوانے کو جانے نہ پاے اور سب لینا لینا کرکے دوڑے اندر درے کے آکر جو دیکھا تو پھیرون ناچتا ہی سناٹا ہی ایک
متنفس کا بھی نام و نشان نہین ہی گھوڑون کی لید پڑی ہی ان کے شکستہ تسمے پرانی رسیان میخین ٹوٹی ہوئی ہانڈیان پھوٹی
ہوئین چولھے بنے ہوئے ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ دیوانہ میرے آنے کی خبر سنکر ابھی کہین بھاگ گیا ہی مگر جائیگا کہان
مین بغیر اُسکو قتل کیے چین نہ لونگا وہ مجھے کہین چھپ سکتا ہی یہ کہکر آئینہ نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسد میرے
لشکر پر گرا ہوا قتل کر رہا ہی سر پیٹ لیا کہ ارے یہ دیوانہ بلا کی چیز ہی اور چلا اپنے لشکر کی طرف ادھر شہرنگ عیار نے
اسد غازی کو خبر دی کہ ایرج آتا ہی تو برق بجالی کہ ای یاران بدرود اور نکلکر لشکر ایرج سے صحرا کو روانہ ہوا چلتے وقت
تھال مٹھائی کے اُٹھا لیے ہین گھوڑون پر سوار کھاتے چلے جاتے ہین نانبائی کی دکان سے شیرمالین کباب باقرخانیان
لے لی ہین نوش جان کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اسد بن کرب دلاور کہتا جاتا ہی کہ میان مالک بن ملکوت شاہ
حرامزادہ ہاتھ نہ لگا یہ تو کہین کا کہین پہونچ گیا بعد گھڑی بھر کے ایرج نوجوان اپنے لشکر مین پہونچا دیکھا کہ لشکر مین وادیلا
وامصیبتا کی آواز بلند ہی سیکڑون آفتاب پرست مرے ہوئے پڑے ہین خیمے جل رہے ہین دیوانے کا پتا بھی نہین
ہی حیران ہوا مالک بن ملکوت شاہ دوڑا کہ آپ مجھکو کشو کرائیگا اقبال شاہ کے پاس پہونچوائیے گا دیکھیے منہ اس
شخص کا کالا ہو رہا ہی تنور مین جاکر چھپا تھا تو زندہ رہا ایرج بولا ای مالک بن ملکوت شاہ مین تو اُس دیوانے کو
بغیر قتل کیے نہ بیٹھونگا اسمین جو کچھ ہو اور آئینہ نکالکر دریافت کیا کہ اسد غازی کہان ہی دیکھا کہ ایک صحراے سبز مین
بیٹھا ہوا وہ چیزین جو یہان سے لوٹ لیگیا ہی کھا رہا ہی بس گھوڑے کو اُڑا کر اُسی طرف چلا یہان ضرغام شیردل ایک
درخت بلند پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ ایک گرد جو بلند ہوئی اسنے پکار کر کہا ای شہریار ایرج آپہونچا اسد غازی تو
سلیح و کمل بیٹھا تھا اُسی وقت اور راستے سے جاکر روز خون لشکر ایرج پر مارا لگا قتل کرنے اور لوٹنے مالک بن ملکوت
خیمے سے نکلکر حلال خور کی جاے ضرور کی قنات مین لیٹ رہا اسد غازی چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہی مگر کہین پتا نہین
لگتا ایک ایک کو پکڑتا ہی مارتا ہی کہ بتا مالک بن ملکوت شاہ حرامزادہ کہان ہی جہان ہو بتا اُسنے کہا کہ نہین معلوم
تلوارون سے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے ایرج نوجوان جو یہان صحرا مین پہونچا اسد غازی کو نہ پایا کہا کہ معلوم ہوتا ہی
کہ ابھی لوگ یہان بیٹھے تھے کیونکہ دونے پتون کے مٹھائی کا چورا روٹیون کے ٹکڑے حلوائی کے تھال ہر طرف پڑے
ہوئے ہین زانو پر ہاتھ مار انگشت دست کو کاٹا کہ یہ دیوانہ کدھر گیا آئینے مین جو دیکھا تو پھر اپنے لشکر مین پایا چلا وہان سے
یہان جو آیا اسد غازی جا چکا تھا لشکر کو تباہ کر چکا تھا کوئی پکارا کہ ہمکو دیوانے نے لوٹ لیا کوئی پکارا کہ ہمارے
کنبے بھر کو قتل کیا ایرج نے سر اپنا دھنا کہ ہاے کیا کرون اس دیوانے نے مجھکو دیوانہ کر دیا مین تو آئینہ سکندری
سے اُسکا حال دریافت کرتا ہون معلوم نہین وہ میرے آنے سے کیونکر آگاہ ہو جاتا ہی لوگون نے عرض کیا کہ ای شہریار
عیار اُسکے چہار طرف لگے رہتے ہین اُسکو خبر پہونچا دیتے ہین ایرج نے پھر آئینے مین نظر کی دیکھا کہ اسد غازی
بہ چشم کوہ مین بیٹھا ہوا ہی ایرج اُسی طرف کو روانہ ہوا خبردار جو اسد غازی کے لگے ہوئے تھے اُنھون نے اسد کو
خبر دی کہ ایرج آتا ہی اسد نے ضرغام شیردل سے پوچھا کہ ای ضرغام مین جہان جاتا ہون اُسکو کیونکر خبر ہو جاتی ہی
کہ مین فلان مقام پر بیٹھا ہون کیا خبردار اسکے پیچھے پیچھے میرے رہتے ہین جو اسکو خبر دیتے ہین ضرغام شیردل نے عرض کیا

کہ ای شہریار ایرج پردۂ قاف سے آئینۂ سکندری لایا ہی وہ جہان نما ہی اُسمین آپ کا حال معلوم کرتا ہی وہی آئینہ
اُسے خبر دیتا ہی اسد یہ سُنکر بہت حیران ہوا کہا خیر جو مرضی خدا کی اور وہان سے بھاگ کر بیشۂ مرفوع مین آیا راوی کہتا ہی کہ
تین شبانہ روز ایرج نوجوان نے اسد غازی کا تعاقب کیا کہ کھانا اور پانی حرام تھا القصہ جسوقت بیشۂ مرفوع مین
پہونچا اور وہان بھی اسد غازی کو نہ پایا اسلیے کہ اسد پہلے ہی آمد ایرج کی خبر سُنکر وہان سے بھی چلا گیا تھا بہت پریشان
ہوا طرماسپ نے کہا کہ پیر و مرشد دور کیجیے جانے دیجیے اب اُسکے تعاقب سے کیا فائدہ وہ دیوانہ ہاتھ نہ آئیگا اُسکے
ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہی مفت مین آپ ہلاک ہوتے ہین ایرج نے کہا ای طرماسپ مین نے قسم کھائی ہی کہ
مین اُس دیوانے کو بغیر مارے صبر نہ کرونگا اسمین یا تو مین نے اُسکو مارا یا اپنی جان دی یہ کہکر پھر آئینے کو دیکھا معلوم ہوا
کہ اسد کنارے دریا اپنے رفیقون سمیت موجود ہی طرماسپ سے کہا کہ اسد دریا کنارے بیٹھا ہی ایک طرف سے
تم جاؤ ایک سمت سے دیلم شاطر زنگی جاے ادھر سے مین جاتا ہون تین طرف سے چلکر گھیر و چوتھی طرف دریا ہی یا تو
وہ دیوانہ ڈوب مریگا یا ہم اُسے مار لینگے یہ صلاح باہم ٹھہرا کر چلے شبرنگ اور ضرغام یہ خبر لیکر بدحواس اسد غازی
کے پاس آے اور عرض کیا کہ پیر و مرشد غضب ہوا کہ ایک طرف سے ایرج اور دوسری سمت سے طرماسپ اور تیسری
جانب سے دیلم شاطر زنگی آتا ہی اب کدھر جائیے گا کسی طرف مفر نہین اور ادھر یہ دریاے قہار ہی خدا ہی بچاے تو بچیگا
ورنہ کوئی صورت اب بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی اسد غازی یہ سُنکر نہایت مضطر ہوا دریا کنارے آیا دیکھا تو دریاے ذخار
و مواج لطمہ سنج آفت زا کہ ایک ایک موج اُسکی کوہ کوہ اُٹھ رہی ہی نہایت تیزی سے دریا بہ رہا ہی کہ بڑے بڑے پتھر بہتے
چلے جاتے ہین تنکا ڈالدیجیے تو تین ٹکڑے ہو جائین دوسرا کنارہ ہم کنارہ عدم ہی آسمان اُسکی وسعت کے سامنے ایک
حباب ہی بس یہ صورت جو دریا کی دیکھی زہرہ آب ہو گیا لیکن اپنے رفیقون سے کہا کہ اگر ایرج آگیا تو آج دریا مین
ڈوب کر مر جائینگے زندہ تو اُسکے ہاتھ نہ آئینگے سب نے کہا بہت خوب ایسا ہی ہوگا ہر ایک آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دریا کو
دیکھ رہا ہی کہ کہین کوئی جہاز یا کشتی معلوم ہو مگر کچھ نظر نہین آتا ہر ایک طرف عالم آب ہی اس اثنا مین دیکھا کہ گرد و غبار کا اُٹھنا
بس یقین ہوا کہ ایرج آیا بلبلا کر اسد غازی نے دعا مانگی کہ ای پروردگار عالم اگر حیات میری باقی ہی تو ہاتھ سے
اس آفتاب پرست کے بچا اور سب رفقا آمین کہ رہے ہین کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور کچھ جہاز دریا مین نظر آے
اسد غازی نے آواز دی ای جہاز والو تمھین قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ اس ظالم کے پنجے سے مجھے بچاؤ اتفاقات روزگار
یہ جہاز ہین خواجہ جہان گرد فضل بن آشوب کے وہ فضل بن آشوب جسنے بدیع الزمان کی جان بخشی کی تھی شاہزادہ
بدیع الزمان جب زخمی ہو کر باغ مین آیا ہی اور اُسنے شاہزادے کو چھپایا ہی اور گردم دعیار نے آکر دیکھا ہی اور جاکر
گنجاب کو خبر دی ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون کہ باغ مین فضل بن آشوب
کے پلنگ پر پڑا سو رہا ہی گنجاب نے ارباب باختری کو بھیجا تھا کہ تو جا کر پکڑ لا اور فضل بن آشوب نے یہ خبر سُنکر
بدیع الزمان کو تو تہخانے مین چھپا دیا تھا اور آپ اپنے ہاتھ سے تلوار سر پر مار کر زخمی ہو کر پلنگ پر لیٹ رہا تھا اور
ارباب باختری فضل بن آشوب کو زخمی دیکھکر چلا گیا تھا بس لوگون نے خواجہ فضل بن آشوب سے کہا کہ کچھ لوگ
کنارے دریا کے کھڑے ہوے پکار رہے ہین اور واسطہ خدا کا دلوا رہے ہین کہا کہ دریافت کرو کون لوگ ہین جہاز ادھر
نزدیک آے اور پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ یہ نواسا امیر حمزۂ صاحبقران کا اسد بن کرب دلاور ہی اور وہ گرد
اُٹھتی چلی آتی ہی ایرج قتل کو اسکے چلا آتا ہی فضل بن آشوب نے جو سُنا کہ یہ نواسا ہی حمزۂ صاحبقران کا
جہازون کو جلد بڑھا کر اسد غازی کو مع رفقا جلدی سے سوار کر لیا اور کہا کہ مین غلام ہون آپ کے گھر کا باپ میرا

پر وہ قاف مین حمزۂ صاحبقران کے ساتھ رہا ہی اب ایرج آپ کو نہ پاسکیگا اور جلد جہازون کو آگے بڑھایا
اودھر ایرج خوشی خوشی آیا کہ اب مارا اس دیوانے کو یا دریا مین ڈبوایا جس وقت کنارۂ دریا پر پہونچا دیکھا کہ
اسد جہاز پر سوار چلا جاتا ہی اسد ایرج کو دیکھکر وہان سے بوق بجا کر پکارا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری تو نے
میرا کیا کیا آئینۂ سکندری مین دیکھ دیکھکر بہت دوڑا کیا اب تعاقب مین میرے آ تو مین جانون کہ تو حلال زادہ ہی
یہ کہتا ہوا اسد غازی چلا جاتا ہی اور ایرج مایوس کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی باتین سُن رہا ہی دم بخود ہی کیا کرے طرماسپ
اور دیلم بھی آ سے ایرج نے کہا دیکھو دیوانہ وہ جاتا ہی ہماری محنت و مشقت مفت برباد ہوئی کچھ نہ کرسکے اِس
دیوانے کا اور یہ آنکھون کے سامنے سے چلا گیا اور دعا مانگی کہ ای ہیر اعظم کوئی جہاز کشتی سک غراب ناجنبو تواڑا
کچھ تو بھیج کہ مین اُسپر چڑھ کر اس دیوانے کا تعاقب کرون کہ اسنے بہت سے تیرے بندون کو مار ڈالا ہی کہ دیکھا جہاز کچھ
دریا مین آتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اس طرف چلے آتے ہین یہان سے پکارنا شروع کیا کہ ای جہاز والو زبدۂ
آفتاب پرستان ایرج نوجوان کھڑا ہوا ہی تمہین بلاتا ہی اور اب اسد غازی کے جہاز بہت دور نکلگئے کچھ تو نہین
سی سیاہی معلوم ہوتی ہی اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد غلام فرخ بازرگان کے ہین وہ خواجہ فولاد کہ جو
ایرج کو قصر البحرین سلیمانی سے لیکر قلعۂ ذوالامان مین آیا تھا اور ملکہ گیتی افروز کو دکھایا تھا اُسنے جو نام ایرج کا
سُنا جلدی جہازون کو دوڑا کر کنارے پر لایا ایرج کو سلام کیا حال پوچھا کہا کہ وہ دیوانہ بھاگا جاتا ہی مجھے تو اُس تک
پہونچا ہیر اعظم نے تجھے بروقت پہونچایا خواجہ فولاد نے کہا کہ چلیے سوار ہو جیے مین تو آپ کا غلام ہون ایرج نوجوان
مع طرماسپ اور دیلم شاطر زنگی سوار ہوا اور تعاقب مین اسد غازی کے چلا یہین سے نعرہ کیا کہ او دیوانے
آیا مین کہان جاتا ہی ایرج کی آواز جو کان مین اسد غازی کے پہونچی پھر کر جو دیکھا کچھ جہازون کے آنے کی
کیفیت معلوم ہوئی اسد نے کہا کہ یارو غضب ہوا کہ اُس پاجی کو بھی جہاز ملگئے آتا ہی تعاقب مین سب رفیقون نے
عرض کیا پیر و مرشد کچھ اندیشہ نہین ایک مرتبہ لڑکر مرجائینگے اسد غازی نے کہا مرتا کیا نہ کرتا پھر اور کیا ہوگا سوا
اسکے مثل مشہور ہی کہ دبے پر چیونٹی بھی کاٹ کھاتی ہی مگر وقت دعا کا ہی اگر زندگی باقی ہی تو خدا مدد کریگا سبھون نے
دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اپنے مولا علیؑ ابن ابیطالب غالب کل غالب کو پکارا کہ آقا باپ
میرا آپ کا نظر کردہ ہی مجھپر بھی نگاہ شفقت فرمایے آپ حلال مشکلات واقع مہات ہین مین اس دریاے ذخار
گرداب بلا مین پھنسا ہوا ہون مجھکو آکر نکالیے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے بچایے بس دعا مانگنا تھا اور
سب رفیق آمین یارب العالمین کہتے ہین کہ یکایک سامنے سے ایک قلعہ دریا مین دکھائی دیا کہ چہار طرف
اُسکے دریا حائل ہی اور بیچ مین وہ قلعہ مانند حباب کے ہی اور قلعہ کی طرف سے ایک کشتی نمایان ہوئی اور کچھ
لوگ اُس کشتی پر پکار رہے تھے کہ اسد بن کرب غازی کس جہاز پر ہی اسد پکارا کہ مین ہون اسد بن کرب دلاور
بس وہ کشتی قریب آئی اور ایک تاجدار اُس کشتی پر سے جہاز پر آیا قدمون کو اسد غازی کے بوسہ دیا اور
کہا کہ جلد چلیے قلعہ کے اندر یہ قلعہ حضور ہی کا ہی اسد غازی نے پوچھا کہ تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی اُسنے
عرض کیا کہ مجھے سُہراب دریانشین کہتے ہین شب کو خواب مین حضرت ابراہیم علی نبینا و آلہ علیہ السلام تشریف فرما
ہوئے تھے مجھکو مسلمان کیا اور آپ کے آنے کی خبر دی کہ ایرج تعاقب مین آتا ہی اور فرمایا کہ اسد میرا فرزند ہی اپنے
قلعہ مین اُسے لے آؤ اور ایرج کے ہاتھ سے بچاؤ اور یہ مژدہ اسد غازی کو دو کہ شاہزادۂ نور الدہر زندہ
ہی اور وہ عنقریب جام جہان نما یعنے جام جم تیرے واسطے بھیجا چاہتا ہی اسد یہ مژدہ سُنکر بہت خوش ہوا اور

ہمراہ سُہراب دریانشین کے قلعہ مین داخل ہوا فضل بن آشوب وغیرہ کو بھی اپنے قلعہ مین لے آیا اور کہا کہ ابھی
نہ جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ آفتاب پرست کچھ تمکو ایذا دے اور پوشاک فقیرانہ اُتاری گولندازون کو حکم دیا کہ جہاز ایرج
کے اگر سامنے سے نمودار ہون تو مار کر گولے اُڑا دینا قلعہ مین سب انتظام درست ہوگیا گولنداز توپون پر بیٹھ گئے
دوربینین لگائے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ یکایک سامنے سے جہاز خواجہ فولاد کے نمایان ہوے ایرج نوجوان نے
اسد غازی کو دیکھا کہ فیلبند دروازے پر بیٹھا ہوا ہے رفیق گرد وپیش جمع ہین اور پکار رہا ہے کہ او آفتاب پرست اب
یہان آ تو معلوم ہو ایرج نے للکارا کہ او دیوانے آیا مین کہ اِدھر سے گولہ پڑنے لگا ایک آدھ جہاز تو ٹکڑے
اُڑ گیا اب تو جہاز پیچھے بھگائے اسد نے بوق بجائی بس ساتھ ہی اسد غازی کے بارہ ہزار بوقون کی آواز ملکر
بلند ہوئی گویا صور اسرافیل پھنکا جہاز ایرج کے گولون کی زد سے ہٹکر دور کھڑے ہوئے ایرج بڑی دیر تک
دیکھا کیا کہ یہ دیوانہ مکان امن مین جا بیٹھا اب یہ ہاتھ نہ آئیگا طرماسپ نے کہا پیرو مرشد دور کیجیے چلیے جب یہان سے
نکلکر آئیگا اُسوقت سمجھ لیا جائیگا بس ایرج وہان سے پھر کر شہر عظلی آباد مین آیا اور لشکر کو آراستہ کر کے ملک
سبائیل کو راہی ہوا کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلا جاتا ہے ایک دن صبح کا وقت ہے بہزاد مرتد کا ہاتھ پکڑے ہوئے
اور دو چار سردار ہمراہ دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان ایک طرف چلا آتا ہے فوج وسپاہی دور دور
ہین کہ ایک طرف سے سیاہی ایرج کو معلوم ہوئی لندھور سے پوچھا کہ یہ سیاہی کاہے کی ہے لندھور نے کہا کہ
کوئی پہاڑ ہوگا ایرج خاموش ہوا تھا کہ بہزاد نے کہا اے شہریار لندھور آپ سے چھپاتے ہین ظاہر نہین کرتے یہ
قلعہ آبنوس حصار ہے عمرو کا بنوایا ہوا اسمین تمام خزانہ عمرو کا بھرا ہوا ہے جو عمرو نے تمام عمر مین پیدا کیا ہے وہ سب
اسمین ہے لو گنج یہان ہین ایرج نوجوان نے کہا تم کیون چھپاتے تھے اے دارا سے ہند مجھے تم سے یہ امید نہ تھی لندھور
نے کہا کہ تم طمع کو کام فرماؤگے اور یہ مال بلاے بے درمان آفت جہان کا ہے جو ایک کوڑی پر اپنی جان دیتا ہے
ایرج بولا خوب مجھکو تو مال وخزانہ درکار ہے مین اس قلعہ کو ضرور لونگا مال واسباب اپنے تخت و تصرف مین لاؤنگا
لندھور بن سعدان نے کہا اول تو یہ قلعہ عیارون کے قبضے مین ہے دروازہ قلعہ کا ظاہر مین کسی طرف نہین ہے
ہاتھ آنا قلعہ کا بہت دشوار ہے مقابلہ عیارون سے ہوگا دانتون پسینہ آجائیگا اور بعد دقت ہاتھ بھی آیا
تو عمرو سے بغض شد مول لیا اس قلعہ کی طرف رُخ کرنا اچھا نہین ایرج نے کہا کہ مین جہانگیر ہون بغیر اس
قلعہ کے لیے آگے نہ بڑھونگا اور خواجہ عمرو نے تو میرے پیر قطب دوران کو مارا ہے مین اُسکا دشمن جانی ہون
مال اسکا لونگا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا اسی طرف چلے لندھور نے کہا ایرج میرا کہنا مانو ادھر کا رُخ نہ کرو ورنہ
بہت پچھتاؤ گے ایرج پکارا ہرچہ بادا باد اُسوقت لندھور بن سعدان نے کہا ہمارے تمھارے وعدہ ہے کہ
جو مال ملک گیری مین ہاتھ لگے اُسے ہم تم نصفا نصف بانٹ لین تمھین یہ قول یاد ہے اقرار پر اپنے قائم ہو یا نہین ایرج
بولا قول مردان جان دارد جو مُنھ سے کہا وہ کیا ہین کیا اپنے اقرار سے پھرا جاتا ہون لندھور نے کہا خیر مین نے یاد دلا دیا
تم صاحب اقبال ہو قلعہ ضرور لوگے اسمین کچھ شک نہین القصہ ایرج کوچ کر کے قریب قلعہ کے آیا چہار طرف سے
قلعہ کا محاصرہ کر لیا فوج گرد قلعہ کے اُتر پڑی اوپر سے ایک آدھ گولہ پڑنا شروع ہوا دس بیس آدمی کام آئے گولے کی
زد سے ہٹ کر اُترے سرہنگ ملی غلام خاص خواجہ عمرو کا قلعہ پر سے پکارا کہ او آفتاب پرست تو نے احسان الٰہی
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے فراموش کر دیے بھول گیا اپنے کو یا تو بزاز کی دُکان پر بیٹھکر کپڑا بیچا کرتا تھا خواجہ عمرو نے
تجھے اس مرتبے کو پہونچا دیا پہلے تو نے وہ بیمروتی کی کہ ملک عظلی آباد اُنکی زوجہ سے چھینا اب تو یہان مال اُنکا

لینے آیا ہی تو واقعی حلال زادہ ہی سب نشانیان تجھ مین حلال زادگی کی موجود ہین ایرج نے کہا کہ مدد اس سے کیون
شامت آئی ہی اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو خزانہ خواجہ عمرو کا چپکے سے میرے حوالے کر اور میری بیعت مین آ کر موجود ہو
اور اگر اسکے خلاف کیا تو دم بھر مین قلعہ لے لونگا اور پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب عیارون کو قتل کر دونگا سرہنگ
نے کہا خیر اب تو یہان آیا ہی معلوم ہو جائیگا ایرج نے سامنے سے قلعہ کے پھر کر اپنی بارگاہ مین آ کر باہم مشورہ کرنا شروع کیا
کہ دو ایک روز اور دیکھتا ہون اگر یہ عیار میرے پاس آ کر موجود ہوا تو خیر نہین تو پھر لیا جائیگا یہان تو یہ صلاح و مشورے
ہین اُدھر دو پہر رات گئے عیارون نے قلعہ سے باہر نکلکر لشکر ایرج کے قریب جا کر حقہائے آتشبازی جو داغ کر مارے
ہزارہا آدمی جلگئے خیمون مین آگ لگگئی بہت سا اسباب جلگیا صبح کو وہ آگ بجھی ایرج نوجوان نے کہا کہ یہ بڑا غضب ہی
ارے دریافت کرو یہ کدھر سے آئے لوگ تو کہتے ہین اس قلعہ کا راستہ نہین ہر چند ہرکارون نے تفحص کیا کہین
سُراغ نہ لگا ناچار ایرج سے آ کر عرض کیا کہ ہمین نہین معلوم ہوتا کہ عیار کدھر سے آئے دوسری شب کو پھر اُن عیارون
نے آ کر حقے آتشبازی کے مارے کہ تمام آفتاب پرست الامان پکارے ایرج نے کہا کہ لوگ کمینگاہ مین لگے رہین
دیکھین کہ کدھر سے وہ آتے ہین اور پھر کدھر جاتے ہین لوگ کمینگاہ مین بیٹھے لیکن وہان سرہنگ کی کو جو خبر ہوئی
کہ عیار جاتے ہین اور حقے آتشبازی کے مار کر جلاتے ہین عیارون پر بہت درہم و برہم ہوا کہ تم کیون قلعہ سے نکلکر
باہر جاتے ہو جو کوئی تمھین آتے جاتے دیکھ لیگا اور راستہ قلعہ کا اُسے معلوم ہو جائیگا تو قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا
تم لوگ عمداً قلعہ ہاتھ سے گنواتے ہو خبردار اب قلعہ سے باہر قدم نہ رکھنا سبھون نے عرض کیا کہ بہت اچھا اب ہم اس ارادے
سے باز رہینگے مگر سرہنگ کی رات کو قلعہ سے باہر نکلا صورت بدلکر داخل لشکر ایرج ہوا آیا دروازۂ بارگاہ پر
دیکھا تو دربار لگا ہوا ہی اور ذکر ہو رہا ہی کہ یہ عیار نہین معلوم کدھر سے آتے ہین اور جلا پھونک کر چلے جاتے ہین
شاپور شیردل کہ رہا ہی کہ آج رات کو آئین تو معلوم ہو جائیگا جس وقت آئینگے سب کو گرفتار کر دونگا یا اگر جالاکی
سے وہ نکل جائینگے تو راستہ ہی آمد و رفت کا معلوم ہو جائیگا ایرج کہ رہا ہی کہ ای شاپور شیردل ایک عیار کو بھی اگر
پکڑ لا تو اُس سے راستہ قلعہ کا معلوم ہو جائے شاپور بولا کہ پیر و مرشد مین فکر مین لگا ہوا ہون سرہنگ کی سب گفتگو
سُنا کیا اور اپنے دل مین کہا کہ یہ آفتاب پرست تو سرہنگ ہی مگر تو بھی اپنی سرہنگی اسے دکھا دے کہ یہ آفتاب پرست
بھی جانے کہ کسی عیار سے پالا پڑا تھا یہان تک اسنے صبر کیا کہ دربار برخاست ہوا اور سب سردار اُٹھ اُٹھ کر اپنی
اپنی خوابگاہون کو روانہ ہوئے اور سرہنگ ایک خدمتگار کی صورت بنکر طرماسپ کے ساتھ ہوا طرماسپ
اپنے خیمے مین آیا لباس درباری اُتارا اور کپڑے پہنے کھانا طلب کیا خادمون نے لا کر حاضر کیا اسنے کھانا کھایا اور
بستر خواب پر جا کر سو رہا سرہنگ کی نے کھانا جو بچا تھا بیہوشی ملا کر سب کو تقسیم کر دیا اندر باہر والے سب کھا کر
بیہوش ہوئے اُس وقت سرہنگ روشنی گل کر کے پاس پلنگ کے آیا طرماسپ کو بیہوش کیا حلقہائے کمند مین
گرفتار کر کے صاف لیے ہوئے چلا گیا صبح کو ایرج آ کر بارگاہ مین بیٹھا شاپور شیردل سے پوچھا کہ معلوم ہوتا ہی رات
کو کوئی عیار نہین آیا شاپور بولا آتا تو گرفتار ہو جاتا مارے ڈر کے کوئی نہین آیا یہان ابھی یہ باتین ہو ہی رہین تھین
کہ ایک غلغلہ بلند ہوا کہ طرماسپ بستر خواب پر سے غائب ہو گیا یہ سُنتے ہی ایرج دوڑا آ کر دیکھا کہ ایک کہرام مچا
ہوا ہی ماتم برپا ہی سب لوگ طرماسپ کے رو رہے ہین ایرج نے شاپور کو طلب کیا اور تمام سرگذشت بیان کی
شاپور شیردل نے کہا کہ عجب نہین سرہنگ کی طرماسپ کو لیگیا ہو ایرج نے کہا کہ بڑا غضب ہی کہ عیار اپنا کام
کر جاتے ہین اور ہم نشانہ بنے بیٹھے ہین ای شاپور تم غفلت نہ کرو اور راستہ انکی آمد و رفت کا بہت جلد دریافت کرو

شاپور نے عرض کیا کہ مین کسی وقت غافل نہین ہون تمام رات آنکھون مین کاٹتا ہون اُس روز شاپور شیر دل نے سر شام سے لوگ بٹھا دیے دبے کی چوکیان قایم کین اور آپ طلایہ کی گشت پر موجود ہوا اُس رات کو سرہنگ ملی نقب دے کر دیلم شاطر زنگی کو پکڑ لیگیا صبح کو ایرج نے جو سُنا بہت شاپور پر خفا ہوا شاپور نے عرض کیا کہ میری کیا خطا ہی مین کسی طرح قصور نہین کرتا تیسری شب کو سرہنگ ملی بہزاد مرتد کو اسیر کر لیگیا اب ایرج حیران ہی کہ کیا کرے شاپور شیر دل سے کہا کہ تمسے کچھ نہین ہو سکتا اُسنے کہا کہ مین مجبور ہون کسی اور کو میرا کام دیدیجیے مین اپنی جان کھپاتا ہون اور پھر میری قسمت مین ذلت و رسوائی ہی ایرج چپ ہو رہا مگر سرہنگ ملی یونہین دس بارہ سردارون کو لشکر ایرج سے لیگیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے مین بھیجدیا اب خیال مین گذرا کہ آج چلکر ایرج کو پکڑ لالیے اور اُس سے توبہ کروا لیے کہ پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کرے بس یہ تہیہ کر کے لشکر ایرج مین آیا جب دربار برخاست ہوا اور سردار اپنے اپنے خیمون کو گئے ایرج اپنی آرامگاہ مین آیا کھانا کھا کر آرام فرمایا شاپور شیر دل نے چہار طرف چوکی پہرا قایم کیا آپ گرد خیمے کے پہرا گشت دے کر چلا گیا دو پہر رات گئی تھی کہ سرہنگ ملی نے خیمے کے گرد چکر مارنا شروع کیا پشت پر جو خیمے کی آیا تو دیکھا کہ فراش بیٹھے ہوئے ہین کوئی سُلفہ کھیل رہا ہی کوئی چوپسی مین مصروف ہی بہتیرے گنجفہ کھیل رہے ہین شراب چل رہی ہی بس سرہنگ ملی شاپور کے ایک شاگرد کی صورت بنکر آیا اور کہا کہ صاحبو غافل نہ ہونا اکثر تمھاری طرف سے کھٹکا ہوتا ہی اور مین بھی تمھارے پاس بیٹھا ہون جنھون نے کہا آییے بیٹھیے شراب پیجیے حاضر ہی اُسنے ذراسی شراب خود پی باقی شراب مین بیہوشی ملادی تمام فراش پی پی کر بیہوش ہو گئے اُسنے قنات چاک کر کے جھانکا دیکھا تو کمرہ بہت تکلف کا کھنچا ہوا ہی پلنگ اُسکے نیچے بچھا ہی اُدھر جھاڑ مانند برق کے تڑپ رہا ہی گرد شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین عطر کے شیشون کے منھ کھلے ہوئے ہین خوشبو چلی آتی ہی خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین خدمتگار چپی پر بیٹھے ہین نکالکر پروانہ بیہوشی کے تفنگ مین رکھکر مارے وہ جو شمع کی لو پر پڑے دھوین سے اُسکے خاصبردار خدمتگار سب بیہوش ہو گئے سرہنگ کمال سرہنگی سے اندر آیا روشنی کو چادر عیاری سے گل کیا اب پلنگ کی طرف چلا اتفاقات روزگار ایرج کو تو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا کہ جہان اور سردار اسیر ہو گئے ہین کہین کوئی مجھے بھی نہ پکڑ لیجاے بس آنکھ اسکی کھلگئی ایک سیاہ پوش کو سامنے آتے دیکھا دیدہ و دانستہ آنکھ اسنے بند کر لی مردم چشم پر چلمن مژگان ڈالدی ہاتھ کو تیار کر کے چپکا لیٹا رہا کہ یہ شخص قریب آے تو پکڑ لیجیے سرہنگ ملی جب پلنگ کے پاس آیا ہاتھ بڑھایا کہ دوشالہ منھ پر سے لے ایرج نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا کہ منھ کے بل آرہا ایرج اُسے دبوچ بیٹھا کہا تو کون ہی سچ بتا سرہنگ نے کہا کہ آپ مجھے مار ڈالیے تو کشمکش رنج و الم سے نجات پا جاؤن ایرج بولا کہ تو حال اپنا کہ اُسنے کہا کہ ای شہریار مین غلام ہون سرہنگ ملی کا نام میرا فرخ ہی بیٹی پر سرہنگ کی عاشق ہوا تھا اُسنے خبر سُنکر مجھے قید کیا تھا کل مجھے بُلا کر کہا کہ جو تو ایرج کو جا کر پکڑ لاوے اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کر دونگا نہین مار ڈالونگا مین نے کہا اچھا مین ایرج کے اسیر کرنے کو جاتا ہون ای شہریار یہان مین آیا تو گرفتار ہو گیا ہاے برا ہو اس عشق کا یہ جو چاہے سو کرے یہ کہکر رونے لگا ایرج بھی ازبسکہ عاشق ہی اسکے درد سے واقف ہی کہا کہ اگر تو آفتاب پرست ہو اور مجھے قلعہ کا راستہ بتا دے تو وعدہ کرتا ہون کہ سرہنگ ملی کی بیٹی تجھے دلا دونگا اُسنے کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دین تو کل مین آپ کو قلعہ مین لیچلونگا ایرج نے اُسے چھوڑ دیا کہا کہ جا اُسنے کہا کہ خالی ہاتھ جاؤنگا تو سرہنگ مجھے مار ڈالیگا ایک سردار کو پکڑا کر مجھے دیدیجیے کہ مین لیے جاؤن ایرج نے اُسی وقت طیفور صحرانشین کو بُلا کر جبراً و قہراً مشکین باندھکر حوالے کیا سرہنگ ملی طیفور صحرانشین کو لشتارے مین باندھکے لیکر چلا

صبح کو برج پر قلعہ کے آکر نعرہ کیا کہ اے آفتاب پرستو کہدو اُس کرپاس فروش بچہ بازاری سے کہ مین رات کو تیرے
ہاتھون گرفتار ہوا تھا یون فریب دے کر چھوٹا ہون اور ایک سردار کو بھی لے آیا لوگون نے ایرج نوجوان سے جاکر تمام حال
بیان کیا ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ سُنا تو نے عیار ایسے ہوتے ہین کہ کیا فریب دیکر چھوٹ گیا ہے ایک تم ہو
کہ آج تک کچھ سُراغ نہین لگایا کہ دروازہ قلعہ کا کہان ہے اور یہ عیار کدھر سے آتے جاتے ہین تم تو نام عیاری کا
نہ لو شاپور نے کہا کہ اے شہریار آپ زیادہ نہ فرمائین اب مین جب دروازہ قلعہ کا پتا لگا لونگا اُسی وقت آپ کو صورت
دکھاؤنگا ورنہ لشکر مین نہ آؤنگا ایرج نے شاپور کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بھائی تم آزردہ نہ ہو مین جانتا ہون کہ تم قصور
نہین کرتے مگر مجھکو کمال رنج ہے کہ مین نے سرہنگ کو گرفتار کیا اور وہ اس فریب سے چھوٹ گیا القصہ شاپور
عیارون کو ساتھ لیکر سرشام سے ایک سمت کو زیر قلعہ کمینگاہ مین بیٹھا رہا رات بھر گذر گئی کوئی آتے جاتے نہ معلوم ہوا
دوسری شب کو دوسری طرف قلعہ کے گھات لگا کر بیٹھا ادھر بھی کسی آیندہ و روندہ کو نہ دیکھا ان دو شبون مین جو گذرین
انہین مین زر دریا باری و مرجان دریا باری کو عیار گرفتار کر لیگئے تیسری شب کو تیسری جانب قلعہ کے پہونچا
اور ایک گوشے مین بیٹھ رہا کوئی دو پہر رات گئی تھی کہ ایک سیاہ پوش نظر آیا یہ سرہنگ ملی تھا اسنے بھی دیکھا کہ
کوئی کمینگاہ مین بیٹھا ہے بس پکارا کہ افسوس مین پڑیا دارو بیہوشی کی بھول آیا یہ کہکر اُسی طرف پھر گیا اور بعد گھڑی بھر
کے بہت سے عیار ساتھ لیکر آیا یہان شاپور شیر دل اپنے شاگردون سے کہرہا ہے کہ سرہنگ ملی آیا تھا مگر پھر گیا
بیٹھے رہو شاید پھر آئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سرہنگ نے نعرہ کیا کہ او ناعیارو تم میری فکر مین بیٹھے ہو جاؤگے کہان
میرے ہاتھ سے اور تیغ کھینچکر گرے لگی تلوار چلنے تمام عیار شاپور کے مارے گئے شاپور خود بجان واحد ہزار
خرابی سے بچکر نکل گیا سرہنگ نے سب عیارون کی لاشین دور پھنکوا دین ادھر شاپور نے آکر تمام احوال
ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا اے شاپور آج شب کو ہم تمھارے ساتھ چلین اور وہان بیٹھکر دیکھین شاید
راستہ قلعہ کے جانے کا ملجائے کہا بہت اچھا چلیے گا القصہ رات کو شاپور اور ایرج دونون آکر گھات کے مقام
پر بیٹھے دو پہر رات گئی ہوگی کہ دیکھا ان دونون نے ایک عیار پیدا ہوا اور مانند باد صرصر کے نکل گیا ایرج نے
شاپور سے کہا کہ دیکھا تُنے کس چالاکی سے نکل گیا آؤ دیکھو تو شاید کہین نشان معلوم ہو یہ کہکر دونون ڈھونڈتے
ہوئے روانہ ہوئے آتے آتے ایک غار معلوم ہوا شاپور نے فتیلہ عیاری روشن کیا غار مین چلا دور تک تاریکی
معلوم ہوئی بعد اُسکے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک برج بلند قائم ہے اور ایک کھٹولا اُسمین لٹکا ہوا ہے ایرج نے شاپور
سے کہا کہ سبحان اللہ عمرو کیا عاقل ہے دیکھو راستہ کیا چھپا ہوا رکھا ہے کہ کوئی لاکھ تلاش کرے مگر نہ ملے شاپور نے
کہا کہ آپ کہین چھپ کر کھڑے ہو رہین سرہنگ ملی آتا ہوگا دیکھیے کس طرح قلعہ پر جاتا ہے یہ دونون پوشیدہ
کھڑے ہین کوئی چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ سرہنگ ملی پشتارہ بدوش پیدا ہوا ایرج نے شاپور شیر دل
سے کہا کہ اسے پکڑ لے شاپور نے عرض کی کہ اے شہریار اگر یہ ہاتھ نہ آیا تو مقدمہ ابتر ہو جائیگا پھر کچھ نہ ہو سکیگا
دیکھیے تو جاتا کیونکر ہے بس یہ دیکھتے تھے کہ سرہنگ نے آواز دی کہ ارے مین آیا ہون کھٹولا نیچے اُتارو بس
بمجرد اس کہنے کے آواز کھڑکھڑانے کی بلند ہوئی اور کھٹولا زنجیرون مین بندھا ہوا نیچے آیا سرہنگ اُسپر سوار ہوا
کھٹولا اوپر کھنچ گیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نہین معلوم آج سرہنگ کسکو یہان سے پکڑ لیگیا اور یہی باتین
کرتے ہوئے وہان سے اپنے لشکر مین آئے سُنا کہ رات کو ملک بن ملکوت شاہ کو کوئی لیگیا ایرج نے کہا خیر
سمجھا جائیگا اب سوا ارسلان شاہ کے کوئی لشکر مین باقی نہین رہا سرہنگ ملی سب کو اسیر کر لیگیا

ایرج نے شاپور سے کہا کہ آج شب کو قلعہ کے اندر چلینگے اور قلعہ کو لے لینگے بارے کھانا کھا کر سو رہے دن گذر گیا
رات کو شاپور و شیر دل اور ایرج دونون روانہ ہوے اُسی غار مین آکر چھپ رہے دو پہر رات گئے دیکھا کہ سرہنگ
اُسی طرح چرخ پر سے اُترا اور راہی ہو گیا ایک لمحہ بھر کے بعد شاپور نے آواز دی ارے کھٹولا نیچے پھینکو مین کچھ کام
کے واسطے آیا ہون عیار تو وہان موجود تھے ہی اُنھون نے سرہنگ کے دھوکے مین کھٹولا نیچے پھینکا ایرج اور شاپور
اُسپر سوار ہوے کھٹولا اوپر کھینچا ایک طرفۃ العین مین اوپر گئے بس ایرج نے نعرہ کیا کہ منم زبدۂ آفتاب پرستان
ایرج نوجوان اور شاپور نے نعرہ کیا کہ منم شاپور شیر دل اور تلوارین کھینچکر عیارون پر گرے لگی تلوار چلنے اُدھر سردار جو
ایرج کے زندانخانے مین قید تھے اُنھون نے ایرج کے نعرے کی آواز سُنکر ملا ملا کر ہتھکڑیان بیڑیان گلے کے طوق
جھٹکے دیے قیدین توڑ توڑ کر نکلے لڑنے لگے مگر عیار اور سردار کا مقابلہ کیا عیار کب پہلوان کے منھ پر چڑھ سکتا ہی
طرماسپ نے چار چار کو ایک ایک ضرب مین نقش زمین کر دیا ایرج نے لاش پر لاش گرا دی دلیم شاطر زنگی
نے بہتون کو مارا بہت سے عیار قتل ہوے اکثر عیار چھپ رہے اکثر عیار بھاگنے کا راستہ پا کر بھاگ گئے لشکر ایرج
بھی اُسی راہ سے داخل قلعہ ہوا سرہنگ کو جو یہ حال معلوم ہوا روتا ہوا ایک سمت کو چلا گیا یہان اب ایرج
نے مال عمرو کا ڈھونڈھنا شروع کیا کسی تہخانے مین کسی کوٹھری مین ایک حبہ نہ نکلا ایرج نے کہا اے بہزاد یہ
پہ فقط نام ہی سُنتے تھے کہ خواجہ عمرو کا بڑا خزانہ ہی اور لو گنج ہین اب وہ کہان گئے وہ جو مثل مشہور ہی کہ دور کے ڈھول
سُہانے وہ سچ ٹھہرا بہزاد نے کہا کہ اے شہریار یہ ممکن نہین جو خزانہ عمرو کا یہان نہ ہو ایرج نے کہا نہین معلوم کہان ہی
ایک ایک گوشہ ایک ایک کونہ ہم ڈھونڈھ چکے ہر جگہ کی زمین کھدوا چکے اب کیا تحت الثری مین ہوگا بہزاد دھر تو
کہ رہا ہی کہ پیر و مرشد خزانہ عمرو کا یہین ہی القصہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حیران ہو گئے تھے کہ وسط قلعہ مین ایک گنبد نیچا
معلوم ہوا بہزاد نے کہا کہ اسے تو کھلوا لیجے القصہ اُس گنبد کو ڈھا دیا اندر اُسکے آئے وہان بھی کچھ نہ پایا ایرج نے کہا
کہ کچھ نہین ہی عبث مین نے لندھور کا کہنا نہ مانا خواجہ عمرو کے عیارون کو بھی قتل کیا اور کچھ ہاتھ نہ آیا اس اثنا
مین طرماسپ کے پاؤن کے نیچے سے ایک اینٹ سرکی طرماسپ نے اور زور کیا وہ چار اینٹین اور ہٹ گئین گڑھا
ہو گیا ایرج نے کہا یہان کھدواؤ وہان کی زمین کو جو کھدوایا ایک دروازہ پایا اُسے جو کھولا تہخانہ معلوم ہوا روشنی
ساتھ لیکر اندر گئے دیکھا کہ انبار زر و جواہر کا لگا ہوا ہی ایرج نہایت خوش ہوا بہزاد بولا کہ دیکھا آپ نے کسقدر
خزانہ ہی اے پیر و مرشد اسنے عالم کو لوٹا ہی اس اثنا مین ایرج نے دیکھا کہ سب مال کے اوپر ایک صندوقچہ ہی اور
اُسپر لکھا ہوا ہی کہ این جان عمرو بن امیہ ضمری ست ایرج نے بہزاد سے کہا کہ کوئی بہت تحفہ چیز معلوم ہوتی ہی یہ
کہکر صندوقچہ کھولا اُسمین ایک بڑی سی ڈبیا نکلی اُسمین لکھا تھا کہ این روح عمرو است ایرج نے اُسے زور سے کھولا
آواز برق سے ہوئی غبار بیہوشی جو اُڑا مع ایرج سب کے سب بیہوش ہو گئے قضاے کار راستہ اس تہخانے کا باہر سے
قلعہ کے بھی ہی نقب کا منھ لگا ہوا ہی اُدھر سے سرہنگ بھی آیا کہ دیکھون مال و خزانہ ایرج کے ہاتھ آ گیا
یا نہین اندر جو آیا دیکھا کہ ایرج و بہزاد دونون بیہوش پڑے ہین دل مین کہا اے سرہنگ یہ خواجہ سلامت کی حکمت
سے دونون بیہوش ہوئے ہین اب تو وہ تدبیر کر کہ مال برباد نہ ہو بس ایرج کو اپنے پشتارے مین باندھا اور ایک رقعہ
اس مضمون کا لکھکر کہ منم سرہنگ کہ ایرج کو پکڑ کر لیے جاتا ہون ملک سبائل مین اگر زندگی اسکی چاہتے ہو تو اسیا
مال سے ایک حبہ برباد نہ ہونے پاے بجنسہ رکھا رہے جس وقت حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھرینگے اور خواجہ سلامت
آکر بجنسہ خزانہ اپنا دیکھ لینگے ایرج کو چھوڑ دینگے گلے مین بہزاد کے باندھ دیا اور خود وہان سے نکلکر قلعۂ ذوالان ہا

راستہ لیا اگر یہان بہزاد اور ایرج کو دیر جو لگی طرماسپ نے کہا یارو چلکر دیکھو تو یہ کیا ماجرا ہی کہ جو ابتک ایرج
نوجوان اندر سے نہین نکلے یہ کہکر طرماسپ اور دیلم شباط زنگی اور مالک بن ملکوت یہ سب اندر آئے دیکھا
تو مال دخزانہ تو لاانتہا ہی اور بہزاد بیہوش پڑا ہوا ہی ایرج کا نام و نشان نہین حیران ہوے کہ ایرج کو کیا ہو گیا
دیکھا تو بہزاد کے گلے مین ایک کاغذ لکھا ہوا پڑا ہی اُسے جو کھولکر پڑھا سر پیٹا کہ افسوس فتح کی شکست ہو گئی ہاے
یہ کیا ہو گیا وہان سے باہر نکلے تہخانہ اُسی طرح بند کرا دیا چوکی پہرا قائم کیا عیار جو مارے گئے تھے اُنھین دفن کیا
شاپور شیر دل خبر کے واسطے روانہ ہوا یہ سب حال لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ مین نے پہلے ہی ایرج
کو منع کیا تھا کہ اس قلعہ پر نہ جاؤ اُسنے نہ مانا اب اسقدر غلام عمرو کے مارے گئے ہین بڑی خرابیان لاحق ہونگی مگر
خاطر جمع رکھو ایرج کی جان کا اندیشہ نہین ہی انکو یہین چھوڑیے حال سُنیے سرہنگ بلی کا کہ یہ شاہ راہ تو گیا نہین کہ
ایسا نہ ہو کوئی پیچھے سے تعاقب مین آئے کوہ وصحرا کی راہ سے چلا ہی اُڑا ہوا پاسے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کیوان
کی نہین گردہا سب اُسکے سامنے برابر ہی جست وخیز کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ شعر جہان میدود از نشیب و فراز + کہ گردش
نمیدید شاہین و باز + جاتے جاتے ایک صحراے سبزوخرم مین پہونچا دیکھا تو ایک جگہ کچھ درخت گنجان ہین اور ایک
فقیر پیر تر وہان بیٹھا ہوا ہی سرہنگ اُسے دیکھتا ہوا اُدھر سے گذرا کہ اُس فقیر نے آواز دی کہ یا طرارہ
یہ تیری پیٹھ پر کیا لدا ہی سرہنگ پکارا او خورد مند سے تجھے کیا میری پیٹھ پر کچھ ہی اُسنے کہا کہ اگر تو نہ بتائیگا تو آگے
بڑھنے بھی نہ پائیگا یہ کہکر کچھ کہکے ہاتھ زمین پر مارا کہ پاؤن سرہنگ کے زمین نے پکڑ لیے تمام سرہنگی بھول گیا اور وہ
فقیر اُٹھکر ہاتھ سرہنگ کا پکڑکر کھینچ لیگیا اور خطاب کیا سچ بتا کہ یہ پشتارہ کسکا ہی تو کون ہی سرہنگ نے کہا کہ آپ
کون ہین اُسنے کہا کہ مین ساحران عنظلی آباد سے ہون نام میرا عنقاے جادو ہی جب سے شہر عنظلی آباد برباد ہوا
مین یہان آکر رہا ہون سرہنگ بلی سمجھا کہ ایرج کے ہاتھ سے جو شہر عنظلی آباد لٹا ہی اور ملکہ جادو بھاگی ہی جب
شاید یہ یہان آ رہا ہی یہ ایرج کا بیشک دشمن ہوگا سرہنگ نے کہا کہ ای عنقاے جادو اس پشتارے مین ایرج
آفتاب پرست ہی کہ اسنے بارہ ہزار غلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے مارے ہین اور مال دخزانہ اُنکا اسنے
قبضے مین لایا ہی مین اسے لیے جاتا ہون ملک سبائل مین سلیمان شاہ فارسی کے پاس عنقاے جادو پکارا ہاے
او ناعیار اگر عمرو مارا جاتا تو مین بہت خوش ہوتا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون مین تو خدا پرستون کے نام کا دشمن ہون
یہ کہکر پشتارہ پیٹھ پر سے سرہنگ بلی کی لے لیا اور اُسے درخت سے باندھ دیا پھر ایرج کو پشتارے سے نکالکر
ہوش مین لایا ایرج نوجوان نے جو آنکھ کھولی اپنے کو حلقہاے کمند مین اسیر پایا اور دیکھا کہ ایک جادوگر سر پہ
کھڑا ہی ایرج نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیون باندھا ہی اُسنے کہا کہ یہ عیار تجھے پکڑ لایا ہی مین نے اُس سے تجھے
چھڑایا ہی ایرج نے زور کیا حلقہاے کمند ٹوٹ گئے ایرج اُٹھکر عنقاے جادو سے بغلگیر ہوا کہا کہ آپ نے مجھپر
بڑا احسان کیا نہین تو یہ عیار نہین معلوم میرے ساتھ کیا کرتا اب آپ اپنا حال تو بیان کیجیے کہ اس صحرا مین آپ نے کیون
رہنا اختیار کیا ہی اُسنے بیان کیا کہ کیا پوچھتے ہو مین کوتوال شہر عنظلی آباد تھا امیر حمزہ صاحبقران نے سب ساحران
عنظلی آباد کو قتل کیا مالک بن ثریہ دہشت مار اگیا مین وہان سے بھاگ کر یہان آیا ایرج نوجوان نے کہا ای
عنقاے جادو اب حمزہ کا عمل شہر عنظلی آباد مین نہین ہی اب وہان کا مالک مین ہون تمکو وہان کا بادشاہ کرونگا
مگر ای عنقاے جادو مین عجب مرض مین گرفتار ہون کہ اُسکا علاج کسی سے نہین ہو سکتا یہ کہکر رونے لگا یہانتک
رویا کہ آنکھین لال ہو گئین ہچکی لگگئی عنقاے جادو نے استفسار حال کیا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان شاید تجھے

کچھ آپ کے مرض کی دوا ہو سکے ایرج نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا سے ع مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان
سوزد ۔ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + عنقائے جادو بولا کہ مرض آپ کا معلوم ہوا آپ کہین کسی کے عاشق
ہین اور معشوق آپ کا آپ کو نہین ملتا اُسکی جدائی مین بیقرار ہین فرمایے کہان ہی معشوق آپ کا آپ کسپر عاشق ہین ایرج
نے کہا ای عنقائے جادو تمنے خوب پہچانا واقعی مین مبتلائے درد محبت ہون اور جدائی یار مین بیقرار ہون عنقائے جادو
نے پوچھا فرمایے کہان ہی معشوق آپ کا اگر آسمان پر ہوگا تو وہان سے بھی لا سکتا ہون ایرج نے کہا نہ آسمان پر نہ زمین
کے اندر ہی خدا پرستون کے قبضے مین ہی اُسنے کہا کہ نام و نشان بتایے مین ابھی جا کر لاتا ہون ایرج نے بیان کیا کہ ای
عنقائے جادو تمنے سنا ہوگا کہ نور خالص چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز بیٹی لقا خدائے باختر کی جسکو قاسم بیٹے
پوتا امیر حمزہ کا بجبر لقا سے چھین کر لیگیا تھا اب قاسم مرچکا مدت ہوئی کہ اژدہا اُسے نگلگیا لقا نے اُسے مجھے
بخش دیا اور وہ بھی مجھے چاہتی ہی میری جدائی مین تڑپتی ہی قلعۂ ذوالامان مین ہی عنقائے جادو نے کہا کہ مین ابھی
جاتا ہون اُسے اُٹھائے لاتا ہون ایرج نوجوان کو کھانا کھلایا سرہنگ کی سامنے بندھا ہوا کھڑا تھا اُسے بھی دیا
ایرج نے کہا مین اسے مارے ڈالتا ہون عنقائے جادو بولا ابھی اسکو نہ قتل کرو مین ملکہ گیتی افروز کو لے آؤن
پھر تمھین اختیار ہی جو چاہنا کرنا یہ کہکے اسم سحر کا پڑھکر اپنے اوپر دم کیا زمین پر گر کر لوٹا ایک عقاب کی صورت بنگیا ہوا
اُڑکر جانب آسمان روانہ ہوا آتے آتے قلعۂ ذوالامان پر پہونچا کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ آکر دیوار سرابستان
پر بیٹھا اور چہار طرف دیکھنے لگا ملکہ گیتی افروز کو بنسی ہی قضائے کار ملکہ گیتی افروز اُسوقت چمن کی سیر مین مصروف
تھی انیسین جلیسین ہمراہ باتین شاہزادہ خاور سیاہ کی کرتی چلی آتی تھی کہ صاحبو ایسی ساعت سے وہ مجھسے جدا ہوئے
کہ پھر صورت اُنکی نہ دکھائی دی بس معلوم ہوا کہ اب قیامت کو ملاقات ہوگی ساتھ والیان کہ رہی تھین کہ داری یہ
آپ کیا ارشاد فرماتی ہین خواجہ زادون نے جو مدت بتائی ہی اُسمین تھوڑے ہی دن باقی ہین خدا فضل کرے تو اب بہت
جلد اُس شہریار سے ملاقات ہوتی ہی اس اثنا مین نگاہ ملکہ گیتی افروز کی اُس عقاب پر پڑی کہ دیوار پر بیٹھا ہوا ہی
اور چہار طرف دیکھ رہا ہی کہا کہ ای دل آرام میرا تیر و کمان تو اُٹھا لا وہ جلدی سے تیر و کمان لائی ملکہ گیتی افروز نے
تیر کمان مین جوڑا ساتھ والیون سے کہا کہ صاحبو مین فال دیکھتی ہون کہ اگر اس عقاب کو مین نے مارا تو قاسم
سے ملاقات ہوگی اور جانونگی کہ قاسم زندہ ہی جو تیر میرا خالی گیا اور عقاب نہ ہدف ہوا تو امید ملاقات قطع جائیگی
ساتھ والیان سوچین کہ اگر ملکہ گیتی افروز نے تیر مارا اور عقاب پر نہ پڑا تو طرح طرح کے خیالات ملکہ کے دل
مین آئینگے اور عجب نہین کہ ملکہ غم مین شاہزادہ خاور سیاہ کے روتے روتے اپنی جان دیدے یہ سمجھکر
کہا کہ بلا لون یہ فال تو اچھی نہین ہی اسکو دور کیجیے ملکہ گیتی افروز نے کہنا اُنکا نہ سنا تیر عقاب پر مارا عقاب
کا خیال تو اور طرف تھا ملکہ کو مع ملک وغیرہ کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا سر دیا کا بالکل ہوش نہ تھا کہ تیر آکر سینے پر
جو پڑا پار گذر گیا اور عقاب نے ایک نعرہ کیا کہ افسوس مردم و بمطلب خود نہ رسیدم ملکہ گیتی افروز کو لینے آیا تھا
اپنی جان نہ دینے آیا تھا یہ صدا دیتا ہوا اُڑا چلا گیا محل مین ایک غل ہوا کہ یہ کوئی جادوگر تھا کہ ملکہ گیتی افروز
کو لینے آیا تھا خدا نے خیر کی یہ تو بڑی بلا دفع ہوئی اُسی وقت ملکہ پر تصدق اُترنے لگے مظفر بن ضیغم خوان آشام
نے خوان تصدق کے بھجوائے اور عرض کرا بھیجا کہ حضور ذرا دیکھ بھال کر باہر نکلا کرین اور جسنے اس فال کا حال سُنا
کہا کہ بی بی فال تمھاری راست آئی تمھاری کلفت کے دن بھی کٹگئے اور قاسم بھی سلامتی سے زندہ ہین یہان تو یہ باتین
ہو رہی ہین مگر عنقائے جادو حرامزادہ تیر کھائے ہوئے خون جاری بُرا حال آکر ایرج نوجوان کے پاس گر پڑا

اور کہا تیرے واسطے جان میری گئی ایک سیاہ پوش عورت نے ایسا تیر مارا کہ کلیجے کو میرے ہدف کیا اور جینا دشوار کر دیا
ایرج نے کہا وہی ملکہ گیتی افروز تھی جس روز سے قاسم کو اژدہا نگلگیا ہی وہ سیاہ پوش رہتی ہی یہ باتین تھین کہ
عنقاے جادو تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا ایرج نے دیکھا کہ عنقاے جادو بصورت اصلی ہو گیا جان اُسمین
نہین ہی ایرج خوب اُسکے غم مین رویا حالت شاہ کی ہر دم کہتا تھا کہ ای عنقاے جادو مین بھی اپنی جان تیرے
ساتھ دونگا بعد تیرے زندہ نہ رہونگا آخر کار اُسے آگ مین جلوا دیا لوگ جو اُسکے پاس تھے اُنھین مال و اسباب
اُسکا دیکر رخصت کر دیا ایک گھوڑا فقط اپنے واسطے رکھ لیا بعد اُسکے تلوار کھینچکر سرہنگ کی کو قتل کرنے اٹھا سرہنگ
نے کہا کہ اگر تو مجھے مار ڈالیگا تو اسی صحرا مین سر پٹک پٹک کر مر جائیگا اور راہ اپنے لشکر کی نہ پائیگا اور جو مجھے نہ قتل کریگا
تو مین تجھے تیرے لشکر مین پہونچا دونگا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سچ کہتا ہی کہا ای سرہنگ کی مین تجھے یہان
نہ چھوڑونگا لشکر مین پہونچکر چھوڑ دونگا اور ابھی تجھے چھوڑ دون تو تو مجھے صحرا مین آوارہ و سرگردان کرکے اپنی
راہ لیگا آگے بھی تو مجھسے دغا کر چکا ہی مجھے تیری بات کا اعتماد نہین یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا اور سرہنگ کی مشکین
باندھکر ساتھ لے لیا کہ چل آگے آگے جہان دن تمام ہوتا ہی اور رات ہو جاتی ہی سرہنگ کی کو درخت سے باندھ دیتا ہی
گھوڑے کو آب و غذا سے سیر کرکے سو رہتا ہی ایک دن کا ذکر سنیئے کہ دوپہر کے وقت ایرج تو وہان درخت کے
نیچے پڑا سو رہا ہی اور سرہنگ درخت سے بندھا ہوا ہی گھوڑا چر رہا ہی سرہنگ اپنی گرفتاری سے پریشان
ہی اور اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ ای سرہنگ کی عمرو تجھے اپنا مال سپرد کر گیا تھا اُسکی حفاظت تو نہ کر سکا کیون
تو قلعہ سے باہر گیا کہ راستہ اُسکا اورون کو معلوم ہوا اور حریف اُسمین آ گئے تیری ہی نادانی سے قلعہ بھی گیا غلام بھی عمرو
کے مارے گئے اب تجھے بھی یہ آفتاب پرست زندہ نہ چھوڑیگا ضرور قتل کریگا مال تو گیا جان بھی گئی بس اسی خیال مین رودہ دگر
دعا مانگ رہا تھا کہ زنگولون کی صدا بلند ہوئی اور سامنے سے ایک عیار کو آتے دیکھا اُدھر اُس عیار نے دیکھا کہ ایک شخص
درخت سے بندھا ہوا کھڑا ہی اور ایک نوجوان ماہ طلعت درخت کے نیچے سو رہا ہی گھوڑا گھانس کھاتا پھرتا ہی قریب آکر
جو دیکھا سرہنگ کی کو پہچانا ایرج نوجوان کو دیکھا سرہنگ کی سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی مین تو سنون اُسنے
تمام حال بیان کیا جانسوز بن قران نے کہا خوب مین اسے باندھکر تیرے حوالے کرتا ہون تو جہان جی چاہے
اسے لیجا اور نکال کر دارو بیہوشی دماغ مین ایرج نوجوان کے پھونکدی کہ وہ اور بیخبر ہو گیا حلقہاے کمند سے
باندھا سرہنگ کی کو درخت سے کھولا اور کہا کہ اب تمھین اختیار ہی جہان جا ہو لیجاؤ سرہنگ کی نے بہت سی
دعائین دین جانسوز بن قران تو چلا گیا سرہنگ کی ایرج کو پشتارے مین باندھکر پیٹھ پر پشتارہ لگا کر ملک سبائل
کو روانہ ہوا پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کوئی دو تین کوس آیا ہوگا کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا کہ چرخ دوار کو تیرہ و تار
کر دیا جب وہ گرد شق ہوئی دیکھا تو خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ کی جمعیت سے نظر آیا سرہنگ کی نے چاہا کہ راستہ
کاٹ کر اور طرف سے جاے کہ اُدھر ستارہ پرستون نے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش اِدھر آتا تھا اب اور طرف
کو پھرا جاتا ہی خورشید سے حال بیان کیا خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ خبردار وہ جانے نہ پاے سوارون نے
گھوڑے دوڑا کے چار طرف سے گھیر لیا کہا کہ چل ہمارے ساتھ ہمارے صاحبقران نے تجھے بلایا ہی ناچار سرہنگ
سامنے آیا پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ پشتارہ کسکا ہی اُس وقت سرہنگ کی نے تمام حال بیان کیا خورشید پکارا
کہ تو اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہی تو پشتارہ میرے حوالے کر اور جہان تیرا جی چاہے چلا جا ناچار ہوکر سرہنگ
نے پشتارہ دیدیا اور سبکبار ہوکر چلا دل مین اپنے کہا کہ ای سرہنگ کی اقبال اس آفتاب پرست کا یاور کہ

طالع مددگار ہین تو اسکا کچھ نہین کرسکتا اب تو چل خدمت مین عمرو بن امیہ ضمری کی بس یہ اپنے دل مین ٹھان کر کچھ غلام عمرو
کے جوار منوس حصار کے علاقے مین پوشیدہ تھے اُنکو ڈھونڈھ کر اپنے ہمراہ لیکر سیاہ لباس پہنا جہازون پر سوار ہو کر ظلمات
کا راستہ لیا اِدھر خورشید ستارہ پرست نے ایرج کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے مین بھیجدیا اور کوچ کر کے روانہ ہوا
اُدھر شاپور شیر دل کئی منزل تک ایرج کو ڈھونڈھ کر پھر گیا مالک بن ملکوت شاہ سے آکر کہا کہ مجھے تو کہین
پتا ایرج کا نہین معلوم ہوا خدا جانے سرہنگ کدھر لیگیا مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ مال عمرو کا قلعہ مین سے
نکلواکر جمع کرو اور چوکی پہرا اُسپر رہے کہ تلف نہ ہونے پاے بموجب حکم کے قلعہ کو کھدوایا مال اُسمین سے نکلواکر ایک جگہ
ڈھیر کیا چہار طرف پہرے مقرر کیے مگر اب حال سُنیے اسد بن کرب غازی کا کہ یہ قلعہ مین سہراب دریانشین کے
بیٹھا ہی ضرغام کو خبر کے واسطے بھیجا ہی کہ دیکھو یہ آفتاب پرست کہان ہین ضرغام نے جاکر تمام حال دریافت کر کے آکر
عرض کیا کہ قلعہ ارمنوس حصار کھد گیا سب مال عمرو کا قلعہ سے نکلکر ایک مقام پر ڈھیر ہی اور ایرج کو سرہنگ کہین
پکڑ لیگیا ہی اسد غازی نے کہا کہ غضب ہوا دادا جان کا مال تلف ہوا مین جاکر جہانتک لایا جائیگا لاؤنگا بس اپنے
رفقا سمیت قلعے باہر آیا اور رات کے وقت لشکر ایرج پر شبخون آکر گرا بہت سے لوگون کو قتل کر کے بارہ ہزار
صندوق مال و جواہر کے لیگیا اور قلعہ سہرنمانہ مین لاکر رکھا اور سہراب سے کہا کہ اسے بحفاظت رکھو اور دوسری
شب کو پھر شبخون مارکر بارہ ہزار صندوق لیگیا تیسری شب کو اور بارہ ہزار صندوق لیگیا چوتھی شب کو طرماسپ
بن طہماس خود مستعد ہو کر بیٹھا کہ اس دیوانے نے غضب کیا کہ چھتیس ہزار صندوق تین شبخون مار کر لیگیا آج کسطرح
ہوا سے لیا چاہیے کوئی دو پہر رات گئی ہوگی اسد نے برابر لشکر پہ بجگر بوق بجائی بارہ ہزار بوق بجی گویا صور اسرافیل
پھنکا اور تلوار کھینچکر جو گرا لگا قتل کرنے کھاتے کو اور پیتے کو اور سوتے کو اور جاگتے کو جو ذیحیات نظر آیا اُسے قتل کرنا شروع کیا
مگر طرماسپ نے جو بوق کی آواز سُنی گینڈے پر سوار ہو کر دوڑا برابر اسد غازی سے کے ہو بجگر نعرہ کیا کہ او دیوانے آیا مین
کب تجھے چھوڑتا ہون کہ زندہ میرے ہاتھ سے نکلجاے اسد پکارا اب مجھے کیا غرض ہی کہ مین ہر کس و ناکس سے سامنا کرون
اور تجھ ایسے حرامزادے سے تو اگر حلالی ہوتا یعنی اپنے باپ کے طریقے پر ہوتا تو مین مقابلہ کرتا یہ کہکر سب کو بھگایا ابرش گل اندام سکندری
اسکے زیر ران تھا ایک طرفۃ العین مین کہین کا کہین پہونچا اور کسی کی یہ جرأت نہ پڑی کہ اسد غازی کو روکتا
طرماسپ نے تعاقب کیا یہانتک کہ اسد لشکر ایرج سے نکل آیا اور جانب صحرا چلا طرماسپ بھی تعاقب
مین اسد غازی کے راہی ہوا کوئی تین چار کوس اسد لشکر ایرج سے آیا ہوگا کہ دور سے روشنی معلوم ہوئی اسد
نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ دیکھو تو یہ روشنی کیسی ہی وہ گیا اور آکر عرض کیا کہ یہ لشکر خورشید ستارہ پرست کا اُترا
ہوا ہی بس یہ سُنکر خوش ہوا اور ابراہیم سے کہا کہ دیکھو طرماسپ کو لشکر خورشید سے لڑوا دیتا ہون اور یہ کہکر
لشکر خورشید پر آکر گرا اور تلوارین مارتا ہوا ایک طرف سے آیا اور دوسری طرف سے نکلگیا طرماسپ جو یہان
پہونچا اپنے ہمراہیون سمیت وہ بھی لشکر خورشید پر گرا اِدھر ستارہ پرست بھی تیار ہو گئے لگی تلوار چلنے تلوار چلتے چلتے
صبح ہو گئی طرماسپ نے جو دیکھا کہ یہ لشکر اسد غازی کا نہین ہی خورشید کا ہی اپنے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہی
کہ یہ خورشید دیوانے کا شریک ہو کر شبخون ہمارے لشکر پر جاکر گرتا تھا اُدھر سے خورشید سوار ہو چکا تھا آفتاب پرستون
کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ طرماسپ سے مقابلہ ہوا طرماسپ للکارا کہ اے ستارہ پرست آج مجھے معلوم ہوا کہ تو دیوانے کا
شریک ہو کر شبخون آکر گرتا تھا خورشید نے کہا کہ میرا کام یہ نہین کہ شبخون کسی پر جاکر گرون البتہ تو نے میرے لشکر کو آکر تہ و بالا
کر دیا ہی مین بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہون قصہ مختصر طرماسپ نے سالخورہ مارا خورشید نے سالخورہ کو سپر پر روکا کہ دستہ

ساطور کا سپر پر پڑا بس مرکب خورشید کا زمین میں غرق ہوگیا اگر باگ مرکب کی جولی اور اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر
نکلا اب خورشید نے تلوار ماری کہ سپر کو قلم کر کے سر پر طرماسپ کے پڑی تلوار تا دو ابرو اُتر گئی طرماسپ نے سر
اپنا کھینچا تلوار گینڈے کے سر پر پڑی کہ دو ہو گیا گینڈا اور طرماسپ دونوں گرے ستارہ پرستوں نے طرماسپ
کو پکڑ لیا باقی آفتاب پرست شکست کھا کر بھاگے خورشید نے حکم دیا کہ طرماسپ کو قید کرو اُسی وقت آہنگروں
کو بلا کر ہتھکڑیاں بیڑیاں ہاتھ پاؤں میں ڈلوا دیں جہاں ایرج قید تھا وہیں اُسے بھی لا کر اسیر کیا طرماسپ نے جو
ایرج کو دیکھا بہت خوش ہوا سلام کیا حال پوچھا کہ اُس عیار کے ہاتھ سے کیونکر آپ نے رہائی پائی خورشید کے
ہاتھ کیونکر لگے ایرج نے تمام سرگذشت اپنی کہی کہ غنقاے جادو کے باعث سے اُس عیار کے ہاتھ سے چھوٹا اور مارا جانا
غنقاے جادو کا ملکہ گیتی افروز کے ہاتھ سے اور سرہنگ کی کو مشکیں باندھ کر ہمراہ لیا چلنا اور اثناے راہ میں
پھر سرہنگ کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور خورشید ستارہ پرست کا سرہنگ سے پشتارہ چھین لینا بیان کیا
طرماسپ نے کہا کہ آپ سے اور خورشید سے کمال دوستی تھی پھر آپ کو خورشید نے قید کیوں رکھا چھوڑ کیوں نہ دیا
ایرج نے کہا اے طرماسپ مجھکو خورشید نے ابھی تک سامنے نہیں بلایا اور میں نے سنا ہے کہ اب خورشید اور
غضنفر بن اسد سے کمال محبت ہے معلوم ہوتا ہے کہ خورشید پھر طرفدار خدا پرستوں کا ہوگیا طرماسپ بولا خیر جو
شیر اعظم کی مرضی لیکن یہاں خورشید جو سپہ سپر کو آرام کرنے اُٹھا منہ ہاتھ دھو کر بارگاہ میں آکر بیٹھا تمام رفقا اسکے
جمع ہوئے غضنفر بن اسد مع شہاب بن فولاد اژدرگیر اور عادل شاہ کے آیا دہنی جانب خورشید کے دنگل
پر آکر متمکن ہوا خورشید نے تعظیم کی خیر و عافیت پوچھی اور کہا اے غضنفر یہ آفتاب پرست نہایت بیمروت ہے کہ عمرو ایسا
شخص جسنے اسکو خاک سے پاک کیا مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچایا اُسکے ساتھ ایسی حرکت ناسزا اسنے کی کہ اُسکے ناموس
ملکہ جادو کو عوجان دریاباری کے حوالے کیے دیتا تھا وہ عورت شیرزن تھی کہ اُسنے عزت اپنی بچائی عوجان کو
مار کر چلی گئی اور اب ایرج نے قلعہ ارمنوس حصار کو کہ اُسمیں تمام مال عمرو کا تھا لوٹا اور بارہ ہزار غلام عمرو کے
قتل کیے ایسے نالائق بیمروت کو قتل کرنا لازم ہے غضنفر بولا آپ کو اختیار ہے حقیقت میں اسکی بیمروتیاں مشہور ہیں
شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ ہفت منظر سلیمانی پر کیا حرکت بیہودہ کی تھی کہ اُسکے جسم اقدس پر کوڑا مارا تھا بیشک
یہ باغی ہے خورشید نے کہا میں اُسے بلا کر تلقین بدین ستارہ پرستی کرتا ہوں اگر اُسنے میرا دین قبول کیا فبہا نہیں تو
قتل کرونگا غضنفر بولا کہ ایرج دین آپ کا نہیں قبول کریگا خورشید بولا کہ پھر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور
چوبدار سے کہا کہ جا کر لاؤ ایرج کو وہ زندانخانے کو روانہ ہوا اتفاقات روزگار اسد بن کرب غازی غضنفر
کی بیعت کرنے کا حال سنکر وضع اپنی بدلے ہوئے سامنے کھڑا تھا گفتگو سن رہا تھا یہ جو دیکھا کہ چوبدار ایرج کے
لینے کو جاتا ہے اپنے دل میں کہا کہ اے اسد تو چلکر عذر و معذرت کر کے خورشید سے ملجا اور ایرج کو قتل کرا بس
اسد اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ داروغہ زندانخانہ ایرج اور طرماسپ کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا بس
اسد بیتاب ہو کر بصورت اصلی بنکر رومال سے ہاتھ باندھ کر خورشید کے سامنے آیا پاس آکر قدموں پر سر رکھدیا
اور کہا اے خورشید میں تمہارا گنہگار ہوں یہ تلوار حاضر ہے مجھے قتل کرو مجھکو جدائی تمہاری کسی طرح گوارا نہیں جسقدر
نسبت مجھے شاہزادہ نور الدہر سے ہے اُسی قدر تمسے ہے غضنفر نے شہاب بن فولاد اژدرگیر سے کہا کہ
دیکھو بادا جان آئے اور اچھا رنگ لائے مگر خورشید نے جو اسد غازی کو قدموں پر گرے ہوئے پایا سر کو اُٹھا کر
گلے سے لگایا اور بولا اے اسد بن کرب دلاور میں نے بالکل خطا تمہاری معاف کی مجھکو تمسے کینہ کچھ نہیں ہے لیکر

کُرسی جواہر نگار منگواکر اسد غازی کو بٹھایا مگر ایرج نے جو یہ کیفیت دیکھی جلکر خاک ہوگیا بطریق آفتاب پرستان
سلام کیا خورشید نے کہا ای ایرج بہتر یہ ہی کہ دین ستارہ پرستی قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ایرج
نے کہا ای خورشید مجھکو تمنے نہین گرفتار کیا ہی ایک عیار مکر و دغا سے مجھے اسیر کیے ہوئے لیے جاتا تھا اُس سے
تمنے مجھے چھینا ہی اگر تمکو دعوی صاحبقرانی کا ہی تو مجھکو سر میدان زیر کرو مین تمھارا دین قبول کرون ورنہ تمھارے
اختیار مین ہون جو چاہو کرو خورشید نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی ہم تمھین چھوڑے دیتے ہین جب سر میدان زیر کرینگے
تو ستارہ پرست کر لینگے بعد اُسکے طرماسپ سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو دین ستارہ پرستی کے قبول کرنے مین اُسنے کہا
کہ آپ نے مجھے زخمداری مین اسیر کیا ہی مجھکو بقوت بازو زیر کیجیے تو مین بھی ستارہ پرست ہو جاؤن خورشید نے
کہا بہتر ہی اور اسد غازی سے خطاب کیا کہ بھئی انکو چھوڑے دیتے ہین یہ حجت لاے ہین چاہا خداوند بر دین
نے تو انکو سر میدان پکڑ کر تمھارے حوالے کرینگے اسد نے کچھ جواب نہ دیا چپ بیٹھا رہا خورشید نے کہا بلاؤ آہنگرون
کو کہ قید انکی دور کرین ایرج نے کہا کچھ آہنگرون کی حاجت نہین ہی قید کا ٹوٹنا وقت پر مقرر ہی یہ کہکر پکڑ کر ہاتھ کی
ہتھکری پانون کی بیڑی گلے کا طوق جھٹکا دیا کہ قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا اور اُٹھ کھڑا ہوا
طرماسپ نے بھی قید توڑ ڈالی خورشید نے تعظیم کی اپنے برابر بٹھا لیا صحبت گرم ہوئی ناچ ہونے لگا ساغر مے
گردش مین آیا ایرج نے جو کئی جام متواتر پیے دماغ اسکا گرم ہوا خورشید سے کہا کہ ای خورشید مجھکو درد عشق نے
مار ڈالا ہاے عجب طرح کا بد قسمت ہون عنقاے جادو گیا تھا کہ قلعۂ ذوالامان مین سے ملکہ گیتی افروز کو اُٹھالاے
وہ خود ہاتھ سے اُسکے مارا گیا ہاے جسوقت عنقاے جادو تیر کھاکر میرے سامنے آکر گرا کیا تڑپ تڑپ کر اُسنے
اپنی جان دی اور مین بےنیل مقصود رہا اسد غازی نے جو نام ملکہ گیتی افروز کا سُنا آگ ہوگیا نعرہ کیا کہ او
کرپاس فروش بچہ بازاری مادر بخطا تو میرے سامنے نام ملکہ گیتی افروز کا لیتا ہی دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون
اور تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے مسند کے تکیے پر روکی کہ تکیہ کٹ گیا ایرج سنبھلکر اُٹھا کہ اسد دور پہونچا
اور خورشید ستارہ پرست سے کہا کہ تو نے اسی سے اس پاجی کو چھوڑ دیا تھا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب
پر سوار ہوکر چلا یہان ایرج نے خورشید سے کہا کہ یہ دیوانہ نکلگیا مگر کہان جائیگا مارونگا اسے اور خورشید
سے رخصت ہوکر مع طرماسپ اپنے لشکر کو روانہ ہوا غضنفر نے اپنے رفیقون سے کہا کہ دیکھا بادا جان خفا ہوکر
چلے گئے خورشید بولا ای غضنفر مجھسے اور اسد غازی سے ایسا ربط و ضبط تھا کہ ہم اور اسد یک جان و دو قالب
تھے مگر فلک تفرقہ انداز نے تفرقہ ڈلوا دیا اور اسوقت وہ ناحق مجھسے خفا ہوگئے غضنفر نے کہا وہ آپ سے نہین خفا ہوئے
ایرج کے کلام بیہودہ سے برافروختہ ہوکر چلے گئے اور مجھے اُنکی خفگی سے کچھ مطلب نہین آپ نے دیکھا کہ مین نے
اُنھین سلام تک نہین کیا آپنے مجھے منع کیا تھا کہ اپنے باپ سے نہ ملنا اس سبب سے نہ ملا خورشید نے کہا کہ بھئی
صادق القول ایسے ہی ہوتے ہین اور دیکھو مین نے بھی ایرج سے کچھ ارتباط نہین کیا اور اب چلکر اُس سے
مقابلہ کرتا ہون یہ آفتاب پرست جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور بھئی مین تمھین تمھارے باپ سے ملنے کو اب
منع نہین کرتا شوق سے ملو اور بھئی باپ تمھارا اس کمزوری پر ایسا بہادر ہی کہ رستم بھی اگر ہوگا تو ایسا ہی ہوگا اور
عجب جیسے کلیجے نڈر آدمی ہی کہ مرنے سے کے تو ڈرتا ہی نہین اور اب تو وہ مجھسے بھی عذر خواہی کر چکا مجھکو اب اُس سے
کینہ نہین رہا اور حکم دیا کہ کوچ کی تیاری ہو انکو تو اثناے راہ مین چھوڑیے حال ایرج اور طرماسپ کا
سُنیے کہ یہ دوسرے روز اپنے لشکر مین آے مال جو عمرو کا قلعہ مین سے نکلا تھا آدھا آپ لیا اور آدھا

لندهور کو دیا لندهور نے اپنا نصف حصہ احتیاط سے رکھوا دیا کہ بھئی یہ مال بہت برے شخص کا ہی دیکھیے اسکے واسطے
کیا آفت آتی ہی قصہ مختصر ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عادی اور کشیدہ رو آپہونچے
ایرج بولا کچھ پروا نہین ہی جو نیر اعظم چاہینگے وہ کرینگے اتنے مین لشکر عادیون کا مقابل لشکر ایرج اُترا ثمود عاد
خیمے مین داخل ہوا بیٹھا مسند پر غم مین شاہزادہ نور الدہر کے راگ رنگ سب کچھ ترک کر دیا ہی اور کشیدہ ردیون کی
طرف دیکھ کر کہا کہ بھائیو طبل جنگ بجواؤ کل یا تو ہمنے اس آفتاب پرست کو مارا یا اپنی جان دی بعد اُس شہریار کے
زندگی کو جی نہین چاہتا غضب کیا اس براز بچے نے کہ ایسے شاہزادے کو قتل کرا ڈالا کشیدہ ردیون نے کہا کہ بھائی
ہم اپنے کو مردون مین شمار کر کے آے ہین یا اپنے آقا کے قاتل کو مارا یا ہم بھی آقا پاس پہونچے طبل جنگ بجنے کو حکم دیا
اُسیوقت نقارہ رزمی گڑگڑایا یہ خبر ایرج کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجوایا چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر
معرکہ آرای نبرد ہوے صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا النقیب نہیب دے کر چلے گئے ثمود عاد چوبدست گران سنگ
کاندھے پر رکھے ہوے میدان مین آیا مبارز طلب کیا طرماسپ نے چاہا کہ مقابلے کو جاے ایرج نے نہ جانے دیا
کہا کہ مین اس دیو سے تجھے مقابلہ نہ کرنے دونگا اگر تو مارا گیا تو پھر مین تجھے کہان پاونگا اور مین نے تو سیکڑون دیوون
کو مارا ہی مین جا کر اسکا کام تمام کرونگا یہ کہکر آپ مرکب کو چمکا کر ثمود عاد کے مقابل ہوا دیکھا ایرج کو ثمود عاد نے
آنکھون مین خون اُترا کہا کہ او آفتاب پرست بیمروت تیرے دل نے کیونکر گوارا کیا کہ ایسے شاہزادے کو تو نے
مار ڈالا ایرج نے کہا ای ثمود عاد قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین اس امر سے نہین آگاہ ناحق اسد نے
مجھے بدنام کیا ہی محض غلط ہی اگر مین نور الدہر کو قتل کراتا اُسکے غم مین سیہ پوش کیون ہوتا آٹھ روز تک اپنے لشکر سمیت
سیہ پوش رہا اور پھر مجھکو قاتل نور الدہر مشہور کیا ثمود عاد بولا کہ تو نے قتل نہین کرایا تو بارگاہ سلیمانی کیون طلب کی
بعد اُسکے اسباب بھی شاہزادے کا منگوا بھیجا تھا اس سے ثابت ہوا کہ تو ہی باعث قتل شاہزادہ نور الدہر ہی دوسرے
یہ کہ تجھکو خیال تھا کہ نور الدہر کے سامنے شوکت و شان میری خاک مین ملی ہوئی ہی یہ زندہ ہی تو مین سر نہ اُٹھا سکونگا
اس باعث سے تو نے اُسکو قتل کرایا اور اب مکر کرتا ہی ہم تو بے آقا ہو گئے بغیر مارے تجھے نہ چھوڑینگے ایرج نے کہا
خیر اگر مین نے اُسے نہین مارا تھا تو مار ا دیکھون کہ تو میرا کیا کرتا ہی لا جو حربہ تیرے پاس ہو ثمود عاد پکارا تیرے حربے سے
خدا بچائیگا تو مین بھی حربہ کرونگا بس ایرج نے نیزہ اُٹھا کر خبردار کہکر ثمود عاد پر مارا ثمود نے نیزہ ایرج نوجوان کا
نیزے پر روکا لگی طعن پر طعن چلنے دو گھڑی مین ایرج نے نیزہ ثمود عاد کا ہوائی کیا ثمود نے غیظ و غضب مین
آکر چوبدست گران سنگ سر پر چرخ دے کر ایرج پر ماری ایرج نے گرز پر روکی تڑاقا پیدا ہوا شرارے نکلگئے جگر
زمین خوف سے شق ہو گیا مرکب تنگ تک غرق ہو گیا ہر سر مو سے پسینا جاری ہوا پلک سے پلک بند ہو گئی ایرج بیہوش ہو گیا
ایک تتق گرد کا بلند ہوا ثمود عاد پکارا کہ آکر ایرج کی خبر لو دیکھو اسپر کیا گذری شاپور دوڑا گرد کے اندر گھسا پانی
چھینٹا دیا گرد پھٹی دیکھا ایرج کو کہ بیہوش کھڑا ہوا ہی پکارا کہ شہریار ہوشیار ہو جیسے دیکھیے حریف لاف و گذاف کر رہا ہی
ایرج کی آنکھ کھلگئی کہا ای شاپور اس عادی نے بلا کی ضرب لگائی روکی تو مین نے مگر ہاتھون مین درد ہو رہا ہی
یہ کہکر گھوڑے کو چاہا کہ زمین سے نکالے وہ اسپ گلی ہو چکا تھا پشت زین سے کود کر خشمناک ہو کر ثمود عاد پر دوڑا
اُدھر سے وہ بھی لپکا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی رات بھر کشتی رہی تماش بینون کی یہ کیفیت ہی کہ کہ رہے ہین
یارو دیو اور آدمی کی لڑائی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی جب تک ان دونون مین فیصلہ نہ ہو گا ہمین تو کھانا پینا
حرام ہی غرض کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی مگر اب ثمود عاد کی یہ کیفیت ہی کہ دم آچکا ہی فقط اپنے جسم کے لنگر پر

لڑ رہا ہی کہ ایک مقام پر ایرج نے ہتہ مارا کہ لنگر ثمود عاد کا ٹوٹا اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر
چڑھکر مشکین ثمود عاد کی ایرج نے باندھ لین طبل بازگشت بجوا کر پھرا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو آے ایرج بارگاہ
مین آکر بیٹھا ثمود عاد کو سامنے بلایا اور کہا کہ دین میرا قبول کر ثمود عاد نے انکار کیا ایرج نے کہا بیعت میری اختیار کر
وہ بولا یہ بھی نہ ہو گا مجھکو بعد شاہزادہ نورالدہر کے زندگی منظور نہین ہی جہان اُسے تو نے قتل کرایا مجھے بھی قتل کرا ایرج
نے ثمود عاد کو زندانخانے مین بھیجدیا اس اثنا مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عادیون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی
ایرج نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو
معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نہیب دے کر چلے گئے عاد بن ثمود میدان مین آیا مبارز طلب کیا ایرج
مقابلے کو نکلا بعد از تگادرزنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ عاد بن ثمود کا ہوائی کیا عاد بن ثمود
نے تلوار ماری ایرج نے وار اُسکا رد کر کے جواپنا وار کیا تلوار سپر کو کاٹ کر خود کو دو کر کے سر پر بیٹھی کہ تا دابرو
اُتر گئی عاد بن ثمود نے دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر نکلگئی چادر خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی اقیاتش کشیدہ رو
یہ حال دیکھکر گینڈا بڑھا کر مقابل ہوا خوب نیزہ بازی و تیغزنی کی لیکن ہاتھ سے ایرج نوجوان کے زخمی ہوا القاش
کشیدہ رو میدان مین آیا لیکن وقت جنگ زخم کھایا اقران کشیدہ رو نکلا وہ بھی زخمی ہوا آج ایرج تلوار کی
لڑائی لڑ رہا ہی اسلیے کہ سردار بہت ہین کس کس کو زیر کر کے لیجائے گا آخر کار جتنے سردار تھے سب زخمی ہوئے اب
کشیدہ رو غصے مین آکر ایرج پر دوڑ پڑے یہ حال دیکھکر طہماسپ و دیلم شباط نے بھی اپنے گینڈون کو
دوڑایا لگی تلوار چلنے جنگ مغلوبہ ہوئی کشیدہ رو آفتاب پرستون کو پکڑ پکڑ کھانے لگے ایک غل آفتاب پرستون
مین ہوا کوئی مُنھ پر کشیدہ رویون کے نہین چڑھتا بھاگے جاتے ہین مگر ایرج نوجوان اور طہماسپ و دیلم شباط
نے بہت سے عادیون کشیدہ رویون کو قتل کیا آخر کار تاب جنگ نہ لا سکے کہ تمام عادی کشیدہ رو اپنا اپنا
مال و اسباب لیکر بھاگے ایرج نے کہا شمار کرو کہ عادی اور کشیدہ رو کتنے مارے گئے اور آفتاب پرست
کتنے کام آے غرض حساب جو کیا اور لاشین گنین تو قریب چار ہزار کے عادی اور کشیدہ رو کام آئے تھے
اور آفتاب پرست چالیس ہزار سے زیادہ اُنھون نے کھا لیے تھے اور دس بیس ہزار لاشین پڑی تھین ایرج
نے کہا یہ لوگ بلا ہین انسے عہدہ برآ ہونا بہت مشکل تھا یہ نیر اعظم آفتاب تابان کی مدد تھی کہ فتح پائی غرض
یہی باتین کرتا ہوا بفتح و فیروزی پھر کر داخل بارگاہ ہوا اسبھرن نے عرض کیا کہ ای شہریار یہ بڑی بلا لشکر پر سے دفع ہوئی
ایرج نے جواب دیا واقعی سچ ہی القصہ دوسرے دن ایرج نوجوان بارگاہ سلیمانی مین بیٹھا ہی دربار آراستہ ہی
طہماسپ بن طہماس و دیلم شباط زنگی اور سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی جام شراب گردش مین
ہی ایرج کا دم گھبرایا حکم دیا کہ سراچے سامنے سے ہٹا دو اُسی وقت خدمتگارون نے سراچے اُٹھوا دیے چوبہاے
طلا و نقرہ پر قائم کیے گئے مقیش کی ڈوریان تکمہ ہاے لعل و یاقوت سے باندھ دی گئین ایرج سیر سبزہ صحرا کی
دیکھنے لگا کہ جانوران خوش الحان مصروف ثناے رب دوجہان ہین گلہاے بوقلمون نیرنگ عالم دکھا رہے ہین
ہوا سرد چلی آتی ہی عجب کیفیت ہی مگر کوئی دو پہر دن چڑھا ہو گا کہ ایک طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے
خبر کے واسطے روانہ ہوے لیکن جس وقت گرد شق ہوئی علمہاے ستارہ پیکر نمودار ہوے بعد اُسکے اور جلوس گذرا
اور خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے دکھائی دیا اور مقابل لشکر ایرج کے آکر اُترا ہرکارون
نے آکر ایرج کو خبر دی کہ خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد دونون آے ہین ایرج نے کہا کچھ اندیشہ

نہین ہی مگر خورشید ستارہ پرست جو داخل بارگاہ ہوا اُسی وقت دبیر کو بلا کر کہا کہ نامہ لکھو ایرج کو کہ مال و اسباب
جو عمرو بن امیہ ضمری کا تُنے لیا ہی وہ سب بجنسہٖ اُسی قلعہ ارمنوس حصار مین رکھوا دو جب حمزہ صاحبقران
ظلمات سے پھر کر آئینگے تو اُنسے فیصلہ کر کے لینا اور ملک صاحبقران عالیشان کے جو تُنے لیے ہین انھین چھوڑ دو
اور مجھسے آکر بیعت کرو ورنہ مجھسے اور تمسے جنگ و جدل ہوگی دبیر نے یہ سُنتے ہی نامہ تیار کیا خورشید ستارہ پرست
دوسرے دن صبح کو آکر بارگاہ مین بیٹھا چوکی مخملی منگوا کر بچھوائی اُسپر نامہ سپر شمشیر جام شربت بیڑا پان کا رکھوا کر پکارا
کہ ایہا الناس کوئی ایسا ہی ہماری بارگاہ مین کہ یہ نامہ لیکر ایرج کے پاس جاے اور ہمارے نامے کا جواب باصواب
لیکر آے ہنوز کلام ختم نہ ہوا تھا کہ غضنفر بن اسد اپنے دنگل شوکت سے اُٹھا اور پکارا کہ ای خورشید مصرع
کار ما نیست و با اینکار ایم + مین جاؤنگا اور جواب نامے کا لیکر آؤنگا خورشید بولا ای غضنفر تمسے اور ایرج سے
عداوت قدیم ہی تمھارے باپ کے خون کا وہ پیاسا ہی تم ہرگز نہ جاؤ تمھارا جانا مناسب نہ ہوگا غضنفر بولا کہ وہ
بزاز بچہ اگر دشمن ہی تو ہو میرا کیا کریگا اور مین کچھ لڑنے جاتا ہون نامہ لیکر جاتا ہون اور مثل مشہور ہی کہ ایلچی را زوال نیست
خورشید ناچار و مجبور ہو کر بولا خیر جاؤ خداوند بر دین تمھارا نگہبان ہی مگر کلام سخت نہ کرنا غضنفر بولا تم تو ابھی سے اُس سے
دبے جاتے ہو ڈر گئے کیا خورشید نے کہا اچھا تم گالیان دینا دیکھون تو وہ کیا کرتا ہی غضنفر تو چند رفقا کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا
مگر خورشید کو غضنفر کی طرف سے کھٹکا لگا ہوا ہی ہرکارون کی ڈاک بٹھا دی ہی کہ ہمین ایک ایک دم کی خبر پہونچے
القصہ غضنفر آتے آتے داخل لشکر ایرج ہوا اب علم نشان اُکھڑواتا چلا آتا ہی خبر ایرج کو ہوئی کہ غضنفر خورشید کی
طرف سے برسم ایلچی گری آتا ہی اور لشکر پر بدعت کر رہا ہی کہا کہ کوئی اُس سے خبر نہ ہو آنے دو یہانتک کہ غضنفر بن اسد
تمام لشکر کو طی کر کے دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا دیکھا تو چوبدار بیادل کھڑے ہین ہاتھی گھوڑا پالکی موجود ہی دو چار
کوڑے مار کر سب کو ہٹا دیا گھوڑے پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور بن سعدان اور
رفقاے لندھور بن سعدان نے جواب سلام دیا ایرج نے حکم دیا کہ کرسی غضنفر کے واسطے لاؤ جب تک لوگ
کرسی لائین یہ سیدھا دنگل طرماسپ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک لمحہ بھر کے واسطے دنگل اپنا مجھے دیدو مین بیٹھکر
جواب و سوال کر کے چلا جاؤنگا پھر تم اپنے دنگل پر آبیٹھنا طرماسپ چاہتا ہی کہ کچھ کہے کہ بہزاد مرتد دوڑ پڑا کہ
او دیوانہ ہین دیوانہ کیا سودائی پن کی گفتگو کرتا ہی تیرے واسطے کرسی آتی ہی اُسپر بیٹھ جانا بس یہ سُنکر غضنفر پکارا کہ
او حرامزادے مرتد کیون تیری شامت آئی ہی بہزاد مرتد نے یہ کلمہ سخت جو سُنا تلوار غضنفر پر ماری غضنفر نے تلوار
اُسکی روک کر جو وار اپنا کیا سپر کٹی اور تلوار سر پر بیٹھی کہ تا دو ابرو اُتر گئی طرماسپ اُٹھا کہ او دیوانے تو نے بہزاد کو
زخمی کیا کہان جائیگا غضنفر نے وہی تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا
غضنفر نے بائین ہاتھ سے خنجر پشت دست طرماسپ پر مارا کہ ہاتھ کے پار گذر گیا قبضہ تلوار کا ہاتھ سے طرماسپ
کے چھوٹ گیا غضنفر نے پھر وہی تلوار ماری کہ کلہ طرماسپ کا زخمی ہوا زخم کاری لگا طرماسپ نے منہ پھیرا غضنفر
نے اور ایک ہاتھ مارا کہ وہ شانے پر پڑا شانہ زخمی ہوا اتنے مین ایرج دوڑ پڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ
دو سرداروں کو زخمی کیا اب کیا طرماسپ کو مار ڈالیگا جیسے ہی ایرج قریب آیا غضنفر نے اسپر بھی وہی تلوار
ماری ایرج نے چپکی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ یا نیر اعظم آفتاب تابان کہکر
اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر مشکین باندھ لین اور پکارا کہ او دیوانے دین آفتاب پرستی
اختیار کر غضنفر نے کہا مین لاکھ لاکھ لعنت دین آفتاب پرستی پر کرتا ہون ایرج نے کہا خیر دین آفتاب پرستی اختیار کر

تو بیعت مجھسے کر غضنفر پکارا کہ مین خورشید سے دست بیع ہو چکا ہون اب کیا مین ہرجائی ہون کہ ہر ایک سے بیعت
کرون ایرج نے کہا کہ مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اور کہا بلاؤ جلاد کو کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد کے بلانے کو
روانہ ہوا الندھور بن سعدان نے غضنفر سے خطاب کیا کہ صاحبزادے کیون اپنی جان دیتے ہو بیعت کرنے مین کچھ
تمہارا نقصان نہین ہی جوانی پر اپنی رحم کرو غضنفر بولا کہ بہت آپ کا دل میرے واسطے دکھا آپ اپنا دل نہ دکھایے
مجھپر رحم نہ کھایے سبحان اللہ کیا نمکحلالی آپ نے کی ہی خوب امیر حمزہ صاحبقران کے ملک آپ نے آباد کرائے
عمرو کے مال کی خوب حفاظت کی عاشق کسی پر ہو تو ایسا ہی ہو جس طرح آپ ہوئے ہین بس اب میری سعی و سفارش
نہ کیجیے گا اور ایرج سے کہا کہ تو مجھے قتل کر کہ اس اثنا مین جلاد آکر موجود ہوا پکارا کہ کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا کسکا سر رشتہ
حیات منقطع ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہوا ایرج پکارا کہ جلد اس دیوانے کو قتل کرو جلاد نے اسی وقت
رنگ کا چبوترہ بنا کر نطع اس پر ڈالدیا ہاتھ پکڑ کر غضنفر کا نطع پر بٹھایا تلوار کھینچکر سر پر آکھڑا ہوا ایرج نے کہا منتظر کسکا ہی
لگا ایک ہاتھ جلاد نے خط سیاہ گردن پر کھینچا اور تیغہ ہاتھ مین تولا اور پکارا کہ ہاتھ پر قوت رکھتا ہون تلوار باڑھ دار
ہی ایک ہاتھ مین کام تمام کرونگا ذرا مجھکو حکم دیجیے کسواسطے کہ مار ڈالنا میرا کام ہی زندہ کرنا میرا کام نہین ہی اور
غضنفر نے دیکھا کہ اب جان بچتے نہین معلوم ہوتی آنکھون مین آنسو بھر لایا دل کو رجوع کیا پروردگار عالم کی طرف
دعا مانگنے لگا ابھی ایرج نے تیسرا حکم قتل کا نہین دیا تھا کہ دروازہ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور خورشید ستارہ پرست
سامنے سے نظر آیا بطریق ستارہ پرستان سلام کیا ایرج تعظیم کے واسطے اٹھا خورشید کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر لاکر
بٹھالا ساقی کو اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا اور عطردان پاندان چنگیر چوگھڑے منگوا کر سامنے خورشید کے رکھے
مزاج پرسی کی پوچھا کہ آپ کیون تشریف لائے خورشید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین نے غضنفر بن اسد کو برسم
ایلچی گری تمہارے پاس بھیجا تھا تمسے بعید امر ہوا کہ تمنے ایلچی کے قتل کا ارادہ کیا کسی نے بھی آج تک ایلچی کو قتل کیا ہی
مثل مشہور ہی کہ ایلچی راز دا لے نیست ایرج نے کہا کہ ای خورشید یہ ایلچی گری کو آیا تھا یا ہر ایک کو قتل کرنے آیا تھا
دیکھیے بہزاد اور طرماسپ کو کہ انکا کیا حال بنایا ہی مار ہی ڈالا تھا خورشید بولا یہ تو دیوانہ تھا طرماسپ کیون اسکے
ساتھ سودائی بنا اور عبث تکرار کی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب غضنفر کو رہا کرو قتل سے باز رہو ایرج نے کہا بہت بہتر مجھے
آپکی خاطر عزیز ہی اور بلا کر آہنگرون کو کہا کہ قید غضنفر کی دور کرو اسی وقت آہنگرون نے آکر قید کاٹ دی غضنفر
قید سے چھوٹا کرسی پر آکر بیٹھا صحبت عیش گرم ہوئی لندھور سجدہ شکر درگاہ جناب ایزدی مین بجالایا کہ غضنفر بن اسد
چھوٹ گیا مگر غضنفر چپکا سوچ مین بیٹھا ہوا ہی کہ ایک گھڑی بھر کے بعد سر اٹھایا اور کہا کہ ای ایرج صاحبقران
مین نے بیعت خورشید کی ترک کی مین جانتا تھا کہ خورشید کچھ بہادر ہی مگر یہ شجاعت و بہادری کیا جانے مجکو تمہاری
خوشامد کرکے چھڑا لایا یہ بعید از جرأت دلاوری مین ایسے جاہل سے اور خوشامدی کی بیعت نہین کرتا اب تمہاری بیعت
کرنے پر راضی ہون اور اٹھا کہ لاؤ ہاتھ مین تمہاری بیعت کرون ایرج نے ہاتھ بڑھایا کہ آیے بیعت کیجیے خورشید
چپ اور سن بیٹھا ہی اور اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ یہ عجب طرح کا دیوانہ ہی ایسا سودائی دیکھا نہ سنا بس ایرج نے
جیسے ہی ہاتھ پھیلایا غضنفر نے ہاتھ پکڑ کر منھ کی طرف کھینچا ایرج یہ سمجھا کہ شاید میرا ہاتھ آنکھون سے لگائیگا مگر
غضنفر نے ہاتھ پر ایرج کے تھوک دیا اور ایک طمانچہ مارا کہ او بزاز بچہ ہم تیری بیعت کرینگے اور ہاتھ غضنفر
کا بھرپور بیٹھا کہ تمام بارگاہ آواز سے گونجگئی ایرج تیورا گیا اور ایک انگلی اسکی آنکھ پر پڑی اس وجہ سے
ایرج کو تو اٹھنے مین دیر ہوئی غضنفر کودکر بھاگا ایک اور سردار اٹھا کہ غضنفر کو پکڑلے مگر جو اٹھا اسے غضنفر نے

ہ ایک ہاتھ مارا کہ وہ زخمی ہوا انیلم زنگی اور فیلم زنگی وغیرہ زخمی ہوئے غضنفر بارگاہ سے نکلکر مرکب پر سوار ہو کر
بوق بجا کر مع اپنے رفقا چل نکلا بعد ایک لمحہ کے ایرج بھی اُٹھکر دوڑا کہ کب چھوڑتا ہوں اس دیوانے کو غضب کیا اپنے
جیسے ہی بارگاہ سے نکلا دیکھا دور ایک غل ہو کہ غضنفر مارے ڈالتا ہو ایرج مرکب پر سوار ہو کر چلا کہ لینا اس دیوانے
کو غضب کیا اسنے اب یہ کیفیت ہو کہ آگے آگے تو غضنفر پیچھے پیچھے ایرج نوجوان چلے جاتے ہیں یہاں خورشید نے
اپنے دل میں کہا کہ ایرج غصے میں ہو ایسا نہ ہو کہ غضنفر کو مار ڈالے بس یہ خیال دل میں کر کے اُٹھا بارگاہ سے باہر آیا
مرکب پر سوار ہوا اور تعاقب میں ایرج اور غضنفر کے روانہ ہوا لیکن غضنفر اُسی طرح بھاگا ہوا چلا جاتا ہو ایک
صحرا میں پہونچا تھا کہ ایرج بھی ساتھ ہی پہونچا اور للکارا کہ او دیوانے آپہونچا میں غضنفر نے ہر چند گھوڑے کو کوڑا کیا
مگر آگے نہ بڑھا اتنے میں ایرج آپہونچا اور تلوار غضنفر پر ماری غضنفر نے اپنے کو بچایا لیکن مرکب کے پچھلے دھڑ پر پڑی
کہ ٹھا اور دونوں پاؤں کٹ گئے غضنفر کود پڑا اور تیر کمان میں جوڑ کر جو مارا مرکب پر ایرج کے پڑا کہ گھوڑا مارا گیا ایرج
بھی مرکب سے کودا غضنفر نے ایک تیر اور مارا کہ دو پلٹے پر پڑا تیر مار کے بھاگا ایرج بھی دوڑا اب دونوں پیادہ پا
ہیں غضنفر دبلا پتلا ایرج لحیم و شحیم کیونکر اُس تک پہونچے آتے آتے غضنفر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج زیر کوہ اگر
پہونچا پکارا کہ او دیوانے آ یا میں وہیں آ کر تجھے مارونگا مگر عجب عالم ہو ایرج کا کہ تلووں میں آبلے پڑ گئے ہیں پاؤں تھک
گئے ہیں چاہتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ اُدھر سے خورشید پہونچا ادھر شہاب بن فولاد اژدر گیر اور عادل شاہ سب
رفقا غضنفر کے پہونچے خورشید نے ایرج سے کہا کہ بس پھر جاؤ یہ شدنی نہیں کہ میرے ہوتے غضنفر پر ہاتھ ڈالو
اور غضنفر کے لوگ بھی آ گئے تمہارے رفیق بھی آپہونچے ناحق کشت و خون ہوگا ارادہ فاسد سے باز آؤ کل ہمارے
تمہارے سامنا ہو ایرج بولا اے خورشید تم ان لوگوں سے ناحق ملتے ہو باپ نے اس دیوانے کے تمہارے ساتھ کیا
سلوک کیا جو اس سے تم فیض کو پہونچو گے بہت پچھتاؤ گے یہ نہایت فیلیے ہیں اور میں تو تمہارے کہنے سے پھرا جاتا ہوں
مگر یہ خدا پرست اب زیر گاہ ہیں تمہیں معلوم کیا ہو کہ اس دیوانے نے تمسے بیعت کی ہو پھر تمہیں دغا دیگا خورشید
چپکا سنا کیا جواب نہ دیا کہ اتنے میں ایرج کے سردار سامنے سے دکھائی دیے ایرج اپنے لشکر کو پھر گیا اور خورشید
غضنفر کو ساتھ لیکر باتیں کرتا ہوا اپنے لشکر میں آیا داخل بارگاہ ہوا ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی گردش میں آیا دو
تین جام سرخ اب سے پی کر حکم دیا کہ شب طبل جنگ خبردار ایرج کے روانہ ہوئے اور بیان کیا کہ خورشید نے طبل جنگ
بجوایا ہو ایرج نے کہا کچھ پروا نہیں ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بے درنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ
کی گرجی لشکروں میں تیاری ہونے لگی ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا اسی طرح صبح ہوئی دونوں لشکر
میدان جدال و قتال میں صف آرا ہوئے نقیب نقابت کر کے چلے گئے خورشید اپنے لشکر سے مرکب کو چمکا کر نکلا
میدان میں آیا سراپا جنگ کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہو گیا گھوڑا بھی پسینے میں تر ہو گیا ٹھہر کر نیزہ گاڑا اور مبارز
طلب کیا ادھر ایرج اپنے لشکر سے نکلا گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت
میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ سپرد کیا ہیں اعظم کو وہی تمہارا نگہبان ہو ایرج نوجوان مالک بن
ملکوت شاہ سے رخصت ہو کر مقابل خورشید ہوا خورشید بہت ہیبت لگا در زنی دوڑ پڑا دونوں مرکب برابر سے ہٹ گئے
مسل مسلکر دانوں میں ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا بعد ازاں سخت نیزہ بازی ہوئی دونوں نے بھالے سنبھالے نیزہ بازی
ہونے لگی یہانتک کہ سنانیں نیزوں بیکار ہو گئیں اور مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا پھینک پھینک کر نیزے ہاتھوں سے
تلواریں کھینچ لیں لگی تلوار چلنے دونوں کیسے زبردست ہیں یہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ بجلیاں ہیں کہ کوند رہی ہیں یہانتک کہ

دو پہر تلوار چلی ایکبار گھوڑے نے خورشید کے سکندری کھائی اور تلوار سر پر پڑی کہ تا ابرو اُتر گئی اور چادر خون کی
سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی لوگ دوڑ پڑے اور خورشید کو اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا غضنفر بن اسد
نکلا آتے ہی برس پڑا خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا شہاب بن فولاد اژدر گیر نے سامنا کیا یہ بھی تا دیر لڑا لیکن مجروح ہوا
سعد و سعید مقابلے کو نکلے گرفتار ہوے اب شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے رات کو خورشید اور
غضنفر کوچ کر کے مع لشکر چلے گئے یہان صبح کو ایرج آکر بارگاہ مین بیٹھا حکم دیا کہ لاؤ سعد و سعید کو میرے سامنے
اُسی وقت لوگ سعد و سعید کو زندانخانے سے لاے اُنھون نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ہندیون نے جواب
سلام دیا ایرج نے کرسیان اُنکے واسطے بچھوائین پوچھا کہ مین نے کیونکر تمھین زیر کیا اُنھون نے جواب دیا کہ تو زبردست
تھا ہم تیرے ہاتھون گرفتار ہوئے ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کرو میری رفاقت مین رہو اُنھون نے
جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہی آفتاب پرستی پر ایرج بولا خیر دین میرا نہین قبول کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو
دونون نے کہا کہ ہمین جان دینا قبول ہی اور بیعت تیری کرنا قبول نہین ہی ایرج یہ سُنکر نہایت برہم ہوا اور لندھور
کی طرف دیکھکر کہا کہ آپ بھی انکو جہان تک سمجھانا ہو اسی وقت سمجھا لیجیے اور اگر آپ کہینگے کہ انکو تین روز قید رکھیے
بعد تین روز کے قتل کیجیے گا تو مین نہ مانونگا کسواسطے کہ اکثر ایسا ہوا ہی کہ مین نے قید کیا ہی رات کو اسد آکر چھڑا لیگیا
ہی اور سب مجھپر ہنستے ہین اب مین اپنے کو ہنسوانے کا نہین لندھور نے سعد و سعید کو بہت سا سمجھایا کہ تم بیعت
کرلو آج ایرج صاحبقران بادشاہ اولوالعزم ہی مین نے بھی مصلحت وقت جانکر بیعت کی ہی تم بھی دست بیع ہو سعد و
سعید بولے ای ہندی ہم ایرج پر عاشق نہین ہو سکے ہین جو بیعت کرین اور سامنے بیٹھکر نظارہ کیا کرین تو عاشق
ہوا ہی بیعت کیے بیچارہ لندھور یہ سُنکر خاموش ہوا ایرج نے حکم دیا بلاؤ جلادون کو اُسی وقت جلاد آکر
موجود ہوے ایرج نے کہا جلد انھین چرخی پر کھینچکر تیرباران کرو میرے سامنے سے کہین نہ لیجاؤ کسواسطے کہ وہ دیوانہ
اکثر آپڑا ہی اور چھڑا لیگیا ہی غرض اُسی وقت اُن دونون کو تیرباران کیا وہ مرد مسلمان درجۂ شہادت پر فائز
ہوئے لندھور تو کمال متاسف اُٹھکر چلا آیا یہان لاشے اُن مسلمانون کے لشکر سے باہر پھنکوا دیے گیے قضا کا
اتفاقات روزگار حضر غلام شیر دل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا لاشین اُنکی دیکھکر روتا ہوا اسد غازی کی خدمت مین
آیا تمام حال بیان کیا کہ خورشید و غضنفر تو زخمی ہوکر چلے گئے سعد و سعید کو ایرج نے شہید کیا بس یہ سُنتے ہی
پہلے تو اُنکے نام پر فاتحہ پڑھا بعد اُسکے کہا کہ آج چلکر لاشین اُنکی لائینگے دفن کرینگے اور اگر خدا نے چاہا تو اُنکے خون کا
عوض بھی لینگے اور فرمایا کہ سب قزاق تیار رہین القصہ رات کو کشتیون پر سوار ہوکر قلعہ سرخان سے باہر آیا اور
کنارے دریا اُترکر اپنے تمام لشکر کو آراستہ کیا دوپہر رات گئے روانہ ہوا اور لشکر ایرج پر آکر شبخون کرا
قتل کرنے لگا سیقل سپہر گردان طلایہ کی گشت پر تھے دونون دوڑے کہ او دیوانے مدت
کے بعد تو آیا ہی کہان چھپا بیٹھا تھا آج ہم تجھے زندہ کب چھوڑتے ہین اور برابر اسد کے پہونچکر پہلے سیقل سپہر گردان
نے تلوار اسد غازی پر ماری اسد نے اُسکا وار روک کر سر بتا کر جگرگاہ پر ہاتھ مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے
ہوئے سپہر گردان دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مار ڈالا آیا ہین تجھسے عوض لینے کو
یہ کہکر تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روک کر ایک ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار سر پر پہنچی کہ مرکب کے نیچے
جا کر ٹھہری مع راکب وہ مرکب چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ سپہر گردان بھی مارا گیا اسد نے بہت سے لوگون
کو قتل کیا اس اثنا مین خبر ایرج کو ہوئی وہ مرکب پر سوار ہوکر دوڑا اسد غازی نے سُنا کہ ایرج آتا ہی اسنے

لاشین سعد وسعید کی اُٹھوالین اور بھاگا وہان سے ایرج للکارتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے
اسد پکارا کہ او بزا ز بچے سعد وسعید کی لاشین لینے آیا تھا اور اُنکے خون کی عوض مین سیقل سپر گردان اور سپہر
سپر گردان کو مار کر چلا اب تو مجھے کیا پائیگا یہ کہکر اور گھوڑے کو تیز کیا طرفۃ العین مین کہین کا کہین پہونچا اور
کنارے دریا کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہو کر قلعہ کا راستہ لیا صبح ہو چکی تھی کہ ایرج لب دریا پہونچا دیکھا کہ دیوانہ جہازون
پر سوار چلا جاتا ہی یہ کھڑا ہوا دیکھا کیا اسد بوق بجاتا ہوا یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ او آفتاب پرست آئینۂ سکندری نکالکر
دیکھ حیران کیون کھڑا ہوا ہی اور داخل قلعہ ہوا ایرج پکارا کہ او دیوانے ناک مین دم تو نے کر دیا اور مجبور ہو کر
وہان سے پھر کر آیا سیقل سپر گردان اور سپہر سپر گردان کی لاشین اُٹھوائین اور اُنکو جلایا پھونکا ادھر
اسد نے سعد وسعید کی لاشون کو کفن دیا اور دفن کیا اور نور الدہر کو یاد کر کے رونے لگا

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جو طبل جنگ بجا کر سویا تھا کہ صبح کو ایرج سے سامنا کرونگا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو ایک باغ مین استادہ دیکھا حیران
ہوا کہ اس باغ مین مجھے کون لایا ایک طرف چل نکلا تھوڑی دور آیا تھا کہ آواز طبلے سارنگی کی کان مین آئی اُسی طرف
کو چلا تھوڑی دور آیا تھا کہ ایک بارہ دری عالیشان چھت اور پردے آراستہ سائبان زربفتی آگے کھنچا ہوا نازنینان
مہ جبین کا ہجوم نور الدہر کو جو دیکھا غل ہوا کہ یہ نامحرم کہان سے آیا ہی کہ اتنے مین وہ نازنین جو صاحب مسند تھی اُسنے
کہا کہ ارے بلالو اسے راہ بھولکر ادھر چلا آیا ہو گا سب نے آواز دی کہ آیے ہماری خاتون آپ کو بلاتی ہین نور الدہر
جب قریب آیا تو وہ نازنین مسند سے اُٹھی اور کہا آیے خانۂ ما خانۂ شماست آپ مہمان ہین ہمارے شاہزادے نے
جو صورت اُسکی دیکھی مائل ہوا اندر بارہ دری کے آیا وہ نازنین دوڑکر آئی ہاتھ پکڑ لیا لاکر مسند پر بٹھایا اسباب
عیش وعشرت سامنے مہیا کیا پوچھا کہ ہم کیون چلے تھے معلوم ہوتا ہی کہ آپ راستہ بھولکر ادھر آنکلے شاہزادے نے
کہا کہ مین حیران ہون کہ اپنے لشکر مین سوتا تھا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو اس باغ مین پایا خدا جانے مجھے کون یہان
اُٹھا لایا وہ نازنین یہ سُنکر ہنسی اور اُسکی ساتھ والیون نے قہقہہ مارا کہ میان تم ایسے دودھ پیتے بچے ہو کہ کوئی تمھین
سوتے مین اُٹھا لایا واہ واہ میان وہ بات کہو کہ کوئی یقین لاے ایسی بات نہ کہو کہ سُنکر ہنسی آے اور اُس نازنین
مسند نشین نے ایک جام شراب کا بھر کر دیا کہ اسے پیو اور نام اپنا بتاؤ نور الدہر بولا کہ مین بوتا ہون صاحبقران
کا نور الدہر بن بدیع الزمان میرا نام ہی ایرج سے مجھسے مقابلہ تھا شب کو طبل جنگ بجا کر سویا تھا صبح کو آنکھ جو
کھلی اپنے کو یہان پایا اُسنے کہا کہ ہان صاحب ایسا ہی ہوگا اگر تمھین کوئی اُٹھا لایا ہی تو جہان کہوگے وہان پہونچا دیگی
تم کچھ اندیشہ اپنے دل مین نہ کرو اور یہ کہکر شراب پلانی لگی نور الدہر بھی نشے مین اختلاط کرنے لگا گلے مین ہاتھ ڈالکر
چاہا کہ بوسے لے مُنہ کے برابر جو مُنہ پہونچا ایک بوے بد مُنہ سے نکلی کہ دماغ شاہزادہ نور الدہر کا پریشان ہو گیا
بس دور ہٹ بیٹھا وہ بولی کیون صاحب یا یہ شورا شوری یا یہ بے نمکی تم دور کیون ہٹ بیٹھے نور الدہر نے کہا کہ
معلوم ہوا تو جادوگرنی ہی مُنہ مین سے تیرے بوے بد آتی ہی اُسنے جواب دیا کہ ہان سچ ہی مین ساحرہ ہون نام میرا
بدرہ جادو ہی بھانجی ہون دمامۂ جادو کی مین ایک روز آذر کوہ کی طرف سے اُڑی ہوئی چلی جاتی تھی وقت
شب بھا روشنی چراغان تھی کسی کی برات دھوم سے جاتی تھی نہین معلوم کسکی شادی تھی بس مین نے تجھکو دیکھا
عاشق ہو گئی اور اُس وقت تو اپنے مکان کو چلی آئی ضبط کیا لیکن خیال جو تیرا آکر بندھا دل نے بیقراری کی اور
آنکھون نے زاری کی ہر چند دل بیتاب کو سمجھایا اُسنے نہ مانا آخر کار مین نے تیری صورت کا ایک مرد بنا کر اُسکا

سر کاٹ کر تیرے پلنگ پر ڈالدیا اور تجھے لے آئی اب سب تیرے لشکر والون کو یقین ہی کہ تو مارا گیا تجھکو لازم ہی کہ
سب کی ملاقات سے امید قطع کر مجھے اپنا عاشق وشیدا جان مین تجھپر میری جان فریفتہ ہون اور میرا ابھی چودہ برس
کا سن ہی سب باتین مجھ مین اچھی ہین صورت سیرت مین میرا مثل نہین ہی سوا اسکے کہ بوے بد میرے منھ سے
آتی ہی تو بے عیب ذات خدا کی ہی ایک زمانہ میری آرزو رکھتا ہی مین کسی سے التفات نہین کرتی تجھپر البتہ میری
طبیعت آگئی ہی اگر تو مجھسے موافقت رکھیگا تو جو کچھ تو کہیگا وہی کرونگی نورالدہر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ لکاتہ
غضب کر آئی افسوس اسد وطہماس کی کیا حالت تیرے غم مین ہوئی ہوگی بس بدرہ جادو کو جواب دیا کہ او
مردار تو نے تو جیتے جی مجھے مار ڈالا اور اسیر طالب وصل ہی کبھی مجھسے امید وصل نہ رکھنا مین تیری طرف
تھوکنے کا بھی نہین بدرہ جادو نے کہا کہ اگر تو مجھے رنج دیگا تو مین بھی تجھے ایذا پہونچاؤنگی نورالدہر بولا کہ
جو تو چاہے سو کر بس بدرہ جادو نے دستک دی کہ ایک زنگی پیدا ہوا اور نورالدہر کے پاس آیا اور ہاتھ
پکڑ کر کہا کہ چل مین تجھے قید کرون نورالدہر نے چاہا کہ ایک طمانچہ اُسے مارے جسم مین طاقت نہ پائی وہ زنگی
کھینچتا ہوا لیگیا اور مکان تاریک مین لیجا کر بند کیا بے آب ودانہ رکھا صبح کو بدرہ جادو نے پھر اپنے سامنے بلایا
صحبت مین بٹھایا کھانا کھلایا اسباب عیش وعشرت مہیا کیا کہا دیکھ ای عزیز کیون اذیت اُٹھاتا ہی جو مین کہتی ہون وہ کر
ارے دیکھ اپنا چاہنے والا نہین ملتا ہی نورالدہر نے پھر انکار کیا کہ او مردار مین ہرگز تجھے قبول نہ کرونگا مجھکو شیر
کے پہلو مین بیٹھنا سانپ کے ساتھ سونا گوارا ہی اور تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہی بدرہ جادو نے برہم ہوکر پھر
پکارا کہ ای شعلہ زنگی لیجا اسے میرے سامنے سے اور چاہ تاریک مین بند کر وہ زنگی تیرہ درون شاہزادے
کو لیگیا اور ایک چاہ تاریک مین لیجا کر بند کیا دو روز وہ رشک یوسف اُس چاہ مین رہا تیسرے روز بدرہ جادو
نے پھر بلایا اور کہا کہ کیون مردے اب بھی تیرا نشہ کچھ اُترا یا نہین آ مجھے قبول کر شاہزادے نے پھر انکار کیا
اُس وقت اُس ساحرہ نے کہا ای شعلہ زنگی ابھی تو اسے قتل کر اُسنے زیر تیغ بٹھایا اور چاہا کہ نورالدہر کو
قتل کرے بدرہ جادو نے منع کیا اور نورالدہر سے کہا ارے میرا جی گوارا نہین کرتا کہ تو مارا جاے مین تجھے
بہت چاہتی ہون مجھے قبول کر نورالدہر بولا کہ مین ہزار بار مر کر جیونگا مگر تجھسے نہ بات کرونگا بس بدرہ جادو
خفا ہوکر سحر سے ایک عقاب کی صورت بنکر نورالدہر کو پنجون مین دبوچ کر لی اُڑی اور آسمان پر سے پھینکا کہ
نورالدہر آدھا زمین مین گڑ گیا دن کی دھوپ رات کی اوس جسم نازنین پر پڑنے لگی عجب ایذا مین تھا دوسرا دن
ہوا نورالدہر دعا مانگ رہا ہی کہ سواری قمرزاد کی اُدھر سے گذری نورالدہر پر نظر جو پڑی زمین مین گڑے
ہوئے دیکھا قریب نورالدہر کے آیا پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا حال ہی شاہزادے نے تمام سرگذشت اپنی
بیان کی قمرزاد نے کہا کہ مین اُس لکاتہ کو مارونگا اور تمکو رہا کرونگا نورالدہر نے کہا آپ میرے ساتھ اپنے کو
نہ گرفتار کرائیے وہ ساحرہ زبردست ہی آپ اُسکا کچھ نہ کر سکینگے ناحق آپ بھی پھنس جائینگے قمرزاد نے کہا ای فرزند یہ
بھی تو گوارا نہین کہ تم گرفتار بلا رہو یہی باتین تھین کہ آندھی چلی نورالدہر بولا کہ بھاگیے وہ ساحرہ آتی ہی قمرزاد ایک
درخت کی آڑ مین تیر کو کمان مین جوڑ کر کھڑا ہو رہا اتنے مین بدرہ جادو آئی نورالدہر سے کہا کہ کیون اب تو نے سزاے
معقول پائی ہے اب بھی جو مین کہتی ہون اُسے منظور کر ایسے مین خیر ہی یہ تو باتون مین مصروف تھی ادھر قمرزاد
نے نشانہ باندھ کر تیر مارا کہ پشت پر اسکی بیٹھا مگر یہ ساحرہ روئین تن آہنی بدن ہی تیر ٹکرا کر اُچٹ گیا بدرہ جادو نے
پھر کر جو قمرزاد کو دیکھا کہا کیون موے یہ تو نے تیر مارا تھا اور سحر کیا کہ قمرزاد وہین جم کر رہ گیا اور بدرہ جادو نے

آکر ہاتھ پکڑ لیا اور نور الدہر کے پاس لائی اور دوسرے ہاتھ سے نور الدہر کو پکڑ کر کھینچتی ہوئی دونون کو باغ کی طرف
لیکر چلی تھی کہ قمرزاد کے ساتھ جو دیو و پری تھے وہ حملہ آور ہوئے بدرہ جادو نے اسم سحر کا پڑھ کر کہا کہ جو جہان
تھا وہین جم کر رہگیا بدرہ جادو اپنے باغ مین آئی قمرزاد کو لاکر سامنے بٹھایا پوچھا کہ تو اسکا کون ہی قمرزاد نے جواب دیا
کہ یہ میرا بھتیجا ہی بدرہ جادو بولی تو اسکی رہائی کو آیا تھا کہا کہ ہان بدرہ جادو بولی مین اسپر عاشق ہو کر اسے اُٹھا
لائی ہون لیکن یہ میری محبت سے انکار کرتا ہی تو ہی مجھسے ہمبستر ہو قمرزاد بولا او مردار کیا بکتی ہی ہم اہل اسلام ہین
ہمسے یہ امید نہ رکھنا تو کسی کافر کو ڈھونڈھ جو تیری حاجت بر لاے اسنے کہا ارے موئے تو بھی اُسی کا ساتھی ہی مین تم
دونون کو قتل کرونگی قمرزاد نے کہا جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہمکو مرنا گوارا ہی لیکن تجھسے صحبت ہونا گوارا نہین بدرہ جادو
یہ سنکر نہایت برہم ہوئی اور دونون کو ستون سے بندھوا دیا گرد انکے ایک حصار آتش قایم کیا اور آپ مبتلاے
خواب مرگ ہوئی دو پہر رات گئی تھی کہ اولوس حبشی ایک طرف سے پیدا ہوا نور الدہر کو سلام کیا کہا کہ مین اس
لکاتہ کو مارتا ہون آپ نہ گھبرایے اور تلوار کھینچکر چلا تھا کہ آنکھ بدرہ جادو کی کھلگئی اولوس کو دیکھکر پکاری کہ ارے
تو کون ہی اولوس اُڑکر چلا گیا مگر اسنے پہچان لیا کہ یہ اولوس حبشی تھا ارات بھر جاگا کی کہ پھر اولوس آے تو اسے بھی
گرفتار کرون جب وہ نہ آیا تو شعلہ زنگی سے کہا کہ تو ان دونون کو لیجا کر اُسی چاہ تاریک مین بند کر شعلہ زنگی کھینچتا
لیگیا اور دونون کو اُسی چاہ تاریک مین بند کیا اور چہار جانب چوکی پہرا قایم کیا بدرہ جادو ہر روز ایکبار
نور الدہر اور قمرزاد کو اپنے سامنے بلاتی تھی اور کہتی تھی کہ میرا کام دل حاصل کرو نہین تو اسی طرح قید خانے مین
گھلا گھلا کر مار ڈالونگی گر یہ جواب صاف دیتے ہین کہ ہمسے توقع کسی طرح کی نہ رکھ یہ پھر قید خانے مین بھیجدیتی ہی
چند دن اسی طور پر گذرے تھے کہ ایک روز ملکہ عظیمہ جادو تخت پر سوار آئی بدرہ جادو سے ملاقات کی اُسنے
کہا کہ ای عظیمہ جادو تم خدا پرستون سے ملی ہوئی ہو اور ہمسے بھی ملتی ہو اُسنے کہا کہ ای بدرہ جادو مین تو خدا پرستون
کے خون کی پیاسی ہون اُنھون نے تو میرا گھر برباد کرا دیا تمام طلسم کو ہرپار کے جادوگرون کو مار ڈالا مین طلسم سے
بھاگی ہوئی تھی جب خدا پرست طلسم کو برباد کر کے جا چکے ہین اُس وقت پھر وہان گئی بدرہ جادو بولی ای عظیمہ جادو
کیون جھوٹھ بولتی ہو ابھی کل بیٹا تمھارا آیا تھا کہ مجھے قتل کرے اور نور الدہر کو چھڑا لے میری آنکھ کھلگئی تو وہ
بھاگ گیا عظیمہ جادو نے کہا تم سچ کہتی ہو وہ ایسا ہی خراب ہی بلکہ اُسنے خدا پرستون سے ملکر مجھے بھی تباہ کرایا
بدرہ جادو نے کہا کہ اسے تم پکڑلاؤ تو مین جانون کہ تم خدا پرست نہین ہو عظیمہ جادو بولی بلاؤن جسوقت وہ ہاتھ لگا اسیوقت
اسیر کر کے لے آؤنگی مگر آپ نور الدہر کو تو میرے حوالے کیجیے کہ مین اُسے ذبح کرون یہی تو قاتل ہی تمام ساحران طلسم
گوہر بار کا بدرہ جادو بولی دو چار روز تامل کرو پھر تم جو چاہنا وہ کرنا عظیمہ جادو نے کہا ای بدرہ جادو جیسا کہ مین ان
خدا پرستون سے جلی ہون کوئی ایسا کم جلا ہو گا انکو پاؤن تو بیسے پر رکھکے بوٹیان اُڑاؤن بدرہ جادو نے کہا ای عظیمہ جادو
مین تو بہت خائف ہون خدا پرستون سے کہ اُنھون نے شہر کے شہر جادوگرون کے تباہ و برباد کر دیے ہین عظیمہ جادو
نے کہا بلاؤن کچھ اقبال ہی اُنکا کہ ہمین لوگون مین سے اُنکے شریک ہوے اور ساحرون کو قتل کرایا چنانچہ عنقلی آباد مین
مین ملکہ پر جادو نے تمام جادوگرون کو قتل کرایا اسی طرح اور مقامون پر بھی ایسا ہی کچھ ہوا نہین تو خدا پرست کیا بیان
رکھتے تھے کہ ہم لوگون سے سامنا کر سکتے ایک منتر ایک انچھر مین تو اُنکا کام تمام ہوتا اور ای بدرہ جادو یہ خدا پرست
نحس قدم بھی ایسے ہین کہ جہان یہ پہونچے وہ ملک تباہ و برباد ہوا جسکے پاس رہے اُسے مار اُتارا اس واسطے مین اول
زیادہ مصر ہون کہ اس موئے خدا پرست کو تو مجھے دیدو کہ مین اسکے کباب لگاؤن بدرہ جادو نے کہا ای عظیمہ جادو

تم اُسے بُرا نہ کہو مین بدل اُسپر مائل و مبتلا ہون میری جان اُسپر جاتی ہی ایسا حسین تو مین نے آج تک نہین دیکھا وہ مجھے
انکار کرتا ہی مجھکو جلاتا ہی مین اُسے ایذا دیتی ہون مگر یہ نہین چاہتی کہ مار ڈالون تم اُسے کوستی ہو مجھے بُرا معلوم ہوتا ہی عظیمہ جادو
بُولی بلاؤن جو وہ آپ کا پیارا ہی تو ہم اُسے آنکھون پر بٹھا ئینگے اور بہت عزیز رکھینگے اور ای ملکہ بدرہ جادو حقیقت
مین وہ الیہاری صاحب جمال ہی اور آپ فرمائینگی تو مین بھی اُسے سمجھاؤنگی القصہ عظیمہ جادو نے بہت خوشامد اور
چاپلوسی کی اور دل بدرہ جادو کا ہاتھ مین لیا نور الدہر کو صحبت مین بلوایا بدرہ جادو نہایت حسین بنکر بیٹھی نور الدہر
کو سامنے بٹھایا حرکتین معشوقانہ کرنے لگی نور الدہر اُدھر سے مُنھ پھیرے بیٹھا ہی بالکل اعتنا نہین کرتا آخر کو بدرہ جادو
نے کہا کہ لیجا اسے شعلہ زنگی آیا شاہزادہ نور الدہر کو لیکر چلا گیا بدرہ جادو نے آہ سرد کھینچی رونے لگی کہا ای
عظیمہ جادو دیکھا تُمنے ہاے کیا بیدرد ہی کہ میری طرف دیکھتا بھی نہین مین اپنا درد کیونکر مٹاؤن اس محبت کا ستیا ناس
جاے کیا بُری چیز ہی عظیمہ جادو نے اُٹھکر بلائین لین کہا کہ مین صدقے مین قربان لاکھ جانین میری تجپر نثار بلاؤن
سامنے آپکے تو مین اُس سے بات نہ کرسکی اگر حکم ہو تو اب تنہائی مین جا کر اُسے سمجھاؤن کہا ای عظیمہ جادو تجھین اختیار
ہی جا سمجھاؤ مین منع نہین کرتی مگر خبردار بزور سحر اُسکے دل کو میری طرف رجوع نہ کرنا یہ مجھ مین بھی طاقت ہی کہ بسحر اُسکی
طبیعت کو اپنی طرف رجوع کرسکون مگر ای عظیمہ جادو اسمین مزہ نہین عظیمہ جادو بولی کہ واری نہین سحر سے رجوع کیا
تو پھر کیا تکلف ہی مین اُسے افسون تقریر سے تسخیر کرونگی بدرہ جادو نے کہا اچھا تم سمجھاؤ اور شعلہ زنگی سے کہا کہ ملکہ
عظیمہ جادو کو ان قیدیون کے پاس جانے دینا منع نہ کرنا اور جب یہ نور الدہر کے پاس جائین تم وہان سے سرک آنا
اُسنے کہا بہت خوب غرض بدرہ جادو جب سو رہی ملکہ عظیمہ جادو اُٹھکر نور الدہر پاس آئی سلام کیا بیٹھی نور الدہر
سے کہا کہ ای شہریار یہ بدرہ جادو بلاے بے درمان آفت جہان ہی سحر مین اسکا عدیل و نظیر نہین ہی مین باوجودیکہ
خود ساحرہ زبردست ہون لیکن سحر کھیکر اسکا سامنا نہین کرسکتی آپ مفت اپنی جان دیتے ہین اس سے ہنسیے
بولیے لگاوٹ کیجیے پھر مین سمجھ لونگی ذرا اعتبار اپنا اسپر جتا لون تو پھر اس لکاتہ کو مارون نور الدہر بولا ای عظیمہ جادو
مین کیونکر اُس سے ہنسون بولون اُسکی گندہ دہنی سے تو دماغ پریشان ہوا جاتا ہی عظیمہ جادو بُولی بلاؤن جس طرح
ہو سکے آپ اُس سے التفات کرین نور الدہر نے کہا اچھا جیسا تم کہو گی ویسا ہی کرونگا لیکن اس سے ہمصحبت
نہ ہونگا عظیمہ جادو تو چلی گئی جا کر سو رہی بدرہ جادو جو سحر کو اُٹھی مُنھ ہاتھ دھوکر مسند پر بیٹھی اتنے مین عظیمہ جادو
بھی اُٹھی مُنھ ہاتھ دھوکر آئی بدرہ جادو کو سلام کیا بدرہ جادو نے اپنے پاس بُلا کر بٹھایا پوچھا کہ کیون عظیمہ جادو تم گئی
تھین کیا کیا عظیمہ جادو نے کہا ایسا کچھ کیا ہی کہ تم اُسے بلاؤگی تو معلوم ہو جائیگا بدرہ جادو بُولی سچ بتاؤ اُسے تمنے
راضی کیا عظیمہ جادو نے کہا آپ بلاییے اُس سے جو کچھ میرا ثابت ہو جائیگا بدرہ جادو نے صحبت عیش آراستہ کی
حکم کیا کہ لاؤ نور الدہر کو عظیمہ جادو بُولی کہ بلاؤن رفتہ رفتہ رام کیجیے کچھ کچھ مین نے اُسے آپ کی طرف راغب کیا ہی
کہ اس اثنا مین نور الدہر کو لوگ لیکر آے بدرہ جادو نے اپنے سامنے بٹھالیا جام شراب پیش کیا نور الدہر ہاتھ
اُسکے ہاتھ سے جام نہ لیتا تھا آج لیکر پی گیا اسنے گزک دی وہ بھی کھا گیا اور کہا ای بدرہ جادو عاشق ایسے ہی
ہوتے ہین جیسی تم ہو ہمین پیار بھی کرتی ہو اور ایذا بھی پہونچاتی ہو کیا کہا تُمنے ہمین ایذائین پہونچائین دن کی دھوپ
رات کی اوس ہمارے اوپر گذرتی چاہ تاریک مین ہمکو بند کیا بخور و خواب بے دانہ و آب رکھا واہ واہ سبحان اللہ
اور پھر عشق و عاشقی کا دم بھرتی ہو عاشق ہم ہین کہ جتنے جفائین کین ہمنے اُٹھائین ہم تو سمجھ چکے کہ ہمارے عزیز ہمین مرد
لجان چکے ان تھین اُنسے ملاؤگی تو ملاقات نصیب ہوگی بس یہ کلمے جو شاہزادہ نور الدہر سے سُنے بلائین لینے لگی

دعائین دینے لگی ہاتھ پکڑکر اپنے پاس بٹھایا شاہزادے نے کہا کہ بس زیادہ چاہت نہ دکھایے الغرض شراب کا جام
چلنے لگا گزک اُڑنے لگی بدرہ جادو نے عظیمہ جادو سے کہا کہ ملکہ سبحان اللہ کیا کار نمایان کیا ہی اور کیا مجھکو ممنون احسان
کیا ہی اُس روز دو پہر رات گئے تک یہی صحبت رہی بعد اُسکے شاہزادہ الگ سو رہا بدرہ جادو الگ سو رہی دو روز
اسی طور پر گذرے تیسرے روز بدرہ جادو نے ملکہ عظیمہ جادو سے کہا کہ یہ مجھے بے نیل مقصود چھوڑ دیتا ہی کچھ ایسا
کرکہ مطلب دلی میرا حاصل ہو عظیمہ جادو بولی بلا لون آج ایسا ہی ہوگا خوب اُسے شراب پلا کر مست کیجیے گا ادھر عظیمہ جادو
نے نور الدہر سے آکر کہا کہ آج اس لکاتہ کو مین مارتی ہون آپ بھی آج زرا اُس سے لپٹیے گا اور عظیمہ جادو نے اداوس
سے دارو بیہوشی لی کیونکہ اداوس جنی عظیمہ جادو کے پاس پوشیدہ آیا کرتا تھا القصہ اُس روز جو صحبت ہوئی عظیمہ جادو
نے تمام شراب کو آغشتہ بہ دارو بیہوشی کیا کھانا کھانے کے بعد لگی شراب چلنے نور الدہر آپ تو پیتا نہین بدرہ جادو
کو پلاے جاتا ہی اور یہ نشے مین شاہزادے سے لپٹی جاتی ہی جب لوگون نے یہ نقشہ دیکھا سرک سرک گئے نور الدہر
نے بدرہ جادو کو گود مین اُٹھایا وہ تڑپنے لگی نخرے بوڑھے چوچلے جتانے لگی کہ صاحب مین اس امر کی خواہان نہین ہون
تم کیا کرتے ہو نور الدہر نے بدرہ جادو کو پلنگ پر جو ڈالا تو بیہوش پایا اب نور الدہر نے عظیمہ جادو کو آواز دی
جب وہ آئی نور الدہر پکارا کہ لو صاحب اب یہ بیہوش پڑی ہی جو چاہو سو کرو عظیمہ جادو نے اداوس جنی کو آواز دی
جب وہ آیا کہا کہ بیٹا مار اس لکاتہ کو مگر یہ روئین تن آہنی بدن ہی اداوس یہ سنکر گیا اور دو سلین بڑی بڑی اُٹھا لایا ایک
بدرہ جادو کے سر کے نیچے رکھی اور دوسری سل کو چرخ دے کر جو اسکے سر پر مارا ہزار ٹکڑے ہوئے بدرہ جادو
واصل جہنم ہوئی ایک شور و غوغا بلند ہوا تاریکی چھا گئی مکان سحر کے تمام گرد چیان ہوکر اُڑ گئے آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من بدرہ جادو بود نور الدہر اور قمر زاد اور تمام لوگ اسکے جو گرفتار سحر تھے رہا ہوئے تمام مال و اسباب
بدرہ جادو کا نور الدہر نے ملکہ عظیمہ جادو کو دیا اور بہت سی تعریفین کین کہ تمنے بڑا سلوک کیا کہ میری جان بخشی
کی قمر زاد شاہزادے کو اپنے ساتھ لیگیا دعوت و ضیافت کی بعد اُسکے شاہزادے نے کہا کہ اب مجھے آذر کوہ پر
پہونچا دیجیے قمر زاد نے تخت پر سوار کرکے دیوون کو ہمراہ کرکے روانہ کیا دیوون نے ایک صحرا مین لاکر اُتار دیا اور
بتا دیا کہ وہ سامنے آذر کوہ معلوم ہوتا ہی یہ کہکر چلی گئی نور الدہر حیران اور پریشان وہان سے چل نکلا کوئی
دو کوس آیا ہوگا کہ ایک مرتبہ بجلی کڑکی اور ایک پنجہ نمودار ہوا کہ نور الدہر کو اُٹھا لیے چلا گیا بعد کچھ دیر کے
آنکھ جو کھلی ایک دیو کو سامنے بیٹھے دیکھا پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی بولا کہ ہان پوچھا کسواسطے لایا ہی اُسنے کہا مین نے
ایک مدت سے آدمی کا گوشت نہین کھایا تھا تجھے فربہ دیکھکر اُٹھا لایا کہ تیرا گوشت عمدہ ہوگا خوب مزے لے لیکر
کھاؤنگا نور الدہر بولا او حرامخوار تو میرا گوشت کیا کھائیگا مین تیرا گوشت کتون کو کھلاؤنگا تیری قضا میرے
ہاتھ سے آئی ہی اُسنے برہم ہوکر ہاتھ بڑھایا کہ اُٹھا کر نگلجاے نور الدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑکر اس زور سے دبایا کہ
ہڈی تک اُنگلیان پہونچگیین دیو بلبلا گیا اور کہا کہ آدمزاد مجھے چھوڑ دے شاہزادے نے جھٹکا دیا کہ مُنہ کے
بل سامنے آرہا شاہزادہ اُس سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دو گھڑی مین اُسے ٹانگ پر باندھکر جو مارا چارون
شانے چت زمین پر آیا سنبھلنے نہ دیا کود کر چھاتی پر پوچھا او حرامزادے تو نے مجھے کھایا مین نے تجھے مارا بس بہتر
اسمین ہی کہ دین سلیمان پرستی اختیار کر نہین تو جان سے مارا جائیگا وہ رونے لگا کہ مین تو خود آمادہ مرگ ہون
تو مجھے مار ڈال تو بہتر ہی نور الدہر کو یہ سنکر رحم آگیا چھاتی پر سے دیو کی اُترا استفسار حال کیا کہ آخر کیون تو
آمادہ مرگ ہی وہ اور زیادہ رویا کہ آنکھون سے دو نالے خون کے بہے نور الدہر نے کہا حال تو اپنا بیان کر

اُسنے ضبط کرکے کہا کہ مین درد عاشقی مین گرفتار ہون کچھ نہ پوچھیے کہ میری کیا حالت ہی نام میرا دیو مرآت ہی مین قبر
جمشید کا مجاور ہون جام جہان نما وہان رکھا ہی اُسکی نگہبانی کیا کرتا ہون اور ایک پریزاد کہ آئینہ پری اُسکا نام ہی مین
اُسپر دلدادہ تھا وہ مجھپر فریفتہ تھی ایک دیو میرا مصاحب تھا کہ نام اُسکا دیو کلواس تھا چند روز کے بعد وہ آئینہ پری
کو لیکر بھاگا مین نے اُسکا تعاقب کیا وہ اُس پریزاد کو لیکر طلسم انارستان سلیمانی مین چلا گیا مین بھی کنارے تک طلسم کے
پہونچا تھا کہ میرے ساتھیون نے مجھے پکڑ لیا اور نہ جانے دیا اور سمجھایا کہ طلسم مین جاؤ گے تو مفت مین پھنس جاؤ گے
اور اُسکا کچھ نہ کر سکوگے ناچار ہو کر مین وہان سے پھر آیا شب و روز یاد معشوق مین رویا کرتا تھا ایک دن ایک دیو
نے مجھے سمجھایا کہ تو اب یونہین رو رو کر اپنی جان دیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ زلزلہ قاف کو جو کہ سلیمان حمزۂ صاحبقران
یا اُسکی اولاد مین سے کسی کو اُٹھا لا کہ اُن لوگون نے بہت سے طلسم فتح کیے ہین وہی اس طلسم کو بھی فتح کرینگے اور تیری معشوقہ
کو تجھسے ملا دینگے سو مین کمال تلاش مین تھا ڈھونڈھتا پھرتا تھا آپ کو اس صحرا مین دیکھا زلفین خلیلی خال ابراہیمی سے
پہچانا کہ آپ بھی اولاد صاحبقران ہین اُٹھا لایا اور یہ لڑنا اور دھمکانا فقط آزمائش کے واسطے تھا کہ آپ اگر اولاد
زلزلۂ قاف ہین تو مجھپر غالب آئینگے واقعی آپ زبردست ہین اب اپنے حسب و نسب سے مجھے آگاہ کیجیے نورالدہر
نے فرمایا کہ مین نبیرۂ زلزلہ قاف ہون نورالدہر میرا نام ہی دیو قہقہہ سہ چشمی کو کئی مرتبہ شکست دے چکا ہون تو مجھے
طلسم انارستان سلیمانی پر لیچل خدا چاہیگا تو اُسے فتح کرکے تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا اگر جام جہان نما تجھسے لونگا اُسنے
عرض کیا میری جان تک حاضر ہی جام آپ جب چاہین لے لین القصہ اُس روز تو دیو مرآت نے دعوت شاہزادہ
نورالدہر کی دوسرے روز اپنے کاندھے پر سوار کرکے لے اُڑا اور سامنے طلسم انارستان سلیمانی کے لاکر
اُتار دیا دیکھا شاہزادے نے کہ دور ایک قلعہ یاقوت سرخ کا معلوم ہوتا ہی اور گرد قلعہ کے خندق ہی اُسمین
بجاے آب خون جوش مار رہا ہی اور آگے قلعہ کے کوسون تک درخت انار لگے ہوئے ہین شاخون مین بڑے
بڑے انار لٹکے ہوئے ہین بعضے پھٹ پھٹ گئے ہین کہ دانے اُنکے سُرخ سُرخ معلوم ہوتے ہین گلہاے سُرخ
پھولے ہوئے ہین پتون کی سبزی پھولون کی سُرخی عجب کیفیت دکھاتی ہی ہواے خوشگوار چلی آتی ہی برجون مین
سے قلعہ کے شعلہ ہاے آتش نمایان ہین نورالدہر نے دیو مرآت سے کہا کوئی گنہگار ہو تو لاؤ کہ ہم اُسے قلعہ
کی طرف بھیجین اُسنے کہا بہت اچھا یہ کہکر گیا اور ایک آدمزاد اُسکے یہان بہت دنون سے قید تھا اُسکو لایا نورالدہر
نے اُسے قید سے اس شرط پر رہا کیا کہ تو دروازۂ قلعہ تک ہو پھر جہان تیرا جی چاہے وہان چلا جانا وہ شخص
قلعہ کی طرف روانہ ہوا جب حد طلسم مین پہونچا یعنے اُس سرزمین پر قدم رکھا کہ جہان سے درختان انار شروع
ہوئے تھے ہواے تند چلی اور وہ انار ٹوٹ ٹوٹ کر اُس شخص پر پڑنے لگے کہ وہ آدمزاد انارون مین دبگیا
اور تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ جہان تیرہ و تار ہو گیا جب روشنی ہوئی اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا تو اُس شخص
کا نام و نشان بھی نہ تھا شاہزادہ نورالدہر وہان سے پھر آیا اور دیو مرآت سے کہا کہ میرے واسطے ایک
راؤٹی سفید کپڑے کی استادہ کراؤ کہ مین الحاح و زاری بدرگاہ جناب باری کرونگا اگر میری قسمت مین طلسم کشائی
ہی تو طلسم کو فتح کرونگا اُسنے اُسی وقت لاکر راؤٹی استادہ کی نورالدہر شام سے کھانا کھا کر وضو کرکے راؤٹی مین
داخل ہوا بعد نماز مغرب مین سجادے سے نہ اُٹھا اور لگا دعا مانگنے دو شبانہ روز گریہ و زاری مین بسر ہو گئی تیسری
شب ہی اب عجب عالم ہی کہ بھوکھ کا جدا غلبہ ہی پیاس کی الگ شدت ہی نیند کا جدا خمار ہی بلبلا کر پکارا کہ پروردگار
واسطہ اپنے بندگان خاص کا مجھے حال اس طلسم کا معلوم ہو جاے اور لوح مجھے ملے کہ طلسم کو فتح کرون اس

مجروح عشق کو مرہم وصل سے صحت بخشون روتے روتے تین پہر رات گذری تھی کہ آنکھ شاہزادے کی لگگئی عالم رویا
مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ فرما رہے ہین ای نور الدہر تو نہ گھبرا کیونکہ فاتح طلسم تو ہی ہی اور یہ دعا ہم تجھے دیتے ہین
اسے اپنے پاس رکھ اور صبح کو تو شمال کی جانب روانہ ہو ایک حوض پر پہونچیگا وہان دیکھنا کہ ایک ہرن برابر گھوڑے
کے آئیگا اور لوح اُسکے گلے مین پڑی ہوگی وہ جسوقت حوض مین پانی پی کر چلنے پر آمادہ ہو تو یہ دعا پیکان پر دم
کرکے اُسے مارنا کہ وہ گریگا لوح اُسکے گلے سے لے لینا اور اگر تیر نے تیرے خطا کی اُسپر نہ پڑا تو پھر وہ ہرن بارہ برس
تک اُس حوض پر نہ آئیگا کام تیرا ابتر ہو جائیگا بس یہ خواب دیکھکر آنکھ شاہزادے کی کھلگئی اور ایک پرچہ دیکھا کہ
اُسپر دعا لکھی ہوئی ہی پاس رکھا ہی تمام مکان نورانی ہی خوشبو آتی ہی بہت خوش ہوا کہ خواب تیرا سچا ہی وضو کیا
نماز صبح پڑھی وظیفہ شروع کیا تھا کہ دیو مرآت نے آواز دی کہ آقا آپ باہر آیے مجھکو تاب آپ کی مفارقت کی
نہین تین روز آپ کو بغیر خور و خواب بے دانہ و آب ہوچکے ہین شاہزادے نے جلد وظیفہ ختم کیا اور سجدۂ شکر بجا لاکر باہر نکل آیا
دیو مرآت قدمون سے لپٹ گیا نور الدہر نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بھئی اب ہمنے طلسم فتح کیا اور تمہارا
معشوق تمسے ملایا کیونکہ ہمارے بزرگون نے ہماری مدد کی یہ دعا ہمین عنایت کی دیو مرآت شاہزادے کو اپنے
مقام پر لایا کھانا کھلایا شاہزادہ چونکہ تھکا ہوا تھا تین روز کی زحمت اُٹھائے ہوے تھا سو رہا جب سہ پہر کو
بیدار ہوا نماز پڑھی بعد اُسکے سامنے طلسم کے آیا اور شمال کی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے اُسی حوض پر پہونچا
تماشا دیکھنے لگا کہ عجب بیابان پر فضا ہی کہ گلہاے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین جانوران مختلف اللون نئی نئی آوازون
سے خوش الحانیان کر رہے ہین نور الدہر محو سیر تھا کہ ایک آہوے سفید رنگ مثل برق جہندہ سامنے سے پیدا ہوا
کہ تمام بال اُسکے مقیش کی چمک دکھا رہے تھے اور دونون سینگ مثل زلف محبوبان پیچ و تاب کھائے ہوئے تھے
اور لوح مدور مانند قرص قمر گلے مین اُسکے پڑی ہوئی ہی اور عکس آفتاب جو لوح پر پڑ رہا ہی تو لوح کی تڑپ پر نگاہ
نہین ٹھہرتی ہی بلکہ خیرگی کرتی ہی نور الدہر نے اپنے دل مین کہا بھئی آہو حدار ہی اگر خدا فضل کرے تو اسکو شکار
کرکے لوح لیجے طلسم کو فتح کیجیے کہ اس اثنا مین وہ ہرن اُس چشمے پر آیا پانی اُسمین سے پیا اور رقاصی کرنے لگا خوب ناچا
کہ شاہزادۂ نور الدہر محو ہوگیا مگر نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر بکر کمان مین پیوستہ کیا وہ ہرن اب چاہتا تھا
کہ چوکڑی بھرے اور گریزان ہو نور الدہر نے اسم پیکان تیر پر دم کرکے جو مارا ہرن کے شانے پر پڑا کہ نشانہ ہو گیا
ایک شانے پر پڑا تھا دوسرے شانے کو توڑ کر نکلگیا ہرن زمین پر گرا بس دوڑ کر شاہزادے نے لوح اُسکے گلے
سے لی اور وہ ہرن تڑپ تڑپ کر مر گیا بس بمجرد اُسکے مرنے کے آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا غل و شور کی
صدا بلند ہوئی آوازۂ گیر و دار برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آہوے جادو حافظ
لوح طلسم انارستان سلیمانی بود جب وہ تاریکی برطرف ہوئی اب جو شاہزادے نے لوح کو دیکھا بعد
بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لکھا ہوا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم و سیار این عجائبات اگر فضل الہی سے لوح تیرے ہاتھ لگی تو دیکھ
گرد قلعہ طلسم کے دریا بجاے خندق معلوم ہوگا کنارے اُسکے جانب شمال کو چل کھڑا ہونا سو قدم کے بعد ایک
تختہ سنگ سفید کا دیکھیگا کہ زمین مین نصب ہی اور قلابہ اُسمین جڑا ہی یہ اسم پڑھکر تو اُسے اُکھیڑ کر الگ ہٹ جانا
اُس تختہ سنگ کے نیچے سے ایک کنوان نمایان ہوگا تمام پانی اُس دریا کا اُس چاہ مین چلا جائیگا دریا خشک
ہو جائیگا اُس زمین خشک مین سے ایک اسپ سفید رنگ پیدا ہوگا مگر نہایت تیز و تند مانند برق لامع
اُس سے پکار کے کہنا کہ ای مرکب طلسمی تو مجھے سوار کرکے اندر طلسم کے لیچل وہ بہ نگاہ غضب تجھے دیکھیگا

تو یہ اسم جو جانب یمین لوح پر لکھا ہی پڑھکر اُسپر دم کرنا کہ تیزی اور تندی اُسکی موقوف ہوجائیگی اور پاس تیرے سر جھکاکر
کھڑا ہوجائیگا تو اُسپر سوار ہونا وہ تجھے لیے ہوئے ایک مینار پاس پہونچیگا وہ مینار فولاد تاب کا تین سو گز
بلند ہی اور اُس مینار پر سے ایک زنجیر تابہ زمین لٹکی ہوئی ہی وہ گھوڑا تجھے مینار پاس لیجاکر گرد اُسکے کاوا لگانے
لگیگا تو اُسی حالت گردش مین اُسپر تلوار مارنا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہو دھڑ سے کچھ کام نہ رکھ سر اُس گھوڑے کا
اُٹھاکر اپنے دامن مین لے لینا اور زنجیر پکڑکر اوپر مینار کے چڑھ جانا جب اوپر مینار کے پہونچنا تو یہ اسم جو بائین جانب
لوح کے لکھا ہی پڑھکر جانب آسمان دم کرنا بعد تھوڑی دیر کے ایک مرغ عظیم الشان پیدا ہوگا اور سامنے تیرے
آکر بیٹھیگا تو سر اُس گھوڑے کا سامنے اُس مرغ کے ڈالدینا اور کہنا کہ سر اپنے دشمن کا لے تو مدت سے
خواہان تھا کہ سر گیتی جادو کا میرے ہاتھ لگے جب تو وہ سر اُسکے سامنے پھینکدیگا وہ اُسے خوش ہوکر کھاجائیگا
بعد اُسکے وہ مرغ بزبان انسان گویا ہوگا اور تجھسے پوچھیگا کہ مطلب تیرا کیا ہی بیان کر تو کہنا کہ مجھے طلسم نارستان
سلیمانی مین پہونچادے وہ کہیگا کہ آ میرے اوپر سوار ہولیں تو بے تامل اُسپر سوار ہونا وہ مرغ تجھے لیکر پرواز
کریگا پھر جہان تو پہونچیگا لوح سے غافل نہ ہونا جو عجائبات تجھے دکھائی دین بغیر لوح کے دیکھے کام نہ کرنا پس
نورالدہر یہ دیکھکر وہان سے پھرا اور بموجب حکم لوح عمل کیا بعد اُسکے اُسی جانور پر سوار ہوکر راہی ہوا وہ
مرغ سیمرغ سے کچھ کم نہ تھا شاہزادہ جو اُسپر سوار ہوا یہ معلوم ہوا کہ گویا ہودے مین بیٹھا ہی اور وہ جانور
اسقدر بلند ہوا کہ قریب کہکشان فلک کے پہونچا فراٹا ہوا کا کان کے برابر سے جو نکلگیا آنکھین شاہزادے
کی بند ہوگئین بیہوش ہوگیا اسکو کچھ خبر نہ تھی کہ اُس مرغ نے کتنی دیر تک پرواز کی ایک مرتبہ جو آنکھ اُسکی
کھلی اپنے کو ایک درۂ کوہ کے سامنے دیکھا شاہزادے نے اُترتے ہی جھٹ کھینچکر خنجر اُس مرغ کی پشت پر مارا کہ
سینے کے پار گذر گیا وہ مرغ تڑپنے لگا ایک غلغلۂ حشر برپا ہوا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز
پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من طائر جادو بیک طلسم بود جب روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک جادوگر مرا ہوا پڑا ہی
نورالدہر نے اپنے دل مین کہا کہ یہی مرغ بنکر مجھکو لایا تھا شاہزادہ اُسکے پاس سے چند قدم چلا تھا کہ ایک
بگولا خاک کا پیدا ہوا اور اُس لاش کو اُڑاکر آسمان پر لیگیا آواز گریہ و زاری کی بلند ہوئی نورالدہر سمجھا
کہ وارث اُسکے روتے ہوئے لاش کو اُسکی لیے جاتے ہین یہ دیکھتا ہوا آگے روانہ ہوا جب درۂ کوہ کے
اندر آیا دیکھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی ہی درخت انار کے لگے ہوئے ہین مگر پھل نہین ہین فقط پھول ہر درخت
مین پھولے ہوئے ہین اور جانوران سرخ رنگ ہر شاخ درخت پر بیٹھے ہین اور زمزمہ سرائی کر رہے ہین آوازین
اُنکی ایسی سریلی ہین کہ کبھی ایسی صدائین نہ سُنی تھین نورالدہر سیر تماشا دیکھتا ہوا اور مزے اُنکے سُنتا ہوا چلا آتا ہی
کہ ایک بارہ دری کے پاس پہونچا دیکھا کہ تمام بارہ دری یاقوت سرخ کی ہی اور بانواع اقسام کے ساز وہان
رکھے ہین اور آوازین اُنمین سے چلی آتی ہین مگر کوئی بجانے والا نہین معلوم ہوتا آپ سے آپ گتین نکل رہی ہین گویا
وہ ساز بارہ دری کی نواسنجی کر رہے ہین اور کچھ طائران خوش الحان گرد اُڑتے پھرتے ہین کچھ نازنینان پری تمثال
ایسی مصروف رقص ہین کہ کسی آیندہ و روندہ سے اُنھین سروکار نہین شاہزادہ اس کیفیت کو دیکھکر مست ہوگیا
ایک دو گھڑی کا عرصہ وہان کھڑے اُسے گذرا تھا قریب تھا کہ بیہوش ہوکر گر پڑے اتنے مین ایک آواز آئی کہ
اے عزیز آیا ہی طلسم کشائی کو اور ایسی غفلت ہوش مین آ لوح کو دیکھ نہین تو گرفتار ہوجائیگا لوح چھن جائیگی کہین کا
نہ رہیگا یہ آواز جو کان مین پہونچی پردہ ہاے غفلت اُٹھ گئے ہوش مین آیا لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے عزیز باتمیز

تو اندر بارہ دری کے چلا جا جب تیسرے درجے مین پہونچیگا دیکھیگا کہ ایک جادوگر لباس سرخ پہنے ہوئے بیٹھا ہی
اور آگے اُسکے ایک گلدستہ انار کے پھولونکا رکھا ہی اور ایک جانور سرخ رنگ اُس گلدستے پر بیٹھا ہوا ہی
اور ایک نازنین سرخ پوش آگے اُس ساحر کے رقاصی کر رہی ہی اور وہ جادوگر اسم سحر کا پڑھ کر اُس نازنین اور
گلدستے پر دم کر رہا ہی اور ایک ساز بھی رکھا ہی جو خود بخود بج رہا ہی تو اُسے للکار کہ ادھر آ ارے تو کیا شعبدہ بازیان
یہان بیٹھا ہوا کر رہا ہی مین ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا وہ ساحر تیری آواز سُنکر گلدستہ اُٹھائیگا کہ تجھپر مارے
تو لوح اُسکے سامنے کرنا عکس لوح کا جو اُس گلدستے پر پڑیگا اُسمین سے شعلہ ہاے آتش چمک کر جادوگر پہ گرینگے
کہ اُسکے بدن مین آگ لگجائیگی وہ جلنے لگیگا اور تیری طرف دوڑیگا تو جھپٹ کر ایک خم شیشہ سرخ کا سامنے
رکھا ہی اُسمین کود پڑنا پھر جہان پہونچیگا اور جو عجائبات دیکھیگا لوح کو دیکھ لینا نورالدہر نے جو کچھ حکم لوح کا
ہوا تھا وہی کیا خوف سے آتش سوزان کے خم مین کودا غل شور کی صدا کان مین اسکے پہونچی کہ کشتی مرا نام گلنار جادو
بود مگر نورالدہر خم مین کود کر بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش آیا ایک میدان مین اپنے کو دیکھا کھڑا ہوا ایک سمت
کو چل نکلا جاتے جاتے ایک جگہ پر پہونچا کہ سبزہ زار تھا نہر جاری تھی تختہ لالے کا پھولا ہوا تھا ہواے خوش چلی آتی تھی
اُس سے جو آگے بڑھا دیکھا کہ ایک بیشہ ہی اُسمین درخت انار کے لگے ہین اور ہر شاخ مین انار بڑے بڑے
لگے ہین بعضے انار شق ہو گئے ہین اُنکے دانے مانند یاقوت سرخ کے معلوم ہوتے ہین بعض انارون کے
دانے سفید مانند گوہر آبدار کے چمک رہے ہین گویا اُس لالہ زار اور سبزہ زار کی کیفیت دیکھکر وہ انار ہنس
رہے ہین اور شاخین ہوا کے جھونکون سے مستانہ وار جھومتی ہین اور ایک ایک گلاب کا درخت ہر درخت
انار کے پاس لگا ہوا ہی جسکی خوشبو سے تمام باغ مہک رہا ہی اور دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی شاہزادہ سیر کرتا ہوا
ایک درخت انار پاس آیا توڑنے کو ہاتھ بڑھایا تھا کہ ایک مرتبہ غل ہوا کہ لینا اس مفسد کو کہ یہ انار توڑنے آیا ہی
ساتھ ہی اس صدا کے چارون طرف سے شاہزادے پر انار برسنے لگے عجب حالت تھی نورالدہر کی کہ جان بچانا
مشکل پڑ گیا تھا کوئی گد سے پیٹھ پر پڑا کوئی سینے پر لگا کوئی سر پر اس زور سے پڑا کہ چوٹ قرار واقعی آئی گھبرا کر لوح
کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر تو گلنار جادو کو مار کر بیشہ انار ان مین پہونچے خبردار کسی انار کو توڑنا نہین اگر توڑ لیا تو بارش
انارون کی تجھپر ہوگی تو لوح کو سپر کرکے اندر انار کے درختون کے چلا جا کچھ خوف دل مین نہ لانا جب کوس بھر زمین
جا کر چلیگا تو ایک درخت تجھے نظر آئیگا کہ سب درختون سے بلند ہی اور اُسپر ایک ساحر کہ تمام جسم سے اُسکے
شعلہ آتش نکل رہے ہونگے اسباب سحر اُسکے پاس ہوگا اور ایک انار آتشین اُچھال رہا ہوگا اور سحر کر رہا ہوگا
اُسکے سینے پر ایک داغ سفید ہی تو یہ اسم پیکان تیر پر دم کرکے اُسپر مارنا کہ اُسی داغ سفید پر پڑے کام اُسکا
تمام ہوگا بعد اُسکے قلعہ طلسمی سامنے دکھائی دیگا پھر سامنا بادشاہ طلسم انارستان جادو سے ہوگا قصہ مختصر
شاہزادہ نورالدہر نے لوح دیکھکر موافق حکم لوح انارستان جادو کو مارا ایک دھوان اُٹھا جہان
تیرہ و تار ہو گیا ایک چار گھڑی تک یہی صورت رہی وہ لالہ زار اور انارستان آتش زار ہو گیا بعد
اُسکے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من انارستان جادو بود اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ نہ بیشہ انار
ہی نہ وہ جادوگر ہی اپنے کو ایک میدان مین کھڑے ہوئے پایا بحکم لوح ایک سمت کو قدم بڑھایا تھوڑی دور
پہونچا ہوگا کہ دور سے ایک قلعہ نظر آیا ابھی قلعے کے پاس نہ پہونچا تھا کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور لشکر ساحران
غدار کا دکھائی دیا ہزارہا ساحرون کو دیکھا کہ بصورت اصلی چلے آتے ہین اور وہ جو سپہ سالار ہی اُسکے آگے

ناقوس جھنکتا ہوا گھنٹے بجتے ہوئے کوئی ساحر فیل ورکن آتشین پر سوار کوئی شیر و اژدر آتش فشان پر سوار
بیچ مین سب کے انارستان جادو بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا ہوا گرد و اطراف مین اور ساحران غدار چلے آتے ہین
یا سامری یا جمشید کا غل ہی آگے تخت کے بیرقین نقرئی طلائی اُنپر ہنومان کی تصویر بنی ہوئی بس ایک مرتبہ
اُن ساحرون کی نگاہ جو شاہزادہ نورالدہر پر پڑی غل ہوا کہ طلسم کشا یہی ہی اسی نے تمام طلسم انارستان کو
فتح کیا ہی سب جادوگر دربندون کے اسی نے قتل کیے ہین تمام ساحرون کا خون اسکی گردن پر ہی اب
یہ بچ کر نہ جانے پائے بس تمام ساحر چہار طرف سے دوڑے شاہزادے پر یورش کی کسی نے سحر سے آگ کا
دریا بہایا کسی نے پانی برسایا کسی نے تیرباران کیے کسی نے سانپ بناکر پھینکے کسی نے عقرب بھیجے کسی نے گیند
طلائی مارا کہ وہ مانند گولے کے چلا شاہزادے نے مضطر ہو کر لوح کو دیکھا اور جلدی سے اسم پڑھ کر اپنے
گرد ایک دائرہ کھینچکر بیٹھ گیا وہ سب آفتین دفع ہونے لگین سحر سے جو بلا پیدا ہو کر آتی تھی شاہزادے کے
دائرے پاس پہونچ کر پھر جاتی تھی جسنے تیر برسائے تھے وہ تیر جو پھرے اُسی ساحر پر آکر گرے کہ وہ ہدف تیر قضا
ہو گیا اور اُسکے ہمراہیون کا بھی کام تمام کیا جسنے سمندر آگ کا بہایا تھا وہ اپنی آگ مین آپ ہی جل گیا
جسنے دریائے آب جاری کیا تھا وہ خود اُسمین ڈوب مرا اور غریق دریائے لعنت ہوا جسکے جادو سے عقرب
پیدا ہوئے تھے وہ نیش عقرب خود ہلاک ہوا جسکے سحر سے سانپ پیدا ہو کر دوڑے تھے وہ موذی آپ مارا گیا
غرض تمام ساحر سحر کر تھکے اسم اعظم الٰہی کی برکت سے عاجز ہوئے انارستان بدبخت تخت پر سے اُترا اور شیر کی
صورت بنکر شاہزادے پر دوڑا قریب دائرے کے جو آیا اور عکس لوح اُسپر پڑا وہ صورت مٹگئی شاہزادہ
نورالدہر سے پکار کر کہا کہ ای طلسم کشا تو مکان امن مین بیٹھا ہی اس سے باہر آ تو تجھے حال معلوم ہو جاے
شاہزادہ بے تامل اسم پڑھتا ہوا آگے بڑھا انارستان جادو اژدہا بنکر دوڑا نورالدہر نے اسم پڑھکر جو
دم کیا ایک دم مین ہیئت اُسکی مٹگئی ہاتھ پاؤن زمین پر مارنے لگا شاہزادہ نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او
نابکار دیکھ شکل اپنی انارستان جادو ذلیل ہو کر سامنے سے ہٹا ساحرون سے کہا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا ہی
بلوہ کر کے اسے پکڑ لو سب ساحر چہار طرف سے دوڑے اب نورالدہر نے تلوار میان سے لی اڑنے لگا
دو چار گھڑی مین کشتون کے پشتے باندھ دیے لاش پر لاش گرا دی کوئی شاہزادے کے نہین چڑھتا
دور سے غل کر رہے ہین شاہزادہ خود برابر تخت انارستان جادو کے پہونچا انارستان جادو نے دیکھا کہ تو اگر
مقابلہ کرتا ہی تو ہاتھ سے اسکے مارا جائیگا سحر سے پرپرواز پیدا کر کے اُڑ چلا اور کہا کہ ای طلسم کشا اور
کسی وقت تجھسے سمجھ لونگا شاہزادے نے دیکھا کہ یہ ملعون نکلا جاتا ہی نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر جوڑکر
کمان مین چہار درمیان سینہ پر پڑا سر کو توڑ کر پار گذر گیا چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا فی النار و السقر ہوا غل و شور
برپا ہوا جہان تاریک ہو گیا بعد اُسکے خاک اُڑانے لگے جتنے ساحر تھے بھاگ گئے آواز آئی کہ کشتی مرا نامم
انارستان جادو بود جب روشنی ہوئی ایک گنبد سبز دکھائی دیا نورالدہر اُسکے برابر آیا دیکھا کہ ایک دیو ایک
پریزاد لیے ہوئے بیٹھا ہی اور اُسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہی کہ مین تجھپر دلدادہ ہون تو مجھے قبول کر وہ
کہتی ہی کہ تو مجھے مار ڈال مگر مین تجھے قبول نہ کرونگی تو نے مجھے میرے تمام عزیزون سے چھڑایا یہان لیکر آیا
پھر مار کیون نہین ڈالتا دیو کہہ رہا ہی کہ تو عاشق ہی یو مرآت پر اُسکی صورت دیکھنا تجھے نصیب نہ ہوگی تجھے
یہین قید رکھونگا بس یہ کلمات سنکر شاہزادے نے نعرہ کیا کہ او ابلیس بدذات تو آئینہ پری کو لیکر یہان

بیٹھا ہی جائیگا کہان مین آپہونچا اُسنے دیکھا کہ ایک آدمزاد نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہی پکارا کہ او آدمزاد سر سیاہ
دندان سفید شاید تو طلسم کشا ہی طلسم کے اندر آیا ہی مین بغیر تجھے مارے نہ چھوڑونگا اور مردہ بھی تیرا کھا جاونگا
یہ کہکر دار شمشاد پکڑ کر دوڑا اور شاہزادے پر حملہ کیا شاہزادے نے حربہ اُسکا خالی دیا کہ وہ زمین پر پڑا اتنی گرد
وغبار بلند ہوا کہ شاہزادہ اُسمین چھپ گیا دیو پکارا کہ افسوس تیرا گوشت بھی کرکرا ہوگیا مجھے کھانا نصیب نہ ہوا بعد
تھوڑی دیر کے نورالدہر تیغ گرد سے باہر نکلکر پکارا کہ اسکو تو نے مارا کیا کام تمام کیا حریف تیرا ابھی موجود ہون
دیو نے ایک مرتبہ ہاتھ بڑھایا کہ اُسے اُٹھا کر حلق مین ڈال سے نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ مُنھ
کے بل آرہا ایک گھونسا جو شقیقے پر مارا تو کہنی تک ہاتھ سر مین گھس گیا دیو چرخ کھا کر گرا تڑپنے لگا آخر دم توڑ
توڑ کر تمام ہوا سامنے قلعہ طلسمی نظر آیا وہ نازنین یعنی آئینہ پری دوڑ کر شاہزادے کے قدمون پر گری شاہزادے
نے اُسے گلے سے لگایا ساحران طلسم آکر قدمون پر گرے مطیع اسلام ہوئے دیو مرآت دور سے کھڑا تماشا
دیکھ رہا ہی جب اُسنے دیکھا کہ درخت انار کے غائب ہوگئے اور طلسم ٹوٹا وہ بھی دوڑ کر آیا شاہزادہ نورالدہر
کے قدمون کو بوسہ دیا شاہزادے نے کہا لو بھئی اپنی معشوقہ کو اُسنے شاہزادے کو بہت سی دعائین دین
نورالدہر نے مال و اسباب طلسم کا نکلوایا چنانچہ تیغہ زر افشان سلیمانی اور زرہ بکتر چار آئینہ اور ایک
گنج زر نکلا شاہزادے نے دیو مرآت کو وہان کا حاکم کیا تمام طلسم کو اسلام آباد کیا بتخانے تڑوا کے مسجدون
کی بنا پڑی سکہ نام پر ہرمز تاجدار کے جاری ہوا بعد اُسکے دیو مرآت شاہزادے کو قبر جمشید پر لایا جام جمشید کی
نذر دیا کہ یہ حاضر ہی دیکھا شاہزادہ نورالدہر نے کہ گرد قبر جمشید کے گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین
ہواے خوش چلی آتی ہی شاہزادہ وہان بیٹھ گیا نیند آنے لگی سو گیا خواب مین دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر
تخت پر سوار لوگ اُسکے ہمراہ سامنے سے نمودار ہوا اور نورالدہر سے خطاب کیا کہ ای عزیز دیکھ مین کتنا بڑا
بادشاہ جلیل القدر تھا اور سات سو برس سلطنت کی ایک ذرا سا غرور اپنی شان وشوکت پر مجھے آیا تھا اور کلمۂ
تکبر لب پر لایا تھا سرکشی کی سزا پائی آرے سے چیرا گیا لاش بھی خراب رہی ای عزیز تکبر اچھا نہین ہی یہ اُسی کو زیبندہ
ہی اور اُسی کو سزاوار ہی کہ جو حاکم ارض وسما مالک ہر دو سرا ہی شعر مرا در رسد کبریا و منی ۔ کہ ملکش قدیم است و ذاتش
غنی + آدمی جب تک زندہ ہی اُسے اپنے نیک و بد کا اختیار ہی چاہیے کہ خدا کو راضی رکھے اور خلق کو آباد و
شاد رکھے تا کہ بعد مرگ ہر ایک اُسے بہ نیکی یاد کرے دنیا سراے فانی ہی اسکو ثبات نہین ہی نورالدہر یہ سُنکر بہت
رویا یہانتک کہ آنکھ کھلگئی دیو مرآت نے کہا کہ آپ سو گئے تھے کہا کہ ہان بھئی نیند آگئی تھی ابھی جمشید کو خواب
مین دیکھا بہت سی اُسنے نصیحت کی مین کلمات پند سُنکر رو رہا تھا کہ آنکھ کھلگئی القصہ شاہزادے نے مُنھ دھویا
کہ ایکبار دیو مرآت نے جام جہان نما آگے رکھا پوچھا کہ جام مین کیونکر کسی شی کو دیکھین اُسنے عرض کیا
کہ آپ جام کو پانی سے لبریز کرکے اپنے سامنے رکھیے اور خطاب کیجیے کہ ای جام جہان نما تجھے قسم ہی
روح جمشید کی مجھے فلان شخص کا حال معلوم ہو یا فلان شہر کا حال مجھپر منکشف ہو سب کیفیت آپ کو نظر
آجائیگی شاہزادہ نورالدہر نے اُسی وقت جام مین پانی بھرواکر سامنے رکھا قسم روح جمشید کی دے کر کہا
کہ مجھے حمزۂ صاحبقران کا حال معلوم ہو جاے یہ کہکر جام مین دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ امیر کشور گیر مع عمرو و
کرب و مقبل وفادار ایک صحرا مین چلے جاتے ہین اور لشکر سامنے شہر زرجد نگار کے پڑا ہی اور بہت سے
سردار مع شاہزادہ بدیع الزمان بارگاہ مین زرجد شاہ کی بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی بعد اُسکے

پھر جام کو قسم دی کہ میرے لشکر کا حال مجھپر روشن ہو جاے بس لشکر اپنا سامنے شہر مشتری حصار کے دیکھا کہ بارگاہ
مین گہراے اخترشناس وجملہ سرداران نامدار بیٹھے ہین مگر اسد و طہماس کو نہ دیکھا سخت پریشان ہوا کہ ان
دونون پر کیا گذری پھر جام کو قسم دے کر حال اسد غازی کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک قلعہ وسط دریا مین
ہی اُسمین اسد مع رفقا بیٹھا ہی پھر حال طہماس بن عنقویل دیو پرور کا دریافت کیا دیکھا کہ ایک ریگستان
مین مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی قریب الموت ہی بس یہ حال اپنے رفیق صادق کا دیکھکر بیقرار ہو گیا دیو مرآت
کو دکھایا کہ یہ رفیق ہی میرا میری جدائی مین جان اپنی دے رہا ہی جلد مجھے یہان سے لیچل اسی صحرا مین پہونچادے
اگر یہ مر گیا اور پھر مین پہونچا تو کس کام کا دیو مرآت نے یہ سنکر تمام کار و بار مال و اسباب اپنا اور مقبرہ جمشیدی کا
آئینہ پری کے سپرد کیا اور ہر ایک دیو سے کہا کہ تم آئینہ پری کی اطاعت سے باہر نہ ہونا مین اس شہریار کو پہونچاکر
بہت جلد آتا ہون اور شاہزادہ نورالدہر کو مع جام اپنی پشت پر سوار کرکے پردۂ دنیا کی طرف روانہ ہوا
راوی بیان کرتا ہی کہ مقبرۂ جمشید کا مابین پردۂ قاف و پردۂ دنیا ہی بلکہ دنیا نزدیک ہی القصہ دیو مرآت
شاہزادۂ نورالدہر کو طرفۃ العین مین اُسی صحرا مین لایا کہ جہان طہماس مانند ماہی بے آب تڑپتا تھا
اور پکارتا تھا کہ ای پروردگار مجھے دیدار اُس شہریار عالیوقار کا دکھا یا قبض روح کا میری ملک الموت کو
حکم دے کہ بعد ایسے تاجدار کے زندگی بیکار ہی نورالدہر یہ حال طہماس کا دیکھکر بے اختیار رو دیا پکار کر کہا
کہ ای طہماس مین زندہ و سلامت موجود ہون آنکھ کھولکر دیکھ مگر طہماس کا یہ حال تھا کہ غش طاری تھا زندگی سے
عاری تھا آنکھین بند تھین کسواسطے کہ سات روز اسپر سے بے آب و دانہ گذرے تھے آنکھون مین دم تھا
فقط نفس شماری باقی تھی نورالدہر ہر چند پکارا چلایا جب طہماس نے جواب نہ دیا تو اُسی فرش خاک پر خود
بھی بیٹھ گیا سر اپنے یار وفادار کا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد منھ کی رومال سے پاک کی اپنے ہاتھ سے پانی منھ مین ٹپکایا
ایک آدھ چھینٹا منھ پر دیا طہماس نے گھبرا کر آنکھ کھولدی ہوش آگیا تو صدف امید کو گوہر مقصود سے مالا مال
دیکھا کہ شاہزادۂ نورالدہر سرہانے بیٹھا ہوا ہی یقین نہ آیا عرض کیا کہ ای شہریار یہ خواب ہی یا بیداری شاہزادۂ
نورالدہر نے کہا عین بیداری ہی مین زندہ ہون تم غم مین میرے کیون ہلاک ہوتے ہو مجھے ایک ساحرہ
اُٹھا لیگئی تھی اور میری صورت کا ایک آدمی کا بناکر سر اُسکا کاٹ کر میرے بستر خواب پر لٹا گئی تھی جسے تم دیکھکر
یہ سمجھے کہ نورالدہر قتل ہو گیا طہماس نے کہا ای شہریار مجھ مین طاقت گویائی نہین ہی جو کچھ عرض کرون نورالدہر
نے بغلون مین ہاتھ دےکر اُسے اُٹھا بٹھایا طہماس قدمون پر سر رکھکے پھر بیہوش ہو گیا آخر کار شاہزادے نے
دیو مرآت سے کہا کہ اب تو مجھے اور اسے دونون کو میرے لشکر مین پہونچا دے دیو مرآت نے ایک کاندھے
پر نورالدہر اور دوسرے کاندھے پر طہماس کو بٹھایا اور لے اُڑا یہان ہرمز تاجدار کہ رہا ہی گہرا اے
اخترشناس سے کہ تم کہتے تھے کہ مین نے علم نجوم مین دریافت کیا ہی کہ شاہزادۂ نورالدہر زندہ ہی اور
بہت جلد ملاقات ہوگی ابھی تک تو کچھ ظاہر نہ ہوا نہ خبر اُس شہریار کی آئی نہ ملاقات ہوئی اب پھر نجوم مین دیکھو کہ کب
اُس شہریار کو ہم دیکھینگے گہراے اخترشناس نے پھر نجوم مین دیکھا اور کہا کہ بہت جلد ملاقات ہوا چاہتی ہی
ہرمز تاجدار نے کہا کہ حکم لگاؤ کب تک ملاقات ہوگی گہراے اخترشناس نے پھر نجوم مین زور دیا اور دوسرا
زائچہ کھینچا اور دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار اگر آج سہ پہر تک ملاقات نہ ہو تو مین بھی جھوٹا اور میرا علم بھی غلط اور
یہ بھی عرض کیے دیتا ہون کہ وہ شہریار جانب آسمان سے آئیگا دیو اُسکو لائیگا القصہ پہر دن رہے ہرمز تاجدار اور

تمام سرداران نامدار باہر بارگاہ کے آکر کھڑے ہوئے اور جانب آسمان دیکھنے لگے ہر شخص کی نگاہ لڑی ہوئی ہی
کہ بعد ایک لمحہ کے دیکھا کہ آفتاب چھپ گیا روز روشن شب تاریک ہو گیا اور اُسی اندھیرے میں ایک ستارہ چمکتا ہوا
آسمان پر نظر آیا اور دیکھا کہ وہ ستارہ زمین کی طرف نیچا ہوتا چلا آتا ہی گھرا ے اختر شناس نے کہا کہ یہ ابر سیاہ
وہی دیو ہی اور اُسکی پشت پر وہ ستارۂ باوقار نور الدہر نامدار ہی کہ اس اثنا میں وہ ابر قریب آیا کہ نور الدہر
سب کو نظر آنے لگا غل ہوا کہ وہ شاہزادۂ عالیوقار آپہونچا تمام سردار تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے اب دیو
زمین پر آیا نور الدہر پشت دیو سے کود اسب سردار دوڑ دوڑ کر قدموں سے لپٹے نور الدہر نے ہر ایک کو گلے
لگایا اور آپ ہرمز تاجدار سے قدمبوس ہوا دنگل پر آکر بیٹھا طہماس کو گھرا ے اختر شناس کے سپرد کیا کہ اسکا
علاج کرو طہماس کو اور کوئی مرض نہ تھا فقط درد جدائی شاہزادۂ نور الدہر تھا شربت دیدار اُسکی دوا ہو گئی
دو ایک روز میں قوت و توانائی آئی طبیعت بحال ہو گئی اچھا ہو گیا بعد صحت تمام شاہزادے کی خدمت میں آیا گرد پھر التصدق ہوا
تمام کیفیت اپنی بیان کی کہ بغیر حضور کے یہ حالت میری بہم پہونچی تھی بارے خدا نے اپنا فضل کیا کہ غلام نے
حضور کو دیکھا نور الدہر نے اُسے خلعت عنایت کیا گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا بعد اُسکے اسد غازی کا
حال پوچھا ہرمز تاجدار نے کہا کہ ایک قلعہ ہی وسط دریا میں کہ اُسے قلعہ سرخان کہتے ہیں اسد بھی ایرج
کے ہاتھ سے وہاں چھپ کر بیٹھا ہی مگر وہ وہ کارنمایان اُسنے کیے کہ رستم سے بھی نہ ہو سکینگے شاہزادۂ نور الدہر
نے کہا کہ وہ تو کبھی ایک جگہ چھپ کر نہ بیٹھا تھا اب کیوں پوشیدہ ہو کر بیٹھا ہرمز تاجدار نے بیان کیا کہ اسد جب
کوہ یا صحرا میں قیام کرتا تھا ایرج پاس آئینۂ سکندری ہی اُسمیں دیکھکر حال دریافت کرتا تھا اب اسد بھاگتے
بھاگتے مجبور ہو کر قلعۂ سرخان میں جا بیٹھا نور الدہر نے کہا میں اُسکے واسطے جام جم لایا ہوں یہ جام آئینے سے
بھی زیادہ ہی میں اُسے ابھی بھیجتا ہوں اور شاہزادۂ نور الدہر کے پاس تین تلواریں طلسمی ہیں ایک
طلسم قہقہری دیو سے نکالی ہی کہ نام اُسکا تیغۂ جان ہی دوسری طلسم خیال میں سے ہاتھ آئی ہی کہ اُسے
بلاسان کہتے ہیں تیسری طلسم انارستان سے پائی ہی کہ اُسکا لقب تیغۂ زرافشان ہی چنانچہ جام جم
مع تیغۂ زرافشان سلیمانی دیو مرآت کو دے کر فرمایا کہ مژدۂ سلامتی ہمارا مع ان تحفوں کے اسد بن
کرب دلاور کو دینا دیو مرآت نے عرض کیا کہ میں اسد غازی کو نہیں پہچانتا نور الدہر نے کہا اچھا
میں تجھین اسد غازی کو دکھاے دیتا ہوں یہ کہکر جام جہان نما میں پانی بھروا کر رکھا اور کہا کہ ای
جام جہان نما تجھے قسم ہی روح جمشید کی کہ حال اسد بن کرب غازی کا معلوم ہو جاے اور صورت
اُسکی نظر آجاے بعد ایک لمحہ کے اُسی قلعۂ سرخان کے اندر مع رفقا اسد دلاور نظر آیا نور الدہر نے
دیو مرآت سے کہا کہ لے دیکھ اور پہچان لے دیو مرآت نے اسد غازی کو مع رفقا دیکھا عرض کیا کہ
اب میں نے پہچان لیا ابھی جاکر یہ دونوں تحفے پہونچاتا ہوں بس یہ کہکر جام جہان نما اور تیغۂ زرافشان
لیکر روانہ ہوا یہاں اسد بن کرب غازی اپنے رفیقوں سمیت قلعۂ سرخان میں بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ
افسوس کچھ حال بھائی صاحب کا معلوم نہ ہوا گھرا ے اختر شناس کہ نجومی بیبدل ہی اکثر احکام اُسکے
سچے ہوئے ہیں مگر شاہزادے کے حق میں جو کچھ کہا وہ ابتک ظہور میں نہ آیا اور اس آفتاب پرست کے
واسطے دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہی یہ کہکر نور الدہر کی یاد میں رونے لگا اور تمام رفقا بھی آبدیدہ ہوئے
کہ یکایک تیز ہوا لگی چلنے اور روے آفتاب پر سیاہی آگئی غور سے جو دیکھا تو ایک دیو چلا آتا ہی اور اسی طرف

دیکھتا آتا ہی یہانتک کہ اسد کی جانب اُسنے رُخ کیا اور لوگ تو وہان سے بھاگ گئے مگر اسد غازی نے
تیر کمان مین پیوستہ کرکے کمان کو کھینچا کہ سیسر قوس کا کڑکا دیو مرآت نے دیکھا کہ یہ تیر مجھپر مارا چاہتا ہی
سہم کر چلایا کہ خطا میری کیا ہی یہان تو کوئی گوشہ بھی نہین کہ اُسمین چھپ رہون ای شہریار مین شاہزادہ
نورالدہر کی خدمت سے آتا ہون تحفے آپ کے واسطے لایا ہون مجھپر تیر نہ ماریے اسد غازی نے جو نام شاہزادہ
نورالدہر کا سُنا تیر و کمان کو ہاتھ سے پھینکدیا دیو کی جانب دیکھنے لگا دیو جس وقت قریب آیا قدمون پر آگرا اسد
نے سر اُسکا اُٹھایا گلے سے لگایا حال شاہزادہ نورالدہر کا پوچھا دیو نے تمام حال جو شاہزادے سے سُنا تھا
بیان کیا اور وہ جام اور تیغہ نذر کیا اسد نہایت خوش ہوا اور وصف اُس جام کا پوچھا دیو مرآت نے کہا کہ
یہ جام جہان نما ہی اسمین جس شہر جس شخص کا حال چاہیے دریافت کیجیے اسد نے یہ اوصاف جو سُنے اُچھلنے لگا کہا کہ
اب یہ بزاز بچہ میرے ہاتھ سے کہان جائیگا بہت آئینہ سکندری پر نازان تھا مجھکو خدا نے جام جمشید عنایت کیا
دیکھو تو کیسے ناکون چنے چبواتا ہون خدا بھائی صاحب کو سلامت رکھے عجب تحفہ میرے واسطے بھیجا ہی الغرض دیو مرآت
کو رسید اُس جام اور تیغے کی دی اور ایک عرضی لکھدی کہ بھائی صاحب کو دینا اور عرض کر دینا کہ جان نثار
جلد آکر قدمبوسی مین حاضر ہوتا ہی دیو مرآت تو رسید لیکر راہی ہوا اِدھر اسد دلاور نے اپنے رفیقون سے کہا کہ
اب چلکر لشکر پر اس آفتاب پرست کے شبخون مار دونگا سبھون نے کہا بسم اللہ چلیے غرض مال و اسباب تو حاکم
قلعہ کے سپرد کیا اور آپ کشتیون پر سوار ہوکر دریا پار اُترا اور ایک درۂ کوہ مین پہونچ کر قریب لشکر ایرج
کے قیام کیا لشکر ایرج کا ار منوس حصار کے سامنے اُترا ہوا ہی تیاری کوچ کی ہو رہی ہی کہ دو پہر رات گئے
اسد آکر شبخون گرا اور لوگون کو قتل کرنا شروع کیا کھاتا پیتا سوتا جاگتا جو ذی حیات سامنے دکھائی دیتا وہ مارا جاتا ہی
تمام خیمون مین آگ لگادی ہی سارا لشکر تہ و بالا ہی چہار طرف ایک غلغلہ ہی کہ اسد دیوانہ آکر شبخون گرا ہی شیر اعظم
اسکی شر سے بچاے یہانتک کہ اب کوئی پہر رات پچھلی باقی ہی کہ ایرج بیدار ہوا سُنا کہ اسد آکر شبخون
گرا ہی تمام لشکر کو قتل کر رہا ہی ایرج بولا پھر یہ قلعہ سرخان سے کہان نکلجائیگا میرے ہاتھ سے ابکی بغیر مارے نہ چھوڑونگا
اور جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر چلا اسد کو جو ایرج کے آنے کی خبر معلوم ہوئی بوق بجائی کہ ای یاران بدر روید
غرض مع رفقا ایک سمت کو راہی ہوا ایرج صبح تک اسد غازی کو ڈھونڈھا کیا کہین پتا نہ لگا بہت جھنجھلایا
اور پشت دست کو اس زور سے کاٹا کہ خون بہنے لگا اور کہا کہ جہان جائیگا وہین پہونچ کر ہلاک کرونگا اور
دیلم شاطر زنگی سے خطاب کیا کہ تم جاکر کنارہ دریا کا روک لو کہ یہ دیوانہ قلعہ سرخان کی طرف نہ جانے پائے
پھر مین اسکو صحرا مین گھیر کر مار لونگا دیلم شاطر زنگی تو یہ سنکر چالیس ہزار زنگیون سے جاکر کنارہ دریا کا روک کر
کھڑا ہو رہا یہان ایرج نے آئینۂ سکندری مین دیکھا معلوم ہوا کہ اسد دامنہ کوہ مین ہی بہت خوش ہوا
کہ ابھی قلعۂ سرخان مین نہین پہونچنے پایا اب بچ کر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا کہ راستہ دریا کا رُکا ہوا ہی
بس مع چند سرداران نامدار روانہ ہوا ادھر اسد جو آیا جتنی رات باقی رہی تھی سو کر کاٹ دی صبح کو نماز
پڑھی جام جم نکالکر دیکھا معلوم کیا کہ ایرج اسی طرف چلا آتا ہی اور قریب آپہونچا ہی بس جلدی سے بوق بجائی
کہ ای یاران تیار شوید جو جس مقام پر بیٹھا تھا جس کام مین تھا سب چھوڑ کر جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا دوسری بوق مین
سب تیار تھے گھوڑون پر اسوار تھے تیسری بوق مین راہی ہوئے اور دوسرے راستے سے آکر لشکر ایرج پر
روز خون مارا قتل کرنا شروع کیا مگر یہان ایرج جو دامنہ کوہ مین آیا پہلے درہ کو گھیر لیا کہ کسی طرف سے نکلنے نہ پائے

بعد اُسکے لینا لینا پکڑنا پکڑنا کہتا ہوا اندر جو دوڑے کہ آیا کسی متنفس کو وہان نہ پایا گھوڑون کی لید ٹوٹی ہوئی رسیان
تسمے رکابون کے پڑے ہوئے دیکھے حیران ہوا کہ یہ دیوانہ کدھر گیا سیماب کی خاصیت رکھتا ہی کہ کسی جگہ اسے قرار
نہین نہ کبھی یہ تھکتا ہی نہ کبھی بیمار پڑتا ہی عجب طرح کا سخت جان ہی پھر خیال مین گذرا کہ شاید میرے آنے کی خبر سُنکر
چلا گیا ہوگا نکالکر آئینۂ سکندری کو جو دیکھا عجب طرح پر دیکھا کہ لشکر پر گرا ہوا آفتاب پرستون کو قتل کر رہا ہی گھوڑے
اُڑ کوڑا لیا چلا اپنے لشکر کی طرف یہان اسد غازی کی یہ کیفیت ہی کہ ہزار ہا آفتاب پرست قتل کر ڈالے ہین خیمے
جلا دیے ہین کچھ دوکانین جلوائیون نانبائیون کی لوٹ لی ہین کھانے کا سامان درست کر لیا ہی مگر مالک بن
ملکوت شاہ اور بہزاد عمر تند کو ڈھونڈھ رہا ہی دیر بہت ہو چکی ہی یہ خیال مین گذرا کہ ایرج پھرا ہوا نہ آتا ہو بس
جام جمشید مین دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج قریب آپہونچا ہی بس بوق بجائی کہ ای یاران بد رو بدید مع رفقا صاف
نکلا چلا گیا ایرج جو لشکر مین پہونچا شور و غل سُنا کہ دیوانہ لوٹ لیگیا قتل کر گیا ابھی چلا گیا ایرج نے کہا ارے یہ کیونکر
میرے آنے سے آگاہ ہو جاتا ہی ہر ایک نے جواب دیا کہ نہین معلوم کیا امر ہی مالک بن ملکوت شاہ اور
بہزاد عمر تند دونون آے اپنی سرگذشت بیان کی کہ ہم چھپے ہوئے تھے ہمکو دیوانہ ڈھونڈھ رہا تھا اگر پا جاتا تو کبھی
زندہ نہ چھوڑتا ایرج نے جواب دیا کہ مین نے تو قسم کھائی ہی کہ اس دیوانے کو بغیر مارے ہوئے گھوڑے سے نہ اُترونگا
تم نہ گھبراؤ کیونکہ راستہ دریا کا مسدود ہی دیلم شاطر زنگی وہان موجود ہی یہ کہکر پھر آئینہ دیکھا اسد غازی کو ایک صحرا مین
پایا پھر اسد کے تعاقب مین روانہ ہوا اسد نے یہان لوٹ کا مال خوب نوش جان کیا اور فراغت حاصل کر کے
جام جہان نما مین دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج نے پھر تعاقب کیا ہی بس بوق بجائی اور مع رفقا سوار ہوکر اور راہ سے
آکر لشکر ایرج پر گرا قتل کرنا شروع کیا تمام لشکر کو تہ و بالا کر دیا اُدھر ایرج جو صحرا مین پہونچا اسد کو نہ پایا وہان سے پلٹا
اُدھر اسد نے جام مین دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج پھرا ہوا آتا ہی پھر ایک سمت کو راہی ہوا کہان تک گذارش کیا جائے
کہ ایرج نے تین شبانہ روز اسد کا تعاقب کیا مگر اسد کو نہ پایا سات یاران تین شبانہ روز مین اسد نے لشکر ایرج
پر شبخون مارا مگر ساتوین مرتبہ جب شبخون مار کر جانے لگا تو پکار کر کہا کہ اُس بزاز بچہ سے کہدینا کہ کیون میرے پیچھے
مفت تباہ ہوتا ہی زندگی بھر مجھکو نہ پائیگا اگر اُسکے پاس آئینۂ سکندری ہی تو میرے پاس بھی جام جمشیدی ہی کہ
مجھکو شاہزادہ نور الدہر نے بھیجا ہی وہ آئینے مین کیفیت دیکھتا ہی مین جام مین اُسکا حال دریافت کرتا ہون میرے
تعاقب سے کچھ حاصل نہ ہوگا اگر تا قیامت میری جستجو کریگا تو بھی نہ پائیگا ایرج جو لشکر مین اپنے آیا اور حال جام جمشید
کا سُنا متردد ہوا اور سوچا کہ اب تعاقب کرنا اس دیوانے کا فضول ہی بس کمر کھولی بارگاہ مین آیا کھانا کھا کر تین روز
کا تھکا ماندا تو تھا ہی سو رہا پھر جو بیدار ہوا بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوا صحبت عیش برپا ہوئی اُدھر اسد نے ضرغام
شیر دل سے کہا کہ جا کر خبر تو لا کہ اب ایرج کس فکر مین ہی ضرغام وہان سے چلا لشکر مین ایرج کے پہونچا صورت
تبدیل کر کے داخل لشکر ہوا یہان تک کہ دروازۂ بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک خدمتگار اندر سے آتا ہی وہ تو
چلا گیا اب ضرغام شیر دل اُسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہی سامنے آئینۂ سکندری
لگا ہوا ہی دربار آراستہ ہو رہا ہی سردار آتے جاتے ہین اپنے اپنے دنگل مین بیٹھے جاتے ہین یہ رنگ دیکھکر وہان سے
پھرا اور آکر خدمت مین اسد دلاور کی تمام حال بیان کیا اسد نے کہا ای ضرغام مین ابھی اُس سے آئینہ
لیے آتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور وضع اپنی تبدیل کی ایک کاغذ دستار مین رکھ لیا نامہ بر کی صورت بنکر لشکر ایرج
کی طرف روانہ ہوا ضرغام شیر دل ہر چند کہتا رہا مگر اسد نے کسی کو ساتھ نہ لیا آتے آتے داخل لشکر ایرج ہوا

سیر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر پہونچا دربان سے کہا کہ جاکر ایرج سے خبر کرو کہ ایلچی شاہزادۂ نورالدہر مصر کا آیا ہی چوبدار
نے آکر ایرج سے عرض کیا حکم دیا کہ آنے دو خبردار روکنا نہین اسد اندر بارگاہ کے گیا بطریق اہل اسلام سلام کیا
ایرج نے کرسی پر بٹھایا نامہ طلب کیا اسد نے نامہ دستار سے نکالکر ایرج کے ہاتھ مین دیا ایرج نے جو دیکھا لفافے
پر کچھ نہین لکھا ہی پوچھا کہ اے ایلچی یہ نامہ کیسا ہی جسکے سرنامے پر کچھ نہین لکھا ہی جواب دیا کہ جو کچھ لکھا ہی اندر نامے
کے لکھا ہی ایرج نامے کو کھولنے لگا اسد نے ہاتھ آئینے کی طرف بڑھا کر آئینے کو دیکھنا شروع کیا اہل دربار یہ
سمجھے کہ آئینۂ سکندری نہایت عمدہ آئینہ ہی شاید یہ اسکے نقش و نگار دیکھتا ہوگا جیسے ہی اسد نے دیکھا کہ آنکھ
بچا سب کی بچی ہی جست کرکے قریب دروازۂ بارگاہ کے پہونچا دربان سمجھے کہ ایلچی جواب نامے کا لیکر پھرا جاتا ہی
ایرج نے جو نامے کو دیکھا کچھ لکھا نہ پایا محض کاغذ سفید سر اُٹھایا کہ ایلچی سے کہے یہ کیسا نامہ تو لایا ہی دیکھا تو ایلچی دروازۂ
بارگاہ پر پہونچ چکا ہی اور آئینہ اُسکے ہاتھ مین ہی نعرہ کیا کہ او چور تو آئینہ لیے جاتا ہی اسد پکارا کہ او بزاز نے بچے
منم اسد بن کرب ڈلاور آئینہ لینے آیا تھا بھلا کیسی نامہ بری و ایلچی گری ایرج خود اُٹھ کے دوڑا کہ او دیوانے
ہینا تجھے کہان جانے دیتا ہون لیکن اسد غازی بارگاہ سے باہر آیا کسی نے اُسکے روکنے کا قصد بھی کیا
بلکہ نام سُنتے ہی لوگ سامنے سے ہٹ گئے راستہ صاف کر دیا اور کہا کہ میان یہ ملک الموت ہی اسے کون ٹوکے
جو روکے وہی مارا جاے اسد گھوڑے پر سوار ہو کر صاف نکلا چلا گیا اتنے مین ایرج بارگاہ سے نکلا دیکھا
کہ اسد دور پہونچ گیا ہی بس پشت مرکب پر بیٹھ کر تعاقب کیا للکارتا جاتا ہی کہ او دیوانے تو جہان جائیگا
مین بھی وہین آؤنگا اور آئینہ تجھسے لونگا یہ کہتا جاتا ہی اور مرکب کو تیز کرتا جاتا ہی اسد یہ بھی نہین کہتا کہ تو بکتا
کیا ہی بگٹٹ گھوڑا اڑاے ہوئے چلا جاتا ہی اسد کا مرکب بہت چالاک و جست تھا دور نکلگیا اور جاتے
جاتے ایک قلعۂ کہنہ پاس پہونچا کہ ایک مدت سے وہ قلعہ ویران پڑا تھا آبادی نہ تھی آدمی کا نام و نشان بھی
نہ تھا مکان ٹوٹے ہوئے دکانین خالی بعضی گری ہوئی بعضی بوسیدہ گھاس جابجا اُگی ہوئی بوے انسان کوسون
نہین ہر مقام پر ابابیلون کے جھونجھ ہر دیوار پر چھپکلیان بیٹھی ہوئین زاغ بول رہے ہین کوٹھون پر درخت اُگے ہوے ہین
عجب ہیبتناک وہ مقام ہی اسد دل مین کہ رہا ہی کہ خدا خیر کرے یہ مقام مجھے بہت بد معلوم ہوتا ہی لیکن
ایرج کے خوف سے اندر اُس قلعہ کے چلا آتا ہی کہ قریب ایک بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ ایک غول چوبدست
گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے نکلا کہ او آدمزاد ابلیس پر تلبس نے تجھے میرے واسطے بھیجا ہی تو جائیگا کہان
اسد پکارا کہ او حرامزادے مین ملک الموت ہون تیری جان کا وہ غول یہ سُنکر بہت برہم ہوا اور ایک چوبدست
پھرا کر اسد پر ماری اسد نے خالی دی وہ چوبدست زمین پر پڑی خاک اُڑی غول پکارا کہ افسوس تیرا گوشت
بھی کرکرا ہو گیا کھانا نصیب نہ ہوا اسد نے نعرہ کیا کہ او حرامزادے مین زندہ ہون تو نے مارا کسے غول نے
دیکھا کہ آدمزاد کھڑا ہی پھر چوبدست اُٹھانے لگا کہ مارے اسد نے چالاکی سے تلوار ماری کہ کمرگاہ پر پڑی
دو ٹکڑے ہوئے لاش اُسکی تڑپنے لگی مگر جب غول سے اور اسد سے سامنا ہوا تھا تو اُسنے ایک چیخ ماری تھی
اسد جو اُسے مار کر آگے بڑھا ایک جادوگرنی سیاہ فام زشت رو کریہ منظر بدہیبت وہان سے نکلی اور اُس غول
کو جو مردہ دیکھا بس دونون ہاتھون سے مُنھ پیٹ لیا اور پکاری کہ او ظالم غضب کیا تو نے کہ میرے معشوق کو
مار ڈالا دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور اسم سحر کا پڑھکر کچھ دانے ماش کے اسد پر مارے اسد تلوار کھینچکر
ساحرہ پر چلا تھا کہ ہاتھ خشک ہو کر رہگیا بدن مین طاقت باقی نہ رہی اُس ساحرہ نے کہ مسلسل جادو

اُسکا نام تھا اسد کو اسیر کر لیا مگر صورت دیکھتے ہی بیہوش ہوگئی اور پکارہی کہ تو نے خوب کیا جو اس موے غول کو
مار ڈالا مین تجھپر عاشق ہوئی ہون مجھے تو قبول کر اسد بولا او لکاتہ یہ دوسرا غمزہ کیا مجھسے تو یہ گفتگو نہ کرنا ہمارے
خاندان مین کوئی جادوگرنی سے ہمصحبت نہین ہوا مین تیری طرف نگاہ بھی نہ کرونگا تو چاہے مجھے زندہ رکھ چاہے
مار ڈال اُسنے کہا دیکھ پچھتائیگا اسد بولا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر مین آمادۂ مرگ ہون اُسنے کہا کہ تجھکو دفعتہً تھوڑی ہی
مار ڈالونگی اس طرح مارونگی کہ تو بھی یاد کریگا کہ کسی سے معشوق کو مارا تھا یہ کہکر اسد کو قلعہ سے باہر لائی اور ساتھ منتر
پہاڑ کے لا کر ادھا زمین مین گاڑ دیا اور کہا کہ اب دن کی دھوپ رات کی اوس تجھپر گذریگی نہ تجھے دانہ ملیگا
نہ پانی اسد نے کہا تو جو چاہے سو کر مین تیرے اختیار مین ہون اور اپنے دل مین کہا کہ ای اسد یہ تو اب چلی جائیگی
اور ایرج اگر تجھے مار ڈالیگا ایسی صورت ہو کہ ایرج کے ہاتھ سے تو بچے بس جیسے ہی مسلسل جادو اسد کو
قید کر کے چلی اسد غازی نے پکار کر کہا کہ ای مسلسل جادو جو تمھین یہ منظور ہی کہ مجھکو کوئی جانور درندہ کھا جائے
تو خیر نہین تو کچھ ایسا بند و بست کر جاؤ کہ کوئی جانور موذی مجھے گزند نہ پہونچا سکے اُسنے کہا اچھا سوا میرے اور
کوئی نہ آسکیگا اور کچھ سرسون کے دانے پڑھ کر گرد اسد کے پھینکدیے اور کہا کہ اب خاطرجمع رکھ کوئی تیرے
پاس نہ آسکیگا یہ کہکر مسلسل جادو چلی گئی بعد تھوڑی دیر کے ایرج بھی وہان پہونچا اسد غازی کو دیکھا کہ
زمین مین گڑا ہوا ہی نعرہ کیا کہ او دیولے اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ تجھے کسنے قید کیا ہی کہا کہ ایک
ساحرہ نے ایرج نے کہا کہ مین تجھے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا اور تلوار کھینچکر چلا جب حد سحر مین پہونچا دیکھا کہ دیوار
آہنی حائل ہوگئی ہی سمجھا کہ جادوگرنی حد سحر قائم کرگئی ہی پیچھے ہٹا پکارا کہ او دیولے تو مبتلاے سحر ہی بس یہی قید
تجھے کافی ہی یہ کہکر وہان سے پھرنے کا ارادہ کیا تھا اسد پکارا ای ایرج یہ آئینہ اور جام دونون میرے پاس
موجود ہین تو اپنا آئینہ تو مجھسے لیے جا ایرج پکارا او دیولے پکار خود ہوشیار تو مجھکو فریب سے پھنسایا چاہتا ہی
کہ مین بھی تیرے پاس آکر گرفتار سحر ہوجاؤن ہرگز تیرے دم مین نہ آؤنگا اسد پکارا کہ بس اسی مُنھ پر دعوی صاحبقرانی
اور لاف و گزاف کرتا ہی کہ مین صاحبقران زمان ہون اور حمزہ میری ہیبت شمشیر سے بھاگ کر ظلمات کو چلا گیا
تو امیر کشورگیر کی برابری کیا کریگا صاحبقران نے تو شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کردیے اب ظلمات
مین دامہ جادو کے تباہ کرنے کو گئے ہوئے ہین تو ایک جادوگرنی سے ڈر کر بھاگا جاتا ہی لعنت ہی تیری
اس صاحبقرانی پر صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر ہی کہ پردۂ قاف مین جادوگرون کو مارا
طلسم گوہر بار فتح کیا یہان بھی کئی طلسم توڑے تو جا کر بیشہ برازی کر اُسمین تجھکو نفع خوب ہوگا اگر لندھور
تیرا اشرایک نہ ہوتا تو تیرا یہ اوج ہرگز نہ ہوتا اور مین تو اگر حیات مستعار باقی ہی تو اس عذاب سے
چھوٹ جاؤنگا یہ کلمے جو سنے ایرج کو غیرت آئی کہا کہ او دیولے اگر مین صاحبقران ہون تو اُس ساحرہ کو
بغیر مارے نہ جاؤنگا وہ ساحرہ کہان رہتی ہی مجھے نشان تو دے اسد غازی نے کہا وہ سامنے قلعۂ کہنہ ہی
اُسمین رہتی ہی ایرج نے کہا کہ جاکر اُسے مارتا ہون یہ کہکر اُسی طرف روانہ ہوا اسد غازی نے اپنے دل مین
کہا کہ یہ اُس جادوگرنی کا کیا کرسکیگا خوب تو نے اسکو پھنسوایا مگر ایرج جو اُدھر کو چلا اپنے دل مین خیال کیا
کہ حمزۂ صاحبقران جو ساحرون کو مارتا تھا تو اُسکو اسم اعظم یاد تھا سحر ساحر کا اُسپر تاثیر نہین کرتا تھا مجھکو تو
کوئی اسم یاد نہین تو کیا کرسکیگا مگر بہ فریب پیش آنا چاہیے بس یہ باتین اپنے دل سے کرتا ہوا قریب اُس جادوگرنی
کے مکان کے آیا قربان سے کمان ترکش سے تیر نکالکر تیر کو کمان مین پیوستہ کرکے آواز دی کہ ای مسلسل جادو

ہین تمھاری ملاقات کو آیا ہون زرا باہر آو مسلسل جادو کے کان مین جو آواز آئی حیران ہوئی کہ کون بیتر الملاقاتی آیا ہی
دیکھ تو سہی بس کوٹھے پر آئی دریچے سے سر باہر نکالا ادھر ایرج تو دیکھ ہی رہا تھا کہ نظر آسے اور نشانہ کردن بیتر جو
مارتا ہی گلے پر پڑا کہ تو ڑکر نکلگیا وہ تڑپ کر گری شور گیر ودار بلند ہوا زمانہ تیرہ وتار ہو گیا بیر اُسکے خاک اُڑا رہے تھے
کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی آخر کار وہ ساحرہ جہنم واصل ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی ہر اام من مسلسل جادو بود
جب روشنی ہوئی ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ اب چلکر اُس دیوانے کو بیچیے مگر اسد غازی نے جو قید سحر سے
نجات پائی بھاگا ایک پہاڑ کی طرف چلا ایرج جو اسد کو ڈھونڈھتا ہوا آیا جہان اسد مقید سحر تھا وہان نہ پایا
بلکہ دیکھا کہ بھاگا ہوا چلا جاتا ہی ایرج دوڑا کہ او دیوانے کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچ کر آیا مین اور تعاقب
مین اسد کے چلا لیکن اسد دبلا پتلا ہی بھاگا ہوا چلا جاتا تھا اور ایرج لحیم شحیم اس سے دوڑا نہ جاتا تھا
یہانتک کہ اسد جلتے جلتے ایک غار کے پاس پہونچا بے تکلف اُس غار مین کود پڑا ایرج جو وہان پہونچا پکارا
کہ او دیوانے تو اپنے پاؤن سے گور مین گیا یہ کہکر ایرج بھی اُس غار مین کودا اسد غار مین چلا جاتا تھا اک
ایک مرتبہ روشنی معلوم ہوئی بس بھاگا ایرج بھی تاریکی سے نکلکر للکارا کہ او دیوانے آیا مین اسد پکارا کہ آؤ
تو معلوم ہو ایرج جھنجلا کر دوڑا اسد غازی کو ایک بڑا سا پتھر دکھائی دیا اپنے دل مین کہا کہ ای اسد تو
اسکی آڑ مین ہو کر کھڑا رہ جب ایرج تیرے پاس آنے لگے تو تو پھر کر اس پتھر کی آڑ سے نکلجانا یہ خیال اپنے
دل مین کر کے کھڑا ہو رہا جب ایرج قریب آیا دہنی طرف سے چلا کہ اسد کو گرفتار کرلے اسد بائین طرف
سے نکلکر غار کی طرف چلا رجعت قہقری کی ایرج بھی غار کی جانب روانہ ہوا اسد تو راہ طی کر کے غار پاس پہونچگیا
اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست اب تو یہان سرگردان رہ مین تیرے مرکب پر سوار ہو کر جاتا ہون ایرج پکارا
کہ ارے برائے خدا میرا گھوڑا نہ لیجانا اسد غازی پکارا ارے بزا زبچے اب ذرا تو حیران و سرگردان رہ
پھر یہ کہتا ہوا غار سے باہر آیا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ایرج کے مرکب کو مار ڈالا اور مرکب کو چھپکاتا ہوا
راہی ہو گیا ایرج جو غار سے نکلا دیکھا اسد کو جاتے ہوئے نہایت غمناک ہوا کہ افسوس یہ دیوانہ ہاتھ
نہ لگا اور خیال مین گذرا کہ ای ایرج پیادہ روی تجھے مار ڈالیگی دیوانے نے غضب کیا کہ تیرے گھوڑے کو
مار کر چلا گیا اسد تو ایک طرفۃ العین مین غائب ہو گیا ایرج حیران و پریشان پہاڑ سے اترا اور
مسلسل جادو کے مکان مین آیا وہان جو تلاش کی تو کچھ لوگون کو قید پایا بہت سامان و اسباب اور کچھ
مرکب بھی نکلے لوگون کو قید سے رہا کیا اور مال و اسباب بھی اُنکو دیا اور کہا کہ جہان تمھارا جی چاہے
چلے جاؤ کچھ لوگ تو دعائین دیتے ہوئے چلے گئے کچھ لوگون نے کہا کہ ہم آپکے قدمون سے جدا نہ ہونگے
اور وہ ایرج کے ساتھ رہے القصہ ایرج مال و اسباب ساحرہ کا اپنے تحت مین کر کے روانہ ہوا تھوڑی
دور آیا ہوگا کہ اسکے رفیق اور لشکر والے ملے کہ ڈھونڈھتے ہوئے چلے آتے تھے اُن سبھون نے حال پوچھا کہ
دیوانہ ہاتھ نہ لگا کہا کہ وہ ایک مکار ہی بھلا کب ہاتھ لگتا ہی اور تمام اپنی نقل گذشتہ بیان کی طہماسپ اور
بہزاد حیران ہوئے کہ دیکھیے کس گھات سے جادوگرنی کو قتل کرا کے نکلگیا ایرج جب آکر داخل لشکر ہوا کہا
صاحبو سنا ہی کہ نور الدہر پیدا ہوا اور ادھر آتا ہی اگر اُس سے مقابلہ ہو گیا تو جانا میرا قلعۂ ذوالامان
پر رہجائیگا مین چاہتا ہون کہ کوچ دلدار مین پہونچون کہ مجھکو جدائی ملکہ گیتی افروز کی مارے ڈالتی ہی
بہزاد مرتد بولا ای شہریار آپ وہان پہونچے اور ملکہ آپ سے آملی وہ تو دشمنون مین گرفتار ہی نہین تو

آپ پاس ابتک چلی آئی ہوتی ایرج کی نگاہون کے نیچے تصویر ملکہ گیتی افروز کی پھر گئی بے اختیار چیخ مار کر رونے لگا
بعد گریہ و زاری کے کہا کہ ہمارا کوچ ہو ملک سبائل کی طرف اُسی وقت بموجب حکم کوچ کی تیاری ہوئی دوسرے
دن ایرج مع لشکر روانہ ہوا بعد کئی دن کے پیش خیمہ ایک چورلہے پر پہونچا لوگون نے آکر ایرج سے عرض کیا کہ یہان سے
چار راہین چار طرف گئی ہین ایک راہ نوشاباد اور بیشۂ کلنگان کو گئی ہی اور ایک ارمنوس حصار کو اور ایک
سبائل کو اور ایک قلعۂ ذوالامان کو اب جس طرف ارشاد ہو اُس طرف چلین ایرج نے کہا اب مین پہلے ان
دونون ملکون سے فراغت کر لون تو قلعۂ ذوالامان کی طرف چلون اور طہماسپ سے کہا کہ تم باشندے ہو نوشاباد
کے جا کر وہان سے خراج لاؤ اور ہماری بیعت پر سب کو راضی کرو طہماسپ بولا بہت خوب مین جاتا ہون ایرج
نے کہا اے طہماسپ خبردار جو بیعت کرنے پر راضی ہو پھر اُسے ایذا نہ دینا طہماسپ نے عرض کیا ایسا ہی ہوگا اور
رخصت ہو کر مع لشکر نوشاباد کو روانہ ہوا بعد چند روز کے قریب نوشاباد کے پہونچا مقام کیا خیمہ استادہ ہوا طہماسپ داخل خیمہ ہوا
اور ایک نامہ لکھکر شیر دہن بن کوہ لخت کو روانہ کیا لیکن عنقویل دیو پر در چند روز سے واسطے شکار کے بیشۂ
کلنگان کو گیا ہوا ہی شیر دہن بن کوہ لخت عنقویل کی بہن کا بیٹا ہی نہایت مرد فہمیدہ و سنجیدہ مسلمان با اعتقاد
بہادر دوست خود بھی نہایت جری ہی سب رعایا نوشاباد کی اُس سے راضی ہی اُسنے کبھی کسی کو ایذا نہین پہونچائی
اسنے جو خبر سُنی کہ طہماسپ نوشاباد پر آتا ہی کہا کہ صاحبو تیاری کرو کہ مین طہماسپ کی دعوت کرونگا کہ میرے
بھائی کا بیٹا ہی کہ اتنے مین دوسرا چوبدار آیا اور اُسنے عرض کیا کہ طہماسپ نے نامہ بھیجا ہی کہا کہ لاؤ نامہ بر کو جب
ایلچی سامنے آیا شیر دہن نے اُسے بہت تعظیم و تکریم سے بٹھایا بکمال خاطر و مدارات سے پیش آیا بعد اُسکے نامہ
اُس سے لیکر دبیر کو واسطے پڑھنے کے دیا اُسنے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریفین نیر اعظم آفتاب تابان کی بعد اُسکے
مدح پیر قطب دوران کی لکھی تھی بعد اُسکے لکھا تھا کہ اے شیر دہن آگاہ ہو کہ مین فرستادۂ زبدۂ آفتاب پرستان
نظر کردۂ پیر قطب دوران گرشاسپ زمان ایرج نوجوان کا ہون اور مجھے جو اُسنے یہان بھیجا ہی فقط اسلیے کہ
مین یہان کا باشندہ ہون اور تم میرے عزیز ہو مین وعدہ کرکے آیا ہون کہ تمام نوشاباد کو آفتاب پرست کرکے لاؤنگا
بہتر یہ ہی کہ نامے کو دیکھتے ہی میرے پاس حاضر ہو دین آفتاب پرستی اختیار کرو اور اگر یہ منظور نہین ہی تو آمادۂ جنگ
ہو شیر دہن جب مضمون سے آگاہ ہوا ایلچی سے کہا کہ مین ابھی جواب لکھے دیتا ہون مجکو اطاعت مین بندۂ آفتاب پرستان
کی کچھ انکار نہین ہی اور بیعت کرنے کو خراج دینے کو موجود ہون مگر دین اپنا ترک نہ کرونگا مسلمان سے کافر نہ ہونگا
ایلچی یہ جواب لیکر طہماسپ کے پاس پہونچا وہ حرامزادہ یہ سُنکر نہایت برہم ہوا پھر کہلا بھیجا کہ اگر دین آفتاب پرستی
تو قبول نہ کریگا تو مین بغیر تیرے قتل کیے چین نہ لونگا اور مین بیعت کو کچھ نہین جانتا کہ بیعت کسے کہتے ہین یہ پیغام
شیر دہن کو جو آیا تو بولا یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین دین اسلام ترک کرکے باطل پرستی اختیار کرون ہان لشکر میرا تیار ہو
غرض حکم سنتے ہی تیاری ہوئی شیر دہن لشکر کو لیکر شہر سے باہر نکلا طہماسپ نے یہ خبر سُنکر طبل جنگ بجوایا
ادھر لشکر مین شیر دہن کے بھی طبل جنگ بجا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو
معرکۂ کارزار مین صف آرا ہوئے ادھر سے طہماسپ گھوڑے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا
اُدھر سے شیر دہن آکر مقابل ہوا بعد از نگاورزنی شیر دہن نے کہا کہ اے طہماسپ مین نے سُنا ہی کہ جسنے
ایرج سے بیعت کی وہ امان مین رہا پھر کچھ ایرج نے اُسکے دین و آئین سے تعرض نہ کیا مین باوجودیکہ اقرار
بیعت کا کرتا ہون خراج دینے پر راضی ہون مگر تم نہین مانتے آمادۂ رزم و پیکار ہوا اچھا نہین سہی طہماسپ نے

ہین نوشاباد کو بغیر قتل کیے یا آفتاب پرست کیے نہ رہونگا بیعت سے کوئی مطلب نہین نکلتا اور طہماس مقتول
یہ دونون پہلے لقا پرست تھے خدا پرستون نے ان دونون کو مسلمان کرلیا نہین معلوم انپر کیا جادو کیا غرض یہ ہی
کہ ای شیر دہن اگر تجھے آفتاب پرست ہونا منظور ہو تو تیری جان بخشی کرتا ہون نہین تو سر تیرا کاٹ کر خدمت
مین زبدۂ آفتاب پرستان کی لیجاؤنگا شیر دہن بن کوہ بخت نے کہا کہ مین ہرگز دین آفتاب پرستی قبول نہین
کرونگا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر طرماسپ حرامزادے نے نیزہ اٹھاکر مارا شیر دہن نے نیزے پر نیزہ لیا لگی نیزہ بازی
ہونے لیکن مطلب کسی کا نہ نکلا نیزے ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوارین کھینچ کر آمادۂ پیکار ہوئے شیر دہن
نے تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے ساطور پر روک کے جو ساطور مارا سپر کو قلم کرکے پھل ساطور کا تا دو ابرو
اترا شیر دہن نے دستانہ مارا ساطور تو جھنناکر نکلگیا سر سے خون جاری ہوا مگر شیر دہن دلاور نے اسی عالم
زخمداری مین بھی تلوار طرماسپ پر ماری کہ اوچھا سا زخم لگا اُسنے پھر جو ساطور مارا تو شیر دہن کے شانے
پر زخم لگا شیر دہن نے بائین ہاتھ سے خنجر مارا کہ طرماسپ کی بھون پر زخم لگا اب طرماسپ نے جو ساطور مارا
تو زخم سر شیر دہن کا چوبارہ ہو گیا غش کھاکے گرا تھا کہ اس نامرد بدذات طرماسپ نے سر اُس مرد دیندار کا
کاٹ لیا اور لشکر پر شیر دہن کے دوڑ پڑا یہ دیکھکر فوج بھی اسکی فوج شیر دہن پر دوڑی تلوار چلنے لگی خوب جنگ
مغلوبہ ہوئی آخرکار بسبب نہ ہونے سردار کے دل فوج کا ٹوٹا اور لشکر شیر دہن نے شکست کھائی لاش اپنے
سردار کی اُٹھاکر بیشہ کلنگان کو روانہ ہوئے طرماسپ حرامزادہ فوج شکست خوردہ کے تعاقب مین شہر
نوشاباد مین چلا آیا تمام لوگون کو وہان کے قتل کیا بچون تک کو نیزون پر اُچھال اُچھال کے مارا ہرچند لوگ
وہان کے چلایا کیے کہ ہم رعایا ہین ہمارا کیا قصور ہی ہمکو قتل نہ کیجیے اس ظالم نے کچھ نہ سنا انجام کار لوگ اپنی
جانین بچاکر شہر سے نکلگئے اس بدذات نے شہر کو ویران کیا مال و اسباب لوٹ لیا بعد کئی روز کے خدمت مین
ایرج نوجوان کی آیا تمام مال و اسباب پیشکش کیا اور کہا کہ کسی طرح اُن لوگون نے اطاعت آپ کی منظور نہ کی
مین نے تمام شہر کو قتل کیا ایرج چپ ہو رہا مگر لندھور کو پرچۂ اخبار گذرا کہ شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا
طرماسپ نے اُسے ناحق قتل کیا اور شہر کو برباد کیا لندھور ایرج کے پاس آیا اور کہا ای ایرج کیا خوب
تمنے عہد کو ہمسے نباہا شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا اُسکو ناحق طرماسپ نے قتل کیا اور تم خبر نہ ہوئے
یہی ہمسے تمنے عہد و پیمان کیا تھا واہ سبحان اللہ ایرج نے طرماسپ کی طرف دیکھا کہا کہ دار اے ہند کیا
کہتے ہین طرماسپ بولا میرا شہر تھا وہ سب میرے عزیز تھے مجھکو گوارہ نہ ہوا کہ وہ لوگ اور دین مین رہین انھون نے
دین آفتاب پرستی قبول نہ کیا مین نے اُنھین قتل کیا لندھور بولا کہ سُنا آپ نے مین نے اس واسطے آپ سے
بیعت کی تھی کہ اہل اسلام قتل ہون ایرج نہایت طرماسپ پر برہم ہوا اور کہا دور ہو میرے سامنے سے
تو نے پیمان شکن مجھے کہوایا اب خبردار میرے سامنے نہ آنا طرماسپ کو اپنے سامنے سے اُٹھوا دیا لندھور
سے کہا آپ میرے قبلہ و کعبہ ہین مین نے آپ کو باپ کہا ہی قسم ہی بیر اعظم کی کہ مین نے یہ جان کر طرماسپ کو
نوشاباد پر نہین بھیجا تھا کہ یہ جاکر سب کو ناحق قتل کریگا مین یہ سمجھا تھا کہ یہ وہان کا رہنے والا ہی وہین پیدا ہوا ہی
اسکو وہان کے لوگون کا بہت پاس ہوگا اور ہر ایک کو اپنے وطن کا پاس و لحاظ ہوتا ہی برخلاف اس بدذات
کے کہ اسنے غضب کیا کہ نہ میرے کہنے کا پاس و لحاظ کیا نہ ہستی کا اسے خیال رہا سچ ہی کہ طرماسپ بڑا بدذات
ہی ای رستم ہند اس نالائق نے مجھے آپ کے سامنے ذلیل کرایا اب آپ معاف کریں پھر ایسا نہ ہوگا لندھور

عذر خواہی سے ایرج کی چپ ہو رہا اور اپنے دل مین کہا کہ اب تو شیر دہن مر چکا کسی طرح زندہ نہ ہوگا کیا فائدہ کہ ایرج
سے بگاڑ پیدا کرے اور اپنے لوگون کو سمجھایا کہ کچھ خطا ہمین ایرج کی نہین اُسنے میرے سامنے عذر خواہی کی مین چپ ہو رہا
کرون تو کیا کرون اب تو شیر دہن مارا جا چکا مانند شہر فرنگو شیہ اور اختر کے نوشاباد بھی برباد ہوا سب رفیقون
نے کہا کہ ہمین کیا مطلب جب حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھرینگے آپ جواب دہی کر لیجیگا لندھور بولا ہمین
سمجھ لونگا مگر ایرج جب قریب شہر ارمنوس حصار کے پہونچا بہزاد مرتد نے ایرج سے عرض کیا کہ اگر مجھکو حکم ہو
تو مین ارمنوس حصار مین جاؤن باپ کو اپنے آفتاب پرست کر کے لاؤن ایرج نے کہا ابھی ٹھہر جا سب جا کر
فتنہ برپا کر چکا ہی اب تو چاہتا ہی کہ کچھ فساد کرے اسنے کہا کیا مجال غلام کی کبھی خلاف نہ ہوگا ایرج نے کہا اری
بہزاد جو تیرے دل مین ہی وہ میرے ناخون مین ہی مین سمجھے خوب جانتا ہون تیرا سر حرامزدگی اول ہی یہی باتین
تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مظفر ارمنوس حصار تحفے لیے ہوئے آتا ہی ایرج یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا
لندھور نے کہا ای ایرج نوجوان مظفر نہایت ذی عزت شخص ہی صاحبقران اسے اپنا قبلہ و کعبہ جانتے ہین
ایرج نے تمام سردارون کو حکم دیا کہ استقبال کر کے لاؤ سب سردار ایرج کے گئے مظفر کو باعزاز و اکرام پیشوائی
کر کے لائے مظفر نے آکر ایرج کو سلام کیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے عرض کیا کہ مجھے آپ سے بیعت کرنے مین
انکار نہین ہی مین موجود ہون ایرج بولا مجھے بھی یہی منظور ہی مظفر نے اُسی وقت ایرج سے بیعت کی ایرج
نے اُسے خلعت دیا صحبت عیش آراستہ ہوئی شام تک عجب جلسہ رہا اب مظفر رخصت ہو کر جانے لگا تھا کہ
بہزاد مرتد نے ایرج سے کہا کہ آج مین اپنے باپ کی دعوت کرونگا ایرج بولا تجھے اختیار ہی بہزاد مرتد نے
مظفر سے عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار آج غلام کو سرفراز فرمایے مظفر نے کہا اچھا بہزاد مرتد اُس مومن کو اپنے
خیمے مین لایا سامان دعوت مہیا کیا صحبت عیش گرم رہی یہان تک کہ جب نصف شب گذری صحبت برخاست ہوئی
اب مظفر اور بہزاد تنہا رہگئے بہزاد نے مظفر سے کہا ای پدر بزرگوار دیکھیے کہ ایرج نے میرے پاس و لحاظ سے
کیا آپ کی خدمت کی پس آپ کو لازم ہی کہ اب دین آفتاب پرستی اختیار کریجیے ایرج آپ سے اور زیادہ
خوش ہوگا اور مین بھی آپ سے نہایت مسرور ہونگا اور غور کیجیے کہ دین نیر اعظم کا عجب روشن دین ہی اگر ظہور
انکا نہ ہو تو تمام زمانہ تاریک رہے کوئی شی زمانے کی پختہ نہ ہو آفاق انھین سے روشن ہی اور ای پدر بزرگوار مجھے
آپ کے باعث سے بدنامی ہوتی ہی کہ بہزاد کا باپ مسلمان ہی اگر آپ آفتاب پرست ہو جائینگے میری بدنامی مٹ جائیگی
مظفر نے یہ سنکر کہا کہ ای بہزاد ایک تو تو نے دین اسلام ترک کیا ایسے پروردگار عالم کو بھولا کہ جسنے آفتاب
و مہتاب و آسمان و زمین سب پیدا کیے ہین تو نے ایک مخلوق کی پرستش کی خدا کو بھولگیا اور اب مجھسے کہتا ہی کہ
مین حق پرستی چھوڑ کر باطل پرستی اختیار کرون یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا لاکھ لاکھ لعنت ہی ادیان باطلہ پر اب لعنت کا
کرنا تھا کہ بہزاد مرتد نے تلوار کھینچکر جو مظفر پر ماری وہ موحد شہید ہوا لاش اُسکی تڑپنے لگی اس حرامزادے
نے لاش بے سر وہین چھوڑا اور صبح کو سر لیکر خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوا اور سر مظفر کا سامنے ڈالدیا
اور کہا کہ یہ سر مظفر کا حاضر ہی کہ زبردستی مجھسے کہتا تھا کہ دین آفتاب پرستی ترک کر مجھکو برا معلوم ہوا مین نے
اُسے قتل کیا ایرج نے سر جو اُس مرد مومن کا دیکھا بے اختیار آنکھون سے آنسو گر پڑے اور کہا کہ او نالائق
یہ تو نے کیا کیا ارے بدذات یہ تو مجھسے بیعت کر چکا تھا اور حکم دیا کہ گرفتار کرو بہزاد کو باندھ لو مشکین اسکی
اُسی وقت لوگون نے مشکین بہزاد مرتد کی باندھین ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ اس نالائق کو جو چاہیے

وہ سزا دیجیے لندھور مظفر کے واسطے رو رہا تھا اور جتنے ہندی تھے دست بہ قبضہ بیٹھے ہوئے تھے مگر بہزاد
کو جو باندھ کر ایرج نے لندھور کے سامنے کیا اب غصہ ہندیون کا فرو ہوا اُدھر لندھور نے اپنے دل مین
کہا کہ ایرج اس بہزاد مرتد ملعون کو عزیز بہت رکھتا ہی اگر مینے اسے مار ڈالا تو ایرج بہت آزردہ ہوگا اس سے
بہتر یہ ہی کہ اسکو ایرج ہی کے حوالے کر دے وہ چاہے قتل کرے چاہے بخشے بس یہ اپنے دل مین خیال کر کے
ایرج سے خطاب کیا کہ اب مظفر تو کسی طرح زندہ ہو نہین سکتا بہزاد کو مین نے مارا تو کیا حاصل ہوگا اسکا
اختیار آپ ہی کو ہی آپ جو چاہے کیجیے مجکو صرف لاشہ مظفر کا دیجیے کہ مین تجہیز و تکفین کرون ایرج نے حکم دیا
کہ لاشہ مظفر کا لندھور کو دو اور اس نالائق بہزاد کو قید شدید مین گرفتار رکھو لندھور نے لاشہ مظفر کا مین
قلعۂ ارشدیس حصار مین دفن کرایا اور وہان حاکم اپنی طرف سے اس سمت سے مقرر کیا کہ اگر کوئی آفتاب پرست
ایرج کی جانب سے حاکم ہوا تو وہ خدا پرستون پر ظلم کریگا مگر ایرج از بسکہ طہماسپ اور بہزاد مرتد سے
آزردہ تھا اور یہی اسکے رفیق خاص اور رازدان ہین اُسی بد دماغی مین حکم دیا کہ صبح کو ہم شکار کے واسطے
چلینگے جانوران صید گیر تیار ہو کر آئین رات کو تیاری ہوئی صبح کو ایرج براے صید افگنی روانہ ہوا جب صحرا
مین پہونچا شکار کھیلنے لگا باز شاہین بہریان جھوٹین قراولون نے جھنڈیون جھاڑیون کو ہلایا تیتر لوے بٹیر اُڑنے لگے
شکار ہونے لگا پرندون کا شکار خوب کھیلا اب چرندون کی جانب رُخ کیا دو ایک نیلگاؤ صید ہوئے اب ہرن
کی تلاش ہوئی ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے مغرب کی طرف ایک آدھ کوس پر ہرن چرتے ہین ایرج
گھوڑا اُٹھا کر اُس طرف روانہ ہوا دیکھا کہ واقعی دس بیس ہرن مصروف چرا ہین بس اسنے ایک ہرن کو تاک لیا
اور نیت کی کہ اگر اسکو مین نے صید کیا تو وصل سے ملکہ نیتی افروز کے کامیاب ہونگا نیت کر کے گھوڑا اُسکے پیچھے
ڈالا اب آگے تو وہ ہرن ہی پیچھے اُسکے ایرج ہی ہرچند چاہتا ہی کہ اُسے صید کرے مگر وہ زد پر نہین آتا حتے
کہ یہ ہرن کے تعاقب مین تنہا رہگیا سب رفیق و ہمراہی چھوٹ گئے یہان تک کہ ہرن ایک درۂ کوہ مین جا کر
غائب ہوگیا ایرج جو اُسکی تلاش مین آیا ہرن کو نہ پایا بہت پریشان ہوا جب کہین پتا نہ لگا حیران ہو کر ایک
طرف کو چل نکلا متردد و متفکر چلا آتا ہی کہ ایک جانب سے کچھ لوگ دکھائی دیے جب وہ قریب آے دیکھا کہ کوئی
ہزار بارہ سو خاصبردار عصاہاے زرین ہاتھون مین لیے ہوئے کچھ چوبدار لباس پُر تکلف پہنے ہوئے کچھ
خدمتگار پگڑیان باندھے ہوئے ایک مرد پیر باریش سفید تاج سر پر رکھے ہوئے چارقب شاہی زیب بدن
کیے ہوئے تخت پر سوار چلا آتا ہی ایک نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ کہان کا بادشاہ ہی اور یہ کون سی سرزمین
ہی اُسنے بیان کیا کہ یہ سرحد غروبیہ باختر ہی یہ بادشاہ ہی یہان کا غروب شاہ اسکا نام ہی درۂ سہیل کی طرف
شکار کھیلنے گیا تھا اب اپنے شہر کو جاتا ہی مگر غروب شاہ کی نگاہ جو ایرج پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت
کو دیکھا کہ چہرے سے فر فریدونی و دبدبہ اسکندری پیدا نور سروری و سالاری ہویدا ہی دنگ ہوگیا قریب
ایرج کے آیا اور سلام کر کے پوچھا آپ کون ہین کہ مین آپ مین نشان اولاد صاحبقرانی کے پاتا ہون نام نامی
و اسم گرامی سے آگاہ کیجیے ایرج نے کہا ای غروب شاہ نام ہی میرا زدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ
پیر قطب دوران ایرج عالیشان لندھور جو جانشین حمزۂ صاحبقران ہی اُسنے میری بیعت کی اور
میرے ہمراہ ہی باقی تمام ملک جو حمزہ نے اسلام آباد کیے ہین وہان کے سردارون سے خراج لیتا ہوا بیعت
لیتا چلا آتا ہون اب ارادہ میرا ملک سبائیل اور قلعۂ ذوالامان پر جانے کا ہی شکار کو نکلا تھا ایک ہرن کے

تھا تب مین یہان تک چلا آیا اپنے لوگون سے جدا ہو گیا اب ہرن بھی غائب ہوگا اُسکا ٹھکانا نہ لگا راہ بھی گم کی تھی
کہیں نہین دیکھا کہو تمھارا دین و مذہب کیا ہی لقا پرست ہو یا خدا پرست اُسنے کہا کہ مین مسلمان ہون امیر کشور گیر نے
مجھے مسلمان کیا ہی ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرو میرے ہمراہ رہو اُسنے کہا کہ یہ جو آپ فرماتے ہین ہرگز
مجھسے نہ ہوگا بلکہ کوئی مسلمان اپنا مذہب نہ چھوڑیگا مگر مین بیعت کرنے کو آپ کی موجود ہون اس شرط سے کہ ایک
مشکل میری آپ حل کرین ایرج نے کہا وہ مشکل بیان کرو اُسنے کہا آپ مجھے سرفراز فرمائین شہر مین تشریف لے چلین
بعد خدمتگزاری اور مہمانداری کے مشکل اپنی گذارش کرونگا ایرج نے کہا کیا مضائقہ ہی چلو مین تمھارے
ساتھ ہون غروب شاہ نے عرض کیا آپ تخت پر سوار ہو کر چلین ایرج نے کہا کہ مین صاحبقران ہون مجھے
تخت نشینی زیبا نہین تم تخت پر سوار ہو کر چلو مین تمھارے ہمراہ ہون القصہ غروب شاہ تخت سے نیچے اُترا اور گھوڑے
پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب ایرج نوجوان ہوا کوئی دو گھڑی دن رہے داخل شہر عزدبیہ باختر ہوا دیکھا ایرج
نے کہ شہر بہت آباد ہی خلقت شادی ہی ہر طرف مسجد مدرسے بنے ہوئے ہین کارواں سرائین پاکیزہ لوگ متبرک
ہر خانقاہ اور مدرسے مین بیٹھے ہین بازار مین عجب مجمع ہی کٹورہ کھنک رہا ہی چیزین عمدہ ہر دُکان پر مہیا ہین
جس وقت چوک مین آیا اور یہی سمان پایا کسی کمرے مین سے رقص و غنا کی صدا آتی ہی کہین خالی ساز چھڑ رہا ہی
سارنگیان بج رہی ہین طبلے کی گمک آسمان تک پہونچ رہی ہی رنڈیان بصد کرشمہ و ناز مثل طاؤس ملمع آراستہ
و پیراستہ کوٹھون پر کرسیان بچھائے ہوئے بیٹھی ہین دھڑی مسی کی لاکھا پان کا شام و شفق کا جلوہ دکھاتا ہی چار طرف
ایک گلزار پھولا ہوا ہی ایرج سیر کرتا تماشا دیکھتا چلا آتا تھا یہان تک کہ ایوان بادشاہی مین آکر پہونچا کرسی زرنگار
پر تمکین ہوا اُسی وقت چند منتخب طائفے آکر حاضر ہوئے ساقیان سیمین ساق طاق و مشاق جام مرصع کا ہاتھ مین
لیے ہوئے موجود ہوئے صحبت عیش آب آتش رنگ سے اور گرم ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا
تمام ایوان مین جھاڑ کنول روشن تھے شمعین کافوری جل رہی تھین عطر کے شیشون کے مُنھ کھلے ہوئے تھے خوشبو
سے تمام صحبت مہک رہی تھی ایرج مست و مدہوش بیٹھا ہوا تھا روپیہ اشرفی کشتیون مین بھرا ہوا پاس ایرج
کے رکھا تھا ہر ایک کو حسب لیاقت انعام و اکرام دیتا جاتا تھا پہر رات گئے غروب شاہ نے کمال عجز و انکسار
سے عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمائیے پھر ناچ دیکھیے گا ایرج اُٹھ کھڑا ہوا نعمت خانے مین آیا انواع اقسام کی
نعمت موجود تھی بعد الفراغ طعام پھر صحبت مین آکر بیٹھا دو پہر رات گئے تک ناچ دیکھا کیا طائفون مین جسکی طرف طبیعت
کو میلان تھا اُسے طلب کیا آکر پلنگ پر لیٹا مشغول عیش و عشرت ہوا القصہ تین شبانہ روز تک یہی صحبت رہی بعد تین
روز کے ایرج نے غروب شاہ سے خطاب کیا کہ اب تم وہ مشکل اپنی بیان کرو تاکہ ہم اُسے حل کرین اُسنے
عرض کیا کہ ابھی آپ چند روز تو اور سرفراز فرمایے پھر مین عرض کرونگا ایرج نے کہا کہ مجھکو زیادہ رہنے کی
فرصت نہین ہی مین جاؤنگا غروب شاہ نے عرض کیا کہ میرا جی نہین چاہتا کہ مین آپ کو بلا مین پھنساؤن مین
بیعت آپ کی کرتا ہون خراج آپ کو دیتا ہون آپ کو تو غرض خراج لینے سے اور بیعت کرنے سے ہی ایرج نے
کہا کہ مین صاحبقران ہون جب تک تمھاری مشکل نہ حل کرلونگا مجھکو قرار نہ آئیگا تم جلد بیان کرو کہ کیا مشکل ہی
اور حمزہ صاحبقران نے تو بہت لوگون کی مشکلین آسان کی ہین مین ایک تمھاری مشکل بھی آسان نہ کرسکونگا
تو پھر صاحبقران کیونکر ٹھہرونگا غروب شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار جس وقت لقا خدا سے باختر ہاتھ
سے امیر کشور گیر کے بھاگ کر ملک سائل سے شہر زرائل مین آیا تھا اور شبیر بتیہ کلنگان سے بیٹے

طہماس بن شقوبیل دیو پرور لقا کی مدد کو آیا تھا اور لشکر حمزہ سے مقابلہ کیا تو حمزہ بھی طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا
اور اُسے گھوڑا لیکر میرے شہر کی طرف چلا آیا تھا مین حمزہ کو ایک صحرا مین بیہوش پڑا دیکھکر اُٹھا لایا تھا مگر
گھوڑا حمزہ کا اشقر دیوزاد صحرا مین چرا کرتا ہوا رہگیا یہان دریا مین ایک گھوڑی رہتی تھی کہ مادیان بحری
اُسکا نام تھا وہ گھوڑی ایسی زبردست تھی کہ اکثر آدمی اور گھوڑے بلکہ گینڈے اور ہاتھی تک اُسنے مار ڈالے
تھے جب وہ دریا سے نکلتی اور کسی بستی مین جا پڑتی تھی تو اُسے نیست و نابود کر دیتی تھی اُسنے گانون قصبے بہت
ویران کر دیے اتفاق سے وہ گھوڑی چرا کو نکلی اشقر اُسپر دوڑا اور اُس سے جفت ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اشقر
نہایت زبردست گھوڑا ہی کہ مادیان بحری اُس سے دبگئی اور حاملہ ہوئی بعد چندروز کے بچہ سیاہ رنگ
سفید پیشانی سیہ چشم ابلق سرین پیدا ہوا بچہ اسپ کا ہے کو تھا بچہ دیو معلوم ہوتا تھا جب وہ بڑا ہوا تو مادیان
نے یہ مقام اپنے بچے کو دیا اور آپ اور طرف کو چلی گئی لوگون نے گرہ بن اشقر اُسکا نام رکھا ہی اُسنے تمام
بستی دریا کنارے کی ویران کر دی ہی کوئی اُس سے سامنا نہین کر سکتا یہ اپنی مان سے بھی زیادہ زبردست
ہی کہ اکثر شیر تک اسنے مارے ہین اور اگر کبھی شہر کی طرف آجاتا ہی تو لوگ دروازے گھرون کے بند کر لیتے ہین
بلکہ گھر چھوڑ کے بھاگ جاتے ہین خلائق کا ناک مین دم ہی حمزہ صاحبقران یہان ہوتے تو اُنسے جاکر
عرض کرتا وہ مقرر کچھ تدارک فرماتے شاہزادہ بدیع الزمان نے گلگون باختری کو دریاے باختر سے
پکڑا تھا اُسنے بھی بستیان ویران کر دی تھین مگر یہ گھوڑا مانند مرکب حمزہ صاحبقران کے ہی ایرج نے
جو یہ سُنا کہ یہ گھوڑا بچہ ہی اشقر دیوزاد کا اپنے دل مین کہا کہ اگر تو صاحبقران ہی تو اس گھوڑے کو گرفتار کریگا
اور اقبال یاور ہی تو اپنی پشت پہ یہ تجھے سوار کریگا اور شیر اعظم نے مدد کی تو اسی گھوڑے پر چڑھکر حمزہ
صاحبقران سے مقابلہ کرونگا بس غروب شاہ سے کہا ہم اس گھوڑے کا تدارک کرینگے بتاؤ کس جگہ سے
وہ گھوڑا نکلتا ہی اور کون سا وقت ہی اُسکے نکلنے کا غروب شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار یہان سے کئی فرسنگ
دریا کے کنارے پر ایک بہت بڑا درخت برگد کا لگا ہوا ہی اور وہان سے کئی کوس تک بستی آبادی نہین ہی
اُس مقام پر سے وہ نکلتا ہی مگر آپ وہان جانے کا ارادہ نہ کرین کیونکہ وہ گھوڑا آدمخوار ہی ایرج نے کہا ای
غروب شاہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے ایسے ایسے کام بہت سے کیے ہین اگر ہمنے اس گھوڑے کو بھی نہ پکڑا
تو پھر دعوی صاحبقرانی کا عبث ہی اب تم مجھے وہان لیچلو یا کسی واقف کار کو ساتھ کر دو کہ مجھے وہان پہونچا کے
وہ مقام دور سے دکھا آے غروب شاہ بولا کہ مین ہمراہ ہون چلیے مجھے آپ سے اپنی جان زیادہ عزیز نہین ہی
اُسی وقت ایرج کو ساتھ لیکر روانہ ہوا دوسرے دن مقام مذکور پر پہونچا کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ
ایرج نے دیکھا کہ ایک دریاے ذخار موجین مار رہا ہی کمال تیزی سے بہ رہا ہی دوسرا کنارہ اُسکا ہمکنار عدم
ہی ادھر کنارے کنارے کوسون تک سبزہ زار ہی دور دور قصبے قریے ویران معلوم ہوتے ہین غروب شاہ
نے دور خیمہ استادہ کرایا رات کو وہین رہا صبح کو جو ایرج بیدار ہوا منہ ہاتھ دھوکر مسلح و مکمل ہوکر دریا کے
کنارے آکھڑا ہوا غروب شاہ ایرج کے پاس ہی اور لوگ دور دور کھڑے ہوئے ہین ابھی آفتاب طلوع
نہ ہوا تھا کہ دریا مین ایک تلاطم پیدا ہوا غروب شاہ نے کہا کہ وہ گھوڑا نکلتا ہی یہ کہکر پیچھے ہٹا ایرج نوجوان
نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا تھا کہ دیکھا دریا کا پانی پھٹا اور ایک مرکب سہ چشمی مانند نہنگ کے نکلا عجب
ہیئت تھی کہ رستم دیکھے تو زہرہ آب ہو جاے مگر ایرج مردانہ وار آگے بڑھا اپنے دل مین کہتا تھا کہ

پہ حمزہ ہی کا جگر تھا کہ اشقر ایسے گھوڑے کو اپنا مطیع کیا لیکن کرہ بن اشقر نے جو دیکھا کہ آج کچھ آدمی کھڑے ہوئے ہین
اور ایک انسان بڑھا ہوا چلا آتا ہی بس کانون کو بچہا کر دم سے چنور کرتا ہوا دانت چمکا کر ہنہناتا ہوا دوڑا جتنے
آدمی تھے مع غروب شاہ وہان سے بھاگے درختون کی آڑ مین چھپ کر کھڑے ہوئے اور ایرج کا گھوڑا اُس مرکب
کو دیکھکر پیچھے ہٹا ہر چند ایرج نے کوڑے مارے آگے نہ بڑھا چکر مارنے لگا انجام کار ایرج نے گھوڑا چھوڑا
وہ تو بھاگ گیا ایرج دامن گردان کر آستینین چڑھا کر کرہ بن اشقر کی جانب چلا جب کرہ بن اشقر قریب آیا آنکھین
غصہ سے سُرخ تھین دونون ٹاپین اگلی اُٹھا کر ایرج پر مارین ایرج شاگرد ہی آقا کرک مست قلماق کا پینترا بدلکر
خالی دیا گھوڑے کی ٹاپین زمین پر پڑین کہ گز گز بھر زمین کھد گئی خاک وہان سے اُڑی غروب شاہ وغیرہ سمجھے کہ
ایرج مارا گیا لیکن ایرج نے پینترا آگے بڑھایا تھا کہ یال اُسکی پکڑلے گھوڑے نے پھر مُنہ مارا ایرج نے
گھونسا مارا کہ منھ اُسکا پھر گیا ایرج نے کاکل اُسکی پکڑ کر جست کی کہ روے زمین سے پشت مرکب پر آیا الغرض
بھاگا کرہ بن اشقر ایرج کو لیکر اِدھر اُدھر کے بھاگا ایرج بھی ایسا شہسوار تھا کہ اُسکی پیٹھ پر قایم رہا دیکھا
ایرج نے کہ دریا کی طرف گھوڑے نے رُخ کیا ہی بس ایک طمانچہ مُنہ پر مارا کہ مُنہ گھوڑے کا دریا کی
طرف سے پھر گیا اب اُسنے صحرا کی راہ لی یہ عالم ہی کہ کبھی درختون سے ایرج کو رگڑتا ہی کبھی زمین پر گر کر
اُٹھتا ہی کبھی سیخ پا ہو جاتا ہی ایرج اپنے کو ہر جگہ بچاتا ہی کسی طرح گھوڑے سے جدا نہین ہوتا مگر جب کرہ بن
اشقر دریا مین جانے کا ارادہ کرتا ہی ایرج اسقدر گھونسے اُسکے مُنہ پر مارتا ہی کہ وہ مُنہ اُدھر سے پھیر لیتا ہی
قصہ مختصر ایک شبانہ روز ایرج دلاور اور کرہ بن اشقر سے جنگ رہی آخر ایرج نے لگام مُنہ مین دی اور
لگا دوڑانے جہان یہ تندی کرتا ہی ایرج گھونسا اُٹھاتا ہی گھوڑا سر ڈالدیتا ہی ڈر جاتا ہی غرض خوب ایرج
نے اُسے دوڑایا اور دہنی بائین طرف پھیرا خوب کاوے پر لگایا دو پہر مین گھوڑا عرق عرق ہوگیا اب ایرج
نے گھوڑے کو روکا گردن پر ہاتھ مارا چمکارا نیچے اُتر پڑا ٹہلانا شروع کیا کہ عرق اُسکا خشک ہوا دانہ گھانس
منگا کر کھلایا پھر ایرج نے زین اُسپر کسا وہ تندی کرنے لگا پھر ایرج نے اُسے مارا اور چڑھ کر خوب دوڑایا
بعد تھوڑی دیر کے ٹھہرایا چمکارا پھر دوڑایا غرض تین دن کے عرصے مین گھوڑا شائستہ ہوا اور کہنا ماننے لگا
اب ایرج گھوڑے کو لیکر غروب شاہ کے پاس چلا اپنے دل مین نہایت خوش ہی کہ ای ایرج ایسا گھوڑا سوا
حمزۂ صاحبقران کے اور کسی کے پاس نہین ہی کہا نیر اعظم نے مدد کی ہی غروب شاہ گرد پھر الصدق ہوا
پکارا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ ہی کا کام تھا کہ اس وحشی کو آپ نے رام کیا سبحان اللہ عجب کام کیا
بیشک آپ صاحبقران ثانی ہین غرض ایرج کو شہر مین لایا پھر دعوت و ضیافت کی بعد اُسکے بیعت کی مال و
خزانہ جواہر ایرج کے دینے کو جمع کیا تھا فوراً اُسکی ایرج کے سامنے رکھدی ایرج نے اُٹھا کر پڑھی اور کہا ای
غروب شاہ ہمکو تمھارے باعث سے ایسا تحفہ مرکب ہاتھ لگا کہ اسکے عوض مین ہمنے یہ مال تمھین بخشا اور تم
ہمارے ساتھ چلو غروب شاہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لیجائین آپ ملک زرائل تک نہ پہونچنگے کہ غلام
اپنے ملک کا بندوبست کرکے حاضر ہوگا ایرج نے کہا اچھا کیا مضایقہ ہی یہ کہکر ایرج نے کچھ لوگون کو اپنے
ہمراہ لیا اور اپنے لشکر کو روانہ ہوا جب قریب پہونچا ہرکارون نے خبر مالک بن ملکوت شاہ کو دی
وہ یا مترود بیٹھا تھا با خوشی خوشی مع سرداران نامدار استقبال کرکے ایرج نوجوان کو لیگیا مگر جسنے وہ
مرکب دیکھا خوش ہوا ایرج نے تمام حال اُس مرکب کا بیان کیا لندھور بولا ای ایرج یہ مرکب

صاحبقران کے مرکب سے بھی اچھا ہی مگر سائیس اسکے واسطے چاہیے ہی ایرج نے کہا ای دار لے ہند کل سائیس
اسکے واسطے تلاش کرکے رکھونگا اور نام اس گھوڑے کا مین نے شبدیز بن اشقر رکھا اور حکم دیا کہ لشکر مین ہمارے
جارچی جار دے کہ صبح کو جتنے سائیس اچھے ہین وہ حاضر ہون اور شامیانہ استادہ کراکے اپنے سامنے گھوڑے
کو بندھوایا اُدھر تمام لشکر بھر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ صبح کو جتنے سائیس اپنے فن مین کامل ہین آکر موجود ہون کہ
ایرج نوجوان جس سائیس کو پسند کرینگے یہ گھوڑا اُسکے سپرد کرینگے تمام سائیس رات سے تیاری کرنے لگے
قضائے کار ضرغام شیر دل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا اُسنے یہ گھوڑا بھی دیکھا سائیس کے رکھنے کی بھی خبر سُنی
اسد غازی سے جاکر تمام حال بیان کیا اور عرض کیا کہ عجب مرکب ایرج لایا ہی کہ مین نے آج تک ایسا
گھوڑا نہین دیکھا سُنتے ہین کہ حمزۂ صاحبقران کے مرکب کا لطف ہی اسد غازی نے پوچھا کہ ایرج کہان سے
اُس مرکب کو لایا ہی ضرغام نے عرض کیا کہ دریائے عزدبیہ باختر سے بہم پہونچایا ہی تین دن اس گھوڑے
سے لڑا جب اسے زیر کیا اب سائیس کی تلاش ہی اسد نے فتاح پلنگینہ پوش سے کہا کہ چچا ایسا گھوڑا اس
برازبچے کو زیبا نہین مین جاکر اُس سے چھینے لاتا ہون فتاح نے کہا کہ بھئی درگذر کرو جانے دو کیا فایدہ
تمھین مرکب کی کچھ کمی ہی کبھی ایسا بھی موقع ہوگا تو خیر سمجھ لینا اسد غازی نے کہا کہ چچا اس سے زیادہ قابو کا وقت
نہ ہوگا مین جاکر لاتا ہون اور اُسی وقت لباس عیاری منگوا کر کپڑے سائیسون کے پہن کر پہر رات باقی
رہے سے روانہ ہوا یہان ایرج صبح کو آکر دروازۂ بارگاہ پہ کھڑا ہوا رفیق گرد و اطراف مین جمع تھے
مثل سائیسون کے سامنے آے مانند مہتر قباس و مہتر قباد و مہتر حبت مہتر عثمان مہتر فریدون مہتر دہان قلمی
مہتر یزدان قلمی مہتر ددمس مہتر حبیب مہتر طلبس وغیرہ سب آکر موجود ہوئے ایرج نے دو ایک گھوڑے
کے پاس بھیجا جو گھوڑے کے پاس آیا گھوڑے نے قریب اپنے نہ آنے دیا دانت چمکا کرتا ہین زمین پر مارنے لگا
آنکھین بدلنے لگا سائیس بھاگے ایرج حیران و پریشان ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی اور اب کوئی سائیس گھوڑے
کی جانب اس خوف سے رخ نہین کرتا کہ گھوڑا کھا جائیگا بلکہ دو چار سائیس ہری ہری گھاس دانہ لیے ہوئے
قریب جو اُسکے گئے کسی کو ٹاپ سے کچل ڈالا کسی پر دانت مار کر کام اُسکا تمام کیا ایرج متردد ہی کہ اس گھوڑے
پر کسے مقرر کیجیے کہ اس اثنا مین ایک سائیس نہایت معقول وضع ٹوپی سر پہ بیٹھے ہوئے مرزائی گلے مین کمر
بندھی ہوئی پائجامہ تنگ پائچون کا پاؤن مین کوڑا ہاتھ مین سامنے سے آیا اور ایرج کو سلام کیا اور
دعا دی کہ نیر اعظم آپ کو سلامت رکھے غلام اس گھوڑے کی خدمت کریگا ایرج سوچا کہ سائیس جوان
ہی اور بہت چست و چالاک ہی کہا ای عزیز یہ گھوڑا کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتا جواب دیا کہ پیر و مرشد
جو گھنسکے سے ہین اُنکو گھوڑا اپنے پاس نہین آنے دیتا یہ گھسیارے گھوڑے کے مزاج سے واقف
کیا ہونگے فرمایے تو مین ابھی گھوڑے کے پاس جاؤن اور خدمت اسکی کرون ایرج نے کہا اچھا اس سے
بہتر کیا ہی اسد سلام کرکے گھوڑے کی طرف چلا جب قریب اُسکے پہونچا گھوڑے نے دانت چمکائے کان
کھڑے کیے اسد نے پاس اُسکے جاکر چپکے سے کہا کہ بیٹا باپ تیرا اشقر دیوزاد میرے نانا حمزۂ صاحبقران
کی سواری مین ہی مین تجھپر سوار ہونے آیا ہون تو مجھے جانتا نہین شبدیز نے جو بو اپنے سوار کی پائی
سر ڈال دیا اسد آکر اُس سے لپٹ گیا اگلا گردن پہ ہاتھ پھیرے ایرج نے دیکھا کہ یہ شخص خوب ہی گھوڑا اس سے
رام ہوا ایرج نے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میان تم کہان سے آئے ہو کیا نام ہی عرض کیا کہ غلام نوشاباد

رہنے والا ہی نام میرا مہتر مرزبان ہی شبدیز بن کودمخت کا مرکب میرے پاس رہتا تھا تمام اصطبل جسکے
حوالے تھا وہ ہاتھ سے طرماسپ کے بیگناہ مارا گیا مین اُس روز سے بے آقا ہوگیا نہایت پریشان تھا کہ
اب کہان جاؤنگا اور ایسا آقا کہان پاؤنگا ان دنون سُنا مین نے کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان
مرکب دریائی لاے ہین اور اُنھین سائیس کی تلاش ہی یہ سُنکر خدمت عالی مین حاضر ہوا ہون جو حضور پرورش
فرمائینگے تو افتخار اپنا سمجھکر خدمت عالی مین حاضر رہونگا ایرج نے دیکھا کہ سائیس بہت شائستہ ہی زبان
درست گفتگو بھی اچھی کہا کہ تم یہ تو بتاؤ کہ گھوڑے نے تمھین اپنے پاس کیونکر آنے دیا عرض کیا ای شہریار
مزاج پہچاننا بہت مشکل ہی ہر ایک کو یہ امر نہین معلوم کہ گھوڑے کو کس وقت ملتے ہین اور کب پانی پلاتے ہین
اور کیونکر دانہ دیتے ہین مصالحہ کھلانے کی کیا ترکیب ہی اور گھوڑا جو دوڑکر آتا ہی تو عرق اُسکا کیونکر خشک
کرتے ہین اور باندھتے کیونکر ہین ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہی اور ہر فعل کے لیے ترکیب مقدم ہی ایرج
اسکی باتون سے بہت خوش ہوا کہا اچھا تم گھوڑے کے پاس رہو ہم درماہا معقول تمھارے واسطے مقرر کرینگے
کہا بہت اچھا اور تین تسلیمین کین اور کہا کہ مین بھی حضور کو خوب راضی کرونگا یہ کہکر گھوڑے کے پاس آیا اور
پھریرا ہاتھ مین پکڑکر ملنا شروع کیا ایرج نے دیکھا کہ گھوڑا اس سے کان تک نہین ہلاتا نہایت خوش وخرم
باطمینان تمام بارگاہ مین داخل ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ مین نے تمام عمر مین ایسا سائیس
نہین دیکھا جیسا سائیس حمزہ کو قندس دیوانہ ملا تھا ویسا ہی شیر اعظم نے مجکو بھی دیا یہان اسد غازی نے
گرہ بن اشقر کو دانہ گھاس دیا پانی پلایا اور اُسکو تھان پر سے کھولا اِدھر اُدھر پھیرا پھر لاکر باندھ دیا ہر روز
ایرج آتا ہی اور گھوڑے کو دیکھا کرتا ہی اسد گھوڑے کی خدمت کیا کرتا ہی ایک روز صبح کا وقت ہی
ایرج اور رفیق اسکے کھڑے ہین کہ اسد نے آگے بڑھکر کہا کہ ای صاحبقران آفتاب پرستان گھوڑا
آپ کا بے مثل ہی اور دیکھیے غلام نے کیا اسکو بنایا ہی کہ اب اشارے پر پھرتا ہی اگر حکم ہو تو چڑھکر
پھیرون ایرج نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی بس اُسی وقت اسد نے زین اُسپر کسا اور سوار ہوا لگا دہنی
بائین طرف پھیرنے کبھی جورانون مین مسلا تو دور چلا گیا اپنے دل مین سوچا کہ اب ایرج تجھے کہان پائیگا
چلا بھی چل پھر خیال کیا کہ جلدی کا کام اچھا نہین ہوتا ابھی زین اسکے موافق نہین ہی زین بھی لے لے اور ایرج
کو آگاہ کرکے چل کہ وہ بھی جانے کہ اسد بھردی گھوڑا لیگیا غرض پھر وہان سے باگ پھیری اور گھوڑے
کو چمکاتا ہوا پشت زین سے بالاے زمین آیا سلام کیا ایرج نے بہت تعریفین کین کہ ای مہتر مرزبان سبحان اللہ
تمنے خوب اس گھوڑے کو آراستہ کیا اور خلعت منگوا کر دیا اسد نے عرض کیا کہ پیرو مرشد گھوڑا تو حضور کا نایاب
ہی مگر زین اسکے موافق نہین ایرج نے کہا کہ زین ہمارے پاس بہت اچھا ہی کہا کہ پھر منگوا لیجیے اُسی وقت
ایرج نے تحویلدار سے کہا کہ وہ زین جو مالک بن ملکوت نے تین برس کا خراج شہر فرنگوشیہ کا خرچ کرکے
بنوایا ہی اُسے نکلوا رکھو کہ کل ہم شبدیز بن اشقر پر کسوائینگے القصہ دوسرے دن وہ زین تیار ہوکر آیا
اسد غازی نے دیکھا کہ کرور ہا روپیہ کا جواہر اُسمین نصب ہی اسد نے جلدی جلدی گھوڑے پر اُس
زین کو کسا ہیکل الماس کے نگینون کی گلے مین ڈالی تمام اسباب اُسپر آراستہ کیا اب تو گھوڑے کی
اور ہی چمک دمک ہوگئی کہ جیسے دلھن خلعت عروسی پہنے ہوئے کھڑی ہی لندھور نے کہا ای ایرج یہ
گھوڑا مقابل مرکب حمزہ صاحبقران ہی ایسا گھوڑا اولاد حمزہ مین کسی کو نہین ملا یہی باتین تھین کہ اسد

خوشی خوشی مرکب پر سوار ہوا اور وضع اصلی اپنی بنائی اور گھوڑے کا رُخ میدان کی طرف کیا اب ایرج نے
وضع بدلی ہوئی دیکھی اور پہچانا کہ مرزبان کیسا یہ تو اسد معلوم ہوتا ہی جان نکلگئی کہ یہ اب گھوڑا لیچلا اور ہرگز
نہ چھوڑیگا بس پکار کر کہا کہ ٹھہر مرزبان اسکا زین پوش بھی آتا ہی وہ بھی اسپر ڈال لو تو گھوڑا پھیرنا اسد غازی نے
نعرہ کیا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری تو مہتر کسے کہتا ہی مین تجھسے بہتر ہون منم اسد بن کرب دلاور تو کہان
اور یہ مرکب بہشتی کہان تیرے موافق جو گھوڑا ہو تو اسپر سوار ہو اسکو تو مین لینے آیا تھا لیچلا اگر تجھ مین طاقت
ہی تو لے لے مجھسے دیکھ بہادر یون چھین لیجاتے ہین یہ کہکر گھوڑے کو کوڑا کیا کرہ بن اشقر مانند باد صرصر
روانہ ہوا ایرج ہر چند پکارا کہ ارے لینا اسے مگر کون اُسے پا سکتا ہی گھوڑا ایسا منہ زور سوار دلیسا زبردست
طرفۃ العین مین کہین سے کہین پہونچگیا ایرج نے کہا مین اسے چھوڑتا کب ہون ہر چند سبھون نے سمجھایا کہ
دور کیجیے جب موقع پایے گا سمجھ لیجیے گا ایرج بولا قسم ہی سر اعظم کی مین اس دیوانے سے گھوڑا لاؤنگا یہ کہکر
پشت مرکب پر بیٹھ کر کوڑا کیا اور تعاقب مین اسد غازی کے روانہ ہوا اُدھر اسد گھوڑے کو بھگائے ہوئے
چلا آتا ہی کوئی دس فرسخ آیا ہوگا کہ ایک ندی نظر آئی اسد غازی نے بے تکلف اُسمین گھوڑا ڈالدیا
گھوڑا ایک دم مین کلائیان مار کر پار اُتر گیا اور ایک درخت چنار کے پاس پہونچا دوپہر کا وقت تھا
سبزہ کوسون تک دریا کی تری سے شاداب تھا خیال مین گذرا ای اسد اب وہ آفتاب پرست کہان
تو دو گھڑی آسائش کر لے یہ سوچ کر گھوڑے سے اُترا اُسے چھوڑ دیا وہ تو مصروف چرا ہوا اسد زین پوش
بچھا کر بیٹھا کچھ میوہ کمر سے نکالکر کھایا پانی پیا لیٹ رہا ہوا ے خوشگوار چلی آتی تھی اسد کی آنکھ لگگئی اُدھر
ایرج سم مرکب کے نشان پر چلا آتا تھا جیسے ہی دریا سے پار اُترا چند قدم آگے بڑھا ہوگا کیا دیکھا کہ اسد
پڑا ہوا سوتا ہی اور شبدیز بن اشقر چر رہا ہی بہت خوش ہوا کہ ای ایرج گھوڑا ابھی تجھے ملا اور دیوانے کو بھی
قتل کیا یہ خیال دل مین لاکر گھوڑے سے اُترا اسد کی طرف دبے پاؤن چلا پھر دل مین خیال کیا ایسا نہ ہو
کہ تو دیوانے تک نہ پہونچنے پاے اور آنکھ دیوانے کی کھلجاے دو گھوڑے ہین ایک پر چڑھ کر بھاگ جاے
یہ خیال کر کے پہلے اپنے گھوڑے کو مار ڈالا اور کرہ کو پشت کی طرف کر کے اسد پر چلا پاس آکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا
اسد کا سینہ جو دبا چونک پڑا مگر آنکھ جو کھلی ملک الموت کو چھاتی پر سوار دیکھا یقین مرگ ہوا مگر اپنے دل مین
کہا کہ مکاری کیجیے شاید جان بچ جاے ایرج پکارا کہ ای دیوانے تو نے غضب کیا تھا کہ ایسا گھوڑا کہ جسے
تین دن کی مشقت سے زیر کر کے مین لایا تھا تو یون لیچلا تھا اب بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اسد نے کہا کہ
ای ایرج ہر چند مین نے تجھسے دشمنی و عداوت کی مگر تو عجب صاحب اقبال ہی کہ مین تیرا کچھ نہ کر سکا مین نے
تجھسا اقبالمند زمانے مین نہین دیکھا تیرا اختر اوج اقبال نہایت بلند ہی تو بیشک صاحبقران ہی اب مین
تجھسے بیعت کرتا ہون اسلیے کہ حمزہ تو ظلمات کو گیا ہی نور الدہر کی ملاقات سے بھی امید قطع ہو چکی اب
ہاتھ میرا ہی اور دامن تیرا ہی دشمنی تو تو نے میری دیکھی اب دوستی بھی دیکھنا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہون
کہ تو بھی یاد کرے از بسکہ مین قابل بخشنے کے نہین ہون مگر تیری مروت سے بعید نہین ہی جو خطا میری معاف
کردے ایرج نے جو یہ کلمات اسد سے سُنے نہایت خوش ہوا اور چھاتی پر سے اسد کی اُترا گلے سے
لگایا کہا کہ ای اسد تو میرا بھائی ہی مین تو یہی چاہتا تھا اسد بولا کہ ای ایرج مین تیرا غلام ہون تو نے
میری جان بخشی کی اب ایرج نے اسد غازی سے کہا مین نے اپنا گھوڑا تو مار ڈالا اس خوف سے

کہ ایسا نہ ہو کہ تم سوار ہو کر چلے جاؤ اور مین تمھین نہ پاؤن اور اگر تمنے ایسا ہی کیا ہی کہ مجھے بیابان مین حیران
چھوڑ گئے ہوا اسد بولا ای ایرج تم مجھے زیادہ شرمندہ نہ کرو مین آپ نادم ہون کون سی حرکت بدی کی مین نے
تمھارے ساتھ نہین کی مگر تمنے کسی پر خیال نہین کیا اور مجھکو بخش دیا اب مین تمھارے ساتھ پیادہ چلونگا ایرج
کرہ بن اشقر پر سوار ہوا اور اسد سے کہا کہ بھئی آؤ میرے پیچھے بیٹھ لو اسد بولا کہ آپ تشریف لیچلیین مین آپکے
ہمراہ رکاب ہون میرا یہی باعث فخر ہی ایرج بولا ای اسد مجھکو تمھارا پیادہ چلنا گوارا نہین ہی تم بھی سوار ہو لو
اسد بولا مجھے پیادہ روی کی عادت ہی اسی طرح باتین کرتا ہوا دریا کنارے تک آیا اور کئی مرتبہ ایرج
نے کہا کہ سوار ہو لو اسد نے نہ مانا جب دریا پر پہونچا تو ایرج کو دیڑا اسد سے کہا کہ اگر تم سوار نہ ہوگے
تو مین بھی گھوڑے پر نہ چڑھونگا تمنے غضب کیا کہ اتنی دور میرے ساتھ پیادہ آئے اب ہم تم دونون سوار ہوکے
دریا سے پار اترین پھر اور کوئی صورت نکل آئیگی ہمارے لوگ آجائینگے کوئی اور سواری ہو جائیگی الگ سوار
ہو لینا اسد بولا ای ایرج حقا کہ تم بہت با مروت ہو مین تمکو ایسا خلیق نہ جانتا تھا نہین تو ایسی حرکتین تمھارے
ساتھ نہ کرتا اور ای زبدہ آفتاب پرستان مجھکو شناوری مین خوب دخل ہی مین پیرتا ہوا تمھارے ساتھ مرکب
آبی پر چلونگا میری آرزو اسی مین ہی ایرج پکارا اچھا چلو ہم تم دونون شناوری کرین اسد بولا آپ گھوڑے
پر سوار ہون کہا بغیر تمھارے سوار نہ ہونگا حتے کہ زبردستی اسد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے سوار کر لیا
ہرچند اسد نے انکار کیا نہ مانا گھوڑا دریا مین ڈالدیا وہ مرکب اس طرح پانی پر جاتا تھا جیسے کوئی زمین
پر چلتا ہی ایرج نہایت خوش ہی اسد سے کہتا ہی کہ ای اسد دنا ور حمزہ صاحبقران کا گھوڑا ایسی یونہین
پانی پر جاتا ہی اسد بولا کہ ای شہریار وہ بڑے بڑے دریا جو قاف مین ہین انکو اتر گیا ہی وہ گھوڑا دیوزاد
ہی ماں اسکی پری باپ اسکا دیوزاد ہی اور وہ تو صاحبقران سے باتین کرتا ہی اور کسکی تاب و طاقت
ہی کہ اس سے لڑکر عہدہ برآ ہو جب صاحبقران قاف گئے دیوون کو مار کر آئے تو قلعہ مغرب پر لشکر
نوشیروان کا پڑا ہوا تھا صاحبقران قلعہ مین تشریف لیگئے اشقر کو باہر چھوڑ گئے تھے اشقر نے جسوقت
صاحبقران کو نہ پایا تو کرور سوار کا لشکر پڑا ہوا تھا وہ گھوڑا اندر لشکر کے در آیا لشکریون نے چاہا کہ اسے
پکڑ لین اسنے ایک ایک پر دانت مارنا شروع کیا ہزارہا آدمی رات بھر مین مار ڈالے اور کسی کے ہاتھ نہ لگا
نوشیروان حیران تھا کہ کیا کیجیے کہ اتنے مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے اور نوشیروان سے بہت زر نقد
لیا اور اشقر کو اپنے ساتھ لیگئے ای ایرج نوجوان وہ گھوڑا تو قدرت خدا ہی مگر یہ بھی اس سے کم نہین ہی اور
بھئی یہ تمھاری قسمت کا تھا جو تمکو ملا ایسے گھوڑے کاہے کو نصیب ہوتے ہین اسد ایرج کو باتون مین
لگائے ہوئے ہی اور اس فکر مین ہی کہ کیونکر اسے دریا مین ڈھکیل دون اور گھوڑا لیکر چلا جاؤن یہان تک
کہ نصف دریا مین پہونچا اسد نے کہا کہ ای ایرج نوجوان آپ نے مردم آبی دیکھا ہی ایرج نے کہا کہ بھئی
مردم آبی کیسا اور کہان ہی اسد نے جواب دیا کہ وہ پانی کی تہ مین معلوم ہوتا ہی جھک کر دیکھیے ایرج ایک طرف
کو جھکا پوچھا کہ بھئی کہان ہی ہمین تو نہین معلوم ہوتا اسد بولا کہ وہ ایک جگہ قائم نہین رہتا آیے دیکھیے ابھی
وہ نکل گیا اور ایک ذرا غور سے نگاہ جمائے رہیے تو یقین ہی کہ معلوم ہو ایرج اتنا جھکا کہ ایک پاؤن
رکاب سے نکلکر پشت زین پر آگیا اسد نے ایرج کو یونہین دریا مین الٹ دیا آپ چل کھڑا ہوا بجلدی
تمام اتنا دریا طی کر کے مع شبدیز بن اشقر راہی ہوا ایرج نے یہان کئی غوطے کھائے مگر دریا تھا چھوٹا

ڈوبتا اُچھلتا دریا کنارے آگیا تمام لباس تر ہوگیا تھا کھڑا ہوا پچتا رہا تھا کہ ایرج افسوس تو اس دیوانے کے
فریب مین آگیا اُسنے تجھے ذلیل بھی کیا اور گھوڑا بھی لیگیا مگر اب کیا ہوتا ہی مثل مشہور ہی کہ سانپ نکلگیا لکیر کو
پیٹا کرو شعر ہاے ہوے شبان نہ دارد سود + گرگ از گلہ گوسفند ربود + کبھی اپنے دل مین کہتا ہی کہ ای ایرج
یہ دیوانہ بڑا سیانا ہی تجھکو دیوانہ بنا گیا اس اثنا مین لوگ ایرج کے پہونچے اپنے آقا کو آپ خجالت مین غرق
دیکھا شاپور نے کہا کہ پیر و مرشد آپ نے جہالت کرکے اپنا یہ حال کیا ایرج نے کہا ہان بھئی جو چاہو سو کہو
قصہ مختصر ایرج وہان سے سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اُسنے
کہا کہ صد ہا مرتبہ دیوانہ تمھین جل دیچکا ہی مکاری پیش آیا ہی پھر تم اُسکے فریب مین آگئے خیر یہی غنیمت ہی
کہ تمھاری جان بچگئی یہی باتین تھین کہ بہزاد مرتد اور طرماسپ تصدق لیکر آے گرد پھرے اور کہا کہ نیر اعظم
نے آپ کو دوبارہ زندگی کی کہا کہ ہان بھئی اُس دیوانے نے کلیجا پکا دیا کہ اسی اثنا مین لندھور بھی صدقہ لیکر آیا
ایرج نے تعظیم کی اور تمام حال اسد کا بیان کیا کہ میرے ساتھ یہ مکر کر گیا مین جو اُسے پاؤنگا تو ہرگز زندہ
نہ چھوڑونگا لندھور نے کہا کہ ای ایرج نوجوان تمکو خوب معلوم ہی کہ وہ مجھے کیا کیا کہتا ہی اور مجکو تمنے کسقت
اُسکا جنبہ کرتے پایا تم جانو وہ جانے بلکہ اگر وہ تمھین قتل کرنے کا ارادہ کریگا تو مین اپنے مقدور بھر تمھین بچاؤنگا
اور اُسکی طرفداری نہ کرونگا ایک شخص سخن ناشنو ہی اسکو مین کیا کرون ایرج چپ ہو رہا لیکن اسد گھوڑا
لیے ہوے نہایت خوش کمال بشاش اپنے رفیقون مین آیا فتاح پلنگینہ پوش کو سلام کیا گھوڑا دکھایا
اور کہا کہ چچا دیکھا آپ نے ایسا گھوڑا اور اُس پاجی کے پاس چھوڑتا مین سائیس بنکر لایا اور تمام حال
بیان کیا فتاح اُٹھکر لپٹ گیا اور کہا کہ ای اسد حقا کہ تو مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہی مین تیرے باپ
کے پاس بھی رہا مگر یہ جرأت اُسکی بھی نہین دیکھی سپاہ گری کے چھتیس فن سُنتے تھے لیکن تجھ مین دیکھ لیے
کہ ایسے زبردست سے اس طرح پیش آنا اور کچھ خوف نہ کھانا اور بہت سی تعریفین کین اسد غازی نے
کہا کہ عمو جان یہ سب آپ ہی کا فیضان صحبت ہی مین کیا ہون بعد اُسکے ضرغام شیر دل سے خطاب کیا کہ
تم شاہزادہ نورالدہر کی خدمت مین جاؤ میری طرف سے آداب تسلیمات بجا لاکر عرض کرنا کہ ای شہریار ایرج
قریب ملک زرائل کے آپہونچا ہی اور ارادہ اُسکا قلعۂ ذوالامان پر جانے کا ہی تعجب ہی کہ آپ غفلت کیے ہوے بیٹھے ہین
جلد تشریف لاکر روکیے اس پاجی کو کہ زرائل تک نہ پہونچ سکے اور اگر وہ زرائل پر پہونچ گیا تو وہان سے جہازون پر
سوار ہوکر قلعۂ ذوالامان پر جائیگا اور وہان خدا جانے کیا قیامت برپا کریگا پھر کون ایسا ہی جو اُسے روکیگا اور ملوس
صاحبقرانی کی عزت و حرمت بچائیگا آپ کو آگاہ کردیا آگے آپ کو اختیار ہی ضرغام شیر دل اُسی وقت راہی ہوا پاے
شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی قضاے کار اتفاقات روزگار خالد بن دیو چہر اسد کی خبر کے واسطے چلا ہی دور سے
دیکھا کہ ضرغام شیر دل ایک طرف کو چلا جاتا ہی اپنے دل مین کہا کہ اسکو پکڑکر ایرج کے پاس لیچلو ایرج تجھسے
بہت خوش ہوگا یہ سوچ کر آگے بڑھا اور سر راہ ایک سفید رومال مین کچھ نقل اور میوہ باندھ کر ڈالدیا اور آپ
پوشیدہ ہوگیا ضرغام جو وہان پہونچا دیکھا رومال سفید کسی شخص معقول کا پڑا ہی اُسے اُٹھا لیا گرہ جو کھولی اور
نقل اور میوہ پایا دل مین کہا خدا جانے کس شخص کا گرا ہی دو چار آوازین دین کہ یہ رومال کسکا ہی آے اور
لیجاے اِدھر اُدھر پکار کر جب نکلا لا دم کہا کہ خدا نے تجکو دیا ہی خوب نقل اور میوہ نقل کرتا ہوا چلا چند قدم آیا تھا
کہ ایک چکر آیا اور بیہوشی نے مارا چھینک مار کر دھم سے گرا خالد کمینگاہ سے نکلا اور حلقہاے کمند سے ضرغام کو

باندھا چادر عیاری مین پشتارہ لپیٹ کر ٹٹو پر لگا کر راہی ہوا ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا باتین کر رہا ہی کہ مین نے
خبر اسد کی منگوائی ہی ذرا معلوم ہو جاے کہ فلان مقام پر ہی ابھی جاتا ہون اور اُس سے مرکب اپنا لاتا ہون
وہ تو غضب کر گیا کہ ایسا مرکب کہ جسکا مثل سواے مرکب صاحبقران کے نہین ہی مجھسے دغا کرکے لیگیا کہ اسی اثنا
مین خالد بن دیو چہر پشتارہ بدوش پہونچا سلام کیا ایرج نے پوچھا ای خالد یہ پشتارہ کیسا ہی کیا تو اُس دیوانے کو
پکڑ لایا خالد نے کہا ای شہریار اسد تو نہین ہی مگر اُسکے عیار صبا رفتار یعنی ضرغام شیردل کو لایا ہون ایرج
نے کہا ای خالد یہ کیا اسد سے کچھ کم ہی اور سات پارچے کا خلعت دیا اور پوچھا کہ ای خالد یہ تو بلاے بیدرمان
ہی کیونکر تیرے ہاتھ لگا اُسنے سب حقیقت بیان کی ایرج بہت خوش ہوا کہا کہ اسے ہوش مین تو لا عرض کیا
کہ پہلے قید آہنی مین گرفتار کرا لیجیے نہین تو یہ زبردست کمند ہی توڑ کر بھاگ جائیگا ایرج نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون
کو اُسی وقت آہنگر حاضر ہوے ضرغام کو اسیر غل و زنجیر کیا اب فتیلہ رفع بیہوشی دیا ضرغام چھینک مارکر ہوش مین آیا
دیکھا کہ سامنے ایرج مع سرداران نامدار بیٹھا ہی اور تو بندھا ہوا ہی بس صاف خیال اسکے دل مین گذرا کہ وہ نقل میوہ
جو تو نے کھایا تھا اُسی سے بیہوش ہوا اور کوئی عیار تجھے پکڑ لایا خیر ہرچہ باداباد بس ایک اکڑ مروڑ سے اُٹھا کہ تمام
زنجیر مین فغان ہوئی غل سے زنجیر کے قریب تھا کہ لوگ دیوانے ہو جائین اور یقین ہوا کہ قید اسنے توڑی سب دست
بہ قبضہ ہو گئے تھے ضرغام نے بطریق اہل اسلام سلام کیا جو اہل اسلام تھے اُنھون نے جواب سلام کا دیا ایرج نے
کہا کہ ای مکار تو نے کیا کیا مکاریان کین ہین کہ دل پر میرے داغ ہین اب کہہ کہ تو آپ کو کس طرح پاتا ہی ضرغام
پکارا کہ جس طرح شیر نر روباہ حیلہ گر کے دام مین گرفتار ہو جاتا ہی ایرج پکارا کہ تو نے دغا بازیان نہین کین
ضرغام نے کہا کہ مین نے آج تک دغا سے کوئی کام نہین کیا مجھے تو پہلوانی کا دعوی ہی جو شخص مجھے بہ جرأت
و بہادری زیر کرے پھر جو کچھ وہ کہیگا مین قبول کرونگا اسد نے کچھ مجھے زیر نہین کیا ہی فقط از راہ دوستانہ
اُسکے ساتھ ہو گیا ہان البتہ نورال دہر سے مجھے دعوی ہمسری نہین اگر تجھے دعوی صاحبقرانی کا ہی تو مجھے
چھوڑ دے اور مجھسے مقابلہ کر اگر فن سپاہگری مین تو مجھ پر غالب آئیگا تو مین تیرا حلقہ بگوش ہونگا ایرج نے کہا اچھا
کیا مضائقہ ہی اُسی وقت حکم دیا کہ قید اسکی کٹوا دو ہر چند عیارون نے اور لوگون نے عرض کیا کہ یہ مکاری کرتا ہی
آپ اسکے فریب مین نہ آئین ایرج نے ایک کی نہ سنی اور قید ضرغام کی کٹوا دی اور کہا کہ لاؤ گھوڑا اور
بارگاہ سے باہر نکلا تمام اسلحہ جنگ ضرغام کو دیے آپ مرکب پر سوار ہوا اور ضرغام سے کہا کہ آؤ مجھسے سامنا کرو
ضرغام شیردل ایرج کے پاس سے دور جا کر پکارا کہ ای آفتاب پرست مین عیار ہون مجھسے سرگرم ہو کر لڑنے
سے کیا غرض بفریب دام سے چھوٹا ایرج للکارا کہ لینا اس مکار کو نہ جانے پاوے آفتاب پرست ضرغام پر
دوڑے ضرغام نے خنجر کھینچکر دو چار کو مار کر میدان پکڑا چل نکلا اب ایرج نے تعاقب مین اُسکے گھوڑا اڑایا
اور پکارتا جاتا ہی کہ ارے لینا اس مکار کو جہان پر لوگ ضرغام کو گھیرتے تھے ضرغام دو چار دس پانچ کو
مار کر صاف نکلا جاتا تھا یہان تک کہ تمام لشکر کو طی کر کے باہر نکلا اور ایرج بھی تعاقب مین چلا ضرغام نے نعرہ کیا
کہ او بزاز بچے دیکھون کہان تک میرے تعاقب مین آتا ہی اگر بیابان مرگ تجھے نہ کیا ہو تو نام اپنا ضرغام شیردل
نہ رکھا ہو لوگون نے ایرج سے کہا کہ پیر و مرشد جانے دیجیے اس مکار کا پیچھا نہ کیجیے ایرج نے نہ مانا چلا اُسکے
تعاقب مین اور ضرغام کبھی دہنی طرف کبھی بائین طرف پھرتا جاتا ہی ایرج بھی مرکب کو پھیرتا جاتا ہی کوئی دو کوس
ایرج آیا ہوگا کہ بیابان کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا ایرج نے مرکب کو روکا ہرکارون سے کہا

خبر لاؤ کون آتا ہی ہرکارے مثل پیک نظر جا کر پھر آئے عرض کیا کہ باپ طہماس کا عنقویل دیو پرور آتا ہی کہا کیا ارادہ ہی
اُسکا عرض کیا کہ قصد رزم و پیکار رکھتا ہی ایرج بولا کچھ اندیشہ نہین ہی اور پھر کر داخل لشکر ہوا ادھر عنقویل دیو پرور
کا خیمہ استادہ ہوا عنقویل خیمے مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا مصروف شرابخواری ہوا جب نشہ خوب ہو چکا حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم کوس حرب و ضرب بجا ہرکارون نے خبر ایرج کو دی ایرج نے کہا کچھ پروا نہین
ہمارے لشکر مین بھی بجے طبل جنگ بموجب حکم نقارۂ رزمی نوازش مین آیا غرض چار پہر رات دونون لشکرون
مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو دونون لشکر معرکۂ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نہیب دے کر چلے گئے
اُس وقت عنقویل دیو پرور نے گرگدن کو نکالا لشکر مین اسکے علم جلوہ گری پر آئے آواز باجون کی بلند ہونے
لگی سلامی اُترنے لگی عنقویل جو میدان مین آیا خوب گینڈے کو جولان کیا مبارز طلبی کی کہ ہان ہی وہ نالائق
کہ جسنے شیر دہن کو ناحق مارا یہ کہنا تھا کہ طرماسپ نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے ایرج کے آیا اجازت میدان
چاہی ایرج نے کہا اے طرماسپ عنقویل تیرے خون کا پیاسا ہی تو اُسکے مقابلے کو نہ جا مین جا کر اُس سے
مقابلہ کرونگا طرماسپ نے عرض کیا اے شہریار اگر مین اُسکے مقابلے کو نہ جاؤنگا تو وہ سمجھیگا کہ طرماسپ ڈر گیا
آپ کے اقبال سے سر اسکا کاٹ کے لاؤنگا ایسا حلوہ نہین کہ عنقویل مجھے نگل جائیگا اور اگر آپ نہ جانے دینگے
تو مین اپنے کو ہلاک کرونگا خنجر مار کر مر جاؤنگا ایرج ناچار ہو گیا کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمہارا نگہبان ہی طرماسپ
سلام کر کے گینڈا چمکا کے میدان مین آیا عنقویل نے جو اُسے دیکھا انگارا ورزن ہوا برابر سے گینڈے لپا ہو گئے
مار مار کر گینڈون کو بڑھایا ایک دوسرے سے مقابل ہوا عنقویل پکارا کہ او نالائق تو نے شیر دہن کو ناحق
قتل کیا اور تمام نوشاباد ویر کیا ظلم کیا ارے او نابکار کوئی بھی اپنے عزیزون اور وطن والون سے
ایسا سلوک کرتا ہی جو تو نے کیا کہ زار زار ایسے بچون کو چھید چھید کر مارا حالانکہ شیر دہن تجھے خراج بھی دیتا تھا
بیعت بھی کرتا تھا تو نے جسپر بھی نہ مانا طرماسپ بولا بس زبان سنبھال کر بات کرو مجھکو غیرت آئی کہ مین ایرج کی
خدمت مین ایسا معزز ہون اور میرا عزیز آفتاب پرست نہ ہو مین نے ہر چند کہا کہ نیر اعظم کو سجدہ کر اُسنے نہ مانا میرے
ہاتھ سے مارا گیا اور رعایا بیچارا گھاس پھونس کی طرح کٹتا ہی یہ ہین کس حساب مین عنقویل پکارا او نالائق یہ
سب بندگان خدا نہ تھے تو انکو گھاس پھونس گنتا ہی اگر عوض انکا تجھسے نہ لیا ہوگا تو عنقویل نام اپنا نہ رکھا ہوگا
طرماسپ بولا کیون نہ آئی ہی اپنے دین قدیم پر قائم ہو چلکر ملازمت ایرج صاحبقران کی اختیار کر نہین تو
شیر دہن سے بدتر حال کرونگا عنقویل برہم ہوا کہا او بدتمیز جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر طرماسپ پکارا کہ
تم حربہ اپنا جھپکر کرو عنقویل بولا ہمارے یہان پیشدستی نہین کرتے اُس وقت طرماسپ نے نیزہ اٹھا کر خبردار خبردار
کہکے مارا عنقویل نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کسی کا مطلب
حاصل نہ ہوا نیزے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے طرماسپ نے دوڑ کر ساطور ارابے سے لیا اور عنقویل پر مارا
عنقویل نے رد کیا اور چوبدست اُٹھا کر ماری طرماسپ نے ساطور پر روکی اور پھر ساطور مارا عنقویل نے
پھر رد کیا اور پھر چوبدست ماری اسی طرح تا دیر رد و بدل ہوتی رہی ایک مقام پر طرماسپ نے کمر بتا کر پھر
ساطور مارا کہ اوچھا سا زخم عنقویل کے لگا عنقویل نے بھی جو چوبدست ماری تو دستے پر سے ساطور کے اُچٹ کر
شانے پر پڑی کہ شانہ زخمی ہوا اور وہ ہاتھے کوسلے پر آئی کہ وہ بھی زخمی ہوا وہان سے گینڈے کے پہلو پر پڑی
کہ گینڈا اور طرماسپ دونون تہ و بالا ہو کر گرے عنقویل نے چاہا کہ ایک چوبدست اور مارے کہ کام

اُس کافر کا تمام کرے مگر ابھی تو قضا اسکی نہین ہی ایرج دوڑ پڑا اور نعرہ کیا کہ ای عنقویل یہ کیا حرکت نامردانہ ہی بس مین
آپہونچا یہ تو بیہوش پڑا ہی اسکا مارنا نامردی ہی اور گھوڑا بڑھا کر قریب آیا عنقویل نے ہاتھ اپنا روکا اور کہا
کہ ای ایرج اس نامرد کا مار ڈالنا ہی بہتر ہی مگر خیر تمہارے آجانے سے مین اسے چھوڑے دیتا ہون ایرج نے
اُسی وقت پالکی منگوا کر طرماسپ کو سوار کرایا اور عنقویل سے کہا کہ آج دن کم رہگیا ہی کل میرے تمہارے مقابلہ
ہی وہ بولا کیا مضایقہ ہی تم بھی کل سامنا کر لینا یہ کہکر پھر آیا اپنے خیمے مین داخل ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم
پہن کر بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا جب خوب نشہ تیز ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُدھر ایرج طرماسپ کو جولا یا جراحون کو بلوایا زخم مین ٹانکے دلوائے کولا ملوایا شانہ بٹھلوایا کہ اس اثنا مین
خبر ہوئی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر تیاری جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر پھر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال عنقویل دیو پرور نے
گینڈا اپنا صف سے نکالا اور مبارز طلب کیا اُدھر سے ایرج نکلا بعد ارتکاورزنی ایرج نے کہا ای عنقویل
تو دین آفتاب پرستی اختیار کر مین تیری بہت عزت کرونگا اُسنے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہی دین آفتاب پرستی
پر اور تو میری عزت کیا کریگا تو خود بیغیرت ہی ایرج آگ ہو گیا کہا کہ معلوم ہوا حال تیرا خراب سر جنگ
معقول تجھے دونگا لا حربہ اپنا عنقویل دیو پرور پکارا کہ ہم اہل اسلام ہین سبقت نہین کرتے جو خدا تیرے
حربے سے بچائیگا تو اپنا وار کرینگے ایرج نے کہا خیر اور نیزہ مارا عنقویل نے نیزے پر نیزہ لیا خوب نیزہ بازی
ہوئی آخر کار ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا عنقویل نے برہم ہو کر جو بدست ماری ایرج نے آتے وقت
جو بدست کھنیال مین کرکے پکڑلی زور کشمکش ہونے لگے گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے آلکار
دونون پیادہ ہوئے اور سرگرم تلاش ہوئے لگی کشتی ہونے چار پہر دن کشتی رہی شب کو بھی جدا نہ ہوئے تمام
میدان مین روشنی ہو گئی افسران فوج اپنے ہمراہیون سمیت جابجا بیٹھکر کھانے منگوا کر کھانے لگے کشتی کا تماشا
دیکھ رہے ہین غرض چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا تین شبانہ روز کشتی رہی اب چوتھے دن یہ حال
ہی کہ عنقویل کا دم آچکا ہی اور زور بچا بچا کر لڑ رہا ہی مگر کہان تک بچے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے
لنگر عنقویل کا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا سینے پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور لیکر میدان سے پھرا اُدھر
لوگ عنقویل کے اُداس پریشان پھر گئے عنقویل کو اسیر غل و زنجیر کرا کے زندانخانے مین بھجدیا آپ کھانا
کھا کر آرام کیا صبح کو بارگاہ مین آیا دنگل شوکت پر متمکن ہوا طرماسپ کا زخم بھی قریب بصحت تھا وہ بھی آیا سلام
کر کے اپنے دنگل پر بیٹھا اِدھر لندھور بھی اس خیال سے آیا کہ دیکھون عنقویل گرفتار ہوا ہی اُس سے کیا گفتگو
آتی ہی جب تمام دربار معمور ہو چکا ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ عنقویل کو چوبدار گیا اور لیکر آیا عنقویل نے بطریق
اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام کا دیا ایرج نے کرسی بیٹھنے کو مرحمت کی ساقی سے اشارہ کیا کہ
دے جام شراب کا ساقی جام مئے ارغوانی لبریز کر کے پاس عنقویل کے لایا اُسنے جام پھینکدیا ایرج کو غصہ آیا
مگر ضبط کیا کہا کہ ای عنقویل مین نے تجھے کس طرح زیر کیا جواب دیا کہ تو زبردست تھا مین تجھسے مغلوب ہوا ایرج
نے کہا اب تو دین آفتاب پرستی قبول کر اُسنے کہا کہ مین لعنت کرتا ہون آفتاب پرستی پر جان دینا قبول ہی مگر
آفتاب پرست ہونا قبول نہین ایرج نے کہا اچھا آفتاب پرست نہ ہو تو میری بیعت کر مین تجھین چھوڑ دونگا
جاہنا میرے پاس رہنا جاہنا چلے جا عنقویل پکارا کہ او تاجزادے مین کبھی تیری بیعت قبول نہ کرونگا اگر

شاہزادہ نور الدہر کا دشمن ہون تو تیری بیعت کرون یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ پاجی سے آشتی کرون طرماسپ
نے جو یہ کلمہ سُنا کمر سے زیر رکابی ساطور نکالکر دوڑا کہ ارے او زبان دراز ایرج صاحبقران کو پاجی کہتا ہی
قضا تیری آئی ہی ایرج جب تک منع کرے کہ او طرماسپ یہ تو کیا کرتا ہی طرماسپ نے عنقویل پر
ساطور مارا عنقویل اسیر غل و زنجیر تھا کیا کرتا ہاتھ اُٹھا دیے ایک طرف جُھکا تھا کہ ساطور سے ہاتھ قلم ہوئے
گردن پر ساطور بیٹھا کہ صاف گلا اُس مرد مومن کا کٹگیا اور زمین پر تڑپنے لگا درجۂ شہادت پر فائز ہوا
لندھور نے جو یہ دیکھا غضبناک ہوکر اُٹھا اور پکارا کہ او نالائق یہ تو نے کیا کیا اُسنے کہا کہ عنقویل نے
نہ دین قبول کیا نہ بیعت اختیار کی اتمام حجت ہوچکی تھی مین نے اسے مارا لندھور نے ایرج سے کہا کہ
کیا بیعت شکنی پر کمر باندھی ہی یہی مجھسے آپ سے اقرار تھا ایرج طرماسپ کی حرکت دیکھکر دم بخود
بیٹھا تھا ہاتھ باندھکر کہا کہ ای دارا ے ہند قسم ہی پیر اعظم کی مین نے اس بدذات سے نہین کہا تھا
کہ تو عنقویل کو مار بلکہ مین اسے منع کرتا رہا اسنے نہ سُنا لندھور نے کہا کہ ای ایرج مین نے بیعت فقط
اہل اسلام کے بچاؤ کے واسطے کی ہی نہ کہ اہل اسلام قتل ہون اور مین دیکھتا ہون جب تک یہ دو چار
بانی فساد نہ مارے جائینگے جب تک کچھ نہ ہوگا بہزاد نے اپنے باپ کا سر کاٹ کر لاکے تمھارے سامنے
رکھدیا اور تمنے کچھ نہ کہا آج سامنے میرے اس ملعون نے عنقویل کو مارا مین صبر کرتا چلا جاتا ہون اسی کو
لوگ مجھے بدنام کرتے ہین ایرج نے کہا ای رستم زمان طرماسپ حاضر ہی جو چاہیے سو کیجیے لندھور بولا
فقط تمھاری محبت سے مین اسے چھوڑے دیتا ہون اگر تمھارا درمیان نہ ہوتا تو ابھی اسکے ٹکڑے ٹکڑے
کرتا ایرج نے طرماسپ سے کہا کہ اگر تو نے اب ایسی حرکت کی اُسی وقت تجھے مار ڈالونگا معلوم ہوا
کہ پیر الموسفید ہی کہ اپنے دادا کو تو نے مارا اُسکی محبت تجھے نہ آئی ہزار ہزار لعنت ہی تجھپر طرماسپ
نے کچھ جواب نہ دیا لندھور نے لاش عنقویل کی وہان سے اُٹھوائی فوج والون کو اُسکے بلواکر سبھون کو
تشفی دلاسا دیا اور کہا کہ صاحبو قضا سے سب ناچار ہین اسکو یونہین مارا جانا بدا تھا تم صبر کرو لاش لیجاکر
بیشۂ کلنگان مین دفن کردو وہ سب لاش کو لیکر گریان و نالان بیشۂ کلنگان کو روانہ ہوئے مگر طرماسپ
نالائق نے دوسرے روز ایرج سے کہا کہ ثمود عاد مدت سے آپکی قید مین گرفتار ہی آپ نے
کیون اُسے گرفتار کر رکھا ہی اُسے بلوا لیے بیعت کرے فبہا نہین تو قتل کیجیے ایرج نے لندھور سے
کہا کہ آپ اب ثمود عاد کے مقدمے مین کیا کہتے ہین اُسے قید مین گرفتار ہوئے عرصہ ہوا آپ نے بھی
اُسے سمجھانے مین کمی نہ کی ہوگی لندھور نے کہا کہ بھئی تمھین اختیار ہی مین اُسکے مقدمے مین کچھ دخل نہین
دونگا ایرج نے کہا لاؤ ثمود عاد کو اُسی وقت چوبدار روانہ ہوا یہان ثمود عاد نے جس وقت سے سُنا ہی
کہ طرماسپ نے عنقویل کو مار ڈالا عجب صدمہ ہی دل مین اپنے کہہ رہا ہی ای ثمود عاد کیونکر اس کافر کو
قتل کیجیے عوض خون عنقویل کا لیجیے افسوس مفت مین طہماس کا باپ مارا گیا یہی باتین دل سے کر رہا تھا
کہ چوبدار نے آکر داروغۂ زندان سے کہا کہ لیچلو ثمود عاد کو زندہ آفتاب پرستان نے یاد کیا ہی داروغہ
اُسی وقت ثمود عاد کو لیکر سامنے آیا ثمود عاد نے آکر سلام کیا ایرج نے اُسے کرسی پر بٹھایا اور کہا
کہ ای ثمود عاد مدت سے تو میرے یہان قید ہی یا تو بیعت میری کر نہین تو آمادۂ مرگ ہو ثمود عاد نے کہا
مین نور الدہر کی امید پر تھا کہ شاید وہ آکر مجھے رہا کرے اب مجکو امید قطع ہوچکی مین بیعت کیا جانون

دین آفتاب پرستی اختیار کرتا ہون مگر اس شرط سے کہ طرماسپ کی رفاقت مین رہا کرون ایرج یہ کلمہ
سنکر بہت خوش ہوا کہا ای ثمود عاد تم ہمیشہ طرماسپ کے پاس رہا کرو مجھے اسمین کیا عذر ہی اور حکم دیا
بلاؤ آہنگرون کو کہ قید ثمود عاد کی دور کرین اُسی وقت قید ثمود عاد نے توڑ ڈالی اُٹھکر ایرج کے قدمون
کو بوسہ دیا طرماسپ کے ہاتھ چومے از روے حکمت دین آفتاب پرستی اختیار کیا ایرج نے حکم دیا
کہ ثمود عاد کی فوج کو ڈھونڈھ کر لاؤ اور خیمہ و اسباب ضروری سب اسکے واسطے مہیا کرو القصہ ثمود عاد
رہنے لگا ایک روز طرماسپ بارگاہ سے ایرج کی اُٹھا ثمود عاد باتین کرتا ہوا چلا طرماسپ بولا کہ بھی
ثمود عاد رات زیادہ جا چکی ہی آج ہمارے ہی خیمے مین کھانا کھاؤ اور یہین سو رہو اُسنے کہا کہ اچھا
وہان کسکا ہی اور یہان کسکا ہی سب ایک ہی غرض کھانا کھایا شراب پی ناچ خوب دیکھا دو پہر رات گئے
طرماسپ سویا ثمود عاد بھی پلنگ پر لیٹا جب دیکھا کہ طرماسپ بالکل غافل ہو گیا اُس وقت ثمود عاد
اُٹھا ساطور طرماسپ کا ہاتھ مین لیا پہرے والے نے پوچھا کہ ساطور آپ نے کیون اُٹھایا ہی بس یہ سنکر
وہی ساطور جو اُسپر مارا پہرے والے کے دو ٹکڑے ہوے ادھر سے پھر کر خدمتگار کو مارا اب طرماسپ
کی طرف چلا مگر دل کے مارے عجب حال تھا کہ الیسا نہ ہو کہ طرماسپ بیدار ہو جاے اسی خوف مین
ساطور جو طرماسپ پر مارا ساطور ہاتھ سے نکلگیا اور پیٹھ پر طرماسپ کی پڑا دو ٹکڑے تو نہوے
مگر زخم کاری لگا طرماسپ بیدار ہوا پکارا کہ لینا اس عادی کو جانے نہ پاے ثمود عاد اگر دوسرا
ہاتھ مارے تو اسکا کام تمام ہو مگر رشتہ حیات اس موذی کا قطع نہ ہوا بسبب خوف کے ثمود عاد بھاگا
غل ہوا کہ ثمود عاد نے طرماسپ کو مارا لوگ چہار طرف سے دوڑے ثمود عاد دو چار کو مار کر
طرماسپ کے کرگدن پر سوار ہو کر بھاگا قضاے کار ایرج غل و شور سنکر بیدار ہوا کہا کہ ارے خبر تو لاؤ
یہ غل کیسا ہی ہرکارے گئے اور بعد گھڑی بھر کے آے عرض کیا کہ ثمود عاد طرماسپ کو مار کر بھاگا ہی
ایرج یہ سُنتے ہی آگ ہو گیا کہا کہ قسم ہی نیر اعظم کی جہان یہ عادی جائیگا وہین پہونچ کر اسے مارونگا
جب تک اسے نہ مار لونگا آب و دانہ مجھپر حرام ہی یہ کہکر مسلح و مکمل ہو کر باہر آیا دیکھا کہ قارن بن ملوط
ٹہل رہا ہی اُسنے سلام کیا ایرج نے کہا ای قارن تم جا کر طرماسپ کو دیکھو اگر طرماسپ زندہ ہی تو اُسکے
علاج زخم مین مصروف ہو مین ثمود عاد کے پیچھے جاتا ہون القصہ قارن تو طرماسپ کی طرف راہی ہوا اور
ایرج مرکب پر سوار ہو کر تعاقب مین ثمود عاد کے چلا فوج ثمود عاد کی چلی جاتی تھی اثناے راہ مین ملی
ایرج نے نعرہ کیا کہ ثمود عاد کہان ہی سبھون نے کہا کہ ہمین نہین معلوم ہمسے ملاقات تک نہین ہوئی ایرج
نے اُنسے کچھ نہ کہا پھر گھوڑے کو آگے بڑھایا مگر ثمود عاد پہر ڈیڑھ پہر رات سے چلا تھا اُتنی رات برابر چلا آیا
اور دو پہر دن بھی برابر چلا گیا ایک سبزہ زار مین پہونچا وہان چشمہ آب بھی تھا ہواے سرد بھی چلی آتی تھی گینڈے
پر سے اُترا اُسے چھوڑ دیا کہ وہ تو چرنے لگا آپ ایک درخت چنار کے سایے تلے لیٹا کوئی دو گھڑی
گذری ہوگی کہ ایرج پہونچا ثمود عاد کو دیکھا نعرہ کیا کہ باش ای عادی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
اسی واسطے تو نے رفاقت طرماسپ کی اختیار کی تھی کہ قابو پا کر اُسے مار لیے اُسکا خون تیری گردن
پر سوار ہی بغیر تجھے مارے نہ چھوڑونگا اور تلوار میان سے کھینچکر دوڑا ثمود عاد وہی درخت چنار
اُکھیڑ کر دوڑا کہ او آفتاب پرست تو آیا تو کیا کریگا قضا تیری یہان تجھے لائی ہی یہ کہکر درخت چنار

ایرج پر مارا ایرج نے اُسے خالی دیا ثمود عاد اُسکے جھونک مین گیا تھا کہ ایرج نے تلوار ماری کہ کمر پر
پڑی مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُسکا تڑپتا ہوا چھوڑ کر بنہایت خوشنود بکمال مسرور وہان سے
پھرا جدھر سے فوج ثمود عاد کی آتی تھی وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے سے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا
مگر فوج ثمود عاد کی جو چلی آتی تھی اور اُس مقام پر پہونچی کہ جہان لاش ثمود عاد کی پڑی تھی بس لاشہ جو اپنے
سردار کا دیکھا خون اُسکا لیکر مُنہ پر ملا گریبان چاک کئے خوب روے پیٹے ارادہ کیا کہ چلکر ایرج سے لڑین
اپنی بھی جان دین وہ جو عادی عاقل تھے اُنھون نے کہا کہ ہم چاہیے ایرج پہ غالب ہون یہ ممکن نہین مگر اب
جانا ضرور ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ لاش کو شاہزادہ نورالدہر کے پاس لیچلیے وہ خود خون کا عوض لینے آئیگا اُسکے
ساتھ ہو کر لڑیے تو بہتر ہی یہ صلاح کرکے لاشہ ثمود عاد کا لیکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کی روانہ ہوے
یہان نورالدہر جام جم اسد غازی کو بھیج کر عازم ہی کہ اب ایرج پر روانہ ہو اسباب سفر تیار ہو رہا ہی
دامنہ کوہ مشتری حصار مین لشکر فرسنگ در فرسنگ اُترا ہوا ہی ایک روز صبح کا وقت ہی شاہزادہ بیٹھا ہوا
سیر صحرا کی کر رہا ہی اور رفیق گرد و اطراف مین جمع ہین طہماس سامنے بیٹھا ہی شاہزادہ اخبار نویس سے
پوچھ رہا ہی کہ ایرج کہان تک پہونچا وہ عرض کر رہا ہی کہ نوشاباد اور بیشۂ کلنگان مین ہی یہی باتین تھین
کہ دور سے کچھ لوگ سیاہ پوش معلوم ہوے جب قریب آے تو دیکھا کہ ایک تابوت سیاہ مخمل سے منڈھا ہوا
اُسپر سیاہ دمگیرہ تنا ہوا لوگ کاندھا بدلتے ہوئے آگے تابوت کے نخلے کے نوٹے روشن بخورات ہوتا ہوا
حافظ صحیفے پڑھتے ہوے لا الہ الا اللہ کی آوازین بلند چلے آتے ہین نورالدہر نے کہا خبر تو لو یہ کس مرد مومن
کا تابوت ہی طہماس نے عرض کیا کہ لوگون کی وضع سے ثابت ہوتا ہی کہ نوشاباد کے ہین ہرکارون نے
دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ یہ لاش طہماس کے بھائی شیر دہن بن کوہ لخت کی ہی طہماس بہت آبدیدہ
ہوا عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ بہت مرد فہمیدہ و سنجیدہ تھا نہین معلوم کیونکر مارا گیا کہ اس اثنا مین وہ لاشہ
لاکر سامنے نورالدہر کے رکھا گیا اور اُن سب نے عرض کیا کہ ای شہریار طرماسپ نے اسے ناحق مارا یہ
نوشاباد کا خراج بھی ایرج کے دینے کو راضی تھا اور بیعت بھی کرتا تھا اُسنے نہ مانا یہی کہا کہ دین آفتاب پرستی
اختیار کر اس مرد مومن نے دین اسلام ترک نہ کیا آخر لڑکر مارا گیا درجۂ شہادت پر فائز ہوا طہماس بولا
صاحبو وہ نالائق میرا نطفہ نہین ہی وہ نطفۂ شیطان ہی خیر جیتا ہون تو عوض اسکا لونگا شاہزادہ نورالدہر
نے فاتحہ اُسکے تابوت پر پڑھا لوگون کو تشفی و دلاسا دیا لاش کو سمت خانۂ کعبہ روانہ کیا دو دن گذرے تھے کہ لاشہ
مظفر ارسنوس حصاری کا آیا لوگون نے رو رو کر بیان کیا کہ یہ خود ایرج کی بیعت کو گیا تھا کہ بہزاد مرتد نے
اپنے خیمے مین لیجا کر اسے شہید کیا نورالدہر اسکے واسطے بہت رویا اور کہا کہ ایہا الناس یہ وہ مرد بزرگ
ہی کہ صاحبقران نے اسکو اپنا باپ کہا تھا بہت معزز تھا افسوس نالائق بہزاد مرتد نے اسے شہید کیا
الغرض اُسکی لاش پر بھی فاتحہ پڑھا اور مکۂ معظمہ کو روانہ کیا اُسکے تیسرے دن لاش عنقویل دیو پر ور کی آئی
لوگون نے خاک اُڑا کر نورالدہر سے عرض کیا کہ ای شہریار اسکو طرماسپ نے مار ڈالا ایرج نوجوان سے
زیر کرکے لیگیا تھا گفتگو ہو رہی تھی عنقویل اسیر غل و زنجیر تھا کہ طرماسپ نے ساطور مارا یہ شہید ہوا اسکا
یہ سننا تھا کہ آتش غضب سینے مین مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان سے اُٹھا روز روشن نظر مین تاریک
ہو گیا طہماس سے کہا کہ جاؤ اُس نالائق کا سر لیکر آنا تو اپنی صورت ہمین دکھانا ورنہ ہمارے سامنے نہ آنا

علماس نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کیا کہ غلام ابھی جاتا ہی اور باہر نکلکر گینڈے پر سوار ہوکر لشکر اپنا ہمراہ لیکر
چل کھڑا ہوا اثنائے راہ مین لاش ثمود عاد کی ملی معلوم ہوا کہ یہ بھی طرماسب کی بابت ایرج کے ہاتھ سے
مارا گیا اور غصہ ہوتا ہوا اب اسکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے مگر حال سنیے لاش ثمود عاد کا کہ جب لوگ
اسکے سامنے شاہزادہ نورالدہر کے آئے بعد فاتحہ خوانی میت اُسکی اُسکے وطن کو بھجوائی اور آپ دوسرے روز
کوچ کرکے برسر ایرج روانہ ہوا لیکن ادھر ایرج ثمود عاد کو مار کر اپنے لشکر مین آیا دیکھا کہ طرماسب بیہوش
ہی اور قارن بن ملوطی کچھ گردن مصروف تیمارداری ہی جراح کو بلوایا زخم اُسکا دکھلایا زخم مین ٹانکے دلوائے
علاج ہونے لگا قارن نے ایرج سے عرض کیا کہ مین زخم مین ٹانکے دلوا چکا ہون آپ کے اقبال سے طرماسب
جلد اچھا ہو جائیگا ایرج نے قارن کو خلعت دیا خود آکر بارگاہ مین بیٹھا ثمود عاد کے مارنے کا حال سبھون سے
بیان کیا سبھون نے تعریفین کین لندھور بھی بیٹھا ہوا ہی کہ ایک عیار نے آکر نامہ ہاتھ مین لندھور کے دیا
لندھور اُسکے کھولنے کو تیار ہی ابھی اُسے کھولا نہین ہی کہ ایرج نے ہاتھ سے لندھور کے وہ نامہ لے لیا
کہ مین دیکھون لندھور نے کہا ای ایرج تجھے جلدی کسواسطے کی مین خود تجھین دے دیتا ایرج شرمندہ ہوا
کہا کہ مجھسے نادانی ہوئی آپ مجھے معاف فرمائین لندھور بولا خیریت ہی مگر نامہ جو کھولا دیکھا تو جمشید و
خورشید ظلماتی نے لکھا ہی کہ ای جانشین حمزہ صاحبقران خسرو بلاد ہندوستان آگاہ ہوجیے کہ ہمارے
ملک ظلمات کے قریب ایک ملک ہی کہ نام اُسکا شہر صفدریہ ہی اور صفدر شاہ وہان کا بادشاہ ہی
بیٹا اُسکا خنجر خان نہایت ظالم ہی اور سپہ سالار اُسکا زبردست روزگار قارن فیل زور ہی بت لقا پرستی
رکھتا ہی وہ لشکر بے پایان لیکر ہمپر چڑھ آیا ہی ہم اُس سے لڑ نہین سکتے اُسکے خوف سے قلعہ بند ہین اور آقا ہمارا
بدیع الزمان یہان نہین ہی امیدوار ہین کہ کفالت اور معاونت ہماری کیجیے کہ شر سے اُسکی ہم محفوظ رہین
نہین تو ہم سب مارے جاوینگے اور دین زہرہ پرستی اختیار نہ کرینگے ایسے وقت مین دستگیری ہماری کرنا
ضرور ہی ایرج جو اس مضمون سے آگاہ ہوا کہا کہ مین جاؤنگا مدد اُنکی کرونگا لندھور بن سعدان نے کہا کہ تم کیون
تکلیف کرتے ہو ایرج نے کہا کہ ای رستم زمان تمنے مجھسے بیعت کی ہی تم ہمارے دوست کے دوست ہو اور دشمن کے
دشمن مجھے بھی لازم ہی کہ مین تمھاری کفالت کرون دوسرے یہ کہ مین جہانگیر ہون ہر ملک کو اپنے زیر
حکم کرتا چلا آتا ہون اس ملک کو بھی جا کر اپنے قبضے مین لاؤنگا دشمن کو وہان سے دفع کرونگا لندھور
نے کہا اگر آپ کی خوشی اسی مین ہی تو بسم اللہ مین منع نہین کرتا تشریف لیجایے کہیے مین بھی آپ کے ساتھ چلون
ایرج بولا آپ یہین تشریف رکھیے مین جلد وہان سے فراغت حاصل کرکے آتا ہون اور مرجان دریا باری
کو چالیس ہزار سوار سے ساتھ لیکر روانہ ہوا وہان جمشید و خورشید ظلماتی بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا کہ
جوڑی ہرکارون کی آئی اور خبر دی کہ لشکر صفدر شاہ کا قریب آگیا ہی ایسا نہ ہو کہ شہر کو گھیر لے جمشید
و خورشید نے باہم مشورہ کیا کہ نامہ دارائے ہند کو لکھ چکے ہین وہ مدد کے لیے ضرور آئینگے جب تک
ایک آدھ میدان داری کیجیے اسی اثنا مین یقین ہی کہ رستم زمان لندھور بن سعدان آجاینگے
حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار ہوکر شہر سے باہر نکلے خیمہ آراستہ ہوا دونون داخل خیمہ ہوئے اتنے مین خبر سنی کہ
لشکر مین صفدر شاہ کے طبل جنگ بجا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات
دونون لشکرون مین تیاری رہی جنگ و جدال رہی کہ صبح کے وقت دونون لشکر میدان مین آئے جمشید اور صفدر

نماز صبح پڑھ کر مرکبون پر سوار ہوکر میدان مین آے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین لشکر سے صفدر شاہ
کے قارن فیلزور اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا جمشید ظلماتی نے مرکب اپنا صف سے
نکالا بعد از تگاور زنی نیزہ بازی ہوئی نوبت شمشیر زنی کی پہونچی دن بھر تلوار چلی قریب شام جمشید ظلماتی
ہاتھ سے قارن کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خورشید نے جراح کو بلواکر
زخم مین جمشید کے ٹانکے دلوائے پٹی بندھوا رہا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی عرض کیا کہ لشکر حریف مین پھر
طبل جنگ بجا ہی کہا کچھ پروا نہین پروردگار مالک و مختار ہی ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر
نقارے گڑگڑاے صبح کو دونون لشکر میدان مین آے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے
آج خنجر خان بن صفدر شاہ باپ سے اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ
نکالے جب خوب گھوڑا عرق عرق ہوگیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا آواز دی کہ جسے تمنائے مرگ ہو کہ میرے
مقابلے کو نکلے خورشید نے مرکب اپنا بڑھایا خنجر خان بڑھکر تگاور زن ہوا مرکب پیچھے ہٹ ہٹ گئے پھر
مسلکر الون مین پھیر کر باگون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا خنجر خان نے نیزہ مارا خورشید نے نیزہ پر
روکا تا دیر نیزہ بازی رہی مطلب حاصل نہ ہوا تلوارین کھنچگئین دو بجلیان کوندنے لگین آخر کار گھوڑے سے
خورشید کے سکندری کھائی تیغ خنجر خان کا سر پر بیٹھا کہ تا ابرو اُتر گیا چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا
لوگ جھپٹ کر آے اور خورشید کو لیگئے کچھ دن باقی تھا اسنے اور مبارز طلب کیا جمشید نے طبل بازگشت بجوا دیا
اور خنجر خان سے کہا کہ کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہوگا آج دل کم ہی کو مین زخمی ہون گرد نکا القصہ دونون
لشکر اپنی فرودگاہ پر آے خنجر خان جو پھر کر آیا بارگاہ مین بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے جب نشہ ہوا
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ مگر جمشید و خورشید جو مجروح تھے بارگاہ مین آے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا
کرنا چاہیے کل سب خدا پرست ہاتھ سے ان کفار کے قتل ہونگے اتنے مین خبر طبل جنگ کی پہونچی جمشید
نے کہا کہ رات کو قلعہ مین بھاگ چلین خورشید نے کہا کہ بہتر ہی مگر اس طرح کہ آپ بھی طبل جنگ بجوا دیجیے
جسمین حریف کو گمان رہے کہ طبل جنگ بجا ہی صبح کو مقابلہ ہوگا طبل جنگ یہان بجا کرے آپ مع لشکر
قلعہ بند ہو جائیے صبح کو دیکھا جائیگا جمشید نے یہ صلاح بہت پسند کی اور حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
کوس حربی بجے اور خود مع لشکر قلعہ کی طرف چلا اور خیمے اُسی طرح استادہ چھوڑ دیے جسمین یہ معلوم ہو کہ
فوج پڑی ہی پانچ چار نقارچی رات بھر نقارہ پیٹا کیے خورشید و جمشید نے قلعہ بند ہو کر انتظام اپنا رات بھر مین
درست کر لیا صبح کو لشکر کفار میدان مین آیا مگر حیران کہ فوج کا ٹھاٹھ معلوم ہوتا ہی اور اب تک کوئی صف میدان مین
آراستہ نہ ہوئی حالانکہ رات بھر طبل جنگ بجا ہی اور اب تک نقارہ برابر بج رہا ہی قارن فیلزور نے کہا کہ کیا
ساری فوج کو سانپ سونگھ گیا کہ سوتے رہگئے صفدر شاہ سے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہی وہ شب کو دغا دیکے
بھاگ گئے اتنے مین جوڑی ہرکارون کی سامنے سے آئی اور عرض کیا کہ جمشید و خورشید رات کو بھاگ کر
قلعہ بند ہوئے ہین اور یہ خیمہ راوٹیان فقط دھوکے کی ٹٹیان ہین صرف اسلیے چھوڑ گئے کہ یہ گمان ہو فوج
پڑی ہی کوئی نہ سمجھے کہ یہ بھاگے جاتے ہین اس فریب سے نکلگئے صفدر شاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ اس قلعہ کا محاصرہ کرو
کہ کہین اور نہ بھاگ جائین غرض قارن فیلزور اور خنجر خان قلعہ پر آے محاصرہ کرکے اُترے اور طبل جنگ
بجوا دیا دوسرے دن صبح کو یورش کی اُدھر سے گولہ پڑنے لگا بہت سے لوگ صفدر شاہ کے مارے گئے

فوج پیچھے ہٹ آئی قارن فیلزور یکہ وتنہا گرز گران سر ہاتھ مین لیکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا تمام گولون کو رد کر کے
لب خندق جا پہونچا اور نعرہ کیا ای خدا پرستو تم میرے ہاتھ سے بچکر اب کہان جاؤ گے سب کو قتل کیا ہوگا
تو اپنا نام قارن نہ رکھا ہوگا قلعہ پر سے ماہا منوالاتیل کا گولا کولک کا ایولا بارود کی ہنڈیان منجنیق کے پتھر
مارنا شروع کیے اور جمشید وخورشید ظلماتی تاج سرون پر سے اُتار کر محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات
ہوے کہ ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی اس وقت بد مین سوا تیرے ہمارا کون ہی ای کس بیکسان و ای
یاور غریبان ہماری مدد کر ہاتھ سے اس ظالم کے نجات دے بس انکا بلبلا کر از تہ دل دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا
ہدف اجابت پر بیٹھا ابھی قارن خندق کو نہ پھاندا تھا کہ دیکھا جانب صحرا سے ایک گرد اُٹھی اور جس وقت
وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت مرکب پری پیکر پر سوار پشت پر
فوج جرار لیے چلا آتا ہی بس وہ جوان جو پہونچا نعرہ کیا کہ ای قارن خبردار قلعہ کی طرف نہ جانا پہلے مجھسے سامنا
کر لے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا قارن نے جو اُسکو اپنی طرف آتے دیکھا قلعے والون سے کہا کہ پہلے اُسے مارلون
تو بعد اُسکے تمسے سمجھونگا خورشید وجمشید پکارے او ملعون اب اگر تو زندہ پھریگا تو سمجھ لینا قارن غضبناک
پھر اُس جوان سے مقابلہ کیا بعد از تگادرزلی پوچھا تو کون ہی کیون انکا حمایتی بنکر آیا ہی اُسنے کہا کہ تو مجھے
نہین جانتا منم زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران صاحبقران جہان ایرج نوجوان قارن
نے کہا کہ یہ خدا پرست ہین تجکو انکی طرفداری سے کیا مطلب ہی ایرج بولا کہ اسکا قصہ طویل ہی بعد فیصلے کے
بیان کرونگا قارن نے کہا مین چاہتا تھا کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے نہ مارا جاے ایرج نے کہا کہ مین
تجھے بغیر سر جنگ دیے نہ رہونگا اُس وقت قارن خشمناک ہوا کہا معلوم ہوا حال تیرا تو بر سر پرخاش ہی
جائیگا کہان یہی گرز ہی جس سے قلعہ کا دروازہ توڑنے چلا تھا اب اس سے تیرا سر نہ توڑا ہو تو اپنا نام
قارن فیلزور نہ رکھا ہوگا یہ کہکر وہی گرز ایرج پر مارا ایرج نے ضرب کو خیال مین کر کے کلۂ عمود پر ہاتھ
ڈالکر جھٹکا دیا کہ اگر قارن گرز نہ چھوڑ دے تو ہاتھ اُکھڑ جاے گرز ہاتھ سے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تھا کہ ایرج لپٹ پڑا تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر یا نیر اعظم کہکر اُٹھالیا سر پر
چرخ دے کر زمین پر مارا مرکب سے اُتر کر چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین عیار کے حوالے کیا خنجر خان نے
جو یہ حال دیکھا دوڑ پڑا للکارتا ہوا کہ باش ای تیرہ روزگار غضب کیا تونے کہ قارن ایسے زبردست کو
باندھ لیا دیکھ تجھے کیونکر مارتا ہون اور برابر ایرج کے آکر تلوار ماری ایرج نے بفن سپر گری خالی دیکر
تلوار چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر اُسے بھی اُٹھالیا صفدر شاہ نے جو یہ نقشہ دیکھا فوج کو یہ حکم دیا
کہ مار لو اسے چہار طرف سے لوگ صفدر شاہ کے تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے ایرج نے خنجر خان کو تو
باندھکر عیار کے حوالے کیا آپ تلوار کھینچکر گرا انکا قتل کرنے مرجان دریا باری چالیس ہزار سوار سے
صفدر شاہ کے لوگون پر گرا ادھر سے جمشید وخورشید ظلماتی اپنی فوج ساتھ لیکر قلعہ سے نکلے صفدر شاہ
کے لوگون پر گرے جنگ مغلوبہ ہوئی بہت کشت وخون ہوا ہزارہا آدمی طرفین کے مارے گئے ایرج
لڑتا ہوا صفدر شاہ کے تخت پاس پہونچا دو چار رفیق اُسکے جو منچلے اور کملال تھے ہاتھ سے ایرج
کے مارے گئے صفدر شاہ نے دیکھا کہ ایرج قریب آگیا اُس وقت اُسنے تلوار ماری ایرج نے
تلوار اُسکی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر تخت پر سے اُٹھالیا اور بجاے سپر ہاتھ مین لے لیا قصہ مختصر فوج

بے سردار شکست کھا کر بھاگی ایرج مظفر و منصور وہان سے پھرا خورشید و جمشید نے قدمبوسی حاصل کی
عرض کیا کہ حضور قلعہ مین تشریف لیچلین کہ کچھ خدمت حضور کی ہم بجا لائین کیونکہ آپ نے ہماری جان بخشی
کی ہم آپ کے ممنون احسان ہین ایرج اُنکے ساتھ داخل قلعہ ہوا ایرج نے حکم دیا کہ صفدر شاہ کو
مع دونون سردارون کے قید کرو صبح کو سمجھا جائیگا اُسکو زندانخانے مین بھیجدیا آپ آکر ایوان بادشاہی
مین بیٹھا صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی خوب ناچ دیکھا کھانا کھا کر آرام کیا بعد اُسکے صبح کو جو بیدار ہوا
خورشید و جمشید سے کہا کہ تمھاری عرضی لندھور بن سعدان کے پاس پہونچی تھی لندھور نے مجھے
بیعت کی ہے تمام اثاثہ صاحبقرانی مجھکو دیا ہے اور مین تمام ممالک حمزہ سے خراج لیتا ہون بیعت کراتا ہوا
چلا آتا ہون تمھاری عرضی کو پڑھکر مین نے لندھور سے کہا کہ مین جاکر خورشید و جمشید کی مدد کرونگا وہ
راضی نہ تھا مین نے اُسے اپنے لشکر کی حفاظت کو چھوڑا خود تمھاری مدد کے واسطے آیا بارے وقت پر
پہونچا کہ دشمنون کو تمھارے گرفتار کیا اُن دونون نے عرض کیا کہ ای شہریار ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار
ہین کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرنے مین کیا کہتے ہو عرض کیا کہ بس یہ حضور نہ ارشاد فرمائین کہ غلامون سے
عدول حکمی ہوگی مگر بیعت کرنے کو بدل و جان حاضر ہین کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے ہمنے بیعت تمھاری قبول کی
خورشید و جمشید نے اُسی وقت بیعت کی بعد اُسکے ایرج نے صفدر شاہ اور خنجر خان اور قارن
فیلزور کو بلایا اُنھون نے آکر بطریق لقائیان سلام کیا ایرج نے اُنھین کرسیون پر بٹھایا تعظیم و توقیر کی
جام شراب تواضع کیا جب وہ نشے مین آے ایرج نے خطاب کیا کہ ای صفدر شاہ تمنے لقا مین کیا
خوبی دیکھی کہ تم اُسے خدائی مانتے ہو لقا وہی ہے کہ حمزہ نے اُسے ملک سبائل سے بھگایا بقول خلائق
چھین لیے مدتون لقا میرے پاس شہر فرنگوشیہ سے ہفت منظر سلیمانی تک رہا جب مین قید مین
الصروت جادو کی گرفتار ہوگیا اور وہ جادوگرنی میری صورت کا اور ایک شخص بناکر مار کے ڈال آئی تھی
اُس وقت لقا مایوس ہوکر بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور مین ہوتا تو لقا کبھی ظلمات کو نہ جاتا قابل خدائی
نیر اعظم آفتاب تابان ہے دیکھو کیا نور کیا ظہور ہے جہان دیکھو وہین موجود ہے اگر ظہور نیر اعظم کا نہ ہوتا تو
زمانہ تیرہ و تار رہتا اور کوئی شی پختہ نہ ہوتی ایسا ایسا صفدر شاہ کو سمجھایا کہ اُسنے کہا ای صاحبقران جہان
ایرج نوجوان مین نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا بعد اُسکے خنجر خان اور قارن فیلزور بھی آفتاب پرست
ہوے ایرج نے قید اُنکی دور کرائی وہ قدمون پر گرے ایرج نے سب کو خلعت دیے بعد اُسکے
اُنھون نے جاکر اپنی فوج کو بھی آفتاب پرست کیا اور ایرج سے عرض کیا کہ ہم امیدوار ہین کہ ہمارے
شہر مین تشریف لیچلیے ایرج اُنکے ساتھ شہر صفدریہ مین آیا دیکھا کہ شہر نہایت آباد رعیت شاد ہے ایرج
سیر و تماشا دیکھتا ہوا داخل ایوان بادشاہی ہوا صفدر شاہ نے دعوت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا
جہان جہان بتخانون مین لقا کی تصویرین تھین آفتاب کی تصویرین بنوائین چہار طرف یا نیر اعظم کا غل تھا
نوبتین رکھی گئین دوسرے دن صفدر شاہ نے عرض کیا کہ شہر سے قریب ایک باغ ہے کہ وہ بنوایا ہوا
سکندر ذوالقرنین کا ہے اور اُسمین ایک گنبد ہے مگر مدت سے بند ہے کسی نے اُسے کھلوایا نہین معلوم نہین
کہ اُسمین کیا ہے اور دروازے پر اُسکے لکھا ہے کہ جو صاحبقران ہو وہ اس گنبد کو کھلواے اور اندر آے
ایرج نے کہا کہ ہم وہان چلینگے اور اُسی وقت سوار ہوکر اُس باغ مین آیا دیکھا کہ باغ بہت سرسبز و شاداب ہے

اور گنبد سنگ سبز کا ہی نہایت صاف و شفاف اور دروازے پر سنگ سرخ نصب ہی اُسپر لکھا ہی کہ جو
صاحبقران یا اولاد صاحبقران ہو وہ اسکے اندر آے ایرج نے دروازہ اُسکا کھلوایا اندر جاکر جو دیکھا تو
چار طرف گلدستے رکھے ہین اور بیچ مین ایک چبوترہ نہایت بلند ہی اور چار طرف گنبد سنگین مین ہواے سرد
چلی آتی ہی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی ایرج اُس چبوترے پر بیٹھا ہواے سرد کے سبب سے لیٹ گیا مگر اپنے
دل مین کہتا ہی کہ ای ایرج تو جانتا تھا کہ کچھ تحفہ اسمین رکھا ہی اس باعث سے یہ بند ہی یہان کوئی شی معلوم نہوئی
پھر خیال مین گذرا کہ ای ایرج کوئی چیز ضرور ہوگی مگر نہین معلوم کہان پوشیدہ ہی یا یہ کہ حمزۂ صاحبقران اور
اولاد حمزۂ صاحبقران کے لیے کوئی تحفہ یہان پوشیدہ ہوگا تیرے واسطے نہین ہی خیر تھوڑی دیر آرام
کرلے پھر اُٹھکر ڈھونڈھیو اسی خیال مین خواب طاری ہوا بس آنکھ کا لگجانا تھا کہ عالم خواب مین دیکھا کہ ایک
بادشاہ جلیل القدر تخت پر سوار ہی اور بہت سا جلوس اُسکے گرد و اطراف مین ہی ایرج اُسے دیکھتے ہی
اُٹھ کھڑا ہوا اسلام کیا آگے قدمون سے لپٹا عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون
کہا کہ ای ایرج نام میرا اسکندر ذوالقرنین ہی یہ باغ میرا بنوایا ہوا ہی اور جہان پر تو سوتا ہی یہان پر زمین
کھُدوا ایک دروازہ معلوم ہوگا اُسے کھولنا اُسکے اندر ایک صندقچہ ہی قفل دیا ہوا کنجی اُسکے اوپر رکھی ہی
صندوق کھولنا اُسمین تیغۂ دودمۂ سکندری اور مہرۂ ہشت پہل یاقوت کا نکلیگا اُسمین اسماے الٰہی
کندہ ہین تیغہ تو تم لے لینا اور مہرۂ طلسم بنواکر اُسمین رکھوا دینا کیونکہ اولاد حمزہ نے طلسم فتح کیے ہین مگر طلسم
بناے نہین تم طلسم بنواؤ ایرج نے کہا کہ مین طلسم کس سے بنواؤن فرمایا کہ ایک حکیم قریب شہر صفدریہ کے
رہتا ہی وہ پوتا ہی حکیم ارسطاطالیس کا نام اُسکا حکیم بقراط ثانی ہی تم جاکر منت اور خوشامد اُسکی کرنا اُسے یہ مہرۂ
ہشت پہل دینا وہ طلسم کو درست کردیگا یہ طلسم زمانے مین تمھارا یادگار رہیگا اور ای ایرج تمھارے
ہاتھ سے مسلمان کشی بہت ہوئی ہی یہ تمھین مناسب نہین ہی چاہیے تمھین اہل اسلام سے بمحبت پیش آؤ ہرگز
اُنکے ساتھ کوئی حرکت عداوت کی نہ کرو اور اگر اُنسے بہ عداوت پیش آئے تو آخر کو پشیمان ہوگے علی الخصوص اولاد
حمزہ سے کبھی دشمنی نہ کرنا کیونکہ تم وہ ایک ہو چند روز کے بعد حال کھلجائیگا ایرج نے چاہا پوچھے کہ مین
اور اولاد حمزہ کیونکر ایک ہون یہ معما ارشاد فرمایے کہ آنکھ کھلگئی کسی کو وہان نہ پایا مگر خوشبو سے تمام گنبد معطر تھا
تھا ایرج حیران تھا کہ افسوس یہ معمانہ کھلا کہ تو اور اولاد صاحبقران کیونکر ایک ہین پھر آنکھین بند کرلین کہ شاید
بار دگر سکندر کو دیکھے مگر اب کہان آخر گھبراکر اُٹھ بیٹھا صفدر شاہ کو آواز دی کہ یہان آؤ جب وہ آیا اُس سے
پوچھا کہ یہان کوئی حکیم بقراط ثانی رہتا ہی اُسنے عرض کیا کہ آپ اُسے کیا جانین وہ ایک مرد عابد و زاہد ہی
اپنے مکان مین بیٹھا رہتا ہی مین بادشاہ ہون اُسنے کبھی مجھسے رجوع نہین کی نہ میرے پاس آیا اور مین بھی
کبھی اُسکے پاس نہین گیا ایرج نے کہا ای صفدر شاہ مجھکو عالم خواب مین سکندر ذوالقرنین نے اُسکو
بتایا اور اپنا تیغہ اور مہرۂ ہشت پہل عنایت کیا ہی بلاؤ بیلدارون کو کہ یہان کی زمین کھودین صفدر شاہ
نے اُسی وقت بیلدار بلواے زمین کو کھُدوایا تہخانے مین سے صندوق نکلوایا اُس صندوق کو کھولا
تیغہ جو نکالکے دیکھا تو قبضہ اُسکا الماس کا اور نیام پر زمرد و یاقوت اور مروارید اعلےٰ بہت بیش قیمت
نصب تھے تیغے مین بہت بڑے بڑے جوہر مانند تخم خیار کے تھے تلوار کیا سانپ کی کینچل معلوم ہوتی تھی
ایرج اُس تلوار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اُس تہخانے کو بند کروادیا آپ وہان سے شہر مین آیا اور صفدر شاہ

کو ساتھ لیکر حکیم بقراط ثانی کے مکان پر گیا دیکھا کہ خانہ باغ نہایت پر تکلف بنا ہی اور اُسمین ایک گنبد بلور کا
ہی ایرج اندر اُسکے جو آیا دیکھا کہ حکیم بقراط ثانی عجب شکل نورانی باریش سفید عمامہ سر پر بندھا ہوا پیراہن
گلے مین تخت پر بیٹھے ہین اور کچھ شاگرد جامے نیمے پہنے ہوے کتابین کھولے ہوے درس ہو رہا ہی کہ ایرج
اور صفدر شاہ نے سلام کیا حکیم مذکور تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آیے ای صفدر شاہ و ای ایرج
نوجوان ان دونون نے دوڑ کر ہاتھون کو بوسہ دیا حکیم صاحب نے دونون کو دہنی بائین طرف بٹھالیا اسباب
دعوت منگوا کر سامنے رکھا پوچھا کہ ای ایرج نوجوان کہو تیغۂ دودمہ سکندری اور مہرۂ ہشت پہل یاقوت
تمھارے ہاتھ لگا ایرج بولا کہ ہان اور دونون چیزین دکھائین اور عرض کیا کہ آپ اگر ایک طلسم تکلیف کرکے
بنا لیے اور اُسمین یہ دونون تحفے اور مال رکھدیجیے تو آپ کا بھی نام اور میرا بھی نشان تا قیامت رہیگا
حکیم صاحب نے کہا کہ مجھکو تمھارے آنے سے بیشتر سکندر نے خبر دی تھی مین طلسم بنانے کو موجود ہون مگر آج
آپ کی دعوت ہی ایرج نے قبول کیا اُسی وقت صحبت عیش آراستہ ہوئی درس موقوف رہا پریزادان ماہ طلعت
آکر مصروف رقص و غنا ہوئین بھوکھ کے وقت کھانا انواع اقسام کا مہیا ہوا ایرج نے کھایا مگر حکیم صاحب
کو دیکھا کہ سوا عبادت کے کسی بات سے سروکار نہین ہی ایرج نے خیال کیا کہ یہ مرد خوش نہاد پاکیزہ دین
و پاکیزہ اعتقاد ہی اور اس اثنا مین اکثر حکیم صاحب نے ایرج کو نصیحت کی کہ ای ایرج اہل اسلام سے
ہمیشہ بمحبت پیش آنا اور کبھی اُنکے قتل اور ایذا رسانی کا ارادہ نہ کرنا کہ نتیجہ اسکا اچھا نہین ہی ایرج نے
پوچھا کہ حکیم صاحب مجھسے اور خدا پرستون سے واسطہ کیا ہی سکندر نے بھی عالم خواب مین یہی وصیت
کی تھی کہ اہل اسلام سے عداوت نہ کرنا اور آپ بھی یہی فرماتے ہین اگر حال آپ کو معلوم ہی تو بیان کیجیے
حکیم صاحب بولے کہ ای ایرج یہ اسرار الہی ہین ہمین اسمین دخل نہین ہی مگر اتنا ہم جانتے ہین کہ تم اولاد
صاحبقران مین سے ہو اور خود بھی صاحبقران ہو بعد چند روز کے تمھین کھلجائیگا ایرج نے کہا کہ حکیم صاحب
اتنا ارشاد کر دیجیے کہ مجھکو جسکے ساتھ محبت ہی اُسکا وصل بھی مجھے نصیب ہوگا یا نہین حکیم صاحب
بولے کہ بیشک اُسکا وصل تمھین میسر ہوگا بلکہ حمزۂ صاحبقران خود تمھین اُس سے ملائینگے ایرج یہ سنکر
بہت خوش ہوا بعد اُسکے کہا کہ حکیم صاحب اب آپ طلسم بنا دیجیے جواب دیا بہتر ایک ہفتے مین طلسم
تیار ہو جائیگا آپ یہان سے تشریف لیجائین اور جو کچھ طلسم مین رکھنا منظور ہو وہ لا کر مجھے دیجیے ایرج
نے وہ مہرہ اور تلوار تو اُسی وقت حوالے کیا بعد اُسکے اور چند اشیا خورشید اور جمشید طلاتی سے منگوائین
اور صفدر شاہ سے ایک گنج زر لیا اور خیمہ اور نقار خانہ اور سلح سنجوگ چالیس ہزار جوان کا مرتب کیا
اور جس مقام پر حکیم صاحب نے کہا تھا وہان رکھدیا اب حکیم صاحب نے ایک جانب شہر صفدریہ کے
دروازے کے سامنے ایک مینار فولاد کا بزور اسماے الٰہی موکلون سے بنوایا اور اُس مینار پر ایک طاؤس
زمردین بنا کر بٹھایا اور وہ مہرۂ یاقوت اُس طاؤس کے منھ مین دیا اور وہ تیغۂ دودمہ سکندری اُسی مینار پر
لٹکایا اور علامت طلسم کی یہ تھی کہ جس وقت شہر صفدریہ پر کوئی غنیم آئے اور شہر سے تیس کوس پر لشکر
اُسکا رہے اُس وقت وہ طاؤس مینار پر سے بلند ہو کر کہے کہ ای یاران جادو غنیم آتا ہی بس بمجرد اس صدا
کے بغیر ابر کے پانی برسنے لگے اہل شہر آگاہ ہو جائین کہ دشمن آتا ہی اپنی اپنی فکر مین سب مصروف ہون اور
جب دشمن سامنے شہر کے آئے ایک دیوار آہنی بہت بلند پیدا ہو شہر بالکل غائب ہو جائے حریف ناچار

پھر کر چلا جاے الحاصل جب وہ طلسم تیار ہوچکا نام اُسکا طلسم بقراطی رکھا اور اُس مینار پر کندہ کر دیا
کہ اس طلسم مین ایرج نے تیغۂ دودمۂ سکندری اور تحفہاے طلسم رکھے ہین جو کوئی زور و طاقت
مین میرے برابر ہو وہ اس طلسم کو فتح کرنے کا قصد کرے اور مال و اسباب طلسمی پر قابض ہو بس ایرج وہان
دو روز اور رہا بعد اُسکے کوچ کرکے لشکر کو اپنے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان لشکر ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے مین

کہ یہان سرداران ایرج انتظار مین ایرج کے ہین کہ دیکھین کب وہ بہادر آتا ہی کہ ایک دن جانب صحرا سے
گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور ایک نقابدار سفید پوش تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا اور مقابل لشکر ایرج
اُترکر خیمہ برپا کرایا دوسرے روز نقابدار نے لشکر ایرج مین ایلچی بھیجا کہ بہتر یہ ہی کہ طرماسپ کو باندھکر ہمارے
پاس بھیجدو نہین تو آمادہ جنگ ہو مالک بن ملکوت شاہ نے اُسکا جواب دیا کہ طرماسپ زخمی تھا
اُسے ملک عزو بیہ باختر مین بھیجدیا ہی اور ایرج ملک ظلمات مین جمشید و خورشید ظلماتی کی مدد کو
گیا ہوا ہی ابھی تک وہان سے نہین پھرا ایرج کو آلینے دیجیے پھر جو کچھ آپ کہیے گا وہ کیا جائیگا نقابدار
یہ سُنکر برہم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ
کو پہونچی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح
کو میدان کارزار مین صف آرا ہوے نقیب نہیب دے کر چلے گئے نقابدار سفید پوش میدان مین
آیا مبارز طلب کیا ادھر لشکر مین سے ایرج کے دیلمان زنگی گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت مالک بن
ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہی وہ سلام کرکے گینڈا
اپنا بمقابلہ نقابدار سفید پوش لایا نقابدار تگاور زن ہوا گینڈا اسکا تگاور مین پست ہو گیا تھا مسلکر
رانون مین کچک مارکر گینڈے کو پھیرا مقابل نقابدار ہوا اور کہا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تو کون
ہی نقاب کو منھ پر سے اُٹھا کہ حال تیرا معلوم ہو یہ کیا برقع منھ پر ڈالکر مردان عالم کو للکارتا ہی تو کون ہی
اور نام تیرا کیا ہی نقابدار بولا کہ او زنگی روسیاہ گندہ چشم مجھے نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب کاہے کو منھ پر
ڈالتا اور او کافر ملک الموت کو کسی نے بے پردہ نہین دیکھا اور اگر نام کا تفحص ہی تو مجھے قابض روح
کفار کہتے ہین بس یہ سُنکر دیلمان آگ ہو گیا پکارا کہ او نقابدار معلوم ہوا حال تیرا کہ موت تیری
دامنگیر ہی لا اپنا حربہ کہ حسرت دل مین نہ رہجاے نقابدار بولا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے جب
تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو مین بھی اپنا حربہ کرونگا اُسنے کہا خبردار رہنا اور نیزہ اُٹھاکر نقابدار پر
مارا نقابدار نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا دیلمان زنگی نہایت غضبناک ہوا اور کھینچکر ارۂ پشت نہنگ
نقابدار پر مارا نقابدار نے اُسے رد کیا اور تلوار ماری دیلمان نے بھی بڑھکر تلوار نقابدار کی روکی
اور پھر ارۂ پشت نہنگ مارا نقابدار نے پھر ضرب اُسکی روکی تین پہر تک برابر یہی رد و بدل رہی آخرکار
ایک مقام پر نقابدار نے سر بتاکر جو کمر پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ دیلمان زنگی مارا گیا
دیلم شباط زنگی نے گریبان اپنا چاک کیا اور لاشہ آکر اُٹھایا نقابدار سے کہا تونے غضب کیا کہ بھائی
کو میرے مار ڈالا اسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا دیلم شباط نہ رکھا ہوگا کل میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جائیگا نقابدار نے للکارا کہ ای روسیاہ مین آج ہی موجود ہون تجھکو تیرے بھائی پاس بھیجدونگا اگر تیرا

ارادہ کل کا ہی کل سہی یہ کہکر میدان سے پھرا اور دیلم شباط زنگی لاش اپنے بھائی کی لیے ہوئے روتا پیٹتا ہوا
آیا لاش کو جلایا پھونکا اُس جہنمی کو دارالسقر مین پہونچا دیا ادھر نقابدار داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اُتاری
لباس بزم پہنکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل دیلم شباط
زنگی سے سامنا ہی اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی یہان دیلم شباط بھائی کے
کریا کرم کرکے گریان و نالان مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آیا سلام کیا دنگل پر اپنے بیٹھا
مالک بن ملکوت شاہ نے اُسے خلعت ماتم پرسے کا دیا اور سمجھانا شروع کیا کہ اس اثنا مین
ہرکارون نے خبر طبل جنگ بجنے کی دی دیلم شباط زنگی نے عرض کیا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوایے کل
مین ہون اور نقابدار یا مین نہین یا نقابدار نہین مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ابھی تم ابھی رنج
مین اپنے بھائی کے ہو اور لوگ سامنا کرینگے تم نہ ارادہ کرو دیلم شباط زنگی بولا پیر و مرشد نقابدار
زبردستان روزگار مین سے ہی سوا میرے اور کوئی اُس سے عہدہ بر آ نہین ہوسکیگا دوسرے یہ کہ
میرا بھائی مارا گیا ہی زمانہ میری آنکھون مین تیرہ و تار ہی مین اس نقابدار سے جب تک عوض نہین
لیتا ہون مجھے چین نہین ہی مالک بن ملکوت شاہ بولا ای دیلم اگر تم بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوئے تو مین
ایرج کو کیا جواب دونگا دیلم بولا کچھ ہو کل مین سامنا ضرور کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے
طبل جنگ بجوایا چار پہر رات تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین
آراستہ ہوئین نقیب آکر میدان مین للکارے کہ کون سا بہادر ہی جو میدان کارزار مین آئے اور
کار رستمانہ کرے بس نقابدار نے مرکب کو چمکایا تمام لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے افسران فوج پیادہ ہوکر
ساتھ ہوئے نقابدار اُن سب کو رخصت کرکے عرصۂ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا دیلم تو مستعد ہی
کھڑا ہوا تھا پوری بات منھ سے نقابدار کے نہ نکلی تھی کہ دیلم شباط زنگی مالک بن ملکوت شاہ سے
اجازت لیکر گینڈے پر سوار ہوکر مقابل نقابدار ہوا نقابدار بڑھکر تگاور زن ہوا کہ گینڈا دیلم شباط
کا پانچ قدم اور مرکب نقابدار کا تین قدم ہٹا جھک مار کر دیلم نے گینڈا اپنا بڑھایا اور نقابدار کا سامنا
کیا یہان تو کچھ گفتگو ہونے لگی لیکن مالک بن ملکوت شاہ نے لوگون سے کہا کہ دیلم نقابدار پر غالب نہ ہوگا
نقابدار بہت زبردست معلوم ہوتا ہی یہی باتین تھین کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ
و خیرہ خیرہ سر گرد بہ آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ یکایک قریب آکر گرد شق ہوئی دیکھا تو ایرج
نوجوان مع مرجان دریا باری و خنجر خان و قارن فیلزور چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا سردار
پیشوائی کو گئے ایرج کو استقبال کرکے لائے ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا قدمبوس ہوا
اور ابتدا حضور سے سب نقل گذشتہ مع سکندر ذوالقرنین کے خواب مین آنے کی اور طلسم منوانے کی بیان کی
بعد اُسکے مالک بن ملکوت شاہ سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہی اور کہان سے آیا ہی اُسنے بیان کیا کہ
اسے آئے ہوئے آج تیسرا روز ہی اور کل دیلمان زنگی اسکے ہاتھ سے مارا گیا اب دیلم شباط زنگی سے
سامنا ہی اور بمقاری اور ظرماسپ کی تلاش مین ہی ایرج بولا خیر سمجھا جائیگا ابتو مین آیا ہون لیکن دیلم شباط
نے جو ایرج کو دیکھا خیال گذرا کہ ای دیلم اب نقابدار کو باندھکر ایرج کے پاس لیچل پکارا او
نقابدار اب آقا میرا آپہونچا اُسکے سامنے تیری مشکین باندھونگا خبردار رہ یہ کہکر نیزہ اُٹھا کر سینے پر

نقابدار کے مارا نقابدار نے نیزہ نگاہ مین رکھا جب انی قریب سینے کے پہونچی پکڑ کر گلوگاہ جھٹکا دیا کہ دیلم اگر نیزہ ہاتھ سے چھوڑ نہ دے تو یقین تھا کہ ہاتھ اکھڑ جاے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور غضبناک ہوکر آرہ پشت نہنگ نقابدار پر مارا نقابدار نے تلوار جو آرے پر ماری آرے کے دو ٹکڑے ہوے دیلم شباط زنگی نے ٹکڑا آرے کا پھراکر نقابدار کے منھ پر مارا نقابدار نے خالی دیا اور تلوار دیلم پر ماری اُسنے سپر پر روکی سپر قلم ہوئی دیلم شباط زنگی ہٹکر گینڈے کے پٹھے پر چار ہاتھ تلوار سے گردن گینڈے کی قلم ہوئی دیلم شباط زنگی کود پڑا اور تلوار کھینچکر مرکب نقابدار پر دوڑا کہ پی کر ڈالے نقابدار نے مرکب ترچھا کرکے تلوار خالی دی آپ بھی بچا مرکب کو بھی بچایا کود پڑا گھوڑے سے دیلم شباط زنگی نے دیکھا کہ اسنے مرکب اپنا بچا لیا اور آپ مرکب پر سے کود پڑا پیادہ ہی کشتی لڑکر اسکی مشکین باندھ لے یہ خیال اپنے دل مین کرکے سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر نقابدار پر دوڑا نقابدار نے دیکھا کہ یہ زنگی بارادہ کشتی آتا ہی خود بھی ہتھیار رکھکے دوڑا کشتی ہوئی چار پہر دن کشتی رہی شام کے وقت نقابدار نے لنگر دیلم شباط زنگی کا توڑا اسپر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا چڑھکر چھاتی پر مشکین باندھ لین اور طبل بازگشت بجا کر پھر گیا اپنے لشکر مین آیا بلاکر آہنگرون کو حکم دیا کہ دیلم شباط زنگی کو غل و زنجیر مین گرفتار کرو اُسی وقت دیلم شباط کو قید آہن مین گرفتار کیا سامنے نقابدار کے لائے دیلم شباط زنگی نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا نقابدار نے کہا کہ ای دیلم شباط زنگی لعنت کر دین آفتاب پرستی پر مسلمان ہو دیلم شباط زنگی پکارا یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین اسلام اختیار کرون جان دینا مجھے قبول ہی اور آفتاب پرستی ترک کرنا قبول نہین ہی نقابدار نہایت برہم ہوا کہا اسے زندانخانے مین لیجاؤ اور میدان خونی تیار ہو کہ وقت صبح اسے دار پر چڑھائینگے بموجب حکم نقابدار دیلم شباط زنگی کو زندانخانے مین لیگئے اور تیاری میدان خونی کی شروع ہوئی لیکن ادھر ایرج دیلم شباط کے گرفتار ہو جانے سے کمال غمناک پھر کر داخل لشکر ہوا ہرکارون سے فرمایا کہ جاکر خبر لاؤ نقابدار دیلم شباط سے کیونکر پیش آتا ہی ہرکارے گئے کوئی پہر رات گئے آکر عرض کیا کہ نقابدار نے دیلم کو ہر چند چاہا کہ مسلمان ہو دیلم مسلمان نہ ہوا نقابدار نے اُسے زندانخانے مین بھیجدیا میدان خونی کی تیاری ہی صبح کو اُسے دار پر چڑھایگا بس یہ سُنتے ہی ایرج نے کہا کہ دیلم شباط زنگی میرے سر کے ساتھ ہی یا تو مین صبح کو اُسے چھڑا لایا یا اپنی جان بھی دی یہ کہکر نہایت غضبناک اپنی خوابگاہ مین آیا کھانا کھایا اور حکم دیا کہ مجھے چار گھڑی رات رہے سے بیدار کر دینا یہ حکم دے کر سو رہا مگر مالک بن ملکوت شاہ نے دیکھا کہ صبح کو ایرج مقرر دیلم شباط زنگی کو چھڑانے جائیگا بہت کشت و خون ہوگا خدا جانے کیا اُفتاد پڑے بس اسنے خالد بن دیوچہر کو بلاکر کہا کہ ای خالد باپ نے تیرے کیا کیا کار نمایان کیے ہین یہانتک کہ اُسنے ہمارے واسطے اپنی جان دی صبح کو عجب ہنگامے کا سامنا ہی کہ ایرج دیلم شباط زنگی کو چھڑانے جائیگا خوب تلوار چلیگی اگر ایرج مارا گیا تو آفتاب پرست تباہ و برباد ہونگے اگر تجھسے ہو سکے تو جاکر دیلم شباط کو چھڑا لا خالد نے عرض کیا کہ مین موجود ہون مجھسے آج شب کو دیلم شباط کو لیجیے مالک بن ملکوت شاہ یہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور اُسے خلعت دیا خالد عیار وہان سے روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے بھائی ہی دیوچہر عیار کا خروش سبز پوش اُسکا نام ہی اُسنے مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کیا کہ مجھے فرمایے تو مین جاکر نقابدار کو پکڑ لے آؤن مالک بن ملکوت شاہ نے اُسے بھی خلعت دے کر رخصت کیا مگر اب پہلے حال خالد بن دیوچہر کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ صورت اپنی تبدیل کرکے ایک دال موٹھ والے کی شکل بنکر نقابدار کے لشکر مین آیا سیر تماشا دیکھتا ہوا

برابر زندانخانۂ دیلم کے پہونچا ادھر اُدھر آوازین لگا یا کیا ایک آدھ پیسے کی دال موٹھ بیچی جب رات زیادہ گئی
سامنے زندانخانے کے آکر آواز لگائی کہ دال موٹھ گرما گرم وہ جو نگہبان و پاسبان بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے
دائرہ چکارا بجا بجا کر گا رہے تھے آواز جو دال موٹھ والے کی سُنی آپسمین کہا کہ میان خدا نے اس وقت گزک
خوب بھجوائی ارے بھائیو اس سے سب خوانچہ چکا لو آپسمین بانٹ لینا اسی وقت بلا کر کہا کہ جو تو کہے ہم تیرے
خوانچے کا دین کہا کہ پیر و مرشد خوانچہ بہت بھاری ہی دال موٹھ کے علاوہ مٹھائی چڑوے ریوڑیان بھی ہین سہال
بھی بہت خستہ ہی وہ بولے کہ میان کیا سیکڑون روپیہ کا مال ہی اُسنے کہا کہ خداوند آپ ہی لوگ کھانیوالے ہین
جو چاہیے سو دیجیے بلکہ تنخواہ پر دیجیے گا شوق سے لیجیے غرض پانچ روپیے کو سب خوانچہ چکا سبنے ملاکر پانچ نفر
اُسے دیلے اور حصہ کرکے کھانا شروع کیا دو پہر رات گئے بیہوشی نے اثر دکھایا واہی تباہی بکنے لگے یہانتک
کہ گالیون پر نوبت آگئی آستینین چڑھا چڑھا کر ایک دوسرے سے لڑنے کو اُٹھا بس جو اُٹھا لڑکھڑاتا ہوا
بیہوش ہوکر گرا اب خالد نے جو میدان خالی پایا جاکر دروازہ زندان کا کھولا دیلم شباط زنگی اس سوچ مین
بیٹھا ہوا تھا کہ صبح کو تو مارا جائیگا اور کبھی یہ اپنے دل مین کہتا تھا کہ ای دیلم شباط مقرر ایرج تیرے چھڑانے کو
آئیگا یا کسی عیار کو تیری رہائی کے واسطے بھیجیگا قتل ہونے نہ دیگا اسی خیال مین تھا کہ دروازہ زندان کا
کھلا اور ایک عیار سامنے سے نظر آیا حیران ہوا کہ یہ کون ہی خالد نے پاس آکر سلام کیا کہا کہ چلیے مین آپ کو
چھڑانے آیا ہون سب نگہبان بیہوش پڑے ہین اور قید دیلم کی کاٹی دیلم شباط زنگی ساتھ خالد عیار کے
روانہ ہوا خالد تمام لشکر سے نقابدار کے نکالکر باہر لایا اب وہان سے لشکر ایرج کو روانہ ہوا مگر اب
حال خروس سبزپوش کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ شامت زدہ صورت ایک سپاہی کی بنکر داخل لشکر ہوا
نقابدار کے خیمہ پاس پہونچکر گرد پھر آیا جب دیکھا کہ نقابدار کھانا کھا کر سویا اور نگہبان پاسبان جا بجا قائم ہوے
اور سناٹا پایا یہ برگشتہ بخت اس فکر مین ہوا کہ نقابدار کو گرفتار کیجیے ہر چند چار طرف خیمے کے پھرا لیکن
راہ اندر جانے کی نہ پائی ناچار ایک مقام پر بیٹھ کر خنجر سے نقب کنی شروع کی ایک پہر بھر مین دوسرا سرا
نقب کا خیمے مین نکالا فرش کو چاک کرکے دیکھا کہ خیمہ مخمل سبز کا بہت پرتکلف ہی نگیرہ کھنچا ہوا ہی اُسکے
نیچے پلنگ الماس نگار بچھا ہوا ہی اُدھر چھ مانند برق کے چمک رہا ہی گرد شمعدانے کافوری و مومی روشن ہین عطر
کے شیشون کے مُنہ کھلے ہین خوشبو سے خیمہ معطر ہو رہا ہی اور دو خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین دو خدمتگار
چپی پر بیٹھے ہین بس اسنے نکالکر پروانہ بیہوشی تفنگ مین رکھکر شمع کی لو پہ مارے کہ وہ جلے اور غبار بیہوشی اڑا
دماغ مین خاصبردارون کے گیا کہ وہ چکر کھا کر بیٹھ گئے بیہوشی طاری ہوئی دین و دنیا کی خبر نہ رہی اُدھر دونون خدمتگار
پٹی پر سر رکھکے سو رہے اب خروس نقب سے نکلا پہلے چادر عیاری ہلاکے روشنی گل کی بعد اُسکے بلہ عیاری کا
ہاتھ مین پہنا ہاتھ کو چرب کیا برابر نقابدار کے آیا مقراض سے بند نقاب کا کاٹا اور نقاب مُنہ پر سے اُسکے
ہٹائی بس ایک آفتاب چمکا کہ نگاہ اسکی خیرگی کرنے لگی آنکھ جھپکگئی ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو دیکھا
کہ کبھی اسنے یہ حسن و جمال نہ دیکھا تھا ہر چند چاہا ضبط کرے لیکن ضبط نہ ہوسکا تاب جمال نہ لا سکا بیہوش
ہوکر گر پڑا اب صورت یہ ہی کہ ادھر تو نقابدار پڑا سوتا ہی اور اُدھر خروس عیار بیہوش پڑا ہی ایک طرف
خدمتگار مدہوش ہین کہ اسمین قریب صبح نقابدار کی آنکھ کھلی دیکھا تو نقاب اُلٹی ہوئی ہی حیران ہوکر اِدھر
اُدھر دیکھنے لگا سامنے ایک عیار کو بیہوش پڑے دیکھا یقین ہوا کہ اسنے نقاب تیرے مُنہ پر سے اُٹھائی ہی

بس جلدی سے نقاب تو منھ پر ڈالی اور اُٹھا کہ گرفتار کرے خروس بھی بیدار ہوا دیکھا کہ اُس نازنین نے
نقاب منھ پر ڈالی ہی اور تیرے گرفتار کرنے کو آتی ہی بس جست کر کے قنات پاس پہونچا وہ نازنین بھی جست کیکے
اُسکے قریب آنے کو ہی کہ وہ اجل رسیدہ قنات پھاند کر بھاگا وہ نقابدار بھی باہر آیا اور بجلدی تمام مرکب پر
بیٹھ کر تعاقب مین اُسکے للکارتا ہوا چلا کہ او نالائق جائیگا کہان میرے ہاتھ سے تو نے غضب کیا کہ بے پردہ
مجھے دیکھ لیا اب اگر تو زندہ رہا تو بیشک افشاے راز کریگا اور نعرۂ نقابدار کی صدا سُنکر کہ لینا اسے یہ جانے
نہ پاے لوگ اُس عیار کو گھیرتے ہین مگر خنجر برہنہ اسکے ہاتھ مین ہی جو قریب آتا ہی اُسے یہ مارتا ہی اور بھاگا
جاتا ہی کہین جمکر نہین لڑتا کسی مقام پر نہین رُکتا اپنی جان بچاے ہوے چلا جاتا ہی اسی طرح تمام لشکر
نقابدار سے لڑتا بھڑتا نکلا اب میدان صاف مین پہونچا لشکر ایرج کا رُخ کیا مگر یہان مالک بن
ملکوت شاہ سویرے سے بیدار ہوا کہ خالد عیار دیلم شباط زنگی کو لیکر پہونچا مالک بن ملکوت شاہ
نے اُسے گلے سے لگایا اور بارگاہ مین لیکر آیا سردار آنے لگے مجرا کر کے بیٹھنے لگے مالک بن ملکوت شاہ
نے کہا کہ صاحبو خالد بن دیو چہر نے وہ کار نمایان کیا کہ دیلم شباط زنگی کو چھڑا لایا اسے تم سب اپنے اپنے
حسب مقدور جو کچھ ہو سکے دو سبھون نے کہا بہت خوب اور ہر شخص نے حسب لیاقت منگوا کر روپیہ اشرفیان
جواہر دینا شروع کیا مگر ایرج جو بیدار ہوا شاپور سے کہا کہ کہو دیلم شباط زنگی کی کیا خبر ہی اسنے عرض کیا کہ
آپکے آنے کے بعد مالک بن ملکوت شاہ نے خالد عیار کو بھیجا تھا کہ تو جا کر دیلم شباط زنگی کو چھڑا لا
وہ اُسی وقت کا گیا ہوا ہی ذرا اُسکا راستہ دیکھیے ایرج یہ سُنکر بارگاہ کی طرف چلا جب وہان پہونچا
دیلم شباط زنگی کو بیٹھے ہوے دیکھا اُسنے ایرج کو سلام کیا قدمون سے لپٹا ایرج اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا
اور خالد بن دیو چہر کو خلعت دیا دو توڑے اشرفیون کے عطا کیے اور احوال پوچھنے لگا خالد نے تمام واقعہ
دیلم شباط کے چھڑانے کا بیان کیا کہ اتنے مین مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ خروس عیار مجھسے نقابدار
کے پکڑنے کا وعدہ کر کے گیا تھا پھر اُسکا حال نہ معلوم ہوا خالد نے کہا کہ مجھسے اُس سے ملاقات نہین ہوئی یہی
باتین ہوتی تھین کہ خروس سراسیمہ بدحواس اندر بارگاہ کے آیا مگر صید خائف کے مانند پیچھے پھر پھر کر دیکھتا آتا ہی
ایرج نے پکارا ای خروس تو اتنا بدحواس کیون ہی کچھ حال تو بیان کر اُسنے کہا ای شہریار مین نقابدار کے اسیر کرنے کو
گیا تھا نقب کنی کر کے اُسکے خیمے مین گیا سب کو بیہوش کیا بعد اُسکے چاہا نقابدار کو بیہوش کر دون بند جو نقاب
کا اُسکے منھ سے اُٹھایا ایسا حسن و جمال نظر آیا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا پھر جو آنکھ کھلی دیکھا مین نے کہ نقابدار مجھے پکڑنے
آتا ہی بس مین بھاگا ایرج نے کہا کہ ای خروس تو نے نقاب تو اُٹھائی اور اُسکی صورت بھی دیکھی کچھ پہچانا کہ
یہ کون ہی خروس چاہتا ہی کہ کچھ کہے یکایک دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور نقابدار مانند شعلۂ جوالہ اندر
بارگاہ کے آیا خروس ایرج کی طرف دوڑا کہ ای شہریار مجھے بچاییے مگر اُس بدحواسی مین ٹھوکر کھا کے گرا
نقابدار نے دوڑ کر تلوار ماری کہ خروس کی کمر پر پڑی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے لاش اُسکی تڑپنے لگی
غل ہوا کہ نقابدار نے خروس عیار کو مارا چہار طرف سے لوگ تلوارین پکڑ پکڑ اُٹھے ہی تھے ایرج نے سب کو
منع کیا کہ خبردار کوئی نقابدار سے متعرض نہ ہونا اور نقابدار سے کہا تو نے غضب کیا کہ میرے عیار کو میرے
سامنے مارا اگر مین تجھسے عوض لینے کا ارادہ کرتا ہون تو میرے لیے باعث بدنامی کا ہی لوگ کہینگے کہ نقابدار
اکیلا تھا ایرج نے اپنی بارگاہ مین تنہا پا کر اُسے مارا اس بدنامی کے سبب سے مین کچھ نہین کہتا اگر تو میری

بارگاہ مین نہ ہوتا اور میرے عیار کو میرے سامنے قتل کرتا تو حقیقت معلوم ہوجاتی نقابدار بولا کہ ای ایرج
اس نالائق نے میرا پردہ فاش کرنے کا ارادہ کیا تھا یہ وجہ تھی کہ مین نے اُسے مارا اور مین موجود ہون
جبکا جی چاہے مجھسے سمجھ لے ایرج نے کہا کہ بس اپنے لشکر مین جاؤ تمنے جو کچھ کیا خوب کیا طبل جنگ بجواؤ
کل ہی میدان میرے تمہارے مقابلہ ہی نقابدار وہان سے باہر آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا
اپنے لشکر مین پہونچا اہل لشکر نے جو نقابدار کو آتے دیکھا دوڑ دوڑ کر قریب آے سلام کیا قدمون کو چوما
احوال پوچھا نقابدار نے کہا عنایت الٰہی سے سامنے ایرج کے اُس مفسد کو مارا سبھون نے تعریفین کین
کہ آپ بہادر بے نظیر ہین نقابدار بولا کہ صاحبو اسمین شک نہین کہ ایرج مرد میدان ہی کہ اُسنے
بڑی مروت میرے ساتھ کی نہین تو خوب تلوار چلتی اور مین تو واقعی مرجانے کو گیا تھا اپنے کو زندون
مین شمار کرکے نہین گیا تھا اور اب مجھسے اور ایرج سے وعدہ میدانداری کا ہوا ہی کل سامنا ہی
دیکھون پروردگار عالم کیا دکھاتا ہی یہی باتین کرتا ہوا خیمے مین داخل ہوا ملبوس رزم اُتار لباس بزم پہنکر
بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا نقابدار نے نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسوقت
طبل جنگ بجا ادھر ایرج نے لاش خروس کی اُٹھوائی بارگاہ کو پاک کرایا اُسکے وارثون کو خلعت ماتمی دیا اور
سب سے کہ رہا ہی کہ مجکو یہ نقابدار عورت معلوم ہوتا ہی کیونکہ آواز اسکی بہت نرم ہی دیلم شباط بولا ای دشمن
بھلا عورت ایسی زبردست کہان کہ مجکو ایک دن مین باندھ کر لیجاے اور اس طرح نقاقب کرکے حریف کو
مار جاے جان کا خوف نہ کرے مجکو کبھی یقین نہ آئیگا کہ یہ عورت ہی ایرج بولا ضرور یہ عورت ہی عیار کو تعاقب
کرکے اس واسطے مار ڈالا کہ یہ افشاے راز کریگا اور لوگ بھی بولے کہ ایرج صاحبقران آپ بجا فرماتے ہین
عیار کا مار ڈالنا اُسکے عورت ہونے پر دلیل ہی ایرج بولا یہ معاملہ کُھلجائیگا کہ اتنے مین سامنے سے جوڑی
ہرکارون کی نمودار ہوئی اور بعد دعاو ثنا عرض کیا کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہی ایرج نے کہا خوب ہوا
ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے غرض یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری
ہونے لگی رات بھر غلغلہ رہا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر
چلے گئے کہ کون بہادر ہی جو معرکہ آراے نبرد ہو کہ نقابدار نے مرکب کو چھیڑا تمام افسران فوج پیادہ ہوگئے اور
گرد نقابدار کے آکر کھڑے ہوے علم جلوہ گری پر آے نقابدار نے سب کو رخصت کیا آپ برچھا ہاتھ مین
ہلاتا ہوا مرکب کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے یہانتک کہ پسینے پسینے ہوگیا اُسوقت
مرکب کو روک لیا اور دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا ایرج بھی مرکب کو چمکا کر سامنے تخت مالک بن
ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمہارا
نگہبان ہی ایرج بمقابلۂ نقابدار چلا جس وقت برابر پہونچا نقابدار تگاورزن ہوا ایرج کا مرکب کئی قدم
پیچھے ہٹا اور نقابدار کا گھوڑا پانچ قدم پسپا ہوا دونون مرکبون کو راالون مین مسلکر مقابل ہوئے ایرج نے
کہا ای نقابدار کل تو نے غضب کیا کہ میرے سامنے میرے عیار کو مارا آج اُسکا عوض تجھسے لونگا نقابدار
بولا مین کل ہی موجود تھا آج بھی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ایرج بولا کہ تو پہلے اپنے دل کا حوصلہ نکال لے
نقابدار نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین پیشدستی نہ کرینگے ایرج نے کہا اب دیا مین صاحبقران ہون پہلے
پیشدستی نہ کرونگا اُس وقت نقابدار نے نیزہ اُٹھا کر ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا

نیزہ بازی ہونے لگی آخرکار ایرج نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے برہم ہوکر گرز گران سر سات سومن کا
اُٹھاکر دو دستی ایرج پر مارا ایرج نے سر گرز پر رد کا تڑاقا پیدا ہوا شرارے نکلنے لگے بعد اُسکے ایرج نے گرز
یکدستی نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز کو گرز پر رد کا مگر دونون ہاتھ تھرا گئے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ پھٹ پڑا
مرکب تنگ تک زمین مین غرق ہوگیا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے کمر مرکب کی ٹوٹی نقابدار تو تنق گردید
ہی اور ایرج پکار رہا ہی کہ آکر خبر لو نقابدار کی دیکھو کیا گذری عیار نقابدار کا دوڑا گرد کے گرد چرخ مارکر
اندر گرد کے آیا دیکھا کہ نقابدار بیہوش کھڑا ہی پانی کے چھینٹے منھ پر دیے آنکھ کھلگئی عیار نے پوچھا فرمایے
کیا حال ہی کہا کہ بچایا پروردگار عالم نے مگر بلا کی ضرب ہی اس آفتاب پرست کی یہ کہکر گھوڑے کو ایڑھ کی کہ زمین
سے نکلے اُسکی جان پر بنی ہوئی تھی قریب المرگ تھا مرکب گلی بنگیا تھا انجام کار نقابدار گھوڑے پر سے کود پڑا
تنگ کے نیچے ہاتھ ڈالکر مرکب کو نکالکر قایم کیا وہ گر پڑا اور تڑپنے لگا نقابدار یہ حال مرکب کا دیکھکر آگ ہوگیا
اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو ایرج کے پکڑے ایرج نے اُسے بارادۂ فاسد جو آتے دیکھا کود پڑا گھوڑے
کے اوپر سے نقابدار نے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے ٹھبکی دی کہ تلوار بیٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا
اور لپٹ پڑا نقابدار تلوار کو ہاتھ سے چھوڑکر ایرج سے لپٹا کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو
بھی جدا نہ ہوئے دونون لشکرون سے روشنی آئی کھانے آئے ہر ایک کو اشتیاق ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی
ان دونون نے نہ کھایا نہ پیا اُسی طرح لڑا کیے رات بھر کشتی رہی صبح کو وہی عالم تھا کوئی غالب مغلوب نہ
معلوم ہوتا تھا وہ دن بھی یونہین گذرا پھر شب ہوئی القصہ اسی طرح تین شبانہ روز کشتی رہی شام کو
ایرج نے لنگر نقابدار کا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھلین شاپور
شیردل کے حوالے کیا طبل بازگشت بجا کر مراجعت کی اُدھر لشکر نقابدار کا نہایت اُداس کمال پریشان
پھرا ادھر شاپور نے نقابدار کو لاکر اسیر غل و زنجیر کیا بعد اُسکے زندانخانے مین بھیجدیا ایرج نے دربار نہ کیا
کچھ کھانا کھاکر سو رہا صبح کو مالک بن ملکوت شاہ آکر تخت پر بیٹھا سردار جمع ہونے لگے لندھور بھی اپنے
رفقا سمیت آکر دہنی طرف بیٹھا ایرج سلام کرکے دنگل شوکت پر متمکن ہوا جب تمام دربار جمع ہوچکا
ایرج نے شاپور سے کہا کہ لاؤ نقابدار کو شاپور نے زندانخانے سے نقابدار کو بلوایا نقابدار نے
آکر بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے کرسی پر نقابدار کو بٹھایا اور کہا
اے نقابدار مین نے تجکو بقوت بازو زیر کیا ہی تجھے لازم ہی کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نقابدار پکارا
کہ مین لعنت کرتا ہون آفتاب پرستی پر ایرج نے کہا خیر اگر دین میرا نہین قبول کرتا تو بیعت میری اختیار کر
نقابدار بولا کہ جان دینا قبول ہی مگر بیعت تیری کرنا قبول نہین ہی ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب اسکے
منھ پر سے اُٹھاؤ شاپور نے اُسی وقت نقاب منھ پر سے نقابدار کے اُٹھائی بس نقاب کا اُٹھنا تھا کہ
ایک آفتاب چمکا ایک نازنین مہر تمکین مہ جبین کو دیکھا کہ نگاہ نے خیرگی کی آنکھین جھپک گئین ایرج نے
نگاہ اپنی قایم کرکے کہا کہ اے نازنین سچ بتا تو کسکی اولاد ہی باپ تیرا کون ہی اُسنے کہا کہ کیا نام اپنے باپ کا
بدنام کرون فلک نے مجکو ذلیل کرا دیا لندھور پکارا اب تو جو ہونا تھا ہوا اب نام چھپانے سے کیا حاصل
اُسوقت اُسنے کہا کہ مین بیٹی ہون شیر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران طہماس بن عنقویل دیو پرور کی
ملکہ نیرنگ قوشتا بادی سے مین پیدا ہوئی ہون ملکہ ماہ نوشا بادی میرا نام ہی عوض خون عنقویل دیو پرور کا

لینے آئی تھی کچھ نہ ہوسکا فلک نے گرفتار کرادیا مگر لاہوت بن لقا کہ جب سے نگاہ اسکی پڑی ہی عاشق ہوا آہ سرد
دل پر درد سے کھینچی یہانتک کہ صبر نہ ہوسکا پکارا ای محبوب جانی وای یار جاودانی آپ کیون جان دینے پر آمادہ ہین
آپ کے دشمنون کی جان جائے مین نے جس وقت سے کہ چہرۂ زیبا آپ کا دیکھا ہی دلدادہ و فریفتہ ہوگیا ہون اگر مجھے
قبول کیجیے اور اپنا خادم تصور کیجیے تو مین ایرج سے عرض کر کے قید سے چھڑوا لون ملکہ نے جو یہ کلمہ اُس
کافر ناہنجار کے مُنھ سے سُنا نہایت برہم ہوکر پکاری کہ او اجل رسیدہ مین قید مین گرفتار نہ ہوتی تو اس عاشقی کا
مزہ تجھے چکھا دیتی ارے نالائق تو اور مجھپر عاشق ہوا ہی بڑے بڑے پہلوان اور گردن کشون کی نسبتین میرے
واسطے آئین مین نے قبول نہ کیا بھلا تیری کیا حقیقت ہی لاہوت شاہ اُس حالت بیقراری مین پکارا کہ ای
معشوق جفاکار مین بیٹا ہون زمرد شاہ کا خداوندزادہ ہون مجھسا شوہر کاہے کو ملیگا اور چند کلمات نامناسب
زبان پر لایا بس ملکہ عرق شرم مین غرق ہوگئی غصہ دونا ہوگیا پکڑ کر ہتھکڑی بیڑی جھٹکا مارا اور قید کو توڑ ادوڑی
لاہوت شاہ کی طرف کہ او نالائق آئی مین بیچ مین غراب گرہ میثانی بیٹھا تھا کہ اسکی بھی نسبت کا پیام ایک مرتبہ
ملکہ کے واسطے گیا تھا وہ للکارا کہ او زن زبان دراز کہان جاتی ہی خداوندزادے پر اور تلوار ملکہ پر ماری ملکہ
نے تلوار آتے خیال مین کر کے ٹھیکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی مڑوڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار اُسپر ماری کہ
کہ غراب کے دو ٹکڑے ہوے لاش اسکی تڑپنے لگی اور مار کر اسکو با تیغہ خون آلود چلی لاہوت شاہ کی طرف
وہ جب تک اُٹھے اُٹھے ایک تلوار سر پر ماری کہ او نالائق لے یہ پھل ہی عاشقی کا سپر کا ہاتھ بلند ہوگیا تھا تیغ نے
سپر کو کاٹا سر پر پہنچی کہ تین اُنگل سر مین اُتر گئی لاہوت نے گھبرا کر سر نیچے کھینچا تلوار نکلگئی یہ ملعون بیہوش ہوکر گرا چاہا
اسنے کہ دوسرا ہاتھ تلوار کا لاہوت پر مارے ایرج نے نعرہ کیا کہ خبردار اب وہ زخمی ہی تلوار اُسپر نہ مارنا اور
آیا مین ملکہ اب با تیغ برہنہ چلی دروازے کی طرف جو سامنے آیا وہ مارا گیا ملکہ باہر آئی گھوڑا ایرج کا موجود تھا
جلودار کو مار کر اُس گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوئی ایرج جو باہر آیا کئی لاشین پڑی دیکھین گھوڑے کو اپنے نہ پایا
دیکھا کہ ملکہ اُسپر سوار چلی جاتی ہی بیتاب ہوکر کہا کہ مین اسے چھوڑتا کب ہون کہ میرے ہاتھ سے یہ زندہ جائے اور
دوسرا گھوڑا منگوا کے سوار ہوکر چلا تعاقب مین ملکہ لشکر ایرج سے باہر نکل کر چلی تھی کہ ایرج قریب پہونچگیا اور
نعرہ کیا کہ کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے ملکہ نے دیکھا کہ ایرج آ پہونچا پھر کر وہی تلوار ایرج پر ماری کہ تو آیا تو
کیا کریگا لے اسے ایرج نے سپر روکی کہ وار اُسکا رد ہوا اور خود تلوار ملکہ پر ماری کہ ملکہ کی سپر قلم ہوئی اور
سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ملکہ نے دستانہ مارا تلوار تڑ جنا کر نکلگئی مگر سر سے ایک چادر خون کی جاری ہوئی
غش کھا کر گری کہ اتنے مین ملکہ کے لوگ پہونچگئے ایرج پر آپڑے ملکہ کو سامنے سے ایرج کے لیگئے ایرج نے پھر
تعاقب نہ کیا پھر آیا جب خیمے مین پہونچا دیکھا کہ جراح زخم مین لاہوت شاہ کے ٹانکے لگا رہا ہی مگر لاہوت شاہ
نے جو ایرج کو دیکھا پوچھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ملکہ کہان گئی ایرج نے کہا کہ وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئی
لشکر والے اُسکے اُسکو لیگئے پھر مین نے اُسکا تعاقب نہ کیا یہ سُنتے ہی لاہوت شاہ نے آہ سرد دل پر درد
سے کھینچی اور کہا افسوس یہ اُسکو آپ نے زخمی نہین کیا گویا مجھے مجروح کیا اور غضب کیا آپ نے کہ اُسے
جانے دیا مین اب اُسے کہان ڈھونڈھنے جاؤن میری جان اُسکی فرقت مین جائیگی یہ کہکر چیخین مار مار کر رونے لگا
ایرج نے دیکھا کہ اس نالائق کو خبط ہوا ہی ظاہر التسلی دینا شروع کیا کہ ای لاہوت شاہ تم گھبراؤ نہین مین
ہرکارے خبر کے واسطے بھیجتا ہون جہان وہ ہوگی مین جا کر پکڑ لاؤنگا تم اپنا حال تباہ نہ کرو ہمکو دیکھو

کہ ہم اپنے معشوق کی جدائی مین کیسے بیقرار ہین مگر ناچار ہو کر صبر اختیار کیا ہی تم بھی ضبط کرو اس خبط سے کچھ حاصل نہ ہوگا
یہی باتین ہو رہی ہین کہ چوبدار نے عرض کیا کہ ایلچی کیہرنگ بن ہرزبان زرائلی کا دروازے پر حاضر ہی حکم دیا
کہ جلد اُسے لاؤ اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ ہمنے اُسے نامہ لکھا تھا کہ زرائل مین آتے ہین اور وہان سے
جلد ملک سبائل کو جائینگے تم ہمارے واسطے بہت سی کشتیان جہاز تیار کر رکھو یقین ہی کہ اُسنے جہاز تیار کرائے ہونگے
مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ ضرور اسنے تعمیل حکم کی ہوگی کہ اتنے مین وہ نامہ بر سامنے آیا ایرج کو سلام کیا
نامہ پیش کیا ایرج نے دبیر سے کہا کہ پڑھو اس نامے کو دبیر نے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف لقا کی تھی بعد اُسکے
لکھا تھا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان بموجب حکم عالی مین نے جہاز اور کشتیان بہت سی تیار کرائی تھین مگر نقابدار سبزپوش
نے آکر سب کو جلا دیا جو دریا مین تھین اُنھین غرق کرا دیا ملاحون کو قتل کیا مجھے زخمی کر کے چلا بس یہ مضمون سُنتے ہی
ایرج نہایت رنجیدہ خاطر ہوا سر پکڑے دیر تک چپ بیٹھا رہا بعد ایک ساعت کے سر اُٹھایا دبیر سے کہا کہ
ہماری طرف سے جواب لکھو کہ ہم روپیہ تمھین اور بھیجتے ہین تم سات ہزار کشتی اور جہاز اور تیار کرو کہ لشکر
ہمارے ساتھ بہت ہی اور تمھاری کمک کے واسطے مرجان دریاباری کہ پہلوان زبردست ہی اور ہمارا رفیق
قدیم ہی اُسے بھیجتے ہین وہ ہر حال مین تمھارا شریک رہیگا ہمارے آتے آتے جہاز اور کشتیان تیار ہو رہین دبیر نے
یہی مضمون نامے مین لکھا ایرج نے کئی لاکھ روپیہ خزانے سے نکلوا کر چھکڑون پر لدوا کر مرجان دریاباری کو سات ہزار
سوار کی جمعیت سے ہمراہ اُسکے کر کے روانہ کیا وہ نامہ بر مع مرجان دریاباری وارابہ ہائے زر ملک زرائل
کو راہی ہوا دوسرے روز ایرج نہایت حیران و پریشان آزردہ خاطر پژمردہ دل چپ اور سُن بیٹھا ہوا تھا تمام
دربار معمور تھا اور بسبب افسردہ خاطری ایرج نوجوان کے سب راگ رنگ موقوف تھا صحبت مین سناٹا تھا
کہ بہزاد مرتد اور قارن قمر مین نے عرض کیا کہ ای ایرج نوجوان چلکر کنارے دریا کے سیر کیجیے دل بہلایے
ادہر لندھور نے بھی کہا کہ ای ایرج بہتر ہی چلو دل بہلاؤ ایرج اُٹھکر کھڑا ہوا اور لندھور سے کہا کہ آپ بھی
چلیے رستم زمان ساتھ ہو لیا ایرج کنارے دریا کے پہونچا سیر کرتا چلا جاتا ہی آتے آتے ایک جگہ پر پہونچا دیکھا
کہ ایک ٹیلہ بہت اونچا ہی اور سامنے اُس ٹیکرے کے سبزہ زار ہی گلہائے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین
ایرج اُس ٹیلے پر چڑھ آیا اُس جگہ فرش کرایا آکر بیٹھا بہزاد مرتد نے کہا کہ حکم ہو تو طائفے بلائے جائین شراب
منگوائی جائے ایرج بولا بہتر ہی اور لندھور سے کہا کہ ای دارائے ہند ہرچند چاہتا ہون کہ دل اپنا بہلاؤن
مگر نہین معلوم کیا باعث ہی اسقدر طبیعت گھبرائی ہی کہ قابل بیان کے نہین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی صدمۂ عظیم
مجھے پہونچیگا لندھور بولا خدا نہ کرے یہ تم کیا کہتے ہو جی ہی تو ہی کبھی خوش ہی کبھی ناخوش ہی یہی باتین تھین کہ جانب
مشتری حصار سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا ایرج نے ہرکارون سے کہا خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اُٹھی ہی کون
آتا ہی ہرکارے روانہ ہوئے لیکن گرد جو نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا تو شیر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران گرد
زور آور یعنی طہماس بن عنقویل دیو پر در اسی ہزار کی جمعیت سے چلا آتا ہی اور ادھر طہماس کو ہرکارون نے خبر دی
کہ لشکر ایرج کا تو یہان سے دور ہی مگر ایرج چند آدمیون سے کنارے نہر بیٹھا ہوا سیر کر رہا ہی طہماس نے کہا
کب چھوڑتا ہون اس آفتاب پرست کو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچے بس فوج سے خطاب کیا کہ تم یہین ٹھہرو
مین جا کر اسکو مارتا ہون کسواسطے کہ اگر تم لوگ ساتھ ہوگے تو میرے واسطے موجب بدنامی ہی سب کہینگے کہ
ایرج تنہا تھا اور طہماس کے ساتھ فوج تھی یہ کہکر گھوڑا اُڑا کر تنہا ایرج کی طرف چلا ادھر ایرج نوجوان تیج جو

طہماس کی آمد سُنی اور دیکھا کہ طہماس یکہ و تنہا سامنے سے چلا آتا ہی جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوا لندھور بھی
ساتھ اسکے اُٹھا تھا اسی اثنا مین طہماس قریب آگیا اور نعرہ کیا کہ باش اور کرپاس فروش بچہ ازاری جا یگا کہان
میرے ہاتھ سے آیا مین ایرج نے کہا ای طہماس مین جانتا ہون کہ تو عنقویل کے خون کا عوض لینے آیا ہی مگر
میرے ہاتھ سے وہ نہین مارا گیا لندھور بن سعدان اسکا گواہ ہی طہماس پکارا مجکو معلوم ہی کہ اُس نالائق
طرماسپ نے مارا ہی مگر باعث قتل کا تو ہی تو ہوا پہلے تجھے مار لون بعد اُسکے اُس نابکار کا کام تمام کرون ایرج
نے کہا ای طہماس آج تم منزل کے تھکے ماندے آئے ہو آسائش کرو کل میرے تمھارے مقابلہ ہوگا طہماس للکارا کہ
او آفتاب پرست کئی لاشین متواتر خدمت مین شاہزادہ جہان نور الدہر بن بدیع الزمان کی گئی ہین اُنکے صدمۂ
الم مین شاہزادے نے مجھسے فرمایا کہ ای طہماس جا کر انکے قاتل کا سر لیکر آ تو مجھے صورت اپنی دکھانا ورنہ میرے پاس
نہ آنا بنا برین اب جب تک مین تیرا اور طرماسپ کا سر لیکر نہین جاتا ہون مجھے صورت شاہزادے کی دیکھنا
نصیب نہ ہوگی اور مجھے ایک دم مفارقت شاہزادۂ نور الدہر کی گوارا نہین ایرج نے کہا تو سمجھتا ہی کہ
مین تجھسے دبکر یہ کلام نرم کرتا ہون خیر اگر تجھے صبر نہین ہو سکتا ہی تو جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کرنا بس یہ کہنا تھا کہ
طہماس تو آگ ببولا ہو ہی رہا تھا اُٹھا کر ساڑھے نو سو من کا ساطور جو ایرج پر مارا ایرج نے سپر پر روکا تھا مگر
ساطور نے سپر کے دو ٹکڑے کیے سر پر آیا کہ خود دو بلنے عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دوابرو اُتر گیا ایرج نے
دستانہ مارا کہ ساطور تو جھٹکا کر نکلگیا مگر ایرج مین تاب سنبھلنے کی باقی نہ رہی غش کھا کر گرا طہماس نے جوش غیظ و غضب
مین دوسرا ساطور اُٹھایا کہ ایرج پر مارے کہ لندھور نے للکارا ای طہماس خبردار اب ساطور اسپر نہ مارنا تو نے
ایک ہی ضرب ایسی لگائی کہ ایرج جانبر ہوتا نہین معلوم ہوتا طہماس پکارا ای ہندی تو ہرگز سعی نہ کر مین کبھی
نہ مانونگا کیونکہ باپ اور بھائی میرا دونون اسکے باعث سے مارے گئے ہین لندھور بولا ای طہماس ایرج
اولاد حمزۂ صاحبقران مین سے ہی تجھے یاد نہین کہ صاحبقران نے مکرر ارشاد فرمایا ہی کہ ایرج میری اولاد
مین سے ہی جو کوئی اسے ماریگا مین اُسکی ذریات مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا طہماس نے کہا کہ جہان
اسوقت آنکھون مین میری اندھیرا ہی مجھے کچھ اسوقت نہین سوجھتا مین اسے ضرور مارونگا لندھور بولا ای
طہماس اگر تجکو صاحبقران کے کہنے پر خیال نہین ہی اور تو میرا کہنا نہین سُنتا تو خیر مجکو امیر کشورگیر محض اسکی
حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین اور یہی فرمایا تھا کہ مین ایرج کو تمھارے سپرد کرتا ہون سو مین اسے قتل نہ ہونے
دونگا پہلے مجھے مار لے تو اسپر ہاتھ ڈالنا طہماس آگ ہو گیا کہا اسد سچ کہتا ہی کہ تو اسپر عاشق ہی ہٹا کیون تو
اپنے کو بدنام کرتا ہی لندھور بولا یہ نہوگا کہ مین ایرج کو اپنے سامنے قتل ہونے دون طہماس پکارا کہ میرے تو
باپ اور بھائی دونون اسکے سبب سے مارے گئے ہین خیر اگر تو حمایت کرتا ہی تو تجھکو مار کر اسے قتل کرونگا لندھور
بولا جو تیرا جی چاہے سو کر مگر مین اپنی زندگی مین اسپر آنچ نہ آنے دونگا طہماس نے کہا ای ہندی بڑا پاس مین نے
تیرا کیا اور نہین مانتا تو لے اسے یہ کہکر ایک ہی ساطور لندھور پر مارا لندھور نے خالی دیا ساطور زمین پر
گرا لندھور نے پانون اپنا ساطور پر رکھدیا پانون کے نیچے دبالیا اور کہا ای طہماس دیکھ باز آ اس ارادے سے
نور الدہر کو بھی ایرج کا قتل گوارا نہ ہوگا جہالت اچھی نہین قاتل تیرے باپ اور بھائی کا طرماسپ ہی ایرج کا
اسمین کچھ قصور نہین طہماس نے کہا کہ تو جو ایرج پر پروانہ ہی وہ محبت تجھے نہین چھوڑتی مین بے قتل کیے نہ چھوڑونگا
اور ساطور لگا کھینچنے مگر لندھور کا پانون ساطور پر جما ہوا ہی کیونکر ساطور چھوٹے قضاے کا ضرغام شیر دل

خبر کے واسطے آیا ہوا تھا اُسنے جو یہ حال دیکھا کہ طہماس ایرج کو زخمی کر چکا ہی اب چاہتا ہی کہ اُسے قتل کرے لندھور
حارج ہی بس یہان سے بھاگا خدمت مین اسد بن کرب غازی کی آیا تمام حال بیان کیا اسد مرکب پہ
سوار ہو کر روانہ ہوا اُس وقت پہونچا کہ لندھور ساطور پاؤن سے دبائے ہوئے ہی چھوڑتا نہین اور طہماس
خشمناک ساطور کو کھینچ رہا ہی اور ایرج ایک طرف بیہوش پڑا ہوا ہی کہ اسد کو لندھور نے جو آتے دیکھا
گھبرایا کہ اب خدا ہی جان ایرج کی بچائے اسد نے نعرہ کیا کہ او ہندی تو طہماس کو نہین چھوڑتا کہ ایرج
کو مارے مین آکر ایرج کو مارتا ہون اور تلوار کھینچکر چلا لندھور نے دیکھا کہ اگر تو اسد کو روکتا ہی تو طہماس
ایرج کو مار ڈالیگا اور اگر طہماس کو روکے رہیگا تو اسد اسکا کام تمام کریگا اب ایرج کا بچنا بہت مشکل ہی
ناچار ہو کر پکارا ای پروردگار عالم میری آبرو تیرے ہاتھ ہی تو ہی ایرج کو بچانے والا ہی از تہ دل دعا مانگتا تھا
کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اسد قریب ایرج کے تیغ برہنہ کیے ہوئے پہونچا ہی اور لندھور پکار رہا ہی
کہ ای اسد بن کرب غازی کیا صاحبقران کا فرمانا تمھین یاد نہین ہی ایرج کو قتل نہ کرنا اسد جواب
نہین دیتا ہاتھ تلوار کا بلند کیا ہی کہ تلوار ایرج پر مارے کہ ایک بجلی کڑکی آنکھ اسد کی جھپکگئی ایک پنجہ پیدا ہوا
اور ایرج کو اُٹھا کر طرف آسمان کے لیگیا لندھور نہایت خوش ہوا ساطور طہماس کا چھوڑ دیا طہماس
نے کہا کہ بچا دیا تو نے میرے ہاتھ سے نہ چھوڑا ساطور کو کہ مین مارتا اُسے لندھور بولا مین موجود ہون
مجھے مار لے اسد پکارا ای لندھور ابھی تک محبت تمھاری ایرج کے ساتھ اُسی طرح چلی جاتی ہی اب تو اُسکے ڈاڑھی
مونچھین نکل آئی ہین اب زمانہ عشق و عاشقی کا گذر گیا کسی اور کو دیکھو اس سے باز آؤ تمھین نے عاشق ہو کے
ایرج کے ہاتھ سے ملک حمزۂ صاحبقران کے برباد کرائے اور اب وہ ناموس صاحبقرانی کی بربادی
پہ آمادہ ہی افسوس کہان گئی غیرت تمھاری بہت کچھ اسد نے کہا لندھور نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہ کہا کہ
صاحبزادے حال اسکا حمزۂ صاحبقران کے سامنے کھلجائیگا یہ بلا اُنکی مجھپر ڈالی ہوئی ہی اور پھر کر لشکر کی طرف
روانہ ہوا اسد نے طہماس سے کہا کہ بھئی اب چلکر لشکر ایرج کا کام تمام کرو طہماس بولا اچھا چلیے اور آکر
مقابل لشکر ایرج خیمہ برپا کیا مگر حال ایرج کا سنیے کہ وہ جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا وہ ایک دیو تھا لیے ہوئے سامنے
نقابدار سفید پوش کے آیا کہا کہ آقا یہ موجود ہی نقابدار نے کہا کہ لاؤ دیو نے ایرج کو سامنے رکھدیا
دیکھا نقابدار نے کہ زخم کاری اسکے سر پہ لگا ہی بیہوش و مدہوش ہی اُسی وقت جراحون کو بلایا زخم ایرج کا
دکھایا اُنھون نے عرض کیا کہ زخم بہت کاری ہی کہا کہ اچھا تم ٹانکے تو لگاؤ جراحون نے زخم کو بخیہ کیا نقابدار
نے ڈبا مرہم سلیمانی کا منگوا کر سامنے رکھدیا کہ اسکی پٹی زخم پر چڑھاؤ اُنھون نے اُسی وقت پٹی مرہم سلیمانی کی
چڑھا دی ایک دو پہر کے بعد ایرج کو ہوش آیا دیکھا کہ وہان نہ طہماس ہی نہ لندھور ہی سامنے نقابدار
سفید پوش بیٹھا ہی اور کچھ دیو پری موجود ہین نقابدار سے پوچھا کہ کیا آپنے مجھے اُٹھوا منگایا ہی نقابدار
بولا کہ ہان مین نے اُٹھا منگایا ہی سواری میری اُدھر سے آتی تھی تمکو مین نے بیہوش پڑے ہوئے دیکھا اور
دو شخصون کو مستعد قتل پایا بس ایک دیو سے مین نے کہا کہ اس جوان بیہوش کو اُٹھا کر لے آ یہ اولاد صاحبقران
مین سے معلوم ہوتا ہی یہ دیو تمھین اُٹھا لایا اب تم بیان کرو کہ کون ہو ایرج نے کہا زخم میرا اچھا ہو لے
تو بیان کرون کہا کہ تمھارے زخم کا تو آج ہی نام و نشان بھی نہ باقی رہیگا مین نے مرہم سلیمانی کا پھاہا
چڑھوا دیا ہی مگر طاقت البتہ دو چار روز مین آئیگی القصہ تین پھاہے متواتر مرہم سلیمانی کے زخم پر چڑھوائے گئے

دوسرا دن تھا کہ زخم بالکل اچھا ہوگیا ایرج نے غسل صحت کیا آکر صحبت مین بیٹھا ناچ ہونے لگا جام شراب گردش
مین آیا نقابدار بولا کہ ای جوان اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہی اور دین و مذہب تیرا کیا ہی ایرج نے کہا ای نقابدار
نام میرا اظہر مین الشمس ہی وہ جو تونے سُنا ہوز بدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران صاحبقران جہان
ایرج نوجوان وہ مین ہون جانشین حمزہ لندھور بن سعدان میرا مطیع ہی اُسنے مجھسے بیعت کی ہی اور میرے
ساتھ ہی تمام ممالک حمزہ پر قبضہ کرچکا ہون فقط ملک سبا کل باقی ہی نقابدار نے کہا ای ایرج وہ دونون شخص
کون تھے جو تیرے پاس کھڑے ہوے بحث رہے تھے کہا کہ ایک تو لندھور تھا اور دوسرا طہماس تھا کہ جسکے
ہاتھ سے مین زخمی ہوا تھا نقابدار بولا کہ طہماس تو شاہزادہ نورالدہر کا ایک ملازم ہی جب اُسکے ہاتھ سے تو
زخمی ہوگیا تو دعوی صاحبقرانی کیا کرتا ہی ایرج بولا ای نقابدار طہماس کے ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران بھی زخمی
ہوگئے تھے زخمی ہونے سے صاحبقرانی نہین جاتی رہتی اول تو حربہ اُسکا بیڈھنگا دوسرے یہ کہ تلوار کے آگے
پانچ برس لڑکا اور سو برس کا بوڑھا برابر ہی جسکا ہاتھ پہلے پڑگیا وہی غالب رہا طہماس کو جو نورالدہر نے
مطیع اپنا کیا ہی مجھے حیرت ہی کہ کیونکر اس عادی کو مطیع کیا اور خیر آج مین زخمی ہوا بار دگر تو ایسا نہوگا نقابدار
نے کہا ای ایرج سب باتین تمھاری اچھی ہین مگر خدا کو تم نہین پہچانتے بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو
دین آفتاب پرستی کو چھوڑو جیساکہ آفتاب ہی ویسا ہی ماہتاب ہی دیکھو کیا حکم پروردگار عالم ہی کہ جہان
رات ہوئی آفتاب غائب ہوجاتا ہی ماہتاب نکل آتا ہی یہ سب مخلوقات مین سے ہین خدا وہی ہی جسنے
سب کو پیدا کیا ہی ایرج بولا ای نقابدار تو میرا محسن ہی کہ مجکو اُٹھوا منگایا زخم سر میرا اچھا کرایا اس سبب سے
مین کچھ نہین کہتا اب زیادہ نہ فرمایے یہ دین کا مقدمہ ہی ہر ایک اپنے دین کو اچھا جانتا ہی اور مین تو دین
تمھارا قبول کرنے کو موجود ہون بشرطیکہ فن سپہگری مین مجھپر غالب آؤ نقابدار نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا کل
ہمارے تمھارے مقابلہ ہی ایرج نے کہا مین موجود ہون ذرا مجھ مین طاقت آے قصہ مختصر تیسرا دن ہی ایرج
کو یہان آے ہوے کہ ایک ہواے تیز چلی لگہ ابر نمایان ہوے اور فوج دیودن کی دکھائی دی خبر نقابدار کو پہونچی
کہ دیو عفیف بن خفیف بن عفوان راہدار چالیس ہزار دیودن سے آپ پر آیا ہی اس ارادے پر کہ آپ اولاد
زلزلۂ قاف کو جو حکم سلیمان ہین آپ سے عوض اپنے باپ اور دادا کا لے نقابدار نے کہا کچھ پروا نہین ہی جو
خالق عالم بہتر جانیگا وہ کریگا بار دگر خبر پہونچی کہ اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی نقابدار نے کہا کہ ہمارے لشکر مین
بھی طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ساری رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان کارزار مین آے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے دیو عفیف
میدان مین نکلا مبارز طلب کیا ایرج نے نقابدار سے کہا کہ مین اسکے مقابلے کو جاؤنگا نقابدار مانع ہوا کہ تم مین
طاقت ابھی اچھی طرح نہین آئی ہی تم تماشا دیکھو مین جاکر اسے مارتا ہون اور آپ ایک مرکب پریزاد پر سوار ہوکے
مقابلے کو اُس دیو کے نکلا دیکھا دیو نے نقابدار کو کہا کہ سن ای نقابدار اگرچہ باپ نے تیرے میرے باپ اور
دادا کو مارا ہی مگر جو تو دین ابلیس پرستی اختیار کرے تو مین تجھے کچھ نہ کہون نقابدار پکارا کہ تیرا ابلیس نالائق
کیا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر یہ سُنکر وہ برہم ہوا کہا کہ شاید قضا تیری آئی ہی خبردار رہنا اور اُٹھاکر تبرزین
سر پر چرخ دیکر نقابدار پر مارا نقابدار نے خالی دیا لیعنے دیو کے شانے پر سوار تھا دوسرے شانے کی طرف
ہوگیا اور اُس دیو نے بھی اپنے کو بچایا مگر اُسپر بھی ایک کونا تبرزین کا اُس دیو کے سر پر لگا سر اُسکا زخمی ہوا

شانہ کٹا دیو چرخ کھا کر زمین پر گرا نقابدار پر بھی تبرزین کی نوک لگی کہ وہ بھی زخمی ہوا اور گرا دیو عفیف نے چاہا
کہ نقابدار کو پکڑ لے کہ ایرج کو تاب باقی نہ رہی پیادہ دوڑا للکارتا ہوا کہ خبردار نقابدار پر ہاتھ نہ ڈالنا آیا مین
تیری خدمتگذاری کو دیو نے نعرے کی آواز جو سُنی ٹھہر کر دیکھنے لگا ایک جوان ماہ طلعت بشوکت سامنے سے
نظر آیا حیران ہوا کہ یہ کون ہی جب ایرج قریب آیا دیو عفیف پکارا کہ تو کون ہی ایرج نے کہا کہ تو مجھے نہین
جانتا منم زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران ایرج نوجوان نیر اعظم نے مجھے ایسی قوت و
جرأت بخشی ہی کہ کوئی مجھسے عہدہ برآ نہین ہوسکتا دیو عفیف نے کہا کہ کیا تو آفتاب پرست ہی ایرج نے کہا
کہ ہان دیو عفیف بولا آفتاب بھی ایک بندہ خداوند ابلیس کا ہی بہتر یہ ہی کہ دین ابلیس پرستی اختیار کر ایرج
پکارا کہ او شیطان پرست مین ابلیس پر لعنت کرتا ہون تو بھی لعنت کر اور نیر اعظم کو سجدہ کر دیو عفیف یہ سُنکر
نہایت خشمناک ہوکر پکارا کہ کیا قضا تیری بھی آئی ہی لا حربہ اپنے جی کا حوصلہ نکال لے دیکھون کہ صاحبقرانی تیری
کیسی ہی ایرج نے کہا تو اپنا حربہ پہلے کر لے مین بعد اُسکے اپنا حربہ کرونگا دیو نے کہا کہ تجکو بڑا گھمنڈ ہی اپنی شجاعت
و مردی پر لے حربہ میرا او سنچ کہ یہ غضب ہی خداوند ابلیس کا یہ کہکر وہی تبرزین ایرج پر مارا ایرج نے
سپر ابر لکر خالی دیا تبرزین زمین پر پڑا کہ در آیا زمین مین خاک اُڑی دیو پکارا کہ ای آدمزاد مفت مین تو نے
اپنی جان دی میرا کہنا نہ مانا ابلیس کو سجدہ نہ کیا ایرج نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست کسکو تو نے مارا مین تیری
روح قبض کرنیوالا موجود ہون اور دوڑ کر ہاتھ سے دیو کے چھٹکیا تبرزین بزور صاحبقرانی چھین لیا اور وہی
تبرزین جو دیو عفیف کے کمر بند پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ دیو عفیف مارا گیا جب
وہ دیو جو اُسکے ساتھ تھے پکڑ پکڑ کر حربے بگڑ بگڑ کر دوڑ پڑے کہ لینا اس آدمزاد کو جانے نہ پاے ایرج بھی
اُنپر دوڑا ادھر سے فوج نقابدار کی کمک کو آئی لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی ایرج کی یہ کیفیت ہی کہ بہت
دیوا سنے مارے ہین ہزار دیو زخمی کیے ہین آخرکار لشکر بے سردار شکست کھا کر بھاگا تمام مال و اسباب اُسکا نقابدار
کے دیوون نے لوٹ لیا ایرج کو بھیر کر خیمے مین لاے نقابدار کے زخم مین ٹانکے دلواے پٹی مرہم کی زخم
پر چڑھائی دوسرے دن ایرج نے کہا کہ ای نقابدار تمنے جو مجھپر احسان کیا تھا مین نے اُسکی تلافی کی اب تمپر
لازم ہی کہ مجکو میرے لشکر مین بھجوا دو نقابدار نے کہا کہ زخم میرا اچھا ہو جاے تو میرے تمھارے کُشتی ہو بعد
اُسکے مین تمھین پردۂ دنیا مین پہنچوا دونگا ایرج نے کہا ای نقابدار جب تک تمھارا زخم اچھا ہو اور طاقت
تم مین آے اُس وقت تک لشکر میرا تباہ ہو جائیگا ہاتھ سے طہماس کے سب مارے جائینگے بہرے تمارے
لڑائی پھر ہو رہیگی اب تم مجھے پردۂ دنیا پر پہونچوا دو نقابدار نے کہا اچھا اُسی وقت ایرج کو تخت پر سوار کیا
دیوون کو حکم دیا کہ جلد جا کر اسکو لشکر مین اسکے پہونچا آؤ اور اُس دیو کو بھی ساتھ کیا جو ایرج کو اُٹھا لایا تھا
الحاصل دیو ایرج کو لیکر پردۂ دنیا کی جانب روانہ ہوے لیکن ادھر کا حال سُنیے کہ اسد نے طہماس سے کہا
کہ جب تک ایرج پیدا ہو تم لشکر کا اُسکے کام تمام کر دو کہا کہ بہت خوب اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ خبر
مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہی مالک بن ملکوت شاہ نہایت پریشان ہوا
سرداروں نے کہا آپ اندیشہ نہ کیجیے ہم لڑنے کو اس عادی سے موجود ہین غرضکہ یہان بھی طبل جنگ بجا
رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو ایک ایک مسلح و مکمل ہو کر میدان جنگ مین
دونون لشکر صف باندھکر کھڑے ہوے طہماس میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر ایرج سے

طوفان بن سماک اژدر گیر مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا او طہماس تو اپنے کو
بڑا بہادر جانتا ہی یہ کون سی بہادری ہی کہ لشکر بے سردار سے مقابلہ کرتا ہی طہماس بولا کہ جیسا ظلم ایرج نے کیا ہی ویسا
کوئی نہ کریگا مین تو ایک متنفس کو بھی اس لشکر مین سے زندہ نہ چھوڑونگا طوفان نے کہا کہ خیر تجکو بڑا گھمنڈ ہی اپنی
شجاعت کا باپ میرا پہلوان خداوند لقا کا تھا مین بھی اُسی کا بیٹا ہون کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون لا جو کچھ کہ
حربہ رکھتا ہو طہماس بولا کہ مین پیش دستی نہ کرونگا پہلے تو اپنا حربہ کر لے یہ سُنکر طوفان نے نیزہ طہماس پر مارا طہماس
نے ایک دو گھڑی کی نیزہ بازی مین نیزہ طوفان کا ہوائی کیا طوفان نہایت خشمناک ہوا کھینچکر تیغہ آبدار طہماس پر
مارا طہماس نے سپر پر روکا وار اُسکا رد کر کے ساطور مارا کہ سپر کو قلم کر کے سر پہ پڑا کہ تا دوابرو اُتر آیا طہماس نے
دستانہ مارا ساطور تو جھنا کر نکلگیا مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی بیہوش ہو کر گرا طہماس پکارا کہ لیجاؤ
اسے یہ اب بیکار ہو چکا لوگ طوفان کو بیہوش پاکر اُٹھا لیگئے طہماس نے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ دیلم شباط
زنگی سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ
بولا دیلم شباط یہ عادی بہت بے ڈھب ہی حربہ اسکا کوئی رد نہین کر سکتا اگر تو ہاتھ سے اسکے ضایع ہوا تو مین ایرج
کو کیا جواب دونگا دیلم شباط نے جواب دیا کہ مین ایسا حلوا نہین ہون کہ کوئی مجھے کھا جائیگا مالک بن ملکوت شاہ
بولا خیر نیر اعظم تیرا نگہبان ہی جا دیلم شباط زنگی سلام کر کے گینڈے پر سوار ہوا اور سامنے طہماس کے آیا للکارا
کہ او عادی آیا مین تیرے مقابلہ کو تو نے غضب کیا کہ ایرج کی غیبت مین اُسکے لشکر کے قتل کا ارادہ کیا یہان
ایک ایک ملازم اُسکا تیری خدمتگذاری کو موجود ہی طہماس پکارا اور روسیاہ بکتا کیون ہی مین تو کھڑا ہوا ہون
تجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر دیلم نے کہا نیزہ بازی تم لوگون سے کرنا ناحق ہی یہ ارہ نپشت نہنگ ہی خبردار رہنا
یہ کہکر ارہ پشت نہنگ طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور ساطور دیلم پہ مارا دیلم نے بھی خالی دیا
کئی مرتبہ ردوبدل ہوئی انجام کار طہماس نے ایک ساطور جو مارا ارے کے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر جو ساطور مارا
دیلم شباط نے خالی دینے کا ارادہ کیا تھا اگر گینڈا اُس طرف کو نہ پھرا ساطور جو سپر پر آیا سپر کا ہاتھ بلند ہو گیا تھا
مگر سپر بھی کٹی دیلم شباط نے چاہا کہ سر وگردن بچائے مگر نہ بچا اسکا ساطور خود کو کاٹ کر کوئی چار اُنگل سر مین در آیا تھا
کہ دیلم نے سر پیچھے کھینچا ساطور گینڈے پر پڑا کہ سر گینڈے کا قلم ہوا دیلم شباط مع کرگدن گرا شام قریب تھی
طہماس طبل بازگشت بجوا کر یہ کہتا ہوا پھرا کہ اے آفتاب پرستو کل تم سب کا استیصال نہ کیا ہو تو نام اپنا
طہماس نہ رکھا ہو ادِھر دیلم شباط زنگی بیہوش پڑا تھا اُسے اُٹھوا کر مالک بن ملکوت شاہ نہایت اُداس
کمال پریشان پھرا داخل بارگاہ ہوا جراحون کو بلوا کر زخمون مین ٹانکے لگوائے حیران و مضطر بیٹھا تھا کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہی ناچار مجبور ہو کر مالک بن ملکوت شاہ نے بھی طبل جنگ
بجوایا صبح کو پھر میدان مین صف آرائی ہوئی طہماس میدان مین آیا مبارز طلب کیا نیلم زنگی مالک بن ملکوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد از تگاورزنی و نیزہ بازی نیلم زنگی نے تلوار طہماس پر ماری طہماس نے
پشت ساطور پر روک کر جو ساطور مارا نیلم نے ہر چند سپر کی آڑ کی لیکن نہ بچ سکا سپر کٹی اور ساطور سر پر بیٹھا
کہ تا دوابرو اُتر گیا دستانہ مارا ساطور تو جھنا کر نکلگیا مگر نیلم زنگی غش کھا کر گرا فیلم زنگی نے مقابلہ کیا وہ بھی
زخمی ہوا آخر کار شام تک آٹھ نو سردار زخمی ہوئے دو ایک جان سے مارے گئے شام کو دونون لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے غرض چار مہینہ اندر یون مین جتنے سردار ایرج کے تھے سب ہاتھ سے طہماس کے مجروح و مقتول ہوئے

چوتھے روز طہماس یہ کہکر پھرا کہ کل تم سب کا خاتمہ ہی اور آکر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا
ناچ شروع ہوگیا جام شراب گردش مین آیا اسد نے کہا ای طہماس صبح کو ان سب آفتاب پرستون کو قتل کرنا
ایک کو زندہ نہ چھوڑنا عرض کیا ای شہریار ایسا ہی ہوگا آپ کے کہنے کی حاجت نہین ہی اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آئے سلام کیا طبل جنگ
بجنے کی خبر دی مالک بن ملکوت شاہ مردہ تھا طبل جنگ تو بجوایا مگر عجب حالت ہی سب رسالہ دار عرض کر رہے ہین
کہ آپ نہ گھبرایے اگر طہماس آپڑا تو ہم بھی اپنی جانین لڑا دینگے اور قطع نظر اسکے طہماس کے ساتھ فوج قلیل ہی ہم
اُسے گھیر کر کے مار لینگے مالک بن ملکوت شاہ کہہ رہا ہی کہ صاحبو طہماس بلاے بے درمان آفت جہان ہی نیر اعظم
اُسکے ہاتھ سے بچائیگا تو بچینگے نہین تو جانبر ہونا دشوار ہی موت کا سامنا ہی القصہ چار پہر رات آفتاب پرست
سوے نہین آلات حرب و ضرب درست کیا کیے ہزار ہا آدمی دہشت کے مارے بھاگ گئے عجب بدحواسی تھی
جو باقی ماندہ تھے صبح کو مستعد مرگ ہوکر میدان مین آئے طہماس پہلے ہی میدان مین آچکا تھا جب لشکر آفتاب پرستونکا
آیا صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا اسد نے طہماس سے کہا کہ اب تم انتظار کسکا کر رہے ہو جاؤ ان نالائقون کو
طہماس نے گینڈا اپنا بڑھایا جب نصف میدان مین پہونچا اور آفتاب پرستون کی نگاہ پڑی ملک الموت کو دیکھا
کہ میدان مین کھڑا ہی ایک ایک مثل قالب بیجان تھا جان باقی نہ تھی مالک بن ملکوت شاہ مثل تصویر گلی تخت
پہ بیٹھا ہوا تھا کہ طہماس نے نعرہ کیا ای آفتاب پرستو نکلو میرے مقابلے کو یہان کون ہی جو مقابلے کو جاے سب
دم بخود کھڑے ہوے ہین کوئی ارادہ میدان کا نہین کرتا سر جھکا لیئے ہین کہ طہماس نے پھر نعرہ کیا کہ ارے ایک ایک
میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو چار چار ملکر سامنا کرو پھر کسی نے جواب نہ دیا گویا منہ مین کسی کے زبان نہ تھی ایک
لمحہ انتظار کر کے پھر طہماس نے نعرہ کیا کہ ای کافرو اگر نہین آتے ہو تو مین پھر آتا ہون اب مالک بن ملکوت شاہ نے
دعائین مانگنا شروع کین اور سب آفتاب پرست بھی رونے لگے ایک غلغلہ یا نیر اعظم آفتاب تابان کا بلند تھا
پروردگار عالم تو کافر و مومن سب کو بچاتا ہی اور ابھی انکی قضا بھی نہ تھی طہماس چاہتا ہی کہ گینڈے کو بڑھا کر
آفتاب پرستون پر جاے کہ ایک ہواے تند چلی اور لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا اور نیچے لگا اُترنے اب قریب جو آیا
تو دیکھا کہ ایرج نوجوان تخت پر سوار چلا آتا ہی آفتاب پرستون مین تو جان آگئی غل ہوا کہ وہ زبدۂ آفتاب پرستان
آیا وہ ایرج نوجوان آپہونچا اسد غازی طہماس کے پاس آکر پکارا کہ اتنی دیر تمنے کی کہ یہ پاجی آپہونچا طہماس
بولا کہ صاحبزادے آنے دو اسکو خوب ہوا اسکا آنا پہلے اسے مار لون بعد اُسکے اُن سب کو قتل کرون مگر ایرج
جو آیا مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور اپنی سرگذشت بیان کی اُسنے کہا ای ایرج اگر تم گھڑی بھر اور
نہ آؤ تو یہان سب کا خاتمہ ہوچکا تھا سب سردار تمھارے زخمی ہوے اور مارے گئے ہم سب مستعد مرگ
کھڑے ہوے تھے کہ نیر اعظم نے آپ کو پہونچایا ایرج نے اُن دیوون کو رخصت کیا اور آپ مرکب پر سوار ہوکر
مقابلے کو طہماس کے آیا پہلے تو نگاہ ورزی ہوئی پھر مرکبون کو رانون مین مسلکر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اور
ایرج نے کہا ای طہماس اگر مین نہ آجاؤن تو تو نے لشکر کا میرے خاتمہ کیا تھا طہماس نے کہا ای ایرج تیری تو
ذریات مین سے ایک کو باقی نہ رکھونگا تو نے باپ کو میرے قتل کرایا ہی ایرج نے کہا اسکو نیر اعظم خوب
جانتے ہین کہ مین نے تیرے باپ کو نہین قتل کرایا بلکہ مین منع کرتا رہا اور طرماسپ اُسپر سا طور مار بیٹھا
طہماس بولا کچھ خیریت ہی اس عذر خواہی سے کیا حاصل ہوگا اب دیکھ تو کہ مین تیرے ساتھ کیا کرتا ہون اُس ردزیل

لندھور نے تجھے میرے ہاتھ سے بچا دیا تھا آج کون بچائیگا کہا کہ اُس روز مین زخمی ہو گیا تھا آج اُسکا عوض لونگا
بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی بعد چار گھڑی کے ایرج نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے خشمناک ہو کر ساطور
مارا ایرج نے پھکی دے کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا لپٹ پڑا اور قصد کیا کہ طہماس کو مانند نور الدہر کے اُٹھالے بس کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈالکر یا پیر اعظم کہکر جو ہکہ مارا زمین سے اُٹھا لیا چاہتا تھا کہ سر سے بلند کرے ممکن نہ ہوا طہماس نے لنگر مارا کہ
زمین پر آگیا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ ای ایرج نور الدہر پہلوان یگانہ ہی یہ رتبہ اُسی کے واسطے ہی کہ
طہماس کو طرفۃ العین مین اُٹھا لیا دوسرے کی یہ قوت نہین قصہ مختصر طہماس بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی
کلہ بہ کلہ مشت بہ مشت لڑائی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوے طرفین سے روشنی آئی تمام
میدان روشن ہو گیا لوگ کمرین کھول کھول کر بیٹھ گئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا
غالب و مغلوب کوئی معلوم نہ ہوتا تھا دو شبانہ روز اسی طرح گذرے تیسرا دن تھا کہ ایک لکہ ابر آسمان پر
نمایان ہوا اور جب وہ قریب آکر شق ہوا تو نقابدار سفید پوش دکھائی دیا آکر ایک طرف کو قائم ہوا اور دیو پری
جو نقابدار کے ساتھ تھے وہ بھی کشتی دیکھنے لگے اُدھر طہماس کی فوج تماشائی ہی اِدھر ایرج کی فوج نگران ہی
قضاے کار اسد بن کرب غازی جو کھڑا تھا اسکے خیال مین گذرا کہ ای اسد سب تو تماشا دیکھ رہے ہین اور
ایرج بھی سرگرم تلاش ہی تو چلکر ایک تلوار ایرج پر مار کہ اُسکا کام تمام ہو یہ اپنے دل مین ٹھان کر گھوڑے پر سے
اُتر کر دبے پاؤن ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب ایرج کے پہونچا کھینچکر تلوار ایرج پر ماری قضاے کار
چمک تلوار کی جو ایرج نے دیکھی طہماس کو چھوڑ کر علحدہ ہوا طہماس جو قد مین بہت بڑا ہی ایرج پر چھایا ہوا تھا
ایرج کے ہٹنے سے زمین پر جھکا تلوار اسد کی طہماس پر پڑی کہ پشت و شانہ طہماس کا زخمی ہوا طہماس
بیہوش ہو کر زمین پر گرا ایرج اسد پر دوڑا کہ او دیوانے تو تو مجھے قتل کرنے آیا تھا لیکن تقدیر طہماس کی
برگشتہ تھی کہ وہ زخمی ہوا دوسرے یہ کہ شکار میرا کھویا اب زخمی سے کیا لڑون اگر یہ زخمی نہ ہوتا تو مین اسے
زیر کر لیتا کب چھوڑتا ہون تجھے یہ کہکر اسد پر دوڑا مگر اسد کو کب پاتا ہی اسد دوڑ کر اپنے مرکب پر سوار ہوا
لیکن ندامت زدہ کہ ای اسد افسوس تقدیر پلٹ گئی تدبیر اُلٹی ہو گئی کیا کیا تھا اور کیا ہو گیا یہ پاجی تو بچ گیا
طہماس زخمی ہوا اب تو کیا صورت طہماس کو دکھائیگا یہ خیال کر کے گھوڑا اُٹھا کر ایک طرف کو روانہ ہوا ادھر
سے لوگ طہماس کے دوڑ پڑے اُدھر سے نقابدار سفید پوش آیا مرہم سلیمانی منگوا کر طہماس کے لوگون کو دیا کہ اسے
لگانا تین پہرون مین زخم اچھا ہو گا ایرج نے طہماس کو پالکی پر سوار کر کے نوشاباد کو روانہ کرا دیا بعد اُسکے نقابدار
سفید پوش کو ایرج اپنے خیمے مین لایا دعوت کی کہا ای نقابدار دیکھا تم نے جو مین یہان ایک دن اور نہ آؤن تو
تمام لشکر میرا اس عادی کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا اور ابھی یہ دیوانہ کہ جسکے ہاتھ سے طہماس زخمی ہو چکا ہی یہ ایک کو
میرے لشکر سے زندہ نہ چھوڑتا اور اس دیوانے نے تو مجکو مارا تھا مگر یہ قدرت پیر اعظم کی تھی کہ مین بچا بلا میری
طہماس پر ٹلی نقابدار بولا کہ سچ ہی دیکھا مین نے حال اس دیوانے کا مگر بھئی کیا خفیف ہو کر گیا ہی غرض رات کو
نقابدار ایرج کے خیمے مین رہا صحبت عیش گرم رہی صبح کو ایرج سے کہا کہ مین نے جو تمسے آنے کا وعدہ کیا تھا
سو آیا اگر ٹھہر نہین سکتا ایک کار ضروری در پیش ہی اب تو جاتا ہون پھر مین آؤنگا میرے تمھارے آزمائش
ہو جائیگی ایرج نے کہا بہتر ہی جائیے اور دل مین کہا ای ایرج خوب ہوا جو اس سے نجات ہوئی تو خود چاہتا ہی کہ
قلعہ ذوالامان پر جلد پہونچے حاصل کلام نقابدار سفید پوش تو رخصت ہوا ادھر ایرج ملک زرائیل کی طرف روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شہریار باوقار ہاتھ سے دمامہ جادو کے پریشان ہو کر بحالت اضطراب مین چاہ الماس کو ڈھونڈھتے روانہ ہوئے ہین عمرو بن امیہ ضمری مقبل وفادار کرب دلاور ساتھ ہین کوہ و بیابان طی کرتے چلے جاتے ہین شام کو جہان مقام اُترنے کا پاتے ہین وہان ٹھہر جاتے ہین شب بسر کرتے ہین دن کو شکار لگا کر رفع اشتہا کرتے ہین اور جو کوئی بستی آباد ملجاتی ہی پتا چاہ الماس کا پوچھتے ہین وہ لوگ کہتے ہین کہ ہمنے نام بھی چاہ الماس کا نہین سنا مایوس ہوتے ہین یہانتک کہ سات شبانہ روز متواتر چلے گئے آٹھوین روز ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین پہونچے کہ عجب طرح کا بیابان تھا ہوا سے گرم چل رہی تھی کہ منھ جلا جاتا تھا دھوپ اسقدر تیز کہ سر کا بھیجا پکنے لگا تھا ہتھیار تمام جلنے لگے تھے قبضہ تلوار کا جو ہاتھ مین لگجاتا تھا پھولا پڑجاتا تھا زبان تالو سے لگکر چھوٹنا مشکل پڑگئی تھی دھوپ آنکھون کے سامنے ناچتی معلوم ہوتی تھی ہواے تند ایسی کہ سنگریزے اُڑکر منھ مین لگتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ بندوق سے نکلکر چھرے پڑتے ہوا کی تیزی سے ادھر کا تل ریگ کا اُدھر جا رہتا تھا اُدھر کا ادھر آرہتا تھا کوسون نشان آب نہ تھا چشمہ سواے چشمۂ آفتاب نہ تھا یا ایک آدھ چشمہ معلوم ہوا تو وہ مانند چشم کور تھا کہ اُسمین پانی کا پتا نہ تھا اور اگر کوئی چیز پر آب پایا تو کف مار و اژدر اُسمین نظر آیا اور جو کوئی چیل بھولکر بیابان مین آگئی ہی تو گر پڑی ہی پھڑک رہی ہی مر رہی ہی درخت سایہ دار منزلون نہ معلوم ہوتا تھا اور جو کوئی نظر بھی آیا تو جیسے جلی ہوئی لکڑی کہ پتے کا اُسمین پتا نہین ایک آدھ چغد اُسپر بیٹھا ہوا پر پھیلاے ہوے لخ لخ کر رہا ہی آواز لٹ بھوسے کی چلی آتی تھی سواے صداے چغد اور فغان بوم اور کچھ نہین سنائی دیتا تھا عجب بیابان تھا

نظم کوسون کا وہ چٹیل ایک میدان + انسان وہان نہ کوئی حیوان + رکھتی تھی ہوا قدم نہ وان پر + ہر ذرہ تھا آفتاب محشر + گرمی سے ہر ایک لون کا جھونکا + اک شعلۂ آتشین تھا

آسمان پر بھی سواے آفتاب کے کچھ نہین نظر آتا وہ تو البتہ بامردی سے بیچ میدان مین کھڑا ہی اُسکا بھی یہ حال ہی کہ اپنی آگ مین آپ ہی پھنک رہا ہی اور دم بھر ایک جگہ قرار نہین اُفتان و خیزان باحال پریشان حمزۂ صاحبقران چلے جاتے تھے ہر مرتبہ معلوم ہوتا تھا کہ اب گرے تو نہ اُٹھینگے اسی حالت مین پہر بھر چلے گئے قریب ہلاکت پہونچے دعا مانگنا شروع کی کہ اے قاضی الحاجات اے مجیب الدعوات اپنے بندگان گنہگار پر رحم فرما اب تو یہ مارے پیاس کے قریب ہلاکت پہونچ گئے ہین یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ ناگاہ دور سے کچھ درخت معلوم ہوئے سمجھے کہ پانی یہان ہوگا جب قریب پہونچے تو وہان بھی پانی کا پتا نہ ملا مگر دیکھا کہ ہواے سرد چل رہی ہی بیٹھ گئے کچھ تسکین ہوئی وہان سے آگے بڑھے تھے کہ باغبان کی آواز کان مین آئی امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہان کہین باغ معلوم ہوتا ہی تم جاکر پانی میرے واسطے لاؤ عمرو بولا کہ حمزہ مین اس بیابان مین تجھسے جدا نہ ہونگا کرب نے عرض کیا کہ اے شہریار مین جاتا ہون پانی بھرکر لاتا ہون یہ کہکر گھوڑا اُٹھاکر روانہ ہوا سامنے چاردیواری باغ کی معلوم ہوئی کرب قریب آیا دروازہ ڈھونڈھنے لگا کہ ایک آواز آئی صاحب کیا ڈھونڈھتے ہو ادھر دیکھو کرب نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حوروش نمکین سبز لباس پہنے ہوے نہایت خوبصورت حسین بیٹھی ہوئی ہی کرب دیکھتے ہی مائل ہو گیا اور اُسنے آنکھ ملاکر کہا کہ صاحب کسکی تلاش ہی کرب نے کہا کہ سوا تمھارے اور کسکو ڈھونڈھونگا اُسنے کہا کہ آئیے میرے پاس کرب بولا کہ آقا میرا پیاسا ہی پہلے اُسے پانی پلا آؤن تو پھر تمھارے پاس آؤن وہ بولی کہ آئیے پانی پیجیے کرب نے کہا کہ کدھر سے آؤن اُسنے راہ بتائی کرب اوپر گیا پھر وہان سے نہ نکلا یہان صاحبقران آہستہ آہستہ چلے آتے ہین کرب کو جو دیر لگی مقبل سے کہا

اگر تم جاکر دیکھو کہ کرب کیا ہوا مقبل بھی اُسی باغ کے پاس آیا اُسی نازنین کو دیکھا یہ بھی مائل ہوا پوچھا کر یہان ایک شخص
اس وضع کا آیا تھا پانی کی تلاش مین اُسنے جواب دیا کہ تم آکر باغ کے اندر ڈھونڈھو لو مقبل بھی اُسی راستے سے اندر گیا
پھر اُسکا حال بھی نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری یہان صاحبقران عمرو سے لیتے چلے آتے ہین کہ خواجہ مقبل کو بھی دیر لگی
اب تک پھر کر نہین آیا کیا کرب کے ساتھ یہ بھی گم ہو گیا عمرو نے عرض کیا کہ اے شہریار یہ مقام سحر معلوم ہوتا ہے مین
اسی واسطے قدمون سے جدا نہ ہوا تھا اور اب کرب و مقبل کو خدا ملائیگا تو ملینگے امیر نے فرمایا کہ خواجہ مجکو بھی
اُنکی طرف سے ہراس ہے یہی باتین تھین کہ سر کرب غازی اور مقبل وفادار کا کٹا ہوا آگرا یہ معلوم ہوا کہ باغ مین
سے کسی نے پھینکدیا ہے زلفین رخسارون پر لپٹی ہوئی چشم حسرت کھُلی ہوئی شہرگ سے خون جاری بس کرب کے
سر پر جو نگاہ اُس افسر عالم کی پڑی اُٹھا کر مُنھ سے مُنھ ملنا شروع کیا پکارے کہ اے کرب تم ہمکو کرب و بیقراری
مین چھوڑ گئے ہم پانی کو تمہین بھیجکر تمسے ہاتھ دھو بیٹھے اے کرب تمنے کچھ وصیت بھی ہمین نہ کی ہم زبیدہ شیر دل کو
کیا جواب دینگے وہ جو ہمسے پوچھیگی کہ میرے وارث کو کیا کیا تو شرمندہ ہونگا اے کرب بعد تمھارے زندگی ہمین
منظور نہین اور یہ کہکر خنجر کھینچا اُدھر دیکھا تو عمرو اپنے کو ہلاک کیا چاہتا ہے سر زمین پر دیدے مار رہا ہے رونے رونے
آنکھین لال ہو گئی ہین پکار رہا ہے کہ اے حمزہ تو تو داماد کو پیار کر چکا اب مجکو بھی سر اُسکا دے مین صورت دیکھ لون
پھر یہ شکل کہان دکھائی دیگی امیر نے فرمایا کہ بھئی لوٹتے تو اسے بیٹا کیا تھا تم تو حقدار ہو عمرو نے وہ سر لیکر پیشانی کو
بوسہ دیا آنکھین چومین پکارا کچھ بات نہین کرتے کس ظالم نے تمھارا سر کاٹا کچھ بیان تو کرو حمزۂ صاحبقران نے
جواب دیا کہ بس اب یہ قیامت کو بات کرینگے ہمکو دو ہم سر کو کلیجے سے لگائین عمرو بولا حاضر ہے غرض کبھی امیر
سر کو لے لیتے ہین اور کبھی عمرو اور امیر چیخین مار مار کر روتے ہین یہان تک کہ اُسی حالت بیقراری مین دونون نے
چاہا کہ خنجر مار کر مر جائین کہ کسی نے پیچھے سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کیون حرام موت مرتے ہو یہ دونون زندہ ہین
چاہ الماس مین اُنسے ملاقات ہوگی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک بزرگ سبز پوش لب پر تبسم ہاتھ پکڑے ہوئے
سمجھا رہے ہین پوچھا کہ نام نامی آپ کا کیا ہے آگاہ کیجیے اُس بزرگ نے فرمایا مجھے خضر کہتے ہین بارے حضرت کے
فرمانے سے دونون کو تسکین ہوئی استفسار کیا کہ یا حضرت یہ کیونکر مارے گئے فرمایا کہ کشتۂ سحر ہین اور قاتل انکی
نرگس جادو ہے بہن دمامہ جادو کی چاہ الماس مین تمھین یہ زندہ ملینگے اور قاسم سے بھی ملاقات ہوگی بارہ برس
اُسے قید مین ہو چکے ہین امیر نہایت خوش ہوے غم کرب کا بھُولگیا قدمون پر حضرت کے سر اپنا رکھدیا تھا پھر
جو سر اُٹھایا حضرت کو نہ پایا عمرو سے کہا کہ خواجہ صبر کرو نبی کا فرمانا جھوٹھ نہ جانو عمرو کو تسکین ہوئی اُن دونون سرون کو
وہین دفن کر دیا اب وہان سے روانہ ہوے مگر یہ کہتے ہوے کہ افسوس چار تھے اب دو ہی رہگئے مگر چارہ ہی کیا تھا
چار و ناچار چلے جاتے تھے کہ زنجیر کی جھنکار کی صدا کان مین پہونچی سامنے سے ایک دیوانے کو دیکھا کہ چلا آتا ہے
بال فتیلہ فتیلہ چھُوٹے ہوئے ہین زنجیر کمر مین لپٹی ہوئی ہے چوبدست گران کاندھے پر رکھے ہوئے ہے مگر چہرہ مانند
آفتاب کے روشن ہے اُس دیوانے نے آواز دی کہ اے اجل رسیدہ گان کہان آتے ہو خبردار ادھر نہ آنا جدھر سے
آئے ہو اُسی طرف پھر جاؤ یہ مقام شیرون کا ہے ادھر آؤ گے تو مارے جاؤ گے عمرو نے کہا کہ حمزہ پھر چلا سڑی سودائی
سے سامنا کرنا کیا فائدہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ مین اسکا سبب سودائی پن نکالدونگا بڑے بڑے بڑون کو
مین نے درست کیا تم کیون گھبراتے ہو یہ کہکر دوڑے اُسکی طرف کہ کیا بکتا ہے ہم شیر کش ہین اسی واسطے یہان
آئے ہین کہ دیوانے کو سیانا بنائین بس یہ سُننا تھا کہ دیوانہ آگ ہو گیا پکارا کہ میرا سڑی پن تو اُتاریگا دیکھون

کیونکر میرے ہاتھ سے زندہ بچتا ہی اور چوبدست سر پر چرخ دیکر صاحبقران کے ماری امیر نے آتے چوبدست کو خیال مین کرکے بیٹھکی دی کہ چوبدست ترچھی ہوئی دستے کو چوبدست کے زبردستی پکڑ لیا دیوانہ چوبدست چھوڑ کر صاحبقران سے لپٹا کشتی ہونے لگی ایک دو پہر کشتی ہوئی تھی کہ صاحبقران نے ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ نعرہ اللہ اکبر کھینچکر زور کیا کہ زمین سے دیوانے کو اُٹھا لیا پھرا کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا چھاتی پر چڑھ کر صاحبقران نے فرمایا لعنت کر زبرجد شاہ پر مسلمان ہو اُسنے کہا کہ پہلے آپ اپنا نام بیان کرین کہ آپ حمزہ صاحبقران ہین یا کوئی اور ہین فرمایا کہ ہان مین حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہون اُسنے کہا کہ مین کتنے برس سے زبرجد شاہ پر لعنت کر چکا ہون مسلمان ہون رات کو حضرت خضر نے مجھے بشارت دی کہ حمزہ صاحبقران آتے ہین وہی تجھے زیر کرینگے اُنکی غلامی اختیار کرنا بموجب ارشاد حضرت مین آپ سے لڑا اب آپ چلیے جو کچھ آش اس ذرۂ بیمقدار کو میسر ہی اُسے تناول فرمایے صاحبقران سینے پر سے اُسکے اُترے وہ قدمون سے صاحبقران کے لپٹا امیر نے گلے سے لگایا فرمایا کہ حال اپنا بیان کر تو کون ہی یہین کا رہنے والا ہی یا کسی اور جگہ کا باشندہ ہی اور روز ازل سے یہ تیری وضع ہی یا کسی سبب سے یہ سودا ہی اُسنے کہا کہ حضور تشریف لے چلیں مین از ابتدا تا انتہا اپنا حال گزارش کرونگا صاحبقران نے پوچھا کہ مکان تمھارا کتنی دور ہی اُسنے کہا کہ بہت قریب ہی امیر اُسکے ساتھ روانہ ہوے کوئی ایک میل آے ہونگے کہ ایک بیشہ سبز و خرم معلوم ہوا اندر جو اُسکے آے دیکھا کہ ایک بنگلہ خس کا بنا ہوا ہی عقیش سے گندھا ہوا ہی اور دور دور اور مکانات بنے ہوے ہین کہ اس دیوانے نے ایک آواز زور سے دی دیکھا صاحبقران نے کہ ایک دیوانہ اور نمودار ہوا کہ بہت سی کنجیان اُسکے پاس تھین اور غول دیوانون کا اُسکے پیچھے چلا آتا تھا امیر نے پوچھا کہ یہ دیوانہ کون ہی عرض کیا کہ یہ خزانہ دار ہی میرا اور غلہ بھی اسی کے پاس رہتا ہی مشتاق دیوانہ اسکا نام ہی یہ اسی صحرا مین رہتا تھا اور کسی کو ادھر سے راہ نہ چلنے دیتا تھا مین نے آکر اسکو زیر کیا یہ میرا رفیق ہوا امیر نے فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو کب سے یہان رہتے ہو اور کیا نام ہی تمھارا اُسنے عرض کیا کہ مین بھائی ہون زبرجد شاہ کا نام میرا ابو الہول ہی مجکو عالم خواب مین ایک مرد بزرگ نے مسلمان کیا جب سے مین نے شہر مین رہنا موقوف کیا اپنے کو دیوانہ بنایا یہان مسکن اپنا مقرر کیا یہ جتنے دیوانے ہین سب میرے زیر کیے ہوے ہین زبرجد شاہ نے میرے واسطے جاگیر مقرر کر دی ہی مین یہان رہا کرتا ہون جو کافر ادھر سے گذرتا ہی اُسے مارتا ہون مار کر کنوئین کھُدواے ہین اُسمین ڈالدیتا ہون اب آپ فرمایے کہ اس صحراے لق و دق مین کیونکر تشریف فرما ہوے امیر نے اپنے سردارون کا گرفتار سحر ہو کر زبرجد شاہ کو سجدہ کرنا اور دمامہ جادو کی تلاش مین چاہ الماس کو جانا تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ ای ابو الہول دس روز ہوگئے کہ چاہ الماس کا نام جس سے پوچھتا ہون کوئی نہین بتاتا کہتے ہین کہ ہمنے نام بھی نہین سُنا ابو الہول نے عرض کیا کہ ای شہریار مین آپ کو لیچلونگا مین جانتا ہون کہ جہان چاہ الماس ہی مگر آپ نے بڑے کار دشوار پہ کمر ہمت باندھی ہی صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول لشکر میرا تمام تباہ ہی جملہ سردار گرفتار سحر ہین اور علاوہ اسکے حضرت خضر علیہ السلام نے بھی یہ بشارت دی ہی کہ اگر اندنون مین تمنے ارادہ استیصال دمامہ جادو کا نہ کیا تو پھر اُسکا مارا جانا دشوار ہی اور وہ ایک زمانے کو تباہ کریگی ناچار و مجبور مین وہان سے روانہ ہوا ہون پریشانی لشکر کی مجھسے نہ دیکھی گئی جل کھڑا ہوا یا تو مین نے دمامہ جادو کو مارا یا اپنی جان دی اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار سنیے حال چاہ الماس کا کہ زمانہ سابق مین جو سکندر ذو القرنین یہان آیا دیکھا اُسنے کہ بغیر ابر کے بجلی چمکی وہ نہایت متحیر ہوا کئی روز اسی فکر مین غلطان پیچان

آخرکار دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں کان الماس کی ہی بس سکندر نے زمین کو کھدوایا دیکھا تو واقعی معدن الماس
ہی جب الماس تمام نکال لیا گیا تو ایک کنوان سا وہان بنگیا اسی سبب سے نام اُسکا چاہ الماس ہوگیا اب اُسکے
اندر دمامۂ جادو نے مسکن اختیار کیا ہی اُس کنوین مین کودیگا تو دمامۂ جادو تک رسائی ہوگی امیر نے فرمایا کہ
ای ابوالہول ہرچہ بادا باد مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا مین ضرور جاؤنگا اور بغیر جاے چارہ ہی کیا ہی القصہ
ابوالہول نے اُس روز تو دعوت کی امیر نے دعوت اُسکی قبول فرمائی مگر خواجہ نے کہا کہ مین کسی کی دعوت نہین
قبول کرتا مین سفر مین ہون اور زمانہ بہت نازک ہی البتہ اگر کچھ نقد سے دعوت ہو تو کیا مضائقہ ہی امیر نے فرمایا کہ
خواجہ تم کہین نہین چوکتے ابوالہول نے عرض کیا کہ مجھے بدل منظور ہی اور ایک ہزار دینار خواجہ کی نذر کیے امیر
کے واسطے جملہ سامان دعوت مہیا کیا کھانے قسم قسم کے تیار کراے کوئی چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ ابوالہول
خدمت امیر مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور خاصہ تیار ہی سویرے سے نوش فرمائیے تو پھر استراحت فرمایے
کیونکہ آپ تھکے ہوے ہین اور پھر چاہ الماس کا بھی عزم رکھتے ہین خواجہ نے کہا ہان حمزہ سچ ہی سویرے سے
کھاپی کے سو رہو صبح تڑکے اُٹھکر چاہ الماس جانا ہی امیر نے فرمایا کہ تمکو کیا ہی تم تو اپنی دعوت کا نقد لیچکے عمرو نے
عرض کی حمزہ مین تو تمھارے ہی واسطے کہتا ہون مجھے کیا ہی القصہ امیر خاصے پر تشریف لاے اور عمرو کی طلب
کی کہ آؤ خواجہ کھانا کھاؤ عمرو نے کہا نہین حمزہ مین نہ کھاؤنگا اگر مین نے دعوت کا نقد نہ لے لیا ہوتا تو خیر کیا مضائقہ
تھا ابوالہول نے کہا کہ آپ کچھ اسکا خیال نہ کیجیے ادھر امیر نے فرمایا کہ بھئی تم ہمارے کھانے مین سے کھاؤ جب بہت
اصرار کیا تو یہ بھی آکر بیٹھے سب نے کھانا کھایا اور جاکر فرش خواب پر سو رہے کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ آنکھ امیر
کی کھلی دم گھبرانے لگا عمرو کو آواز دی کہ خواجہ خواجہ کیا سوتے ہو عمرو نے چونک کر جواب دیا کہ یا امیر آپ تو
سوتے ہین نہ سونے دیتے ہین فرمایے کیا ارشاد ہوتا ہی امیر نے فرمایا کہ خواجہ اسوقت کچھ دم گھبراتا ہی جب
آنکھ کھلی ہی کسی طرح نیند نہین آتی عمرو نے کہا کہ کسی کی یاد آگئی ہوگی الغرض باتین کرتے کرتے صبح ہوگئی امیر نے ابوالہول
کو بلاکر فرمایا کہ اب مجھے وہان لیچلو وہ مستعد ہوا کہ چلیے خواجہ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ حمزہ خدا حافظ تمکو یہ دیوانہ کنوین مین
گرانے کو لیجاتا ہی مین دیدہ و دانستہ نہ گرونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ تم ہمین اُس چاہ تک پہونچا کے چلے جانا ہم تمھین آپ
رخصت کر دینگے عمرو بولا اچھا چلیے چاہ الماس کو دیکھکر چلا جاؤنگا القصہ یہ تینون وہان سے روانہ ہوے دیوانہ
دو چار کوس چلکر تھک گیا اور وہین مقام کیا گوشت شکاری کے کباب کھاے اشتہا کو رفع کیا پھر وہان سے صبح کو چل نکلے
چلتے چلتے پہر دن رہا تھا کہ ایک کوہ زرد زہر مہرے کا دکھائی دیا اور فرسنگ در فرسنگ سبزہ زار نظر آیا نہرین جاری تھین
درخت میوہ دار لگے ہوے تھے گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوے تھے ہواے خوش عیسی دم مسیح نفس چلی آتی تھی طائران
خوش الحان زمزمہ پیرائی مین مصروف تھے عجب مقام با فضا اور دلچسپ دیکھا حمزۂ صاحبقران عمرو سے تعریفین
کرتے ہوے چلے آتے ہین عمرو کہتا آتا ہی کہ حمزہ یہ فضاے روح افزا ہی الحاصل رات کو وہین مقام کیا صبح کو پھر
چل نکلے دو پہر تھی کہ ایک چمک مانند آفتاب کے زمین پر معلوم ہوئی امیر نے فرمایا کہ بھئی ایک آفتاب تو آسمان
پر ہی یہ دوسرا آفتاب زمین پر کیسا نکلا ہی ابوالہول نے عرض کیا کہ ای شہریار یہی چاہ الماس ہی آفتاب کے
عکس سے جگمگت اُسکی چمک رہی ہی صاحبقران بادر قریب اُسکے پہونچے دیکھا کہ واقعی آفتاب کے عکس سے
جگمگت چاہ الماس کی مانند آفتاب کے تابندہ ہی اور جواہر بیش قیمت اُسپر نصب ہین چار زمرد کے مینار اُسکے
کہ ہر ایک پر کلس کی جگہ شعلۂ آتش مانند شمع روشن تھے اور وہان چاہ سو قدم سے سو قدم تک مدور تھا جب قریب

چاہ کے ہوب پہنچے عمرو نے کہا حمزہ خدا حافظ اب غلام رخصت ہوتا ہی اور روکر پکارا کہ ای ماہ تابان سپہر صاحبقرانی
و ای مہر درخشان بارگاہ سلیمانی عمرو کہ غلام قدیم تیرا ہی برای خدا اسکے کہنے پر عمل کر اور چاہ پر بلا مین نہ جا
کسی طرح جی نہین چاہتا کہ تجھے تنہا چھوڑ دون اور اکیلا چاہ مین گرنے دون عالم مجبوری ہی فرمایا کہ ای یار وفادار
و ای مونس غمخوار تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ فرزندون اور رفیقون پر میرے کیا حادثہ گذرا ہی لشکر کس آفت مین
گھرا ہوا ہی اس زندگی سے تو مرگ ہی بہتر ہی کہ نہ کوئی رفیق و یار نہ کوئی فرزند و سردار باقی ہی سب بلاے
سیہ دامہ جادو مین گرفتار ہین اور رو کر پکارے اشعار افسوس کہ ز رفیق ماند و نہ ندیم + یک یک رفتند
زین گلستان چو نسیم + اکنون جگرم چرا نہ نالم ببیدل + سنقار بدہ ولیک گردید دونیم + ای عمرو ایک تو باقی رہگیا
ہی تو ساحر تیرے بھی دشمن جان تشنہ خون ہین اگر کوئی ساحر تجھکو پا جائیگا تو مار ڈالیگا اور بہت بُری طرح
پیش آئیگا اور عمرو کو گلے سے لگا کر خوب روے فرمایا کہ خواجہ مین خود نہین چاہتا کہ تم بلا مین گرفتار ہو تم جاؤ
لشکر مین اور حقیقت ہماری بیان کر دینا اگر خدا نے فضل کیا اور سیہ دامہ جادو پر فتحیاب ہوئے تو آکے اور
جو ہمارا خاتمہ ہو گیا تو تم وہ جو دست و پا شکستہ یعنی پردہ داران سرادق عصمت ہین انکو خانہ کعبہ مین پہنچا دینا
اور بعد ہمارے بجز تمھارے انکا اور کوئی دستگیری کرنیوالا نہین ہی عمرو قدمون پر گر پڑا کہ ای حمزہ یہ مجھکو کسی طرح
گوارا نہین ہی کہ تنہا تجھکو چھوڑ دون فرمایا کہ بھئی پھر ہمارے ساتھ چلو ہم تم ایک حال مین رہین عرض کیا کہ یہ بھی نہین
جی چاہتا کہ اس بلا مین دیدہ و دانستہ گرفتار ہون کوئی بھی آج تک ایسے کنوین مین گرا ہی ابوالہول پکارا کہ
یا صاحبقران عمرو کا ساتھ چلنا چاہ واجبات سے ہی اگر یہ ساتھ نہ ہوگا تو کچھ نہ ہوسکیگا یہ شخص قاتل ساحران عالم ہی
عمرو نے یہ سنکر کہا کہ تو دشمن ہی معلوم ہوا کہ حمزہ کے لگانے کے واسطے زبرجد شاہ نے تجھے یہان مقرر کیا تھا
تو چاہتا ہی کہ حمزہ کو چاہ بلا مین گراے اور ورطہ ہلاکت مین گرفتار کراے امیر یہ سنکر ہنسے اور کہا کہ خواجہ جو کچھ
کہ تقدیر مین لکھا ہی وہ ہوگا عمرو بولا کہ مین ایسے مقدر سے درگذرا مجھے کنوین مین گرنا منظور نہین آپ اس
دیوانے کے فریب مین گرفتار ہو کر جایے مجھے جو کچھ فرمانا ہو وہ فرمایے مین بادشاہ اسلام سے جا کر عرض کرون
خدا حافظ جاتا ہون مگر اتنا عرض کیے دیتا ہون کہ خدا نخواستہ اگر یہ خبر وحشت اثر تیری سُنی کہ تیرے دشمنون کا
کام تمام ہوا تو مین بھی اپنے کو زندہ نہ رکھونگا اور مین جس وقت مین خود اپنی جان دینے پر آمادہ ہوا تو پہلے
زبرجد شاہ کو واصل جہنم کر لونگا پھر اپنی جان دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم ایسا ہی کروگے مین
خوب جانتا ہون اور ابوالہول سے کہا کہ بھئی تم کہتے تھے چاہ الماس مین کان الماس ہی تمنے خود بھی دیکھی تھی یا
فقط کان ہی سے سُنا تھا اُسنے عرض کیا کہ ایک شی موجود ہی دیکھ لیجیے جھوٹ سچ میرا معلوم ہو جائیگا عمرو بولا
حمزہ کچھ تجھے خبر ہی کان الماس کہان ابوالہول دیوانہ دوڑ کر جگت پر کنوین کی چڑھ گیا جھککر دیکھنے لگا اور سر
اُٹھا کر کہا کہ ای شہریار یہان تشریف لایے دیکھیے کہ تمام چاہ الماس سے بھرا ہوا ہی عمرو پکارا کہ ای ابوالہول ہان
کچھ خطرہ تو نہین ہی مین بھی آکر دیکھون وہ بولا آیے مین تو کھڑا ہون اندیشہ کیا ہی عمرو نے جو نام معدن الماس کا
سُنا منہ مین پانی بھر آیا صاحبقران سے کہا کہ حمزہ چل دیکھ تو سہی کہ حقیقت مین معدن الماس ہی یا نہین فرمایا
کہ بھئی چل عمرو دوڑا کہ ای دیوانے کہان ہی الماس اور جگت پر چڑھ آیا ابوالہول نے کہا کہ جھککر دیکھیے عمرو دونون
ہاتھ جگت پر رکھکر جھکا صاحبقران نے ابوالہول کو اشارہ کیا کہ ڈالدے عمرو کو کنوین مین یہ یون ہمارے
ساتھ نہ جائیگا ابوالہول نے جلدی سے عمرو کو ڈھکیل دیا عمرو غلطان پیچان کہتا ہوا چلا کہ او دیوانے بری دغا کی

تو نے بعد اُسکے ابوالہول کو دا اور کہا کہ خواجہ مین بھی تو آپ کے ساتھ آیا بعد اُسکے حمزۂ صاحبقران بھی یاد کرکے
پروردگار عالم کو کود پڑے غلطک کھاتے چلے تھے کہ پانؤن زمین پر آشنا ہوے دیکھا تو ایک میدان وسیع ہی
عمرو اور ابوالہول دونون کھڑے ہوے ہین عمرو کہہ رہا ہی کہ او دیوانے یہ کیا سلوک تو نے میرے ساتھ کیا
اُسنے کہا کہ خواجہ مین بیقصور ہون باشارۂ صاحبقران مین نے تمھین گرایا تھا کہ اتنے مین آواز آئی خواجہ
ہم بھی تو آے تم ہمین تنہا چھوڑے جاتے تھے خواجہ تم تو ہمارے ہر جگہ شریک رہے ہو کہین ہمین تمنے تنہا
نہین چھوڑا عمرو پکارا ہین تو جانتا تھا کہ آپ ہی کے اشارے سے مجھکو گرایا ہی نہین تو دیوانے کی یہ قدرت
نہ تھی کہ مجھکو وہ ڈھکیل دیتا فرمایا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا اب چلو کوئی ملے تو اُس سے راستہ دامۂ جادو کے مکان کا
پوچھون یہ کہکر چل کھڑے ہوے تھوڑی دور آے ہونگے کہ ایک مرد پیر مشائخ وضع دکھائی دیا کہ بادامی عمامہ
سر پر بندھا ہوا پیراہن سفید پہنے ہوے پائجامہ قلندرے کا پانؤن مین کفش پہنے ہوے سامنے سے چلا آتا ہی
آتے آتے جب قریب امیر کے پہونچا پکارا کہ سلام علیک یا حمزۂ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا وہ
بولا کہ تمنے بڑا قصد کیا خدا تمھین فتحیاب کرے صاحبقران نے کہا کہ امیدوار ہون کہ آپ میرے واسطے
دعا کیجے کہا کہ بابا ہم کیا اور دعا ہماری کیا یہ کہتا ہوا برابر سے صاحبقران کے گذرا عمرو تو ڈر کر پیچھے امیر کے
ہو گیا بس وہ مرد پیر کہ خرس بادیۂ ضلالت تھا اُسنے عمرو کو دوڑ کر پکڑا اور شیر کی صورت بنکر عمرو کو پیٹھ پر ڈالکر لیچلا
عمرو چلایا کہ ای حمزہ مجھکو تو یہ نالائق پکڑے لیچلا جلد میری خبر لے مین تو اسی واسطے یہان نہ آتا تھا کہ میرا زمانہ
دشمن ہی صاحبقران نے پھر کر دیکھا کہ وہ مرد پیر کیسا ایک شیر عمرو کو پکڑے لیے جاتا ہی یقین ہوا کہ یہ ساحر
ہی نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار میرے یار وفادار کو کہان لیے جاتا ہی آیا مین اور دوڑ کر اسم اعظم تلوار پر دم کرکے
جو شیر پر ماری اُسکی کمر پر پڑی کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے شیر لگا تڑپنے صورت شیر کی مٹگئی سر اُسکے
خاک اُڑانے لگے زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا گیر و دار کی صدا بلند تھی آگ اور پانی برس رہا تھا آندھی چل رہی تھی
بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ذوفنون جادو دربان چاہ الماس بود اب جو روشنی ہوئی عمرو
دوڑ کر قدمون پر صاحبقران کے گرا اور کہا کہ ای شہریار آپ نے کار نمایان کیا نہین تو مجھے یہ ساحر پکڑے لیچلا تھا
اور ای حمزہ مین نے تو پہلے ہی جانا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی مصرع خیر رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت + امیر نے
فرمایا کہ الحمد لله کہ یہانتک تو توڑا ایک ساحر کو تو مارا اب وہان سے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے
ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ عجب دشت ہولناک ہی کوسون کا میدان ہی درخت کوئی نام کو نہین آندھی
چل رہی ہی بگولے اُٹھ رہے ہین گرمی اسقدر ہی کہ پناہ بذات خدا جو جھونکا ہوا کا آتا ہی تمام جسم مین
آگ لگا دیتا ہی پانی کا کوسون نام و نشان نہین دل ہین کہ مارے پیاس کے بھنے جاتے ہین امیر نے
عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ بھئی کبھی اور بھی تمنے ایسا میدان دیکھا تھا عمرو عرض کرتا ہی یا امیر کیا عرض کرون بڑے
بڑے جنگلون مین گذر میرا ہوا بڑے بڑے میدان دیکھے لیکن آج تک ایسا ہولناک میدان نظر سے نہین گذرا
نہ یہ گرمی کہین دیکھی بالکل میدان قیامت کا گمان ہوتا ہی آفتاب ہی کہ سر پر چلا آتا ہی زمین ہی کہ تابۂ آہن ہی پانؤن
رکھا اور چھالے پڑگئے پھر امیر ابوالہول کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ کیون بھئی تمنے بھی کبھی ایسا دشت
ہولناک دیکھا اُسنے بھی جواب دیا کہ یا صاحبقران اس غلام کو ایک زمانہ گذرا ہی کہ شہر مین رہنا چھوڑ کر جنگلون
مین بود و باش اختیار کی ہی مگر ایسا جنگل اور ایسا ہولناک مقام آج تک کبھی خواب مین بھی نظر نہین آیا سرا ہی

کہ تڑپا جاتا ہی زبان مین مارے پیاس کے کانٹے پڑے جاتے ہین ای شہریار اگر یہی حال رہا تو زندگی بھی نہ ہوگی یہ غلام تو کوئی دم مین مارے پیاس کے ہلاک ہوجائیگا امیر فرماتے ہین بھئی ہمارا بھی تو یہی حال ہی کہین پانی کی تلاش کرنا چاہیے یہ سب یونہین تلاش آب مین چلے جاتے ہین مگر نہ کہین کوئی چاہ نظر آتا ہی نہ کوئی دریا دکھائی دیتا ہی القصہ جاتے جاتے دور سے ایک دریا نظر آیا عمرو نے کہا کہ یا امیر سامنے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی دریا ہی امیر نے فرمایا کہ ہان خواجہ انداز تو ایسے ہی پاے جاتے ہین مگر کہین دریاے ریگ تو نہین ہی لیکن خیر جو کچھ ہو چلنا چاہیے شاید پانی ملجاے بغیر پانی کے اب تو دم پہونچا ہوئی ہی یہ سب چلے جاتے ہین مگر کسی طرح قریب اُس دریا کے نہین پہونچتے اب دن بھی بہت کم رہگیا ہی عمرو کہتا ہی یا امیر یہ دریا نہین ہی اسکی طرف جانا بیکار ہی اور اگر ہی بھی تو دریاے سحر ہی دوپہر ہوگئے کسی طرح قریب اُسکے پہونچتے ہی نہین الغرض کوئی دو چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ قریب اُس دریا کے پہونچے ابوالہول سب سے زیادہ مارے پاس کے بیتاب تھا سب سے پہلے وہی ایک ڈولچی لیکر دریا کی طرف دوڑا قریب پہونچا جلدی سے ڈولچی دریا مین ڈالدی اور نکالکر جلدی سے پانی پیکر بڑا خود پانی پی کر چاہتا تھا کہ دوسری ڈولچی بھر کر امیر کے واسطے لیجلے کہ ایک نہنگ پیدا ہوا اور جلدی سے ابوالہول کو اپنی پیٹھ پر لیکر روانہ ہوا اب ابوالہول لگا چیخنے کہ یا امیر دوڑیے جلد آیے مجھکو یہ نہنگ لیے جاتا ہی امیر نے کہا کہ غضب ہوا اور یہ کہکر دوڑے جاکر کود کر دریا مین اور تلوار پر اسم اعظم دم کرکے ایک ضرب جو ماری دو ٹکڑے کیا اور ایک تلاطم برپا ہوا آوازین ہیبتناک آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من نہنگ جادو بود اب جو دیکھا تو نہ دریا ہی نہ کہین پانی ہی لاش ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہی پھر وہان سے روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب شام ایک صحراے سبز و خرم نظر آیا کہ جا بجا چشمۂ آب مصفا جاری گھانس وہ سر سبز ہو رہی ہی کہ زمرد اُسکے سامنے شرماتا ہی نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہین اشعار

ہر برگ گلے چو شیشہ ایاغے ۔ در دامن ہر شگوفہ باغے
در ہر چمنے چو چشم بینا ۔ مینو کدہ برنگ مینا
گلہاے شگفتہ جام بردست ۔ برخاستہ بانگ بلبل مست
سیرابی سبزہ ہاے نوخیز ۔ از بوے تر زمرد انگیز

اور سامنے ایک کوہ زمردین دیکھا کہ گرد اُسکے لالہ کمر کمر تک پھولا ہوا ہی اور ایک طرف کوہ طلا نظر آیا کہ مثل خورشید چمک رہا ہی اب دن کوئی دو ہی ایک گھڑی باقی ہی ہوا سرد چلنے لگی ہی شفق پھول رہی ہی ٹکڑے ابر کے رنگا رنگ آسمان پر پھیلے ہین جانور درختون پر آ آ کر بسیرا لیتے جاتے ہین صاحبقران قریب کوہ طلا کے پہونچے دامن کوہ مین دیکھا کہ گھانس مینا کار لگی ہوئی ہی یعنے ہر برگ گیاہ پر تحریرین طلائی ہین سبزی اور زردی عجب رنگ دکھا رہی ہی نہرین نہایت پاک اور لطیف جاری ہین چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہی رنگ رنگ کی پتھریان اُسمین لوٹتی ہوئی چلی آتی ہین اور اُس سبزۂ مینا کار مین ایک چبوترہ بلورین ہی کہ اُسپر جواہر بیش بہا بیشمار نصب ہین اور گرد اُسکے سبزہ زار نہایت خوشنما گویا زمرد کی تحریر ہی اور اُس سبزہ زار مین درخت میوہ دار لاانتہا لگے ہوے ہین کہ پتے اُنکے زمردین ہین اور شاخین سیمین ہین پتے زمرد کے ہین عجب کیفیت کی جگہ ہی اور اب دن بھی تمام ہوچکا ہی آفتاب سمت مغرب کو تیزی سے ساتھ چلا جاتا ہی امیر باتوقیر صنعت کو صانع عالم کی حیران وار دیکھ رہے ہین عمرو سے فرما رہے ہین کہ خواجہ قسم ہی پروردگار عالم کی کہ کبھی ایسا مقام دلچسپ نظر سے نہین گذرا شب باشی کے واسطے اس سے بہتر مقام نہ ملیگا عمرو کہتا ہی یا امیر پانی تو پی لیجیے صاحبقران فرماتے ہین کہ خواجہ ابتو نہ بھوکھ ہی نہ پیاس ہی

عمرو بولا یا امیر میرا تو مارے بھوکھ پیاس کے عجب حال ہی امیر فرماتے ہین کہ خواجہ مین تمکو منع تھوڑی کرتا ہون غرض
عمرو گیا اور طرح طرح کے میوے توڑ کر لایا امیر نے بھی کچھ کھاے عمرو نے بھی کچھ کھایا باقی داخل زنبیل کر لیا کہ وقت
بیوقت کام آئیگا جب کھا چکے تو امیر نے فرمایا کہ خواجہ افسوس ہی کہ مکان ایسا تکلف کا لیکن نہ فرش ہی نہ پلنگ
ہی نہ اسباب عیش ہی عمرو بولا حمزہ بڑے آدمی کے لیے سب جگہ سب چیزین موجود ہو جاتی ہین بقول شاعر
شعر منعم بدشت و کوہ و بیابان غریب نیست + ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت + اگر کچھ روپیہ صرف کرو سب کچھ
مہیا ہو جاے صاحبقران نے ہنسکر کہا کہ خواجہ اگر یہان مال عالم ہو تو اسباب عیش کہان میسر ہو سکتا ہی
عمرو بولا کہ حمزہ اگر روپیہ ہو تو مین اپنا ذمہ کرتا ہون کہ جملہ اسباب عیش مہیا ہو جاے فرمایا کہ خواجہ اگر تم اسباب
مہیا کر دینے کو کہتے ہو تو کچھ روپیہ بھی ہمین تمہین قرض دیں عمرو نے عرض کیا کہ کچھ حاجت قرض کی نہین ہی آپ فقط
تمسک لکھدین فرمایا قلم دوات کاغذ لاؤ عمرو نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالکر سامنے رکھدیا امیر نے
پانچہزار روپیہ کا تمسک لکھکر مہر کر کے عمرو کو دیدیا عمرو نے اُسے زنبیل مین رکھ لیا اور اسباب زنبیل سے
نکالنا شروع کیا پہلے چاندنی زردوزی کی نکالکر بچھائی اُسپر نگیرہ تمامی کا استادہ کیا بعد اُسکے پلنگ جواہر نگار بچھادیا پلنگ
پر چادر محمودی کی بچھائی اور تکیے سادی مخمل کے رکھدیے چارون گوشے پلنگ کے موتیون کے سیجبند سے باندھکر
پلنگپوش اوپر ڈالدیا سامنے مسند بہت تکلف کی بچھائی تکیے لگاے صاحبقران والاشان کو اُسپر بٹھایا کشتیان
شراب کی مہیا کین بوتلین شراب کی چُن دین اور جام جواہر نگار سامنے رکھدیے صاحبقران نے سجدہ شکر ادا کیا
کہ ایسے مقام مین اس طرح کا سامان بعنایت الٰہی موجود ہو گیا اور اُسوقت رنگریز قدرت نے ٹکڑے ابر کے
رنگ رنگ کر آسمان پر پھیلا دیے ہین اُسکا عکس جو آکر پڑتا ہی تو چبوترہ بلور کا شفقی رنگ کا معلوم ہوتا ہی
امیر باتوقیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ جہان سب سامان تمنے درست کر دیا ہی مناسب ہی کہ اب تم نی نوازی بھی
کرو کہ مدت سے تمہین نہین سُنا اور خواجہ سامنا ایسی نالائق جادوگری سے پڑا ہی خدا جانے زندہ بچین یا نہ بچین
خیر تمہین سُن تو لین عمرو نے عرض کیا کہ مین حاضر ہون اور جوڑی ہفت پیوندی نی کمر سے نکالکر قفلیان اُسکی
درست کر کے بجانا شروع کیا ایک گھڑی بھر مین سمان بندھ گیا امیر کا یہ عالم ہوا کہ آنکھون سے آنسو جاری
ہو گئے اور بیخود ہو کے جھومنے لگے یہ عالم تھا کہ جانوران صحرائی گرد اُس چبوترے کے آکر کھڑے ہو گئے تھے پرند آشیانے
اپنے اپنے چھوڑ چھوڑ کر سر پر عمرو کے سایہ فگن تھے عجب محویت کا عالم تھا یہی کیفیت تھی کہ جانب مغرب سے
ایک غبار بلند ہوا اور ایک سناٹا سا ہو گیا آوازین ہیبتناک آنے لگین کرگس و زغن ساتھ ساتھ اُس غبار کے
چلے آتے ہین آتے آتے وہ غبار اوپر اُس چبوترے کے قائم ہوا اور ایک آواز آئی کہ ای اجل رسیدگان
قیامت کی تمنے کہ یہان چلے آئے ارے کیا تم جانتے نہین ہو کہ یہ چاہ الماس ہی خاص مقام رہنے کا
ملکہ دمامہ جادو کا اب مین کب چھوڑتا ہون کہ تم زندہ بچکر میرے ہاتھ سے نکلجاؤ سُنتے ہی اس آواز کے
سب تھرتھر کانپنے لگے عمرو نے نی نوازی موقوف کر دی الہولولہول ولا قوۃ ما رے خوف کے دونون ہاتھ اپنے
آنکھون پر رکھ لیے امیر بھی جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنے لگے کہ غبار کسی قدر برطرف ہوا اور ایک بہت بڑا
طائر بشکل کرگس کے پیدا ہوا اور آکر قریب چبوترے کے اُسنے ہیئت بدلی انسان کی صورت ہو کر طرف
امیر کے چلا عمرو نے جو دیکھا کہ یہ امیر کی طرف جاتا ہی اپنے دل کو بہت سخت کر کے ایک حقہ آتشبازی کا
کھینچکر مارا وہ چلا عمرو کی طرف عقب سے امیر نے تلوار پر اسم اعظم دم کر کے یا قادر و قیوم کہکر ایک ضرب جو ماری

دو نگروسے کیے پھر ایک آندھی چلنے لگی آواز آنے لگی کہ کشتی مرا نام من غبار جادو فرستادہ برق جادو بود یکایک ایک تیز و تند جھونکا ہوا کا آیا اور لاش اُسکی اُٹھا کر لیے چلا گیا اب غبار بالکل برطرف ہو گیا ہی آسمان صاف ہی عمرو امیر سے عرض کرتا ہی یا امیر آپ نے کیا کام کیا ہی امیر کہتے ہین کہ خواجہ مین نے کیا کیا بڑا کام تو تمنے کیا کہ حقہ آتشبازی کا مارا آؤ بھئی خوب گلے سے مل تو لو زندگی کا کیا اعتبار ہی ابھی مر گئے ہوتے اور خواجہ تمنے نی کی جوڑی کہان پھینکدی آؤ بجاؤ اور گاؤ ذرا دل بہلے اب عمرو کے دل سے بھی خوف کم ہو گیا ہی جوڑی اُٹھائی ہی اور کسی قدر درست کر کے پھر بجانا شروع کیا اور گانے لگا پھر وہی حال صاحبقران کا ہو گیا ابو الہول بھی لگا جھومنے پھر طایران وحشی آ آکر جمع ہو گئے اور سُننے لگے یہی عالم تھا کہ چبوترے کو ایک گونہ حرکت سی ہوئی عمرو چارون طرف دیکھنے لگا امیر نے کہا کہ خواجہ بھئی کیا ہی عمرو نے کہا کہ یا امیر کچھ زلزلے کے ایسے آثار پاے جاتے ہین امیر نے فرمایا کہ بھئی تمکو کچھ وہم ہو گیا ہی کہ اتنے مین پھر زمین کو حرکت ہوئی اور اب جو ہوئی تو پہلے سے کچھ زیادہ حرکت پائی گئی عمرو نے کہا کہ دیکھیے امیر مین جھوٹھ تھوڑی کہتا تھا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی جادوگر اور آتا ہی امیر نے کہا آتا ہی تو آنے دو جو منظور خدا ہو گا وہی ہو گا شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + عمرو نے کہا کہ یا امیر مجھے خوف معلوم ہوتا ہی آپ اسم اعظم پڑھ کر گرد چبوترے کے حصار کر دیجیے کہ خاطر جمع ہو جاے بیضرور کسی ساحر کی آمد ہی امیر اُٹھے اور اسم اعظم پڑھ کر دستک دیدی اور کہا کہ خواجہ تم خوش ہوے اب کچھ خوف نہین ہی اب تو نی نوازی کرو اب عمرو پھر نی نوازی کر رہا ہی کہ یکایک اب جو دیکھتے ہین تو چبوترے کو بالکل حرکت نہین ہی لیکن سارے جنگل کو ایک تزلزل ہو رہا ہی مع کوہ طلا اور کوہ زمرد اور اشجار میوہ دار سب متزلزل معلوم ہوتے ہین اور تمام زمین گرد چبوترے کے گھومتی معلوم ہوتی ہی کہ یکایک طبقہ زمین کا شق ہوا اور اُسمین سے ایک گنبد نمایان ہوا وہ گنبد نکلکر بر روے ہوا قائم ہوا اُس گنبد مین ایک کلس تھا اور اُسپر ایک شعلہ قائم تھا کہ جسکے دیکھنے سے نگاہ خیرگی کرتی تھی اور جب وہ شعلہ ہوا سے بھڑکتا تھا زلزلہ زیادہ ہوتا تھا یکایک وہ شعلہ زیادہ بھڑکنے لگا حتے کہ مثل ایک گنبد کے ہو گیا اور معلوم ہونے لگا کہ گنبد خاکی پر ایک گنبد آتشین قائم ہی گنبد کی شکل یہ تھی کہ چارون طرف سے بند تھا کوئی راستہ نہ تھا اور چرخ مار رہا تھا اب زلزلہ اس انتہا کو پہونچ گیا ہی کہ العظمت للہ ساری زمین مثل چاک کے گھوم رہی ہی اور عمرو کا تو یہ حال ہی کہ مارے خوف کے آنکھین بند کر لین ہین جوڑی نی کی ہاتھ سے چھوٹ گئی ہی اور سارا جسم مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا ہی لیکن صاحبقران بغور اُس گنبد کو دیکھ رہے ہین اور دل مین خیال کرتے ہین کہ دمامہ جادو تو کہین نہین آگئی کہ یکایک گنبد مین بارہ دریچیان نمودار ہوئین اور اُن دریچون مین سے بارہ ساحر پیدا ہوے سامان سحر سے آراستہ بلاے بد آفت بے پرکالے جھولیان سحر کی کاندھون پر ڈالے کوئی اژدر سوار کوئی شیر سوار کوئی نہنگ سوار کوئی طاؤس سوار سبھون نے آکر چارون طرف سے چبوترے کو گھیر لیا لیکن جو آگے بڑھتا ہی اندھا ہو جاتا ہی اور کچھ نظر نہین آتا مجبوراً پلٹجاتا ہی آپسمین اُن سب نے صلاح کی کہ شاید یہ تینون شخص جو بیٹھے ہین یہ بھی جادوگر ہین اور اُنھون نے یہ حد سحر قائم کی ہی کہ جو ہم لوگون کو آگے بڑھنے سے مانع ہی یہ خیال کر کے دور سے ترنج و نارنج سحر کے مارنا شروع کر دیے لیکن جو حربہ آتا تھا قریب چبوترے کے آکر گر پڑتا تھا کیسا کیسا سحر کرتے تھے مگر کچھ کارگر نہ ہوتا تھا آخر کار سبھون نے اپنا منھ پیٹ پیٹ لیا اور یہ کہکر بیٹھے کہ معلوم ہوتا ہی کہ تو بڑا ساحر زبردست ہی یہ سب برج کی طرف چلے تھے کہ امیر نے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچکر اور تیر کمان مین پیوستہ کر کے اسم اعظم پیکان تیر پر

دم کر کے جو مارا پشت پر جو ایک ساحر کی پڑا تو سینے کو توڑ کر نکلگیا وہ قلعہ کرتا ہوا گرا اور تڑپ تڑپکر تمام ہو گیا
آواز آئی کہ کشتی مرا نامم من منسلخ جادو غلام تزلزل جادو بود وہ گیارہ جادوگر قریب اُس برج کے پہونچے
دیکھا تو اب گنبد مین دریچیان نہین ہین فریاد کی یا خداوند تزلزل جادو ہم اُن تینون شخصون کا کچھ نہ کر سکے ہمہ
ہمارا کار گرنہ ہوا بلکہ ایک ساتھی ہمارا مارا گیا معلوم ہوتا ہی کہ وہ تینون شخص بھی ساحران زبردست سے ہین
بغیر آپ کے اُنکا مارا جانا مشکل ہی یہ غلامان وفادار جان نثاری کو حاضر ہین اگر حکم ہو تو گردنین کٹوا دین کہ
یکایک اس آواز کے سُنتے ہی ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ برج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اُڑ گیا اور ہر ٹکڑے سے
ایک جانور مہیب پیدا ہوا کسی سے نہنگ کسی سے شیر کسی سے اژدر اور اندر سے اُس برج کے ایک
جادوگر پیدا ہوا تخت ہوا پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے تاج مین بجاے پر ہما کے ایک مار سرخ دم اونچی
کیے ہوئے استادہ تھا لنگ کھاروے کا بندھا ہوا تھا کرتا چیتے کی کھال کا گلے مین جھولی سحر کی کاندھے پر
اب وہ شعلہ جو برج پر قائم تھا اگر اسکے سر پر قائم ہوا ہی اور اسنے رُخ طرف امیر با توقیر کے کیا اور اسم
سحر پڑھتا ہوا چلا ہی طرف صاحبقران کے وہ گیارہ جادوگر اُسکی پشت پر ہین اور وہ جانور جو برج کے
ٹکڑون سے بنے ہین وہ بھی اسکے ساتھ ساتھ ہین قریب آکر اسنے ایک اشارہ سا طرف نہنگ کے
کیا وہ جھپٹ کر چبوترے کی طرف چلا اور قریب چبوترے کے آکر غائب ہو گیا بعد اسکے اسنے
شیر کی طرف اشارہ کیا وہ بھی ہوکتا اور غراتا ہوا دوڑا جب قریب پہونچا نظرون سے نہان ہو گیا اور پتا
نہ لگا الغرض اسی طرح جانور تو سب قریب چبوترے کے جاجا کر غائب ہو گئے اب اسنے عاجز ہو کر ایک
چیخ ماری کہ جس سے جابجا طبقے زمین کے شق ہو گئے اور درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گر پڑے لیکن چبوترے کو
بالکل حرکت نہ ہوئی یہ بھی سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ بڑا زبردست ساحر ہی کہ میرا سحر اسپر اثر نہین کرتا لیکن
امیر نے دیکھتے دیکھتے پھر تیر بحر کمان مین پیوستہ کیا اور اسم اعظم پیکان پر دم کر کے اُس شعلے پر مارا لیکن
تیر قریب اُس شعلۂ آتش کے پہونچکر ٹکرا کر گر پڑا کیونکہ یہ شعلہ حفاظت تزلزل جادو کا ہی دمامہ جادو نے
اسے بنا دیا ہی اسلیے کہ تزلزل شاگرد ہی دمامہ جادو کا جب تک دمامہ جادو نہ ماری جائیگی طلسم اس
شعلے کا نہ ٹوٹیگا اور کام اس شعلے کا یہ ہی کہ جو حربہ تزلزل جادو پر آتا ہی یہ اُسے رد کر دیتا ہی امیر اپنے
تیر کے خالی جانے پر متحیر ہوئے اور ایک تیر اور خاص تزلزل جادو پر مارا دیکھا تو وہ شعلہ بڑھ کر سپر ہو گیا
اور وہ تیر ٹکرا کر گر پڑا یہی رد و بدل ہو رہی ہی کہ امیر کا وار اُسپر اثر نہین کرتا اور اُسکا حربہ امیر تک نہین
پہونچتا کہ یکایک تزلزل جادو مکار نے پکار کر کہا کہ ای شخص اگر تو مرد میدان ہی تو میدان مین آ گیا ایک
چبوترے پر بیٹھا ہوا تیر اندازی کر رہا ہی تو کس گرو کا چیلا ہی کہ جسنے تجھے یونے دو انجھر بتا دیے ہین ایک
جو کی اپنے حفاظت کی دوسری چوٹ حریف پر مارنے کی ذرا میدان مین آ کچھ کرشمہ دکھا بس یہ سُننا تھا کہ
امیر غیظ و غضب مین آ کر تیغہ عقرب سلیمانی پکڑ کر اُٹھے کہ آیا مین او کافر تو مجھے جادوگر بناتا ہی یہ کہکر چلے تھے
عمرو نے دیکھا کہ اس وقت کہنا میرا امیر نہ مانینگے حباب بیہوشی مارا کہ امیر چھینک مار کر بیہوش ہو کے گرے
دوسرا حباب ابوالہول پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوا جال الیاسی مار کر دونون کو داخل زنبیل کیا اور آپ
گلیم اوڑھ کر غائب ہو گئے تزلزل جادو حیران کھڑا ہی کہ یہ سب کہان گئے مگر عمرو گلیم اوڑھے ہوئے
جا کا سامنے چبوترے کے ایک درخت بہت بڑا تھا اُسکے نیچے صورت ایک جادوگر کی بنکر بیٹھا اور

آگیا اسی روشن کی اور بوتلین شراب کی نکالکر رکھین کہ اُن سب مین زہر تھا اور کچھ جام مینا کار پر تکلف نکالکر قریب
اُسکے رکھے اور کچھ کباب مار و عقرب کے لگانا شروع کیے اور نعرے یا سامری یا جمشید کے بلند کیے ادھر
تزلزل جادو نے دیکھا کہ ایک آواز درخت کے نیچے سے آتی ہی جھپٹکر قریب اُسکے آیا دیکھا کہ ایک جادوگر
کباب لگا رہا ہی سمجھا کہ کوئی بھائی بند ہمارا ہی اُدھر اُس فقیر نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا اور کہا کہ آئیے اے تزلزل جادو
آئیے تشریف لائیے اگر کچھ تکلف نہ ہو تو شراب و کباب حاضر ہین تزلزل نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہی مگر
مین سخت حیران و پریشان ہون کہ مجھسے تین شخصون سے مقابلہ ہوا سحر نے میرے اُنپر تاثیر نہ کی نہ وہ مجھپر غالب
آسکے لیکن بیٹھے بیٹھے غائب ہو گئے درویش ہنسا اور کہا کہ بابا تم پریشان نہ ہو مین اسکا حال تمھین بتا دونگا
مجھے بھی معلوم ہی کہ تم بہت عرصے سے اُنکے پیچھے پریشان ہو کہ تمھین کھانے تک کا ہوش نہین ہی شراب و کباب
سے سیر ہو تو مین بیان کرونگا یہ سُنکر تزلزل نے ساغر ہاتھ مین لیا اور شیشے سے شراب اُنڈیلی درویش
نے آواز دی کہ بابا ذرا سمجھکر پینا کہ یہ تیز و تند بہت ہی کہ سوا میرے دوسرا اسے پی نہین سکتا تزلزل یہ
یہ سُنکر غصے مین آکر سارا جام غٹ غٹ چڑھا گیا شراب کے پیتے ہی آنکھون کا رنگ بدلگیا اب جو دیکھتا ہی تو فقیر
غائب ادھر زہر نے کلیجا کاٹا تزلزل جادو تڑپنے لگا اور چیخ چیخ کر تمام ہو گیا خاک اُڑی آندھی آئی زلزلہ
پیدا ہوا جب گرد و غبار برطرف ہوا پھر صدا آئی کُشتی مرا نام من تزلزل جادو بود اب وہ گیارہ جادوگر
لاش اُسکی لیکر چلے اور وہین پر کالۂ آتش گرد اُسکے چرخ مارتا ہوا جانب فلک روانہ ہوا اب عمرو آکر پھر اُسی
چبوترے پر بیٹھا اور امیر اور ابوالہول کو نکالکر زنبیل سے فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا امیر نے پوچھا
کہ خواجہ وہ جادوگر کہان ہی عمرو نے کہا کہ یا امیر مین نے کبکا اُسے مار ڈالا اور تمام حال اُسکے مارنے کا
بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ خواجہ تمنے وہ کار نمایان کیا کہ سبحان اللہ عمرو نے کہا یا امیر آپ
ان تعریفون کو رہنے دیجیے اس سے کسی کا پیٹ نہین بھرتا امیر نے کہا کہ خواجہ یہان میرے پاس کیا ہی
جو تمھین دون عمرو بولا کہ فقط آپ اقرار کر لیجیے اور ایک پرچے پر اپنے دستخط فرما دیجیے امیر نے قبول فرمایا او
بیس ہزار روپیہ کا تمسک لکھکر دستخط کرکے عمرو کو دیدیا اب یہ سب بیٹھے ہوئے ہین آپسمین باتین ہو رہی ہین
کہ امیر نے فرمایا کہ خواجہ محفل سونی ہو رہی ہی کچھ گاؤ اور سنی بجاؤ عمرو نے کہا کہ غلام کو عذر ہی کیا ہی اب جھمجھم
نوازی شروع ہوئی گانا ہونے لگا ایک تھوڑی سی دیر مین سمان بندھ گیا ذی روح کا کیا ذکر ہی اشجار تک
جھومنے لگے یہی عالم تھا کہ ایک ابر سیاہ ایک جانب سے دکھائی دیا خواجہ عمرو بغور اُس طرف دیکھنے لگے
امیر نے فرمایا خواجہ خیر تو ہی عمرو ابھی کچھ جواب بھی نہ دینے پایا تھا کہ ہوائے تیز چلنے لگی صدائے رعد آنے لگی
ہزارہا بجلیان چمکنے لگین اور دیکھا کہ اُس ابر سیاہ نے اسی طرف کو رُخ کیا اور آتے آتے اُس چبوترے
پر قائم ہوا اور گرجنے کی صدا بلند ہوئی اور ایک بجلی گرکر گرد چبوترے کے پھرنے لگی عمرو تو خوف جان سے
مثل بید کانپنے لگا اور امیر باوجودیکہ وہ جرأت شجاعت رکھتے تھے دیوون کو مارا تھا مگر یہ عالم تھا کہ
زہرہ آب ہوا جاتا تھا جتنے کہ وہ بجلی گرد پھرتے پھرتے قائم ہوئی اور شق ہوئی یہ معلوم ہوا کہ لاکھون
تارے ٹوٹے بعد اُسکے دیکھا کہ ایک نازنین مہر تمکین نمایان ہوئی کہ قشقہ پیشانی پر کھنچا ہوا ٹیکا سیندور کا
دونون بھوون کے بیچ مین رخسارے مانند ماہ کامل کے جلوہ گر مالا مروارید کا گلے مین دونون ہاتھون مین
موتیون کی سمرنین کانون مین بالے الماس نگار آویزے زمرد کے پڑے ہوئے کہ چھوٹ جنکی رخسارون پر

ٹر جاتی ہی گشت حسن سر سبز نظر آتی ہی ابروے خمدار خنجر خونخوار یا کعبۂ حاجت روا سے عاشقان اور محراب دعاے
مشتاقان بقول شاعر شعر خوشا چشمیکہ با آن طاق ابرو آشنا گردد + ازین محراب ہر حاجت کہ میخواہی روا گردد + اور
وہ چشم سحر کار کہ سامری جسکا پرستار لب رنگین رشک لعل بدخشان دانت ہیرے کی کنیان چشمۂ آبحیات دہن
چاہ بابل ذقن صراحی گلو بادۂ حسن سے مملو سینے کا اُبھار آفت جان محرم کرتی کی وضع دلستان پیشواز گلے مین دوپٹہ
کارچوبی اوڑھے ہوے پائجامہ اطلس سبز کا پاؤن مین موتیون کی پازیب پہنے ہوے بس یہ طلعت زیبا اور
جمال ہوشربا دیکھتے ہی عمرو فریفتہ ہو گیا دونون ہاتھون سے کلیجا پکڑ لیا بے اختیار پکارا کہ ای سرو گلستان رعنائی
واہ ای نو بوستان زیبائی آیے قدم رنجہ فرمایے مگر وہ سامنے آئی پکار کر کہا کہ ای اجل رسیدگان تم کیا اپنی
زندگی سے سیر ہوے ہو کہ بیجا بایہان چلے آے یہ چاہ الماس ہی مقام خاص ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ
ساحران کے رہنے کا اور مین خوب تمھین پہچانتی ہون کہ ایک تم مین سے حمزہ اور دوسرا ابو الہول اور
تیسرا عمرو ہی غضب کیا تم نے کہ ذو فنون جادو اور غبار جادو اور نہنگ جادو اور تزلزل جادو کو مارا
صاحبقران نے فرمایا کہ ہم تو آمادۂ مرگ مہیاے قضا ہین جو چاہو سو کرو وہ نازنین بولی یہ تو بتاؤ کہ اسوقت
تم مین سے گاتا کون تھا اُسی کے باعث سے تم سب بچگئے ورنہ قتل کرتی عمرو پکارا کہ ای جان مشتاقان مین
گنہگار بانسری بجا رہا تھا اور گا رہا تھا اُسنے تیوری چڑھا کر کہا کہ نام تیرا کیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ
عمرو بن امیۂ ضمری یہی ہی عمرو نے نہایت آزردہ ہو کر کہا کہ تو ناحق مجھے بدنام کرتا ہی اور اُس نازنین سے
خطاب کیا کہ ای ملکہ مین ایک ادنے عیار حمزہ کا ہون ملکہ نے عمرو سے کہا کہ ای عزیز مین اسوقت اس ارادے
سے آئی تھی کہ تم سب کو قتل کرون مگر آواز بانسری کی جو کان مین پہونچی بچین ہو گئی طبیعت قابو مین نہ رہی اُس
آواز نے دل مین راہ پیدا کی ہان جس طرح تو گاتا تھا گاے جا چپ کیون ہو رہا مین تو اسی کی مشتاق ہو کر
آئی ہون اور امیر سے خطاب کیا کہ آپ مجھے جانتے ہین کہ مین کون ہون دمامہ جادو کی بہن کی بیٹی ہون
ملکہ برق جادو مجھے کہتے ہین مین تمام گھربار کی دمامہ جادو کے مختار ہون سب کاروبار میرے حوالے ہین
شہر زمرد مین بغیر میرے پتا نہین ہلسکتا مجکو خبر پہونچی کہ حمزہ چاہ الماس مین داخل ہوا اور کئی جادوگرون کو
مارا اور آتا ہی شہر زمرد کی طرف میرے خیال مین گذرا کہ مین دمامہ جادو کو اطلاع کاہے کو کرون چلکر اُن
سب کے سر کاٹ لاؤن اور دمامہ جادو کے آگے رکھدون مگر مین تو آواز بانسری کی سُنکر خود قتل ہو گئی
یہ کہکر سامنے صاحبقران کے بیٹھ گئی اور عمرو سے مخاطب ہوئی کہ ای شخص کیا میرا آنا تجھے ناگوار ہوا کہ گاتے
گاتے خاموش ہو گیا بانسری بجانا موقوف کیا گران خاطر نہ ہو تو گاے جا عمرو بولا کہ صاحب آپ کی آمد مین
روح تو خشک ہو رہی تھی گاتا کون اب خاطر جمع ہوئی ہی گاتا ہون بانسری بجاتا ہون اور آپ کے
سامنے نہ گاؤنگا تو پھر کسکو سُناؤنگا جو بُرا بھلا مجھے آتا ہی سُنیے مگر بیوفائی نہ کیجیے گا مجکو غلام اپنا جانیے گا
یہ کہکر پھر بانسری بجا کر گانے لگا پھر ملکہ سُننے لگی ایک گھڑی بھر مین بیخود ہو گئی ہوش باقی نہ رہے آنکھون سے
آنسو جاری ہوے منہ سے واہ واہ کی آواز بلند ہوئی عمرو خوب خوب بجاتا رہا اور گاتا رہا یہانتک کہ
برق جادو کا یہ حال ہوا کہ اُٹھکر گرد عمرو کے پھرنے لگی جس وقت عمرو نے بانسری ہاتھ سے رکھدی برق جادو
بہزار زبان تعریفین کرنے لگی اور صاحبقران سے کہا کہ ای شہریار مین دوستانہ آپ سے کہتی ہون کہ
یہان سے چلے جایے دمامہ جادو سے لڑنے کا قصد نہ کیجیے دمامہ جادو علامۂ دہر آفت روزگار ہی

اُسپر غالب ہونا ممکن نہین یہ شہنشاہ ساحران ہی بڑے بڑے جادوگر اُس سے کانپتے ہین اگر آپ کو اپنے
اسم اعظم پر بھروسا ہی تو سُن لیجیے کچھ اسم اعظم سے نہ ہوگا ادنے ادنے ساحرون نے اسم اعظم آپ کا بند کر لیا ہی
محو کر دیا ہی اسکے سامنے اسم اعظم آپ کا بند کرنا کچھ بڑی بات نہین دیدہ و دانستہ گرفتار بلا نہ ہوجیے چلے جایے
صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ برق جادو مین اپنی زندگی سے خود بیزار ہون مجکو دمامہ جادو سے بے لڑے
چارہ نہین یا مین نے اُسے مارا یا مین خود مارا گیا اور تمام حال اپنے لشکر کی پریشانی کا اور سردارون کا
گرفتار سحر ہوکر زمرد شاہ کو سجدہ کرنا اور اپنا تلاش مین دمامہ جادو کی نکلنا بیان فرمایا برق جادو نے کہا
خیر آپ کو اختیار ہی مگر میری طرف سے آپ اطمینان رکھین مین آپ کی مددگاری سے دستبردار نہ ہونگی
اب مین جاتی ہون ایسا نہ ہو کوئی مجکو دیکھ لے بدنام کرے اور آگاہ کیے جاتی ہون کہ آگے مکان ہی
نرگس جادو کا وہ علاوہ دہر بہن ہی ملکہ دمامہ جادو کی اُس سے بہت ہوشیار رہیے گا و کرب و
مقبل دونون نرگس کی قید مین ہین اگر آپ یہان سے سلامت گذرے تو زندگی کو غنیمت جانیے گا دمامہ جادو
کی تین بہنین تھین چنانچہ ایک میری مان خوشحال جادو وہ تو مرگئی دوسری بوتیسال جادو تیسری یہ نرگس جادو
ہی مگر بڑی آفت روزگار ہی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ ہم جاتے ہین ایک مرتبہ اور بانسری بجا کر گا لو تو جاین
عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا کہ یہ تجھے پھر سُنے صورت نحس تو تیری جیسی ہی ویسی ہی شاید تیری سیرت ہی پر
مائل ہوجاے پکارا کہ ای جان جہان و ای روح عاشقان مین موجود ہون سنیے اور بانسری بجا کر گانا شروع کیا
رباعی من نالۂ آتشین نمیدانستم + من سوز دل حزین نمیدانستم + نگذاشتی از ہستی من نام و نشان + ای
عشق ترا چنین نمیدانستم + اس رباعی کو ایسا بجایا اور گایا کہ اُس بحر خوبی کی صدف چشم سے گہرہاے اشک
علی الاتصال دامن رخسار پر گرنے لگے عمرو نے جو برق جادو کو اشکبار پایا بانسری کو ہاتھ سے رکھ دیا ملکہ
بیقرار ہوکر پکاری کہ ای خواجہ تمہین قسم ہی سر صاحبقران کی کہ ابھی مجھے سیری نہین ہوئی پھر بجاؤ عمرو نے کہا کہ
ای ملکہ مین تمپر دلدادہ ہون مجھسے عہد کر لو کہ بیوفائی نہ کرونگی برق جادو نے کہا کہ یہ کیا کلام ہین ذرا اپنی
صورت دیکھ اگر تجکو آئینہ نصیب نہین تو کسی ظرف چینی مین موت کر اپنی صورت دیکھ لے یہ باتین اچھی
نہین کیا کرون کہ عاشق ہون علم موسیقی کی دل میرا مجھے سنواتا ہی ورنہ کاہے کو سنتی امیر سے کہا کہ منع کیجیے
یہ اتنا بڑا عاقل ہوکر ایسے کلام زبان پر لاتا ہی امیر چاہتے ہین کہ عمرو کو منع کرین کہ خواجہ ایسی باتین نہ کرو
کہ عمرو دوڑ کر برق جادو کے قدمون پر گر پڑا کہ مجھسے قصور ہوا عفو جرائم کیجیے حالت اضطراب مین یہ باتین
منھ سے نکل گئین تھین برق جادو نے سر اُٹھا لیا اور چپکے سے کہا کہ کیا مجھسے عہد لیتے ہو مین تو تمسے زیادہ بیقرار ہون
جب تک میرے تن مین جان ہی رفاقت سے تمھاری باہر نہ ہونگی کوئی صدمہ اپنے مقدور بھر نہ ہونے دونگی
اور پکار کر صاحبقران سے کہا کہ اسے سمجھایے اور غصے کا مُنھ بنا کر کہا بس خواجہ الگ ہٹو قصہ مختصر دو پہر رات تک
یہی صحبت رہی عمرو اپنی بیقراریان جتاتا رہا اور برق جادو بُرا بھلا کہتی رہی آدھی رات گئے برق جادو نے
کہا کہ اب مین جاتی ہون تا امکان اپنے یہ خبر دمامہ جادو کو نہ ہونے دونگی یہ کہکر اُٹھی عمرو بولا کہ ای ملکہ
بغیر تمھارے زندگی کیونکر ہوگی تم مجکو قتل کرتی جاؤ برق پکاری بس واہیات نہ بک اور صاحبقران سے
کہا کہ خدا حافظ نرگس کے مکر سے ہوشیار رہیے گا اور ہنس پر سوار ہوکے روانہ ہوئی عمرو پکارا شعر در کشتنم و
تکبیرے نگفتی + عجب بیرحم بودے اللہ اکبر + جسوقت تک برق جادو نظر آتی رہی عمرو دیکھتا رہا جب نظرون سے

غائب ہوگئی ہائے کہکر غش کھاکر زمین پر گرا صاحبقران نے دوڑکر عمرو کو اُٹھایا مُنھ کی گرد دامن سے جھاڑی پانی کے چھینٹے دیئے عمرو کی آنکھ کھلی ہوش آیا حیران وار چہار طرف دیکھنے لگا کہ وہ غار تمگر صبر و ہوش کہان ہی جب اُسے نہ دیکھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا شعر بس اپنا اب نہیں کچھ آہ چلتا + کہ دل کو لیگیا اک راہ چلتا + امیر نے اُسے گلے لگایا فرمایا کہ خواجہ کیون اتنی بیقراری کرتے ہو جان اپنی کھوتے ہو اس سے حاصل کیا ہوگا یہ ہم جانتے ہین کہ تمہین جدائی اُسکی شاق ہی مگر عالم مجبوری ہی خدا کو یاد کرو ہم دمامہ جادو کی سر ہوئے تو معشوق تمہارا تُمسے ملجائیگا اور یہ بھی افضال الٰہی سمجھو کہ برق جادو تمھاری دوست ہوگئی اور ابھی اُسکی دوستی کا کیا اعتبار جب ہم اُسکا امتحان کر لینگے تو جانینگے کہ ہان وہ ہماری دوست ہی اور یون مُنھ سے ہزار کہے تو کیا اعتبار ہی عمرو بولا حمزہ تو سچ کہتا ہی مگر میرے تو دل کو قرار نہین آتا ای حمزہ بچشم انصاف کہو کہ ایسی صورتین بھی دیکھین ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ کیا کہنا اُسکا زبان نہین کہ اُسکے حُسن کی تعریف کیجیے مگر اختیار کیا ہی سوائے صبر کے چارہ نہین ہارے عمرو کو سمجھا کر اُس بیقراری سے باز رکھا شب کو تو سورہے صبح کو عمرو نے تمام اسباب حوالۂ زنبیل کیا اور اُس مقام سے مع ابوالہول آگے بڑھے تمام دن رہروی کی شام کو وہی کوہ طلا وہی سبزہ وہی چبوترہ بلور کا معلوم ہوا صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ کیا خوب سرزمین بنائی ہین کہ ایکسا ہی صورت کی ہین اُس مقام سے اور اس سے ایکنی را فرق نہین ہی عمرو بولا آپ بجا ارشاد فرماتے ہین مگر مجکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم دن بھر پھرے اور جہان سے چلے تھے اُسی جگہ آئے امیر نے فرمایا کہ نہین بھئی وہ مقام یہ نہین ہی کیا ایک صورت کے مکان ہوتے نہین ہین اچھا ہم اب صبح کو نشان کرکے چلینگے عمرو بولا بہت اچھا شب کو وہان آرام کیا مگر اس طرح سوتے تھے کہ امیر سوئے تو عمرو جاگتا رہا اور عمرو سویا تو امیر بیدار رہے علی الصباح فریضۂ سحری ادا کرکے ایک درخت پر تیر لگاکر روانہ ہوئے دن بھر چلے شام کو وہی مقام دکھائی دیا امیر نے تیر اپنا پہچانا معلوم ہوا کہ دن بھر پھرتے ہین اور شام کو پھر اُسی مقام پر آجاتے ہین فرمایا کہ خواجہ دیکھو برق جادو ظاہر تو دوستی کا دم بھرتی تھی اور باطن مین یہان ہمکو قید کرگئی عمرو بولا حمزہ مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ وہی مقام ہی آپ کو یقین نہ تھا اب صبح کو جو چلیے تو اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلیے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا تم سچ کہتے تھے تمھارے کہنے مین سر مو فرق نہین ہوتا عمرو نے کہا کہ آپ کو یاد نہین ایسا سرحد مین سحر بند بہت سے دیکھے ہین یہ کوئی ایسی نئی بات نہین ہی القصہ ساری رات وہان جاکے بسر کی اور علی الصباح بعد نماز صبح اسم اعظم پڑھکر بائین طرف کا راستہ چھوڑ دیا داہنی طرف کو روانہ ہوئے کوئی پہر بھر چلے ہونگے کہ وہی صحرائے ہول خیز و خشت انگیز جو باہر چاہ الماس کے ملا تھا جسمین مقبل وفادار و کرب غازی غائب ہوئے تھے پھر ملا اس صحرا مین نہ کوئی چشمہ ہی نہ چاہ ہی سبزہ لون فقط سوکھی ہوئی گیاہ ہی شدت کی دھوپ پڑ رہی ہی آگ برس رہی ہی درختون سے زرد زرد پتے زمین پر گر رہے ہین غنچے سوکھ سوکھ کے کانٹا ہوگئے ہین گل پژمردہ پڑے ہین شاخین بصورت اعضائے مسلول نظر آتی ہین کسی مین برگ و بار کا نام نہین فقط سوکھے ہوئے ڈنڈ کھڑے ہین کہین سایے کی چھاؤن تک نہین باد سموم کے جھونکے دل کو بریان کیے دیتے ہین جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہی مسدس

وہ ٹھیک دوپہر وہ بیابان پرشرار	کانٹے زبان غنچہ گل مین مثل خار	ہر چشمہ بادیہ مین شوق تیا ستا کا زیاں	آئینہ فشان ہین سار شجر صورت حباب

اکثر پرند خاک پہ گر گر کے مر گئے
دریا تمام ریگ بیابان سے بھر گئے
کوسون گیاہ زرد ہی مانند زعفران
چنگاریون کا ریگ بیابان پہ ہی گمان
سنسان ہر طرف ہی بیابان کہ الامان
مارا پڑا ہی جو ادھر آیا ہی کاروان
گرمی سے جان کو چاہ تہ تنگ سا بال ہی
اُس دشت ہولناک مین پھرنا محال ہی

تمازت وحرارت آفتاب سے امیر کی یہ حالت ہوئی کہ از سر تا پا پسینے مین غرق ہو گئے دل ڈوبنے لگا راستہ چلنا
دشوار ہوا ہونٹھ آپس مین مل گئے زبان تالو سے لگ گئی بات کرنا مشکل ہوا بیتاب ہو کے عمرو سے کہا کہ ای خواجہ
پیاس کے مارے عجب حال ہی زندگی محال ہی دم ہونٹھون پر آگیا ہی ساقی کوثر کے واسطے جستجو کرو کوئی سبیل نکالو
کہین سے تھوڑا سا پانی تلاش کر کے لاؤ ادھر ابو الہول دیوانہ بھی بلبلایا کہ میرا تو کام تمام ہوا جاتا ہی حلق خشک
ہو رہا ہی زبان مین کانٹے پڑ رہے ہین عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار مین جاتا ہون اگر کہین
کوئی چشمہ یا چاہ نظر آتا ہی تو مین ابھی پانی لاتا ہون آپ اُسے پیچھے دل کو ٹھنڈا کیجیے یہ کہکے بسرعت تمام روانہ ہوا
اور طرفۃ العین مین امیر کی نظرون سے غائب ہو گیا اب حال امیر کا سُنیئے کہ یہ با حال پریشان چلے جاتے ہین
جاتے جاتے کچھ درخت ایک جگہہ پر معلوم ہوے ابو الہول سے کہا کہ مقرر یہان پانی ہو گا آؤ بھی جلدی چلو
بزودی قدم اُٹھاؤ یہ کہکے اُن درختون کے پاس پہونچے دیکھا تو پتے اُنکے پانی نہ ہونے کے سبب سے مرجھا گئے ہین یا
جب ہوا چلتی ہی تو وہ پتے سوکھ سوکھ کے گرے پڑتے ہین پانی کا کہین نام بھی نہین امیر مایوس ہوے اور ابو الہول
سے کہا خدا جانے عمرو کہان گیا نہین معلوم کہین پانی ملا بھی یا نہین ملا اُسنے عرض کیا ای شہریار آپ نے مقبل وکرب
کی طرح عمرو کو بھی اپنے ہاتھ سے کھویا یہ وہی صحراے چاہ الماس ہی جہان اُن دونون کو آپ نے پانی کے
واسطے بھیجا تھا اور وہ زندہ پھر کر نہ آے بلکہ اُنکے سر نظر آے پیر و مرشد اس صحرا کا ایک ایک مقام سحر بند
اور طلسم بستہ ہی جو آپ سے جدا ہوا پھر اُسکا ملنا دشوار ہی خدا جانے خواجہ عمرو کہان گئے کہان نہین اب
خدا ہی اُنکو جیسے زندہ ملائیگا تو ملینگے صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول تو سچ کہتا ہی عمرو کو مین نے دیدہ و دانستہ
اپنے ہاتھ سے کھویا افسوس صد ہزار افسوس غرض امیر عالیشان اور ابو الہول ایسے ہی کلمات حسرت وافسوس
کہتے ہوے چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک ہرن نہایت خوبصورت اور خوش قطع دوڑتا چلا آتا ہی
سینگ اُسکے زلف مہوشان عنبرین مو کی طرح بل کھاے ہوے چہرہ مانند چہرۂ محبوبان روشن گردن
مثل ہلال کے پر تو فگن جوڑ بند نور کے سانچے مین ڈھلے ہوے پیٹھ اُسکی مانند شب تار کے پیٹ اُسکا مثل سحر سفید
رگ وپی سے شوخی وچالاکی پیدا اگر انداز سے کچھ حسرت و یاس ہویدا اُس ہرن نے جو نہین دیکھا امیر حمزہ کے
پاس آگیا اور قدوم میمنت لزوم سے اپنی آنکھین ملنے لگا صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول بھی دیکھتے ہو
کیا اچھا پرانا ہرن ہی ذرا تم اسکی محبت و الفت تو دیکھو کہ میرے قدمون سے لپٹا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کسی کا
پالو ہی شاید اپنے مالک کے شبہے مین میرے پاس آیا ہی نہین تو یہ بڑی وحشی قوم ہوتی ہی آدمی کی پرچھائین
سے ہزارون کوس رم کر جاتے ہین کسی کو انکے نقش قدم بھی نہین نظر آتے ہین ابو الہول نے عرض کیا کہ ای
شہریار سچ ہی نہایت خوبصورت اور غریب ہرن ہی مجھے بھی اسکی اس حرکت پہ تعجب ہوتا ہی کہ بھلا یہ جانور
صحرائی بغیر آدمی سے اس طرح لپٹا کیا جانے خدا جانے یہ کیا اسرار ہی شعر بغیر چارہ گرفتار دام ہو جاے +
ہمیشہ رم جو کرے یون وہ رام ہو جاے + اتنے مین نظر ابو الہول کی اُس ہرن کی آنکھون پہ جو پڑی تو دیکھا
ہرن امیر حمزہ صاحبقران کے قدمون پہ مُنہ ملتا جاتا ہی اور آنکھون سے آنسو جاری ہین ابو الہول نے

عرض کی ای شہریار یہ رم اور بھاگنا کیسا ذرا ملاحظہ تو فرمایے یہ کیا ماجرا ہی کہ ہرن رو رہا ہی اب امیر نے جو دیکھا تو فی الحقیقت
اُسکی آنکھون سے دو سیلاب اشک جاری ہین امیر کو اسکے حال پر رحم آیا اپنا دست شفقت اُسکی پیٹھ پر
پھیرنے لگے وہ ہرن یہ عنایت و شفقت امیر کی دیکھکر اور زیادہ رونے لگا اور سر ہلانے لگا گویا کہ کچھ اشارے
سے کہنے لگا اُسکی اس غربت اور حالت پر قریب تھا کہ امیر بھی رونے لگین ابو الہول نے پھر عرض کیا کہ ای
امیر ملاحظہ تو کیجیے کہ ہرن روتا بھی جاتا ہی اور کچھ اشارہ بھی کر رہا ہی گویا مانند انسان کے بولا چاہتا ہی مجھے
عقلیہ معلوم ہوتا ہی کہ کہین یہ ستم رسیدہ بلا کشیدہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تو نہین ہین آپ نے انھین پانی لانے
کے واسطے بھیجا تھا وہان آفت مین پھنسگئے کسی ساحر کافر نے انھین ہرن بنادیا ذرا کسی تدبیر سے دریافت
تو فرمایے اور نہین تو ہرن کیسا ہی پالو ہو مگر اس طرح کبھی نہ لپٹیگا ابو الہول کا یہ کہنا تھا کہ ہرن نے سر ہلایا
گویا اقرار کیا ہان مین عمرو ہی ہون تو سچ کہتا ہی امیر نے جب یہ حال دیکھا تو خود بہ نفس نفیس اُسکی طرف مخاطب
ہوکے فرمایا کہ ای ہرن تجھکو قسم ہی حضرت سلیمانؑ کی سچ بتا کہ تو کوئی آہوے صحرائی ہی یا جیسا ابو الہول نے
بیان کیا تو عمرو بن امیہ ضمری ہی ہرن نے پھر سر ہلایا کہ ہان مین عمرو ہون جب صاحبقران کو معلوم ہوا کہ
درحقیقت ابو الہول دیوانہ سچ کہتا تھا یہ جنگلی ہرن نہین ہی بلکہ ہمارا آہوے حرم عمرو بن امیہ ضمری ہی اُسیوقت
اُسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھکے اسم اعظم پڑھ کے دم کیا ببرکت اسم اعظم وہ ہرن فورًا زمین پر گرکے لوٹا اور لوٹ
پوٹ کے اپنی ہیئت اصلی یعنی انسان کی صورت بنگیا اب جو دیکھا تو وہ ہرن نہین ہی خواجہ عمرو ہین
امیر نہایت خوش ہوے اپنے گلے سے لگالیا ہنس کے پوچھنے لگے کہ ای خواجہ یہ تمھین کسنے انسان سے
حیوان بنادیا تھا تم تو خود ماشاء اللہ بڑے سحار و فرار ہوشیار شاہ عیاران عیار ہو سیکڑون کو تم خود انسان
سے حیوان بناتے ہو تمپر یہ کیا مصیبت پڑی کس دام بلا مین پھنسے کہ اچھے بھلے آدمی سے ہرن بنگئے
خواجہ نے عرض کی کہ ای امیر با توقیر کیا گذارش کرون عجب آفت کا سامنا ہو گیا تھا بڑی مصیبت مین پھنسا تھا
مگر فضل ایزدی و تائید سرمدی سے بچگیا جب مین پانی لینے کے واسطے چلا تھا تو بہت جگہ مین نے پانی کی
جستجو اور تلاش کی مگر کوئی سبیل نہ ہوئی اسی طرح غریق بحر تفکر چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک ایسی نازنین مہ جبین
کو دیکھا جسکے دیکھنے سے انسان کی بھوک پیاس جاتی رہے وہ بصد ناز و انداز پانی لیے چلی جاتی ہی کہ دیکھتے ہی
میرے مُنہ مین پانی بھر آیا مین نے اُس سے پانی طلب کیا اُسنے کچھ جواب نہ دیا مین سمجھا کہ شاید اسنے نہین سُنا
اور آگے بڑھ کے مین نے پانی مانگا اُسنے بار دگر پھر کچھ جواب نہ دیا مجھے خیال ہوا کہ شاید یہ اپنے غرور
حُسن کے سبب سے اتنی دور سے جواب نہین دیتی اُسکے پاس جاکے کہا کہ ای گل باغ محبوبی و ای سرو روان
گلشن خوبی بقول شخصے شعر ایک بوسہ ہمنے مانگا راہ مولا واہ جی + پھوٹے مُنہ سے یہ نہ نکلا لیتے جاؤ شاہ جی + ہمنے دو حرف
تمسے پانی مانگا تمنے پانی دینا تو درکنار جواب بھی نہ دیا اسوقت ہماری زبان مین مارے پیاس کے کانٹے
پڑگئے ہین براے خدا تھوڑا سا پانی ہمین دو شعر ما بسا تشنہ لبم آہ تو ئی آب حیات + لطف فرما کہ زحد میگذرد
تشنہ لبی + یہ سُنتے ہی اُسنے ایک چھینٹا پانی کا ایسا میرے مُنہ پر دیا کہ مین بیہوش ہوکے گر پڑا بعد تھوڑی دیر
کے جو ہوش آیا تو اپنے تئین آدمی سے جانور بنا ہوا پایا دل گھبرایا مگر کیا چارہ تھا ادھر نکل آیا آپ کو آتے دیکھا
جان مین جان آئی آپ کے پاس آیا خدا نے پھر مجھے حیوان سے انسان بنایا قید سحر سے چھڑایا اگر مین یہ
جانتا کہ وہ گیسو بریدہ ساحرہ ہی تو چاہے مارے پیاس کے میرا دم بھی نکلجاتا مگر مین کبھی اُس لکاتہ سے پانی

بانگنے نہ جاتا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر جو ہوا سو ہوا مصرع رسیدہ بود بلاے و لے
بخیر گذشت + گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اب کبھی کہیں ہمسے الگ نہ ہو جانا عمرو نے کہا کہ ای شہریار
کیا مجھے خبط ہی کہ مین آپ سے جدا ہو جاؤنگا آپ کو پیاس سے بیقرار دیکھکر میرے جی مین آیا کہ جہان سے
ممکن ہو آپ کے لیے پانی لاؤن اب انشاء اللہ تعالے کبھی ایسا نہ ہو گا مجھسے تو یہ دیوانہ بہتر ہی کہ آپ سے
ایک دم جدا نہین ہوتا ہی الغرض امیر و خواجہ اور ابوالہول تینون باتین کرتے ہوے چلے جاتے ہین اب
یہ حال ہی کہ راستہ نہین چلا جاتا دھوپ کی حدت پیاس کی شدت ساعت بساعت زیادہ ہوتی جاتی ہی جاتے
جاتے سامنے ایک باغ دکھائی دیا ذہن مین آیا کہ اس باغ مین چلکر درختون کے سائے مین تھوڑی دیر دم لیجیے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیے چمنون کی سیر کیجیے اگر ممکن ہو تو پانی بھی پی لیجیے راہ کا کسل دور ہو دل کو سرور ہو غرض
دل مین یہ تصور کرکے اُس طرف کو بڑھے تھوڑی دور گئے تھے کہ اب ایک باغبان کے بولنے کی آواز معلوم ہوئی
اُسکی آواز سُنکے دل کو اور بھی سہارا ہوا اب جلدی جلدی قدم اُٹھاتے دوڑتے ہوئے دروازۂ باغ پر پہونچے
دیکھا کہ یاقوت سُرخ کا ترشا ہوا پھاٹک لگا ہوا ہی چار دیواری بلور کی ہی پھاٹک کے دونون طرف
چمنیان بہت معقول بنی ہوئی ہین وہان کی ہوا سے روح افزا سے دل کو فرحت ہوئی تھوڑی دیر ٹھہر کے
اندر گئے دیکھا کہ چمن آراستہ و پیراستہ ہین ہر طرف سبزہ خوابیدہ ہی گویا فرش مخمل سبز کا بچھا ہوا ہی دو رویہ
روشون پر مہندی کی ٹٹیان لگی ہوئی ہین ہر جگہ سرو و شمشاد ایک پاؤن سے کھڑے ہین گویا چمن کا پہرا
دے رہے ہین کہین سنبل اپنے بال کھولے کھڑا ہی کسی جگہ نرگس شہلا چار طرف با چشم حیران نگران ہی کہین
لالے کا داغ دل جو کہ صبا کو مات کرتا ہی کہین گل شبو جلوہ افگن ہی کہین گل مہندی اور گل دوپہریا کا جوبن ہی
کسی جگہ سورج مکھی گل خورشید پر چشمک زن ہی کہین گلاب کا تختہ کھلا ہوا ہی قدرت خدا کا تماشا نظر آتا ہی
کسی مقام پر گل داؤدی اور گل جعفری اور گل عباس کا جدا جدا جلوہ ہی کسی جگہ گل صد برگ اپنا رنگ روپ
دکھاتا ہی کہین بیلا چنبیلی سوتیا جوہی کے تختے لگے ہوے ہین کوسون تک مہک جا رہی ہی کسی چمن
مین گل ہفت رنگ بصد جلوہ گری اپنا رنگ دکھا رہے ہین کہین غنچے مسکراتے ہین کسی جگہ گل شگفتہ اپنا
جوبن دکھاتے ہین بلبلین چہک رہی ہین پھولون کی کلیان مہک رہی ہین کہین شمشاد پر قمری کو کو کر رہی ہی
عشق شمشاد کے دم بھر رہی ہی کسی جگہ فاختہ کا نعرۂ حق سرہ بلند ہی کہین پپیہے کا شور ہی کہین تیہو کا ذکر دیہی
مرغان چمن کی نواسنجی سے کان پڑے آواز نہین سُنائی دیتی کہین زمرد و یاقوت و الماس تراش ناندون
مین چھوٹے چھوٹے درخت پھولون کے اپنا لطف دکھا رہے ہین سیر کرنے والے کے دل کو ہر روش
لبھا رہے ہین غرضکہ امیر حمزہ کشور گیر ہر چمن کی سیر کرتے ہوے لطف نسیم تازہ اُٹھاتے ہوے چلے جاتے تھے
ناگاہ ایک طرف کچھ مالنین دکھائی دین کہ لہنگے بادلے کے پہنے ہوے سُرخ دوپٹے اُوڑھے ہوے
الوٹ بچھوے پاؤن مین پڑے ہوے جڑاؤ پتے کانون مین پاکیزہ صورتین بیلچے ہاتھون مین
لیے کہ کفچے اُنکے طلائی اور دستے نقرئی تھی روشین بنا رہی ہین اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک قصر زمردنگار
بنا ہوا ہی کہین اُسمین یاقوت احمر جڑا ہوا ہی کسی جگہ لعل شبچراغ نصب ہی ستون اُسکے الماس کے تراشے
ہوے ہین محرابین مثل محراب ابروے نازنینان خوش قماش ہین رفعت مین آٹھوان آسمان ہی
عجب قصر عالیشان ہی آگے اُسکے ایک سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہی منقش کی جھالر لگی ہوئی ہی کہ تھمے نقرئی طلائی

چار طرف لٹک رہے ہین آویزۂ مروارید آویزان ہین مطلا کار چوبین استادہ ہین اندرون قصر عالیشان زیر سایہ بان
فرش مخمل زردوزی کا نہایت نفیس و پر تکلف بچھا ہوا ہی ایک طرف قصر مین ایک چھپر کھٹ نہایت عمدہ
جڑاؤ لگا ہوا ہی طرح طرح کا شیشہ آلات نصب ہی جھاڑ کنول مردنگین یکے دو ڈالے چوڈالے قرینے سے
اپنے اپنے مقام پر لگے ہوے ہین میزون پر کنٹر شیشے قرابے عطر کے رکھے ہوے ہین کہین عطر و گلاب
کی خوشبو آ رہی ہی کہین کیوڑا مہک رہا ہی کسی جگہ موتیے اور سہاگ کی خوشبو فتنہ برپا کر رہی ہی کسی مقام پر
عطر حنا اور عنبر مشام جان کو تازگی بخش رہا ہی زیر سائبان دسترخوان بچھا ہوا ہی ہر طرح کا کھانا مہیا ہی دنیا کی
نعمتین موجود ہین اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا بیٹھی کھانا کھا رہی ہی گرد اُسکے بہت سی انیسین
جلیسین بھی اُسکے ساتھ کھانا کھانے مین مصروف ہین امیر دیکھکر حیران ہوے خیال مین گذرا کہ شاید یہ
کسی بادشاہ کا ناموس ہی ناحق یہان چلے آے واپس چلنے کا قصد کیا اُدھر سے پلٹے ہی تھے کہ کسی کی نظر
پڑ گئی اُسنے دوسری سے کہا دوسری نے تیسری سے کہا ایک مرتبہ غل ہوا کہ ارے دیکھنا یہ کون لوگ نامحرم
بے پوچھے گچھے بیتحاشا حرم محترم بادشاہی مین گھس آے صاحبقران نے جواب دیا کہ صاحبو معاف کرو
ہمین معلوم نہ تھا نادانستہ اِدھر چلے آے دروازے پر کوئی حاجب دربان بھی منع کرنے والا نہ تھا کہ ہمین
معلوم ہوتا کہ یہان زنانہ ہی اتنے مین وہ نازنین مسند نشین کھانا چھوڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ
ای شہریار آپ شوق سے تشریف لایے اسے اپنا گفش خانہ تصور فرمایے تکلیف کو راہ نہ دیجیے یہان تھوڑی دیر
توقف کیجیے اگر آپ تشریف لاے تو کیا قباحت ہوئی بسر و چشم تشریف رکھیے مصرع ای آمدنت باعث آبادی ما +
ای شہریار ہمارے یہان اسقدر پردہ نہین کرتے ہین اسی وجہ سے کسی کو دروازے پر نہین بٹھلاتے یہ کہکر اُٹھی
اور تا لب فرش لینے کو آئی صاحبقران نے جو یہ صورت زیبا اور محبت اُس پریچہرہ کی دیکھی دلدادہ و فریفتہ
ہو گئے ہر چند عمرو نے منع کیا کہ ای حمزہ تجھ پر خدا جانے یہ کون بلا ہی مگر چونکہ امیر حمزہ صاحبقران دلدادہ
ہو چکے تھے خواجہ عمرو کا کہنا نہ سُنا اور اُسکی طرف بڑھے جب پاس اُسکے پہونچے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اُسنے بھی ہاتھ
مین ہاتھ ڈالدیا اور ناز و کرشمہ کے ساتھ باتین کرتی ہوئی دسترخوان پر لیجا کے بٹھا دیا اور عرض کیا کہ ای شہریار
جب سے آپ چاہ الماس مین رونق افروز ہوے ہین مین ہزار جان سے آپ پر شیدا ہون جب سے
آپ کا جمال باکمال نظر آیا ہی دلدادہ و مبتلا ہون جہان تک میرا بس چل سکیگا مین آپ کی کفالت و رہبری
کرونگی ہمیشہ آپ کی اطاعت گزار و فرمانبردار رہونگی ای شہریار یہان کے جتنے باشندے ہین سب مکار و
دغاباز فیلیے جعلساز ہین انکے فریب سے جانبری مشکل ہی یہان کے لوگون سے ذرا خوب ہوشیار رہیے گا
اور ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ آپ ابھی صحراے وحشت خیز اور دشت بلا انگیز سے تشریف لاے ہین
کیونکہ چہرہ آپ کا تمتمایا ہوا ہی عرق آیا ہوا ہی یہان کی باد صرصر سے گل رخسار پژمردہ ہو رہے ہین
یقین ہی کہ کھانا پانی بھی کہین نہ میسر آیا ہوگا خیر یہ جو کچھ آش حاضر ہی اسکو تناول فرمایے پھر تھوڑی دیر
استراحت کیجیے گو کہ یہ کھانا آپ کے قابل تو نہین مگر بقول شاعر مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف + آپکا
ایک نوالہ اور ایک دانہ بھی چکھ لینا باعث میرے عز و افتخار کا ہوگا امیر یہ محبت و مروت اُس مہر طلعت
کی دیکھکے اور بھی خوش ہوے اور اُسکے اصرار سے چاہا کہ ہاتھ قاب مین ڈالین اور کچھ نوش فرمائین ناگاہ
پس پشت سے ایک صدا آئی صاحبقران خبردار کھانا نہ کھانا امیر نے جو یہ آواز سنی ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا

ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ یہ صدا کہان سے آئی یہ کون شخص ہی اور یہ کیا راز ہی مگر کوئی صدا دینے والا دکھائی
نہ دیا اُس نازنین عشوہ ساز دغا باز نے جو یہ دیکھا تجاہل عارفانہ کرکے پوچھا کہ ای شہریار آپ نے ہاتھ کیون کھینچا
امیر نے فرمایا کیا تمنے یہ صدا نہین سُنی کہ کوئی منع کرتا ہی خبردار کھانا نہ کھانا اُسنے کہا کہ مین نے پہلے ہی عرض کیا ہی
کہ یہان کے لوگ بڑے جعلساز و مکار و بخیل ہین نہین چاہتے کہ آپ کو راحت ملے آپ کچھ دل مین ایسی
ایسی آوازون کا خیال و وسواس نہ کیجیے خاصہ نوش فرمایے صاحبقران نے اُسکے سمجھانے سے پھر
ہاتھ بڑھایا کہ نوالہ بنا کے مُنھ مین رکھین پھر صدا آئی کہ ای عزیز تو عجب طرح کا نادان ہی دوست دشمن کو
نہین پہچانتا خیرخواہ و بدخواہ کو نہین جانتا ارے پھر تجھسے کہے دیتے ہین کہ اسمین دغا ہی خبردار خبردار اور
زنہار زنہار کھانا نہ کھانا صاحبقران نے پھر نوالہ ہاتھ سے ڈالدیا اُس ماہ پیکر نے کہا کہ ای شہریار آپ کا
بڑا وہم ہی مین نے دو مرتبہ آپ سے عرض کیا کہ یہان کے لوگ آپ کی راحت نہین چاہتے آپ کو میرے
کہنے کا کچھ اعتبار نہ ہوا اور صدائے نامعلوم کا خیال ہوا اگر آپ جانتے ہین کہ یہان پر کوئی میرا دوست و
خیرخواہ ہی تو بھلا اُسے بلایے تو دیکھین وہ کون ہمسے زیادہ آپ کا خیرخواہ ہی صاحبقران نے اُسکے
کہنے سے ہرچند آواز دی کہ ای شخص تو کون ہی سامنے آ مجھے اپنی صورت تو دکھا مگر کوئی نہ دکھائی دیا نہ کچھ
جواب ہی ملا جب اُس دلربا نے یہ دیکھا تو عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار یہان ہزار طرح کی بلائین ہین
آپ مطلق ایسی صداؤن پر کان نہ رکھیے اپنا کام کیجیے کھانا نوش فرمایے صاحبقران نے اپنے دل مین
کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا کارخانے سحر کے ہوتے ہین کوئی صدا تو دیتا ہی مگر معلوم نہین ہوتا واقعی یہ
آواز مجھے بہکاتی ہی یہ خیال کرکے مستعد ہوے کہ اب کیسی ہی آواز آئیگی مگر مین دھیان مین نہ لاؤنگا بے تکلف
کھانا کھاؤنگا اور نوالہ بنا کر مُنھ کی طرف لیگئے چاہتے ہین کہ نوالہ مُنھ مین رکھین کہ ابکی مرتبہ ایک آواز غضبناک
آئی کہ ای امیر ہمنے دو دفعہ منع کیا اور تجکو کچھ اثر نہ ہوا یہ نہ جانا کہ کوئی دوست ہمارا ہمین بچاتا ہی دھوکھا کھانے
اور دام فریب مین پھنسنے سے بچاتا ہی کوئی سبب تو ایسا ہی کہ ہم تجھے بار بار منع کرتے ہین ہر مرتبہ تیری
جان بچاتے ہین کھانا کھانے سے باز رکھتے ہین اور تو اسکے عوض مین گویا زخم پر نمک چھڑکتا ہی کہ ہمکو چار
مین رسوا کرنے کے لیے سامنے بلاتا ہی واہ کیا عقل ہی اور کیا فہم ہی اسی عقل کے بھروسے پر چاہ الماس
مین آیا ہی اور ایسی منزل دشوار گزار مین قدم رکھا ہی مصرع برین عقل و دانش بباید گریست + ارے
غافل عقل سے جاہل اس کھانے مین عوض نمک کے زہر ملا ہوا ہی اگر ایک نوالہ بھی کھائیگا تو فوراً مرجائیگا
دیکھ ای حیران و پریشان اور یہان یہی نرگس جادو ہی اسنے دام تزویر بچھایا ہی کھانے مین زہر ملایا ہی اُس
یہان کا ہر ایک جادوگر پست ہی سب تیرے مار ڈالنے کا بندوبست ہی اور اگر تجکو میرے کہنے کا اب بھی
یقین نہ ہو تو اسم اعظم پڑھ طرفۃ العین مین حال معلوم ہو جائیگا صاحبقران نے یہ باتین سُنکے فوراً ہاتھ سے
نوالہ پھینکدیا اور بسم اللہ کہکے اسم اعظم پڑھنے لگے امیر کا اسم اعظم پڑھنا تھا کہ دفعۃً اُسکی وہ صورت زیبا
مٹگئی اور ایک عجیب کریہ منظر عورت نظر آئی کہ امیر کو کلیۃً نفرت ہوگئی چاہا کہ گرفتار کرین لیکن وہ ہاتھ نہ لگی
کودکر الگ جا کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ای حمزہ معلوم ہوا کوئی ہم مین سے تیرا شریک ہی مگر وہ میرے ہاتھ
سے کہان جائیگا امیر تلوار کھینچکر دوڑے کہ او لکاتہ کھڑی تو رہ کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے نرگس جادو
نے کہا کہ ای حمزہ مین تجھے مار چکی تھی مگر تیرے دوست نے تجکو بچادیا اور تجکو تو بھلا کیا پائیگا سوا افسوس نہ ملنے کے

کچھ نہ ہاتھ آئیگا یہ کہکر تھوڑی سی خاک اُٹھاکر اپنے دونون بازوون پر ملی خاک کے ملتے ہی دونون طرف دو پر
پیدا ہوے شعر اُسکے پرون کو دیکھکے غل جابجا ہوا + سمٹے تھے کیا یہ پر جنھین نرگس نے وا کیا، اور یہ کہتی ہوئی بالائے
ہوا پرواز کر گئی کہ پہلے تیرے دوست و خیر خواہ کو تلاش کرکے گرفتار کرلون پھر تجھسے سمجھ لونگی تو میرے ہاتھ سے
زندہ و سالم بچکر کہان جائیگا قیامت تک تو تجھے یہان سے نجات نہ ہوگی اور طرفۃ العین مین نظرون سے غائب
ہوگئی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای حمزہ یہ لکاتہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی یہی غنیمت سمجھیے کہ اسوقت
جان بچگئی اگر ای حمزہ کیا جلدی آپ بھی ہر ایک پر عاشق و فریفتہ ہوجاتے ہین جسکی کچھ انتہا نہین اور
اپنے دل مین یہ سمجھتے ہین کہ بس اب اس سے زیادہ کوئی میرا دوست نہین اُسکو دعا دیجیے جسنے ایسے
وقت مین آپ کی جان بچائی آپ کو آپ کے دشمن جانی اور عدوے روحانی کے ہاتھ سے نجات دلوائی
امیر نے فرمایا کہ ای خواجہ یہ تو سچ ہی مگر خیال تو کرو کچھ ذہن تو دوڑاؤ کہ یہ جو آواز کسی دمساز کی آتی تھی یہ کون
تھا عمرو نے کہا کہ ای امیر یہ کوئی فرشتہ جان بخش تھا اور کون تھا اب سُنیے کہ نرگس جادو تو اُدھر پرواز کرگئی
اِدھر امیر شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے کھڑے تھے دل مین خیال آیا کہ اگر ایک شکار خالی گیا تو اور شکارون کو
کیون جانے دیجیے اُسکی انیس جلیسین جتنی تھین وہ سب ابھی وہین تھین امیر اُنپر تلوار لیکر دوڑے
جو جادوگرنیان تھین وہ تو اُڑ گئین جنکو سحر مین کچھ دخل نہ تھا وہ اپنی جان بچاکے بھاگ گئین اور امیر حمزہ
مع خواجہ عمرو اور ابوالہول دیوانہ سے کے اُس قصر سے نکل کے دروازے کی طرف راہی ہوے ایک مقام پر
پہونچے وہان ایک صداے دردناک کان مین آئی کہ کوئی شخص کہ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم و ای خالق
ذوالکرم صدقہ اپنے بندگان خاص کا اس عذاب الیم سے ہمکو نجات دے اور ایک مرتبہ صورت ہمارے
آقاے ولی نعمت اور خداوند سکندر صولت امیر حمزۂ صاحبقران کی دکھادے پھر تجھے اختیار ہی چاہے
زندہ رکھ چاہے ہمارا دم نکال لے یہ صداے دردناک سُنتے ہی حمزۂ صاحبقران بیچین ہوگئے عمرو سے
کہا کہ خواجہ یہ آواز تو گوش آشنا معلوم ہوتی ہی خدا جانے کون دوست ہمارا ہمیر جان فدا کرنیوالا مبتلاے
آفت ہی نہین معلوم کیا مصیبت ہی جو اُسکی یہ حالت ہی آؤ چلو دیکھین کیا ماجرا ہی یہ کہکے اُس آواز کی طرف
چلے اتنے مین پھر آواز آئی کہ ای قاضی الحاجات و ای حلال مہمات تو سب کے دل کی آرزو برلاتا ہی ہماری
بھی مراد دلی برلا کہ ہمین ہمارے آقا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حضرت امیر حمزۂ صاحبقران کی صورت
دکھا یہ سنکے امیر کے دل کی بیچینی اور دونی ہوگئی اُسی طرف جلدی جلدی قدم اُٹھائے دیکھا کہ ایک حجرہ
بنا ہوا ہی اُسی مین سے یہ صداے حسرت خیز اور آواز درد آمیز آتی ہی دوڑ کے دروازے پر حجرے کے پہونچے
دیکھا کہ قفل دیا ہوا ہی چاہا کہ کھولین مگر کسی طرح وہ قفل نہ کھلا چاہا کہ توڑ ڈالین کسی طرح نہ ٹوٹا آخر کار اسم اعظم
پڑھکے قفل پر جو دم کیا تو فوراً قفل کھلکر گر پڑا امیر نے دروازہ وا کیا اندر جاکے جو دیکھا کہ دو شخص چونچہ کیے ہوے
زمین پر چت پڑے ہین اور سینون پر اُنکے دو پتھر مثل کوہ گران کے رکھے ہوے ہین وہ ہی گریہ و زاری جناب باری
سے یہ دعا مانگ رہے ہین قریب جاکے جو غور سے دیکھا تو پہچانا کہ وہ دونون مقبل وفادار اور کرب غازی ہین پہچانا
تھا کہ جلدی سے اُنکے ہاتھ پانون کھولے مگر اُن مین اسقدر سکت اور قوت نہ تھی کہ اُٹھ سکین ہاتھ پانون کھولنے پر
بھی وہ اُسی طرح پڑے رہے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے اُنپر دم کیا اب ببرکت اسم اعظم اُنمین قوت آئی
اور وہ دونون اُٹھکے امیر کے قدمون سے لپٹ گئے امیر نے اُنھین قدمون پر سے اُٹھا کے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بھئی

ہم تو تمہارے سر کٹے ہوئے دیکھکے بہت پریشان ہوئے تھے چاہا تھا کہ خنجر مارکے مر جائین مگر قضا نہ تھی حضرت خضر
علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے تمہارے زندہ رہنے کی خبر دی تھی ہمین حرام موت سے محفوظ رکھا دونون نے
اپنی سرگذشت عرض کی کہ ہم جو اُس باغ مین پانی پینے کو گئے نرگس جادو نے ہمین گرفتار کیا ہمسے طالب وصل ہوئی
ہمنے انکار کیا اُسنے آزردہ ہو کے اس حجرے مین قید کیا دوسرے دن بلاتی تھی اور نہایت دلجوئی و مدارات
سے کھانا کھلاتی تھی آرام دیتی تھی آنکھین بچھاتی تھی پھر غمزہ و کرشمہ و ناز و ادا سے ادھر اُدھر کی باتین عشق عاشقی
کی لگاتین حسن وعشق کے افسانے محبت و الفت کے قصے بیان کرکے طالب وصل ہوتی تھی جب ہم کسی طرح
اُسکے دام پر نہ چڑھتے تھے اُسکی باتون کا جواب صاف دیتے تھے تو پھر ہمین اسی حیثیت سے جس طرح
آپ نے ملاحظہ کیا قید کرتی تھی ہمین نہین معلوم اُسنے کسکے سر کاٹ کے بیرون باغ ڈلوا دیے تھے امیر نے کہا
معلوم ہوتا ہی اُسنے تمہاری صورتون کے لوگ سحر سے بنائے ہونگے مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
اب تم ہمارے ساتھ چلو القصہ امیر حمزہ صاحبقران مقبل وفادار اور کرب غازی کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے
ہرچند چاہتے تھے کہ اُس باغ سے نکلین مگر دروازہ نہین معلوم ہوتا تھا چار جانب دیوارین اُس باغ کی
آسمان سے ملی ہوئی معلوم ہوتی تھین غرض چہار طرف بہت سر ٹکرایا مگر کہین راستہ نکلنے کا نہ پایا عمرو نے
کہا کہ اے حمزہ نرگس جادو نے آپ کو قید کر لیا ہی آپ کس خیال مین ہین اسم اعظم پڑھیے گا تو راستہ یہان سے
نکلنے کا پیدا ہوگا ورنہ یہین پھڑک پھڑک کے دم نکل جائیگا قیامت تک راستہ نظر نہ آئیگا امیر حمزہ نے
ایک جانب دیوار پر اسم اعظم پڑھ کے دم کیا فوراً آواز تڑاقے کی آئی اور دروازہ باغ کا دکھائی دیا امیر مع
ہمراہیون کے باہر آئے ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم آئے ہونگے اب جو پیچھے پھر کے دیکھا تو اُس باغ کا
کہین نام و نشان بھی نہ پایا جہان ہزارون طرح کے گل بوٹے تھے وہان ایک کانٹا تک نہین دکھائی دیتا
جہان قمری و بلبل کا شور تھا وہان زاغ و زغن کا شور تک نہین سُنائی دیتا بلکہ ایک صحراے مہیب اور
دشت عجیب نظر آتا ہی عمرو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران دیکھیے ابھی یہان کیا تھا کیا ہوگیا فرمایا ہان اے
خواجہ سحر کے کارخانے ایسے ہی ہوتے ہین جہان سواے خس و خاشاک کے اور کچھ نظر نہین آتا وہان ایک
دم مین گلشن پر فضا کھلا تا ہی جہان باغ پر فضا ہوتا ہی وہان ساعت بھر مین سواے خس و خاشاک
کے اور کچھ نہین دکھائی دیتا ہی جس جنگل مین ایک قطرہ پانی کا کہین نہین ملتا وہان طرفۃ العین مین دریاے
زخار اور بحر مواج موجین مارتا ہی جس مقام پر پانی کے سوا کچھ اور نہین ہوتا چشم زدن مین کف دست میدان
بنجاتا ہی غرض آپس مین یہی باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ سامنے سے ایک فیل کوہ عدیل دکھائی دیا
کہ ایک ایک دانت اُسکا نو نو گز کا تھا اور کان اُسکے مثل فراشی پنکھون کے تھے بھسونڈا بھی بیس گز سے کم نہ تھا
مستک بھی دس بارہ گز کی چوڑی تھی دونون کنپٹیون سے مستی بہ رہی تھی امیر کو دیکھتے ہی وہ فیل مست دوڑا
سب تو اُسکو اپنی طرف حالت غیظ و غضب مین آتے دیکھکر پیچھے ہٹ ہٹ گئے مگر شاہ شاہان سلطان السلاطین
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر کشورستان حمزہ صاحبقران اُسی فیل کی طرف بڑھے قریب آکے اُسنے بھسونڈا
دوڑایا کہ امیر کو لپیٹ لے امیر شیرگیر نے اس زور سے ایک وار شمشیر آبدار کا کیا کہ بھسونڈا اُسکا دانتون سمیت
کٹ گیا وہ ہاتھی پیچھے ہٹا اور دوڑ کر دونون دانت امیر پر مارے امیر نے حملہ اُسکا خالی دیا اور جھپٹ کر ایک
تلوار جو ماری تو وہ جو باقی ماندہ اُسکے دانت تھے مثل شمع مومی کے کٹکے گر پڑے وہ ہاتھی سامنے سے بھاگا

اور تھوڑی دور جاکے پھر پلٹ پڑا اب جو امیر نے دیکھا تو دونون دانت اُسکے مثل دو دست پا سے پھر وہ مثل
حملۂ اول کے صاحبقران پر جھپٹا امیر نے اُسی طرح سے پھر حملہ اُسکا خالی دیکر چاہا کہ تلوار ماریں عمرو عیار پکارا
اور مجھے سامنے کھڑا یہ کل کیفیت دیکھ رہا تھا آواز دی کہ حمزہ اس ہاتھی کو یون نہ ماریے گا بلکہ اسم اعظم پڑھ کے
تلوار ماریے امیر حمزۂ صاحبقران نے موافق کہنے عمرو کے اسم اعظم پڑھ کے ایک تلوار جو اُسکی کمر پر جھپٹ کر
بہزار چستی و چالاکی ماری سگادہ ہاتھی دو ٹکڑے ہوا اور غلغلہ کہ دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من مرزوق جادو
دربان نرگس جادو بود صاحبقران بعد اس مرحلۂ عظیم کے آگے روانہ ہوئے بجا ایک آواز مہیب پیدا ہوئی
کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار کہان جائیگا اگر ہزار جانین لیکر آیا ہوگا تو ایک سلامت نہ لیجائیگا صاحبقران نے
دیکھا کہ ایک دیو مہیب صورت دار شمشاد ہاتھ مین لیے چلا آتا ہی جب قریب امیر بالو قریب آیا امیر اُس سے
بھی مقابل ہوے اُسنے ایک دار شمشاد ماری امیر نے حربہ اُسکا خالی دیا دار شمشاد اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے
گز بھر زمین مین درآئی خاک اُڑی دیو اُس حالت غیظ و غضب مین چونکہ از خود رفتہ تھا سمجھا کہ اسکی چھپٹ سے
امیر کا کام تمام ہوگیا پکارا کہ افسوس اے حمزہ گوشت تیرا کرکرا ہوگیا کھانا بھی نصیب نہ ہوا امیر زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان نے فرمایا کہ او کافر الکفر ہوش مین آ جو اس کی باتین کر ایسا خود رفتہ اور مختل الحواس ہوکے نہین
لڑتے ہین تو نے کسکو مارا کسکا کام تمام کیا کسکا گوشت کرکرا ہوگیا تجکو کھانا نہ نصیب ہوا دیکھ کہ مین تیرا
حریف موجود ہون اُسکو اور بھی غصہ آیا چاہتا تھا کہ ایک مرتبہ ایک ایسا وار کرے کہ اگر کوہ گران بھی ہو تو ٹکڑے ٹکڑے
ہو جائے امیر حمزۂ صاحبقران نے تیغ عقرب سلیمانی پر اسم اعظم پڑھ کے دم کیا اور بچستی تمام ایک ہاتھ جو اسکی
کمر پر مارا وہ ملعون ایک ہی وار مین دو ٹکڑے ہوگیا غلغلۂ قیامت نمایان ہوا بعد دو گھڑی کے آواز آئی کشتی مرا
نام من عفریت جادو باغبان نرگس جادو بود صاحبقران چاہتے تھے کہ آگے روانہ ہون دفعۃً ایک ابر تیرہ و
تار آسمان پر نمایان ہوا بجلی چمکنے لگی دیکھا کہ برق جادو چلی آتی ہی جسوقت کہ وہ قریب آئی صاحبقران کو تسلیم
بجالائی اور عرض کیا کہ کنیز نے آپ کو اسقدر سمجھا دیا تھا کہ نرگس جادو بہت مکارہ ہی اُسکے فریب مین نہ
آئیے گا مگر آپنے بالکل میری گذارش کو دل سے بھلا دیا اور اُسکے کہنے سے کھانا کھانے پر آمادہ ہوگئے
اگر اُس کھانے کا ایک نوالہ بھی آپ خدانخواستہ نوش فرما لیتے تو نصیب اعدا اپنی جان سے ہاتھ دھوتے
فوراً ہلاک ہوکے بھلاتے جب مین نے دیکھا کہ آپ اُسکی باتون مین مصروف ہوکر کھانا کھایا چاہتے ہین مجھسے کسی طرح
ضبط نہ ہوسکا مجبور ہوکے آپ کو آواز دی کہ ہرگز یہ کھانا نہ کھائیے گا ورنہ پچتائیے گا آپ نے تامل کیا پھر
اُسکے دام فریب مین گرفتار ہوکر نوالہ اُٹھاکے کھانے کا قصد کیا پھر مین نے آواز دی کہ زنہار یہ کھانا
نہ کھائیے گا اسمین فریب ہی آپ نے پھر تامل کیا جب اُسنے مکاری کی باتین کین پھر آپ کھانے پر راضی ہوگئے
جب تیسری مرتبہ آپ کھانے کی طرف متوجہ ہوے مین بے اختیار ہوکے پکاری کہ اسمین زہر ملا ہوا ہی اس
کھانے کو تناول نہ فرمائیے اور دیکھیے یہی نرگس جادو ہی اُسوقت آپ خبردار ہوے اور کھانے سے ہاتھ کھینچا
وہ آپ کے پاس سے بھاگ گئی اور اے شہریار اُسوقت جو کلمات گستاخانہ حالت اضطراب و بیقراری مین مجھ
زبان سے آپ کی شان مین نکلے ہین برائے خدا معاف فرمائیے گا صاحبقران نے فرمایا اے برق جادو یہ تم
کیا کہتی ہو سچ پوچھو تو ہمپر تمہارا بڑا احسان ہی کہ تمنے ہماری جان بچائی ورنہ اب تک تو مدت کا خاتمہ ہوگیا ہوتا
ہمین تمسے کچھ ملال اور جائے شکایت نہین ہی پھر برق جادو نے عمرو کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے خواجہ مین

تجھے تو بڑا عقلمند جانتی تھی تو نے بھی صاحبقران کو کچھ نہ سمجھایا اور کھانا کھانے کو منع نہ کیا شاید تیرے بھی
ذہن مین آیا کہ دسترخوان پر دنیا کی نعمتین اور طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے ہین اگر حمزۂ عالیشان کھائنگے
تو مین بھی خوب بڑھ بڑھ کے ہتھے لگاؤنگا مین کیون منع کرون اگر انھین منع کرونگا تو مین بھی بھوکھا رہونگا
یہ نعمتین نہ کھانے مین آئینگی ارے اسی عقل و دانش پر سربرندۂ جادوگران نام رکھا ہی بھلا تو نے جادوگرون
کو کیونکر مارا ہوگا عمرو نے کہا کہ ای ملکہ برق جادو مین نے تو ایک چیونٹی کو بھی کبھی نہین مارا ناحق مجھے
لوگون نے بدنام کیا ہی اور حمزہ شنتے کسکی ہین اس سن مین بھی جہان کوئی اچھی صورت دیکھی وہین لٹو ہوگئے
ہمیشہ سے انکی یہی عادت ہی شعر پرورش پائی ہی حسینون مین ہی مزہ عشق کا لڑکپن سے + واقعی اگر تم نہ خبردار و
ہوشیار کردو تو بیشک سب کا کام ہی تمام ہو چکا تھا پھر برق جادو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار
مین تو اب زیادہ ٹھہر نہین سکتی جاتی ہون مگر آپ اب نرگس جادو کے فریب مین نہ آئیے گا ہر وقت خوب
خبردار و ہوشیار رہیے گا اور اگر آپ نے اُسے مار لیا تو کمر دمامہ جادو کی ٹوٹ جائیگی بڑا دشمن آپ کا دفع ہوگا یہ کہکر
وہ لبوسے آسمان روانہ ہوئی صاحبقران آگے چل نکلے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب ہمین یقین کلی ہوا کہ برق جادو
ہماری دوستدار ہی عمرو نے عرض کیا یہ میری آواز پر عاشق ہی مانند ملکہ جادو کے یہ بھی جانفشانی کریگی
یہی باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ پھر وہی صحرا ملا جہان مقبل و کرب گم ہوئے تھے پیاس کے مارے عجب
حالت ہوئی بیقراری مین عمرو سے کہا کہ خواجہ کہین سے پانی لاؤ اب پیاس کے مارے حلق خشک ہو رہا ہی
عمرو نے عرض کیا کہ ای حمزہ اب مین بار دگر آفت مین گرفتار ہونے نہ جاؤنگا ایک مرتبہ جو پانی لینے گیا تو
آدمی سے جانور بنگیا خیر خدا نے آپ تک پہونچا دیا کہ ببرکت اسم اعظم مین اپنی ہیئت اصلی پر آیا اگر ابکی مرتبہ
مین پھر پانی کی جستجو مین گیا تو یقین ہی کہ زندہ و سالم بچکر نہ آؤنگا میری مفت سی جان جائیگی آپ کا کچھ نہ جائیگا
اپنی زندگی سے ہاتھ دھودون تو پانی پینے کو جاؤن امیر چپ ہو رہے مگر پیاس سے زبان مین کانٹے پڑے ہین
بات نہین کیجاتی بدن سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین ناگاہ دور سے کچھ جانور اُڑتے ہوئے دیکھے کچھ درخت
دکھائی دیے اسی طرف جلدی جلدی دوڑے جب وہان پہونچے دیکھا پانی تو نہین ہی مگر ادھر اُدھر دو گانون بسے
ہوئے ہین اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک پیرزال کورے جھجر مین پانی بھرے ہوئے ایک گانون سے دوسرے
گانون مین لیے جاتی ہی صاحبقران نے کہا کہ خواجہ اس سے پانی لیا چاہیے عمرو بھی سوچا کہ اب کیا
اندیشہ ہی یہان مین کچھ تنہا تو نہین ہون جو کچھ خوف ہو چلکے اس سے پانی لانا چاہیے یہ اپنے دل مین سوچ کے
پکارتا ہوا دوڑا کہ ارے بڑھیا تھوڑا سا پانی دیتی جا جب یہ کہتا ہوا اُسکے قریب پہونچا وہ بولی کچھ دیوانہ ہوا ہی
گھانس کھا گیا ہی ہرگز اسمین سے ایک قطرہ پانی کا نہ دونگی مین بڑی محنت سے بھر کے لائی ہون اگر تجھکو
ایسی ہی پانی کی خواہش ہی تو اس قصبے سے جا کے لے آ مجھ بڑھیا سے کیون مانگتا ہی عمرو نے کہا ارے
مادر مہربان آقا میرا حمزۂ صاحبقران اسوقت پیاس سے بیقرار ہی ایک تھوڑا سا پانی دیدے آخر
تیرے بھی بال بچے ہین یا نہین تجھکو رحم نہین آتا وہ دیکھ حمزۂ صاحبقران آپہونچے ترس کھا کے یہ پانی اُسے
پلادے مین اسکے عوض مین بہت سا پانی تجھے بھر لادونگا اتنے مین صاحبقران بھی قریب آگئے اُس بڑھیا کو
سلام کیا اور بےاختیار ہو کر اُس سے پانی مانگا اُسنے جو صورت امیر با توقیر کی دیکھی بیساختہ کہا کہ لو بیٹا پانی حاضر ہی
پیو اور بڑا سا آبخورہ ہاتھ مین تھا وہ بھر کر امیر با توقیر کو دیا اور کہا کہ لو پیو امیر پیاس کے مارے بیتاب تو ہو ہی رہے تھے

جلدی سے آبخورہ اُسکے ہاتھ سے لیا چاہتے ہین کہ ہین یکایک آواز آئی کیون ای حمزہ تو بھرا اپنے ہاتھ سے اپنی
جان دیا چاہتا ہی فریب مین آسکے جام زہر ہلاہل پیا چاہتا ہی ہوشیار ہو یہ پیرزال نرگس جادو ہی اور یہ پانی
زہر ہلاہل ہی صاحبقران زمان نے یہ صدا سُنتے ہی آبخورہ زمین پر دے مارا فورًا دھوان اُٹھا زمین
پھٹنے لگی اُتنی جگہ سیاہ ہوگئی امیر کو یقین ہوا کہ بیشک یہ پانی زہر آلود تھا اگر ایک قطرہ بھی اسکا حلق سے
اُتر جاتا فورًا دم نکل جاتا خدا نے خوب بچایا شعر آیا تھا لینے حضرت دل آپ کو وہ ترک + یہ سکیے آج خوب بنے بچے
خیر ہوگئی + یہ آواز سُنکے نرگس جادو نے اُس بنی ہوئی بڑھیا ستم کی پڑیا نے جو اِدھر اُدھر خیال کیا تو دیکھا کہ
ایک درخت کی ٹہنی پہ ایک لال بیٹھا ہوا بول رہا ہی اُسی نے امیر حمزۂ صاحبقران زمان کو ہوشیار کیا پانی
پینے سے روکا میرے دام فریب سے بچایا پُکاری کہ او گیسو بریدہ مین نے تجھے پہچانا او برق جادو اب مجھے
معلوم ہوا تو اس سے ملی ہوئی ہی تو جبھی حیران تھی کہ کون ہمارے یہان سے اسکا شریک ہوا ہی اب معلوم ہوا
کہ تو ہی خیر سمجھا جائیگا کیون ای برق جادو دمامہ جادو نے تجھے اسی واسطے پالا تھا اور اپنے سارے گھر کا
مالک و مختار کر دیا تھا کہ تو اُسکے سارے گھر کو برباد کر دے مین پہلے تجھی کو گرفتار کر کے سزا دونگی بعد اُسکے
حمزہ سے سمجھ لونگی صاحبقران دوڑ سکے او لکاتہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتی ہی اور چاہتے تھے کہ
عقرب سلیمانی کا وار کرین فورًا وہ ساحرہ بزور سحر اژدہاے آتش فشان کی صورت بنکے امیر حمزۂ صاحبقران
پر دوڑی مُنہ سے قلاب آتشین چھوڑے کہ تمام خس و خاشاک صحرا کے جلنے لگے صاحبقران زمان نے اسم اعظم
پڑھ کے دم کیا فورًا وہ اژدہے کی صورت مٹگئی کتے کی طرح زمین پر ہاتھ پاؤن مارنے لگی صاحبقران نے
فرمایا او مردار ذرا اپنی ہیئت کذائی تو دیکھ نرگس جادو نے جو دیکھا کہ صورت میری اصلی ہوگئی دل مین
نہایت شرمندہ ہوئی حیران ہو کے سامنے سے بھاگی امیر باتیغ قہر باشمشیر برہنہ دوڑے نرگس جادو نے
دیکھا کہ اب امیر کے ہاتھ سے میری جان بچتے نہین معلوم ہوتی اسم سحر کا پڑھ کے اپنے دونون شانون پر
دم کیا دونون طرف دو پر پیدا ہوے پرواز کر کے آسمان کی طرف چلی عمرو نے پکارا کہ حمزہ اگر نرگس جادو آپکے
ہاتھ سے اسوقت بچکے صحیح و سالم نکلگئی تو برق جادو رسوا ہوگی قتل ہوگی حمزہ یہ زندہ بچکے نہ جانے پاے
صاحبقران نے جلدی سے ایک تیر کمان مین پیوستہ کر کے مارا جیسے ہی نرگس جادو اُڑ کے چلی تھی
کہ تیر ٹھیک تہ اسفل سے اعلی تک گذر کر مغز کو توڑ کے باہر نکلگیا چرخ کھا کر زمین پہ گری شور و غل کی آواز
بلند ہوئی گرد اُڑی اندھیرا چھاگیا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا تلاطم عیان ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من نرگس جادو
بود بعد تھوڑی دیر کے گرد و غبار بیٹھا اندھیرا دور ہوا تلاطم برطرف ہوا روشنی ہوئی بجلی چمکی برق جادو سامنے آئی
سلام کیا ایک سو ایک تختی الماس کی نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار عالیمقدار شاہ شاہان سلطان
سلطانان زمان قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ اس لکاتہ
شوخ دیدہ گیسو بریدہ نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اگر کہین یہ آج بچکر چلی جاتی تو مجکو دمامہ کے سامنے خوب
رسوا کرتی مجکو تو یقین ہوگیا تھا کہ آج کسی طرح یہ بھید چھپ نہین سکتا ضرور افشاے راز ہوگیا مگر خداوند کریم
آپ کو سلامت باکرامت رکھے کیا ہی تیر مارا ہی کہ یہ لکاتہ ہدف تیر قضا ہوگئی تمام کھٹکا اور خوف و اندیشہ مٹگیا
سارا قصہ پاک ہوگیا مگر ای شہریار دیکھیے پھر آپ اُسکے دام فریب مین آگئے تھے پانی پیا ہی چاہتے تھے
اگر مین نہ ہوتی تو اُسنے آپکے دشمنون کو ہلاک ہی کر ڈالا تھا اور مین تو کہین گئی نہ تھی پوشیدہ آپ کے ہمراہ تھی

صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ برق جادو تمنے خوب وقت پر آگاہ کیا نہین تو ہمارا کام تمام ہو چکا تھا یہ احسان
بالاے احسان ہی شعر تا حشر نہ بھولیگی یہ امداد تمھاری + ہوگی نہ فراموش کبھی یاد تمھاری + اُسنے عرض کیا ای
شہریار مین کنیز ہون ہر وقت راہ اسلام مین سر دینے اور جان نثار کرنے کو موجود ہون خدا آپ کو فتحیاب کرے
اور ای شہریار اب آگے سرامہ جادو کا مکان ہی وہ دمامہ جادو کی بیٹی ہی مین وہ ایک جگہ کھیلکر بڑی
ہوئی ہون مجھسے اُس سے کمال محبت و اتحاد ہی وہ علم سحر مین بلاے روزگار ہی دنیا مین اپنا عدیل و نظیر نہین
رکھتی بڑے بڑے ساحر اُسکے سامنے کان پکڑتے ہین خبردار اُسکے چار طرف پھرتے ہین سب جگہ جاتے
آتے ہین اگر اُسکو آپ نے مار لیا تو گویا دمامہ جادو کو مارا مگر مارنا اُسکا کچھ آسان نہین نہایت دشوار ہی آپکو
ہر وقت اور ہر ساعت اُسکے مکر و فریب سے نہایت ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے اُسے سوا خواجہ عمرو کے
اور چاہے کوئی مار سکے تو یہ امر بہت مشکل بلکہ غیر ممکن ہی صاحبقران نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ سُنا
خواجہ تمنے برق جادو کیا کہتی ہی عمرو نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ صاحبقران عورت کے کہنے پر اعتماد
نہ کرنا چاہیے اسے سودا ہو گیا ہی بھلا مین اُسے کیونکر قتل کر سکونگا اول تو مجھے اُسکا ٹھکانا نہین معلوم دوسرے
راہ نہین کدھر سے اُس تک پہونچون برق جادو نے کہا کہ خواجہ پتا اُسکے مکان کا تم مجھسے سُن لو یہان سے
سامنے سیدھے چلے جانا ایک دو کوس پر جاکے تمھین دریاے سیماب ملیگا اُس دریا کو طی کر کے تھوڑی دور
اور آگے بڑھنا وہان ایک پہاڑ زمرد کوہ نام سے مشہور ہی اُسمین سرامہ جادو کا مکان ہی اور وہان سے شہر زمرد
بہت ہی قریب ہی عمرو نے کہا کہ ای صاحبقران آپ کو معلوم ہی کہ مین تین چیزون سے بہت ڈرتا ہون
ایک تو دریا سے کہ جہان اُسمین غرب شرب ہوا پھر کچھ نہین ہو سکتا کیسا ہی کوئی پیراک بیباک و چالاک
ہو مگر جہان سر سے ذرا بھی پانی اونچا ہوا اور اُسکے حواس باختہ ہوے غوطے کھانے لگا ادھر غوطے کھاے
اُدھر زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا کشتی عمر ڈوبنے لگی جان کا کہین تھل بیڑا نہ لگا چت پٹ کڑی ملاحی پالتی سب
بھول گیا آخر اُسی گرداب بلا مین تڑپ تڑپ کے غرق چاہ فنا ہو گیا دوسرے نقابدار سے کہ جہان اُسنے
چشم حیا پر برقع بیحیائی کا ڈال لیا شرم و حجاب اُسے باقی نہین رہتا تیسرے ساحر سے کہ جہان اُسنے کچھ پڑھ کر
پھونکا کیسا ہی مرد میدان و شیر نیستان ہو مگر کچھ بہادری اور دلاوری اُسکی پیش رفت نہین جاتی مثل ایک
گوشت کے لوتھڑے کے محض بیکار ہو جاتا ہی یا کیسا ہی عیار طرار فرار ہو لیکن ساحر کے آگے نہ کچھ اُسکی عیاری
چل سکتی ہی نہ کوئی طراری کام آتی ہی حمزہ مین دیوانہ نہین ہون کہ مفت مین اپنی جان دون بھلا چنگا اچھا
خاصہ خود شیر کے منھ مین اُسکا نوالہ بننے کو گھس جاؤن توبہ استغفار مجھسے یہ کبھی نہ ہو سکیگا سکندر رعونت
ارسطو فطرت سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ دیکھو خدا نے برق جادو کو کیسی توفیق و ہمت دی
کہ اُسنے ہمپر رحم کھایا اور یہ کبھی ہماری شکل سے بھی واقف نہ تھی دوستی اور ملاقات تو شی دیگر ہی چشم انصاف
سے دیکھو یہ ہمارے ساتھ کیسی جانبازی و جان نثاری کر رہی ہی تمھین تو چاہیے کہ اور اُسکی تعریف و توصیف
اور شکر گزاری کرو اور اُسکا دل بڑھانے کو ہزار ہزار تحسین و آفرین کے بعد کہو مصرع آفرین باد برین ہمت
مردانہ تو + نہ کہ بخلاف اُسکے اور اُلٹے طعنہ زنی کرتے ہو یہ امر تمھاری فہم و فراست و عقل و کیاست سے
نہایت بعید معلوم ہوتا ہی خواجہ نے امیر باتوقیر کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر برق جادو کی طرف مخاطب ہو کے کہا
کہ مین تو جانتا تھا تم میری دوست ہو مگر واہ واہ واہ کیا خوب حق دوستی ادا کیا سبحان اللہ

برق جل کے کہنے لگی مجکو کیا کام ہی جو تیرے جی مین آئے دہ تو کر معلوم ہوا کہ مجھسے کچھ نہ ہوا ہی نہ ہو گا بعد اسکے
صاحبقران زمان سے گذارش کیا کہ اب مین نے آپ کو خدائے کریم کے سپرد کیا بس مین زیادہ نہین ٹھہر سکتی
اب مین سرامہ جادو کے پاس جاتی ہون یہ کہکے اڑ کر چلی گئی بعد اسکے جانے کے امیر با توقیر نے عمرو سے ارشاد کیا
کہ خواجہ برق جادو تو جا چکی اب کہو سرامہ جادو کو کیونکر مارو گے عمرو بولا کہ حمزہ کیا آپ مجھے چاہ الماس مین
اسی واسطے لائے تھے کہ ہر جگہ پر اول دیجیے اور ہر ایک بلا مین مجھے ڈالیے واہ آپ کیا حق شناسی اور قدردانی
فرماتے ہین اپنے رفیق قدیمی اور خیر خواہ صمیمی کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے اور اسکی جان کو جان نہ سمجھنا چاہیے
اس بیچنے کی رفاقت اور جان نثاری کا یہی صلہ ہی جو آپ سے حاصل ہو رہا ہی مگر مین یہ جانتا ہون کہ اب
یہان سے نکلکر نہ جاسکونگا مگر اپنی جان تو بچا سکونگا مین آپ کی رفاقت سے درگذرا بقول شخصے بیچ پی نعمت
کھائی اگر جان ہی تو جہان ہی مثل مشہور ہی آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اگر اپنی ہی جان نہ ہوگی
تو کسی کی رفاقت کیا کام آئیگی بقول شاعر شعر ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے + یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے +
امیر حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ سلامت اگر تم سرامہ جادو کو مارو گے تو مین وعدہ کرتا ہون
کہ دو لاکھ روپیہ نقد تمکو دونگا عمرو بولا ای شہریار مین روپیہ سے درگذرا مجھے روپیہ نہین چاہیے اگر میری
جان صحیح و سلامت ہی تو ایسا ایسا دلاکھ روپیہ بہت سا ہو رہیگا اور اگر خدانخواستہ مین ہی نہ ہوا تو بتاؤ وہ
روپیہ میرے کس کام آئیگا میرے بعد لوگ اسکا حصہ بخرا کر لینگے کسی سے یہ بھی تو نہ ہو گا کہ میری قبر مین اس
روپیہ کو رکھدے اور مین نہین جانتا کہ مین نے کیا دشمنی آپ کے ساتھ کی ہی کہ آپ ہر وقت میرے درپے
قتل ہین اسطرح کے تو امور اپنے دشمن قوی اور حریف زبردست کے ساتھ کرتے ہین کہ یہ کسی طرح
مارا جائے معلوم ہوا کہ آپ میرے دشمن جانی ہین چاہتے ہین کہ کسی طرح یہ دفع ہو آپ ایسا میرا دشمن جہان
مین پیدا نہ ہوگا امیر عالیشان نے ارشاد کیا خواجہ تم جو چاہو میری نسبت اسوقت گمان فاسد کرو مگر واقعی امر
تو یہ ہی کہ سوا تمھارے اور کسی کا یہ کام نہین اور اسپر کیا موقوف ہی جب ہمپر کوئی آفت دیکھو گے مقرر ہمارے
شریک ہوگے عمرو نے جواب دیا کہ اچھا اگر یہی منظور ہی تو بھلا دو لاکھ روپیے مین میرا کیا ہوگا مین خود کیا
کھاؤنگا کیا پہونگا بال بچون کو کیا دونگا قرضہ کسکا ادا کرونگا کم سے کم چار لاکھ روپیہ تو دیجیے کہ کچھ میرا بھلا تو ہو
حاتم دوران امیر عالیشان نے منظور فرمایا کہ اچھا ہم چار ہی لاکھ روپیہ دینگے تم منزل مقصود کا ارادہ تو کرو جب
امیر نے چار لاکھ روپیہ دینا منظور کر لیا تو عمرو نے ایک فرد چار لاکھ کی لکھی ہوئی نکالی امیر کے ہاتھ مین دی کہ اسپر
مہر کر دیجیے امیر نے جو فرد کو ملاحظہ فرمایا تو اسمین لکھا ہوا تھا منکہ امیر حمزہ صاحبقران ابن عبد المطلب ساکن
شہر مکہ کا ہون چونکہ مبلغ چار لاکھ روپیہ سکہ رائج الوقت کہ نصف اسکے مبلغ دو لاکھ روپیہ ہوتے ہین خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری سے بمقام چاہ الماس بطور قرض کے لیکے اپنے تحت تصرف مین لایا لہذا اقرار کرتا ہون اور لکھے
دیتا ہون کہ خزانچی دیکھتے ہی فرد ہذا کو زر مذکور مع اصل و سود عمرو کو دیدے اور اگر احیاناً خلاف اسکے ظہور مین
آئے تو خواجہ موصوف کو اختیار ہی کہ میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے وصول کرین مجھے کوئی عذر و حیلہ
نہ ہوگا لہذا یہ چند کلمے بطریق تمسک کے لکھدیے کہ سند ہو اور عند الحاجت کام آئے فقط امیر فرد کو دیکھتے ہی
متبسم ہوئے اور چاہتے تھے کہ کچھ کہین مقبل نے التماس کیا جلدی مہر کر دیجیے امیر نے مقبل کے کہنے سے اس
کاغذ پر مہر فرما کے عمرو کے حوالے کیا خواجہ نے اسے بحفاظت تمام زنبیل مین رکھ لیا اور صاحبقران کو مع

مقبل وفادار و کرب غازی اور ابوالہول دیوانہ کے ساتھ لیکر روانہ ہوا آتے آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا ان سب کو تو وہان ایک مقام پر پوشیدہ کر دیا اور اپنی صورت ایک کلاونت کی بنائی کہ جامہ چکن کا گلے مین اسپر سبز و سرخ ریشم کی بوٹیان بڑی بڑی گول پگڑی سر پر اسپر گوشوارہ ایک انگشتی شال کے حاشیہ کا بندھا ہوا دوپٹہ سوسہ کیا ہوا دونون کاندھون پر پائجامہ قلندرے کا دھوپا ہوا پاؤن مین عصا ہاتھ مین ایک پیر ضعیف منحنی اندام پست قامت بنکر درۂ کوہ سے نکلکے سامنے دریاے سیماب کے آیا دیکھا کہ پر امواج و دریاے زخارہ رہا ہی نہین معلوم کہان سے کہان تک تھا مگر عرض اسکا عرض کیا جاتا ہی کہ کوئی تین کوس کا ہوگا اس دریا کو دیکھکر ہاتھ پاؤن مین لرزہ ہوا دل ڈوبنے لگا اس پار دریا کے ایک طرف زمردکوہ ہی اور ایک جانب مکان سرامہ جادو کا معلوم ہوتا ہی لب دریا اسکا پائین باغ ہی دیوار باغ کی گنگا جمنی ایک اینٹ چاندی کی ایک اینٹ سونے کی زیر دیوار باغ تیس چالیس مورپنکھیان کہ سرون پر انکے طاؤس بنے ہوے سینے انکے زمرد کے مارے مردار یہ سفید کے منہ مین لیے دونون بازو کھولے ہوے نظر آئین کہ ہر مورپنکھی پر نگیرہ تمامی کا کھنچا ہوا جھالر مقیش کی گرد موتے اسمین آویزان کچھ ملاحیان لہنگے زربفت کے پہنے ہوے دوپٹون کی گاتیان بندھی ہوئی جوڑون مین لٹکا لٹکا ہوا الوٹ بچھوے پاؤن مین پہنے ہوے ڈانڈین طلائی و نقرئی ہاتھون مین لیے ہوے ٹیکے سیندور کے ماتھون پر دیے ہوے کشتیون پر سامنے استادہ پائین عمرو اس پار ایک مقام پر چادر بچھا کر بیٹھ گیا اور کمر سے جوڑی ہفت پیوندی نے کی نکالے لکے قفلیان انکی درست کرکے بجانے لگا اور بآواز بلند یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

کیون نہ جانے کو وہان چاہے طبیعت میری
شان حق دیکھیے آپ اور محبت میری
مہربانی بھی نہین انکی ستم سے خالی
کوچہ اس حور شمائل کا ہی جنت میری
ذکر تو میرا ہر طور کیا کرتے ہین
سامنے آنکھون کے لوٹی گئی دولت میری
دھیان تو میرا ہر حال انھین رہتا ہی
کچھ جہنم ہی نہ میرا نہ ہی جنت میری
آپ شرماتے ہین ہوتا ہی یہان آنے سے
میری عزت کا سبب ہوگئی ذلت میری
ایک جا چین سے دم بھر نہ ملا مجکو قرار
اے جنون یاد کرینگے وہ محبت میری

خاک سے کوچہ جانان کی ہی طینت میری
اے مسیحا یہ نقاہت سے ہی صورت میری
کرتے ہین خانۂ اغیار مین دعوت میری
پاس جز داغ جنون کچھ نہین دینار و درم
نہین شکوہ جو وہ کرتے ہین شکایت میری
باغ مین دیکھتے ہین کیا گل و بلبل کو حضور
انکے دل مین ہی محبت کہ عداوت میری
بیٹھا آرزو مین گشتہ ہوئی ہین لاکھون
کون ہی پاس اگر ہی بھی تو حسرت میری
وہ نہ آئے تو گیا مین بھی نہ انکے گھر پر
صورت برق ازل سے ہوئی خلقت میری

مجھسے فرماتے ہین وہ سنکے حقیقت میری
کہ بدل سکتی نہین نزع مین رنگت میری
واعظا تذکرۂ باغ جنان کون سنے
لیسکے جو رخ جسکو وہ ہی دولت میری
دل کو وہ لیگئے پہلو سے نہ کچھ زور چلا
اسمین خو آپ کی ہی اسمین ہی خصلت میری
بھیجدے چاہے جہان مالک و مختار ہی تو
روز عاشور ہوئی ہی شب فرقت میری
تھا گنہگار مجھے پہلے سبھون سے بخشا
بڑھ گئی انکی نزاکت سے نقاہت میری
اگر انھین بھی کوئی ملجائیگا انسا بیرحم

آواز بانسری کی جو انکے کان مین پہونچی ایک نے دوسری سے کہا لوا

لیا اچھی صدا ہی آؤ نزدیک چلکر سنین غرض اپنی اپنی مورپنکھیان ہٹے کر اس پار لائین ادھر خواجہ عمرو نے گوشۂ چشم سے دیکھا کہ میرے گانے کا اثر پیدا ہوا اسکی سب سننے کو چلی آئین اور بھی جی کھولکے اور جان توڑ کے گانے بجانے لگا وہ سب کی سب بیتاب ہو ہو کر کشتیون سے اتر اتر کے نیچے آئین چار طرف سے عمرو کو گھیر کر بیٹھ گئین اور سنتے سنتے یہ عالم محویت بہم پہونچا کہ روپیہ اشرفی چھلا انگوٹھی عمرو کی چادر پر پھینک رہی ہین

اور جب عمرو چپ کا ہوتا ہی یہ پھر نہین کرتی ہین اور گواتی ہین چار چھ گھڑی تک عمرو نے خوب گا بجا کے بانسری ہاتھ سے
رکھی اُن سبھون نے پوچھا کہ ای عزیز تو کہان کا رہنے والا ہی اور یہان کیونکر آیا یہان تو کوسون اور منزلون
آدمی کا نام نہین اشعار کہان تھی راہ ہوا کس طریق سے آنا + مگر ای سرحد ملک عدم یہ ویرانا + اُداس دھوپ
رُندھی چاندنی نکلتی ہی + ہوا ہمیشہ یہان ڈر سے تیز چلتی ہی + عمرو نے جواب دیا صاحبو مین زبرجد شاہ کا
کلانوت ہون شہر زبرجد نگار مین رہتا تھا وہان خدا پرست آئے ہوے ہین ایک ہنگامہ ہو رہا ہی گانے
بجانے کو کون پوچھتا ہی اب کوئی قدر دان اور جوہر شناس نہ رہا ناچار ہو کر اُس شہر سے نکلا سفر اختیار کیا
شہر بہ شہر پھرنے لگا اتفاق کار اب مین نے سُنا کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو علم موسیقی سے نہایت
ذوق رکھتی ہین اور چاہ الماس مین رہتی ہین راہ پوچھتے پوچھتے ادھر آیا اپنے کو چاہ الماس مین گرا یا یہان تک
تو خوبی طالع سے پہونچا ہون مگر حیران ہون کہ اس دریا سے کیونکر گذرون اور کس طرح ملکہ کی حضوری
حاصل کرون اُن سبھون نے جواب دیا ای عزیز قسمت تیری بہت اچھی ہی اب تو ایسی جگہ پہونچا ہی کہ
دولت دنیا سے نہال اور زر و جواہر سے مالا مال ہو جائیگا دمامہ جادو سے بہتر ہماری ملکہ ہی وہ اسقدر
دیگی کہ پھر تجھے یہان سے وہان جانے کی حاجت نہ رہیگی عمرو نے پوچھا تمھاری ملکہ کا کیا نام ہی یہ کس خاندان
سے ہی سب نے کہا ای شخص آگاہ ہو کہ یہ ملکہ سرامہ جادو کا مکان ہی یہ شہر زمرد کی رونق اور چشم و چراغ
ملکہ دمامہ جادو کی ہی ملکہ دمامہ جادو تو پیر ہو چکی اُسکو اب ان چیزون کا کہان مزا ہی مگر ہان ملکہ سرامہ جادو
صاحب ہمت و سخاوت ہی جسکو چاہے ایک دم مین نہال کر دے لاکھ دو لاکھ دیدینا اُسکے سامنے کچھ بات نہین
اور علم موسیقی کی تو عاشق ہی اور خود بھی اس فن مین نہایت دخل رکھتی ہی تو اگر تیرا ذکر سُنیگی اور تو اُسکے سامنے
گائیگا تو تجھے طرفۃ العین مین مالا مال کر دیگی اور پھر عمر بھر ایک دم اپنے سے جدا نہ کریگی عمرو نے کہا شعر
کب لگاتا ہی کوئی اس دل بیحال کا مول + سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے عرض مال کا مول + صاحبو بھلا مجھ
وطن آوارہ غریب بدنصیب کا کون اُسکے آگے ذکر کریگا جو وہان تک میری رسائی ہوگی مجھے تو تم ایسے کچھ
سُننے والے قدر دان ملجاتے ہین وہ مجھے سُنکے اپنا دل خوش کر لیتے ہین مجھے اُسکے عوض مین کچھ دیدیتے ہین
کہ اپنا پیٹ پالتا ہون اور بال بچون کی پرورش کرتا ہون ان سبھون نے ایک زبان ہو کر کہا لو اور سُنو
واہ میان جی واہ یہ خوب کہی کہ ہم ایسے لوگ تمھین سُنکے دل خوش کر لیتے ہین وہی کچھ ایسا تمھین دیتے ہین کہ
تمھاری بسر ہو جاتی ہی بھلا ہماری اوقات ہی کیا ہی جو ہم تمکو کچھ دینگے اور تم تو بادشاہ وزیرون کی صحبت
کے آدمی ہو غریبون سے تمھارا کیا کام نکلسکتا ہی اور بالفرض کہ یہ بھی سہی تو ہمنے کہین ایک دن تمھین
سُنلیا پھر اس سے کیا ہوتا ہی صاف صاف تو یہ ہی کہ ہم اپنے مزے کے واسطے آپ ہی تمھارا ذکر اپنی
ملکہ سے کرینگے وہان تم گئے اور روزگار نا سُننے مین آیا تم خاطر جمع رکھو یہین بیٹھے رہو کہین جانا نہین ہم ابھی
ملکہ سے جا کے کہتے ہین اور تمھین یہان سے لیے جاتے ہین عمرو نے کہا ساحری تمھارا بھلا کرے کہ مجھ
غریب پر تمنے ترس کھایا القصہ وہ یہ کہ سُنکے عمرو کو وہین بٹھا کے خدمت مین سرامہ جادو کی گئین وہ وقت
ہی کہ سرامہ جادو اپنے محل مین بیٹھی ہوئی ہی گرد و پیش اُسکے انیسین جلیسین ہمرازین محرمین ہمدمین
جمع ہین گائنین موجود ہین ساز بج رہے ہین گانا ہو رہا ہی سرامہ جادو کہہ رہی کہ ای صاحبو مین نے سبے
زر کثیر اُٹھایا بڑی بڑی دور سے نامی گویون کو بلوایا مگر کسی کو اچھا نہ پایا آج تک کوئی ایسا نہین پایا جسکے سُننے سے

محویت ہوجاے بیہوشی وخودفراموشی کا عالم دل پر چھائے معلوم ہوا اب کوئی اچھا گانے والا نہ رہا فقط نام ہی
نام باقی رہگیا اور یہ جو لوگ میرے پاس ہین ایسے اچھا تو مین خود گالیتی ہون سب نے کہا بلا لین آپ کا تو
مثل نہین ہی ہمنے یہ گلا کسی کا دیکھا ہی نہین اسطرحکا آج تک کوئی سُنا ہی نہین آپ کے سامنے کیا کوئی گائیگا
کیا کوئی بجائیگا اس زمانے مین صرف آپ کے دم سے یہ فن زندہ ہی ورنہ سوا آپ کے اور کوئی نظر بھی نہین آتا ہم
چہار طرف سے لوگ تعریفین کر رہے ہین ملکہ نشئہ بادۂ کبر ونخوت سے جھوم رہی ہی اُسمین اُن ملاحنیون نے آکر
سلام کیا اور ہاتھ باندھ کے کھڑی ہوگئین سرامہ جادو نے جو انکو خلاف وقت حاضر دیکھا پوچھا خیر باشد آر
تم سب کی سب کیون کھڑی ہو کیا کچھ کام ہی سب نے دست ادب باندھ باندھ کے عرض کیا قربانت
شو یم یہان اسوقت ہم لونڈیون نے جو گانے بجانے کی صحبت دیکھی ہم بھی آکھڑے ہوے کہ حضور کو سُنلین
اور آج ہمنے بھی ایک گوییے کو سُنا ہی کہ تمام عمر نہ سنا تھا اس معلومات کا شخص کبھی نہ دیکھا تھا کیا خوب گاتا اور
کیا بجاتا ہی اگر حضور سُنین تو اُسے بہت پسند کرین یقین ہی کہ اپنے پاس سے عمر بھر جدا نہ کرین سرامہ جادو انکے
کلام سے بہت قہقہہ مار کے ہنسی اور کہنی لگی دور ہو حرامزادیو لو یہ بھی ایسی ہوگئین کہ گانے کا اچھا برا جاننے لگین
شعر عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل + چھچھوندر لگاے چنبیلی کا تیل + اری مردار یو تم نا کھیتا جانو یا علم موسیقی
کے راگ مالون کو پہچانو بس زیادہ نہ جھک مارو اتنا جھوٹھ نہ بولو اُن سبھون نے عرض کیا بلا لین حضور یہ
تو سچ فرماتی ہین کہ ہم بھلا اسکے پردے کی باتون کو کیا جانین اچھا برا کیا پہچانین لیکن ہم بھی تو حضور ہی کا نمک
کھاتے ہین آپ کی صحبت ہر وقت دیکھنے بھالتے ہین اس فن کو گو کہ نہین جانتے مگر کن رس تو ضرور ہین حضور
کے فیضان صحبت سے کچھ تو ہم بھی ضرور سمجھ لیتے ہین اگر حضور کو ہمارے عرض کرنے کا یقین نہین تو آپ اُسے
بلوائین اور ایک آدھ تان سُنین پھر حضور کو لونڈیون کا جاننا نہ جاننا آپ ہی معلوم ہو جائیگا ہمارا جھوٹھ سچ
کھلجائیگا اگر اچھا ہو گا سُنیے گا برا ہو گا کچھ دیکے رخصت کیجیے گا اور کنیزین اُس سے وعدہ کرکے آئی ہین کہ ہم
اپنے مالک کو تیرا گانا سنوائینگے حضور اُسے بلا کے سُن لین پسند آنے نہ آنے سے کچھ مطلب نہین سرامہ جادو
نے اسقدر اصرار ملاحنیون کا سُنکے حکم دیا کہ اچھا تمھاری خوشی ہی تو اُسے جا کے بلا لاؤ بس یہ سُنتے ہی سب دعائین
دیتی ہوئین خوشی خوشی روانہ ہوئین یہان عمرو بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہی اب دن بھی تھوڑا سا باقی ہی کہ سامنے سے
وہ ملاحنیان آئین اور کہا چلو صاحب ہم تمھارا ذکر آئے بڑی مشکل سے ملکہ راضی ہوئی ہین انکو ہمارے کہنے کا
ہرگز اعتبار نہ تھا مگر اب آبرو ہماری تمھارے ہاتھ ہی ذرا ملکہ کے سامنے خوب گانا بجانا لیکن ایسا نہ کرنا کہ جی
لگا کے نہ گاؤ تو مفت مین ہمین بھی ذلت ہو کہ واہ اسی گانے بجانے کی تعریفین کرتی تھین اور تمھین بھی کچھ قدر
قلیل ہی فائدہ ہو عمرو نے کہا کہ مین اپنے فائدے کے لیے آپ ہی جان توڑ کے گاؤنگا تمھارے کہنے کی
کیا ضرورت ہی ایسا تھوڑی کرونگا کہ مین بھی بے نیل مقصود پھر آؤن اور تمھین بھی ذلت دلواؤن غرض وہ سب کی
سب عمرو کو ساتھ اپنے کشتی پر سوار کر کے اُس پار لائین داخل باغ کیا عمرو نے دیکھا کہ باغ نہایت خرم وشاداب
پھولا پھلا لاجواب درخت عجیب میوہ ہاے غریب روشین آراستہ چمن پیراستہ کیاریان پیاری پیاری ہر طرف
نہرین جاری طائران خوش الحان شاخون پر چہچہہ زن کبک دری روشون پر قہقہہ زن ہواے روح افزا
چل رہی ہی نکہت گل سے دماغ جان معطر ہو جاتا ہی ہر جھونکے مین نسیم عنبر شمیم کے دل کو فرحت تازہ وسرور
بے اندازہ حاصل ہوتا ہی عمرو سب طرف کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ سامنے ایک بارہ دری عالیشان دکھائی دی

دیا

در اُسکے زمرد سبز کے تراشے ہوئے چھت یاقوت سُرخ کی بنی ہوئی آگے سائبان مخمل سُرخ کا کھنچا ہوا جھالر بیقیش
کی اُسمین لگی ہوئی اُسمین موتی ٹنکے ہوئے چوبین اُسکی جواہر نگار مرصع کار تمام بارہ دری مثل فردوس کے سجی ہوئی
قریب آٹھ نو سو عورتون کے وہان موجود ہر ایک از پا تا فرق دریاے جواہر مین غرق لباس رنگ رنگ کا
پہنے ہوئے کھڑی ہین اور ایک مسند جواہر نگار پر ایک جادوگرنی کو بیٹھے دیکھا کہ رنگ مانند آبنوس کے سیاہ
بڑے بڑے گومڑے ماتھے پر اور گالون پر کمال بدصورت نہایت کریہ منظر لباس شاہانہ پہنے ہوئے عمرو نے
سامنے جاکر سلام کیا ہاتھ اُٹھاکے دعا دی کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین چراغ ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کا
ہمیشہ روشن رہے اُسنے ایک کبر و نخوت سے عمرو کو دیکھا کہا اچھا بیٹھ جا احوال پوچھا تو کون ہی کہان سے آیا ہی
عمرو نے جو اُن ملاحنیون کے سامنے کہا تھا وہی اُسکے بھی بیان کیا وہ بولی کہ یہ ملاحنیان بہت تیری تعریف
کرتی ہین عمرو پکارا بلئیان لون تمام عمر یہی کرتے گذری ہی حضور سے زیادہ ذالاقتدار کون ہی غلام بھی
آپ کا نام سُنکے آیا ہی حضور کی پسند آؤن تو جانون کہ مجھے بھی کچھ آتا ہی کہا خیر ہم سنینگے اور حکم دیا کہ کوئی
جاکر ہمشیرہ برق جادو کو بلا لاے جب تک وہ نہ آئیگی ہم اسکا گانا نہین سُنینگے ابھی یہ کہہ رہی تھی کہ آسمان پر
بجلی چمکی اور برق جادو ہنس پر سوار نمایان ہوئی سامنے آکر سلام کیا سرامہ اُٹھ کھڑی ہوئی برق جادو سے
لپٹ گئی اور کہا ہمشیرہ مین انتظار مین تھی ابھی تمھارا ہی ذکر ہو رہا تھا بہن ابتو چار چار چھ چھ دن گذر جاتے ہین
کہ تمھاری صورت بھی نہین دیکھنے مین آتی خیر تو ہی ملاقات نہونے کا کیا سبب ہی برق بولی کہ ہمشیرہ تمھین کیا
معلوم تم اپنے عیش و عشرت مین مصروف ہو ساری بلا تو ہمارے سر ہی تمھاری والدہ صاحبہ نے تمام کاروبار
ہمارے سپرد کیا ہی ہمین فرصت عیش و عشرت کی کہان ایک دم لینے کی تو مہلت نہین تمھارے پاس تک
کیونکر آسکین تمام چاہ الماس کا بندوبست میرے حوالے ہی اور آجکل حمزہ چاہ الماس مین آیا ہوا ہی
تمھاری خالہ نرگس جادو کو مار چکا ہی چاہ الماس مین قیامت برپا ہی خدا پرستون کا زور ہو رہا ہی عجب طرح کے
تلاطم کا شور ہی مین اس فکر مین ہون کہ کسی طرح اُسے گرفتار کرکے ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کے
پاس لیجاؤن تاکہ سرخرو ہون نہین تو دیکھیے کیا ہوتا ہی سرامہ نے پوچھا ہمشیرہ حمزہ نے خالہ امان کو کیونکر
مارا وہ تو علامۂ دہر آفت روزگار تھین برق بولی بہن یہ مین نہین جانتی کہ حمزہ نے ایسی زبردست
ساحرہ کو کیونکر مارا اسی سبب سے میرے ہوش و حواس اور بھی بجا نہین ہین کہ جب اُن ایسی سن رسیدہ
جہان دیدہ کو مار اُتارا تو بھلا اور کسی کی کیا حقیقت ہی سرامہ جادو بولی کہ ہمشیرہ تم اپنے دل مین کچھ
تردد اور اندیشہ نہ کرو ایک طرفۃ العین مین مین اُسکو مار لونگی وہ میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہی نہین معلوم کہ
خالہ نرگس جادو کس سبب سے ماری گئین اور یہ ہنگامے تو ہمیشہ رہینگے اسکا غم و اندیشہ کیا ہی کوئی اپنے کو
کہان تک غم مین گھلا دے آخر کوئی دم آسائش و آرام بھی کرے یا نہ کرے ہین آج ایک گویا آیا ہی لوگ اُسکی
بہت تعریفین کرتے ہین ہمنے بغیر تمھارے اُسے سُنا نہین خوب ہوا کہ تم عین وقت پر آگئین آؤ بیٹھو اُسکا گانا
سُنو برق جادو بولی کہ ملکہ اس وقت گرمی بہت ہی آؤ کوٹھے پر چلکے بیٹھو سرامہ جادو اُٹھ کھڑی ہوئی اور
برق جادو کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر آکے ٹہلنے لگی اب دن کوئی ایک گھڑی بھر باقی ہی عجب سہانا وقت ہی
آسمان پر شفق پھولا چاہتی ہی طائر اپنے اپنے نشیمنون کی راہ لے رہے ہین آفتاب غروب ہونے کو ہی
چاندنی نکلنے کو ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی سامنے دریا لہرین مار رہا ہی تختہ گلاب کا کھلا ہوا

معلوم ہورہا ہی نگینہ تمامی کا کھنچا ہوا ہی فرش بادلے کا بچھا ہوا ہی سرامہ جادو مسند پر آکے بیٹھی کہا لاؤ اُس کلاونت
کو مصنوعی کلاونت یعنی عمرو بن امیہ ضمری نے آکر سلام کیا برق جادو حیران حیران دیکھنے لگی مگر پہچانا نہین اپنے
دل مین خیال کر رہی ہی کہ گویا چاہ الماس مین کدھر سے آیا کچھ سمجھ مین نہین آتا سوچتے سوچتے دل مین آیا کہ کہین
یہ وہی دزد باریک گردن لک لک پا مکار عیار عمرو بن امیہ ضمری تو نہین ہی پھر غور سے دیکھا جب بھی نہ پہچانا
عمرو نے ملکہ برق جادو کو دیکھا کہ عجب عالم ہی چہرہ مانند ماہ تابان اور مہر درخشان کے روشن ہی ٹیکا سیندور کا پیشانی پر
گویا ہاتھ مین ماہ تابان کے چراغ دیے یا ہی شاخ گل سے دست و بازو پنجہ پنجۂ مرجان چاند سا سینہ پیشواز
آب روان کی پہنے ہوئے چھاتیان مانند کاسۂ حباب کے اُسمین سے معلوم ہوتی ہین دوپٹہ چاند تارے کا
گردن سے ڈھلکا ہوا کاندھے پر پڑا ہوا غرض سرامہ جادو نے عمرو سے خطاب کیا کہ ای کلاونت ہمشیرہ بھی آنکھیں
اب تو کچھ گاؤ عمرو نے عرض کیا بلیان لون مین حاضر ہون اور سازندون سے جو وہان تھے کہا کہ ہان بھیا تم ذرا
ساز ملاؤ کساتھ میرا دو شاید مین کچھ کہ سکون سبھون نے کہا بہت اچھا ہم موجود ہین اور سب ساز آپسمین
ملانے لگے عمرو نے جوڑی ہفت بیدہ ندی اُنکی نکال لئے قفلیان ملائین جب ساز ملچکا اسنے بانسری بجانا

شروع کی اور یہ غزل گانے لگا غزل
ڈرتے ہین ہم آپ کے کوچے مین آنے کے لیے
خضر دل موجود ہی رستہ بتانے کے لیے
سہتے ہین کیا کیا ستم گردون کے ہم بلبل نما
سب سے رخصت ہوئے ہین غربت مین بسنے کے لیے
آپ کے نقش قدم کی ہی تلاش اسواسطے
لوگ ایذا سہتے ہین بستی بسانے کے لیے
خون کا طوفان اُٹھے دم مین اگر آنکھون کی ہین
منتظر بیٹھے ہین کب سے تیرے آنے کے لیے
دیدہ و دل دونون تیری راہ مین قربان ہین
آنکھین ہین رونے کو دل ہی غم اُٹھانے کے لیے
آنکی چشم دلکش کے فتنے ہین ہی سب ناوک بدوز
دوست آمادہ ہین آفت مین پھنسانے کے لیے

دل تو وہ دل ہی جو ہو تیر کا ناز اُٹھانے کے لیے
آرزو کرتے ہین سب جنت مین جانے کے لیے
دل سے باتین ہو سکین تیری نہین ممکن کبھی
مشق کرتے ہین تمھارے ناز اُٹھانے کے لیے
دل مین جا دیتے ہین یاد عارض پر نور کو
چاہیے تھوڑی سی جا تربت بنانے کے لیے
لاش اپنے دلجلے کی دفن کر کے آئے ہین
آپ بیٹھین تو ذرا مہندی لگانے کے لیے
ہی جو اہل حشر مین برپا قیامت ایک اور
ہی وہ تیری ابرو کو یہ ناز اُٹھانے کے لیے
سرد آہین کرتے کرتے کیا عجب مر جاؤن مین
قتل کرنے کے لیے وہ یہ جلانے کے لیے
کیون نہ دیوانون مین شور حشر برپا ہو جنون

سر وہ سر ہی جو ہو تیرے آستانے کے لیے
ہمسفر کی کیا ضرورت ہی کو راہ عشق مین
بیکسی لازم ہی تیرے ناز اُٹھانے کے لیے
ذرکا ہی دھیان مٹتے جاتے ہین سارے خیال
آئینے لیتے ہین ہم گھر مین لگانے کے لیے
اپنے در سے تم اُٹھائے دیتے ہو عشاق کو
جستجو ہی ٹھنڈے پانی کی نہانے کے لیے
اب لبون پر دم ہی جلدی آئیکھین روز دعا
کشتے تیری چال کے شاید ہین آنے کے لیے
ہی تقسیم ازل سے بس یہ دو تحفے ملے
ہوتی ہین ٹھنڈی ہوائین نیند آنے کے لیے
میرے عصیان کی گواہی دے رہے ہین عضو تن
جاتے ہین درگاہ وہ تیری بڑھانے کے لیے

ایسا گایا ایسا بجایا کہ سب محو ہو گئے مع سرامہ جادو کے سب کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور برق جادو کہ
اسکی نوازی پر عاشق تھی اسنے دریافت ہوا کہ یہ اور کوئی نہین عمرو ہی بے اختیار رو رہی تھی اُس رخسارہ زیبا پر
جو آنسو جاری تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ الماس کی تختی پر گوہر بے بہا غلطان ہین یا صدف کے مُنہ سے گوہر آبدار نکل رہے
ہین یا مشاطہ تقدیر نے عروس بنانے کے لیے موتیون کا سہرا مُنہ پر ڈالا ہی واہ واہ کی آواز بلند ہی اور سرامہ جادو
ہزار ہزار تحسین و آفرین کر رہی ہی عمرو نے جب بانسری کو بجا کے ہاتھ سے رکھدیا سرامہ جادو نے کہا ای عزیز مین
ملکہ دمامہ جادو کہ سرکی قسم کھا کے کہتی ہون کہ تو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چونکہ مجھے بھی علم موسیقی کا شوق ہی اور
ہمیشہ اسی کا ذوق ہی مین نے بڑی بڑی دور سے بڑے بڑے نامی گویون کو بلوا کے سُنا مگر کسی کو صاحب کمال ایسا

صاحب تا شیرہ پایا ای شخص فی الحقیقت تو صاحب کمال اور یگانۂ آفاق ہی آج تیرا ثانی دنیا مین کوئی نہین یہ کہکے
ایک مالا مروارید سفید کا نہایت بیش قیمت تھا موتی اُسکے گول سڈول قد مین بجنسہ کبوتر شیرازی کے برابر تھے
اپنے گلے سے اُتار کے عمرو کو دیا خلعت عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو توڑے اشرفیون کے اسے دو پھر کہا کہ
ابھی مین نے تجکو کچھ نہین دیا ہی تیرے ساتھ بہت کچھ سلوک کرونگی تو نے ایک عمر مین آج میرے دل کو
محظوظ و مسرور کیا ہی عمرو بولا قربانت شوم تمام عمر مین مین نے ایک قدردان پایا ہی مین ابھی اچھی طرح
سے نہین گایا ہون کسی روز گاؤنگا اور تنہا بجا لیا گانا مثل مشہور ہی اکیلا نہ روتا بھلا نہ ہنستا بھلا سنگتی کوئی
میرے ساتھ نہین ہی اگر سنگت میری درست ہو اور ہمراہی میرے میرے ساتھ ہون پھر سنئے کیسا گاتا ہون
اور دیکھیے کہ مین کیا کرتا ہون سرامہ جادو نے کہا کہ ساتھی تیرے کہان ہین اسنے عرض کیا ملیبان لون ہین
ہین اُسنے پوچھا یہان کہان اسنے عرض کیا کہ دریا پار حاضر ہین مین اُنکو ایک جگہ بٹھا کر یہان آیا تھا اگر حضور کا
حکم ہو تو اُنکو جا کے بلا لاؤن سرامہ بولی ایسا نہ ہو کہ تو وعدہ و حیلہ کر کے چلا جاے اور پھر نہ آسے تو ہمین تیرے
اچھی طرح سُننے کا اشتیاق ہی رہجاے عمرو نے گذارش کیا ای ملکۂ آفاق آپ سا قدردان کہان پاؤنگا مدتون
خاک چھانتے چھانتے آپ تک پہونچا ہون میری آرزو تو یہ ہی کہ تمام عمر ان قدمون سے جدا نہ ہون سرامہ
نے کہا تو بتا دے ہمارے آدمی جا کے بلا لائینگے عمرو نے کہا ای ملکۂ دوران وہ کسی کے جانے سے نہ آئینگے وہ
تو سپاہی وضع ہین مجکو اپنا بزرگ نہین جانتے بڑے بانکے ٹیڑھے ہین مین ہی جاؤنگا تو وہ آئینگے اور مین
ابھی جا کے اُنھین لیے آتا ہون کیا کچھ دیر تھوڑی ہوگی شعر یہان سے مین پیک صبا کی طرح سے + گیا اور دم
مین اُنھین لیکے آیا + سرامہ جادو نے اور دو توڑے دیے اور کہا میرے سر کی قسم کھا کہ دغا تو نہ کریگا پھر
آئیگا عمرو نے دوڑ کے سرامہ کے قدمون پر ہاتھ رکھدیا کہ مین ضرور اُنھین لیکے حاضر ہونگا اس امر مین کبھی
دغا نہ کرونگا اور پھر بکمال ادب ملتمس ہوا کہ ای ملکۂ گیتی ستان دریا مین ہزار دن بلائین صدہا آفتین ہوتی ہین
مجکو آنے جانے اندیشہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی گھڑیال وغیرہ غلام کو نہ کھا جاے سرامہ جادو نے ایک انگوٹھی
اپنے ہاتھ سے اُتار کے دی کہ اسے پہن لے اسکے باعث سے کوئی جانور موذی تیری طرف رُخ بھی نہ کریگا
اب جا کر جلدی اپنے ساتھیون کو لا میرے سر کی قسم دیر نہ کرنا دیکھون کتنا جلدی آتا ہی اور ملاحیون
سے کہا کہ جلد اسے اُس پار پہونچا دو اور فوراً اسکو اسکے ساتھیون سمیت لے آؤ مین تمھین انعام دونگی
ملاحیان عمرو کو ساتھ لیکر روانہ ہوئین باتین کرتی ہوئین کہ کہو میان کلاونت تمنے ہماری سرامہ جادو کی
داد دہش دیکھی ہمارے کہنے کی تصدیق ہوئی ملکہ تمسے بہت محظوظ ہوئین خواجہ عمرو نے کہا ابھی کیا ہی دیکھو
تو کیسا اُنکو راضی کرتا ہون بھلا وہ بھی کیا یاد کرتی ہین زندگی بین تو انکو کسی نے ایسا خوش کیا ہوگا جیسا
مین کرونگا غرضکہ یہی باتین چیتین کرتا ہوا کشتی پر سوار ہو کر پار اُترا کہا تم کشتی یہین لگائے رہو مین ابھی اپنے
ہمراہیون کو لیکے آتا ہون وہ سامنے درۂ کوہ مین میرے منتظر بیٹھے ہوے ہین عمرو اُن سب سے یہ کہکر ادھر
روانہ ہوا یہان دامن کوہ مین مقبل وفادار کرب غازی ابو الہول دیوانہ امیر حمزہ صاحبقران
کے پاس بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے کہ خدا جانے عمرو کو کیا ہوا جو صبح سے ابھی تک نہین آیا نہین معلوم
اُسنے کیا کیا کہان گیا ابو الہول بولا کہ وہ اپنے داؤن گھات مین لگا ہوگا آپسمین ابھی یہی باتین تھین کہ ایک
کلاونت کو دیکھا کہ سامنے سے چلا آتا ہی قریب آکر سلام کیا دعا دی کہ اعلی مراتب رہین قربانت شوم

حضور یہان کوہستان مین کہان بیٹھے ہین غلام کا مکان یہان سے بہت قریب ہے وہان تشریف لیچلیے آرام سے
استراحت فرمایے جو کچھ ماحضر ہو اُسے نوش فرمائیے غلام کی عزت کو بڑھائیے امیر حیرت زدہ اُسکی
طرف دیکھ رہے ہین ہرگز نہین پہچانتے آخرکار پوچھا اے شخص تو کون ہے اُسنے عرض کیا کہ ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ
ساحران کا کلاونت ہون شہر زمرد مین دھوم پڑی ہوئی ہے کہ حمزہ چاہ الماس مین آیا ہے ذوفنون جادو
اور نرگس جادو کو مار چکا ہے اب ملکہ دمامہ جادو نے ساحرون کو حکم دیا ہے کہ حمزہ کو مع اُسکے ہمراہیون کے
پکڑ لاؤ ساحر چارطرف ڈھونڈھتے پھرتے ہین مین بھی تلاش مین حمزہ کی نکلا ہون کہ اگر کہین کسی مقام پر کسی صحرا
کسی درۂ کوہ مین ملجاے تو اُسے گرفتار کرکے بحضور ملکہ لیجاؤن اور انعام مین بہت سا روپیہ پاؤن امیر حمزہ
صاحبقران پکارے دور ہو مردک میرے سامنے سے تو بھلا حمزہ کو کیا گرفتار کریگا تو نے کبھی حمزہ کو دیکھا بھی ہے
کچھ پہچانتا بھی ہے اُسنے کہا معلوم ہوا حمزہ تو ہی ہے بیٹھا تو رہ مین جا کر جادوگرون کو لاتا ہون تجھے گرفتار کراتا ہون
یہ کہکر بھاگا صاحبقران عالیشان نے فرمایا لینا اسے جانے نہ پاے مقبل دوڑا قریب پہونچکر کمر مین ہاتھ ڈالدیا
اور کہا کہ چل آ عمرو بولا کہ مجھے اسوقت اکیلا جانکر گھیرا ہے جانتے ہو کہ یہان میرا کوئی حمایتی نہین ہے یاد رکھو کہ اگر مین نے
یہین کھڑے کھڑے ایک آواز دی تو ابھی سیکڑون دل کے دل جادوگرون کے مثل ٹڈی دل کے اسی کوہ و
صحرا سے نکل آینگے اور تمکو فوراً گرفتار کرلیجائینگے کہ تمہارا کہین پتا بھی نہ معلوم ہوگا امیر باتوقیر یہ باتین سنکے چین بجبین
ہوگیے کہنے لگے مقبل مارو تو اسے مقبل نے بموجب ارشاد فیض بنیاد امیر حمزہ صاحبقران ہاتھ اُٹھایا کہ
طمانچہ مارے عمرو نے کہا ادکا کیون شامت آئی ہے مجھے نہین پہچانتا یہ کہکے اپنی بائین آنکھ کا تل دکھایا مقبل
نے جلدی سے ہاتھ عمرو کا چھوڑ دیا امیر پکارے مقبل تو نے چھوڑ کیون دیا اسے کیون نہ مارا کیا یہ جادوگر ہے
عمرو پکارا حمزہ یہ تو مجھے کیا ماریگا تو اُٹھکر آ تو معلوم ہوجاے امیر باتوقیر خشمناک ہوکر چاہتے ہین اُٹھین کہ
مقبل پکارا شہریار یہ خواجہ سلامت ہین امیر نے جو سُنا تو دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کہ خواجہ بخدا مین نے نہین
پہچانا تھا کہو آج صبح سے جو غائب تھے تو کیا کیا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین بڑی مشقت سے سرامہ جادو تک
پہونچا ہون فرمایا اسکے پاس عمرو بولا چلو اُسنے تمہین بلایا ہے مین اُسکو تمہارا مشتاق کرکے تمہین لینے کو آیا ہون امیر
باتوقیر نے ارشاد کیا اے خواجہ کیا واہیات بکتے ہو وہ لکاتہ میری کس چیز کی مشتاق ہوگی عمرو نے گذارش کیا
اس سے کیا غرض ہے آپکو چلنا ہوگا بغیر آپ کے جاے ہوے سرامہ جادو قتل نہ ہوگی اگر چلنا ہے تو چلیے
نہین تو تم اپنی جان کیون بلا مین گرفتار کرون امیر نے کہا اچھا چلو مین چلنے کو موجود ہون مگر اسی صورت سے
چلونگا کہا نہین صورت ضرور تبدیل کیجائیگی پوچھا کہ اچھا کون سی صورت میری بناؤگے کہا گویا بناؤنگا اور مجکو
اپنا باپ کہنا فرمایا مردود کیا جھک مارتا ہے دور ہو میرے سامنے سے مین تیرے باپ کا بھی باپ ہون عمرو نے
کہا اچھا باپ نہ بناتا تو اُستاد کہنا امیر نے فرمایا مین تجھے اُستاد بھی نہین کہونگا خواجہ نے کہا کہ اچھا پھر نہ کہنا
مگر جو مین کہون اُسکی تعمیل مین تو فرق نہ لانا امیر نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے بس خواجہ عمرو نے تین چار دستبقچے
زنبیل سے نکالے امیر نے پوچھا یہ کیا سانگ ہے عمرو نے کہا دیکھیے تو سہی اور ایک ایک دستبقچہ مقبل کو ب
دابو الہول کو دیا اور ایک صاحبقران کے سامنے رکھدیا اور ایک جوڑی طنبورے کی نکال کے رکھدی
امیر نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا یہ لباس پہنیے اور طنبورہ اُٹھائیے امیر نہایت برہم ہوے کہا مین صاحبقران زمان
ہون مجکو سزاوار نہین ہے کہ مین طنبورہ ہاتھ مین لون عمرو نے کہا حمزہ اگر دریاے سیماب سے پار اُترنا ہے اور

سراہنہ جادو کو مار کر شہر زمرد مین پہونچنا ہو تو یہ اختیار کرو نہین تو تمھین اختیار ہے مجھسے شکایت نہ کرنا مجھسے پھر کچھ
نہ ہو سکیگا اور حمزہ ملکہ گردیہ بانو پر عاشق ہو کر کیون گویے بنکر گئے تھے اب اسقدر انکار کرتے ہو فرمایا کیا
تو نے یہ قول حکیمون کا نہین سُنا کہ عشق از قسم جنون است جب انسان مرض عشق مین مبتلا ہوکے خود رفتہ اور
دیوانہ ہو جاتا ہے تو حالت خود رفتگی و دیوانگی مین سب فعل اُس سے ظہور مین آتے ہین جو افعال و کردار باعث
اُنکی ننگ و ذلت کے ہوتے ہین اُنھین وہ اپنی عزت و حرمت کا سبب سمجھتا ہے نصیحت کو دشنام سمجھتا ہے بدنامی
کو اپنا نام جانتا ہے نوبت یہی تک وہ ہوتی ہے کہ جس طرح ہو خواہ رسوائی ہو خواہ کچھ خطرہ ہو مگر معشوق تک
گذر ہو کسی کے روکے سے نہین رکتا منع کیے سے نہین مانتا شعر لاکھ روکین رہ الفت کے بھلا نیوالے
جاتے ہین کوچہ محبوب مین جانیوالے + اُس زمانے مین جو کچھ ہوا وہ ہوا گذشتہ را صلوۃ آیندہ را احتیاط اب تو
بر سبب کعبہ مین کبھی گویا نہ بنونگا اور یہ شکل چاہے تو بنا عمرو نے کہا تمھین اختیار ہے ساحر تمھاری تلاش مین پھر
رہے ہین تمھین اور تمھارے ساتھ والون کو پکڑ لیجائینگے اور مین تو سراہنہ جادو کا کلانوت بنا ہوا ہون یا اور
کوئی صورت بنا کر بچ جاؤنگا لیکن تم کسی طرح نہین بچ سکتے صاحبقران نے فرمایا او بد ذات دزد باریک گردن
لک لک پا ساربان زادے کیا اور کوئی عیاری تجھے یاد نہین ہے جو گویا بنکے گیا عمرو نے کہا آپ کا اجارہ نہین ہے
جو موقع مین نے دیکھا وہ کیا اور اب کچھ نہین ہو سکتا امیر نے مکرر قسم کھائی کہ مین بھی ہرگز گویا نہ بنونگا طنبورہ
ہاتھ مین نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر یہ شکل نہ بنوگے کام خراب ہوگا بہت ذلیل ہوگے فرمایا کچھ ہو مگر مین گویے
کی صورت نہ بنونگا اور جسکی شکل تیرا جی چاہے مجھے بنادے عمرو نے کہا اچھا اگر گویے کی صورت بننے سے
انکار ہے تو غلام کی صورت تمھین بناؤنگا کہ غلاف طنبورے کے تمھارے پاس رہینگے سب کی جوتیان سینیکے تمھین
ہٹھنا ہوگا کپڑے پھٹے پرانے نہایت بوسیدہ پہناؤنگا فرمایا یہ سب مجھے گوارا ہے مگر گویا بننا طنبورہ اُٹھانا ناگوارا
ہے کہا بہت اچھا اور کرب سے خطاب کیا کہ تو تو لباس اپنا پہن کرب نے کہا آپ نے مجھکو آبرو دی ہے مینے
کبھی ایسا لباس نہین پہنا عمرو بولا کہ او ناشدنی تو بھی حمزہ کی طرح عذر کرتا ہے بہت جلدی کیون شامت آئی ہے
کرب غازی ناچار ہوا عمرو نے دستبچہ کھولکر ایک تہ بند بسنتی نکالکر کرب کو پہنایا پگڑی باندھو کی سر پر
باندھی اُسپر طرہ مقیش کا لگایا کمربند طلائی کمر سے باندھا پاجامہ کمخواب کا پہنایا مقبل وفادار اور ابو الہول
کو بھی ایسا ہی بنایا کرب سے کہا کہ طنبورہ ہاتھ مین لے کرب بولا مین طنبورہ بجانا کیا جانون ایسا نہ ہو تار اسکے
میرے ہاتھ سے ٹوٹ جائین کہا کہ جو تار تو نے توڑے تو تجھسے برا کوئی نہین اور بجانے کا طریقہ یہ ہے کہ تار پر آہستہ
سے اُنگلی مارنا کہ اُنمین سے آواز پیدا ہو ایک دو تین ایک دو تین اور جو خلاف اسکے کیا اور کوئی
تار توڑا تو گردن تیری توڑ ڈالونگا کرب نے ناچار طنبورہ اُٹھا کر دامن مین چھپایا اور تونبا اُسکا چھاتی پر رکھا
طنبورہ زرد کہربا کے رنگ کا تھا تار اسپر سارنگ پوری چڑھے ہوئے تھے مقبل سے کہا کہ تو بھی طنبورہ اُٹھا لے
مقبل نے کہا مجھسے طنبورہ اُٹھوا کر شامت اپنی لائے ہو مین بھلا طنبورے کی قدر کیا جانون مثل مشہور ہے کہ
غنچ کیا جانے صابون کا بھاؤ عمرو نے آنکھین نکالکے کہا او کالے تو بھی صاحبقران کی طرح تکرار کرتا ہے مقبل بولا
مین سچ کہتا ہون مین کیا جانون طنبورہ کیا شی ہے اُٹھاکے تیرے سر پر مارونگا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا عمرو نے
پکارا کہ اُٹھا طنبورے کو نہین تیرا سر توڑ دونگا مقبل نے بھی مجبور ہوکر طنبورہ اُٹھا لیا مانند گرز کے کاندھے پر رکھا
ڈھولک ابوالہول کو دی ہر چند اُسنے بھی تکرار کی کہ مین ڈھولک بجانا کیا جانون ایک ہاتھ ایسا مارونگا

ڈھولک پھٹ جائیگی عمرو نے کہا کہ اچھا جو تو ڈھولک نہین لیتا تو یہین پڑا رہ ہمارے ساتھ نہ چل جادوگر تجھے
پکڑ لیجائینگے تو اُسنے سمجھ لیا نہ حمزہ یہان ہو گا نہ مین ہونگا الٰہی الہول ناچار ہو کر اُسنے بھی ڈھولک کا
تسمہ گلے مین لپیٹ کر سپر کی طرح اُٹھا لیا عمرو نے امیر سے کہا کہ امیر یہی وضع آپ بھی بن لیجیے یہ وضع بہت
اچھی ہے صاحبقران نے کہا کہ مین قسم کھا چکا ہون یہ وضع کبھی نہ بنونگا طنبورہ ستار کچھ ہاتھ مین نہ لونگا
عمرو بولا خیر آپ کو ذلیل ہی ہونا منظور ہے مین تو ناچار ہون یہ کہکر ایک پائجامہ سکیچے کا آسکے ٹخنون پر
لال سوہی کے پیوند لگے ہوے انگرکھا موٹی دھوتر کا کہ اُسکے بھی دونون شانون پر گاڑھے کے پیوند
تھے پہننے کو دیا چادر گاڑھے کی اوڑھنے کو دی اس ہیئت سے صاحبقران کو سجا چلتے وقت آئینہ ہاتھ مین
دیا کہ ذرا صورت اپنی دیکھیے امیر نے فرمایا کہ یہ وضع مجھے پسند ہے گو وہ طرح ناگوار ہے القصہ عمرو بن امیہ ضمری
سب کو اپنے ساتھ لیکر دریا کنارے آیا ملاحون سے کہا خوب جلدی آے عمرو نے کہا اب چھوٹی ملکہ راہ دیکھتی
ہونگی اُنھون نے سب کو سوار کرکے لاکر پار اُتار دیا کوئی دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ سراسمہ جادو کا مصنوعی کالا تک
لیکے عمرو بن امیہ ضمری اپنے ساتھیون سمیت داخل باغ ہوا اُسوقت فراش ماہ نے چاندنی کا فرش چمن باغ مین بچھا
رکھا تھا درختون کے گچھے تمامی سے منڈھے ہوے تھے اور ہر شاخ درخت مین گیند مقیشی آویزان تھے کنارے
دریا کے چراغان تھا ہر جگہ اور ہر مقام پر عجب طرح کا سامان تھا عمرو سیر کرتا ہوا خدمت سراسمہ جادو مین چلا
یہان سراسمہ بیٹھی ہوئی برق جادو سے باتین کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ کیون بہن اس گویے کی کیا اچھی
آواز ہے برق کہہ رہی ہے کہ ای ہمشیرہ ہمنے تمام زمانے کے گانے والون کو سُنا مگر ایسا کسی کو نہ پایا یہ تو دنیا مین
اپنا ثانی نہین رکھتا گانا کاہے کو ہے سحر ہے اور سچ پوچھو تو سحر سے بھی زیادہ ہے کہ ہم لوگ جادوگر مشہور ہین اور جادو
کی ہمارے سامنے کوئی اصل و حقیقت نہین دن رات اسی شغل مین ہماری بسر ہوتی ہے پھر کسی دوسرے جادوگر کا
جادو چلانا دشوار ہے مگر یہ ایسا جادوگر ہے کہ اپنے گانے کے سحر سے ہمارے دل کو بیچین کر رکھا ہے بلا کا شخص ہے اور طرہ
یہ کہ نہ اُسکا بیان کوئی سنگتی نہ ساتھی اکیلے اس طرح گانا بجانا اُسی کا کام ہے سراسمہ جادو بولی سچ ہے گر دیکھیے اپنے
ساتھ سنگت والون کو بھی لے آتا ہے یا نہین برق جادو بولی کہ بہن تمنے اُسے ایسا مالا مال کیا ہے کہ وہ
ضرور ہی آئیگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ عمرو سامنے سے دکھائی دیا برق نے سراسمہ سے کہا لو بہن وہ آگیا
دیکھو وہ چلا آتا ہے برق نے کہا ساحری اسے لایا مین سمجھ چکی تھی کہ یہ گیا ہے اب نہ آئیگا عمرو نے قریب آکے
سلام کیا دعا دی کہ چراغ خاندان ساحری و جمشید کا روشن رہے اعلیٰ اعلیٰ مراتب ہون یہ جوڑی زہرہ
و مشتری کی تا دور فلک برقرار رہے کبھی کوئی آسیب نہ آے برق نے مقبل و کرب کو پہچانا مگر امیر باتوقیر
کو نہین جانا ہر طرف دیکھنا شروع کیا کہ حمزہ صاحبقران کہان ہین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ امیر باتوقیر لباس
کہنہ پہنے ہوے برابر کفش کن کے کھڑے ہوے ہین برق نہایت شرمندہ ہوئی دل مین کہنے لگی کہ لعنت
ہے اس دزد باریک گردن لک لک پا ساربان زادے عمرو بن امیہ ضمری عیار پر کیا بری طرح امیر کو
لایا ہے سراسمہ جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا دیکھتی ہو برق نے جواب دیا بہن مین دیکھتی ہون کہ لڑکے اس
گویے کے بہت خوبصورت ہین لباس بھی اچھے اچھے پہنے ہوے ہین سراسمہ جادو نے کہا یہ صاحب کمال ہے
روپیہ اسنے بہت پیدا کیا ہے اگر لڑکے اسکے عمدہ لباس پہنے ہوے ہین تو کیا تعجب ہے قاعدے کی بات ہے اچھی غذا
کھانے سے اچھی صورت ہو جاتی ہے غرض سراسمہ جادو نے عمرو کو بلا کر بٹھایا مقبل و کرب وغیرہ بھی پاس آکے

بیٹھ گئے سرامہ بولی کہ میاں گویے بڑی دیر مین تم آئے خیر ہم مشتاق ہین اب تو تمھارے ساتھ والے بھی آ گئے
جلدی کچھ گاؤ عمرو نے مقبل وفادار و کرب غازی کی طرف دیکھا اُنھون نے گردنین نیچی کر کے سب کی آنکھ بچا کر
عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمھارا افشائے راز ہوگا خوب جو تم یہان پہنچے ہو ناحق یہ صورت بنا کے لائے اگر سرامہ
نے کوئی فرمائش کی تو ہم تو کچھ جانتے نہین کیا ہوگا عمرو نے چپکے سے کہا مین جس طرح تعلیم کرون وہ تم کرو
انھون نے کہا ہمسے کچھ نہ ہوگا گو کہ ان لوگون نے سب کی آنکھین بچا کے عجب چپکے چپکے یہ باتین کین مگر
اتفاقات روزگار انکی سرگوشیون پر سرامہ جادو کی نظر پڑ گئی بیساختہ پوچھنے لگی کیون کیا ہے اب کس بات کا
تردد ہے آپسمین کیا قیل و قال ہے کس امر کی تکرار ہے عمرو نے عرض کیا قربانت شوم یہ لوگ مجکو خاطر مین نہین لاتے ہین
جسوقت انکا جی چاہتا ہے گاتے بجاتے ہین جب نہین جی چاہتا کوئی ہزار کہے یہ صم بکم کی طرح بیٹھے رہتے ہین
اسوقت ہر چند مین کہتا ہون کہ تم ساز بجاؤ مین گاؤن یہ میرا کہنا نہین مانتے میری آبائی طرح وضع کو انھون نے
چھوڑ دیا ہے سپاہ گری پر کمر باندھی ہے بانکپن اختیار کیا ہے بزرگون کے طریقے کو ہاتھ سے دیا ہے سرامہ جادو نے
جواب دیا اچھا اگر یہ اسوقت نہین گاتے بجاتے تو نہ سہی مجھے انسے کچھ سروکار نہین ہے تمھاری مشتاق ہون فقط تمھین
گاؤ جسوقت انکا جی چاہیگا یہ بھی شریک ہو جائینگے عمرو یہ سُنکے بطور سابق اور سازندون کو شریک کر کے
گانے لگا دورہ جام گردش مین آیا عمرو نے کہا قربانت شوم یہ کیا انصاف ہے کہ شراب بھی عنایت نہین ہوتی
شعر: خم کے خم ساقی مہوش نے دیے غیرون کو + وائے قسمت ہمین محروم رہے محفل مین + سرامہ جادو
بولی کیا تجھے بھی اس سے شوق ہے اسنے عرض کیا بلیان لون یہ تو ہماری جنم گھٹی ہے کہا ارے اسے بھی دو
عرض کیا قربانت شوم اگر مجکو دیجیے تو اس طرح دیجیے کہ مین جسے چاہون اُسے دون اور شراب
کو آراستہ کر کے آپ کے واسطے لاؤن کہ آپ بھی پیین تو کہین کہ ہان شراب ایسی ہوتی ہے اس ذائقے
کی شراب آپ نے یقین ہے عمر بھر نہ پی ہو سرامہ جادو نے کہا اس کی ہوئی شراب کو تو کیا بتائیگا اسنے کہا
بلیان لون اسکا تال میل کوئی نہین جانتا ہے مین ملا جلا کر آپ کے واسطے نکال لونگا سرامہ نے کہا
اچھا سب شرابخانہ اسکے حوالے کردو ہم بھی دیکھین کیسی شراب بناتا ہے سب میخانہ عمرو کے حوالے
کر دیا گیا اُسنے سب مین دارو بیہوشی ملا کر پہلے علیحدہ والون کو تقسیم کی بعد اُسکے کچھ شراب مین خوشبو
ملا کے گلابیان بھرین منھ اُنکے تامی سے باندھے طرے اُسپر لگا کے کشتیون مین رکھوا کر سامنے لایا
سرامہ جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی پھڑک گئی برق جادو سے کہا بہن دیکھتی ہو اسکے سلیقے کو بہت بڑا عقلمند
معلوم ہوتا ہے اُسنے کہا کہ اسنے صحبتین اچھی اچھی دیکھی ہین جہاندیدہ بوڑھا آدمی ہے سرامہ جادو نے
کہا کہ مین اسکو اب عمر بھر اپنے پاس سے جانے نہ دونگی تعویذ گلو بنا کر رکھونگی ایک دم اپنے پاس سے
جدا نہ کرونگی برق جادو نے جواب دیا کہ یہ لوگ کسی کے پاس نہین رہتے بیوفائی کر کے چلے جاتے ہین
سرامہ جادو نے کہا یہ سب کہنے کی باتین ہین جب نوکر کو راحت سے رکھو گی اُسکی قدر و منزلت کرو گی
تو پھر کون جائیگا غرض عمرو نے گانا شروع کیا جام شراب گردش مین آیا خواجہ نے ایک سادی گلابی ملکہ
برق جادو کے آگے رکھدی اور ایک اپنے واسطے رکھی باقی سب مین بیہوشی ملا کے صحبت بھر کو قسم دی کہ اس
شراب کو پیو دیکھو مین نے اسمین کیا کاریگری کی ہے سب نے اُسمین خوب نیت بھر بھر کے پی ایک دو گھڑی کے
بعد سب کے دماغون مین بیہوشی نے اثر کیا عجب عالم ہوا نشہ دارو بیہوشی سے خود رفتہ و مدہوش ہو کر

ادل فول اور واہیات بکنے لگے عمرو اور بھی زور دیکے گانے لگا سرامہ جادو ایسی بیخود ہوئی کہ ناچتی اٹھکر کے ہوئی
دو قدم چلی تھی کہ پانون لڑکھڑایا بیہوش ہوکر گر پڑی چہار طرف سے لوگ اٹھے کہ ملکہ کو اٹھالین جو اٹھکر چلا وہ خود
بیہوش ہوکر گر پڑا ایک طرفۃ العین مین ساری صحبت کی صحبت بیہوش ہوگئی برق جادو تو ہوش مین تھی جب
اسنے دیکھا کہ کوئی ہوش مین نہین ہی اسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ارے سن تو سہی تو صاحبقران عالیشان
کو یہ کسکی صورت بناکے لایا ہی اور دوڑ کر قدمون پر امیر کے گر پڑی کہ خدا کے واسطے یہ کیا رسوائی ہی یہ بدذات
آپ کو کس ذلت سے لایا ہی عمرو بولا ای ملکہ مین نے ہر چند چاہا کہ اچھی طرح سے لیچلون مگر انھون نے میرا کہنا
نہ مانا یہ غلامون کی وضع قبول کی طنبورہ ہاتھ مین نہ لیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان سے
عرض کیا کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہی اسلیے کہ سرامہ جادو کا مارا جانا مجھسے نہ دیکھا جائیگا مجھے اور اس سے
کمال درجہ محبت تھی مگر از بسکہ مین نے راہ اسلام مین قدم مارا ہی اگر میری جان بھی کام آے تو آپ پر نثار
کرنے کو موجود ہون پھر کسی اپنے بیگانے کی کیا حقیقت ہی اور اب سرامہ جادو کے مارے جانے سے شہر
زمرد مین تہلکہ پڑجائیگا قیامت برپا ہوگی دمامہ جادو اپنی حالت نہایت تباہ کریگی آپ کا پوشیدہ ہونا
مشکل ہوجائیگا یہ کہکے برق جادو تو بروے ہوا ہوا ہوگئی ادھر عمرو نے جھٹ پٹ کمر سے خنجر نکالکے سرامہ جادو
کو ذبح کر ڈالا بعد اسکے اسی خنجر خونچکان سے اور سب اسکی ساتھ والی جادوگرنیون کا بھی کام تمام کیا سرامہ جادو
اور اُن جادوگرنیون کا مارا جانا تھا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی سنگ باران ہونے لگے آندھی سیاہ چلنے لگی
زمانہ تیرہ و تار ہوگیا سب مکانات جو سحر کے بنے ہوے تھے کرچین ہوکے اڑ گئے بڑی دیر تک یہ تلاطم
برپا رہا جب بعد کئی ساعت کے یہ سب کیفیتین بر طرف ہوئین روشنی ہوئی تو اب نہ وہ باغ ہی نہ وہ مکان ہی
نہ دریا کا کہین نام و نشان ہی صاف میدان معلوم ہوتا ہی یا جو کچھ اصلی اسباب تھا وہ باقی ہی عمرو نے وہ
سب اسباب سمیٹ سماٹ کر نذر زنبیل کیا اور امیر حمزہ صاحبقران سے التماس کیا کہ اب جلد کہین چلکے
پوشیدہ ہوجیے ایسا نہ ہو ملکہ دمامہ جادو آجاے تو کچھ بنائے نہ بن پڑے امیر با توقیر مع عمرو بن امیہ ضمری
اور مقبل وفادار و کرب غازی اور ابو الهول دیوانہ کے جانب صحرا روانہ ہوے اخیین تو صحرا مین جانے دیجیے

جب تک دو کلمے داستان مصیبت بیان شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے بیان کیے جاتے ہین ملاحظہ فرمایے

راوی کہتا ہی کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو شہر زمرد مین تخت حکومت پر بیٹھی ہوئی ہی اور صورت دمامہ کی پہلے ہی بیان ہوچکی ہی مسکو

زلف سیاہ تھی شب عصیان ہا دو جہان
تھین سرخ سرخ دست حنائی کی ایڑیان
رنگ اسکا تھا گناہ کی سیاہی سے بھی سیاہ

ابرو مثال خنجر جلاد آشکار
کہتی تھی تیرگی یہی خال سیاہ کی
جیسے لہو بھری ہوئی چھریون کا تھا گمان
آنکھین چڑھی ہوئین تھین گلگون پیے ہوے
تھی آشتی بوے کفر کہ انسان کی پناہ
یہ اپنی بولی میری حیات کا حال تھا

بلکہ تمام وادی ظلم و ستم کے خار
نقطہ بنی سمت کے سیاہی گناہ کی
تھے دشمن احد و یکتا کے دس نشان
اپنے تئین غرور و خودی سے لیے ہوے
تن کبر و تمرد سے تھی متعفن وہ بارگاہ
لیے دہر کے سفر مین سہانا جمال تھا

ایمان کی خزان رخ گلرنگ کی بہار
خاصان حق کے بغض کی دل مین گرہ نہان
جمشید سامری کی عجب دشمن اله

رخساروں پر داغ چیچک کے گڑھے پڑے ہوے اور ہر گڑھے مین ایک ایک مہاسہ اُٹھا ہوا گویا بہار کے انداز
اپنے اپنے جھونپڑون مین سور کھڑے ہوے ہین اس شکل و شمائل پر لباس شاہانہ نہایت تکلف سے پہنے ہوے

قد قیس ایرج کا تاج سات کنگرون کا سر پر رکھا ہوا کہ ہر کنگرے سے اُسکے شعلۂ آتش نکل رہے ہین اور وہ شعلے
صورتین عجیب و غریب پیدا کرکے آواز دیتے ہین کہ یا خداوند سامری یا خداوند جمشید اور یہ صدا دیکے آپ ہی آپ
غائب ہو جاتے ہین اور گرد تخت دمامہ جادو کے نوسو جادوگر سردار لولاکھہ جادوگرون کے شان و شوکت
سے دنگلون پر بیٹھے ہوے ہین کہ کسی کے دنگل مین چار شیر آتشین لگے ہوے ہین اور اُن شیرون کے
منھ سے شعلۂ آتشین نکل رہے ہین کسی کے دنگل مین اژدہے بنے ہوے ہین کہ جب وہ اژدہے سانس
لیتے ہین کوسون تک صحرا کے درخت جل جاتے ہین جب دم کشی کرتے ہین منزلون سے پہاڑ کھنچکے اُنکے منھ مین
سما جاتے ہین کسی کی کرسی مین فیل آتشین لگے ہین کسی کی دسون اُنگلیان مانند پنجشاخے کے روشن ہین اور
کسی کے منھ سے شرارے نکل رہے ہین کسی کی ناک مین سے دھوان اُٹھ رہا ہے کسی کے کان سے بخارات
نکل رہے ہین کسی کے ہوے سر کے عوض مین مار سیاہ لپٹے ہوے بل کھا رہے ہین کسی کی پیشانی پر بڑے
بڑے بچھو بجاے ابرو بیٹھے ہوے نیش زنی کر رہے ہین گھٹنے سے شانون تک بت بندھے ہوے ہین جنیو گلون مین
پڑے ہوے ہین دھوتیان سُرخ تافتون کی بندھی ہوئین بنارسی دوپٹے اوڑھے ہوے آنچل دونون کاندھون
پر پڑے ہوے وہ ہیبتناک شکلین اُنکی کہ اگر رستم بھی ایک نظر دیکھلے زہرہ آب ہو جاے سب گرد تخت ملکہ
دمامہ جادو کے بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین باہم ذکر ہو رہا ہے کہ سُنا ہے حمزہ شہر زبرجد نگار سے چاہ الماس
کو چلا ہے اور عمرو عیار بھی اُسکے ساتھ ہے کوئی کہتا ہے مین نے سُنا ہے کہ ابوالہول دیوانہ بھی اُس خدا پرست کے ساتھ ہے
اور وہ ہادی ہوا ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین چاہ الماس مین پہونچونگا ایک بولا کہ حمزہ کیا اپنی جان سے بیزار ہے
جو ادھر کا ارادہ کیا ہے اور اگر بالفرض کہ یہان آئیگا بھی تو فوراً مارا جائیگا ایک نے جواب دیا کہ حمزہ نے شہر
کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے وہ اپنے زعم مین سمجھتا ہے کہ مین سب کو غارت کر دونگا لوگ تو یہ باتین
کر رہے ہین مگر دمامہ جادو نام سے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان اور عمرو بن امیہ ضمری کے بیقرار ہی ہے اور
کہہ رہی ہے کہ صاحبو یہ دونون بلاے بے درمان آفت جان ہین خداوند سامری و خداوند جمشید اُنسے اپنی حفاظت
مین رکھے اور میرے تو جو ایام نحوست فرجام تھے وہ سب نکلگئے فقط ایک ہفتہ اور باقی ہے یہ بھی اگر فضل خداوند
سامری و کرم جمشید سے گذر گیا تو پھر مین ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگی ایک ایک کو چن چنکے قتل کرونگی
پھر ابدالآباد تک دین اسلام کا کہین نام و نشان نظر نہ آئیگا کوئی خداے آسمانی کا نام بھی نہ جانیگا یہان ابھی
آپسمین یہ باتین ہو رہی ہین یکایک ایک شور غل واویلا کا ایک طرف سے بلند ہوا دمامہ جادو نے متحیر ہوکے
پکارے کوئی دیکھنا کہ یہ غل کیسا ہے خیر تو ہے کچھ ساحر بموجب حکم ملکہ دمامہ جادو کے دیکھنے کو اپنے اپنے
دنگلون کرسیون پر سے تعجیل تمام اُٹھ کھڑے ہوے دریافت حال کو بڑھے کیا دیکھتے ہین کہ ایک پلنگ پر
لاش ملکہ سرامہ جادو کی ڈالے ہوے اُسکی ساتھ والیان چلاتی ہوئی چلی آتی ہین کہ آج شہر زمرد ویران ہو گیا
آج چراغ آپکے گھر کا بجھگیا آج ہمارے سرون کا تاج اُٹھ گیا ملکہ دمامہ جادو نے جو لاش نور نظر پارۂ جگر
اپنی بیٹی ملکہ سرامہ جادو کی دیکھی بیساختہ مضطر و بیتاب ہوکر لپٹگئی اور چلانے لگی کہ بیٹا تم مر گئین ہکو جیتے جی
قتل کر گئین ہاے انجمن میری بے چراغ ہو گئی ہاے تقدیر میری جاگ کے سو گئی ہاے اے چشم و چراغ میرے
گھر کو اندھیرا کر گئین ہاے اے سرامہ تمنے میری پریشانی و تنہائی پر نظر نہ کی مجکو اکیلا چھوڑ گئین آج گھر میرا ویران
ہو گیا ہاے یہ کیا سامان ہو گیا باغ میرا اُسنسان ہو گیا ہاے اے لال تیرے مرنے سے شہر زمرد مین خاک اُڑنے لگی

پاس وحسرت برسنے لگی ہاے ای نور بصر تمنے اپنے مرنے کی ہمسے خبر بھی نہ کی چپکے سے عدم کی راہ لی ہاے بہن کدھر چلی
اب کسکو بیٹی کہکے پکارونگی ہاے اب کسکے سر پر اپنا سر وارونگی ہاے سرامہ تم میری کمر توڑ گئین اس بڑھیا ماں
کو ٹھوکرین کھانے کے لیے چھوڑ گئین ہاے ای بیٹا آج کل ہمپر ایام نحس آ رہے تھے ہم سمجھے تھے کہ ہم مر جاینگے تم
ہماری مٹی عزیز کروگی ہم یہ نہ جانتے تھے بیشتر تم چل بسوگی ہمسے پہلے تمہین مروگی غرض اسی طرح کے بین کرکے روئی
جب زیادہ محبت مادری نے زور کیا منہ سے منہ ملنا شروع کیا پچھاڑین کھانے لگی پیٹتے پیٹتے منہ سوج گیا
اسی حالت مین ملکہ برق جادو بھی بیہوش ہوگئی گو کہ اسی نے عمرو کو سرامہ کے مکان کا رستہ بتایا تھا اور یہ بذات خود
امیر حمزۂ عالیمقام کی طرفدار رہی مگر چونکہ یہ اور سرامہ جادو ساتھ کھیل کے بڑی ہوئی تھین اور ساتھ کھیلنے کی بڑی
محبت ہوتی ہی یہ دونون آپسمین یکجان دو قالب تھین گھڑی بھر اُسکو بغیر اسکے چین نہین آتا تھا اُسکو بغیر اسکے
کوئی سیر کوئی تماشا نہ بھاتا تھا مصرع یہ اُسپر تصدق وہ اسکی فدائی + بچپنے کی محبت نے جو زور کیا خون نے جوش مارا
دل قابو سے باہر ہوگیا تاب ضبط باقی نہ رہی بیساختہ ہاے ہمشیرہ کہکے لاش سے لپٹگئی اور بعد گریہ وزاری
و ہزار نالہ و بیقراری یہ بین کرنے لگی کہ ہاے ای بہن تمکو کیا ہوگیا تمنے کچھ ہماری محبت و الفت کا بھی خیال نہ کیا
ہمسے منہ موڑ لیا ساتھ چھوڑ دیا ہاے ای بہن تمھین تو بغیر میرے کہین چین نہ آتا تھا آج کیا ہوگیا کہ ہمسے بے کہے
سُنے اور ہمین بغیر ساتھ لیے راہی ملک عدم ہوگئین ہاے بہن اب ہمین بھی اپنے پاس بلوا لیجیے سفر نہ کر داب
ہمین ایک لحظہ بھر زندگی دشوار ہی تمھارے بلانے کا انتظار ہی ہان بہن خوب سو چکین اب بیدار ہو نیند سے
ہشیار ہو کچھ منہ سے جواب دو کہ تسلی دل خانہ خراب ہو ہاے وہ کون ظالم تھا جسے تمھاری جوانی پر رحم نہ آیا
ہاے میری تقدیر آج سو گئی مین بن بہن کی ہوگئی اور اُسی حالت بیقراری و نوحہ و زاری مین پکاری کہ ارے
لوگو اتنا ثواب لینا کہ مجھے بھی انکے ساتھ دفن کر دینا مین اور یہ یکجان دو قالب تھے آپسمین طالب و مطلوب
تھے مجھسے اور انسے عہد تھا کہ جہان جاینگے ہم تم ساتھ جاینگے اب یہ کیا بدعہدی انھون نے کی کہ خود
چلی گئین ہمکو چھوڑ گئین اور چاہا کہ سر زمین پر دے مارے لوگ لپٹگئے غرض ایسا روئی کہ حالت غیر ہوگئی دمامہ
اپنا رونا بھی بھول گئی لوگون نے دمامہ سے کہا کہ یہ دونون آفتاب و مہتاب شہر زہرہ شہر کی تھین سرامہ جادو
تو مر چکی اب برق جادو کو غنیمت جانیے انکو بھولی آنکھ کا دیدہ سمجھیے اپنا رونا موقوف کیجیے برق جادو
کو تسلی دیجیے کہ حالت اُنکی تباہ ہی اور اگر آپ بھی اپنا حال تباہ کرینگی تو انکو کون روکیگا انکی زندگی غنیمت
جانیے ہمارا کہنا مانیے بس دمامہ جادو نے اپنا رونا موقوف کرکے برق جادو کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور
کہا بیٹا تو کیون اپنے کو ہلاک کرتی ہی اس پیٹنے سے کیا فائدہ ہی تیرے رونے سے سرامہ زندہ نہ ہو جائیگی
اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا صبر کرو ہمارا جگر دیکھو کہ یہ تو ہمنے ہمارے پیٹ مین رہی اپنا لہو چسا چسا کے
اسکو پالا تھا ہمارے دل کی کیا حالت ہوگی مگر ناچار صبر کیا تو بھی اب صبر و شکر کر برق جادو نے کہا کہ
خالہ امان آپ جو فرماتی ہین بجا فرماتی ہین آپ کا حق بطرفہ ہی مگر مین تو سوا ملکہ سرامہ جادو کے اور کسی کے
پاس بیٹھتی اُٹھتی بھی نہ تھی میری تو آنکھون کے نیچے اُنکی صورت پھر رہی ہی اور یہ کہکے پھر پکاری کہ ہاے ای
بہن ملکہ سرامہ جادو تم جہان سے اُٹھ گئین ہم رہگئے ایسی جگہ تم جا بسین کہ وہان سے کوئی جا کے پھر نہین آسکتا
نہ کسی کا کچھ حال معلوم ہوسکتا ہی مصرع نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے + وہ تمھاری محبتین یاد آتی ہین
دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی ہاے ای بہن کیا تمنے اسی واسطے ہمسے محبت بڑھائی تھی کہ آپ چلی جاؤگی ہمکو

انکی بلا مین تیرے جاؤگی بہن کچھ وصیت تو ہمسے کر گئی ہوتین ہائے ای بہن آخری وقت مین ہمنے تمہین نہ دیکھا دماسہ جادو
اور جتنے ساحر ساحرہ تھے سب کے سب ملکہ برق جادو کے بین جانگزا پر بے اختیار رو رہے تھے آخر دماسہ
نے کہا کہ بیٹا رونا تو عمر بھر ہی شعر جسوقت یاد آئینگی یہ جان کھوئینگے + جب تک جئینگے انکی جدائی پہ روئینگے
اب آخری خدمت تو سرامہ جادو کی کرلو انھین جلا پھونک تو لو برق جادو نے تڑپ کے جواب دیا کہ
خالہ امان مین انکو کبھی نہ جلاؤنگی یہ مجھسے ہرگز نہ ہوگا بین انکو زمین مین دفن کرونگی برابر انکے اپنی بھی قبر
بناؤنگی مگر مین سخت جان ہون دم تو نکلیگا نہین خیر قبر پہ ملکہ کی جھاڑو دیا کرونگی دماسہ بولی اچھا بیٹا پھر
جسطرح جی چاہے تو کرو ہم منع نہین کرتے گو کہ یہ طریقہ خدا پرستون مسلمانون کا ہی مگر تجھے بہر طور تیری خوشی منظور
ہی برق جادو چیخ مار کر روئی اور کہنے لگی کہ کیون بہن ہم اسی واسطے زندہ رہگئے کہ تمھاری قبر بنوائین تمھین
دفن کرائین یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے مُنھ پر مارے کہ ہائے سرامہ کچھ بات کرو مُنھ سے بولو ایسی ہمسے
خفا ہو کہ ہماری بات کا جواب بھی نہین دیتین اور ہان سچ ہی تمتو ہمسے خفا ہوا چاہو کہ تمھارے قاتلون کو بھی
ہمنے نہین ڈھونڈھا مگر ہمشیرہ یہ سمجھ لو کہ کیا ہم انھین چھوڑ دینگے بہن یہ تو تم بتاؤ کہ قاتل تمھارا کون ہی اس
بین سے ہر طرف اور بھی کہرام برپا ہوا آخر کار بطور خدا پرستون کے دفن کا سامان ہونے لگا صندوق
چوب صندل سفید کا بنوایا گیا اُسمین لاش اُس لکا تنکی رکھی اور جہان کہ یہ سرامہ جادو پیدا ہوئی تھی
اُسی مکان مین لاکر دفن کیا پختہ قبر بنوائی گئی اُسپر ایک بہت بھاری مخمل مغرق کار چوبی کمخواب کا شامیانہ
استادہ کرایا نخلنے کے لونے گرد پیش قبر کے روشن کروائے اب برق جادو قبر سے لپٹی ہوئی رو رہی ہی اور
کہہ رہی ہی کہ بہن مجھے بھی اپنے پاس بلا لو مین تمھارے بغیر زندگی کیونکر بسر کرونگی دماسہ جادو نے ہاتھ پکڑ کر
اُٹھایا کہ بیٹا بس جانے دو آؤ چلو یہان سے برق جادو نے کہا کہ خالہ امان کہان جاؤن میرا جانے آنے کا
تو ٹھکانا انھین کے پاس تھا آپ تشریف لیجائیے مین یہین بیٹھی رہونگی شاید یہ کبھی کچھ بات کرین تو کوئی تو
جواب دینے والا مصاحب اور انیس انکے پاس چاہیے دماسہ جادو نے کہا کہ بیٹا لو اور رحم یہ جان بیتاب
تو ان کو مارے ڈالتی ہی اب سرامہ کہا زندہ ہوئی جو تو اُسکی بات کا جواب دیگی ارے کہین مردے
بھی زندہ ہوے ہین کیسی کیسی صورتین خاک مین ملگئین کیسے کیسے عاشق و معشوق آن واحد مین جدا ہوگئے مسدس

باغ دنیا مین نئے پھول کھلا کرتے ہین
رات دن اہل زمین انکا گلا کرتے ہین
جو بناتے تھے سدا راتون کو زلف کاکل
پھول ہین انکی لحد پر نہ صدائے بلبل
جنمین ہر پہتے کبھی لالۂ خود رو خندان
دل مایوس کے مانند وہی ہین ویران
عمر بھر عطر سے مٹی کے جنھین نفرت تھی
اُسی ناشاد پہ کیا کیا ہر یاس ہنسی
خلق جو شاہانہ جو اورون کو پہناتیں افسوس
قبر مین کرم اُسی جسم کو کھائین افسوس

فصل گل مین گل و بلبل کو جدا کرتے ہین
سیکڑون قافلے پردیس مین لٹجاتے ہین
انکی تربت پہ نہین سایۂ نخل سنبل
فاتحہ پڑھنے کو گا ہے جو صبا آتی ہی
تربتین سیکڑون گمنام جگرون کی ہین دہان
سونی ڈیوڑھی ہی تو سنسان جلو خانہ ہی
ہا افسوس کسی نے نہ اُنھین دی مٹی
ہائے جو لوگ بسر کرتے تھے گلزار دن مین
راہ پر دہکر بن قبرون کو لگائین افسوس
ہنچی جبیت عیب تھی جن نا مردون کے نزدیک

آسمان ظلم و ستم روز بنا کرتے ہین
پالے آغوش کے اک آن مین چھپ جاتے ہین
دہشت کرتے تھے جو پھولون کو بت غیرت گل
رحم کھا کے کبھی چار پہ وہ دیجاتی ہی
ایک مدت رہے آباد جو شاہون کے مکان
ہی کسی جا پہ اُداسی کہین ویرانہ ہی
ایک شب بھی نہ ہوا رنج سے واقف جو کبھی
انکے سبزہ بھی اب اُگتے ہین اُجاڑ ہین جنگل
پاس جنکے تن کے گلگشت بھی نہ آئین افسوس
تختۂ قبر ہین اب اُنکے سرون کے نزدیک

جنہین تنہا نہ رہا کرتا تھا اکثر سامان
پڑے سوتے ہین فاعتبروا دیکھ کے سب پیر و جوان
نہین پڑتا تھا اکیلے مین نہ جنکو دم بھر
پھر گیا زیر فلک حلق پہ اُنکے خنجر
پیچ کر جو دیے فقیرون کو دیے تلرج دلوا
ظلمت قبر سے حیران ہین اب وہ کیا کیا
جام جم ہے نہ وہ آئینۂ اسکندر ہی
ہین سلیمان کہان اور کدھر لشکر ہی
نخوت و کبر کی ہر وقت جو پیتے تھے شراب
آج تابوت اُٹھاتے ہین اُسی کا احباب
اب کدھر یوسف کنعان ہین کہان ہے وہ جمال
باغ جنت ہوا اب باد خزان سے پامال
جنکا سر رکھتے تھے زانو پہ حسینان جہان
اب گل باغ تمنا ہین اُنھین پر خندان
جو گیا ملک عدم پھر نہ پھرا کیا دیکھا
بھولا اس آئینے کی سیر کچھ ایسا دیکھا

خانۂ گور کی صورت وہ مکان ہین ویران
سینے عبرت سے نہ کیون چاک ہون یارون کے
گوشۂ قبر مین تنہا ہین وہی رشک قمر
ناز اُٹھاتے تھے سدا جنکے پرستارون نے
شاہ جو تھے اُنھین کشکول گدائی بخشا
ہیکلین زیب گلو کل رہین زینت کیسے
ساغر چشم بعینہ نگہ ششدر ہے
جن سلیح اُنکے تھے کیا حال کہون شوکت کا
مُنھ چھپاتے ہین کفن سے وہ کچھ ایسا ہے حجاب
پوچھے اتنا تو کوئی کسلیے مُنھ موڑ آئے
اب بھی ہے عشق کا کچھ اُنکے زلیخا کو خیال
نہ کہین گاہ ہے تیا اور نہ مکان باقی ہے
ڈھیلے اُس سر کے تلے رکھتے ہین سب پیر و جوان
فرش سنجاب کا ہر وقت جہان دیکھا ہے
شیشۂ عمر سکندر نے شکستہ دیکھا
آب دنیا سے کبھی سیر تو نگر نہ ہوے

طاق کسریٰ کا اسی واسطے باقی ہے نشان
ڈھیر مٹی کے ہین یا قصر ہین سرداران کے
تنگ ہوتے تھے گریبان کی جو تنگی سے بشر
ظلم قاآنی سے اب اُنھین بیچارون نے
اپنے اپنے گھرون مین جو لگاتے تھے سدا
آج ہین قبر کے تعویذ حفاظت کے لیے
کل جو تھا صاحب زر آج فقیر بے زر ہے
اب نشان تک نہین ملتا ہی کہین تربت کا
کل جدائی کی نہ جس شخص کی لا سکتے تھے تاب
جا کے کیون گور غریبان مین اُسے چھوڑ آئے
کیا ہوئی سر سے زلیخا کے وہ شادی جمال
نام کو مصر مین تربت کا نشان باقی ہے
جنکے گھر مین تھین ہمیشہ سے مرادین مہمان
خس و خاشاک کا اب ڈھیر وہان دیکھا ہے
عقل حیران ہے کیا جا کے تماشا دیکھا
ایک دن بھی تو لب ساغر جم تر نہ ہوے

بیٹا اب قبر کو چھوڑ دے گھر مین چلکے بیٹھ ایسا ہی ہے تو گھر مین چلکے خوب سا دل کھول کر رو لیجیو برق جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کہہ رہی ہے خالہ امان آپ کیا کہتی ہین کس کا گھر کسکا دوسرا اب میرا گھر یہی ہے جہان بیٹھی ہون مین انھین اس اکیلے گھر مین تنہا چھوڑ کے نہ جاؤنگی آپ ناحق اسقدر اصرار کرتی ہین ہان اُنکے قاتلون کو ڈھونڈھوا لیجے اگر وہ ہاتھ لگجائین تو مجھے بھی بلا لیجیے گا برق جادو نے وہ حال بنایا کہ دمامہ جادو کو یقین کلی ہو گیا کہ اگر مین اسے یہان چھوڑ کے چلی گئی تو بیشک یہ اپنے کو ہلاک کر ڈالیگی غرض سمجھا بجھا کے اُسے قبر سے جُدا کرکے اپنے گھر لیگئی لیکن ہر وقت اسے خوف لگا ہی رہتا ہے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے کو ملکہ سرامہ جادو کے غم مین ہلاک کرے اس خیال سے اسے چھوڑ کر گھر سے کہین نہین جاتی ایک دن اس مکارہ دمامہ نے کہا کہ ای برق جادو کہین سیر کو جاکے دل کو بہلا کہ کچھ تو غم غلط ہو رنج و الم بھولے اور جادوگرون سے اشارہ کیا کہ اسے کہین لیجاؤ کسی مقام کی سیر کرا لاؤ بموجب حکم ملکہ دمامہ جادو کے جادوگر ملکہ برق جادو کو اپنے ہمراہ لیکے ایک طرف روانہ ہوے اور برق جادو اُنسے جدا ہوکے امیر حمزہ صاحبقران کی ملاقات کو روانہ ہوئی اب وہان کا حال سُنیے کہ جب ملکہ دمامہ جادو سرامہ جادو کو گاڑ دبا کے اپنے مکان پر آکے بیٹھی تو لوگون نے عرض کیا کہ حمزہ نے چاہ الماس مین داخل ہوکر پہلے ذوفنون جادو کو مارا بعد اسکے نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اب جب سرامہ جادو کو مارا ہے تو آپ کو خبر ہوئی مگر نہین معلوم حمزہ نے ان تینون کو کیونکر مارا سنتے ہین کہ وہ سحر بالکل نہین جانتا پھر کس طرح نرگس جادو اور سرامہ جادو پر غالب ہوا دمامہ جادو نے جواب دیا کہ تم لوگ نہین جانتے حمزہ مالک باطل السحر ہے اُسنے لاکھون جادوگرون کو اسی طرح قتل کیا ہے تم توقف کرو

مین پہلے اُسکی تدبیر کرلون تو حمزہ کو بھی گرفتار کرنے جاؤن اور تم سب کو چار طرف روانہ کردون کہ جسکے ہاتھ لگجاے وہ اُسے پکڑ لاے یہ کہکر اسباب سحر طلب کیا جب موم سپید و شراب طائر صحرائی کالے ماش موہن بھوگ کے گرہاو پان کا بیڑا ہار پھولون کے لونگین سب چیزین لاکر رکھی گئین ڈہرو بجانیوالے حاضر ہوے پہلے اسنے بچۂ خوک کو ذبح کیا اور خون اُسکا ایک تھال مین لیا اور اُسی خون خوک سے چوکا دیا باقی خون پانی مین ملا کر اُس سے وہ نجس العین نہائی نہا دہو کے چوکے مین بیٹھ کر ایک سو ایک طائر گردنین مروڑ مروڑ کر اُنکا خون چوسا اور اسم سحر پڑھنے لگی پھر اُس بچۂ خوک پر جو ایک طرف مرا ہوا پڑا تھا کچھ دانے ماش کے پڑھ پڑھ کے مارے کہ وہ بزور سحر زندہ ہو کے اسکے سامنے آکھڑا ہوا اسنے اُسکی پیشانی پر سیندور کا ٹیکا دیا گلے مین ہار ڈالے اور پھر کچھ اسم سحر پڑھنے لگی کہ وہ خوک گرد پھرنے لگا ایک سات چکر مارے تھے کہ دامہ نے اشارہ کیا وہ ٹھہر گیا گرہاو موہن بھوگ کے تیار رکھے تھے دامہ نے وہ اُسے کھلاے سات گرہاو اُسنے کھالئے بعد اُسکے سات قرابے شراب تند و تیز کے اُسکو پلاے بنگالی جو ڈہرو بجانے کو بیٹھے تھے اُنکی جان پر صدمہ تھا اور دل مین کہتی تھی کہ یہ بچۂ خوک تو اتنا سا ہی سات گرہاو موہن بھوگ کے کون کھا گیا اور اتنے بڑے بڑے سات قرابے شراب تیز و تند کے کون پی گیا مگر ناچار ڈہرو بجا رہے تھے جب دامہ ہاتھ سے اشارہ کرتی تھی تو زور زور بجانے لگتے تھے نہین تو آہستہ آہستہ بجاتے تھے یہان تک کہ اُس خوک نے کھا پی کے جماہی لی منھ جو اُسکا کھلا دامہ نے تھوڑا سا موم لیکے اُسمین ڈالدیا اُسنے منھ بند کرلیا اور پھر دامہ جادو کے آس پاس چکر مارنے لگا ایک سو ایک چکر لگاے تھے کہ اسنے اشارہ کیا وہ کھڑا ہو گیا اور منھ کھولدیا دامہ نے وہ موم اُسکے منھ سے نکال لیا وہ خوک مثل گرگ پڑا اور مثل مردۂ صد سالہ کے ہو گیا اسنے بنگالیون سے اشارہ کیا کہ تم لوگ اب چلے جاؤ وہ اُسی وقت اپنی اپنی جانین لیکے بھاگے دامہ نے اُس موم کا ایک پتلہ بنایا اور اُسکے منھ پر اور سینے پر سوئیان چبھوئین اور ایک شیشے مین اُس پتلے کو رکھکے منھ پر شیشے کے کوری مٹی کا سکورا رکھکے موم سے بند کر دیا اور کچھ پڑھ کے زمین مین دفن کردیا بعد اسکے پھر نہا دہو کے اپنے مقام پر آکے بیٹھی چند ساحرون کو طلب کیا ساحر حاضر دربار ہوے بعد سلام و دعا کے سب نے دست ادب باندھ کے عرض کیا ای شہنشاہ ساحران ملکۂ عالم کیا ہی خیر تو ہی کیون غلامون کو یاد کیا ہی دامہ جادو نے جواب دیا کہ مین نے بزور سحر حمزہ کو بیکار کردیا ہی یعنے اسم اعظم اُسکا بند کرلیا ہی اب تم سب جاؤ اور جہان جسے وہ ملجاے فوراً بے غل و غش اُسے گرفتار کرلاے اور مین بھی جاتی ہون جہان کہین مجھے ملجائیگا مین ہی پکڑ لاؤنگی کام اُسکا تمام کرونگی یہ سنکے سب جادوگرون نے سلام کیا اور اپنی اپنی طرف روانہ ہوگئے کوئی کسی طرف گیا کوئی کسی جانب روانہ ہوا دامہ جادو بھی اُن سب کو رخصت کرکے تلاش زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان مین روانہ ہوئی اُس لکاتہ دامہ جادو

کو تو یونہین سرگردان تلاش امیر حمزۂ صاحبقران مین حیران و پریشان چھوڑا جاتا ہی

جبتک دو کلمے داستان حیرت بیان آنا برق جادو کا خدمت امیر باتوقیر مین بیان کیے جاتے ہین

کہ جب صاحبقران عالیشان معہ عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار و کرب غازی اور ابوالہول دیوانہ کے ملکہ سرامہ جادو کو جہنم واصل کرکے جانب صحرا روانہ ہوے جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچے دیکھا شام ہو گئی ہی سوچے کہ اب رات کو اُس صحراے پر خار اور دشت تیرہ و تار مین کیونکر راہ چل سکینگے نہین معلوم اندھیرے مین کہان کے کہان چلے جائین راستہ پائین نہ پائین خدا جانے کیا ہو کیا نہ ہو نہ کوئی راہ گیر راستہ چلتا ہی

کہ اُس سے راہ پوچھین نہ کوئی پگڈنڈی معلوم ہوتی ہی کہ اُسی لکیر پر نظیر ہو کے چلین اس سے بہتر یہی ہی کہ آج رات
کی رات یہین بسر کرین جس طرح ہو سکے گذر کرین جب سفیدۂ صبح نمودار ہو مسافر مغرب اپنی منزل مشرق سے
برآمد ہو کے رہرو مغرب ہو تو ہم بھی بیابان سے روانہ ہو جائین ابھی امیر با اقبال اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے
یکایک بجلی چمکی اور ملکہ برق جادو سامنے سے نمایان ہوئی آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا نذر دی عرض کیا ای
شہریار مبارک ہو کہ آپ نے کمر دمامہ جادو کی توڑ ڈالی شہر زہرہ مین قیامت برپا ہی عجب طرح کا تہلکہ ہی دمامہ
کے ہوش و حواس بجا نہین ہین سارا زور اور گھمنڈ اُسکا مٹ گیا ہی مگر ای شہریار اُس علامہ نے آج بزور سحر
اسم اعظم آپ کا بند کر دیا ہی اب بہت خبردار و ہوشیار رہیے گا کہین نرگس جادو والے معاملے کی طرح غفلت
نہ کیجیے گا نہین نصیب دشمنان جان بری مشکل ہو گی اُسکی مرتبہ تو مین آپ کے ساتھ رہتی تھی ہر جگہ پر آپ اُسکے
دام مکر و فریب مین گرفتار ہوا چاہتے تھے مگر مین خبردار و ہوشیار کر دیتی تھی لیکن یہ ایسا نازک اور مشکل مقدمہ ہی کہ مین
دمامہ جادو کے مقابلے مین ظاہر بظاہر آپ کے ساتھ نہین رہ سکتی اور میری راے ناقص مین تو یہ آتا ہی
کہ ابھی آپ اپنے کو جہان تک ہو سکے پوشیدہ کیجیے دمامہ کے دل کو سرامہ جادو کا ابھی تازہ غم ہی ہر وقت اُسی کا
رنج و الم ہی غصے مین بھری ہوئی آگ بگولا بنی ہوئی ہی خدا جانے ابھی وہ کیا کیا آفتین برپا کریگی کیسی کیسی قیامتین ڈھائیگی
آپ کا پھر زور نہ چل سکیگا نصیب دشمنان پریشان ہوجیے گا صاحبقران عالیشان نے یہ کلام وحشت انجام
برق جادو کی زبان سے سُنکے اسم اعظم کو جو یاد کیا تو بالکل فراموش تھا ایک حرف نہ یاد آتا تھا کوئی شکل نام کو بھی
نہ ذہن مین آتی تھی ہر لفظ لوح دل سے محو تھا نہایت مضطرب ہوئے برق جادو نے عرض کیا ای شہریار آپ اسقدر
ہراسان و پریشان نہ ہوجیے کریم کارساز کو یاد کیجیے مین نے سُنا ہی کہ اکثر اسم اعظم بند ہو گیا ہی مگر آپ پر خدا نے
اپنا فضل کیا ہی دشمن پر آپ فتحیاب ہوے ہین اسم اعظم کا بند ہو جانا گویا آپ کے مظفر و منصور ہونے کی علامت
ہی امیر با توقیر نے فرمایا ای برق جادو سچ ہی مجھپر ایسا ہی کرم الٰہی ہوا کیا ہی اور عمرو کے باعث سے تو ایسے ایسے
کارہاے مشکل بر و براہ ہوے ہین اور ایسی ایسی مہمین سر ہوئی ہین کہ مین بیان نہین کر سکتا اسنے بعض بعض مقامات
پر ایسی ایسی عیاریان اور چالاکیان کی ہین کہ بشر کی عقل دنگ ہی برق نے کہا کہ پھر خواجہ صاحب تو آپ کے
ساتھ موجود ہی ہین اور کنیز بھی حاضر ہی مجھسے جو کچھ خدمتگزاری آپ کی ہو سکیگی مین باہر نہین ہون کبھی کسی
امر مین کمی نہ کرونگی مگر بالفعل دمامہ جادو دیوانی ہو رہی ہی چڑیل بنی ہوئی ہی اور آپ کو ڈھونڈھتی پھرتی ہی
آپ اپنے کو ایسا چھپائیے کہ کوئی آپ کو نہ پائے چندے چھپ کر بیٹھیے پھر سمجھ لیجیے گا ذرا یہ جو آگ بھڑک
رہی ہی اسے ٹھنڈھا ہو جانے دیجیے پھر دیکھیے خدا کیا کرتا ہی آپ کا تو ہر کام محول بخدا ہی پھر آپ کو کیا
اندیشہ ہی اور کنیز اب جاتی ہی دو چار روز حاضر نہ ہو گی امیر عالیمقام نے کہا خدا حافظ برق جادو نے سلام کیا
اور برو سے ہوا روانہ ہوئی اب امیر نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ای یار وفادار و ای دوست غمگسار افسوس ہی
سوا خدا کی ذات کے کوئی ہمارا یار و مددگار نہین ہی اسم اعظم بھی بند ہو چکا برق جادو نے دمامہ کے خوف
سے آمد و رفت موقوف کی اب دیکھیے خدا کیا کرتا ہی ظاہرا تو کوئی صورت ہمارے زندہ رہنے کی نہین معلوم ہوتی
اور دو چار روز ہم بھلا کہان پوشیدہ ہون کہ کوئی ہمکو نہ جانے نہ کوئی پہچانے عمرو نے جواب دیا حمزہ چھپنے کی
بہت سی صورتین ہین فرمایا بیان کرو اُسنے عرض کیا ایک تو یہ کہ مین منڈھی حضرت دانیال پیغمبر کی استادہ کر دون
آپ اُسمین دو چار دن کیا مہینون برسون بیٹھے رہیے زمانہ پھر جاے تو کچھ نہ بنا سکے سحر تاثیر نہ کرے جن و پری کا

سایہ کہین ہمسایہ مین بھی نہ آسکے دوسری صورت یہ ہی کہ گلیم ابراہیمی مین چھپا رکھون تیسری صورت یہ ہی کلاہ ہندی
دون اُسے پہن لیجیے آپ کو کوئی نہ دیکھ سکے چوتھی شکل یہ ہی کہ مین آپ کو مع مقبل اور ابوالہول کے زنبیل
مین ڈال لون اور خود پوشیدہ پھرا کرون پانچوین صورت یہ ہی کہ مین گلیم عیاری اوڑھ کر پوشیدہ جاکے دمامہ
جادو کو مار ڈالون صاحبقران نے عمرو کو اپنے گلے سے لگا کے کہا کہ خواجہ مرحبا صد مرحبا کیون نہ ہو تمکو
ایسا ہی جانتا ہون بلکہ شعر گل باغ مہر و وفا جانتا ہون + کچھ اس سے بھی تمکو سوا جانتا ہون + مگر اے خواجہ
تم خوب واقف ہو کہ مین نے کبھی ان چیزون سے کام نہین لیا بلکہ تمسے بھی اکثر یہی کہا کیا کہ خواجہ ان اشیا
اپنی جان تو بچانا مگر کسی کو مارنا نہین مین یہ ننگ اپنے واسطے کبھی گوارا نہ کرونگا کہ وقت تعب و تحنت سے ڈرون
اور تمھاری پناہ مین چھپ کے بیٹھون ہمیشہ میری نظر خداے لایزال وایزد متعال پر ہی اُسنے ہر مشکل مین میری
مدد کی اب بھی اگر اُسے میرا بچانا منظور ہی تو میری حفاظت کیا دور ہی اور جو اسکی بہانے قضا میری آئی ہی تو
بسم اللہ راضی برضا ہون اور خواجہ یہ جو اسباب تمھارے پاس موجود ہین مین نے کبھی اُنسے کام نہین
لیا اور ہزارون ساحرون کو قتل کیا بہت سے شہر جادوگرون کے ملے مگر مین کہین چھپ کر نہین بیٹھا جہان
خدا نے سب آفتون اور مصیبتون سے مجھے بچایا ہی اب بھی اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھیگا اور مین تمکو
منع نہین کرتا تم شوق سے جاؤ دمامہ جادو کے قتل کی تدبیر کرو مگر اُسی طرح کہ عیاری کرکے قتل کرنا خبردار
گلیم مین غائب ہوکے ہلاک نہ کرنا عمرو بولا خیر سمجھا جائیگا اب تو یہان سے نکل چلیے کہین محفوظ مقام پر پوشیدہ ہو
بیٹھین غرض امیر یہ باتین کرکے آگے بڑھے جاتے جاتے ایک اور صحراے وحشت انگیز اور وادی دہشت خیز
مین پہونچے یہ ویسا ہی صحرا ہی جیسا کہ نرگس جادو کے باغ مین جانے کے وقت انکو ملا تھا امیر حمزہ
صاحبقران باحال پریشان اُس صحراے ہولناک کو طی کرتے ہوے چلے جاتے ہین یکایک ایک طرف سے
آواز گریہ وزاری اور نوحہ و بیقراری کی کان مین آئی امیر متحیر ہوے کہ اس جنگل مین نہ کوئی مکان ہی نہ کہین
کوئی بستی نظر آتی ہی پھر یہ آواز رونے کی کہان سے کان مین آتی ہی عمرو و مقبل و کرب وغیرہ بھی دیکھنے لگے
کہ یہ آواز کس ستم رسیدہ مصیبت کشیدہ کی ہی دریافت حال کے لیے اُسی آواز کی طرف بڑھے ابھی تھوڑی دور
آگے گئے ہین ناگاہ دیکھا کہ ملکہ سرو سیمتن باحال پریشان گریان و نالان سر کے بال کھلے ہوے کپڑے
پھٹے ہوے چلاتی چلی آتی ہی کہ یا امیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپ تو ساحرون کے استیصال کے لیے
یہان تشریف لاے ہین مگر کچھ اپنے ناموس کی بھی خبر ہی امیر با توقیر چونکہ نہایت غیور ہین ناموس کا نام
سُنتے ہی نہایت حیران و پریشان ہوکے وہین سے پوچھتے ہوے بڑھے کہ اے ملکہ سرو سیمتن خیر تو ہی کچھ مفصل
حال تو بیان کر کیا گذری کیا ماجرا ہی جو تو اس طرح بے حواس سراسیمہ یہان چلی آئی ہی براے خدا جلدی
بیان کر دل ٹھکانے ہو فکر و تردد دور ہو مصنوعی سیمتن نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ اے شہریار
آپ تو اس طرف تشریف لاے اور وہان دمامہ جادو قلعۂ ذوالامان سے جاکے تمام ناموس صاحبقران
کو پکڑ لائی ہی اب شہر زمرد مین قتل کرنے کو لیگئی ہی مین گستاخانہ عرض کرتی ہون کہ حضور کی وہ غیرت و حمیت
کہان گئی کیا ساحرون کا قتل کرنا ناموس کی حفاظت و نگہداشت حرمت سے زیادہ ہی جو آپ نے اُسے فوق دیا
آدمی جو کچھ کرتا ہی عزت ناموس کے واسطے کرتا ہی تمام ناموس آپ کے برباد ہو گئے اور آپ کو اصلا خبر
نہین صاحبقران زمان نے فرمایا اے سرو سیمتن تو یہ کیا کہہ رہی ہی کسکی مجال ہی کہ میرے ناموس کو قید کرے

اُسنے عرض کیا کہ ای امیر باتوقیر مین سچ عرض کرتی ہون بھلا میری مجال ہی کہ آپ کے حضور مین کوئی کلمہ خلاف و
دروغ عرض کردن اور کلمۂ دروغ بھی کون کہ ناموس صاحبقران کی نسبت مین ایسے کلمات ناز یبا و ناسزا
اپنی زبان پر لاؤن اور کسی سے بھی نہین بلکہ خود آپ ہی کے سامنے ایسی گستاخی کرون بقول شخصے دروغ گویم
بر روے تو اور مین بھی تو اُنھین کے ساتھ گرفتار ہوکے آئی تھی بھاگ کے ادھر نکل آئی ہون اور عمرو کی طرف
مخاطب ہوکے کہا واہ سبحان اللہ خوب سربرندۂ جادوگران نام رکھوایا ہم اس حال کو پہونچین اور تمکو خبر نہین
شعر ہم آہین کر رہے ہین وہان کچھ اثر نہین + کیا بیخبر ہی یار ہماری خبر نہین + عمرو تو اسکا عاشق ہی یہ کہتا ہوا
دوڑا کہ ای ملکہ بخداے عزوجل مجھکو بالکل حال نہین معلوم تھا اور آکر لپٹ گیا اور صاحبقران سے کہا کہ حمزہ اس
بیعزتی سے مرجانا بہتر ہی امیر بھی پاس آئے اور کہا کہ ای سرو سیمتن بتا تو سہی دمامہ جادو کس کس کو گرفتار
کرلائی ہی بس صاحبقران کا پاس آنا تھا کہ اُسنے ایک ہاتھ کمر مین عمرو عیار کی اور دوسرا ہاتھ حمزۂ صاحبقران
کی کمر مین ڈال کے اسم سحر پڑھ کے دم کیا کہ دونون شانون مین سے دو پر پیدا ہوے بس امیر و عمرو کو اُٹھائے
ہوے رو بسوے آسمان روانہ ہوئی اور پکاری یا حمزۂ صاحبقران آگاہ باشید منم ملکہ دمامہ جادو امیر و
عمرو اسکے دونون ہاتھون مین دمامہ جادو کے لٹکے ہوے تھے مقبل وفادار و کرب غازی اور
ابو الکھول دیوانہ نے جو دیکھا کہ دمامہ جادو حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لیچلی چلاے کہ او لکاتہ اگر ہمارے
آقاے ولی نعمت کو تونے گرفتار کیا ہی تو ہمین کسواسطے چھوڑے جاتی ہی اُسنے آواز دی کہ انھین دونون کا گرفتار کرنا
ضرور تھا بانی شر و فساد اور باعث ظلم و بیداد یہی دونون تھے اب تو انھین کو لیے جاتی ہون آپ ہاتھ سے بھی
کچھ لوگی تم بھلا میرے ہاتھ سے کہان چلے جاتے ہو بس یہ آواز دیکر نظرون سے غائب ہوگئی ان سب نے
گریبان اپنے اپنے چاک کیے خاک اُڑانے لگے پچھاڑین کھانے لگے چلانے لگے کہ ہاے ای مولاے
قدر شناس اور ہاے ای آقاے خجستہ اساس ہماری آنکھون کے سامنے دمامہ جادو آپ کو گرفتار کرلیگئی
اور ہم کچھ نہ کرسکے ہاے ای صاحبقران زمان اگر ہم جانتے کہ یہ سرو سیمتن کی صورت دمامہ جادو ہی آپکو
بات بھی نہ کرنے دیتے پہلے ہی کام اس لکاتہ کا تمام کرتے ہاے ای امیر باتوقیر اس بیحیائی کی زندگی سے تو کاش
ہم مرجاتے تو خوب تھا ہاے ای حمزۂ عالیشان اگر لوگ ہمسے پوچھینگے کہ امیر کو کس جنگل مین چھوڑا کس مقام سے
تمنے منھ موڑا تو ہم اُنھین کیا جواب دینگے اور کس مُنھ سے بیان کرینگے کہ ہمارے سامنے صاحبقران کو
دمامہ اُٹھا لیگئی غرض یہ تو یہان گریہ و زاری نوحہ و بیقراری کر رہے ہین اُدھر کا حال سُنیے کہ دمامہ جادو
عمرو و امیر کو لیے ہوے چلی جاتی ہی دل مین اپنے کہتی جاتی ہی کہ ای دمامہ ان دونون نے بڑا غضب کیا کہ
تیری پارۂ جگر نور بصر خوش اندام و خوشخو ملکہ سرامہ جادو کو مار ڈالا تو بھی انکے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے
پرزے کرکے اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کر پھر خیال مین گذرا کہ ای دمامہ یون مار ڈالنے مین لطف نہین جیسا
انھون نے تیرا دل جلایا ہی اُسی طرح تو بھی انکو تڑپا تڑپا کر مار پہلے لشکر حمزہ کا استیصال کرلے بعد اُسکے
زبرجد شاہ اور زمرد شاہ لقا خداے سجدہ ہزار ملک باختر وغیرہ کو یہان بلاکے اُنکی دعوت کر
اور انکے گوشت کے کباب بریان کرکے سب کو کھلا اس طرح سے کہ ایک بوٹی کاٹ اور پر نمک مرچ
اُسپر چھڑک پھر دوسری بوٹی کاٹ اُسپر نمک مرچ چھڑک دفعہ دفعہ اور باری باری سب کو انکے گوشت کا
مزہ چکھاؤن تو یہ بھی جانین کہ کسی کا کلیجا جلانے مین یہ مزہ ہی اور ناحق کسی کا دل دکھانے کی یہ سزا ہی

اور بالفعل انکو لیجا کر قید کرنا چاہیے چونکہ حافظ حقیقی کو ابھی انکا زندہ رکھنا منظور ہی اسلیے اُس لکاتہ دشمن جان
عدوے ایمان کے دل مین یہ آئی دوہا جاکو راکھے سائیان مار نہ سکے کوئے + بال نہ بیکا کر سکے دو جگ
بیری ہوئے شعر جو قاتل ہو وہی ہو حافظ جان تو اگر چاہے + سوا زہر ہلاہل مین ہو لذت شیر مادر سے بس
یہ سوچ کے دمامہ جادو امیر و عمرو کو لیے ہوے جزیرۂ چار موجہ مین آئی کہ وہ جزیرہ اخضر و محیط و
عمان و بحرین کے درمیان مین ہی اور وہان ایک گنبد بلورین اسنے بنایا ہی اکثر یہ سردار جو بلا سے بیم
آتی ہی تو اُسی گنبد بلورین مین بیٹھتی ہی اُسمین دونون کو قید کیا اور اسم سحر پڑھ کے ایک حصار آتشین گرد
اُس گنبد بلورین کے کھینچدیا آپ بتعجیل تمام شہر زمرد کو روانہ ہوئی جس وقت شہر زمرد مین اپنے مکان پر
پہونچی اپنے بیگانے دوست و دشمن ساحر غیر ساحر سردار غیر سردار سب مین اسنے مشہور کیا کہ مین نے
جاکر حمزۂ صاحبقران اور اُسکے عیار عمرو بن امیۂ ضمری کو عوض مین خون سرامہ جادو کے قتل کر ڈالا
اور خارجی کو بلاکے حکم دیا کہ اسی وقت جاکے چارسوق بازار اور شہر کے محلہ محلہ اور کوچہ کوچہ اور گلی گلی مین آکر
کہ بفضل سامری و تائید جمشیدی امیر و عمرو نادیدہ خداے آسمانی کے بندون کو ملکہ دمامہ جادو نے
بعوض خون سرامہ جادو کے قتل کیا اور حکم دیا کہ چار طرف شہر مین بلکہ ہر دوراہے اور تراہے اور چوراہے
پر نوبتین خوشی کی رکھی جائین اور نقارے شادمانی کے بجین ہر امیر رئیس کے دروازے پر جھنڈیان ناچ رنگ
کی آراستہ ہون دکانین شہر کی آئینہ بندی سے پیراستہ ہون لیس جب حکم دمامہ جادو کے ڈھنڈورچیے
نے تمام شہر مین ڈھنڈورا پیٹنا شروع کیا گلی گلی نوبتین رکھی گئین ہر جگہ قتل عمرو امیر کا چرچا ہونے لگا
قضاے کار اور اتفاق روزگار یہ خبر وحشت اثر برق جادو کو جو معلوم ہوئی کہ دمامہ نے امیر حمزۂ صاحبقران
اور عمرو عیار کو قتل کر ڈالا بس ایک گھونسا اسکی چھاتی پر لگا اپنے دل مین کہا ای برق جادو افسوس
تجھسے کچھ نہ ہو سکا اور وہ جنت آرامگاہ دار دنیا سے سفر کر گیا حیف ہی تیری اس زندگی پر اور تو نے
تو یہ نیت کیا تھا کہ مین تا زندگی امیر با توقیر کی فرمانبرداری و کاربرآری مین مصروف رہونگی افسوس
ہی کہ اُس برگزیدۂ روزگار بخاصۂ کردگار کی کچھ خدمت و اطاعت نہ ہو سکی اور چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے
پھر خیال گذرا کہ ای برق ایسا نہ ہو کہ عمرو و امیر صحیح و سلامت ہون دمامہ نے قتل نہ کیا ہو بلکہ کہین
پوشیدہ قید کر دیا ہو اور محض براے خوشنودی و سرخروئی یہ امر مشہور کر دیا ہو پہلے چلکے دمامہ سے
مفصل حال تو دریافت کر لے بعد اُسکے جیسا ہو گا سمجھا جائیگا اپنے دل مین یہ خیال راسخ کر کے
روتی ہوئی سر کے بال کھولے ہوے حیران و پریشان دمامہ جادو کے پاس آئی وہ وقت ہی
کہ دمامہ کو ساحر نذرین دے رہے ہین شادیانے فتح کے بج رہے ہین نوبتین خوشی کی رکھی ہوئی ہین
ایک غلغلہ ہی کہ حمزہ اور عمرو مارے گئے برق جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی تاب ضبط باقی نہ رہی اور زیادہ
رونے لگی سر پیٹنے لگی زمین پر پچھاڑین کھانے لگی باطن مین تو امیر و عمرو کے واسطے حال تباہ کر رہی تھی
اور ظاہر مین نام سرامہ جادو کا زبان پر جاری تھا کہہ رہی تھی کہ ہاے ای ہمشیرہ سرامہ جادو ابھی
تمھاری بارھوین بھی نہین ہوئی اور یہان نقارے شادمانی کے بج رہے ہین فلک بیداد اور چرخ کج رفتار
نے یہ رنگ دکھایا یہ روز سیاہ پیش آیا اور یہانتک روئی پیٹی کہ روتے روتے بیحال ہو گئی اور بیٹھے
بیٹھے غش کھاکے زمین پر گر پڑی دمامہ جادو نے جو یہ حالت دیکھی اُٹھ کے پاس آئی دیکھا کہ برق غش مین

بیہوش پڑی ہی پنجبند ستون باری دارنیون سے پنکھا جھلوانا شروع کیا مُنھ دھلوایا کیوڑے گلاب کے چھینٹے دیے
عطر سنگھوایا تلوے سہلوائے جب بعد تھوڑی دیر کے ملکہ برق جادو کو ہوش آیا دمامہ جادو نے اپنی چھاتی سے
لگا یا سمجھانے لگی کہ میری جان حق بطرف ہی تیرا اگر تجھے رنج نہ ہوگا تو کیا کسی غیر کو تھوڑی ہوگا کہ وہ تیرے
ساتھ کی کھیلی ہوئی تھی تجھے اُس سے محبت تھی اُسے تجھسے الفت تھی تو اُسپر نثار تھی وہ تجھپر فدا تھی ہر وقت کی
صحبت رہتی تھی کوئی کام بغیر تیری صلاح اور مشورے کے نہ ہوتا تھا کہین سیر اور تماشے کو دونون مین سے
کوئی اکیلی نہ جاتی تھی یکجان دو قالب کی کیفیت تھی مگر بیٹا اب حال تباہ کرنے سے کچھ حاصل نہین مثل مشہور ہی
کہ مرنیوالے کے ساتھ کوئی مر نہین جاتا یہ سمجھا بجھا کے پھر کہنے لگی کہ ای بیٹا برق جادو تجھے ایک خوشخبری
سُناتی ہون کہ دل تیرا خوش ہو جائے سارا رنج والم صدمہ و غم بھول جائے برق جادو نے کہا خالہ امان
اب مجھے کسی خوشخبری سننے کی ضرورت نہین ساری مبارکبادیان اور خوشخبریان اور جتنی بہر مسرتین اور
شادیان تھین سب ہمشیرہ سرامہ جادو کے ساتھ گئین اب اگر آپ مجھے میرے مرنے کی خوشخبری
سُنایے تو بیشک مین بہت خوش و مسرور ہون دمامہ نے کہا بیٹا سُن تو سہی اُسنے کہا اچھا آپ کو اختیار ہی
بیان کیجیے دمامہ نے کہا کہ مین نے تیری بہن سرامہ جادو کے دونون قاتلون کو قتل کر ڈالا اور یہ اُسی کی
خوشی کی ہی برق تڑپ کے بولی کہ خالہ امان آپ نے اُن خونیون کو تو قتل کیا مگر کیا ہم ایسے دشمن تھے
کہ بہن کے قاتلون کو آپ نے ہمین دکھا بھی نہ دیا ہمارے دل مین تو یہ حسرت تھی کہ ہم بہن کے قاتلون
کو ڈھونڈھ لائینگے اور جس طرح چاہینگے اُنکو قتل کرینگے اور بسزا پہونچائینگے سو ہم اُنھین آنکھ سے بھی دیکھنے
نہ پائے افسوس ہزار افسوس دل کی دل ہی مین رہی امید نہ بر آئی ہماری آرزو پوری نہ ہوئی ہائے ای فلک
بیوفا یہ تونے کیا کیا یہ کہکے پھر زمین پر تڑپنے لگی سر پیٹنے لگی جب دمامہ نے دیکھا کہ حال اسکا
بہت ہی تباہ ہی اور یہ کسی طرح نہین مانتی اُسوقت چپکے سے کان مین کہا کہ بیٹا مین نے اُنکو ابھی جان سے
نہین مارا ہی فقط فلان جزیرے مین لیجا کر قید کر دیا ہی اگر تیری یہی خوشی ہی تو تو اپنے ہاتھ سے اُنکو قتل کر کے اپنا
کلیجا ٹھنڈا کرنا اور دل کی حسرت نکالنا برق نے کہا خالہ امان مین ایسی باتین خوب جانتی ہون آپ میری
تسکین کے لیے کہتی ہین جسمین مین رونا دھونا موقوف کر دون خاموش ہو کے بیٹھ رہون دمامہ بولی بیٹا تیرے
سر کی قسم مین جھوٹھ نہین کہتی اور کنارے لیجا کے تمام سرگذشت امیر و عمرو کے گرفتار کر کے لانے اور
جزیرہ چار موجہ مین قید کرنے کی بیان کی اور کہا بیٹا جس طرح تیرا جی چاہے تو اُنکو قتل کرنا تجھے اختیار ہی
مگر مین نے تو یہ ارادہ کیا ہی کہ پہلے لشکر حمزہ کا استیصال کر لین بعد اسکے زبرجد شاہ اور زمرد شاہ
لقا خدائے باختر کو یہان بلا کے اُنکی دعوت کرین اور اُس دعوت مین اُن دونون خونیون کے کباب کر کے
ہم تم کھائین اور سب اپنے بیگانے و بیگانے کو کھلائین اور یہ حال مین نے سوا تیرے اور کسی سے نہین کہا ہی
اب تک سب سے پوشیدہ رکھا ہی تو بھی کسی سے بیان نہ کرنا کہین ایسا نہ ہو کہ سارا کھیل بگڑ جائے کیا کرایا
مٹی ملجائے تو اور بھی آفت آئے یہ سُنکر پھر برق جادو رونے لگی کہ ہائے اب تک قاتل سرامہ جادو کے
زندہ ہین خالہ امان اب تاب ضبط کی نہین ہی آپ مجھے حکم دیجیے کہ مین ابھی جا کر اُنکو قتل کر دون دمامہ بولی بیٹا
ابھی دو چار روز صبر کرنا چاہیے برق جادو کو یہ خیال بندھا ہوا ہی کہ افسوس حمزۂ صاحبقران اور عمرو
بے یار و مددگار اُس مقام تیرہ و تار مین قید ہین جہان آدمی کا نام نہین کھانے پانی کا کچھ سر انجام نہین

نہین معلوم بھوکھ پیاس سے کیا حالت ہوگی نصیب اعدا جانکنی کی نوبت ہوگی افسوس صد ہزار افسوس تجھسے کچھ
امداد انکی نہین ہوسکتی یہ تصور کرکے اسقدر روئی کہ دونون آنکھین خون کبوتر ہوگئین دمامہ نے اور ساحرون
سے کہا کہ اسے سرامہ جادو کے جوش محبت نے مدہوش و خود فراموش کر رکھا ہی اسے جا کر سیر کرالاؤ اور
برق جادو سے بولی کہ ای نور دیدہ دو کو تو ہم پکڑ لائے ہین باقی مفسدون کو تم ڈھونڈھ کر گرفتار کر لاؤ
برق نے کہا بہت اچھا یہ تو مین میرے دل کی مراد ہی اسی بات کی تو مجھے حسرت تھی کہ مین ملکہ کے
قاتلون کو چن چنکے گرفتار کرون اور طرح طرح کی ایذائین اور مصیبتین پہونچا کے انکو لہو مین بھر دون کہ خالہ امان
جہان مین انکو پا جاؤنگی پھر مجھسے ضبط نہ ہوسکیگا فوراً ہی قتل کر دونگی اس بارے مین آپ کچھ تعرض نہ فرمایئےگا کہ
ابھی انکو کیون قتل کیا ہمین کیون نہ دکھایا دمامہ نے کہا نہین بیٹا تجھے اختیار ہی جسوقت اور جہان جسطرح جی چاہے
اور تیرے کلیجے مین ٹھنڈک پڑے دل کی آگ بجھے تو اُنھین قتل کر ہمکو کبھی کسی طرح کا کوئی تعرض نہ ہوگا مجھے
تو بسبب قتل ہونے اپنی بیٹی کے اُن مفسدون کا برباد کر دینا منظور ہی کہ جس طرح اُنھون نے سرامہ کو مارکے مجھے
تباہ و برباد کیا ہی یہ بھی اُسی طرح خانہ خراب ہوکر بسرا ہوجائین تیرے دل مین بھی یہی کدو کاوش ہی کہ جس طرح میری
بہن کو انھون نے مار کے مجھے اکیلا بن بہن کا کر دیا ہی اُسی طرح مین انکو قتل کرکے انکی اولاد کو بن باپ کا اور
انکے بھائیون کو بن بھائی کا کرکے اپنے دل کے داغ بجھاؤن پھر وہ خواہ میرے ہاتھ سے قتل ہوے تو خواہ تیرے
ہاتھ سے مارے گئے دونون باتین ایک ہی ہین غرض برق جادو دمامہ سے سب کہہ سنکے اُسکے سامنے سے
باہر آئی اور اپنے دل مین کہا کہ ای برق جس طرح بنے چلکے صاحبقران و عمرو کو قید سے چھڑا سوا تیرے
اور کسی کی یہ طاقت نہین ہی کہ رد سحر دمامہ کا کرکے حمزہ کو قید سے چھڑائے یہ دل مین سوچ سمجھکے ہفتن
سوار ہوئی ساتھ والیون سے کہا کہ تم سب یہین ٹھہری رہو مین جاتی ہون اور اگر کہین وہ مفسد ہاتھ لگے مین
تو پکڑے لاتی ہون ہر چند سب نے کہا کہ بلائین لین ہم آپ کے ساتھ نہ چلینگے راہ مین پیچھے پیچھے رہینگے کہا نہین
کیا ضرورت ہی کیون تکلف اٹھاؤ یہین ٹھہری رہو مین بہت جلد آؤنگی اُن سب سے یہ کہکے خود تن تنہا
جزیرۂ چار موجہ کی طرف روانہ ہوئی سیلاب کی طرح جلدی جلدی راہ طی کرتی چلی جاتی تھی آخر الامر جاتے جاتے
جب اُس جزیرے مین پہونچی دیکھا کہ گنبد آتشین سر بفلک روشن ہی اور گنبد بلورین کا کہین نام و نشان بھی
نہین معلوم ہوتا بعد خوض و فکر کے معلوم ہوا کہ گنبد بلورین مین حمزہ و عمرو کو بند کرکے مقفل کر دیا ہی اور گرد
اُسکے گنبد آتش سحر کا قائم کیا ہی مگر اُسوقت برق کا یہ احوال ہی کہ دمامہ کے خوف سے حال دگرگون ہی ہاتھ پانون
مین رعشہ حد سے فزون ہی دل دھڑک رہا ہی کلیجا کانپ رہا ہی رنگ چہرے کا اُڑا ہوا ہی مگر چونکہ صاحبقران
عالیشان کی محبت غالب ہی اسنے اپنے دل کو خوب مضبوط کرکے ایک روئی کا پہل نکالکے ہاتھ پر رکھا اور
اسم سحر پڑھکے اُسے بروے ہوا اُڑایا پھر کچھ دانے ماش کے پڑھکر اُس روئی کے پہل پر مارے کہ وہ
ایک بادل کا ٹکڑا بنکے محیط ہوگیا اور اُس گنبد آتشین پر مینہ سے پانی برسنے لگا مگر وہ پانی مثل تیل اور
رال کے اُس آگ پر پڑتا معلوم ہوتا تھا کہ وہ آگ گنبد آتشین کی اور زیادہ بھڑکتی تھی اور جسقدر بارش آب
ہوتی تھی آگ اور بھی مشتعل ہوتی جاتی تھی برق جادو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سحر دمامہ جادو کا ہی کیا مقدور
کسی کا کہ اسے رد کر سکے مگر ای برق تو بھی تو اُسی کی تعلیم یافتہ و ساختہ و پرداختہ ہی بلکہ آزمائش کا مقام بھی ہی اگر
تونے اُسکا سحر رد کیا تو کچھ بھی نہ کیا تجکو لازم ہی کہ جان پر کھیل کے جس طرح ہوسکے اس سحر کو برطرف کرکے

صاحبقران کو رہاکر یہ خیال اپنے دل مین کرکے ایک گانون مین گئی اور وہان سے دو خوک صحرائی لائی
اور قریب اُس گنبد کے بیٹھ کر پہلے تو لنگ باندھا بعد اسکے اوپر سے دوپٹے کی گاتی باندھ کر دونون خوکون
کو جھٹکا کیا خون اُنکا لیکر تھوڑے سے خون سے نہائی اور باقی ماندہ سے چوکا دیا اور اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا پھر پانی
اُس دریاے مواج چہار موجہ کا چلو مین لیکر اُسمین خون خوک ملاکر پھر اُسی دریا مین پھینکدیا بمجرد اسکے دریا کے
پانی نے جوش مارا ایک تلاطم عظیم برپا ہوا اور چہار طرف سے دریا نے اُس گنبد پر نرغہ کیا اونچا ہوتے ہوتے
گنبد کو چھپا لیا آواز آگ کے بجھنے کی آنے لگی چار گھڑی کے بعد طغیانی کم ہوئی اب صاف گنبد بلورین معلوم
ہونے لگا مگر حال صاحبقران کا یہ ہے کہ اُس گنبد بلورین مین بحبس و حرکت بیٹھے ہوے خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری سے کہہ رہے ہین کہ فلک ناہنجار نے ہمین گرفتار کروادیا اب سوا جان جانے کے کوئی صورت
رہائی کی نہین معلوم ہوتی اگر تم ہمارے ساتھ گرفتار نہ ہوئے ہوتے تو خیر کچھ امید بھی تھی کہ تم کوئی
نہ کوئی صورت رہائی کی نکالتے فلک کجرفتار نے تمکو بھی ہمارے ساتھ پھنسوا دیا عمرو نے جواب دیا کہ مین تو
اسی واسطے آپ کے ساتھ چاہ الماس مین نہ آتا تھا آپ نے زبردستی الوالہول سے اشارہ کرکے چاہ مین
گروا دیا آپ کے سبب سے مین بھی گرفتار ہوا نہین تو مجھے کون پاتا اگر آپ اکیلے یہان گرفتار ہو جاتے
تو دمامہ جادو زبرجد شاہ پاس حضور جناتی مین کسی نہ کسی تدبیر سے اُسکو مارتا اور آپ کو بھی قید سے
چھڑاتا اب مین بھی آپ کے ساتھ پھنسا ہوا ہون مجبور ہون کچھ نہین ہو سکتا اور پھنسے بھی ایسی خراب جگہ
ہین جہان کو سون اور منزلون آدمی کا نام و نشان تک نہین ہے کسی کو کیا خبر ہم کہان قید ہین کہان
نہین ہین صاحبقران عالیشان نے فرمایا خواجہ تم سچ کہتے ہو تمھارے لانے کا باعث مین ہی ہوا ہون
خیر بھئی ہمارے تمھارے از عہد طفولیت تا این عہد ایک جگہ گذری آپسمین خوب نبھی خدا کا شکر ہے
کہ اب مرتے وقت بھی ہمارا تمھارا ساتھ ہوا عمرو نے جواب دیا حمزہ یہ کیا کلمہ کہا کہ مرنے وقت بھی ہمارا
تمھارا ساتھ ہوا اب یار و گر ایسا کلمہ نہ کہیے گا مرنیوالے اور لوگ ہوتے ہین مجھے مرنے کی عادت نہین مجھسے
پروردگار عالم نے کوہ سرانذیب پر وعدہ کیا ہے کہ جب تک تو تین مرتبہ اپنے منھ سے موت نہ مانگیگا
موت تیرے نزدیک نہ آئیگی مین نے ابھی اُس بُری چیز کا خیال بھی نہین کیا مین کیونکر مرجاونگا ملک الموت
میرے پاس کاہے کو آئینگے صاحبقران نے کہا خواجہ جب یہان بے آب و دانہ رہو گے آپ ہی مرو گے
اپنے منھ سے موت مانگو گے عمرو نے کہا حمزہ میرے پاس مشکیزہ اور کلچہ حضرت خضر علیہ السلام کا ہے
مین بھوکا پیاسا کیون رہنے لگا میرے دشمن بھوکے رہین پیاسے مرین صاحبقران نے فرمایا خیر ای
خواجہ ہمکو بھی بھوک پیاس کی طرف سے اطمینان ہوا مگر بقول شخصے تک جیے تو کیا اگر اس طرح سے دو ایک
دن زندہ رہینگے پھر آخر موت کا سامنا ہے اور ای خواجہ ہماری تو آرزو یہ تھی کہ جب دار دنیا سے اُٹھائین
تو اپنی شجاعت و مردانگی کا صفحۂ روزگار پر افسانہ باقی رہجاے اور ابد الآباد بہادر و دلاوران
مین یہ چرچے ہون کہ حمزہ نے وہ تلوار اور وہ رزم و پیکار کی کہ آخر الامر لڑتے لڑتے خاک و خون مین آغشتہ
ہوکر راہی ملک عدم ہوا لیکن گردون دوار و فلک ناہنجار نے بیکس و بے بس کرکے اسیر پنجۂ قضا کروادیا
آرزو دل کی دل ہی مین رہگئی شعر دل کے دل ہی مین رہگئے ارمان + ہم چلے نامراد دنیا سے + ابھی حمزہ
صاحبقران عالیشان اور عمرو بن امیہ ضمری مین یہی باتین ہو رہی تھین یکایک تڑاقے کی آواز آئی

صاحبقران نے بھر کے دیکھا معلوم ہوا کہ گنبد شق ہوگیا امیر با توقیر نے فرمایا خواجہ شاید کوئی دوست ہمارا آیا کہ سحر دمامہ جادو کا برطرف ہوا نہین معلوم خدا نے کسکو یہ توفیق دی کہ ہماری رہائی کی اُسکو فکر ہوئی خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر سوا برق جادو کے یہان اور کون ہمارا دوست ہی جو ایسے مقام ہولناک مین آئیگا اور ہمین اس قید شدید سے چھڑائیگا اگر مقبل وفادار یا کرب غازی کا خیال کیا جائے تو بھلا وہ بیچارے یہان کہان آسکتے ہین اور ہمکو چھڑا سکتے ہین اور اگر وہ اسنے کا ارادہ بھی کرین تو نہ راست سے واقف نہ مقام سے آگاہ کہان آئین کہان نہ آئین ای امیر ہو نہو یہ ملکہ برق جادو ہی ابھی یہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ سامنے سے برق جادو کو آتے دیکھا دونون رخسارے آفتاب و ماہتاب کی طرح درخشان و تابان دونون ہاتھ شانون سے پہونچون تک مانند مشعل نور کے فروزان چاند سا پیٹ بال سی کمر ٹانگین دونون مثل ساعد حور جلوہ کنان گاتی جو بندھی ہوئی ہی سینے کا اُبھار آفت ڈھاتا ہی نہائی جو ہی تو بالون سے پانی ٹپک رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ افعی سیاہ مُنہ سے اُگل رہا ہی ایک آدھ بوند جو کان مین اٹک کر رہگئی ہی وہ آویزہ گوش معلوم ہوتی ہی اور پیشانی نورانی پر جو کچھ بوندین پانی کی رہگئی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطہ تقدیر نے ماتھے پر موتیون کی افشان چنی ہی عمرو یہ عالم دیکھتے ہی بسمل ہوگیا بھوک پیاس کی شدت قید کی اذیت بالکل بھول گیا بیساختہ یہ غزل پڑھنے لگا

غزل

حیا تیری مگر ای گلبدن کچھ اور کہتی ہی
کلام اللہ بھی ہمنے پڑھا ہی بارہا اوبت
مگر الفت تری ای برہمن کچھ اور کہتی ہی
تکلف کی ہوا جاتی نہین ہی مرکے بھی سرسے
مگر شرم انکی ہر لحظہ سخن کچھ اور کہتی ہی
ابھی تو کھودتا ہی قبر تو غیرون کی دنیا مین
کہ ہر دم تیری تنگی دہن کچھ اور کہتی ہی
لگائے وار اوچھا سا چلا ہی کسطرف ظالم
نزاکت تیری ای سیمین بدن کچھ اور کہتی ہی
بظاہر گو نہین بیوالون کے جلنے کا غم تجکو
مگر اب یاد یاران وطن کچھ اور کہتی ہی
بظاہر لیکے دل کرتا تو ہی تو وصل کا وعدہ
مگر ہان دوستی ہنجتن کچھ اور کہتی ہی
خدا کی شان اپنے اپنے بت کو لوگ کہتے ہین
خدا شاہد تری طرز سخن کچھ اور کہتی ہی
عنادل کا لہو تو باغ مین ہر سال ہوتا تھا
ہوس دنیا کی ای گور و کفن کچھ اور کہتی ہی
بڑی مشکل سے تو نے کوہ کو کاٹا ہی تیشے سے
قضا تیری تجھے ای کوہکن کچھ اور کہتی ہی
قیامت کا ہی جوبن ترچھی چتون پر تری وحشت
دل بسمل کی حسرت تیغ زن کچھ اور کہتی ہی
مسلمانون کا ایمان لے لیا تو بات ہی کیا ہی
اُداسی پر تری شمع لگن کچھ اور کہتی ہی
مداوا چارہ گر سے اسکا ہوگا عقل کہتی ہی
مگر جنون تری پیمان شکن کچھ اور کہتی ہی
ہمارے دل کی حسرت تو سخن کچھ اور کہتی ہی
تجھے تو انجمن کی انجمن کچھ اور کہتی ہی
بتون کو گر خدا تو نے کہا تو کیا کہا کافر
مگر انکی تو شوخی جبین کچھ اور کہتی ہی
ہمارا جذب دل تو لانے پہ اُنکے ہی آمادہ
مگر شیرین کی چاہ ای کوہکن کچھ اور کہتی ہی
طلب ہونٹون کا بوسہ کسطرح تجھسے کرون گل
طبیعت دیکھکے یہ بانکپن کچھ اور کہتی ہی
ہمارا شوق تو کہتا ہی تیرے ساتھ سونے کو
تری شوخی تو طفل برہمن کچھ اور کہتی ہی
قیامت تک نہ ای دشت جنون ہم چھوڑین تجکو
مگر ای زخم دل تیری جلن کچھ اور کہتی ہی
جنون وزخ مین لیجانے کو کہتے ہین عالمگیر

بعد اسکے پکارا کہ ای جان جہان وای روح عاشقان کیا کرون کہ ہاتھ پاؤن مین سکت نہین بدن مین قوت نہین ورنہ تمھارے گرد پھرتا تصدق ہوتا اسوقت قاضی الحاجات و کاشف المہمات میرا مطلب دلی اور آرزوے قلبی برلایا تمھارا جمال جہان آرا مجھے دکھایا! شعر صدقے ہون اُس حبیب عدیم المثال کے + جسنے مجھے دکھا دیے جلوے جمال کے + ای ملکہ قسم ہی اُسی مالک بے نیاز اور خالق چارہ ساز کی جسنے اس وقت مایوسی اور عالم تنہائی مین مجھے تمھاری صورت دکھائی کہ مین ابھی یہی دعا مانگ رہا تھا کہ وقت آخر ایک نظر تمھاری صورت دیکھ لون خدا نے اپنے فضل و کرم سے دعا میری مستجاب فرمائی اور تمھاری صورت

نکالی برق جادو نے جو صاحبقران اور عمرو کو بیٹھے دیکھا سامنے سے شرما کے ہٹ گئی جلدی سے آڑ مین لباس
پہنا بالون کا جوڑا باندھا پھر سامنے امیر کے حاضر ہوئی سلام کیا امیر نے بعد جواب سلام کے فرمایا کہ ای دوست
وفادار وای ہمدم وغمخوار ای مددگار بیکسان وای یاور غریبان ای رہا کنندۂ تازہ گرفتاران خدا تو نے عجب کار نمایان
کیا ہی عمر بھر یاد رہیگا کبھی یہ تیرا احسان فراموش نہ ہوگا برق جادو نے عرض کیا کہ ای شہریار باوقار یہ جو کلمات
آپ ارشاد فرما رہے ہین یہ فقط حضور کی عزت افزائی ہی ورنہ کنیز ناچیز کس لائق ہی سب آپ کا صدقہ ہی مگر
ہان مین نے اپنے سر کو ہاتھ پر رکھکے اور موت کو پیش نظر سمجھکر سحر دمامہ جادو کا دور کیا ہی ورنہ ممکن نہ تھا کہ یہ سحر
آسانی سے برطرف ہوتا اور یقین ہی کہ اگر دمامہ کو اس حال سے آگاہی ہوگئی تو مجھے زندہ نہ چھوڑیگی امیر نے
فرمایا خدا نہ کرے جو وہ آگاہ ہو برق جادو نے گذارش کیا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا مثل مشہور ہی کہ اوکھلی مین
سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈرنا اگر آپ کی محبت مین قتل بھی ہون تو پروا نہین ہی شعر شمع سان کٹجاے سر میرا تو کچھ
پروا نہین + نام روشن عشق کی محفل مین ہو تو خوب ہی + یہ کہکے اسم رد سحر کا پانی پر پڑھکے دم کیا اور وہی پانی
امیر و عمرو پر چھڑکا کہ قید اُنکے بدنون سے دور ہوگئی اور برق جادو صورت عقاب کی بنکے امیر و عمرو کو دونون
پنجون مین اُٹھا کے اُڑکر اُسی صحرا کی طرف روانہ ہوئی جہان مقبل وفادار اور کرب غازی اور ابو الہول
دیوانہ امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان کے واسطے سرگردان مضطر و پریشان چار طرف پھر رہے تھے اور
درگاہ مجیب الدعوات مین دعائین مانگ رہے تھے کہ پروردگار عالم تجھے واسطہ اپنی خدائی کا اور صدقہ
اپنی کبریائی کا ہمارے آقا کو ہمین دکھا دے پھر پردۂ دنیا سے ہمکو اُٹھا لے جب برق جادو بسرعت تمام امیر و
عمرو کو لیے ہوے وہان پہونچی اور نظر اُن سب کی صاحبقران عالیشان پر پڑی بیساختہ سب کے سب دوڑ کے
لپٹ گئے اور چیخین مار مار کے رونے لگے صاحبقران نے اُنکو گلے سے لگایا تسلی دی حال اپنا بیان فرمایا
کہ دمامہ جادو نے مجھکو اور خواجہ کو یہان سے لیجا کے بمقام چار موجہ ایک گنبد بلورین مین قید کیا اور
گرد اُسکے بزور سحر ایک گنبد آتشین قائم کرکے چلی گئی جب اس بیچاری برق جادو کو خبر ہوئی اسنے بکوشش
تمام وسعی مالا کلام اُس سحر کو برطرف کرکے ہمکو قید سے چھڑایا اور یہان تک پہونچایا خدا اسکو جزاے خیر دے
سبھون نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرکے برق جادو کو نہایت دعائین دین اور بہت شکر گزار ہوے
پھر برق جادو نے امیر با توقیر سے التماس کیا کہ مین نے پیشتر بھی خدمت عالی مین گذارش کیا تھا کہ آپ
کہین پوشیدہ ہوکر بیٹھیے آپ نے میری التماس پر کچھ توجہ نہ فرمائی آخر کار اُس لکاتہ کے ہاتھ گرفتار ہوگئے
اگر میرے عرض کرنے پر حضور عمل فرماتے ہرگز اُسکے دام فریب مین نہ آتے صاحبقران نے فرمایا کہ
او دمامہ جادو نے تو غضب کا مکر کرکے ہمکو پاس اپنے بلا کے گرفتار کیا تھا برق نے عرض کیا کہ اگر وہ
اپنی صورت اصلی مین آپ سے مقابلہ کرتی تو ظاہر ہی کہ آپ کی تیغ آبدار سے بچکے کہان جاتی اور
آپ کو کیونکر گرفتار کرتی اُسنے صورت سرو سیمتن کی بنکے آپ کو فریب دیا جب آپ اسکے دام مکر و
فریب مین آگئے اُسنے آپ کو گرفتار کر لیا آپ یہ نہ سمجھے کہ بھلا سرو سیمتن یہان کہان امیر با توقیر نے
جواب دیا الانسان مرکب من الخطاء والنسیان سہو اور نسیان کا تو انسان مبتلا ہی پھر کہان اس سے بچ سکتا
برق جادو نے عرض کیا خیر گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اب ایسا فریب کسی کا نہ کھائیے گا اور کسی کے
دام مکر مین نہ آئیے گا نہین تو خدا نخواستہ بہت پچھتائیے گا بلکہ مین خود آپ کو پوشیدہ کیے جاتی ہون یہ کہکر

صاحبقران کو مع اُنکے ہمراہیون کے ایک عظیم الشان سر بآسمان پہاڑ کے پاس لائی اُس عظیم الشان
پہاڑ کے نیچے ایک بہت بڑا غار تھا کہ اگر لاکھون آدمی اُسمین چھپ جائین تو کوئی شخص پتا نہ پائے اول تو
اُس پہاڑ تک ہر کس و ناکس کی رسائی غیر ممکن تھی اور اگر بالفرض والمحال کوئی وہان تک اپنی جان
بیچ کے پہونچ بھی گیا تو وہ پہاڑ اُس غار پر اسطرح واقع تھا کہ اگر برسون انسان ڈھونڈھا کرے تو بھی غار کا
سراغ نہ پائے وہان ان سب کو لیجا کے بٹھا دیا اور عرض کیا کہ اب مین اس فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر
کا لاؤن خبردار خبردار جب تک مین واپس نہ آؤن آپ ایک ساعت اور ایک قدم یہان سے جنبش نہ کیجیے گا
اور کہین تشریف نہ لیجائیے گا یہ کہکے قدمون سے امیر کے لپٹ گئی اور دست بستہ عرض کرنے لگی کہ ای افسر صاحبقرانی
وای گوہر تاج کشور ستانی سریر آرای مکنت و حشمت و بزم پیرای شوکت و صولت مرگ و زیست سب کے
ساتھ ہی ہر وقت گویا ملک الموت کے ہاتھ مین ہاتھ ہی ہر ذی روح کو اپنی موت نہ بھولنا چاہیے اس
دو دن کی حیات مستعار اور زندگی ناپائدار پر نہ پھولنا چاہیے بس ملتمس ہون کہ اگر کنیز پر کوئی اُفتاد پڑے
اور آپ کے قدمون پر تصدق ہو جاے تو عواطف شاہانہ اور مراحم خسروانہ سے یہ امیدوار ہون کہ جو
کچھ خطا یا گناہ اس کنیز بے تمیز سے خدمت فیضدرجت مین ہوا ہو اُسپر قلم عفو کھینچیے کہ پھر کنیز کو حاضر ہوکے
معاف کرانے کی مہلت نہ ملیگی اور عمرو کی جانب مخاطب ہوکے کہا کہ خواجہ مین نے تمکو اکثر برا بھلا کہا ہی
تم بھی میرا عفو جرائم کر دو اور خواجہ افسوس ہی کہ میرے دل مین ایک حسرت باقی رہگئی کہ مین صاحبقران
والاشان کی کوئی شرط خدمت نہ بجا لا سکی یہ کہکے برق جادو اس طرح چیخین مار مار کے روئی کہ عمرو بھی
بے اختیار رونے لگا اور کہا ای ملکہ یہ باتین تمھاری دل کو ٹکڑے ٹکڑے اور جگر کو پاش پاش کیے دیتی ہین
خدا تمپر روز بد نہ لاے ہمکو ایسی خبر وحشت اثر نہ سنائیے ایسے کلمے تم زبان سے نہ نکالو دل پر برچھیان
نہ مارو کلیجا مُنھ کو چلا آتا ہی ضبط نہین کیا جاتا ہی اور امیر کشورگیر نے فرمایا کہ ای برق جادو تم تو ہماری جان بخش ہو
خطا و گناہ کیسا ہوتا ہی تمھارا تو خود ہمپر احسان ہی اور تمھاری باتون پر بے اختیار رونا چلا آتا ہی پروردگار
تمھاری عزت و حرمت کا حافظ و نگہبان ہی ہر آفت سے تمکو خدا بچا لے رکھے برق جادو تڑپتی روتی اُٹھی
اور خواجہ سے کہا اب ہم جاتے ہین اگر موت نے ہمین چھوڑا تو پھر آکے تمھین دیکھینگے اور جو مر گئے تو
فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا شعر کسی صورت سے دل کو شاد کرنا + ہمین دشمن سمجھکے یاد کرنا + ہیولی
دکھانا بعد مردن + جو جی چاہے تو کچھ ارشاد کرنا + عمرو نے رو کر کہا کہ ای مہر سپہر محبوبی و ای قمر برج خوبی
اگر تجھے یقین مرگ ہی تو ہمارا کہنا مان اب ہرگز یہان سے نہ جا مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد
جو ہم سب پر گذریگی وہ تجھپر بھی گذریگی سب سے پہلے ہمپر آفت آئیگی تو تجھپر آئیگی برق جادو نے آہ سرد دل پر درد
سے کھینچکر کہا تم جو کچھ کہتی ہو محبت سے کہتی ہو مگر جب تک اسم اعظم صاحبقران کا نہ کھلیگا امیر دعامہ جادو
کے ہاتھ سے ہرگز نہ چھٹینگے اور مین اسی فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر کا لاؤن پروردگار میرا
حامی و مددگار ہی اگر ابھی میرا رشتۂ حیات مضبوط و استوار ہی تو میرا کوئی کچھ نہین بنا سکتا دشمن جانی اور
عدوے روحانی مجھکو ایذا نہین پہونچا سکتا شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے + نہ برد رگے تا نخواہد خدا +
جس طرح ممکن ہوگا اور جس صورت سے بن پڑیگا مین شیشہ باطل السحر کا لاؤنگی اور اگر اسی بہانے موت
میری بدی ہی تو کیا اختیار ہی اُسکی مصلحت مین کیا دخل ہی مین راضی برضا ہون ابھی سے مہیاے قضا ہون

بھرکیکے ہنس پر اپنے سوار ہوکر شہر زمرد کی طرف روانہ ہوئی ہر اکی طرح ہنس کو اڑاے ہوئے چلی جاتی ہی
مگر دمامہ جادو کے خوف سے عجب حال ہی ہر قدم پر یہی خیال ہی کہ اگر دمامہ جادو جزیرۂ چارموجہ مین گئی اور
وہان عمرو و امیر کو نہ پایا تو مقرر وہ سمجھ جائیگی کہ یہ کام برق جادو کا ہی تو ہر چند مکرتی مگر کچھ نہ ہوگا دیکھیے خدا کیا کرتا ہی
اسی فکر مین چلی جاتی ہی ناگاہ اُدھر سے دمامہ جادو اژدر آتش فشان پر سوار کرب و مقبل و ابوالہول
کے گرفتار کرنے کے لیے چار طرف نگاہ دوڑاتی ہوئی ڈھونڈھتی ہوئی چلی آتی ہی ادھر سے برق کو جاتے
دیکھا مثل مشہور ہی کالے چوٹ کنوڑے بیٹھ برق جادو کی نگاہ جو دمامہ جادو پر پڑی دیکھتے ہی بجو اس
ہو گئی ہاتھ پاؤن پھول گئے سارے خیالات ہوگئے چاہا کہ آنکھ بچا کر کنائی دیکے جلدی سے نکل جاے ہنس کو
تیز کیا ہی تھا کہ دمامہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی اسنے اپنے دل مین کہا کہ اسوقت خلاف معمول برق مجھے دیکھکر بھاگی
کیون جاتی ہی اری دمامہ کچھ نہ کچھ دال مین کالا ہی کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہی کہین ایسا تو نہ ہو کہ گیسو بریدہ شوخ دیدہ
خدا پرستون کی شریک ہوگئی ہو یہین سے ہیب دی کہ ای برق تو مجھے دیکھکے کیون بھاگی جاتی ہی کہان
گئی تھی کدھر سے آتی ہی برق جادو کے رخ کا رنگ اڑا ہوا ہی زبان سے بات نکل نہین سکتی بے اختیار
گھبراکے بولی کہ مین تو کہین نہین گئی تھی اتنے مین دمامہ جادو قریب آگئی پکاری کہ صریحًا تو کہین سے
چلی آتی ہی اور کہتی ہی کہین نہین گئی تھی اسکے کیا معنی برق جادو نے جواب دیا کہ شہر زبرجد نگار کی سیر کو
گئی تھی دمامہ جادو نے جواب دیا اری بخت غارت گئی ادھر زبرجد نگار ہی کہان تو کہتی کیا ہی برق کے
گھبراکر جواب دینے سے دمامہ جادو کا ماتھا ٹھنکا دل کو یقین ہوگیا کہ کہین ایسا نہ ہوا ہو کہ اسنے جاکے
امیر اور عمرو کو چھڑا دیا ہو اسکے حواس جاتے رہنے سے ثابت ہوتا ہی کہتی کچھ ہی منھ سے نکلتا کچھ ہی نعرہ کیا کہ
او شوخ دیدہ گیسو بریدہ معلوم ہوا کہ تو خدا پرستون کی شریک ہی باعث بربادی شہر زمرد کا تو ہی ہی شاید
تونے جاکے حمزہ کو میری قید سے رہا کر دیا ارے خاک مین ملی یہ کیا غضب کیا برق جادو نے جواب دیا
خالہ امان مجھے اُنسے کیا علاقہ کیا سروکار کچھ خیر ہی آپ کو آپ فرماتی کیا ہین آپ کو سرامہ جادو کے غم مین
جنون ہوگیا ہی جو چاہتی ہین وہ فرماتی ہین دمامہ جادو جھلائی او برق تو مجھسے اُڑتی ہی مجھ ایسی سن رسیدہ
جہان دیدہ سے اُڑن گھائیان کرتی ہی مین اُڑتی چڑیا کو پہچانتی ہون صاف تیری نگاہ اور بات چیت
سے پایا جاتا ہی کہ جیسے کوئی چوری کرکے آتا ہی اور چھپاتا ہی میرے ساتھ جزیرۂ چارموجہ مین چل تو برق بولی
خالہ جان اس وقت طبیعت میری بہت پریشان ہی اور ابھی تک کچھ مین نے کھایا بھی نہین ہی مجھکو اتنی
دور نہ لیجائیے اور وہان ہمشیرہ سرامہ جادو کے قاتل ہین مین اُنکی صورت دیکھنے نہ جاؤنگی اسنے کہا کہ
او مکارہ مین نے تجھے خوب پہچانا مین تجھے لیے چلتی ہون ادھر آ وہان سرامہ کے قاتل نہین ہین اور ہاتھ
بڑھاکے برق کو کھینچکر اپنے اژدہے پر ڈال لیا اور روانہ ہوگئی جب جزیرۂ چارموجہ مین پہونچی تو دیکھا گنبد آتشین
بالکل معدوم ہوگیا ہی برق سے پوچھا کہ بتا یہ [illegible] سحر میرا کسنے کیا سوا تیرے کسکی طاقت تھی کہ میرے سحر کو رد کرے
اور بجز میرے اور تیرے اور کون اس راز سے واقف تھا کہ حمزہ اور عمرو یہان قید ہین یہ کہکر دونون ہاتھ
اپنے منھ پر مارے کہ او بدذات معلوم ہوا کہ تو ہی نے ذوفنون جادو اور نرگس جادو او سرامہ جادو
کو قتل کروایا کہ یہ تیرا ہی سارا [illegible] ہوا ہی لعنت ہی اس زمانۂ ناہنجار پر ارے مین نے تجھکو بالا پرورش
کیا سب طرح سکھایا پڑھایا اپنے مقابل مین کردیا اور تو آستین کا سانپ اور بغلی دشمن میری بنی

کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد + دیگر بگڑ جاتے ہین اب تو وہ ذراسی بات پر بھی
سلیم الطبع سمجھتے تھے نہین وہ تند خو نکلے + برق نے کہا کہ خالہ اماں آپ مالک ہین جو چاہین سو فرمائیے جو
جی چاہے الزام لگائیے گر مجھے دوستی اہل اسلام سے کچھ سروکار نہین مین اس واقعہ سے مطلق بیخبر ہون
مین ہرگز نہین جانتی کہ کسنے آپ کا گھر برباد کیا کسنے آپ کے دشمنون کو قید سے رہا کردیا یہ کہکے سر دمامہ
کے ہاتھ پر رکھدیا کہ آپ کے سر کی قسم ہی مین نہین جانتی کہ بہن سرامہ کا قاتل کون ہی اور کہان ہی دمامہ بولی کہ
برق تو ہزار جھوٹی قسمین کھائے گر مجھے یقین نہ آئیگا اور مین ابھی تیرا جھوٹ سچ ظاہر کئے دیتی ہون اور
ہاتھ برق کا پکڑے ہوے اندر گنبد بلورین کے آئی دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان سب ٹوٹی پڑی ہین عمرو و امیر کا
نام و نشان بھی وہان نہین ہی بولی کہ او کمبخت بیحیا عمرو و امیر یہان کہان ہین غضب کیا تونے انکو چھڑوا دیا
برق نے پھر قسمین کھانا شروع کین کہ مین واقف بھی نہین آپ ناحق مجھ پر تہمت لگاتی ہین خالہ جان مین
اُنھین کیا جانون دمامہ نے کہا خیر تو نہ بتا مجھسے چور چھپنے کا نہین مین ابھی دریافت کئے لیتی ہون تو میری
تعلیم کردہ ہی مین تیری شاگرد نہین ہون بازی بازی باریش بابا ہم بازی یہ کہکے اِدھر اُدھر نظر کی دیکھا دریا
کنارے دو خوک مردہ پڑے ہوے ہین جو کہ تیار ہی دمامہ نے جا کر اُس جوہڑ کی مٹی لیکر گوندھ کر ایک پتلا بنایا
اور سرسون کے دانے اسم سحر پڑھ کے اُسپر مارے کہ اُسمین جان پڑگئی ہاتھ پاؤن متحرک ہوے پھر اُسپر
دو چار کالے ماش کچھ پڑھ کے مارے کہ اُس پتلے نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کیا حکم ہی دمامہ نے کہا جلد
بتا کہ میرے سحر کو رد کرکے میرے قیدیون کو کون چھڑا لیگیا اُس پتلے نے معاً جواب دیا کہ ملکہ برق جادو نے
رد سحر کرکے اُنکو رہا کیا برق جادو کا یہ حال ہی کہ مارے خوف کے تھرا رہی ہی دمامہ نے کہا او دشمن جان
شریک خداپرستان سنا تو نے تو تو مجھسے مکرتی تھی مین وہ نہین ہون کہ مجھے کوئی بیشرفت دیجاے یہ
کہکے دمامہ جادو نے برق جادو کی مشکین باندھ لین اور اپنے اژدہے پر ڈالکے شہر زمردین لائی
ایوان بادشاہی مین آئی ساحر جمع ہوے دیکھا کہ برق جادو کی مشکین بندھی ہوئی ہین اپنے اپنے دل مین کہا
کہ شاید برق جادو کو سرامہ جادو کے غم مین جنون ہوگیا ہی جو اس طرح کسکے باندھ دیا ہی ایک آدمی جو منہ چڑھا
تھا اُسنے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اگر ملکہ برق جادو کو جنون کی شدت ہی تو یہ خوب حکمت ہی کہ آپ انکی فصد
کھلوا دیجیے اسطرح ہر وقت کیون قید کیجیے اور کیونکر سودا نہ ہو جاے کہ برابر کی بہن آنکھون کے سامنے سے
اُٹھگئی زندگی کا لطف جاتا رہا ہر وقت کا عیش و سرور رنج و غم سے مبدل ہوگیا دمامہ جادو نے جل کے
جواب دیا تو کیا کہتا ہی ارے غافل تجھے کیا خبر ہی اسی نے میرا گھر برباد کردیا ہی نرگس جادو اور سرامہ جادو
کے قتل کا باعث ہوئی امیر و عمرو دونون خداپرستون مفسدون کو مین پکڑ لائی تھی اسنے رہا کردیا ہر چند
پوچھتی ہون کہ کدھر لیگئی کہان چھپا دیا یہ ہرگز نہین بتاتی اُس ساحر نے عرض کیا کہ آپ نے تو مشہور کیا تھا کہ
مین نے امیر و عمرو کو مار ڈالا اور اسکا بڑا جشن کیا تھا گلی گلی نوبت خانے رکھواے تھے خوشی کے شادیانے
بجواے گئے تھے ہم سب نے نذرین دی تھین خوشیان کی تھین اور آج آپ فرماتی ہین کہ مین نے اُنھین قید
کردیا تھا قتل نہین کیا تھا مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + کہان گرفتار کرنا کہان قتل کا اظہار کرنا
ای ملکہ یہ کیا بات ہی دمامہ نے جواب دیا کہ مین نے اُنکی قید کا اسلیے کسی سے اظہار نہین کیا تھا کہ مبادا ا
لیسا نہ ہو کہ کسی کو اُن مفسدون کے حال پر رحم آجاے اور وہ اُنھین رہا کردے اور قید اسواسطے کیا تھا

کہ فوراً قتل کرنا منظور نہ تھا بلکہ ارادہ تھا کہ جس طرح انھون نے میرے دل کو سرامہ جادو کے غم مین جلایا ہی
اُسی طرح مین بھی انھین جلا جلا کے مارونگی اپنا کلیجا ٹھنڈا کرونگی اور یہ راز مین نے سوا اسکے کسی سے نہین
بیان کیا پھر اگر اسنے اُنھین نہین رہا کیا تو کیا کوئی از غیبی فرشتہ آسمان سے آکے اُنھین چھڑا لیگیا ایک نے عرض کیا
کہ ہمین دوستی اہل اسلام کا کبھی انپر گمان نہین یہ بدگمانی ہرگز انکی نسبت شایان نہین دمامہ جادو نے جواب دیا
کہ مین اس بات کو ثابت کر چکی ہون جب تو اسی پر زور دیکیے پوچھتی ہون یہ کہکے پھر برق کی طرف مخاطب ہوکے
پوچھا کہ ارے اب بھی بتا دے کہ امیر و عمرو کہان ہین نہین تو مارتے مارتے بند بند تیرا توڑ ڈالونگی برق نے
کہا آپ کو اختیار ہی جو چاہے سو کیجیے مگر مین عمرو و امیر کو نہین جانتی دمامہ جادو نے کہا کہ او اجل رسیدہ تو
یون نہ بتائیگی بس سامنے ایک درخت کمرکھ کا تھا اُسمین برق جادو کو باندھا اور بال سر کے بائین ہاتھ مین
پکڑے اور داہنے ہاتھ مین کوڑا لیکر کہا کہ دیکھ او برق اب بھی سچ سچ بتا دے کہ حمزہ اور عمرو کو کہان
لیجا کے تو نے چھپایا ہی وہ پکاری یہ محض مجھپر بہتان ہی مین نہین جانتی کہ اُنھین قید سے کسنے رہا کیا اور کہان
چھپا دیا دمامہ نے کوڑا برق پر مارا کہ جا بجا سے وہ جسم نازنین پھٹ کے خون جاری ہوا برق جادو
تڑپ گئی اور پکاری کہ صاحبو مین نے لعنت کی دین سامری و جمشیدی پر اور آج سے دین اسلام قبول کیا
مین اگر حمزہ کی طرفدار نہ بھی تھی تو اب ہون دیکھون تو کوئی میرا کیا کرتا ہی عزت تو گئی جان بھی جاے تو اچھا ہی
ہزار جانین میری حمزۂ صاحبقران کے ایک ناخن پا پر نثار اور صاحبو اگر تم مین سے کسی کو امیر حمزۂ
صاحبقران کشورستان مقبول درگاہ یزدان ملجائین تو کہہ دینا کہ آپ کی کنیز برق جادو آپ پر نثار ہوئی
اور آپ کی حسرت زیارت مین تڑپ تڑپ کے مرگئی اور کہہ گئی ہی کہ یا صاحبقران زمان فاتحہ خیر سے
مجکو نہ فراموش فرمایئے گا برق جادو پکار پکار کے یہ کہہ رہی ہی اور دمامہ کوڑے مار رہی ہی کہ ہان او شوخ دیدہ
گیسو بریدہ اب تیرا حال ثابت ہوا بھید کھلا ارے مین تجھے جیتا کاہے کو چھوڑونگی کہ تو اپنے دھگڑون کی
طرفداری کرے اور اوپر ہی اوپر مزے لوٹے اور اسقدر کوڑے مارے کہ تمام بدن برق جادو کا شق ہوگیا
فوارے خون کے ہر زخم سے چھوٹنے لگے اور برق جادو پکار پکار کے کہہ رہی ہی کہ اے پروردگار عالم
مین نے تو اپنی جان راہ اسلام مین نثار و قربان کی مگر صدقہ اپنی خدائی کا کہ سرگروہ اسلامیان امیر حمزۂ صاحبقران
عالیشان کو سلامت رکھ جنھون نے مجھے چاہ کفر و ضلالت سے نکالکے بسر چشمۂ ہدایت پہونچایا آتش جہنم سے
بچایا اور دمامہ سے کہا کہ تو چاہے مار ڈال مین تو حمزہ کی طرفداری سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی جب چھوٹونگی اُسی کا
جنبہ کرونگی اور دمامہ کہہ رہی ہی کہ او علامہ جب تو زندہ رہیگی تو طرفداری کر لینا اور پھر مارنا شروع کیا
یہان تک مارا کہ برق جادو بیدم ہوگئی غش پہ غش آنے لگے تیور بجھنے لگے جتنے بھر ساحر ہین سب دمامہ جادو
کی بیدردی اور سنگدلی پر نفرین کر رہے ہین اور جسقدر دمامہ جادو کو سمجھاتے ہین اُسی قدر وہ اور برافروختہ
ہوتی ہی شعر جسقدر صبر کو ہم دخل دیے جاتے ہین + اُتنے ہی وہ ستم و جور کیے جاتے ہین + دمامہ جادو کی
خالہ ریحانہ جادو نامے وہان سے قریب رہتی تھی آخر کچھ لوگون نے ناچار و مجبور ہوکے اُس سے جاکے
بیان کیا کہ تمھاری بھانجی دمامہ جادو اس وقت بیخطا و قصور برق جادو کو مارے ڈالتی ہی اور اسقدر مارا ہی
کہ بدن سے لہو کی دھارین چھوٹ رہی ہین ہڈیان پسلیان اُس بیچاری کی ٹوٹ رہی ہین جلدی جاکے
بچاؤ اور اگر ذرا بھی دیر کی تو پھر زندہ نہ پاؤگی مفت کام اُسکا تمام ہو جائیگا سوا حسرت و افسوس کے

کچھ نہ ہاتھ آئیگا ریحانہ نے پوچھا خیر تو ہی کیا ہوا دمامہ نے تو اُسے اپنی اولاد کی طرح پرورش کیا ہی بڑے بڑے
ناز ونعم سے پالا ہی بلکہ اگر سچ پوچھو تو جو بات اسکے ساتھ اُسنے کی وہ اپنی پیٹ کی اولاد کے ساتھ بھی نہین کی
سرامہ جادو اُسکی بیٹی تھی اُسے اسنے اپنے پاس نہین رکھا اور اسے ایک دم بھی اپنے سے جدا نہین کیا وہ تو سب
سے زیادہ اسے چاہتی ہی تو آج یہ کیا ہوا جو اسکا یہ حال کیا سب نے جواب دیا کہ ای ملکہ ہماری سمجھ مین تو کچھ نہین آتا
کہ کیا ماجرا ہی کاہے کا قصہ بکھیڑا ہی تم وہان جاؤگی تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا تمپر سارا حال کھلجائیگا ریحانہ جادو
کو انکی اس طرح کی گفتگو سے نہایت تشویش پیدا ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل مین آنے لگے فوراً
مضطرب و بیتاب وہان سے دوڑی بجلدی تمام آئی دیکھا کہ برق جادو درخت مین بندھی کھڑی ہی اور
دمامہ جادو ایک ہاتھ سے اُسکے بال پکڑے اور دوسرے ہاتھ مین کوڑا لیے سٹاک سٹاک مار رہی ہی اور
برق جادو کا یہ حال ہی کہ اب آواز بھی نہین نکلتی آنکھین بند کیے ہوے خاموش و بیہوش بجیں و حرکت
درخت مین بندھی کھڑی ہی ریحانہ جادو کو تاب نہ رہی جاتے ہی دمامہ جادو کی پیٹھ پر ایک دو ہتڑ مارکے
کہا کہ ادھو جڑے پیٹی غارت گئی تیرا ستیاناس جاے خداوند سامری تجھے اُٹھاے ایک کو تو ہاتھ سے
کھو بیٹھی اسکو بھی مارے ڈالتی ہی کمبخت جل موہی کالا منہ تیرا انہیلے ہاتھ پاؤن چھوڑا سے ارے سرامہ جادو
اور برق جادو دونون شہر زمرد کی آفتاب و مہتاب تھین ایک کو تو خدا پرستون نے مارا اسے تو قتل
کرتی ہی ارے نگوڑی ماری تو نے ڈائن کا خواص کب سے پیدا کیا اور کوڑا ہاتھ سے دمامہ کے چھین لیا کہ
بس تقریر دیکھی آخر تقریر کی بھی کچھ حد ہی اب کیا بچی کی جان لیگی ارے بیدرد سنگدل اولاد کو یونہین تنبیہ اور
فہمایش کرتے ہین دمامہ نے کوڑا ہاتھ سے چھوڑ دیا مگر کہا واہ واہ خالہ امان آپ نے خوب انصاف
کیا ہی اور کیا اچھا صلہ میری محنتون کا دیا ہی آپ سے تعجب ہی کہ آپ بھی اُسی شوخ دیدہ گیسو بریدہ کی طرفداری
کرتی ہوئی آئین آپ نے پہلے یہ تو دریافت نہ کیا کہ کیا ماجرا ہی اصل قصہ کیا ہی مجھی کو اُلہنا دینا شروع کیا
آپ خوب واقف ہین مین نے اسے پالا پرورش کیا دن کو دن رات کو رات نہ سمجھی ہمیشہ صدقے قربان رہی
مان اسکی اسے دو برس کا چھوڑ کے مر گئی اُسکا مرنا جینا سب مین ہی نے کیا اسکو علم سحر سکھایا پڑھایا
یہان تک کہ اپنے برابر کر دیا مین کہتی تھی کہ سوا اسکے اور کون میری جان و مال کا مالک و مختار ہی اسے
میری موت زندگی کا سب اختیار ہی تمام گھر بار اسکے حوالے کر دیا تھا چاہ المابس کا سارا بندوبست
اسکے سپرد کیا تھا اسے مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ لونڈون کے واسطے میری جان کی دشمن ہو جائیگی اور میرے
بھرے گھر کو برباد کر دیگی ریحانہ نے کہا آخر کیا ہوا کیا کچھ کہو تو کوئی یار اسکی بغل مین سے پکڑ لیا یا کسی نامحرم
سے جا بیجا ہنستے دیکھا کون نالوٹھا اسکا تو نے تصور کیا ہی دمامہ جادو نے کہا کہ خالہ امان مین کیا کہون اسنے
کیا کیا ہی سینے کو میرے چیر کر دیکھو تو دل پر کئی داغ ہین ریحانہ جادو بولی ارے کچھ کہو تو سہی دمامہ جادو نے کہا
کہ اسنے پہلے ذوفنون جادو کو قتل کروایا مجکو خبر نہ ہوئی پھر نرگس جادو کو تہ تیغ کروایا مجھے معلوم نہ ہوا اب
میرا کلیجا نکال لیا کہ سرامہ جادو کو مروا ڈالا مجھے حال نہ کھلا اُن سب پر طرہ یہ ہوا کہ حمزہ اور عمرو سرامہ کے
قاتلون کو مین پکڑ لائی تھی اسنے اُنھین قید سے چھڑا کے نہین معلوم کہان چھپا دیا مجکو سب طرح اسنے
خاک مین ملا دیا کہین کا نہ رکھا اب مین اسے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی ریحانہ جادو بولی دمامہ تجھے
کیونکر یقین ہوا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہی اپنی آنکھ سے تو نے دیکھا یا کسی خبر دار نے تجھسے کہا دمامہ نے کہا

آپ تو بزرگ ہین آپ سے کیا کہون کہ مجھے کیونکر معلوم ہوا اول تو مین نے اُسکے چہرے پر ایسے آثار دیکھے
جن سے ثابت ہو گیا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہی دوسرے میرے بیرون نے مجھسے کہا کہ امیر و عمرو کو
یہی چھڑا لیگئی ریحانہ نے کہا چہرے کے آثار کا کیا اعتبار ہی اکثر ناکردہ گناہ کے چہرے پر اپنی عزت و حرمت
کے خوف سے ہوائیان چھوٹنے لگتی ہین رنگ چہرے کا پرواز کر جاتا ہی جن سے صاف یہی ثابت ہوتا ہی
کہ یہی شخص مجرم ہی اور بعض مجرم دیدے کے نڈر ایسی روکھی صورت بنا لیتے ہین جس سے کبھی اُنکی طرف سان
گمان بھی نہین ہوتا اور بیرون کے کہنے کو جو کہو تو انکو اپنے بھوگ سے مطلب ہی بقول شخصے مردہ چاہے
دوزخ مین جاے چاہے بہشت مین انکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہی اُنکے کہنے کا بھلا کیا اعتماد
اور اولاد تو بہت بہت بد فعلیان کرتی ہی مگر کوئی اولاد کو مار نہین ڈالتا فقط تنبیہ کر دیتے ہین تیری طرح
جور و جفا نہین کرتے ستم نہین ڈھاتے کہ دیکھیے اب یہ جانبر ہوتی بھی ہی یا نہین اتنے مین برق جادو کو کچھ
ہوش آیا اُسنے کہا نانی اماں تم اس مقدمے مین دخل نہ دو میرے بارے مین کچھ نہ کہو مجکو اب خود اپنی زندگی
منظور نہین ہی یا تو مین سب کے سامنے سرفراز و ممتاز تھی ہر شخص میری عزت کرتا تھا ہر کس و ناکس میری
اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتا تھا یا اب مین ذلیل ہوئی سب کی آنکھ مین حقیر ہو گئی اب زندگی میری
ہیچ ہی مثل مشہور ہی نکٹا جیا بُرے احوال مین اُنمین تو ہون نہین کہ کان کٹے مبارک ناک کٹی سلامت
عزت جاکے پھر عزت نہین ملتی میرا مر جانا ہی اچھا ہی ریحانہ جادو نے کہا میری جان مین قربان تو اس
بات کا اپنے دل مین کچھ نہ خیال کر دمامہ اندنون سودائن ہو رہی ہی حواس باختہ ہین ایک تو اسے
علم نجوم سے ثابت ہوا ہی کہ یہ دن بہت سخت اور ناقص ہین دوسرے برابر کی بیٹی ماری گئی بہن قتل ہوئی
تیسرے سامنا اُن لوگون سے ہی جنھون نے شہر کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے پھر اسکے حواس
کیونکر بجا ہون دیوانی نہ ہو تو کیا ہو اور یہ کہکر برق جادو کو درخت سے کھولکر پیار کیا گلے سے لگایا پھر
پلنگ پر لٹایا بدن پر آبنہ ہلدی وغیرہ لگا کے آگ سے سینکنا شروع کیا برق جادو بیہوش ہو گئی تھی
بعد تھوڑی دیر کے پکاری کہ ای دمامہ خوب کیا تمنے جو کچھ کیا اور جو میرے مقدر مین تھا وہ ہوا اگر جیتی بچی
تو عوض اسکا لونگی اور اب حمزہ صاحبقران کی دوستی و خیر خواہی سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی اُنکی محبت مین اپنی
جان نثار کرونگی ریحانہ جادو نے کہا ای برق کیا تجکو سودا ہو گیا ہی تو یہ کیا اول فول باتین منھ سے
نکالتی ہی اری نا سمجھ دمامہ تیری بزرگ ہی آجکل اُسپر فلک ٹوٹ پڑا ہی خود رفتہ ہو رہی ہی اسنے تیرے
پیچھے اپنی جان کو جان نہ سمجھا تجھے بچپنے سے پالا پرورش کیا آپ تکلیف اُٹھائی تجھے راحت پہونچائی شعر
بچپن مین جو مچلی ہی سنبھالا ہی اُسی نے + حقدار ہی بیٹا تجھے پالا ہی اُسی نے ++ نہ اُسکی دشمنی نہ اور کسی کی دوستی
پھر تیرا درد ہو گا تو اُسی کو ہو گا ماں باپ پڑھانے لکھانے تمیز سکھانے کے لیے اکثر بیٹا بیٹی کو مارتے ہین سزا
دیتے ہین تو کیا اُنسے بالکل رُخ پھیر لیتے ہین اپنی بزرگ اور بڑی خصوصاً ماں یا خالہ کے مارنے سے عزت
نہین جاتی عزت و توقیر شان شوکت مین چھوٹون کی بات نہین آتی اگر اُسنے تجھے مارا تو کچھ عزت نہین گھٹ گئی
بلکہ اگر چشم غور و انصاف سے دیکھ تو تیرے خاموش ہو رہنے پر اُسکے دل مین تیری طرف سے اور زیادہ جگہ
ہو جائیگی اگر آج نہین تو کل تو اُس عزت اور بردباری کا مزا اُٹھائیگی برق جادو نے عرض کیا نانی اماں یہ
سب آپ بجا فرماتی ہین مگر مجھے تو اس بات کا ملال ہی سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ مین نے کبھی بچپنے مین

مار نہین کھائی اور آج اس بھری محفل مین اپنے بیگانے کے سامنے اس طرح بے عزت ہوئی اور اب تو مین
کچھ نہین کہتی اُنھون نے خوب کیا جو مجھے مارا اور چاہیے اس سے زیادہ مارین مجھے کچھ پروا نہین اب جان
میری حمزہ کے قدمون پر نثار ہوگی ریحانہ جادو نے کہا اری کمبخت بدنصیب تو تو حمزہ کی
صورت سے بھی واقف نہین یہ کیا کہہ رہی ہی بیٹا اب غصے کو جانے دے برق جادو نے جواب دیا نانی امان
مجھے اب اپنی زندگی منظور نہین ہی اسواسطے یہ کلمے کہتی ہون کہ دمامہ اور غصے مین آکر مجھے مار ڈالے
چلو پھر سارا قصہ پاک ہو جائے جب ہم سرامہ کے قاتل ٹھہرے تو اب جینا بیکار ہی یا تو ہم اور سرامہ
یک جان دو قالب تھے یا اب ہم اُسکے قاتل مشہور ہوئے خیر اب جہان وہ ہی ہمین بھی وہین جانا چاہیے
دشمن و قاتل بنکے زندگی نہ کرنا چاہیے یہ کہکے چیخین مار کے رونے لگی کہ ہاے فلک یہ تونے کیا سُنوایا
یہان ریحانہ جادو برق جادو کو سمجھا بجھا رہی ہی تشفی اور دلاسا دے رہی ہی اُدھر کا حال سُنیے کہ جب دمامہ
کا غصہ موقوف ہوا برق جادو کو اسنے پرورش کیا ہی سرامہ جادو سے زیادہ عزیز رکھتی ہی کمال محبت ہی
اب خیال آیا کہ ای دمامہ یہ تونے کیا کیا جوان جہان کو تونے سب کے سامنے مارا یہ کیا کیا ارے غضب کیا
وہ بڑی غیرت دار ہی کہین ایسا نہ ہو کہ اپنی جان پر کھیل جائے بیٹی تو تیری مرچکی ہی اب فقط اسی کا دم باقی ہی
اگر یہ بھی مرگئی تو بڑا غضب ہوا گھر تیرا بالکل برباد ہو جائیگا سارا شہر بے چراغ ہو جائیگا خداوند سامری و جمشید
اسے زندہ رکھیے اب پھوٹی آنکھ کا دیدہ جو کچھ ہی یہی ہی یہ خیال جو آیا بیتابانہ دوڑی ہوئی آکے برق جادو
سے لپٹ گئی اور کہنے لگی بیٹا میری تقصیر معاف کر یہ شیطانی حرکت تھی غصے مین مجھے یہ سوجھا کہ تو ہی میری ہمسر
ہی تو ہی نے میرا دم کیا کا ای برق اب تو اپنے ہاتھ سے مجھے جوتیان مارلے قصور میرا عفو کر دے
اور بیٹا مین تو دو چار روز کی مہمان ہون یہ ہفتہ مجھپر ایسا سخت ہی کہ مین بچنے کی نہین برق جادو نے
جواب دیا خالہ امان آپ نے ناحق کیون مجھے بے عزت کیا آپ میری بڑی ہین مالک ہین جو آپنے
میرے حق مین بہتر جانا وہ کیا میرے نہ مان ہی نہ باپ ہی جو کچھ ہین سو آپ ہی ہین مگر رنج اس بات کا ہی کہ
آپ نے اتنی بڑی تہمت کیونکر مجھپر گوارا کی خیر یہ میرے طالع کی خوبی ہی میری تقدیر مین یہی لکھا تھا آپ نہ سمجھین
کہ مین خداپرستون کو کیا جانون مین اور سرامہ ساتھ کھیلکے بڑی ہوئی تھی یکجان و دو قالب تھے کیونکر
میرا دل گوارا کرتا کہ وہ قتل ہو دمامہ نے کہا ای برق بس ان باتون کو منھ سے نہ نکال جاسطرح بند دلبست
شہر کا تیرے ہاتھون تھا اُسی طرح کر برق بولی کہ خالہ امان مین آپ کی کنیز ہون مگر ابھی تو تمام بدن میرا
زخمی ہی مجھ مین پھرنے چلنے کی طاقت کہان ہی دو چار دن مین اچھی ہونگی تو آپ کی تعمیل حکم کرونگی اور جب تک
دشمن بھی آپکے دفع ہو جائینگے اور قطع نظر اسکے آجکل میرے دن بھی بُرے ہین اگر اچھا کام بھی کرونگی
تو وہ بُرا ہوگا دمامہ نے کہا بیٹا میرا دل تو تجھسے صاف ہی مگر تیرا دل میری طرف سے صاف نہین ہوا تو مجھکو
آزردہ کرتی ہی رنج دیتی ہی واری کم فہم میرے برابر کوئی تجھکو پیار نہ کریگا برق بولی کہ مین بھی تو آپ کی لونڈی
ہون مین نے کبھی کسی کام مین عذر نہین کیا مگر تمام بدن میرا مجروح ہی اس سے ناچار ہون ریحانہ نے
کہا اے دمامہ تونے مارتے مارتے اُسمین جان بھی باقی رکھی ہی کہ وہ کوئی کام کرسکے اسکو اچھا ہو لینے دے
پھر سب ہی کام یہ کریگی تو جا اور اپنے دشمنون کی تلاش کر القصہ دمامہ وہان سے اُٹھکے ایوان بادشاہی
مین آکر بیٹھی اور ساحرون سے خطاب کیا کہ صاحبو تم مین سے جو کوئی خبر حمزہ کی مجھے لادے یا اُسے

زندہ پکڑ لاے مین اُسے دولت دنیا سے نہال کرونگی قسم ہی سامری و زرد ہشت کی مالامال کردونگی یہ سُن کے
ساحر تلاش امیر حمزہ صاحبقران مین چہار طرف روانہ ہوے اب یہان امیر با توقیر کا سُنیے یہ دو روز تک
تو اُس غار مین چھپے بیٹھے رہے تیسرے دن عمرو سے فرمایا کہ خواجہ آج تیسرا دن ہی کہ برق جادو نہین آئی
خدا جانے اُسپر کیا گذری شب و روز یہی خیال رہتا ہی کہ مبادا دمامہ جادو اُسکے حال سے مطلع ہو گئی ہو کی
تو نہین معلوم کیا حال کیا ہوگا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ خدا نہ کرے جو وہ قطامہ اُسکے حال سے آگاہ ہو
ای صاحبقران آپ کو یاد ہی کہ مالک بن زرد ہشت جادو نے ملکہ جادو کا کیا حال کیا تھا
باوصفیکہ ملکہ جادو اُسکی بیٹی تھی مگر ایسا مارا تھا کہ وہ بیدم ہو گئی تھی اور برق جادو تو دمامہ جادو کی کچھ بیٹی
نہین ہی بھانجی ہی فقط دمامہ نے اُسکی مان کے مرنے کے بعد اُسکو پرورش کیا ہی پالا ہی اگر خدانخواستہ یہ حال
دمامہ پر کھُلگیا کہ برق جادو ہماری دوست ہی تو وہ اُسے زندہ نہ چھوڑیگی ای امیر آپ کو یاد ہی کہ برق جادو
نے رخصت ہوتے وقت کیا کیا کلمے یاس کے کہتے تھے مجکو بھی اُسکے کلام یاس اور گفتگوے ہراس سے
اندیشہ ہی خدا دمامہ کی شر سے اُسکو محفوظ رکھے امیر نے فرمایا خواجہ اب ہم کہانتک انتظار برق جادو
کا کرین کب تک چھپے بیٹھے رہین خدا جانے اُسکو کیا ہوا اور مین اب یہان ٹھہرنے کا نہین مین کچھ برق کے
بھروسے پر یہان نہین آیا تھا جو اُسکے انتظار مین بیٹھا رہون مجھے بھروسا پروردگار عالم کا ہی جو میرے حق
مین بہتر جانیگا وہ کریگا اس مین کہان تک چھپے بیٹھے رہینگے خواجہ عمرو نے گذارش کیا ای صاحبقران
آپ کا اسم اعظم بھی بند ہو چکا ہی اور ساحر چہار طرف تلاش مین پھر رہے ہین کوئی سوا پروردگار عالم کے ہمارا
آپ کا دشت غربت و صحراے مصیبت مین یار و مددگار نہین ہی ہم بیکس و مجبور ہو رہے ہین مناسب یہی ہی
کہ ابھی یہین بیٹھے رہیے اور کہین یہان سے نہ جائیے نہین تو خدانخواستہ فوراً گرفتار ہو جائیے گا جب تو
برق جادو نے چھڑا لیا تھا اب کون رہا کرنیوالا ہی امیر کشورگیر نے فرمایا کہ خواجہ یہ تمھارا خیال خام ہی کہ
اگر یہان بیٹھے رہینگے تو محفوظ رہینگے بھی قضا سے کوئی چارہ نہین خداوند جل و علا خود ارشاد فرماتا ہی کہ اذا جاء
اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جو قضا آتی ہی تو ایک ساعت بھی نہین ٹل سکتی ہی اگر لوہے کے کوٹ
مین بھی ہونگے تو وہان بھی قضا نہ چھوڑیگی ای خواجہ کیا تمھین حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا قصہ یاد نہین ہی کہ وہ جناب بادشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر تھے فوج بیشمار رکھتے تھے ایک دن
لشکر کی تعداد ملاحظہ کرنے کو ایک میدان وسیع مین سب کو آراستہ و پیراستہ کر کے کھڑا کیا اور آپ نفس نفیس
ایک تنہا مکان کے کوٹھے پر بیٹھ گئے کہ اپنی فوج و سپاہ کو دیکھین کسقدر ہی اور حاجب دربان یساول وغیرہ
سب سے حکم دیدیا کہ خبردار خبردار اس مکان مین کوئی آنے نہ پاے حضرت ابھی اپنے لشکر کے معاینہ مین
مصروف تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص صحن خانہ سے بالاخانے پر چلا آتا ہی متعجب ہو کے اُس سے پوچھا کہ ای شخص
تو کون ہی اور یہان کیونکر آیا ہی مین نے تو قدغن کر دیا تھا کہ خبردار یہان کوئی آنے نہ پاے تو کیونکر چلا آیا کیا
کسی حاجب و دربان نے بھی تجکو منع نہ کیا اُسنے جواب دیا کہ ای سلیمان پیغمبر مین اُسکا فرستادہ آیا ہون جسکے حکم
کو کوئی روک نہین سکتا بھلا مجھے کوئی پہرے والا کیا روکتا اور منع کرتا حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا
کہ آخر وہ کون شخص ہی جسکا تو فرستادہ ہی صاف بیان کر اُسنے جواب دیا مین عزرائیل فرستادہ رب جلیل ہون
اسوقت آپ کی قبض روح کے واسطے آیا ہون جب حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ ملک الموت ہی اُسوقت

میری قبض روح کے لیے آیا ہو رضینا بالقضا فرماکے آمادہ مرگ وہیا ہے قضا ہو گئے ملک الموت نے وہین
کھڑے کھڑے قبض روح کرلیا اور جب عصا حضرت سلیمان علیہ اسلام کا دیمک خوردہ ہو کے گرا تو سب کو
معلوم ہوا کہ حضرت نے رحلت فرمائی ای خواجہ جب ایسے ایسے پیغمبر مرسل موت سے نہ بچے اور انھین ایک
دم کی مہلت دنیا مین ٹھہرنے کی نہ ملی تو ہماری کیا حقیقت ہی جب وقت وہان سے طلب ہوگی فوراً رخصت
ہو جاینگے اور اگر تمکو یہی خیال ہی تو تم سب یہین بیٹھے رہو مین تن تنہا باہر نکلتا ہون ہر چند خواجہ عمرو نے
سمجھایا مگر حمزۂ صاحبقران نے نہ مانا اُس غار سے نکلکر روانہ ہوے عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار اور
کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ بھی ساتھ چلے ایک صحراے لق و دق معلوم ہوا تھوڑی دور آے ہونگے
کہ آواز زنجیرون کی جھنکار کی کان مین آئی سب اُسی طرف دیکھنے لگے ایک دیو کو دیکھا کہ تمام بدن اُسکا زنجیرون
سے جکڑا ہوا گلے مین بڑا بھاری طوق پڑا ہوا ایک زنجیر طلائی کئی سومن کی ہاتھ مین قوی ہیکل قوی بازو نہایت
زبردست اُسکو دیکھتے ہی عمرو کا تو یہ حال ہوا کہ جلدی سے دوڑکر امیر بانوقیر کے پیچھے چھپ گیا جب وہ
قریب آیا تو چلایا سلام علیک یا امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان امیر شیرگیر نے جواب سلام کا دیا اور پوچھا
کہ ای عزیز تو کون ہی اور مجکو تو نے کیونکر پہچانا یہان تو سوا جادوگرون کے مسلمان کا کہین نام و نشان تک
نہین ہی تیرا کیا نام ہی اور مجھسے کیا کام ہی اُسنے عرض کیا ای شہریار میرا نام بہود ہے زنگی ہی مین بیٹا ہون
ملک دودۂ زنگی کا کہ وہ بادشاہ ہی عزوبیہ باختر کا ایک دن مین بارگاہ مین اپنے باپ کی بیٹھا تھا
اتفاقاً ذکر آیا کہ اگر کوئی آبحیات کو پی لے تو قیامت تک نہ مرے میرے دل مین اشتیاق پیدا ہوا کہ کسیطرح
مین اُس چشمے تک پہونچون اور وہان کا پانی پی کے حیات ابدی حاصل کرون قیامت تک نہ مرون ہر چند
باپ بھائی یگانے بیگانے دوست آشنا نے سمجھایا کہ کوئی شخص وہان نہین جا سکتا آبحیات نہین لا سکتا وہان
نہ جاؤ مگر مین نے نہ مانا اور یہی کہا کہ مین جاؤنگا جس طرح ہوگا آب حیات لاؤنگا سب کو پلاؤنگا القصہ سب
سامان سفر کا درست کرکے چشمۂ حیات کی جستجو مین روانہ ہوا جب قریب چاہ الماس کے پہونچا سرامہ جادو
دمامہ جادو کی بیٹی مجکو گرفتار کرکے اپنے مکان پر لیگئی اور خلوت مین مجھسے کہا کہ مین تجھپر عاشق ہوکے
تجکو لے آئی ہون میرا مطلب دلی پورا کر مین تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی ای شہریار صورت تو اُس
بدسیرت کی جیسی تھی خیر تھی ہی مگر اُسکے دہن نجس سے ایسی بوے بد آتی تھی کہ دماغ اُڑا جاتا تھا اُسکی بو
سے مجکو اُس سے نفرت کلی ہوگئی مین نے انکار کیا وہ منتین کرنے لگی جب منتون پر بھی مین کسی طرح
راضی نہ ہوا تو اُسنے مجھے ایک قید خانے مین قید کیا جہان کسی اپنے ہمجنس کا کیا ذکر ہی پرچھائین تک
نظر نہ آتی تھی وہ زندان ایسا تیرہ و تار خشمناک تھا کہ جان نکلی جاتی تھی مین رات دن رویا کرتا تھا آٹھ پہر
جان کھویا کرتا تھا خواب و خور حرام تھا ہر وقت گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری سے کام تھا دمبدم افزونی پر
تھی زندگی سے یاس تھی جب رات دن برابر جاگتے ہوے عرصہ گذرا اتفاقاً ایک دن روتے روتے اور
صدمہ و رنج سے جان کھوتے کھوتے کچھ غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگ گئی عالم خواب مین ایک بزرگوار مقبول
کردگار فرشتہ خصلت نورانی صورت تشریف لاے اُنکے جمال باکمال سے چارون طرف نور ہی نور نظر آیا
گویا ظلمات مین آفتاب اُتر آیا تمام مکان روشن ہوگیا وہ مقام تیرہ و تار وادی ایمن ہوگیا اُنھون نے
مجھے کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا کفر و ضلالت کے قید خانے سے چھڑایا مین نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا بعد اُسکے

اُنھون نے مجھسے فرمایا کہ ای یہودا اے زنگی تو زیادہ دلتنگ نہ ہو تیری مصیبت و کافری کا زمانہ نکل گیا
روز سخت و صعب ٹلگیا کہ امیر حمزۂ صاحبقران دمامہ جادو کے استیصال کو عنقریب یہان آیا چاہتے ہین
تو اُنکا رفیق ہو جیو وہ سرامہ اور دمامہ وغیرہ جادوگرون کو مارینگے تو قید سے چھوٹیگا بس اتنا فرما کے
وہ بزرگوار نظرون سے غائب ہو گئے میری آنکھ کھُلگئی دل مین کہنے لگا کہ یا الٰہی یہ واقعی خواب تھا یا خیال تھا
ہر وقت دعا کرتا تھا کہ ای رب الارباب وای مسبب الاسباب اگر تونے اُن بزرگ کے ذریعہ سے میرے
دل مین چراغ ہدایت روشن کیا ہی اور کفر و ضلالت کی سیاہی کو برطرف کر کے نور ایمان ڈال دیا ہی تو اب
اپنے فضل و کرم سے جلد امیر حمزۂ صاحبقران کی زیارت سے مشرف فرما اور بزودی تمام اُنکے
قدم مبارک مجھے دکھا ہر روز گھڑیان گن گن کے بسر کرتا تھا شعر آمد سُنی جو اُس صنم گلعذار کی گھڑیان گنا کیا مین
شب انتظار کی + یہان تک کہ آج رات کو پھر وہی بزرگوار تشریف فرما ہوے ارشاد کیا ای یہودہ خاطر جمع
صبح کو تیری آرزوے دلی اور تمناے قلبی بر آئیگی کہ تجھسے حمزۂ صاحبقران سے ملاقات ہوگی بس ای شہریار
آج صبح سے آپ کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا الحمد للہ کہ قدمبوسی آپ کی حاصل ہوئی مراد دلی بر آئی اور وہ لکا بھی
ماری گئی یہ کہکے صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا امیر باتوقیر نے سر اُسکا اُٹھا کے سینے سے لگایا دست
حق پرست اُسکی پیٹھ پر رکھا پوچھا کہ ای یہودا تو کتنے دن سے یہان قید تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور مجھے اس
قید مین تین برس کا عرصہ گذرا اور پوچھا کہ ای صاحبقران والاشان کیا آپ کو بھی بشارت ہوئی تھی جو
حضور میری رہائی کے واسطے رونق افروز ہوے امیر نے تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا بعد اُسکے
پوچھا کہ ای یہودا تجھے معلوم ہی شہر زمردنگار یہان سے کتنی دور ہی یہودا نے عرض کیا کہ غلام کبھی
وہان نہین گیا مگر سُنا ہی کہ یہان سے آٹھ نو منزل ہی فرمایا کہ راہ مین قصبہ قریہ دیہہ پُردہ گاؤن گراؤن شہر
رباط کچھ ہی اُسنے ہاتھ باندھ کر جواب دیا کہ یہان سے تین فرسخ پر ایک باغ ہی کہ تمام چار دیواری اُسکی
زمردین ہی عجب کیفیت کی جگہہ ہی بوتیسال جادو کا باغ مشہور ہی امیر یہ سُنکے اُس طرف کو روانہ ہوے جب
وہان پہونچے دیکھا کہ واقعی چہار دیواری اُسکی زمرد ریحانی کی ہی اور دروازے کا چوکٹھا طلاے احمر کا پٹ
یاقوت سُرخ کے کل سنجین الماس کی ایک پٹ بند ہی دوسرا کھلا ہی صاحبقران نے بسم اللہ کہکے اندر باغ
کے قدم رکھا عجب کیفیت کا باغ دیکھا کہ داربست انگور بہار دکھا رہی ہی خوشہ ہاے انگور پر تھیلیان کمخواب
اور بادلے کی چڑھی ہوئی ہین چمن بندی کی ہوئی گرد گرد ال اور مہندی کی ٹٹیان کیلون کی باڑھ حوض لبریز نہرین
جاری جابجا چبوترے بلور کے بنے ہوے ہیکلے ہشت پہل شش پہل چو پہل اُن پر طرفہ گلکاری کی ہوئی
درخت میوہ دار لا انتہا جانوران خوش الحان شاخون پر بیٹھے ہوے زمزمہ پیرا امیر اُس باغ کو دیکھکر بہت
خوش ہوے سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک آواز حزین و دردناک کان مین آئی کہ کوئی رو رو کے
کہہ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم بارہ برس مجھے قید مین گرفتار ہوے ہو چکے اور اب تک کوئی میرا خبر لینے والا
پیدا نہین ہوا اب کہان تک مصیبت جھیلون عذاب کھینچون یا تو مجھے اس قید شدید سے نجات دے
یا ملک الموت کو حکم ہو کہ آ کے میری قبض روح کرے کہ اب روز کے صدمے اور ہر وقت کے ملال اُٹھانے
کی طاقت نہین رہی اور افسوس ہی کہ قریب مرگ پہونچے مگر عزیزون کے دیکھنے کی حسرت ہی دل مین لیجاتے ہین
پروردگار عالم سُنا ہی کہ آجکل شاہ شاہان امیر حمزۂ صاحبقران گیتی ستان چاہ الماس مین رونق افروز

ہوے ہین ہمین اُنھین کی صورت دکھا دے کہ آرزو دل کی پوری ہو جاے اور ای خالق عالم جب تک
اُس شہریار کی قدمبوسی نہ حاصل ہولے دم نہ نکلے بس یہ آواز جو صاحبقران کے کان مین آئی بے اختیار
آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا کہ ای خواجہ یہ آواز تو ہمارے کسی عزیز و آشنا کی معلوم ہوتی ہی عمرو نے
عرض کیا جی ہان مجھے بھی کچھ گوش آشنا مفہوم ہوتی ہی غرض امیر اُسکے تجسس مین اُسی طرف کو بڑھتے چند قدم
آے ہونگے کہ پھر آواز آئی کہ ای پروردگار مین ایسا گنہگار ہون کہ مجھے دعا کرتے ہوئے بارہ برس گذر گئے
اور اب تک دعا میری مستجاب نہین ہوئی یاالٰہی اب جلد میری مشکل آسان کر اب امیر بیتابانہ دوڑے
کہ پھر صدا آئی کہ ای خالق جزو و کل یہ آرزو ہی کہ اپنے آقاے نامدار اور مولاے ذیوقار کی صورت ایک نظر
دیکھ لون یہان تک کہ سامنے آے دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اُسپر طرح طرح کے پھول جواہر کے
نصب ہین اور بیچ مین اُس چبوترے کے ایک درخت ہی کہ تنہ اُسکا سونے کا شاخین چاندی کی پتے
زمرد کے ہین اور اُسکے تنہ مین ایک جوان خوش نہاد مانند سرو آزاد کے لپٹا ہوا ہی چہرہ مانند
آفتاب کے درخشان مگر نہایت زار و ناتوان کہ ہڈیان دکھائی دیتی ہین تمام رگین مثل تار مسطر کے نمایان ہین
بال سر کے سنبل کے مانند پریشان ہین لنگ تمامی کا بندھا ہوا ہی ضعف سے آنکھین بند ہین غش کی حالت ہی
عجیب کیفیت ہی امیر حیران ہوے کہ یہ کون ہی کہ سب و مقبل سے پوچھا تم پہچانتے ہو عمرو سے فرمایا خواجہ تم
جانتے ہو یہ کون ہی کہین اسے دیکھا ہی سب نے التماس کیا شاید کہین دیکھا ہو ہم خیال کر رہے ہین مگر یاد نہین
آتا امیر نے فرمایا ای خواجہ اسوقت میرا عجب حال ہی اس جوان کے دیکھنے سے دل بیقرار ہی بال تمام جسم کے
کھڑے ہو گئے ہین خون عزیزی جوش مار رہا ہی اس اثنا مین اُس جوان نے جو آنکھ کھولی تو سامنے صاحبقران
وغیرہ کو کھڑے دیکھا پکارا کہ ای شہریار شکر ہی کہ قاضی الحاجات مجیب الدعوات نے دعا مجھ گنہگار کی قبول فرمائی
جو آرزو تھی وہ بر آئی کہ بعد بارہ برس کے آپ کی صورت دکھائی امیر نے فرمایا کہ ای جوان نام و نشان سے
اپنے آگاہ کر کہ دل متفکر و متردد و مطمئن ہوا اسلیے کہ آواز تیری شناسا معلوم ہوتی ہی ہمین شبہہ گذرتا ہی کہ تجھے
کہین دیکھا ہی یہ سُنکے وہ جوان چیخ مار کر رویا اور عرض رسا ہوا کہ ای شہریار عالیمقدار غلام کو حضور پرنور سے
یہ توقع کبھی نہ تھی کہ مجکو آپ ایسا فراموش کر دینگے غلام تو آپ کا غلام غلامان ہی پیر و مرشد خاکسار کو خوب
یاد ہی کہ جمہور جہانسوز شہر ضحاکیہ مین گرفتار طلسم ہوا تھا اور ملک سیستان سے اُسکو عیار پکڑ لیگیا تھا اور
حضور لقا پر تشریف لیگئے تھے جب اُسکو لڑکر قلعہ بند کیا تھا اُسوقت حضور کو خبر جمہور کے گرفتار ہو جانے کی
معلوم ہوئی تھی اور حضور نے تمام لشکر کو چھوڑ کر جا کے طلسم فتح کیا تھا اور بکمال کد و کوشش سے جمہور کو رہا کر
لائے تھے اور غلام کو ایسا دل سے فراموش کر دیا کہ پہچانتے تک نہین یہ کہکے پھر رونے لگا صاحبقران
بھی اپنے ہمراہیون سمیت رونے لگے اور فرمایا کہ ای عزیز تو خود کہتا ہی کہ مفارقت کو بارہ برس کا عرصہ
گذرا ہی پھر چار دن مین تو شکل بدل جاتی ہی نہ کہ بارہ برس اگر مین نے نہ پہچانا تو کچھ تعجب کی بات نہین ہی برای
خدا نام اپنا بیان کر کہ اندیشہ موقوف ہو اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار آپ کے کسی غلام کو اژدہا نگلگیا تھا
یا نہین صاحبقران نے سر ہلا کے فرمایا کہ کسی غلام کو تو نہین مگر ہان میرے پوتے قاسم کو نگلگیا تھا اُسکا آج تک
پتا نہین معلوم ہوا کہ وہ اژدہا کون بلا تھا کہان گیا کہان نہین اُسنے عرض کیا ای شہریار مین وہی ہون بیٹا
آپ کے فرزند ارجمند علمشاہ رومی کا شاہزادہ تھا و رسیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز تھا اور ی

بونیسال جادو اژدہا بنکے مجھے نگلگئی تھی جب سے مین اُسکی قید مین ہون وہ مجھپر عاشق ہی ہمیشہ مجھسے خواہان
وصل رہتی ہی مین قبول نہین کرتا وہ انواع انواع طرح کی ایذا مجکو پہونچاتی ہی اب جو خفا ہو کر گئی ہی تو وہفتہ سے
نہین آئی اکثر تین تین دن بے آب و دانہ گذر جاتے ہین صاحبقران یہ سُنتے ہی بیقرار و بیتاب یہ کہکر
دوڑے کہ ای نور نظر پارہ جگر واللہ مین نے بالکل تجھے نہین پہچانا کہ تو قاسم ہی بیٹا یہ صورت تیری
مین نے کاہے کو دیکھی تو تو اسقدر لاغر ہو گیا ہی کہ فقط پوست و استخوان باقی ہی ہاے ای راحت جان دادا
یہ کیا حالت ہو گئی کہ مین نے مطلق نہ پہچانا قاسم نے عرض کیا کہ دادا جان میری زندگی تھی اس سے اب تک
زندہ ہون نہین تو بارہ برس کی قید مین کوئی جانبر نہین ہوتا اور خصوصًا وہ شخص جسپر ہر روز کی مصیبت بلکہ
ہو مین ہی ایسا سخت جان تھا کہ زندہ رہا مر نہ گیا امیر صاحبقران قاسم سے لپٹ گے خوب روے
کرب و مقبل و عمرو بھی آنسو بھر لاے پھر صاحبقران نے فرمایا کہ ای قاسم کیا کہون جو تیری مان کا حال
ہی اور باپ تیرا جس طرح تیرے واسطے روتا ہی اور بدیع الزمان پر تو بغیر تیرے زندگی تلخ ہی اور بیٹا
فی الحال تو مین ایسی ایک بلا مین گرفتار ہون کہ خدا دشمن کو بھی ایسی بلا مین نہ ڈالے شعر کہتے ہین مجھے
دیکھکے سب دیکھنے والے + اللہ برا وقت کسی پر بھی نہ ڈالے + جتنے فرزندار جمند اور سرداران دیوبند تھے
سب نے جاکے زیرجد شاہ کو سجدہ کیا ہی دین اسلام کو ہاتھ سے دیا ہی ایک مین اور بادشاہ اسلام
اور کرب غازی اور مقبل وفادار فقط باقی رہگئے ہین بس مین اپنی جان پر کھیلکر اور موت کو برضا و رغبت
گوارا کرکے چاہ الماس مین آیا ہون کہ یا تو دامہ جادو کا استیصال کردون یا اپنی جان دون تین جادوگرون
کو واصل جہنم کر چکا تھا کہ دامہ قطامہ نے مجھے اور عمرو کو گرفتار کر لیا لیجا کے ایک جزیرے مین قید کیا
برق جادو کا خدا بھلا کرے اُسنے آکر چھڑایا اور اب وہ اسم اعظم میرا کھولنے کی تدبیر مین گئی ہی قاسم نے کہا
ای شہریار مین نے بونیسال جادو کے مُنہ سے سُنا ہی کہ برق جادو کو دامہ جادو نے اسقدر مارا ہی کہ
اُسکا بند بند چھوٹ گیا ہی اگر بچا نہ جادو آکے نہ بچاتی تو یقین تھا کہ وہ اُسی وقت مرجاتی صاحبقران نے
قاسم سے یہ خبر سُنکے آبدیدہ ہوکے فرمایا کہ جب ہی آج کئی دن سے وہ ہمارے پاس نہین آئی اور عمرو
تو اسقدر رویا کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی ہر مرتبہ کہتا تھا کہ ای دوست جانی و محبوب جاودانی مجھے
اختیار نہین کہ مین آکے تیری خبر لون ای برق جادو میرا کچھ بس نہین چلتا کہ مین تجھ تک پہونچون تو اپنے دل
مین یہ نہ سمجھنا کہ عمرو میری یاد سے غافل ہی بخدا مجھے ہر وقت تیرا خیال ہی شعر رہتا ہی مجکو اُسکا تصور فراق مین
ظاہر مین ہون مین یار سے نزدیک اور دور + ہر وقت تیری تصویر میرے پیش نظر ہی تیرا دھیان مجھے آٹھ پہر
ہی ای جان جہان اگرچہ اسوقت مین تجھسے اتنی دور ہون مگر دل سے اپنے مجھے نزدیک سمجھنا اور جسوقت خدا
نے ہمارے دن پھیرے اور امید دلی بر آئی ای لسان ابرو دیکھ ہی لینا ہم تیرے پاس پہونچ جائینگے
غرض صاحبقران نے چاہا کہ مشکین قاسم کی کھولدین اُسے بھی اپنے ساتھ لین قاسم ملتمس ہوا ای دادا جان
میری مشکین نہ کھولیے اور یہ ضرور خیال فرمایے گا مین بغیر بونیسال کے قتل ہوے قید سے نہ چھوٹونگا آپ کو
اسم اعظم یاد نہین ہی کہین خدا نکردہ آپ کے دشمن بھی آفت مین نہ پھنسجائین تو اور لینے کے دینے پڑجائین
یہ باتین تھین کہ ہواے تند چلنا شروع ہوئی یہ معلوم ہوا ابر ٹوٹے درخت جڑ سے اُکھڑ جائینگے اور تاریکی چھائی قاسم نے
عرض کیا کہ ای شہریار عالی مقدار اب آپ جلد یہان سے تشریف لیجائیے اور کہین پوشیدہ ہو جیے

نشان بوتیسال جادو کی آمد کے ہین اور بوتیسال علامۂ دہر آفت روزگار ہی دمامہ جادو سے کچھ کم نہین
ہی بلکہ اُس سے بڑھی ہوئی ہی آپ کے دشمنون کو بھی گرفتار کریگی مجکو اور زیادہ رنج ہوگا جیتے ہی جی مین
مر جاؤنگا فرمایا کہ ای نور چشم بارہ برس بعد تو تجھے دیکھا ابھی دیکھنے سے طبیعت سیر بھی نہین ہوئی کہ چرخ
شعبدہ باز تفرقہ انداز پھر تجھسے ہمکو جدا کرنے لگا شعر فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا + کہ جسکے عوض یون
رُلانے لگا + دیگر کیون غم سے مجکو روز رُلاتا ہی ای فلک + مین تو کبھی ہنسا بھی نہین شب کو خواب مین +
بیٹا اب مین تجھے چھوڑ کے کہان جاؤنگا جو کچھ ہوگا سب پر ہوگا مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد قاسم نے
کہا کہ یہ بدنامی غلام کو گوارا نہین ہی کہ خود تو گرفتار ہون آپ کو بھی مبتلاے آفت کراؤن آپ میرے
ساتھ گرفتار ہون خدا کے واسطے آپ اپنے کو بچائیے یہان سے جلد چلے جائیے کوشش کر کے دمامہ
کو مار ڈالیے اہل اسلام کو گرداب بلا سے نکالیے عمرو نے بھی عرض کیا کہ صاحبقران زیادہ جہالت اچھی
نہین دمامہ جادو خون کی پیاسی ہو رہی ہی بھلا جادوگر سے آپ کس بھروسے پر مقابلہ کیجیے گا اسم اعظم
بھی تو یاد نہین مفت اپنی جان دینے سے کیا حاصل اور قاسم کو تو بوتیسال جادو خدانخواستہ مار نہین
ڈالیگی پھر آکر دیکھ لیجیے گا اب یہان سے جلد بھاگیے صاحبقران نامدار مع کرب غازی و مقبل وفادار
وغیرہ کے چار ناچار باغ سے نکلکر بھاگے کہ دور سے دو چار مٹھ ستیون کے دکھائی دیے کہ بت پرستون
مین اکثر عورتین جنکا خاوند مرجاتا ہی وہ بھی اپنے خاوند کی لاش کے ساتھ بیٹھے جی جلجاتی ہین اُنھین کو
ستی کہتے ہین بس صاحبقران عالیشان خوف جان سے مع عمرو عیار و مقبل وفادار و کرب غازی و
ابوالہول دیوانہ اور یہوداے زنگی کے اُن ستیون کے مٹھ مین جا کے چھپ رہے اور اُنمین جا بجا پتھر
سنگ مرمر کی کھدی ہوئی جالیسان جو لگی ہوئی تھین اُنمین سے جھانکنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر
کے ہوا کی تیزی موقوف ہوئی شعلۂ آتش آسمان پر چمکا ایک اژدر آتش فشان نمایان ہوا قد اُسکا تخمینًا پچاس
یا ساٹھ گز کا تھا قلاب آتشین اُسکے مُنھ سے نکلتے ہوے اُسپر ایک بلاے سیاہ کو سوار دیکھا کہ نہایت
بدہیئت کریہ منظر سیاہ فام زشت رو سر جھاڑ مُنھ پہاڑ چلی آتی ہی بال اُسکے برگد کی ڈاڑھی کیطرح اژدرسے
سے بھی نیچے لٹک رہے ہین اور ہر لٹ سے شعلۂ آتشین چمک رہے ہین مانگ مین سیندور بھرا ہوا ہی ایک
سیندور کا ٹیکا ماتھے پر بھوون کے بیچ مین دیا ہوا مردے کی کھوپری کا پرا ہوا کاجل اس طرح آنکھون مین دیے ہوے
کہ دنبالے اُسکے کانون تک کھنچے ہوے گلے مین ہار مردون کی ہڈیون کا پڑا ہوا جھولی کھاروے کی
لگی ہوئی اُسمین اسباب سحر بھرا ہوا آکے باغ مین اُتری شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے پاس گئی دیکھا
کہ آج اسکے چہرے پر ایک خوشی سی پائی جاتی ہی رنگ بھی سُرخ ہی ہر روز زرد و ضعیف و پژمردہ دیکھتی تھی
آج جو اسنے بحال پایا فورًا دل مین خیال کیا کہ مقرر کوئی دوست اسکا آج یہان آیا تھا پکاری کہ ای خاور
آج تو نہایت بشاش ہی شاید کسی گھر کے دوست یا عزیز قریب سے ملاقات ہوئی جبکی یہ خوشی ہی بتا کون
آیا تھا خاور سیاہ نے جواب دیا او لکاتہ خدا تجھے غارت کرے ایک مدت سے مین تیری قید مین گرفتار ہون
کبھی کوئی میرے پاس نہ آیا آج میرے پاس کون آگیا اگر تجھے میرا قتل ہی کرنا منظور ہی تو قتل کر ڈال تہمت لگا کے
مارنا کیا ضرور ہی ارے کمبخت مین خود اپنی زیست سے تنگ ہون ہر وقت موت کی دعا مانگا کرتا ہون
کیا کرون مجبور ہون دم نہین نکلتا سخت جانی کی شکایت ہی اور او لکاتہ تجھے مجکو دھمکانے سے کیا حاصل

بوتیسال جادو نے کہا ارے موے تو مجھسے چھپاتا ہی یہ نہین جانتا کہ اگر تو نہ بتائیگا تو مین خود دریافت کرونگی
پھر تجھے کیسی ذلت ہوگی نہین تو سچ بتادے کون آیا تھا شہزادہ قاسم بولا تو کہتی کیا ہی میرے پاس کوئی
بھی نہین آیا تھا بوتیسال جادو بولی خیر کیا مضائقہ تو اگر نہ بتائیگا تو اچھا نہ بتا دیکھ مین خود دریافت کیے
لیتی ہون یہ کہکے چہار طرف چبوترے کے دیکھنا شروع کیا جا بجا پاؤن کے نشان بنے ہوے دیکھے
کہا دیکھ یہ کیسے قدم کے نشان ہین تو تو مکرتا تھا کہ یہان کوئی نہین آیا پھر کیا یہ نشان خود بخود بنگئے اور
ابھی کوئی میری آمد دیکھکر بھاگا ہی خیر میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا شعر ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی
کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی + سچ بتا یہ کون لوگ تھے شہزادہ خاور سپاہ نے جواب دیا مین کیا جانون
کون تھے کون نہ تھے یہ نشان باغبانون کے قدم کے ہونگے وہ ادھر سے اُدھر آئے گئے ہونگے بوتیسال
نے جواب دیا این گل دیگر شگفت ارے بتا میرے باغ مین تو نے کبھی اور بھی باغبان دیکھے ہین یہ باغ بھی
میرا باغ سحر کا بنا ہوا ہی سحر کے زور سے تر و تازہ رہتا ہی اسکا ایک ایک پتا اور ایک ایک گل بوٹا
سحر کا بنا ہوا ہی اسمین باغبان کا کیا کام ہی یہ کہکے اُن نشانون کو جو گنا تو بارہ نشان تھے کہا کیون موئے
چھ آدمی یہان آئے تھے اب دل مین کچھ شش و پنج نہ کر جلد بتا یہ چھون آدمی کون تھے شہزادہ قاسم
نے کہا تو تو خود غیب دان ہی پھر مجھسے بار بار کیا پوچھتی ہی جہان اسقدر تجھکو دریافت ہوا ہی وہان نام و نشان
بھی معلوم ہو جائیگا گھڑی گھڑی مجھکو کیون ستاتی ہی ایک مرتبہ کیون نہین مار ڈالتی بوتیسال جادو نے کہا
ارے کمبخت تجھے ایک مرتبہ قتل نہ کرونگی یون نہین گھلاؤنگی جس طرح تو مجھے اندر ہی اندر جلاتا ہی اُسی طرح
مین بھی تجھے خاک مین ملاؤنگی یہ کہکے اُن نشانون کی خاک سونگھنا شروع کی جب سب نشانون کی
خاک سونگھ چکی تو کہنے لگی کہ او قاسم مجھے معلوم ہو گیا کہ حمزہ اور عمرو اور مقبل اور کرب اور ابو الہول
اور بہودا یہ چھون آدمی یہان آئے تھے اور قہقہہ مار کے کہا کہ بعد مدت تمھارے دادا جان تمھارے
دیکھنے کو یہان آئے تھے آج اسی سبب سے چہرہ بشاش ہی تو خاطر جمع رکھ مین اُنکو بھی تیرے ہی پاس لاکے
بٹھاتی ہون خوب جی بھر کے اُنھین دیکھنا بلکہ تمام گھر کا اور اپنی امان بی بی کا احوال اُن سے پوچھنا دل کھول کے
ملاقات کرنا مین ابھی اُنھین ڈھونڈھے لاتی ہون یہ کہکے نشان قدم دیکھتی ہوئی ڈھونڈھتی چلی ہر چند قاسم
پکارا کیا کہ ارے کہان جاتی ہی مجھپر تیسرا فاقہ ہو گیا مجھے بھوکون مار ڈالیگی ادھر آ بات تو سن مگر اُس لکا
نے کچھ نہ سنا اور نقش پا کو دیکھتی ہوئی چلی جاتی ہی ہر مرتبہ خاک اُٹھاتی ہی سونگھتی ہی اور پھینک دیتی ہی جب تک
باغ مین رہی شہزادہ ملک قاسم نے قسمین دیکر پکارا گالیان بھی دیکر کہا کہان جاتی ہی ادھر آ اور اگر جاتی ہی
تو مجھے قتل کیے جا بوتیسال جادو نے کچھ جواب نہ دیا گویا سنا ہی نہین اسم سحر کا پڑھتی ہوئی چلی گئی باغ سے
باہر نکلی نقش پا کو دیکھتی ہوئی اُن ستیون کے مٹھون کی جانب چلی جب قریب پہونچی تو دیکھا یہان سے نشان
غائب ہین چارون طرف دیکھا کہین نشان نقش قدم نہ پایا اپنے دل مین کہا ای بوتیسال معلوم ہوتا ہی کہ
چھون خدا پرست اسی مٹھ مین چھپے ہین آواز دی ای خدا پرستو جلدی نکلو اسمین سے نہین تو مین سب کو
نکالونگی یہان کا حال سنیے کہ صاحبقران دوران اور عمرو عیار وغیرہ شگافون مین سے دیکھ رہے تھے کہ
بوتیسال جادو باغ مین سے نکلکر ہماری تلاش مین ادھر آتی ہی بس سب کو یقین مرگ ہو گیا آپسمین
کہنے لگے کہ اب غضب ہوا مارے گئے قریب تھا کہ مارے صدمے کے جان نکلجاے اور اُس بدحواسی مین

عمرو کو تعلیم عیاری اوڑھنا بھی یاد نہ رہا چاہتا تو سب کو زنبیل مین ڈالکر آپ غائب ہو جاتا یا حضرت دانیال
کی منت ڈھی مین خود بھی چھپ رہتا اُن سب کو بھی پوشیدہ کر لیتا مگر ہوش بجا نہ رہے چھپے کون اور چھپائے
کسے جب وہ بلاے ناگہانی شہر کے پاس پہونچکے پکاری کہ ای خدا پرستو نکل آؤ اور پھر پکاری کہ او حمزہ دروازہ
کھولدے تو تو پوتے کی ملاقات کو آیا تھا اور یہان چھپکے بیٹھا ہی جل مین تیرے پوتے کو تجھے اچھی طرح
دکھا دون اُسے خوب سنگے لگا پیار کر امیر شیر گیر نے فرمایا کہ ای عمرو کیا ارادہ ہی مین تو تلوار کھینچکر
اس سے سامنا کرتا ہون عمرو بولا یا صاحبقران ہرگز ایسا نہ کرنا شاید یہ فریب سے پکارتی ہو اسنے کسی کو
دیکھا نہ ہو چپکے بیٹھے رہیے دیکھیے تو ہوتا کیا ہی امیر بھی سمجھے کہ عمرو سچ کہتا ہی چپکے بیٹھے رہے کچھ جواب
نہ دیا بوتیسال جادو نے دو تین آوازین دین جب کچھ جواب نہ پایا ہنسکر کہا ارے موذی تم کیا اندر
چپکے بیٹھے رہنے سے بچ جاؤگے تم مجھکو بھی اور کوئی سمجھے ہو مین وہ ہون کہ اگر تم سات طبق زمین کے
نیچے بھی چھپکے بیٹھو تو وہان سے نکال لاؤن تم جانتے ہو کہ مین تمھین نہین جانتا جب اسپر بھی بالکل
جواب نہ پایا کہا اچھا موذی رہو تمھاری تدبیر کرتی ہون مثل مشہور ہی کہ سیدھی انگلیون گھی نہین نکلتا یہ کہکے
جھولی مین ہاتھ ڈالکے چند دانے ماش کے نکالکے اُنپر اسم سحر پڑھکے اُس مٹھ پر مارے اور سب کے
نقش قدم کی خاک لیکر اُسپر بھی اسم سحر دم کرکے آسمان کی طرف پھینکی فوراً اس زور شور کی آندھی چلی اور
خاک اُڑی کہ الظلمت شد وہ مٹھ جڑ سے اُکھڑ کے ہوا سے آسمان ہو گیا لمحہ بھر کے بعد روشنی جو ہوئی تو
صاحبقران اور عمرو وغیرہ نے دیکھا کہ ہم سب میدان مین کھڑے ہوے ہین اُس مٹھ کا کہین نام و
نشان بھی نہین اور سامنے بوتیسال جادو کھڑی ہوئی ہی اُسنے قہقہہ مار کے نعرہ کیا کہ کیون حمزہ تو تو
مجھسے چھپکے بیٹھا تھا چھپ نہ سکا امیر پکارے او لکاتہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتی ہی اور تلوار کھینچکر
چلے تھے کہ اُس لکاتہ کا فیصلہ کرین اُسنے قہقہہ مار کے کہا واہ واہ واہ کیا خوب یہ چمکتی ہوئی تلوار مجھپر
آزماتے ہو ای موذی عقل کے ناخن لو حواس کی باتین کرو اور بگیر لیکے ہاتھ زمین پر مارا زمین نے پاؤن
پکڑ لیے جہان تھے وہین کھڑے رہگئے بوتیسال جادو نے اپنے سر کا ایک بال توڑ کے اُسکی رسی بنائی
اور سب کو اُس رسی مین باندھا سرا رسی کا ہاتھ مین پکڑ کر گلستان باغ مین لائی اور پکار کر کہا
قاسم لو تمھارے دادا جان امیر حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہین انکی زیارت کرلو دیکھو تو کس
شان و شوکت اور صولت و حشمت سے آئے ہین اور صاحبقران سے کہا کہ پوتے سے ملو ذرا
اچھی طرح ملاقات کرو اور ان سب کو بھی قاسم کے برابر اُسی درخت سے باندھدیا اور وہان سے
پھرکر باہر آئی ہاتھ منہ دھویا نہائی یہان قاسم صاحبقران عالیشان سے عرض پرداز ہوا کہ جد بزرگوار
میری شامت اعمال سے آپ بھی گرفتار ہوے مجھے ایک تو اپنا رنج تھا ہی مگر اب حضور کے ملال
نے میرے اُس رنج کو بھی بھلا دیا مجھپر زندگی کو دشوار کیا اُس شیر بیشۂ شجاعت و ہمت اور ضیغم نیستان صولت
و شوکت نے فرمایا کہ ای فرزند مین اس بات کو غنیمت جانتا ہون کہ تیرے شریک ہو کر مارا جاؤن مدت مدید
اور عرصۂ بعید کے بعد آرزو دل کی بر آئی خدا نے تیری صورت مجھے دکھائی شاہزادۂ خاور سپاہ
ملک قاسم نے عرض کیا کہ پیر و مرشد غلام کی بھی یہی تمنا تھی کہ حضور کی زیارت کرلون تو اُس
دار دنیا سے سفر کرون مگر یہ نہین چاہتا تھا کہ اپنی طرح اسیر و دستگیر دیکھون فلک نے حضور پر نور کا

جمال مبارک تو دکھایا مگر ساتھ ہی اسکے مجھے خاک مین بھی ملایا کہ پیر و مرشد بھی میری طرح اسیر دام بلا ہوے
ہاے یہ کیا ظلم و ستم بر ملا ہوے ہاے اگر مین یہ جانتا کہ حضور جو یہان میرے پاس تشریف لائینگے تو
اس مصیبت مین گرفتار ہو جائینگے تو مین پہلے ہی اپنی جان دیدیتا آج آپکی اسیری کا رنج و ملال کیون
دل پر لیتا ہان اس روز سخت و صعب کی مجھے خبر نہ تھی کیا میری تقدیر نیکے بگڑ گئی شہزادہ قاسم
ابھی یہ بیان کرکے رو رہا تھا کہ بوتیسال جادو نہا دھوکے آئی کہا کیون ای حمزہ تو اپنے پوتے قاسم کو دیکھکر
خوش ہوا یا نہین ابھی تو تو نے اسے درخت مین بندھا ہوا دیکھا ہی اب دیکھ کہ کسطرح اسکو مین تجھے
دکھاتی ہون یہ کہکے خاور سیاہ کی کمر مین ہاتھ ڈالکے اٹھالیا اور پرپرواز پیدا کرکے آسمان کی طرف
روانہ ہوئی ایکطرفۃ العین مین نظرون سے غائب ہو گئی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ لگاتہ قاسم کو
کہان لیگئی دل میرا بیقرار ہی طبیعت کو انتشار ہی خدا خیر کرے مجھے اُسکا روز بد خدا نہ دکھاے خواجہ
نے عرض کیا ای صاحبقران آپ کو یہ کیا گمان ہے گذرا ہی بارہ برس سے تو وہ اُسکے پاس قید ہی اب تک
اُسے اُسنے نہ مارا آج مار ڈالیگی آپکو یہ ناحق کا اضطراب ہی فرمایا ای خواجہ یہ تم سچ کہتے ہو مین بھی جانتا ہون
مگر دل کو کیا کرون جی چاہتا ہی کہ چیخین مار مارکے روؤن عمرو نے عرض کیا کہ صاحبقران وہم کی دوا تو لقمان کے
پاس بھی نہین ہی ہم تو اب آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین اور آپکو اور وہم ہوا ہی یہی باتین تھین کہ
بوتیسال جادو سر بریدہ شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز کا ایک طشت طلا مین لیکر
آئی اور لاکے سامنے امیر حمزۂ صاحبقران کے رکھدیا اور کہا حمزۂ صاحبقران امانت اپنی لیجیے امیر کی
نگاہ جو اُس سر بریدۂ قاسم پر پڑی دیکھا کہ ابھی شہرگ سے لہو جاری ہی زلفین خون آلود دونون رخسارون پر
پڑی ہوئی ہین چشم حسرت وا ہی ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ ہاے ای نور نظر لخت جگر یہ کیا ہو گیا ہاے ای
قاسم تو کدھر گیا ہاے ای بیٹا ابھی تو تو اچھا بھلا تھا دم بھر مین تجھکو کیا ہو گیا پھر اُس افسر عالم نے سر
ملک قاسم کا طشت طلا سے اٹھالیا منھ سے منھ ملنا شروع کیا اور چلانے ای فرزند دلبند وای راحت
دل دردمند ای نور چشم ای آفتاب بارگاہ سلیمانی وای لواے شوکت صاحبقرانی بارہ برس بعد جمال
جہان آرا تیرا دیکھا مگر اس طرح دیکھا کہ خدا دشمن کو بھی اپنے فرزند کا یہ حال نہ دکھاے افسوس صد افسوس
کہ تو پرحسرت و ارمان دنیا سے اٹھ گیا وقت آخر کچھ وصیت بھی نہ کی اب تیری مان اور باپ سے
کیا کہونگا بدیع الزمان کو کیا جواب دونگا اور گیتی افروز کہ آج تک تیری امید پر زندہ ہی وہ جو تیرا
ناشاد و نامراد دنیا سے سفر کر جانا سنیگی تو کیا اپنا حال کریگی افسوس کہ تو نے مرکر سب کو مارا ای قاسم
ہمارا آنا تمکو ایسا نامبارک ہوا کہ جان تمھاری گئی بیٹا ہمکو بھی اپنے پاس بلالو اب تمھارے بعد زندگانی
دنیا کو جی نہین چاہتا صاحبقران یہ بین دلخراش کرکے رو رہے ہین اور عمرو عیار بھی سر سے لپٹا ہوا رو رہا ہی
مقبل و کرب بھی اپنی حالت تباہ کر رہے ہین ابو الہول دیوانہ اور بہودا سے زنگی بھی انکی حالتین دیکھکر
کف افسوس مل رہے ہین بوتیسال جادو سر کو سامنے صاحبقران کے رکھکے چلی گئی تھی بعد ایک پہر کے
تمام ناموس صاحبقرانی کو اسیر کیے ہوئے سر و پا برہنہ سامنے صاحبقران کے لائی اور کہا کہ حمزہ ذرا
اپنے ناموس کو دیکھ کہ اب مین انکو کس رسوائی سے قتل کرتی ہون ارے تو نے تو تمام زمانے کے
ساحرون کو مارا ہی اب اپنی زبردستی اور شیردلی دکھانے کو چاہ الماس مین گھس آیا ہی یہان بھی آکے

نرگس جادو اور سرامہ جادو کو مارا اب دیکھ کہ مین بھی تجھے اس طرح ایذا دیکر اور تکلیفین پہونچا کے مارون کہ تجھکو
معلوم ہو کہ یون کسی کا دل دکھاتے ہین کسی کو اسطرح ستاتے ہین یہ کہکے اسی باغ مین سب ناموس کو چھوڑ کر
پھر چلی گئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ گردیہ بانو ملکہ فیروزہ ملکہ مہر گہر تاجدار ملکہ گیتی افروز ملکہ مہر افروز ملکہ
ملکہ گوہر ملک ملکہ قمر چہر ملکہ خورشید خاوری ملکہ رابعہ اطلس پوش ملکہ طور بانو ملکہ ظہور بانو ملکہ [illegible] بانو
وغیرہ سب خواتین صاحبقرانی پا برہنہ با سر عریان اشک ریزان کھڑی ہین اپنے آقا و مولا و وارث و والی
کو دیکھکر پکارتی ہین کہ ای شہریار مرحبا صد مرحبا آدمی جو کچھ کرتا ہی اپنے ناموس کے واسطے کرتا ہی آپ نے اپنے
ناموس کی خوب خبر لی دیکھیے ہم اس حال کو پہونچے اور ہماری بہ بیعزتی ہوئی امیر حمزہ صاحبقران ای بیان پر
ناموس کے رو دیے اور جواب دیا کہ صاحبو مین کیا کرون میرا کیا اختیار رہا اور فرمایا کہ ای خورشید خاوری
اور ای گیتی افروز تم مدت سے شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے جمال جہان آرا کے دیکھنے کی مشتاق تھین
لو ملک قاسم کو دیکھو پیار کرو گلے سے لگاؤ یہ سر بریدہ اس سیار باغ جنان کا موجود ہی بس ملکہ خورشید
نے جو دیکھا تو دوڑ کر سر شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا اٹھا لیا سینے سے لگا لیا اور چلائی کہ ای نونہال
ریاض مادر و ای چشم و چراغ پدر بارہ برس بعد ماں کو خوب شاد کیا خوب ہمارے ویرانے کو آباد کیا اور ای
فرزند ارجمند یہ تو کہو مرتے وقت ماں کو بھی یاد کیا تھا کچھ وصیت بھی کی تھی یا ناشاد و نامراد دنیا سے سفر کر گئے
بیٹا اب یہ مادر ناشاد بغیر تیرے کیونکر زندگانی بسر کریگی تیرے صدمہ و الم مین گھٹ گھٹ کے مریگی بیٹا یہ تو
بتا گیتی افروز کا رنڈاپا کیونکر کٹیگا یہ مصیبت و غم کا پہاڑ دل پر سے کسطرح ہٹیگا اتنے مین ملکہ گیتی افروز نے
دوڑ کر سر ہاتھ سے ملکہ خورشید خاوری کے لے لیا اور عرض کیا امان جان آپ بہت پیار کر چکین اب مجھے
عنایت کیجیے یہ سر میرے افسر کا ہی اور سر کو لیکر منہ سے منہ ملنا شروع کیا اور پکاری کہ ای شہریار فلک اقتدار
آپ دنیا سے سدھارے ہم خاک مین ملنے کو رہ گئے اب ہم کسکے ہوکے رہین آپ کچھ ہمارے باب مین
کہگئے اب فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہی گلیون مین سر پر خاک اڑاتی پھرون یا آپ کی قبر پر بیٹھ کے زندگی بسر
کرون ادھر رابعہ اطلس پوش پکار رہی تھی کہ بیٹا ہمین امید تھی کہ اس پیرانہ سالی مین تم ہماری مٹی عزیز
کروگے ہمکو قبر مین گاڑوگے مگر تقدیر نے اور ہی رنگ دکھایا کہ تمہارا کٹا ہوا سر ہمارے سامنے آیا ہائے کیا کرین
عجیب سخت جان ہین کہ ان صدمون پر بھی نہ مرین الحاصل جتنی بیبیان تھین سب کی سب رو رہی تھین
ناگاہ اس ککاتہ بوتیسال جادو نے کہا کہ کیون حمزہ اپنے کنبے کو دل بھر کے دیکھ چکا یا نہین خیر اب انکا
جلنا مرنا بھی دیکھ لے تجھکو بھی تو معلوم ہو کہ اپنے عزیزون کے مرنے کا صدمہ ایسا ہوتا ہی سرامہ جادو کو مار کر
تو بہت خوش ہوا تھا خیر اب اسکے قتل کرنے کا لطف دیکھ یہ کہکر ایک منقل آتشین لا کر اسپر کچھ اسم سحر پڑھ کے پھونکا
کہ شعلہ ہاے آتشین اسمین سے نکلکے بلند ہوے اور جو شعلہ جسپر جا پڑا اسکو جلا کے خاکستر کر دیا وہ عورتین چلاتی تھین
کہ الامان الامان یا مستغیثاہ یا رباہ کی آواز زمین آسمان تک جاتی تھین اور کبھی کہتی تھین کہ یا صاحبقران زمان
خوب آپ چاہ الماس کے فتح کرنے کو آئے آپ نے خوب خوب کارنمایان کیے واہ واہ سبحان اللہ صاحبقران
ناچار و مجبور بیکسی و بیبسی کے عالم مین نگاہ حسرت سے دیکھ رہے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہین چاہتے ہین
کہ اپنے کو خنجر مارلین مگر ہاتھ پاؤن مین سکت نہین ہاتھ سے خنجر کھینچا نہین جاتا عمرو سے کہا خواجہ کیا کرون اسوقت مین
اپنے مین تلوار کھینچنے کی بھی طاقت نہین پاتا شعر ناتوانی سے جنون میرا یہ حال نہ ہو توڑنا تار نفس کا بھی بہت دشوار ہی

اور سر اُٹھا کے آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کیا کہ یا الٰہی جلد عزرائیل کو حکم کر کہ میری روح قبض کرے ای قادر مطلق
اب جلد مجھے موت دے کہ ان صدمات کا متحمل نہین ہون یا ان مصیبتون اور بلاؤن کو برطرف کر اور کبھی فرماتے
کہ مین بھی عجب سخت جان ہون کہ ایسی ایسی مصیبتین اور ذلتین اُٹھاتا ہون اور دم نہین نکلتا بوتیسال جادو
سر کھولے ہوئے اسم سحر پڑھ پڑھ کے دم کر رہی ہی یہان تک کہ سب عورتین جلکر خاک ہو گئین بوتیسال بولی کہ
حمزہ اب مین تجھے بھی جلاتی ہون صاحبقران پکارے ای بوتیسال جادو واسطہ اپنے دین و مذہب کا جلد
خاک سیاہ کر دے کہ مجکو ایک ایک دم زیر دم شمشیر گذرتا ہی مین خود چاہتا ہون کہ میرا خاتمہ ہو جائے
ای بوتیسال جادو **نظم** ایک دم بھی زیست ہجر یار مین دشوار ہی + آمد و رفت نفس گو یا چھری کی دھار ہی
سہل ہی دل سے بھلا دون سارے عالم کو مگر + یاد اُسکی بھول جاؤن یہ بہت دشوار ہی + بوتیسال جب اُن سب عورتون کو بزور
سحر جلا چکی تو وہی منقل آتشین لیے ہوئے صاحبقران کے پاس آئی اور اُسی طرح سے اسم سحر پڑھ پڑھ کے پھونکنا
شروع کیا شعلے آگ کے بلند ہو کے گرنے لگے اُس لکاتہ نے ایک مرتبہ عمرو کی طرف اشارہ کیا کہ وہ شعلے آگ
کے عمرو کو لپٹ گئے ہرچند عمرو چیخا چلایا مگر اُس مردار نے کچھ نہ سُنا اور اسے جلا کے خاک سیاہ کر دیا پھر یونہین کرب
و مقبل اور ابوالہول دیوانہ اور بہودا سے زنگی کو جلایا بعد اُسکے چاہا کہ صاحبقران عالیشان کو بھی جلا کے
خاک سیاہ کر دے کہ سامنے سے ایک شخص قوم اجنہ سے دکھائی دیا کہ اُسکی تین آنکھین تھین اور گردن ناپدید تھی کہ
دونون شانون پر سر کٹا ہوا رکھا معلوم ہوتا تھا اُسنے آتے ہی بوتیسال جادو کو سلام کیا بد دعا دی کہ آپ کو
خداوند سامری و جمشید سلامت رکھے اب خانمان سحر و ساحری آپ ہی کے دم سے آباد ہی اور نادیدہ خدائے
آسمانی کے بندون کو خداوند سامری غارت کرے کہ انھون نے بڑے بڑے شہر جادوگردون کے تباہ
و برباد کر دیے کوئی جگہ ساحرون کی باقی نہ رکھی یہ خداپرست بھی عجب بلائے بے درمان اور آفت جان ہین بوتیسال نے
کہا ای ادلوس جنی شکر ہی خداوند سامری و جمشید کا کہ سب خداپرست غارت ہو گئے فقط اب ایک حمزہ باقی ہی
اُسے بھی جلائے دیتی ہون اور ای ادلوس آج تو ادھر کہان نکل آیا اُسنے جواب دیا مین نے سُنا ہی کہ اب خداپرست
چاہ الماس پر گئے ہین مجکو باداجان نے خبر کے لیے بھیجا تھا کہ جا کر دیکھ تو اب ایک ہی تو گھر رہگیا ہی حمزہ وہان بھی گیا
ہوا ہی خداوند سامری آپ کو سلامت رکھے کیا خوشخبری آپ نے سُنائی مگر یہ کہیے حمزہ کا عیار عمرو بن امیہ ضمری
بھی یہان آیا تھا یا نہین ای ملکہ قاتل ساحران تو وہی ہی حمزہ کا تو فقط نام ہی نام ہی اگر وہ گرفتار ہو گیا تو بیشک خداپرست غارت
و برباد ہو گئے اور اگر وہ دزد باریک گردن لک لکا گرفتار نہین ہوا اور حمزہ مع تمام اپنی فوج و لشکر کے گرفتار ہو گیا
تو کچھ نہین ہوا پھر حمزہ کو گرفتار نہ سمجھنا چاہیے بارہا ایسا ہوا ہی کہ اگر حمزہ گرفتار ہو گیا ہی تو یہ فوراً اُسے چھڑا لایا ہی
ایک اُسکا گرفتار کرنا سارے خداپرستون کو شکست دینا ہی بوتیسال جادو نے جواب دیا کہ ای ادلوس مین کیا ایسی
بیوقوف تھی کہ حمزہ کو گرفتار کر لیتی اُس دزد باریک گردن لک لکا یا ساربان زادے کو چھوڑ دیتی مین نے پہلے اُسی کا
کام تمام کیا بیشتر اُسی کا منہ جھلسا دیکھ وہ جلا ہوا پڑا ہی وہ خاک کا ڈھیر اُسی کا ہی ادلوس بولا کہ اب کچھ اندیشہ نہین
خداوند سامری و جمشید نے فضل کیا ساحرون کے خاندان کا نام رکھ لیا اب یہ سمجھنا چاہیے کہ خداپرستون کی
شکست ہو گئی آپ کی فتح ہو گئی اب نادیدہ خدائے آسمانی کے بندون کا کہین نام و نشان تک نہ رہیگا
ایک حمزہ کا دم باقی ہی اُسکا بھی استیصال ہو جائیگا بوتیسال بولی اُسکے استیصال مین کیا دیر ہی مین اُسے بھی
جلائے دیتی ہون ادلوس نے جواب دیا ای ملکہ اگر آپ نے حمزہ کو یون جلا دیا تو کیا لطف ہی اسے جلا کے ماریے

تو البتہ کچھ مزہ ہی اُسنے کہا وہ کیونکر اسے کسطرح جلا جلا کے مارون اولوس نے بیان کیا کہ میری راے ناقص مین تو یہ آتا ہی
کہ اسے بیچلیے صحبت عیش و نشاط اور بزم رقص و سرور آراستہ کیجیے رات بھر شراب پیجیے ڈُرد اسپر پھینکیے کباب کھایئے
ہڈیان اسپر ماریے پہلے یون جلایئے پھر اسکے گوشت کے کباب کرکے تناول فرمایئے اور کباب بھی اسطرح
کھایئے کہ ایک ایک بوٹی کاٹ کے کباب کرتی جایئے اور زخم پر اسکے نمک مرچ چھڑکتی جایئے تا کہ یہ تڑپے
اور مزہ جادوگر دون کے قتل کرنے کا پائے بوتیسال جادو یہ سُنکے بہت خوش ہوئی بولی ای اولوس معلوم ہوا
تو اس سے بہت جلا ہوا ہی اولوس نے جواب دیا کہ مین اس سے کیونکر نہ جلا ہوا ہون میرا تو طلسم اسکے
پوتے نے برباد کیا ہی مین تو اسکے خون کا پیاسا ہون مگر مجبور تھا کوئی بس نہ چلتا تھا اپنے دل ہی دل مین جلتا تھا
خداوند ساحری دجمشید آپ کو سلامت رکھین آج آپ نے اسکی گرفتاری کی خبر مجھکو سُنائی تو آپ کی بدولت
میرے کلیجے کے بھی پھپھولے پھوٹینگے دل کی حسرت نکلیگی بوتیسال جادو نے کہا اچھا اُسے جا کر درخت سے
کھول لا اولوس نے آکر امیر کو کھولا اور کہا چل یہان سے دیکھ تو تجھے کسطرح مارتا ہون کہ تو بھی یاد کریگا اور
تیرے یاد کرنے پر کیا موقوف ہی زمانے بھر مین شہرہ ہو جائیگا کہ اولوس نے حمزہ کو کسطرح مارا ہی صاحبقران
حیران اسکی صورت دیکھ دیکھ کے اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ یا تو اولوس ہمارا بڑا دوست اور خیر خواہ
تھا یا آج ایسا دشمن جانی ہو گیا کیا باعث ہی پھر دل مین خیال گذرا کہ ای حمزہ اولوس نہایت عقلمند ہی کچھ نہ کچھ
مصلحت جان کے یہ اس سے ملگیا ہوگا آگے لعل جادو کو بھی اسنے اور سکل خان نے ملکے مارا تھا اب بھی شاید ایسا ہی
کرے مگر ای صاحبقران اب کچھ مزہ زندگی کا نہین ہی جب سب ساتھی مارے جاچکے اور ایک تم بچے تو کیا ایسی
بیعزتی کی زندگی سے تو مرجانا ہی بہتر ہی غرض اولوس صاحبقران عالیشان کو بوتیسال جادو کے ساتھ کھینچتا ہوا
لا یا وہ لکاتہ بصد کبر و غرور نشۂ خودی مین چوبارہ دری مین آئی مسند پر بیٹھی حکم کیا کہ صحبت ناچ رنگ کی آراستہ ہو
فوراً طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوے ناچ ہونے لگا حمزۂ صاحبقران کو ایک ستون مین باندھ دیا اور کو
سے کہا خم شراب و گزک رکھی ہی اُٹھا لا اولوس نے جلدی جاکر شراب کی گلابیان گزک کی قابین لا کے
حاضر کین دورۂ جام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا یہ قطامہ شراب پینے اور ناچ دیکھنے مین مصروف ہوئی جب
دو چار دور ہو چکے اولوس نے سب کی آنکھ بچا کے اُس شراب مین تھوڑی سی داروے بیہوشی ملا دی اور
بوتیسال کو وہی شراب بیہوشی آغشتہ پلانے لگا اور ہر مرتبہ صاحبقران سے کہتا تھا کہ کیون ای حمزہ تونے
تو بڑا غضب کیا کہ تمام عالم کے ساحرون کو مٹا دیا کیا یہ دن تجھے یاد نہ تھا لیکن ای حمزہ یہان تو کیا سمجھکے آیا
یہ نہ جانا کہ یہان شہنشاہ جادوگران رہتی ہی یہان کچھ تیری دال نہ گلیگی کچھ بس نہ چلیگا اب تو اسطرح مارا جائیگا
کہ تیرے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا نوحہ و بکا کرینگے امیر یا تو قہر باتین سُن رہے ہین کچھ جواب نہین دیتے
اولوس صاحبقران کو بُرا بھلا کہتا جاتا ہی اور بوتیسال جادو کو شراب بیہوشی آغشتہ پلائے جاتا ہی یہان تک کہ
اُس چڑیل کو خوب نشہ ہوا اور سر اُسکا پھرنے لگا یہ تو ایک لکاتہ ہی پہچانا کہ اولوس نے مجھے بیہوشی دی پکاری
کہ او نمک حرام دغا باز اولوس معلوم ہوا کہ تو حمزہ کا دوست ہی یہ سب باتین تیری دکھانے کی تھین تونے مجھکو
شراب مین بیہوشی ملا کے پلائی مین نے پہچانا موے خبر تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا پہلے تجھی کو مارونگی
پھر حمزہ کو قتل کرونگی یہ کہکے اسباب سحر کا اُٹھایا کہ سحر کرے اولوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا راز افشا ہو گیا
اب تو بھی مارا جائیگا حمزہ بھی قتل ہوگا اُسوقت اور کچھ تو بن نہ پڑا ایک سل کونے سومن کی سامنے پڑی ہوئی تھی

بعجلت تمام اُسے اُٹھاکے چرخ دیکر جو مارتا ہی تو وہ سل بوتیسال کے سینے پر جاکے پڑی کہ وہ چت گری بس اولوس
دوڑ کے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور گلا گھونٹنا شروع کیا کہ دم اُس لکاتہ کا مبرز کی راہ سے نکلگیا بعد اُسکے خاک
اُڑانے لگے شور و غل مچانے لگے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا پانی برسنے لگا آگ کے شعلے چمکنے لگے دھوان اُٹھا
پھر پھر کامل قیامت برپا رہی درخت باغ کے اُڑ اُڑ کے آسمان پر گئے تمام عمارت کرچیان ہو کے اُڑ گئی بعد
اُسکے جب روشنی ہوئی صاف میدان دکھائی دیا صاحبقران چھوٹ گئے بدن مین بھی طاقت آگئی اولوس
دوڑ کے صاحبقران گیتی ستان کے قدمون پر گر پڑا عرض کرنے لگا کہ یا حمزہ اُسوقت جو کلمات لاطائل مین نے
بمصلحت خدمت فیضدرجت مین آپ کی عرض کیے تھے برائے خدا معاف فرمائیے گا اور کسیطرح کا خیال اپنے
دل مین نہ لائیے گا ای امیر با توقیر سوا اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر پیش نہ جاتی بوتیسال جادو علامہ ایک حرافہ
تھی کبھی میرے دام فریب مین نہ آتی اسپر بھی آپ نے دیکھا یہ لکاتہ پہچان گئی تھی آپ بھی مارے پڑے تھے
میری بھی جان گئی تھی مگر کچھ فضل و کرم خدائے ذوالکرم کا تھا کہ آپ کے اقبال سے مین نے اُسے مارا امیر نے
فرمایا سچ تو یہ ہی کہ تو نے عجب کار نمایان کیا کہ ایسی حرافہ کو مارا لیکن ای اولوس تمام گھر اور ناموس میرا مارا گیا
تمام عزیز و رفیق کام آئے عمرو بن امیہ ضمری میرا بچپنے کا دوست تھا ہر وقت سائے کی طرح میرے ساتھ رہتا تھا
میرے واسطے بڑی بڑی مصیبتین اُٹھاتا تھا سختیان سہتا تھا اُسنے بڑی بڑی عیاریان کین بعض مقامات پر نہایت
طراریان کین مین نے بڑے بڑے جادوگرون کو اُسکی عیاری سے مارا بڑے بڑے سرکشون کو اُسکی چالاکی و
بیباکی سے زیر کیا بہت سے دشوار گذار مقامات پر وہ پہونچا مجھے اپنے ساتھ لیجاکے مہمون کو سر کرایا اب
ایسا عیار مجھے کہان ممکن ہوگا علاوہ اسکے مقبل سا وفادار کرب سا غازی یہ کیسے میرے دوست مجھپر
جان نثار کرنے والے تھے ہر جگہ میرے عوض مین لڑنے مرنے والے تھے جب ایسے ایسے احباب آنکھون کے
سامنے پردۂ دنیا سے اُٹھ گئے تو پھر اب ہم کسکے سہارے اور بھروسے پر اپنی زندگی منائین اب بعد

ایسے ایسے احباب جان نثار و وفادار کے زندگی بیکار ہی مسدس

سب مر گئے حفظ مین اگر اب جیا تو کیا
سب بے کفن ہین مین نے تکلف کیا تو کیا
گوشے مین بیٹھ کے کہین مر جائیگا امیر
ہان دل کو طفل اشک سے بہلائیگا امیر
صحرا البتہ تارک گلگشت باغ ہین
روشن ہی قصر دل کہ بہت سے چراغ ہین

پیاسون کے بعد سرد جو پانی پیا تو کیا
آتی ہین یاد صحبتین ویرانہ دیکھکے
جب دوست یاد آئینگے گھبرائیگا امیر
لطف حیات کثرت ایذا سے اُٹھ گئے
دست مراد مین یہ مئے غم کے ایاغ ہین
غم ایک دوست کا تو نہین جسکو روئیے

وہ دھوپ مین ہون سائے مین گر دم لیا تو کیا
رکتا ہی دم بہ شوکت شاہانہ دیکھکے
کیا اُنکے اقربا سے نہ شرمائیگا امیر
جو پاس بیٹھتے تھے وہ دنیا سے اُٹھ گئے
سینہ چمن ہی لالہ عذارون کے داغ ہین
کس کسکو یاد کیجیے کس کسکو روئیے

اولوس نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار آپ اس بات سے خاطر جمع رکھیے ابھی تک کوئی عزیز
اور کوئی رفیق آپ کا جان بحق تسلیم نہین ہوا ہی سب عنایت خدا سے زندہ و سلامت ہین آپ اپنے دل مین اس
بات کا خیال بھی نہ لائین اسکا کیا ذکر ہی اب تک کسی کا رونگٹا تک نہین میلا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا ای
اولوس جنی تو یہ کیا کہ رہا ہی مین نے ابھی سب خواتین اور عمرو وغیرہ کو اپنی آنکھ سے جلتے دیکھا ہی اور تو کہتا ہی
آپ خاطر جمع رکھین سب زندہ و سلامت ہین بھلا ایسا بھی سحر ہوتا ہی کہ کسی کے سامنے اُسکے ناموس یا کسی عزیز
کو جلاکے خاک سیاہ کر دے اور پھر وہ زندہ رہے اُسنے عرض کیا کہ ای صاحبقران پہلے آپ یہ تو تصور فرمائین

کہ آپ کے ناموس کجا ہے لکاتہ کجا یہان سے قلعۂ ذوالامان منزلون دور ہے مہینون کی راہ ہے یہ غلامہ کیونکر اتنا جلد
وہان گئی اور خواتین معظمہ کو اسیر کر لائی کہین قیاس مین بھی آتا ہے پیر و مرشد یہ ندبھی تو اتنا جلد نہ آے جائیگا اُس
لکاتہ نے آپ کے رنج دینے کو یہ شعبدہ برپا کیا تھا کچھ لوگون کو بزور سحر مشکل بشکل خواتین کر دیا تھا صاحبقران نے
فرمایا کہ اچھا اے ادلوس یہ تو مسلم ہے کہ وہ قلعۂ ذوالامان سے اتنا جلد ناموس کو کہان لاسکتی تھی بزور سحر کچھ شکلین بنا کے
لا دین مگر یہ تو کہو کہ عمرو و مقبل و ابو الہول و کرب و بہود ا یہ تو سب کے سب میرے ہمراہ اور میرے ساتھ
گرفتار تھے انھین جو اُسنے جلا دیا تو اسمین تو کوئی شعبدہ نہین کیا اُسنے عرض کیا پیر و مرشد یہ بھی سب شعبدہ تھا
سحر کا کارخانہ تھا اور میرے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے مصرع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے تھوڑی دیر مین انشاء اللہ
آپ کو خود ہی معلوم ہو جائیگا میرا جھوٹھ سچ کھل جائیگا ابھی صاحبقران اور ادلوس مین یہ باتین ہو رہی تھین
کہ ایک طرف سے عمرو بن امیۂ ضمری اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابو الہول دیوانہ اور بہود از نگی
دکھائی دیے ادلوس نے صاحبقران سے عرض کیا پیر و مرشد جو مین عرض کر رہا تھا وہی ہوا دیکھیے وہ سب
صاحب صحیح و سلامت چلے آتے ہین شکر ہے جانبین مین نے پتا لگا دیا تھا آخر کو وہی سچ ہوا جو عرض کیا تھا امیر
نے ارشاد کیا ہان بھئی تم سچ کہتے تھے اس سحر کے بھی عجیب کارخانے ہین کہ انسان کی سمجھ مین نہین آتے یہ کہکے خوشی
خوشی سب کو چلے تو گلے سے لگایا پھر فرمایا کہ بھئی سُنا ادلوس نے بوتیمال کو جہنم واصل کیا معرکہ مار لیا عمرو ملتمس ہوا
کہ یا امیر صاحبقران یہ میرا شاگرد رشید ہے کیونکر نہ اُسکا استیصال کرتا اس اثنا مین شاہزادہ خاور سپاہ
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بھی ستیون کے مٹھ کی طرف سے نمودار ہوا اسلام کرکے امیر با توقیر کے
قدمون سے لپٹ گیا امیر نے قاسم کو سینے سے لگایا نہایت خوش ہوے فرمایا کہ بھئی اس لکاتہ بوتیمال جادو نے
غضب کیا تھا کہ سر تمھارا اسکے میرے سامنے ڈال دیا تھا اے لخت جگر و نور بصر قاسم کیا بیان کرون جو اسوقت
میری حالت ہوئی تھی اگر ہاتھ پانون قابو مین ہوتے تو بے تامل مین اپنے کو ہلاک کرتا ملک قاسم نے عرض کیا
کہ اے شہریار مجکو وہ قطامہ ستیون کے مٹھ کے پاس بٹھا کر اور ایک سر میرے سر سے مشابہ بنا کے طشت مین رکھکر
لیگئی تھی ادلوس حبشی نے عرض کیا کہ اب تو آپ کو میرے گذارش کرنے کا اعتبار ہوا یا نہین سحر کے ایسے ہی شعبدے
ہوتے ہین سب خواتین بھی حضور کی فضل خدا سے صحیح و سلامت ہین آپ دل مین کچھ فکر و تردد نہ فرمایئے مگر ایسا تعجب
ہے کہ حضور دمامہ جادو کے استیصال کے ارادے سے تشریف لاے اور غلامون کو ذرا بھی اطلاع نہ کی دمامہ جادو
شہنشاہ ساحران افسر جادوگران فن سحر مین شہرۂ آفاق مکر و فریب مین نہایت مشاق ہے اُسکے مقابلے کو تن تنہا
آنا حضور کی فہم و فراست و عقل و کیاست سے نہایت بعید ہے چاہیے تھا کہ جتنے ساحر مطیع اسلام تھے اُن سب کو بلوا کے
اپنے ہمراہ رکاب ظفر انتساب لاتے اکیلے ہرگز نہ آتے اگر غلام اسوقت نہ آتا تو دشمنون کا کام تمام ہو جاتا
کشتی اسلام ڈوب چلی تھی ہم لوگ تباہ ہو رہے تھے غلام نے یونہین اُڑتی ہوئی خبر سُنی تھی کہ حضور زر جد نگار پر تشریف
لیگئے ہین خیال مین گذرا کہ مین بھی شرف ملازمت حاصل کرون لشکر ظفر اثر مین گیا وہان سُنا کہ آپ چاہ المانس
مین گئے ہین یہان جو آیا آپ کو اسیر بلا پایا دل کو عجب صدمہ ہوا خیر خواجہ سلامت کے تصدق سے عیاری کی
وہ بن پڑی اُس لکاتہ کو جہنم واصل کیا مگر اب حضور اتنا توقف فرمائین کہ غلام جا کے تمام ساحران مطیع اسلام
کو جمع کر کے لے آئے پھر آپ دمامہ جادو کے مقابلے کو چلین صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا اے ادلوس
مین اپنے پروردگار کے بھروسے پہ یہان آیا ہون سوا اُسکی ذات پاک کے اور کسی سے مین مدد نہین چاہتا ہون

یہ خوش کلمے تم کہہ رہے ہو تمھاری محبت و خیرخواہی پر دلالت کرتے ہین بیشک تم دوست صادق ہو اور جو سچے دوست
ہوتے ہین وہی اپنے دوست پر مرتے ہین خدا تمھارا بھلا کرے تمنے یہ کیا کم کار نمایان کیا کہ بوتیسال کو جہنم واصل
کرکے مجکو اور شاور سپاہ کو قید سے چھڑایا جواب مین اور زیادہ تکلیف دون کہ تمھین مع فوج و سپاہ استیصال
دمامہ جادو کے لیے لیچلون جب تک اقبال یاور ہی ستارہ اوج پر ہی قضا نہین آئی ہی تو ایک دمامہ جادو
کیا اگر تمام عالم کے ساحرون سے مقابلہ ہو تو کوئی میرا کچھ نہین بنا سکتا اور جسوقت موت دامنگیر ہوگی تو تمھاری
فوج کیا دنیا بھر نہین روک سکتی پھر جبکہ فتح و شکست اور زندگی و موت اُسی کے ہاتھ ہی تو بیکار کسی کا ساتھ ہی
محض اُسکی نصرت و اعانت پر بھروسا کرنا چاہیے اور کسی کو تکلیف نہ دینا چاہیے اُسنے عرض کیا حضور یہ تو بجا
ارشاد فرماتے ہین مگر یہ تمام ساحر مطیع اسلام اسی دن کے منتظر تھے کہ جسوقت حضور سے اور ملکہ دمامہ جادو
شہنشاہ ساحران سے چاہ الماس مین مقابلہ ہوگا تو ہم جانین اپنی لڑا دینگے حضور کے قدوم میمنت لزوم پر
اپنے سرون کو قربان کرینگے اب جو حضور تنہا اُس لکاتہ بلاے بے درمان اور آفت جان سے مقابلہ فرمائینگے
اور اسم اعظم بھی آپ کا بند ہو چکا ہی تو مفت مین بنصیب دشمنان زحمت اُٹھائینگے اور علاوہ اسکے غلامون کے
دل کی حسرت نہ نکلیگی دل کی دل ہی مین رہیگی اور دمامہ جادو ایک علامۂ دہر آفت روزگار ہی تنہا
اُس سے مقابلہ کرنا دشوار ہی اپنے خادمون کو آلینے دیجیے تو پھر مقابلہ کیجیے صاحبقران گیتی ستان نے
ارشاد فرمایا ای ادلوس مین سب کچھ جانتا ہون مگر خیال تو کرو تم کب گئے اور کب لشکر و فوج لیکے میری
مدد کو آئے مثل مشہور ہی تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جب تک تم جاؤگے اور اُنھین
جمع کرکے اپنے ساتھ لاؤگے یہان ہزارہا ساحر میری تلاش مین صحرا بصحرا اور کوہ بکوہ پھر رہے ہین
مین اُنسے چھپکر کیونکر بیٹھ سکونگا نامردی کا الزام مجھپر عائد ہوگا کہ حمزۂ صاحبقران چھپ کر بیٹھا اور پھر بھی
قضا نے نہ چھوڑا ای ادلوس مین کبھی کسی حریف سے چھپ کر نہین بیٹھا ہمیشہ کھلم کھلا لڑا کیا ہر مرتبہ خداوند کریم
نے میری مدد کی ہر بلا مجھپر سے رد کی اور ہر مقام پر مظفر و منصور فرمایا میری صاحبقرانی کی عزت کو بچایا اب بھی
وہی حامی و مددگار ہی تردد بیکار ہی مین خوف سے ساحرون کے ہرگز پوشیدہ ہوکے نہ بیٹھونگا ادلوس نے
دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ ای صاحبقران گیتی ستان خداوند کریم ہمیشہ آپ کو مظفر و منصور کرے
اور دشمنون کو آپ کے مغلوب و مقہور کرے مین یہ نہین عرض کرتا کہ حضور سب سے مخفی ہوکے بیٹھین آپکے
دشمن پوشیدہ ہون مگر مین یہ گذارش کرتا ہون کہ اپنے کو ساحرون کی نگاہ سے بچائے رکھیے غلام تین روز کا وعدہ
کرتا ہی کہ سب ساحران مطیع اسلام کو لیکے حاضر ہو جائیگا انشاء اللہ تعالے اسمین کسی طرح کا فرق نہ آئیگا صرف
تین روز تک آپ توقف فرمائیے ابھی براے مقابلہ و مجادلہ نہ تشریف لیجائیے اگر تین روز مین غلام نہ آئے تو
پھر حضور کو اختیار ہی جب مزاج اقدس مین آئے جنگ و جدال کے لیے تشریف لیجائیے دشمنون کے لہو بہائیے
سلطان صاحبقران نے ارشاد کیا کہ بھئی اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہی اور تم اسی بات پر مصر ہو کہنا تمھارا بہرطور
منظور ہی خواہ وہ میرے حق مین نافع ہو خواہ مضر ہو تم جاؤ جہان تک مجھسے انتظار ہو سکیگا کرونگا ادلوس جنی
تو سلام کرکے اُدھر روانہ ہوا ادھر صاحبقران والاشان نے عمرو بن امیۂ ضمری سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ
جب تک ادلوس جنی فوج و سپاہ لیکے آئے ذرا تم جاکے خبر تو لاؤ کہ شہر زمردنگار اب یہان سے کتنی دور ہی
عمرو نے التماس کیا کہ یا صاحبقران زمان مین آپ سے کتنی مرتبہ عرض کر چکا ہون کہ دنیا مین تین چیزین

ڈرتا ہون اول تو دریا سے دوسرے ساحر سے تیسرے لقا بدار سے غرض یہان تو ایک دو ساحرون کا بھلا کیا
ذکر ہی سارا ملک ساحرون کا ہی اور ساحر بھی کون سے جو آجکل ہمارے خون کے پیاسے ہو رہے ہین چار طرف
ہماری تجسس و فکر مین پھر رہے ہین کہ جہان انھین پایے فوراً گرفتار کر لیجایے پس اگر مین گیا اور کوئی ساحر مجھے
راستے مین ملگیا اُسنے مجھے گرفتار کر لیا تو مین اُسکا کیا بناؤنگا قتل ہونگا یا قید مین پڑے پڑے سڑ جاؤنگا لہذا
مجھے معاف فرمایے مین اس خدمت سے باز رکھا جاؤن اور علاوہ ازین جو کچھ حکم ہو بسر و چشم بجا لاؤن یہ سنکر
یہودائے زنگی نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اگر حکم عالی پاؤن تو مین جا کے خبر لاؤن اسلیے کہ خواجہ صاحب
تو ساحرون سے خائف ہین اور یہان کی راہ سے بھی بالکل نابلد اور ناواقف ہین اور مین تو تین برس سے
یہان حاضر ہون اکثر راستون سے بھی ماہر ہون مین جا کے دریافت کر آؤنگا جیسا کچھ ہوگا حاضر ہو کے عرض کرونگا
صاحبقران نے فرمایا اچھا بھئی تمھین جاؤ دریافت کرو یہودائے زنگی حکم پاتے ہی روانہ ہوا بعد دو گھڑی
کے پھر آیا عرض کیا پیر و مرشد شہر زمرد نگار تو اب یہان سے بہت قریب ہی مین تھوڑی دور گیا تھا
کہ سواد شہر زمرد نگار معلوم ہونے لگا فرمایا کہ اچھا ای یہودائے زنگی ہم اولوس جنی کا انتظار کر رہے ہین
تم جب تک چاہ الماس کے باہر جا کے مرکب ہمارا لے آؤ اشقر دیوزاد اُسکا نام ہی تم اُس سے کہنا کہ ای
اشقر تجھے تیرے آقا امیر حمزہ صاحبقران نے بلایا ہی وہ فوراً میرا نام سُنتے ہی تمھارے ساتھ چلا آئیگا
یہودا نے عرض کیا بہت اچھا مین ابھی جاتا ہون اور ہوا کی طرح اُس اسپ وفا شعار صبا رفتار کو آپ کے
پاس لاتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا صاحبقران نے عمرو عیار سے فرمایا کہ ای خواجہ مین تو سیدھا شہر زمرد کو
جاتا مگر اولوس جنی کے اصرار نے مجبور و ناچار کر دیا خیر دو دن اُسکا انتظار کر لون تو چلون عمرو ملتمس ہوا کہ ای
صاحبقران زمان اب یہان میدان مین بیٹھے رہنا تو مناسب نہین ہی کسی گوشے مین چلکر پوشیدہ ہو جیے
فرمایا اچھا جہان تمھاری چاہے چلے چلو یہ کہکے اُٹھ کھڑے ہوے ایک سمت کو چلے وہان حال ملکہ دمامہ جادو
کا سُنیے کہ یہ شہر زمرد مین سریر جہانبانی پر بہزار نکبت و پریشانی متمکن ہی اور تمام ساحران غدار سامری مشرب
زرد ہشت کردار گرد و اطراف مین اُسکے بیٹھے ہوے ہین ذکر خسرو خسروان شاہ شاہان زلزلہ قاف
ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کا ہو رہا ہی یکایک کچھ ساحر روتے پیٹتے سر و پا برہنہ
مضطرب الحواس مبتلاے یاس و ہراس لاشہ بوتیسال جادو کا لیے ہوے سامنے دمامہ جادو کے آے اور عرض کیا
کہ سرگروہ خدا پرستان امیر حمزہ صاحبقران نے ملکہ بوتیسال جادو کو مار ڈالا ہم اُسکی لاش لیکے حاضر خدمت
ہوے ہین دمامہ جادو نے جو لاش بوتیسال جادو کی دیکھی تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور ایک نعرہ کیا کہ
ہاے بہن بوتیسال جادو تم یہ کیا کر گئین ایک بازو تو نرگس جادو کے مرنے سے ٹوٹا تھا دوسرے بازو کو
تمنے توڑا ہاے یہ کیا ہو گیا میرے گھر پر کیسی آفت آگئی کیا بلا چھا گئی غرض بیٹی روئی چاہا کہ سر اپنا دیوار
دے مارے کہ بھیجاے لوگون نے دوڑ کے تھام لیا اور عرض کرنے لگے آپ کیون ہلاک ہوتی ہین
ناحق روتی ہین جو ہونا تھا وہ ہوا اب اپنے کو ہلاک کرنے اور جان دینے سے کیا ہوتا ہی درحقیقت آپکے
خاندان پر دفعۃً ایسی آفت آگئی کہ بیان نہین ہو سکتی دو ہی چار دن کے عرصے مین گھر بھر مین موت کی جھاڑو
پھر گئی سب کی صفائی ہو گئی پہلے نرگس جادو نے اس سراے فانی کو چھوڑا آپکے بازو کو توڑا پھر ملکہ
سرامہ جادو کے مرنے نے تو قیامت برپا کر دی چراغ خاندان کا بجھا دیا شہر زمرد سونا ہو گیا

عایا برایا سب کے دلون کو غم دونا ہوگیا زندگی کا لطف جاتا رہا آفتاب شہر زمرد کا غروب ہوگیا زمانہ تیرہ وتار
نظر آنے لگا اب انکے مرنے نے اور بھی غضب کر دیا مگر آپ اپنے کو جو ہلاک کیے ڈالتی ہین اس سے کیا فائدہ
ہی پہلے اُن دشمنون کو لیجیے جنکے ہاتھ سے یہ سب آفتین آئین ہین پھر جو چاہیے وہ کیجیے گا اگر آپ ہی ہلاک ہوگئین
تو دشمن خوش ہونگے ہم سب آپ کے دم سے علاقہ رکھتے ہین اگر آپ نہ ہوئین تو ہم سب مثل مور وملخ کے بیپیر
مارڈالیجائینگے دمامہ جادو نے کہا بوتیسال جادو تو مجھسے کسی طرح کم نہ تھی حمزہ نے اُسکو کیونکر مارڈالا نرگس جادو
اور سرامہ جادو پر تو گمان ہوتا ہی یہ سازش سے قتل کیگئین لیکن بوتیسال جادو کے قتل ہو جانے کا بڑا تعجب ہی
اول تو وہ ایسی نہ تھی کہ کسی کے دم مین آجائے اور کسی کی عیاری و مکاری سے چوٹ کھا جائے دوسرے
اسم اعظم حمزہ کا بند ہی پھر کیا ہوا کون سی اُفتاد پڑی مصرع کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہوگیا + اُسکی ساتھ والیون
نے جواب دیا ای ملکہ عالم بلا لین ہماری ملکہ بوتیسال جادو نے تو حمزہ کے استیصال مین کچھ فرق نہ کیا تھا
اُس موے عیار سمیت سب کو پکڑ لیا تھا اور چاہا کہ اچھی طرح سزا دے سب موؤن کو جلادے مگر بیٹا مکلل خان
کا ادلوس جبی آیا اُس موذی کاٹے نے کچھ ایسی باتین خوشامد کی کین کہ حمزہ کو قتل نہ ہونے دیا صحبت عیش ونشاط
کی آراستہ کرائی اُسمین ملکہ کو شراب بیہوشی آلود پلائی جب ملکہ کو معلوم ہوگیا کہ اسنے مجھے بیہوشی دی پکارکے
ادلوس مین نے تجھے پہچانا کہ تو دوستدار حمزہ کا ہی اور مجھے تو نے شراب بیہوشی آلود پلائی ہی خیر تو میرے ہاتھ سے
بچکے کہان جائیگا اپنے کیے کی خوب سزا پائیگا پہلے تجھی کو مارونگی پھر حمزہ کا سر تن سے اتارونگی بس اتنی بات منھ
سے ملکہ کے نکلی تھی کہ ایک بڑی سی سل اُس مری پیسنے اُٹھا کر ماری سر پہ ملکہ بوتیسال جادو کے ہڈی سرکے
ہزار ٹکڑے ہوگئے دریا لہو کا بہنے لگا اُسکا تڑپنا ہمسے دیکھا نہ گیا ہم سب دوڑے بیہوش ہو ہو کر گرے اُسنے
جتنی جادوگرنیان تھین ایک کو زندہ نہ چھوڑا سب کا رشتہ حیات توڑا ہماری قضا نہ تھی بچگئے جب ہم ہوش مین آئے
تو ملکہ کو مردہ پایا لاش اُنکی آپ کی خدمت مین لاے یہ سُنکے دمامہ نے کہا یہ کہو وہ مقتنی آیا اور اُسنے بہن کو مری
مارا ای تو سہی کہ اُس ناہنجار سے اپنی بہن کے خون کا عوض نہ لیا ہو اُسکے گھر بھر کو تحس نحس نہ کیا ہو ذرا
پہلے امیر حمزہ صاحبقران کو مارلون تو مکلل خان سے سمجھون اور حکم دیا کہ جلدی ارتھی بناؤ لاش بہن کی اُٹھاؤ اُسی وقت
چوب صندل کی ارتھی بنائی گئی تمامی سے تمام منڈھی گئی کھوپے کی ٹٹیان اُسپر لگائی گئین چارون کونون پر سونے
چاندی کے لٹو نصب کیے گئے اساوری کی جھنڈیان کھڑی کی گئین اُس لکاتہ کی لاش کو رکھکے پیچھے ارتھی کے آگے
کچھ لوگ ناقوس پھونکتے ہوے گھنٹیان بجاتے ہوے کچھ تعریف سامری وجمشید کی کرتے ہاے ہینڈ باجہ بجاتا ہوا
پیچھے پیچھے دمامہ جادو سر و پا برہنہ روتی پیٹتی ہوئی جلاتی چلی جاتی تھی کہ ای بہن بوتیسال جادو اگر مین زندہ ہون تو
تمھارا ان خدا پرستون سے لونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اگر انمین سے کوئی بھی زندہ رہگیا تو مین نے اپنا نام دمامہ جادو
نہ رکھا ہوگا نام لیوا دہیا نی دیوا اُنکا باقی نہ رکھونگی جہان جہان یہ موے ہونگے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے قتل کرونگی
اور بہن ایک دن یہ سب کے واسطے ہی ہمیشہ کوئی زندہ نہ رہیگا غرض ایک مقام پہ لیجا کے اُسے جلایا پھونکا وہان سے
پھر کے بارگاہ مین آکر بیٹھی اتنے مین ملکہ برق جادو لاٹھی ٹیکتی ہوئی آئی دمامہ سے لپٹ گئی کہنے لگی کہ خالہ امان جو
ہونا تھا وہ ہوا اب آپ زیادہ رنج وغم نہ کرین مین اب اچھی ہو چکی ہون دو چار دن مین بناؤنگی پھر خدا پرستون
کو چن چنکے گرفتار کرونگی اور مجھکو تو کوگون سے حضور سے بدنام لگا کے برا کر دیا مگر آپ نے سُنا ہوگا کہ خالہ
بوتیسال جادو کیونکر ماری گئین خالہ امان ایک زمانہ حمزہ کے ساتھ ہی مین نے سُنا ہی کہ لاکھون جادوگر حمزہ کے

مطیع ہین اگر وہ آ گئے تو پھر حمزہ کا ہاتھ آنا دشوار ہو جائیگا جلدی اُسکی تدبیر کیجیے نہین تو سوا افسوس و ندامت کے کچھ
نہ ہاتھ آئیگا دمامہ جادو نے برق جادو کو گلے سے لگا لیا کہنے لگی کہ بیٹا سوا تیرے اب کون ہی مین تو سب کو
رو پیٹ چکی ایک تیرا دم باقی ہی خداوند سامری و جمشید تجکو زندہ و سلامت رکھین اس بُرے وقت مین تو نہ کام آئیگی
تو کیا کوئی غیر کام آئیگا مثل مشہور ہی خویش خویش دردیش دردیش پھر اپنا اپنا ہی اور غیر غیر ہی جیسی اپنے کے دل کو لگتی ہی
دوسرے کو تھوڑی لگتی ہی مثل مشہور ہی گھٹنے جب جھکتے ہین پیٹ کی طرف جھکتے ہین تو مددگاری نہ کریگی تو کون کریگا
کہین سامری و جمشید کے فضل و کرم سے تجھ مین جلد طاقت و قوت آ جاے تو یہ سب قصہ بکھیڑا القصہ پاک ہو جائے
اور اب تو جا آرام کر مین اُنکو پکڑ بلوائی ہون پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا تجھے اختیار ہی یہ سُنکے برق جادو
تو اپنے مقام پر روانہ ہوئی اور دمامہ جادو نے ساحرون سے کہا کہ ارے کوئی جا کے خبر تو لاؤ کہ حمزہ کہان ہی
کس صحرا کس کوہ مین نہان ہی اُسوقت صدہا ساحر خبر کے واسطے روانہ ہوئے یہان امیر کشور گیر نے تین روز تک تو
کوہ و صحرا مین پھر کے بسر کی چوتھے روز فرمایا صاحبو بس مین انتظار اولوس حبی کا کر چکا اب شہر زمرد کو جاؤنگا خدا
جو میرے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران کچھ آپ کو خبر ہی آپ اتنی جلدی کیون
کرتے ہین مدد آ جائیگی تو وہان جانے کا قصد کیجیے گا برائے خدا کچھ عقل کو دخل دیجیے زیادہ جہالت و بیوقوفی
سے نہ کام لیجیے اُسنے آپ کی تشفی خاطر کے واسطے تین روز کا وعدہ کیا بھلا خیال تو کیجیے اُسکا یہان سے
جانا ہر ایک کو خبر کرنا اور ہر ایک کا لشکر و فوج جمع کر کے لیکے آنا یہ ہنسی ٹھٹھا نہین ہی ایک ہفتہ تو انتظار کیجیے
بعد اسکے سمجھ لیجیے گا صاحبقران گیتی ستان نے ارشاد فرمایا خواجہ مین ساحرون کے بھروسے پر چاہ الماس
مین نہین آیا تھا مین اپنے پروردگار کے بھروسے پر آیا ہون اب تک خدا نے مجھے کیونکر بچایا اور اس چاہ الماس
مین چار نامی جادوگرنیون کو مارا اگر حیات مستعار میری باقی ہی تو فضل خدا سے بچونگا اور جو قضا آئی ہی تو نہ بچونگا
اب خواجہ مجکو نامرد نہ بناؤ مین کسی کی نہ مانونگا اور جاؤنگا جسکا جی چاہے میرے ساتھ چلے جسکا جی چاہے
چھپ کے بیٹھے مین بخوشی کہتا ہون کچھ اسمین میری ناراضی و ناخوشی کا خیال نہ کرنا چاہیے عمرو عیار نے التماس کیا
کہ ای امیر ہا تو فقیر ہمین تو کچھ ڈر نہین کسی کا بھی خوف و خطر نہین ہمارا کوئی کیا کر سکیگا جب دیکھینگے کہ کوئی آفت آتی ہی
جھپ گلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہو جائینگے پھر اگر ہزارون ساحر بھی ہونگے تو ہمکو نہ پائینگے ای صاحبقران ہان
اگر آپ اولوس حبی کے آنے کا انتظار نہین کرتے ہین تو آپ کو اختیار ہی مگر اتنا تو توقف فرمایئے کہ یہودا ے زنگی
آپ کے مرکب پری نژاد اشقر دیوزاد کو لے آے وہ آئے تو آپ بسم اللہ کیجیے فرمایا ابھی مین اُسکا انتظار نہ کرونگا
پیادہ پا یہان سے چلونگا یہ کہکے فوراً تلوار ٹیک کے کھڑے ہو گئے دو چار قدم چلے ہونگے کہ یہودا اشقر دیوزاد
اور بابخ اور رکھور جیسے صبا رفتار آہو شکار لیے ہوے حاضر ہوا صاحبقران کو سلام کیا اشقر امیر فلک سریر کے
قدمون سے تھوتھنی ملنے لگا صاحبقران نے اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا گردن پر ہاتھ پھیرا فرمایا کہ ای اشقر دیوزاد
اور ای مرکب عالی نژاد آج یہ آخری سواری ہماری ہی ای اسپ وفادار تو نے بڑے بڑے معرکون مین ساتھ دیا
تجھپر سوار ہو کے مین نے بڑی بڑی مہمون کو سر کیا آج ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران سے مقابلہ بڑا سخت معاملہ ہی
خدا برد بچاے مجھے ساحرون پر مظفر و منصور فرماے ارے اشقر ہمنے اسواسطے تجھے تکلیف دی کہ اب ہم
مرنے جاتے ہین لہذا آج اور ہمین سواری دے دے یہ کلام امیر عالیمقام کا سُنکے اشقر رونے لگا اور سب بھی
چیخین مار مار کے رونے عمرو نے عرض کیا ای صاحبقران زمان آپ اتنا کیون گھبراتے ہین یہ کیا کلمات

ارشاد فرمایا۔ تم ہین استقلال کو ہاتھ سے نہ دیجیے خدا کو یاد کیجیے وہ قادر و توانا ہی دمامہ جادو کی کیا حقیقت ہی اگر اسکا فضل ہوگا دمامہ دم بھر مین غارت ہو جائیگی القصہ صاحبقران نے سبھون سے کہا کہ صاحبو گھوڑون پر سوار ہو اور جدھر جی چاہے چلے جاؤ مین کسی طرح مزاحم نہین سب نے ہاتھ باندھ باندھ کے عرض کیا ای شہریار ہم آپ کے خادم ہین جہان آپ تشریف لیجائینگے ہم بھی آپ کے ہمراہ رکاب مین سو آپ کے ساتھ کے کہان جائینگے دور مگر لاکھون ساحرون سے مقابلہ ہی تو ہوا آخر غلام کس دن کے لیے ہوتے ہین لڑائی سے کیا ڈرنا ہی اگر آج مرینگے تو کیا اور کل مرینگے تو کیا بہر طور ایک دن مرنا ہی نظم قر ہین تو ہونگے نہ کیون نام روشن + شجاعت کی دینگے گواہی دم زخم بھرے ہونگے تیرون سے زرہون کے روزن + کفن پر کفن ہونگے کرتون کے دامن + سرون پر اگر بجلیان بھی گرینگی پھریگا نہ منھ جب تلک آنکھین پھرینگی + امیر بالتوقیر نے سر جھکا لیا فرمایا اچھا تمھین اختیار ہی یہ کہکے بسم اللہ کرکے اس اسپ صبا رفتار شبرنگ شکار پر سوار ہوے گھوڑا بھی دلھن بنا ہوا تھا اگن گن کے قدم ناز سے اٹھانے لگا مسدس

تھی یال سے یہ صورت اسپ سبک عنان
تھا زیر کوہ طور گر نور کا چمن
دندان راہوار مین صنوبر گہر گہر
ڈوبا ہوا تھا عجب حیا مین کمر کمر
جا اک تھا ہو سب امیر جہانستان
ہو شور گرد شعلۂ جوالہ ہی دھوان
کیون آہوے ختن اسے کہکر خطا کرین
ہا ہتا ر نافۂ آہو فسانہ اک ہین
بیشک ہی پست فہم جو اسکو ہما بتاے
ہی رحم دل شکار کرے استخوان نہ کھاے
جھکتا ہی اس سے توسن بدخوے آسمان
نقش قدم ہین آئینۂ روے آسمان
قربان پاے رخش صبا گام ہی صبا
روز ازل سے اسکی ہوا خواہ ہی ہوا
اس سے نہین ہی طائر سیماب کو مثال
خاک سم فرس کا اثر باے کیا مجال
طاؤس کا شرف یہ ہمایون رکاب ہی
خط غلامی فرس لاجواب ہی

پھولون جیسے بدھیان پہنے ہوے دلھن
دامان زین اڑے کہ وہ گھوڑا ہوا ہرن
سینے کو تیغین کھانے کی خواہش ہی سیر
جب خوبصورتی سے وہ گھوڑا رواں ہوا
طبع غنی ہو وصف سے جس ہی کے رواں
سوے فلک زمین سے جو یکبار اڑ گیا
آہو نہ اس سے آنکھ چرائین تو کیا کرین
یہ وہ ہرن ہی زر و رپیے جسکے پاؤن مین
اشقر کو اسکے اوج مراتب سے کیون گرا
پھر پھر کے گرد جانب چرخ کہن گیا
اسکے ہلال نعل ہین ابروے آسمان
نازان جو مہر پر فلک بیجا سب ہی
اسوجہ سے بشر اسے کہتے ہین بادپا
جب زین اڑا ہوا ہے بہشت برین لگی
ہو کیون نہ بیقرار کہ ہی عاشق جمال
اسکے غبار راہ سے اکسیر گرد ہو
خود اپنے پاؤن دیکھکے اسکو حجاب ہی
اک داغ دیوزاد کی الفت مین کھاے ہین

کلگی نفیس زین مرصع بہار تن
کھلتے ہی یہ ہما نہین معلوم کیا ہوا
ہر بار پوچھتا تھا ہوا سے کدھر کدھر
گلگون دوے گل نہ کبھی ہمعنان ہوا
کاوے کرے تو گرد مین ہو اسطرح نہان
عقل تھا فرشتہ بنکے وہ رہوار اڑ گیا
دیکھین نہ اسکی رم کو طرارے بھر اڑین
آنکھین لڑا سکے شیر سے تیغون کی چھاؤن مین
کیونکہ یہ راہوار ہما پر شرف نہ پاسکے
سچ ہی ہما اسی کے تصدق مین بن گیا
ہی دیوزاد قوت بازوے آسمان
اسکا سوار دین کا ایک آفتاب ہی
ہی بلغ امتحان مین یہ جھونکا نسیم کا
مضمون یہ وہ ہی جسکو ہوا تک نہین لگی
کرتا ہی جست دیکھکے اشقر کی چال ڈھال
زرین تمام دامن دشت سبزہ ہو
ہر یہ مین جو نقوش سے ایک آب و تاب ہی
یہ آنکھین خدا نے پردون پر لگاے ہین

غرض تھوڑی دور گئے ہونگے کہ سامنے سے شہر زمرد دکھائی دیا عمرو نے دوڑ کے باگ پکڑ لی کہ بس ای صاحبقران اپنا کہنا کر چکے وہ سامنے شہر زمرد معلوم ہوتا ہی اب آگے نہ بڑھیے یہین ٹھہریے کہ یہان درخت بھی سایہ دار ہی اور میدان بھی لڑائی کا خوب ہی شہر کے اندر جانے کا ارادہ نہ کیجیے جان بوجھ کے اپنی جان نہ دیجیے اگر آپ جان نثار کا کہنا نہین کرتے تو ساتھ والون پر ترس کھائیے اب آگے نہ جائیے غرض ہزار جد و کد صاحبقران

وہان ٹھہرے اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ذرا جاکے اندرون شہر کی خبر لاؤ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر اگر میرا قتل ہی کرانا منظور ہی تو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیے وہان کاہے کو بھیجتے ہین صاحبقران یہ سُنکے خاموش ہو رہے لیکن دمامہ نے جن ساحرون کو خبر کے واسطے بھیجا تھا وہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے وہان آنکلے جہان صاحبقران مع قاسم و عمرو بن امیۂ ضمری و مقبل وفادار و کرب غازی و ابو الهول دیوانہ و بیودا سے زنگی کے درختون کے سائے مین کھڑے تھے اُن ساحرون نے دیکھکے آپسمین کہا یہ کیا معرکہ ہی کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک پیادے سے ملکہ دمامہ جادو سے لڑنے آیا ہی دوسرے نے کہا کہ حمزہ بڑا جری اور بہادر ہی اُسے فوج و سپاہ کی کیا ضرورت ہی تیسرے نے کہا ہمنے سُنا ہی کہ حمزہ روز اول سے تن تنہا چاہ الماس مین آیا ہی چوتھا بولا کہ میان اسے کچھ تو بھروسا ہوگا جب تو یہ اس طرح آیا ہی پانچوین نے جواب دیا ہمین ان باتون سے کیا مطلب ہی ہم جاکے ملکہ دمامہ جادو کو خبر پہونچا دینگے کہ حمزہ فلان مقام پر تین آدمیون سے کھڑا ہوا ہی بس وہ جانے یہ جانے ہمتو نبردار ہین ہمین ان باتون سے کیا کام ہی غرضکہ آپسمین یہ صلاح کرکے خدمت دمامہ جادو مین آے بعد دعا کے عرض کیا کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک پیادے کی جمعیت سے دروازۂ شہر پناہ ملکہ زمرد سے سات کوس پر درختون کے نیچے کھڑا ہوا ہی دمامہ جادو نے کہا مُوئے دیوانے ہوگئے ہو حمزہ میرے ڈر کے مارے کہین چھپا ہوا بیٹھا ہوگا یا یون بیچ میدان مین کھڑا ہوگا اُنھون نے کہا پیر و مرشد اگر اسمین فرق نکلے آپ کو اختیار ہی جو چاہے کیجیے جو چور کی سزا وہ ہماری سزا دمامہ جادو نے تمام ساحرون کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ گردش فلکی ہی کہ دو چار آدمی مجھ ایسے بلاے بے درمان آفت جان شہنشاہ ساحران سے مقابلے کو آے ہین مجکو خیال تھا کہ اگر تمام عالم جمع ہو تو زبان ہلا دینے مین سب کا کام تمام کردون خیر ایسا بھی ہوتا ہی اور مین تو حمزہ کو کب کا قتل کر چکی تھی مگر وہ میری قید سے چھوٹ کے بچگیا اور مین نے نادانی کی نہین تو جیسے اُسے گرفتار کیا تھا جب ہی مار ڈالتی سمجھون کہ غرض کیا کہ خیر جب وہ چھوٹ گیا تو چھوٹ گیا مگر اب کہان بچ کے جائیگا جسے حکم ہو وہ اسیر کر لاے یا سر کاٹ لاے کہا اب تو وہ لڑنے آیا ہی ہمین گو ہین میدان جو کچھ ہوگا سر میدان ہوگا بعد اُسکے دمامہ نے اپنے دونون سپہ سالارون سے کہ ایک کا نام ماران فیل گوش شیر صولت اور دوسرے کا نام تمیز جادو ہی یہ دونون بلاے بے درمان اور آفت جان ہین سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتے ان دونون سے کہا کہ تم ہمارا پیش خیمہ لیکے چلو کل ہم بھی آئینگے ماران فیل گوش نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران غلام کو اس بات کا بڑا تعجب ہی کہ حضور چار شخصون پر لشکر کشی کا ارادہ فرماتی ہین کسی کو بھیج دیجیے وہ جاکے سر کاٹ لاے دمامہ نے کہا ای ماران فیل گوش مثل مشہور ہی کہ لومڑی کے شکار کو جاے تو شیر کا سامان کرے اور میرا نقصان اسمین کیا ہی دیکھون تو حمزہ کسکی قوت پر مجھسے لڑنے کو آیا ہی ماران نے عرض کیا کہ ای ملکہ ہم تابع حکم ہین جیسا ارشاد ہو اُسی وقت بجا لائین یہ کہکر حکم دیا کہ پیش خیمہ باہر شہر کے ایستادہ ہو اور لشکر بیرون شہر جاکے اُترے اُسی وقت تمام لشکر اسکا مع خیمہ و خرگاہ بیرون شہر روانہ ہوا صاحبقران والا دودمان دیکھ رہے تھے کہ سات سو اژدر آتش فشان نمودار ہوے اُنپر سات سو علم نشان سات لاکھ کے نمودار ہوے ہر ایک علم کا پھریرا سرخ رنگ شعلہ آتشین ہر پھریرے مین سے نکلتے ہوے تعریف جمشید و ساحری کی اُنپر لکھی ہوئی اژدہے منھ سے قلاب آتشین چھوڑتے ہوے آکے قائم ہوے بعد اسکے خیمے شتر قاز پر لدے ہوے آے اور جابجا استادہ ہونے لگے اور اس طرح ساحرون کی آمد شروع ہوئی کہ کوئی قاز پر سوار کوئی قرقرے پر نمودار کوئی فیل آتشین پر بیٹھا ہوا کوئی

کرگدن آتشین پر متمکن غرض یونہین ہزار ہا ساحر آئے اپنے اپنے راوٹی اسپک بچوبہ یک چوبہ قلندری سرائچے مین اُترے بعد اسکے ماران فیل گوش اور تمیز جادو کی سواری نمایان ہوئی تمام افسر جادوگرون کے اُنکے ہمراہ تھے یہ بھی دونون آکے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے دیکھا کہ شادشاہان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان پانچ سوار اور ایک پیادے سے کھڑے ہوے ہین ماران فیل گوش نے کہا کہ ای تمیز جادو حمزہ کھڑا ہوا ہی آؤ بھی چلو اسنے اسی وقت گرفتار کرلو ان پانچ سات آدمیون کا پکڑ لینا کیا مشکل ہی اور سب کو اسیر و دستگیر کرکے شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے پاس بھیجدو کاہے کو تکلیف اُٹھائین کیون یہان آئین تمیز نے جواب دیا کہ ای ماران میری عقل مین کسی طرح یہ بات نہین آتی کہ حمزہ تن تنہا ملکہ دمامہ جادو و شہنشاہ ساحران سے لڑنے آیا ہو اسواسطے کہ حمزہ کوئی ایسا ویسا حاکم و سردار نہین ہی یہ بہت بڑا بادشاہ ذیجاہ و ذیشان ہی ہفت اقلیم اسکے تحت فرمان ہی جملہ شہر جادوگرون کے مثل کشمیر وکاشغر اور اندر کوہ مار و چاہ شہر صندل ام الجبال عنطلی آباد وغیرہ اُسکے قبضے مین ہین سب کو اسنے بزور تیغ آبدار اپنا مطیع و فرمانبردار کیا ہی اور قطع نظر اسکے عمرو بن امیہ ضمری ایسا عیار مکار و صاحب تزویر عقیل اُسکے ساتھ ہی کیونکر حمزہ شہنشاہ ساحران سے یکہ و تنہا مقابلہ کرنے کو آیا ہوگا مقرر اسکے مددگار اسکے ساتھ ہونگے مگر ظاہر نہین ہین پوشیدہ ہین تم اُسکے پاس پہونچے اور کسی نہ کسی آفت مین گرفتار ہو گئے تو پھر بھلا کیا تلف ہوا بہتر یہ ہی کہ لوگون کو خبر کے واسطے مقرر کرو کہ پہلے وہ جائین اور ٹھیک ٹھیک خبر دریافت کرین کہ انکا کوئی معین و مددگار ہی یا نہین اگر کوئی مددگار نہین ہی تو پھر کیا باعث ہی کہ اس خاطر جمعی سے ہمارے سامنے نڈر بنے ہوے کھڑے ہین اور اگر کوئی انکا خفیہ مددگار ہی تو وہ باتین لڑنے کی کرینگے اور جو واقعی کوئی معین نہین ہی تو گفتگو یاس و ہراس کی کرینگے ای ماران میرے نزدیک تو پہلے دریافت کرلینا ضرور ہی دوسرے ملکہ دمامہ جادو نے ہمسے تمسے یہ نہین کہا کہ تم جاتے ہی حمزہ کو پکڑ لینا بہر طور ابھی سبقت کرنی کسی طرح مناسب نہین اور بالفرض یہی سہی تو یہ اب جائینگے کہان اگر اسوقت نہ گرفتار کیا تو صبح کو اسیر کرلینگے ماران فیل گوش نے کہا صلاح تمھاری اچھی ہی مین ابھی دمامہ جادو سے من وعن حال یہان کا لکھلے بھیجتا ہون آگے جیسا وہ حکم دین ویسا عمل کیا جاے وہ دونون یہ باتین کرتے ہوے داخل خیمہ ہوے اُسی وقت دمامہ جادو کو عرضی لکھکر بھیجدی اور تمیز جادو نے کہا کہ ہمنے یہی سنا ہی کہ آج کے کام کو کل پہ نہ چھوڑنا چاہیے مصرع کار امروز مبند از پی فردا زنہار۔ اسوقت حمزہ تنہا تھا پکڑ لینا اسکا سہل تھا کل اگر اسکے یار و مددگار آگئے تو پھر اسکا گرفتار کرنا بہت دشوار ہو جائیگا پھر یہ برسون ہاتھ نہ آئیگا تمیز جادو نے جواب دیا کہ خیر اب تو تمنے ملکہ کو عرضی بھیجی ہی دیکھو وہان سے کیا حکم ہوتا ہی یہی باتین ہورہی تھین کہ دیکھا ایک شتر سوار اپنے شتر کو دوڑاتا ہوا چلا آتا ہی جب وہ قریب انکے آیا سلام کیا اور ایک حکمنامہ ملکہ دمامہ جادو کا بجواب انکی عرضی کے انکو دیا ماران فیل گوش نے اُسے لیکر لفافہ چاک کیا حکمنامے کو پڑھا اُسمین لکھا تھا خیر خواہ بلاشبہ ماران فیل گوش بعافیت باشند عرضی تمھاری پہونچی حال معلوم ہوا ای ماران راے تمیز جادو کی بہت درست اور صائب ہی ذرہ ایسا ہی صائب تدبیر چاہیے ہمکو اُسکی راے پسند آئی تمکو لازم ہی کہ ہرگز ہرگز رات کو حمزہ کے گرفتار کرنے اور اُس سے لڑنے کا ارادہ نہ کرنا اگر کوئی فی الحقیقت اُسکا مددگار نہین ہی تو صبح کو کہان سے آجائیگا اور صبح کو ہم بھی آجائینگے ہم تم ملکے اُسے مار لینگے ماران جادو یہ جواب اپنی عرضی کا سُنکے خاموش ہو رہا اور مہرکارون کو تجسس کے واسطے روانہ کیا وہ ہر کارے فن سحر سے ماہر تھے سب کے سب ساحر تھے بزور سحر جانور بن بنکے

خبر کے واسطے روانہ ہوے لیکن جب سرگروہ خداپرستان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان نے ملاحظہ فرمایا کہ فوج
ساحرون کی بیحد وحساب آئی ہی اُسوقت مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری عمرو بن امیہ ضمری کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ خواجہ اب قضا کا سامنا ہی شعر اب موت آرہی ہی نظر چارسو ہمین + تدبیر کچھ بتاؤ برائے عدو ہمین +
کوئی ایسی تدبیر کرو کہ ان ملعونون کے ہاتھ سے جان بچے عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین روز ازل سے اپنے کو مردون
مین شمار کیے ہوے ہون اور اب سوا قتل ہونے کے کوئی تدبیر نہین معلوم ہوتی فرمایا ای خواجہ اگر ہمارا رشتۂ
حیات نہین قطع ہوا ہی تو کوئی کچھ نہین کرسکتا اور جو خاتمہ ہماری کشورستانی اور صاحبقرانی کا اسی چاہ الماس
مین ہونیوالا ہی تو مرضی پروردگار مین کیا انکار ہی مگر تم جانتے ہو کہ مین ایک مرد سپاہی ہون کہ سوا مارنے
اور مرجانے کے اور کچھ نہین جانتا اور تم صاحب تدبیر ہو اسوقت کوئی تدبیر تو ایسی نکالو کہ جان بچے ورنہ جان کی
جان جائیگی اور ذلت و رسوائی گھاتے مین ہاتھ آئیگی عمرو نے جواب دیا کہ ای صاحبقران زمان اب مین کیا
تدبیر کرون اسم اعظم آپ کا بند ہوچکا ہی کوئی یار و مددگار دوست و غمگسار سوا ذات پروردگار کے معلوم نہین ہوتا
مقابلہ ایسی آفت روزگار علامہ سے کہ جسکا سحر و ساحری مین آج مثل و نظیر نہین بڑے بڑے ساحر اور
بڑے بڑے جادوگر اسکے سامنے کان پکڑتے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی بلکہ یہ خیال ہی کہ اگر خدانخواستہ ان
ساحرون مردودون پر ثابت ہوگیا کہ حمزہ صاحبقران تنہا ہین اور کوئی حامی و مددگار انکا نہین ہی تو
غضب ہوجائیگا رات بھی بسر نہ ہوسکیگی اُسیوقت وہ ہمارا استیصال کرینگے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر خواجہ
اتنا تو کرو کہ رات کو ان ملعونون کی شر سے محفوظ رہین شب بھر نمازین پڑھین درگاہ قاضی الحاجات
دافع البلیات کاشف المہمات مین دعائین مانگین گریہ و زاری نالہ و بیقراری مین مصروف رہین صبح کو
موت کا سامنا ہی رات کو توبہ استغفار کرلین اگر مرین تو پاک و پاکیزہ دنیا سے جائین یہ کہکر امیر با توقیر آنکھون
مین آنسو بھر لاے عمرو بھی بے اختیار رونے لگا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور
مقبل وفادار اور لطف کردہ حیدر کرار کرب غازی اور ابوالہول دیوانہ اور ریہودلے زنگی بھی یہ تقریر
جانسوز صاحبقران کی سنکے گریہ و زاری کرنے لگے جب رقت تھمی تو خواجہ نے التماس کیا کہ ای صاحبقران
آپ اسقدر مضطر و بیتاب نہ ہون نظر کرم بہ کریم کارساز رکھیے گھبرائیے نہین انشاء اللہ آپکے اقبال سے
رات بخوبی بسر ہوجائیگی یہ کہکے ہاتھ پہ ہاتھ مارا اور پشت دست کو دیکھا فوراً تین سو ساٹھ مکر یاد آے
نقاش خیال نے انواع انواع طرح کے نقشے لا لاکر سامنے موجود کیے اُن سب نقشون مین سے ایک نقشہ
پسند آیا ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای شہریار فلک اقتدار رات کو تو بخاطر جمعی تمام و طمانیت مالاکلام ٹھیکے
بسر کیجیے صبح کو خدا مالک ہی مگر اس شرط سے کہ ذرا آپ کو حمالی کرنا پڑیگی امیر نے فرمایا کہ خواجہ مجھسے کیا حمالی
کرواؤگے کیا چیز اُٹھواؤگے عمرو نے جواب دیا جو کچھ ہو ابھی بتانے سے کیا غرض صاحبقران والاشان نے
فرمایا کہ اگر حمالی کرنے سے جان بچے تو حفظ جان کے واسطے بدل قبول و منظور ہی اُسوقت عمرو ہاتھ زنبیل پر رکھکے
پکارا کہ دادا جان امیدوار ہون کہ بارگاہ فلک اشتباہ حضور کی مع خیمہ و خرگاہ مع اردوے معلی نکلے
بمجرد اس کہنے کے جنات نے جملہ اسباب بارگاہ مع خیمہ و خرگاہ کے ڈھیر کردیا عمرو نے کہا کہ حمزہ اسی کو
مین کہتا تھا کہ حمالی کرنا ہوگی اُٹھیے اور اسے برپا کیجیے میخین گاڑیے طنابین کھینچیے قناتین لگائیے خیمے استادہ کیجیے
بازارین بنائیے اور قاسم و کرب و مقبل وغیرہ سے بھی کہا کہ تم سب بھی شریک ہو سبھون نے جواب دیا

خواجہ ہم فراشی کیا جانیں ہمنے تو عمر بھر کبھی یہ کام نہیں کیا ہاتھ سے ایک چوب بھی نہیں چھوئی ہم بھلا خیمے کیا استادہ
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا صاحبو تمھیں خدا نے اتنی عقل کہاں دی ہی کہ تم فراشی کرو یہ سب فن تو میرے پیٹ مین
بھرے ہوے ہین تمھاری وہ مثل ہی لادو دے لدا دے ہانکن والا ساتھ دے سب اسباب خیمے ڈیرے بھی مین ہی
پیدا کرو اور مین ہی میخین گاڑون چوبین کھڑی کرون مین ہی جھنجولون مین ہی قناتین لگاؤن مین ہی خیمے برپا کرون پھر جب
مین ہی یہ سب کام کرون تو لازم ہی کہ مین ہی اسمین حفاظت سے بیٹھون اور تم سب کو یونہین میدان مین چھوڑ رہنے دون
تو یہ مجھسے کبھی ہونا نہین اور تم سچ کہتے ہو فراشی بہت مشکل ہی اسکا بھی ایک علم ہی جب برسون انسان سیکھتا ہی تو
کہین پھر کام کرنے لگتا ہی خیر اگر اور کچھ تمسے نہ ہوگا تو اتنا تو ہوگا کہ جو مین کہون وہ کرو سب نے جواب دیا کہ ہان
اسکی قباحت نہین جو تم ہمین بتاتے جاؤ وہ ہم انجام دیتے جائین غرض صاحبقران دوران آستینین چڑھا کر دامن
گردان کرمستعد ہوے وہ بھی پانچون شخص آمادہ ہوے بارگاہ فلک اشتباہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا و علیہ السلام
کی استادہ کر کے باقی خیمے ڈیرے اور بازار وغیرہ عمرو نے جنات سے استادہ کرائے تمام راؤٹیان اور سائبان سفید
کپڑے کے تھے القصہ بہر رات گئے تک سب خیمے برپا ہو گئے دکانین آراستہ ہو گئین کٹورا کھنکنے لگا بازار گرم ہوا
جملہ اشیا بکنے لگین اب جو اس خیمۂ فلک رفعت کو دیکھا تو قدرت خدا نظر آئی نظم

بالاے عرش قمقمہ جلتا تھا نور کا — ای دل جو اسکو برج تجلی کہا تو کیا
تشبیہ تو یہ پائی طبیعت کے نور نے — سدرہ سے چہرہ اپنا نکالا ہی حور نے
تار شعاع مہر تھی ہمیشہ ہر طناب — تھے رشتہ ہاے نور طنابون مین بیچ و تاب
باد صبا کا بھی نہ گذر زینہار تھا — چارون طرف کو حفظ خدا کا حصار تھا

تھا خیمہ آسمان کلس تھا کہ چاند تھا
تھا زیب طور عکس گل قدرت خدا
تھا خیمۂ امیر کا قبہ کہ آفتاب
وہ وقت شب کا اور وہ خیمے کی آب و تاب
اسی طرح اور سب خیمے ڈیرے

بارگاہین بچوبے راؤٹیان اسکین اپنی اپنی جلوہ گری دکھا رہے تھے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ سبحان اللہ
خواجہ شب بسر کرنے کی کیا خوب تدبیر نکالی ہی مگر ای خواجہ اگر آج زندہ بچے تو کل کسی طرح نہین بچتے شعر دنیا سے
تب ہجر مین اب ہم سفری ہین + جو دم ہی غنیمت ہی چراغ سحری ہین + عمرو نے عرض کیا ای شہریار آپ یہ کیا ارشاد فرماتے ہین
خدا کو یاد کیجیے وہ خالق برحق اور قادر مطلق ہی ایک دم مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہی اُس سے ہر دم امید فضل و کرم کی رکھیے
شعر نہین فضل کرتے اُسے لگتی بار + نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار + کیسے کیسے رنج و مصائب پیش آے ہین مگر خدا نے
رفع کر دیے ہین اب بھی وہ دفع کر دیگا ہمین اور آپ کو اس بلا سے نجات دیگا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ای
خواجہ عمرو جو تم کہ رہے ہو بیشک و لاریب یونہین ہی اُس سے امید فضل و کرم کی رکھنا چاہیے اور خیال تو کرو کہ اگر
مجکو امید اُسکے فضل و کرم کی نہ ہوتی تو مین چاہ الماس مین اس لکاتہ دمامہ جادو کے مقابلے کو کیونکر آتا مجھے تو
ہر وقت اور ہر ساعت اُسی کے فضل و کرم پر تکیہ ہی اور اُسی کی ذات پاک کا بھروسا ہی اور یہ کلمات مین نے
تمسے اسوقت حالت اضطراب اور کیفیت یاس و ہراس مین بیان کیے یہ فقط مقتضاے بشریت تھا اور کیا مین
نہین جانتا ہون کہ وہ معبود بے نیاز مسبب الاسباب اور کارساز ہی از ابتدا تا ایندم اگر اُسنے میری مدد نہین کی
تو کیا بھلا اور کسی کی بھی یہ قوت و طاقت اور مجال ہی کہ مدد کر سکے شعر دہر مین بے حکم رب العالمین + ایک پتا
ہل نہین سکتا کہین + یہ باتین کر کے سرگروہ خدا پرستان امیر حمزہ صاحبقران نے وضو کیا نماز پڑھی بعد اور ادو
وظائف کے دعا مانگنا شروع کی کہ ای رب الارباب و ای مسبب الاسباب تو ہی ان دشمنون مین میری جان و
آبرو کا نگہبان ہی اور اگر تیری راہ مین کام آے تو سر بھی قربان ہی ان کافرون پر مجکو فتح دینا دشمنون مین عزت رکھ لینا مسلمانون کی

عروج خالق لیل و نہار دے مجکو
بپے وقار محمدؐ وقار دے مجکو
سنبھال دونون جہان کے سنبھالنے والے
پناہ دے مجھے ای میرے پالنے والے
ہمیشہ رحم و کرم ذوالجلال فرمایا
ریاض دہر مین کیا کیا نہال فرمایا
قصور اور کسی کا اگر ذرا کرتا
کیا جو تونے یہ کوئی نہ ای خدا کرتا
غم خزان نہ سرور بہار باقی ہین
یہ مرحلے ابھی پروردگار باقی ہین
نہ سائے مین نہ یہ جرم پناہ مین ہوگا
ہجوم عقرب و مار سیاہ مین ہوگا
زمین قبر کو چرخ کہن بنا دینا
ہمارا کو صحن جنان کا چمن بنا دینا
چشم داشت ہی وسعت سے تیری رحمت کی
کہونگا مین یہی معبود نے عدالت کی
اٹھاؤن سر کو خجالت سے غیر ممکن ہی
فرار تیری حکومت سے غیر ممکن ہی
کیے ہین جرم سراسر حجاب آتا ہی
دعا مین بھی مجھے داور حجاب آتا ہی
کریگا کوئی بھلا کیا برابری تیری
زبان نہین جو کہون بندہ پروری تیری
قریب سب سے ہی تو سب سے ہی جدا مالک
کسی کو دخل تری مصلحت مین کیا مالک
عجب ذلیل ہون مین اور کچھ عجب محتاج
غنی ہی تیری فقط ذات سب ہین سب محتاج

کچھ اعتبار نہین اعتبار دے مجکو
گناہگار ہون مجوب ہے شرمسار ہون مین
معین کو وہ مصیبت کے ٹالنے والے
رحیم کون ہی تجھسا بھلا جہان جاؤن
کیسے قصور نہ تونے خیال فرمایا
دیا وہ نام کہ پروا نہین امیری کی
تری قسم نہین معلوم حال کیا کرتا
رحیم و غافر و ستار نام تیرا ہی
ملال نزع نہیب مزار باقی ہین
نہ آشکار کسی عیب کو کیا تو نے
سفر ضرور ہی کیا حال راہ مین ہوگا
کوئی یہان نہ وہان آبرو بچائیگا
ستارے نقطۂ حرف کفن بنا دینا
رحیم و مونس وحشت جو نور تیرا ہو
کہ مجکو سیر دکھائیگا باغ جنت کی
ہمرے گناہ سے گوہر بشر کو سکتا ہی
ڈرون نہ تیری حکومت سے غیر ممکن ہی
گناہگار بھلا جائیگا کہان تیرا
مآل سوچ کے اکثر حجاب آتا ہی
جو حیلے موت کے ہین رزق کے بہانے ہین
کہ ذات پاک معایب سے ہی بری تیری
قریب و دور سبھون کی زبان پر آتا ہی
گدا کو شاہ کرے شاہ کو گدا مالک
امیدوار ہین سب تجھسے کارسازی کے
کریگا کیا کسی محتاج سے طلب محتاج
کسی کے سامنے کب ہاتھ ٹوٹنے دیتا ہو

خزان مین رنگ برنگ بہار دے مجکو
ترے ہی فضل و کرم کا امیدوار ہون مین
سفر نجات کی صورت نکالنے والے
بتا مجھے ترے در کے سوا کہان جاؤن
قبول خاطر جاہ و جلال فرمایا
کہان کہان تری رحمت نے دستگیری کی
خطائین دیکھکے یہ آبرو عطا کرتا
گناہگار کو بخشے یہ کام تیرا ہی
کمال صدمۂ روز شمار باقی ہین
اڑھا کے دامن رحمت چھپایا تونے
سیان قبر سزائے گناہ مین ہوگا
جہان بچائیگا اللہ تو بچائیگا
لحد کو جلوہ گہ پنجتن بنا دینا
شعاع شمس فلک قبر کا اندھیرا ہو
گیا جو نار مین تو جا نہین شکایت کی
جو بخشدے تو کوئی تجکو روک سکتا ہی
امید قطع ہو رحمت سے غیر ممکن ہی
زمین تیری ہی معبود آسمان تیرا
مجال عرض ہو کیونکر حجاب آتا ہی
عجب عجیب تری قدرت کے کارخانے ہین
بھلا رہی ہی مجھے فیض گستری تیری
بگاڑتا ہی یہ بندہ خدا بناتا ہی
بنادیا جسے چاہا مٹا دیا مالک
نثار ہون مین تری شان بے نیازی کے
ترا فقیر کسی کا ہی کب بھلا محتاج
تجھی سے مین تو سر دست مانگ لیتا ہون

اور لوگ بھی نمازین پڑھ پڑھ کے گریہ و زاری کرنے لگے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا کرنے مصروف ہوئے جن ساحرون کو اران فیل گوش نے خبر کے واسطے بھیجا تھا انھون نے جو دیکھا کہ بارگاہ فلک جاہ استادہ ہی جسکے سو کلس مرصع مانند ستارون کے درخشان ہین دور تک خیمے برپا ہین بازار آراستہ ہین حیران ہوئے آپسمین کہا کہ یہ بارگاہ چاہ الماس کے اندر کیونکر آئی اور یہ تمام اسباب خیمہ و خرگاہ کون لایا آخرکار ان اور تمیز نے جاکے سارا حال بیان کیا کہ ہمنے تو سنا تھا کہ حمزہ تن تنہا بے سر و سامان چاہ الماس مین آیا ہی مگر یہ

غلط تھا وہان تو ایک بارگاہ عرش جاہ آراستہ ہی گرد و پیش اُسکے اور بہت سے خیمے ڈیرے راوٹیان اسپکین بیچو بے استادہ ہین بازارین لگی ہوئی ہین سب چیز بست بک رہی ہی کٹورہ کھنک رہا ہی سامان شاہانہ اور کارخانہ خسروانہ معلوم ہوتا ہی اُنھین بھی سُنکے حیرت ہوئی کہ ابھی ہمنے بچشم خود دیکھا ہی کہ حمزہ صرف پانچ سوار ایک پیادے کو لیسے ہوئے اس میدان مین درختون کے نیچے کھڑا ہوا ہی یا اب یہ سامان سُننے مین آتا ہی کہا تم جھوٹھ کہتے ہو بھلا چاہ الماس کے اندر اسقدر خیمے ڈیرے بازار وغیرہ کیونکر آیا کون لایا کسنے آراستہ کیا تمیز جادو نے کہا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا کہ حمزہ تن تنہا اتنی بڑی مہم پر کیونکر آیا ہوگا تمھین اس بات کا ناحق تعجب ہی عالم عالم اور دنیا دنیا مطیع حمزہ ہی جن و پری جادوگر سب پر وہ حاکم ہی اور اُن ہرکارون نے عرض کیا کہ اگر غلامون کا عرض کرنا باور نہین آتا تو پیر و مرشد اور کسی کو بھیجکر دریافت فرمالین ہمارا جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا تمیز جادو نے ماران سے کہا کہ انکی یہ تاب و طاقت نہین ہی کہ ایسی خبر جھوٹھ بیان کردین ماران نے پوچھا کہ جب بارگاہ ایسی استادہ ہی تو فوج بھی بیشمار ہوگی ہرکارون نے ہاتھ باندھ کے جواب دیا کہ پیر و مرشد یہ سب سامان تو ہمنے دیکھا مگر سوا اُن سات آدمیون کے آٹھوان آدمی ہمین کوئی نہین نظر آیا تمیز جادو نے کہا کہ ای ماران جادو فوج و لشکر کمینگاہ مین ہوگا اور اگر فوج و لشکر نہین ہی تو یہ سات آدمی کیونکر اتنا سامان و اسباب لائے کچھ عقل مین نہین آتا ضرور انکی فوج و سپاہ کہین نہ کہین پوشیدہ ہی ماران جادو نے کہا خیر صبح کو جیسا کچھ ہوگا معلوم ہو جائیگا غرض کہ رات بھر تو یہ خواب خرگوش مین گرفتار رہے اور یہی آپسمین گفت و شنید رہی مسدس

چمکا جو دشت جنگ مین تاج خروس صبح
تھا تخت آسمان کہن پر جلوس صبح
لہر سپہر نے جو مٹایا شباب شب
برسا جو نور صبح ہوا گم سحاب شب
آئے نظر تمام جہان مین نشان صبح
تھا نور آفتاب سے روشن جہان صبح

آغوش دیو شام سے نکلی عروس صبح
بھاگا عدو شب رخ بیمار مڑ گئے
روپوش مارے ڈر کے ہوا ماہتاب شب
پردہ جبین چہرے سے شب کا اُلٹ گیا
مرغان صبح کہنے لگے داستان صبح
جب چرخ پر نظر شفق صبح آ گئی

ویران تمام روم شب آباد طوس صبح
لیکے چراغ بزم سے پروانے اُڑ گئے
پہونچا فضائے ملک ختا مین عقاب شب
ڈر سے کلیجا ساحر گردون کا پھٹ گیا
عنقائے مغربی نے لیا آشیان صبح
رستم کی قبر ڈر کے سبب تھرتھرا گئی

ماران فیل گوش اور تمیز جادو جو بیدار ہوئے سُنا کہ سواری شاہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی جھٹ پٹ اُٹھے مُنھ دھو یا کپڑے پہنے تنون پر سلاح جنگ آراستہ کیے استقبال ملکہ کے واسطے دوڑے ادھر حمزہ صاحبقران نے نماز صبح پڑھ کے عمرو بن امیہ ضمری سے فرمایا کہ خواجہ شب تو خدا نے بخیر و خوبی اور بے کھٹکے بسر کردی مگر اب کہو کیا ہوگا خواجہ نے التماس کیا کہ یا صاحبقران زمان آپ نے فرمایا تھا کہ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ کسی طرح بخیریت تمام رات کٹجائے رات تو تدبیر سے گذر گئی اب مین کیا کرون موت کا سامنا ہی اب میرے کیے کچھ نہین ہو سکتا ہی فرمایا خیر کچھ اندیشہ نہین ہی جس خالق و مالک نے شب بعیش و آرام کاٹ دی وہ دن بھی کاٹ دیگا شعر مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ✣ مرد باید کہ ہراسان نہ شود ✣ اگر زندگی ہی تو کوئی ہمارا کچھ نہ کر سکیگا خیر اب خیمے سے باہر چلو میدان مین نکلو عمرو نے عرض کیا ابھی باہر نہ تشریف لیجائیے اور بہودا نے زنگی سے کہا کہ تم دور سے لشکر کفار کو دیکھو کہ کس خیال مین ہین کیا کر رہے ہین بہودا یہ سُنکے دوڑا ہوا باہر گیا دو گھڑی کے بعد پھر کے آیا ملتمس ہوا ای شہریار فلک اقتدار سواری ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی سب اُسکے استقبال کے بند و بست مین ہین فرمایا چلو بھئی ہم بھی دیکھین کہ وہ لکاتہ کسطرح آتی ہی یہ کہکے صاحبقران

اشقر دیوزاد پر بسم اللہ کہکے سوار ہوے شہزادۂ خاور سپاہ اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابوالهول
ہمراہ رکاب ہوے عمرو کو سبز پوش کا پکڑے ہوے ساتھ تھا خیمے سے باہر نکلکے تماشا دیکھنے لگے دیکھا کہ جوق جوق
گروہ گروہ انبوہ انبوہ تیپے تیپے غول کے غول ساحر چلے آتے ہین اور پرا باندھ باندھ کر کھڑے ہوتے جاتے ہین اور
سردار اُنکے بشکل مہیب و بہ ہیئت عجیب اژدرہاے آتش فشان پر سوار آنکھون سے کالون سے ناک سے
مُنہ سے ہاتھون سے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوے چلے آتے ہین دن بھر ساحرون کی آمد رہی جب چار گھڑی دن
باقی رہا تخت دمامہ جادو کا نمایان ہوا تمام تخت الماس نگار اور اُسکے نیچے چار شیر بر آتشین لگے ہوے تھے شعلے
آگ کے اُنکے مُنہ سے نکل رہے تھے اور چار طاؤس زمردین کہ آنکھین اُنکی یاقوت احمر کی تھین پائون الماس کے
تھے تخت کے چارون کونون پر ناچ رہے تھے اور دمامہ جادو کے سر بخت پر ایک تاج سات کنگرون کا رکھا ہوا تھا
کہ ہر کنگرے سے ایک شعلہ آگ کا نکلتا تھا اور متشکل بشکل انسان ہو کر صدا دیتا تھا کہ یا خداوند سامری یا
جمشید یا خداوند زرد ہشت اور یہ صدا دیکے وہ شعلہ آتشین غائب ہو جاتا تھا آگے آگے تخت کے کچھ ساحر کافر
گھنٹے بجاتے ہوے ناقوس پھونکتے ہوے جھانجھ بجاتے ہوے تعریف سامری و جمشید و زرد ہشت کی کرتے ہوے
چلے آتے ہین ماران فیل گوش اور تمیز جادو نے دوڑ کے بصد ادب و ہزار تعظیم و تکریم پایہ تخت کو بوسہ دیا پھر قدمون
کو ملکہ کے چوما غرض مع نو لاکھ جادوگران ہمراہی کے سواری ملکہ دمامہ جادو کی آئی بارگاہ جمشیدی مین
داخل ہوئی تخت شاہی پر بیٹھی تمام جادوگران نامی گردواطراف مین جمع ہوے اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر
سلام کر کے بیٹھے اُن دنگلون اور کرسیون کی یہ صورت ہی کہ کسی مین چار شیر آتشین لگے ہوے ہین اور شیرون
کے مُنہ سے شعلہ آتش نکل رہے ہین کسی کے دنگل مین اژدہاے آتشین لگے ہوے ہین کسی مین فیل آتشین لگے ہوے ہین
کسی ساحر کی اُنگلیان مانند پنجشاخے کے روشن ہین کسی کے مُنہ سے شرارے نکل رہے ہین کسی کی ناک مین سے دھوان
اُٹھ رہا ہی کسی کے کانون مین سے بخار نکل رہا ہی کسی کے سر پر عوض مین بالون کے بڑے بڑے کالے سانپ لپٹے ہوے ہین کسی کی
پیشانی پر دو بچھو بجاے ابرو بیٹھے نیش زنی کر رہے ہین اور کسی ساحر کی آنکھین مثل شعلہ ہاے جہنم کے چمک رہی ہین
کسی کا مُنہ مثل قعر جہنم کے کھلا ہوا ہی اُسمین سے شعلہ آتشین نکلکے آسمان تک بلند ہوتے ہین ہاتھون مین تصویرین
سامری و جمشید و زرد ہشت کی لیے ہوے گلے مین مردون کی ہڈیون کے مالے پڑے ہوے ہاتھون پر سیندور
کے ٹیکے دیے ہوے بازوون پر چندن اور سکپور لگا ہوا غرض جب وہ نو سو جادوگر سردار نو لاکھ جادوگرون کے
اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے جام شراب گردش مین آیا ملکہ دمامہ جادو نے پوچھا کہ ای ماران تجھے کچھ حال مددگاران
حمزہ کا معلوم ہوا کہ کون کون لوگ اسکے شریک ہین کن کن لوگون کے بھروسے پر اسنے ایسے معرکۂ عظیم کا ارادہ
کیا ہی ماران نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران خداوند سامری و جمشید حضور کو سلامت
رکھے غلام نے تو کل ہی چاہا تھا کہ حمزہ کو گرفتار کر لون مگر تمیز جادو مانع ہوا کہ ہم حمزہ کو گرفتار نہ کر سکینگے وہ تنہا نہین
ہی اُسکے معین و مددگار پوشیدہ ہونگے حالانکہ ایک حمزہ اور پانچ رفیق اُسکے اور ایک عیار کے سوا آٹھوان کوئی
نہین معلوم ہوتا اور جو یہ فرمائیے کہ جن و پری حمزہ کے شریک ہین اگر وہ شریک اسکے ہوتے تو بھی ہمین معلوم
ہو جاتا اگر کوئی ساحر ہوتا تو وہ بھی ہم پر ظاہر ہوتا مگر عمرو بن امیہ ضمری کہ لوگ اُسے کشندۂ کافران و سر برندہ
ساحران کہتے ہین وہ بڑا عیار بے نظیر اور صاحب تدبیر ہی اُسنے کہین سے یہ اسباب لاکے مہیا کیا ہی شان و شوکت
حمزہ کی بڑھائی ہی اور رات کو ہمارے سے بچا لیا ہی لیکن ای ملکہ اگر آپ تامل کیجیے گا تو یہ خیال ہی کہ حمزہ شخص

جلیل القدر ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مددگار اسکا آجاے اور اُس سے لڑائی پڑ جاے بنا ہوا کام بگڑ جاے ابھی اسکا گرفتار کرلینا آسان ہی قطعہ

درختے کہ اکنون گرفت است پاے
بنیروے شخصے برآید ز جاے
دگر ہمچنان روزگارے ہلی
بگردونش از بیخ برنگسلی

بیت سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

+ جلدی حمزہ کا کام تمام کیجیے تساہل و توقف کو نہ دخل دیجیے تمیز جادو نے کہا کہ ای شہنشاہ جادوگران ماران جادو جو کچھ کہتے ہین بجا ہی مین نے بیشک اغیین روکا تھا مگر اب تک کوئی ممد و معاون حمزہ کا معلوم نہین ہوا اب جب چاہیے گرفتار کریجیے لیکن میری عقل مین یہی آتا ہی کہ حمزہ تنہا نہین ہی ضرور اسکے مددگار پوشیدہ ہین ماران جادو نے کہا ای تمیز جادو تم ابتک وہی گمان کرتے ہو خیر ای شہنشاہ جادوگران مین خود حمزہ کی خبر لینے کو جاتا ہون جو کچھ کیفیت ہی مفصل دریافت کرکے ابھی آتا ہون تمیز جادو نے کہا جایئے مگر ذرا سمجھ بوجھ کے جایئے گا کہین اُسکے عیار عمرو کے پھندے مین نہ آیئے گا ہر کاروان نے گزارش کیا کہ پیر و مرشد اندر بارگاہ کے نہ تشریف لیجایئے گا باہر ہی باہر سب کیفیت دریافت کرکے چلے آیئے گا نہین معلوم بارگاہ مین کیا ہی کہ جو اندر جانے کا قصد کرتا ہی لوگ اُسپر گرزلے لیکے دوڑتے ہین اندر نہین آنے دیتے تمیز جادو نے کہا ای ملکہ سنا حضور نے میرا گزارش کرنا جھوٹھ تو نہین ہی حمزہ ایسا بیوقوف خارج العقل نہین ہی کہ آپ ایسی شہنشاہ ساحران سے تن تنہا سامنا کرنے کو آئے ملکہ دمامہ جادو نے جواب دیا کہ ای تمیز جادو جب مین نے حمزہ کو اسیر کیا تھا تو کوئی حمزہ کا شریک نہ تھا اب کہان سے لوگ آگئے ماران جادو نے کہا خیر اچھا مین جاتا ہون جیسا کچھ ہوگا دریافت کیے آتا ہون یہ کہکے کچھ اسم سحر پڑھ کے زمین پر لوٹا اور فوراً لوٹ پوٹکر ایک کبوتر کی صورت بنگیا اُڑکر روانہ ہوا اور آکے سامنے بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علے نبینا و علیہ السلام کے قایم ہوا اور چاہا کہ اندرون بارگاہ جائے موکل گرز لے لیکر دوڑے کچھ دور اُڑ کے بیٹھ گیا مگر اتنی دور بیٹھا کہ باتین کرنے کی آواز اسکے کان مین آتی تھی یہان امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو وغیرہ سواری ملکہ دمامہ جادو کی دیکھ بھال کے پھر کر بارگاہ مین آئے تھے امیر باتوقیر عمرو سے کہ رہے تھے کہ رات کو تو تمھارے حسن تدبیر سے اور دن کو آمد دمامہ جادو کی رہی اس سبب سے کوئی ہماری طرف مخاطب نہین ہوا آنکھ بھر کے بھی ہمکو نہ دیکھا مگر اب کہانتک بچے رہینگے عمرو عیار نے عرض کیا کہ ای صاحبقران اگر آپ تمام عمر اس بارگاہ کے اندر یونہین بیٹھے رہیے تو کوئی آپ کا کچھ نہ کرسکے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ تو سچ ہی مگر یہ تو کہو کہ جسوقت اُدھر سے کوئی طبل جنگ بجوا کے میدان مین آیا اور مجھے للکارا تو مین کیونکر بارگاہ مین نامرد بنا بیٹھا رہونگا آخر اُسکے مقابلے کو جاؤنگا گرفتار ہونگا مارا جاؤنگا آج کی شب تو البتہ اور محفوظ ہون کل کسی طرح نجات کی صورت نہین معلوم ہوتی مثل مشہور ہی کاغذ کی ہنڈیا آج نہ ڈوبی کل ڈوبی صبح کو یہی گو یہی میدان ہی ہم ہی انبوہ ساحران تم سربرندۂ جادوگران ہو کوئی ایسی تدبیر نکالو کہ دمامہ جادو کے شر سے نجات پائین عمرو نے عرض کیا مین خود کل سے آمادۂ مرگ چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہون آپ نے مجھے لاکے خراب کیا یہان نہ کچھ میری عیاری کام آتی ہی نہ کوئی فطرت پیش جاتی ہی دمامہ ایک علامۂ دہر آفت روزگار ہی مین اُسکی شکل دیکھکے کانپنے لگتا ہون تمام جسم مین میرے لرزہ پڑ جاتا ہی عیاری کرنا تو شے دیگر ہی خدا مددگاری کرے تو اُسکے شر سے نجات ملے ورنہ کوئی صورت بچنے کی نظر نہین آتی ماران فیل گوش یہ گفتگو یاس و ہراس کی سنکے پکارا کہ حمزہ معلوم ہوا اب حال تیرا کھلگیا تو اسی بے سروسامانی کے بھروسے پر ہماری ملکہ سے جاہ الماس مین لڑنے آیا تھا اگر آج بچگیا کل ہمارے ہاتھ سے کہان جائیگا صبح ہونے دے دیکھ تیرا کیا حال کرتے ہین

بس یہ صدا دیکے اُڑ گیا عمرو نے کہا صاحبقران غضب ہوا کوئی ساحر جاسوسی کو آیا تھا ساری کیفیت سُنکے چلا گیا اگر وہ سُن گیا ہی تو کیا اندیشہ ہی جو خدا چاہیگا وہ کریگا تردد و تشویش بیکار ہی وہ مالک و مختار ہی اُسی کو اختیار ہی یہ باتین کرکے خاصہ تناول فرمایا عمرو وغیرہ نے بھی کھانا کھایا جب کھانے پینے سے فرصت ہوئی سب کے سب نمازین پڑھنے لگے گریہ وزاری و نالہ و بیقراری مین مصروف ہوے دعائین مانگنے لگے لیکن ادھر جو ماران جادو دمامہ جادو کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا اور کہا کوئی یار و مددگار حمزہ کا نہین ہی محض تن تنہا ہی گفتگو یاس و ناامیدی کی کر رہا ہی اُسکے دل کو یقین کامل حاصل ہو گیا ہی کہ کل ہمارا ضرور خاتمہ ہو جائیگا تمیز جادو نے کہا کہ درحالیکہ وہ اکیلا ہی اور کوئی یار و مددگار اُسکا نہین تو تم اُسے کیون نہ پکڑ لائے ماران نے جواب دیا کہ اندر بارگاہ کے کوئی ساحر نہین جا سکتا مین نے ہرچند قصد کیا تھا کہ اندر بارگاہ کے جاؤن مگر لوگ گرز آتشین لیے ہوے دوڑے مین نے اُنپر سحر کیا سحر نے کچھ نہ اثر کیا معلوم نہین وہ کون لوگ ہین جنپر سیر اسحر نہ چل سکا تمیز جادو نے کہا وہ وہی لوگ ہین جنکو ہم سمجھے ہوے ہین ماران نے جواب دیا کہ ای تمیز جادو وہ لوگ فقط بارگاہ کے اندر کی نگہبانی کر سکتے ہین حمزہ بارگاہ کے باہر آیا اور ہمنے اُسے گرفتار کر لیا دمامہ جادو نے کہا کہ اگر یہی حال ہی کوئی اندرون بارگاہ سے اُسے گرفتار نہین کر سکتا تو وہ باہر کیون آنے لگا ماران جادو بول اُٹھا کہ جی ہان مین نے یہ بھی سُنا تھا کہ عمرو عیار نے حمزہ سے کہا کہ جب تک آپ کے معین و مددگار نہ آئین آپ بارگاہ سے باہر نہ نکلیے گا اور اگر یہان عمر بھر بیٹھے رہیے گا تو کوئی آپ کا بال نہ بیکا کر سکیگا امیر حمزہ نے جواب دیا کہ ای خواجہ مجھسے یہ کبھی نہ ہو سکیگا کہ مین بارگاہ مین چھپا بیٹھا رہون جب حریف مجھے للکاریگا مین جاکے بے تامل اُس سے سامنا کرونگا کبھی چھپ کے نہ بیٹھونگا لہذا ای ملک آج آپ طبل جنگ بجوائیے صبح کو چلکے اُسے للکاریے جب وہ بارگاہ سے باہر آئے فوراً گرفتار کر لیجیے دمامہ جادو نے جواب دیا کہ ای ماران جادو جتنے ایام نحس و شوم میرے تھے سب بفضل سامری و جمشید منقضی ہوے فقط اب تین روز اور رہ گئے ہین مگر یہ تین دن مجھپر ایسے سخت و صعب ہین کہ اگر مین انہین جانبر ہو گئی تو پھر قیامت تک نہین مرتی اور نہین خدا پرستون کو ٹلہ و دق ہے جکو اپنی جان کا کھٹکا ہی علے الخصوص حمزہ اور عمرو سے مین نہایت ہی خائف و ترسان ہون ماران جادو نے عرض کیا آپ ایسے ایسے خیالات فاسد دل مین نہ لائیے کچھ خوف و خطر نہ فرمائیے صبح کو ان اجل رسیدون کو ہم مارے لیتے ہین آپ طبل جنگ بجوائیے القصہ دمامہ جادو نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی تمام ساحر اپنا اپنا سحر جگانے مین مصروف ہوے لیکن آواز طبل جنگ کی جو گوش حق نیوش سرگروہ خدا پرستان ہادی و رہنماے مسلمانان خسرو گیتی ستان امیر حمزہ صاحبقران مین پہونچی عمرو سے کہا کہ خواجہ دمامہ جادو پر حال ہماری تنہائی و پریشانی اور تہی دستی و بے سر و سامانی کا شاید ظاہر ہو گیا اُسے معلوم ہو گیا کہ ہم بے یار و مددگار ہین کوئی شخص سوا ذات پاک جناب احدیت کے ہمارا ممد و معاون نہین ہی جب تو اُسنے طبل جنگ بجوا دیا ہی ای خواجہ اب ہمین یقین ہوتا ہی کہ رشتہ ہماری حیات مستعار کا قطع ہوا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا یہ کہکے عمرو کو گلے سے لگایا چیخ مار کر روئے اور کہا کہ ای خواجہ مین تمکو جبراً و قہراً چاہ المبا مین لایا تھا مجھے ہرگز یہ نہ معلوم تھا کہ اس مرزبوم شوم پر صاحبقرانی اور میری زندگانی کا خاتمہ ہو جائیگا خیر اب تم یہان سے جاؤ اور خدمت بادشاہ جہانپناہ فلک بارگاہ عالی گہر والا نژاد سعد بن قباد مین میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات کے عرض کرنا کہ اس کمترین نے ہرچند کوشش کی مگر شومی بخت سے کوئی تدبیر نہ چلی شعر چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو + سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے + لہذا اب حضور شہرزاد جد نگار سے

دست بر داشتہ ہو کر ملک سبائل کو تشریف لیجائیں وہان نزول اجلال و ورود اقبال فرمائیں اور ای خواجہ تم بھی اُن
بیدست و پا شکستہ کو کہ میری امید پر زندگانی کرتی ہین فقط میرے سہارے پر جیتی ہین اُنکو قلعہ ذوالامان
سے اپنے ساتھ لیکے مکہ معظمہ کو چلے جانا کہ وہ گوشۂ عزلت اور زاویۂ عفت و عصمت مین اپنا رنڈاپا کاٹ دینگی اور ای
خواجہ سوا تمھارے اور کوئی ایسا نہین ہی جو دستگیری اُن بیچاریون کی کریگا عمرو یہ کلمات یاس وہراس سُنکے بے اختیار
زار زار رونے لگا اور عرض کیا کہ ای شاہ شاہان ای حمزۂ صاحبقران آپ یہ کیا ارشاد فرما رہے ہین خدا نہ کرے
کہ یہ جان نثار ایک لمحہ بھی بعد آپ کے زندہ رہے ای مہر سپہر عزت و وقار مین ایک ذرۂ بیمقدار تھا آپنے اپنے
مہر و کرم سے مجھے فلک ہفتم پر پہونچایا خاک سے پاک کیا جس جگہ حضور کے اشقر دیوزاد کا قدم پڑیگا اُسکے نقش قدم
پر سر عمرو بن امیہ ضمری کا لوٹتا ہوگا پہلے یہ جان نثار قدیم اپنی جان نثار اور سر اپنا حضور کے قدمون پر قربان
کریگا بعد اُسکے آپ کی نوبت آئیگی اسوقت آپ کو اس مقام خوف و خطر مین تنہا چھوڑ کے کبھی نہ جاؤنگا مجکو اپنی
جان عزیز آپ کی جان کے سامنے عزیز نہین ہی مین حضور کے ہمراہ رکاب ہون جب امیر یا توقیر نے دیکھا کہ عمرو نے ہمارا
کہنا نہ مانا کرب غازی کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای قبہ دین ستون اسلام تم نظر کردۂ شاہ ولایت ہو یہان سے
شہریار جہانگیر کو جاؤ بادشاہ اسلام کو قلعہ ذوالامان پر پہنچاؤ اور وہان سے ناموس صاحبقرانی کو ہمراہ لیکے تمام
خانۂ کعبہ کو پہونچاؤ سوا تمھارے کوئی ایسا نہین ہی کہ یہ خدمت اُس سے ادا ہو کرب امیر کے قدمون سے لپٹ گیا
اور عرض کیا کہ ای صاحبقران گیتی ستان آپ اگر ایسا نامرد و بزدل مجکو جانتے تھے تو ناحق اپنے ہمراہ رکاب لاتا تھا
وہین چھوڑ آنا تھا اس غلام سے یہ امید کبھی نہ رکھیے کہ اس بہانے سے چلا جائیگا جہان خدا نخواستہ حضور کا
پسینا گریگا وہان اپنا خون گرائیگا حیف ہی میری اس زندگی پر کہ اپنے آقا کو مبتلاے بلا چھوڑ کے چلا جاؤن اور حیلہ شرعی
کرکے اپنی جان بچاؤن اگر خدا نخواستہ چلا جاؤنگا تو زمانہ مجکو کیا کہیگا بھلا غلام وہ طعن و تشنیع خلائق سُن سکیگا اللہ یہ رسوائی
میری گوارا نہ کیجیے مجکو پھر جانے کی اجازت نہ دیجیے شعر آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + آن منم کاندر میان
خاک خون بینی سرے + بس جب کرب غازی نے جواب صاف دیا امیر کشورگیر نے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم
لعل خفتان خونریز کی طرف خطاب کیا کہ ای نور نظر لخت جگر تم بارہ برس کے بعد قید سے چھوٹے ہو یہان سے جاکے
بادشاہ اسلام کو ہمراہ لیکے قلعہ ذوالامان مین پہونچاؤ اپنی مادر مہربان کو صورت دکھاؤ گیتی افروز کے دل کو شاد کرو
سب کو لیجاکے مکہ معظمہ کو آباد کرو شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم عرض رسا ہوا کہ ای جد بزرگوار کیا مین ہی ایسا
نالائق ہون جو حضور مجھسے یہ ارشاد فرماتے ہین مین تو کب کا مر چکا ہوتا حضور نے رونق افروز ہوکے مجھے زندہ کیا
جان تازہ بخشی اور مین آج اس معرکۂ عظیم مین حضور کو یکہ و تنہا چھوڑ کے چلا جاؤن یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا آپ کے نقش قدم
مین میری تربت بنیگی ہان اگر خدا نے فضل کیا اور حضور فتحیاب ہوے تو انشاء اللہ آپ کے ہمراہ رکاب فیض انتساب
چلکے سب کو دیکھونگا امیر غیور ناچار و مجبور ہوے مقبل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ای وفادار تو ہی جاکر بادشاہ جمجاہ
کو میرا پیغام پہونچا اور میرے ناموس کی حفاظت کے واسطے اُنکے ساتھ جا مقبل نے دست ادب بستہ عرض کیا کہ ای
شہریار فلک اقتدار ایک تو غلام کی ذات یونہین بیوفا مشہور ہی دوسرے اگر آج اس معرکہ مین حضور کو تنہا چھوڑ کے
چلا جاؤنگا تو بالکل بیوفائی ظاہر ہو جائیگی نظم
کریگا خاطر بیر و کبھی نہ راہنما | کسی کو ہوگی نمکخوار سے نہ چشم وفا
نہ لینگے پھول کبھی نام بلبل شیدا | کہینگے سب کہ امید اٹھگئی بھلائی کی
نہ ہوگی شمع کو پروانے کی کبھی پروا | ہٹی میرے مقبل سے بیوفائی کی
ای مالک الرقاب یہ سر حاضر ہی کاٹ ڈالیے مگر بیوفا نہ بنائیے صاحبقران اسکی طرف سے بھی مایوس ہوے ابوالہول دیوانہ

اور یہودا سے زنگی سے سخن تراش ہوے کہ ای ابوالہول اور یہودا تم دونون نومسلم ہو ہمارے ساتھ اپنی اپنی جان شیرین کیون گنواؤ تم اس شب تاریک مین یہان سے چلے جاؤ اور لشکر اسلام مین پہونچکر حال پر ملال ہمارا بادشاہ اسلام سے کہدو کہ حمزہ یون ہاتھ سے دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کے مارا گیا اب جیسا حضور بہتر جانین دہ کرین ابوالہول اور یہودا نے قدمون پر گر کے عرض کیا کہ ای عارج معارج دین اسلام و ای سرگروہ اہل ایمان یہ تازہ غلام بدولت حضور کے حلقۂ اسلام مین آئے آپ کے باعث سے مسلمان ہوے صاحب ایمان ہوے قید کفر و ضلالت سے چھوٹے مشرف باسلام ہوے آپ نے ہمین طریقہ دین اسلام کا تعلیم فرمایا آتش دوزخ سے بچایا آپ ہمارے ہادی و رہنما ہین اب ہم آپ کو چھوڑ کے کہان جائینگے انھین قدمون پر جان اپنی نثار کرینگے حضور ہی کے زیر قدم مرینگے ہمسے یہ امید نہ رکھیے گا کہ ہم آپ کے قدمون کو چھوڑ کے کہین چلے جائینگے ہر وقت اور ہر حال مین آپ کے شریک ہین صاحبقران نے فرمایا ابھی مین تو اسواسطے تم سب سے چلے جانے کو کہتا تھا کہ میرا تو اب خاتمہ ہی تم لوگ کیون میرے ساتھ اپنی جانین مفت گنواؤ یہان سے نکلجاؤ ہر ایک نے التماس کیا کہ ای شہریار گردون وقار ہمارا آپ کے بعد کہین ٹھکانا نہین ہی خدا حضور کو سلامت رکھے اور ان ملعونون پر آپ کو فتحیاب کرے ہم آپ سے پہلے جان دینے کو موجود ہین صاحبقران نے فرمایا خیر یہ شب اخیر ہی نمازین پڑھو دعائین مانگو خدا اپنا فضل کریگا غرض سبھون نے وضو کر کے پہلے نماز مغرب و عشا کی ادا کی بعد اُسکے دو دو رکعت نماز حاجت کی پڑھ کے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا کرنے لگے کہ ای حافظ حقیقی صدقہ اپنے فضل و کرم کا ہمین اس لکاتہ کے شر و فساد سے محفوظ رکھ اور اگر ہماری قضا آئی ہی تو ایسے مقام پر آئے کہ جہان کفن دفن تو نصیب ہو غرض چار پہر رات رکوع و سجود و تشہد و قنوت خضوع و خشوع گریہ و زاری دعا و بیقراری مین بسر کی صبح کی نماز پڑھ کے مسلح و مکمل ہو کے کفن سرون پر باندھے مشت خاک اُٹھا اُٹھا کے گریبانون مین ڈالے کہ ای خاک تو ہماری لحد ہو جیو اور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہو کر میدان مین آ کھڑے ہوے

مسدس

قد وہ کہ جیسے گلشن خوبی قامتی نہال
ابرو ہے حسن خنجر بران کمان ہلال
ہمسر شعاع نیر اعظم سے برچھیان
اُگلے ہوے میانون سے بران سروہیان
کوئی جری ہنسا کسی غازی نے دی صدا
اُسنے دیا جواب کہا آپ نے بجا
منھ دیکھکے کسی کا یہ بولا کوئی سعید
پرخون لباس چاہیے ہی آج روز عید
نور سحر سے گنبد خضرا کا تھا یہ ڈھنگ
گلچین مرگ منتظم بوستان جنگ
اللہ سے دعا تھی یہی ہر جوان کی
صاحبقران پہ سب نے نثار اپنی جان کی

طوبا سہی صنوبر و شمشاد نونہال
پیشانیون پہ نور نزاکت سے چاند بال
ڈھالین ریاض فتح کے پھولون کی ڈالیان
کمرین پے جہاد مسافر کسے ہوے
ہنسنے کا ہی مقام کہ رونے کی ہی یہ جا
صاحبقران پہ صدقے ہون ہم سب نثار
اچھا ہم آج پہلے نہ تم سب سے ہون شہید
تلوارون کے خطوط سے ہو زینت لباس مین
کافور جیسے صبح سے ملے کوئی سبزہ رنگ
بیٹھا غبار اُڑ کے جو ہر جا زمین کا
ای ذوالجلال ہی یہ سحر امتحان کی
ہی دامن امیر رفیقون کے ہاتھ مین

ابر دہو غازیون کے دلیرون کی ہمت کا
سورج چراغ آئینے قران کھول چاند
تیغے نئے ہوے خوشرنگ ہر کمان
کپڑے سجدون کے مقر و فا مین بسے ہوے
دیکھو تو کس بلا مین ہین آقا و مقتدا
ہنسنے کا دن بھی اسکے سوا کوئی اور ہی
بولا سیٹ کے ایک سے یہ دوسرا وحید
ہون نقش جامہ مین شہادت لباس مین
کیسا اُداس پیر فلک زندگی سے تنگ
غل تھا دھڑک رہا ہی کلیجا زمین کا
تا حشر گفتگو ہو یہ سارے جہان کی
ہم آج تیرے عاشق صادق ساتھ ہین

دہنی طرف صاحبقران دوران کے لندہور شاہ روان شیر یزدان شہنشاہ حجازی کرب غازی بائین طرف

شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز نادری مستعد جنگ قبضون پر ہاتھ پڑے ہوئے مقبل وفادار
قریب امیر حمزۂ صاحبقران نامدار اور داہن گردانے آستینین چڑھائے زین پوش بکوے ہوے ہمراہ اور عمرو بن
امیہ ضمری چست و چالاک بنا ہوا اشقر دیوزاد کے برابر ابوالہول دیوانہ اور ہیو دائے زنگی چوب دستی کاندھے پر
رکھے ہوئے پشت پر سات آدمیون کا بار اس طور سے بندھا ہوا تھا امیر حمزۂ صاحبقران ہر ایک کا منھ نگاہ حسرت و
یاس سے دیکھ رہے ہین اور رو رہے ہین کہ اس اثنا مین سواری ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کی نمایان ہوئی کہ آگے
آگے سات سو اژدرہائے آتش فشان کہ اُنکی پشتون پر علم گڑے ہوے جن پر اُنکے تعریف و توصیف سامری و جمشید
دز رہ دہشت کی بخط جلی لکھی ہوئی عقب مین اُنکے سات لاکھ ساحر کوئی ہنس پر سوار کوئی قرقرے پر کوئی سارس پر کوئی
مرغابی پر کوئی طاؤس پر کوئی قاز پر اور کوئی چیتے پر کوئی ریچھ پر کوئی نیلگاؤ پر کوئی گینڈے پر کوئی گرگدن پر سوار چلے آتے ہین
کسی کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین کسی کی آنکھون سے چنگاریان نکلتی ہین کسی کے کانون سے دھوان نکل رہا ہے
کسی کی ناک سے بخار نکلتا ہے ہاتھون مین رنگ رنگ کے سانپ بجائے تازیانون کے لیے ہوے قشقی ماتھون پر چندن اور
رسکپور کے نشان بازوون پر گلون مین مردون کی ہڈیون کے مالے پہنے ہوے گلون مین ایک ایک تصویر سامری و جمشید
دز رہ دہشت کی پڑی ہوئی بیچ مین تخت شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کا چار فیل آتشین پر کسا ہوا چتر آتشین سر پر
لگا ہوا چنور آتشین ہوتا ہوا لباس نہایت پُر تکلف مکلل بزر مغرق بجواہر پہنے ہوے زرد قشقہ ماتھے پر کھنچا ہوا ٹیکا چندن
کا دیا ہوا تاج سترہ کنگرون کا سر پر رکھے ہوے کہ اُسکے ہر کنگرے سے ایک آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور بشکل لبشکل انسانی
ہو کے آواز یا خداوند سامری و یا خداوند جمشید کی دیتا ہے بعد اسکے خود ہی غائب ہو جاتا ہے ڈھرو بجتے ہوے
ناقوس پھنکتے ہوے ترہیان اور جھانجھ بجتے ہوے آگے اُس لکاتہ کے تخت پر اسباب سحر رکھا ہوا چارون طرف یا سامری
و یا جمشید کا غل ہوتا ہوا غرض بکمال ہیبت سے سواری ملکہ دمامہ جادو کی میدان مین آئی میمنہ و میسرہ قلب و جناح
ساعقہ و کمینگاہ آراستہ و پیراستہ ہوا چارون طرف صف بندی ہو گئی دیکھا کہ سامنے سرگروہ خدا پرستان افسر
اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان چھ آدمیون سے پا باندھے ہوے کھڑے ہین ماران فیل گوش نے دست بستہ
ملکہ دمامہ جادو سے عرض کیا کہ ای ملکہ شہنشاہ ساحران آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حمزہ اب تک تن تنہا کھڑا ہے نہ کوئی یار
ہے نہ مددگار ہے تمیز جادو نے ناحق کا وہم دلایا تھا عبث عبث ڈرایا تھا نہین تو کل یہ بسہولت و آسانی گرفتار ہو جاتا
تمیز جادو نے جواب دیا کہ ای ماران جادو اگر کل حمزہ میرے کہنے سننے کے باعث سے بچگیا تو آج کیا ہے اب جا کے گرفتار کرلو دمامہ جادو
نے بھی کہا کہ اچھا بہتر ہے دو چار آدمیون کے واسطے لشکر کشی کرنا کیا ضرور ای ماران جادو تو جلد جا کے انھین گرفتار کرلا
بہت خوب کہکے سلام کیا اور اپنے اژدر آتش فشان کو آگے بڑھایا اور اسم سحر کا پڑھ کے کچھ بال اپنے توڑنے اور اُنکی رسی
بٹ کے سیندور اسپر ملکے چاہتا تھا کہ صاحبقران کی طرف پھینکے امیر ابو قیر اُسوقت تہ دل سے دعا مانگ رہے تھے کہ ای پروردگار
سوا تیرے کوئی حامی و مددگار میرا نہین ہے تو ہی اس بندہ گناہگار کو اس لکاتہ کے شر سے بچائیگا ہنوز دعا امیر صاحبقران کی
تمام نہ ہوئی تھی کہ قدرت قادر برحق اور ایزد مطلق سے آسمان پر ایک ٹکڑہ ابر سفید رنگ کا ایک طرف سے نمایان ہوا وہ ٹکڑہ ابر
بڑھتے بڑھتے وہان آ کے محیط ہو گیا بجلی چمکنے لگی اور اُس ابر سے گوہر آبدار برسنے لگے دمامہ جادو نے کہا ای ماران جادو یہ کیسی
جادوگری کی آمد معلوم ہوتی ہے دیکھو تو کون ساحر جادوگر ہے ماران جادو حیران و پریشان ہو کے دیکھنے لگا تمیز جادو نے کہا ای
ماران جادو ہم نہ کہتے تھے کہ حمزہ اکیلا نہین ہے ضرور اسکے مددگار کہین پوشیدہ ہین دیکھو ہمارا کہنا سچ ہوا یا نہین دیکھو وہ
مددگار حمزہ کے آگئے ابھی یہان یہ باتین ہوتی تھین کہ یکایک وہ ابر پھٹ گیا اور اُسمین سے چالیس ہزار اژدرہائے آتش فشان دکھائی دیے

کہ قلاب آتشین اُنکے مُنھ سے نکل رہے تھے اور ہر اژدر پر ایک ایک ساحر سوار تھا اور بیچ مین اُنکے چار اژدھون پر ایک
تخت کسا ہوا اُسپر ایک شخص پیر بیٹھا ہوا تاج سر پر پہنے ہوئے چتر بادشاہی فرق پر پھرتا ہوا گرد اُسکے گوہر آبدار برستے
ہوئے دکھائی دیا امیر کشورگیر نے اُس مرد پیر کو دیکھکے پہچانا کہ یہ مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر بار باپ
اولوس حبشی کا ہے اُسطرف مکلل خان نے جو صاحبقران عالیشان کو دیکھا کہ با حال پریشان کھڑے ہوئے ہین
تخت سے اُترکر دوڑ کے صاحبقران کے قدمون سے لپٹگیا اور عرض کرنے لگا کہ قبلۂ عالم حضور نے یہ کیا غضب کیا
کہ تن تنہا ایسی علامۂ روزگار آفت زمانہ کے مقابلے کو تشریف لائے دمامہ جادو بلاے عظیم ہے اور اگر اس سے
مقابلے کا ارادہ تھا تو پہلے غلام کو یاد کر لیا ہوتا بعد تشریف لائے ہوتے مگر خیر شکر ہے خدا کا کہ اُسنے ہمکو وقت پر پہونچا دیا
اور اولوس نے دست بستہ ہو کے عرض کیا کہ غلام حضور کو ڈھونڈھ گیا تھا اور عرض کر گیا تھا کہ جب تک غلام نہ حاضر ہووے آپ
ہرگز ہرگز دمامہ جادو کے مقابلے کو نہ جائیے گا مگر حضور نے جلدی کو کام فرمایا اور عرض کیا کہ اب حضور خاطر جمع رکھین کچھ
تردد نہ فرمائین اور جادوگر بھی حاضر ہوا چاہتے ہین اُسطرف دمامہ جادو سے ماران جادو نے عرض کیا کہ مکلل خان
جادو آکے حمزہ کا شریک ہوا ہے دمامہ جادو نے ہنس کے جواب دیا کہ اسکا حال تو مین پہلے ہی سُن چکی تھی اسی کے بیٹے
اولوس حبشی نے تو میری بہن بوتیبال جادو کو مارا ہے خوب ہوا یہ آگیا مین تو اسکی تلاش مین تھی ابھی یہی باتین تھین کہ
پھر ایک اور ابر آسمان پر چھایا اور اسی طرح اُسمین سے ارزوق بن مرزوق جادو بادشاہ کشمیر کاشغر کا مع
چالیس ہزار ساحران غدار کے نمودار ہوا صاحبقران زمان کی ملازمت حاصل کی پھر ابر اُٹھا اور اُسمین سے چالیس ہزار
سفید مرغابیان نمایان ہوئین کہ ہر مرغابی پر ایک ایک ساحر سوار آگے اُنکے ایک عورت حسینہ وجمیلہ کوئی بیس پچیس برس کا
سن وسال لباس سفید پہنے ہوے دوپٹہ کی گاتی بندھی ہوئی ہنس پر سوار دکھائی دی صاحبقران والاشان کی
خدمت مین حاضر ہو کے تسلیم بجا لائی امیر کشورگیر نے پہچانا کہ یہ محروق جادو بیٹی ہے مرزبان جادو کی اور معشوقہ
ہے شیرویہ کی بس اُسکو دیکھتے ہی صاحبقران رونے لگے تصویر شیرویہ کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی فرمایا کہ جب
مین محروق جادو کو دیکھتا ہون بیساختہ شیرویہ یاد آجاتا ہے محروق نے ہاتھ باندھکر التماس کیا کہ یا صاحبقران
گیتی ستان قسم ہے مجھے اُس جنت آرامگاہ روح کی کہ جس روز سے میرے سر کا تاج کھویا گیا یعنی وہ فردوس منزل اس دار فانی
سے راہی عالم جاودانی ہوا ہے یہ کنیز بے تمیز سوا حضور کے سایۂ عاطفت کے اور کوئی وسیلہ نہین رکھتی ہے خداوند کریم
حضور فیض گنجور کو تا صد وسی سال باجاہ واقبال سلامت رکھے حضور نے ایسے وقت مین بھی کنیز کو یاد نہ فرمایا امیر نے
اُسے گلے سے لگایا اور بصد شفقت والطاف فرمایا کہ سوا عمرو بن امیہ کے اور کون یہان تھا جو جاتا اور تمھین
بلاتا یہ خود میرے ساتھ تھا اس اثنا مین ساحران کوہ اور مار وچاہ کے میمونہ جادو وغیرہ تیس ہزار جادوگرون
کی جمعیت سے آئے ابھی امیر با توقیر کو مجرا کئے کھڑی ہوئی تھی کہ اور ایک ابر طاؤسی رنگ کا اُٹھا اور توسن جادو اور
جاؤس جادو بادشاہ شہر ام الجبال کے لاکھ جادوگرون سے خدمت فیضدرجت صاحبقران دوران مین
حاضر ہوے بعد اُسکے بادشاہ بنگالہ زعفران جادو چالیس ہزار ساحران تجربہ کار سے حاضر خدمت امیر ہوا
بعد اُسکے مقبل جادو بر اور ملکہ جادو بادشاہ شہر عنظلی آباد لاکھ جادوگرون کو اپنے ہمراہ لیے حاضر ہوا
پھر سب ساحر طلسم جمشید اور طلسم افراسیاب اور طلسم دقیانوس اور طلسم طہمورث دیوبند اور طلسم ہیبات
اور طلسم ہزار اسپ اور طلسم جان بن جان یعنی طلسم ختقری اور طلسم دوازدہ بروج ہفت کوکب
اور طلسم انارستان اور طلسم بالاشان سلیمانی کے متصل ایکے بعد دیگرے آ آکے خدمت صاحبقران عالیشان

حاضر ہوے قدمبوسی حاصل کی چار گھڑی دن رہے تک ساحرون کی آمد لگی رہی دمامہ جادو ان سب کو دیکھ
دیکھ کے حیران ہوتی تھی اور اپنے دل مین کہتی تھی کہ مین تو حمزہ کو تنہا سمجھی ہوئی تھی مجھے کبھی یہ گمان بھی نہ تھا کہ
لاکھون جادوگر اسکی مدد کو آجائینگے کبھی تمیز جادو کی طرف مخاطب ہو کے کہتی تھی کہ ای تمیز جادو توہی نے سچ کہا تھا
کہ حمزہ کے مددگار پوشیدہ ہین پوشیدہ ہونا کیسا آج تو دل کے دل جوق کے جوق گروہ کے گروہ حمزہ کے مدد کو
آرہے ہین یہ بڑا زبردست بادشاہ ہی کہ اتنے ساحر اسکے مطیع و فرمانبردار ہین مین نے تو اسکا اسم اعظم اسی
خیال سے بند کر دیا تھا کہ یہ محض بیدست و پا ہو جائیگا مجھسے لڑ نہ سکیگا میری اطاعت و فرمانبرداری کرلیگا یہ تو کبھی
جانتی تھی کہ اتنے مددگار اسکے آجائینگے اگر مین یہ جانتی تو جیسے مین نے گرفتار کیا تھا جزیرۂ حیرت مین قید نہ کرتی
فوراً قتل کر ڈالتی تو آج کاہے کو یہ دن اسے نصیب ہوتا پھر کبھی اپنے دل مین پیچ و تاب کھا کے آزردہ ہو کے کہتی تھی کہ
ای تمیز جادو یہ سب تیرے باعث سے ہوا تو نے مانع ہو کے حمزہ کو قوت دلوائی پہلے حمزہ تنہا تھا اسکو مار ان جادو
طرفۃ العین مین گرفتار کر لیتا اور اب تک مار بھی ڈالتا نام و نشان بھی کہین اسکا باقی نہ رہا ہوتا اور بھلا اب کیا کیسے
کوئی اُسے کیونکر گرفتار کر سکتا ہی اب تو اُسکے پاس میرے لشکر سے بھی دو گنا چو گنا لشکر جمع ہو چکا ہی ای تمیز جادو
تیری صلاح پر جو چلے وہ خراب ہوا اگر تو میرا قدیم ملازم نہ ہوتا تو اسوقت بہت بُری طرح مین تجھسے پیش آتی
تمیز جادو نے عرض کیا کہ ای ملکہ فرمانا آپ کا بجا ہی زمانے کا یہی دستور و قاعدہ ہی کہ اگر تدبیر بن پڑی تو واہ
واہ واہ ہو گئی اور اگر کام بگڑ گیا بس اُسکے گلے مین طوق لعنت کا پڑ گیا حمزہ کی زندگی تھی اور میری قسمت مین
بیر و سیاہی بدی تھی اس سبب سے یہ بات میرے منھ سے نکلی دمامہ جادو یہ سُنکے چپ ہو رہی اور کہا کہ خیر اگر یہ جادو
آئے ہین تو میرا کیا کرینگے جس طرح پروانون کا ہجوم شمع انجمن کا کیا کر سکتا ہی آخر خود ہی سب جل جلکے ہلاک ہوتے ہین
اسی طرح یہ سب علف شمشیر آبدار ہین ایک سحر مین ان سب کو غارت کر دونگی اور خوب ہوا کہ آج یہ سب کے سب
حمزہ کی مدد کو آگئے اس سے دوست و دشمن کا حال معلوم ہو گیا یہ سب شادی و غمی مین برابر شریک ہوتے
رہتے تھے ہم جانتے تھے یہ ہمارے ہم مذہب و ہم مشرب ہین سب ہمارے دوست ہین آج مفصل معلوم ہوا
کہ یہ سب خدا پرست ہین حمزہ کے طرفدار ہین مین ان سب کو مارونگی ایک کا بھی نام و نشان باقی نہ رکھونگی کیا
یہ لوگ مجکو مانند ساحران ام الجبال اور عظلی آباد کے سمجھے ہین دیکھو تو مین بھی کیسا انہین تباہ و برباد کرتی ہون
کہ کوئی انکا نام بھی نہ جانیگا غرض یہ باتین کرکے کمال رنجیدہ خاطر کبیدہ میدان سے پھر کے اپنے خیمے مین گئی اُدھر جمیع
تمام ساحران مطیع اسلام کے استادہ ہوے صاحبقران عالیشان آکر بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا
و علیہ السلام مین داخل ہوے دنگل پر بیٹھے جادوگر گرد و اطراف مین دورہ باندھ کے جمع ہوے اولوس جنی نے ہاتھ
باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار غلام جسوقت سے حضور سے رخصت ہو کے گیا چار طرف جا جا کے سب کو حضور کے
حال سے آگاہ کیا سب موجود ہین پوچھ لیجیے ہر ایک نے گواہی دی کہ جی ہان حضور یہ بجا کہتے ہین انھون نے اس معرکۂ
عظیم کے حال سے مطلع کیا ورنہ ہمین تو معلوم بھی نہین تھا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای اولوس جنی تم
ایسا یار وفادار سرفروش حق نیوش جانباز دوست دمساز کہان پیدا ہوتا ہی تمنے وہ کار نمایان کیا کہ کسی سے ایسا
نہ ہوگا ای اولوس جب ہمکو فرامرز قارن عدنی نے عقابین پر چڑھایا ہی تو عمرو بھی ہر روز دن بھر دوڑتا تھا ملک دو
لرکے سردارون کو جا جا کر خبر کرتا تھا اور جب شام ہوتی تھی تو ہمین آکے کھانا کھلاتا تھا یہانتک کہ دوڑتے دوڑتے
اسکے پاؤن بیکار و ناقص ہو گئے تھے مگر وہ کام عمرو ہی کا تھا اور تمنے بھی بڑا کام کیا کہ دو ہی چار روز کے عرصہ مین تمام عالم

ساحرون کو جمع کرکے یے آئے یہی باتین ہتین کہ **نظم**

تلوارین اور سپر کے گرز گران بلند | اُڑتے ہوے سیاہ پھریرے نشان بلند
آواز کوس حرب ہوئی تا گمان بلند | دیکھا جو دور سے تو مسافر یہ کہ گئے
گویا ہوئی سپاہ عدو سے فغان بلند | ٹکڑے یہ اندھیری رات کے جنگل مین رہ گئے

جو نہین آواز طبل جنگ کی سمع اقدس صاحبقران ذیشان مین پہونچی فرمایا خبر تو لو یہ کیسا نقارہ بجا جاسوس خبر کے
واسطے گئے بعد تھوڑی دیر کے پھر آکے عرض پرداز ہوے کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے لشکر مین طبل جنگ
بجا ہی صاحبقران ذیشان نے بھی حکم دیا کہ بفضل ایزدی و تائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اُسطرف
دمامہ جادو نے اپنے ساحرون سے خطاب کیا کہ تم سبھون نے دیکھا حمزہ کی طرف تمام عالم کے ساحر جمع ہین لشکر
بیشمار آیا ہی کہو تمنے کیا تدبیر ٹھہرائی ہی سب نے عرض کیا کہ ای ملکہ شہنشاہ ساحران ہم آپ کے سامنے کیا تدبیر کرینگے
ہمارا کیا مقدور ہی جو آپ کے آگے نام سحر کا لین اور کچھ تدبیر اُسکی کرسکین جو کچھ تدبیر حضور نے ٹھہرائی ہوگی وہی بہتر اور
انسب ہی دمامہ جادو نے جواب دیا کہ مین نے جو کچھ تجویز کیا ہی وہ کیا ہی تم اپنا حال کہو کہ کیا کروگے سب یکزبان
ہوکے جواب دیا کہ ہم سب غلام جانبازی اور سرفروشی کے لیے موجود ہین دمامہ ہنسی اور دیکھکر کہا کہ مین غافل
نہین تھی مین نے مدت سے اسکی تدبیر کر رکھی ہی مجکو علم نجوم سے یہ وقت اور یہ امر شدنی معلوم تھا اور دیکھو وہ
تدبیر یہ ہی اور یہ کہکے اپنا جوڑا کھولکے ایک ڈبا نکالا اُسکو کھولا اُسمین سے ایک بچہ میمون باہر آیا اور اُچک کے
سر پر دمامہ جادو کے جا بیٹھا گویا اس لکاتہ ساحرہ کے سر کا تاج بنا آنکھین اُسکی یاقوت سرخ کی معلوم ہوتی تھین
اور گردن مین اُسکی ایک کارچوبی پٹہ مرصع کار پڑا ہوا تھا اُسمین سونے کی زنجیر بندھی ہوئی وہ بچہ میمون کبھی اُچک کے
سر پر جاتا تھا اور اُسکے سر کا تاج بنتا تھا کبھی شانے پر آکے اُسکے اعمال بد کا فرشتہ ہوتا تھا کبھی اُسکی گود مین آکے
اُسکا سرو سینہ ہوتا تھا بس اُس بچہ میمون پر جسکی نگاہ پڑی وہ مُنھ کے بھل گرا اور بیہوش ہوگیا تمام ساحر دمامہ کی طرف کے
بیہوش ہوگئے پھر دمامہ جادو نے اسم سحر کا پڑھکے اُنپر دم کیا وہ سب ہوش مین آگئے اور بچہ میمون کو ڈبے مین بندکر
کے جوڑے مین رکھ لیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ زمانہ سابق مین خداوند سامری نے ایسا ہی ایک بچہ میمون
تیار کیا تھا یا اب مین نے بنایا ہی کسی ساحر کا یہ مقدور نہین ہی کہ اس سحر کو رد کرسکے کیا منھ کسی کا کہ جو
اُسکے سامنے ٹھہر بھی سکے اور یہ آخری حربہ مین نے رکھا ہی کہ کوئی اسکی تاب نہ لاسکیگا اسکے رد کرنے اور جواب
دینے کا بھلا کیا ذکر ہی اور صاحبقران سے مجھے کچھ اندیشہ نہین ہی وہ کیا چیز ہی کہ میرے سحر کے مقابل مین
ٹھہر سکے بلکہ یہ جتنے ساحر مدد کو اسکی آگئے ہوے ہین یہ سب بیکار ہین ہان ایک مکلل خان جادو کہ وہ
ساحر دیرینہ ہی مگر بفضل خداوند سامری و تائید جمشیدی اُسے بھی دیکھ لونگی تم سب مقابلہ کرو جب تک
کچھ نہ ہوسکیگا اور تمھارے سرون سے یہ لوگ بچ جاوینگے تو ایک طرفۃ العین مین مین سب کا کام تمام کردونگی
القصہ تمام رات دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا کیا دونون طرف کے ساحر اپنا اپنا سحر جگانے مین مصروف رہے ہر جگہ
ہر ایک نے بچہ خوک کو جھٹکا کرکے اُسکے خون کا چھڑکا دیا تھا ہر طرف گوگل جل رہا تھا ہرجون کی دھانس آرہی تھی آگ لگ
رہے تھے دھوان اُٹھ رہا تھا شعلہ ہاے آتش بلند تھے تلٹی پر بڑے بڑے چراغ جل رہے تھے تا کہ صبح ہوگئی صبح کو شاہ شاہان
سلطان السلاطین امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان اسباب صاحبقرانی بدن پر آراستہ کرکے اشقر دیوزاد پر سوار ہوے
شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور نظر کردہ شاہ ولایت شہنشاہ حجازی کرب غازی اور
مقبل وفادار اور ابوالہول دیوانہ اور بہوداے زنگی دونون اپنے ہاتھون مین چوبے ستی لیے ہوے ساتھ ساتھ
عمرو بن امیہ ضمری دامن گردانے ہوے آستینین کہنیون تک چڑھائے ہوے اسباب عیاری تمام جسم پر لگا ہوا چست و چالاک

بنا ہوا آگے آگے عرصہ کارزار مین آکر کھڑے ہوے اُدھر محروق جادو اور طاؤس جادو دہنے بائین اُس سپہر اقتدار کے
استادہ مکلل خان جادو تخت مرصع پر سوار ایک طرف باقی جملہ ساحر اپنے اپنے پرے باندھے ہوے صف بہ صف
کھڑے ہوے کہ اتنے مین سواری شہنشاہ جادوگران بلکہ دمامہ جادو کی بھی نمایان ہوئی سات سو اژدہاے آتش فشان
پر سات سو علمدار سوار علم اژدہون کی پشت مین گڑے ہوے پھریرے علمون کے آتشین اُنہین سے پرکالے آتش کے
نکلتے ہوے ساحر اُنکے پیچھے ناریل اُچھالتے ہوے کھیلتے ہوے چلے آتے ہین آگے آگے سب ساحرون کے تخت طلا دمامہ
جادو کا چار فیل آتشین پر کسا ہوا ہودج آتشین مین دمامہ بیٹھی ہوئی پچپن ارج کا قد دیولی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے چہرہ
کا رنگ مانند اُلٹے توے کے سیاہ لہنگا گھاردے کا پہنے ہوے ساری سالو کی اُوڑھے ہوے قشقہ ملتھے پر کھنچا ہوا ٹیکا
بڑا سا سیندور کا پیشانی پر دیا ہوا بالون کی لٹین چھوٹی ہوئین زمین تک لٹکتی ہوئین ہر بن مو سے آگ کے شعلے
نکلتے ہوے معلوم ہوتا تھا کہ اس بلا کے سر مین تمام کالے سانپ لپٹے ہوے من اُگل رہے ہین اور گرد و اطراف مین
ساحران غدار مانند ماران فیل گوش سحر صولت ابرعنبر جادو اور معنبر جادو وغیرہ کے چلے آتے ہین ہر ایک
اژدر آتش فشان پر سوار قشقے ماتھون پر کھینچے ہوے میدان رزم مین آکے قائم ہوئے پرکالہاے آتش سر بآسمان کشیدہ دھوان
گنبد گردون مین پیچیدہ صداے نالہاے رزمی سے گوش گردون تک کر نقارون کی صدا سے زمین متزلزل و متحرک
بس دمامہ جادو کا وہان پہونچنا تھا اور لشکر اسلام کی طرف بغیظ و غضب دیکھنا تھا کہ بمجرد دیکھنے کے جہان لشکر اسلام
کھڑا تھا وہان کی زمین شق ہوگئی اور مرکب زمین مین سمانے لگے جب امیر حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ لشکر دیو
بھی زمین مین دھنسا جاتا ہی محروق جادو اور طاؤس جادو سے خطاب کیا کہ ای محروق جادو اور ای طاؤس جادو
یہ کیا آفت ہی کہ ابھی لڑائی نہین شروع ہوئی اور زمین مین زلزلہ پہلے ہی سے آگیا اُنھون نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ
ای شہریار یہ شہنشاہ ساحران ہی اپنی ہیبت ابھی سے دکھاتی ہی مگر حضور خاطر جمع رکھین کنیزین ابھی اسکا تدارک
کرتی ہین یہ کہکر محروق جادو دہنی طرف اور طاؤس جادو بائین طرف گئی کہ جھولی سے ناریل نکالکے کچھ اسم اُنپر دم کرکے
زمین پر اس زور سے مارے کہ تحت الثری تک پہونچے اور دو میل طلائے دہنی اور بائین جانب لشکر اسلام کے قائم
ہوگئے وہ زلزلہ موقوف ہوگیا زمین کا دھسنا جاتا رہا دمامہ جادو نے دیکھا کہ زلزلہ لشکر اسلام کی زمین کا موقوف ہوگیا
ماران فیل گوش سے پوچھا ای ماران جادو دیکھنا یہ کسنے میرے سحر کو رد کیا ماران جادو نے عرض کیا کہ محروق جادو اور
طاؤس جادو نے ہنسکے کہا کہ یہ قدرت خداوند سامری و جمشید کی ہی کہ کل کی چھوکریان جنکے مُنہ سے ابھی تک دودھ
کی بو نہین گئی اور جو فن سحر کو مطلق نہین جانتین وہ ہمارے سحر کو رد کرین لو قدرت خداوند سامری و جمشید کی دیکھو انکی
بھی یہ مجال ہوئی خیر کیا مضائقہ ہی کچھ اندیشہ نہین ہین تو ایک لمحہ بھر مین ان سب کو خاک سیاہ کردونگی مگر مجکو رحم آتا ہی
کہ یہ سب بندگان خداوند سامری و جمشید مین کیا انہین مٹاؤن یہ کہکے اپنے ہاتھی کو صف سے آگے بڑھایا اور پکار کے کہا
کہ ای ساحران غدار ای مددگاران حمزہ معلوم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ سے اپنی شامت لائے ہو تم سبکو لازم ہی کہ حمزہ کا ساتھ
چھوڑو اور یہان آکے میری قدمبوسی کرو اگر اپنی جانین بچانا چاہو نہین تو تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سب کو خاک سیاہ
کردونگی مجکو رحم آتا ہی کہ تم میرے بھائی برادر ہو ہم قوم ہو دیکھو میرا کہنا مانو کمبختی اپنی نہ بلاؤ مجکو مثل ساحران ام الجبال اور
عنطلی آباد کے نہ سمجھو یہان مکلل خان جادو سب سے آگے بڑھا ہوا اپنے تخت پر سوار تھا اُس سے دمامہ جادو نے
خطاب کیا کہ ای مکلل خان جادو تو تو ہمیشہ ہمارے یہان شادی و غمی مین شریک رہتا تھا اب تیرا حال کھلا کہ تو
خدا پرستون کا شریک ہی اور مجکو بالکل بھول گیا میرے رعب و خوف کو دل سے بُھلا دیا کیا تو نہین جانتا تمام زمانے کے

ساحر اور سارے دنیا کے جادوگر میرے تابع حکم اور فرمانبردار ہین کیا تو نہین جانتا کہ کوئی مجھسے مقابلہ نہین کر سکتا اور
مین تم سب کے اسواسطے سمجھاتی ہون کہ خلق مجکو بدنام نہ کرے کہ دمامہ جادو نے کسی پر رحم نہ کھایا سارے عالم کے
ساحرون کا استیصال کر دیا اور خود میرا دل بھی نہین چاہتا ہی کہ تم سب میرے ہاتھ سے تباہ و برباد ہو ایک طرفۃ العین مین
مین تم سب کا استیصال کرونگی یہ سنتے مکلل خان جادو نے جواب دیا کہ او نکاتہ کیا بکتی ہی نشہ کبر و خودی مین بیہوش ہوگئے
کیا جھک مار رہی ہی ہم سب مطیع و منقاد سکندر صولت سلیمان شوکت سرگروہ خداپرستان افسر اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران
کے ہین ایک مدت مدید اور عرصہ بعید منقضی ہوتا ہی کہ اس شہریار فلک اقتدار نے قعر کفر و ضلالت سے نکالکے ہمکو سرچشمہ
ہدایت پر پہونچایا عوض مین نار جہنم کے گلزار نعیم مین ہمارا گھر بنایا آج ہم سب اسکے ساتھ اپنی جانین دینگے اور اپنے مالک
غفور الرحیم سے اسکے صلے مین جنت لینگے اور یہ غرور جو تجھے ہی خدا نے چاہا تو تیرے سامنے آجائیگا کسواسطے کہ حقتعالے کو
کسی کا غرور پسند نہین شعر مرا در ارسد کبر یا دمنی ✚ کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی ✚ اور آج تک تکبر کسی کو نہین پھلا جسنے
تکبر و غرور ذرا بھی کیا فورًا اُسکا بدلہ اُسکو ملا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد ✚ بزندان لعنت گرفتار کرد ✚ ای دمامہ جادو یہ
دنیا چند روزہ ہی یہان جاہ و حشم ظاہر ہی کچھ اعتبار نہین کسی کو ایک حالت اور ایک طرح پر ہمیشہ قرار نہین جو آج آیا
کل روانہ ہی دنرات یہان کا یہی کارخانہ ہی پھر اس دوروزہ زندگی پر اتنا کبر و غرور عقل سے دور ہی عقلمندون اور

انجام بینون کے نزدیک کبر و نخوت خلاف دستور ہی نظم

شایان فقط اُسی کو کمال و جلال ہی | حقا کہ اُسکی ذات عدیم المثال ہی | بکتا ہون مین عبث ہی جسے یہ خیال ہی | ہی دوسرا بھی ایک جو صاحب کمال ہی
اچھا کوئی جو اپنے کو سمجھے تو کیا حصول | اچھا ہی بس وہی جسے فرمائے وہ قبول | انسان اپنی اصل کو پہچانتا رہے | ہون ایک مشت خاک یہی جانتا رہے
جسپر ہوا اُسکی مہر وہی لاجواب ہی | کیا جانے کون ذرہ ہی کون آفتاب ہی | دنیا کا مال جاہ ہی سب ہیچ اور فضول | کانٹا ہی بیشتر یا خلق گو اُسکے آگے پھول

اور ای دمامہ جادو ہم بھی کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتے ہین

ہمسے بھی جو کچھ ہو سکیگا قصور و کوتاہی نہ کرینگے اگر ہم سبھون کی تقدیر ہی برگشتہ ہی اور اختتام امیر حمزہ کی صاحبقرانی کا
اسی چاہ الماس مین مقدر ہوا ہی تو خیر رضینا بالقضا اور جو اقبال امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کا یاور ہی اور
اختر طالع منور ہی تو شہر عظلی آباد کی طرح اسکو برباد کرینگے اور تجکو مارینگے بس یہ کلمات سخت اور گفتگوے درشت جو
دمامہ جادو نے سُنی تو نہایت غضبناک ہو کے پکاری او اجل رسیدہ مکلل خان جادو تو اپنے دل مین شاید یہ سمجھا ہی
کہ مین کسی سے دبکر یہ باتین کرتی تھی مین تو تم لوگون کو اسوجہ سے سمجھاتی تھی کہ آج تک ہمارے تمھارے کوئی دنیا مین جھگڑا
بکھیڑا نہین ہوا ہی تم ہماری شادی و غمی کے شریک ہو ہم تمھاری شادی و غمی کے شریک ہین ہمیشہ ہم تم ہم نوالہ و ہم پیالہ رہے
کبھی کوئی بات ایسی نہین ہوئی جس سے تمھین ہمسے ملال پہونچا ہو یا ہمین تمسے رنج حاصل ہوا ہو آج جو تم سب ایک شخص غیر کے
لیے جسکی کچھ ہستی نہین یلغار کر کے آئے ہو اپنے دل مین کیا سمجھے ہو حمزہ ایسے ہزارون آدمی اگر چاہ الماس مین آئینگے تو سو
قتل ہونے اور مارے جانے کے کیا بنا ئینگے اور مین تو اسے پہلے ہی قتل کر چکی تھی لیکن اسکی اتنی دن کی زندگی تھی اسی
سبب سے چھوٹ گیا اور بھلا اب یہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتا ہی دیکھو تو اپنے کیے کی کیسی سزا پاتا ہی مجھے تو یہ خیال ہی کہ گیہون
کے ساتھ گھن نہ پسے یہ قتل ہو تو تم سب کی تو جان بچ جائے مگر اب تم نہین مانتے ہو خیر تمھین اختیار ہی جہان تک سمجھانے کا حق تھا مین
تمکو سمجھا چکی اب میرا کوئی قصور نہین مین مجبور ہون اور مین تو مدت سے تمھاری تدبیر کر چکی ہون یہ کہکے جوڑے سے وہی
بچہ میمون نکالا اور زنجیر پکڑ کے جو اُسے کھینچا تو اُسنے ایک چیخ ماری کہ صدا سے اُسکی تمام ساحر لشکر اسلام کے اور جملہ جادوگر
فوج دمامہ کے مُنہ کے بل بیہوش ہو ہو کے گر پڑے بعد ساعت بھر کے جو ہوش مین آئے دمامہ جادو پکاری کہ ای مکلل خان جادو
دیکھا تو نے اور وہ کل کی چھوکریا جنکے مُنہ سے ابھی دودھ کی بو تک نہین گئی جنھون نے فقط نام سحر کا سُن لیا ہی کچھ نہین جانتین

اور میرا سحر رد کرنے کو موجود ہین اُنھون نے اسکا رد سحر کچھ نہ کیا اسکا رد سحر کرتین تو ہم بھی جانتے کہ ہان وہ بھی کچھ سحر کرنا جانتی ہین
ابھی تو تم سب لوگ اسکی آواز ہی سُنکے بیہوش اور خود فراموش ہوکے مُنھ کے بل زمین پر گر پڑے ہو اور جسوقت مین نے اسکی دونو
ٹانگین پکڑکے چیرین اور یہ چلایا تو کہو کیا ہوگا اُسوقت ادھر اسکی آواز نکلی تو بیہوش ہوکے زمین پر گرنا کیسا تم سب کے سب اندھے
ہوجاؤ گے آنکھین بیکار ہوجائینگی مین تم سب کو قتل کرڈالونگی اب بھی میرے کہنے پر عمل کرو میرے سحر سے ڈرو اپنے حال زار پر رحم
کھاؤ حمزہ کا ساتھ چھوڑو ادھر آؤ مفت اپنی اپنی جانین نہ دو آکے میرے شریک ہو قسم ہی مجکو خداوند سامری و جمشید کی
مجکو افسوس آتا ہی کہ لولاکھو بندگان سامری و جمشید ناحق میرے ہاتھ سے غارت ہوجائینگے اور فی الحال تامل اور تساہل
اس سبب سے کرتی ہون کہ میرے سردار تم سب لوگون کا استیصال کرنے کو بہت ہین جب اُنسے کچھ نہ ہوگا اور وہ تمھارے
استیصال سے عاجز آئینگے تو مین ایک چشم زدن مین کام تم سب کا تمام کردونگی ابھی دمامہ جادو یہ کہہ رہی ہی یہان کا حال سُنیے
کہ ساحران اہل اسلام جو ہوش مین آئے تو صاحبقران کے پیچھے آکے چپکے کھڑے ہوے تھر تھر کانپ رہے تھے جیسے لرزہ کسی کو
چڑھا ہوا تھا اور گویا مُنھ مین زبان نہ تھی جو دمامہ جادو کو کچھ جواب دیتے مکلل خان جادو کے مُنھ پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین
وہ بھی حیرت مین سکتے کی سی صورت بنا ہوا کھڑا تھا صاحبقران عالیشان نے مخروق جادو اور طاؤس جادو سے فرمایا کہ
صاحبو میمون سحر عجیب و غریب بنایا ہی کہ مین بھی اُسے دیکھکے خائف ہوا تھا اور آواز اُسکی مثل آواز رعد کے تھی یہ بھیانک صدا
مین نے آج تک کہین کسی کی نہین سُنی شعر عجب ہولناک اُس لعین کی صدا تھی * معاذ اللہ آفت تھی قہر خدا تھی * دیوون کی
آوازین بھی اسکے سامنے مات تھین اور تم بھی سب دمامہ کے سامنے بیکار تھے وہ چاہتی تو طرفۃ العین مین تم سب کو مار ڈالتی اور کوئی
اُسکا کچھ نہ بنا سکتا خدا نے تم سب کو بچایا اب کہو تمنے کیا تدبیر تجویز کی ہی مخروق نے عرض کیا پیر و مرشد ہم جانبازی اور سرفروشی
کو موجود ہین جب تک ہمارے دم مین دم ہی ہم حاضر ہین ہم اپنی تدبیر سے غافل نہ ہونگے اُسوقت ہمین معلوم نہ تھا کہ اسنے
ایسا زبردست سحر کیا ہی نہین تو کبھی یہ حالت ہماری نہ ہوتی اب ہم بھی رد اُسکی تیار کرتے ہین دوسرے یہ کہ مکلل خان جادو
ہم سب مین سن رسیدہ اور بزرگ ہین بلکہ انھون نے صحبت جمشید و سامری کی دیکھی ہی یہ کیا کچھ ہی کرینگے مکلل خان نے
ہاتھ باندھ کے عرض کی اے امیر گیتی ستان صاحبقران زمان مین نے جب سے یہ بچہ میمون دیکھا ہی میرے ہوش و حواس
بجا نہین ہین زمانے مین کوئی اس سحر کو رد نہین کرسکتا یہ کل کی چھوکریان ہین بھلا انھون نے کیا دیکھا جب مجھ ایسے پیر ضعیف کا
یہ حال ہی کہ ابتک ہوش و حواس بجا نہین ہین تو انکی کیا حقیقت ہی اور اس بچہ میمون سے مین خوب واقف ہون اسی سے زیادہ
خائف ہون مین نے سامری کی آنکھین دیکھی ہین کہ جبکے نام سے آج تک سحر ہوتا آیا ہی اور روے زمین کے ساحر اُسکے پیرو ہین ایک مرتبہ
سامری نے ایسا ہی بچہ میمون تیار کیا تھا تمام عالم کے ساحرون نے چاہا کہ اُسکی رد کرین کوئی کچھ نہ کرسکا یہان تک کہ خود سامری
نے ارادہ کیا اور اس بات کی کوشش کی کہ اسکی رد بنائے ہرگز نہ بن سکی ایک بچہ میمون تو مین نے جب دیکھا تھا اور دوسرا آج دمامہ جادو
کے پاس دیکھا پیر و مرشد اسکی رد سوا اسم اعظم کے اور کسی سے ممکن نہین امیر حمزہ صاحبقران نے یہ سنکے جواب دیا کہ اے مکلل خان
جادو اسم اعظم تو اس لکاتہ نے پہلے ہی بند کردیا ہی مکلل خان نے پھر دست بستہ ہوکے التماس کیا کہ خیر حضور دیکھین تو کیا ہوتا ہی جو ہوگا
دیکھا جائیگا مصرع ع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد * مکلل خان کی اس گفتگو سے تمام ساحر مثل بید کے کانپنے لگے کما جو
مرضی الٰہی اُدھر دمامہ جادو پھر کے اپنی صف مین آئی اور اپنے ساحرون سے کہا کہ تم سب میدان مین جاؤ مین بھی دیکھون کہ آج
کیا کرتے ہو ایک ساحر معطر جادو نامی بلاے بیدرمان آفت روزگار ہی اُسنے شہنشاہ ساحران دمامہ جادو کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اگر غلام
کو اجازت ہو تو مین جاکے ان سب کا کام تمام کرون دمامہ نے جواب دیا جا خداوند سامری و جمشید تیرے حافظ و نگہبان رہین معطر جادو
اپنے اژدر آتش فشان کو میدان مین لایا اور ایک جھولی سے ایک چوبیدار ناریل نکالکے زمین پر مارا کہ وہ شق ہوگیا اسمین سے ایک شعلہ

لپکتا ہوا نکلا وہ شعلہ بڑھتے بڑھتے ایک آگ کا دریا ہوگیا اور موجین مارتا ہوا لشکر اسلام کیطرف بڑھا ادھر طاؤس جادو طاؤس پر سوار تھی اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا کہ دریاے آتشین بڑھتا چلا آتا ہے فوراً اپنے طاؤس کو صف کے آگے بڑھایا اور میدان مین آکے ایک روئی کا پہل نکال کے ہاتھ پر رکھا اور اُسپر چند قطرے پانی کے اسم سحر پڑھ کے چھوڑے کہ وہ آسمان کیطرف اُڑا جسقدر وہ روئی کا پہل بلند ہوتا جاتا تھا بڑھتا جاتا تھا یہانتک کہ ایک ابر محیط بنکر تیار ہوا اور اُسمین سے پانی برسنے لگا اور اس شدت سے برسا کہ دریاے ذخار موجین مارنے لگا اور اُسطرف بڑھنے لگا حتی کہ وہ دریاے آب اُس دریاے آتش پر گرا دونون دریا باہم صحرا کیطرف روان ہوگئے آن سبکی نظرون سے نہان ہوگئے معطر جادو غیظ مین یہ کہتا ہوا طاؤس جادو پر دوڑا کہ او طاؤس تونے میرا سحر رد کیا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی ادھر سے طاؤس جادو پکاری کہ او حرامزادے دیکھ تو آج تیرا کیا حال کرتی ہون اور اسنے بھی اپنے طاؤس کو آگے بڑھایا دونون مقابل ہوے سحر ہونے لگے اُدھر اس ناری نے اژدر آتش فشان کو شعلہ بار کیا ادھر اس شعلہ جوالہ نے اپنا سحر دھوان دھار کیا دونون اُس آگ اور دھوین مین چھپ گئے مگر آواز دونون کی چلی آتی ہے بعد دو گھڑی کے وہ آگ اور دھوان موقوف ہوا اور اُسمین سے طاؤس جادو پسینے مین غرق سر معطر جادو کا ہاتھ مین لیے ہوے نکلی غل ہوا کہ وہ معطر جادو مارا گیا طاؤس جادو نے سر اُس نابکار کا سامنے امیر کشور گیر کے ڈال دیا امیر نے طاؤس جادو کو گلے سے لگایا پیشانی کو اُسکی بوسہ دیا بہت سی تعریفین کین اُس طرف عنبر جادو نے جو دیکھا کہ معطر جادو مارا گیا غیظ و غضب مین آکے دمامہ جادو سے رخصت طلب کی اُسنے اسے اجازت دی یہ میدان مین آیا نعرہ کیا کہ ای ساحران لشکر اسلام غضب کیا تمنے کہ رفیق کو شہنشاہ جادوان ملکہ دمامہ جادو کے مار ڈالا دیکھو تو اب کیا گل کھلتا ہے ایک کے عوض مین کون کون خاک مین ملتا ہے کس کس کا سر قلم ہوتا ہے کون کون فرش موت پر سوتا ہے یہ کہکے ایک تسمہ چرمین نکالا اور اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ایک روئی کے پہل پر اُن ٹکڑون کو رکھکے اوسپر اسم سحر پڑھکے اُسے اُڑایا کہ وہ روئی کا پہل ایک ابر محیط بنگیا اور اُسمین سے سانپ بچھو مثل قطرات باران کے برسنے لگے جسکو اُن سانپ اور بچھوون نے کاٹا وہ پانی ہوکر بہ گیا محروق جادو نے جو یہ کاٹ پھانس اُس موذی کی دیکھی اُسی وقت ایک لوہے کی چادر نکالی اُسپر اسم سحر دم کیا کہ وہ ایک آسمان آہنی بنکر اہل اسلام کے سرون پر چھا گئی اب جو مار و عقرب اوپر سے آتا ہے اُسی لوہے کے آسمان پر گرتا ہے طاؤس جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی ہزارہا طاؤس سحر بنا کے اُڑائے وہ اُس آسمان آہنی پر جا بیٹھے اور جو مار و عقرب گرا اُنھون نے نوش جان کیا سب ساحران اہل اسلام اُن طاؤسون اور سانپ بچھوون کا تماشا دیکھنے لگے عنبر جادو نے جو دیکھا کہ سب اہل اسلام اس تماشے کیطرف مخاطب ہین اُسکے دل مین خیال آیا یہ موقع خوب ہے تو چلکر جلدی سے حمزہ کو پکڑ لا لیسا وقت فرصت نقدیر سے ملتا ہے بس اپنے دل مین یہ خیال فاسد کرکے زمین پر گرکے لوٹا اور اسم سحر کا جو اپنے اوپر پڑھکر پھونکا فوراً وہ خانہ خراب بہ شکل عقاب ہوگیا اور آسمان کیطرف پرواز کی جب بروے ہوا کچھ بلند ہوا وہان سے دونون کندے جوڑ کے صاحبقران پر آگرا اور اپنے دونون پنجون سے دونون شانے امیر کے مضبوط پکڑ کے آسمان کیطرف لے اُڑا اور بلندی پر جا کے لشکر دمامہ جادو کیجانب روانہ ہوا یہان لوگون نے جو یہ ماجرا دیکھا لشکر اسلام مین ایک غل پڑ گیا کہ صاحبقران کو عقاب لیے جاتا ہے محروق جادو نے جو یہ خبر پری اُسکی دیکھی اُسیوقت آپ ایک باز تیز پرواز کی صورت بنکر اُڑی اب آگے آگے وہ عقاب مصنوعی صاحبقران عالیشان کو پنجون مین دبائے اُڑتا ہوا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے اُسکے یہ باز تیز پرواز سن سن کرتا چلا آتا ہے لوگ دونون لشکرون کے دیکھ رہے ہین

دمامہ جادو کو نہایت خوشی ہی کہ حمزہ گرفتار ہو گیا لشکر اسلام بے سردار ہو گیا اب کوئی دم مین مین شادیانے فتح کے
بجوا تی ہون ان سبکو بھی کسی سے گرفتار کروا منگاتی ہون لشکر اسلام مین لوگ دعائین کر رہے ہین کہ بار الٰہا صدقہ اپنی
وحدانیت کا ہم غریبون کی بیکسی و بے لبسی پر رحم فرما کر صاحبقران عالیشان کو اس عقاب کے پنجہ سے جلد رہا کر یہانتک
کہ وہ باز تیز پرواز اُس عقاب خانہ خراب تک پہونچ گیا اور پنجے مار کے اُسکو زخمی کیا اُس عقاب کے جسم کو زخمون کی
ایذا جو پہونچی صاحبقران پنجون سے چھوٹ گئے زمین پر گرنے لگے طاؤس جادو نے جو دیکھا کہ صاحبقران زمان
زمین پر گرا چاہتے ہین بروے ہوا بلند ہو کے صاحبقران کو روک لیا اور وہانسے لا کے پھر اشقر پر سوار کیا ادھر محروق
یعنے باز مصنوعی نے عنبر جادو یعنے عقاب مصنوعی کو زمین پر گرا کے اسقدر منقارین مارین کہ پیٹ اُس شکم سوختہ کا چاک ہو گیا
اور وہ واصل جہنم ہوا ایک غل اور شور برپا ہوا کہ کشتی مرا نام من عنبر جادو ولبو دا اور وہ ابر کہ جسمین سے سانپ اور
بچھو برستے تھے برطرف ہو گیا اُسکے مرتے ہی ماران فیل گوش سحر صولت جادو کہ ملکہ دمامہ جادو کا شاگرد خاص ہی
اُسنے جو دیکھا عنبر جادو کہ تیرے برابر کا تھا وہ مارا گیا کہا بڑا غضب ہوا اور یہ کہکے دمامہ جادو کے سامنے آیا ہاتھ باندھکے
عرض کیا کہ محروق جادو مطیع اسلام نے عنبر جادو کو مار ڈالا مجھکو اُسکے مارے جانے کا نہایت ملال ہی اُسکی تاب
مفارقت محال ہی غضب کیا ان اہل اسلام نے کہ اتنے بڑے جادوگر کو مار ڈالا مجھسے اب نہین دیکھا جاتا ہی اے ملکہ میری
آنکھون مین خون اُتر رہا ہی اگر حکم ہو تو میدان مین جاؤن اور لشکر اسلام سے اُسکے خون کا عوض لون کچھ رنج و الم اُسکا
دور ہو دل مسرور ہو دمامہ جادو نے جواب دیا کیا مضائقہ ہی تم بھی میدان مین اپنے دلکا حوصلہ نکال لو یہ سنکر
ماران فیل گوش دمامہ جادو کو سلام کر کے مثل مار سر دم بریدہ کے پیچ و تاب کھاتا ہوا غیظ مین ہونٹھ
چباتا ہوا میدان کیطرف چلا اُدھر دمامہ جادو نے اپنے ساحرون سے کہا کہ اگر ماران کو بھی لشکر اسلام نے محروق جادو
اور عنبر جادو کیطرح مار ڈالا تو تم دیکھ لینا کہ پھر مین ان ساحرون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی سبکا رشتہ
حیات توڑونگی سب نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران بھلا دنیا مین کسکی مجال ہی کہ ماران
سے مقابلہ کر سکے جسپے قضا منہ دکھاے وہ بیشک انکے مقابلہ کو آے جسکو اپنی جان دینا گوارا ہو وہ انسے معرکہ آرا ہو
ایک مکلل خان البتہ اُنمین ساحر زبردست ہی وہ بھی اُنسے عہدہ برآنہ ہوگا یہ حضور کی آنکھین دیکھے ہوے ہین آپ سے
دنیا بھر کے سحر سیکھے ہوے ہین کوئی کیا انکے مُنہ چڑھ سکتا ہی انسے لڑائی مین کوئی کیا بڑھ سکتا ہی یہان تو یہ باتین تھین
وہان ماران جادو میدان مین آکے قایم ہوا اور نعرہ کیا کہ اے ساحران اسلام اور اے تابعان حمزہ خود کام تمنے
آج باز و میرا توڑ ڈالا عنبر جادو کو مارا یہ کہکے تھوڑی سی خاک چٹکی مین اُٹھا کے اسم سحر اُسپر دم کر کے زمین پر اُسے
پھینکا کہ یہان طاؤس جادو اور محروق جادو جو کھڑی ہوئی تھین اُنکے پاس کی زمین شق ہوئی اُسمین سے ایک
گولہ خاک کا اُٹھکر دونون کے لپٹ گیا محروق جادو اور طاؤس جادو بیہوش ہو کر گرین گرتے ہی تڑپنے لگین
لشکر اسلام مین غل ہوا کہ ارے دیکھو محروق جادو اور طاؤس جادو کا عجیب حال ہی دیکھیے جانبر بھی ہوتی
ہین یا نہین مکلل خان نے جو یہ حال محروق جادو اور طاؤس جادو کا دیکھا اُسیوقت صراحی پانی کی منگوا کے اُسپر
کچھ پڑھکے دم کیا بعد اُسکے اُسی پانی کو لاکے دونون پر چھڑکا کہ وہ تڑپن اُنکی موقوف ہوئی مگر ہوش نہین آے
اُنکو تو خیمون مین بھجوا دیا اور مکلل خان نے وہ باقی ماندہ پانی زمین پر ڈال دیا کہ وہ سب پانی زمین مین جذب
ہو گیا پانی کا جذب ہونا تھا کہ ماران جادو کے پاس کی زمین شق ہوئی اُسمین سے ایک فوارہ جلتے پانی کا نکلکر
ماران جادو پر پڑا ماران جادو نے جو اسم سحر کا پڑھکر پھونکا اور ایک گنبد طلائی اُس شگاف زمین پر مارا

زمین برابر ہوگئی اور پانی کا نکلنا موقوف ہوگیا ماران جادو پکارا کہ مکلل خان میدان میں آ اب میرا تیرا سامنا ہی تو ہمنشین سامری کا ہی مین شاگرد شہنشاہ ساحران ملکہ و مامہ جادو کا ہون دیکھون آج تو مجھسے بازی لیجاتا ہی یا مین تجھسے گوے سبقت لیجاتا ہون ساری عمر مین آج ہی تو تیرا سامنا ہوا ہی مین ہمیشہ تیری سحر ساحری کا ذکر مذکور سنا کرتا تھا مجھے بھی اشتیاق تھا کہ تیری اُستادی دیکھون خیر آج اتفاقات روزگار سے سامنا ہوگیا مین دیکھون کہ تجھ ایسے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کا سحر مجھپر چلتا ہی یا میرا جادو تجھپر پیش جاتا ہی غرض یہ کلمات سخت و درشت اُس ناہنجار آفت روزگار بد خلق و بد خو ماران جادو سے مکلل خان جادو نے سنکے اپنے تخت کو صف سے آگے بڑھا مقابلے پر ماران کے آیا ماران جادو نے جو دیکھا کہ مکلل خان میری زد پر آگیا جھٹ پٹ زمین پر لوٹا اور اپنے اوپر کچھ اسم سحر کا پڑھکے پھونکا فوراً وہ سگ ناپاک شیر کی صورت بنگیا اور مکلل خان پر دوڑا مکلل خان نے جو دیکھا یہ خرس بادیہ ضلالت شیر کی صورت بنکے مجھپر جھپٹا ہی اسنے بھی اپنے اوپر اسم سحر کا پڑھکے دم کیا اور ایک ارنے کی شکل بنکے اُسپر دوڑا دونون باہم لڑنے لگے وہ شیر یعنے ماران جادو ہر بار طمانچہ مارتا ہی مکلل خان جادو ارنے کی شکل بنا ہوا اُسکے طمانچے کو اپنے سینگون پر روکتا ہی بڑی دیر تک دونون مین باہم مقابلہ رہا یہانتک کہ ماران جادو نے پنجے سے ایک پارچہ گوشت مکلل خان کے جسم سے نوچ لیا مکلل خان کو غصہ آیا اسنے بھی پیچھے ہٹکے جو ایک سینگ اُسکے مارا تو اُسکے ایک زخم کاری لگا مگر ماران جادو نے بچستی تمام علیحدہ ہوکے فیل آتشین کی صورت بنکر مکلل خان پر دوڑا اسنے بھی چاہا کہ مین کوئی اور صورت بنجاؤن مگر مہلت نہ ملی یہانتک کہ اُس فیل آتشین نے آکے اسکو دبا لیا اور زمین پر گراکے پامال کرنے لگا صاحبقران ذیشان نے جو دیکھا کہ مکلل خان مغلوب ہوا اور اب کوئی دم مین کام اسکا تمام ہوا چاہتا ہی بے اختیار پروردگار کو پکارے کہ اے کس بیکسان واے یاور غریبان اس مرد ضعیف کو ماران جادو کے ہاتھ سے بچاے اور ہمکو ان ساحرون کی شر سے محفوظ رکھ اور کبھی اپنی طرف کے ساحرون سے مخاطب ہوکے ارشاد فرمایا کہ صاحبو دیکھو مکلل خان ہاتھ سے ماران کے مارا جاتا ہی اسکا کام تمام ہوا چاہتا ہی جلد اسکو اُسکے ہاتھ سے بچاؤ مدد کو جاؤ کوئی جواب بھی نہین دیتا ہر شخص غرق دریاے حیرت ہوکے تصویر کیصورت بنا ہوا کھڑا ہی اور خاموش ماران جادو اور مکلل خان کو دیکھ رہا ہی اور اگر کوئی جواب بھی دیتا ہی تو یہ کہتا ہی کہ پیرو مرشد یہ ملعون شاگرد رشید دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کا ہی اور فن سحر مین ہمسر اور ہم پلہ دمامہ جادو کا ہی اس سے کون مقابلہ کرے کون میدان مین جاے اور جو اسوقت اسکے پاس جائیگا وہ مارا جائیگا لہو مین نہائیگا خدا ہی مکلل خان کو بچانے والا ہی فقط اُسی کی ذات کا سہارا ہی اگر وہ مدد کریگا تو البتہ یہ اُسکا سحر رد کریگا ورنہ دشمنون کے کان بہرے کام تو اسکا تمام ہوچکا ہی اب باقی کیا ہی جتنے ساحر لشکر امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان مین ہین سبکی رنگتین زرد ہین ہاتھ پاؤن سرد ہین پُر خون پر اُداسی چھائی ہوئی ہی چہرون پر مردنی پھری ہوئی ہی صاحبقران دوران نے جو دیکھا کہ کہنے سے بھی کسی ساحر کی جرأت نہین ہوتی کہ ماران جادو کے مقابلے کو جاے اور مکلل خان کو اُسکی شر سے بچاے پھر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے خالق حقیقی اور مالک تحقیقی تونے بڑے بڑے معرکون مین مدد کی ہمیشہ مجھپر جو بلا آئی وہ تونے اپنے فضل و کرم سے رد کی تیری ہی مدد سے مین چاہ الماس مین آیا اور ذوفنون جادو اور نرگس جادو اور ہمرامہ جادو و دیو تیسال جادو کو واصل جہنم کیا تیرے ہی فضل و کرم کے بھروسے پر مین آج اس لکاتہ دمامہ جادو سے بھی معرکہ آرا ہوا ہون مین بھی ابتک اُسپر ورر رہا اُسکے جادوگران نامی کو لشکر اسلام نے راہی دار البوار کیا لیکن اب ایسی مشکل آپڑی ہی کہ بنی بات بگڑا چاہتی ہی ساری عزت و آبرو اس بندۂ ذلیل و حقیر کی خاک مین ملا چاہتی ہی واسطہ اپنے بندگان

خاص کا کہ میری آبرو رکھے اور اس بندۂ بیکس بےلبس کو اس موذی کے چنگل سے نجات دے ابھی امیر حمزۂ صاحبقران
بعد گریہ وزاری و نالہ و بیقراری بدرگاہ خدا یہ دعا کر رہے تھے کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا شعر زشست ہمت کشورکشا تیر
برآمد بر ہدف تیر دعالیش ہر یکایک دیکھا کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر نمایان ہوا اُسمین سے آواز رعد کی آنے لگی ہزارون
بجلیان چمکنے لگین اُس رعد کی آواز مہیب اور بجلیون کے چمکنے سے دونون لشکرون کے جادوگر خوف کے مارے
کانپنے لگے اور ہول کے سبب سے سانس پیٹ مین نہ سماتی تھی ہانپنے لگے ہاتھ پانون بھول گئے سارا سحر بھول گئے
چہرون کے رنگ زرد ہو گئے جسم سب کے سرد ہو گئے آنکھین خیرگی کرنے لگین دمامہ جادو نے اپنے ساحرون کیطرف
مخاطب ہو کر کہا معلوم ہوتا ہی ملکہ برق جادو آپہونچی یہان دمامہ جادو یہی کہہ رہی تھی اور ماران فیل گوش
چاہتا تھا کہ دونون دانت اپنے مارے کہ مکلل خان کا پیٹ پھٹ جاے کہ آواز گڑگڑاہٹ کی بلند ہوئی اور اُس
لکۂ ابر مین سے بجلی تڑپ کے ماران جادو پر گری کہ وہ جہنمی جلکے خاک سیاہ ہو گیا اور مکلل خان سراسیمہ و پریشان
بھاگ کے خدمت فیضدرجت امیر حمزۂ صاحبقران گیتی ستان مین آیا اور عرض کرنے لگا کہ ماران جادو کے
ہاتھ سے میرا کام تو تمام ہو چکا تھا مگر بفضل خداے لایزال اور حضور کے اقبال سے بچ گیا صاحبقران زمان نے
مکلل خان کو گلے سے لگایا اور بہت سا احسنت و مرحبا فرمایا اُدھر دمامہ جادو نے جو دیکھا کہ ملکہ برق جادو نے
میرے شاگرد اور سردار ماران فیل گوش سیہ بخت کو بجلی گرا کے خاک سیاہ کر دیا مارے غصے کے مثل مار سر
و دم بریدہ کے پیچ و تاب کھانے لگی آنکھین سرخ مانند خون کبوتر کے ہو گئین ابرون مین بل پڑ گیا ہونٹھ چبانے
لگی اور بعد غیظ و غضب چلانے لگی کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ برق جادو علامۂ دہر آفت روزگار تو نے
ماران جادو میرے شاگرد اور سردار کو مار ڈالا او خام پارہ اُچھال چھکا تجھے میرا ابھی خوف نہ آیا ہی شرط کہ پہلے
تجھی کو خاک سیاہ کرون ماران کے خون کا عوض تجھسے لون تو نے پہلے نرگس جادو اور سرامہ جادو کو قتل کروایا
پھر انکے قاتلون کو میری قید سے رہا کر دیا مین نے جو پوچھا تو مجھسے جھوٹی قسمین کھا کے صاف انکار کیا آج تیرا سب
جھوٹ سچ کھل گیا کہ تو نے میری آنکھون کے سامنے مارون کو مار ڈالا او لکاتہ یہ سارا تیرا ہی لبس بویا ہوا ہی
یہ بیڑا تیرا ہی ڈبویا ہوا ہی خیر تو میرے ہاتھ سے کہان بچ کر جائیگی دیکھ تو کیسی اپنے کیے کی سزا پائیگی پہلے تیرے یارون
مارون بعد اُسکے تجھسے سمجھ لونگی یہ کہکر اپنے ہاتھی کو صف سے بڑھایا اور اُسی بچہ میمون کو جوڑے مین سے نکال کے
دونون ٹانگین اُسکی پکڑ کے چیر ڈالین اُسنے ایک چیخ اس زور سے ماری کہ گنبد گردون گردان تک آواز اُسکی گونج
گئی سبکے کلیجے ہلگئے ہاتھ پانون سرد ہو گئے حواس خمسہ جاتے رہے زبانین بند ہو گئین آنکھین چوندھیا گئین
اور ساحران لشکر اسلام تو بیہوش ہو کے زمین پر گر پڑے بینائی آنکھون سے جاتی رہی سبکے سب مثل
کور مادرزاد کے نابینا ہو گئے امیر صاحبقران کی آنکھون مین تاریکی چھائی ہوئی تھی یقین مرگ کا ہو چکا
تھا مکلل خان پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ ساحری کے زمانہ مین اس بچہ میمون کا رد سحر تمام عالم کے ساحرون مین سے
کوئی نہ کر سکا بھلا اب کون کر سکتا ہی جملہ ساحران اسلام نے جواب صاف دیا تھا امیر حمزۂ صاحبقران
سرگروہ خداپرستان خاموش و خود فراموش اس فکر مین کھڑے ہوے اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ اے پروردگار
عالم اب کیا ہوگا اسم اعظم بھی بند ہی کوئی تدبیر بن نہین پڑتی مفت آج میرے سبب سے اتنے تیرے بندون
کی جانین ضایع ہوتی ہین تو نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو ایک
آگ کے انگارے کے سبب سے ید بیضا عطا کیا حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے بچایا حضرت

عیسیٰ روح اللہ کو دشمنون سے چھڑا کے آسمان پر پہونچایا اگر تو مدد فرمائیگا تو یہ بندۂ ذلیل اس بلائے عظیم سے نجات پائیگا
ابھی صاحبقران یہ دل مین کہہ رہے تھے کہ ایک مرتبہ برق جادو مثل برق جہندہ کے آسمان پر چمکی اور وہان سے
طرفۃ العین مین صاحبقران کے سامنے آکے شیشہ باطل السحر کا توڑا اور آواز دی کہ ای شہریار اسم اعظم پڑھیے
بس صاحبقران والاہمم نے اسم اعظم جو پڑھا وہ تاریکی برطرف ہوگئی اور بار دیگر اسم اعظم پڑھکے اپنے ساحرون پر
دم کیا کہ وہ سب ہوش مین آے اب صاحبقران کے دل سے وہ تردد و تفکر دور ہوا اطمینان حاصل ہوئی سب
ساحرون کی بھی جان مین جان آئی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے دمامہ جادو کیطرف بڑھے اور دمامہ جادو
اب ہرچند اس بچہ میمون کو چھیڑتی ہی مگر صداے بنا شد اسکی آواز ہی نہین نکلتی جو جو اسمین سے آواز نکلنا موقوف ہوتی جاتی
ہی یہ اور دانت پیس پیس کے ہونٹھ چبا چبا کے اسکو چھیڑتی ہی مگر وہان کچھ اثر ہی نہین وہ بچہ میمون مثل روئی کے
لنگور کے چرتا چلا جاتا ہی اور کچھ آواز نہین دیتا یہانتک دمامہ جادو اسکو کرتک چھیڑ چکی کہ امیر باتوقیر نے اسم اعظم
پڑھکر اسپر پھونکا دمامہ جادو اندھی ہوگئی بچہ میمون اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ چارون طرف ٹٹولنے لگی امیر
باتوقیر نے فرمایا کیون ای دمامہ جادو کیا ڈھونڈھتی ہی اسنے غصے مین آکے آواز کیطرف جواب دیا کہ ای حمزہ
مین تجھی کو ڈھونڈھتی ہون گو کہ اب مین اندھی ہوچکی ہون اور کام میرا تمام ہوچکا ہی مگر جواب بھی تو میرے ہاتھ آجا
تو تیری بوٹیان دانتون سے نوچ کے تجھے ہلاک کرون یہانسے مقبل خان نے آواز دی کہ اونکا نہ دمامہ جادو
تجھے تو بڑا غرور تھا اپنے سحر پر نہایت غرا تھا اب وہ غرور کہان گیا اور وہ بچہ میمون کیون مٹی کے کھلونون
کیطرح بیکار ہوگیا دمامہ جادو شرمندہ ہوکے چپ ہو رہی مگر اس شوخ دیدہ کی اندھی آنکھون سے دو آگ کے
شعلے نکلے اور دونون آگ کے شعلون نے امیر کیطرف رخ کیا صاحبقران نے دوڑ کے ایک ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا
جو سر پر اس علامہ کے مارا کہ پھل تیغ آبدار کا سر و سینۂ پرکینہ اس ملعونہ کا کاٹ کے دونون ٹانگون سے نکل گیا غل ہوا
دمامہ جادو ماری گئی واصل جہنم ہوئی ایک تلاطم عظیم برپا ہوا آندھی چلنے لگی خاک اڑنے لگی چارون طرف اندھیرا
چھا گیا تمام جادوگر دمامہ جادو کی طرف کے اپنے اپنے حربے لیے ہوے دوڑے ادھر سے ساحران اسلام کمک کو
آے سحر چلنے لگے لڑائی ہونے لگی جو اسطرف کا ساحر سحر کرتا ہی اسطرف کا ساحر اسکی رد کرتا ہی جو ادھر کا ساحر سحر
کرتا ہی یہ اسکا جواب دیتا ہی غرض چار گھڑی تک گھمسان کی لڑائی رہی دونون طرف سے خوب خوب سحر بازی
ہوا کی حمزۂ صاحبقران کی بھی تلوار چلا کی اس اثنا مین برق جادو نے پکار کے کہا کہ صاحبو دمامہ تو ماری گئی
اب تمھاری اس رد و بدل اور کشت و خون سے کچھ وہ جی نہ اٹھیگی تم اپنی جانین کیون مفت دیے دیتے ہو قصے جھگڑے
تمام کرو لڑائی جھگڑے کو جانے دو دمامہ جادو کی پیروی چھوڑو اگر اطاعت و فرمانبرداری خاصۂ باری سرگروہ
اسلامیان افسر خداپرستان امیر حمزۂ صاحبقران کشورستان کی اختیار کرو تو تم سبکی جان بخشی ہوجاے ہر کس و ناکس
امان پاے یہ سنکے سب ساحر اپنے اپنے ہاتھ بلند کرکے چلانے لگے یا صاحبقران الامان شور چار جانب سے صدا
آئی بفریاد و فغان ٭ الامان والامان والامان والامان ٭ صاحبقران دوران نے جو آواز الامان الامان کی
چار طرف بلند پائی ہاتھ روک لیا قبضۂ تیغۂ عقرب سلیمانی کو چوم کے میان مین رکھا اور اپنی جانب کے ساحرون کو
پکار کے ارشاد فرمایا کہ ای ساحران جانباز و ای مردان سحرساز بس اب جانے دو لڑائی موقوف کرو دشمنون نے سبکو
امان دی منادی چار طرف پکارنے لگے ای ساحران لشکر اسلام صاحبقران عالیشان نے سب کی جان بخشی
کی اب کوئی کسی سے پرخاش نہ کرے سب طرف لڑائی موقوف ہوگئی دونون لشکرون مین امن و امان ہوئی سبکے

ہوش وحواس بجا ہوئے دل ٹھکانے لگے طوفان بے تمیزی برطرف ہوا امن وعافیت کا غلغلہ برطرف ہوا تمام افسر
لشکر دمامہ جادو کے رومالون سے ہاتھ باندھ باندھ کے سامنے امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کے حاضر ہوئے
عذر تقصیرات کے کلمات عرض کرنے لگے برق جادو نے پہلے آپ نذر دی بعد اسکے ان سبھون کو صاحبقران کے
قدمون پر گرایا صاحبقران نے ایک ایک کو تشفی و دلاسا دیا پھر برق جادو سے ارشاد کیا کہ ای ملکہ آج کا معرکہ بھی
یادگار روزگار رہیگا ہمین زندگی سے یاس ہو چکی تھی آس ٹوٹ گئی تھی موت کا سامنا تھا خدا یاد آتا تھا ہر ساعت
دار دنیا سے سفر تھا ملک عدم کا راستہ پیش نظر تھا اگر تم نہ آتین تو ہم سبکی جانین جاتین تمھاری مدد سے یہ لڑائی فتح
ہوئی نہین ہمکو تو یقین مرگ ہو گیا تھا ای ملکہ کیا وقت پر شیشہ باطل السحر کا تمنے لاکر توڑا اور کیا خوب ماران جادو
کو بجلی گرا کے جہنم واصل کیا شاباش و مرحبا آفرین صد آفرین برق جادو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ سب
حضور کا اقبال ہے ورنہ اس کنیز کی کیا مجال تھی کہ اس لکاتہ کا سحر میمون برطرف کر سکتی ای امیر صاحبقران سچ تو
یہ ہی کہ اگر مین شیشہ باطل السحر کا لیکے نہ حاضر ہو جاتی تو ماران جادو نے مقبل خان کو مار ہی ڈالا تھا اور بالفرض
اگر وہ اسکے ہاتھ سے بچ جاتا مگر اس سحر میمون کا رد تو سوا اس تدبیر کے کسی سے ممکن ہی نہ تھا آخر الامر حضور کے
دشمن قتل ہوتے اور مجھے تمام عمر کی ندامت وخجالت حاصل ہوتی غرض ابھی یہی باتین تھین کہ سواری سیار النجم شمار جادو
وزیر اعظم ملکہ دمامہ جادو کی آئی اسنے جو دیکھا کہ دمامہ جادو کا خاتمہ ہو چکا تمام لشکر اسکا مطیع صاحبقران
ذیشان کا ہو گیا بس وہ بھی ملکہ جادو کے وسیلے سے قدمبوس ہوا شرف ملازمت حاصل کیا اب امیر کشور گیر نے
حکم دیا کہ دمامہ جادو کی لاش کو گلیون مین تشہیر کرو اور سر نخس اسکا دروازہ شہر زمرد پر لٹکا دو سیار النجم شمار جادو
نے امیر صاحبقران کو تخت پر سوار کیا اور زر و جواہر سر امیر عالیوقار پر نثار کرتا ہوا شہر زمرد مین لایا تمام جادوگر
ہمراہ رکاب حاضر ہوئے ایوان بادشاہی مین صاحبقران دوران بصد شوکت وشان رونق افروز ہوئے
تمام عمائد ورسائے شہر اور ارکین سلطنت اور مشیران مملکت کی نذرین گذرنے لگین سبکو علی قدر مراتب خلعت
والنعام معافیان جاگیرین بٹنے لگین سیار النجم شمار جادو نے خزانے کی فرد لاکے حضور مین گذرانی فرد کو جو دیکھا
تو عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا طمع دنیا غالب ہوئی کہا کہ ای صاحبقران فیاض زمان یہ مال میرا ہی اسلیے کہ مین نے بہت
محنت کی ہی بڑی زحمت اٹھائی ہی جب مجھکو ابوالہول نے چاہ الماس مین گرایا ہی تو ایسی ضرب شدید مجھکو ہوئی تھی
کہ میرا ہی دل خوب جانتا ہی آجتک میری کمر کا درد نہین گیا ہی خدا جانے اب اس درد سے مین جانبر بھی ہونگا یا نہین
صاحبقران عادل زمان نے جواب دیا ای خواجہ دہ یکی ہمیشہ سے تمھارا معمول اور حق ہی وہ تمکو بے حجت وتکرار
ملیگا باقی ماندہ غازیان اسلام کا حصہ ہی عمرو نے جواب دیا ای صاحبقران کیا خوب آپ نے انصاف کیا ہی کہ
کلیجے کو جلا کے کباب کر دیا ہی غازیان اسلام سرامہ جادو کے قتل کرنے کو نہ آئے آپکو دمامہ جادو کی شر سے
نہ بچایا کوئی بارگاہ کوئی خیمہ نہ استادہ کیا آج حصہ لینے کو آموجود ہوئے مین تو کبھی دہ یکی نہ لونگا دہ یکی
لینے کے واسطے مین اپنی جان بیچ سے سرامہ جادو کے پاس گیا اور پھر وہان آپکو بھی لیجا کے اس ملعونہ کو قتل
کیا میدان مین خیمے استادہ کراے لشکر دمامہ جادو کی شر سے بچایا واہ کیا آپ نے قدردانی کی سبحان اللہ سبحان اللہ
آپ اپنی دہ یکی بھی رہنے دیجیے میرا خدا کہین اور سے تجھکو دیگا اور اگر مین یہ جانتا تو کاہیکو اپنے بال بچون کو
چھوڑ کے ایسے بلا خیز آفت انگیز مقام پر آتا جہان پیاس کے مارے جرادم نکلا آدمی سے جانور جدا بنا
کچھ خدا نے اپنا فضل کیا جو اس پیاس کی ہلاکت سے بچا اور ہیئت حیوانی سے پھر شکل انسانی مین آیا ای

امیر یہ دہ یکی اُنھین لوگون کو دیجیے جو سب مال لینے کے مستحق ہین اور میرا تو کوئی استحقاق ہی نہین گویا خدا کی راہ پر
مفت مانگتا ہون مین اس قدر قلیل کے لینے سے درگذرا آپ مجھے معاف کیجیے جب صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ
خواجہ بالکل ہی آزردہ ہوے جاتے ہین فرمایا کہ اچھا بھئی اگر دہ یکی لینا تم نہین منظور کرتے ہو تو خیر آٹھوان حصہ
تمکو ملیگا خواجہ نے جواب دیا کہ ای امیر با توقیر مین کچھ زن شوہر مردہ تو ہون نہین کہ آٹھوان حصہ مال مین سے
لون مین تو اچھا خاصہ مرد ہون آٹھوان حصہ تو حکم شرع کے موافق اُس عورت کو دیتے ہین جسکا خاوند مرجاے
مین کوئی رنڈیا دکھیا عورت نہین ہون صاحبقران نے فرمایا کہ کل مال فقط تمھین اکیلے کو ملنا یہ تو محض خلاف
انصاف ہی مگر ہان جسقدر مین کہتا ہون اُسے قبول کرو اور راضی برضا رہو عمرو نے عرض کیا کہ یہ تو کبھی ممکن
نہین کہ آٹھوان حصہ مین لون چاہیے جسقدر آپ فرمائین اور چاہیے جتنی حق تلفیان ہون مگر مین کبھی اسقدر
کم نہ لونگا اور اتنی کثیر مقدار غازیان اسلام کو نہ دونگا غرض بعد حجت و تکرار بسیار کے چہارم حصے پر
تصفیہ ہوا امیر نے چہارم مال تو عمرو کو دیا اور ثلث حصہ غازیان اسلام کو تقسیم کردیا عمرو بھی اسقدر مال
کثیر پاکے نہایت خوش ہوا بغلین بجانے لگا اور کہنے لگا کہ اب مین تا قیامت زندہ رہونگا اس اثنا مین کبھی
نہ مرونگا بعد اسکے صاحبقران ہادی ایمان نے حکم دیا کہ جتنے بتخانے شہر زمرد کے ہین وہ سب مسمار کیے جائین
اور بجاے اُنکے مسجدون کی بنا ڈالی جاے سکہ بادشاہ دین اسلام سعد بن قباد کے نام پر جاری ہو اور
ملکہ برق جادو کو وہان کا بادشاہ اور فرمانروا مقرر کیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزہ صاحبقران کی دعوت
کا سامان کیا تمام شہر کو آراستہ و پیراستہ کیا دکانون مین آئینہ بندی کرائی راستون مین روشنی کے ٹھاٹھر کرادیے
قصر زمرد کو مکان دعوت قرار دیا ایک تو وہ پہلے ہی سے از تحت تا فوق اور از عرض تا طول یکڈال زمرد سبز کا بنا
تھا اور اُسمین شیشہ آلات زمرد کا لگا ہوا تھا اب اسنے یہ کیا کہ جہان ایک جھاڑ تھا وہان دس جھاڑ لگاے اور
جہان ایک جھابہ تھا وہان بیس جھابے لٹکاے اور جہان ایک ہانڈی تھی وہان بیس ہانڈیان آویزان کین
اور جہان ایک مردنگ تھی وہان چالیس مردنگین لگائین جہان ایک قمقمہ جلتا تھا وہان پچاس قمقمے جلاے
غرض ہر چیز کو دس گونہ اور پچاس گونہ کرکے قصر کی آراستگی کی کہ دن دعوت کا آیا امیر با توقیر مع ہمراہیون کے
تشریف لیگئے وہان کی کیفیت جو دیکھی تو جنت کی یاد بھی فراموش ہوگئی دسترخوان پر وہ کھانے چنے ہوے تھے
کہ کھانا تو درکنار کسی نے اُنکا نام بھی نہین سنا تھا پہلے امیر کشور گیر نے خاصہ تناول فرمایا بعد اسکے صحبت
رقص و سرود کی آراستہ ہوئی دور جام گردش مین آیا ارباب نشاط حاضر ہوے پہلے طبلے پر تھاپ پڑی لہرا
سارنگی کا بلند ہوا ناچ ہونے لگا گانا شروع ہوا فلک پر تانون کی آواز جانے لگی اُس طائفے نے خوب خوب
گایا خوب خوب بتایا انعام مین بہت سا زر و جواہر پایا جب اُسکی بدلی ہوئی دوسرا طائفہ آیا اُسنے بھی اپنا
کسب و کمال دکھایا بہت سا انعام پایا غرض اسیطرح جب کئی طائفے ناچ چکے اب وہ وقت ہی کہ رنگ محفل
خوب جما ہوا ہی مئے ارغوانی کا سرور گٹھا ہوا ہی برق جادو کی بھی یہ کیفیت ہی کہ آنکھون مین نشے کے گلابی ڈورے
پڑے ہوے ہین چپکی بیٹھی گانا سن رہی ہی یہ تو عمرو کی آواز کی عاشق ہی ایک مرتبہ اسنے عمرو کیطرف مخاطب
ہوکر کہا کہ خواجہ صاحب اگر آپکے مزاج مین آے تو کچھ آپ بھی کہ اُٹھیے کچھ گائیے کچھ بجائیے دل مسرور ہو
کلفت دور ہو عمرو نے جواب دیا کہ ای ملکہ مین گانا کیا جانون نہ تان سے واقف نہ سم کو پہچانون برق جادو
نے جل کے جواب دیا کہ جی ہان سچ ہی مین بھول گئی آپ کے دشمن گانے بجانے سے واقف ہون میری گستاخی معاف کیجیے

دریاے سیماب کے ملاحون کو بھی ہی سے گی بجاکے رجھایا تھا میں ہی سرامہ جادو کے پاس گویا بنکے گئی تھی آپ کو
گویون کے پڑوس مین بھی نہین رہتے عمرو بولا کہ ہان سچ ہے مین گانا کیا جانون وہ وقت اور تھا صاحبقران کی
خاطر منظور تھی اُس لکانہ کو جہنم واصل کرنا تھا اس وجہ سے گایا تھا ورنہ مین کچھ گویا تو ہون نہین کہ ہر جگہ اور
ہر کس و ناکس کی صحبت مین گاتا بجاتا پھرون یہ تو بھک منگون گویون کا کام ہے کہ ادھر صبح ہوئی اور گلے مین ڈھولک
ڈال کے نکلے گلی گلی پھرنے لگے جہان کہین شادی اور خوشی کی صحبت دیکھی بس ہمیشہ دلبرے سبحان مبارک باشد
گانے لگے ملکہ برق جادو نے ابصد ناز و ادائے معشوقانہ و غمزہ و کرشمہ محبوبانہ کہا کہ ارے او دزد باریک گردن
لک لک یا گاتا ہے یا نہین یا کچھ اسوقت میرے منہ سے سنیگا تو گائیگا اور آج کے دن سے زیادہ خوشی و شادی کا
کون سا دن ہوگا کہ صاحبقران ذیشان نے اُس لکانہ و مامہ جادو کو جہنم واصل کرکے شہر زمرد کو فتح کیا
اگر آج ہی تجھے گانے مین انکار تھا تو پھر تو اس محفل عیش و نشاط مین کیون آیا اور یہی شرط ہے کہ اب تجھے یہان سے
گردن پکڑ کے نکال دون عمرو نے جو دیکھا کہ ملکہ برق جادو بہت اصرار کر رہی ہے اور ناز معشوقانہ دکھا رہی ہے
اسنے کہا اچھا مین گانے کو تو موجود ہون مگر دنیا کا دستور ہے کہ جب کوئی گویا گاتا ہے تو صاحب خانہ اُسے کچھ دیتا ہے
بھلا مجھے بھی کچھ ملیگا برق جادو نے جواب دیا کہ جسطرح اور گانے والون کو انعام مین زر و جواہر ملا ہے تجھے بھی
اپنا صدقہ بلا دینگے عمرو نے کہا خیریت ہے یہ بات اپنے دل سے دور رکھو کہ اپنا صدقہ بلا دینگے صدقے
بلا کے لینے والے اور ہی لوگ ہین یہان تو جو منہ سے کہدینگے وہی لینگے برق جادو بولی یہ خیر صلاح منہ دھو
رکھو دینے کی چیز ہوگی انکار نہ کرینگے نہ دینے کی شے ہوگی صاف جواب دینگے اور اگر نہین گاتا تو بلا سے نہ گا یہان
کوئی سرامہ جادو کیطرح تیرے گانے کا عاشق تو ہے نہین کہ بیجد ہوکے گوا لے گا تا ہے گا نہین گاتا ہے نہ گا غرض
عمرو نے جوڑی ہفت پوری کی کمر سے نکالی اور قفلیان اُسکی درست کرکے بجانے لگا اور بہ الحان داؤدی یہ غزل گانے لگا غزل

وہ یون تو میرے گھر آنے کا وعدہ بھول جاتے ہین
تبرک جانکر میری لحد پر مٹی چڑھاتے ہین
نزاکت یہ ہے پاؤن پر سون ہی فنو ہو جاتے ہین
اشارہ تیری چشم مست کا جس سمت پاتے ہین
نہ کیونکر اشک گرم آنکھون سے نکلین عشق گیسو مین
بہت نازک جو شیشے ہین ذرا مین ٹوٹ جاتے ہین
سُنا ہے کشتہ دیدار جانان جب لوگون سے
وہی تو دشت مین جو وقت بدین کام آتے ہین
سُنا ہے زندہ جاوید جو تیرے شہیدون کو
کہین یار کو بہار کی صورت دکھاتے ہین
سر محفل ظہرا جو رہی نہ انکی غیر ممکن ہے
وہ ذلت مین بھی عزت اپنے عاشق کی بڑھاتے ہین
الٰہی ہو رہا ہے ظلم کس ناشاد کے دل پر
جنون اب ہم بھی ارباب سخن مین لکھے جاتے ہین

اگر یاد آتا ہے جب بالون مین مہندی لگاتے ہین
بدل سکے گر دشمن کب سوز غم سے چین پاتے ہین
کسی شب خواب مین میرے جو بھولے سے وہ آتے ہین
نشان ناتوانی نام سے بھی پائے جاتے ہین
لب جو ہوگے گرمی مین مسافر شکوہ جاتے ہین
نہ کیونکر میرے رونے سے ہون غمگین دل احباب کے
ہماری قبر پر آکے سب آنکھین چڑھاتے ہین
سوا تیرے کسیکی یاد کیونکر ہو نہین ادب
تو زندے بھی تیرے کشتون مین ملکر دم چراتے ہین
مجھے اے حور کیون آیا تیرے گھر مین خیال دل
چرا لیتے ہین جو دل کو وہی آنکھین چراتے ہین
طالب جیسے منی ہے مجرون کی تیری محفل مین
جو سارے جاہلان غرض خصم کا سینے جاتے ہین

وہ میکش تھا میں بعد مرگ جو میخوار آتے ہین
وہ پہلو جلنے لگتا ہے جو یہ پہلو بچاتے ہین
اُسیکو ساغر مے بزم مین ساقی پلاتے ہین
نہین اُٹھتی ہماری حلق لاکھ اُسکو اٹھاتے ہین
کسیکی سخت باتین میرے دل سے اٹھ سکین کیونکر
مکان برسات کے موسم مین اکثر بیٹھ جاتے ہین
نہ کیونکر ہجر مین اندوہ و غم ہمراہ ہون میرے
ترے بندے خدائی کو تو اکثر بھول جاتے ہین
دل رنجور کیونکر انکی آنکھون کو دکھاتا مین
سُنا ہے باغ جنت مین تو سب غم بھول جاتے ہین
اُٹھاتے ہین پکڑ کے ہاتھ میرا اپنی محفل سے
گنہگار وہ ہین اگر یگانہ بھی بیٹھے جاتے ہین
فقط عشق و ادب کے فیض صحبت کا اثر یہ ہے

عمرو اسطرح اس غزل کو گاتا کہ سب اہل محفل وجد کرتے کوئی خاموش خود فراموش

بیٹھا

غرق حیرت سکتے کی سی صورت بت بنا ہوا عمرو کیطرف دیکھ رہا ہی کسیکا یہ حال ہوا ہی کہ وجد کے عالم مین جھوم رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین کوئی اپنا دل پکڑے بیٹھا ہوا ہی ملکہ برق جادو کا تو یہ حال ہی کہ دونون آنکھون سے سیلاب اشک جاری ہین چپکی بیٹھی ہوئی خواجہ کو دیکھ رہی ہی غرض عمرو نے گا بجا کے بانسری کو ہاتھ سے رکھنے کا قصد کیا بیساختہ برق جادو پکاری کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہی اب بھی اپنی اُستادی کی لیتا ہی بھلا ایک غزل تو اور گا عمرو نے جواب دیا کہ اتنا بھی تمھاری خاطر سے مین گا دیا نہین مین کسی کے کہنے سننے سے تھوڑی گاتا بجاتا ہون جب میرے جی مین آتا ہی کچھ لیتا ہون اور حضار محفل نے بھی اصرار کیا کہ اے خواجہ کچھ تو اور گائیے ہمارا کہنا تو رد نہ کیجیے غرض پھر عمرو ان سب لوگون کے کہنے سننے سے بانسری بجانے لگا اور غزل گانے لگا

نہین بھولتی یاد جانی تمھاری　فقط پاس ہے یہ نشانی تمھاری
عزیز جہان شکل یوسف ہو تم بھی　سنو جسجگہ ہی کہانی تمھاری
جلاتے ہو تم کیسے مردے ہزارون　غضب کی ہی معجز بیانی تمھاری
نہین تجھسے طالب کسی شے کا عاشق　فقط چاہیے مہربانی تمھاری
نہ ہو سے کبھی طالب دید ہوتے　جو سن لیتے وہ لن ترانی تمھاری
دل غیر سے بدلین ہم دل کو کیونکر　محبت ہی اسمین نشانی تمھاری
نہ دیکھونگا محشر مین بھی مین کسیکو　رہی گر یونہین بدگمانی تمھاری
جنون کی مدد کیون نہین کرتے شاہا　کیا کرتا ہی مدح خوانی تمھاری

نرقی ستم کو نہ کیون ابرون ہو　کہ پوشاک ہی آسمانی تمھاری
بناؤن اُسے طوق گردن مین للعز　جو ملجائے چھلا نشانی تمھاری
نہ کیون داغ فرقت کو سینے مین رکھو　کہ اے ماہ ہی یہ نشانی تمھاری
عیان ہوگا اے آنسو و راز الفت　دکھوئیگی مجھکو روانی تمھاری
بھلا غیر سے مین کہون راز الفت　غضب کرتی ہی بدگمانی تمھاری
بھلا حشر مین کون دیکھیگا تمکو　رہی گر یونہین لن ترانی تمھاری
نہین تم سے تو اب تو کہنے لگے ہو　بہت بڑھ گئی بدزبانی تمھاری

عمرو نے جب یہ غزل بھی تمام کی جوڑی سفت پیوندی کی ہاتھ سے رکھی گانا موقوف کیا ہر شخص کہ وہ ادنی و اعلی یگانہ و بیگانہ ارکین سلطنت مشیران مملکت سرداران سرا جتنے حاضرین صحبت تھے سب کے سب یکزبان ہوکے تعریف کرنے لگے کہ واہ خواجہ صاحب کیا خوب بانسری بجائی ہی اور کیا گائے ہو ہمنے تو کبھی ایسا گانا نہین سنا نہ اس معلومات کا شخص دیکھا کیون نہو کسکی صحبت کے آدمی ہو کسکے رفیق ہو جو کمال نہو وہ تعجب ہی اب عمرو نے برق جادو کیطرف مخاطب ہوکے کہا کہ وہ جو مین نے پہلے کہا تھا کہ جو کہونگا وہی لونگا اب اسکی وعدہ وفائی ہونا چاہیے برق جادو بولی کہ مین نے بھی اسیوقت کہدیا تھا کہ جو چیز دینے کی ہوگی دیجائیگی نہین تو صاف جواب دیا جائیگا عمرو نے کہا کہ اے ملکہ اسی مارے تو مین گاتا نہ تھا کہ کچھ لینا ہی نہ دینا ہی مفت مین اپنا گلا پھاڑتا ہی برق جادو نے کہا کہ اچھا مین تو کہتی ہون جتنا زر و جواہر تو کہے مین تجھکو دون عمرو نے کہا زر و جواہر مجھے لیکے کیا کرنا ہی تیرا جی چاہے تو خود مجھسے لیلے ابھی تیرے سامنے صاحبقران نے مجھکو بہت کچھ عنایت کیا ہی اور امیر کیشور گیر کیطرف مخاطب ہوکر ملتمس ہوا کہ یا صاحبقران ذلیشان آپ بھی ملکہ برق جادو سے کچھ اس اپنے خیر خواہ قدیمی کی سفارش نہین کرتے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تم اپنے دل مین انصاف نہین کرتے اور اپنے گریبان مین منہ نہین ڈالتے کہ برق جادو نے کہان تمھاری مدد کی کہان کہان آفتون سے تمھاری جان بچائی کہان کہان یہ کام نہین آئین تمھین چاہیے تھا کہ تم خود اسکی خدمتگذاری اور فرمانبرداری کرو نہ کہ اُلٹے اُس سے طلب کرتے ہو واہ سبحان اللہ مردون کا یہی شیوہ ہوتا ہی کہ جو اپنے کو قتل ہونے گردن مارے جانے سے بچائے اُس سے اپنا خون بہا طلب کرین اے خواجہ اسی سے لوگ تمکو طامع اور بندۂ زر کہتے ہین خواجہ نے عرض کیا کہ اے صاحبقران گیتی ستان مین کچھ اس سے روپیہ پیسا نہین مانگتا ہون زر و جواہر تھوڑی طلب کرتا ہون اور چپکے سے کہتا کہ مین

ایک مدت سے اسپر مرتا ہون اسکے دام الفت مین گرفتار ہون ہزار جان سے اسکا عاشق زار ہون
آپ ہی اتنا ثواب لیجیے کہ میرا عقد اسکے ساتھ کرا دیجیے امیر کشورگیر نے عمرو کی منت سماجت کرنے سے
برق جادو کو پیغام دیا کہ خواجہ تمپر فریفتہ ہی ایک مدت سے تمھارے حسن و جمال پر شیفتہ ہوا ہی بلکہ جہان
تمھارے سبب خاطر و مدارات اسکی کی ہی تمکو لازم ہی کہ اب اپنی خدمت مین اسے قبول کرلو یہ میرا نہایت خیرخواہ اور
دوست ہی اور مجھکو بھی بہت عزیز ہی جیتے کہ اپنے بھائی کے برابر مین اسکو جانتا ہون یہ بڑا طرار فرار ہی بمثل
عیار ہی اسکے تمھارے پاس رہنے سے تمپر بفضل خدا کوئی غنیم لئیم آنکھ نہ اٹھا سکیگا کوئی اپنی عیاری تمھارے
آگے پیش نہ لیجا سکیگا برق جادو نے ہاتھ باندھ کے گذارش کیا کہ ای صاحبقران زمان کنیز حضور کی عدول حکمی
کسیطرح نہین کرسکتی مگر مجھے اپنی شادی کرنا منظور نہین ہی حضور اس باب مین کچھ نہ ارشاد فرمائین بعد اسکے
کہا کہ ای صاحبقران اگر مجھکو اپنی شادی کرنا منظور ہوتی تو اس دزد باریک گردن لک لک پاسبان زادے
کے ساتھ نہ کرتی مین تو کبھی اس سے پائخانے مین لوٹا بھی نہ رکھواتی اس صورت کا کتا بھی نہ پالتی عمرو نے جلکے
جواب دیا کہ ارے تجھے ایسی صورت کبھی خواب مین بھی نہ میسر آتی تو اس شکل و شمائل کا آدمی کہان پاتی اور یہ تو
مین تیرا دل لینے کے لیے کہا تھا ورنہ مین خود ہمیشہ ایسی صورت سے بھاگتا ہون اس شکل کی عورت سے بات
بھی نہین کرتا یہ مین نے مذاقیہ تجھسے کہا تھا ورنہ کہان مین کہان تو زمین آسمان کا فرق ہی برق جادو
بولی چلو بس زیادہ باتین نہ بناؤ بہت شرمندگی نہ سناؤ تمھاری خجالت میرے سر آنکھون پر امیر نے عمرو سے
فرمایا کہ بھئی اسکو شادی کرنا منظور نہین مین زیادہ زبردستی نہین کرسکتا دوسرے دن امیر کشورگیر نے
برق جادو سے فہمائش کی کہ اب تم اپنے ساحرون سمیت ترک سحر کرکے ظاہر بظاہر اسلام اختیار کرو اسنے
عرض کیا کہ مین حضور کی تابع فرمان ہون اور ہمیشہ سے دین اسلام کے نام پر قربان ہون اگر اس دین
برحق کیطرف میرا دل رجوع نہوتا تو ہر جگہ آگے آگے آپکی شریک کیون ہوتی نرگس جادو اور سرامہ جادو
کو کیونکر قتل کرواتی دمامہ جادو کی قید سے کیون چھڑاتی لڑائی مین آپکی جان کسلیے بچاتی شیشہ باطل السحر
کیون لاتی مگر ای شہریار ابھی بھائی دمامہ جادو کا ساحر ششمش جادو موجود ہی اور وہ کسیطرح دمامہ
سے کم نہین ہی بلکہ کچھ اس سے زیادہ ہی ہی جب بفضل و تائید ربانی اور باقبال صاحبقرانی اسکا فرجام کا اختتام
ہوجائیگا یہ کنیز مع اپنے ساحرون کے ترک سحر کرکے انشاء اللہ بے غل و غش ظاہر بظاہر اسلام قبول کریگی
صاحبقران نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی پھر صاحبقران زمان نے جو جو ساحر مدد کے واسطے آئے تھے
سبکو خلعت دے دے کر رخصت کیا اور آپ ایک دن اور رونق افروز رہے بعد اسکے وہان سے رخصت ہوکے
شہر زبرجد نگار کو روانہ ہوئے اب شہر زبرجد نگار کا راستہ بے کھٹکے صاف کھلا ہوا ہی کچھ چاہ الماس مین سے
نکلنے کی ضرورت نہین کسواسطے کہ دمامہ جادو کے باعث سے طلسم بند ہوا تھا سوا چاہ الماس کے اور
کوئی راستہ نہ تھا القصہ صاحبقران دوران شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری
اور نذر کردہ شاہ شرق و غرب کرب حرب اور مقبل وفادار اور یہودائے زنگی وغیرہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے
ابوالہول دیوانہ کے مکان پر تشریف لائے ابوالہول نے بڑی دھوم دھام اور نہایت تزک و احتشام سے
امیر عالیمقام کی دعوت کی ایک شب صاحبقران نے وہان قیام فرمایا دوسرے روز شہر زبرجد نگار کو روانہ ہوے
اور عمرو بن امیہ ضمری کو پیشتر سے لشکر اسلام کی خبر کیواسطے روانہ کیا اب لشکر اسلام کا حال سنیے کہ یہان

تمام سرداران نامی اور فرزندان گرامی اور سپہ سالار صاحبقران عالیشان کے زبرجد شاہ کے بندے بنے ہوئے
ہر وقت اُسکی بارگاہ مین بیٹھے رہتے ہین لقا اور بختیارک اور سرداران لقا سب موجود ہین اور گرد تمام شہر
زبرجد نگار کے دمامہ جادو بزور سحر حصار باندھ گئی ہی کہ جو کوئی لشکر اسلام سے زبرجد نگار کے جانے کا قصد
کرتا ہی وہان ایک دیوار حصاری بنی ہوئی ہی وہ اُسمین چھپیدہ ہو جاتا ہی اور سامنے شہر کے لشکر اسلام اُترا ہوا ہی
ایک دنکا ذکر ہی کہ زبرجد شاہ کو بیٹھے بیٹھے امیر حمزۂ صاحبقران کا خیال آیا اپنے بارگاہ نشینون کیطرف مخاطب
ہوکر پوچھا کہ تم مین سے کسی کو کچھ حال حمزہ کا بھی معلوم ہی کہ وہ آجکل کہان ہی اور کس فکر مین ہی کیا کیا کرتا ہی سبنے عرض کیا
کہ ای خداوند ہمکو بالفعل حمزہ کے حال سے بالکل آگاہی نہین ہی معلوم نہین وہ کہان ہی کہان نہین زبرجد شاہ نے
ہرکارون کو حکم دیا کہ جاؤ اور جہان اور جسطرح ہوسکے حمزہ کا مفصل حال دریافت کرکے مجھسے بیان کرو بموجب حکم
زبرجد شاہ کے ہرکارے واسطے دریافت حال امیر با اقبال کے روانہ ہوئے اور پہر چار گھڑی کے بعد بارگاہ مین پھر آئے
ہاتھ باندھ کے عرض کرنے لگے کہ ای خداوند غلام حمزہ کا حال دریافت کر آئے زبرجد شاہ نے حکم دیا بیان
کرو انھون نے عرض کیا کہ امیر حمزۂ صاحبقران عمرو و کرب و مقبل کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بتبنیہ قتل شہنشاہ
ساحران ملکہ دمامہ جادو چاہ الماس کو گیا اور اُسکے تیسرے روز ابو الہول دیوانہ کے پاس پہونچا وہ اپنے ہمراہ
حمزہ کو چاہ الماس مین لیگیا اور اس بات کو مہینا بھر سے زیادہ ہو چکا ایک مہینا بھر ادھر کا یہ حال ہی جو حضور مین عرض
کیا گیا اب آجکل کا حال کچھ نہین معلوم کہ حمزہ کس خاص مقام پر ہی اور کیا کر رہا ہی زبرجد شاہ نے جو ہرکارون کی
زبانی سنا کہ حمزہ استیصال ملکہ دمامہ جادو کے واسطے چاہ الماس مین گیا ہوا ہی ہاتھ پاؤن کے طوطے اُڑ گئے تمام
جسم کانپنے لگا رنگ زرد ہو گیا ہوائیان مُنھ پر چھوٹنے لگین مضطر و پریشان ہوکے بیساختہ کہنے لگا کہ دمامہ مجھسے
کہگئی تھی کہ مجھپر چالیس دن بہت سخت و صعب ہین ارے کوئی دیکھو تو کاغذ مین اُن چالیس روز مین کے روز باقی ہین
یا چلہ تمام ہو گیا اور ہمسے جو خدا پرستون نے مہلت طلب کی تھی وہ وعدہ اُنکا منقضی ہوا یا ابھی نہین غرض صاحب دفتر
نے کاغذ دیکھکے عرض کیا کہ یا خداوند خدا پرستون کے وعدے کے دن کل تمام ہو گئے اور شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو
کے ایام نحس کی مدت کا آج خاتمہ ہو جائیگا ملک بختیارک نے اپنے دل مین کہا کہ جسوقت دمامہ جادو ماری گئی فوراً یہ سبکے
خدا پرست ہوش مین آجائینگے پھر ہم لوگ بھاگنے کا بھی کہین رستہ نہ پائینگے بڑی مشکل ہوگی یہ یزدان پرست زبردست
ہم لوگون مین سے ایک ایک کو پیس پیس کے مار ڈالینگے خوب اپنے دل کے جلے پھپھولے پھوڑینگے حوصلے نکالینگے آجکل جو کچھ ہو گیا
وہ ہو گیا پھر کچھ نہ ہوسکیگا بس اپنے دل مین یہ سوچ کے اُسنے زبرجد شاہ سے کہا کہ یا خداوند جلد ان خدا پرستون کا
استیصال کیجیے زیادہ غفلت اور تساہل کو دخل دیجیے اور اُنھین کے سردارون کو اُنسے لڑوائیے آپ الگ رہیے
اور اگر کہین اس اثنا مین شیطان کے کان بہرے حمزہ آگیا تو پھر استیصال اُنکا مشکل ہو جائیگا حمزہ ایک ایک کو
ناک چنے چبوائیگا زبرجد شاہ گمراہ نے جواب دیا کہ ای بختیارک دمامہ جادو مجھکو منع کر گئی ہی کہ جبتک مین
نہ آؤن تو خدا پرستون سے ہرگز ہرگز مقابلہ نہ کرنا بختیارک نے عرض کیا خیر آپ خود مقابلے کو نہ جائیے مگر ایلچی تو
بھیجیے زبرجد شاہ نے بختیارک کی اس رائے ناقص کو پسند کیا اور اُسی وقت دبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ ایک
نامہ بادشاہ سعد بن قباد کو ہماری طرف سے لکھو کہ جتنی مہلت تمنے ہمسے مانگی تھی وہ بالفعل تمام ہو گئی اب
یا تو ہمین آکے سجدہ کرو یا آمادۂ جنگ ہو اور اب ہم تمھارا کوئی عذر و حیلہ نہ مانینگے دبیر نے بموجب حکم زبرجد شاہ
بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ شہریار والا نژاد سعد بن قباد کو ایک نامہ مشتمل بمضمون مندرجۂ بالا لکھکر دیا اور

اسے ملفوف کرکے سامنے زبرجد شاہ کے لاکے حاضر کیا زبرجد شاہ نے سرداران لشکر اسلام کیطرف دیکھکر کہا
کہ اے سرداران نامی والا و اوران گرامی ہے تم مین سے کوئی ایسا کہ اس نامے کو بادشاہ اسلام سعد بن قباد کے پاس
لیجاے اور جواب باصواب اسکا لیکے فوراً آوے ابھی پوری بات اسکے منھ سے نہ نکلی تھی کہ شاہزادۂ انجم گروہ رستم
شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند رشید امیر حمزۂ صاحبقران والا دودمان اپنے دنگل پر سے
اٹھا زبرجد شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ مجھے دیجیے بادشاہ اسلام سے کمال محبت ہے نہایت مہر و مروت ہے مین یہ نامہ لیجاؤنگا
اور انکو سمجھا بجھا کے یہان لاؤنگا زبرجد شاہ یہ جسارت اور سبقت شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن
بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی دیکھکے اُنسے بہت خوش ہوا اور ایک خلعت پر زر نہایت پر تکلف دیکر انکو روانہ
کیا بدیع الزمان نامہ زبرجد شاہ کا سر سے باندھ کے روانہ لشکر اسلام ہوا بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد کو خبر
ہوئی کہ بدیع الزمان برسم ایلچی گری آتا ہے حکم کیا کہ خبردار کوئی اُسکو نہ روکے جسطرح آتا ہے آنے دے اس اثنا مین
بدیع الزمان ابن صاحبقران اندر بارگاہ ہشامی کے آیا اور بطریق زبرجد پرستان سلام کیا کسی نے
جواب سلام نہ دیا بدیع الزمان نہایت خشمگین و غضبناک طور سرکن کے پاس آیا اور کہا اے طور سرکن اٹھ
اپنے دنگل پر سے کہ مین تھوڑی دیر تیرے دنگل پر بیٹھ کے کچھ سوال و جواب سعد بن قباد سے کرکے چلا جاؤنگا اُسنے
جواب دیا کہ صاحبزادے دنگل آپکا تو موجود ہے آپ اُس دنگل پر کیون نہین بیٹھتے جو مجھسے طلب کرتے ہین
اور مجھے میرے دنگل پر سے اٹھاتے ہین بدیع الزمان نے اور زیادہ چین بہ جبین اور خشمگین ہوکر کہا کہ
جلد اٹھ نہین تو مین تجھے مار ڈالونگا طرفۃ العین مین کام تیرا تمام کر دونگا اور گھونسا مارنے کو اٹھایا طور سرکن
چاہتا تھا کہ بدیع الزمان سے کچھ گفتگو کرے بادشاہ فلک بارگاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے طور سرکن تو کس سے
گفتگو کرتا ہے یہ وہی بدیع الزمان ہے جسنے پانچ سو ملک کو حکم باختر کو اسلام آباد کیا بڑے بڑے نامداران
نامدار اور بڑے بڑے کفار اشرار سے جہنم کو بھر دیا آج وہی بدیع الزمان گلے مین بت پہنے پیشانی پر قشقہ
کھینچے یہ باتین کر رہا ہے اے طور سرکن یہ اپنے ہوش مین نہین ہے اگر اپنے ہوش مین ہوتا تو ایسے کلمے و کلام نہ کرتا
طور سرکن نے یہ سنتے ہی دنگل اپنا خالی کر دیا بدیع الزمان اُس دنگل کو اٹھاکے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے
لایا اور وہان اُسے بچھا کے بیٹھا بادشاہ سعد بن قباد نے شاہزادۂ بدیع الزمان کی صورت دیکھی حیران ہوا
کہ خدا خیر کرے نہین معلوم کیا ماجرا ہے ساقی کو حکم دیا کہ شراب لاؤ شہزادۂ بدیع الزمان کو پلاؤ ساقی بموجب
ارشاد بادشاہ جمجاہ کے ساغر شراب ارغوانی کا بھر کر سامنے شاہزادۂ بدیع الزمان کے لایا بدیع الزمان
نے اُس ساغر کو اُسکے ہاتھ سے لیکر زمین پر پھینک دیا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ مین شراب پینے کے واسطے
نہین آیا ہون بلکہ ایک فرمان واجب الاذعان اپنے خداوند کا لایا ہون بادشاہ اسلام نے کہا لائیے وہ فرمان
مجھے دیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ پہلے اُسکے آداب بجا لائیے تعظیم کیجیے زر و جواہر نثار کرنے کو منگوائیے پھر مین
آپکو نامہ اپنے خداوند کا دون بادشاہ تقریر اُس طلسم بستہ کی سنکے آبدیدہ ہوے فرمایا کہ اے شاہزادۂ انجم گروہ
رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان لشکر شکن آپ فرزند رشید حمزۂ صاحبقران عالیشان کے ہین آپ نے
اپنی قوت و زور بازو سے برسون جہاد کیا کفرستان کو اسلام آباد کیا تعجب ہے کہ ایک کافر ازلی اور مرتد و شقی کے
نامہ کی آپ مجھسے تعظیم و تکریم کرواتے ہین آپکو یہ کیا ہو گیا مگر ہان آپ میرے عم نامدار بجاے والد بزرگوار کے
ہین اگر کہیے مین آپکو تسلیم کرون آپکی تعظیم کرون اور زبرجد شاہ مردود درگاہ الٰہ تو قابل لعنت ہے اُسکی

لعنت کیجیے اس کلمہ و کلام کو چھوڑ دیجیے لیکن یہ کلام حقیقت التیام جو بادشاہ اسلام سے بدیع الزمان نے سنا تہا
خشمگین و غضبناک ہوکے دیوانہ وار نعرہ کیا کہ او خیرہ سر تو خداوند کی جناب مین کلمات گستاخانہ اور کلام بیہودہ
کہتا ہی اور مجہکو نصیحت کرتا ہی یہی شرط کہ ایک وار مین تیغ آبدار کے کام تیرا تمام کرون اور اس بارگاہ مین خون
تیرا بہادون اور ٹہر تو جاب مین تجہے کیا چہوڑتا ابہی ہون بغیر مارے اور یہ کہکے تلوار کہینچکر بادشاہ اسلام کیطرف
دوڑا تمام بارگاہ مین ایک غلغلہ ہوا ہنگامہ برپا ہوگیا سب سردار اُٹھے تہے کہ بدیع الزمان کو پکڑلین اور
بادشاہ اسلام کو اس طلسم بستہ کی شر سے بچائین بادشاہ سبکو منع کر رہے تہے کہ صاحبو تم نہ بولو تم اس راز سے
نہین واقف ہو ناحق کا ملال نہ مول لو مین سمجہ لونگا کہ ناگاہ ایک شاہزادہ بدیع الزمان تہرتہر کانپنے لگا اور دفعتہً
زمین پر گرکے بیہوش ہوگیا لوگون نے چاہا کہ شہزادے کو گرفتار کرلین بادشاہ اسلام نے منع کیا کہ خبردار ہاتہ نہ لگانا
گرفتار نہ کرنا اسمین کچہ سر مخفی ہی تم لوگ نہ بولو اگر اسوقت یہ مجہے مار ڈالیگا تو مین نے خون اپنا اسے معاف کیا
یہ سنتے ہی لوگ اپنی اپنی جگہ رک رہے کہ اس اثنا مین شاہزادہ بدیع الزمان کو ہوش آیا اپنے کو دیکہا کہ شمشیر
برہنہ ہاتہ مین لیے تخت بادشاہی کے سامنے بیٹہا ہوا ہی اور صاحبقران فلک فر اپنے دنگل ناد عنبر پر
رونق افروز نہین ہین لوگون سے پوچہا کہ کیون صاحبو صاحبقران ذیشان کہان تشریف لیگئے ہین اور
مین نے کس پر تلوار کہینچی ہی کیا معاملہ ہی طور سرکن نے کہا کہ صاحبزادے اب شاید آپ ہوش مین آئے ہین ابہی
آپ نے مجہے کونسا تان کے دنگل پر سے اٹہایا تہا میرا دنگل لیجا کے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے بچہایا تہا
زبرجد شاہ کا نامہ لیکر آپ برسم ایلچی گری آئے تہے بادشاہ اسلام پر تلوار کہینچکے دوڑے تہے کہ آپ خود بخود
کانپ کے بیہوش ہوگئے اب ہوش آیا تو آپ یہ سب باتین پوچہنے لگے اور صاحبقران با اقبال تم لوگون کے
افعال سے تنگ ہوکے اس خیال مین نکل گئے ہین کہ یا تو خدانخواستہ نصیب دشمنان اپنی جان دین یا دمامہ جادو
کو جہنم واصل کرین شہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران نے
کہا کہ اے طور سرکن ہم لوگون نے کیا کیا جو صاحبقران ہم لوگون کے افعال سے تنگ آکے اپنی ہلاکت پر آمادہ
دمامہ جادو کے قتل پر دل دادہ نکل گئے ہین طور سرکن نے کہا واہ صاحبزادے واہ کہتے ہو کہ ہم لوگون نے
کیا کیا ارے اس سے بڑہ کے اور کیا غضب کروگے کہ تم لوگ یزدان پرستی ترک کرکے سب جا کے زبرجد پرست
ہوگئے ہو بالکل اپنے پروردگار مالک و مختار حاکم قضا و قدر خالق جن و بشر کو بہول گئے ہو یہ کلام حقیقت التیام
طور سرکن سے سنکے بدیع الزمان لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہکے رو دیا اور ہاتہ باندہ کے بادشاہ اسلام سے
عرض کیا کہ حضور معاف فرمایئے گا مین خود رفتہ تہا مجہکو مطلق ہوش نہین کہ مین نے حضور سے کیا گفتگو کی بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ اے بدیع الزمان مین پہلے ہی سمجہا تہا کہ تم اپنے ہوش مین نہین ہو جب تو ایسی بے عقلی اور بدحواسی کی
باتین کرتے ہو اور کہین زمانے مین تمہارے برابر مرد فہمیدہ و سنجیدہ ہوتا بہی ہی تمنے کفر کافری کے کیسے کیسے نشان
اُکہاڑے عالم مین خدا پرستی اور ایمانداری کے جہنڈے گاڑے کیسے کیسے کفرستانون کو اسلام آباد کیا تمنے
کیسا کیسا جہاد کیا بلکہ مین اور لوگون سے کہتا تہا کہ بدیع الزمان سحر مین گرفتار ہی نہین تو ایسے کلام نامناسب کرتا
تم ہرگز میری طرف سے اپنے دل مین خیال رنجیدگی کا نہ لاؤ بخدا مجہکو تمسے نہ کوئی ملال ہی نہ کسیطرح کا میرے دل مین
کچہ خیال ہی بعد اسکے بدیع الزمان نے طور سرکن کیطرف مخاطب ہوکے کہا کہ اے طور سرکن تم بہی مجہے معاف
کرو کہ مین نے تمہاری خدمت مین بہی بڑی بے ادبی کی تم مرد مسن ہو مین نے تمسے یہ کیا گستاخی کی طور سرکن نے

کہا آپ میرے مرشد زادے ہین جو کچھ آپ نے میرے حق مین کیا بہت خوب کیا مجھے آپ سے کوئی شکایت نہین ہی کسی بات کا
ملال میرے دل مین ہی مگر ای شاہزادے آپ نے نامے کو جو اس کافر ازلی مرتد و شقی کے اپنے سر پر چڑھا یا ہی اُسے تو
اُتار لیجے بدیع الزمان نے یہ سنتے ہی گھبرا کے اُس نامے کو اپنے سر سے کھولا اور پھاڑ کے پھینک دیا اور لوگون سے
پوچھا کہ کیا شہر زبرجد نگار سے ہمارے ساتھ بھی کوئی آیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ بارہ ہزار سوار آپکے ہمراہ آئے ہین
بدیع الزمان والا شان نے حکم دیا سب حرامزادون کو قتل کرو اُنکی صورتین اُنکے خون سے بھرو بادشاہ اسلام
بدیع الزمان کا یہ کلام سنکے بہت خوش ہوے فرمایا کہ صاحبو دیکھا تمنے جب یہ فی الحقیقت اپنے ہوش و حواس
مین نہ تھے جب تو ویسی باتین کرتے تھے اب سحر سے چھوٹے ہین تو ہوش و حواس کی باتین کر رہے ہین غرضکہ ان سب
زبرجد پرستون کو قتل کیا اور بادشاہ اسلام نے بدیع الزمان کو گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا کہ اس اثنا
مین نعرۂ علم شاہ رومی کی آواز قیطول زبرجد شاہ پر سے بلند ہوئی بدیع الزمان نے عرض کیا کہ ای
شہریار معلوم ہوتا ہی کہ میری طرح سب سردار ہوشمین آگئے و مامہ جادو ماری گئی اب قیطولون پر تلوار چل رہی
ہی جلد تشریف لیچلیے اُسی وقت بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ فوج تیار ہو ہم زبرجد نگار پر جائینگے فوراً کمر بندی
ہو گئی ہرکارے خبر لیکے آے کہ وہ حصار سحر جو شہر زبرجد نگار کے گرد تھا بالکل مٹ گیا اب بخوبی آتے
جاتے ہین اور جو لوگ اہل اسلام سے سحر مین مبتلا ہو کے دیوار مین چسپیدہ ہو گئے تھے وہ بھی سب رہا ہوے الغرض
بادشاہ تخت پر سوار ہوے آگے آگے بدیع الزمان پیچھے پیچھے فوج شہر زبرجد نگار کو چلے لیکن وہان کا حال
سنیے کہ جب زبرجد شاہ شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران
گیتی ستان کو بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد عالی مقام بادشاہ اسلام کے پاس برسم ایلچی گری روانہ
کر چکا تو پھر ہرکارون کو بلا کے پوچھا کہ تمھین خوب تحقیق معلوم ہوا ہی کہ حمزہ چاہ الماس مین گیا ہی ایک ہرکارے نے
عرض کیا کہ خداوند ہمین تحقیق معلوم ہو گیا ہی کہ حمزہ کو چاہ الماس مین گئے ہوے آج پندرہ دن ہوے دوسرے نے
التماس کیا کہ پیر و مرشد حمزہ کو گئے ہوے بائیسوان دن ہی بلکہ عمرو عیار اُسکا نہ جاتا تھا ابو الہول نے زبردستی
اُسے اُسمین ڈھکیل دیا زبرجد شاہ نہایت برہم ہوا کہ کیا واہیات بکتے ہو یہ کبھی سنا بھی نہین کہ آدمی دیدہ و دانستہ
اندھون کیطرح اپنے کو کنوئین مین گرا دے جاؤ دور ہو میرے سامنے سے اب خبردار کبھی ایسی جھوٹی خبر میرے سامنے
نہ بیان کرنا پہلے تمنے بیان کیا کہ حمزہ کو چاہ الماس مین گئے ہوے ایک مہینے کا عرصہ ہوا آج پندرہ دن اور بائیس
دن بتاتے ہو تمھاری بات کا کہین بھی کچھ ٹھکانا ہی جو منھ مین آیا بک دیا دربار خداوندی نہوا ترکاری کی منڈی ہوئی
یا کوئی افیونی کی صحبت ہوئی کہ جو جی مین آیا جھوٹھ سچ گپ اُڑا دی اور گپ بھی وہ جو محض خلاف عقل ہو کسیکے ذہن
مین آسکتا ہی اور کون اس بات کو یقین لا سکتا ہی کہ کوئی اپنے کو خود کنوئین مین گرا دے اب کبھی اگر ایسی جھوٹی
خبر میرے سامنے بیان کروگے تو مین تمکو سزاے سخت دونگا اور اپنی خدائی سے نکال دونگا ابھی زبرجد شاہ
ہرکارون سے یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک آندھی بڑے زور شور سے چلنے لگی زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا خاک اُڑنے لگی
وہ گنبد ہلنے لگا شور قیامت برپا ہوا جتنے مکانات مثل گنبد مینا اور قیطول خداوندی وغیرہ کے سحر کے بنے ہوے
تھے سب کر چین ہو ہو کے اُڑ گئے قصر معلق بھی ہوا ہو گیا اور علم شاہ رومی اور جتنے سردار لشکر اسلام اور
فرزند امیر عالی مقام تھے کانپ کانپ کے لگنون اور کرسیون پر سے گر کے بیہوش ہو گئے بختیارک ملعون نے
زبرجد شاہ روسیاہ سے کہا کہ ای خداوند جلد ان سرداران لشکر اسلام کو قید کر لیجے اور جٹ پٹ ان سبکو

مسلسل اور مطوق کرکے قید خانے مین بھجوا دیجیے ورنہ یہ ہوش مین آجائینگے تو غضب ڈھائینگے ایک کو زندہ نہ
چھوڑینگے سب کے رشتہ حیات توڑینگے یہ اب تک سحر شہنشاہ جادوگران ملکہ دمامہ جادو مین گرفتار تھے جو ہنوز
کے بندے بنے ہوے ہر وقت فرمانبردار تھے مگر اب غضب ہو گیا کہ حمزہ نے ملکہ دمامہ جادو کو مار ڈالا یہ قید
سحر سے چھوٹ جائینگے پھر اگر ہزارون برس بھی کوئی خاک چھانیگا تو یہ ہاتھ نہ آئینگے زبرجد شاہ یہ سنکے نہایت
برہم ہوا اور گھونسا اس زور سے بختیارک کے منھ پہ مارا کہ قریب تھا اُسکے سب دانت ٹوٹ کے پیٹ مین
جا رہین اور کہا او حرامزادے ایسی فال بد تو ابھی سے اپنے منھ سے نکالتا ہی دمامہ جادو کو تو کیا کوئی چھوکری
سمجھے ہوے ہی اگر حمزہ ایسے ہزار آدمی جائین تو اُسکا بال بیکا نہ کر سکین اُسکے ایک سحر مین تو تمام عالم کا کام تمام کرے
بھلا حمزہ کی تو کیا حقیقت اور کیا ہستی ہی کہ اُس سے سر بر ہو سکے اگر حمزہ ہزار برس بھی کوشش کرے تو اسکے سحر سے
نہ جانبر ہو سکے تو نہین دیکھتا کہ حمزہ کی تمام اولاد اور سردار اسوقت میری خدائی کے قائل ہو کے مجھکو سجدہ
کرتے ہین یہ دمامہ جادو کے سحر کا اثر نہین ہی تو اور کیا ہی پھر جو ایسی ساحرہ زبردست ہو وہ حمزہ ایسے
ضعیف البنیان شخص سے پست ہو یہ بات کہین قیاس مین بھی آتی ہی یا زبردستی ہی تو نے دل سے گڑھ کے خیالی پلاؤ پکا کے
بے سمجھے بوجھے کہہ دیا کہ دمامہ جادو کو حمزہ نے مار ڈالا خبردار اگر پھر ایسا کلمہ تو نے کبھی زبان سے نکالا تو تجھے جان سے
مار ڈالونگا بختیارک بولا یا خداوند آپ کو اختیار ہی چاہیے غلام کو مار ڈالیے چاہیے جان بخشی کیجیے مگر بلاحظہ فرمائیے
کہ وہ گنبد مینا اور قصر معلق اور قیطول خدائی کہان غائب ہو گئے یہ سب مکانات سحر اور سامان خدائی کیا ہوے
مین یہی عرض کرتا ہون کہ انھین قید کر لیجیے نہین پھر کچھ نہو سکیگا آپ ہی پچھتائیگا زبرجد شاہ بولا او دنیا
کیا بکتا ہی چپ رہ اب یہ سب میرے بندگان خاص مین سے ہین یہ میری خدائی سے کہان جا سکینگے اور میرا
کیا بنا سکینگے ابھی یہی باتین تھین کہ علم شاہ رومی اور تمام سرداران لشکر اسلام ہوش مین آے اپنے کو
بارگاہ جہنم پایہ گاہ زبرجد شاہ مین پایا متعجب ہوکے پوچھا کہ ہم کیونکر یہان آے کون ہمین لایا ہی یہ مقدمہ
کیا ہی زبرجد شاہ پکارا تم سب میرے بندگان خاص ہو مدت سے تم نے مجھکو سجدہ کیا ہی اور حمزہ تنگ
ہوکر عاجز آکے صحرا کو نکل گیا ہی اور بدیع الزمان کو مین نے برسم ایلچی گری بادشاہ اسلام سعد بن قباد
کے پاس بھیجا ہی ای بندگان من مجھ مین یہ قدرت ہی کہ چاہون تو زمین و آسمان کو درہم و برہم کر دون پھول آسمان پر جائین ستارے زمین پر
آئین دریا سے آگ نکلے آگ سے پانی بہے علم شاہ یہ گفتگو اُس خرس بادیہ ضلالت کی سنکے بولا او ملعون تو کیا جھک رہا ہی اور تلوار
میان سے کھینچکر اُسپر دوڑا اور سب سرداران لشکر اسلام بھی تلوارین پکڑ پکڑ کے یہ کہتے ہوے جھپٹے کہ او مشرک سگ پلید اب تجھے ہم زندہ و سالم
نہ چھوڑتے ہین لشکر کفار نے جو دیکھا کہ سرداران لشکر سب دست بقبضہ ہین وہ بھی تلوارین لیکر دوڑے لڑائی ہونے لگی
تلوار چلنے لگی علم شاہ رومی نے بڑھ کے زبرجد شاہ پر تلوار ماری وہ ملعون تو تخت پر سے کود کے علیحدہ ہو گیا
اور علم شاہ کی تلوار نے تخت کو کاٹ کے زمین کو بوسہ دیا اُدھر لقا نے جو یہ نقشا دیکھا یہ بھی تخت پر سے کودا
زبرجد شاہ اور زمرد شاہ دونون سنگدلون کے رنگ زرد ہو گئے سرداران لشکر اسلام کا یہ ڈھنگ
دیکھکے مارے خوف کے ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے جسم مین تھرتھری پڑ گئی دل کانپنے لگے ایوان بادشاہی سے باہر
نکل کر مرکبون پر سوار ہوے فوج کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا لاکھو کافرون نے مسلمانون کو گھیر لیا
ایک ہنگامہ قیامت برپا ہی چہار طرف دار و گیر کی صدا ہی تلوارون کی جھنکارین بلند ہین امن و امان کے رستے
بند ہین علم شاہ کے نعرے کی آواز آسمان تک جاتی ہی یہ چن چنکر کفار کو مار رہا ہی اور سرداران اسلام بھی

لاش پر لاش گرا رہے ہین یہ حال ہی کہ کہین دس پھڑک رہے ہین کسیجگہ بیس سسک رہے ہین کسی مقام پر
پچاس دم توڑ رہے ہین کہین سو زندگی سے منہ موڑ رہے ہین چارون طرف تلوار برس رہی ہی خون اُڑ رہا ہی باپ سے
بیٹا بیٹے سے باپ جدا ہی ایک معرکۂ عظیم برپا ہی پھر اس دلو بند نامے ایک سردار زبردست زبرجد شاہ کا
ہی اُسنے علم شاہ پر تلوار ماری علم شاہ نے تلوار اُسکی تیغہ کپتان پر روک کے جو ایک ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے پرخاش اژدر گیر نے تیغہ سکندر پر مارا سکندر نے اُسکے تیغے کو روک کے جو اُسکی کمر پر تلوار ماری مانند
خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگیا آدھا گھوڑے سے ادھر آدھا اُدھر گرا ہاشم تیغزن نے فیلاب فراز گوش کو
چورنگ کیا غرض ایک ایک سردار صاحبقران نے ایک ایک سردار نامی کو زبرجد شاہ کے مارا اور ایوان
بادشاہی سے نکلے زبرجد شاہ بزدل در و سیاہ اپنی فوج و سپاہ کو پکارا کہ ای مردان دلاور و ای بہادران
لشکر خبردار یہ خدا پرست بندگان منحرف زندہ بچکر نہ جانے پائین انھین یہین چارون طرف سے گھیر کے مارلو
اُسوقت شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران گیتی ستان
اور بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد والا نژاد مع سات سو زمرد پوشون کے وہان پہونچے اور نعرہ کیا کہ ای کافران
غدار اور ای مردمان مکار خبردار ہم آپہونچے غرض یہان تو علم شاہ رومی اور بندگان زبرجدی سے تلوار چل رہی
ہی تھی اب بدیع الزمان نامدار جو مع اپنے لشکر جرار کے آپہونچے انھون نے بھی وہین سے تلوارین کھینچین
اور جو سامنے آیا اُسے دو ٹکڑے کیا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی تمام شہر زبرجد نگار مین ایک غلغلۂ قیامت انگیز
برپا ہوا ہر گلی کوچے مین کشت و خون ہو رہا ہی چارون طرف دریا خون کا بہ رہا ہی شپا شپ تبران چھاچاق
شمشیران بلند سیل خون روان نرخ جان ارزان دلال اجل در کار ملک الموت بیکار بے محنت و مشقت قبض روح
ہوئی جاتی ہی کشتون کے پشتے سرون کے انبار ہر طرف لگے ہوے ہین بدیع الزمان نامدار کی تلوار سے یک حشر برپا ہی تلوار ہی کہ غضب خدا ہی اسکا

چمکی صفت صاعقہ جو تیغ شرربار
تصویر صفت تھے متکلم نہ بد اطوار
گرتی تھی نئے رنگ سے سر ایک گھڑی تیغ
بجلی سی گری عکس کی جو اُسکے پڑی تیغ
ڈھالون مین چھپے بیٹھے تھے سب کافر بے پیر
بند آنکھین تھین نافہمون کی باہم تھی یہ تقریر
اُس سے دم نہ چلا ایک ستمگار کا بس بس
چلا رہی تھی موت کہ ای صاعقہ بس بس
کس لطف سے ہر بانی کینہ ہوا چورنگ
شہباز نظر کا سر و سینہ ہوا چورنگ
تھا شحنۂ دین فتح کے ہمراہ سپے روند
تھی رعد کی فریاد کہ ای برق زبان کوند
نیلا ہوا گردون گل سوسن کی طرح سے
بھاگا کیا کاٹ کے ناگن کیطرح سے

نازل ہوا سب پر غضب ایزد غفار
ہر ضرب مین جالون کی لعینون کو پڑی تھی
اُس تیغ سے کوئی جو دم جنگ لڑی تیغ
پھل برچھیون کے شق ہوے تلوار کی ضو سے
بجلی کی چمک سے تھی فزون تیغ کی تنویر
ای غافلو تلوار کا کیا روپ ہی دیکھو
اسلام سے کہتی تھی یہ تلوار کہ ہنس ہنس
پھل نیزۂ دشمن پر اگر جلوہ نما تھا
اُس موج سے دریا مین سفینہ ہوا چورنگ
باغی روش ظلم و ستم بھول گئے تھے
تھی آب دم تیغ مین جوہر سے چکا چوند
مردم نے بہت خوف کے صدمے جو سہے تھے
مینہ خوف کا برسا گئی ساون کیطرح سے
چلاے جوان رعب ہی پر اسکی چمک مین

میدان مین گو جمع تھے لاکھون ہی ستمگار
دامن کو قضا غیظ مین گردان رہی تھی
آب ہوئی لا کھتی گو منہ کی کڑی تیغ
تارون کے گلے کٹ گئے اُس تیغ مہ نو سے
ہر بار پہونچتا تھا وہان جلوۂ شمشیر
ڈھالون کے بھی سایہ مین یہان دھوپ ہی دیکھو
ہر ضرب مین بیدم ہوے کفار جو دس دس
بالاے الف مد کیطرح کلک قضا تھا
تیغی ہوئی قارون کا خزینہ ہوا چورنگ
پھلتی تھی شکست آپ قدم کھول گئے تھے
رہوار سے کہتی تھی مین کالون تو اسیر رو
چھپ جانے کی آنکھون مین جگہ ڈھونڈ رہے تھے
دشمن کے گلے پر تھی وہ دشمن کیطرح سے
ہو خوف سے رعشہ بدن پیر فلک مین

آیا جو کوئی پاس گری برق درخشان
غل سامریون مین کہ یہ ہی سحر فراوان
سر پر جو گری تیغ نے مغفر کو اُڑایا
مرغ شب دیجور نے شہپر کو اُڑایا
ڈھالون مین کبھی گرکے جوشن سے نکل آئی
ٹھنتی ہوئی گہ خانۂ زین سے نکل آئی
یہ اسکو پکارا کہ سرک موت نے گھیرا
یہ برق گری آگیا آنکھون مین اندھیرا
اُس پر جو گری تیغ اُلٹ کے اسے مارا
لہرا کے وہان بڑھ گئی گھٹ کے اسے مارا
خیاط ظفر پیرہن مرگ لیے تھے
دم بند تھے نہ جامۂ ہستی جو سیے تھے

نے النار ہوا تن مین چلی روح برایان
بھرتی تھی جو وہ مرگ صفت لشکر شہرین
شہباز کی دہشت نے کبوتر کو اُڑایا
ابرو کو جو کاٹا تو قزح سے نکل آئی
تلوار مہ نو بھی گہن سے نکل آئی
عشق مین بھی عدو کو چمک اُسکی نظر آئی
دو ٹکڑے ہوا وہ رخ ادھر تیغ نے پھیرا
تھا قصد کہے ہان پر ابھی ہان نہ کہا تھا
سیدھی گئی اُس پر تو سمٹ کے اسے مارا
اللہ رے صفائی کہ لہو تک نہ کبھی اٹھا
تلوار نے تردامنون کو بانٹ دیے تھے
تھی دھوم یہ مقراض سر انگشت عدن کی

تنور سا خم لب لب ہو گئی بریان
پوشیدہ تھے جن روحین ملک الموت کے پر مین
بند سر کافر خود سر کو اُڑایا
تھی برق فلک قوس قزح سے نکل آئی
درآئی جبینون مین تو دمن سے نکل آئی
سونا ہوا اکسیر کہ چاندی نظر آئی
گرنے مین کہا اُسنے ہوا فیصلہ تیرا
شعلہ سا شرر تیغ دو دم لوٹ رہا تھا
ہٹ کے اسے مارا تو لپٹ کے اسے مارا
یک کاٹ کے لگی بھی تو سر اونہین دھرا تھا
جھیبون سے جگر چاک تھے پر ٹھیک سیے تھے
کیا قطع بریدہ آج ہوئی جامۂ تن کی

راوی بیان کرتا ہی کہ تین شبانہ روز اسی طرح برابر تلوار چلائی تیسرے روز تھا کہ مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیۂ نامدار پہونچا اور حال دریافت کرکے بجلدی تمام خدمت صاحبقران عالی مقام مین آیا سب کیفیت بیان کی کہ اے صاحبقران عالیشان آپ تو یہان ہین اور وہان سب آپکے فرزندان نیک نام اور سرداران لشکر اسلام نے ہوش مین آکے زبرجد پرستی چھوڑ دی اور اپنے خدا ے یکتا کی وحدانیت کے قائل و معترف ہوکے پھر اپنے دین اسلام پر قائم ہوے اور اُس سگ روسیاہ زبرجد شاہ پر لعنت کی شہر زبرجد نگار مین ایک طوفان عظیم برپا ہی ہر گلی کوچے مین شور قیامت زا ہی بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد ادام اللہ ملکہ وضاعف قدرہ بھی وہان رونق افروز ہوے ہین علم شاہ رومی اور بدیع الزمان وغیرہ لڑ رہے ہین کافرون کے سر کٹ رہے ہین میدان کے میدان اُن ناپاکون کی لاشون سے پٹ رہے ہین آپ بھی جلد تشریف لے چلیے زبرجد شاہ گمراہ کو واصل جہنم کیجیے تمام مال و اسباب اُسکا لوٹ لیجیے یہ سنکے امیر کشور گیر نے اشقر دیوزاد کو بڑھایا یہان زبرجد شاہ نے حکم دیا کہ ارے بدیع الزمان کو مار لو کہ شتر سیر بن اعتر اگک رعد آواز ستون بارگاہ قدرت نے آگے بڑھ کے بدیع الزمان کا سامنا کیا اور نعرہ کیا کہ اے بدیع الزمان بندۂ منحرف قدرت یہ تو نے کیا غضب کیا کہ خداوند زبرجد شاہ سے منحرف ہو کے پھر دین اسلام اختیار کر لیا ارے او جاہل گم گشتہ یہ تو نے کیا آفت برپا کی ہزارون بندگان زبرجد شاہ کا بیقصور خون بہایا تجھے کچھ خوف و خطر خداوند کا نہ آیا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی دیکھ تو اپنے کیے کی کیسی سزا پاتا ہی بدیع الزمان نے جھنجھلا کے جواب دیا کہ او شتر سیر بے پیر کیا بیہودہ بک رہا ہی دیکھ تجھے بھی واصل جہنم کرتا ہون شتر سیر نے جھنجھلا کے سر بدیع الزمان نامدار پر تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اُسکی پشت شمشیر پر روک کے اور بچستی تمام ذرا ہاتھ اپنا ترچھا کرکے جواب کی تلوار اُس تیز دست پر ماری تو اُسکے شانے پر پڑی کہ اُس شانے اور سینہ پر کینہ کو اُسکے کاٹتی ہوئی دوسری طرف زیر بغل اُتر گئی اُس شقی کا منہ نے کا منہ دلا کٹکے گر پڑا غل ہوا کہ شتر سیر بڑا شریر تھا آخر مارا گیا زبرجد شاہ نے نعرہ کیا کہ افسوس ستون میری بارگاہ

قدرت کا گر پڑا ناگاہ آواز نعرۂ صاحبقرانی کی کان مین آئی اور ساتھ ہی اُسکے نعرۂ خاور سپاہ ملک قاسم
لعل خفتان خونریز خاوری کی صدا بھی سنائی دی اور کرب وغیرہ بھی نعرہ کرکے فوج کفار پر آپڑے لقاے مشرک
خدلنے جو آواز نعرۂ صاحبقرانی کی سنی بدحواس ہوگیا ہاتھ پاؤن پھول گئے بختیارک نے کہا ای خداوند حمزہ آپہونچا جلد
یہان سے بھاگ چلیے نہین تو مارے جاینگا لقانے زبرجد شاہ سے کہا کہ ای زبرجد شاہ مین نے تقدیر کی ہی کہ
تو حمزہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا نہین تو میرے ساتھ بھاگ چل زبرجد شاہ پکارا او گیدی خرروباہ
خصلت بزدل تو کہان جاتا ہی دیکھ مین حمزہ کو دم بھر مین مارے لیتا ہون زمرد شاہ خداے باختر بولا تو کیا
بکتا ہی مین نے تو تقدیر کی ہی کہ یہان سے بھاگ جاؤن اور یہ کہکر اپنے رفقا اور لشکر سمیت شہر زبرجد لگار سے
نکل کر کشتیون پر سوار ہوکے بھاگا ملک فرعونیہ کا راستہ لیا یہان شہر زبرجد لگار پر خوب لڑائی ہوئی بادشاہ
اسلام نے حکم دیا کہ ہاتھیون کو ریل دو عمارتین شہر کی گرادو صاف میدان ہوجاے اچھی طرح جنگ کی جگہ نکل
آے بموجب حکم جہان مطاع بادشاہ گیتی پناہ مکانات مسمار ہونے لگے میدان لڑائی کے واسطے صاف ہونے لگا
اب وہ وقت ہی کہ دونون لشکر ملے ہوے لڑرہے ہین کہ پھر نعرۂ صاحبقرانی بلند ہوا کہ زمین و آسمان اور عمارات
عالیشان مین زلزلہ پڑگیا حتے کہ امیر کشور گیر تلوارین مارتے ہوے زبرجد شاہ تک پہونچے اور ایک تلوار زبرجد شاہ
پر ماری وہ تو خواصی مین جا رہا تلوار نے ہودا اور زنجیر اور ماتھے کو کاٹ کے زمین کو بوسہ دیا زبرجد شاہ کود کر بھاگا
گھوڑے پر سوار ہوا چاہا کہ نکل جاے کہ امیر حمزۂ صاحبقران پہونچے نعرہ کیا کہ او کافر خاسر میرے ہاتھ سے بچ کے
کہان جاتا ہی زبرجد شاہ نے ناچار ہوکے جب کوئی راستہ بھاگ جانے اور جان بچانے کا نہ پایا تو امیر با توقیر پر تلوار ماری
امیر فلک وقار نے تلوار اُس ناہنجار کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے قاش زین سے اُٹھا لیا اور
دست حق پرست بلند کرکے بالاے سر چکر دینا شروع کیا زبرجد شاہ کی عقل چکر مین آئی گردش تقدیر نے
یہ صورت اُسے دکھائی زمانے کا اور طور ہوا اہل اسلام کا دور ہوا صاحبقران عالیشان چاہتے ہین کہ اُسے
زمین پر دے پٹکین کہ ملک قاسم نے آواز دی دادا جان اسے مجھے دیجیے امیر نے زبرجد شاہ کو قاسم کیطرف
پھینکا اُسنے ہوا پر ہاتھ مین روکا پھر زمین پر دے مارا سینہ پر سوار ہوکے مشکین باندھ لین عمرو عیار کے حوالہ
کیا کہ ابوالہول دیوانہ اور یہوداے زنگی ساتھ ہزار دیوانون سے آے اُنھون بھی لڑنا شروع کیا تمام
شہر زبرجد لگار کو تہ و بالا کردیا بہت سے کفار اشرار مارے گئے بہت سے ناہنجار گرفتار ہوے اکثر بزدلے
بھاگ گئے الامان یا بدیع الزمان الامان یا امیر حمزۂ صاحبقران کشورستان کی آواز چار طرف بلند
ہوئی امیر صاحبقران نے امان دی جملہ دلاوران اسلام کو منع کیا کہ اب نہ لڑو تلوار روک لو یہ امان
مانگ رہے ہین غرض بفور حکم امیر با توقیر سب نے اپنے اپنے ہاتھ روک لیے تلوارین میان مین رکھ لین نقارۂ
فتح کے بجے شادیانے نصرت کے نوازش مین آے تمام غازیان دین اسلام بفتح و فیروزی پھرے قاسم
نے بادشاہ اسلام کو سلام کیا نذر دی حلم شاہ دوڑ کر بیٹے سے لپٹ گیا پیار کیا گلے سے لگایا احوال پوچھا
شہزادۂ ملک قاسم نے سب حال بوتیسال جادو کا اژدہا بنکر نگل جانے اور اپنے باغ مین لیجاکے قید کرنے کا
بیان کیا اور عرض کیا کہ اگر دادا جان صاحبقران دوران وہان نہ تشریف لیجاتے اور اُس لکاتہ کو فنا
نہ فرماتے تو میری جانبری محال تھی اُسی کے قید مین پڑے پڑے سڑ جاتا کسی کو میری قبر کا بھی نشان نظر آتا
مگر ابھی زندگی تھی اس سے بچ گیا جو آج حاضر خدمت ہون بدیع الزمان روتا ہوا آکر قاسم سے بغلگیر ہوا

مزاج کا حال پوچھا پھر تو جتنے سردار دست راست اور دست چپ کے تھے سب باری باری قاسم سے ملے سب کو
بڑی خوشی حاصل ہوئی لیکن عمرو بن امیہ ضمری مال و اسباب کی فکر مین مضطر و حیران سرنگون بیٹھا ہوا ہی جتنے
دوزخ و بہشت زبرجد شاہ کے دیکھے وہان بھی خاک نہ پایا البتہ حور و غلمان ہاتھ لگے اُنکو فروختہ باشد کیا
خوب بردہ فروشی کی کل قیمت اُنکی نقد جمع کرلی مگر اسپر بھی نہایت غمگین و ملول ہی کہ نقد کچھ نہ ہاتھ آیا بیکار کی مشقت
ہوئی مفت کی زحمت ہوئی آخرکار یہ کام کیا کہ زبرجد شاہ کو ایک گوشے مین لاکے ہاتھ باندھ کے کھڑا کیا اور کہا
کہ او دغاباز جعلساز جلد بتا کہ مال تیرا کہان ہی مین نے اسقدر محنت و مشقت کی اور ایک حبہ تک تجھسے مجھکو نہ ملا
اور کوڑا اُٹھاکے مستعد ہوا کہ بتاتا ہی تو بتا نہین تو آج تجھے مارتے مارتے مار ڈالونگا مارے کوڑون کے تیری
کھال گرا دونگا اور یہ کہکے ایک آدھ کوڑا چکھایا اُس بزدل کو یقین ہوگیا کہ یہ بندۂ زر ہی اگر مین اسے مال اپنا
نہ بتاؤنگا تو یہ بیشک آج مجھے مار ڈالیگا بس وہ کافر خاسر کانپ گیا اور کہنے لگا کہ خواجہ صاحب آپکو کسنے
منع کیا ہی خزانہ تو میرا بہت سا ہی آپ اُسمین سے جاکے کیون نہین لے لیتے ہین جو مجھے اسطرح بیجا و قصور
کوڑون کی مار دیتے ہین خواجہ نے کہا او مکار اُس خزانے سے مجھے کیا کام ہی وہ مال بادشاہی ہی حمزہ نے اُسپر
پہرے بٹھائے ہین اُسمین سے مجھے کیونکر ملیگا تو اپنا خفیہ خزانہ بتا نہین تو آج تجھے مار ڈالونگا یہ کہکے اور ایک دو
کوڑا اُسے مارا کہ وہ بلبلا گیا اور کہنے لگا بس مجھے مارئے نہین مین بتائے دیتا ہون عمرو بولا جلد بتا اُسنے نشان دیا
کہ میری خوابگاہ مین جاکے پلنگ کے نیچے زمین کو کھودیے وہان بارہ ہزار صندوق اشرفیون سے بھرے ہوئے
دفن ہین آپ اُنھین لے لیجیے اور مجھے چھوڑ دیجیے عمرو نے جواب دیا کہ او مردود تو حمزہ کا قیدی ہی مین تجھے
چھوڑ نہین سکتا ہون وہ چاہے تجھے قتل کرے چاہے تیری جان بخشے یہ کہکے زبرجد شاہ کو پھر زنبیل مین
ڈال لیا اور بسرعت تمام شہر زبرجد نگار مین آیا دیکھا کہ تمام خزانون اور جملہ مکانون پر چوکی پہرہ
کرب غازی کے لوگون کا ہی اور کرب خود ہوشیار بیٹھا ہوا ہی کرب نے عمرو کو سلام کیا اور عرض کیا کہ
حضور کیون تشریف لائے ہین عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا مین آجکل قرضدار بہت ہون اور کچھ روپیہ زبرجد شاہ
کا پوشیدہ ہی اُسکا حال کسی کو معلوم نہین ہی اگر تم کہو تو مین اُسے تلاش کرکے لون کرب نے کہا کہ مین آپکا
تابع فرمان ہون مگر یون ظاہر بظاہر اگر آپ جاکے اُسے لینگے تو یہ میرے واسطے بڑی بدنامی کی بات ہی
سب یہی کہینگے کہ دیدہ و دانستہ کرب نے مال و خزینہ بادشاہی عمرو کو اُٹھوا دیا عمرو بولا ای فرزند مین تجھکو
بدنام نہ کرونگا یہ کہکے چلا گیا اور رات کو گلیم عیاری اوڑھکر خوابگاہ زبرجد شاہ پر آیا اور تلاش کرکے
اُس تہخانے کو نکالا اور وہ صندوق اشرفیون کے لیکے پھر اُسے اسی طرح بند کردیا اور خوشی خوشی جاکے سو رہا
صبح کو خدمت امیر فلک سریر مین روانہ ہوا اُدھر صاحبقران نے شادی و خرمی مین شب بسر کی صبح کو دربار کیا
بادشاہ کو مجرا کرکے دنگل پر بیٹھے تمام سردار جمع ہوے اس اثنا مین عمرو نے آکے سلام کیا صاحبقران
ذیشان نے فرمایا کہ خواجہ زبرجد شاہ کو لاؤ عمرو نے اُس کافر کو زنبیل سے نکالکر سامنے حاضر کیا فتیلہ رفع
بیہوشی کا دیا زبرجد شاہ کو جو ہوش آیا دیکھا کہ سامنے صاحبقران بیٹھے ہین اور مین گرفتار ہون پکارا
کہ ای حمزہ تو نے مجھے گرفتار کیا ہی میرے غضب خداوندی سے نہین ڈرتا ہی شرط کہ ابھی تجھے خاک سیاہ کردون
صاحبقران نے فرمایا او کافر دروغ گو کیا مزخرفات بکتا ہی اگر تجھمین کچھ قدرت ہی تو قید سے چھوٹ کے چلا جا
ارے تو تو محض مجبور ہی ہر طرح معذور ہی لعنت کر اپنے اعمال و افعال قبیحہ پر اور دین اسلام قبول کر مین تیرا

ملک تجھے پھیر دونگا بلکہ اور جو ملک مجھسے مانگیگا وہ بھی تجھے حوالے کرونگا زبرجد شاہ سنگدل اور سیاہ قلب
تھا نصیحت نے صاحبقران کی کچھ اثر نکیا مثل مشہور ہی کوا دھوے سے سفید نہین ہوتا شعر باب زمزم و کوثر
سفید نتوان کرد ؛ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ؛ کلام صاحبقران کے سنکر بولا کہ حمزہ چونکہ مین نے تجھے
پیدا کیا ہی خلعت حیات دیا ہی اسوجہ سے شرم آتی ہی نہین تو ابھی تجھے غارت کر دیتا امیر نے فرمایا اس گمراہ
ضلالت آگاہ کو نصیحت ہرگز اثر نہ کریگی حکم دیا کہ ابھی میدان خونی تیار ہو اُسی وقت اسباب سب آکے موجود ہوا
ارہ کش تسمہ کش قینچیان سولیان جلادان مریخ جبین زحل ہیئت حاضر ہوئے بارہ ہزار سولیان کھڑی ہوئین
امیر عالیجناب مالک الرقاب نے فرمایا کہ زبرجد شاہ کو اسکے ہمراہیون سمیت چرخی پر کھینچو جلادون نے بفور حکم
امیر اُسکے پاؤن کی پڑلیون مین رسیان باندھ کے چرخی پر کھینچا زبرجد شاہ زمین سے بلند ہوا پھر صاحبقران
باکرم نے فرمایا کہ اے زبرجد شاہ کیون جہالت کر کے اپنی جان دیتا ہی اور بارہ ہزار بندگان خدا کا بھی تیرے
ساتھ خون ہوتا ہی کیون انکا بھی عذاب اپنے سر لیتا ہی ارے غافل ہوشیار ہو گمراہی سے باز آ لقا کو دیکھ کہ میرے
ہاتھ سے کیونکر بھاگتا پھرتا ہی اور کچھ وہ میرا نہین کر سکتا مین تجھے بندۂ خدا سمجھتا ہون چاہتا ہون کہ اگر اب بھی
تو راہ راست پر آجاے اور دین اسلام قبول کرے تو کیون تیرے خون مین ہاتھ بھرے زبرجد شاہ نے
جواب دیا کہ حمزہ تو اپنے گمان مین مجھے مار ڈال مگر مین کسی طرح نہ مرونگا زمین کو چھوڑ کے آسمان پر جاکے
خدائی کرونگا یہ کلام حماقت انجام اُس گبر پر غرور سے سنکے امیر نے فرمایا ہان اور اسے بلند کرو جلادون نے
رسی کھینچی جب یہ خوب بلند ہوا صاحبقران نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور سب سردارون نے تیرون کو
کمانون مین پیوستہ کیا امیر نے تیر چلہ کمان مین جوڑ کے زبرجد شاہ پر مارا اور جتنے ہمراہیان زبرجد شاہ
تھے اُن خطا شعارون پر سردارون کے تیر پڑنے لگے زبرجد شاہ اور سب تڑپ تڑپ کے واصل جہنم ہوے
صاحبقران ذیشان شکر الٰہی بجا لاے نقارے شادمانی کے بجنے لگے اور بجاے زبرجد شاہ لوالہول
دلوانہ کو شہر زبرجد نگار کا حاکم مقرر کیا خلعت دیا پھر صاحبقران نے عمرو سے پوچھا کہ اے خواجہ لقا کدھر
بھاگ گیا ہی عرض کیا جانب ملک فرعونیہ گیا ہی امیر نے فرمایا کہ مین اُسے بھی کب چھوڑتا ہون کہ وہ زندہ
میرے ہاتھ سے نکل جاے اور پھر صاحبقران نے خواجہ زادون کو بلا کے ساعت سعید دریافت کی
اور جو ساعت سعید اُنھون نے بتائی اُسیوقت مع فوج و سپاہ نصرت پناہ کشتیون اور جہازون پر
سوار ہوکے لقا کے تعاقب مین ملک فرعونیہ کو روانہ ہوے انکو تو یہین چھوڑیے

جبتک چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ دونون یعنی خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد ہاتھ سے ایرج نوجوان کا زخمی ہوکر دامن کوہ
مین اُترے ہین اور اپنے زخمون کا علاج کر رہے ہین چند روز مین جب زخم انکے اچھے ہوے ایکدن کا ذکر ہی
کہ یہ دونون بیٹھے ہوے ہین صبح کا وقت ہی سر اپنے کھلوا دیے ہین جھونکے نسیم سحری کے آرہے ہین
صحرا کی سیر کر رہے ہین شراب پی رہے ہین کہ ایک طرف سے بگولہ گرد کا اُٹھا جب دامن گرد ہوا نے چاک کیا ایک
مرکب صبا رفتار نمودار ہوا اور دیکھا کہ اُس مرکب پر ایک نقابدار سفید پوش زخمی و بیہوش پڑا ہوا ہی وہ
گھوڑا آتے آتے ایک مقام پر چرا مین مصروف ہوا دو چار مُنہ گھانس پر مارکے اپنے کو جھرجھرایا کہ
نقابدار بیہوش زمین پر گرا گھوڑا پھر گھانس کھانے لگا خورشید و غضنفر نے جو یہ ماجرا دیکھا دونون

اُٹھکر اُس گھوڑے کے پاس آے اور نقابدار کو وہان سے اُٹھا کے اپنے مقام پر لاے یہان لاکے اُسکا علاج
کروایا جب زخمون کی ایذا کم ہوئی غش برطرف ہوا نقابدار کو ہوش آیا اسنے جو آنکھین کھولین تو اپنے کو ایک
خیمے مین پایا اور خورشید اور غضنفر کو اپنے پاس بیٹھے ہوے دیکھا اسنے سلام کیا اور کہا کہ آپ نے مجھپر بڑا احسان
کیا کہ میرے زخم کا علاج کروایا ان دونون نے اُس سے پوچھا کہ اے نقابدار یہ زخم تو نے کہان کھایا نقابدار
نے کہا کہ مین ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہو کر اسکے سامنے سے چلا آیا تھا مگر مین نے سنا تھا کہ گیرنگ بن نیرنگ شاہ
زرائلی نے ایرج کے واسطے بہت سے جہاز تیار کروائے ہین تاکہ ایرج اُنپر سوار ہو کے قلعۂ ذوالامان کو
جاے میرے خیال مین آیا کہ وہان ناموس حمزۂ صاحبقران کے ہین اور ان دنون وہان کوئی ایرج سے مقابلہ
کرنے والا نہین ہے ایسا نہو کہ ایرج وہان جاے اور ناموس صاحبقرانی کو تباہ و برباد کردے اس سے بہتر ہے
کہ چلکے اُن جہازون کو جلا دیجیے اسلیے کہ نہ جہاز ہونگے نہ ایرج اُنپر سوار ہو کے وہان جائیگا اور اگر بارِ دگر
جہاز بنوانے کا قصد کریگا تو بنتے بنتے بہت عرصہ لگیگا جب تک کوئی نہ کوئی مددگار ناموس صاحبقرانی کا آجائیگا
یہ سوچ سمجھکر مین نے جاکر اُن تمام جہازون مین آگ لگا دی سب جہاز جلگئے اُدھر سے گیرنگ بن نیرنگ آیا اسنے
جو یہ ماجرا دیکھا مجھپر تلوار لیکے دوڑا مین نے بھی اپنی تلوار کھینچی میرے اُسکے رد و بدل ہونے لگی اُسی اثنا مین زخم
میرا شق ہو گیا غشی مجھپر طاری ہوئی گھوڑا مجھے جنگگاہ سے بھاگا پھر جو میری آنکھ کھلی تو مین نے آپ دونون صاحبون
کے پاس اپنے کو پایا آپ کا کمال احسان ہوا مین نہایت درجہ آپ کا ممنون ہون خورشید اور غضنفر نے کہا
کہ آپ ذرا اپنی نقاب تو اُٹھائیے اپنا جمال مبارک تو دکھائیے کہ آواز آپ کی عورتون کی سی پائی جاتی ہے نقابدار نے
جواب دیا کہ آپ نے خوب پہچانا فی الحقیقت مین عورت ہون اور جب آپ لوگون نے میری یہ دوا دوش کی کہ
مجھے وہان سے لاے اور یہان لاکے میرا علاج کیا تو اب مین بندۂ احسان ہون پھر آپ سے کیا پردہ کرون
یہ کہکے بند نقاب کو کھولا چہرے سے حجاب برطرف کیا نقاب کا اُسکے رُخ روشن سے ہٹنا تھا معلوم ہوا کہ بدلی سے
چاند نکل آیا شعر اُسکا چہرہ نقاب سے نکلا ✤ آفتاب اک سحاب سے نکلا ✤ بس دیکھتے ہی خورشید و غضنفر
دونون اُس محبوب پری پیکر پر دل و جان سے فریفتہ و شیفتہ ہوے اور یہ نازنین مہ جبین غضنفر پر عاشق ہوگئی
ان دونون نے کہا کہ اے قمر برج خوبی و اے مہر سپہر محبوبی اگر آپ نے اپنے جمال باکمال کو دکھایا ہے تو اپنے حسب و نسب سے
بھی آگاہ کیجیے یہ فرمائیے شعر پھول کس بوستان کے ہین صاحب ✤ چاند کس آسمان کے ہین صاحب ✤ دیگر اگر ماہے ترا
منزل کدام است ✤ وگر شاہے ترا آخر چہ نام است ✤ اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحبو مجھ ننگ خاندان کا نام و نشان
کیا پوچھتے ہو شعر نہ پوچھو اے پری رو یہ عبث نام و نشان میرا ✤ جنون میرا تخلص ہے مجھے دیوانہ کہتے ہین ✤ ملکہ نوشابادی
اس بدنام کنندۂ خاندان کا نام ہے مین بیٹی ہون طہماس بن عنقویل دیو پرور کی دادا کو میرے اُس
آفتاب پرست نے مار ڈالا مین اپنے جد بزرگوار کے خون کا عوض اس سے لینے کے واسطے آئی تھی فلک کجرفتار نے
نہ چاہا اور مجھے اُسکے ہاتھ سے زخمی کروایا خیر یار زندہ و صحبت باقی اگر زندگی ہے تو پھر کبھی نہ کبھی دیکھا جائیگا
خورشید و غضنفر نے کہا کہ عورتون پر جہاد حرام ہے عورتون کا مجادلہ و مقاتلہ کرنا خلاف شریعت اسلام ہے
مگر تم خاطر جمع رکھو کچھ دل مین اندیشہ نہ کرو ہم تمھارے عوض چلکے لڑینگے اور تمھارے جد بزرگوار کے خون کا
عوض اس آفتاب پرست سے لینگے چونکہ ملکہ نوشابادی خود غضنفر پر مائل ہو چکی ہے وہ جو اس سے ہنس ہنس کے
باتین کرتی ہے خورشید جلا جاتا ہے دل ہی دل مین کڑھ رہا ہے غضنفر بن اسد نے جو دیکھا کہ ملکہ مجھپر مائل معلوم

ہوتی ہی اپنے دل مین بہت خوش ہوا جلدی سے ایک جام شراب ارغوانی کا بھر کے خورشید ستارہ پرست کو دیا
اُسنے جام تو پیا مگر دل مین ایک کانٹا لگا بعد مینوشی کے غضنفر سے پوچھا کہ ای غضنفر اسوقت مجھکو خود بخود جام شراب
دینے کا کیا باعث ہی شعر بھر بھر کے جام مجھکو جو دیتا ہی آج تو ٭ ساقی عنایتین یہ تیری بے سبب نہین ٭ جلد اپنے دل کا
مطلب بیان کرو کہ تمھاری کیا مراد ہی غضنفر نے جواب دیا کہ ای خورشید مقصد میرا یہ ہی کہ تم اس نازنین مہ جبین
کو مجھے بخشدو تم اس سے ہاتھ اُٹھاؤ کہ مین اسیر دل دادہ و فریفتہ ہون میرا یہ حال ہی شعر ہوش جاتا رہا نگاہ کے
ساتھ ٭ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ٭ خورشید یہ سنتے ہی آگ ہو گیا کہنے لگا کہ او دیوانے ہوش مین آ
مین خود اس ماہ پیکر زہرہ جمال مشتری خصال پر عاشق ہون تو خود اسکی محبت والفت سے ہاتھ اُٹھا نہین تو تجھکو
سزا دونگا اور جسطرح ہوگا ملکہ کو مین ہی لونگا غضنفر بولا او خورشید اول تو ملکہ مسلمان ہی تم ستارہ پرست ہو
تمھارا اُسکا طالع ایک کیونکر ہو سکتا ہی کہان وہ نادیدہ خداے آسمان کی ماننے والی کہان تم ایک ستارے کو
اپنا خدا جاننے والے تمھارے اُسکے زمین آسمان کا فرق ہی تمسے اُس سے کیا علاقہ دوسرے یہ کہ وہ مجھپر شیفتہ ہی
مین اُسپر فریفتہ ہون جسطرح ہو سکے تم اس سے ہاتھ اُٹھاؤ مین تمھارا کمال ممنون ہونگا خورشید بولا کہ ای
غضنفر باپ نے تیرے وہ حرکت بد کی کہ میری بہن پیکر بانو کو لیگیا باوجودیکہ مجھسے پگڑی بدلی تھی بھائی چارہ
کر لیا تھا پگڑی بدلنے اور بھائی چارے کا پاس و لحاظ نہ کیا اب تجھسے مجھسے دوستی ہوئی تو بھی بموجب اس قول کے
کہ الولد سر لابیہ ویسا ہی نکلا جیسا تیرا باپ تھا یعنے وہ میری بہن کو لیگیا اور تیرا یہ سلوک ہی کہ جسپر مین عاشق ہون
تو اُسی کا طالب ہی کہتا ہی کہ یہ مجھے دیدو ای غضنفر یاد رکھ کہ یہ تو کبھی نہوگا اور جو تو زیادہ اصرار کریگا تو مین بری طرح
پیش آؤنگا بس ہٹ جا میرے سامنے سے زیادہ دیوانگی کی باتین نہ کر مین ایسے دیوانے کو خوب ٹھیک بناتا ہون
یہ سنکر غضنفر نہایت برہم ہوا کہا او خورشید تو مجھے کیا ایسا کمزور سمجھا ہی مین ہرگز اس سے دست بردار
نہونگا یہ کہکے ایک خنجر خورشید پر مارا خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے کیون تیری شامت آئی ہی اور
جھپٹ کے ہاتھ سے غضنفر کے خنجر چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُسکو اُٹھا لیا پھر چرخ دے کر زمین پر مارا
سینے پر چڑھ کے مشکین اُسکی باندھ لین بعد اُسکے خورشید نے ملکہ نوشابادی کیطرف مخاطب ہو کے پوچھا
کہ ای ملکہ تم کیا کہتی ہو ہم دونون مین کسکو قبول کرتی ہو نوشابادی نے جواب دیا کہ ای خورشید مجھکو اپنے
مقدمے مین بالکل اختیار نہین ہی مسلمانون مین دستور ہی کہ ناکتخدا عورت کو اپنے مقدمے مین کچھ اختیار
نہین ہوتا ہی جسکے ساتھ اُسکے والدین شادی کر دیتے ہین وہ اُسکو قبول کرتی ہی مالک و مختار میرا طہماس
ہی وہ جسکے ساتھ چاہے میرا عقد کر دے خورشید سوچا کہ یہ تو غضنفر کیطرف مائل ہی گو کہ صاف صاف
مجھسے نہین کہتی اس سے بہتر یہ ہی کہ غضنفر کو قتل کرون جب وہ نہوگا تو یہ مجھسے ضرور راضی ہو جائیگی بس
یہ سوچ سمجھکر اپنے نوکرون سے حکم دیا کہ جلد جلاد کو بلاؤ کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد کو جا کے بلا لایا
اُسنے باہر نوبت کا چبوترہ ڈال فلاکت کا بوریہ غضنفر کو اُسپر لیجا کے بٹھایا اور کہا صاحب مین اپنا پیٹ پالنے کے لیے
یہ پیشہ جلادی کرتا ہون اور ایک خط کوئلے کا اسکی گردن پر کھینچکر تلوار برہنہ کی اسکے قریب کھڑا ہوا اور کہنے لگا ای
شخص کھانا پانی جس چیز کو تیرا جی اسوقت چاہتا ہو بیان کر اور اگر کسی عزیز و آشنا سے ملنے یا کچھ اُسے پیام
دینے کا خواہان ہو تو اظہار کر اسلیے کہ پھر تجھے کوئی دم مین دنیا کا گرم کھانا ٹھنڈا پانی کسی عزیز و دوست کی ملاقات
میسر نہ آئیگی غضنفر نے جلاد سے تو نہ کچھ کہا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل مین دعا کرنے لگا کہ رب کریم

تو مجھے اس شقی و لئیم کی شر سے بچا ابھی بہتر احکم غضنفر کے قتل کا خورشید نے نہین دیا ہی کہ اختر اختران نے کہا ای
خورشید غضنفر کا قتل کرنا اچھا نہین ہی ایرج سے تو تمسے عداوت ہو ہی چکی ہی اب خدا پرستون سے بھی مفت
کی عداوت مول لیتے ہو اور جسکے واسطے یہ امر کرتے ہو کہ اپنے ایسے دوست کا خون ناحق اپنی گردن پر لیتے ہو وہ بھی
تمسے راضی نہین پھر اگر تمنے اسے قتل بھی کروا ڈالا تو کیا نتیجہ ہوا خیر اگر اسنے تمہارے ساتھ کج ادائی کی ہی تو اسے قید
کر رکھو مگر قتل نہ کرو قتل کرنا اچھا نہین خورشید بھی سمجھا کہ اختران شاہ سچ کہتا ہی کہا کہ اچھا اس دیوانے کو ابھی
اسیر کروا اور حکم دیا کہ خبردار ہرگز زنہار کوئی خدا پرست ہمارے لشکر مین نہ رہے صبح کو جس خدا پرست کو اپنے لشکر مین
دیکھونگا فوراً اُسکے قتل کرونگا اور جسے مجھسے محبت ہو وہ دین ستارہ پرستی اختیار کرے اور ڈھنڈھوریے کو
بلاکے حکم دیا کہ تو چار جانب ڈھنڈھورا پیٹ آ کہ جسکو ہماری محبت ہو اور ہمارے لشکر مین رہنا منظور ہو وہ دین
ستارہ پرستی اختیار کرے نہین تو فوراً ہمارے لشکر سے نکل جاے جارچی بموجب حکم خورشید ستارہ پرست کے
چار جانب ڈھنڈھورا پیٹ آیا تمام لشکر غضنفر لشکر خورشید ستارہ پرست سے علیحدہ ہو کر چلا گیا مگر شہاب
بن فولاد اژدر گیر خدمت خورشید ستارہ پرست مین حاضر ہوا اور مصلحتاً بظاہر دین ستارہ پرستی اختیار کیا
اور منتظر کمین وقت کا رہا جب رات کا وقت ہوا اور لشکر خورشید ستارہ پرست مین سب سو گئے تو شہاب
بن فولاد اژدر گیر چپکے سے اُٹھکر اُس قیدخانہ مین آیا جہان غضنفر قید تھا اور میان سے تلوار کھینچکر پاسبانون
اور دربانون کو وہان کے قتل کرنا شروع کیا یہان تک کہ سب کو قتل کیا اور چاہتا ہی کہ اندر قیدخانے کے جاکر غضنفر
کو قید سے رہا کرے لیکایک خورشید ستارہ پرست کی آنکھ اُس غل شور سے کھل گئی اور پوچھا کہ ارے یہ غل کیسا
ہی سب نے عرض کیا کہ حضور شہاب بن فولاد اژدر گیر قیدخانے مین غضنفر کو چھڑانے کے واسطے گیا ہی اور
وہان کے دربانون اور پاسبانون کو قتل کیا یہ اُسی کا غلغلہ ہی بس خورشید یہ سنتے ہی کمال غیظ و غضب مین
وہی لباس شب روی پہنے ہوے وہان آیا نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار مکار اسی واسطے تو ستارہ پرست ہوا تھا
کہ غضنفر کو قید سے چھڑا لیجاے ارے او شہاب ستارہ تیرا گردش مین ہی اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون کہ
تو میرے ہاتھ سے نکل جاے جب شہاب بن فولاد اژدر گیر نے دیکھا کہ بڑا غضب اور اندھیر ہو گیا سارا
حال کھل گیا خورشید ستارہ پرست آ گیا شہاب اسکی طرف پھر انعرہ کیا کہ ای خورشید پہلے تجھے مارون
بعد اسکے اپنے آقا کو چھڑاؤن یہ کہکے وہی تیغہ خون آلود خورشید پر مارا خورشید نے سپر کو رخ کی پناہ کیا
مگر تیغہ شہاب سپر کو کاٹ کے سر پر اُس خیرہ سر کے پڑا کہ تا دو ابرو اُتر گیا خورشید نے پہلے دستانہ مارا کہ تلوار سر سے
نکل گئی بعد اسکے خورشید قبضۂ تیغ سے لپٹ گیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار شہاب کی چھین لی پھر کمر مین ہاتھ ڈالکے
اُٹھا لیا اور سر پر چکر دیکے زمین پر دے مارا کہ شہاب بیہوش ہو گیا خورشید نے مشکین اُسکی باندھ کے
غل و زنجیر مین مسلسل کر کے غضنفر کے پاس قید کیا مگر خورشید کے زخم سر سے خون جو بہت سا بہہ گیا تھا
اُسکو وہ ضعف سے غش آ گیا تھا اور خورشید آفتاب لب بام ہو گیا تھا اختر اختران نے جو یہ حال
اسکا دیکھا فوراً جراح کو بلوایا زخم مین ٹانکے دلواے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھوائی علاج ہونے لگا تیسرے دن
اسکو ہوش آیا مگر ضعف سے یہ حال تھا کہ بولا نہین جاتا تھا اختر اختران نے جلدی سے شوربہ مرغ کا پکواکے
پلوایا کچھ قوت آئی لیکن ابھی زخم بالکل نہین اچھا ہوا ہی خورشید بیٹھا ہوا ہی کہ دیکھا آسمان پر ایک لکہ ابر کھائی
دیا اور وہ ابر بڑھنے لگا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی بڑھتے بڑھتے محیط عالم ہو گیا زور شور سے پانی

پانی برسنے لگا رعد گرجنے لگا ہوا مین ایسی تیزی ہوئی کہ سردی کے مارے لوگ کانپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بڑے بڑے
اولے پڑنے لگے برف برسنے لگی اب اس شدت کی سردی ہوئی کہ وہ جو جانور اور آدمی ضعیف الجثہ اور لاغر اندام
تھے مرنے لگے ہر چند انگیٹھیون مین تنورون مین الاؤ مین آگ جلاتے ہین تاپتے ہین مگر کچھ سردی مین کمی نہین ہوتی
آگ بجھی جاتی ہی جان نکلی جاتی ہی ہوا کی وہ تیزی ہی کہ خیمے ڈیرے راوٹیان اسپکین چھولداریان سائبان بچوبے
گرے پڑتے ہین ہر چند دوہرے چوبے موٹے موٹے رسون سے لوگ باندھتے ہین لیکن وہ سب کے سب ایک
جھونکے مین ٹوٹے جاتے ہین عجب حالت ہی کہ ہر شخص اپنی زندگی سے مایوس ہی سب کے دل کو یقین مرگ ہو گیا خورشید
نے یہ کیفیت دیکھکے کہا کہ صاحبو مجھکو یہ ابر سحر کا معلوم ہوتا ہی مین نے اسد کی زبانی لشکر اسلام پر برف برسنے کا
حال سنا ہی یہ بیشک بارش ابر سحر کی ہی پھر حکم دیا کہ ہمارے عیار جائین ڈھونڈھین اور تلاش کرین کہ کوئی
ساحر کہین بیٹھا ہوا میرے لشکر پر سحر تو نہین کر رہا ہی عیار طرار فوراً بحکم خورشید ستارہ پرست چار طرف تلاش
کرنے لگے دیکھتے دیکھتے ایک طرف جو نظر گئی تو دیکھا کہ ایک جانب قلہ کوہ پر ایک عورت بیٹھی ہوئی ہی منقل آتشین
اُسکے آگے رکھی ہوئی ہی اور وہ کالے تل کچھ پڑھ پڑھ کے اُس منقل آتشین پر مارتی ہی کہ وہ تل جلتے ہین
اور اُسمین سے ایک گھٹا ٹوپ دھوان اُٹھتا ہی اور اُسی ابر مین جاکے ملجاتا ہی کہ وہ ابر اور زیادہ غلیظ ہوتا
جاتا ہی اور ساعت بساعت بارش زیادہ ہوتی جاتی ہی معلوم ہوا کہ یہ کوئی ساحرہ ہی اور یہ ابر غلیظ و ہوائے
تند اور بارش باران اسی کے سحر کے سبب سے ہی غرض اُن عیارون نے وہان سے آکے تمام حقیقت خورشید
ستارہ پرست سے بیان کی اور عرض کیا کہ حضور جلد اسکی فکر کیجیے نہین تو صبح تک بھور ہو جائیگا لشکر حضور
مین ایک کا بھی نام و نشان نظر نہ آئیگا خورشید بولا کہ صاحبو مجھ مین تو زخم کی سبب سے چلنے کی طاقت
نہین ورنہ مین خود جاتا اور اُسکا استیصال کر آتا مگر تم مین ایسا کوئی شخص ہی کہ مجھسے یہ بیڑا اُٹھی دفع سحر کی لیجاکے
اور وہان جاکے اُس ساحر کو مارے ہر ایک نے انکار کیا کہ شہریارا ہمسے ساحر کا سامنا نہو سکیگا اختر اختران
نے عرض کیا کہ یہ سوا غضنفر کے اور کسی کا کام نہین ہی آپ اُسے قید سے رہا کیجیے اور اُس سے یہ کیفیت بیان
کرکے اُسے وہان بھیجیے خورشید نے جواب دیا کہ وہ مجھسے آزردہ ہی بھلا میرا کہنا کاہے کو مانیگا اختر اختران
نے کہا کہ اے شہریار آخر وہ بھی تو اسی حال مین گرفتار ہی کیونکر نہ مانیگا خورشید نے اُسی وقت غضنفر کو
زندان خانے سے طلب کیا قید اُسکی کٹوادی جب غضنفر قید سے رہا ہوکے خورشید کے پاس آیا خورشید نے
نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا کہا بھئی مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ مین نے ملکہ کے بارے مین تمہارا کہنا
نہین مانا میری خطا معاف کرو اور ملکہ کو تمھین لے لو مین نے اُس سے ہاتھ اُٹھایا مگر یہ ساحرہ جو برف برسا رہی ہی
میرا لشکر تمام ہوا جاتا ہی اُس بلا کو تو دفع کرو معلوم ہوتا ہی یہ اُسی ساحرہ کی بیٹی ہی جسنے تمکو گرفتار کیا تھا اور مین نے
اُسے مار کر تمھین قید سے چھڑایا تھا اور مین تو زخمی ہون مجھ مین طاقت کھڑے ہونے کی نہین ہی ورنہ مین جاکے
اُسے مارتا تمھین براہ عنایت و محبت اتنی تکلیف گوارہ کرو غضنفر نے جواب دیا کہ مین جانے کو موجود ہون
کسی طرح کا مجھے انکار نہین ہی مگر میرے پاس کیا ایسی شی ہی جس سے رد سحر اس لکاتہ کا کرون خورشید نے
جواب دیا کہ بھئی انگوٹھی رد سحر کی مین تمکو دیتا ہون تم اسے لیجاکے اُسکا رد سحر کرو مگر اس شرط سے انگوٹھی
دیتا ہون کہ اُس ساحرہ کو مارکے پھر انگوٹھی لاکے مجھے دے دینا غضنفر نے کہا مجھے قبول ہی بھلا انگوٹھی مین
اپنے پاس رکھکر کیا کرونگا بعد فراغت اس معاملہ کے فوراً پھیر دونگا لیکن اے خورشید اگر وہ ساحرہ

روئین تن ہو تو مین اُسکو کیونکر مارون خورشید بولا کہ مین تمھین تیغہ روئین شگاف دیتا ہون وہ مجھسے لو غضنفر نے
کہا کہ جو وہ سحر کر کے آسمان پر اُڑ جاے تو مین کیونکر اُسے پاؤن کہا کہ اسپ بادخور بھی لو وہ بھی تمھین دیتا ہون مگر
اسی شرط پہ تینون چیزین دیتا ہون کہ اُس ساحرہ کو مار کے پھر مجھکو لاکے دے دینا غضنفر نے کہا اچھا مین تو پہلے ہی
کہہ چکا کہ مجھے کیا کرنا ہی غرض غضنفر نے انگشتری مہر و ماہ لیکر اُنگلی مین پہنی تیغہ روئین شگاف کمر مین لگایا اسپ
بادخور پر سوار ہو کے روانہ ہوا اور بسرعت تمام اُسی کوہ پر پہونچا جہان خلدانہ جادو بیٹھی ہوئی سحر خوانی مین مصروف
تھی غضنفر نے نعرہ کیا او لکاتہ تو نے لاکھون بندگان خدا کو بے تقصیر مار ڈالنے کا ارادہ کیا ہی اب دیکھو مین تجھے
کب چھوڑتا ہون خلدانہ جادو نے جو ایک جوان حسین کو آتے ہوے دیکھا بس دیکھتے ہی اُسکی رال ٹپک پڑی اسکے
حسن و جمال بے مثال پر مائل ہوئی غضنفر سے کہنے لگی کہ اے عزیز تجھکو ستارہ پرستون سے کیا مطلب ہی تو میرے پاس آ
مین تجھکو پیار کرتی ہون جو تو کہیگا مین کرونگی ہمیشہ تیری تابع فرمان رہونگی غضنفر نے کہا تو گھبرا نہین مین تیرے پاس
آتا ہون اور قریب پہونچکے تلوار کھینچکر اُسپر ماری وہ ساحرہ روئین تن تھی تلوار نے اُسپر مطلق اثر نہ کیا اور اُسنے
اسم سحر کا پڑھ کر جو اُس منقل آتشین پر پھونکا اُسمین سے ایک دریا آگ کا جاری ہوا اور غضنفر کیطرف دوڑا غضنفر
نے فوراً وہ انگشتری مہر و ماہ اُس آگ کو دکھائی کہ وہ دریاے آتشین پھٹ گیا اور غضنفر تلوار کھینچکر دوڑا خلدانہ جادو
نے دیکھا کہ سحر میرا اسپر کارگر نہین ہوتا ایک چٹکی خاک کی اُٹھا کے اپنے دونون بازوون پر ملی کہ دونون طرف دو پر
پیدا ہوے خلدانہ جادو آسمان کیطرف اُڑ کے چلی غضنفر نے اسپ بادخور کو اشارہ کیا وہ بھی ہواے آسمان
ہوا اور بطرفۃ العین مین برابر اُسکے پہونچکے ایک ہاتھ تیغہ روئین شگاف کا جو مارا تو اُس لکاتہ کے دو ٹکڑے ہوے
ایک غلغلۂ عظیم برپا ہوا کہ کشتی مرا نام مین خلدانہ جادو لو دا اور وہ ابر و باد سب کی گرما گرمی موقوف ہوگئی برف باری
بھی ٹھنڈی ہوگئی اب وہ وقت ہی کہ صبح ہوگئی تھی ابر سحر کے سبب سے آفتاب نہین معلوم ہوتا تھا جب خلدانہ جادو
جہنم واصل ہوگئی تو وہ علامات سحر برطرف ہوئین آفتاب نکلا خورشید ستارہ پرست نے اختر اختران سے
کہا کہ اے اختر اختران غضنفر نے اُس جادوگرنی کو مار ڈالا دیکھو وہ آفتاب نکل آیا اور وہ ابر و باد سحر موقوف ہوگیا
یہان ابھی یہ باتین تھین کہ سامنے سے غضنفر آیا کہا مین نے تیرے کہنے کے موافق اُس ساحرہ کا کام تمام کردیا اور
بعوض اپنی محنت و مشقت کے انگشت مہر و ماہ اور تیغہ روئین تن اور اسپ بادخور مین نے لیا یہ کہکے روانہ ہوا
خورشید چلایا کہ اے دلوانے تو دغابازی اور جعلسازی سے یہ سب اسباب میرا لیے جاتا ہی خیر اچھا ہی مین تجھسے
سمجھ لونگا غضنفر نے جواب دیا کہ مین نے دغابازی و جعلسازی نہین کی اپنا حق محنت لیا ہی اور جو تجھے گھمنڈ
اور غرور ہی تو مین کہین بھاگا نہین جاتا ہون اچھا ہو کے مجھسے سمجھ لینا یہ کہکے چلا گیا اور ملکہ نوشابادی کو بھی
خورشید نے قید کیا تھا وہ اُسی بارش برف مین قید توڑ کے نکل گئی تھی اب غضنفر جو قید سے چھوٹ کے اور
خلدانہ جادو کو مار کے آیا تو وہ اسکے پاس ملاقات کو آئی باہم دونون عاشق و معشوق ملے دل کو کمال خوشی
حاصل ہوئی مزے اُڑنے لگے عیش و سرور مین بسر ہونے لگی اُدھر کا حال سنیے کہ جب دو چار دن مین زخم سے
خورشید ستارہ پرست کا اچھا ہوا اپنے ہرکارون کو بھیجا کہ غضنفر کی خبر لاؤ کہ وہ آجکل کہان ہی مین اُس مکار
دغاباز سے اپنے تینون تحفے چھین لاؤنگا ہرکارون نے بموجب حکم خورشید غضنفر کی جستجو و تلاش کی آکے
خبر دی کہ خداوند غضنفر اور ماہ نوشابادی دونون فلان مقام پر مصروف عیش و عشرت ہین خورشید
نے یہ سنتے ہی کوچ کیا اور آکے مقابل مین لشکر غضنفر کے اُترا اور غضنفر سے کہلا بھیجا کہ اے غضنفر تمھارے

حق مین یہی بہتر ہی کہ بفور پہونچنے اس پیام کے انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دو نہین تو آمادۂ جنگ ہو جسکی
فتح ہو وہی یہ چیزین لے جو بدارون نے غضنفر کے پاس آکے بیان کیا کہ ہمارے مالک و آقا نے آپ سے کہلا بھیجا ہی
کہ وہ انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دیجیے اور اگر نہ بھیجیے گا تو سامان جنگ کا کیجیے غضنفر نے پیام
خورشید کا سنتے ہی جواب دیا کہ تم میری طرف سے خورشید سے کہدینا کہ مین تینون چیزین ہرگز نہ دونگا جو تجھسے
ہو سکے تو قصور و کوتاہی نہ کر خدا اے ما بزرگ است ہر چند ملکہ ماہ نوشابادی نے سمجھایا کہ دیکھو صاحب کسی سے
بگاڑنے سے کیا فائدہ ہی وہ اگر مانگتا ہی تو یہ تینون چیزین اُسکو بھیج دو ہمارا کہا مانو مگر غضنفر نے کہا مین ہرگز
نہ دونگا اور تم میرے لشکر سے علیحدہ ہو جاؤ کہ تمہارا یہان قیام کرنا مناسب وقت نہین ہی اور علاوہ
اسکے عورت کا جہاد کرنا حرام بھی ہی ملکہ ماہ نوشابادی لشکر غضنفر سے علیحدہ ہو کر دامن کوہ مین جا اُتری
ادھر خورشید نے یہ جواب غضنفر کا سنکے طبل جنگ بجوایا اُدھر لشکر غضنفر مین طبل جنگ کی آواز سنکے کوس
حربی لوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین سامان ہوا کیا صبح کو لشکر میدان مین آئے مبارز طلب ہوا شہاب
بن فولاد اژدر گیر غضنفر سے اجازت میدان لیکے مقابل ہوا بعد رد و بدل زبانی کے نیزہ بازی ہونے لگی دو دو
چار چار طعنین چلی ہونگی کہ خورشید نے نیزہ شہاب کا ہوائی کیا شہاب نے خورشید پر تلوار ماری خورشید
نے تلوار اُسکی سپر پہ روکی شہاب نے دستانہ مارا خورشید نے جھمک کے ایک تلوار جو شہاب کے سر پر ماری
سپر کو قلم کر کے تا دو ابرو اُتر گئی ایک چادر خون کی جاری ہوئی غش کھا کے گرا خورشید نے پکارا کہ یہ زخمی ہو چکا
ہی اسے لیجاؤ اور میرے مقابلے کو آؤ غضنفر خود میدان مین مقابلہ کو آیا شہاب کو پھیر دیا اب مقابلہ ہوا خورشید
نے کہا ای غضنفر تیرے خاندان مین دغا بازی و جعلسازی ہوتی آئی ہی باپ نے تیرے پہلے محبت کر کے اُسطرح دغا
کی تو نے یون جفا کی غضنفر بولا ای ستارہ پرست باپ نے میرے کیا برائی کی بہن تیری خود اُسپر عاشق ہو کے اسلام
لائی اُسکو وہ لے گیا تجھکو صبر نہوا کہ تو تامل کرتا تو نے آپ اُس سے لگاڑی عبث میرے باپ کو بدنام کرتا ہی اور مجھسے
عداوت کا سبب زیادہ تر یہی ہی کہ طہماس کی بیٹی ملکہ ماہ نوشابادی پر تو عاشق ہوا اُسکو مجھسے محبت ہوئی وہ
میری طالب ہوئی تجھکو رشک آیا خورشید جل کے بولا مین یہ کچھ نہین جانتا تو مجھکو میری انگوٹھی اور تیغہ اور گھوڑا
دے دے پھر مین تجھسے کچھ سروکار نہ رکھون غضنفر نے جواب دیا وہ تینون چیزین تو مین نے بڑی جانکاہی کر کے
پائی ہین وہ میری جان کے ساتھ ہین مین تجھے کبھی وہ چیزین نہ دونگا خورشید جھنجھلا کے بولا ای غضنفر مین
تجھسے بزور شمشیر وہ چیزین لونگا غرض بعد گفتگوے بسیار و حجت و تکرار کے نیزہ بازی ہونے لگی دونون طرف سے
طعنین چلنے لگین دو گھڑی تک یہی رد و بدل رہی بعد دو گھڑی کے غضنفر نے نیزہ خورشید کا ہوائی کر دیا
خورشید نے تلوار کھینچی غضنفر نے بھی تلوار لی وار ہونے لگے اسنے طمانچہ مارا اُسنے خالی دی اُسنے سر پر وار کیا
اسنے سپر پر روکا اُسنے کلائی پر لگائی اسنے کمر پر ضرب کی اسنے خالی دی اُسنے پالٹ کا ہاتھ دیا اسنے ہتھ کٹی کی
غرض اسی رد و بدل مین پہر بھر کامل کے بعد ایک جگہ ہاتھ غضنفر کا ذرا رک گیا کہ سر پر تلوار پڑی تا دو ابرو اُتر آئی
چادر خون کی غضنفر کے سر سے جاری ہوئی شام تک اور دو ایک سردار زخمی ہوے رات کو طبل بازگشت بجا
دونون لشکر میدان سے پھر کے اپنے اپنے خیمون ڈیرون مین داخل ہوے لوگ غضنفر کو لیکے پہاڑ پر چڑھ گئے
زخم مین ٹانکے دلواے صبح کو خورشید نے سنا کہ غضنفر پہاڑ پر جا کے چھپا ہی کہا مین اس دیوانے کو کب زندہ
چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے بچکر صحیح و سالم نکل جاے اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ پہاڑ پر نرغہ کر دو لشکر

خورشید نے چہار طرف سے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا خورشید نے طبل جنگ بجوایا ملکہ ماہ نوشابادی کو خبر ہوئی کہ
غضنفر نے زخمی ہوکے پہاڑ پر پناہ لی ہی اور خورشید کل پرش کر لگا کہا خیر صبح کو سمجھا جائیگا ادھر صبح کو خورشید
زیر کوہ آیا نعرہ کیا کہ ای غضنفر بزدل میرا اسباب میرے پاس بھیجدے مین اُسے لیکر چلا جاؤنگا نہین تو تیرے
ٹکڑے اُڑا دونگا اپنا اسباب لونگا یہان سے سب نے للکارا کہ او ستارہ پرست کیا واہیات بکتا ہی بہادر وان لینے
جو اسباب لیا وہ لیا کہین پھیر پھیر دیتے ہین جو چیزین وہ لی تو زبردست ہی تو لے لے اور اگر پہاڑ پر آئیگا تو ساری قدر و عافیت
معلوم ہو جائیگی خورشید یہ کلمات سُنکے نہایت غضبناک ہوا اور نعرہ کیا کہ اچھا آیا مین اور چاہا کہ گھوڑے پر بیٹھا تر کے
پہاڑ پر جائے یکایک ایک جانب سے آواز نعرے کی پیدا ہوئی کہ او ستارہ پرست منحوس طالع خبردار پہاڑ پر نہ جانا پہلے
مجھسے مقابلہ کر لے پھر تجھے اختیار ہی خورشید نے دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہی اور کچھ لوگ اُسکے
پیچھے پیچھے آتے ہین بس خورشید پھر کے نقابدار کیطرف متوجہ ہوا جب دونون مقابل ہوے خورشید نے کہا ای
نقابدار مین اُس دیوانے پر ناحق پرش نہین کرتا ہون یہ دیوانہ دغابازی سے میری انگوٹھی تلوار گھوڑا لے آیا ہی
تو اگر بہ نرمی و آشتی اس سے میری چیزین مجھے دلوا دے مین چلا جاؤن لڑنے مرنے سے مجھے کچھ کام نہین نقابدار
نے جواب دیا ای خورشید مین سب حال سُن چکا ہون کہ اُسنے بڑی محنت و مشقت کرکے جادوگرنی کو مارا ہی اور
اپنے حق المحنت مین یہ اسباب لیا ہی تجھے لازم ہی کہ تو ان چیزون سے دست بردار ہو یہ سنکے اُس نقابدار سے
خورشید آگ ہوگیا کہا یہ وہی مثل ہی چور کا بھائی گرہ کٹ شعر الہ ہووے بلبل ناشاد کی طرف ۔ گلچین بھی
بولتا ہی تو صیاد کی طرف ۔ تو بھی اُسی دغاباز جعلساز کا شریک ہی اُسی مکار کی ایسی کہتا ہی خیر ای نقابدار جو حرج
رکھتا ہو لا اُسنے کہا ہم اہل اسلام مین سے ہین ہمارے مذہب و ملت مین پیشدستی روا نہین مین کبھی تجھپر سبقت نہ کرونگا
خورشید اہل اسلام کا نام سنکے اور بھی جلگیا کہا معلوم ہوا اچھا لے یہ کہکے نیزہ نقابدار سبز پوش پر مارا اُسنے نیزہ
اسکا اپنی سنان نیزہ پر رد کیا خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کار خورشید نے نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا نقابدار نہایت
برہم ہوا جلدی سے تلوار کھینچکر خورشید پر ماری خورشید نے سپر کو رخ کی پناہ قرار دیا بعد اسکے اپنا وار کیا
نقابدار نے تلوار خورشید کی پشت شمشیر پر رد کی پانچ پانچ چار چار ہاتھ چلے تھے کہ نقابدار نے جو کمر بتا کے سر پر
خورشید کے ایک ہاتھ مارا تو تلوار سپر کو کاٹ کے سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی خورشید نے دستانہ مارا تلوار تو
جھنا کے نکل گئی سر سے خون کی چادر جاری ہوئی نقابدار نے چاہا کہ اور تلوار مارے کہ ستارہ پرست دوڑ پڑے
اُدھر سے نقابدار کے ساتھ کے لوگ دوڑے غضنفر کے لوگ پہاڑ سے اُتر آے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی عین گرما گرمی
جنگ مین نقابدار اختر اختران کے پاس پہونچا اختر اختران نے جو نقابدار کو اپنے پاس آتے ہوے دیکھا
بجستی تمام تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے جو وار اُس تیز دست کا رد کرکے ایک ہاتھ اپنی تلوار کا مارا فوراً اُسکے
دو ٹکڑے ہوے اُدھر خورشید تو زخمی تھا اب بادشاہ لشکر جو مارا گیا تو ستارہ پرستون کے پاؤن اُٹھ گئے شکست فاش
کھا کے بھاگے سب مال و اسباب ستارہ پرستون کا خدا پرستون نے لوٹ لیا نقابدار غضنفر کے پاس آیا غضنفر نے نقابدار
سے کہا کہ ای نقابدار سبز پوش تمنے ہمارے اوپر بڑا احسان کیا تم حسب و نسب اور نام و نشان تو اپنا ظاہر کرو کہ تم کس خاندان
سے ہو کہان مکان ہی کیا نام ہی کیا نشان ہی نقابدار نے کہا مجھے نقابدار سبز پوش کہتے ہین غضنفر نے کہا یہ تو
مین بھی جانتا ہون کہ تم اپنے چہرہ نورانی پر نقاب سبز ڈالے ہوے ہو جو تمھارا نام و نشان نہ جانتا ہوگا تمھین نقابدار
سبز پوش کہیگا مگر یہ بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہی اُسنے کہا کہ صاحب تمھین اپنے مطلب سے مطلب ہی نام سے کیا کام ہی

مثل مشہور ہی آنب کھانے سے مطلب یا درخت گننے سے غرض تمھین خورشید ستارہ پرست پریشان کر رہا تھا اور تم
زخمی پڑے ہوے تھے مین نے آکے اُسے سزا پہونچایا سارے لشکر کو اُسکے بھگا دیا اب تم آرام سے بیٹھو میرا نام ونشان
پوچھنے سے کیا فائدہ ہی غضنفر نے جواب دیا کہ تمنے آج وہ احسان مجھپر کیا کہ تمام عمر تمھارا ممنون رہونگا کہ جان نہ پہچان
میرے تمھارے نہ ملاقات نہ شناسائی تمنے محض عند اللہ آکے میری مدد کی ستارہ پرستون کو شکست دی تو مجھے بھی تو یہ
معلوم ہو کہ میرے محسن کا یہ نام ہی نقابدار نے کہا کہ واہ صاحب تم تو کیا جلدی بھول جاتے ہو بہت آگہ جو ہین وہ
آج ہمین جانتے نہین ہین ؎ جو روز دیکھتے تھے وہ پہچانتے نہین ؎ تمسے آیندہ کوئی کیا امید رکھے یہ کہکے نقابدار نے مسکرا کر
اپنے چہرے سے نقاب اُٹھادی صورت زیبا اپنی غضنفر کو دکھادی غضنفر کو گو کہ آواز پر پہلے ہی شبہہ ہو چکا تھا
مگر کچھ کہہ نہ سکتا تھا اب جو نقابدار نے چہرے سے نقاب اُٹھائی اور صورت اپنی غضنفر بن اسد کو دکھادی تو اُسنے
دیکھا کہ یہ تو ملکہ ماہ نوشابادی اُسکی معشوقہ ہی بیساختہ یہ اُٹھکر اُس سے لپٹ گیا بہت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ
کارے کردی ؎ مصرع ؎ جو کام کیا تمنے وہ رستم سے نہوگا ؎ مگر اے ملکہ اسوقت تو تمنے جگہ پاکے ایسی جسارت کی اور
میری مدد کی مگر عورتون کو جہاد منع ہی خبردار اور زنہار اب بار دگر کبھی ایسا غضب نہ کرنا غرض بعد اسکے سب
اپنے حوائج ضروری مین مصروف ہوے زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے گئے مرہم پٹی کی گئی شب کو حسب
معمول لوگ اپنی خوابگاہ اور اپنے اپنے بستر پر جہان جسکی جگہ تھی سو رہے جب رات گذر گئی صبح ہوئی آفتاب
جہانتاب افق مشرق سے برآمد ہوا روشنی چہار طرف پھیلی سویرا ہوا لشکر مین غل ہوا کہ رات کو کوئی بیس بائیس آدمیون کے
سر کاٹ لے گیا غضنفر نے جو سنا بڑی حیرت ہوئی پاسبانون کو بلا کے اُنسے حال پوچھا کہ بتاؤ شب کو کیا واقعہ ہوا
کون شخص ان لوگون کے سر کاٹ لیگیا اُنھون نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا خداوند ہمکو نہین معلوم کسی شخص کو ہمنے
رات کو آتے جاتے نہین دیکھا اور اگر دیکھتے تو کیا ہم اُسے نہ روکتے جب صبح ہوئی تو ہمنے دیکھا کہ کوئی اُنکے سر کاٹ
لے گیا ہی غضنفر نے کہا اچھا خبردار آج رات کو نہ سونا تمام شب جاگتے رہنا دیکھتے رہنا کہ یہ کیا واقعہ ہی کون شخص
اُنکے سر کاٹ لے گیا ہی جو کل اُنکے سر کاٹ لے گیا ہی اُسکے منھ کو تو خون لگ چکا ہی آج بھی ضرور آئیگا دیکھنا وہ کون دشمن جلاد
ہی صبح کو ہمسے آکے بیان کرنا غرض پاسبان یہ حکم غضنفر کا سنکے اپنے اپنے مقام پر گئے اور شام کو تاکین اُس دشمن
بیباک کے بیٹھے جب آدھی رات کا عمل ہوا اُنھون نے دیکھا کہ صحرا کیطرف سے چند غول بیابانی آے آنکھون سے اُنکی
آگ کے شعلے نکلتے تھے جب سانس لیتے تھے تو دونون نتھنون سے ناک کے دو شعلے آتشین نکلتے تھے اُنھون نے
آکے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا اور بعد قتل و قمع کے پھر اُسی صحرا کیطرف چلے گئے پاسبان اُنکے خوف سے اپنی جان
بچانے کے لیے ایک گوشے مین پوشیدہ ہوگئے تھے جب وہ یہ کشت و خون کر کے چلے گئے اور صبح ہوئی تو پاسبانون نے
آکے سارا حال غضنفر سے بیان کیا غضنفر نے سنکر کہا کہ انشاء اللہ تعالے بفضل ایزدی و تائید ربانی آج مین
اُن غولون کو مارونگا اور شام سے مسلح و مکمل ہوکے تاک مین اُنکی بیٹھا دو پہر رات گئے وہی غول بیابانی ایکسمت
صحرا سے نمودار ہوے غضنفر نے نعرہ کیا کہ اے تیرہ روزگارو مین آپہونچا اب تمھین مین کب چھوڑتا ہون جہان
جاؤ گے تمھین جاکے مارونگا اور یہ کہکے تعاقب مین اُنکے چلا رات بھر اُنکے پیچھے دوڑا کیا مگر اُنکو کہین نہ پایا جب صبح
ہوئی تو وہ غول تو غائب ہوگئے اور یہ تن تنہا رہ گیا ایک صحرا ہولخیز وحشت انگیز معلوم ہوا کہ مانند صحراے
محشر کے وسیع تھا زمین وہان کی زرد تھی چار طرف درخت مثل شمع کے جل رہے تھے اور گرمی کی وہ شدت تھی کہ
اگر کوئی جانور اُس صحرا کیطرف سے اُڑ کر جاتا تھا تو پروبال اُسکے جل جاتے تھے گر کے کباب ہو جاتا تھا ؎ نظم

آنکھیں ملیں جو دھوپ سے تار نظر جلے
پتے تمام جل گئے سارے شجر جلے
گرمی کا تھا دفور کہ اللہ کی پناہ
آتی تھی ہر مقام سے آواز آہ آہ
تھا گرم دیر شرار وہ میدان اسقدر
دوزخ کا تھا نمونہ وہ صحراے پر خطر

آیا جو کوئی طیر بگولون مین پر جلے
تھا رنگ لال آگ کے دریا سراب تھے
وہ دھوپ تھی کہ جسمین جلے طائر نگاہ
مجمر زمین تھی ریگ کے ذرے سپند تھے
دانہ زمین پر جو گرے جل کے ہو شرر
اخگر نمط ہر ایک خزف لال لال تھا

آیا جدھر سموم کا جھونکا شجر جلے
سیخین بنی تھیں ڈالیان غنچے کباب تھے
گرمی کے مارے رنگ تھا ہر چیز کا سیاہ
ہر سنگ آبشار سے شعلے بلند تھے
ممکن نہ تھا ٹھہر جو سکے ایک دم بشر
شعلے تھے آگ کے یہ بگولون کا حال تھا

غضنفر اُس صحراے ہول خیز اور دشت وحشت انگیز مین ابھی تھوڑی دور آیا ہو گا کہ چند غول قوی ہیکل قوی بازو زبردست مئے کبر و نخوت سے مست بلند و بالا اور ایک غول کہ اُن سب کا سردار تھا قد اُسکا سب کے قد سے بڑا تھا آنکھیں سرخ مانند دو طاس خون کے دونون بازو مانند منار سنگ سفید رنگ سر پر مثل قعر جہنم کے بصورت الحاصل وہ سب غول غضنفر پر دوڑے اُس شیر بیشۂ شجاعت نے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کے جو پیشانی پر اُس غول بیابانی کی مارا کاسہ سر کو اُس خیرہ سر کے توڑ کے نکل گیا وہ ایک چیخ مار کے گر پڑا اب غضنفر تلوار کھینچ کر اُن غولون پر دوڑا بجلدی تمام چند غولون کو واصل جہنم کیا کچھ بھاگ گئے جا کے اپنے بادشاہ سے بیان کہ آج ایک آدم زاد آیا ہو اُسنے ہمارے سردار غول سرخ چشم کو بھی مارا اور غولون کو بھی قتل کیا بادشاہ غولان یہ سنکے نہایت مضطر و پریشان ہوا تمام غولون کو جمع کیا اور کہا کہ تم جا کے اُس آدم زاد کو جو زندہ ہاتھ آئے تو گرفتار کر لاؤ کہ مین اُسکے گوشت کے کباب بنوا کے کھاؤنگا اور اگر زندہ نہ ہاتھ آئے تو سر اُسکا کاٹ لاؤ کہ مین اُسکے سر کو بھنوا کے چباؤنگا یہ سنکے سب غول لخت کوہ پکڑ پکڑ کے میدان مین آئے غضنفر نے ہزارہا غولون کو دیکھا کہ غل مچاتے شور کرتے چلے آتے ہین اور وہ غول جو اُسوقت غضنفر کے سامنے سے بھاگ گئے تھے وہ آگے آگے اُن سب کو بتاتے آتے ہین کہ دیکھو وہ فلان مقام پر آدم زاد کھڑا ہوا ہی اسی نے غول سرخ چشم ہمارے سردار اور چند اور غولون کو مار ڈالا ہی آخر کار وہ سب غول لخت کوہ لیے ہوے غضنفر پر دوڑے اُدھر سے غضنفر بھی خدا کو دل مین یاد کر کے شمشیر برہنہ لیے ہوے اُن پر جھپٹا شپاشپ ہاتھ تلوار کے مارنے لگا اُدھر وہ غول جو لخت کوہ اُسپر مارتے تھے یہ اُنکے وار رد کرتا ہوا اپنے وار کرتا جاتا تھا جس غول کی کمر پر لپک کے ہاتھ مارتا تھا اُسکے دو ٹکڑے ہوتے تھے غضنفر کار رستمانہ کر رہا تھا اور جرأت شیرانہ دکھا رہا تھا جب بہت سے غول ہاتھ سے غضنفر کے مارے گئے تو اب کوئی مارے ڈر کے پاس نہین آتا دور ہی سے چوب دستی دکھاتے ہین ڈھیلے پھینکتے ہین پتھر مارتے ہین اور جو کہین اُس تلاطم مین پاس آ جاتا ہی مارا جاتا ہی الغرض تین شبانہ روز تک لڑائی رہی مگر وہ غولون کا غول کسی طرح کم نہین ہوتا بلکہ ساعت بساعت اور وقتاً فوقتاً اُنکا گروہ زیادہ ہوتا جاتا ہی اور چونکہ غضنفر نے تین شبانہ روز سے نہ کچھ کھایا ہو نہ پیا ہی نہ کوئی دم سویا ہی اب اسپر بھوک پیاس کی شدت ہی نیند کا غلبہ آنکھین ضعف اور نیند کے سبب سے بند ہوئی جاتی ہین ہاتھ رکا جاتا ہی اب یہ حال ہی کہ کوئی دم مین گرا چاہتا ہی دعا مانگنا شروع کیا کہ اے کس بیکسان واے یاور غریبان اے رب جلیل اس اپنے بندۂ ذلیل کو اس بلا سے جلد نجات دے غضنفر نے تہ دل سے جو دعا مانگی فوراً تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا کہ ایک سمت سے ایک تتق گرد و غبار کا اُٹھا جب دامن گرد چاک ہوا غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بن فولاد اژدر پیکر اور رعد ماہ نوشتا بادی مع فوج و لشکر کے چلے آتے ہین یہان غضنفر تو اُن غولون کو فی النار کر ہی رہا تھا ان دونون نے بھی جہنم واصل کرنا شروع کیا تو کوئی چار گھڑی کے عرصے مین سب کا خاتمہ کر دیا دس پانچ بزدلے

بھاگ گئے غضنفر نے شہاب بن فولاد سے کہا بھائی ابھی تلاش کرو ڈھونڈھو انمین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑو
شہاب نے ہرچند چارون طرف تلاش کیا مگر کہین بھی کسیکا پتا نہ ملا مال و اسباب اُنکا بہت سا ہاتھ آیا اُسے اپنے
قبضے مین کیا غضنفر بن اسد اور ملکہ ماہ نوشابادی اور شہاب بن فولاد اژدر گیر کمال شاد و مسرور وہان سے
پھرے صحراے سبز و خرم مین آکے صحبت عیش و سرور برپا کی دور شراب ارغوانی کا چلنے لگا غضنفر نے جام شراب
اپنے ہاتھ سے بھر کے ملکہ کو دیا اُسنے ہاتھ سے جام لیکے پی لیا غضنفر نے چاہا کہ ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکے بوسہ لے ملکہ نے اُسکا
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے شہریار مین تمھاری لونڈی ہون مین سواے تمھارے اور کسی سے اپنا عقد نہ کرونگی مگر بغیر اپنے
باپ کی اجازت کے مجبور ہون ابھی مجھے معاف فرمایئے چند روز اور نہ ہاتھ نہ لگایئے بالفعل صبر کیجیے اضطراب سے کام نہ لیجیے
ابھی زیادہ اختلاط مین خرابی ہے اور قطع نظر اسکے حرام کاری اہل اسلام مین منع ہے جب ہمین فعل حلال ہی منظور ہے
تو حرام کرنا کیا ضرور ہے غرض اسکے سمجھانے سے غضنفر دست درازی و بوسہ بازی سے باز رہا دوسرے دن
ملکہ رخصت ہوکے نوشاباد کو روانہ ہوئی غضنفر لشکر ایرج پر چلا انھین تو ادھر جانے دیجیے

اب چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان کیے جاتے ہین

کہ خورشید ستارہ پرست ملکہ ماہ نوشابادی کے ہاتھ سے زخمی ہوکے لاش اختر اختران کی لیے شکست کھائے
ہوے شہر اختریہ کو روانہ ہوا ہے چند منزلین پے در پے طے کرکے ایک دامن کوہ کے قریب صحراے سبز و خرم مین آکے اترا ہے اب
کچھ زخم خورشید کے سر کا اچھا ہوچکا ہے سیر سبزۂ صحرائی اور لالۂ کوہی کی کر رہا ہے قضاے کار یہان ایک زنگی
رہتا ہے کہ رنگ اُسکا نہایت سیاہ ہے گویا چہرۂ شب دیجور کا خال ہے نہایت طویل القامت ہے حربہ اُسکا استخوان نہنگ کا ہے
ایسا بدہیئت اور کریہ منظر ہے کہ ہیبت سے اُسکی غول اور دیو بھاگتے ہین اور تمام زنگی اُس دیار اور قرب و جوار کے
اُسکے فرمانبردار ہین بہت عمدہ عمدہ کھانے پکا پکاکے اُسکے واسطے لاتے ہین اور اُسکو زیربار کرواتے اور ایک
نازنین سجیدہ سال ماہ طلعت اُسکے پاس ہے کہ وہ تیرہ درون ہر وقت اُسکی صورت دیکھا کرتا ہے کبھی اُسکے ہاتھ سے جام
شراب لیکے پیتا ہے گاہے کباب کھاتا ہے دن رات عیش و عشرت مین بسر کرتا ہے اور کچھ زنگی اسکی طرف سے آیند و روند کی
خبر کو درۂ کوہ مین بیٹھے رہتے ہین کہ جہان کوئی قافلہ مسافرون کا وہان ٹھہرا اُنھون نے جاکے اُس زنگی سیاہ رنگ آدم خور کو
خبر کی وہ وہان سے آکے سب کو کھا گیا اور مال و اسباب اُنکا لیگیا اُن لوگون نے جو قریب دامن کوہ کے لشکر خورشید کو
اُترے ہوے دیکھا پکار کے کہا کہ خبردار زنہار اسطرف آنے کا قصد نہ کرنا یہان ایک بلا رہتی ہے یہ خبر خورشید کو ہوئی
کہ کچھ زنگی درۂ کوہ مین بیٹھے ہوے ہین اُنھون کہا کہ خبردار ادھر کوئی نہ آئے نہین تو بلا کا سامنا ہوگا خورشید بولا
کہ اگر یہان کوئی بلا ہے تو مین بھی ایک ہی سیانا ہون مین ابھی اُس بلا کو دفع کرونگا یہ کہکے اُس جانب چلا اور وہان ایک
گھڑیال لٹکا رہتا تھا کہ جب کبھی اُن لوگون کو اُس سے کہنا ہوتا تھا یا کسی شخص کے آنے کی اطلاع کرنی ہوتی تھی تو یہ اُس
اُس گھڑیال کو بجادیتے تھے اُس زنگی مردم خوار کو معلوم ہوجاتا تھا آج بھی جو پاسبانون نے درۂ کوہ سے ایک شخص
حسین کو اسطرف آتے دیکھا اُس گھڑیال پر زور سے ایک موگری ماری اور آواز دی کہ اے بادشاہ
زنگیان جلد آیئے خداوند ابلیس نے ایک لقمۂ چرب و شیرین آپ کے واسطے غیب سے بھیجا ہے اُسے
نوش کر جایئے اُس زنگی نے جو آواز گھڑیال کے بجنے کی سنی استخوان نہنگ ہاتھ مین اُٹھاکے درۂ کوہ سے باہر آیا
اور ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ تمام صحرا ہل گیا بعد اسکے خورشید پر جھپٹا خورشید ستارہ پرست نے جو اُس دیو
ہیبتناک کو آتے دیکھا اپنی زندگی سے مایوس ہوکے اپنے خدا کو یاد کرنے لگا اُس زنگی دیو صورت نے قریب

خورشید کے ہو چکے ایک پتھر تیس من کا اُٹھا کے اسطرح اسپر مارا جیسے کوئی ایک چھوٹی سی کنکری چٹکی مین اُٹھا کے
پھینک دیتا ہی خورشید نے اُسے خالی دیا وہ پتھر اس زور سے زمین پر گرا کہ زمین دھنس گئی اور وہ سنگ گران
اُسمین سما گیا جب اُس زنگی دیو اندام نے دیکھا کہ اس آدم زاد پر وہ پتھر نہ پڑا غصے مین ہونٹھ چبانے لگا پھر پیچھے
ہٹکے سر ہلایا اور دوڑ کے استخوان نہنگ خورشید پر مارا خورشید نے بچستی تمام ایک تلوار استخوان نہنگ پر ایسی ماری
کہ وہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا تو زمین پر گر پڑا اور ایک ٹکڑا اُسکے ہاتھ مین رہ گیا اُسنے وہ آدھا ٹکڑا
بھی خورشید پر مارا اور دوڑ کے لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی دو گھڑی تک کشمکش کے زور ہوا کیے ادھر خورشید
سر سے پاؤن تک پسینے مین ڈوب گیا ادھر اُسکے ماتھے پر بھی کچھ نمی پسینے کی ظاہر ہوئی غرض کامل دو گھڑی زور کرنے کے
بعد خورشید نے اُسکو اُٹھا کے زمین پر مارا اور سینے پر چڑھ کے اس زنگی کمر دین کش کی گردن کو پیچ دے کے
دھڑ سے کھینچ لیا اور وہ جو زنگی نگہبان تھے اُنکے سامنے وہ گردن پھینک دی وہ سب دوڑ کے
خورشید کے قدمون پر گر پڑے گرد پھرنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ ای شہریار خدا اسکی جزاے خیر آپ کو دے کہ
آپ نے اس شیطان کی شر سے یہان کی خلق اللہ کو بچایا اور ای شہریار مال و متاع اسکا حد سے زیادہ ہی آپ ٹھیر
کہ ہم جا کے اور لوگون کو خبر کرین یہ کہکے سب کے سب اُس سر کو لیے ہوے اندر درۂ کوہ کے گئے اور جو لوگ وہان تھے
اُنسے جا کے یہ سب حال بیان کیا کہ اسطرح سے ایک شخص قبول صورت آیا اور اُسنے اُس زنگی آدم خوار کو جہنم واصل
کیا اور یہ کہکے سر اُس روسیاہ کا اُنکے سامنے ڈالدیا وہ سب نہایت خوش ہوے اور جوق جوق گروہ گروہ پیچھے
جمع ہو کر خوشیان کرتے ہوے خورشید کے پاس آے اور اُسے ساتھ اپنے درۂ کوہ مین لاے زر و جواہر لا کے
پیشکش کیا مشک و عنبر بہت سا دیا اور وہ دختر خوبرو کہ حسن و جمال مین مانند ماہ شب چہاردہ کے تھی خورشید
اُسے دیکھکے نہایت خوش ہوا پوچھا یہ کون ہی اُنھون نے جواب دیا کہ یہ نازنین ماہ جبین اس نواح کے بادشاہ کی بیٹی ہی
زنگلہ بانو اسکا نام ہی اور بادشاہ یہانکا زنگار شاہ زنگی ہی بھائی ہی ملک دود زنگی کا خورشید نے پوچھا
یہ یہان کیونکر آے اُن سب نے عرض کیا کہ یہ ایک دن سوار ہو کے سیر سبزہ صحرائی اور لالہ کوہی کی کرنے کو یہان آئی تھی اتفاق
روزگار کہین نظر اس بلاے بددین کی اُس ماہ جبین کی صورت پر پڑ گئی وہ اسے گرفتار کر کے یہان لے آیا اُس زمانے سے
یہ اُس عفریت کی قید مین تھی اب خدا آپ کا بھلا کرے خیر آپ کے سبب سے یہ اُس قید شدید سے رہا ہوئی اور زنگار شاہ
اسکے ملنے سے مایوس ہو چکا تھا خورشید نے کہا کسی کو زنگار شاہ کے پاس بھیجو کہ وہ جا کے اُس سے کہے کہ بیٹی تمھاری
زندہ و سلامت ہی اور وہ بلا دفع ہوئی بموجب فرمائش خورشید کے کچھ زنگی یہان سے گئے اور تمام حال زنگار شاہ
زنگی سے بیان کیا کہ صاحبقران ستارہ پرستان نے اُس بلاے ایذا دہندہ کو مارا تمھاری بیٹی کو قید سے چھڑایا
زنگار شاہ یہ سنکے نہایت خوش ہوا خورشید ستارہ پرست کی شجاعت و ہمت پر تحسین و آفرین کی اور اُس خبر رسان
پر نہایت نوازش و مکرمت کی خلعت دیا اور خود دو ہزار شتر بتعدادی بار مال و متاع اور دو ہزار شترون بار اثاثۂ بارگاہ
لدا ہوا اور سو شتر دان پر خلعت گران بہا اور دو ہزار گھوڑے عراقی و تازی صبا رفتار آہو شکار اور دو ہزار ہودج
بیش قیمتی جواہر نگار مرصع کار خورشید ستارہ پرست کے لیے اپنے ہمراہ لیکے خدمت مین خورشید کی آیا ملازمت
اُسکی حاصل کی خورشید نے کمال عزت و توقیر کی سب تحفے لے لیے اُسکو خلعت دیا خیمے کے اندر لیگیا اُسکی بیٹی زنگلہ بانو
سے اُسکو ملایا زنگلہ بانو نے باپ کو سلام کیا دوڑ کے قدمون سے لپٹ گئی زنگار شاہ بیٹی کو دیکھکے خوش ہوا
خورشید سے کہا کہ مین کمال ممنون و مشکور آپ کا ہون اب چاہتا ہون کہ ملکہ کو آپ کی کنیزی مین دون خورشید ستارہ پرست

کہا کہ اگر ہم ستارہ پرست ہو جاؤ تو خیر کیا مضائقہ والا نہ میں اپنے خلاف طریقہ و مذہب کو قبول نہیں کر سکتا آگاہ رہنا
نے خورشید کے کہنے سے زیر وسیلہ ایمان پرلعن وطعن بہت سی کی اور دین ستارہ پرستی اختیار کر کے ملک کو خورشید کے
ساتھ منسوب کر دیا اور اپنے ساتھ اپنے ملک والوں اور تمام اپنی رعیت کو دین ستارہ پرستی میں لایا خورشید نے تابوت
اختر اختران کا آتشہ اختریہ کو بجھوا دیا اور خود زنگلا با کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف ہوا اب اسکو تو عیش و عشرت میں چھوڑ دیے

اب چند کلمے داستان ایرج صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

مرحلہ پیمایان وادی داستان و راہ طے کنندگان افسانہائے ندرت بیان منازل تحریر او ر مراحل تقریر کو یون طے کرتے
ہیں کہ ایرج نوجوان کوچ کر کے ملک زرائل کو روانہ ہوا بعد قطع مراحل اور طے منازل کے قریب ملک زرائل
کے پہونچا ہر کاروں نے گیرنگ شاہ زرائلی کی خدمت میں جا کے عرض کیا کہ حضور ایرج صاحبقران بندہ دولت
نزول اقبال قریب شہر پناہ کے فرمایا ہی گیرنگ بن گیرنگ شاہ نے حکم دیا کہ تمام شہر میں آئینہ بندی کیجائے راستے
صاف ہوں مکانات آراستہ ہوں باغات پیراستہ ہوں یہ حکم دیکے آپ استقبال ایرج کے واسطے بیرون شہر آیا
ایرج کی ملازمت حاصل کی بعد تعظیم و بہزار تکریم ایرج کو اپنے ساتھ لیے ہوے شہر میں آیا اپنی بارگاہ میں
لا کے اتارا بعد اسکے بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے دعوت کا سامان کیا ہزاروں طرح کے عمدہ
عمدہ کھانے پکوا کے ایرج کو کھلائے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایرج آکے وہاں بیٹھا گیرنگ بن
گیرنگ شاہ زرائلی بھی حاضر ہوا اور جملہ سردار بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ارباب نشاط طلب ہوئے طبلے پر تھاپ
پڑنے لگی لہرا سارنگی کا بلند ہونے لگا سازنے لگا ایک مہ جبین نازنین مشتری خصال زہرہ جمال ناچنے کو کھڑی
ہوئی بڑی دیر تک ناچا کی توڑے لیا کی اُسکے ناچنے سے سب حاضرین محفل نہایت خوش ہوے اب یہ حال ہے کہ ہر ایک
سوار غیر سردار سکوت کے عالم میں محو حیرت ہو کے کہ صورت بت بنا ہوا بیٹھا ہے مگر آنکھیں اُسیطرف لگی ہوئی
ہیں جب اُس مایۂ ناز و انداز نے یہ حال اہل محفل کا دیکھا کہ اب خوب میرا رنگ بندھ چکا ہے ہر شخص سکتے کے عالم میں بیٹھا ہوا
میری طرف دیکھ رہا ہے اور جان توڑ توڑ کے توڑے لینا شروع کیے بعد اسکے بصد ناز و انداز یہ غزل گانے لگی غزل

ذبح کرنے کو ہی تو اے ستم ایجاد مجھے
خوش رہے وہ بھی تو نہیں جیسے کیا شاد مجھے
کیا صیاد نے بیفائدہ آزاد مجھے
ذبح کر ڈال جو کرتا نہیں آزاد مجھے
اتنے دن ہو گئے ہیں قید میں صیاد مجھے
حلقۂ دام ہوئے دیدۂ صیاد مجھے
اے ستمگار نہیں شکوۂ بیداد مجھے
بے چھری قتل کیا او ستم ایجاد مجھے
عشق کیا اُسسے کیا خلق کی نظروں سے گرا
غیر کی یاد تجھے اور تری یاد مجھے
باغ فردوس کو دوزخ سے میں بدتر سمجھا
دیر تک رو یا کیا دیکھ کے جلاد مجھے

اب تو دل کھو کے لگی کرنے دے فریاد مجھے
عمر بھر بھولیگی ہرگز نہ یہ بیداد مجھے
طرز پرواز تو اب خاک نہیں یاد مجھے
آ گیا اپنے نشیمن کی بھلا یاد مجھے
گو ذرا طرز فغان تک بھی نہیں یاد مجھے
میرے نالے جو سنے چھوڑ دے صیاد مجھے
دہن زخم ہوں آتی نہیں فریاد مجھے
خیر اتنا تو صلہ ظلم اٹھانے کا ملا
اس سے پہلے سے نہ ظاہر تھی یہ افتاد مجھے
میں وہ ہوں یاد تمہارا کبھی جو بھولا
کوچہ ای حور سرا آ جو گیا یاد مجھے
حشر تک رنج تری دید سے محروم ہیں ہم

فصل گل میں کیا صیاد نے آزاد مجھے
کیا پر کاٹ کے صیاد نے آزاد مجھے
دن بہت گذرے قفس میں ستم ایجاد مجھے
بند آنکھیں نہیں کرتے آیا تھا صیاد مجھے
اُسکی نظروں نے نہ ہونے دیا آزاد مجھے
پر ستم یہ ہی نہیں عادت فریاد مجھے
بزم میں غیر سے ابرو کا اشارہ جو کیا
یاد کرتے ہیں بہت وہ دم بیداد مجھے
ہے تسلسل یہ عجب دیکھیے کیا ہوتا ہے
تم وہ بھولے ہو کہ تمنے نہ کیا یاد مجھے
تھا میں وہ کشتۂ حسرت کہ عوض شیون کے
بولتی ہو جو کوئی دم بھی تری یاد مجھے

فخر کیونکر نہ شرف مین ہو ہما پر حاصل
مال کھویا ہوا ہاتھ آیا خداداد مجھے
ہاتھون ہاتھ اندلون رکھتا ہی جو مجھ لاغر کو
کوچۂ یار ہوا گلشن شداد مجھے
حسن بندش مین جنون کیون نہون مضمون

اپنے صدقے مین رہا کرتا ہی صیاد مجھے
اپنے کوچے سے نہ اُٹھوائیے میری ہٹی
طائر رنگ حنا سمجھا ہی صیاد نے مجھے
قطع امید رہائی کی ہوئی جاتی ہی
عشق مرحوم سا ہاتھ آیا تھا اُستاد مجھے

بعد مدت کے ملا کوے صنم مین دل زار
آپ بے فائدہ اب کرتے ہین برباد مجھے
شوق مین جان گئی جانے نہ پایا اُس تک
دیکھتا ہی نظر شوق سے صیاد نے مجھے
جب اُس دلربا نے یہ غزل ستا ستا کے گائی

ہر شخص کی یہ حالت تھی کہ ہر شعر پر بسمل ہوا جاتا تھا جو مصرع اُسکے منہ سے نکلتا تھا خنجر کیطرح دل کو ٹکڑے کیے دیتا تھا بعد اُسکے دوسرا طائفہ آیا اُسنے بھی اسیطرح سے ناچ گا کے محفل مین اپنا رنگ باندھا اُسکے ناچ گانے سے بھی حاضرین بہت محظوظ ہوے قصہ مختصر یہ کہ اسیطرح بہت سے طائفے آے اور ناچ گا گئے جب وقت صبح کا قریب ہوا پہر دن گا سب طائفے رخصت ہوے صحبت برخاست ہوئی ایرج نے کہا کہ ای گیرنگ بن گیرنگ ہم تم سے نہایت خوش ہین ہمارے نزدیک تو اب یہ مناسب ہی کہ تم بھی دین آفتاب پرستی اختیار کرو اور اگر ابھی یہ دین بالکل نہین اختیار کر سکتے ہو تو ہماری بیعت ہی کر لو گیرنگ بن گیرنگ نے جواب دیا کہ ای شہریار مین نے حمزہ کے خوف سے دین اسلام اختیار کر لیا تھا ورنہ مین تو آفتاب پرست ہونے کو موجود ہون بیعت کیسی مین بہر طور آپ کا غلام ہون جو فرمائیے وہ بجا لاؤن یہ کہکے دین آفتاب پرستی قبول کیا ایرج نے اسے گلے سے لگایا خلعت ذلت پہنایا البندھور اسکے تبدیل مذہب سے نہایت ہی ناراض و آزردہ ہوا اپنے دل مین کہنے لگا کہ پہلے بہزاد مرتد ہو گیا بعد اسکے یہ مرتد ہوا خیر سمجھا جائیگا گیرنگ نے ایرج سے کہا کہ ای شہریار مین نے بہت سی کشتیان اور جہاز تیار کروا ے تھے مگر نقابدار سفید پوش نے آکے اُنکو جلا دیا ایرج نے کہا خیر اگر وہ جل گئے تو جل جانے دو اب بار دگر ہمارے سامنے تیار کراؤ دیکھین تو وہ نقابدار کیونکر آکے جلا دیتا ہی گیرنگ نے اُسی وقت آہنگرون نجارون وغیرہ کو بلوایا سب حسب الطلب حاضر ہوے جہاز بننے لگے اور ایرج نے جشن کیا صحبت عیش برپا کی دور شراب ارغوانی کا چلنے لگا ایرج نے جام پر جام پینا شروع کیا جب خوب نشۂ شراب سے بدمست ہوا تمام ملک امیر حمزہ صاحبقران کے اپنے سردارون کو تقسیم کرنے لگا لاہوت سے پوچھا کیون بھئی تم کونسا ملک لوگے اُسنے عرض کیا کہ مین ان ملکون مین سے کوئی نہ لونگا اگر آپ شفقت و مہربانی فرمائیے اور ملک سبائل آپ کے قبضہ مین آے تو وہ مجھے عنایت فرمائیے گا مجھکو آرزو ہی کہ بار دیگر قیطولہاے لقا کو آراستہ کراؤن اور آپ کو دکھاؤن ایرج نے کہا اچھا ہم ملک سبائل تمکو دینگے اسیطرح اپنے تمام سردارون کو ہر ایک ملک کا صوبہ دار کیا جشن شادی برپا ہی اس اثنا مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملک قہار بن ملک سوکیا طوفانی ساٹھ ہزار کی جمعیت سے آتا ہی لاہوت شاہ نہایت خوش ہوا سردارون کو اسکی پیشوائی کے لیے بھیجا جب وہ آیا تو ایرج کی ملازمت حاصل کروائی ایرج نے اُسے بھی خلعت دیا مگر اب حال سنیے کہ اسد نے جو سنا کہ ایرج نے تمام ملک اپنے سردارون کو بانٹے ہین ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ ای فلک یہ تو نے کیا خبر سنوائی کہ نانا جان کے ملکون پر یہ آفتاب پرست قابض ہوا اور اپنے سردارون کو بخشتے اور ہاے یہ ہندی بیٹا دیکھا کرے افسوس بھائی صاحب کو اس اسقدر کہلا بھیجا مگر وہ نہ آے خدا جانے کس فکر مین ہین اور ای اسد اب تیری زندگی ہیچ ہی یہ کہکے خوب رویا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے سب رفیق لپٹ گئے کہ ای شہریار آپ یہ کیا کرتے ہین آپ کی ہلاکت تو ہم سبکو عین خوشی ہی اُس بزدل بچے کی اگر ایسا ہی مرنا اور جان دینا ہی تو دشمن کو مار کے مرے جان دیجیے یون اپنے ہاتھ سے اپنی جان دینے سے کیا فائدہ ہی اور کافر سے لڑ کے مر جائیگا تو شہید ہو جائیگا اسد

اُن لوگون کے سمجھانے بجھانے سے خنجر میان مین کیا اور فتاح سے کہا چچا یہی صلاح خوب ہی کہ اُس نرازنچے
پاجی سے لڑکر جان دیجیے گو کہ وہ حرام خور کنگرا موٹا مسٹنڈا ہی مگر خیر ہرچہ بادا باد اور ای چچا جان اگر مین مارا جاؤن
تو آپ میرے رفیقون سمیت بھائی صاحب پاس جاکے میرا حال بیان کر دیجیے گا اور کہیے گا کہ میرے خون کا عوض
اس فتا پرست سے لین اور مجھکو فاتحۂ خیر سے نہ فراموش کرین فتاح نے کہا کہ بیٹا مین مدت سے تیرے
باپ کے ساتھ ہون اور وہ مجھکو تیری حفاظت کے واسطے چھوڑ گیا ہی تیرے دشمن مارے جائین اور مین زندہ
بچکے چلا جاؤن بیٹا مین بغیر جان دیے نہ جاؤنگا اسد ابراہیم کیطرف مخاطب ہوا اُس سے بھی ایسے ہی کلمات یاس
ہراس کہے ابراہیم نے کہا ای شہریار آپ مجھکو ایسا نامرد جانتے ہین نہ مین بعد آپ کے زندگی کرونگا بلکہ آپ سے
پہلے مین اپنی جان دونگا اسد نے کہا ای ابراہیم اکثر ایسا ہوا ہی کہ مین گرفتار ہوگیا ہون اور تم سبکو اپنے ہمراہ لیکے
نکل گئے ہو اور مین پھر چھوٹ گیا ہون اسیطرح اب بھی مین تمکو اپنا نائب کرتا ہون کہ شاید مین گرفتار ہوجاؤن
تو تم خبردار خبردار یہان نہ ٹھہرنا سب کو اپنے ساتھ لیکے نکل جانا ابراہیم نے عرض کیا بہت اچھا اور علقمہ سے کہا
کہ بھئی اگر مین بھی مارا جاؤن یا گرفتار ہو جاؤن تو تم میرے نائب ہو سب کو ساتھ لیکے نکل جانا علقمہ نے کہا بہت اچھا
اور اسیطرح علقمہ نے هرزنگ بن مرزبان کو اپنا نائب کیا اسیطرح چوالیس امرازادے اسد کے ساتھ تھے اُنمین
یہی سلسلہ بندی ہوئی ایک نے دوسرے کو اپنا نائب کیا اور وصیتین کین اور کفن اپنے سرون پر باندھے مشت خاک
اُٹھاکے اپنے گریبانون مین ڈالی کہ ای خاک تو ہماری لحد ہوجیو اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا اور سب مسلح و مکمل
ہوکے لشکر ایرج کیطرف روانہ ہوے جب وہان پہونچے تو بوقین بجا کر لشکر ایرج پر جا گرے تلوارین مارنے لگے
غل ہوا کہ دیوانون کا روز خون گرا چار طرف لوگ مسلح و مکمل ہوکے نکلے تلوار چلنے لگی ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا
کہ اسنے اسد کے آنے کی خبر سنی اپنے سردارون سے کہا کہ آج یہ دیوانہ دن کو آگیا ہی دیکھو بچکے نہ جانے پاے یہ سنتے ہی
سب سردار اُٹھکے بارگاہ سے باہر آئے اور اسد پر روانہ ہوے اُدھر سے اسد شیردل مع اپنے رفقا کے تلوارین
مارتا چلا آتا ہی کہ ملکوب بن الجوب سے اور طرماسپ سے سامنا ہوا ملکوت نے اُسپر تلوار ماری طرماسپ نے تلوار
اسکی سپر پر روک کے جو ایک ساطور مارا تو ملکوب کی سپر کو کاٹ کے سر پر پڑا کہ ملکوب مع مرکب چار ٹکڑے ہوا
الکوب بن الجوب نے ایرج کا سامنا ہوا الکوب نے تلوار ماری کہ گوشۂ سپر کو کاٹ کے بھوون پر ایرج کے
زخم لگا مگر ایرج نے جو تلوار ماری الکوب کی سپر قلم ہوکے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی الکوب نے دستانہ
مارا تلوار تو نکل گئی مگر سر سے چادر خون کی جاری ہوئی عدیل بن عادی اور ویلم سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار
ماری ویلم نے خالی دیکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ عدیل کے سر پر پڑا تلوار تا دو ابرو اُتر گئی عدیل نے دستانہ مارا
تلوار جھناکے نکل گئی پھر عدیل نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ ویلم کی سپر کو کاٹ کے اُسکے سر پر تلوار پڑی اور اسد شیردل
لڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ طوفان بن سماک اژدر گیر سے سامنا ہوا طوفان نے ہاتھ تلوار کا بلند کیا کہ اسد پر مارے
اسد نے زیر بغل جو تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے ہوے اُدھر سے بہزاد نے پہلو پر اسد کے تلوار ماری اسد نے
چمک تلوار کی دیکھکر خالی دی بہزاد جھکا تھا کہ اسد نے کمر پر اُسکی تلوار ماری بہزاد کے دو ٹکڑے ہوے قہار بن
سوکیاے طوفانی یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ دو بہادرون کو مار ڈالا اب تو میرے ہاتھ سے
بچکے کہان جائیگا اور پاس آکے اسپر تلوار ماری اسد نے اُسکی تلوار کو پشت شمشیر پر روکا اور خود تلوار ماری کہ
قہار کی سپر کو کاٹ کے زیر تنگ جاکے زمین کو بوسہ دیا ارفیل خونخوار دوڑا کہ او دیوانے مین تجھے کب چھوڑتا ہون

اور ارہ پشت نہنگ اسد پر مارا اسد نے ارہ اسکا تلوار سے کاٹا اور سر بچا کر شانے پر جو ہاتھ مارا تلوار زیر بغل
اُتر گئی وہ بھی ملک الموت سے بغلگیر ہوا ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد کے ہاتھ سے کئی سردار نامی قتل ہوئے ایرج دوڑا
مگر طرماسپ اسد کے قریب پہونچ گیا تھا اسنے اسد پر ساطور مارا اسد نے مرکب ترچھا کر کے ساطور اسکا خالی
دیا وہ جھوک مین ساطور کی جھکا تھا کہ اسد نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کے طرماسپ کے سر پر زخم لگا دوسری تلوار
اور اسد نے ماری کہ شانہ بھی طرماسپ کا زخمی ہوا تیسری تلوار اسد نے اور ماری کہ پہلو بھی گھائل ہوا طرماسپ
چلایا کہ دیوانہ مجھے مارے ڈالتا ہی ایرج قریب اسد کے آپہونچا تھا نعرہ کر کے دوڑا کہ او دیوانے ہوشیار ہو مین
آگیا او برگشتہ بخت تیرے ہاتھ سے جگر خون ہوگیا ہی اب میرے ہاتھ سے تو بچکے کہان جائیگا اسد پکارا او بزاز بچے
مین فرخ بازرگان کی جورو کے پاس جاؤنگا اور تیرا سر کاٹ کے اُسکے کسی مقام پر مخفی رکھ آؤنگا ایرج پکارا
او دریدہ دہن بیہودہ گو شہدے لڑتا ہی یا گالیان دیتا ہی شعر لگے منہ بھی چڑہانے دیتے دیتے گالیان صاحب *
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا * تو لڑنے آیا ہی یا گالیان دینے آیا ہی اسد للکارا او پاجی مین تو ہمیشہ
ایسا ہی کرونگا تو بکتا کیا ہی یہ کہکے ایرج پر برس پڑا جھڑا جھڑ تلوارین مارنے لگا کہ ایرج کو رد کرنا مشکل ہوگیا
مگر ایک جگہ جو اسد کا ہاتھ سست ہوا ایرج نے جھپٹ کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار اسد کی
چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے گھوڑے پر سے اُٹھا لیا اسد پکارا ای یاران بدر رو دیدہ لیس یہ سنتے ہی تمام
رفقاے اسد تلوارین مارتے ہوے باہر نکل گئے ایرج نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ اسے قید کرین اُسی وقت
اسد کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا ایرج نے حکم دیا کہ جو جو لوگ ہماری طرف کے قتل ہوے ہین سب کی لاشین
اُٹھواؤ اور خدا پرستون کی لاشون کو مزبلے پر پھنکواؤ لوگون نے ایرج سے عرض کیا کہ حضور کوئی لاش
خدا پرست کی نہین ہی سب آفتاب پرست مرے پڑے ہین ایرج حیران ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کوئی پہر چار گھڑی
دن باقی تھا کہ مالک بن ملکوت تخت پر بیٹھا ایرج دنگل پر بیٹھا تمام سردار گرد و اطراف مین جمع ہوے لندہور
اپنے مقام پر قائم ہوا ایرج نے کہا اس دیوانے کو لاؤ اُسی وقت لوگ اسد کو سامنے لاے اسد نے بطریق
اہل اسلام سلام کیا کہ سلام من بر آن کسے باد کہ داند خدا یکے ست و رسول او برحق سب بندیون نے جواب سلام
دیا ایرج نے کہا ای اسد دیکھ مین تیرے اچھے کے لیے سمجھاتا ہون کہ جہالت سے باز آ میری بیعت اختیار کر
لندہور بن سعدان کیطرح تو بھی میرے ساتھ رہ اسد بولا او بزاز بچے شعر بیعت خدا سے ہی مجھے بواسطہ نقیب *
دست خدا ہی نام مرے دستگیر کا * او بزاز بچے مین کبھی تجھ سے پاجی کی بیعت نہ کرونگا ایرج نے کہا ای دیوانے تو نے
مجھے بہت ایذا دی ہی مین تجھے مار ڈالونگا اسد نے کہا ارے تو مجھے مار ڈالیگا تو جورو فرخ بازرگان کی جو مجھپر
عاشق ہی وہ بہت روئیگی ایرج نے کہا بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے لندہور بول اُٹھا ای ایرج ہمارے
تمھارے جو وعدہ ہی اُسپر قائم رہو تین دن بعد اسے قتل کرنا ایرج نے کہا ای رستم زمان یہ دیوانہ تمھارا کہنا نہ مانیگا
تم ناحق اسکی سعی کرتے ہو لندہور نے جواب دیا ای ایرج مین بدنامی سے تو بچونگا ایرج نے شالور سے
کہا کہ اس دیوانے کو لیجا اور بحفاظت تمام قید رکھو سوا لندہور کے کوئی اسکے پاس نہ جانے پائے شالور نے
اسد کو لاکے قید کیا لندہور آیا اور اسد کو ہر چند سمجھایا کہ بیعت ایرج کی اختیار کرو چھوٹ کے چلے جاؤ
صاحبزادے جہالت کر کے اپنی جان نہ دو مجھکو امیر حمزہ صاحبقران کشورستان کے سامنے رسوا نہ کرو
اسد نے کہا او ہندی تو تو عشق مین اسکے دیوانہ ہی تمام ملک نانا جان کے اسکے قبضہ مین کروا دیے اور اُسنے

اپنے سرداروں کو تقسیم کر دیے تجھکو ذرا غیرت نہ آئی اسی واسطے ناناجان حمزۂ صاحبقران اپنا نائب کر گئے
تھے کہ تو اُنکے ملکوں کو برباد کرادے اور تو مجھکو بیعت پر اُس برازنجی کی مائل کرتا ہی مین کبھی اس پاجی کی اطاعت
و فرمانبرداری نکرونگا لندھور نے کہا جسوقت صاحبقران خداپرستان ظلمات سے مراجعت فرمائینگے
جو جو کچھ مین نے ایرج کو دیا ہی وہ سب لے لونگا اب مصلحت وقت یہی ہی کہ تم اسکی بیعت کرکے چھوٹ جاؤ اسد
بولا کہ مین اُسکے ساتھ رہون اور یہ کلمے سنون کہ وہ گیتی افروز کی عاشقی کا دم بھرے اور مین کچھ نہ بولون مین
ایسا بےغیرت نہین ہون کہ یہ کلمے ایرج سے سنون عاشق بھی ہوے ہین مگر یہ بیغیرتیان کسی نے نہین کین
جیسا کچھ تجھسے وقوع مین آرہا ہی اور اپنے آقا کے ناموس کو ذلیل کروا رہا ہی اور تو کیا کرے تیرا دل تجھکو خراب
کر رہا ہی مین ہرگز تیرا کہنا نہ مانونگا لندھور نے کہا صاحبزادے مین تمھارے نانا کا نمکخوار ہون تم جو چاہو
وہ کہو مگر مین نے ایرج سے مصلحت سمجھکے نہین لگاڑی ہی اور وقت پر دیکھنا کہ کیونکر یہ ناموس صاحبقرانی کی
جاتا ہی دوبارہ ناموس پر لندھور کا خون بہتے دیکھنا اسد نے کہا بس معلوم ہوا مجھکو آپ نہ سمجھائیے مین کسی طرح
کہنا آپ کا نہ مانونگا آخرکار لندھور ناچار ہوکر چلا شاپور رات بھر نگہبانی مین مصروف رہا دو گھڑی رات رہے
ضرغام شیردل نے نقب کنی کرکے حجرہ نقب کا زندانخانے مین لگا لا اور اسد کو نقب کے راستے سے لیگیا یہان
صبح کو ایرج بارگاہ مین آکے بیٹھا دربار معمور ہوا لندھور پھر آیا ایرج نے پوچھا ای دارائے ہند آپ نے
اسد کو سمجھایا اُسکو میری بیعت پر راضی کیا لندھور بولا ای ایرج وہ دیوانہ راہ راست پر نہ آئیگا تمھین اختیار ہی
جو چاہو وہ کرو کہ اسمین شاپور نے آکے سلام کیا ایرج نے پوچھا کہو شاپور اُس دیوانے کی کیا خبر ہی شاپور نے
عرض کیا کہ دو گھڑی رات رہے تک تو مین زندانخانہ مین اُسے چھوڑ آیا ہون ایرج نے کہا جلد جاکے اُسے لاؤ شاپور
اُٹھا تھا کہ جاکر اُسے لاے کہ بوق کی آواز بلند ہوئی ایرج نے کہا ای شاپور معلوم ہوتا ہی کہ اُس دیوانے کو
کوئی صبح ہوتے چھڑا لیگیا وہ بوق کی آواز آتی ہی شاپور نے کہا پیر مرشد اسد تو کیا چھوٹیگا مگر اُسکے رفقا
آکے گرے ہونگے انمین بھی تو ایک ایک اسد بن کرب غازی ہی ایرج نے کہا بہرتقدیر انکو پکڑنا چاہیے اور
اُسی وقت اپنے سرداروں سمیت سوار ہوا اور کہا آج اس دیوانے کو زندہ نہ چھوڑونگا اور یہان اسد جو
آفتاب پرستون پر گرا ہی تو اسنے آتے ہی اندھیر برپا کر دیا ہی ایک ایک کو قتل کر رہا ہی خیمے جلا رہا ہی کہ ایرج کا لشکر
ہوا کہ او دیوانے مین آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا آج تو جہان جائیگا وہین تجھکو مارونگا اسد پکارا او برازنجی
دیکھون تو کیا کندہ کرتا ہی اور باگ گھوڑے کی پھیر کے بھاگا شمشیر برہنہ ہاتھ مین ہی کوئی آگے سے اسے روک
نہین سکتا ہر ایک سے طرح دیتا ہی کہ میان اسے روکو نہین جانے دو مگر ایرج تعاقب مین آتا ہی اسد لشکر ایرج سے
باہر نکلا دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہی اسد نے اپنی فوج کے آٹھ غول کیے اور آٹھ سمت کو بھاگے ایرج جس غول مین
کہ اسد تھا اُسی کے پیچھے چلا اسد نے دلمین کہا کہ یہ تیرے ہی پیچھے آتا ہی اُسکے بھی آٹھ آٹھ سو کے چار غول کیے مگر
ایرج نے گھوڑا اسد کا پہچان لیا ہی کہ اسد کرہ بن اشقر پر سوار ہی اور زرد قبا پہنے ہوے ہی جس غول کے
بیچ مین اسد ہوتا ہی ایرج اُسی کا تعاقب کرتا ہی ہرچند اسد نے ایرج کو بہکایا بھلاوے دیے مگر ایرج نے
تعاقب اسد کا نہ چھوڑا یہان تک اسد تنہا رہگیا اور ایرج للکارتا ہوا چلا آتا ہی اور کنارے دریاے
زرائل کے پہونچا یہ وہ دریاے قہار اور بحر زخار ہی جہان آٹھ جہاز لشکر امیر حمزۂ صاحبقران کے ملک
زرائل کو آتے ہوے تباہ ہو گئے تھے بس ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے اب کہان جائیگا اسد نے دیکھا کہ یہ

آفتاب پرست آ پہونچا دل مین کہا کہ دریا مین ڈوب کے مرنا اس سے بہتر ہی کہ اس ہزار نبچے کے ہاتھ سے گرفتار ہوکر
قتل ہو جیسے لبس خالق اکبر مالک خشک و ترکو یاد کرکے گرہ بن اشقر کو دریا مین ڈال دیا وہ مرکب دریائی ہی اسطرح
دریا پر جاتا ہی جیسے کوئی زمین پر چلتا ہی ایرج نے بھی کنارۂ دریا پر پہونچکر چاہا کہ دریا مین گھوڑا ڈال دے شاپور شیر دل
ساتھ تھا اسنے باگ پر ہاتھ ڈال دیا کہ پیر و مرشد آپ نہ جائیے گا دیوانہ آپ ہی دریا مین ہلاک ہو جائیگا اتنی دیر مین دیکھا کہ
اسد نظرون سے غائب ہوگیا ایرج ناچار و پریشان وہان سے پھرا راستے مین اور رفیق ملے اُنسے حال بیان کیا کہ اسد
دریا مین جاکے غائب ہوگیا غرض ایرج باتین کرتا ہوا اپنے لشکر کو چلا اسے تو اُسکی فکر مین جانے دیجیے

چند کلمے داستان فتح کرنا اسد کا طلسم فیروزہ جمشیدی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسد شیر دل اُس دریاے قہار اور بحر زخار سے دو روز کے بعد باہر ایک بلبیتہ سبز و شاداب مین پہونچا
گھوڑے سے اُتر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا دل مین خیال کیا کہ اس ذلت و رسوائی سے تو مرجانا بہتر ہو تو
اولاد صاحبقران ہو کے اُس بزا زبچہ بازاری کے سامنے سے بھاگتا پھرتا ہی ہر روز ایسی ذلت و خواری
کا سامنا ہی یہ خیال کرکے اپنے حال پر خوب رویا شکوہ پرداز جور فلکی ہوا کہ اے فلک کج رفتار و اے چرخ ناہنجار کیا
گردش زمانہ ہی کہ آفتاب پرست ہو کے ایسی ایسی باتین کرے اور ہم باوصفیکہ خدا پرست اور اولاد صاحبقرانی
مین ہین کچھ اُسکا نہ بنا سکین یہ خیال اپنے دل مین کر کے کمر سے خنجر کھینچا کہ اپنے کو ہلاک کرے پھر خیال گذرا کہ اے
اسد اگر تو خنجر مار کے مریگا تو لاش کو تیری کتے کوے کھا جائینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ تو اپنی گلے مین پھانسی لگا
کوئی آیندہ روند جو تیری لاش کو پڑا ہوا دیکھیگا ترس خدا کرکے وہ گاڑ تو پ دیگا دفن و کفن تو نصیب ہوگا یہ بات
اپنے دل مین قرار دے کر باگڈور گھوڑے کی لیکر ایک سر ا درخت مین باندھا اور دوسرے سرے مین پھندا بنا کے لٹکا دیا
اور کئی پتھر لا کے تلے اوپر رکھے اُنپر کھڑا ہوا اور وہ پھندا باگڈور کا اپنے گلے مین ڈالکے پاؤن سے پتھر کو ہٹا دیا
لبس معلق لٹک گیا رسی کو گردش ہوئی اسد کی آنکھین نکل آئین قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم سے جانب
صحراے عدم پرواز کر جاے لیکا یک اسد نے دیکھا کہ وہ تمام صحرا از زمین تا چرخ برین منور ہوگیا ہر مقام
اُس صحرا کا خوشبو سے معطر ہوگیا اور ایک شہسوار عالیوقار کو دیکھا کہ اُسکے دونون نشانون سے نور حضرت
محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو یدا تھا لبس وہ شہسوار عرش وقار طرفۃ العین
مین اسد کے پاس آیا حالتہ کمند کا کاٹ کر کمر مین ہاتھ ڈالکے اسد کو زمین پر کھڑا کر دیا اسد نے یہ شوکت و شان اور
رعب و جلال جو اُس شیر حق کے چہرۂ انور پر دیکھا قدمون پر سر رکھکے اپنی پیشانی کو پاے مبارک پر خوب رگڑا
اور گرد پھر اتصدق ہوا ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین کہ حضور نے میری جان بخشی
فرمائی گویا مجھکو دوبارہ زندہ کیا نظم کی عرض ہاتھ باندھ کے اے خسرو امام ؛ گرتا ہی پھر حضور کے قدمون پہ یہ غلام ؛
فرمائیے تو آپ پیمبر ہین یا امام ؛ ہی کیا ملازمان فلک آستان کا نام ؛ یہ خانہ زاد کیا کہے کچھ جانتا نہین ؛
بندہ خدا گواہ ہی پہچانتا نہین ؛ امیدوار ہون کہ حضور کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون حضرت نے
زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا اے اسد شیر دل مصرع مین وہ ہون جسنے شیر سے سلمان کو دی نجات ؛
سلمان فارسی کو دشت ارجن مین شیر سے چھڑایا اسود کے کٹے ہوے ہاتھون کو ملایا نوح کو طوفان سے
بچایا ابراہیم خلیل اللہ پہ آگ کو گلزار کر دیا تیرے باپ کو بیشۂ اندلس مین نظر کردہ کیا نظم آن حلیم کہ اگر
خیل گناہگاران را ؛ بدعا باز رہانم کہ خدا امید اند ؛ آن علیم کہ اگر تیغ کشم عالم را ؛ لقضا باز رسانم کہ خدا امید اند ؛

آن علیم کہ در ازدہن شیر نرہ ❊ بیکے حملہ رہا نم کہ خدا امیداند ❊ منم شہسوار ہل اتے یکہ تازمیدان لافتے شکنندۂ باب خیبر کشندہ عمرو انتر ابی الشبر و الشبیر امیر المومنین یعسوب الدین حیدر صفدر وصی پیغمبر حامی دین مبین وارث شرع متین بادشاہ الثقلین امام المشرقین مظہر العجائب مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب اسد کو جو معلوم ہوا کہ شاہ مردان شیر یزدان یہی ہین دوڑ کے قدمون پر گر پڑا حضرت نے سر اُسکا اُٹھا کے فرمایا کہ ای اسد تو کیون اپنی جان دیتا تھا کیون اپنے کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تھا ابھی قضا تیری نہین ہی مین نے بحکم خلاق عالم تجھے نجات دی اسد نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ یا شاہ نجف امیر عرب مین ایک تاجر زادے کے ہاتھ سے عاجز آیا ہون میرا باپ بھی حضور کا نظر کردہ ہی وہ غلام ہی تو مین بھی غلام ابن غلام ہون امیدوار ہون کہ حضور اپنے غلام کو اسقدر قوت و طاقت بخشیے کہ اُس بزار نجیے سے انتقام لے اور اُسکو قتل کرے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای اسد خبردار ایرج کو برا نہ کہنا ایرج کافرون مین سے نہین ہی اولاد حمزہ صاحبقران سے ہی اور زنہار زنہار اُسکے قتل کا ارادہ نہ کرنا اور تو کمزوری سے رنجیدہ خاطر نہو نا جا دیر کمر مضبوط باندھ مین بحکم خدا سے تجھے اسقدر زور دونگا کہ سوا حمزہ صاحبقران کے کوئی تجھپر غالب نہوگا کوئی پہلوان قوی ہیکل بیٹھ تیری زمین سے نہ لگا سکیگا اور طلسم فیروزہ جمشیدی کو تو فتح کریگا مال جمشیدیہ کا تیرے ہاتھ لگیگا یہ فرما کے اپنا دست حق پرست پشت پر اسد کی پھیرا اور دلاسا دیا کہ تجھکو مین نے اپنا نظر کردہ کیا اسد پھر قدم مبارک پر حضرت کے گرا اور پھر جو سر اُٹھایا تو حضرت کو نہ پایا فقط صحرا خوشبوے جسم شریف سے مہک رہا تھا اسد نے اپنے مین زور خوب پایا اور اپنے زور کی آزمائش کے لیے ایک بڑا سا درخت چنار تھا اُسکو لپیٹ کے اُکھیڑ لیا اسیطرح دوسرا درخت تیسرا درخت غرض ساتھ درخت اُسی جوش مین جڑ سے اُکھیڑے مارے خوشی کے ایسی بالیدگی ہوئی کہ پیرہن بدن مین پھنس گیا اپنے دل مین کہا کہ اب یہ بزار نجیہ تیرے ہاتھ سے کہان جائیگا اُسکو گوشمالی معقول دینا چاہیے اور خیال مین گذرا کہ ای اسد مولا اور آقا فرماتے تھے کہ ایرج اولاد حمزہ سے ہی ہرچند کہ ایرج کا باپ فرخ بازارگان موجود ہی مگر ارشاد حضرت کا معاذ اللہ خلاف ہو نہین سکتا کچھ نہ کچھ اسمین اسرار ہی خبر تجھے تو فقط اُسکی تنبیہ سے کام ہی کچھ جان سے مارنا تو منظور نہین ابھی یہ باتین آ دل مین گذر رہا تھا ناگاہ خیال گذرا کہ مولا فرما گئے ہین کہ تو طلسم فیروزہ جمشیدی فتح کریگا ای اسد اب کوہ بلور کیطرف چل یہ سوچ کے گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑا سواری نہ دے سکا پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گیا اسد ناچار ہو کے اسپ سے اُتر پڑا دامن گردانے آستینین چڑھا لین گیسون کی صورت باگ ڈور ہاتھ مین لیکے چل نکلا اب دھیان آیا کہ ای اسد تیرے رفیقون کا کیا حال ہوا ہوگا اور ضرغام شیر دل تو ہلاک ہو گیا ہوگا بس یہ خیال کر کے اسد رونے لگا اور پکارا کہ ای خالق اکبر اور ای مالک خشک و تر ای قادر مطلق ای معبود برحق اگر ضرغام زندہ ہی تو مجھے اُسکی صورت دکھا دے اُسکو مجھسے ملا دے یہ دعا کرتا ہوا کبھی کوس دو کوس گھوڑے پر سوار ہو لیتا کبھی جب دیکھتا ہی کہ گھوڑے کی حالت غیر ہی تو اُتر پڑتا ہی اُسیطرح کوئی دو فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ سامنے سے ایک بگولہ گرد کا اُٹھا جب وہ بگولہ پھٹا تو اُسمین سے ایک شخص پیادہ پا دکھائی دیا قریب جو آیا دیکھا کہ ضرغام ہی اور ضرغام نے جو اسد کو دیکھا دوڑ کے قدمون پر گر پڑا اسد نے اُسے قدمون پر سے اُٹھا کے گلے سے لگایا اور کہا ای ضرغام مین نظر کردہ شاہ ولایت ہوا میرے گرد پھر میرے ہاتھون کو چوم اُس نے عرض کیا کہ شہریار مین خود آپ سے عرض کرنے کو تھا کہ مین نظر کردہ ہوا ہون میرے ہاتھون کو چومیے اسد نے کہا کہ اچھا تو اپنا حال بیان کر

کہ کیا کیفیت ہوئی تیری کیا حالت ہوئی ضرغام نے عرض کیا کہ جب غلام نے دیکھا کہ آپ کوہ گردین اشقر
لیکے دریا مین غائب ہوگیا مین بھی دریا مین کود پڑا جان تو مشکل سے نکلتی ہی شناوری کرنے لگا یہان تک کہ قریب
تھا تھک کے غریق بحر فنا ہو جاؤن دیکھا مین نے کہ ایک درخت بہتا ہوا چلا جاتا ہی مثل مشہور ہی کہ ڈوبتے کو تنکے کا
سہارا بہت ہوتا ہی میرے سامنے اتنا بڑا درخت آگیا مین جلدی اُسکے ایک ٹہنے پر بیٹھ گیا وہ بہتے بہتے ایک
جگہ کنارے لگا مین اُسپر سے اُتر کے آگے بڑھا ایک دشت سبز و خرم نظر پڑا ہزارون طرح کے پھول سیکڑون
طرح کے ثمردار درخت وہان لگے ہوئے تھے وہان کی بہار بہار جنت پر خندہ زن تھی مگر مجھے حضور کی جدائی مین
کچھ نہ بھلا معلوم ہوتا تھا ہر وقت آپ کا خیال دل مین لگا رہتا تھا جب بہت شدت سے بھوک لگتی تھی کہ تاب ضبط
کی نہوتی تھی تو وہ میوہ صحرائی کھاکے کچھ پیٹ بھر لیتا تھا اور دن رات آپ کے فراق مین رویا کرتا تھا آتے آتے
ایک دامن کوہ مین پہونچا وہان اسقدر آپ کو یاد کرکے رویا کہ بیہوش ہوگیا عالم رویا مین جمال باکمال حضرت
امیر المومنین سید الوصیین مظہر العجائب مظہر الغرائب طالب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظر آیا اور دیکھا مین نے کہ اُن جناب نے میرے پاس آکے اپنا دست حق پرست میری
پشت پر پھیرا اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ اے ضرغام ہمنے تجھے اپنا نظر کردہ کیا اور آقا تیرا اسد بن کرب غازی
بھی ہمارا نظر کردہ ہوچکا ہی وہ آتا ہی تو اُسکے استقبال کو جا بس مین جو نیند سے چونکا اُسی وقت اُٹھکے وضو کیا
نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے آپ کی خدمت مین روانہ ہوا الحمد للہ کہ اسوقت آپ کی زیارت سے مشرف ہوا اے
شہریار اب اپنے زور و طاقت کا حال ارشاد فرمائیے اسد شیر دل نظر کردۂ شاہ ولایت نے جواب دیا کہ اے
ضرغام مین حضرت کے تشریف لیجانے کے بعد آزمائش کے واسطے سات درخت چنار کے بڑے بڑے متواتر
جڑ سے اُکھاڑ کے پھینکے اگر تمھین یقین نہو تو دیکھو یہ پڑے پھر پانچ درخت بڑے بڑے جڑ سے اُکھاڑ کے پھینک دیے
ضرغام نے عرض کیا اے شہریار بس مجھکو معلوم ہوا کہ شہسوار دلدل سوار صاحب ذوالفقار فاتح خیبر قاتل
عنتر ساقی کوثر قاسم جنت و سقر جناب حیدر کرار غیر فرار نے آپ کو طاقت و قوت بخشی اسد نے پوچھا کہ اے
ضرغام اب جو آفتاب پرست میری اس طاقت و قوت خداداد کو دیکھیگا تو کیا کہیگا ضرغام نے عرض کیا
اے شہریار اُسکو بڑی حیرت ہوگی اور حضور اسیر کیا موقوف ہی جو آپ کو اسطرح کا زور آور اور طاقتور
دیکھیگا وہ ششدر و حیران ہوگا اسد نے پوچھا اے ضرغام سب رفیق میرے کہان ہین اُسنے عرض
کیا پیر و مرشد آپ کے دھیان مین مجھے اپنا تو ہوش نہ تھا مین آپ کے رفیقون کا حال کیا جانون کہ
کہان ہین کہان نہین اسد نے کہا اے ضرغام ہم کوہ بلور کیطرف طلسم فیروزہ جمشیدی کے فتح کرنے کو
جاتے ہین تم ذرا جاکے ہمارے رفقا اور لشکر کو بلا لاؤ اُنھین ہمارے حال سے آگاہ کرو اور سب کو ہمراہ اپنے
لیکے کوہ بلور پر آؤ ضرغام نے عرض کیا بہت خوب غلام جاتا ہی اور اسد کے قدمون پر بوسہ دیکر روانہ ہوا
ادھر اسد بعد اُسکے رخصت کرنے کے طلسم فیروزہ کیطرف چلا تیسرے دن منزل مقصود پر پہونچا دیکھا
کہ پہاڑ بلور کا فرسخ در فرسخ معلوم ہوتا ہی گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین چادر آبشار پہاڑون پر سے گر رہی ہی
جگہ جگہ چشمے لبریز ہین درخت میوہ دار جا بجا لگے ہین جانوران خوش الحان درختون کی شاخون پر بیٹھے ہوئے
زمزمہ پردازی کر رہے ہین پھولون کی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی
بالاے کوہ ایک قلعہ فولادی بنا ہوا ہی اُسمین کئی برج مثل گنبد گردون گردان بنے ہوئے ہین اور اُس

برج مین ایک زنجیر طلائی تا پائین قلعہ آویزان ہی اور سر برج پر زنگیان سیہ رو تیرہ درون نفیرین ہاتھون مین لیے ہوے کھڑے ہین اور گرد قلعہ کے ایک خندق خون کی بھری ہوئی ہی کہ خون تازہ اُسمین جوش مار رہا ہی اسد نوجوان آتے آتے کنارے خندق کے پہونچا تھا کہ اُن زنگیون نے جو برجیون پر کھڑے ہوے تھے نفیرین بجانا شروع کین اور ایک غلغلہ برپا ہوا کہ طلسم کشا آیا ای ساکنان طلسم آگاہ ہو اور جلد خبردار ہو اور اُنکے غل کی صدا زمین سے آسمان تک پہونچی تھی ہر طرف جنبش مین آگیا تھا اسد بن کرب غازی نے جو یہ کیفیت اور غل شور دیکھا خندق کے پاس سے دور ہٹ گیا کہ وہ غل اور شور اور آواز نفیرون کی موقوف ہو گئی اسد نے اپنے دل مین کہا کہ طلسم تو یہی ہی مگر دیکھیے یہ کیونکر فتح ہوتا ہی غرض شب کو یہ وہین رہا جب صبح ہوئی اسنے وضو کیا نماز پڑھی سامنے قلعے کے آکے دیکھنا شروع کیا چار طرف کی سیر کرنے لگا کہ سامنے سے ایک تتق گرد کا اُٹھا جب نزدیک آکے وہ گرد چاک ہوا دیکھا کہ آگے آگے ضرغام اور پیچھے پیچھے اُسکے ابراہیم بن مالک اور علقمہ بن جمہور وغیرہ اور تمام قزاق چلے آتے ہین جب سب لوگ اسد کے پاس آے سلام کیا ہر ایک گرد پھرا تصدق ہوا حال پوچھا اسد نے اپنی ساری حقیقت اور سب کیفیت بیان کی خیمہ استادہ کیا گیا اُسمین اسد مع رفقا کے داخل ہوا خاصہ تیار ہوا اسد اور اُسکے رفقا نے کھانا کھایا اسد نے خاصہ تناول کر کے آرام کیا وقت معمول پر خواب سے بیدار ہوا اپنے رفقا سے کہنے لگا کہ صاحبو مین یہان حکم سے اپنے آقا و مولا امیر المومنین یعسوب الدین حیدر کرار غیر فرار قاتل انتر فاتح خیبر غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے آیا اور جیسا اُنھون نے ارشاد فرمایا تھا طلسم کو بھی پایا مگر حیران ہون کہ آقا نے میرے مجھے طلسم کو تو بتایا لیکن اُسکے فتح کرنیکی تدبیر کو نہین ارشاد فرمایا اب مین سوچتا ہون کہ کسطرح اس طلسم کو فتح کرون کبھی اپنے اوپر افسوس کرتا ہون کہ تونے آنحضرت سے اسکے فتح کرنے کی تدبیر نہ پوچھ لی یہ کیا بیوقوفی و نادانی کی سب نے دست ادب جوڑ کے عرض کیا کہ پیرو مرشد جسنے طلسم فتح کیا ہی بغیر مدد غیبی نہین فتح کیا ہی آپ بھی عبادت خانہ استادہ کیجیے اُسمین بیٹھیے نماز پڑھیے دعا کیجیے اگر قسمت مین آپ کے طلسم کشائی ہی تو فضل ایزدی شریک ہوگا طلسم کو فتح کر لیجیے گا اسد نے کہا صاحبو مین طلسم کشائی تو ضرور کرونگا کیونکہ میرے آقا و مولا نے مجھے خبر دی ہی یہ اور ... ہرگز ہوئی نہین ہی کہ صدق و کذب پر محتمل ہو یہ ارشاد وصی مخبر صادق کا ہی اسمین معاذ اللہ کیا شک و شبہ ہی القصہ اسد عبادت خانہ استادہ کر کے اسمین داخل ہوا اور بخشوع و خضوع نماز حاجت ادا کر کے منہ اپنا خاک پر ملا اور برجوع قلب و نیت خالص گریہ و زاری کر کے بدرگاہ جناب باری دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان و ای چارہ بیچارگان تیرے فضل و کرم سے امیدوار ہون کہ مین تیری مدد سے طلسم کو فتح کرون اسد کو یہ دعا مانگتے مانگتے تین پہر رات گذر گئی تھی کہ ایکبارگی اسے غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگ گئی چشم ظاہری بند ہو گئی دیدۂ باطنی کھل گئے ایک باغ بہشت آئین دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوے ہین جانوران خوش الحان ہر شاخ پر بیٹھے ہوے زمزمہ سنجی کر رہے ہین اس بہار اور کیفیت کا کوئی باغ بردۂ دنیا پر نظر سے نہین گذرا اسد نے جو یہ کیفیت اور نزہت اس باغ بہشت آئین کی دیکھی یہ محو حیرت سکتے کی صورت ہو گیا دل مین سوچنے لگا کہ بار الٰہا مین بیدار ہون یا عالم خواب مین سرشار ہون مین نے ایسا باغ کبھی بردۂ دنیا پر نہین دیکھا یہ کونسا باغ ہی کون اسکا مالک ہی پھر سیر کرتا ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ ایک پیر مرد خوشکل نورانی چہرہ مانند آفتاب کے منور تاج شاہی سر پر رکھا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور پکارا کہ سلام علیک ای اسد بن کرب غازی لنظر کردۂ شاہ حجازی اسکے

جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا مین تو مدت العمر کبھی اس باغ مین نہین آیا اُسنے جواب دیا کہ ہان
سچ ہے آپ کبھی اس باغ مین نہین آئے مگر پہلے آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ یہان آنے کا کیا سبب ہے اسد نے کہا کہ اے
پیر روشن ضمیر مین حکم سے اپنے آقا و مولا شاہ ولایت شیر یزدان شاہ مردان اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کے یہان اسواسطے آیا ہون کہ طلسم فیروزۂ جمشیدی کو فتح کرون مگر حیران ہون کیا کرون اسواسطے کہ یہ
طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہوسکتا اور میرے پاس لوح موجود نہین ہے نہ مجھکو معلوم ہے کہ لوح کہان ہے مین عنایت خدا سے
پروا سے مال و زر نہین رکھتا ہون فقط اتنا چاہتا ہون کہ لوح طلسم ہاتھ آئے کہ یہ طلسم فتح ہوجائے اب آپ ارشاد
فرمائیے کہ آپ کون بزرگ ہین اُس مرد پیر نے کہا اے اسد نوجوان نام میرا جمشید خورشید چہر ہے یہ طلسم میرا ہی بنایا ہوا
ہے اسوقت مین فرستادہ شیر خدا وصی بلافصل مصطفے مظہر العجائب مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کا ہون کہ آپ کو راہ و رسم طلسم سے آگاہ کرون اسد یہ مژدۂ روح افزا سنکے نہایت خوش ہوا اُس مرد پیر سے مصافحہ کیا
ہاتھون کو بوسہ دیا استفسار حال طلسم کیا اور لوح طلسم کے ہاتھ آنے کی راہ پوچھی جمشید خورشید چہر نے کہا کہ صبح کو
جو تم سو کے اُٹھو تو وہ جو قلعہ طلسمی ہے اور اُسکے گرد خندق کھدی ہوئی ہے اُس خندق کے کنارے پر جاؤ وہ خندق
چالیس گز کی چوڑی ہے پس کنارے پر جاکے ایسی ایک جست کرو کہ خندق کے پار پہونچو اور جو خندق مین گر پڑے تو
طعمۂ نہنگ ہوجاؤ گے جب ایک ہی جست مین تم اُس پار پہونچو گے تو دیکھو گے کہ خندق سے دروازۂ قلعہ تک بتیس
زینے ہین اُن زینون سے گذر کے جلد اپنے کو دروازۂ قلعہ پر پہونچانا اور اگر کہین ایکدم بھی ٹھہرے تو زینے سے ایک شعلہ
آتش نکلیگا فوراً وہ تمھین جلا کے خاک سیاہ کر دیگا خبردار خبردار وہان نہ ٹھہرنا جب دروازۂ قلعہ پر پہونچنا تو دیکھنا
کہ ایک تختہ سنگ مرمر کا سفید و شفاف چمکتا ہوا حلقہ دار اُسمین نصب ہے اور اُس تختہ سنگ کے دونون طرف دو سونے کی
اینٹین جڑی ہوئی ہین وہ اینٹین اسقدر چوڑی ہین کہ دونون پانون اُسپر بخوبی قائم ہوسکتے ہین پس تمھین لازم
ہے کہ دونون پانون اپنے اُن دونون اینٹون پر قائم کرکے دونون حلقون مین ہاتھ ڈال کے زور کرو کہ وہ تختہ
سنگ اُکھڑے مگر وہ تختہ سنگ پانچسو من کا ہے پانچسو آدمیون کی طاقت سے اُکھڑیگا ورنہ اپنے جگہ سے جنبش بھی
نہ کریگا جب تم اُس تختہ سنگ کو اُکھیڑ لوگے تو ایک غل شور اُٹھیگا خبردار ڈرنا نہین اور ایک غبار پیدا ہوگا کہ اُس سے
آگ کے شعلے نکلتے ہونگے جسوقت وہ غبار گرم نکل جائیگا تو مہرہ نقب کا نمودار ہوگا اُسمین بے خوف و خطر چلے جانا
اسی زینے کے طے کرنے کے بعد ایک دروازہ سنگ مرمر کا دکھائی دیگا اُس دروازے مین قفل یاقوت احمر کا لگا ہوا ہوگا
کنجی اُسکی طاق مین رکھی ہوئی ہوگی تم وہ کنجی اُٹھا کے قفل کھولکے اُسکے اندر جانا اے اسد تم ایک مکان وسیع مین
پہونچو گے بیچ مین اُس مکان کے ایک تالاب ہے اور وسط تالاب مین سو گز کا بلند ایک میل فولادی ہے اُس میل پر
ایک جانور سرخ رنگ بیٹھا ہوگا لوح مرصع نقرۂ مصقول کی اُسکے گلے مین پڑی ہوگی اور سینہ پر اُس جانور
سرخ کے ایک خال سفید ہوگا بس تمھین چاہیے کہ اُس خال سفید پر تیر مارو کہ وہ جانور تیر کھا کے کنارۂ تالاب کے
آکے گر پڑیگا تم لوح اُسکے گلے مین سے لے لینا اور جو کچھ اُسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا وہی تمھارا اُستاد ہے اسد
چاہتا تھا کہ کچھ اور پوچھے کہ آنکھ اسکی کھل گئی تمام عبادت خانے کو معطر پایا وضو کیا نماز پڑھی عبادت خانے سے
باہر آیا سب رفیق دوڑے قدمبوس ہوئے اسد نوجوان نے سب کو گلے سے لگایا سب نے حال پوچھا اسد نے
خواب اپنا سب سے بیان کیا اور کہا مین حسب ارشاد شہنشاہ مشرق و مغرب حضرت علی ابن ابیطالب غالب کل غالب
علیہ السلام کے توکلت علی اللہ جاتا ہون یقین ہے کہ فتحیاب ہون اس طلسم فیروزۂ جمشیدی کو توڑون اور

جو پھر کے نہ آؤن وہین مر جاؤن تو میری تسلیم میرے پدر بزرگوار اور نور الدہر نامدار اور صاحبقران عالی وقار
کو پہونچا دینا سب نے دعائین دینا شروع کین کہ ای شہریار باوقار حق تعالے آپ کو فتحیاب کرے اور زندہ وسلامت
پھیرے اسد سب سے رخصت ہوا مسلح ومکمل ہو کر شادان وخندان اسطرح چلا جیسے کوئی شیر نر شکار پر جاتا ہی آتے
آتے کنارے پر خندق کے آیا عرض اس خندق کا جتنا عرض کر گیا ہون اُتنا ہی پایا جناب باری سے مدد طلب کر کے
بسم اللہ کہکر جست کی خدا کے فضل وکرم سے اُسی جست مین خندق کے پار پہونچا شور غلغل برپا ہوا وہ جو زنگی برجون
پر نفیرین لیے کھڑے ہوے تھے سب کے سب نفیرین بجانے لگے گیر ودار کی آواز بلند ہوئی اسد نے کسی طرف مطلق خیال
بھی نہ کیا دوڑ کے اُن بتیسون زینون سے جلد جلد گذر کے سنگ مرمر پاس اپنے کو پہونچا دیا اور جسطرح جمشید خورشید چہر
بانی طلسم نے اسکو تعلیم کردیا تھا دونون طلائی اینٹون پر کھڑے ہو کے پیٹھ قلعے کیطرف کر کے دونون قلابون مین ہاتھ
ڈالکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ اُس تختہ سنگ کو اکھیڑ کے پھینک دیا بمجرد اُس تختہ سنگ کے اُکھڑنے کے
غلغلۂ محشر انگیز اور شور وحشت خیز برپا ہوا زلزلۂ شدید آیا کہ ایک زمانہ گردش مین آگیا اسد نے دونون قلابے
جو اُس پتھر مین تھے اُنھین اُکھیڑ کے اپنے پاس رکھ لیا اور مہرہ نقب کا جو نمودار ہوا تھا اُسمین سے ہو کر دروازے
قلعے کے پہونچا بسم اللہ کہکے قفل کھولکے اندر گیا دیکھا کہ وسط مین اُس مکان وسیع کے ایک بہت بڑا تالاب ہی اور
بیچ مین اُس تالاب کے ایک میل فولادی نصب ہی اور اُسپر ایک جانور سرخ رنگ بیٹھا ہوا ہی لوح مرصع نقرۂ
مصقول کی اُسکے گلے مین پڑی ہوئی ہی اور سینے پر اُس طائر سرخ کے ایک خال سفید نمایان ہی اسد نے تیر چلہ
کمان مین جوڑ کے اُس خال کو تاک کے مارا الفضل خدا وہ تیر نشانے کے پار ہوا طائر زمین پر گر پڑا شہزادے نے
دوڑ کے لوح اُسکے گلے مین سے اُتار کے پڑھی اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای طلسم کشا اس اسم کو پڑھ کے تالاب پر دم کر
کہ پانی اسکا خشک ہو جائیگا تو تالاب کے اندر جا کے میل کو اُکھیڑ ایک کنوان دکھائی دیگا اُسمین تو کود پڑنا اور
جہان پہونچنا اور جو عجائبات دیکھنا بغیر لوح کے کچھ کام نہ کرنا اسد نوجوان موافق حکم لوح کے اُس چاہ مین کود پڑا
اب جو پاؤن زمین آشنا ہوئے ایک صحرائے ہولناک نظر آیا اس صحرا مین جو پہونچا دیکھا ابر تیرہ وتار گھرا ہوا ہی تند
سے ہوائے تند وتیز چل رہی ہی چار طرف تاریکی چھائی ہوئی ہی زمین متزلزل ہی شب چیتے ہر جانب پھر رہے ہین
زمین سے شعلہ ہائے آتشین بلند ہین گرمی کا یہ عالم ہی کہ بدن سے چنگاریان اُٹھ رہی ہین پسینا بہ رہا ہی پیاس سے
زبان مین کانٹے پڑ رہے ہین تالو سے چمٹی جاتی ہی دل سے شعلے اُٹھ رہے ہین اسد اُس گرمی کی تاب نہ لایا آخرکار
بیہوش ہو گیا رفقائے اسد جو طلسم کے باہر کھڑے ہوے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ابر تیرہ وتار اُٹھا آندھی سیاہ
چلنے لگی قلعہ ہلنے لگا آپس مین کہا اس آفت سے معلوم ہوتا ہی کہ یا تو خدا نخواستہ نصیب دشمنان آقا ہمارا مارا گیا یا یہ
طلسم شکست ہوا ہر ایک برہنہ سر ہو کر دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان وای چارہ ساز بیچارگان ای حافظ حقیقی
ای مالک تحقیقی اسد بن کرب غازی کو صحیح وسالم دکھائیو ای جامع المتفرقین پھر اُسے ہمسے زندہ ملا یو مگر یہان
بعد تھوڑی دیر کے اسد جو ہوش مین آیا ایک سمت کو چل نکلا ابھی تھوڑی دور وہان سے آیا تھا کہ دور سے ایک
چمک مانند آفتاب درخشان کے زمین پر معلوم ہوئی یہ متعجب ہوا پروردگارا یہ کیا چیز چمکتی ہی جب قریب آیا دیکھا
کہ ایک بڑا سا حوض ہی سیماب جوش مار رہا ہی اور اُس حوض پر ایک بہت بڑی چرخی لگی ہوئی ہی کہ وہ خود بخود پھر رہی
ہی اور اُسمین سے زنجیر کی جھنکار کی آواز آرہی ہی اور ایک طرف اُس حوض کے کنارے پر ایک گرز گیارہ سو من کا
رکھا ہوا ہی اسد نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای عزیز اگر تو نسل حمزہ سے ہی تو اس گرز کو اُٹھا کے اُس

چرخ پر مار کہ وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے اور جو گرز تجھسے نہ اُٹھا تو اس حوض مین سے ایک شعلۂ آتش نکلکے تجھپر گریگا
اور تیری کیا حقیقت ہی اگر تجھ ایسے ہزارہا ہونگے تو وہ شعلۂ آتش جلا کے خاک سیاہ کر دیگا اور پھر تیرے ہی سبب سے
قلعہ مین شعلۂ آتش اُٹھکے بارہ بارہ فرسخ تک جنس حیوان و انسان و وحوش و طیور و جمادات و نباتات کو جلا کے
خاک سیاہ کر دینگے اور جو تونے گرز اُٹھا کے چرخ پر مارا اور وہ ٹوٹ کے گر پڑا تو پھر گرز اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیو مع
گرز اُس حوض مین کود پڑنا اسد نے یہ سب کیفیت لوح سے دریافت کر کے جبین نیاز کو بدرگاہ کریم کارساز رکھا
اور عرض کیا کہ ای خالق ہر دو سرا ای قادر و توانا تو ہی اپنے بندے کو قوت دینے والا ہی تیری مدد کی قوت و امید پر
گرز اُٹھاتا ہون یہ دعا کر کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اُس گرز کو وہ سر پر ہاتھ ڈالا اور بسہلی اُسے اسطرح اُٹھا لیا
جیسے کوئی شخص کسی پھول کو ایک چٹکی کے اشارے سے اُٹھا لیتا ہی سجدۂ شکر بدرگاہ جناب باری ادا کیا کہ ای
کس بیکسان و ای قوت دہندۂ ناتوانان تو چاہے تو مور ضعیف کو سلیمان کی قوت عطا کرے یہ تیرا ہی کام ہی سوا تیرے
اور کسی کی کیا مجال و قدرت جو یہ قوت عطا کر سکے اور وہ گرز اُٹھا کے اُس چرخ ہمسر چرخ گردون پر مارا کہ وہ ٹوٹ کے
گر پڑا اسکے ساتھ ہی اسد بھی حوض مین بجستی تمام کود پڑا مگر یہ حال ہی کہ آنکھین دونون اسکی بند ہین بیہوش و مدہوش
و خود فراموش ہی آواز غول اور شیر اور چیتے اور ہاتھی گھوڑے اور نہنگ اور اژدہون کے بولنے کی کان مین چلی
آتی ہی ایک شور وحشت خیز اور غلغلۂ قیامت انگیز برپا ہی بیرون طلسم تمام رفقاے اسد یہ ہیبتناک آوازین سنکے
دعائین مانگ رہے ہین کہ ای حافظ حقیقی و ای مالک تحقیقی تو ہی ہمارے آقا کی جان کو ان بلاؤن سے بچائیگا اور
پھر ہمسے اُسے زندہ ملائیگا یہان سنیے کہ جب اسد کی وہ کیفیت برطرف ہوئی اور اسے ہوش آیا اُسنے آنکھین
کھولین تو دیکھا کہ مین نقب کے اندر چلا جاتا ہون اور گرز ہاتھ مین ہی نہ وہ حوض سیماب ہی نہ وہ چاہ ہی دل مین کہا
کہ سحر کے یہی کارخانے ہوتے ہین غرض یہ اُس نقب سے باہر آیا اب ایک باغ بہشت آئین دیکھا کہ چہار دیواری اُسکی
گنگا جمنی تھی اور زمین اُس باغ کی پیتل کے رنگ کی تھی درخت چاندی کے پتے پھل اُنکے زرین تھے پھول طلاے احمر کے
کھلے ہوے تھے ہر طرف نہرین سلسبیلین آلشعار جاری تھے یہ اُس باغ عجیب و غریب مین گیا سب طرف کی سیر کرنے لگا ہر جانب
صداے مرغان خوش الحان و بلبل ہزار داستان کی چلی آتی ہی کبک و دراج و طاؤس روشون پر پھر رہے ہین اسکے دل کو
فرحت تازہ اور سرور بے اندازہ حاصل ہی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ ایک عمارت عالیشان دکھائی دی جب پاس
اُسکے پہونچا تو دیکھا کہ تخت پر ایک بادشاہ ذیجاہ بیٹھا ہوا ہی اور گرد تخت کے چار سو بت طلائی رکھے ہوے ہین
اور چار سو آدمی کہ ہر ایک کا قد پچاس گز کا گرز گاو سر مانند کوہ البرز کے ہاتھون مین لیے ہوے تاج مرصع سرون
پر رکھے ہوے حلقہ باندھے ہوے ہاتھ مین ہاتھ پکڑے ہوے ناچ رہے ہین اور استادان نادر فن چنگ عود
و بربط و رباب بجا رہے ہین اسد نے غور سے جو اُس تخت نشین کو دیکھا تو پہچانا کہ یہ تخت نشین جمشید خورشید چہر
ہی جسکو مین نے خواب مین دیکھا تھا پکار کے کہا سلام علیک ای جمشید خورشید چہر کوئی نہ بولا کسی نے
جواب سلام نہ دیا پھر اسنے نزدیک آکے سلام کیا پھر اسنے جواب نہ دیا تیسری مرتبہ اسد نے غصہ مین آکے کہا کہ صاحبو
کیا تم بہرے ہو کہ جواب سلام نہین دیتے ہو اور بادشاہ کو تو غرور ہی جو جواب سلام سے معذور ہی پھر بھی جب
صدا نہ آئی ناچار ہو کے اسد بارہ دری کے اندر گیا اور وہان جا کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای شخص تو کیا
گونگا ہی یا بہرا ہی جو میرے سلام کا جواب نہین دیتا اب جو اسد نے دیکھا تو وہ بادشاہ پتھر کا بنا ہوا ہی اور تمام
اہل صحبت بھی پتھر کے ہین اسنے اپنے دل مین کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ پتھر کے پتلے ہین یہ کیا خاک جواب دینگے

مگر کیا خوب صحبت آراستہ کی ہی کیا اچھی تصویرین بنائی ہین یہ دیکھکے اب اُس بارہ دری سے باہر آیا کہ آواز نعرہ کی
بلند ہوئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہی کہ او خیرہ سر غضب کیا تونے کہ نقل صحبت بادشاہ مین آیا اگر تو لاکھو جانین یہان
لایا ہوگا تو ایک صحیح و سلامت لیکے نہ جائیگا اسد نے اُس آواز کیطرف خیال کیا دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو
تیرہ درون خونخوار تیغ ہاتھ مین لیے ہوے چرخ مارتا ہوا چلا آتا ہی اسد کو اُسکی صورت ہیبتناک سے خوف معلوم ہوا
لوح کو دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز شکنندۂ طلسم اگر تو ایسی جگہ پہونچے کہ زنگی مہیب صورت تجھپر حملہ آور ہو
تو حملہ اُسکا رد کرکے وہی گرز کہ دو سر جو تیرے پاس ہی اس زنگی پر مار اسد نے لوح تو بغل مین رکھی اور اُس
زنگی سے مقابل ہوا زنگی نے اسپر دوڑ کے اپنا حربہ کیا اسنے اُسکے حربے کو رد کرکے ایک گرز جو اُسکے سر پر مارا تو وہ
زنگی پیوند زمین ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من زنگبار جادو بود پھر اسنے چاہا کہ وہان سے آگے بڑھے یکایک
اُسکے بائین طرف سے آواز نعرے کی بلند ہوئی کہ او تیرہ روزگار غضب کیا تونے کہ زنگبار جادو کو مارا اب
میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا اسد نے جو پھر کے دیکھا ایک شخص کو دیکھا کہ مُنھ اسکا اژدہے کا قد دیو کا سر پہ
دو سینگ گرز ہاتھ مین لیے ہوے چلا آتا ہی اسد حیران ہوا کہ یا الٰہی یہ کیا آفت ہی جلدی سے لوح کو دیکھا اُسمین
تحریر تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر تجھے شخص اژدہا صورت نظر آسے تو ذرا دل مین خوف نہ کرنا اور حملہ اُسکا رد کرکے
کشتی مین اسے زیر کرنا اور بجلدی تمام خنجر سے سینہ اُسکا چاک کرکے دونون شاخین اُسکی اُکھیڑ لینا ایک شاخ سے
خنجر فیروزہ نگار نکلیگا اور دوسری شاخ مین سے نصیحت نامہ لیس تم اُس نصیحت نامے پر عمل کیجیو اور وہ خنجر کمر مین
رکھ لیجیو اسد نے اُس تحریر لوح پر عمل کیا کہ جب وہ اژدہا صورت حملہ آور ہوا یہ اُسکے حملہ کو رد کرکے اُس سے
لپٹ گیا اور کشتی لڑنے لگا بعد چار گھڑی کے اسد نے اُسے پشت بزمین کیا اور جھٹ پٹ کمر سے خنجر نکال کے سینہ اُسکا
چاک کیا بعد اُسکے دونون سینگ اُسکے پکڑ کے جو زور کیا تو وہ کاسۂ سر سے باہر آئے ایک مین سے خنجر فیروزہ نگار
نکال کے اپنی کمر سے باندھا اور دوسرے سینگ مین سے نصیحت نامے کو نکالکر پڑھنے لگا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز
اگر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک تیرا عمل ہو جاے اور بادشاہ ہفت اقلیم مطیع و تابع فرمان تیرے
ہون تجھے چاہیے کہ عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور منصوبہ نیک رکھ خاص و عام کے حال سے غافل نہ رہ داد و دہش کر
ابیات فریدون فرخ فرشتہ نبود ۔ ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود ۔ بداد و دہش کرد او نیکوئی ۔ تو داد و دہش کن فریدون توئی
اُس نصیحت نامے کو دیکھکے اسد خوب رویا پھر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ جس جگہ لاش اُس ناپاک اژدہا صورت
دو شاخ کی پڑی ہی اُس مقام کو کھود مہرہ نقب کا پیدا ہوگا اُسمین چلا جا ایک دروازے پہ پہونچیگا کہ اُسمین قفل
دیا ہوا ہی اُسکو توڑکے دروازہ کھولکر اندر جا ایک چار دیواری لوہے کی زمین آہنی پر دیکھیگا درمیان مین اُسکے
ایک حوض ہی کہ اُسمین بجاے آب آگ جوش مار رہی ہی اُسکی گرمی سے زمین اور دیوارین مانند انگارے کے سرخ
ہو رہی ہین اور حوض پر دو ستون کھڑے ہوے ہین اُنپر ایک چرخ گردش مین ہی تو اُس چرخ کے پاس جاکے
ایک گرز مار کہ وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے بس ای طلسم کشا طلسم تونے فتح کیا اسد بموجب حکم لوح کے اُسی طریقہ سے
اُس چار دیوار آہنی مین گیا دیکھا کہ سو زنجیرین ڈیڑھ ڈیڑھ سو گز کی لمبی اُس چرخ پر نصب ہین اور اُس حوض سے
شرارہ ہاے آتشین بلند ہین اور چرخ کی گردش مین اُن زنجیرون سے عجیب و غریب صدائین نکلتی ہین اسد نے
چاہا کہ حوض کے پاس جاے مگر گرمی کی شدت سے ہوا و نہ پڑا اپنے دل مین کہا کہ ای اسد حوض تک جاتے جاتے
تو جل جائیگا ڈر کے پیچھے ہٹا اور خدا کو یاد کیا پھر لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر حرارت آتش سے

اُس حوض تک تو نہ جاسکیگا تو ایک کام کر کہ وہ دونوں قلابے جو تونے تختہ سنگ مرمر سے لیکر اپنے پاس رکھے ہین وہ
اسی کام کے ہین کہ حرارت آتش کو مٹا ئینگے تو اُن قلابون کو نکالکر ایک کو زمین پر ڈالدے اور دوسرا حوض مین پھینکدے
اور ساتھ ہی اُسکے تو حوض پر چلا جا کہ پھر گرمی تجھے نہ معلوم ہوگی زمین مانند یخ کے ٹھنڈی ہوجائیگی اسد نے خدا کو
بہ بزرگی یاد کیا اور دونون قلابے کمر سے نکالے ایک زمین پر پھینکا کہ ساتھ ہی اُسکے ایک غل ہوا کہ ارے دوڑو اس
مفسد کو پکڑو کہ یہ طلسم کو خاک سیاہ کیے دیتا ہی اسد شیر دل مطلق اس آواز سے خائف نہوا دوسرا قلابہ حوض مین
ڈالا ایک شور قیامت خیز اُٹھا کہ ارے تم سب مارے گئے قیامت آگئی طلسم کشا کا کچھ نہ کرسکے اسد جلد قدم بڑھا کے
چلا اب زمین بالکل سرد ہوگئی تھی گرمی آگ کی مطلق نہ محسوس ہوتی تھی بس کنارے حوض کے جاکے ایک پانون آگے بڑھا کے
جو گرز اُٹھا کے اُس چرخ پر مارا وہ ٹوٹ کے گر پڑا صداے مہیب پیدا ہوئی آندھی چلنے لگی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور بارش
سنگ ہونے لگی پہر بھر تک وہ حشر برپا رہا بعد اُسکے وہ آندھی کچھ کم ہوئی بارش سنگ موقوف ہوئی تاریکی برطرف ہوئی
روشنی ہوئی اب اسد نے دیکھا کہ اس باغ مین کھڑا ہوا ہی جہان جمشید خورشید چہر بیٹھا ہوا تھا مگر اب فقط تخت
خالی پڑا ہوا ہی سنگی تصویر جمشید کی تخت پر نہین ہی اور وہ چار سوبت جو رقاصی کر رہے تھے وہ جانور بنے ہوے صدا
مبارکباد دے رہے ہین اور وہ ساز بجانے والے کہ سینون پر اُنکے ساز جڑے ہوے تھے زمین پر پڑے ہوے ہین
اور وہ ساز غائب ہین اور پیچھے اُس تخت کے ایک صندوق رکھا ہوا تھا اُسکے پاس آیا چاہا کہ قفل صندوق کا کھولے
دیکھے کہ اسمین کیا ہی کہ ایک آواز اسکے کان مین آئی کہ اے بہادر خبردار صندوق کو نہ کھولنا نہین تو بہت پچھتائیگا اسد
یہ آواز سنکے خاموش کھڑا ہو رہا اپنے دل مین سوچا کہ خدا جانے کیا بلا اسمین ہی اور نہین معلوم یہ آواز کسکی ہی سامنے
آے تو حال اُس سے پوچھا جاے پکارا کہ اے شخص تو کہان ہی اور کون ہی سامنے آ حال صندوق کا بیان کر کہ اسمین
کیا بلا ہی آواز آئی کہ اچھا آیا مین بعد اسکے اسنے دیکھا کہ ایک دیو دراز قد سر اُسکا مانند برج حصار کے دونون ہاتھ
مانند شاخہاے چنار کے صورت نہایت بد ہیئت عجیب و غریب تلوار کمر مین گرز ہاتھ مین لیے ہوے چلا آتا ہی اسد
اسکو بھی دیکھ کے ذرا نہ ڈرا یہ بھی اُسکی طرف بڑھا اُسنے کہا کہ او آدم زاد سیاہ سر دندان سفید تو تمام طلسم کو تباہ و
برباد کر کے یہان تک آیا ہی اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا دیکھ تو اپنی اس چالاکی اور تیز دستی کی اب کیسی
سزا پائیگا یہ کہکے اُسنے ایک گرز اسد پر مارا اسد نے گرز اُسکا اپنے گرز پر روکا مگر تا بزانو غرق ہوگیا لیکن دونون
ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے اُنمین خلل نہ واقع ہوا عالم بیہوشی طاری تھا جب ہوش آیا تو گرد سے باہر نکلا اُس
دیو نے دوسرا گرز نہایت غیظ و غضب مین آکے مارا اسد نے خالی دیا اور دوڑ کے اُسکے ہاتھ سے لپٹ گیا گرز چھین لیا
اور گردن مین اُسکی ہاتھ ڈالدیا دیو بھی اُس سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی چار گھڑی کامل کی کشتی مین اسد نے اڑنگے پر
چڑھا کے دیو کو دے مارا کہ چارون شانے چت گرا یہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اُسے ذبح کرے
وہ دیو پکارا کہ اے بہادر مجھکو کیون قتل کرتا ہی جو تیرا جی چاہے مجھسے پوچھ اور جو تو کہیگا مین بسر و چشم قبول کرونگا
کبھی مجھکو تیری فرمانبرداری سے انکار نہوگا احوال صندوق کا بھی بتادونگا اور تمام مال و اسباب خزانہ اور زر و جواہر
طلسمی کا پتا دونگا اور مین جو آپ سے لڑا تو فقط آزمائش کے واسطے لڑا تھا کہ آپکی طاقت و قوت دیکھون جو طاقت
شکنندۂ طلسم مین ہونا چاہیے وہ آپ مین ہی یا نہین اب معلوم ہوا کہ بیشک آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین
مین آپکا غلام حلقہ بگوش اور بندۂ بے دام و درم ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے لیکن اگر مار ڈالیے گا تو
بہت پشیمان ہو جیے گا اسد اُس سے یہ کلمات سنکر نہایت حیران ہوا کہ اسے قتل کرون یا چھوڑ دون غرض بہ

لوح طلسمی کو دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ ای فاتح طلسم جو تو اطراق بن طارق کو زیر کرے خبردار ہرگز زنہار اُسے
قتل نہ کرنا اور اگر مار ڈالیگا تو بہت پچھتائیگا اُس سے کسی طرح اپنے دل مین نہ ڈر جو کچھ وہ کہے اُسکے کہنے پر عمل کر اسنے
لوح کو تو بغل مین رکھ لیا اور اُس سے استفسار نام کیا اُسنے کہا کہ نام میرا اطراق بن طارق ہی اسد اُسکے
سینے پر سے اُتر پڑا اور کہا ای اطراق بن طارق تو میرا بھائی ہی مگر دین اسلام قبول کر اُسنے اُٹھکے اسد کے قدمون کو
بوسہ دیا ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا اور عرض کی کہ طریقہ دین اسلام کا ارشاد فرمائیے مجھے زمرۂ خدا پرستان مین لائیے
اسد نے اُسے کلمہ طیبہ تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھ کے از سر صدق مسلمان ہوا اسد نے اُس سے پوچھا کہ ای اطراق اب طلسم
کچھ باقی ہی یا بالکل فتح ہو چکا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ سب طلسم آپ نے فتح کر لیا اب کچھ باقی نہین ہی دیکھیے
وہ سامنے قلعہ طلسمی معلوم ہوتا ہی اسد نے کہا ای برادر مجھکو میرے لشکر مین لیچل کہ سب رفیق میرے میرے واسطے بہت
پریشان ہونگے اُسنے عرض کیا بسم اللہ تشریف لیچلیے آیے میرے کاندھے پر سوار ہو لیجیے اسد شیردل دیو اطراق کے
کاندھے پر سوار ہو لیا وہ لیکے روانہ ہوا یہان تمام رفقاے اسد سامنے قلعے کے بیٹھے ہوے اپنے آقا کے فتحیاب
ہونے کی دعا مانگا کرتے ہین اُس روز اُنھون نے دیکھا کہ ایک دود تاریک قلعہ مین سے اُٹھا کہ تمام کوہ و دشت مین تاریکی
چھا گئی بالکل اندھیرا ہو گیا زمین کو زلزلہ ہوا پہر بھر تک وہ آثار قیامت ظاہر رہے کہ سب کو یقین مرگ ہو گیا تھا
ہاتھ زندگی سے دھو چکے تھے بعد پہر بھر کے وہ زلزلہ موقوف ہوا تاریکی دور ہوئی روشنی پھیلی وہ صورتین جو برجون پر
قلعے کے شیر اور چیتے اور نہنگ اور اژدہے وغیرہ کی معلوم ہوتی تھین وہ برطرف ہو گئین ان سب کی جان مین جان آئی
حواس ٹھکانے ہوے نہایت خوش ہو کے سب نے کہا کہ اب ہمارے آقاے ولینعمت نے طلسم فتح کیا پھر دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای پروردگار عالم اب ہمارے آقا اور خداوند کو ہمین دکھا دے ہنوز دعا تمام
ہونے پائی تھی کہ آسمان کیطرف بروے ہوا چہرۂ نورانی اسد غازی کا چمکا دیکھا کہ دیو کے کاندھے پر سوار چلا آتا ہی
دیو اطراق نے اسد کو وہان پہونچکر اپنے کاندھے پر سے اُتارا سب رفقاے اسد قدمبوسی کو دوڑے شرف
ملازمت حاصل کرنے لگے اسد شیردل نے ہر ایک کو گلے سے لگایا سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے خیمے مین آیا ذکل ہو کت
پر بیٹھا گرد و اطراف مین رفقاے جان نثار جمع ہوے احوال طلسم کا پوچھا شہزادۂ اسد نے تمام و کمال حال بیان
کیا سب نے سجدۂ شکر ادا کیا دیو اطراق ہاتھ باندھے کھڑا تھا اسد نے فرمایا کہ ای اطراق تم جا کے اب مال و اسباب
زر و جواہر خزانۂ طلسمی کا لاؤ اُسنے عرض کیا بہت خوب جاتا ہون اور جو کچھ مال و خزانہ موجود ہی سب لیے آتا ہون
یہ کہکے رخصت ہو کے روانہ ہوا اور تھوڑی دیر مین زر و جواہر لیے ہوے آیا پھر گیا پھر آیا غرض اسقدر زر و جواہر تھا
کہ کئی روز تک متواتر صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک لایا گیا اور اُس شہریار باقتدار کی نظر سے گذرانا گیا
بعد اسکے چارسو مرغ سرخ رنگ پکڑ کے سامنے اسد کے لایا اسد نے کہا کہ ای دیو اطراق ان مرغون کو کیون لایا
ہی انکو چھوڑ دے دیو اطراق نے عرض کیا ای شہریار دراصل یہ جانور نہین ہین بلکہ ہر مرغ ایک خروار زر سرخ
ہی اسد نے کہا کہ یہ جانور کیونکر زر سرخ ہو جائینگے اطراق نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ جسوقت
جس مرغ کے سینے پر تیر ماریگا اور وہ تیر اُسکی پشت کو توڑ کے پار گذر جائیگا وہ مرغ زمین پر گر کے مرغ زرین
ہو جائیگا یعنے سونے کا ڈلا ہو جائیگا اسد یہ سنکے بہت خوش ہوا اور ہر ایک مرغ پر تیر مارنا شروع کیا واقعی جس مرغ
پر تیر پڑا اور اُسکی پشت سے گذر گیا وہ گر کے زمین پر تڑپا اور اُسی وقت طلاے احمر بنگیا اسد صبح سے شام تک
تیراندازی اور یہ طلاسازی کیا کیا جتنے مرغ سرخ رنگ تھے سب ہدف تیر ہوے کئی من طلاے احمر جمع ہوا

جب اسدکو ان طائران مصنوعی یعنے مرغان طلائی کے شکار سے فراغت حاصل ہوئی دیو اطراق بن طارق
نے وہ چار سو بت طلائی لاکے خدمت شاہزادۂ اسد نوجوان مین حاضر کیے کہ سینون پر اُنکے قفل دیے ہوے تھے
جب ان قفلون کو کھولا دیکھا تمام جسم اُنکا مجوف ہی اور بجاے استخوان و اعصاب زر و جواہر اُنکے جسمون مین بھرا
ہوا ہی شہزادۂ اسد نوجوان یہ مال و اسباب زر و جواہر دیکھکے نہایت شاد و مسرور ہوا پھر تھوڑی دیر مین دیو
اطراق جو آیا تو اب چالیس آہنی صندوق شترون پر بار کیے ہوے لایا اسد شیر دل نے پوچھا ای دیو اطراق اسمین
کیا چیز ہی دیو اطراق نے عرض کیا حضور انکے قفلون کو کھولین ملاحظہ فرمائین کہ انمین کیا شی ہی اسد نے اُن
صندوقون کو کھولنا شروع کیا اُنمین سے چالیس ہزار جوانون کا اسباب فیروزی اور چالیس ہزار اسلحہ برآمد
ہوے اور اُنھین مین سے تیغہ فیروزۂ جمشیدی بھی نکلا اور بارگاہ فیروزہ نگار اور چار سو جوڑی نقارون کی
نکلی اب اسد نے دیو اطراق سے حال اُس صندوق کا پوچھا جو تخت جمشید خورشید چہر کے عقب مین رکھا
ہوا تھا دیو اطراق نے وہ صندوق بھی لاکے حاضر کیا اور گذارش کیا کہ ای شہریار عالیوقار اگر کوئی غافل
اس صندوق کو کھولتا تو معاً ایک دھوان اسمین سے نکلتا کہ اُسکی آنکھون مین تاریکی چھا جاتی سوجھنا موقوف
ہو جاتا پھر ہر چند وہ علاج اور تدارک اسکا کرتا مگر کوئی علاج کارگر نہوتا اور عالم مین کوئی اسکا تدارک
نہ کر سکتا مگر اس صندوق مین ایک تحفۂ نادر و عجیب ہی کہ جہان بھر مین کسی کو بھی وہ تحفہ نصیب نہین ہی اسد نے
پوچھا کہ بھئی جلد بیان کر وہ کیا تحفہ عجیب و غریب ہی کہ جہان مین کسی کو بھی نصیب نہین ہی دیو اطراق نے
التماس کیا کہ حضور وہ تحفہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی بیان نہین ہو سکتا اسد نوجوان نے پوچھا کہ پھر اس
تحفے کو ہم کیونکر دیکھین دیو اطراق نے عرض کیا حضور ملاحظہ فرماے مین آپ کو وہ تحفہ دکھاتا ہون یہ کہکے
اُس صندوق کو صحبت سے الگ دور لیجا کے رکھا اور اسد سے عرض کیا کہ ای شہریار اب آپ اسپر ایک تیر چلہ
کمان مین جوڑ کے نشانہ تاک کے اس زور سے لگائیے کہ صندوق کو توڑ کے پار نکل جاے اسد نے موافق
دیو اطراق کے کہنے کے ایک تیر چلۂ کمان مین جوڑ کے گوشۂ کمان تا بنا گوش لاکے نشانہ خوب تاک کر جو مارا
تو وہ تیر صندوق کو توڑ کے پار نکل گیا بس ایک دود سیاہ رنگ اُسمین سے نکلکر سوے آسمان گیا دیو اطراق
نے اسد سے عرض کیا کہ ای شہریار یہی دھوان تھا جسکو مین نے عرض کیا تھا یہ جسکی آنکھ مین لگتا اسے طرفۃ العین
مین اندھا کر دیتا جب وہ دھوان صندوق مین سے نکل گیا دیو اطراق نے اُسے کھولا اور اُسمین سے ایک
ڈبا نکالکے شہزادۂ اسد کو دیا وہ ڈبا بلور کا تھا اُسپر جمشید خورشید چہر کی مہر کی ہوئی تھی اسد شیر دل نے مہر اُسکی
توڑ کے ڈبا کھولا اُسکے اندر سے ایک کاغذ لپٹا ہوا نکلا اُسے جو کھولا تو تصویر جمشید خورشید چہر کی نکلی کہ مانند
افتاب کے چمک رہی تھی ہیبت و جلال اور رفعت و اقبال اس تصویر پر ٹپکتا تھا چہرے سے ایسا ساطع و لامع تھا کہ دیکھنے
سے آنکھین خیرہ ہوئی جاتی تھین مصور رشک بہزاد و مانی کی صناعی کو اسد دیکھ کے نہایت شاد ہوا اور ابراہیم
کو وہ تصویر جمشید خورشید چہر کی سپرد کی اور فرمایا کہ ای ابراہیم اسے بہت حفاظت سے رکھنا کہ مین یہ تحفہ
صاحبقران گیتی ستان کو دونگا ابراہیم نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھین مین اسکو اپنی جان کے برابر رکھونگا
بعد اسکے اسد نے اپنی فوج کو شمار کیا تو بارہ ہزار قزاق اسکے تھے اور اسد نے پھر اپنے دل مین لشکر کرب غازی
کو شمار کیا تو اُسمین بارہ ہزار آدمی نکلے اسنے سولہ ہزار آدمی اور رکھے اب سب چالیس ہزار آدمی ہوے اُن سبکو
وہ اسباب فیروزی تقسیم کیا چالیس ہزار فیروزہ پوش اسکے ہمراہ ہوے ان سب کو چالیس چالیس مہینے کی

تنخواہ تقسیم کردی جتنے اہل لشکر تھے ازکہ تا مہ سب کو اسنے مالا مال کردیا سب دعائین دینے لگے کہ الٰہی روز بروز
ماہ وسال ترقی جاہ وجلال ازدیاد ملک شہزادہ بلند اقبال ہو دشمن پامال ہو بعد اسکے اسد شیر دل نے لوح طلسم
دیو اطراق کو دی اور فرمایا کہ اے اطراق اب ہمنے اپنی طرف سے فرمانروا اس قلعہ طلسمی کا تجھکو کیا اور خلعت بیش بہا
اُسکو دیا اور جتنا خزانہ اور جواہر طلسمی تھا سب اُسی کے سپرد کیا کہ تم اسے یہین رہنے دو ہم جب چاہینگے تم سے
منگا لینگے دیو اطراق نے سلام کیا نذر دی بعد اسکے شاہزادہ اسد شیر دل چالیس ہزار جوانون سے اپنے
رفیقون سمیت کوچ کرکے ملک زرائیل کو روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ پہاڑ کیطرف سے ایک تتق گرد وغبار کا
اُٹھا اسد نے ہرکارون سے فرمایا کہ ذرا جاکے خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اُٹھی ہے ناگاہ دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ
ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار کا نمودار ہے اُدھر ہرکارون نے جو خبر کے واسطے گئے تھے حاضر ہوکے عرض
کیا کہ اے شہریار فلک وقار غزماسپ بن طرماسپ کہ بیٹی سے برجبیں اختر شمار کی پیدا ہوا ہے آتا ہے اور اُسیکا
یہ سب لشکر ہے اور برجبیں وزیر تھا خورشید جمشید اختمی کا اسد نے جواب دیا خیر آنے دو ادھر غزماسپ
نے جو لشکر اسد کو جاتے ہوئے دیکھا اپنے ہرکارون سے کہا کہ جلد جاکے خبر لاؤ یہ کسکا لشکر جا رہا ہے کونسا بادشاہ
یہان آیا ہوا تھا ہرکارے بموجب حکم اپنے مالک اور آقا غزماسپ کے دریافت حال کے واسطے روانہ ہوے
یہان سے واپس جاکے بیان کیا کہ حضور شاہزادہ اسد شیر دل طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح کیے ہوے اور
تمام مال واسباب طلسمی ساتھ لیے ہوے ایرج پر جاتا ہے غزماسپ کو جو یہ معلوم ہوا کہ اسد دیوانہ طلسم
فیروزہ جمشیدی کو فتح کیے ہوے تمام مال واسباب طلسمی ساتھ لیے ہوے مع چالیس ہزار جوانون اور اپنے
رفیقون کے ملک زرائیل مین ایرج نوجوان پر جاتا ہے اپنے دل مین سوچا کہ بس یہی موقع خوب ہے اسے
اسی مقام پر ٹوک لیجیے یہان سے آگے نہ بڑھنے دیجیے یہین روک لیجیے اسنے اپنے سردارون کو حکم دیا کہ اب
آگے نہ بڑھو اسد دیوانہ یہان موجود ہے اسے آگے جانے کی مہلت نہ دو یہین اسکا فیصلہ کرو سردارون نے بھی
ہاتھ باندھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور ہان یہ خوب موقع ہے اس دیوانے کو اسی صحرا مین اسیر زنجیر کرنا چاہیے
غرض غزماسپ بن طرماسپ کا سب لشکر اور فوج اُسی مقام پر اُتر پڑی خیمے ڈیرے چھولداریان اسپکین
راوٹیان بچھولے استادہ ہوے سردار اپنے اپنے گھوڑون سے اُترکے اپنے اپنے خیمے ڈیرے مین آئے
غزماسپ کے واسطے بھی جو ایک خیمہ عالیشان ایستادہ ہوا تھا وہ بھی اپنے مرکب سے اُترکے اس خیمہ مین داخل
ہوا ادھر اسد شیر دل نے جو دیکھا کہ غزماسپ مجھسے بارادہ جنگ یہان مقیم ہوا ہے اسنے بھی اپنے لشکر کو
حکم دیا کہ آج یہین قیام کرو اب آگے نہ جاؤ غزماسپ بارادہ جنگ یہان ٹھہر گیا ہے تم بھی آج یہین رہو شب بھر
توقف کرو کل جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اگر فی الحقیقت غزماسپ مجھسے لڑنے کے واسطے قائم ہوا ہے تو بسم اللہ
ہمین گو ہمین میدان اور اگر اُسے لڑنا منظور نہین بلکہ اپنے اور کسی سبب سے قیام پذیر ہوا ہے تو ہمین اُس سے
کوئی تعرض نہین ہے ہم شب بھر یہان رہینگے اور صبح کو روانہ ہو جاینگے یہ حکم شاہزادہ اسد نوجوان سے سنکے
اسکے رفیق اور سردار بھی وہان اُتر پڑے بارگاہ فیروزہ اسد شیر دل کے واسطے استادہ ہوئی اور خیمے ڈیرے
بچھولے چھولداریان اسپکین راوٹیان اور چوبے آٹھ چوبے اسکے رفیقون اور سردارون اور لشکریون
کے لیے استادہ ہوے اسد اپنی بارگاہ فیروزہ مین آکے رونق افروز ہوا رفیق گرد اطراف مین جمع ہوے باتین
ہونے لگین سردار غنیم سردار اپنے اپنے خیمون ڈیرون مین گئے اب رات کا وقت ہے اسد اپنی بارگاہ فیروزہ مین

بیٹھا ہوا ہی سب رفیق اسکے حاضر ہین باتین ہو رہی ہین لیکایک آواز نقارے کے بجنے کی کان مین آئی اسد نے کہا
دیکھنا یہ نقارے کی آواز کیسی آتی ہی کسی عجیبو ذرا جاکے خبر تو لاے ہرکارون کو طلب کرکے اُنسے کہا کہ دیکھو نقارے
کی آواز آتی ہی ذرا جاکے دریافت تو کرو کہ یہ نقارے کی آواز کیسی ہی ہرکارے حکم پاتے ہی دریافت خبر کے واسطے
روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے حاضر ہوکے عرض کیا کہ حضور غرماسپ بن طرماسپ نے نقارہ رزمی بجوایا ہی
آپ سے جنگ کا ارادہ ہی اسد نے حکم دیا کہ اچھا بفضل ایزدی و تائید سرمدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے
ادھر بھی طبل جنگی بجنے لگا رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو لشکر غرماسپ میدان مین آیا ادھر بھی دلاوران میدان
کارزار و بہادران اشجع روزگار کمرین باندھ باندھ کے مسلح و مکمل ہوکے ترکی و تازی عراقی وکچھی پر سوار ہوے اسد
بھی خود و مغفر چار آئینہ و زرہ و بکتر زیب بدن کرکے اسپ صبا رفتار شیر شکار پر سوار ہوا مع لشکر مقابلہ مین آیا تبر دار
جھاڑی جھنڈی میدان کی صاف کر گئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے کڑکیتون نے کڑکا کہا نقارے پر چوب پڑی
دونون صفین آراستہ ہوئین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر پیراستہ ہوا ادھر سے عفریت کوہ پیکر نامی
بہت بڑا نامی و نامور سردار فوج غرماسپ مین تھا اُسنے گھوڑا بڑھایا میدان مین آیا نعرہ کیا کہ اسمین ہی کوئی
ایسا دلیر اپنی جان سے سیر کہ میرے مقابلے کو آے یہ آواز لشکر اسد مین جو گوش زد ہوئی ادھر سے مرزنگ بن
مرزبان رفیق شاہزادہ اسد نوجوان اپنے مرکب کو چھیڑ کے میدان مین بمقابلہ عفریت کوہ پیکر کے آیا نعرہ کیا کہ
او کبر مغرور کیا بکتا ہی دیکھ تو آج کون اپنی جان سے سیر تلوار کے پھل کا بھوکھا ہی اُسنے کہا کہ ای مرزنگ دیکھ تو آج
میدان کارزار کا کیا رنگ ہوتا ہی کس کسکے گلے کٹتے ہین کس کسکا لہو بہتا ہی تو اسد کے لشکر سے کہدے کہ یا تو اسد
کی فرمانبرداری و خدمتگذاری ترک کرکے سب غرماسپ کی اطاعت قبول کرین یا اپنے اپنے ہاتھ سے اپنا سر کاٹ
ڈالین اسلیے کہ مین جس معرکہ مین گیا ہون کبھی بغیر فتح کیے وہان سے نہین پھرا ہون اور آج تک مین کبھی شخص واحد سے
نہین لڑا جب لڑا دس بیس آدمیون سے لڑا تو تن تنہا میرے مقابلہ کو ناحق آیا جا اپنے لشکر مین جا اور میرا بھی پیام
سب بلا اسد سے بھی کہہ کہ اگر اپنی جانون کی خیر منانا منظور ہی تو غرماسپ کی اطاعت قبول کرو اور اگر خود تم اپنے
خون کے پیاسے ہو تو مجھے کیون تکلیف دو خود ہی اپنے اپنے سر کاٹ ڈالو مرزنگ نے جواب دیا کہ او خود فراموش
بدمست و بیہوش یہ تو بکتا کیا ہی پہلے میری تلوار کے پھل کا تو مزا چکھ لے اور میرے ہاتھ سے زندہ و سالم بچ جا تو یہ
پیام دینا اسقدر کیون لاف و گذاف کر رہا ہی معلوم ہوتا ہی تجھے کچھ جنگ سے بہرہ نہین ہی جو یہ باتین بیہودہ
بکتا ہی کہ شاید کوئی تیرے اس لاف سے ڈر جاے تونے شاید یہ مثل نہین سنی کہ جو گرجتے ہین وہ برستے نہین ارے
غافل تو پہلے مجھ تن تنہا سے مقابلہ کرلے پھر سارے لشکر کے مقابلہ کا ارادہ کرنا اور ایسی لاف و گذاف تو بہت سنی ہی
آمقابلہ مین عفریت کوہ پیکر یہ کلام مرزنگ کے سنکر نہایت غیظ و غضب طاری ہوا لکارا کہ او مرزنگ معلوم ہوا
مجھے کہ اجل تیری آگئی خیر پھر اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی یہ کہکے لگا در زن ہوا مرزنگ کا مرکب کوئی چار
قدم پیچھے ہٹا تھا اور عفریت کوہ پیکر کا گھوڑا کوئی سات قدم لپسپا ہوا اسنے جھنجلا کے مرزنگ پر نیزہ مارا
ادھر سے مرزنگ نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک اُسکے رسید کیا رد و بدل ہونے لگی پانچ پانچ چھ چھ طعنین
نیزے کی چلی ہونگی کہ مرزنگ نے نیزہ عفریت کوہ پیکر کا اپنی سنان نیزہ پر گانٹھ کے ہوائی کر دیا عفریت
نے جھپٹ کے مرزنگ پر تلوار ماری مرزنگ آزمودہ جنگ نے تلوار اُسکی پشت تیغ سپر روک کے روکی پھر
عفریت کوہ پیکر نے جھنجلا کے اور ایک تلوار ماری مرزنگ نے سپر کو بیاد کیا پھر عفریت نے تیسری تلوار

بڑے زور سے سر پر لگائی مرزنگ نے بچستی تمام ذرا اپنے گھوڑے کو ترچھا کر دیا کہ تلوار اُسکی خالی گئی اور وہ کسی قدر
جھکا اُسکا جھکنا تھا کہ مرزنگ آزمودہ جنگ نے ایک تلوار جو جھپٹ کے سر پر اُس کو وہ پیکر کے ماری کہ کاسہ
سر کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر آئی مرزنگ نے اور ہاتھ کو دبایا کہ پیشانی سے گلو و صدر و کمر اُس خیرہ سر کے کاٹتی
ہوئی زمین پر پہونچی وہ گبر مغرور نصف بدن گھوڑے کے ادھر اور نصف اُدھر گر پڑا جب عفریت کو وہ پیکر کو
مرزنگ بن مرزبان نے جہنم واصل کیا تو غبریت اژدہا سر ایک بہت بڑا پہلوان نامی لشکر غرماسپ مین
تھا وہ اپنے مرکب کو چھیڑ کے صف سے باہر نکلا میدان مین آیا اسنے اُس سے بھی زیادہ لاف و گذاف کی شیخی بگھارنی
لگا و رزن ہوا گھوڑا اسکا پسپا ہوا اسنے مرزنگ پر نیزہ کا وار کیا مرزنگ نے اُسکا بھی نیزہ ہوائی کر دیا
غبریت اژدہا سر نے تلوار کھینچی مرزنگ نے بھی تلوار لی وار ہونے لگے آخر ایک جگہ سر کی بچا کے ایک تلوار
کمر پر اُس نامرد کے ماری کہ یہ بھی دو ٹکڑے ہوا اسی طرح بہت سے سرداران غرماسپ کو اسنے واصل جہنم
کیا پھر اور کچھ سردار اُسکی طرف کے آئے اسد کیطرف کے بھی سرداران نامور میدان مین آئے اُن کافرون کو ان
بہادرون نے راہی دار البوار کیا جب غرماسپ نے یہ ماجرا دیکھا کہ میرے لشکر سے جو میدان مین جاتا ہی خون مین
نہاتا ہی کوئی سر بر آور جانبر نہین ہوتا کیسے کیسے دلاوران نامی اور بہادران گرامی شیر بیشہ کارزار ہر بر میدان
رزم و پیکار خاک و خون مین نہائے لشکر اسد نے کیسے کیسے لوگ میری طرف کے خاک مین ملائے اب میدان خود جانا
چاہیے اور اسد کا سر کاٹ لانا چاہیے یہ اپنے دل مین سوچ کے اپنے مرکب کو چھیڑ کے میدان مین آیا نعرہ کیا کہ او دیوانے
صف سے نکل کے میرے مقابلے کو آ تیرے رفیقون نے میرے کئی سردارون اور پہلوانون کو قتل کیا ہی بڑے بڑے
بہادران عرصۂ کارزار اور شیران میدان رزم و پیکار کی جدائی کا داغ میرے دل کو دیا ہی آب تو میدان مین
میرے مقابلے پر آ تو مین اُنکے خون کا عوض تجھسے لون انکی طرح تجھے بھی از سر تا پا خون مین بھرون ای اسد
ایرج پر شبخون مار مار کے شیر ہو گیا ہی یہ نہین جانتا کہ ہمارا ابھی کوئی سرکوب موجود ہی اب آج مین تجھے کب
زندہ چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے بچ کے نکل جائے شاہزادہ اسد بن کرب غازی نے جو یہ نعرۂ مستانہ
اُس خرس بادیۂ ضلالت کا سنا شیر کیطرح بپھر کے اپنے مرکب صبا رفتار آہو شکار کو چھیڑ کے صف لشکر سے
باہر نکلا بسرعت تمام میدان مین آیا نعرہ کیا کہ او ہرزہ درا یاوہ گو کیا فضول بک رہا ہی ایرج پر تو مین نے
ایسے ایسے شبخون مارے کہ سارے آفتاب پرستون کے رنگ چھوٹ گئے حوصلے پست ہو گئے اور کیا آخر تو نہ جانتا
ہوگا کہ اُس بزار بچہ بازارگان سے کیسا کیسا معرکہ پڑا مگر میرا بال نہ بیکا ہوا اور او موذی تو میری سرکوبی کیا کریگا
مین ہی تیرا سر کچلونگا غرماسپ کا گینڈا چھ سات قدم پسپا ہوا تھا کہ مرکبون کو رانون مین مسل کر ادھر سے
پھیر کر یکدیگر مقابل ہوئے اسد غازی نے دیکھا کہ غرماسپ کی شکل ٹھیک ہو بہو طرماسپ کی ہی ستراخ
کا قد ہی ابھی کوئی بارہ تیرہ برس کا سن ہی آنکھ ناک ہاتھ پانون سب خوبصورت ہین مگر سیاہی کفر کی مُنھ پر ظاہر
ہی اور غرماسپ نے اسد نوجوان کو دیکھا کہ ڈاڑھا تا بہ ناف اسطرح جلوہ افگن ہی جیسے سورج کے گرد کرن
پرتو فگن ہوتی ہی چہرہ مانند آفتاب تابان کے روشن لال لال ڈورے وحشت کی آنکھون مین تاج مرصع
سر پر گریبان چاک زرہ آستین لٹکی ہوئی اپنے دل مین کہا کہ ای غرماسپ دیوانہ خوبصورت ہی پکارا کہ
او دیوانے تو نے جو طلسم فیروزہ جمشیدی توڑا ہی اور سب مال و اسباب اُسمین سے نکالا ہی وہ میرے حوالے کر
اور تو اپنے ہاتھ باندھ کے میرے ساتھ ہو لے مین ایرج نوجوان سے اپنے ساتھ لیجا کے تیری خطا معاف کرا دونگا اور اگر

تو میرے ساتھ اسطرح ایرج کے پاس نہ چلیگا تو تجھکو ایک ضرب ساطور مین دو ٹکڑے کر کے تیرے رفیقون اور
سردارون کو باندھ کے سب مال و اسباب تیرا لیکے ایرج کے پاس جاؤنگا اور وہان جاکے سب اُسکے حوالے
کر دونگا اسد نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار ضلالت شعار معلوم ہوا کہ جیسا تیرا باپ طرماسپ آفت روزگار
شریر و مفسدہ پرداز ہی ویسا ہی تو بدذات ناہنجار دغاباز و جعلساز ہی تو بھلا میرا مال اسباب کیا لیگا ناحق ناحق
ساری خدائی مین ذلیل و رسوا ہوگا اور میرے مال مین سے ایک حبہ تجھکو نہ ملیگا باپ تیرا ہمیشہ مجھسے بھاگا
کیا کبھی اُس سے میرا بال بیکا نہو سکا اُسکا بیٹا تو بھی ہی میرے مقابلے مین کیا آئیگا انجام یہ ہوگا کہ تھوڑی دیر مین
یا تو بھاگ جائیگا یا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ایرج جسپر تجھکو بڑا گھمنڈ اور سہارا بھروسا ہی وہ بھی میرے سامنے
کیا ہی ادنا سا ایک بزار بچہ ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی بدولت اُسکو یہ دن نصیب ہوا نہین وہی گزی گاڑھا ہوتا
بیچا کرتا تھا غرماسپ نے جو یہ پتے پتے کی سنین پیچ و تاب کھاکے کہا کہ او دیوانے بس زیادہ زبان درازی اور فضول گوئی
نہ کر اب جو تیرے دست و بازو سے ہوسکے وہ کر جنگ کے ہنر دکھا تلوار کھینچ نیزہ ہلا اسد نے جواب دیا کہ او کافر ہمارے
مذہب مین کبھی دشمن پر سبقت نہین کرتے ہین کبھی تجھپر پیشدستی نہ کرونگا اسلیے تو اپنا وار مجھپر کرلے تو خیر کیا مضائقہ
جو کچھ مجھسے ہوسکیگا مین بھی جواب دیدونگا غرماسپ نے کہا اچھا پہلے مین ہی تجھپر وار کرتا ہون مین نے تو اسلیے تجھسے
کہا تھا کہ میرے ایک ہی وار مین بمدد آفتاب تابان قطب دوران تیرا کام تمام ہوجائیگا تو تیرے دل مین آرزو
رہجائیگی اسد نے جواب دیا خیر دیکھا جائیگا تو وار تو کر القصہ غرماسپ نے خبردار خبردار کہکے نیزہ اپنے ہاتھ مین اُٹھایا
اور اپنے گینڈے کو پیچھے ہٹا کے سینۂ بے کینہ اسد پر مارا اُس شیر بیشۂ شجاعت ہزبر صحراے شہامت نے نیزہ اُسکا
اپنے نیزے پر لیا بعد اُسکے اسد نے اُسپر نیزہ مارا اُسنے بھی نیزہ اسد کا اپنے نیزے پر روک لیا اسیطرح دونون
مین چند طعنین ہوئین بعد چند طعنون کے اسد شیردل نے نیزہ غرماسپ کا اپنی سنان نیزے پر گانٹھ کے ہوائی کردیا غرماسپ
آگ ہوگیا دوڑ کے اپنے ارابے پر سے سات سو من کا ساطور گران سنگ اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر اسد پر مارا
اسد نے بڑھ کے سپر پہ روکا کہ قبضہ ساطور کا سپر پر آشنا ہوا اسد نے صاف ساطور کو رد کیا اور ساتھ ہی اسکے
تیغۂ فیروزی کھینچکر غرماسپ پر مارا کہ سپر کو اُس سیاہ دل تیرہ درون کی کاٹ کے سر پر اُس خیرہ سر کے پڑا کہ خود
دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کے ٹوپ کو کاٹ کے سراسر کلے جبڑے کو کاٹا تمام گردن کو تراشا اور سینہ سے
مانند سیماب کے گذر کے تمام جسم کو کاٹ کے گینڈے کے دو ٹکڑے کر کے زیر تنگ اُس کمر کی کہنہ لنگ کے بوسہ دیا
چارطرف غرماسپ کے مارے جانے کا غل ہوا کہ آج غرماسپ کا چراغ گل ہوا غرماسپ کے لشکر نے جو دیکھا
کہ آقا و سردار ہمارا ہاتھ سے اسد شیردل کے مارا گیا سب کے سب تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑے اسد نوجوان
بھی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے مثل شیر غضبناک کے اُنپر جا پڑا لشکر اسد نے جو دیکھا کہ آپ ہمارے آقا اور
مولا سے اور غرماسپ کی فوج کے لوگون سے تلوار چلا چاہتی ہی یہان سے ان چالیس ہزار سوارون نے بھی
گھوڑون کی باگین اُٹھادین تلوارین کھینچ لین ایا ایک بہادر اسطرح سے اُن روباہ خصالون پر جا پڑا جیسے شیر
گرسنہ گلہ گوسفند پر جاتا ہی تلوار چلنے لگی پھر تو یہ جنگ مغلوبہ ہوئی ایک قیامت کبرے برپا ہوگئی ایک دم سے
لاکھ تلوارین چلنے لگین ہر طرف شپاشپ کی آواز آرہی ہی سوا تیغون کی جھنکار کے کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی تلوار چل رہی ہی کہ العظمۃ للہ لہو کی چھینٹین آسمان تک پہونچتی ہین کشتون کے ڈھیر ہورہے ہین سرون کے
انبار لگے ہوے ہین کوسون تک خون کا دریا جوش مار رہا ہی پہر بھر کامل اس قیامت کی تلوار چلا کی گھمسان کی

لڑائی ہوا کی آخر کار تا بہ کی بے سر کی فوج کب تک ٹھہر سکتی ہی لشکر غرماسپ تاب مقاومت نہ لا سکا لاش اس جہنمی
بد قماش کی اُٹھا کے بھاگا ایرج کی خدمت مین روانہ ہوا اسد کئی فرسخ تک اُنھین بھگاتا چلا آیا شکست عظیم
دی مال و اسباب اُنکا سب لوٹ لیا بعد اسکے شاہزادہ اسد نوجوان مع اپنے رفیقان جان نثار کے اپنی بارگاہ فیروزی
مین آیا سرداران لشکر اور سب دلاوران اپنے اپنے خیمون مین گئے کمرین کھولین غسل کیے سجدہ شکر بدرگاہ جناب باری ادا
کیا کہ ای پروردگار عالم تونے آج ہمین ان آفتاب پرستون کافرون پر فتحیاب فرمایا شہزادہ اسد غازی نے اُس دن
وہین مقام کیا دوسرے روز کوچ کرکے برسر ایرج روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ پھر ایک طرف سے تتق گرد کا اٹھا بعد
تھوڑی دیر کے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا نمودار ہوا ہر علم پر تعریف
نیر اعظم آفتاب تابان کی لکھی ہوئی ہی اور پھریرے علمون کے سنہرے رنگ کے تھے بعد اسکے ہتھنالین شترنالین
قیچیان بانون کی خاصبردارون کے غول ہین اُنکے پیچھے مرکب تازی ترکی کچھی یمنی عراقی با ساز مرصع سائیس چنوریان
ہاتھون مین لیے ساتھ ساتھ چھڑکاؤ کرتے ہوئے چلے آتے ہین پیچھے اُنکے ایک جوان حسین چاندکی صورت مرکب پر سوار
علم آفتاب پیکر کے سایہ مین چلا آتا ہی اور تین لاکھ سوار اُسکی پشت پر ہین اسد نے ہرکارون کی جوڑیون کو خبر
کے واسطے بھیجا بعد تھوڑی دیر کے اُنھون نے اسد سے آکے عرض کیا کہ حضور یہ بیٹا ایرج کا ہی نورج بدرک حرامی
اسکا نام ہی ملک فرنگوشیہ مین منظفر بازارگان کی زوجہ ایرج کی چچی تھی اُس سے یہ پیدا ہوا ہی ایرج کی ملاقات کے لیے
جاتا ہی اور ادھر نورج نے اپنے ہرکارون کو بھیجکے خبر منگائی کہ یہ لشکر اسد دیوانے کا ہی کہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح
کرکے مال و اسباب بہت سا لکھا لیے جاتا ہی اسکے خیال مین آیا کہ ای نورج باپ تیرا ایرج صاحبقران ہی اُسنے
کیسا نام پیدا کیا ہی کہ حمزہ اُسکے نہیب شمشیر سے بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور یہ دیوانہ ایرج کا دشمن اسنے تیرے باپ کو
سخت حیران کیا ہی اور تو کوئی تحفہ کوئی سوغات اپنے باپ کے لیے نہین لیچلا ہی بس اس سے بہتر اور تحفہ کوئی تحفہ
نہین ہی کہ اسے گرفتار کرکے لیچل اور یہ دیوانہ تو نہایت ہی کمزور و زار ہی اسکا گرفتار کرلینا کیا دشوار ہی
اور قطع نظر اسکے ابھی تک تجھسے کوئی کام بھی جرات و بہادری کا نہین ہوا ہی کہ زمانہ تیرا لوہا مانے اور تجھے جانے
بس اس سے زیادہ بالفعل کوئی کام جرات و دلاوری کا نہین ہی بس یہ اپنے دل مین خیال کرکے نقارہ رزمی بجوایا
اسد نے جو دیکھا تو آج بدرک حرامی نے نقارۂ رزمی بجوایا ہی اسنے بھی اپنے لشکر مین حکم دیا کہ بفضل ایزدی و تائید
ربانی ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے غرض دونون طرف طبل جنگی کی صدا بلند ہوئی نورج اپنے لشکر کو
آراستہ کرکے مقابل لشکر اسد غازی کے لایا صف بندی کی صفون کے آگے آپ آمادہ رزم و پیکار کھڑا ہوا ادھر
اسد نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا صفوف جدال و قتال کو پیراستہ کیا دونون لشکر باہم دگر صفین باندھ باندھ کے
مقابل ہوئے تبردار جھاڑی جھنڈی میدان کی صاف کر گئے نقیب نقابت کر گئے گرد کیٹ کڑکا کہ سُنکے چلے گئے ادھر
نورج بدرک حرامی گھوڑا چمکا کے میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا مبارز طلب کیا ادھر اسد شیر دل اپنے
لشکر والون سے رخصت ہوکے نورج کے مقابل ہوا پہلنے لگا و رزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد اسکے
مرکبون کو پھیر پھیر کے ایک دوسرے کے مقابل ہوا اسد نے دیکھا کہ چہرہ تو اسکا ایرج کے چہرے سے مشابہ ہی
مگر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرامزادے کی یہی نشانی ہی کہا کہ او حرامی باپ تیرا ایرج کہ اپنے کو صاحبقران جانتا
ہی وہ تو بفضل ایزدی و تائید غیبی کبھی مجھسے عہدہ برآ نہین ہوا اسنے کیا کیا گوشہ نشین نہین کہین کہان کہان کی
خاک نہین چھانی مگر مجھسے پیشرفت نہین لیگیا تو کیا سمجھ کے میرے مقابلے کو آیا ہی آخر اپنے دل مین کیا سوچا ہی

تورج پکارا کہ مین تو کچھ اپنے دل مین سوچا یا نہین مگر او دیوانے تو اپنے دلمین کیا سوچ کے میرا مقابل ہوا حالانکہ
تو ہمیشہ میرے باپ سے بھاگا کیا کبھی برملا ہو کے تو نے سامنا نہین کیا اور اگر کہین اتفاق روزگار قضائے کار
مقابلہ بھی ہوگا تو تجھکو پدر بزرگوار نے گرفتار کرلیا تو اپنی بچیا زندگی سے بچ گیا خیر اگر اُسکے ہاتھ سے بچ کے نکل بھاگا
تو نکل بھاگا مگر لفضل نیر اعظم آفتاب تابان مین آج تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون کہ پھر تو نکل بھاگے ارے دیوانے
بیوقوف مجھکو تو کمسن سمجھکر میرے مقابلے کو آیا ہی اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہی تو تمام مال و خزانہ طلسم فیروزہ جمشیدی
کا چپکے سے میرے حوالے کر اور جدھر تیرا جی چاہے جا مین تجھسے مزاحم نہونگا اور نہین تو آج مین ہون اور تو ہی
بغیر قتل کئے تجھکو نہ چھوڑونگا اسد نے جواب دیا کہ او نطفہ حرام تو کیا مال ہی کہ میرا مال لیگا مگر البتہ مین تیرا مال و اسباب
لونگا تورج یہ سنکے نہایت خشمناک ہوا نیزہ اُٹھا کے اسد پر مارا اسد نے نیزہ اُسکا نیزے کی سنان پر روکا
نیزہ بازی ہونے لگی آخرکار اسد نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری اسد نے تھپکی دی کہ قبضہ پر ہاتھ ڈال
دیا زور کشمکش کا ہونے لگا گھوڑے زمین پر بیٹھ گئے تاب انکے لنگرون کی نہ لا سکے یہان تک کہ دونون پشت زین سے
بروے زمین آئے دامن گردانے آستینین چڑھا کے سرگرم کشتی ہوے صبح سے دوپہر تک کشتی رہی اسد کو
معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہی ایرج سے کم نہین ہی اور ادھر تورج اسد کے زور و طاقت سے حیران تھا اپنے
دل مین کہتا تھا کہ اس دیوانے کو جو کمزور کہتا ہی وہ خود دیوانہ ہی یہ تو بلا کا زبردست ہی نہین معلوم اسکو میرے
باپ نے کیونکر گرفتار کیا ہوگا کسی پیچ سے یہ دیوانہ اسکا ہاتھ لگ گیا ہوگا یہ خیال کر رہا ہی کہ ایکبار گرج سے بجلی
گری کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ آسمان سے گرا اور تورج کو اُٹھا کے لے گیا اسد دیکھکر رہ گیا بعد اسکے سوچا
کہ اب اسکا لشکر تباہ کرنا چاہیے جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو تلوار کھینچ کر لشکر تورج پر گرا مارنا شروع کیا تمام قزاق
بوتین بجا جا کر آ پڑے ہزارہا آفتاب پرستون کو قتل کیا سیکڑون کو گرفتار کرلیا لاکھون جانین بچا بچا کر بھاگ
بھاگ کر نکل گئے کوئی سامنے اسد دلاور کے نہ ٹھہر سکا تاب جنگ نہ لا سکا تمام لشکر شکست خوردہ اسطرح بھاگا
کہ سب مال و اسباب چھوٹ گیا اسد نے باطمینان تمام خزانہ و مال اُنکا اپنے قبضہ مین کیا اور وہانسے آکر ایک دامنہ کوہ
مین اترا تمام لوگ اسد کے مالا مال تھے ایک تو اسد نے طلسم فتح کرکے تین تین برس کی تنخواہ سبکو بانٹ دی
تھی دوسرے یہ کہ دولت جو ہاتھ لگین ایک ایک شخص متمول ہوگیا اسد کے پاس ایک تو خزانہ طلسم جمشیدی
کا تھا دوسرے مال و اسباب و خزانہ غرماسپ بن طرماسپ اور تورج کا جو قبضہ مین آیا مال بیحد ہوا اسد نے
اپنے دلمین کہا کہ اسکو کہین پوشیدہ کرکے رکھنا چاہیے کیونکہ وقت ہی بوقت کسیکے ہاتھ نہ آئے اپنے رفیقون سے
صلاح کی کہ یہ مال و خزانہ لیے پھرنا اچھا نہین کوئی مکان محفوظ ہو تو وہان رکھنا چاہیے سب نے عرض کیا کہ ای
شہریار جیسا مناسب ہو اسد نے ہرکارون سے کہا کہ جا کر گرد و اطراف مین تلاش کرو کہ کوئی قلعہ ایسا ہی جہان
مین اس مال کو رکھون ہرکارے یہ حکم سنکر کمر ہمت باندھ کر اسیوقت روانہ ہوے اور ہر چہار جانب تلاش
کرنے لگے تیسرے دن اسد سے آکر عرض کیا کہ خداوند نعمت یہانسے سات منزل پر ایک قلعہ بر سر کوہ ہی اور نام اُسکا
حصن حصین ہی احمر زرین تاج شاہزادہ بدیع الزمان کیطرف سے وہان کا حاکم ہی جب کشتیان ملک
زرابل کو آتے ہوے تباہ ہوئی تھین تو بدیع الزمان پہلے نہین آیا تھا اس قلعہ کو اسلام آباد کیا تھا بعد اسکے
شہر تجمانیہ پر گیا تھا اسد یہ سنکر نہایت خوش ہوا کہ اب محنت ہی نہ کرنا پڑیگی اسلیے کہ اگر کسی کافر کا قلعہ ہوتا
تو اُسے لڑکر لینا پڑتا غرض اُسیوقت کوچ کرکے طرف قلعہ حصن حصین کے روانہ ہوا جب یہ خبر احمر زرین تاج

کو پہونچی کہ اسد بن کرب دلاور آتا ہی دروازہ قلعہ کا کھول کر باہر نکلا اور استقبال کرکے اندر قلعہ کے لایا سامان
دعوت مہیا کیا بعد اسکے دست بستہ عرض کیا کہ اسطرف کس ارادے سے آنا ہوا اسد نے جواب دیا مین چاہتا ہون
کہ اپنا مال و خزانہ یہان رکھون تاکہ دشمنون سے محفوظ رہے احمر زرین نے عرض کیا کہ ہین اسکی نگہبانی کو
بسر و چشم حاضر ہون اسد نے کہا جزو کل ہم اسکا انتظام کرینگے غرض رات کو تخلیہ کیا اور مال و اسباب صندوقون سے
نکالکر ایک قصبہ قریب شہر تھا اسمین تہخانہ بنواکر دفن کرا دیا اور ایک میل خشتی نشان کے واسطے وہان بنا دیا
اور صندوقون مین کنکر پتھر کوڑا ایرانے جوتے جو چمارون کے کام سے بھی فضول سمجھے جاتے تھے وہ بھروا کر قفل چڑھا کر
قلعے مین رکھوا دیے مگر اس بھید سے سوا اسد اور ضرغام شیردل اور چالیسون رفیقون سے کسیکو آگاہی
نہ تھی اور احتیاطاً قلعہ کے اندر سے کوہستان کی جانب ایک نقب لشکر کے نکلجانے کے واسطے کھدوائی اور مہرہ
نقب کا دونون طرف سے بند کرا دیا کہ شاید ایرج کو خبر ملے اور وہ آئے تو پائیگا کیا مگر مسلمانون کا خون بھی نہو
نقب سے نکلکر چلے جائین بعد اسکے حکم دیا کہ سامان سفر تیار کرو کہ ہم ملک زرائیل پر جاینگے اور اس آفتاب پرست
کو لبنرا پہونچائینگے یہ تو یہان سامان سفر مین مصروف ہین مگر اب حال سنیے گرشاسب جہان ایرج نوجوان کا کہ یہ
ملک زرائیل پر جہاز اور کشتیان تیار کرا رہا ہی ارادہ یہ ہی کہ اب جلد قلعہ ذوالامان پر چلیے اور اپنے سردارون سے
باتین کر رہا ہی کہ اب تو چند روز سے وہ دیوانہ غائب ہی کچھ حال اسکا معلوم نہین ہوا کہ کہان گیا اسپر کیا گذری کہ
مبر التعاقب ترک کیا یا رحم اسکے دلمین آگیا کہ میری ایذا رسانی سے باز رہا سردار عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد
دیوانہ دریا مین ڈوب کے مرگیا اب وہ کہان نیر اعظم نے اسے غارت کر دیا ایرج نے کہا ابھی ایسا نہ کہو کیونکہ مین
اسکی جان کا دشمن نہین وہ بہادر بے نظیر ہی نیر اعظم اسے میری اطاعت پر راغب کرے اور بھی اگر اسپر
کوئی وقت پڑجاے اور کوئی دشمن اسکا اسے قتل کرتا ہو تو مین ضرور بچا لون یہی باتین تھین کہ آواز شور و غل
نالہ و بکا کی بلند ہوئی ایرج نے کہا ارے خبر تو لو یہ شور و غوغہ کیسا ہی ہرکارے روانہ ہوے بعد گھڑی بھر کے
آکر عرض کیا کہ لاش غرماسپ بن طرماسپ کی آتی ہی ایرج پکارا ارے یہ کس نے اسے مارا لوگون نے عرض کیا
کہ اسد دیوانے نے سر میدان مقابلہ کرکے مارا ایرج متحیر تھا کہ اس اثنا مین لاش غرماسپ کی آئی سامنے
ایرج کے رکھی گئی ایرج نے دیکھا کہ سر پر غرماسپ کے جو تلوار پڑی ہی تو ساغری تک دو ٹکڑے ہوے ہین
اپنے سردارون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو اس دیوانے نے یہ طاقت کہان پائی کہ ایسے جوان زبردست کو
یون مارا لوگون نے کہا کہ پیر و مرشد اب اسد طلسم توڑ کے زور شکن بھی ہوگیا ہی القصہ ایرج نے اسکی
لاش کو لونشاباد کیطرف روانہ آپ غمگین ہوکر بیٹھا تیسرے دن خبر وحشت اثر لورج کی پہونچی کہ اسکے لشکر
کو اسد نے لوٹ لیا اور لورج کو بچے گیا نہین تو دیوانہ قتل کر ڈالتا بس یہ سنتے ہی ایرج نہایت غضبناک
ہوا کہا کہ یارو چند روز سے اس دیوانہ کے ہاتھ سے محفوظ رہا تھا اب جو اسنے سر اٹھایا تو یہ آزار پہونچا اب مین قسم
کھاتا ہون نیر اعظم آفتاب تابان کی جبتک اس دیوانے کو نہ مارلونگا آرام سے نہ بیٹھونگا یہ کہکر حکم دیا کہ
لاؤ اسباب جنگ ہمارا شاپور نے صندوقچہ اسلحہ کا سامنے رکھا ایرج پانچون ہتھیارون سے آراستہ ہوکر اٹھا
اور ویلم شاطر زنگی کو ساٹھ ہزار سوار سے ساتھ لیا اور بر سر اسد دلاور روانہ ہوا قضائے کار اتفاقات
روزگار مہتر ضرغام شیر دل یہان خبر کیواسطے آیا ہوا تھا دیکھا اسنے کہ ایرج قسم کھا کر چلا ہی کہ اسد کو قتل
کرونگا سوچا کہ قبل از ایرج پاس اسد دلاور کے پہونچنا چاہیے بس اسیوقت پاے شاطری مارتا ہوا چلا

یہانتک کہ ایرج سے قبل خدمت اسد مین آکر تمام حال بیان کیا کہ ایرج آپ پر نہایت خشمناک ہوکر آتا ہی اسد
نے کہا کچھ پروا نہین ہی بلکہ بہتر ہوا کیونکہ مین خود اُسپر چڑھ کر جانیوالا تھا اب اجل اُسکی خود کھینچے لیے آتی ہی
غرض اُسیوقت اسد دلاور بھی مسلح و مکمل ہوکر اپنے رفیقون کو ہمراہ لیکر بمقابلۂ ایرج روانہ ہوا اب یہ کیفیت ہی
کہ اُدھر سے تو اسد جاتا ہی اور اِدھر سے ایرج آتا ہی راہ ایک ہی ہی ایرج نے ایک منزل چلکر مقام کیا تھا سائیس
گھوڑون کو مل رہے تھے نہلا رہے تھے سپاہی لشکر کے کارہاے ضروری سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ اپنی
کوچ مین پہونچ جائینگے اور مقابلہ ہو جائیگا ایرج ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھا ہوا دامن سے ہوا دے رہا ہی
پسینا اپنا خشک کر رہا ہی کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست تیرہ و خیرہ سر گردیر آسمان رسیدہ و پائے
گرد در زمین پیچیدہ یہان تک کہ جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی ایک لشکر نمایان ہوا اور آواز بوق کی کان مین آئی بس
ایرج سمجھ گیا کہ شاید وہ دیوانہ آپہونچا کہین لشکر پر شبخون مار کر نہ نکل جاے جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر آگے بڑھا کہ
اسے روک لون ادھر لشکر مین ہلچل ہو گئی کہ دیوانہ آپہونچا ہر شخص اپنے اپنے کام کو چھوڑ کر مرکب پر سوار ہوا لشکر
کی صفین آراستہ ہو گئین ادھر اسد دلاور نے قریب آکر دیکھا کہ لشکر ایرج کا اُترا ہوا ہی وہین ٹھہر کر صفین آراستہ
کین اور مرکب کو چمکا کر پکارا کہ او آفتاب پرست آ میرے سامنے کہ تجھے سزاے معقول دینے آیا ہون ایرج نے دیکھا
کہ آج تو دیوانہ مُنہ پر چڑھا آتا ہی حیران ہوا کہ یہ دیوانہ اور کبھی میرے سامنے اسطرح نہ آتا تھا آج یہ کیون دلاورانہ
چلا آتا ہی نہین معلوم اسکا باعث کیا ہی کونسی فکر میرے قتل کی کرکے آیا ہی کہ اسطرح باطمینان تمام چلا آتا ہی بعد
ایک لمحہ بھر کے مرکب اپنا آگے بڑھایا اور مبارز طلب ہوا اسد مرکب چمکا کر مقابل ایرج ہوا اور نعرہ کیا کہ
او آفتاب پرست **شعر** من آن شہسوارم کہ در روز جنگ ٭ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ٭ نظر کردۂ شاہ خیبر ستان ٭
اسد شیر دل رستم این زمان ٭ ایرج بڑھکر لگا ورزن ہوا دونون مرکب برابر سے پسپا ہوے مسل کر رانون مین
ایک نے دوسرے کا سامنا کیا ایرج نے چہرہ کو جو اسد کے دیکھا کچھ اور ہی نور پایا عجب شان و شوکت عجب
دبدبہ نظر آیا حیران ہوا کہ یہ قزاق ایسی شان و شوکت کہان سے لایا پکارا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ
غرماسپ کو قتل کیا تورج کا مال و اسباب لوٹ لیا اب بہتر یہ ہی کہ دونون لوٹین میرے حوالے کر دے اسد نے
کہا او کرپاس فروش بچہ بازاری یہ آرزو اپنے دلسے دور رکھ ایک حبہ بھی تیرے ہاتھ نہ لگیگا ایرج نے کہا خیر تجھے
مار لونگا تو مال و اسباب لونگا لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہو تا کہ ہوس دلمین نہ رہجاے اسد بولا تو جانتا ہی کہ اہل اسلام
کبھی پیشدستی نہین کرتے ایرج ہنسا اور کہا کہ یہ کیسے تو پیشدستی نہین کرتا اسد بولا جیسے مین زور آور ہوا
ایرج نے خبردار خبردار کہکر نیزہ اسد پر مارا اسد نے نیزہ پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے دونون برچھون کی زبانین
اسطرح چمکتی تھین جیسے شعلہ ہوا مضطرب ہوتا ہی غرض تا دیر نیزہ بازی رہی مگر مطلب دلی کسیکا حاصل نہوا
سنانین بنانین بیکار ہو گئین نیزے مثل شاخ درخت کے ہو گئے ہاتھون سے پٹک دیے ایرج نے عمود گران سر
اُٹھا کر کہا کہ اے اسد یہ ضرب طمانچہ ہی قضا کا بچ اس سے یہ کہکر گرز مارا اسد نے سر گرز پر روکا تڑاقا پیدا ہوا
شرارے آسمان کو نکل گئے مرکب سناب تک زمین مین غرق ہو گیا تتق گرد بلند ہوا مگر اسد تنورہ گرد سے
باہر آیا اور خبردار و ہوشیار کہکر گرز مارا ایرج نے بھی گرز اسکا سر گرز پر روکا مگر اس ضرب سے طبق زمین کے
ہل گئے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ طویل بیٹھ پڑا مرکب ایرج کی کمر ٹوٹی مگر دونون ہاتھ مثل ستون فولادی قائم رہے
ایرج حیران ہوا کہ اللہ ری تیری ضرب کہ مرکب کو میرے مار ڈالا بس گھوڑے سے علحدہ ہوا تلوار کھینچکر مرکب

اسد پر دوڑا اسد بھی دوڑ پڑا ایرج تلوار میان مین کر کے اسد سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی یا تو ایرج اسد کو
گھڑی دو گھڑی مین پکڑ لیتا تھا اب ایک کوہ وقار اُسے پایا کہ کسیطرح لنگر نہین اُکھڑ سکتا حیران ہو کر پوچھا کہ او
دیوانے کیا زور ہی تو کہین سے لوٹ لایا اسد نے جواب دیا کہ مجھکو میرے مولا غالب کل غالب علیؑ ابن ابی طالب نے
زور عطا فرمایا ہی ایرج حیران ہوا کہ یہ کہتا کیا ہی ہر مرتبہ ریل کو پیلتا ہی کہ اُٹھالون مگر ممکن نہین ہوتا لنگر نہین
ٹوٹتا یہانتک کہ دوپہر کشتی رہی تھی کہ یکایک بجلی کڑکی کہ آنکھین ہر ایک کی جھپک گئین اور ایک پنجہ آسمان پر سے
پیدا ہوا اسد کو اُٹھائے لیے چلا گیا ایرج نے کہا کہ آج اسکے لشکر سے شبخون مارنے کا عوض لینا چاہیے بس جلد سے
اُٹھکر مرکب پر سوار ہو کر لشکر پر اسد کے گرا فوج بھی یہ دیکھکر آ پڑی لگی تلوار چلنے ایرج پکار رہا ہی کہ ارے لوگ
اسد کے بچانے پائین بس تمام آفتاب پرستون نے آکر نرغہ کر لیا فوج اسد کی تھوڑی اور بے سردار کہان لڑ سکتی
تھی ایرج قتل کرتا چلا جاتا تلوار چل رہی تھی ایک ہنگامہ برپا تھا خدا پرست جانون پر کھیلے ہوئے تھے کہ مین گرمی
جنگ مین ادھر سے ایرج جاتا تھا ادھر سے ابراہیم بن مالک تلوار مارتا چلا آتا تھا دونون کا سامنا ہوا
ابراہیم نے تلوار مارنے مین تامل کیا ایرج پکارا کیون تو نے وار اپنا نہ کیا ابراہیم بولا اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے
ایرج بولا مین بھی پیشدستی نہ کرونگا کیونکہ مین صاحبقران ہون القصہ بعد از گفتگو تلوار چلی کہ ابراہیم بن
مالک زخمی ہوئے غش اُنپر طاری تھا کہ شاپور شیردل نے کمند مار کر پکڑ لیا ایرج پھر لڑتا ہوا آگے بڑھا حارث بن
سعد سے سامنا ہوا حارث پکارا ای ایرج شرم نہین آتی کہ فوج بے سردار سے لڑتے ہو ایرج بولا میرے کلیجے مین
اُس دیوانے کیطرف سے داغ پڑے ہین اُسنے کتنے شبخون میرے لشکر پر مارے ہین تو ایک کو بھی اُسکے طرفدارون
مین سے نچھوڑونگا حارث بولا کہ اگر تجھکو عداوت ہی تو اسد سے ہی لشکر کا کیا قصور ہی کیونکہ نوکر تو مالک کے حکم کا
تابع ہی جو وہ کہیگا وہی کریگا اور یہ کونسی مردانگی اور کونسا انصاف ہی کہ چند آدمیون پر نو لاکھ فوج کا نرغہ ہی اگر تو
صاحبقران ہی اور تجھے دعوی مردی ہی تو جتنے لوگ اسد کے ہین اُتنے ہی فوج لیکر سامنا کر ایرج نے شاپور
سے کہا کہ بارہ نشان ہمارے لشکر کے علامت بارہ ہزار سوار کی تو جلوہ گر رہے اور سب نشان گروا دے کہ فوج
پلٹ آئے شاپور نے بارہ نشان چھوڑ کر سب گروا دیے فوج پلٹی اُدھر لشکر اسد غازی کا صف آرا ہوا حارث
بن سعد سے ایرج سے سامنا ہوا حارث نے تلوار ماری ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا تو [illegible]
اُتر گئی حارث نے دستانہ مارا تلوار توڑ کر نکل گئی چادر خون کی زخم سر سے باہر آئی غش طاری ہوا شاپور نے
کمند مار کر اسے بھی پکڑ لیا غرض اسیطرح نو سردار اسد کے زخمی ہو کر گرفتار ہو گئے باقی فوج نے راہ فرار لی ایرج
بھی میدان سے پھرا اور وہین خیمہ استادہ کرایا اتر پڑا کچھ کھانا کھا کر آرام کیا صبح کو بارگاہ مین آکر اورنگ شوکت پر متمکن
ہوا مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا ہی سردار آ آکر مجرا کر کے اورنگ پر بیٹھتے جاتے ہین مگر ضرغام شیردل
جسوقت سردار گرفتار ہو گئے تھے اور فوج شکست کھا کر بھاگی تھی یہ بھی صورت ایک سپاہی کی بنکر رات بھر لشکر
مین رہا صبح کو ایک خدمتگار کی شکل بنکر داخل بارگاہ ایرج ہوا کہ دیکھو ایرج کیونکر سردارون سے پیش آتا ہی
اتنے مین ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ سرداران اسد کو میرے سامنے یہان حکم ایرج سے سردارون کے زخمون مین
ٹانکے لگے ہین پٹیان چڑھائی گئی ہین کہ خبر پہونچی کہ زبدۂ آفتاب پرستان سردارون کو طلب فرماتے ہین داروغہ
زندان خانے کا سبھون کو لیکر حاضر ہوا سب نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ایرج نے کرسیان بیٹھنے کو دین بعد
اُسکے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرنے مین کیا کہتے ہو وہ بولے ہم لعنت کرتے ہین آفتاب پرستی پر ایرج

نے کہا اچھا اگر دین میرا اختیار نہین کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو جواب دیا کہ یہ بھی ہمسے نہو گا ہمارے آقا
نے تیری بیعت کب کی جو ہم کرینگے جو تجھ سے ہو سکے وہ ہمارے ساتھ کر ایرج نے کہا اچھا اگر بیعت بھی نہین کرتے ہو
تو یہ بتاؤ کہ اسد نے خزانۂ جمشیدی کہان رکھا ہی اگر اس سے بھی انکار کروگے تو ایک کو زندہ نچھوڑونگا سب کو
ابھی قتل کر ڈالونگا ابراہیم بن مالک نے کہا ای ایرج تجھے اختیار ہی چاہے قتل کر ہمین چاہے بخشدے ہم
خزانہ نہین جانتے مگر ہان ضرغام شیردل کہ نائب ہی اسد دلاور کا سوا اُسکے کوئی خزانۂ جمشید سے آگاہی نہین
رکھتا ایرج نے کہا ضرغام کو مین کہان ڈھونڈھتا پھرون مین کیا جانون ضرغام کہان ہی اور وہ مارے خوف کے
میرے پاس کاہیکو آئیگا ایرج یہ کہکے جیسے ہی چپ ہوا ایک آواز پیدا ہوئی کہ اگر تم یہ باری نہ پیش آؤ تو مین تمھارے
سامنے آؤن ایرج متحیر ہوا کہ یہ آواز کیسی آئی مگر جدھر سے وہ صدا آئی تھی اُسیطرف مُنھ کرکے پکارا کہ ای ضرغام
تو شوق سے میرے سامنے آ قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین تجھے دغا نکرونگا ضرغام پکارا کہ حاضر ہوا اور
ایک خدمتگار آگے بڑھکر آیا ایرج نے کہا ای شخص اگر تو ضرغام ہی تو صورت اصلی اپنی بنا ضرغام نے پانی گرم منگوا کر
منھ اپنا دھویا بصورت اصلی ہو گیا ایرج نے تعظیم کرکے کرسی بیٹھنے کو دی بہت کچھ خاطر کی بعد اُسکے پوچھا
کہ ای ضرغام شیردل تجھے معلوم ہی کہ خزانہ طلسم جمشیدی کا اسد نے کہان پوشیدہ کیا ہی ضرغام بولا بیشک
جانتا ہون ایرج نے کہا بتا ضرغام بولا کہ اگر سرداران اسد کو میرے حوالے کیجیے تو بتادون ایرج نے کہا ای
ضرغام مجھکو تیری بات کا اعتبار نہین ہی کیونکہ اکثر تو نے میرے ساتھ دغا کی ہی تو پہلے خزانہ مجھے بتادے تو مین
سرداران اسد کو تجھے دیدون مجھے عہد و پیمان سے لے ضرغام نے کہا بہت اچھا مین پہلے خزانہ ہی بتائے دیتا
ہون بعد اُسکے سردار دیجیے گا صبح کو میرے ساتھ چلیے مین خزانہ بتادون ایرج نے کہا اچھا غرض دربار اپنے
وقت پر برخاست ہوا ضرغام نے کہا مین جاتا ہون کل آجاؤنگا آپ چلنے کی تیاری کرین ایرج نے کہا تم جاؤ
کیون یہین رہو بلکہ ہمارے خیمے مین رہو غرض ایرج ضرغام کا ہاتھ پکڑے ہوے اپنے خیمے مین لایا اتنے مین
ایک خدمتگار نے ایرج کے کان مین کہا کہ آپ ضرغام کو قید کرکے اپنے پاس رکھیے اگر یون رکھیے گا تو یہ آپ کو بیہوش
کرکے لیجائیگا اور سرداران اسد کو بھی چھڑا لیجائیگا اور مین ہون شاپور یہ کہکر چلا گیا بعد اُسکے دوسرے خدمتگار
نے آکر عرض کیا کہ حکم ہو تو خاصہ حاضر کیا جاے ایرج نے کہا لاؤ دسترخوان بچھا ایرج نے ضرغام شیردل سے کہا
آؤ ضرغام بھی ہاتھ دھوکر آ بیٹھا لیکن کھٹکا ہوا ہی کہ یہ خدمتگار کان مین کیا کہگیا ہی لیکن اس کھانے مین بیہوشی
نہو پھر یہ سوچتا ہی کہ ایرج کے یہ شیوے نہین کہ کسی کو بیہوش کرکے پکڑے اور وہ چاہتا تو یونہین مجھے گرفتار
کر لیتا یہ سوچکر بے تکلف ہاتھ دھوکر آ بیٹھا کھانا شروع کیا جب کھانے سے فراغت پائی ہاتھ دھوے ضرغام کا
پلنگ برابر ایرج کی مسہری کے بچھا دونون لیٹے لیکن نیند نہین آتی ایرج سوچتا ہی کہ ایسا نہو یہ رات کو وقت
مجھے بیہوش کرکے لیجاے ضرغام شیردل کبھی سوچتا ہی کہ ایرج کو بیہوش کیجیے اور لیچلیے کبھی خیال کرتا ہی کہ سرداران
کو چھڑا لیجیے غرض یہ دونون تو اسی شش و پنج مین ہین مگر شاپور شیردل کہ ایرج کو جتا بھی چکا ہی اور خود بھی ایک
چوبدار کی صورت بنا ہوا کھڑا ہی کہ شاید ضرغام کوئی عیاری کرے کہ ایرج نے کہا ای ضرغام کیا جاگتے ہو ضرغام
نے جواب دیا ایرج کو گمان ہوا کہ یہ تو سو گیا یہ خیال کرکے سو رہا اور خراٹے لینے لگا مگر ضرغام دم بخود ہے
سونے والون کی صورت بنائے پڑا ہوا تھا خراٹے کی آواز سنکر سمجھا کہ ایرج سو گیا پھر دلمین آئی کہ اسے بیہوش کرکے
اور سرداران اسد کو چھڑا کر لیچلیے پھر خیال آیا کہ ایسا نہو یہ راز کھلجاے تو غضب ہو جائیگا کل جیسا ہوگا ویسا

ہوگا مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد یہ خیال کرکے یہ بھی سورہا مگر شاپور نے صدائے نفس سے پہچانا کہ دونون
سوگئے ہین قریب ضرغام شیردل کے آیا اور کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب ضرغام کے لیگیا بس جیسے ہی اوپر کی
سانس لی بیہوشی اسقدر پھونک دی کہ بغیر صبح ہوئے ہوش نہ آئے اور اب شاپور بھی خیمے سے نکلکر اپنی خوابگاہ مین
آکر سورہا غرض صبح ہوگئی ایرج اُٹھا اور تمام سردار رئیس اپنے اپنے خیمون سے نکلنے لگے مگر ضرغام شیردل کو ابھی تک
ہوش نہین آیا ایرج نے شانہ ہلایا اور پکارا اے ضرغام اُٹھو صبح ہوئی لیکن وہ اُسی طرح پڑا ہوا ہے جواب نہین دیتا اتنے مین
شاپور اپنی خوابگاہ سے اُٹھکر ایرج کے خیمے مین آیا دیکھا کہ ایرج ضرغام کو جگا رہا ہے کہا اے شہریار مین نے اسے بیہوش
کردیا تھا کہ آپ سے دغا نہ کرے ایرج نے کہا اچھا اب اسے ہوشیار کرو شاپور نے کہا اسے خود گھڑی دو گھڑی مین ہوش
آجائیگا اگر مین ہوشیار کرونگا وہ سمجھ جائیگا کہ کسی نے مجھے بیہوش کیا تھا ایرج نے کہا مجھے دیر ہوتی ہے مجھے اس سے وعدہ
خزانہ جمشیدی بتانے کا ہے جلد ہوشیار کرو شاپور ہر چند مانع ہوا ایرج نے نہ مانا شاپور مجبور ہوکر فتیلہ رفع بیہوشی لیکر
جیسے ہاتھ قریب ناک کے لیجانے لگا ضرغام کو اتفاق سے ہوش آگیا دیکھا کہ شاپور ایک فتیلہ لیے ہوئے ہے پکارا کیون
مہتر جی یہ کونسی مردانگی ہے کہ اپنے مہمان کو بیہوش کرکے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا شاپور نے کہا مین تمھین ہوشیار کررہا
تھا ضرغام بولا مین سوتا تھا یا بیہوش تھا مجھسے مکر کرتے ہو شاپور نے کہا مین نے تمھین رات کو بیہوش کیا کہ تم
بھاگ نہ جاؤ اسوقت ہوشیار کرنے کو تھا کہ تمھین خود ہوش آگیا ضرغام چپ ہو رہا لیکن کہا کہ یہ عیار بلائے بیدرمان
ہین خوب پہلے سے انتظام کرلیا یہ باتین تو اسمین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی ملتی ہین وہ بھی اسیطرح حفظ ما تقدم کرلیتے ہین
غرض ایرج نے کہا اے ضرغام چلو خزانہ بتاؤ ضرغام بولا بسم اللہ چلیے غرض ایرج کو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ آہن حصار
کیطرف روانہ ہوا جب قریب اُس قلعہ کے پہونچا وہ لوگ جو اسد کیطرف سے اُس قلعے مین تھے اُنکو خبر ہوئی کہ
ایرج آتا ہے اُنھون نے دروازہ قلعہ کا بند کرلیا پل تختہ اُٹھوالیا آمادہ جنگ ہو بیٹھے ضرغام نے ایرج سے کہا کہ آپ
یہین ٹھہریے مین دروازہ قلعے کا کھلوائے دیتا ہون ایرج سامنے قلعے کے اُترا ضرغام شیردل سامنے قلعے کے آکر
پکارا کہ صاحبو اگر مجھے تم جانتے ہو کہ مین عیار ہون اسد بن کرب دلاور کا اور اُسکی جانب سے تم سب پر حاکم ہون
تو دروازہ قلعے کا کھولدو اور جو کچھ مین کہون وہ تم کرو سبھون نے آپس مین کہا کہ بیشک ضرغام کو ہم بجائے اسد
جانتے ہین اور اسکے کہنے سے باہر بھی نہونگے مگر عقل یہ کہتی ہے کہ پہلے دریافت تو کرلو کہ یہ ضرغام اصلی ہے یا عملی ہے یہ مشورہ
باہم کرکے پکارے کہ اے ضرغام شیردل ہمین کیونکر معلوم ہو کہ تو ضرغام اصلی ہے ضرغام بولا مرحبا صد مرحبا اور وہ چار
پتے ایسے دیے کہ جو مثل راز کے تھے جنسے کوئی واقف نہ تھا وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ حقیقت مین ضرغام ہے بس دروازہ
قلعے کا کھولدیا ضرغام شیردل اندر قلعے کے آیا سبھون سے ملاقات کی اور کہا کہ صاحبو مین چاہتا ہون کہ ابراہیم حارث
بن سعد وغیرہ سرداران اسد سے جو ایرج پاس قید ہین اُنکو رہا کراؤن اور یہ مال تو ایرج پانیکا نہین ایسا اسد نادان
نہین ہے کہ مال اُسکا ایرج پائے مین تم سب کو ایرج پاس لیے چلتا ہون اُس سے تمھین خلعت دلواؤنگا قلعے مین
لاؤنگا مال وخزانہ دکھاؤنگا اور کہونگا کہ صبح کو سب مال وخزانہ اپنے قبضے مین کیجیے گا وہ سردارون کو رہا کرکے
میرے حوالے کریگا بس ہم تم سب رات کو قلعے سے نکلکر چلدینگے ایرج صبح کو اپنا سر پیٹتا رہجائیگا سبھون نے کہا
جیسی تمھاری رائے سو ہم ہر وقت مین تمھارے مطیع ہین غرض ضرغام شیردل سبکو ہمراہ لیے ہوئے قلعے سے نکلکر
پاس ایرج نوجوان کے آیا نذرین گذرانین ایرج بہت خوش ہوا نذرین لین کرسیان بیٹھنے کو دین خلعت بیش بہا
عنایت کیے ضرغام نے ایرج سے کہا کہ اب چلیے خزانہ دیکھیے ایرج ساتھ ہوا ضرغام قلعے کے اندر لایا

احمر زرین تاج سے نذر دلوائی ایرج نے اُسے بھی خلعت دیا حال پوچھا ضرغام نے کہا کہ مالک قلعہ یہی ہی بعد اُسکے
ضرغام ایرج کو وہان گنج پر لایا اور منہ خزانے کا کھولکر دو تین صندوق نکالے اور سامنے ایرج کے قفل اُنکے
کھولے جواہر بیش قیمت اُنمین سے نکلا ایرج بہت خوش ہوا تحسین و آفرین ضرغام پر کی ضرغام نے اور ایک
چاہ کا منہ کھولا اُسمین سے بھی کئی صندوق نکالکر کھولے اُسمین اشرفیان بھری تھین ایرج کا یہ عالم ہوا کہ خوشی
کے مارے اُچھلنے لگا ضرغام کو گلے سے لگا لیا اور بہت بھاری خلعت دیا اور اُسیوقت وہ سرداران اسد جو اُسکے
قیدی تھے خلاص کر کے ضرغام کے سپرد کیے ضرغام نے کہا اب آپ اپنے پہرے قائم کیجیے صبح کو آکر لکھوا لیجیےگا
خیر آپ تو مجھے دغا باز جانتے تھے اتنے مین آپ سے سرخرو ہوا ایرج نے کہا کہ بھی مرد ایسے ہی ہوتے ہین جو منہ سے
کہتے ہین وہی کرتے ہین تمھاری کیا بات ہی اور اُسیوقت اپنے پہرے بلوا کر خزانے پر قائم کیے اور ضرغام سے
کہا کہ ابھی تم اسد کی تلاش کو نہ جانا کل جسوقت ہم خزانہ لیکر چلے جائین اُسوقت تم بھی تلاش اسد کو جانا
ضرغام بولا بہت خوب ایسا ہی ہوگا ایرج تو قلعے مین سے چلا گیا ضرغام نے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا شب کو
کوئی دو گھڑی رات گئے لوگ جو ایرج کے خزانے پر تھے اُن سبکو کھانا بھجوایا وہ کھانا کھا کر بیہوش ہوے
ضرغام نے اُن سبکے سر کاٹے اور تمام مال و اسباب لیکر مع احمر زرین تاج اور سرداران اسد وغیرہ نقب کے
راستے سے نکل گیا جاتے جاتے قریب صبح کے قلعے سے کوئی دس بارہ فرسخ پر آکر ٹھہرا سب سردارون سے کہا کہ تم
مع لشکر کوہستان مین ٹھہرو مین اسد کی تلاش مین جاتا ہون خدا چاہتا ہی تو ڈھونڈھ کے لاتا ہون یہ کہکر
ایک سمت روانہ ہوا یہان ایرج جو صبح کو بیدار ہوا مع فوج خوشی خوشی قلعے پر آیا دل مین کہتا ہی کہ بڑے سخت
کا مال ہاتھ لگا مگر دروازہ قلعہ پر جو پہونچا بند پایا کہا کہ دیکھیے کیا بھید ہی دروازہ کیون بند ہی دو چار آوازین
دین جب کوئی نہ بولا حکم دیا کہ کھود ڈالو دروازہ اُسیوقت بیلدار آگے بڑھ آئے دروازہ اُکھیڑا اندر قلعے کے
آئے تو کیا دیکھا کہ جو لوگ پہرے پر قائم کیے تھے وہ مرے پڑے ہین اور کسی کا پتا نہین ایرج حیران ہوا
کہ یہ کیا معرکہ ہی دیلم شاطر زنگی سے کہا کہ قلعے کے لوگ کہان چلے گئے ضرغام کیا ہوا اگر یہ گمان ہو کہ سب
مال و اسباب لیکر نکل گئے تو خلاف عقل ہی کسواسطے کہ رات بھر مین اتنا بڑا خزانہ کیونکر لیگئے دیلم شاطر بولا
ای شہریار کچھ نہ پوچھو تو سچ ضرور ہی خزانہ ہاتھ لگنا بہت مشکل ہی مجھکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ خزانہ یہان نہین ہی اگر یہان
ہوتا تو ضرغام یہان سے بھاگ نہ جاتا ایرج نے کہا ای دیلم مجھکو بھی کھٹکا معلوم ہوتا ہی جلدی چلکر خزانہ دیکھو
غرض خزانے پر آئے دیکھا تو چوکی پہرے والے مرے پڑے ہین یقین ہوا کہ خزانہ مین ضرور کچھ نہ کچھ خلل ہوا اور
صندوقون کو جو نکلوا کر کھلوایا دیکھا تو اُسمین کنکر پتھر بھرے ہین بعضون مین پرانے جوتے نکلے ایرج
نے ہاتھ پر ہاتھ مارا پشت دست کو اس زور سے کاٹا کہ لہو بہنے لگا کہا کہ افسوس یہ عیار مجھکو بڑا فریب دے گیا
اور سردارون کو لیگیا لوگون نے عرض کیا پیر و مرشد رات بھر تو ہم سب قلعے کے گرد ہوا کیے یہ سب گئے کدہر سے
غرض قلعے بھر مین ڈھونڈھنا شروع کیا معلوم ہوا کہ راہ نقب سے نکل گئے ایرج ناچار افسوس کرتا ہوا قلعہ
باہر نکلا ہرکارون کو خبر کیواسطے بھیجا کہ کہین دیوانے کے لوگ چھپے ہون تو خبر لاو اُنھون نے ہرچند تفحص کیا
مگر کہین سراغ نہ لگا ایرج مجبور وہان سے پھر کر داخل لشکر ہوا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اُسنے
کہا ای زبدۂ آفتاب پرستان یہ اسد و ضرغام دونون بلاے بے درمان ہین مال نکالنا تو البتہ دشوار ہی یہی غنیمت جانیے کہ آپ
بخیر و خوبی چلے آئے ایرج نے کہا اب مین یہان نہ ٹھہرونگا قلعۂ ذوالامان پر جاونگا یہ تو اس تیاری مین مصروف ہوا

اب چند کلمے داستان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسد کو کشتی میں پنجہ اُٹھا کر لیگیا تھا آنکھ جو اسد کی کھلی ایک باغ میں اپنے کو پایا دیکھا کہ باغ نہایت پُر تکلف
ہے نہریں دو طرفہ جاری ہیں بیچ میں چمن ہے کہ جسمیں چھوٹے چھوٹے درخت ہیں انواع اقسام کے پھول کھلے ہوے
ہیں جانوران مختلف اللون خوش الحانیاں کر رہے ہیں ایک قصر پر تکلف پر جو نظر پڑی عجب قصر دیکھا کہ در و دیوار
میں جواہر کی نقش کاری بیلیں گلبوٹے بنے ہوے کہ جسکے سامنے فضا باغ کی گرد ہو گئی بیچ میں فرش بچھا ہے مسند
لگی ہوئی ہے نازنینان مہر تمکین گرد و اطراف میں مسند کے بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے ایک نازنین دُر در گوش مرصع پوش
دریاے جواہر میں غوطہ مارے ہوے بیٹھی ہے نظر جو اسد کی اُسپر پڑی بس مُنھ اپنا اُدھر سے پھیر لیا کہ نہیں معلوم
یہ کسکا ناموس ہے نامحرم عورت کو نہ دیکھنا چاہیے بس جیسے ہی پلٹ کر چلا تھا کہ آواز قہقہے کی آئی کہ اے جوان
تو عجب مرد ہے کہ عورت سے بھاگتا ہے اسد نے جواب دیا کہ ہم خدا پرست ہیں کسی کے ناموس کو نہیں دیکھتے تھے
میں وہ نازنین مسند نشین اُٹھی اور پکاری میں کسی کا ناموس نہیں ہوں میرا یہ باغ ہے آپ تشریف لائیے اور
قریب اسد کے آکر ہاتھ اسد کا پکڑ کر لیے چلی گئی اور مسند پر لاکر بٹھایا اسد نے کہا اے ملکہ میں حیران ہوں کہ یہاں
مجھے کون لایا اُسنے کہا اے شہریار آپ اندیشہ نہ کریں میں آپ کو اٹھا لائی ہوں اسد نے کہا کیوں کہا کہ میں آپ کو
طلسم جمشیدی میں دیکھکر عاشق ہوئی تھی اب آپ بیمار محبت کا دل پورا کیجیے یہ کہکر ہاتھ گردن میں ڈالدیے اسد
اس بیباکی پر اُسکی سمجھ گیا کہ یہ لکاتہ جادوگرنی ہے پوچھا صاحب ہٹو تو ذرا سنبھلو تو میں کیا کہیں بھاگا جاتا ہوں
آخر تمھارا نام کیا ہے اتنی بیباکی عورت کو زیبا نہیں اُسنے کہا میرے دلکو تیری مفارقت کی تاب نہیں نام نشان سے
کیا مطلب کام سے کام ہے اسد نے کہا جبتک نام نہ بتاؤگی میں تمسے بات بھی نہ کرونگا اُسنے کہا کہ نام میرا
سنگلاخ جادو ہے اگر تو میرا کہنا مانیگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی تمام زمانے کا حاکم کردونگی مگر
اسد پوتا ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا اپنے دلمیں سوچا کہ جادوگرنی کو ملکر مارنا چاہیے اگر انکار کیا تو خرابی ہوگی
یہ سوچ کر بولا اے سنگلاخ جادو میں بھی تمکو دیکھتے ہی عاشق ہو گیا ہوں معلوم ہوتا ہے تمنے میرے
دلکو بزور سحر اپنی طرف رجوع کر لیا ہے وہ بولی اے شہریار قسم ہے سامری و جمشید کی کہ میں نے اسوقت تک
آپ پر سحر نہیں کیا اسد نے کہا اے ملکہ تمھارا حسن دلفریب ساحر ہے سنگلاخ جادو نے ہنسکر سر جھکا لیا
اپنے دلمیں سمجھی کہ یہ حقیقت میں فریفتہ ہے اسد بولا اے ملکہ تمنے بڑا احسان مجھپر کیا کہ لڑائی سے بچا کر لے آئیں لگا
چاپلوسی کرنے ساحرہ سمجھی کہ شاید یہ تیرے دام میں گرفتار رہا حکم کیا کہ لاؤ اسباب عیش موجود کرو اُسیوقت
کشتیاں شراب و کباب کی سامنے لاکر رکھی گئیں طبلے پر تھاپ پڑی گانیں ناچنے لگیں ساقیان سیمین ساق
جام بھر کر سامنے لاے اسد نے اپنے پاس گلابی شراب کی لے لی اور سنگلاخ جادو کو پلانے لگا مگر موقع
بیہوشی ملانے کا نہیں پایا جب خوب شراب پلا چکا سنگلاخ جادو مست ہوئی لپٹنے لگی بوسہ بازی ہونے
لگی لوگ یہ رنگ محفل کا دیکھکر ہٹ ہٹ گئے اسد نے سنگلاخ جادو کو گود میں اُٹھایا اور مسہری
کیطرف چلا وہ تڑپنے لگی بولتے غمزہ کرنے لگی کہ صاحب یہ کیا کرتے ہو میں کسی اور امر کی تمسے خواہاں نہیں ہوں
اسد نے مسہری پر لٹایا اور دست درازی کرنا شروع کی ایک مرتبہ کہا کہ ملکہ یہ مالا تم گلے میں پہنے ہو کیا اچھا ہے
اُسنے کہا تمھیں پسند ہو تو لو میں اُتارے دیتی ہوں اسد نے کہا اچھا میں خود اُتارے لیتا ہوں یہ کہکر
ہاتھ دونوں گلے پاس لیگیا بھلا اب اسد کہاں چوکتا ہے دونوں ہاتھوں سے ایسا گلا اُسکا گھونٹا کہ ہمراہ باد مخالف کے

دم اُسکا نکل گیا روح واصل جہنم ہوئی ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا مکانات سحر کے چھپ گئے حباب ہو کر
اُڑ گئے پیر اُسکے خاک اُڑانے لگے آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من سنگلاخ جادو بود ارے بڑی دغا کی اس
دیوانے نے میرے ساتھ عاشق بنکر میری جان لی اب جو بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی تو باغ اُس کیفیت
پر تھا اسد نے لاش اُسکی اُٹھا کر مزبلے پر ڈالدی باقی اور جتنی عورتیں تھیں وہ آ آکر اسد کے قدموں پر گرپڑیں
عرض کیا اے شہریار یہ مردار ہمکو پکڑ لائی تھی کام خدمت لیتی تھی اور ظلم کرتی تھی حضور کی بدولت ہم سب اُسکی
قید سے چھوٹے اب آپ کو ہمارا اختیار ہے ہم سب کنیزیں آپکی ہیں اسد نے کہا کہ مجھے تم سے کچھ سروکار نہیں جہاں
جی چاہے چلی جاؤ سبھوں نے عرض کیا کہ ہم آپ ایسے آقا کو چھوڑ کر کہاں جائینگے اسد نے کہا اگر میرے ساتھ رہنے کا
ارادہ ہے تو دین اسلام اختیار کرو اُن سبھوں نے کہا کہ فرمائیے تو ہم آپکو سجدہ کریں اسد نے کہا نہیں یہ بھی کفر
ہے اور بہت سی تعریف خداوند کریم کی بیان کی کہ وہ سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئیں اب اسد کو فکر ہوئی کہ
مال و خزانہ اسکا بہت کچھ نکلا ہے کیونکر لیچلوں یہ اسی فکر میں تھا مگر اب حال سنیے مہتر ضرغام شیردل کا کہ
تلاش میں اسد دلاور کی نکلا تھا جاتے جاتے قریب شام ایک ایسے صحرا میں پہونچا کہ جہاں نہ درخت نہ چاہ نہ دریا
کچھ معلوم نہیں ہوتا بھوک کی شدت دن بھر کی زحمت کھائے کیا پیے کیا رہے کہاں متردد و متفکر دعا کرتا ہوا اے
معبود حقیقی و اے رازق تحقیقی مجھکو طعام سے سیر کر کہ بھوک کے مارے میرا عجب حال ہے غرض چند قدم اور آگے
بڑھا ہو گا اب رات ہو گئی ہے کہ ایک چراغ سامنے نظر آیا ضرغام سمجھا کہ شاید ادھر کوئی قصبہ پڑا ہے
اُسیطرف کا رخ کیا جاتے جاتے قریب پہونچا تو ایک منڈھی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک فقیر باریش سفید بیٹھا ہوا ہے
تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہے ضرغام بہت خوش ہوا کہ یہ فقیر مسلمان ہے سامنے آکر کھڑا ہو رہا فقیر نے
قرآن پڑھنے میں انگلی سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جا ضرغام جیسا کھڑا تھا کھڑا رہا جب تو فقیر نے آیہ ختم کر کے کہا کہ اے شخص
تو کیا صحرائی ہے کہ اشارہ نہیں سمجھتا ضرغام سلام کر کے بیٹھ گیا اور سمجھا کہ فقیر صاحب کمال ہے عرض کیا کہ
شاہ صاحب میں سرگشتہ صحرائے جستجو ہوں مجھکو گھڑی بھر کہیں ٹھہرنا شاق ہے کیونکہ نہیں معلوم میرے آقا
اسد غازی پر کیا گذری فقیر نے کہا بابا وہ خیریت سے ہے تو نہ گھبرا اُسے ایک جادوگرنی اُٹھا لیگئی تھی اُسنے
فریب دے کر اُس ساحرہ کو مارا اور مال و خزانہ اپنے قبضے میں کیا لیکن اس تردد میں ہے کہ کیونکر لیچلوں
ضرغام نے کہا شاہ صاحب مجھے پتا اُسیطرف کا بتائیے شاہ صاحب نے ایک نقش لکھکر دیا اور کہا کہ اسے بر
ہوا نام اسد غازی کا لیکر اُڑا دینا جسطرف یہ نقش اُڑ کر گرے اُسیطرف چلے جانا ضرغام شیردل سلام کر کے
چلا باہر نکلکر نقش اُڑایا جسطرف وہ نقش اُڑ کر گرا اُسیطرف ضرغام چل نکلا جاتے جاتے دیکھا اسنے کہ کچھ
درخت سامنے سے نمودار ہوئے جب ضرغام قریب اُن درختوں کے پہونچا دیکھا تو باغ ہے لیکن سنسان معلوم
ہوتا ہے اور آگے بڑھا دیکھا کہ اسد غازی کھڑا ہوا ہے لیکن متردد اور چند عورتیں گھیرے کھڑی ہیں ضرغام
نے سلام کیا قدموں سے لپٹا اسد نے گلے سے لگایا اور حال لشکر کا پوچھا ضرغام نے تمام حال ایرج کا بیان
کیا اسد نے کہا اے ضرغام جاکر ہمارے لشکر کو بھی یہیں لے آؤ تو چلیں کیونکہ اس مال کو فقط ہم کیونکر
لے چلینگے ضرغام یہ سنکر روانہ ہوا اسد نے اُس روز وہیں توقف کیا ضرغام دوسرے روز لشکر کو لیے ہوئے
پہونچا سبھوں نے ملازمت اسد دلاور کی حاصل کی نہایت خوش ہوئے اب اسد مال و اسباب اس جادوگرنی
کا لدوا کر روانہ ہوا دوسری منزل تھی کہ تو گرد و غبار بلند ہوا ضرغام خبر کیواسطے روانہ ہوا گھڑی بھر میں

آکر عرض کیا کہ سردار لشکر چوبین بن اسفندیار خان زریخ آبادی خزانہ لیے ہوے ایرج پاس جاتا ہی اسد
نے کہا کہ چھوڑتا اسے کب ہون کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جاے اور آکر سرراہ صف باندھکر کھڑا ہوا اودھر
چوبین نے سنا کہ اسد دیوانہ سدراہ ہوا ہی کہا کہ قضا اسکی دامنگیر ہوئی ہی اور اسنے بھی صف آراستہ کرائی خر
چمکا کر میدان مین آیا ادھر سے اسد شیر دل گھوڑا اڑا کر پہونچا مقابلہ ہوا اسنے کہا کہ او دیوانے یہ مال و خزانہ
مین ایرج صاحبقران کیو اسطے لیے جاتا ہون تو کیون سدراہ ہوا ہی اسد بولا او حرامزادے یہ مال صاحبقران
دوران ثانی سلیمان امیر گیتی ستان کا ہی کب تجھے لیجانے دیتا ہون اسنے کہا خیر معلوم ہو جائیگا یہ کہکر نیزہ مارا اسد
نے تیغ سپر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے اسد نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا بس دیکھتے ہی چوبین آگ ہو گیا کہا
نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راستبازی ہے اسے یہ کہکر تلوار ماری اسد نے تلوار اسکی رد کر کے جو ہاتھ مارا
سپر کو کاٹا سر پڑی کہ خود و بلغہ غرق چھین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر مع سر کلے جبڑے کو کاٹا ہوا حلق گردن سے مانند قطرۂ آب کے
اندر گئی صندوق سینہ سے مثل سیماب کے گذر کر تمام جسم کو کاٹ کر زین کو کاٹا مندزین کو کاٹا خوگیر کو تراشا گیند کے
کو قلم کرکے زیر تنگ بوسہ دیا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے اسکے ہمراہیون نے جو دیکھا کہ سردار ہمارا مارا گیا
اسد پر دوڑ پڑے اسد بھی مانند شیر غضبناک کے حملہ آور ہوا سپر بدست چپ تیغ بدست راست جا پڑا ادھر سے
رفیق اسد کے اور چالیس ہزار قزاق بوقین بجا بجا کر فوج کفار پر آ پڑے لگی تلوار چلنے ہنگامۂ محشر برپا ہوا کشتون کے
پشتے بندھ گئے لاش پر لاش گری ہوئی تھی دریاے خون روان تھا تلوارین جو کشتہ سپاہیون کی گری پڑی تھین قبضے
اُنکے مانند نہنگ خون آشام کے معلوم ہوتے تھے اور بازو جو زرہ پوشون کے کٹ کٹ کر گرے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیان
جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہین لاشین جو زرہ پوشون کی گری ہوئی پڑی تھین تو معلوم ہوتا تھا کہ زمین خوف سے
بہادرون کے زرہ پوش ہوئی ہی تیر بیانتک میدان مین گرے تھے کہ معلوم ہوتا تھا زمین کے رونگٹے کھڑے ہوے
ہین دریاے خون مین سپرین مانند کچھوون کے تیرتی پھرتی ہین غرض اُس سرزمین پر ایسی خونریزی ہوئی کہ یقین ہی
کہ اب کبھی سبزہ وہان نہ اُگیگا بلکہ بجاے سبزہ لالہ اُگیگا وہ بھی داغ بدل یا دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہتا
ہی غرض دو پہر کامل لڑائی رہی آخر کار فوج بے سردار شکست خوردہ بھاگی لاشتا اُس کا فر کا اُٹھا لیا لیکن خزانہ
اسد کب لیجانے دیتا ہی سب مال و اسباب چھین لیا اور دامنہ کوہ مین آکر خیمہ برپا کیا مگر وہ لوگ لاش چوبین بن
اسفندیار خان زریخ آبادی کی لیے ہوے سامنے ایرج نوجوان کے پہونچے اور تمام حال اُسکے مارے جانے کا بیان
کیا ایرج متاسف ہوا اور اُنکی تسکین کو کہدیا کہ وہ دیوانہ بھی ادھر آتا ہوگا دیکھو اُس سے کیسا عوض لیتا ہون
اور لاہوت شاہ سے حکم کیا کہ تم لشکر لیکر قلعۂ ذوالامان پر چلو مین بھی آتا ہون لاہوت شاہ فوج بے پایان لیکر
جہازون پر سوار ہو کر روانہ ہوا ادھر ایرج نے کہا دیوانہ آتا ہوگا سامان جنگ تیار رہے اُنکو تو یہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر عالمگیر زبرجد نگار کو فتح کر کے تعاقب مین لقا کے روانہ فرخونیہ ہوے ہین دن رات جہاز چلے جاتے
ہین ایک روز دو پہر ڈھل چلی ہی کہ وہ جہاز جو آگے تھے اُن مین شور و غل پیدا ہوا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی
فرمایا دریافت تو کرو یہ غوغا کیسا ہی غرض ملاحون کو بلا کر پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ یہان سے دو تین میل راہ
طے کیجائیگی تو ساحل پر پہونچینگے وہان ایک شہر ہی مانند کشمیر کے آب و ہوا بہت عمدہ ہی کہ اگر مرد پیر چند دن رہے
تو جوان ہو جاے شہر تو ایسا اچھا ہی مگر لوگ وہان کے بد سرشت ہین سب بلند بالا قوی ہیکل ہین سر اُنکے مانند

فیل کے چنگال مانند شیر کے لڑائی مین ایسے ہین کہ شیر اُنسے بھاگتا ہے وہان کے ایک آدمی سے دس آدمی عمدہ بر آ
نہونگے امیر کشور گیر نے یہ سنکر فرمایا کہ برب کعبہ مین بغیر اس شہر کو لیے آگے نہ بڑھونگا مین مرد نہین جو اس شہر کو
نہ لون جہاز جلد اسیطرف چلین سبھون نے دیکھا کہ صاحبقران قسم کھا بیٹھے ہین اب کسیطرح نہ باز رہینگے غرض
رات بھر جہاز چلے گئے سبھون کو اندیشہ لڑائی کا تھا کہ دیکھیے کیا ہوگا اُن بدنہادون سے کیونکر سامنا ہوگا جب صبح ہوئی دور
سے وہ شہر نظر آنے لگا صاحبقران نے شاہزادۂ بدیع الزمان اور کرب دلاور کیطرف دیکھا اور فرمایا تم دونون
اپنے لشکر کو لیکر پار اُترو اور نگہبانی لشکر کی کرو کہ کوئی کسی پر ظلم و تعدی نکرے و بھلائی مین سبکی مصروف رہو عدل و انصاف
سے کام لو بدیع الزمان اور کرب یہ حکم سنکر رخصت ہوے دریا سے پار اُتر کر دامنۂ کوہ مین خیمہ اپنا برپا کیا امیر بھی
بعد کو روانہ ہوے مگر حال اسطرف کا سنیے کہ بادشاہ اس شہر کا ارقیل بے بہرہ ہے ہرکارون نے جاکر اسے خبر دی
کہ لشکر حمزہ کا تعاقب مین لقا خداے باختر کے جو نبرد لنگار سے ملک فرعونیہ کو گیا تھا آیا ہے اور قبل حمزہ کے
آنے سے دو فرزندون نے اُسکے اس پار آکر خیمہ برپا کیا ہے ارقیل نے کہا قضا اُنکی لائی ہے اور حکم دیا فوج کو کہ تیار ہو جنگ
کی کے شہر سے باہر نکل کر خیمہ برپا کرو غرض فوج اُسکی مقابل لشکر اسلام آکر اُتری ارقیل خیمے مین داخل ہوا اور حکم
دیا کہ بجے طبل جنگ صبح کو ان لوگون کو مار کر بھگا دونگا اُسیوقت طبل جنگ بجا ادھر شاہزادۂ بدیع الزمان و کرب
دلاور کو خبر ہوئی اُنھون نے بھی کوس حربی بجوایا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو معرکۂ کارزار مین
صف آرائی ہوئی نقیب نقابت کرکے چلے گئے چرخیل فیل سر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو
ایسا غرہ تمھین اپنی شجاعت کا ہے کہ ہم گھر بیٹھون پر سر چڑھ کر آے ہو کیون شامت تمھاری آئی ہے جدھر سے آے ہو اُسیطرف
پھر جاؤ نہین تو ذلیل ہوگے مارے جاؤگے یہان سے بہادرون نے جواب دیا کہ او کافر و اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو مسلمان
ہو و مال سے ہاتھ باندھکر چلے آؤ اسمین بہتری ہے نہین تو واصل جہنم ہوگے چرخیل فیل سر حرص طینت یہ آواز سنکر نہایت غضبناک
ہوا کہا کہ اگر دعوی مردانگی ہے تو نکلو مقابلہ کرو بس یہ سنتے ہی قبۂ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردۂ امیر عرب مرکب
جھکا کر اُسکے مقابل ہوا چرخیل فیل سر نگاور زن ہوا کئی قدم گھنیڈ اُس فیل سر کا پیچھے ہٹ گیا مسلا کر رانون مین چمک
مار کر مقابل کرب دلاور ہوا بعد از گفتگوے بسیار رہ پشت نہنگ کرب دلاور پر مارا کرب نے پشت شمشیر پر روکی
جو وہی تیغہ کر بہوش اُسپر مارا مع کرگدن چار ٹکڑے ہوے لاش تڑپنے لگی یہ حال دیکھکر بھائی اُسکا کریل فیل سر
بھائی کا خون دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی بیتابانہ للکارتا ہوا دوڑا کہ ارے غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو مارا جسکا عدیل
نظیر نہ تھا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور برابر کرب کے پہونچکر تلوار ماری کرب نے سپر پر روکی اور نعرہ کیا کہ او کافر
ایک ضرب میری بھی روک یہ کہکر تیغہ مارا کہ سپر کو کاٹ کر یا تو سر پر جھکا تھا یا زیر تنگ پہونچکر بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے
ہوے اسیطرح کرب نے اُس روز چھتیس فیل سرون کو مارا جنگ مغلوبہ ہوئی بہت سے فیل سر مارے گئے قریب تھا
کہ شکست کھائین کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در
زمین پیچیدہ دل گرد سے فوج گلیم گوشون کی پیدا ہوئی آکر فیل سرون کی شریک ہوئی یا تو وہ بھاگا چاہتے تھے یا اُنکی
تقویت سے ٹھہر گئے اور تلوار چلنے لگی لیکن گلیم گوشون کی جنگ سے فوج اہل اسلام کی پسپا ہونے لگی قریب تھا
کہ شکست ہو جاے کرب و بدیع الزمان دونون جیداری کیے ہوے لڑ رہے تھے کیونکہ بازو شل ہو گئے تھے
مگر دل سے دعا کر رہے تھے کہ یکایک تیر دعا ہدف اجابت پر پڑا اور ایک غبار بلند ہوا آواز طبل سکندری کی آئی اور
حمزہ صاحبقران بالشکر بے پایان نمودار ہوے اور خبر سنی کہ احوال لشکر کرب و بدیع الزمان کا دگرگون ہے

اُسیوقت حکم دیا کہ ہان مار لو ان نابکارون کو تمام پہلوان ان کافرون پر حملہ آور ہوئے اسقدر گلیم گوشون کو
قتل کیا کہ آخرکار فیل سر طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گئے اودھر امیر کشور نے بدیع الزمان و کرب کو ساتھ لیکر
مراجعت فرمائی داخل بارگاہ ہوئی پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے زخمیون کو اپنے سامنے بلواکر ٹانکے لگوائے
اُدھر فیل سر جو پھر کر اپنے خیمے مین آے جو زخمی تھے اُنکے زخمون مین بخیہ کرایا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اودھر لشکر اسلام
مین بھی رات بھر نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر صف باندھکر کھڑے ہوے طائر فیل سر نے بادشاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے مرکب سے اُترکر سامنے تخت بادشاہ
اسلام کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے بدیع الزمان باردگر سوار ہوکر
مقابل اُس فیل سر کے آیا لگا وزن ہوا بدیع الزمان کا مرکب چار قدم پیچھے ہٹا طائر فیل سر کا گھوڑا اُسکی سات قدم
پسپا ہوا مثل مسلکر مرکبون کو رانون مین ایک دوسرے کا مقابل ہوا طائر فیل سر پکارا کہ اے خداپرست نام اپنا
بیان کر کہ بغیر نام میرے ہاتھ سے نہ مارا جاے فرمایا کہ نام میرا شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ فلک باختر ثانی
تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہے بیٹا ہون حمزہ صاحبقران کا لغرہ مہ برج خوبی شمع انجمن * بدیع الزمان
گرد لشکر شکن سے یہ سنکر اُسنے کہا ای پسر حمزہ پہلے تو وار اپنا مجھپر کرلے آرزو دل پوری کرلے کہ حسرت دل مین باقی نہ رہے
فرمایا اہل اسلام کا یہ دستور نہین ہے کہ پیشدستی کرین تو اپنا حربہ پہلے کرلے جب خدا تیرے زور سے بچائیگا تو مین بھی
اپنی قوت دکھاؤنگا اُسنے کہا معلوم ہوا کہ تجھکو بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت پر خبردار رہنا یہ کہکر دست لگے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ
خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ مارا بدیع الزمان نے آتی تلوار پر مشتی تلوار ماری کہ تیغہ اُس کافر کا ٹوٹ گیا اُسنے اپنا عمود
گران سر سات سو من کا اُٹھاکر سر پر چرخ دے کر بدیع الزمان پر مارا شاہزادے نے سر گرز پر روکا کہ تڑاقا پیدا ہوا
شرارے نکلے تتق گرد بلند ہوا شاہزادے نے گرد سے نکلکر اپنا گرز اُس کافر پر مارا اُسنے بھی گرز پر روکا مگر دونون کے
ہاتھ تھرا گئے گرز چھوٹ گیا دونون گرز سر پر پڑے کہ سر گردن مین گردن چھاتی مین چھاتی پیٹ مین پیٹ چوتڑون مین
چوتڑ رانون مین رانین پنڈلیون مین یہ مجموعہ گینڈے مین گینڈا زمین پر ایک خون کا تھا تھلا بنکر رہ گیا خاک اُڑی
کہ چنبر گردون غبار سے بھرگیا بدیع الزمان علیحدہ ہوا اور آواز دی کہ آکر اسکی خبر لو دیکھو اسے کیا ہو گیا اُدھر سے
فیل سر دوڑے پانی کے چھینٹے دے کر جو دیکھا تو ایک تھالا خون کا پایا معلوم ہوا کہ طائر فیل سر مارا گیا
بدیع الزمان نے پھر مبارز طلب کیا ارفیل بے بہرہ خود مقابلے کو نکلا اور نعرہ کیا کہ اے خداپرست غضب کیا
تونے طائر فیل سر کو مارا ضرار جانین لیکر آیا ہوگا تو ایک سلامت لیکر نہ جاسکیگا اور چودہ سو من کا گرز اُٹھاکر مارا
شاہزادے نے سر گرز پر روکا مگر یہ معلوم ہوا کہ ایک پہاڑ چھپٹ پڑا تتق گرد بلند ہوا مرکب زمین مین غرق ہو گیا اور
خود بدیع الزمان بھی عرق عرق ہوگیا غش طاری ہوا پھر جو ہوش آیا تو رستم گرد سے نکلکر تلوار ارامیپر ماری کہ سر
کو قلم کرکے تا دابرو اُتر گئی اُسنے سر اپنا کھینچا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی کہ صاف قلم کر گئی وہ مع گر گیا
غلطان پیچان گرا یہحال دیکھکر فیل سر بیتاب ہوکر دوڑے بدیع الزمان اُنپر دوڑے اودھر سے فوج اسلام
حملہ آور ہوئی تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی قریب شام فیل سر و گلیم گوش شکست کھاکر بھاگ گئے شہر مین آکر
قلعہ بند ہوئے اہل اسلام نے خوب مال و اسباب اُنکا لوٹا اور حکم امیر سے شہر کا محاصرہ کرلیا امیر نے فرمایا کوس حربی بجے
اُسیوقت نقارۂ حربی پر چوب پڑی ارفیل بے بہرہ کے زخم مین ٹانکے لگے اُسے بھی ہوش آیا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
غرض رات بھر نقارے گڑگڑائے صبح کو امیر کشورگیر فوج قاہرہ لیکر سامنے قلعے کے آئے اودھر سے گولہ چلنے لگا

کہ عالم تیرہ و تار ہو گیا وہ جو لوگ یورش کر کے گئے تھے بہت سے مارے گئے باقی پھر آئے لیکن بدیع الزمان ناموَر گرز گران
ہاتھ مین لیے ہوے گولے رد کرتا ہوا لب خندق جا پہونچا اور نعرہ کیا ای کافرو آ پہونچا مین قلعے پر سے ماتا متوالا تیل کا گراہ
بارود کی ہانڈیان پڑنے لگین سبکو اُس شہریار نے رد کیا خندق پھاند کر پار گیا گرز کو چرخ دے کر دروازے پر مارا کہ دروازہ
ٹوٹ کر گرا بدیع الزمان اندر قلعے کے داخل ہوا فوج اسلام بھی آ گئی اور بہادر بھی عقب مین چلے آتے تھے سب قلعے مین در آ کے
تلوار چلنے لگی غلغلہ گیر و دار برپا ہوا قتل عام ہونے لگا عین گرمی جنگ مین ارفیل بے بہرہ سے اور بدیع الزمان سے سامنا
ہوا ارفیل نے تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کر جو گرگاہ پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ بادشاہ
مارا گیا فوج نے طبل امان بجا دیا اور چہار طرف سے غل ہوا کہ دوہائی ہے حمزہ صاحبقران کی بدیع الزمان نے ہاتھ روک لیا
تمام روساے شہر مجتمع ہو کر خدمت مین امیر کشور گیر کی حاضر ہوے اور عرض کیا جو حکم ہو وہ ہم بجا لائین خطا ہماری
معاف کیجیے پادشاہ ہمارا حرامزادہ تھا وہ مارا گیا ہم آپسے لڑنے کو راضی نہ تھے امیر نے خطائین اُنکی معاف کین اور سبکو تلقین
دین اسلام کیا تمام فیل سر اور گلیم گوش کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے فرعون دلقا پر لعنت کی امیر کشور گیر نے بیٹے کو
ارفیل کے کہ نام اُسکا غر فیل ہے بادشاہ کیا اور تمام بتخانے تڑوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈلوائی سکہ و خطبہ بادشاہ
اسلام کے نام پر جاری ہوا ایک ہفتہ وہان صید و شکار مین مصروف رہے بعد اُسکے جہازون پر سوار ہو کر تعاقب
مین لقاے ملعون کے روانہ ہوے بعد چند روز کے کشتیان قریب ساحل پہونچین دور سے کنارہ دریا پر چند آدمی
اس شکل کے دکھائی دیے کہ سر اُنکے مانند شیر کے تھے اور جسم اُنکے مثل انسانون کے تھے اُنھون نے جو کشتیون کو اپنی طرف
آتے دیکھا غل مچایا کہ خبردار ادھر نہ آنا لشکر اسلام والون نے جو یہ صورتین دیکھین متعجب ہوے خبر صاحبقران کو
پہونچی ملاحون کو بلا کر پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اُنھون نے عرض کیا الشہریار یہ جزیرہ شیرون کا ہے اور بادشاہ اُنکا
آدمی ہے نہایت شجاع اور بہادر کہ اپنی قوت بازو سے ان سبکو زیر کیا ہے نہایت خوبصورت شخص ہے کہ چہرہ مثل
آفتاب کے رنگ مانند گلاب کے آنکھین نرگس شہلا پر چشمک زن ہونٹھ نازکی مین برگ گل سوسن ہین ہمیشہ آثار
تبسم چہرے پر عیان سرو قد غنچہ دہان نام اُسکا سعدان شاہ اولاد مین حضرت شیث پیغمبر کی ہے جب اُن حضرت نے
دنیا سے رحلت فرمائی ان لوگون نے تصویر حضرت شیث طلاے احمر کی بنوا کر بہت عزت و تکریم سے رکھی ہے دن مین چار
چار مرتبہ ہر ایک اُسے سجدہ کرتا ہے صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا خبردار اور طرف کشتیان نہ لیجانا اسی جزیرے مین چلو
حکم صاحبقران سے کشتیان کنارے پر آ کر لگ گئین خیمے استادہ ہو گئے کچھ شیر سر جو وہان کھڑے تھے پکارے کہ اگر اپنی
جان کی سلامتی چاہتے ہو تو خبردار یہان نہ ٹھہرو جلد چلے جاؤ اُدھر سے لوگ پکارے کہ ای جانورو تم بکتے کیا ہو یہ
لشکر ہے صاحبقران گیتی ستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا جسنے تمام دیوان قاف کو مار کر زیر کیا ہے
تمکو بھی سر جنگ معقول دینے آیا ہے اگر سہل مین اطاعت کی قبول نہین تو مارے جاؤ گے جاؤ اپنے مالک کو آگاہ
کرو کہ دیو شکار ہفت قلزم قاف ضیغم روز مصاف امیر کشور گیر یہان آیا ہے یہ سنکر وہ شیر سر وہان سے بھاگے اپنے
بادشاہ سے جا کر عرض کیا کہ پیر و مرشد مردمان سیاہ سر مثل چیل دمان سے چلے آتے ہین تمام دریا سیاہ معلوم
ہوتا ہے فرسخ در فرسخ جہاز ہی جہاز نظر آتے ہین سعدان شاہ یہ خبر سنکر نہایت برہم ہوا پوچھا کہ وہ ابھی دریا مین ہین
یا کنارے اُتر آئے عرض کیا کہ ای شہریار خیمے اُنکے اس پار برپا ہو چکے ہین لشکر اُتر رہا ہے تانتا بندھا ہوا ہے غضبناک
ہو کر حکم کیا جلد فوج تیار ہو کر جاے اور مانع آنے کی ہو ایسا نہو کہ وہ شہر مین چلے آئین خبردار ادھر نہ آنے پائین اور
اُن مخبرون سے کہا کہ غضب کیا تمنے جیسے ہی جہاز آتے دیکھے تھے اگر اسیوقت آ کر خبر دیتے تو کاہیکو وہ اُترنے پاتے

اُنھون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد جبتک ہمنے کسیکو جزیرے کیطرف آتے نہین دیکھا تھا ہم جانتے تھے کہ ادھر کا ہیکو آئینگے جب
وہ اُترنے لگے ہمنے ڈرایا دھمکایا مگر اُنھین سے کسی نے نہ مانا بلکہ جواب دیا کہ جاکر اپنے بادشاہ سے کہو کہ خدمت صاحبقران
مین آکر حاضر ہو ہم آپکے پاس خبر لیکر آئے کہا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا سمجھا جائیگا غرض فوج شیر سرون کی مسلح و مکمل ہو کر
روانہ ہوئی اور سامنے لشکر صاحبقران کے آکر پکارے کہ حکم ہی ہمارے بادشاہ کا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ادھر سے بہادر
للکارے کہ مرد جگہ نہین چھوڑتے ہین اور جاکر صاحبقران سے حال فوج کے آنے کا بیان کیا کہ شیر سر مانند مور و ملخ کے
چلے آتے ہین اور سرا ایک دریائے آہن مین غوطہ مارے ہوئے ہی فرمایا کچھ پروا نہین انشاء اللہ تعالیٰ انکو بھی گوشمالی
دولنگا اور تاکید کی کہ کشتیون کو کنارے پر لگاؤ اور شیر کش جاکر اُن شیر سرون کو مارین یہ سنکر بہادران شیر شکار
تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے لگی تلوار چلنے یہانتک اہل اسلام نے اُنھین قتل کیا کہ ہزارہا شیر سر مارے گئے باقی بھاگ کر
بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوئے سعدان شاہ سے تمام حال بیان کیا وہ بہت برہم ہوا اور اُسیوقت باقی فوج
اپنے ساتھ لیکر شہر سے باہر آیا سامنے لشکر صاحبقران کے خیمہ استادہ کرا کر اُترا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت
نقارہ رزمی پر چوب لگی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لاکر صاحبقران سے
عرض کیا کہ سعدان شاہ نے طبل جنگی بجوایا ہی فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے
طبل جنگی غرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو میدان جدال و قتال مین دونون لشکر مقابل
یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے نقیب نہیب دیکر چلے گئے فرہاد شیر سر سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
مبارز طلبی کی اور پکارا کہ ای بادشاہ عرب تو نہین جانتا ہمین کہ ہم کون ہین ہم وہ ہین کہ جسکے خوف سے رستم جاکر قبر مین سو رہا
افراسیاب غار مین چھپا تم لوگ سو سوار خوار ریگ بیابان شمار کیون اپنی قضا اپنے سر پر لاتے ہو بہتر یہ ہی کہ اب بھی اپنے
اوپر رحم کھاؤ اور یہانسے چلے جاؤ نہین تو تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہم لوگ کھا جائینگے اور ایسے تم تباہ و برباد ہو کر مارے
جاؤگے کہ تمھارے حال پر مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے یہ آوازہ بہادران اسلام نے جو سنا مانند الغی خونخوار بل کھایا
اور پکارے کہ او شیر سر یہ کیا لاف و گزاف کر رہا ہی اپنی تعریف آپ کرنا دلیل ہی ذلیل ہونے کی تو نہین جانتا کہ ہم لوگ
شیر کش ضیغم شکار ہین ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑینگے پہلے بھی تو تم سب جمع ہو کر آئے تھے نہین دیکھا کہ کسطرح ہمنے
مار کر بھگا دیا تھا اب بھی وہی حال کرینگے کبھی تمھاری ان گیدڑ بھبکیون سے نہ ڈرینگے یہ سنکر فرہاد شیر سر نہایت
غضبناک ہوکر پکارا کہ اچھا اگر بڑا دعوی شجاعت ہی تم لوگون کو تو جسکا جی چاہے میرے مقابلے کو نکلے ہنر جنگ دکھائے
ابھی دونون کا حال کھلجائے بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ رومی مرکب کو جھکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا بادشاہ
اسلام کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خدا تمھارا نگہبان ہی اور ایک جام عنایت ہوا علمشاہ وہ جام پی کر
بادشاہ کو سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر مقابل فرہاد شیر سر آیا پوچھا او شیر سر کیا نام ہی تیرا اُسنے جواب دیا کہ
مجھے فرہاد شیر سر کہتے ہین اور سپہ سالار ہون شیر سرون کا یہ کہکر وہ شیر سر علمشاہ سے مستفسر حال ہوا کہ تو کیا علاقہ شاہ
عرب سے رکھتا ہی فرمایا کہ مین بیٹا ہون امیر کشور گیر کا رستم بیلتن و پیل تن کشندۂ قوی پیل ہندی و دو پیل ہندی و سر بریدۂ
کپتان فرنگی یعنے علمشاہ رومی میرا نام ہی یہ کہکر نعرہ کیا کہ علمشاہ رومی شہ فیل زور ہے کہ بہ تخت مرزوق افگندہ شور
یہ سننا تھا کہ اُس شیر سر نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے بعد چند طعن کے شاہزادہ علمشاہ
نے نیزہ فرہاد شیر سر کا ہوائی کا اُسنے غیظ مین آکر عمود گران سر اُٹھا کر سر پر چرخ دیکر علمشاہ پر مارا شاہزادے نے
آتی ضرب خیال مین کر کے تیغ کپتان فرنگی کا ہاتھ جو مارا گرز دستے پر سے کٹ کر گرا اُسنے دستہ ہاتھ سے پھینک کر تلوار کھینچی

اور شاہزادۂ علمشاہ پر ماری شاہزادے نے بڑھکر سپر پر روکی کہ قبضہ و دنبالہ سپر پر آشنا ہوا تلوار رہ ہوئی بعد اُسکے خبردار خبردار کہکر جو تلوار ماری یا تو سر پہ چلی تھی یا زبر تنگ اُتر کر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے علمشاہ نے اور مبارز طلب کیا سرمست شیر سر نے اپنا مرکب نکالا سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا نگاورزن ہوا لیکن مرکب باسی کا پسیا ہوا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی شاہزادے نے چند طعن مین انی اسکے نیزے کی نکالدی خالی لکڑی ہاتھ مین رہگئی سرمست نے خفیف ہو کر نیزہ پھینک دیا اور تبرزین اُٹھا کر مارا شاہزادے نے آتی ضرب خیال مین کر کے تھپکی دی کہ حربہ حریف کا پٹ پڑا جھٹکا دے کر تبرزین چھین لیا اور وہی تبرزین کمر پہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے یہ حال دیکھکر بھائی اسکا غرمست شیر سر مقابلے کو آیا ارۂ پشت نہنگ مارا شاہزادے نے تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے اُسنے وہی ٹکڑا جو ہاتھ مین رہگیا تھا منھ پر کھینچ مارا شاہزادے نے سپر پر روکا جب اُسنے دیکھا کہ حربہ میرا کٹ کر بیکار ہو گیا کود کر گھوڑے سے کھینچکر تلوار دوڑا کہ مرکب کو علمشاہ کے کاٹ ڈالے شاہزادہ بھی گھوڑے سے کود پڑا غرمست تلوار پھینک کر لپٹ پڑا شاہزادے نے بھی تلوار ہاتھ سے رکھدی اور مصروف تلاش ہوا بعد گھڑی بھر کے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ استخوان شکستہ ہو گئے اور روح پرواز کر گئی غرض اُس روز شاہزادۂ علمشاہ نے دس سردار مارے کوئی زخمی ہو کر نہین بچا سعدان شاہ طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا ادھر امیر کشور گیر شاہزادۂ علمشاہ پر سے زر نثار کرتے ہوے پھرے لیکن اُدھر سعدان شاہ لاشین شیر سرون کی میدان سے اُٹھوا کر جو بہزاد فن کفن کرایا بعد اُسکے آکر بارگاہ مین بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا شیر سرون سے خطاب کیا کہ صاحبو یہ لوگ مجھے نہایت زبردست معلوم ہوتے ہین مگر کہان جائینگے میرے ہاتھ سے سبکا کام تمام کرونگا اور نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارۂ نزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی وہان امیر کشور گیر بارگاہ مین جلوہ افروز تھے دربار آراستہ تھا شاہزادۂ علمشاہ کی تعریفین ہو رہی تھین کہ جوڑی ہرکارون کی سامنے سے نمایان ہوئی دعا ثنائے بادشاہی بجا لا کر عرض کیا کہ شیر سرون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آے القصہ حسب دستور چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو ادھر سے فوج شیر سرون کی نمودار ہوئی اُدھر سے لشکر اسلام میدان مین آیا صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دم کر چلے گئے کہ شیرزاد شیر سر بھائی فرہاد شیر سر کا نہایت زبردست روزگار ہے سامنے تخت سعدان شاہ کے آیا اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو کہ عوض خون برادر کا لون فرمایا جاؤ مشیت ہے تمہارا نگہبان ہے شیرزاد نے سلام کیا اور شیر پر سوار میدان مین آیا لیکارا کہ جسنے کل میرے بھائی کو مارا ہے وہی آے میرے مقابلے کو یہ آواز سنتے ہی شاہزادۂ علمشاہ نے مرکب اپنا نکالا علم فوج فرنگستانی جلوہ گری پر آے سامنے تخت بادشاہ گیتی پناہ کے اُتر کر مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے شاہزادہ بار دگر مرکب پر سوار ہو کر مقابل شیرزاد ہوا اسنے پوچھا کہ تو ہی نے کل فرہاد کو مارا تھا کہا کہ ہان اُسکی قضا میرے ہاتھ سے تھی مارا گیا شیرزاد بولا خیر آج تیری قضا میرے ہاتھ ہے یہ کہکر نیزہ مارا علمشاہ نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے برہم ہو کر تلوار کھینچی اور پکارا غضب کیا تونے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمایل بازی تیغ بازی راستبازی یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی ڈالکر قبضے پر ہاتھ مروڑ کر کلائی تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ قاش زین سے اُسنے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اُسنے چاہا کہ مونڈھے کی ٹکا کر سنبھلے کود کر گھوڑے سے ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت ہو گیا چڑھکر چھاتی پر

کھولکر توڑا زنجیر فولادی کا مشکین باندھکر اپنے کسی سردار کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب کیا سہیم حلہ کش نکلا
اور تیر کے پلے پر جاکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای لپسر حمزہ اگر تو کچھ فن سپاہگری مین کمال رکھتا ہی تو روک میرے
تیر دن کو کہ ناوک میرا خدنگ قضا ہوا اور دیکھ تو میرے تیر کا یہ کہکر دوش سے کمان لیکر کھینچ کر ترکش سے تیر بالاے
ہوا مارا کہ نظر سے غائب ہوگیا بعد چند ساعت کے خود پر شاہزادہ علمشاہ کے گرا کہ انگل بھر خود مین در آیا شاہزادہ
نے وہی تیر خود سے نکالکر کمان رستمی مین جوڑ کر فرمایا کہ اب میرے تیر کا پلہ دیکھ یہ کہکر بالاے آسمان لگایا یہ تیر بھی
نظر سے غائب ہوگیا جسوقت تیر نظر سے غائب ہوا سہیم سمجھا کہ یہ مجھسے کم نہین معلوم ہوتا شاید اسکا تیر بھی میرے
سر پر پڑے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیر شاہزادے کا بعد چند ساعت کے سر پر پڑا اور مانند برق کے خود کو کاٹا
سر مین سوراخ کیا سر مین سے ہوتا ہوا جسم کو کاٹتا ہوا زمین پہ پڑا کہ ایک سوراخ تو زمین مین نظر آیا لیکن تیر نیلا
سہیم تڑپ کر مر گیا گوشہ امان نہ ملا آخرکار اس سپہ اثماری مین بھی شام تک پندرہ سردار شیر مردن کے مارے
گئے کچھ گرفتار ہوے شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے سعدان شاہ نہایت
اداس کمال پریشان جاکر محل مین سو رہا ادھر صاحبقران نے بھی دربار نہین فرمایا صبح کو بارگاہ مین آئے
شیرزاد کو بلاکر تلقین بدین اسلام کیا فرمایا ای شیرزاد لعنت کر تو فرعون پر کہ وہ قابل خدائی نہین ہی مسلمان ہو
اور چند کلمے مذمت کفر مین بیان کیے کچھ تقریر وحدانیت الٰہی مین فرمائی کہ زنگ کفر دلسے شیرزاد کے برطرف ہوگیا
آئینۂ قلب مصفا ہوگیا عرض کیا کہ طریقہ بھی دین کا تعلیم فرمایئے امیر نے کلمۂ طیب ارشاد فرمایا شیرزاد از سر صدق
مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ مین خدمت مین شاہزادۂ علمشاہ کی رہونگا فرمایا بہت مناسب ہی مگر ہرکارہ سعدان شاہ
کے جو خبر کیواسطے لگے ہوے تھے اُنھون نے یہ خبر سعدان شاہ کو پہونچائی کہ شیرزاد مسلمان ہوگیا سعدان شاہ
یہ سنکر نہایت خشمناک ہوا اسی غصہ مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارۂ رزمی اسیوقت گڑگڑایا ادھر لشکر اسلام
مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا بہادران جنگی سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہونے لگے القصہ رات بہ تیاری
رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر آکر قائم ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نشیب دینے لگے کہ کون ایسا بہادر
و دلاور ہی کہ اس معرکۂ کارزار مین نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے اور نشان رستم کا لوح دلسے مٹادے
بس نوشاہ بن سعدان شاہ سامنے اپنے باپ کے آیا اجازت میدان چاہی سعدان شاہ نے کہا ای فرزند تو
نہ جا مین جاکر سامنا کرونگا اُسنے کہا مین اپنے ہوتے کبھی آپ کو نہ جانے دونگا سعدان شاہ نے کہا ہرگز مین
نہ جانے دونگا کہ وہ لوگ بہت زبردست ہین اگر تو مارا گیا تو چراغ میری سلطنت کا گل ہوجائیگا اُسنے جواب
دیا کہ قضا سے چارہ نہین ہی اگر میری زندگی ختم ہوچکی ہی تو آپ بچا نہین سکتے اور موت نہین ہی تو کوئی مار نہین
سکتا اور اگر اجازت نہ دیجیے گا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا سعدان شاہ نے مجبور ہوکر رخصت کیا نوشاہ
میدان مین آیا مبارز طلب ہوا چاہتا تھا بہادران اسلام نے کہ کوئی اُسکے مقابلے کو جاوے کہ شیرزاد خود مسلمان
پر سبقت کر بیٹھا مرکب سے پیادہ ہوکر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا سلام کرکے عرض کیا کہ اس حقیر سے ابھی تک
کوئی کوشش وسعی دین اسلام مین نہین کی امیدوار ہون کہ مجھے رخصت میدان ملے کہ جاکر حریف سے سامنا
کردن اگر مارا اُسے تو غازی ہوا مر گیا تو شہید ہوا فرمایا جاؤ جو خدا تمھارے حق مین بہتر چاہیگا وہ کریگا
شیرزاد سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکر مقابل نوشاہ ہوا اور کہا کہ ای نوشاہ مین حمزۂ صاحبقران کے
باعث سے اس مرتبہ کو پہونچا کہ انجام میرا بخیر ہوا یعنے مسلمان ہوا دین حق کو پہچانا اپنے خداے حقیقی کو جانا

ای نوشاہ تو بھی مسلمان ہو چلکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہو امیر تیری بہت عزت کرینگے نوشاہ کو یہ سنکر
غیظ آیا پکارا او نمک حرام ایک تو تو نے اپنے دین کو چھوڑ کر ملت غیر اختیار کی ہمسے الگ ہو گیا دوسرے ہمین نصیحت
کرنے آیا ہی تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ ہمین نصیحت کرے لبس اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو دین قدیم پر قائم ہو چل میرے ساتھ
خطا تیری معاف کرا دون نہین تو سر کاٹ کر تیر الیجاؤنگا اُسنے کہا مسلمان کبھی کافر نہوگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر بس
نوشاہ نہایت برہم ہوا پکارا کہ بے حمیت کیون نہین کرتا ہو س دل نکال لے کہ دل کی لین نہ رہجاے شیرزاد بولا مسلمان
پیشدستی نہین کرتے اگر خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو وار اپنا بھی کرینگے نوشاہ نے کہا کہ تو مسلمان ہونے سے متکبر بھی ہو گیا
لے یہ سر اُٹھانے کی سزا ہی یہ کہکر تلوار ماری شیرزاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ جوان زبردست ہی تیغہ جو سپر پر پڑا صاف
پگڑی کٹی سر پر پہنچا کہ تا دو ابرو اُتر آیا شیرزاد نے دہشتانہ مارا تلوار تو جھنجھنا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے جاری
ہوئی بیہوش ہو کر گرا نوشاہ نے چاہا کہ دوسری تلوار مار کر کام اسکا تمام کرے کہ یعقوب مغزن للکارتا ہوا دوڑا کہ
او نامرد کیا کرتا ہی آیا مین تیرے مقابلہ کو کوئی زخمی کو مارتا ہی پس نوشاہ نے ہاتھ روکا تھا کہ یعقوب قریب آ گیا لیس
وہی تلوار خون آلودہ جو نوشاہ نے یعقوب پر ماری سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر آئی یہ بھی زخمی ہوا عقرب روئی
نکلا وہ بھی مجروح ہوا لبس یہ دیکھنا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ کو تاب نہ رہی مرکب کو چمکا یا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
میدان مین آیا نوشاہ نے جو دیکھا کہ یہ وہی شخص ہی جسنے لاشون سے شیر سرون کے جنگل کو پاٹ دیا اسکے ہاتھ سے
ہی پکارا ای جوان کہان تھا تو مین تیرا ہی جویا تھا شہزادہ پکارا آیا مین کہا کہ تمہارے یہان تو پیشدستی نہین کرتے ہین
یہی تلوار تم خدا پرستون کے خون سے آشنا ہی خبردار رہنا یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے سپر پر روک کر رد کی اور پکارا
کہ اب وار میرا روک یہ کہکر تیغہ کپتان فرنگی مارا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کے دو ٹکڑے ہوے دیکھا
اُس کافر نے کہ تیغہ ہی لنگر دار تجھے بھی قلم کریگا خود سے بھی نہ رکیگا اُچک کر پیچھے پر گنبد زین کے جا پڑا تیغہ گردن پر
پڑا کہ گردن اُسکی قلم ہوئی نوشاہ کود پڑا اور دوسرا گھوڑا منگوا کر اُسپر سوار ہوا اور تلوار کھینچے ہوے چلا
اور پکارا کہ ای جوان تیرے گھوڑے کے دہنے پیر کیطرف موش خانہ ہی دیکھو کہین سکندری نہ کھاے علمشاہ دیکھنے
لگا لبس اُسنے دوڑ کر جو تلوار ماری چھچھلتا سا زخم شانے پر شاہزادے کے پڑا لبس غیظ و غضب مین آکر فرمایا کہ او دغا باز
لعنت ہی تیری سپاہگری پر اور تیغہ کپتان مارا کہ بچ اس سے کہ یہ ضرب ہی قضا کی نوشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تلوار کو ضامن دیا مگر تیغ علمشاہ نے غصے مین ماری ہی کب رک سکتی ہی کوہ گران بھی ہو تو قلم ہو جاے یا تو سپر پر
چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع کمر گردن چار ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ وہ نوشاہ مارا گیا سعدان شاہ نے جو دیکھا
کہ بیٹا مارا گیا حکم دیا کہ ہان لینا ان نابکارون کو اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر کھینچ کھینچ کر جا پڑے لگی تلوار چلنے جنگ
مغلوبہ ہوئی اہل اسلام نے پامال کر دیا لشکر مین عجب ہنگامہ برپا تھا کہ دشت بلاخیز مین ہر طرف یہ معلوم ہوتا تھا
کہ بجلیان کوندرہی ہین الغرض عین گرمی جنگ مین سعدان شاہ سے اور علمشاہ سے سامنا ہوا سعدان شاہ
پکارا کہ او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ سیکڑون سردار میرے مار ڈالے یہانتک کہ بیٹے کو میرے قتل کیا کیا بچا تیرے
ہاتھ سے زخمی ہی جائیگا کہان یہ کہکر تلوار ماری علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نظر تلوار کی دھار سے لڑی
ہوئی تھی جب تلوار نزدیک سپر کے پہونچی علی بند سپر کا چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا جھولی پنجہ خورشید نما دراز کر کے پھیلا دی
کہ تلوار جھپٹ پڑی قبضہ پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچکر زور کیا کہ فاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا چڑھکر چھاتی پر

مشکین باندھ لین راوی کہتا ہی کہ اُسی لڑائی مین چالیس ہزار شیر سر واصل جہنم ہوے باقی بھاگ کر کوہ و صحرا
مین پوشیدہ ہو رہے لشکر اسلام با فتح و فیروزی پھرا ہر ایک اپنی آرامگاہ مین گیا امیر کشورگیر نے اُس روز دربار نہین
کیا خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو امیر کشورگیر بارگاہ شاہی مین اورنگ شوکت پر جلوہ افروز ہوے بادشاہ اسلام نے
تخت شاہی پر جلوس فرمایا سردار آ آ کر مجرے کر کر کے بیٹھنے لگے جسوقت دربار مملو ہو گیا حکم دیا صاحبقران نے کہ لاؤ
سعدان شاہ کو چوبدار گئے داروغۂ زندانخانہ سعدان شاہ کو اسیر غل و زنجیر کیے ہوے حاضر ہوا سعدان شاہ
نے سلام کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی جسوقت سعدان شاہ کرسی پر بیٹھا عجب جلالت اسکے چہرے سے
ظاہر تھی امیر نے اہل دربار سے خطاب کیا کہ ایہا الناس یہ شخص سزاوار سلطنت ہی اور فرمایا کہ ای سعدان شاہ مین
یہان نہ طمع مال و زر سے آیا تھا نہ ملک گیری کو آیا تھا فقط سیر و شکار کو نکل آیا تھا تو نے مجھسے ناحق لڑنے کو آیا آخر ثمرہ اسکا
دیکھا تو نے اُسنے جو یہ کلام سنے پشیمان ہوا اور عرض کیا کہ ای شاہ جہانگیر آپ ایک عالم پر غالب آئے ہین دیو پری جن و
انس سب آپ کے مطیع و منقاد ہین مین برگشتہ بخت تھا کہ آپ سے لڑکر ذلیل و خوار ہوا اب آنکھ میری حضور سے چار
نہین ہوتی فرمایا کہ ای سعدان شاہ تو مسلمان ہو کہ ہم تجھے اپنا برادر ایمانی سمجھین عرض کیا کہ مین نے تمام ادیان
باطلہ پر لعنت کی مجھے طریقۂ دین اسلام تعلیم فرمائیے امیر نے کلمۂ طیب زبان پر جاری کیا سعدان شاہ از سر صدق
مسلمان ہوا امیر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون کو تا کہ قید سعدان شاہ کی دور کرین اُسیوقت آہنگرون نے آکر
قید کاٹی سعدان شاہ اُٹھکر امیر کشورگیر کے قدمون پر گرا امیر نے اُسے گلے سے لگایا خلعت دیا غرض بعد تھوڑی دیر کے
سعدان شاہ نے کہا ای شہریار اگر اجازت ہو تو مین اپنے شہر مین جا کر سبکو مسلمان کرون فرمایا بہت مناسب ہی
القصہ سعدان شاہ خلعت فاخرہ پہنے ہوے گھوڑے پر سوار ہو کر راہی ہوا جسوقت اپنے شہر مین آیا جو لوگ بھاگے
ہوے تھے یا چھپے ہوے تھے آئے سردار اسکے آنے کی خبر سنکر آئے اور استقبال کر کے لیگئے سعدان شاہ بارگاہ مین آیا
تخت پر بیٹھا سبھون نے پوچھا کہ آپ کی رہائی کیونکر ہوئی سعدان شاہ نے کہا کہ مین تو مسلمان ہو گیا اگر تم سبکو بھی
میرا ساتھ دینا منظور ہو تو مسلمان ہو اور اطاعت حمزۂ صاحبقران کی اختیار کرو کہ وہ شہریار عجب عالی مرتبت ہی
اور نہایت زبردست ہی کہ جسنے دیوون کو قاف مین جا کر مارا اور زیر کیا زلزلۂ قاف لقب پایا اور مذہب بھی اُس شہریار کا
ایسا ہی کہ جیسے مذہب حق دین برحق کہنا چاہیے اور بہت سی تعریف پروردگار عالم کی بیان کی کہ زنگ کفر دلسے ان لوگون
کے برطرف ہوا اور دین حق آئینہ ہو گیا سبھون نے عرض کیا کہ جو آپ کی رائے وہ ہماری رائے کیونکہ ہم آپ سے
علم و عقل مین بہتر نہین ہین کہ اپنی رائے ظاہر کرین ہمین بھی مسلمان کیجیے سعدان شاہ نے کلمہ پڑھا کر سبکو مسلمان
کیا بعد اُسکے تحائف لیکر مع لشکر خدمت امیر کشورگیر مین آیا امیر نے سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا سعدان شاہ
سامنے امیر کے آیا مجرا کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت کی سعدان شاہ سلام کر کے بیٹھا اور عرض کیا
کہ ای شہریار مین نے تمام شہر کو مسلمان کیا امیر نے فرمایا مرحبا صد مرحبا بعد اُسکے خلعت عنایت کیا سعدان شاہ
نے تحائف پیش کیے اسقدر کہ بعد بادشاہ اسلام اور صاحبقران کے تمام سردارون کو دیے بعد اُسکے دست ادب بستہ امیر سے
عرض کیا کہ اب امیدوار ہون کہ حضور شہر مین رونق افروز ہون اور جو کچھ نان خشک و آب گرم اس ذرۂ بیمقدار کو
میسر ہی اُسے قبول فرمائین فرمایا کیا مضائقہ ہی غرض سعدان شاہ اُسیوقت رخصت ہو کر شہر مین آیا اور تیاری
دعوت مین مصروف ہوا دوسرے روز امیر کشورگیر مع لشکر کثیر چلے ادھر سے سعدان شاہ سامان دعوت درست
کر کے مع لشکر واسطے استقبال امیر کے شہر سے باہر آیا اور اپنے ہمراہ لیے ہوے اہتمام کرتا ہوا شہر مین لایا تمام

خلقت شہر کی اہل اسلام کو دیکھکر نہایت محظوظ و مسرور ہوئی چار جانب سے روپیہ جواہر اشرفیان نثار ہو رہا تھا
غرض سعدان شاہ اسیطرح امیر کو لیے ہوے ایوان بادشاہی مین آیا بادشاہ اسلام کے سامنے دست بستہ
عرض کیا کہ جبتک حضور یہان فروکش ہین تخت پر بیٹھنا مجھے زیبا نہین یہ آپ ہی کیواسطے ہے بادشاہ نے عرض
اُسکی قبول کی اور سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا بعد اسکی دعوت کے امیر سعدان شاہ سے بہت
خوش ہوے بات بات پر اُسے خلعت سے سرفراز فرماتے تھے دوسرے روز سعدان شاہ نے صاحبقران سے
عرض کیا کہ ای شہریار یہان عجب عجب طرح کے عجائبات ہین اگر حضور ملاحظہ فرمائین تو مین اُس بیشہ کیطرف لیچلون
فرمایا ضرور ہم چلینگے اور دوسرے روز مع فرزندان عالیتبار و سرداران نامدار سوار ہوکر ہمراہ سعدان شاہ
کے روانہ ہوے آتے آتے ایک مقام نظر آیا کہ زمین وہان کی مروارید کی تھی تمام موتی بچھے ہوے ہین اور چمک اسطرح کی
ہے کہ نگاہ نہین قائم ہوتی اور ایک چشمہ ہے کہ پانی اُسکا نہایت صاف و شفاف ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آب مروارید سمٹکر
ایک جگہ ہو گیا ہے سعدان شاہ نے عرض کیا ای شہریار یہ پانی جو کوئی پیتا ہے مانند میخوار کے بدمست و بیہوش ہو جاتا ہے
اور بعد ایک لمحہ کے ہوش مین آتا ہے امیر نے یہ سنکر آزمائش کے لیے ایک آدمی کو پانی اُس چشمے کا پلوایا جیسا
سعدان شاہ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ جسنے پیا بدمست و بیہوش ہوکر بکنے لگا بعد تھوڑی دیر کے حالت اصلی
آگیا امیر نے فرمایا واہ سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہے سعدان شاہ نے عرض کیا کہ حضور اور تماشا دیکھیے آگے
تشریف لے چلیے صاحبقران آگے بڑھے تھوڑی دور آئے تھے کہ کچھ درخت دیکھے چھوٹے چھوٹے کہ رنگ انکا سفید
تھا پھول سرخ و سیاہ تھے پتے مانند سرخ بید کے میوہ مانند انار کے صاحبقران نے فرمایا واللہ ایسا درخت انار کا
آجتک نہین دیکھا سعدان شاہ نے عرض کیا ای شہریار اس انار کو جو کوئی کھاتا ہے روتے روتے بیہوش ہوجاتا
ہے مگر جان کا ضرر نہین ہے ساعت بھر بعد پھر ہوش مین آجاتا ہے امیر نے کئی آدمیون کو وہ انار کھلوائے وہی صورت
ہوئی جیسا کچھ سعدان شاہ سے سنا تھا فرمایا کیا شان ایزدی ہے کیا کیا چیزین خلق کی ہین وہان سے اور آگے
بڑھے ایک گھانس دیکھی کہ پتی اُسکی مانند عقد پروین کے چمکتی تھی صاحبقران نے بہت سی تعریفین کین فرمایا
کہ مین نے تمام عمر ایسی گھانس نہین دیکھی سعدان شاہ نے کہا ای شہریار رات کو یہ گھانس مانند چراغ کے روشن
ہوتی ہے اور اگر شمع یا چراغ روشن کرو تو روشنی اُسکی بالکل پھیکی معلوم ہوتی ہے جسطرح دن کو چراغ کی روشنی
بیرونق ہوتی ہے اور جو کوئی اس گھانس کو سونگھتا ہے قہقہے مار مار کر بیہوش ہوجاتا ہے لیکن جان کا خطرہ نہین ہے
بعد ایک ساعت کے ہوش آجاتا ہے صاحبقران رات کو وہین رہے دیکھا کہ شام ہوتے ہی تمام صحرا عالم نور ہو گیا
اور جسکو وہ گھانس سنگھائی وہ ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا اور پھر بعد تھوڑی دیر کے ہوش آگیا امیر نے فرمایا کیا
صنعت صناع عالم و عالمیان ہے صبح کو وہان سے آگے بڑھے سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک پہاڑ نظر آیا قریب
اُسکے گئے دیکھا کہ درمیان کوہ مین ایک سوراخ ہے اور اُس سوراخ مین سے پانی مانند فوارے کے اُچھلکر آسمان
کیطرف جاتا ہے اور وہان ابر بنکر برستا ہے اور پھر اُسی سوراخ تنگ مین چلا جاتا ہے ایک قطرہ ادھر اُدھر نہین
جاتا امیر نے اور سرداران امیر نے ہر چند تفحص کیا مگر معلوم نہوا کہ پانی کہان سے آتا ہے اور کہان غائب ہوجاتا ہے
فرمایا یہ طلسم قدرت کا ہے غرض تین روز وہین رہے عجائبات دیکھا کیے سعدان شاہ کو خلعت و تاج سپر و شمشیر
مرحمت فرمائی پھر شہر مین آئے مسجدون کی بنیاد ڈالی اب لشکر تیار کر کے جہازون کی آراستگی ہو رہی ہے قصد
سفر ہے کہ پردہ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اسیطرف متوجہ ہوے جب گرد شق ہوئی تو ایک بادشاہ

جمع جاہ نظر آیا کہ مال و اسباب لا انتہا اُسکے ساتھ تھا دیکھا کہ اسیطرف چلا آتا ہی امیر نے خیال کیا کہ یہ اگر لڑنے کو آتا تو
اسقدر اسباب کیون ساتھ لاتا اسے آنے دینا چاہیے اس اثنا مین وہ بادشاہ سامنے آیا امیر اور بادشاہ اسلام
کو مجرا کیا نذر گذرانی قدمبوس ہوا اور عرض کیا کہ دین اسلام مجھے تعلیم کیجیے امیر نے کلمہ ارشاد فرمایا اور شرع
دین محمدی سے آگاہ کیا وہ از سر صدق و صفا مسلمان ہوا اور بہت سے تحفے اپنے دیار کے پیشکش کیے اور تمام
سردارون اور سپاہ امیر کو اسقدر لعل و جواہر تقسیم کیا کہ بیان سے باہر ہی کوئی ادنی اعلی باقی نہ رہا تھا کہ جسکو اسنے
نہ دیا ہو امیر نہایت خوش ہوے فرمایا کہ اپنے نام سے ہمین آگاہ کر اُسنے عرض کیا کہ نام غلام کا مریخ شاہ ہی
مدت سے مشتاق قدمبوسی تھا الحمد للہ کہ آج آرزوے دلی پوری ہوئی حضور کی زیارت سے آنکھین روشن ہوئین
امیر نے جو فصاحت و بلاغت اُسکی سنی اور زیادہ مسرور ہوے اور اُسکی رنگین بیانی کی تعریف کی اور فرمایا
ای مریخ شاہ مین اور تمام لشکر میرا تیرا ممنون و مشکور ہی تو نے سب پر احسان کیا ہی مگر تو بھی ہمسے اپنی حاجت
بیان کر کہ مشکل تیری بحکم خدا آسان کرین عرض کیا ای شہریار اسیواسطے غلام حاضر ہوا ہی مین عجب عذاب
الیم مین گرفتار ہون نہ مجھسے کچھ ہو سکتا ہی نہ سپاہ سے کام نکلتا ہی مجھے عجب مشکل ہی فرمایا کہ جلد بیان کر اُسنے اُسنے
عرض کیا ای شہریار دریا سے ایک دیو نکلتا ہی کوئی ہزار نو سو گز کا اُسکا قد ہی دو سینگ سر پر مثل دو مینارون کے
ہین آنکھین مثل طاس خون کے سرخ ہین چنگال مانند شیر کے ہین مگر اتنا بڑا چنگل ہی کہ کئی ہاتھی اُسمین آسکتے ہین
منخوت اُسکے مانند اژدہا سے دہان شعلہ آتشین نکلتے ہین جسوقت وہ دیو دریا سے نکلتا ہی اور شہر مین آتا ہی آدمی
جانور جو ذی حیات سامنے اُسکے آجاتا ہی لقمہ ہو جاتا ہی وہ دیو جہانتک آدمی کھاے جاتے ہین کھا جاتا ہی باقی
دونون چنگلون مین سو سو آدمی دبا لیجاتا ہی لوگ اُسکے ڈر سے تہخانون مین رہنے لگے ہین نقب کے راستے سے باہر نکلتے
ہین اگر دروازہ قلعہ کا بند کر لیتے ہین تو وہ اُڑکر آسمان پر سے آتا ہی جب گولے مارتے ہین وہ اور اونچا ہو جاتا ہی
فرض کر دم اگر ایک آدھ گولہ اُسپر پڑ بھی جاتا ہی تو اثر نہین کرتا غرض اُسکے ہاتھ سے خلقت تباہ و برباد ہی اگر کوئی
کشتی پر سوار ہوتا ہی تو وہ کشتی کو غرق کر دیتا ہی آدمیون کو کھا جاتا ہی ای شہریار شہر اپنا چھوڑا نہین جاتا اُسکے
ہاتھ سے سخت عاجز و پریشان ہین ہزارہا بندگان خدا کا روز خون ہوتا ہی یہ جو سنا کہ حضور اسیطرف تشریف
لاے ہین اور دیوکش ہین اور فریادرس ہین لہذا حاضر ہوا ہون کہ مشکل میری حل کیجیے فرمایا ای مریخ شاہ
پہلے ہم اُس دیو کو مار کر شہر تمھارا پاک کر دینگے تو آگے بڑھینگے چلو ہم تمھارے ساتھ ہین یہ سنکر چند سردار اور خواجہ
عمرو کو ساتھ لیا سب لشکر کو مع بادشاہ اسلام وہین چھوڑا اور ساتھ مریخ شاہ کے روانہ ہوے وہ بھا جون
کو شہر مریخیہ مین لایا پہلے دعوت کی دوسرے دن امیر نے فرمایا ای مریخ شاہ اب مجھے اُس ساحل کا پتا بتا دے
جہان وہ بحر ضلالت رہتا ہی مریخ شاہ ہمراہ امیر کشورگیر کے لب ساحل آیا اور کشتیان طلب کین جب وہ کشتیان
آئین امیر اور مریخ شاہ دونون سوار ہوے ہرچند امیر نے منع کیا لیکن مریخ شاہ نے نہ مانا عرض کیا ای شہریار
میری جان آپ کے دم کے ساتھ ہی اگر خدانخواستہ کوئی اُفتاد پڑے تو پہلے مجھپر پڑے یہ نہو کہ میری وجہ سے آپ
گرفتار بلا ہون اور مین بچ جاؤن تو آپ کے لشکر کو اور بادشاہ اسلام کو کیا منھ دکھاؤن امیر نے فرمایا کہ انشاء اللہ
اُس دیو کو مارونگا تم کیون ہراسان ہو غرض کشتیان ملاح کھیتے چلے جاتے ہین امیر سیر دریا مین مصروف
ہین مریخ شاہ سے دمبدم استفسار کرتے جاتے ہین کہ وہ دیو کس مقام سے نکلتا ہی مریخ شاہ کہتا آتا ہی کہ
وہ مقام قریب ہی کہ ایک مرتبہ دریا مین تلاطم ہوا اور آواز نعرہ کی بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہو گئے دریا شق ہوا

اور ایک دیو مانند کوہ کے نکلا اور منہ کھولکر کشتی کیطرف چلا کہ کشتی کو نگل جاے بس یہ دیکھتے ہی صاحبقران اور
سرداران صاحبقران نے تیر بحر کمان مین پیوستہ کیے چاہتے تھے کہ مارین دیو سیانا تھا غوطہ مار گیا مگر اُس تلاطم مین کشتیان
منتشر ہوگئین بعد ایک ساعت کے اُس دیو نے قریب ایک کشتی کے سر نکالا مگر وہ کشتی نہ مریخ شاہ کی تھی نہ امیر کشور گیر کی
تھی بیرونی آدمی اُسپر بیٹھے ہوے تھے کہ جنکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا دیو نے کشتی کو اُلٹ دیا تمام آدمی غرق ہوگئے ایک قیامت
برپا ہوئی دیو پھر دریا مین غوطہ مار گیا امیر نے نعرہ کیا کہ او نامرد کہان جاتا ہے دیو پھر نکلا لوگ چلائے خداوندا بچانا ابھی
ایک کشتی ہاتھ سے اُس موذی کے ڈوب چکی ہے دیو قریب کشتی امیر کے آیا ہاتھ بڑھا کر چاہتا ہے کہ کشتی اُلٹے امیر نے
ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا دیو نے چاہا پہلے اس آدم زاد کو کھینچکر منہ مین رکھ لون ادھر دیو نے کھینچا اُدھر امیر نے زور کیا
ادھر کشتی بیٹھنے لگی امیر نے دیکھا کہ کشتی مفت ڈوب جائیگی اپنا لنگر ہلکا کر کے جست کی کہ دیو کے شانے پر جا بیٹھے دیو نے
چاہا امیر کو لیکر بیٹھ جاے امیر نے لنگر مارا کہ دیو سمیت غرق دریا ہوے دیو گھبرا گیا کہ یہ آدم زاد بلا کا ہے یون اس سے
جان نہ بچیگی اسے لیکر اُڑنا چاہیے اور آسمان پر سے پھینکنا چاہیے کہ ہڈیان اسکی چور چور ہو جائین یہ خیال کر کے دریا سے
نکلکر اُڑا امیر نے لنگر ہلکا کر دیا دیو امیر کو لیکر بہت اونچا ہو گیا مریخ شاہ دیکھ رہا ہے تمام سرداران امیر کی یہ حالت
ہے کہ نگاہ آسمان سے لڑی ہوئی ہے اور تعجب کر رہے ہین کہ امیر کا لنگر یہ دیو اسطرح توڑ لیگیا کہ یکایک اُس دیو نے
چاہا کہ امیر کو پھینکے صاحبقران نے بغلون مین سے ہاتھ نکالکر ہفتے گانٹھ لیے اور پشت پر قائم ہو کر لنگر مارا کہ دیو
سمیت زمین پر آرہے دیو غصے مین عاجز آکر کشتی لڑنے لگا امیر نے گھڑی بھر مین لنگر اُسکا توڑا اور چت کیا
چڑھکر چھاتی پر گلا اُسکا گھونٹ کر مار ڈالا اور سر دھڑ سے کھینچ کر سامنے مریخ شاہ کے ڈالدیا جسم ناپاک
اُسکا دریا مین پھینک دیا مریخ شاہ قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ یہ حضور ہی کیواسطے
بات ہے کہ ایسے دیو کو یون مارا اب غلام امیدوار ہے کہ حضور دو ہفتے اور غلام کے شہر مین رونق افروز رہین
دربند مریخیہ کو چلکر اپنے قدم سے منور و ممتاز فرمائین امیر عالی شان نے پہلے تو تامل فرمایا بعد اسکے کہا کہ اچھا
کیا مضائقہ ہے جبتک لشکر ہمارا آئے ہم تمہارے جزیرے مین مقیم ہین اور ہرکارون کو روانہ کیا کہ جاکر بادشاہ
اسلام اور سعدان شاہ سے کہو کہ ہم مریخ شاہ کے یہان مہمان ہین آپ بھی یہین تشریف لائیے کہ اسی طرف سے
ملک فرعونیہ کو روانہ ہونگے ہرکارے تو حکم سنکر اُدھر روانہ ہوے امیر کشور گیر مریخ شاہ کے ساتھ دربند مریخیہ
مین داخل ہوے سیر کرتے ہوے ایوان شاہی مین آے مریخ شاہ نے نہایت دھوم سے دعوت کی سب
اہل شہر آکر تصدق ہوے اور از سر صدق مسلمان ہوے صاحبقران نے مریخ شاہ سے کہا کہ بتخانے تڑوا ڈالو اور
مسجدین بنواؤ اُسی وقت سے بتخانے توڑے جانے لگے اور مسجدون کی بنا پڑنے لگی مسجد جامع چھٹے روز تیار ہوگئی
اُسمین صاحبقران نے نماز جماعت پڑھائی ساتوین دن امیر اور مریخ شاہ شہر سے نکلکر واسطے شکار کے چلے
تھے اسامنے سے یتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے خبر کے لیے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے آکر عرض کیا کہ لشکر اسلام
آتا ہے جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا تو لشکر چلا آتا ہے امیر کشور گیر مع مریخ شاہ آگے بڑھے بادشاہ اسلام
کا استقبال کر کے شہر مین لاے مریخ شاہ نے بادشاہ اسلام کی مع لشکر دعوت کی بادشاہ نے ایسی
پارچے کا ایسا بھاری خلعت عطا کیا کہ اُس سے اُٹھ نہ سکتا تھا بعد اسکے امیر نے سامان سفر مہیا کیا غلہ اور میوہ
بہت سا بھر لیا مریخ شاہ کو چلتے وقت امیر نے ایک اور خلعت عنایت کیا سعدان شاہ کو اُسکے شہر کیطرف
رخصت کیا آپ مع لشکر اور سردارون کے جہازون پر سوار ہو کر تعاقب مین زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوے

جاسوسون کو واسطے خبر کے آگے روانہ کیا کہ جلد خبر لاؤ وہ ملعون اس عرصے مین کہان پوشیدہ ہوا اور آپ ایک
پر تکلف کشتی پر بیٹھ کر سیر کرتے ہوئے روانہ ہوئے ایک روز امیر نے ملاحون کو دیکھا کہ نہایت مضطرب ہین پوچھا
کہ باعث تمہارے اضطراب کا کیا ہی ملاحون نے عرض کیا ای شہریار اس نواح مین کنارے دریا کے ایک مقام
ہی کہ لوگ وہان کے نہایت زبردست و خونخوار ہین سر انکے مانند چیتے کے منہ مثل فیل بدمست کے پنجے مثل شیر کے
ناخن خرس کے سے ہین غذا انکی فقط درختون کے پھل ہین اور کوئی چیز نہین کھاتے دریا کے کنارے کھڑے رہتے
ہین جب کوئی کشتی یا جہاز اسطرف نکل آتا ہی سب ملکر دریا مین کود پڑتے ہین اور لوگون کو پکڑ لیجاتے ہین اور چیر
پھاڑ کر خشک کر کے رکھ چھوڑتے ہین اور تحفہ جان کر تھوڑا تھوڑا کھاتے ہین انکے خوف سے کوئی اس راہ سے
نہین گذرتا ہم رات کو غافل ہوکر ادھر نکل آئے امیر نے ملاحون سے ارشاد کیا تم ہرگز اضطراب نہ کرو اگر چاہا
پروردگار عالم نے تو مین روے زمین پر جو دام حرامی دیو شیاطین جتنی بلائین ہین سب کو دفع کرونگا اور جبتک
جسم مین جان ہی راہ خدا مین جہاد کرونگا اور حکم کیا کہ جلد کشتیان اسیطرف لیچلو غرض چوتھے روز سواد شہر معلوم
ہوا دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم اور بلند سر بفلک کشیدہ ہی اور دروازے پر ان لوگون کا ہجوم ہی قضاے کار
دو شخص اس قوم کے قلعے سے سیر کیواسطے آئے تھے گذر انکا دریا کیطرف ہوا جیسے ہی اس لشکر کو دیکھا شور و غل
مچاتے ہوئے اپنے شہر کیجانب روانہ ہوئے سب کو جاکر اطلاع کی بس یہ سنتے ہی وہ سب جوش ہو کر مسلح و مکمل
شہر سے باہر آئے اور حلقہ باندھکر کھڑے ہوئے لشکر کو دیکھنے لگے کہ فرسخ در فرسخ فوج اتری ہوئی ہی حوصلہ نہ پڑا
کہ لشکر پر آئین یا کسیکو ایذا پہونچائین مگر حمزہ صاحبقران نے جو انکو دیکھا کہ حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہین
فرمایا کہ ایک کو ان لوگون مین سے بلا لو کچھ آدمی لشکر امیر سے بڑھکر پکارے کہ تم مین سے ایک شخص کو ہمارا آقا
بلاتا ہی کچھ کہنا ہی انہین سے ایک پلنگ سر کہ نہایت زبردست و جری تھا سامنے امیر با توقیر کے آیا سلام کیا
امیر نے استفسار کیا کہ حاکم تمہارا کہان ہی اسنے جواب دیا کہ بادشاہ ہمارا ابھی تک قلعے سے باہر نہین آیا ہی جسوقت
قلعے سے نکلیگا اسوقت دیکھنا کہ کیسا ہی اور کسقدر لشکر اسکے ساتھ ہی امیر نے فرمایا کہ تم جاکر اپنے بادشاہ سے
کہو کہ ایک پہلوان نامور کہ ہاتھ سے اسکے بہت سے شاہان شہ زور اور کفار جہنم واصل ہوئے ہین اب اسکا
گذر ادھر ہوا ہی چاہتا ہی کہ تمکو بھی دیکھے اسنے عرض کیا کہ مین اسیطرح جاکر کہونگا اور وہان سے روانہ ہو سب
ساتھ والون سے آکر بیان کیا پھر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا دوسرے روز بادشاہ پاس پہونچا نام بادشاہ
کا خسرو پلنگ سر ہی اس سے تمام حال بیان کیا خسرو نے جو حال امیر با توقیر کا سنا مانند مار سر و دم بریدہ کے بل
کھایا اور حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہو اور شنگی کو سردار لشکر کر کے آگے بھیجا دوسرے روز آپ بھی کوچ کر کے
روانہ ہوا القصہ مقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کر کے اترا خسرو پلنگ سر تخت پر آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب
گردش مین آیا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل ان سبکو نہ مار کر کھایا ہوگا تو نام اپنا خسرو پلنگ سر
نہ رکھا ہوگا قدرت فرعون شاد کی یہ لوگ کہ جنکو ہم پکڑ کر کھاتے ہین وہ ہمارے مقابلے کو آئین اور ہمین ڈرائین
دھمکائین کچھ لوگون نے دست بستہ عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ لوگ زبردست روزگار ہین آپ نہین جانتے الغرض
نقارہ رزمی گڑگڑایا گویا ابر جوش مین آکر گرجنے لگا ہرکارے خبر لیکر لشکر امیر مین آئے اور عرض کیا کہ
پلنگ سرون نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے
طبل جنگی القصہ دونون طرف رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح ہوتے ستارے مانند چراغ صبح کے

جھلملا کر غایب ہونے لگے باد سحر چلنے لگی اشجار جھومنے لگے مرغان وحشت دور تعریف پروردگار عالم مین مصروف
ہوے امیر کشورگیر فریضہ سحری ادا کر کے اشقر پر سوار ہو کر مع فوج میدان قتال مین صف آرا ہوے ادہر
خسرو شاہ تخت پر بیٹھا ہوا شیر کنکی آگے آگے مرکب پر سوار پشت پر فوج پلنگ سرون کی لیے ہوے مقابل لشکر
ظفر پیکر امیر صف آرا ہوا جب دونون طرف صف بندی ہو چکی نقیب نہیب دے کر چلے گئے لشکر پلنگ سرون
مین سے شیر کنکی نے مرکب کو نکالا سامنے تخت خسرو شاہ کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی خسرو شاہ نے
اسے گلے سے لگایا اور کہا کہ جاؤ حوالہ کیا خداوند فرعون کے وہی تمھارا نگہبان ہی شیر کنکی بار دیگر مرکب
پر سوار ہو کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ ای لشکر خداپرستان وای گروہ مسلمانان ہی کوئی تم مین سے
ایسا کہ میرے مقابلے کو آے پوری بات منھ سے نہ نکلی تھی کہ شاہزادہ سلطان سعد نبیرۂ صاحبقران
پسر عمرو بن حمزہ مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا پیادہ ہوا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا
کہ سپرد کیا پروردگار عالم کے کہ وہ حافظ حقیقی ہی اور جام کلاہ عفریت عنایت کیا شاہزادہ جام پی کر مست
بادۂ شجاعت ہو کر مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان قتال ہوا شیر کنکی سلطان سعد کو آتے دیکھکر لگا ورزن
ہوا مرکب اسکا چند قدم پسپا ہوا اور گھوڑا شہزادے کا کوئی دو تین قدم پیچھے ہٹا شیر کنکی نے پوچھا کہ نام آپکا
کیا ہی فرمایا مجھے سلطان سعد نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کہتے ہین وہ بولا ای خداپرستو تم ہمسے ڈرتے نہین جو
ہمارے مقابلے کو آے ہو شاہزادہ پکارا او نابکار ہم زمانے مین کسی سے نہین ڈرتے سواے پروردگار عالم کے
یا بزرگان دین کے تیری کیا حقیقت ہی بس یہ سنکر وہ آگ ہو گیا اور نیزہ اٹھا کر مارا شاہزادے نے نیزے پر
روکا لگی نیزہ بازی ہونے غرض چند طعنون مین شاہزادے نے نیزہ شیر کنکی کا ہوائی کیا اسنے تلوار ماری شاہزادہ
نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ شیر کنکی مارا گیا شاہزادے نے مبارز
طلب کیا عفریت پلنگ سر اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا غضب کیا تونے کہ اتنے بڑے زبردست کو مار ڈالا
کیا تو جادوگر ہی شاہزادے نے فرمایا مین ہرگز جادوگر نہین ہون لیکن زورآور ہون مین نے مارا اسنے
کہا اچھا اگر تو زورآور ہی تو مجھسے کشتی لڑ شاہزادے نے کہا بہتر اسنے کہا گھوڑے سے اتر پے سپر تلوار رکھکر
آئیے یہ سیدھے سادے مرکب سے کود کر تلوار ڈھال ہاتھ سے رکھکر عفریت کیطرف دوڑے وہ بھی مرکب سے
کودا لیکن تیغ بکف شاہزادے پر دوڑا اور آتے ہی تلوار ماری شاہزادے نے دیکھا کہ اسنے دغا کی بس آتی
تلوار کو خیال مین کر کے تھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی مڑ کر ہاتھ تلوار چھین کر پھینک دی اور فرمایا او دغاباز
یہ کیا حرکت نامردانہ تھی عفریت پلنگ سر لپٹ پڑا لگی کشتی ہونے جب اسنے دیکھا کہ مین کسی طرح سے
غالب نہ آؤنگا کاٹنے لگا دو تین چٹکیان مارین سلطان سعد کو غصہ آیا بس اسی طیش مین جو گھونسا منھ پر
مارا پس پشت منھ اسکا پھر گیا اور تڑپ کر مر گیا شاہزادہ بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور پھر مبارز طلب کیا اور کہا
معلوم ہوا تم لوگ دغاباز بھی ہو یہ سنکر اور ایک پلنگ سر کہ نام اسکا ابہیس پلنگ سر تھا یہ بھائی ہی
عفریت پلنگ سر کا خسرو پلنگ سر سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا او مردم سیاہ سر سفید دندان
غضب کیا تونے کہ دو بہادرون کو مارا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر ارۂ پشت نہنگ مارا شاہزادے
نے آتے اسپر تلوار ماری کہ ارے کے دو ٹکڑے ہوے اسنے ٹکڑا ارے کا ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار کھینچکر
ماری سلطان سعد نے آتی تلوار خیال مین رکھی جب تلوار قریب آئی دھار بچا کر ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور زور کر

ہاتھ تلوار چھین لی ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر طرف آسمان کے
اچھال دیا گرتے وقت چون رنگ ہوائی کا تھا غرض اسیطرح شام تک سترہ پلنگ سرون کو مار کر واصل جہنم کیا
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خسرو پلنگ سر نہایت متردد داخل بارگاہ ہوا دربار جمع ہوا
اسنے خطاب کیا اہل دربار سے کہ یہ لوگ نہایت زبردست معلوم ہوتے ہین انپر فتحیاب ہونا مشکل ہی یہ سنکر
آہو نہنگ بازیگر اپنے دل کی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور دست ادب لبستہ خسرو شاہ سے کہا کہ کل مین سامنا کرونگا
آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے خسرو شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے
کی گئی جب یہ خبر امیر کشور گیر کو ہوئی کہ پلنگ سرون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہی ہمارے یہان
بھی کوس حرب بجے القصہ چار پہر رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ
ہوئین نقیب نہیب دینے لگے کہ کون الیسا مرد بہادر ہی کہ نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے اور افسانہ رستم
وسہراب کا مٹا دے یہ سنا تھا کہ آہو نہنگ بازیگر نے پودا بانگ کا لیا سامنے تخت خسرو شاہ کے آیا اجازت
میدان چاہی اُسنے کہا کہ جاؤ سپرد کیا ہی خدا وند فرعون کو آہو نہنگ سلام کرکے بار دیگر مرکب پر سوار ہوکر
میدان مین آیا لیکن صورت اسکی یہ ہی کہ سر تو پلنگ کا ہی اور مُنھ اور کان مثل فیل کے ہین آکر غرایا اور مبارز
طلب ہوا سلطان سعد بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا آہو نہنگ بولا کہ ای خدا پرست کیا نام ہی
تیرا جواب دیا کہ نام میرا سلطان سعد ہی بوتا ہون امیر کشور گیر کا اُسنے کہا کہ کل تو نے شیر کنگی سے جوان کو
کیونکر مارا فرمایا کہ بزور شمشیر بس یہ سنکر آگ ہو گیا پکارا کہ آج مین تجھے بزور شمشیر مارونگا شاہزادہ یہ سنکر
ہنسا اور فرمایا کہ مین نے تجھ ایسے کلب بہت سے جہنم واصل کیے ہین مین تیرے اس زور شور کو نہین مانتے کا
اور نام تیرا کیا ہی اسنے جواب دیا کہ مجھے آہو نہنگ بازیگر کہتے ہین قوم پلنگ سر سے ہون صورت چیتے کی ہی
اور خصلت شیر کی رکھتا ہون سلطان سعد نے کہا بس لاف و گزاف کرنے سے کیا حاصل شعر زبان بر کش
تیغ را کش غلاف ٭ کہ جاے سخن نیست دشت مصاف ٭ جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا شعر بیار انچہ داری زمردی نشان ٭
کمان کیانی و گرز گران ٭ بس یہ سنتے ہی اُسنے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کھینچکر تلوار سر بنا کر ہاتھ بھر کے مارا اور پکارا
کہ یہ طمانچہ ہی قضا کا سلطان سعد نے سپر سر کی طرف بلند کی تھی جیسے ہی دیکھا کہ حریف نے دھوکا دیا ہی بس
جلدی سے دہنے ہاتھ مین تلوار تھی پشت شمشیر پر وار اُسکا روکا اور ہاتھ تلوار کا مار کر کہا کہ وہ تھا دیکھ یہ طمانچہ
ہی قضا کا تلوار جو پڑتی ہی اسطرف سے گوش مع سر قلم کرکے دوسرے کان اور عارض اور بینی کو کاٹ کر
صاف نکل گئی آہو نہنگ بازیگر مارا ایک بھائی نے اُسکے جو یہ حال دیکھا گریبان پھاڑا اور با شمشیر برہنہ دوڑا
برابر سعد کے آکر تلوار ماری شاہزادے نے تلوار اُسکی رد کرکے اب جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے
ہوئے شاہزادے نے مبارز طلب کیا ارژنگ پلنگ سر اجازت لیکر میدان مین آیا لگا ورزن ہوا بعد از
گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی سعد نے نیزہ ارژنگ کا ہوائی کیا اُسنے غصے مین آکر گرز مارا شاہزادے نے
کلہ عمود پر ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے دونون جوان کود کر مرکبون سے
مصروف کشتی ہوئے سلطان سعد نے گھڑی بھر مین ارژنگ کو دے مارا اور چیر کر پھینک دیا گیرنگ پلنگ سر
آیا وہ بھی مارا گیا القصہ تین پہر مین تینتیس پلنگ سر واصل جہنم ہوئے خسرو پلنگ سر نے جو یہ حال دیکھا حکم
دیا فوج کو کہ مار لو اس خدا پرست کو جانے نہ پائے غضب کیا اسنے کہ کل سے آج تک ایسے ایسے سردار مارے بس

تمام پلنگ سر بکٹ پکڑ کر حربے دوڑ پڑے ادھر سے سلطان سعد نے بھی قتل پر اُن کفار کے کمر باندھی تلوار چلنے لگی
امیر کشور گیر نے یہ حال جو دیکھا کہ تمام پلنگ سر شاہزادے پر آ پڑے ہیں بس اشارہ کیا غازیان دیندار کو وہ سب
تیغ بکف آ پڑے اگی تلوار چلنے خون کی ندیاں بہنے لگیں جسمیں سر مانند حباب معلوم ہوتے تھے اور دست و پا کٹ کٹ
جو گرے تھے مانند ماہی بے آب دریائے خون میں تڑپ رہے تھے طوفان آب تیغ برپا تھا غرض عین گرمی جنگ میں
سلطان سعد سے اور قاہر شیر گیر سے سامنا ہوا قاہر نے تلوار ماری سعد نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر بند
پکڑ کر قاش زین سے اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مار گھوڑے سے کود کر مشکیں باندھ عیار کے سپرد کیا اور
اب پھر عازم قتال ہوا اُدھر علمشاہ رومی لڑتا ہوا خسرو پلنگ سر پاس پہونچا اُسنے تلوار ماری علمشاہ نے
تھپکی دی کہ تیغ پٹ پڑی ہاتھ قبضے پر ڈالکر مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر میں ہاتھ اُٹھا لیا غرض تا شام
لڑائی رہی آخر فوج بے سردار شکست کھا کر بھاگی امیر با فتح و فیروزی میدان سے پھرے قاہر اور خسرو شاہ کو
زندان خانے میں بھجوا دیا آپ خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو بارگاہ میں تشریف لائے اور حکم کیا کہ لاؤ خسرو پلنگ سر
اور قاہر شیر گیر کو داروغہ زندانخانہ اُسیوقت دونوں قیدیوں کو لیکر حاضر ہوا خسرو اور قاہر نے بطریق
فرعون بے ستان سلام کیا جواب سلام کسی نے نہ دیا مگر امیر با توقیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی اور فرمایا کہ ای خسرو شاہ
اگر تو مسلمان ہو جاوے تو میں تیری بادشاہی پھر تجھکو دیدوں نہیں تو مارا جائیگا اور چند کلمے مذمت کفر میں بیان
کیے اور بہت کچھ تعریف پروردگار عالم کی بس خسرو شاہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ جبتک
جیتا ہوں غلام ہوں امیر نہایت خوش ہوے اور تاج و تخت اُسے بخشا اور ایک خلعت بہت بھاری عنایت
کیا خسرو شاہ امیر سے رخصت ہو کر اپنے شہر میں گیا سکہ مسلمان کیا بعد اُسکے امیر کو شہر میں لیگیا دعوت و
ضیافت کی امیر نے سکہ و خطبہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری کروایا بتخانے تڑوائے مسجدیں بنوائیں
بعد آٹھ روز کے سامان سفر مہیا کر کے خسرو شاہ سے رخصت ہو کر جہازوں پر مع لشکر کثیر سوار ہو کر تعاقب
میں زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوے کوچ بہ کوچ چلے آتے ہیں کہ ایک جزیرۂ سبز و خرم میں پہونچے کشتیاں
کنارے پر قائم ہوئیں لب ساحل خیمے میں برپا ہوے اُسدن تو استراحت کی دوسرے روز سے مصروف
سیر و شکار رہے ساتویں روز چاہا کہ کشتیوں پر سوار ہوں کہ ایک شور و غل کشتیوں کیطرف سے پیدا ہوا
صاحبقران نے کہا جلد خبر لاؤ کہ یہ غلغلہ کیسا ہی ملاحوں نے آکر سلام کیا اور دست ادب بستہ عرض کیا کہ ای
شہریار ہم راہ راست گم کر کے اسطرف آئے تھے یہاں سے قریب جزیرہ ہی شتر سروں کا کہ دہشت سے اُنکی
انسان کی تو کیا حقیقت جانوران درندہ تک رات کو نہیں رہتے اُنھیں کے خوف سے یاجوج و ماجوج نے سد باندھی
ہی اور بادشاہ اُن سبھوں کا سپہدار شتر سر نام ہی اگر ارشاد ہو تو اس راہ سے جلد پھر چلیں کیونکہ ابھی اُنھیں خبر
نہیں ہوئی ہی کہیں ایسا نہ ہو کہ لشکر کو آسیب پہونچے اور وہ آجائیں اور تعاقب کریں یہ جو صاحبقران نے
سنا فرمایا کہ ای ناخدا تو مرد عاقل ہی تجھکو زیبا نہیں ہی کہ یہ کلمہ کہے جب تمام شیر سروں اور فیل سروں و پلنگ سروں
کو زیر کیا تو انکی کیا حقیقت کہ میرے لشکر کو آزار پہونچا سکینگے اگر چاہا خالق عالم نے تو سب شتر سروں کو مار ڈالونگا یا
مسلمان کرونگا یہی گفتگو تھی کہ غل اُٹھا اور خاک اڑی دیکھا کہ شتر سر دریائے آہن میں غوطہ مارے ہوے قوی بازو
قوی ہیکل مانند دیووں کے آ پہونچے لشکر اسلام نے جو اُنکو اس ہیئت سے دیکھا جلد صف باندھ کر کھڑے ہوے
اور اُنکو دیکھ دیکھ کہتے ہیں کہ کیا قدرت ہی پروردگار عالم کی کہ اُسنے کیا کیا شکلیں پیدا کی ہیں اُدھر شتر سر قریب پہونچکر

صف باندھکر کھڑے ہوے لیکن لشکر اسقدر کثیر تھا کہ اُنکی ہمت نہ پڑی آپس مین صلاح کی کہ سو سو دو دو سو ہمکو
مار لیجائینگے اور بھون بھون کر کھائینگے اور اگر جا پڑینگے تو کچھ بنائے نہ بنیگی یہ خیال کر کے ایک شتر سر فیل مست
پر سوار گرز آہنی لیے ہوے نہایت زبردست کہ نام اُسکا جمال شتر سر گرز زن تھا بادشاہ سے اپنے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای گروہ خدا پرستان ہی تم مین سے کوئی ایسا مرد زبردست و بہادر کہ میرے مقابلہ
کو آئے اور ضرب گرز سے سلامت بچکر جاے بس یہ سنتا تھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان
خونریز خاوری مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اُتر کر سلام کیا اجازت میدان چاہی فرمایا
کہ سپرد کیا پروردگار عالم کو وہی تمھارا حافظ و معین ہی اور جام کلہ عفریت عنایت کیا شاہزادہ جام پی کر یار دگر
مرکب پر سوار ہو کر گھوڑے کو چمکا کر سامنے اُس شتر سر کے آیا نگاہ اُس شتر سر پر پڑی عجب ہیئت دیکھی کہ سر تو
شتر کا اور جسم فیل کا دانت مانند گراز کے نکلے ہوے گردن دراز منہ سیاہ دل مین کہا کہ یہ آدمی تو کاہیکو ہی قسم
دیو سے معلوم ہوتا ہی کیونکہ یہ قوت انھین مین خدا نے دی ہی جیسی چاہین شکل بنالین ادھر اُس شتر سر نے جو
قاسم کو دیکھا کہ مانند آفتاب کے چہرہ روشن ہی پوچھا کہ تو کون ہی اور سردار لشکر سے کیا علاقہ رکھتا ہی فرمایا
کہ مین پوتا ہون حمزہ صاحبقران کا بیٹا ہون شاہزادہ علمشاہ رومی کا کہ جسنے ابھی شیر سرون کو تباہ و برباد
کر دیا تھا ایک ایک میدانداری مین بیس بیس کو مارا اُسنے کہا کہ کیون اپنی جوانی برباد کرتا ہی سمجھ کر خداوند
فرعون شاہ کو اطاعت میری اختیار کر تا کہ جان تیری بچ جاے فرمایا کیا بکتا ہی او مسخرے فرعون کیا کتا ہی
اُسنے غضبناک ہو کر گرز گران سر چرخ دے کر قاسم پر مارا قاسم نے آتے گرز کو خیال مین رکھا جب گرز قریب
سر پہونچا کلہ عمود پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیا کہ گرز اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس خبردار ہو ہوشیار کہکر وہی گرز مارا
اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر گرز جو پڑتا ہی لنگر نہ رک سکا پھر ہاتھ سے چھوٹی سپر پہ گرز پڑ رہا بیٹھا کہ سپر سر مین
اور سر گردن مین گردن سینے مین سینہ پیٹ مین پیٹ کمر مین کمر کولون مین کولے ہاتھی مین ہاتھی پیوند زمین ہو گیا
ایک تتق گرد بلند ہوا قاسم نے نعرہ کیا کہ خبر لو اس حرامزادے کی اگر بھائی اسکا جمال شتر سر تبر زن دوڑ کر آیا
پانی کا چھینٹا دیا گرد مین گھس کر جو دیکھا تو ایک تھالا خون کا پایا نہ فیل کا پتا تھا نہ جمال کا نشان تھا بس یہ
دیکھتے ہی کلیجہ اسکا خون ہو گیا پکارا غضب کیا تونے کہ بھائی کو میرے مار ڈالا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے
یہ کہتا ہوا دوڑ پڑا اور آتے ہی تبر زین قاسم پر مارا قاسم نے آتی ضرب پر تیغہ بلارک افراسیابی جو مارا سر
تبرزین کا کٹکر گرا اور خالی دستہ ہاتھ مین رہگیا اُسنے دستے کو پھینک کر تیغہ کمر سے کھینچکر قاسم پر مارا قاسم نے
پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے قاسم نے پھر مبارز طلب کیا چوپان شتر سر میدان مین
آیا بعد از گفتگوے بسیار اُسنے تلوار ماری قاسم نے سپر پہ تلوار روکی اور اُسی اثنا مین کمر کا ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے
ہوے الغرض اُس روز قاسم نے پچاس شتر سرون کو مارا شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے پھر شام سے طبل جنگ بجا کیا صبح کو صفین آراستہ ہوئین گردان گرد شتر سر کہ سپہ سالار لشکر
زبردست روزگار تھا کہ اسی پر سلطنت کا شتر سرون کی بھروسا تھا میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ وہ
اجل رسیدہ کہان ہی جسنے کل پچاس بہادرون کو مارا کہ آج اُسکی قضا میرے ہاتھ ہی بدیع الزمان نے قصد
کیا کہ مین جاؤن مگر قاسم ایسے کلمے سنکر کب رکتا ہی اُڑا کر مرکب سامنے تخت بادشاہ کے آکر اجازت لیکر
میدان مین آیا لگاوٹ رزن ہوا کہ گردان گرد کو گرد برد کر دیا اُسنے کہا کہ ای جوان تو اس کوتاہ قد و قامت پر ایسا

زبردست ہی کہ ایسے بہادرون کو تونے بزور شمشیر مارا تجھکو لازم ہی کہ اطاعت میری کرین تیرا بہت مرتبہ کرونگا
اور نہین تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا قاسم نے کہا اوشترسر کیا مجال ہی تیری کہ تو مجھے قتل کر سکے اگر چاہا
پروردگار عالم نے تو اُنھین سب تیرے ہمچشمون کیطرح تجھے بھی مارونگا یہ سنکر وہ بہت برہم ہوا ورا ُلٹ نیزہ
قاسم پر مارا قاسم نے آتے ارے پر تلوار ماری کہ ارے کے دو ٹکڑے ہوئے اُسنے وہی ٹکڑا ارے کا تہو پر قاسم کے
کھینچ مارا قاسم نے خالی دیا گردان گرد شترسر مرکب سے کودکر تلوار کھینچکر دوڑا کہ گھوڑے کو قاسم کے پی کرلے
قاسم زادہ اُسکا سمجھ گیا کودکر مرکب سے تیغ بکف دوڑا اُسنے سپر تلوار ہاتھ سے رکھدی اور کہا کہ اگر قوت رکھتا ہی
تو مجھسے کشتی لڑ قاسم نے بھی تلوار ہاتھ سے ڈالدی اور جھپٹا مگر وہ مکار اب اپنے مقام سے آگے نہ بڑھا جب
قاسم قریب پہونچا تنہا پاکر اسنے اپنی تلوار اُٹھاکر قاسم پر ماری قاسم کو بھی چھتیس فن سپہ گری کے یاد ہین
پیترا بدلکر خالی دی وہ اپنے زور مین اوندھے مُنھ زمین پر جا رہا قاسم نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا اور ڈرکر
پنجہ تلوار چھین کر پھینک دی وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی قاسم نے گھڑی بھر کے عرصہ مین لنگر اُسکا توڑا اور
سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کودکر چھاتی پر دھڑ سے سر اُسکا کھینچ لیا بس یہ جو دیکھا شترسرون نے کہ سپہ سالار
مارا گیا سمجھ گئے کہ یہ بڑا زبردست ہی یون نہ مارا جائیگا بلوا کرکے اسے قتل کرو سبکے سب دوڑ پڑے ادھر سے قاسم
باردگر مرکب پر سوار ہوکر بکڑ کر بلارک افراسیابی جا پڑا قتل کرنا شروع کیا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی اشارہ کیا
غازیان دیندار کو وہ سب تیغ بکف دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی عین گرمی جنگ مین قاسم تلوارین مارتا ہوا
قریب تخت سپہدار شترسر کے پہونچا اُسنے تلوار ماری قاسم نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا
سردار کے اسیر ہوتے ہی تمام شترسر شکست کھاکر بھاگے چھ ہزار شترسر مارے گئے امیر بلفتح وفیروزی عنان
پھرے قاسم تا بارگاہ سپہدار کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے لایا سامنے امیر کے مشکین باندھکر ڈالدیا فرمایا کہ اسے
زندان خانے مین بھیجدو صبح کو دیوان کیا جائیگا اُسیوقت آہنگرون کو بلاکر اسیر غل و زنجیر کراکر قیدخانے مین
بھیجدیا دوسرے روز جب دربار معمور ہوا امیر نے فرمایا کہ لاؤ سپہدار کو اُسیوقت لاکر موجود کیا اُسنے آکر سلام
کیا اور دست لبستہ عرض کیا کہ مین نے غلامی حضور کی اختیار کی فرمایا لعنت کر فرعون پر اور کلمہ بتایا اُسنے
ہزار ہا لعنتین فرعون پر کین اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے قید اُسکی دور کراکے خلعت عنایت کیا سپہدار
امیر سے رخصت لیکر اپنے شہر مین آیا سبکو بھی مسلمان کیا اور تحفے لیکر بخدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور
عرض کیا کہ اب حضور شہر کو میرے قدوم میمنت لزوم سے منور و ممتاز فرمائین ارشاد کیا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی
اسنے جاکر دعوت کی تیاری کی بادشاہ اسلام اور امیر ذوالاحترام کو مع سرداران عالیمقام سے گیا الواع اقسام کے
طعام لذیذ کھلائے بعد اُسکے معشوقان پری جمال حور تمثال کو طلب کیا وہ مصروف رقص و غنا ہوئین صحبت
عیش و عشرت آراستہ ہوئی امیر نے فرمایا کہ سبحان اللہ اس قوم مین خدا نے ایسے حسین پیدا کیے ہین کہ مقابل
حوران بہشت کے ہین عین صحبت رقص مین سپہدار شاہ نے عرض کیا کہ حضور اگر سنین تو بندہ دف و چنگ
و رباب و موسیقار بجائے فرمایا کہ ضرور ہمکو اشتیاق پیدا ہوا سپہدار شترسر نے جو ساز بجائے سبکو محو کردیا
کبھی رُلا دیا کبھی ہنسا دیا کبھی سلا دیا کبھی جگا دیا امیر نے بہت تعریفین کین سب سردارون کی یہ کیفیت تھی
کہ سوائے واہ کے دوسری صدا منھ سے نہ نکلتی تھی عمرو نے بھی بہت سی تعریف کی اسنے سلام کیا اور کہا کہ خواجہ صاحب
یہ مجال میری نہین کہ آپکے سامنے بجا سکون مینے آپکی بہت تعریف سنی ہی اب امیدوار ہون کہ کچھ حضور بھی سنائین

اگر خلاف نہ ہو ادھر امیر نے بھی اصرار کیا عمرو نے نے بجانا شروع کی پھر جلا انکا کیا پوچھنا ہی جس راگ راگنی
کو بجایا تصویر کھینچکر دکھا دی ہر شخص کی یہ کیفیت تھی کہ سرد آہین بھر رہا تھا عجب اثر ہی عمرو کے گانے مین کہ آدمی
بے اختیار ہو جاتا ہی الغرض صبح کو صحبت برخاست ہوئی سب رات بھر کے جاگے تھے سو رہے سہ پہر کو اُٹھے
امیر نے نماز پڑھی اگر بارگاہ مین بیٹھے پھر وہی صحبت آراستہ ہوئی غرض سات دن تک یہی رنگ رہا آٹھوین روز
امیر نے قصد سفر کیا تھا سپہدار شتر سر نے عرض کیا کہ پیرو مرشد اس نواح مین ایک چشمہ ہی کہ پانی مین سے
اُسکے آگ نکلتی ہی اور جو کچھ اُسمین کپڑے کی قسم سے ڈالتے ہین جلجاتا ہی اور قریب اُسکے ایک بیشہ اور ہی اُسمین
ایک جانور ہی کہ نام اُسکا ققنس ہی اور موسیقار بھی اُسے کہتے ہین علم موسیقی کا عالم باعمل کہ بارہ سو ساعتون مین
بارہ جگہ سے راگ نکلتے ہین منقار مین اُسکی بہت سے سوراخ ہین جسمین بارہ سوراخ بڑے ہین انھین بارہ
سوراخون مین سے بارہ آوازین بعد ایک ایک ساعت کے نکلتی ہین امیر نے فرمایا ای سپہدار مین مشتاق ہون
چشمہ آتش خیز کا عمرو بولا کہ مجھے موسیقار کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہی اُسنے عرض کیا کہ چلیے امیر مع عمرو اور چند
سردارون کے اُسکے ہمراہ ہوے سپہدار شتر سر نے بھی کچھ منتخب شتر سرون کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا ساتوین
روز ایک جزیرے مین پہونچے دیکھا کہ گلستان جنت نظیر ہی اور اُسمین ایک چشمہ ہی کہ پانی اُسکا مانند گلاب کے خوشبودار
ہی سپہدار نے عرض کیا کہ یہی چشمہ آتش خیز ہی صاحبقران نے فرمایا کہ جلد ایک چادر مشک و عنبر مین بسا کر
لاؤ اور اس چشمے پر ڈالو ملازمون نے بموجب حکم چادر حاضر کی بس بمجرد چادر ڈالنے کے چشمۂ آب جوش مین آیا
اور شعلۂ آتش بھڑکا کہ وہ چادر جلکر خاک ہو گئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ طلسم ہی سپہدار نے عرض کیا
کہ ای شہریار یہ طلسم نہین ہی بلکہ طلسم قدرت اسے کہنا چاہیے امیر نے فرمایا اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہی اور
کئی آدمی جو واجب القتل تھے انھین اُس چشمے مین ڈلوا دیا وہ اُسمین خوب نہائے شناوری کی مگر عجائبات
نہ دکھائی دیے امیر نے فرمایا سچ ہی یہ آتش قدرتی ہی کہ کپڑے کی قسم کو جلا دیتی ہی اور آدمی کو ضرر نہین پہونچاتی
اور اُسکا تماشا دیکھکر بیشۂ جانوران کی طرف روانہ ہوے راہ مین سنگ خارا واقع تھا اور کژدم و خرچنگ
و عقرب و مار بے انتہا تھے اور پانی وہ شور و تلخ تھا کہ منھ پر ڈالنے سے پلکین بھوین مونچھین ڈاڑھی سب گر جائین
مگر باغ مانند گلستان ارم کے شاداب و سرسبز بے خزان دیکھا کہ انواع اقسام کے گلہاے رنگا رنگ پھولے
ہوے ہین خوشبو سے دامن گلشن بسا ہوا ہی جانوران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوے چہک رہے ہین پانی
چشمے کا وہ صاف و شفاف کہ آئینہ اُسکے آگے خجل ہوکر گرد کدورت پیدا کرے بوے خوش اُسمین سے چلی آتی ہی
عجب طرح کی خوشبو ہی کہ محسوس نہین ہوتا نہ مشک سے ملتی ہوتی ہی نہ عود سے مناسبت رکھتی ہی کل خوشبوؤن سے
علحدہ خوشبو ہی ہوا ایسی خوشگوار ہی کہ روح تازہ ہوتی ہی جب کوئی جھونکا آگیا معلوم ہوا کہ قوت روحانی
کچھ بڑھ گئی غرض امیر کشور گیر مع سرداران باتوقیر و سپہدار شتر سر و عمرو بن امیہ نامور سیر کرتے ہوے چلے
آتے ہین جہان شام ہو جاتی ہی قیام پذیر ہوتے ہین صبح کو پھر چلتے ہین کچھ میوہ تر و تازہ توڑ کر کھا لیتے ہین
اشتہا دفع ہو جاتی ہی اسیطرح تیسرے روز وہان پہونچے کہ جہان وہ مرغ موسیقار رہتا دیکھا کہ منقار مین اُسکی
ہزارون سوراخ ہین اور ہر سوراخ مین سے آواز راگ کی نکلتی ہی کہ جسکے اثر سے بعضے بیہوش ہو جاتے ہین
بعضے رونے لگتے ہین بعضے ہنسنے لگتے ہین اور ہزارہا جانور اُسکے گرد و جوار مین جمع ہین مگر خاموش بیٹھے
ہوے اُسی کی صدا سُن رہے ہین جب دوپہر ہوئی تو وہ جانور اُٹھا اور لکڑیان جنگل سے لا لاکر جمع کین اور جانور

بھی لکڑیان لالاکر جمع کرنے لگے جب بہت بڑا ڈھیر ہوگیا موسیقار اُسپر جاکر بیٹھا پہلے تو اور راگ گائے کہ سامعین
خوب روئے بعد اُسکے دیپک راگ جو گایا دفعۃً آگ لگ گئی اور اُسکی منقار سے بلکہ تن بدن سے شعلے پیدا ہونے
لگے کہ وہ جانور جلکر خاک ہوگیا صاحبقران تو اُسکے گانے کے عاشق ہوگئے تھے یہ جو دیکھا کہ جانور جلگیا
نہایت صدمہ ہوا خوب روئے سپہدار شترسر نے عرض کیا کہ شہریار آپ روتے کیون ہین فرمایا کہ یہ جانور
مثل اپنا نہ رکھتا تھا جلگیا اب ایسا جانور کہانسے آئیگا اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد حضور کچھ فکر نکرین قدرت
خدا کا تماشا دیکھین یہ جانور نہ مثل اپنا رکھتا تھا نہ اسکا جوڑا ہی اور سال بھر بعد اسیطرح جل جاتا ہی اور اُسکی
خاک مین سے انڈا نکلتا ہی اور وہ شق ہوتا ہی اور بچہ موسیقار کا پیدا ہوتا ہی اور یہ پر زمین سے نکالکر اُڑجاتا ہی اور
جسقدر بلند ہوتا ہی بڑھتا جاتا ہی یہانتک کہ غائب ہوجاتا ہی یہی باتین تھین کہ ہوائے تند چلی اور وہ راکھ اپنی
جگہ سے ہٹی اور انڈا دکھائی دیا اور آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی انڈا پھٹا اور بچہ موسیقار کا اُسمین سے نکلکر
اُڑا اور آسمان کیطرف چلا صاحبقران یہ دیکھکر متحیر ہوئے فرمایا ای سپہدار شترسر یہ پھر یہان
کب آئیگا اُسنے کہا کہ برسوین روز پوچھا کہ سال بھر کہان رہتا ہی عرض کیا کہ سنا ہی کہ روم مین رہتا ہی وہی اسکا
مسکن ہی یہان جلنے کو آتا ہی امیر یہ تماشا دیکھکر بہت مسرور ہوئے وہان سے سیر کرتے ہوئے اور بیشہ مین پہونچے
دیکھا کہ کچھ چوپائے پرند ہین اور عجب عجب شکلین اُنکی ہین کہ گاؤ کے چنگال شیر کے پاؤن اور ایک جانور کو دیکھا
کہ اُسکے ہزار ہاتھ ہین اور خرطوم فیل کی سی ہی رنگ کبود مانند آسمان کے صاف وشفاف اور جو آگے بڑھے اور
قسم کے بہت سے جانور دیکھے شکر پروردگار بجالائے کہ تونے کیا کیا تماشے اپنی قدرت کے مجھے دکھائے جب تماشے
عجائبات وہان کے دیکھ چکے تو سپہدار کے ساتھ پھر اُسکے شہر مین آئے اُسے خلعت دیا تخت و تاج بخشا اور جہاز
پر سوار ہوکر مع لشکر تعاقب مین لقائے بے لقا کے روانہ ہوئے سیر دریا کرتے ہوئے ساتوین روز ایک پہاڑ پاس
پہونچے دیکھا تو عجب پہاڑ ہی کہ پتھر مین سے درخت پیدا ہوئے ہین اور گلہائے رنگارنگ اُن مین پھولے ہوئے
ہین مقام فضا کا ہی حکم دیا کہ خیمے یہین برپا ہون کہ ہم سیر کرینگے یہانکی آب و ہوا عمدہ ہوگی کیونکہ مقام دلچسپ ہی
غرض خیمہ استادہ ہوا داخل بارگاہ ہوئے بعد دو روز کے شکار کھیلنے کو جانب صحرا روانہ ہوئے چند ہرن شکار
کیے تھے کہ ایک گورخر نظر آیا ایسا گورخر کبھی دیکھا تھا نہ سنا تھا کہ قد اُسکا برابر گھوڑے کے تھا نقش و نگار
مانند طاؤس کے اُسپر بنے ہوئے تھے امیر بہت خوش ہوئے دل مین کہا کہ اسکو زندہ پکڑ لیے اور ملک باختر کو لیچلے
کہ لوگ وہان کے دیکھکر خوش ہون اور پروردگار کو یاد کرین یہ خیال کرکے گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالا وہ بھی مانند
باد صرصر کے چلا امیر کو وہ اشتیاق ہی کہ تعاقب اُسکا کسیطرح نہین چھوڑتے تین روز بے آب و دانہ گذرے
ہین مگر برابر اُسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین چوتھے روز گورخر نظر سے غائب ہوگیا امیر اب حیران و پریشان
اُس دشت و ویران مین کھڑے ہوئے ہین نہ یار ہے نہ مددگار ہے کیا کھائین کہانسے لائین گھوڑے سے اُترکر
اُسے تو چھوڑ دیا آپ وہ مصروف چرا ہوا ایک جانب کچھ درخت میوے کے معلوم ہوئے آپ وہان گئے دیکھا کہ میوہ
نہایت تر و تازہ ہی شکر کا سجدہ بجالائے اور میوہ توڑکر کھایا کہ ذرا تسکین ہوئی اور قوت آئی قریب ایک چشمہ
تھا اُسمین سے پانی پیا پھر گھوڑے پاس آئے باگ اُسکی پکڑکر اُسے ٹہلاتے ہوئے ایک کوہ کیطرف نکل گئے بالائے
کوہ آکر دیکھا کہ ایک چشمہ ہی اُسپر ایک درخت بلند ہی اُسکے سایہ مین جاکر بیٹھے اشقر کو چھوڑ دیا وہ پھر چرنے لگا
صاحبقران ادھر اُدھر دیکھ رہے ہین کہ ایک غار عمیق نظر آیا کہ نہایت تنگ و تاریک تھا اُسے دیکھکر

خوف زدہ ہوئے کہ یہ کیا آفت ہی لیکن ملاحون سے سنا تھا کہ اس سرزمین مین غار جمشیدی ہی کہ ایسا کوئی
غار دنیا مین نہین ہی کہ ایک سو ساٹھ فرسخ کا اسکا طول ہی اور پچاس فرسخ کا عرض ہی جسوقت بسبب برگشتگی بخت
جمشید کو غرور ہوا کہ ہمچو ما دیگرے نیست لوگ سمجھے کہ اسپر ادبار آیا اُس سے متنفر ہو کر بھاگنے لگے جمشید اس
غار مین آکر رہا اور نام اسکا گلستان ارم رکھا اور تیس شہر اور دس باغ اسمین بنوائے آب و ہوا وہان کی بہت
خوش تھی اور گرد و اطراف مین چشمہای آب مصفا تھے امیر کو عقل سے معلوم ہوا کہ یہی غار جمشید ہوگا اشتیاق
ہوا کہ اسے دیکھیے اور باغون کی سیر کیجیے توکلت علی اللہ اس غار مین کود کے اور ایک طرف کو روانہ ہوئے
یہانتک کہ تاریکی سے گذرے اور ایک عمارت پاس پہونچے اشقر کو تو واسطے چرا کے چھوڑ دیا آپ اُسی عمارت
کیطرف چلے کہ اسمین چلکر بیٹھے اور سیر کیجیے کہ یکایک ایک آواز مانند رعد کے پیدا ہوئی خیال مین گذرا کہ شاید
باغبان کی یہ صدا ہی اُسیطرف دیکھ رہے تھے کہ ایک دیو مہیب سامنے سے پیدا ہوا کہ منھ اُسکا گنبد کے
کیطرح کا سر مانند ایک گنبد کے وہانہ مثل غار عمیق کے قد اُسکا ہزار گز کا از سر تا پا سفید رنگ سامنے صاحبقران
کے آیا اور نعرہ کیا کہ او خیرہ سر تو کون ہی جو اتنی بڑی جرأت کی کہ یہان چلا آیا فرمایا امیر نے کہ تو مجھسے واقف نہین
مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جہفت آسمان پری ہون حمزۂ صاحبقران میرا نام ہی اُسنے کہا ای آدم زاد تو بیہودہ
باتین کیون بناتا ہی مین تجھسے ڈرنے کا نہین تجھے ضرور کھا جاؤنگا امیر نے فرمایا اچھا جب تو مجھسے جابر ہوگا تو جو چاہنا
وہ کرنا اُسنے کہا کیا تو مجھے مار ڈالیگا فرمایا اگر تو مسلمان ہوگا تو چھوڑ دونگا نہین تو بے تامل مار ڈالونگا دیو نے کہا تو اگر
زلزلۂ قاف ہی تو باپ سے میرے واقف ہوگا کہ سیاملک سیاہ کلاہ اُسکا نام ہی جب سے وہ مسلمان ہو کر شریک
آسمان پری ہوا مین نے ملنا اُس سے چھوڑ دیا بلکہ پردۂ قاف کا رہنا چھوڑ دیا غار جمشیدی مین چلا آیا نام میرا دیو
سیماب ہی مین نہایت زبردست ہون اکثر دیو آرزو اس غار جمشیدی مین رہنے کی کرتے تھے ہاتھ سے میرے شکست
اٹھا کر بھاگ گئے تجھکو لازم ہی کہ اطاعت میری اختیار کر مین تجھے اچھی طرح رکھونگا فرمایا کیا گوہ کھاتا ہی لا جو کچھ
حربہ رکھتا ہو مین بھی تیرا زور دیکھون اُسنے برہم ہو کر کہا کہ قضا تیری آئی ہی اُسوقت امیر کشورگیر نے برہم ہو کر نعرۂ
صاحبقرانی کیا کہ دیو لرز گیا بولا کہ قد تو تیرا اتنا سا ہی مگر آواز بہت بڑی ہی لیکن مین تجھسے ڈرنے کا نہین اور
معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیری میرے ہاتھ سے آئی ہی یہ کہکر درخت شمشاد امیر پر مارا امیر نے پیترا بدلکر اُسے خالی دیا دیو
زمین کیطرف جھکا تو گرد و غبار بلند ہوا دیو نے کہا افسوس ہی کہ گوشت تیرا اکر کرا ہو گیا مین نے لطف سے نہ کھایا
جب گرد برطرف ہوئی امیر نے نعرہ کیا کہ کیا بکتا ہی کسے مارا تو نے مین تو زندہ ہون یہ کہکر دوڑے اور اُس سے
لپٹ گئے دیو بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کا عرصہ گذرا ہوگا کہ امیر نے اڑنگا لگا کر اُسے گرایا کہ وہ چارون شانے
چت گرا امیر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور زانوؤن سے دبایا فرمایا کہ مسلمان ہو نہین ابھی مار ڈالونگا اُسنے کہا
بیشک تو زلزلۂ قاف ہی مین نے اطاعت تیری اختیار کی بصدق دل مسلمان ہوا لعنت کی ابلیس پر امیر نے
اُسے چھوڑ دیا وہ قدمون پر گرا گرد پھر التصدق ہوا دعوت امیر کی کی صاحبقران نے شبکو وہین آرام فرمایا
صبح کو بیدار ہوئے نماز پڑھی دیو سیماب ہاتھ باندھے سامنے کھڑا تھا صاحبقران نے وظیفہ سے فراغت کر کے
فرمایا کہ بھئی ہم اس غار کی سیر کو آئے تھے اُسنے کہا کہ چلیے مین پھیر کر لاؤن اور اپنے کاندھے پر بٹھا کر لے اُڑا
تمام شہر اور باغ غار کے دکھائے کہ سب مکانات پتھر کے بنے ہوئے تھے اور دکانین آراستہ تھین مگر آدمی کا نام
ونشان کہین نہ تھا باغ سبز و شاداب تھے لیکن باغبان کا کہین پتا نہ معلوم ہوتا تھا فرمایا ای دیو سیماب

یہ باغ بغیر باغبان سرسبز و شاداب کیونکر رہتے ہین عرض کیا کہ شہریار نہرین پانی کی پہاڑ سے کاٹ کے لائے ہین کچھ پانی
آپسے آپ اعتدال کے ساتھ ہمیشہ چلا آتا ہی اور درخت پھولون کے جواہر نگار ہین فرمایا سبحان اللہ خالق اکبر نے
ایک بندے کو ایسی طاقت دی تھی کہ وقت اخیر مین اُسنے اسطرح کی عمارت اور باغ تعمیر کرائے اور عمارتون کا یہ
عالم تھا کہ ہر ایک مکان مین جواہر اعلی نصب تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کاریگر بنا کے گئے ہین نگاہ قائم نہین ہوتی
فرش اُسیطرح آراستہ ہی کیا مجال جو کہین پر شکن ہو امیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ بھئی یہ فرش کیونکر ہمیشہ آراستہ
رہتا ہی عرض کیا کہ شہریار خاک یہان کسی جانب سے نہین آتی کیونکہ مکانات پتھر کے ہین فرش یونہین تیار رہتا ہی
اور جب کوئی دن کو یہان بیٹھتا ہی چہار طرف ساز لگے ہوئے ہین وہ بجنے لگتے ہین عالم محویت کا سماں پہونچتا ہی اور
رات کو گوہر شبچراغ روشن ہو جاتے ہین کچھ مشعل و چراغ کی حاجت نہین ہوتی صاحبقران بہت محظوظ ہوئے
بعد اُسکے دیو سیماب امیر کو قبر جمشید پر لایا دیکھا صاحبقران نے کہ گنبد ہفت جواہر بنا ہوا ہی چمک پر اُسکی
نگاہ قائم نہین ہوتی اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ نخلے کے لوٹے روشن ہین خوشبو چلی آتی ہی گلدستے جواہر کے
پھولون کے اُسمین رکھے ہوئے ہین جس پھول کا گلدستہ ہی اُسی گل کا عطر اُسمین داخل کیا ہی کہ تمام گنبد مہک رہا ہی
چار طرف سے ہوائے سرد چلی آتی ہی بیچ مین تعویذ قبر کا ہی اور ہر قسم کا جواہر اُسپر جڑا ہوا ہی امیر بیٹھ گئے فاتحہ پڑھا
ہوا سرد چل رہی تھی امیر کی آنکھ لگ گئی دیدۂ ظاہری بند ہو گئے چشم باطنی وا ہو گئی عالم خواب مین ایک بادشاہ
جلیل القدر کو کمال عظم و شان سے دیکھا کہ لوگ اُسکے فرسخ در فرسخ معلوم ہوتے تھے تخت شاہی پر سوار
تھا قریب امیر کے آکر پکارا کہ سلام علیک یا صاحبقران با اقبال امیر نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ
کون ہین نام نامی اور اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے کہا کہ مین وہی بندۂ گنہگار جمشید ہون یا حمزۂ صاحبقران
مین وہ ہون کہ سات سو برس تک مین نے بادشاہت کی اور کیا کیا چیزین مین نے بنائین اور کیسا عدل و انصاف
کیا مگر غرور جو مجھے آیا کہ میرے برابر کوئی زمانے مین نہین خلق ہوا اسکو پروردگار عالم کو ناپسند ہوا کہ غرور اُسیکو
زیبندہ ہی شعر مرو بار سد کبریا و منی ✤ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی ✤ بس اسی غرور پر مین آرے مین
چیرا گیا آدمیکو لازم ہی کہ غرور نہ کرے بلکہ نیک کام جو اُس سے ہو جاے تو شکر پروردگار بجا لاے اور جو سر
اُٹھاتا ہی وہ خراب ہوتا ہی جبتک انسان زندہ ہی اختیار ہی جو نیکی چاہے کرلے کہ یادگار اُسکی رہے خلق اُسکو
بہ نیکی یاد کرے غرض کچھ کلمات نصیحت آمیز کہے کہ امیر خوب روئے بعد اُسکے جمشید نے کہا کہ یا امیر آپ مؤید
من اللہ عم پیغمبر آخر الزمان ہین میری قبر پر چار گوہر شبچراغ نصب ہین وہی آپ کی نذر کیے بس آنکھ امیر
کی کھل گئی کسی کو نہ دیکھا وہ گوہر شبچراغ اُکھڑے ہوئے پڑے تھے امیر نے اُنکو اُٹھا لیا اور دیو سیماب
سے کہا کہ مجھکو جمشید نے یہ دیے ہین ابھی جو میری آنکھ لگ گئی تھی تو جمشید مجھے خواب مین آکر دے گیا ہی غرض
دو روز وہان رہے تیسرے روز اُس غار سے باہر آئے اشقر پر سوار ہوئے دیو سیماب سے کہا کہ وہ گور خر نہ معلوم ہوا
کہ جسکے پیچھے مین یہان آیا تھا اُسنے کہا کہ وہ گور خر نہین تھا کہ آپ کو نکال لایا تھا الغرض امیر نے دیو سیماب کو رخصت
کیا اور وہان سے اپنے لشکر مین آئے لوگ متفکر تھے کہ گرد اُڑی اور امیر کشور گیر پیدا ہوئے سردار دوڑے
اور استقبال کر کے امیر کو لیگئے حال استفسار کیا امیر نے تمام حال غار جمشیدی کا بیان کیا اور پھر وہان سے
آگے روانہ ہوئے بعد چند روز کے اور ایک پہاڑ پاس پہونچے کہ بہت بلند تھا اُسپر جو گئے تو ایک درخت آبنوس
دیکھا کہ نہایت بلند ہی اور شاخین اُسکی بہت سی ہین اور ایسا گنجان ہی کہ آسمان اُسکے نیچے سے نہین معلوم ہوتا

اور تنہ اُسکا پانچ سو اریخ کا چوڑا ہی کہ درخت عود و صندل کے اُسپر لگے ہوے ہین امیر نے کبھی ایسا درخت
نہ دیکھا تھا حیران ہوے ملاحون سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی اُنھون نے عرض کیا کہ یہان مسکن سیمرغ کا ہی دیو
پری بھی یہان نہین رہ سکتے سیمرغ پادشاہ ہی تمام جانورون کا سب جانور اُسکے مطیع ہین اور وہ اتنا بڑا جانور
ہی کہ نہنگ و اژدہے کو جنگل مین پکڑ لاتا ہی شکار کرتا ہی اور سیمرغ نہایت رحم دل ہی کہ اگر کسیکو بے توشہ دیکھتا ہی
اور بے زاد راہ پاتا ہی تو اُسکو میوہ اور روپیہ پہونچاتا ہی اور جو کوئی راہ بھول جاتا ہی تو راہ پر لگا دیتا ہی اور
کسیکو ایذا نہین پہونچاتا ہی یہی باتین ہو رہی تھین کہ ہوا ے تیز چلی پانی موج مارنے لگا تمام درخت جنبش مین
آ گئے اور ایک سناٹا پیدا ہوا کہ شیر و پلنگ وہانسے بھاگے ملاحون نے عرض کیا کہ سیمرغ آ پہونچا کہا کچھ پروا
نہین آنے دو کہ دیکھا کہ ایک روے آفتاب پر سیاہی آ گئی عجب جانور تھا اعظم پر و بالش چو شاخہاے درخت
پایہالش مثال پایۂ تخت و چو ستون کشیدہ منقارے چو ستونے و درمیان غاری ؛ اور ایک پنجہ مین نہنگ
دوسرے مین اژدہا تھا اور پر دونون اسقدر چوڑے تھے کہ آسمان چھپا ہوا تھا وہ مرغ آ کر اُس درخت پر
پر بیٹھا امیر اُسکو دیکھکر حیران ہوے اور خدا کو بہ بزرگی یاد کیا کہ اے پروردگار تو قادر و توانا ہی اور سجدہ کر کے
سر اُٹھایا مگر سیمرغ کی نگاہ جو حمزۂ صاحبقران پر پڑی پہچانا کہ یہ زلزلۂ قاف ہی اور سیمرغ ممنون صاحبقران
ہی کیونکہ پردۂ قاف مین سیمرغ کے بچون کو اژدہون سے بچایا تھا اژدہے کو مارا تھا سیمرغ پکارا السلام علیک
یا حمزۂ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا سیمرغ درخت سے اُترکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ اے شہریار آپ یہان
کہان فرمایا کہ مین ظلمات مین آیا تھا وہان کی مہم بمدد ایزدی سر کی اب ملک فرعونیہ پر جاتا ہون اور پوچھا
کہ اے سیمرغ مین نے تجھے پردۂ قاف مین دیکھا تھا مکان تیرا پہلے وہین تھا اب یہان کیون چلا آیا اُسنے عرض کیا
کہ اے شہریار مین چھ مہینے پردۂ قاف مین رہتا ہون اور چھ مہینے پردۂ دنیا مین جاڑے پردۂ قاف مین بسر
کرتا ہون اور گرمی پردۂ دنیا مین بعد اُسکے امیر نے چاہا کہ سیمرغ سے رخصت ہو کر روانہ ہون اُسنے دعوت کی
امیر جانے سے مجبور ہو گئے کیونکہ رد دعوت جائز نہین ہی غرض سیمرغ نے امیر با توقیر کو انواع اقسام کے
میوے کھلاے اور بعد دو روز کے رخصت کیا اور چلتے وقت بہت سے پر اپنے پیش کیے القصہ امیر اُس سے
رخصت ہو کر ملاحون سمیت کشتیون کیطرف روانہ ہوے راہ مین امیر نے دیکھا کہ دفعۃً ملاح قدم اُٹھا کر
چلے جیسے کوئی ڈر کر بھاگتا ہی صاحبقران نے آواز دی کہ ارے تم کیون بھاگے جاتے ہو عرض کیا کہ اس
نواح مین گینڈے بہت سے رہتے ہین اور ایک ایک گینڈا مانند پہاڑ کے ہی معلوم ہوتا ہی کہ گویا لوہے کے
بنے ہوے ہین ہاتھ پانون اُنکے مانند فیل کے ہین فرمایا کہ مین نے عہد کیا ہی کہ کوئی بلا راہ مین نہ چھوڑونگا
مین ان سبکو مارونگا بعنایت الٰہی کبھی نہ ڈرونگا اور مین نے جب دیوون سے خوف نہ کیا تو انسے کیا ڈرونگا
پروردگار میرا حامی و مددگار ہی جو مشکل سخت درپیش ہوئی اُسکے فضل سے دفع ہوئی اور ملاحون سے پوچھا
کہ کسطرف کو گینڈے رہتے ہین ملاحون نے عرض کیا کہ حضور چلے چلیے جو کوئی سامنے آئیگا اُس سے لڑلیجیے گا
صاحبقران نے برہم ہو کر کہا کہ او نمک حرامو تم مجھے نصیحت کرتے ہو جلد راستہ بیابان کرگدن کا بتاؤ اور تم یہان سے
چلے جاؤ اُن سبھون نے راستہ بتا دیا امیر اُسیطرف روانہ ہوے تھوڑی دور آئے تھے کہ آواز سم مرکب کی معلوم
ہوئی اور چند کرگدن مانند فیل مست کے نمودار ہوے اور صاحبقران پر دوڑے امیر نے اُسوقت قربان سے
کمان ترکش سے تیر نکالکر کمان مین پیوستہ کر کے اور کشیدہ کر کے جو مارا تو ایک کرگدن کے سینے پر پڑا کہ اسقدر سے

گذر گیا دوسرے کرگدن پر مارا کہ سرین پر پڑا اور سر کو توڑ کر گذر گیا وہ بھی گر کر تڑپنے لگا تیسرے کو تیر مارا کہ پیشانی پر پڑا
اور پیچھے سے گذر گیا اب جو دیکھا تو امیر دو کرگدن مارتے ہیں تو دس آجاتے ہیں چہار طرف سے ہجوم کرکے امیر پر چلے آتے
ہیں لیکن امیر با توقیر آگے نہیں بڑھنے دیتے جو بڑھا تیر قضا کا نشانہ ہوا صاحبقران تیر اندازی سے نہیں چوکتے
القصہ تمام دن میں دو سو پچاس کرگدن مارے اب رات ہوئی مگر کرگدن چلے آتے ہیں امیر کے قریب پہونچ گئے ہیں
تیر کی زد باقی نہیں رہی امیر نے تلوار کھینچی اور دو دستی تلواریں مارنا شروع کیں رات بھر لڑے بہت سے گینڈے مارے
گئے امیر نے دیکھا کہ ہزارہا گینڈا امڈا ہی اور لاکھوں چلے آتے ہیں امیر برابر تلواریں مار رہے ہیں کہ حتی گرد بلند ہوا اور
تیس ہزار گینڈے اور آئے اور آگئے ان کرگدنوں کے ایک کرگدن بہت بڑا تھا کہ رنگ اسکا سفید تھا اور نہایت
خوشنما تھا امیر نے اس گینڈے کو جو دیکھا اپنے دل میں کہا کہ یہ شاید سبکا سردار ہی اور اگر یہ زندہ ہاتھ لگے تو جملہ
عجائبات سے زیادہ ہی غرض صاحبقران نے لڑنا شروع کیا بہتوں کو مارا مگر وہ کم نہیں ہوتے اور ان کرگدنوں میں
شور مچا ہوا ہی چلا رہے ہیں اور جوق جوق چلے آتے ہیں غرض امیر با توقیر تین شبانہ روز لڑے اور کئی ہزار کرگدن
کو قتل کیا مگر وہ لاکھوں کئی ہزار کے مرنے سے کم تھوڑی ہوتے ہیں ہاتھ تھکے ہیں امڈے چلے آتے ہیں جہانتک نگاہ
کام کرتی ہی سوا کرگدنوں کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا اب امیر با توقیر ہراسان ہوئے تین روز گذر چکے ہیں کہ نہ کھانا کھایا
ہی نہ پانی پیا ہی بے دانہ و آب بیخور و بیخواب ہیں تلواریں مارتے مارتے ہاتھ شل ہو گئے ہیں دوڑتے دوڑتے پاؤں
تھک گئے ہیں یقین مرگ ہوا کہ اب بچتے نہیں تم کو یہ اور کرگدنوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا بس حالت اضطراب میں رو کر
دعا مانگی کہ ای خالق بیچون مجھکو یہاں سے نجات دے میں تیرے بندوں کا راستہ صاف کرنے کے لیے انسے لڑا ہوں
اگر حیات مستعار باقی ہی تو یہاں سے نجات دے اور اگر قضا آئی ہی تو ایسا کر دو کہ جہاں کفن و دفن تو نصیب ہو
بس دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا شعر شست ہمت کشور کشائش
بر آید بر ہدف تیر دعایش چکہ بیابان کیطرف سے گرد اٹھی اور نعروں کی آواز سرداران لشکر اسلام کی بلند ہوئی کسواسطے
کہ یہ ایسے جو ملاح گئے تھے لشکر میں بیان کیا تھا کہ صاحبقران بیابان کرگدن میں تنہا گئے ہیں جلد انکی خبر لیں
یہ سنتے ہی تمام سردار مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوئے تھے اسوقت آکر پہونچے نعرہ کر کے تیغ آبدار کھینچ کھینچکر ان گینڈوں
پر گرے قتل کرنے لگے اور جو گینڈا جسے پسند آیا کمند مار کر پکڑ لیا قریب دس ہزار کرگدنوں کے زندہ پکڑ گئے اور
بیس بائیس ہزار مارے گئے عمرو جو پہونچا پکارا کہ حمزہ قرابت شوم کوئی ایسی جہالت کرتا ہی آپ تنہا کیوں ان میں
آئے تھے امیر نے فرمایا کہ خواجہ جو کچھ ہوا سو ہوا مگر تم دیکھو اس کرگدن سفید کو میں نے تمام عمر ایسا کرگدن نہیں دیکھا
خواجہ اسے جسطرح ہو پکڑو کہ میں ملک باختر میں لیجاکر مردمان باختر کو دکھاؤنگا عمرو بولا کہ حمزہ مجھے اپنی جان دو بھر
نہیں ہی امیر نے فرمایا کہ خواجہ تین کرور روپیے دونگا عمرو نے کہا حمزہ کیا مجھے تیرے فرمانے سے انکار ہی یہ کہکر
عمرو اسیوقت اس کرگدن پر چلا اور بہت سے عیار بھی لالچ میں آکر دوڑے سبحان پر کھیل گئے کرگدنوں کو پکڑتے
ہوئے کمندیں لیے ہوئے قریب اس کرگدن کے پہونچے کمندیں ماریں مگر اسکی یہ کیفیت ہی کہ جسے ٹاپ ماری وہ
پیوند زمین ہو گیا جسے سینگ مارا چھید کر اٹھا لیا یہانتک کہ دس بیس عیار مارے عمرو تو یہ دیکھکر بہت گھبرایا
کہ حمزہ نے تیری جان ہی لی تھی مگر ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تین سو ساٹھ مکر یاد آئے ایک کو تجویز کر کے دیکھا کہ وہ
کرگدن منہ اٹھائے ہوئے چلا جاتا ہی بس اسکے راستے میں کمند آصفی با صد عا بچھا دی اور دور آکر کھڑا ہو رہا
جسوقت وہ کرگدن وہاں پہونچا جھٹکا مارا کہ وہ الجھ کر گرا عمرو مع عیاروں کے دوڑ پڑا اور آکر اسے گرفتار کر لیا

اور سرداران امیر نے لاکھون کرگدنون کو مار ڈالا اب گینڈون نے دیکھا کہ سردار ہمارا پکڑ گیا اور آدمی بہت سے آ گئے اور ہمارے
بھائی بند بہت سے مارے گئے راہ فرار اختیار کی جنگل خالی ہو گیا سب بھاگ کر چلے گئے عمرو کرگدن سفید کو سامنے
صاحبقران کے لایا زنجیرون مین اُسے باندھا اب امیر نے دیکھا کہ رنگ تو اُسکا سفید ہے اور خط و خال سبز سنہری
لاجوردی سبز و سرخ بنے ہوئے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ گلکاری کی ہوئی ہے صاحبقران اُسے دیکھکر بہت خوش ہوئے
فرمایا اسے چابکسوارون کے سپرد کرو کہ وہ اسپر سوار ہو کر درست کرین اور اُسے تخت نشین کرو اور کابدقہ خراجی کے
نام لکھکر عمرو کو دیا کہ جا کر لیلو عمرو نے کہا امیر کے کئی عیار مارے گئے ہین اُنکا خونبہا اُنکے عزیزون کو ملنا چاہئے اور
مجھکو الگ ملنا چاہئے امیر نے کہا سبحان اللہ میان مردے کا مال تک نہین چھوڑتے ہو اچھا اُنکے عزیزون کو ملا عمرو نے
کہا ابھی باہر آکر زنبیل سے دو ایک مردے نکالکر اُنکی شکل تبدیل کرکے سامنے صاحبقران کے لایا پہلے سے اُنکو
سکھا پڑھا دیا تھا وہ روتے ہوئے سامنے امیر کے آئے کسی نے کہا ہمارا بیٹا مارا گیا کسی نے کہا ہمارا بھائی مارا گیا
غرضکہ اسیطرح سے مختلف بیان کیا امیر نے سبکو خونبہا دیا عمرو نے کہا حمزہ مجھکو بھی اُنکا خونبہا ملنا چاہئے کیونکہ میرے
شاگرد تھے اور شاگرد بجائے اولاد کے ہوتا ہے امیر نے عمرو کو بھی اور دیا اب آپ وہان سے چھپکے باہر آکر ان مردون
سے سب مال جو ملا تھا چھین لیا دو دو ٹکے انکا کر دیے کہ بس کھاتے چلے جاؤ پھر خدمت امیر مین آ لے اب امیر با توقیر
وہان سے با فتح و فیروزی پھرے جب لشکر مین آئے عمرو کو خلعت عنایت کیا عمرو نے اُس کرگدن سفید کو جو چابکسوارون
کا افسر تھا اُسکے سپرد کیا اب امیر نے خیمہ برپا کیا ہے قصہ کوتاہ یہین رہین کیونکہ تین دن کے تھکے ہوئے ہین کل کوچ کرینگے
که از پردہ بیابان گردے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان کشیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ اب جو دیکھا
تو گرد قریب آ کر شق ہوئی اور گرد سے ایک بادشاہ جم جاہ سپاہ بیشمار سے نمایان ہوا امیر نے ہرکارون کو روانہ
کیا کہ دیکھو یہ کون ہے اور پوچھو اس سے کہ کیا عزم ہے ہرکارون نے جا کر پوچھا کہ آقا نے ہمارے پوچھا ہے کہ تم کون ہو
اور کیون آتے ہو بادشاہ نے کہا کہ مین امیر کشور گیر کی قدمبوسی کو آتا ہون غلام تازہ ہون ہرکارے آئے خبر امیر کو
دی امیر نے چند سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا جب وہ بادشاہ کو لیکر آئے امیر کے قدمون پر گرا گر پڑا
امیر نے اسے گلے سے لگایا پوچھا کہ تو کون ہے کیا نام ہے تیرا کچھ مطلب ہے یا یونہین آیا ہے اُسنے دست ادب بستہ عرض
کیا کہ اے برگزیدۂ یزدان داماد صاحبقران دوران یہان سے بیس فرسخ پر ایک جزیرہ ہے کہ نام اُسکا بدکینہ ہے
اور وہان ایک اور بیشہ مانند ارم کے ہے اُسمین نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان پر تمکین بہت رہتے ہین ایسے
پری جمال ہین کہ حور مین قصور ہوگا مگر اُنمین قصور نہین حسینان جہان اُنکو خراج دیتے ہین اور مین وہان کا
بادشاہ ہون یہ بیشہ کرگدنون کا میرے شہر سے قریب تھا اکثر کرگدن جا کر شہر والون کو ایذا پہونچاتے تھے اُن
معشوقون کو مار ڈالتے تھے مین کرگدنون کے باعث سے عذاب مین تھا کچھ علاج اُنکا مجھسے ہو نہ سکتا تھا اب مجھے
ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران دوران نے بیشہ کرگدنون کا پاک کیا سبکو مارا اور پکڑا مین شکرگذاری
کے واسطے خدمت مین حاضر ہوا ہون جو حضور غلام نوازی فرمائین تو آپ کو لیجا کر اُن معشوقان پری جمال کو دکھاؤن
اور نام غلام کا شاہدشاہ ہے کسی نے پوچھا کہ دین تمہارا کیا ہے عرض کی کہ فرعون پرست فرمایا کہ دین اسلام دین برحق
ہے اسے اختیار کرو اور کچھ کلمات مذمت فرعون مین فرمائے اور بہت سی تعریف پروردگار عالم کی بیان کی کہ
زنگ کفر دل سے دور ہوا دین حق آئینہ ہو گیا اُسنے لعنت کی فرعون پر امیر نے کلمۂ طیب اُسے تلقین کیا وہ از سر نو
دفعتاً مسلمان ہوا امیر نے اُس روز اُسکی دعوت کی اپنے پاس رکھا اور وعدہ کیا کہ کل ہم تمہارے ساتھ چلینگے

غرض صبح کو امیر بالتوقیر نے ملاحون پر بہت نوازش فرمائی اور کہا کہ تم جہاز اور کشتیان لیکر چلو ہم خشکی کی طرف آتے ہین اور سردارون سے فرمایا کہ جسکا جی چاہے سیر دریا کرتا جائے جسکا جی چاہے میرے ساتھ چلے عمرو تو دریا سے ڈرتا ہی امیر کے ساتھ ہولیا امیر شاہدشاد کے ساتھ چند سردارون سے اور کچھ لشکر سے جزیرۂ بدگیہ کو روانہ ہوے کوچ بہ کوچ چند روز مین جزیرۂ بدگیہ مین پہونچے شاہدشاد نے ایک ہفتہ برابر دعوت امیر کی کی اور نازنینان گلعذار حور شکل کو دکھایا اور بہت سے تحائف پیشکش کیے بعد اسکے امیر سیر و شکار مین مصروف ہوے اور انتظار کشتیون کا کرنے لگے ایک روز ایک جنگل مین پہونچے کہ وہ دشت آبنوس تھا ایک چشمہ وہان دیکھا کہ مثل دریا کے وسعت رکھتا تھا اور سرخ مچھلیان اُسمین لا انتہا تھین اور پانی اسقدر صاف و شفاف تھا کہ وہ مچھلیان معلوم ہوتی تھین صاحبقران نے ماہی گیرون کو بلاکر کہا کہ شکار ان مچھلیون کا کرو اُنھون نے جال ڈال ڈالکر بہت سی مچھلیان پکڑین جو مچھلی اُس چشمے سے پکڑی اور باہر نکالی ہوا لگتے ہی پتھر کی ہوگئی مگر واسطے آزمانے کے بہت سی مچھلیان پکڑوائین مگر سوا پتھرلیون کے کچھ نہ دیکھا خاک پتھر نہ ہاتھ لگا ماہی گیرون کو منع کیا کہ کیا حاصل اب جال بہ ڈالو بعد اسکے شاہدشاد نے عرض کیا کہ یہان مرغزار ہی اُسمین ایک درخت بلند ہی جسوقت ہوائے تیز چلتی ہی تمام پتے اُسکے گر پڑتے ہین اور ہر پتے ہوا اُڑکر مرغ خوش رنگ ہوجاتے ہین اور پھر آکر اسی درخت پر بیٹھتے ہین اور جب جاڑا بہت پڑتا ہی تو وہ سب جانور مرجاتے ہین اور حوالی مین اُسکے ایک پہاڑ ہی سر بہ فلک کشیدہ اُسپر ایک قصر بنا ہی پوچھا صاحبقران نے کہ اُس قصر کو کسنے بنایا ہی اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار یہ قصر مدت سے ہی اور پرستشگاہ اس دیار کا ہی اور اس قصر مین ایک بت ہی فیروزے کا قد آدم بلند تخت یاقوت پر وہ متمکن ہی مانند غمگینون کے سر جھکائے ہوے اور ایک خم شراب سکا اُسکے آگے رکھے ہین جسوقت کہ آفتاب نکلتا ہی وہ بت فریاد کرتا ہی کہ افسوس صد ہزار افسوس اور دونون آنکھون سے اُسکی آنسو جاری ہوتے ہین وہ جو لوگ کہ اُسکے خدمتی اور پرستار ہین طاس اُسکے آگے رکھ دیتے ہین وہ طاس آنسوون سے بھرجاتا ہی آنسو اُس بت کے تھم جاتے ہین وہ طاس اُٹھا لیتے ہین جس بیمار کو وہ آب اشک پلاتے ہین کیسی ہی بیماری ہو دفع ہوجاتی ہی شفا اسکو کامل حاصل ہوتی ہی جس شخص کو پلاتے ہین رنگ اُسکا بحال ہوتا ہی نابینا کی آنکھون مین اگر لگا دیتے ہین تو بینا ہوجاتا اور اگر اُس بت کو وہان سے اُٹھاکر چار پانچ قدم لیجاتے ہین وہ بت نعرہ کرتا ہی کہ اُٹھانے والے بیہوش ہوجاتے ہین اور گر پڑتے ہین وہ بت جاکر پھر اپنے تخت پر بیٹھ جاتا ہی نام اُس بت کا خداوند فیروزہ ہی امیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جلد چلکے وہان لیچلو معلوم ہوتا ہی کہ کسی شیطان نے اُسکے اندر حلول کیا ہی یا طلسم کا کارخانہ ہی اُسنے کہا حضور ہم بزرگون سے بھی اسکی صفت و ثنا سنتے آتے ہین اور آنکھون سے بھی دیکھا ہی فرمایا کہ چلو تو ہم بھی دیکھین وسوسۂ شیطانی دفع کرین اُسنے عرض کیا چلیے اور وہانسے روانہ ہوے پہلے اُس درخت پاس پہونچے کہ جسکے پتے جانور ہوجاتے تھے آتے دیکھکر آگے بڑھے وہان آئے جہان پہاڑ ہی اور قصر بنا ہوا ہی دیکھا کہ پہاڑ سنگ مرمر کا ہی اور انواع انواع طرح کے درخت وہان لگے ہوے ہین گلہائے رنگارنگ پھولے ہوے ہین سبزہ فرحت افزا معلوم ہوتا ہی چادر آبشار پہاڑ پر سے جاری ہی جانوران خوش الحان زمزمہ سرائی کررہے ہین ہوا سرد چل رہی ہی بالائے کوہ جاکے اُس قصر کو دیکھا کہ وہ قصر بلور کا بنا ہوا ہی ایک عالم انوار ہی نوبت اُسکے دروازے پر بجتی ہوئی ہی جھانجھ بجتے ہین ناقوس پھونک رہا ہی یا خداوند فیروزہ کا غل ہی مٹھائی ہار پھول لیے ہوے لوگ چلے آتے ہین جو قصر کے اندر جاتا ہی وہ دونا مٹھائی کا ہار پھول لیکر جاتا ہی

صاحبقران اندر گنبد کے آئے اور صبح تک وہان رہے جو جو کچھ کہ شاہد شاہ سے سنا تھا وہ سب معائنہ
کیا فرمایا کہ بیشک طلسم ہی اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ طلسم قدرتی ہی فرمایا اچھا معلوم ہو جائیگا اور اندر سے
قصر کے نکلکر کہا کہ اسی پہاڑ پر عبادتخانہ واسطے ہمارے بپا کرو بموجب حکم سفید کپڑے کی راوٹی استادہ ہوگئی
صاحبقران سر شام سے وضو کرکے اُسکے اندر داخل ہوے پہلے نماز مغرب و عشا ادا کی بعد اُسکے دو رکعت
نماز حاجت پڑھکر دعا مانگنے لگے کہ ای پروردگار عالم امیدوار ہون کہ حال اس ہیت کا مجھپر منکشف ہوجاے کہ
یہ کیا ہی غرض اسیطرح دعا مانگتے مانگتے روتے روتے صبح ہوگئی کہ یکایک دیدۂ ظاہری بند ہوئے اور چشم باطنی
وا ہوئی برقع حضرت خضر علی نبینا و آلہ علیہ السلام کا نمایان ہوا آواز تسبیح بلند ہوئی جسوقت قریب پہونچے
آواز دی کہ سلام علیک یا حمزۂ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا دوڑ کر قدمون سے لپٹے حضرت نے
گلے سے لگایا اور فرمایا کہ یا صاحبقران یہ ہیت قدرت پروردگار سے بنا ہی اسمین آپ کچھ اصرار نہ فرمائین
حضرت موسے یہان آئے تھے کہ مین اس ہیت کو توڑ ڈالونگا ایسا کچھ انکو دکھائی دیا کہ سجدہ کرکے پھر گئے آپ
یہان سے چلے جائیے یہ فرماکر حضرت غائب ہوگئے امیر نے نماز صبح پڑھی راوٹی سے باہر تشریف لائے سبھون سے
حال بیان کیا اور وہان سے پھر کر جزیرۂ ہدیہ مین آئے عیش و عشرت مین مشغول ہوے دوسرے دن خبر آئی کہ
کشتیان جہاز آپہونچے فرمایا یہان سے غلہ اور میوہ اور پانی اچھا بھرلین ملازمون نے بموجب حکم عالی غلہ وغیرہ
سب بھرلیا دوسرے روز امیر شاہد شاہ سے رخصت ہوکر کشتیون پر سوار ہوکر روانہ ہوے بعد چندروز کے
ساحل پر پہونچے ایک بیشہ دکھائی دیا فرمایا کہ اس بیشہ کی سیر کرتے ہوے چلینگے ملاحون نے عرض کیا کہ ای شہریار
اس بیشہ کی سیر سے درگذر کیجیے یہان جانے سے کچھ فائدہ نہین نہ دین حاصل ہی نہ دنیا فرمایا کہ مجھکو کیفیت سے
یہان کی آگاہ کرو کہ مین خبردار ہون ملاحون نے عرض کیا کہ اس بیشہ مین تین اژدہے بہت بڑے رہتے ہین کہ
دو تین ہاتھیون کو ایکمرتبہ نگل جاتے ہین اور اُنکے مُنہ سے شعلۂ آتش جو نکلتے ہین تمام کوہ و ہامون و صحرا کو
جلاتے ہین اور زہر سے اُنکے دریا شور ہوگیا ہی ایک اژدہا مقابل پہاڑ کے ہی دوسرے اژدہے کی یہ قطع ہی کہ
بال اُسکے سر پر ہین مانند زلفون کے کہ مُنہ پر اُسکے پڑے ہوے ہین وہ مُنہ مین اپنے پہاڑ کو کھینچ لیتا ہی تیسرے
اژدہے کے سر پر دو شاخین ہین مانند گاؤمیش کے اگر رستم و اسفندیار اُسکو دیکھین تو زہرہ آب ہوجاے اگر
بھاپ اُسکے مُنہ کی آدمی کو لگے ہڈیان جلکر چونا ہوجائین وحش و طیر اس جنگل کے خوف سے اُن اژدہون کے بھاگے
ہین صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا کہ بقوت پروردگار عالم زمانے کی بلائین مین نے دفع کی ہین حیف ہی کہ انکو دفع
نہ کرون اور مین نے ایک اژدہا بیشۂ قیصرسان مین مارا تھا جسکا علم اژدہا پیکر بنا ہی دوسرے اژدہے کو شہر روم مین
درک اسفل کو پہونچایا ہی انشاء اللہ انکو بھی جہنم واصل کرونگا ملاحون نے عرض کیا ای شہریار آپ کے طفیل سے
خلق اللہ راہ راست پر آئی ہی خدا کو بچانا ہی آپ اس کام سے ہاتھ اُٹھائین اپنی جان کو تصدیع نہ دین فرمایا
کہ جبتک جاکر انکو نہ مارونگا آرام نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ آگے تو نے روم مین اژدہا مارا تھا تو کیا ملا تھا اب
کیا حاصل ہوگا ناحق کو کوئی آسیب تجھے پہونچا تو ہم سب برباد ہوے دور کر اس ارادے سے باز آ ارے آدمی
لڑتے ہین یا ہوا سے لڑتے ہین فرمایا برب کعبہ مین بغیر اژدہون کے مارے یہان سے قدم آگے نہ بڑھاؤنگا دیکھا
عمرو نے کہ حمزہ نے قسم کھائی ہی اب کسیطرح نہ مانیگا خاموش ہو رہا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ ہمنے ایسا شخص
خود راے نہین دیکھا کہ جس بات کا ارادہ کیا کچھ جان جانے کی پروا نہ کی شیر و اژدر کو بھی کچھ نہ سمجھا رزم کو بزم جانتا ہی

ایسا شخص جہان مین نہ دیکھا نہ سنا سردارون نے سمجھانے کا قصد کیا تھا مگر جب دیکھا کہ عمرو کا کہنا نہ مانا چپ ہو رہے
مگر سب نے متفق الامراد و ایک زبان ہو کر کہا کہ شہریار خدا آپ کو ہمارے سر پر سلامت رکھے اور خوش رکھے سب مرادین
آپکی حاصل ہون خداوند آپ کو نہ دکھاے اور ہمیشہ کامگار و کامیاب رہیے یہ اژدہے آپکے سامنے کیا جان رکھتے ہین
چلیے انکو ماریے امیر نے جو یہ کلمہ سنا خوش ہوے ہنسکر کہا کہ مین بندۂ عاجز ہون اُسکا یہ سب تائید یزدانی ہی کہ مجھ ایسے
مور ضعیف کو اسطرح کی جرأت دی ہی اور جو کہ پہلوان ہی اُسکو جرأت ضرور ہی غرض امیر آکر اُس بیشہ مین اُترے
اور پانچوین روز مسلح و مکمل ہو کر تمام پہلوانون اور فرزندون کو ساتھ لیکر اُن اژدہون پر روانہ ہوے یہانتک کہ قریب
اُس بیشہ کے پہونچے اب امیر ہاتھ قبضے پر ڈالے ہوے ہین اور اژدہون کو ڈھونڈھتے چلے جاتے ہین دیکھا
کہ درختون کے پوست اُڑے ہوے ہین درخت جلے ہوے ہین گھانس تک جلکر خاکستر ہو گئی ہی جابجا گڑھے
زمین مین پڑے ہوے ہین اور اُن گڑھون مین سے بوے بد چلی آتی ہی کہ اژدہون نے کھا کھا کر جو کف ڈالے
ہین وہ آلائش پیٹ کی نکلکر سڑی ہی اُسکی بدبو سے دماغ پریشان ہوا جاتا ہی ایک صحراے مہیب ہولناک
نظر آتا ہی بونڈلے خاک کے اُڑ رہے ہین عجب دشت وحشتناک ہی کہ آتے آتے دور سے ایک غار معلوم ہوا
اور تاریکی نظر آئی غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دھوان اُٹھ رہا ہی سردارون سے فرمایا کہ مقرر اژدہا اسمین ہی
دیکھو مین اُسے نکالتا ہون یہ کہکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا کہ کوہ و دشت ہلنے لگے شعر یکے نعرہ زد شیر دشت
مصاف ۞ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ۞ بسے نعرہ زد حمزۂ نامور ۞ کہ آہن دلے را درید جگر ۞ بس بمجرد نعرہ کرنے کے
ایک سیاہی اُس غار سے نمایان ہوئی کہ سر اُسکا نکلا اور سینہ اُسکا بلند ہوا جب سب باہر آیا مانند پہاڑ کے تھا
رنگت سیاہ آنکھین ازرق مانند دو مشعلون کے روشن تھین سر مانند گنبد کے کہ دیو دیکھے تو زہرہ آب ہو جاے
ہول کے مارے بھاگ جاے جب قریب آیا دیکھا کہ مُنھ پر اُسکے کہین کہین خال ہین اور سینے سے پسینا ٹپک رہا ہی
بس اُسنے جو امیر کو دیکھا قلاب آتشین چھوڑے اور نفس کشی کی کہ پتھر تک اُسکے منھ مین جانے لگے صاحبقران
مع سرداران عالی شان دور ہٹ کر لنگر مارے کھڑے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پانون کے تلے سے نکلی جاتی
تھی مگر صاحبقران نے نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر بجگر کمان مین پیوستہ کر کے اور نشانہ باندھکر جو
اُسکی آنکھ مین مارا اور بھی سردار ساتھ امیر کے دوڑے تھے اور تیر اژدہے پر مار رہے تھے مگر تیر امیر کا جو اُسکی
بائین آنکھ پر پڑا مع سوفار غرق ہو گیا خون اُسکی آنکھ سے جاری ہوا اور سردارون کے بھی تیر اُسکے بدن پر
پڑے مگر کارگر نہوے کہ کام اُسکا تمام کرے کہ اسمین دوسرا تیر امیر نے اُسکی دوسری آنکھ پر مارا کہ وہ بھی مع
سوفار دور آیا اور اژدہے نے سر زمین پر دے مارا اور دم بلندی کی چاہا کہ امیر پر مارے صاحبقران نے تیغ
عقرب سلیمانی سے اُسے قلم کیا اژدہا تڑپ کر مر گیا خون جاری تھا صاحبقران دوسرے اژدہے کیطرف روانہ
ہوے تھوڑی دور آے تھے کہ سیاہی نمودار ہوئی امیر نے جلدی تمام گرز سام بن نریمان لیکر اژدہے کیطرف
چلے دیکھا کہ اژدہا اُس سے بھی بڑا ہی اور بال اُسکے مُنھ پر پڑے ہین مانند زلف محبوبان کے مگر سر چھوٹا ہی وہ اژدہا
قلاب آتشین نہ چھوڑنے پایا تھا کہ امیر قریب اُسکے پہونچ گئے گرز اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا زمین مین غرق ہو گیا
سر پھٹ کر خون جاری ہوا اور تڑپنے لگا چہار طرف کو غل جو اُسکا پھیلا لوگ ڈر سے بھاگے دریا مین کود کود پڑے
بعضے بیشہ مین بھاگے مگر سردار جو تلوارین پکڑ پکڑ کر اژدہے پر گرے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اب امیر تیسرے
اژدہے کی فکر مین روانہ ہوے مگر وہ جنگل ایسا ہیبتناک ہی کہ لوگ ہراسان و پریشان ہین مگر امیر تھوڑی دور آے تھے

کہ خاک اُڑی اور اژدہا نمودار ہوا کہ قد اُسکا کئی سو گز کا تھا اور دو شاخین سر پر اُسکے تخمیناً کوئی بیس بیس گز کی
تھین اور وہ اژدہا آدمیون کو دیکھکر دوڑا امیر نے ذرا اندیشہ نہ کیا اُسیطرف کو چلے اژدہے نے قلاب آتشین
چھوڑا امیر نے اُسے خالی دیا اور برابر پہونچ کے تیغ عقرب سلیمانی مارا اُدھر اور سرداران نامی جو ہمراہ تھے اُنکی
بھی تلوارین پڑین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سنون خون جاری ہوا لشکر جو امیر کا دور سے تماشا دیکھ رہا تھا اب جو دیکھا
کہ تیسرا اژدہا بھی مارا گیا مبارکباد دیتے ہوے دوڑے ہر ایک آکر گرد پھر اتصدق ہوا علی الخصوص عمرو بن امیہ ضمری
بہزار زبان تعریفین صاحبقران کی کر رہا تھا اور مارے خوشی کے ناچ رہا تھا پادشاہ اسلام صفت وثنا فرما رہے
تھے حمزہ صاحبقران نے دو رکعت نماز شکر ادا کی تھی اور رو کر عرض کر رہے تھے کہ اے پروردگار تو نے مجھ ایسے
ناچیز کو ایسی قوت عطا کی کہ تین ایسی بلاؤن کو یون دفع کیا شکر ہے تیری درگاہ مین اور سجدۂ شکر بجا لا کر وہان سے
اپنے لشکر مین آئے عمرو سے کہا کہ خواجہ تینون اژدہون کی پوست کشی کروا کر تیار کرو ہم اپنے ہمراہ لیچلینگے عمرو نے
لاکھ روپیے لیکر اُنھین تیار کروایا جہازون پر لاد لیا کشتیون پر سوار ہو کر روانہ ہوے بعد چندے روز کے ایک پہاڑ
کے پاس پہونچے فرمایا کہ جہاز یہان ٹھہر جائین کہ ہم یہانکی سیر کرینگے ملاحون نے عرض کیا کہ شہریار پہاڑ پر کان جواہر
ہے یہان انسان و دیونژاد رہتے ہین اور قریب چار لاکھ کے ہین کہ اُنکے خوف سے جانور درندہ تک وہان نہین جاتا
اور طائر اُدھر سے اُڑکر نہین آتا اور زبان اُنکی ایسی ہے کہ کوئی سمجھتا نہین شناوری مین مشاق ہین غوطہ زنی مین
طاق ہین موتی دریا سے خوب نکالتے ہین نہنگان دریا کو پکڑ کر چیر ڈالتے ہین جسوقت جہاز سوداگرون کے آتے ہین
وہ شناوری کر کے جہازون کے قریب اپنے کو پہونچاتے ہین موتی سوداگرون کو دیتے ہین اور لوہا اُسکے برابر
لے لیتے ہین اور ہر ایک تیغہ الماس گون باندھتا ہے لباس صدف پہنتا ہے اور سوا لوہے کے کسی چیز سے جواہر کو نہین
بدلتے اور کوئی آجتک راز سے اُنکے واقف نہین ہوا کہ لوہا کیون خریدتے ہین اور کیا کرتے ہین فرمایا امیر نے
کہ ہم ضرور چلکر سیر کرینگے القصہ جہاز وہان ٹھہر گئے لنگر پڑ گئے امیر مع سرداران باتوقیر اُتر کر پہاڑ پر گئے دیکھا
کہ حقیقت مین وہ کوہ کان جواہر ہے موتیون کے ڈھیر ہین زمرد یاقوت الماس وغیرہ کے انبار لگے ہوے ہین
عمارتین جواہر نگار بنی ہوئی ہین عجب کیفیت دکھا رہی ہین کہ اس اثنا مین دیکھا کچھ آدم زاد و دیونژاد جواہر
لیکر آئے لشکر والون نے صاحبقران کے لوہا دے دیکر لا انتہا جواہر خرید کیا کہ اُٹھانا اُسکا دشوار ہو گیا
عمرو نے بھی بہت سا جواہر مول لیا اور اپنے دل مین افسوس کیا کہ معلوم ہوتا کہ لوہے سے جواہر بدلتے ہین تو اپنے
جہازون پر لوہا بھر لاتا مگر افسوس اب کیا ہوتا ہے لیکن امیر کو وہ نواح پسند آیا چندروز وہان رہے مگر وہانکے
لوگ کسی سے بولتے تک نہین اور اگر کچھ آپس مین بات کی تو کسی کی سمجھ مین نہ آئی امیر نے ہر چند اُنسے کہا کہ مسلمان
ہو وہ کچھ نہ سمجھے جواب نہ دیا کئی روز کے بعد امیر نے قصد کیا کہ وہان سے کوچ کرین ایک ملاح نے امیر کو آکر سلام
کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا فرمایا امیر نے جو کچھ کہنا ہو بیان کر اُسنے عرض کیا کہ شہریار مین تمام دریاؤن کی سیر کر کے
آیا ہون اور زبان سب جزیرون کی جانتا ہون اور ایک طشت میرے پاس ہے اُسکا یہ خواص ہے کہ جسوقت دریا مین
شور اُٹھتا ہے اُس طشت مین پانی بھر لیتا ہون اور اُسمین دیکھتا ہون جو ماہیت دریا کی ہوتی ہے معلوم ہو جاتی
ہے اُسکو بیان کر دیتا ہون اور ایک مٹی میرے پاس ہے کہ مین اُسکو سونگھ کر جو آگے دریا مین واقع ہوگا وہ بیان
کر دونگا فرمایا کہ لاؤ طشت اور مٹی وہ گیا جا کر لایا جیسا کہ بیان کیا تھا ویسا ہی پایا بعد اُسکے عرض کیا کہ یا امیر
کشور گیر نزدیک اس جزیرے کے ایک اور جزیرہ ہے کہ نام اُسکا بر طائل ہے تمام سال وہ سبز و خرم رہتا ہے ہمیشہ

برگ وبار وہان کے شاداب رہتے ہین نہ جاڑے کے موسم مین کچھ ضرر پہونچتا ہی نہ گرمی مین اُسے نقصان ہی
آبشارین ہمیشہ روان رہتی ہین گلہائے رنگا رنگ ہمیشہ پھولے رہتے ہین اور وہان سے ہر وقت آواز دف و نی چنگ
و رباب کی آیا کرتی ہی گویا وہ تمام جزیرہ سازندون کا ہی مگر ظاہر مین کوئی معلوم نہین ہوتا اور درخت میوہ دار سر بفلک
کشیدہ ہین امیر کو سنتے ہی اشتیاق ہوا کہ چلکر اُس جزیرے کو دیکھیے اور جہازون پر سوار ہوکر ملاحون سے فرمایا کہ جلد جزیرۂ
سرطائل مین پہونچاؤ اور اس ملاح کو بھی نوکر رکھ لیا ساتھ لیکر بعد از چند روز کوچ بکوچ اُس جزیرے مین پہونچے
جاکر اسکی سیر کی بہت محظوظ ہوے جیسا اُس ملاح نے کہا تھا ویسا ہی دیکھا اسیوقت ملاح کو بلا کر خلعت عطا فرمایا
سیر کرنے لگے تمام پہلوان دگرد و گردن کش آواز سے دف و نی کی خوش ہین اور حیرت سے ہر طرف کو دیکھتے ہین کوئی
معلوم نہوتا تھا اور ہر طرف سے آواز ناچ راگ رنگ کی چلی آتی ہی آوازین ایسی خوش آہنگ ہین کہ عالم محویت کا
بہم پہونچتا ہی امیر نے حیران ہوکر اسی ملاح سے پوچھا کہ یہ کیا باعث ہی کہ آواز سازون کی چلی آتی ہی اور نشان
سازندون کا نہین معلوم ہوتا ہی کیا یہ طلسم ہی یا کسی ساحر نے اسے آراستہ کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد
یہ نہ سحر کا کارخانہ ہی نہ طلسم بلکہ بند و بست قدرت الٰہی ہی جس روز سے دنیا پیدا ہوئی ہی اس جزیرے مین یہ عجائبات
ہین امیر کو یقین آیا کہ یہ ملاح سچ کہتا ہی اُس شب کو وہین رہے بعد فراغ نماز مغرب و عشا کھانا کھایا اب سب سردار
بھی بیٹھے ہین شب ماہ ہی سیر صحرا کر رہے ہین آواز سازون کی چلی آتی ہی اُسے سن رہے ہین چراغ کی روشنی دور معلوم
ہوئی مگر نہایت تابان و درخشان تھی امیر حیران ہوے سردارون سے کہا کہ نہین معلوم یہ کیا شی روشن ہی ہر چند
ہرکارون کو خبر کیواسطے بھیجا کچھ خبر نہ معلوم ہوئی بڑی رات گئے تک بیدار رہے آخر آرام کیا صبح کو بیدار ہوے
بعد نماز کے اُس ملاح کو پھر طلب کیا اور اُس سے احوال روشنی کا پوچھا کہ رات کو عجیب طرح کی روشنی مین نے
دیکھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب تابان ہی مین نے ہر چند تفحص کیا کچھ حال نہ کھلا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار اس
دریا مین ایک گاؤ آبی بہت بڑی ہی رات کو پانی سے نکلتی ہی اور بلند ہوکر بالائے ہوا قائم ہوتی ہی دم کو اپنی اونچا
کرتی ہی اور وہ مانند عقد پروین کے چمکتی ہی یہ روشنی اُسی کی تھی اور صبح کو وہ گاے پھر دریا مین چلی جاتی ہی امیر نے
فرمایا کہ بھئی یہ امر نہایت اعجوبہ ہی ضرور اسے دیکھیے اور ہاتھ لگے تو اس گاے کو پکڑ لیے اور ملک باختر مین لیجلیے عجیب و غریب
تحفہ ہی کہ کسی نے تمام عمر نہ دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا سب سرداران نے حق مین امیر کے دعاے خیر کی کہ خداوند کریم
آپ کو ہمیشہ مظفر و منصور رکھے یقین ہی کہ یہ گاے آپ کے ہاتھ آجاے اُس ملاح نے عرض کیا کہ شہریار صورت مین
یہ گاے ہی مگر شیر خصال بمکر و حیلہ آپ کے ہاتھ آوے تو آوے فرمایا مکر و حیلہ نامردون کا کام ہی انشاء اللہ تعالیٰ
بزور صاحبقرانی اُسے پکڑونگا غرض امیر دریا کیطرف چلے قریب دریا کے پہونچے تھے کہ دریا مین شور پیدا ہوا
اور آواز ہولناک بلند ہوئی ملاح نے عرض کیا کہ یہ آمد ہی اُسی گاے کی یا امیر ہوشیار رہیے صاحبقران
مسلح و مکمل تو کھڑے ہی تھے کمند ہاتھ مین لیکر اُسی آواز کیطرف چلے دیکھا پانی جوش مار کر شق ہوا اور گاے مثل
سر کوہ کے اُسمین سے پیدا ہوئی وہ ہیبت اُسکی تھی کہ گاوزمین بھی دیکھے تو ہراس اُسپر طاری ہو اب اُسنے دم
اپنی علم کی کہ روشنی اسکی دور تک پھیلی امیر کمند کیا نی پوشیدہ کیے ہوے اُسکی طرف چلے جاتے ہین کہ اُس
گاے کی نگاہ بھی امیر پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص نہایت ہی جری ہی کہ میری طرف چلا آتا ہی بس دونون سینگ تیز
ترچھی کرکے امیر پر دوڑی کہ امیر کو شاخ مار کر ہلاک کرے امیر نے جو اُسے آتے دیکھا نہایت ہوشیار ہوکر
کمند کے حلقے کھولکر کھڑے ہوے گاے نے برابر پہونچکے شاخین مارین امیر نے خالی دے کر کمند ماری کہ حلقہ

کمند کا گلے مین اُس گاو کے پڑا وہ زور کر کے چلی تھی کہ امیر نے جھٹکا مارا کہ زمین پر غلطان پیچان آ رہی اب سرا
کمند کا امیر کے ہاتھ مین ہی اور گاے اُچھل کود رہی ہی ہر چند تڑپتی ہی چاہتی ہی کہ کمند تڑا کر نکلجاؤن مگر ممکن
نہین امیر نے سردارون کیطرف اشارہ کیا کہ اسے گرفتار کرو یہ کمند مین پھنسی ہوئی ہی سب سردار دوڑ گاے کو
پکڑ از بجیر مین جکڑا کھینچتے ہوے اپنے مقام پر لاے امیر پر سے زر نثار ہونے لگا تصدق اُترنے لگے ہر ایک کہتا ہی
کہ حضور نے کار نمایان کیا کہ اس گاے کو پکڑ لیا بشر سے یہ کام نہین ہو سکتا امیر نے دوگانہ شکرانہ خداے یگانہ کا ادا کیا
اور بلا کر دار وغہ دواب کو وہ گاے سپرد کی کہ اسے بہت اچھی طرح رکھنا یہ نایاب چیز ہی بعد اسکے کشتیون پر سوار
ہو کر عجائبات کی تعریفین کرتے ہوے روانہ ہوے شب و روز کشتیان چلی جاتی ہین بعد چند روز کے ایک بیشہ
مین پہونچے کہ وہ بیشہ نہایت سبز و خرم تھا اور ایک گنبد دور سے دکھائی دیا جب وہان اُترے اور سیر کو روانہ ہوے
لوگون کو دیکھا کہ سب خوبصورت شیرین صورت ہین درخت میوہ دار لگے ہوے ہین گلہاے رنگارنگ پھولے ہوے
ہین کسی باغ کو اس سے نسبت نہین ہی اور انواع اقسام کے جانوران شکاری وہان موجود ہین امیر سیر و شکار
مین مشغول ہوے مگر وہان کے لوگون نے جو تعریف صاحبقران کی سنی کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہی تمام زمانہ پر
غالب آیا ہی یہ سنکر ہول و ہراس اُنپر طاری ہوا ہاتھ باندھ باندھ کے سامنے صاحبقران کے آے اور عرض کیا
کہ ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین فرمایا کہ دین اسلام اختیار کرو وہ سب برضا و رغبت مسلمان ہوے اور دست
ادب بستہ عرض کیا کہ دعوت غلامون کی حضور قبول فرمائین فرمایا کیا مضائقہ ہی تم جا کر تیاری کرو ہم چلینگے القصہ
امیر دوسرے روز اُنکے ساتھ شہر مین گئے حاکم وہان کوئی نہ تھا سب اپنے گھر کے مالک تھے مگر خرد و بزرگون کے
تابع تھے اور آپسمین موافقت بہت تھی شر و فساد کبھی نہ ہوتا تھا امیر سات روز اُنکے یہان مہمان رہے دنکو سیر و شکار
کرتے تھے رات کو صحبت عیش برپا رہتی تھی ایک روز شکار ماہی مین مصروف تھے کہ ایک مچھلی دکھائی دی کہ اتنی بڑی
مچھلی امیر نے کبھی نہ دیکھی تھی اسواسطے کہ درازی اُسکی پانچ سو گز کی تھی اور عرض اُسکا سو گز کا تھا نہایت متعجب
ہوے امیر نے اُس جزیرے مین سے ایک مرد پیر کو بلایا اُس سے پوچھا کہ اس مچھلی کا حال بیان کر اُسنے عرض کیا
اے شہریار اس مچھلی کی کیا حقیقت ہی غلام نے اس سے دونی مچھلی دیکھی ہی ایک مدت ہوئی کہ سمندر نے اسی دریا سے
مچھلی نکالکر کنارے پر ڈالی تھی طول اُسکا ہزار گز کا تھا اور عرض اُسکا دو سو گز کا تھا دس ہزار آدمیون نے
کمندین پکڑ پکڑ کر اُسپر پھینکین اور اُسکو کھینچ کر لاے ایک درخت سے باندھا وہ زور کر کے جڑ سے اُس درخت کو
اُکھیڑ کر لیگئی آخر لوگ جزیرے کے جمع ہو کر اُسے پانی سے خشکی مین کھینچ لاے پہلے دانت اُس مچھلی کے گرز و تبر سے
توڑے پھر اُسے چیرا پچاس گھڑے روغن اور پچاس گھڑے چربی کے اُسمین سے نکلے اور پیٹ جو اُسکا چاک
کیا گیا تو بہت سے در شاہوار نکلے اور ہزار من عنبر سارا نکلا اور اُس مچھلی کی دریا مین یہ صورت تھی کہ جہان
جہاز آیا اُسنے سر اُٹھایا اور جہاز کو توڑ ڈالا اُلٹ دیا آدمی غرق ہو گئے آخر کار اہل جہاز یہ کرتے تھے کہ خوف سے
اُس مچھلی کے بوق و طبل و دمامے بجاتے تھے اور غل کرتے تھے اور جلدی جہازون کو بھگاتے تھے جب جہاز صحیح و سالم
نکل جاتے تھے اور ایک شخص نے عرض کیا کہ شہریارا مین نے ایک مچھلی دیکھی ہی کہ ایک روز دریا سے خشکی مین اُچھل کر
آ پڑی تھی طول اُسکا سو گز کا تھا جب وہ خشکی مین تڑپ کر مر گئی اور پیٹ کو اُسکے چیرا ایک مچھلی جیتی اُسکے شکم سے
نکلی کہ بیس گز طول تھا اور دس گز کا عرض امیر نے فرمایا پروردگار عالم نے اس سے بڑھکر عجیب و غریب مخلوقات
پیدا کیے ہین اور اُنکو رزق پہونچاتا ہی یہ کہکر اُس پہاڑ کیطرف روانہ ہوے نیچے اُس کوہ کے ایک دشت دیکھا کہ تمام

خاک اُس دشت کی مانند تو تیا سکے نرم تھی اور گھانس پر وہانکی دھوکا ہوتا تھا کہ آدمی کھڑا ہی منھ ہاتھ پانون آنکھ ناک
سب اعضا معلوم ہوتے تھے خاصہ اُس گھانس کا یہ تھا کہ جو کوئی اُسے توڑے بیہوش ہو کر گر پڑے اور پھر بعد
تھوڑی دیر کے اُس کے مانند استادہ ہو جاے اسی سبب سے کوئی اُسکو اُکھیڑتا نہ تھا اور ایک شخص نے اُن مین سے
کہا کہ یہان ایک جگہ بہت سر سبز و شگفتہ ہی ہر درخت سبز ہی پھل اُسمین سرخ لگے ہوے ہین کچھ شاخون مین برگ و بار
لگے ہوے ہین کچھ شاخون مین جدا جدا ہین کچھ شاخون مین برگ و بار کا نشان بھی نہین اور ایک طرفہ تر شے وہان ہی
وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہی اُسکا بیان نہین ہو سکتا فرمایا کہ چلو ہم دیکھینگے اور اُسیطرف روانہ ہوے جب اُس
مقام خاص پر پہونچے عجب دشت روشن نظر آیا انواع انواع طرح کے درخت لگے دیکھے عجیب و غریب پھول کھلے
نظر آے رات بسر ہوئی صبح کو جسوقت آفتاب بر آمد ہوا زمین و آسمان شعاع سے روشن ہو گئے درختون سے آواز
شور و فغان بلند ہوئی اور تمام برگ اُن درختون کے گر پڑے دن بھر صداے گریہ و زاری آیا کی پتے گرا کیے اور
جانور وہانکے خوف کے مارے بھاگا کیے جب رات ہوئی وہ آواز نالے کی نکلنا درختون سے موقوف ہوئی ور جانور
اُن درختون پر نظر آے اور برگ درختون مین پھر نکل آے صاحبقران تماشاے بوقلمونی صنائع پروردگار عالم
دیکھکر وہانسے چلے اثناے راہ مین ایک ملاح دانا نے عرض کیا کہ شہریار اس نواح مین ایک پہاڑ ہی کہ اُسے کوہ قالون
کہتے ہین وہان بھی عجائبات بیشمار ہین امیر نے فرمایا کہ کشتیان دریا کی راہ سے لیچلو اور ہم خشکی کی راہ سے سیر کرتے ہوے
آتے ہین غرض بعد چند روز کے کوہ قالون مین پہونچے اور اُس ملاح سے پوچھا کہ یہان عجائبات کس قسم کے ہین
اُسنے عرض کیا کہ نواح مین اس پہاڑ کے عجیب الخلقت لوگ رہتے ہین قد ہاتھی کے رنگ سیاہ چہرے خوکون کے جسم کتون کے
بال بکری کے دانت مانند دندان گراز کے کان مانند گوش فیل کے وہ سب سگ تن غول رو فیل گوش مشہور ہین
فرش خواب اُنکا گیاہ نو خیز ہی اور غذا اُنکی مچھلی اور میوۂ صحرائی ہی ہر ایک کے پاس زرہ جواہر بیشمار ہی سوداگر اسباب
ہر قسم کا لیکر آتے ہین اُنسے وہ خریدتے ہین اور قیمت مین گوہر و مرجان دیتے ہین اور ہر ایک کے پاس ایک گھوڑا ہی کہ
اُس گھوڑے مین ہزار سے زیادہ رنگ مختلف ہین اور چالاک ایسے ہین کہ ہوا سے تیز جاتے ہین اور جو لڑائی اُنکو پیش آتی ہی تو
سب متفق ہو کر حریف سے لڑتے ہین آدمی کو کھا جاتے ہین جانوران درندہ کو پھاڑ کھاتے ہین دریا مین غوطہ لگا کر نہنگ
کو پکڑ لاتے ہین شیرون پر شمشیر آزماتے ہین کوہ کو مثل کاہ جانتے ہین دیو کو نہین مانتے ہین صاحبقران نے یہحال سنکر
فرمایا کہ معلوم ہوا یہ لوگ مردم آزار ہین اُنکو سزا دینا جزو واجبات سے ہی جلد خیمہ اُسیطرف لیچلو مین بعنایت پروردگار
سبکو تنبیہ کرونگا غرض کوچ کرکے بعد طی مراحل و قطع منازل نواح مین فیل گوشون غول سرون سگ تنون کے
پہونچکر خیمہ برپا کیا تمام لشکر امیر با توقیر کا وہین اُتر پڑا شب بسر ہوئی صبح کو ایک گروہ فیل گوشون کا پیدا ہوا اور سامنے
لشکر ظفر پیکر کے آکر کھڑا ہوا اور پکار کر کہا کہ تم لوگ سوداگر ہو اگر کچھ اسباب بیچنے کو لاے ہو تو اپنی قوم کو ہم جاکر
خبر کرین وہ اسباب تمسے خریدین یہانسے لوگون نے آواز دی کہ تم نہین جانتے یہ لشکر صاحبقران جہان کا ہی
جسکے سامنے دیو پری کی کچھ حقیقت نہین ہی جاکر کہو اپنے مالک سے کہ آکر غلامی مین اس شہریار کی موجود ہو اطاعت
کرے نہین تو سزا اپنے معقول پائیگا جب لوگ آنے سے امیر اور لشکر امیر کے آگاہ ہوے کہا کہ معلوم ہوا تم ہم سے
لڑنے آے ہو خیر حال تمکو معلوم ہو جائیگا اور سامنے سے چلے اپنی قوم سے جاکر کہا کہ آج ایک لشکر بارادۂ جنگ
آیا ہی یہ سنتے ہی سب مسلح و مکمل ہو کر قبضون پر ہاتھ ڈالکر مثل رعد جوش و خروش کرتے ہوے لشکر امیر کیطرف
راہی ہوے اور مقابلے مین آکر بے جا کر کھڑے ہوے غصے کی شدت سے زرد منھ اُنکے سرخ ہو گئے تھے

اچھل مچانے لگے مرکبون کو چمکانے لگے مرکب ایسے چست و چالاک کہ جنکے سامنے برق شرمندہ ہی لشکر اسلام والون نے
جو انکو دیکھا بعضے تو خائف ہوئے بعضے شادان و فرحان آپسمین کہنے لگے ایک مرتبہ مرکر پھر کوئی نہین مرتا انکو مارنا اور
مرجانا اکثر کی یہ حالت تھی کہ بسبب خوف جان کے قریب تھا کہ بھاگ جائین لیکن پیچھے صف کے جاکر کھڑے ہوئے
کہ اگر بھاگ کر بچے تو سبکے آگے ہون اور امیر بھی انکی تیزیان دیکھکر حیران تھے القصہ جب دونون طرف کی صفین آراستہ
ہوچکین اور نقیب نہیب دے کر چلے گئے ایک پہلوان انہین سے جو نہایت قوی ہیکل تھا میدان مین آیا مبارز طلب
کیا لیکن لشکر امیر سے کوئی نہ نکلا ہر ایک کو تامل ہوا کہ یہ نیزہ و شمشیر و تیر و تبر کچھ نہ کھائینگے کیونکہ نہایت چالاک ہین ایسے
جنگ و جدل بیکار ہے مرکب انکے عجب مرکب ہین کہ اشارون پر چلتے ہین کسی جا انکو قرار نہین امیر حیران و پریشان
ہوئے اور انہنے کئی آوازین دین جب دیکھا کوئی مقابلے کو نہین نکلتا تو گھوڑا اٹھا کر تھوڑے سے فیل گوش ساتھ
لیکر لشکر اسلام پر آکر گرا شمشیر زنی شروع کی بہتون کو قتل کیا بہتون کو پکڑا چیر پھاڑ کر کھا گئے دن بھر لڑا ایسے
شام کو پھر گئے پہر بھر رات گئے شبخون مارا صبح تک قتل کیا ہے بہتون کو پکڑ کر کھا گئے صبح کو چلے گئے اب ہر روز لڑتے
ہین اور یہی صورت ہوتی ہے کہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد کر کے چلے جاتے ہین سواران لشکر اسلام ہر چند چاہتے
ہین کہ کسیکو انمین گرفتار کرین یا قتل کرین یا زخمی کرین ممکن نہین ہوتا کسواسطے کہ مانند باد صرصر آئے اور چلے
گئے اور جسکو چاہا پکڑ کر لیگئے اور دور جا کر بند بند جدا کیا دست و پا و اعضا و جوارح آپسمین تقسیم کر کے کھا گئے
چند روز مین اسقدر لشکر اسلام کو کھایا اور قتل کیا کہ حساب اسکا نہ تھا ایک تلاطم لشکر اسلام مین برپا تھا
بھاگ بھی نہ سکتے تھے کہ چار طرف وہی بلائین تھین امیر اور بادشاہ اسلام اور سرداران ذوالاکرام نے صلاح
کی کہ کیا کرنا چاہیے کیونکر یہ بلا دفع ہو کیا کرین کسیکے ذہن مین کچھ نہ آیا آخر کار ناچار ہوکر امیر نے فرمایا کہ میرے
واسطے عبادتخانہ کھڑا کرو کہ مین رجوع کرونگا درگاہ جناب احدیت مین اسیوقت راوٹی سفید کپڑے کی
استادہ ہوئی صاحبقران غسل کر کے اسمین داخل ہوئے نماز مغرب و عشا پڑھکر دوگانہ حاجت کا ادا کیا
دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور ورد کر دعائین مانگنا شروع کیا کہ ای جان بخش عالم و ای
کس بیکسان و یاور غریبان واسطے اپنے بندگان خاص الخاص کا ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے اسی کیفیت
مین تین پہر رات گذر گئی کہ ایک آواز غیب سے آئی کہ یا حمزہ صاحبقران تم ہراسان نہو صبح کو اپنے لشکر سے کہو
کہ سب غسل کر کے نمازین پڑھکر مسلح و مکمل ہوکر تیار رہین جب وہ لوگ آئین سبکے سب تیر اندازی انپر کرین جو
پڑھتا اور توانا ہی فتحیاب کریگا یہ آواز غیبی سنکر امیر عبادت خانے سے باہر آئے اور جو کچھ کہ اس مرد غیبی سے سنا تھا
سب سے بیان کیا تمام اہل اسلام نہا کر نماز پڑھ کر تیر کمانون مین پیوستہ کر کے مسلح و مکمل دلکو حافظ حقیقی
کیطرف رجوع کر کے کھڑے ہوئے کہ یکایک ادھر سے وہ ظالم پیدا ہوئے اور نعرے کر کے اہل اسلام پر چلے
جسوقت قریب آئے ادھر سے بارش تیر ہونے لگی اسقدر تیر انپر پڑے کہ زرہون کو انکی توڑ کر بدنون مین
سوراخ کر دیے جسطرح ساہی کے جسم پر کانٹے ہوتے ہین یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکے طائر روح نے اڑنے کے
واسطے پر پرواز پیدا کیے ہین یہان تک کہ سہم سہم کر گرے قصہ مختصر قریب دو لاکھ کے پیل گوش مارے گئے
باقی بھاگ کر بیشہ مین جا کر چھپے اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا اس بیشہ پاس آئے عمرو سے کہا کہ خواجہ اس
بیشہ مین آگ لگا دو کہ ایک انمین کا زندہ نہ رہے عمرو نے تمام عیارون کو جمع کر کے حقہائے آتشبازی مارنا
شروع کیے کہ تمام بیشہ جلنے لگا اور جو کوئی فیل گوش باہر نکلا اسے قہر مار کر گرا دیا حتے کہ وہ سب جہنم واصل ہوگئے

ایک زندہ بچکر نہ جا سکا تینی روز مین وہ بیشہ جلکر خاک سیاہ ہوگیا عمرو نے جستجو کرکے بہت سا مال و جواہر نکالا اور سب نذر زنبیل کیا صاحبقران نے دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کی جشن کیا اور وہان سے جہازون پر سوار ہو کر روانہ ہوے اثناے راہ مین دور ایک مرغزار ملا کہ متصل اُسکے ایک پہاڑ تھا اُس پہاڑ پر ایک قلعہ فولاد ناب کا تھا امیر نے اُسی ملاح پیر سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے اُسنے عرض کیا کہ یہ حصار بہت اچھی جگہ ہے یہ تمام قلعہ فولاد جوہر دار کا ہے دیوارین ہفت جوش کی ہین کرسی اور شہ نشین بھی اسکی ہفت جوش کی ہین اندر اسکے کرسیان دنگل ہفت جوش کے بچھے ہوے ہین اور سیامک کا دخمہ ہے مگر حصار کا دروازہ نہین معلوم ہوتا کسی نے آجتک نشان دروازے کا نہین پایا فرمایا کہ تمنے اُسکے اندر کا حال کیونکر معلوم کیا اُسنے کہا کہ دیو جن جو اُسکے اندر گئے ہین اُنسے معلوم ہوا ہے امیر نے عیارون سے کہا کہ جاکر تلاش کرو دروازہ ڈھونڈھو یہ کوئی بات قابل اعتبار نہین کہ دروازہ اسکا نہو کسواسطے کہ جو مکان باغ اور اسی قسم کی کوئی شی بنوائی جاتی ہے تو واسطے جانے آنے کا ضرور رکھا جاتا ہے قدم الزروج قبل الولوج اسیوقت عیار بموجب ارشاد کے گئے ہر چند گرد اُسکے پھرے کہین دروازہ نہ پایا چاہا کہ جست کرکے دیوار پھاند کر جائین دیوارین وہ دو سو گز بلند تھین ہمت نے کوتاہی کی خدمت امیر با توقیر مین آکر عرض کیا کہ ہمنے ہر چند کوشش کی مگر دروازہ نملا اُس ملاح نے کہا پیر و مرشد انکی کوشش سے کچھ نہوگا مگر البتہ آپ رجوع بدرگاہ الٰہی کرین تو شاید کچھ پتا دروازے کا معلوم ہو امیر نے فرمایا کہ جلد عبادت خانہ برپا کرو ملازمون نے اُسیوقت سفید کپڑے کی راوٹی استادہ کردی امیر سر شام سے داخل عبادتگاہ ہوے بعد اداے نماز جبین نیاز بر خاک آستانہ عبودیت ملکر درود کے التجا کی کہ اے مفتح الابواب واے قاضی الحاجات واے خالق کل عجائبات امیدوار ہون کہ دخمہ سیامک کو دیکھون اور تیرے فضل سے یہان کی سیر کرون دو پہر رات دعا مانگتے گذری تھی کہ دیدۂ ظاہری بند ہوے چشم باطن وا ہوئی دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت نیک سیرت نمایان ہوا اور دیکھا کہ اُسکی تین آنکھین ہین اور تینون آنکھون سے دیکھتا ہے کبھی کھول دیتا ہے کبھی بند کرلیتا ہے بس اُسنے دیوار قلعہ پاس جاکر دروازہ کھولا اور آواز دی کہ وہ حصار اُسکی آواز سے ہل گیا اور کئی آوازین دروازے سے پیدا ہوئین کہ امیر اُنکے صدمے سے بیہوش ہوگئے پھر جو ہوش آیا دیکھا کہ صبح کا وقت ہے طائر مصروف حمد باری ہین امیر نے وضو کیا نماز پڑھی سجدۂ شکر بجا لاکر باہر تشریف لاے عمرو اور جتنے سردار کھڑے تھے سلام کیا اور پوچھا کہ اے شہریار دعا آپ کی مستجاب ہوئی دروازہ حصار کا پیدا ہوا امیر نے تمام حال جوان سہ چشم خوش رو کے آنے کا بیان کیا عمرو بولا کہ حمزہ تو بندۂ خاص پروردگار ہے فرمایا خواجہ وہان کسیکو خصوصیت نہین جسے چاہے وہ نوازش فرماے غرض امیر نے کچھ خاصہ نوش فرماکر آرام کیا دوپہر ڈھلے سوکے اُٹھے سردارون کو مع عمرو ساتھ لیا اور آکر دروازے مین داخل ہوے نسیم عنبر شمیم ایسی آئی کہ ہر ایک نے جان تازہ پائی اور دیکھا کہ فرسخ در فرسخ سبزہ زار ہے سیر کرتے ہوے چلے آتے ہین آتے آتے ایک باغ مین پہونچے کہ وہ گلشن گویا نمونۂ گلزار ارم تھا درخت سر بفلک کشیدہ تھے ایک درخت دیکھا کہ تنہ اُسکا سبز شاخین سیاہ برگ و بار اُسکے مانند مرہم امیر دیکھکر اُسے نہایت متعجب ہوے لوگون سے کہا کہ کس سے اس درخت کا حال پوچھین کہ وہی جوان خوشرو سہ چشم پیدا ہوا امیر کو سلام کیا کہا کہ آپ حیران کیون ہین قدرت خدا سے اس درخت کے برگ و بار ایسے ہی ہوتے ہین اور پھل اسکا بہت بامزہ ہوتا ہے شیرین مثل شہد کے خوشبو مانند عنبر کے اور پتے اسکے کبھی کم نہین ہوتے اگر کبھی کوئی پتا جھڑ پڑتا ہے تو پھر اُڑ کر اپنے مقام پر چسپیدہ ہو جاتا ہے اور جو کوئی اس میوے سے قدرے بھی

کھا لیتا ہی ایک ہفتہ تک بھوک اُسے نہین لگتی اور بہت خوش وخرم رہتا ہی امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین
جارچی پکار دے کہ از کہا مہ ادنی اعلی امیر فقیر بادشاہ وزیر یہ میوہ کھائین کہ عجائبات سے ہی سبنے وہ میوہ کھایا
یہانتک کہ پادشاہ اسلام نے بھی نوش فرمایا سب خرم وشادان ہوے خدا کو یہ بزرگی یاد کیا بعد اُسکے نظر امیر
کی ایک کاخ بلند پر پڑی کہ سر بافلاک کشیدہ دیکھی اُس بانداز کا ایوان نظر سے نگذرا تھا درخشان مانند
آفتاب سکے زمین اُسکی مشک وعنبری کہ خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا او ہر دیوار تمام جواہر نگار مرصع کار
از تحت تا فوق یکسان اوس ایوان مین ایک تخت بلورین مرصع بچھا ہوا تھا اور اُس تخت پر ایک بت طلاے احمر کا
بیٹھا ہوا تھا کہ از سرتا پا جواہر اُسمین نصب تھا اور ایک طرف ایک تابوت طلائی مرصع کار رکھا ہوا تھا کہ مانند
آفتاب کے چمک رہا تھا اور اوپر تابوت کے ایک لوح یاقوت کی رکھی ہوئی تھی امیر نے اُس جوان سہ چشم سے
پوچھا کہ یہ ایوان اور تخت اور بت کیسا ہی اور لوح پر کیا لکھا ہی اُسنے کہا یہ تابوت تخت سیامک کا ہی اور یہ بت
اُسکی تصویر ہی اور یہ ایوان اُسکی نشستگاہ ہی اور لوح پر کچھ نصیحت لکھی ہی امیر نے پہلے تابوت پر سیامک کے
فاتحہ پڑھا بعد اُسکے لوح اُٹھا کر دیکھی اُسپر لکھا ہوا تھا کہ مین سیامک ہون اور یہ مکان تھا میرا دیو پری
وحش وطیر مرغ وماہی میری اطاعت مین تھے شب وروز سواے جشن کے کسی چیز سے سروکار نہ تھا عمر بھی میری
بارہ سو برس کی ہوئی عالم عالم میرا مطیع تھا گردش فلکی مجھسے موافق تھی مگر جب بخت میرا برگشتہ ہوا اور عمر آخر
ہوئی سب کارخانہ میری بادشاہت کا ابتر ہو گیا گنج وخزانہ زر وجواہر مال واسباب بیحساب میرے پاس
تھا سب وہین چھوڑا کچھ اپنے ساتھ نہ لایا خالی ہاتھ گیا اور یہ اشعار عبرت انگیز اور کلمات نصیحت آمیز لکھے ہوئے تھے اشعار

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
تا یہ سب دیکھین کہ کچھ دست سکندر مین نہین
آیا فاتحہ واقصر فریدون یہ لکھا

یا تو وہ دھوم تھی یا اب کوئی اُس گھر مین نہین دیگر
بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم
دگرگون میشود احوال عالم رباعی

دیر مین کچھ ہی نہ حرم مین کچھ ہی
ہستی مین کچھ نہ عدم مین کچھ ہی
دنیا ہی طلسمات عجائب جرات

دم مین کچھ ہی اور ایک دم مین کچھ ہی
کبھی یہ دنیا وہ دن مانند فرزندون کے پالتی ہی کبھی مانند دشمنون کے پیس ڈالتی ہی

کوئی اس دنیا سے کامیاب نہین ہوا جیسا بادشاہ ذیجاہ وجلالت پناہ اس جہان مین کوئی تھا اور یون ناکام اٹھ گیا
آدمی کو چاہیے کہ جہان مین نیکی کرے اپنے جاہ وتجمل پر نہ بھولے کچھ اعتبار اس جاہ وحشم کا نہین ہی ورنہ پچھتائیگا
افسوس ہی کہ مین نے کچھ نہ کیا اور چاہیے کہ کسیکا پردہ فاش نہ کرے عیب پوشی کا شیوہ اختیار کرے دانا لوگون کو
اپنی صحبت مین جگہ دے نادانون سے پرہیز کرے بدی کسی سے پیش نہ آئے گناہون سے اپنے کو بچاے کسواسطے
کہ روز قیامت اعضاو جوارح گواہی دینگے کہ اُسنے یہ فعل کیے ہاتھ کہینگے کہ ہمسے اسنے بیجا ظلم کیے کان کہینگے اسنے
بری سنی زبان کہیگی اسنے یہ باتین بُری مجھپر جاری کین القصہ اسیطرح کل اعضا گواہی دینگے اور جو کچھ خدا
عنایت کرے اُسی پر قناعت کرے زیادہ پاؤن نہ پھیلاے دست ہوس کو نہ بڑھاے اس تھوڑی سی نصیحت
کو بہت جان خدا کو پہچان امیر اُس نصیحت نامہ کو پڑھکر بہت روے ساتھ اُنکے تمام سردار بھی گریان ہوے
اور کہتے تھے کہ حقیقت مین یہ دنیا ناپائدار ہی بس وہ تختی امیر نے تابوت پر رکھدی اور وہان سے اُٹھکر
اور طرف سیر کو چلے دیکھا کہ گھاس اور میوہ انواع اقسام کا اور نقرہ وطلا والماس مروارید ولعل یاقوت
بے انتہا ہی فرمایا کہ یہان کسیکو حاکم کرنا چاہیے تاکہ یہ مال واسباب تلف نہو اور خلق کو اس سے نفع پہونچے اور
آگے اسمین دروازہ نہ تھا یہ بند پڑا ہوا تھا حفاظت مین تھا اب دروازے کے ظاہر ہونے سے وہ حفاظت

نہ ہی کسی شخص کو یہان کا حاکم کرنا ضرور ہی چنانچہ اُسی ملاح پیر کو وہان کا حاکم کیا اور دس ہزار آدمی اُسکے ہمراہ چھوڑے
اور آپ سیر کرتے ہوے دریا کیطرف روانہ ہوے کشتیون پر سوار ہوے کے تعاقب مین زمرد شاہ باختری کے راہی
ہوے ملاحون سے پوچھا کہ یہ دریا اور جزائر تمام ہوے یا نہین ملک فرعونیہ کتنی دور رہا اُسنے عرض کیا کہ شہریار آپ
جلد فرعونیہ پر پہونچا چاہتے ہین جزائر سواحل دریاے شور تمام ہوے اب ایک ملک حبش درمیان مین ہی اور ایک
جنگل فیل ملک حبش کی راہ مین ملیگا کہ کچھ عجائبات وہان بھی ہین لیکن وہ صحرا ایسا ہول خیز وحشت انگیز ہی کہ اُسطرف
کوئی نہین جاتا اور تھوڑی دور پر ساحل سے ایک گنبد کہنہ بنا ہوا ہی کہ خود بخود وہ گنبد چرخ مارا کرتا ہی اور دو وقت اُسے
سکون ہوتا ہی ایک تو دوپہر کو دوسرے شام کو اور جب وہ گنبد ٹھہرتا ہی تو اُسمین سے ایک باز سرخ نکلتا ہی اور ہرن
کو اپنے پنجون مین دبا کر لیجاتا ہی اور اُس برج مین گھس جاتا ہی وہ برج پھر اُسیطرح چرخ مارنے لگتا ہی اور جب رات ہوتی ہی
تو ہزارہا چراغ اُس جنگل مین روشن ہوجاتے ہین مگر آدمی کا کہین نام و نشان بھی نہین ہی اور اگر اُس ساحل پر کوئی
اُترتا ہی تو بوقت شب غائب ہوجاتا ہی پتا نہین لگتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اور باقی اُسکی حقیقتون سے
ہم واقف نہین کہ وہان کیا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا ضرور میرا خیمہ لب ساحل برپا ہو تاکہ مین تماشا اس عجائب کا دیکھون
معلوم یہ ہوتا ہی کہ یہان کوئی طلسم ہی یا یہ مسکن ہی کسی جادوگر کا بس بمجرد حکم امیر باتوقیر جہازون کے لنگر چھوڑ دیے
گئے اور امیر باتوقیر کا خیمہ لب دریا ایستادہ ہوا اور بھی چند سردارون کے خیمے استادہ ہوے مگر کل لشکر امیر کا جہازون پر
ہی فقط سرداران ذوالکرام اور امیر عالیمقام کی بارگاہین برپا ہین کہ اس اثنا مین شام ہوئی دیکھا کہ ایک
تڑاقا پیدا ہوا اور وہ برج قائم ہوا اور اُسمین سے ایک دریچہ پیدا ہوا اور ایک باز سرخ رنگ نکلا اور جنگل
کیطرف چلا گیا اور بعد تھوڑی دیر کے ایک ہرن پنجہ مین دبائے ہوے لایا اور اُس برج مین چلا گیا برج
پھر چرخ مارنے لگا امیر حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ اتنے سے باز کی یہ حقیقت نہین ہی کہ ہرن کو پنجہ مین دبا لاے
اور یہ برج جو قائم ہوجاتا ہی جب جانور اندر اُسکے چلا جاتا ہی تو پھر گھومنے لگتا ہی لیکن امیر بہت سے عجائبات جو
دیکھ چکے ہین تو سحر کا گمان بھی امیر کو نہین ہی مگر گذارش کیا جاتا ہی کہ یہ مسکن ہی غولان جادو کا اور غولان جادو
وزیر ہی عالم آراے جادو کا اسنے زیر زمین ایک دنیا قائم کی ہی اور اُسکی سات اقلیمین قرار دی ہین اور ہر اقلیم مین
سات سات شہر ہین اور ہر شہر مین سات ہزار محلہ ہی لیکن چار اقلیمین اچھی طرح آباد نہین اُنکے بھی آباد کرنے کی فکر
ہی اور ایک ایک اقلیم کا ایک ایک بادشاہ حاکم ہی اور ان سب پر ایک اور بادشاہ ہی وہ حاکم ہی اور پایتخت کے
چار وزیر منتظم ہین اور خود عالم آراے جادو قبطول بنا کر اُنپر پردہ ہاے حجاب قائم کرکے خداوندی کرتا ہی جتنی
خلقت ہی سب اُسے سجدہ کرتی ہی اور ہر شخص کے دروازے پر یا خداوند عالم آراے لکھا ہوا ہی لیکن غولان جادو
اُنھین چارون وزیرون مین سے ہی کہ جو منتظم ہین عالم نوایجاد کے جو کشتی یا جہاز اسطرف نکل آتا ہی اور لب ساحل
ٹھہرتا ہی تو اسنے اپنے سحر سے ہرن تیار کیے ہین کہ وہ ان لوگون کو لگا کر لیجاتے ہین اور اُسی عالم نوایجاد تک پہونچا کر غائب
ہوجاتے ہین اور شب کیوقت غول پیدا ہوتے ہین وہ راستہ بھلا کر آدمی کو عالم نوایجاد مین پہونچا دیتے ہین غرض
جسوقت امیر نماز مغرب سے فارغ ہوے دیکھا کہ جنگل مین ہزارہا چراغ روشن ہین عمرو کیطرف دیکھکر ارشاد ہوا
کہ خواجہ ان چراغون کا پتا لگانا چاہیے کہ کیسے چراغ ہین اور کسنے جلائے ہین عمرو نے کہا حمزہ اگیا بیتال ہم
تمکو تو بیٹھے بیٹھے عجب اُپج کی سوجھتی ہی ہمکو ان چراغون سے خوف معلوم ہوتا ہی امیر نے بہت اصرار کیا کہ خواجہ بس یہ
اخیری مرحلہ ہی اسکے بعد فرعونیہ پر پہونچ جائینگے اس جنگل کو بھی صاف کرتے چلین عمرو نے چند عیارون کو بلا کر بھیجا

کہ ان چراغوں کی حقیقت دریافت کرکے آؤ وہ عیار گئے لیکن امیر اور عمرو صبح تک راستہ اُنکا دیکھا کیے کوئی پھرا
صبح کو عمرو نے کہا کیوں حمزہ دیکھا عیاروں کو مفت ہاتھ سے کھویا یہ کارخانہ طلسم کا مجھے معلوم ہوتا ہے امیر
چپ ہو رہے خاصہ نوش فرما کر بارگاہ میں بیٹھے لیکن پردے بیابان کی طرف کے اُٹھوا دیے تھے دربار میں سردار جمع
تھے جنگل کی فضا دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک جانب سے غول ہرنوں کا نمودار ہوا کہ چرا کرتے ہوئے آپس میں شوخیاں
کرتے ہوئے چلے آتے ہیں امیر نے فرمایا کہ بھئی اس جنگل کے ہرن نہایت خوبصورت ہیں انھیں گرفتار کرکے ملک
باختر کو بھیجنا چاہیے غرض یہ تہیہ کرکے کمند ہاتھ میں استوار کرکے مسلح و مکمل ہو کر اُٹھے ساتھ امیر کے تمام سردار بھی
کمندیں لیکر اُٹھے گھوڑوں پر سوار ہوئے مگر اب ان سرداروں میں علمشاہ ہیں بدیع الزمان ہیں قاسم
ہیں سلطان سعد کرب نوجوان اور ان سرداروں کے عیار بھی مع عمرو بن امیہ ضمری ساتھ ہیں گھوڑوں پر
سوار مع امیر با توقیر سوار ہو کر تعاقب میں اُن ہرنوں کے چلے اور وہ آہو بھاگے لیکن امیر گھوڑا اُٹھائے چلے
جاتے ہیں کہ امیر سب سے آگے نکل گئے اور باقی ہرن تو بھاگ گئے اب ایک ایک سردار نے ایک ایک ہرن کے پیچھے
گھوڑا ڈالا اور ہر شخص اپنے شکار کے پیچھے علیحدہ علیحدہ اُڑائے چلا جاتا ہے لیکن امیر جس ہرن کے پیچھے گھوڑا
ڈالے چلے جاتے تھے وہ ایک درۂ کوہ میں جا کر پنہاں ہو گیا اور وہ کوہ الماس کا تھا امیر اُسے دیکھ کر بہت
خوش ہوئے کہ عجب کوہ ہے اور درۂ کوہ مثل گنبد سینہ بہشت سے ڈول ہشت پہل تھا گویا قدرت خدا سے وہ کوہ
تراشا ترشایا پیدا ہوا تھا غرض امیر اُس درۂ کوہ میں در آئے اور چلے جاتے جاتے ایک کھڑکی نمودار ہوئی
جب اُس کھڑکی میں سے نکلے ایک میدان وسیع دیکھا اور دیکھا کہ اُسمیں ایک درخت عجب طرح کا ہے کہ تنہ
اُسکا سبز زمرد کا ہے اور پتے یاقوت کے ہیں اور پھل زرد لگے ہوئے ہیں اور اُسپر ایک جانور عجیب بیٹھا ہوا ہے
بس دیکھتے ہی امیر کے وہ جانور اس زور سے چیخا کہ طبق زمین کے جابجا سے شق ہو گئے اور امیر اُسمیں سما گئے
اور بیہوش ہو گئے جب آنکھ امیر کی کھلی اپنے کو ایک جنگل میں دیکھا چند قدم آگے بڑھے تھے کہ گرد اُڑی اور ایک
نقابدار پیدا ہوا امیر کو سلام کیا اور کہا کہ شہر میں چلیے امیر اُسکے ہمراہ ہوئے لیکن حیران و پریشان ہیں کہ وہ
ہرن کدھر غائب ہو گیا میں درۂ کوہ میں آیا تھا وہاں سے اس جنگل میں پہونچا اب یہ نقابدار شہر میں لیے جاتا ہے
ذرا شہر کی بھی سیر کرنا چاہیے غرض امیر ساتھ اُس نقابدار کے دروازۂ شہر پناہ پر پہونچے وہ نقابدار امیر کو
شہر کی سیر کراتا ہوا قریب ایک مکان کے لایا کہ وہ مکان نہایت تکلف کا تھا نقابدار امیر کو اندر مکان کے
لیگیا دیکھا امیر نے کہ مکان خوب سجا ہوا ہے چین چوکا تخت کا لگا ہوا ہے ہانڈیاں جھاڑ کنول وغیرہ الگ رکھے ہیں
اور کچھ چھت میں آویزاں ہیں نقابدار نے امیر با توقیر سے کہا کہ چالیس روز یہاں آپ کی دعوت ہے بعد اسکے سامنے
بادشاہ کے آپ کو چلنا ہوگا امیر نے کہا کہ بہتر ہے لیکن اب امیر تو دعوت میں نقابدار کی ہیں حال عمرو کا سنیے
کہ یہ بھی تعاقب میں صاحبقران با اقبال کے اُسی درۂ کوہ میں در آئے اور وہی کھڑکی انھیں بھی ملی اور اُسی
دشت میں پہونچے کہ جہاں درخت پر جانور بیٹھا ہوا تھا اُسیطرح زمین شق ہوئی اور عمرو اُسمیں سما گئے
جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک سبزہ زار میں پایا عمرو سمجھ گیا کہ کارخانہ طلسم کا ہے اب پھنسے خدا خیر کرے کہ اُسیطرح
ایک نقابدار آیا اور انکو بھی شہر میں لیگیا اور چالیس دن دعوت کی انکو بھی یہیں چھوڑیے مگر حال سنیے علمشاہ
کا کہ یہ گھوڑا اُڑائے ہوئے ہرن کے پیچھے چلے جاتے ہیں ہمارہ اُنکے ساتھ ہے کہ ایک باغ نمودار ہوا ہرن
چوکڑی بھر کر اُس باغ میں آگیا اُنھوں نے بھی گھوڑے کو ایڑ کی کہ گھوڑا دیوار پھاند کر باغ میں پہونچا ہرن کا [illegible]

نہ لگا اب یہ سیر باغ کرتے ہوے ایک درخت خرما کے پاس پہونچے اُسپر ایک جانور بیٹھا ہوا تھا علمشاہ کو دیکھکر
چیخا کہ اُسکی آواز سے کوہ و دشت مین زلزلہ پیدا ہو گیا علمشاہ بیہوش ہو گئے جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر مین
دیکھا کہ وہ شہر عجب طرح کا تھا کہ مکانات تو بہت بنے ہوے تھے لیکن آبادی بہت ہی کم تھی بازار مین آراستہ تھین
علمشاہ سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ راستے مین سیارہ سے ملاقات ہوئی اُسنے کہا ای شہریار ہرن آپنے صید
کیا علمشاہ نے کہا ہرن کیسا ہرن تو غائب ہو گیا اور اپنی حقیقت بیہوش ہو کر شہر مین پہونچنے کی بیان کی اُسنے کہا
ای شہریار مین بھی اسیطرح یہان آیا ہون علمشاہ نے کہا خدا جانے امیر کو ہمارے حال کی خبر ہی یا نہین یہ کارخانہ
طلسم کا معلوم ہوتا ہی غرض انکو بھی اُسیطرح ایک نقابدار آکر لیگیا او چالیس دن تک دعوت کی ادھر شاہزادہ
بدیع الزمان پیچھے ہرن کے گھوڑا اڑاے ایک کوہ زمردین پاس پہونچا ہرن درۂ کوہ مین غائب ہو گیا
بدیع الزمان درۂ کوہ مین در آیا آتے آتے ایک دروازہ نمودار ہوا شاہزادہ اُسمین سے نکلا دیکھا کہ ایک
میدان ہی کہ اُسمین گیاہ کا نام بھی نہین درخت کا نشان تک نہین معلوم ہوتا مگر پہاڑ اکثر ہین اور سب پہاڑ
زمردین ہین اُنپر ایک طاؤس بیٹھا ہی بس بدیع الزمان کو دیکھتے ہی وہ مور اسطرح چلایا کہ کوہ و دشت
مین زلزلہ پیدا ہو گیا اور زمین جا بجا سے شق ہو گئی شاہزادہ بیہوش ہو گیا آنکھ جو کھلی اپنے کو دروازۂ شہر پناہ پر
پایا قصد کیا کہ پھر چلو دن بھر پھرے رات کو اپنے کو پھر اُسی دروازۂ شہر پناہ پر پایا سمجھے کہ یہ کارخانہ طلسمی ہی غرض
اُسیطرح ایک نقابدار آیا اور انھین بھی لیگیا اور سامان دعوت کیا اب حال قاسم کا بیان ہوتا ہی کہ یہ گھوڑا
اڑاے ہوے ایک کوہ یاقوت پاس پہونچے دیکھا کہ ہرن درۂ کوہ مین پہونچکر غائب ہو گیا قاسم اُس درۂ کوہ مین
آیا جستجو مین آہو کی چلا جاتا ہی دیکھا کہ کچھ روشنی معلوم ہوتی ہی قاسم اور آگے بڑھا ایک دروازہ نمودار ہوا
جب دروازے سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک لالہ زار ہی تمام صحرا گلہاے سرخ سے روشن ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آگ
لگی ہوئی ہی اور لال درختون پر بیٹھے ہوے ہین قاسم کو جو اُن لالون نے دیکھا غل بلند کر اٹھے اور سر پر قاسم کے
سایہ افگن ہوے اور اس خوش الحانی سے نبی جی بھیجو کہا کہ قاسم محو ہو گیا بلکہ بیخود ہو گیا ہوا معطر چل رہی تھی
قاسم کی آنکھ بند ہو گئی جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا کہ تمام بازار آراستہ ہین شہر نہایت آباد و شاد
ہی قاسم سیر کنان چلا آتا تھا کہ ایکبار ایک سوار نقابدار نمایان ہوا قاسم کو سلام کیا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ
لیگیا اور دعوت کی اب حال سنیے کرب نوجوان کا کہ یہ گھوڑا اڑاے ہوے چلا جاتا تھا دیکھا کہ ایک دریا
ہی ہرن اُس چشمے کو پھاندکر اُس پار چلا گیا کرب نے بھی گھوڑا اُسکے پیچھے دریا مین ڈالدیا گھوڑا پانی کو کاٹتا
ہوا چلا جاتا تھا کہ یکایک ایک نہنگ پیدا ہوا اور وہ مرکب کو مع اسپ نگل گیا مگر آنکھ جو کرب کی کھلی
اپنے کو ایک دشت مین پایا کہ وہان درخت بنفشہ بہت سے لگے ہوے تھے اور جانوران عجائب رنگ مختلف شکل
درختون پر اڑتے پھرتے تھے کرب کو جو دیکھا سبنے ملکر غل مچایا کہ اُنکے غل سے تمام دشت مین آگ لگ گئی ہر طرف
شعلے بھڑکنے لگے کرب نے جو دیکھا دشت مین آگ لگ گئی ایک چاہ قریب تھا اُسمین یا امیر عرب کہکر کود پڑے
آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک دشت پر فضا مین پایا سیر کنان ایک دروازے کے پاس پہونچے قصد اندر جانے کا
کر رہے تھے کہ ایک نقابدار پیدا ہوا اور کرب کو سلام کیا اور اندر شہر کے لایا ایک ایوان مین لیگیا چالیس روز
دعوت کی اور کہا کہ آپ کو کیا شوق ہی کہ آج ہم آپ کو اپنے بادشاہ پاس لیچلینگے جس فن مین آپ کمال رکھتے
ہون وہ ہم بادشاہ سے بیان کرین کرب نے کہا تمھارے بادشاہ کو کس بات کا شوق زیادہ ہی اُسنے کہا

کہ ہمارے بادشاہ کو کشتی دیکھنے کا بہت شوق ہی ہر مہینے دنگل ہوتا ہی اور سال بھر کے بعد ایک بہت بڑا دنگل بادشاہ
بزرگ کے یہان ہوتا ہی کہ وہان ساتون اقلیمون کے بادشاہ آکر جمع ہوتے ہین اور ہر شخص اپنے اپنے پہلوان کو لڑاتا ہی
جسکا پہلوان غالب آتا ہی اُسکو بادشاہ بزرگ سے انعام ملتا ہی کرب نے کہا مین بھی دنگل کی سیر ضرور دیکھونگا غرض
وہ دن دنگل کا آیا کرب ہمراہ اُس نقابدار کے ایوان بادشاہی مین آئے دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہی کرسیان دنگل
دہنی بائین طرف بچھے ہوئے ہین پہلوان بیٹھے ہوئے ہین اکھاڑا تیار ہی بادشاہ نے کرب کو دنگل دیکھنے کو بٹھایا کرب سلام کرکے بیٹھ گیا نقابدار
نے بادشاہ سے کہا کہ انھین بھی کشتی سے بہت شوق ہی بادشاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ پھر کشتی شروع ہو پہلوان اُتر کر لڑنے لگے کشتیان ہونے لگین
جوڑین چھٹنے لگین تین پہر دن کامل کشتی رہی جب چھوٹی جوڑین لڑ چکین تو ایک پہلوان لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین کودا تمام پہلوان اُس سے لپٹے
لیکن اُس پہلوان نے سبکو زور دلایا بعد اُسکے نعرہ مارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی سہراب کہان ہی حمزہ کہ آئے اور غلامی میری ختیار
کرے بس یہ سننا تھا کہ کرب کو تاب نہ رہی آواز دی کہ او زبان دراز یہ کیا بکتا ہی خدا نے ایک سے بہتر ایک کو پیدا کیا ہی کہ
بہادرون کے نام اس طرح لیتا ہی اُسنے جھنجھلا کر کہا کہ اگر تجھے دعوی ہی تو اُتر آ اکھاڑے مین بس یہ سننا تھا کہ کرب
جھم سے کود پڑا اور گیارہ ڈنڈ مولا مشکلکشا کے نام کے کرکے مٹی چڑھا کر خم ٹھونک کر سامنے آئے کشتی ہونے لگی
لیکن کرب کی یہ کیفیت ہی کہ اُسکا زور توڑ رہے ہین اور اپنا زور نہین کرتے جب پہلوان زور کرکے تھکا کرب نے کہا
ہوشیار ہو کہ اب مین زور کرتا ہون یہ کہکر ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ یا حیدر کرار کہکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر
مارا کہ چارون شانے چت گرا بادشاہ یہ زور و طاقت دیکھکر بہت خوش ہوا اور تخت سے کود پڑا اور کرب کو گلے سے
لگا لیا اور اپنے تخت پر بٹھا لیا خلعت عنایت کیا وہ پہلوان جسے چت کیا تھا آکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ مین غلام ہون
اور یہ جتنے ہین میرے تیار ہین سب خدمتگار ہین اور پہلے مین ان سب کا افسر تھا اب یہ رتبہ حضور کو زیبا ہی اور نام
اس پہلوان کا سوماق کشتی گیر ہی غرض بادشاہ نے کرب دلاور کو افسر اُن سب پہلوانون کا مقرر کیا اور کہا
کہ آپ ان سبکو زور دلایا کیجیے مین آپ کو دنگل بزرگ جو شاہنشاہ شاہنشاہان یعنے عالم آراے جادو کے یہان
ہوتا ہی اُسمین لڑواؤنگا انکو بھی یہین چھوڑیے حال سنیے شاہزادہ سلطان سعد کا کہ انھون نے بھی گھوڑا
ہرن کے پیچھے ڈالا ہی جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچے کہ عجب صحرا تھا ہرن دامنۂ کوہ مین جاکر غائب ہو گیا
سلطان سعد حیران و پریشان پھر کر چلے تھے مگر انکو پیاس معلوم ہوئی چند قدم بڑھے تھے کہ ایک چشمہ نمایان ہوا
قریب اُسکے گئے دیکھا تو عجب چشمہ ہی کہ پانی اُسکا ہر مقام پر چرخ مار رہا ہی جا بجا بھنور پڑ رہے ہین سلطان سعد
نے لب ساحل پہنچکر چلو بھر کے پانی پیا پیتے ہی بیہوش ہو گئے بعد گھڑی بھر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک وادی
سرسبز مین دیکھا جاتے جاتے ایک شہر نمایان ہوا اور ایک نقابدار آکر سعد کو لیگیا چند مکان اسکے آباد ہین اور باقی
خالی مکان بہت ہین لیکن آبادی کم ہی غرض وہ نقابدار سلطان سعد کو لیے ہوئے ایک قصر مین آیا اور انکی
دعوت کی پوچھا آپ کو کس فن مین کمال حاصل ہی کیونکہ چہرے سے شوکت شاہانہ اور سطوت مردانہ عیان ہی آپ
ضرور فن سپاہگری جانتے ہونگے شاہزادے نے جواب دیا کہ البتہ کچھ شوق تو ضرور ہی نقابدار نے کہا مین آپکو
سامنے اپنے بادشاہ کے لیچلونگا وہ آپکی بہت عزت و حرمت کریگا کیونکہ اُسے بھی کشتی سے بہت شوق ہی ہر مہینے
دنگل ہوتا ہی اور بعد سال بھر کے ایک دنگل بزرگ ہوتا ہی اُسمین آپ کو لڑوائیگا اگر آپ حریف پر غالب آئے
تو بادشاہ بزرگ آپکو اپنے پاس رکھیگا غرض یہ بھی وہان رہنے لگے کہ اس اثنا مین دن دنگل کا قریب آیا نقابدار نے
یہ خبر بادشاہ کو دی کہ ایک شخص زبردست روزگار اس اقلیم مین وارد ہوا ہی اگر فرمائیے تو لیکر حاضر ہون حکم ہوا

غرض وہ نقابدار سعد کو لیکر دربار مین گیا دیکھا تو دربار آراستہ تھا اکھاڑا تیار تھا پہلوان کرسیون ڈنگلون پر بیٹھے
تھے سلطان سعد کو جو بادشاہ نے دیکھا بہت پسند کیا اور ایک ڈنگل نفیس جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت کیا بادشاہ
نے حکم دیا کہ کشتی شروع ہو پہلوان لڑنے لگے بعد سبکے ایک پہلوان زبردست اکھاڑے مین اُترا پہلے سبکو زور دکھلا
بعد اُسکے خم ٹھونکا اور پکارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی حمزہ آئے اور حلقہ غلامی کان مین ڈالے بس
یہ سننا تھا کہ سعد کو تاب نہ رہی اور کود کر ڈنگل سے نعرہ کیا کہ او بے ادب یہ کیا کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہی
اُسنے جواب دیا کہ اگر تجھے کچھ دعوی ہی تو آ بس یہ سنتے ہی سعد اکھاڑے مین آئے گیارہ ڈنڈ کرکے خم ٹھونک کر سامنے
کھڑے ہوئے ہاتھ ملا کشتی ہونے لگی بس گھڑی بھر کا عرصہ نہ گذرا ہوگا کہ سعد نے لنگر اُسکا توڑا اور سر سے بلند کیا
اور کہا کہ اب کیا کہتا ہی اُسنے کہا بیشک آپ زبردست ہین اور مین غلامی سے باہر نہین ہون سعد نے چپکے سے اُسے
زمین پر رکھدیا نام اس پہلوان کا ارماق کشتی گیر ہی بادشاہ نے بہت تعریفین کین اور خلعت عنایت کیا اور کہا کہ
آپکو ڈنگل بزرگ مین پچھلے لڑواؤنگا غرض سعد بھی یہان رہنے لگے لیکن ابحال گذارش کیا جاتا ہی امیر با توقیر
کا کہ مع عمرو بن امیہ ضمری مہمان ہین نقابدار کے اور حال ان نقابدارون کا یہ ہی کہ یہ چھ نقابدار جو سردارون کو
لیگئے ہین بیٹے ہین ہومان جادو کے یہ چھون منتظم ہین چھ اقلیمون کے اور اقلیم ہفتم یہی ہی اور یہی پایۂ تخت
ہی اُسکا منتظم ہومان خود ہی اور وہ دو وزیر جو پایۂ تخت کے منتظم ہین اُنکا یہ کام ہی کہ جو شخص نیا آتا ہی وہ اُسکی
خبر دیتے ہین عالم آرائے جادو کو اور یہ چھ بادشاہ چھ اقلیمون کے بیٹے ہین عالم آرائے جادو کے غرض
امیر جس بادشاہ کی اقلیم مین ہین نام اسکا چوپان شاہ ہی اور اقلیم کو اسکی غربیہ کہتے ہین اور یہ اقلیم بہت آباد ہی
اور یہان بھی ہر مہینے ڈنگل ہوتا ہی اور یہان بہت بڑا ایک پہلوان ہی کہ نام اسکا غرماق کشتی گیر ہی یہ پہلوان سب
اقلیمون کے پہلوانون سے زبردست ہی غرض جب روز ڈنگل کا آیا نقابدار امیر کو لیے ہوئے سامنے اس بادشاہ
کے آیا اور عرض کیا کہ یہ شخص نہایت زبردست ہی اور آرزو مقابلے کی رکھتا ہی اور نام آپکے پہلوان کا سنکر آیا ہی کہا
اچھا کیا مضائقہ ہی لیکن نظر جو چہرے پر امیر کے پڑی عجیب دبدبہ نظر آیا بیساختہ تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا ڈنگل جواہر نگار
بیٹھنے کو عنایت ہوا امیر تشریف فرما ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کشتی ہونے لگی جب چھوٹی جوڑین لڑ چکین تو بادشاہ نے
امیر کیطرف دیکھکر کہا کہ بسم اللہ لنگوٹ باندھیے اور غرماق کشتی گیر نے بھی لنگوٹ کسا اور اکھاڑے مین اُترا
خم ٹھونک کر پکارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی حمزہ آئے اور غلامی میری اختیار کرے بس یہ سنکر
امیر ہنسے اور فرمایا کہ حمزہ تو خیر مگر اور بہادران نامی کو کیون پکارتا ہی کہ وہ اب زندہ بھی نہین ہین مجھسے تو سامنا
کرے یہ کہکر اکھاڑے مین کود سلام ہوا ہاتھ ملتے ہی زور ہونے لگے پہلے امیر نے زور اسکا رد کیا پیچ اسکے دیکھے اور تعریف کی بعد اسکے فرمایا
کہ اب میرا زور روک اُسنے کہا کہ بسم اللہ زور کیجیے امیر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر سر سے بلند کرکے آہستہ سے زمین پر چت لٹا دیا
غرماق قدمون پر گر پڑا کہ آپ زبردست ہین مین نے حلقہ غلامی کان مین ڈالا لیکن امیر اور سرداران نامی جو ہین نقابدارون کے ایسے
مسخر ہو چکے ہین کہ انکو نہ دین کا ہوش ہی نہ دنیا کا بالکل مبہوت ہو رہے ہین یہ تک نہین پوچھتے کہ تمھارا دین کیا ہی ایک بیخودی کا عالم ہی غرض
امیر سے بھی ڈنگل بزرگ کا وعدہ ہوا اب حال سنیے علمشاہ رومی کا کہ سب بھلا بھول گئے ہین نقابدارون کے مہمان ہین کچھ دین سے
کسیکے سروکار نہین ہی یہ نقابدار بھی علمشاہ کو ڈنگل مین لیگیا کشتی ہونے لگی بعد سبکے آفاق کشتی گیر سے کہ پہلوان
زبردست ہی اور علمشاہ سے کشتی ہوئی شاہزادے نے اُسے آن واحد مین زیر کرلیا وہ بھی مطیع ہوا اور بادشاہ سے
ڈنگل بزرگ مین لڑنے کا وعدہ ہوا انکو بھی یہین چھوڑیے اب حال شاہزادہ بدیع الزمان کا سنیے کہ یہ بھی مہمان تھا

لڑا برار انھیں بھی دنگل مین لیگیا بادشاہ نے بہت عزت کی قاسم نے غراب کشتی گیر کو زیر کیا وہ بھی فرمانبردار ہوا
اور اس سے بھی دنگل بزرگ کا وعدہ ہوا کہ اس اثنا مین دن میلے کا قریب آیا ایک ہفتہ قبل اقلیم ہفتم مین ایک مینار
ہی اسپر آواز نقارے کی بلند ہوئی معلوم ہوا کہ آج سے آٹھوین دن میلہ ہی ہر شخص حسب لیاقت سامان مین مصروف
ہوا ہر بادشاہ نے سامان چلنے کا کیا غرض وہ دن آیا اور بہت بڑا اکھاڑا تیار ہوا اور گرد اکھاڑے کے کرسیان
دنگل بچھے ایک طرف ایک تخت بچھا اسپر دو وزیر آکر بیٹھے اور بیچ مین پردۂ حجاب قائم ہوا میلہ جمع ہونے لگا شہر کی دکانین
آراستہ ہونے لگین لوگ پوشاکین بدل بدلکر اپنے اپنے گھرون سے نکلنے لگے سوانگ تماشے لاگین دکھاتے
ہوئے ہر طرف سے نمودار ہونے لگے بہروپیے بھیس بدل بدلکر ہر ایک کو دھوکا دیتے پھرتے تھے بھیسون سے
انعام لیتے تھے نٹنیان راستے مین ایک ایک کا دامن پکڑکر لگاوٹ کر کرکے کچھ نہ کچھ لے مرتی تھین سافنون کی
دکانون پر چرسیون کے دم لگ رہے تھے ملارین اُڑ رہی تھین کسبیان بناؤ سنگار کرکے کرسیان بچھوا کر کمرون
بیٹھی ہوئی ناز معشوقانہ دکھاتی تھین ہر طرف کٹورا کھنک رہا تھا ایک عجب لطف تھا کہ اسی اثنا مین آواز نقارے
کی پیدا ہوئی اور چوپان شاہ تخت پر سوار امیر کشورگیر مرکب پر بیٹھے ہوئے تخت کے ہمراہ نمایان ہوئے وہ دونون
وزیر کہ نام ایک کا ہوشمند ہی اور دوسرے کا دانشمند ہی آگے اور استقبال کرکے لیگئے اُدھر پرچہ عالم آرائے جادو
کو گذرا کہ بڑے بیٹے آپ کے حمزہ عرب کو ساتھ لیکر آئے ہین بس ایک تخت بروے ہوا نمایان ہوا اور آواز
آئی کہ او چوپان یہ عطیہ ہی خداوند کا آپ اس تخت پر تشریف رکھیے چوپان نے سلام کیا اور تخت کیطرف بڑھا تخت
بیچا ہو گیا چوپان شاہ اُسپر بیٹھا امیر کے لیے دنگل جواہر نگار آسمان سے اُترا امیر اُسپر جلوہ افروز ہوئے کہ
اتنے مین آمد دوسرے بادشاہ کی ہوئی دونون وزیر پھر استقبال کو گئے اور مرجان شاہ کو مع علمشاہ لیکر
آئے یہ چھوٹا بھائی ہی چوپان کا اور خبر انکے آنے کی عالم آرائے جادو کو ہوئی اُسیطرح انکے لیے بھی تخت
دنگل آیا یہ بھی بیٹھے کہ تیسرے بادشاہ کی آمد ہوئی چوگان شاہ مع شاہزادۂ بدیع الزمان پہونچا اور اُسیطرح دنگل و تخت
آیا اور یہ بھی بیٹھے کہ اتنے مین شیران شاہ پہونچا قاسم اسکے ساتھ تھے یہ بھی اُسیطرح سب مین داخل ہوئے بعد
اسکے پیران شاہ کرب غازی کو لیے ہوئے آیا ساتھ ہی اسکے مہران شاہ مع شاہزادہ سلطان سعد
پہونچا یہ سب بادشاہ اور سردار جمع ہوئے لیکن ایک ایک کو دیکھ رہا ہی کوئی کسی سے بات نہین کرتا ایکبار وہ
دونون وزیر پردہ اُٹھا کر اندر گئے اور عالم آرائے جادو سے کہا کہ خداوند یہ لوگ اتفاق سے پھنس گئے
ہین کہ اگر کوشش کرتے تو ہاتھ نہ آتے لہذا انکا زندہ رہنا اچھا نہین ہی کیونکہ انھین نے ہزارون طلسم توڑے ہین
سیکڑون ساحرون کو مارا ہی ایسا نہو کہ کوئی فساد پیدا ہو آج دنگل موقوف رکھیے اور انکا فیصلہ کر دیجیے کیونکہ ہم
پرچہ سحر مین دیکھ چکے ہین کہ اگر یہ آج شب بھر بچ گئے تو کل انکی موت نہین ہی اور کوئی بلائے آسمانی ہم پر نازل
ہوگی کہ جسپر سحر کارگر نہوگا عالم آرائے جادو نے جواب دیا کہ اچھا کہہ دو کہ خداوند نے آج دنگل موقوف رکھا اور
کچھ نمونہ قدرت کا دکھائینگے کہ یہ تازہ مہمان جو ہین انکو بھی کچھ اعتقاد ہو تم یہ حکم دو مین انکے مارنے کی تدبیر
کرتا ہون غرض یہ دونون وزیر تو باہر نکل آئے لیکن عالم آرائے جادو نے جلدی سے نہا کر چوکا دیا
اور ایک پتلی ماش کی تیار کی اور ایک بکرا ذبح کرکے اُسکے خون مین اُس پتلی کو نہلایا اور چند دانے ماش کے
پڑھکر مارے کہ وہ پتلی اُٹھ بیٹھی اور ناچنے لگی عالم آرائے جادو نے ایک اور بکرا ذبح کیا اور زبان اُسکی
نکالکر اُس پتلی کے منھ مین دی اور چند دانے رائی سرسون کے پڑھکر مارے کہ وہ ہر بات کا جواب دینے لگی

اور خون بکری کا پی گئی مگر وہ دونون وزیر جو پردے سے باہر آئے حکم دیا کہ آج خداوند نمونہ قدرت دکھائینگے
اور کل دنگل ہوگا غرض ایک اور خیمہ تیار ہوا اور اُسمین سب بادشاہ مع اپنے اپنے سردارون کے آگے بیٹھے اور
راستہ دیکھ رہے ہین کہ خداوند کیا نمونہ قدرت دکھاتے ہین کہ یکایک جانب آسمان سے ایک شعلہ جوالہ نمایان
ہوا جب وہ زمین پر آیا تو اُسمین سے ایک جوگن نہایت حسین پیدا ہوئی کہ بین اُسکے ہاتھ مین تھی بجا کر گانے لگی
مگر صورت اُس جوگن کی دیکھکر ہر شخص مع امیر کشور گیر ہزار جان سے فریفتہ و شیفتہ ہو گیا اور جوگن
نے گا کر اور بھی سبکو از خود رفتہ کر دیا جب خوب گا چکی تو بیٹھ کر چیخ مار کر رونے لگی اب ہر شخص کی یہ کیفیت ہی کہ
ساتھ اُس جوگن کے رو رہا ہی اشک جاری ہین اور یہ صدا بلند ہی کہ ای جان جہان آرام دل مشتاقان آخر
کیا ہی کچھ مُنھ سے تو کہو یہ گریہ کسواسطے ہی جوگن نے جواب دیا کہ حال سب پوچھتے ہین لیکن فریاد کو کوئی نہین
پہونچتا مین کیا اپنا حال پر ملال بیان کرون ہر شخص نے کہا کہ جو کہوگی ہم وہی کرینگے کچھ بیان تو کرو اُسوقت
جوگن نے سبکا دل ہاتھ مین لیکر کہا کہ میرا باپ بہت بڑا منجم تھا اُسنے مجھسے کہا تھا کہ جب سن تیرا بارہ برس کا ہوگا
تو تو مر جائیگی لہذا مین روتی ہون کہ یہ دنیا ناپائدار ہی اسپر کبھی بھروسا نہ کرے مین تو اسلیے دنیا کو ترک کیا
اب ستی ہوتی ہون یہ کہکر اُف کی کہ مُنھ سے شعلہ نکلا جتنے سردار بیٹھے تھے سب نے کہا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ ہین
یہ سنکر جوگن نے کہا کہ اچھا لکڑیان جمع کرو اُسیوقت ایک بڑا ساگڑھا کھدا اور انبار ہیزم کا ہو گیا اب ان باتون مین جوگن کے پہر رات گذر چکی ہی
اور پہر رات باقی ہی کہ جوگن نے کہا خیر چلتے وقت ایک غزل اور سن لو کہ پھر ہم کہان یہ دنیا کہان یہ کہکر غزل گانے لگی غزل

جتنی بڑھتی ہی اُتنی گھٹتی ہی — زندگی آپھی آپ کٹتی ہی
آج ہی آہ کی ہوا کچھ اور — دیکھیے کس طرف پلٹتی ہی
زلف کی کج ادائیان دیکھو — ہر گھڑی رخ سے جا لپٹتی ہی
جو خرابی کہ درد مین پھیلی — دست قدرت سے کب سمٹتی ہی

غرض جوگن ایسا گائی کہ ہر شخص کے آنسو جاری تھے اب یہ اُٹھکر انبار ہیزم کیطرف چلی اور پکاری مصرع
رخصت ای اہل وطن ہمتو سفر کرتے ہین یہ یہ کہکر اُس انبار ہیزم پر جا بیٹھی ساتھ ہی اُسکے ہر ایک سردار
مع امیر با توقیر اُٹھکر چلا اور جوگن نے اشارہ کیا کہ جو میرا عاشق ہی آئے اور میرے ساتھ چلے
یہ سب آگے بڑھے ہین اب انکو تو یہین چھوڑیے مگر حال سنیے لشکر امیر با توقیر کا کہ جس روز سے امیر غائب ہوے
تھے بادشاہ اسلام نہایت پریشان تھے لشکر مین ایک تلاطم تھا جس عیار کو خبر کیواسطے بھیجا وہ بھی گم ہو گیا یہانتک
عرصہ دو تین مہینے کا گذر چکا ہی کہ کچھ خبر صاحبقران عالیشان کی معلوم نہین ایک روز بادشاہ اسلام دست بدعا ہین
اور سرداران و الاکرام آمین کہہ رہے ہین کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور ایک ابر آسمان سے نمایان ہوا اور آواز
نقارے کی پیدا ہوئی جب وہ ابر قریب آیا دیکھا تو نقابدار سبز پوش زرین لباس چند پریزادون سے نمایان ہوا اور
باز سفید اُسکے سر پر سایہ افگن تھا آتے ہی قریب اُس برج کے جا کر ایک تختی جیب سے نکالکر سامنے کی کہ عکس سے
اُسکے برج قائم ہوا لیکن حال اس تختی کا وقت پر گذارش کیا جائیگا بس برج کے قائم ہوتے ہی نقابدار نے
گرز مارا کہ برج پھٹا اور ایک جادوگر اُسمین سے پیدا ہوا اور آواز دی کہ او مفلوک روزگار تو کون ہی کہ بیٹھے
بٹھاؤن کو ستاتا ہی معلوم ہوا کہ قضا تیری آچکی ہی نقابدار نے کہا او کافر تو بندگان خدا کو طلسم مین پھنساتا ہی مین تجھے
سزا دینے آیا ہون بس یہ سنتے ہی اُس جادوگر نے دستک دی کہ سیکڑون غول ہر چہار جانب سے پیدا ہوے کہ تلوارین
اُنکے ہاتھ مین کھنچی ہوئی تھین نقابدار پر دوڑے نقابدار نے تختی کا عکس ڈالا کہ وہ غول غائب ہو گئے غولان جادو
نے دیکھا کہ سحر رد ہوا چاہا کہ بھاگ جائے بس لوٹ کر بازمرغ بنکر اُڑنے کے چلا تھا کہ نقابدار نے لوح کو دیکھا

لکھا تھا کہ یہ اسم جو حاشیۂ لوح پر لکھا ہی پڑھکر تیر مار و نقابدار نے وہ اسم پیکان تیر پر دم کرکے جو مارا سینے پر
باز کے پڑا کہ پار گذر گیا غولان جادوگر گرا اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا بیر چلا اسکے کہ کشتی مرا نام من غولان جادو
پاسبان عالم نو ایجاد بود جب تیرگی برطرف ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ زیر برج ایک نقب ہی بس نقابدار بحکم لوح
اُسمین کود پڑا لیکن اُدھر بادشاہ اسلام نے گنبد کے ٹوٹنے سے اور جادوگر کے مرنے سے جان لیا کہ طلسم ہی اور
یقین ہوا کہ اب امیر بھی پھر ینگے بس اُسیطرف دیکھنا شروع کیا لیکن نقابدار سبز پوش جو نقب مین گیا دیکھا کہ
وادی سرسبز ہی بس لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اس باغ کا میوہ نہ کھانا اور جو حریف ملے اُس سے بحکم لوح سامنا
کرنا بس نقابدار آگے بڑھا دیکھا تو گرد اُڑی اور ایک نقابدار پیدا ہوا اور سامنے آکر نقاب اُلٹ دی دیکھا تو
ایک حسینہ جمیلہ ہی بس نقابدار دلدادہ ہوا لیکن لوح کو جو دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر ہی اسکے فریب مین نہ آنا بس
نقابدار نے عکس لوح کا جو اُسکے اوپر ڈالا دیکھا تو وہ رنگ و روغن اُڑ گیا ایک عجیب ہیئت نظر آئی کہ ایک شخص
روسیاہ سامنے کھڑا ہی بس نقابدار نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوے بس زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا خاک اُڑنے لگی بیر اسکے چلا کے کہ کشتی مرا نام من مسمار جادو پسر ہومان جادو منتظم اقلیم اول بود بس
اب جو روشنی ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ نہ وہ صحرا ہی نہ سبزہ زار ہی ایک وادی پرخار ہی لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا
کہ چاہ کہنہ جو معلوم ہوتا ہی اسمین کود پڑو بس نقابدار اللہ اللہ کرکے چاہ مین کودا دیکھا تو ایک میدان وسیع ہی اور
ایک درخت ہی اُسپر ایک جانور عجیب بیٹھا ہی نقابدار کو دیکھتے ہی چلایا کہ اُسکے چلانے سے نقابدار کا کلیجا
ہل گیا بس نقابدار نے لوح کا عکس اُس درخت اور جانور پر ڈالا درخت غائب ہوگیا اور جانور نقابدار کے آگے
سامنے گر پڑا اور ایک نقابدار سامنے سے آیا پکارا او اجل رسیدہ تو یہان کہان آیا غضب کیا تو نے کہ سحر
میرا باطل کیا خیر کہان جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے یہ کہکر شکل ایک اژدر کی بنکر منھ کھول کر نقابدار کیطرف
چلا نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا اژدر کی شکل مٹ گئی اور ہیئت اصلی پہ آگیا بس دوڑ کر نقابدار نے
تیغہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے لیکن ایک آندھی چلی زلزلہ آیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من زنار جادو منتظم
اقلیم دوم بود بس جب وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ سنگ گران زمین پر رکھا ہی لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اس سنگ کو ہٹاؤ جب غار نمایان ہو اسمین یہ اسم پڑھکر کود پڑنا نقابدار نے ویسا ہی کیا جب غار مین
کودے دیکھا کہ ایک دریا موجین مار رہا ہی اور ایک مینار اندر اُس دریا کے ہی اُسپر ایک عقاب بیٹھا ہی دیکھکر
نقابدار کو وہ عقاب چلایا کہ فتاح طلسم آپہونچا اور اُڑ کر چلا تھا کہ نقابدار نے بحکم لوح تیر مارا کہ سینے پر عقاب کے
پڑا وہ گرا تڑپ کر مر گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زنگار جادو منتظم اقلیم سوم بود جب
روشنی ہوئی وہ دریا اور مینار کچھ نہ معلوم ہوا لیکن ایک نہنگ نقرئی دیکھا کہ منھ کھولے ہوے بیٹھا ہی اور
منھ سے اُسکے شعلۂ آتش نکل رہے ہین بس نقابدار بحکم لوح اسم پڑھکر اُسکے منھ مین کود پڑا دیکھا کہ ایک
قصر ہی نہایت پر تکلف اور ایک حوض اُسکے بیچ مین بنا ہوا ہی اور کچھ نازنینین اُسمین برہنہ نہا رہی ہین نقابدار نے
اُدھر سے منھ پھیر لیا تھا کہ باز نے نقابدار کے اپنی زبان مین کہا کہ ای شہریار یہ سحر ہی کوئی عورت نہین ہی
بس جیسے ہی نقابدار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص سیہ رو خنجر بکف قریب آپہونچا ہی چاہتا ہی کہ تلوار مارے
نقابدار نے للکارا وہ جھجکا اور زمین پر گر کر تڑپا اور غائب ہوگیا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ زیر زمین
بند و سحر پنہان ہی نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا کہ طبقہ پھٹا اور جادوگر نکلا دیکھا اُسنے کہ قضا سر پہ آگئی بس

شبرنگ کر لقابدار پر دوڑا لقابدار نے بحکم لوح اسم پڑھکر گرز مارا کہ وہ شب پیوند خاک ہو گیا آوازین پیدا ہوئین ہے ہے ہر خاک
اڑا کر چلا اسکے کہ کشتی مرا نام من آتشبار جادو منتظم اقلیم چہارم بود اب جو دیکھا لقابدار نے تو ایک تالاب ہے کہ اسمین
پانی نہین ہے اور مچھلیان تڑپ رہی ہین اور ایک نہنگ بزرگ ہے کہ اُن مچھلیون کو نگل رہا ہے یہانتک کہ سبکو نگل کر وہ نہنگ
لقابدار کیطرف چلا لقابدار نے نہنگ کو آتے دیکھکر لوح کا عکس ڈالا نہنگ تو غائب ہو گیا لیکن ایک دہانہ نقب کا
نمایان ہوا لقابدار بحکم لوح اُسمین کود پڑا دیکھا تو ایک ٹیکرا ہے زبرجد کا اُسپر ایک بنگلہ ہے اسمین ایک مرد فقیر تلاوت
قرآن کر رہا ہے لقابدار سمجھا کہ یہ فقیر باشندہ اس صحرا کا ہے چاہا تھا کہ ٹھہرے کہ نظر لوح پر پڑی لکھا تھا کہ یہ ساحر
ہے بس لقابدار نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا تو صورت اُسکی تبدیل ہو گئی ہیئت اصلی پر آگیا بال فتیلا جیسے ہو
جھولی اسباب سحر کی کاندھے پر جلدی سے ایک گولا نکالکر سحر دم کر کے لقابدار پر مارا کہ وہ قریب آکر پھٹا اور شعلے آتش
نکلکر لقابدار پر چلے تھے کہ لقابدار نے عکس لوح کا ڈالا شعلے غائب ہو گئے اور جھپٹ کر ہاتھ تیغہ کا مارا کہ ساحر کے
دو ٹکڑے ہوے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آوازین آنے لگین کہ کشتی مرا نام من سرخوار جادو منتظم اقلیم پنجم بود جب تاریکی
دور ہوئی دیکھا لقابدار نے کہ ایک صحراے پرخار ہے بحکم لوح ایک جانب چلے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک باغ ہے اور اسکے
دروازے پر ایک بجلی کوند رہی ہے اور ایک طائر بیٹھا ہوا ہے لقابدار کو دیکھتے ہی اُس طائر نے آواز دی کہ غافل
طلسم آپہونچا ہوشیار ہو بس اس آواز کے ساتھ ہی وہ برق جو دروازے پر کوند رہی تھی کڑک کر جانب آسمان کی
اور لقابدار پر گری لقابدار نے تختی سر پر رکھلی برق غائب ہو گئی اور ایک ساحر سامنے آیا ایک سانپ اُسکے
ہاتھ مین تھا بس اُس ساحر نے کچھ پڑھکر سانپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور وہ سب اژدر بنکر لقابدار پر چلے مگر جو
لقابدار کے قریب آیا تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے اور جتنے لہو کے قطرے اُسمین سے ٹپکین اُتنے اژدر پیدا ہو کر لقابدار پر
چلے بس لقابدار نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر دم کر تو لقابدار نے ویسا ہی کیا سب اژدر غائب
ہو گئے ساحر نے دیکھا کہ سحر رد ہوا چاہا کہ کچھ پڑھکر پرواز کرے آگے سے مڑا کہ لقابدار نے تیر مارا سینے پر بیٹھا اور پشت سے
پار گذر گیا ساحر گرا آندھی چلی جب سیاہی برطرف ہوئی صدا آئی کہ کشتی مرا نام من غدار جادو منتظم اقلیم ششم بود اب
جو سیاہی برطرف ہوئی دیکھا لقابدار نے کہ ایک میدان وسیع ہے اُسمین ایک گنبد ہے بس بحکم لوح اُس گنبد پر گرز مارا
کہ گنبد پھٹا اور ہومان جادو پیدا ہوا دیکھتے ہی لقابدار کو پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ سات در بند توڑ کر یہان تک
آیا اور چھ بیٹون کو میرے مارا اب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر کچھ سحر دم کر کے دستک دی کہ چہار طرف سے صدہا لقابدار
ایسے پیدا ہوے کہ جنکے سر پر بازو ساے فگن تھے اور آکر اُنھون نے لقابدار کو گھیرا لقابدار سمجھا کہ یہ فوج ہے تلوار کھینچی
اور لڑنا شروع کیا لقابدار کو قتل کرتا ہے لیکن وہ کم نہین ہوتے بلکہ بڑھتے جاتے ہین اب ہومان جادو کو مہلت ملی جلدی سے ایک گولا جھولی سے
نکالا اور سحر دم کر کے مارا کہ وہ گولا قریب لقابدار کے آکر پھٹا اور اُسمین سے ایسا دھوان پیدا ہوا کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اب لقابدار کو کچھ نظر نہین آتا
کسے تلوار مارے ہومان جادو تیغہ پکڑ کر لقابدار پر چلا کہ اب بے نابینا تو کر چکا ہون قتل کرون گا بس غیب سے لقابدار کے اپنی زبان مین کہا کہ اے
شہریار لوح دیکھے لقابدار نے تختی اُٹھائی اور روشنی سے اُسکی اندھیرا برطرف ہوا دیکھا تو ہومان قریب آ چکا ہے چاہتا ہے کہ تلوار مارے لقابدار
نے نعرہ کیا کہ وہ دہل گیا لقابدار نے تیغہ مارا کہ سر پر پڑا مگر کچھ اثر نہ ہوا لقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اسنے جسم اپنا
سحر سے لوہے کا بنا لیا ہے یہ اسم جو درمیان لوح مین لکھا ہے پڑھکر حربہ کر وہ ہومان نے جو لقابدار کو لوح دیکھنے مین
مصروف دیکھا چاہا کہ بھاگ جائے صورت ایک ہرن کی بنکر چلا جیسے ہی لقابدار نے اُسے ہرن بنکر بھاگتے دیکھا تیر جوڑ کر
مارا کہ پیشانی پر پڑا اور پشت سے گذر گیا ہرن گر کر تڑپنے لگا آندھی چلنے لگی زمانہ تاریک ہو گیا جب روشنی ہوئی تو آواز

پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ہوں مالک جادو منتظم اقلیم ہفتم بود اب جو دیکھا لقابدار نے تو دروازہ شہر پناہ کا دکھائی
دیا ہے لقابدار اندر شہر کے آیا دیکھا تو میلہ ہوا اور ایک جانب ایک بارگاہ استادہ ہے اور بہت مجمع ہے لقابدار دروازہ
بارگاہ تک پہونچا مگر ہاتھوں میں جو لقابدار کے تیغ برہنہ تھی لوگ ڈر کر ہٹ گئے دیکھا لقابدار نے کہ ایک جوگن انبار ہیزم پر
بیٹھی ہے اور صاحبقران اور فرزندان امیر جلنے کے لیے قریب اُسکے جا چکے ہیں اور لوگ آگ دینے کو تھے بس جا
جلدی سے تیر بحر کمان میں پیوستہ کرکے اُس جوگن پر بحکم لوح مارا کہ سر پر اُسکے پڑا اور شعلۂ آتش پیدا ہوا کہ جوگن جلکر
خاک ہو گئی امیر اور سرداران امیر چیخ مارکر لقابدار پر چلے کہ غضب کیا تو نے کہ معشوق کو ہمارے مار ڈالا لقابدار
سمجھا کہ سب گرفتار سحر ہیں اس غصے کا انکے اعتبار نہیں کچھ جواب نہ دیا مگر جب دیکھا دونوں وزیروں نے کہ سحر
عالم آرائے جادو کا رد ہوا سمجھے کہ قضا آگئی اور سب کھیل بگڑا جان پر کھیل کر تیغ سے ایک ایک انگلی اپنی کاٹی
اور کچھ سحر پڑھنا شروع کیا کہ ایک دریائے خون بہا اور وہ ایک ایک انگلی اسمیں نہنگ بنکر ایک ایک تو نکلنے لگی
پھر وہ دونوں نہنگ منہ کھولکر لقابدار کیطرف چلے لقابدار نے بحکم لوح ایک اسم پڑھا اور اُس دریا میں
اپنے کو گرا دیا دیکھا تو نہ دریا تھا نہ نہنگ تھے دونوں انگلیاں خون میں تڑپ رہی تھیں دیکھا اُن دونوں وزیروں نے
کہ یہ سحر بھی رد ہوا بس ایک نے تو دو پتھر مارا کہ زمین شق ہوئی اُسمیں کود پڑا دوسرے نے دستک دی کہ ایک ابر
پیدا ہوا وہ اُسپر سوار ہو کر اُڑا لقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جب پانی خوب برسے اور زلزلہ سحر سے اُسکے
آنے اُس وقت عکس لوح کا ڈالنا سحر رد ہو گا بس اُڑتے ہی اُس ابر کے اوپر سے پانی برسنا شروع ہوا اور زمین کو
زلزلہ ہوا اور پانی اُبلنا شروع ہوا جب دیکھا لقابدار نے کہ پانی گلے تک آگیا ہے بس عکس تختی کا ڈالا کہ وہ ابر بلند
ہوکر زمین پر آرہا اور پانی میں ڈوب گیا بعد اسکے عکس زمین پر ڈالا کہ وہ پانی خشک ہو گیا اور طبق زمین کا شق
ہوا اور ایک ساحر اُسمیں سے نکلا لقابدار نے بحکم لوح تیغ مارا کہ دونوں کی گردنیں اُڑ گئیں آندھی سیاہ چلی زمانہ
تیرہ و تار ہو گیا جب وہ تیرگی برطرف ہوئی تو ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہوشمند جادو وزیر سلطنت عالم آرائے
جادو بود مگر عالم آرائے جادو کا سحر جو رد ہوا تھا اور جوگن جل گئی تھی اسنے اتنی دیر میں بزور سحر ایک عقاب پیدا کیا
تھا کہ وہ سر پر اُسکے سایہ فگن تھا بعد اُسکے اسنے اپنی ران چیری اور کچھ پڑھنا شروع کیا اور چند پتلے بنائے ایک ایک
بوند خون کی اُنپر ڈالی کہ وہ سب اُٹھ بیٹھے اور اُن سب کی صورت عالم آرائے جادو نے اپنی بنائی تھی اور اُسیطرح
ایک ایک عقاب سب کے سر پر سایہ فگن تھا بس سامنے لقابدار کے آیا اور کہا کہ ہوشیار ہو اے لقابدار کہ غضب قدرت
تجھپر نازل ہوتا ہے اور سب پتلوں نے کہ جو صورت سے عالم آرائے جادو کی لقابدار پر گولے ترنج نارنج سحر کے
برسانے لگے مگر لقابدار پر کوئی حربہ اثر نہ کرتا تھا کیونکہ لوح لقابدار پاس موجود تھی اب لقابدار نے دوڑ دوڑ کر تلواریں
مارنا شروع کیں لیکن تلوار لقابدار کی کچھ اثر نہیں کرتی بلکہ اچٹ جاتی ہے اُدھر عقاب باز کو گھیرے ہیں مگر باز جیسے
پر مارتا ہے وہ عقاب جل جاتا ہے لقابدار نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح پھینک دو جو لوح کیطرف چلے
وہی اصلی ساحر ہے باقی نقلی ہیں اور جب قریب لوح کے پہونچے تو یہ اسم یاد کرکے تلوار پر دم کرکے مارنا لقابدار نے
ویسا ہی کیا جیسے ہی لوح پھینکی ایک شخص دوڑا لوح کیطرف بس لقابدار نے اسم پڑھکر جو تلوار ماری دو ٹکڑے
ہوئے بس اسکے مرتے ہی عجیب تلاطم ہوا کہ شعلۂ آتش بھڑکے آندھی چلی جب سب آفتیں ہو چکیں ایک صدا پیدا
ہوئی کہ کشتی مرا نام من عالم آرائے جادو و بادشاہ طلسم عالم نو ایجاد بود اب جتنی عمارتیں کہ عمدہ سحر کی
بنی ہوئی تھیں غائب ہو گئیں امیر اور فرزندان امیر اور عیار وغیرہ سب رہا ہوئے لقابدار نے ہنسکر کہا

آتے اب اُس جوگن کے عوض مجھکو قتل کیجیے امیر اور سرداران اسیر پشیمان ہوے اور کہا کہ یا امیر اب اثاثۂ
صاحبقرانی مجھے دیجیے آپ خانہ کعبہ کو تشریف لیجائیے اور عیار نے عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کہ خواجہ صاحب آپ ضعیف
ہوے عبادت خدا کیجیے بانہاے عیاری مجھکو دیجیے امیر نے نقابدار کو جواب دیا کہ واقع مین تمنے بہت بہت کام نمایان
کیے ہین لیکن اثاثۂ صاحبقرانی اُسوقت دونگا کہ جب تم مجھپر غالب آؤگے کہا بہتر ہی سمجھا جائیگا غرض امیر نے
اُن ساتون دربندون کا انتظام کیا اپنی طرف سے وہان حاکم مقرر کیے اور چلے نقابدار نے کہا مین رخصت
ہوتا ہون مجھکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ امیر بلا مین پھنسے ہین جا کر رہا کرو اور یہ تحفہ
عنایت کی تھی جس سے مین نے ساحرون کا رد کیا غرض نقابدار تو امیر سے رخصت ہوکر راہی ہوا عمرو کے پاؤن پر
گدگدی معلوم ہوئی جیسے ہی عمرو نے پاؤن اُونچا کیا ایک شخص کفش پاؤن کی اُتار کرکے بھاگا عمرو نے کہا ارے
چور ہی لیتا اسے اور وہ عیار نقابدار تھا جواب دیا کہ خواجہ صاحب یہ نشانی آپکی رہیگی میری ایک کفش رستے
کہین گر گئی تھی میرا کام اب نکل جائیگا عمرو جھنجھلاتا رہا عیار چلدیا اور نقابدار بھی راہی ہوا غرض بادشاہ اسلام
منتظر تھے کہ امیر مع فرزندان با اقبال کے پہونچے اور تمام کیفیت بیان کی بادشاہ نے تصدق سبکے لیے بھیجا مختصر
اُسیوقت وہان سے پھر کوچ کیا بعد چند روز کے میر بحر نے مہا شیر قبال مین رکھکر نذر گذرانی کہ مبارک ہو سفر دریا
تمام ہوا امیر نے اُسے خلعت دیا اور جہازون سے اُترکر مرکبون پر بیٹھکر سامنے شہر حبش کے آکر اُترے خبر
شاہ حبش کو ہوئی کہ لشکر حمزہ آیا ہے وہ حمزہ جسنے خدائیان خدایان اقلیم کی مٹائی ہین سلطنتین سلاطین
گمراہ کی برباد کی ہین اسلام جاری کیا سرداران زبردست اُسکے ساتھ ہین فوج بیشمار ہمراہ ہے جسوقت ہرکارون نے
یہ بیان کیا پادشاہ حبش یہ خبر سنکر نہایت برہم ہوا جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا سب افسران فوج اور سردارون
کو بلاکر کہا کہ عجب زبردست سے مقابلہ پڑا ہے اور حریف مع لشکر و فوج آ پہونچا ہے آمادہ جنگ ہو لشکر باہر نکالو
سبھون نے عرض کیا آپ خاطر جمع رکھیے ہم انکو سزا دینگے سبکو قتل کرینگے ہم سے وہ کیا لڑسکینگے القصہ لشکر
باہر نکالا مقابل لشکر حمزہ صاحبقران اُترا شاہ حبش بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا شرب پینے لگا جب کمال نشہ
ہوا حکم کیا کہ نوبت طبل جنگ اُسیوقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارہ خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آے
دعا و ثناے بادشاہی بجالاے اور عرض کیا کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کہ بفضل پروردگار ہمارے
یہان بھی نقارۂ رزمی بجے جانبین سے چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوے مستعد
جدال و قتال آراستہ ہوئین سیاہ زنگیان مین یہ عالم تھا کہ کالی گھٹا مین بجلیان چمک رہی تھین بس جسوقت
صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے لشکر زنگیان سے ایک زنگی میدان مین آیا کہ قد مثل
مینار کے بلند تھا اوپر کا ہونٹھ پرۂ بینی سے گذرا ہوا تھا نیچے کا ہونٹھ ٹھوڑی سے لٹکا ہوا تھا دانت مثل
گراز نکلے ہوے تھے ڈاڑھی ناف کے نیچے تک لٹکی ہوئی تھی دونون رخسارے سیاہ مانند توے لوہے کے
دریا مین غوطہ مارے ہوے گینڈے پر غاشیۂ زربفتی پڑا ہوا گینڈے پر باندھے ہوے آکر میدان مین کھڑا ہوا
نام اُسکا اہرمن زنگی تھا پکارا کہ ای خداپرستو شاہ حبش مجھسے لاکھو پہلوان رکھتا ہے بلکہ اس سے بھی
زیادہ جنمین ایک ایک آدم خوار شیر شکار ہے اور مین وہ ہون کہ میرے ہول سے شیر نیستان مین چھپے ہوے
ہین نہنگ دریا سے باہر نہین نکلتے اگر زندگی اپنی چاہتے ہو تو جہان سے آے ہو اُدھر ہی چلے جاؤ فوج و سپاہ
پر غرہ نہ کرو تمسے کچھ نہو سکیگا ناحق مارے جاؤگے اور نصیحت میری نہین سنتے تو آؤ مقابلے کو میرے کوئی ایسا

بہادر ہو کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ کہکر مرکب کو کدانے لگا ادھر اہل اسلام نے پکار کر کہا کہ او کندۂ جہنم کیسا
لاف و گزاف بیہودہ کرتا ہی یہان بہادران و یلکش موجود ہین تجھکو ایک ادنے بہادر کافی ہی اور ثریا ے
زنگی اپنے ہاتھی کو بڑھا کے سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمھارا
نگہبان ہی ثریا فیل کو کجاب مار کر مقابل اُسکے ہوا اور کہا کہ مین رستم زنگبار ہون شیر و نہنگ کی جنگ سے
عار نہین رکھتا ضرب سے میری کوئی زندہ نہین بچتا نام میرا ثریا ے زنگی ہی رفیق ہون شاہزادہ کرب غازی کا
کہ ناگہان اُس زنگی نے نیزہ ثریا پر مارا ثریا نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے گرز مارا کہ زمین ہلگئی
ثریا ضرب اُسکی رد کر کے تیغ خاک سے نکلا تھا کہ اُسنے دوسری ضرب ماری ثریا نے پھر رد کی اہرمن نے تیسری ضرب
لگائی وہ بھی رد کی تین ضربین متواتر رد کر کے جو ایکبار گرز مارا اہرمن پیوند زمین ہوگیا گینڈے سمیت ایک
تھاتھلا ہو کر رہگیا دوسرا حبشی مقابلے کو آیا اُسکو بھی ثریا نے تلوار کے گھاٹ اُتارا کہ قتل بیس اُسکا نہ لگا اُس روز
ثریا نے ساٹھ حبشی واصل جہنم کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون کو پھر گئے دوسرے روز
پھر طبل جنگ بجا دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے جب صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نسب دے کر
چلے گئے بیٹا شاہ حبش کا یہود اسے زنگی مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی
بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی مرزبان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
اُسنے تلوار ماری مرزبان نے تلوار اُسکی رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوے مرزبان نے
پھر مبارز طلبی کی ایک حبشی گمنام نکلا کہ قد اُسکا چالیس ہاتھ کا تھا مرزبان سے کہا کہ تونے غضب کیا کہ پسر شاہ
حبش کو مارا مین تیرا کام تمام کرونگا مرزبان نے کہا کہ زیادہ بیہودہ نہ بک جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر وہ ملعون
یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور مانند گراز کے چلایا شور مچایا اور گرز مرزبان پر مارا مرزبان نے آتے گرز کو خیال مین کر کے
کلٹھور کو پکڑ کے ایک جھٹکا دیا گرز اُسکا چھین لیا اُسنے تلوار ماری تلوار بھی ہاتھ مروڑ کر چھین لی اور ڈالکر کمربند
ہاتھ اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین لشکر اسلام مین بھیجدیا الغرض
اسیطرح شام تک بیس زنگیون کو مارا اور اسیر کیا وقت شام دونون لشکر پھرے اپنی اپنی خوابگاہون مین
داخل ہوے صبح کو صاحبقران نے دربار کیا اور اُن زنگیون کو بلا کر تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از صدق
مسلمان ہوے کہ اسی اثنا مین ہرکارے خبر لاے کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر با توقیر نے حکم دیا کہ یہان
بھی کوس حربی بجے رات بھر تیاری ہوئی صبح کو میدانداری ہوئی سپہدار شاہ حبش میدان مین آیا مبارز طلب
کیا خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین قورچی باشی حمزۂ صاحبقران بادشاہ اسلام سے
رخصت ہو کر سپہدار حبش کے مقابل ہوا بعد ہمسخنی کے نیزہ بازی ہوئی بہرام نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے
عمود گران سنگ مارا بہرام نے رد کر کے اپنا وار جو اُسپر مارا تو وہ پشت کر گردن سے زمین پر گر پڑا بہرام نے
کمند مار کر اُسے پکڑ لیا کیوان شاہ بادشاہ حبش نے جو یہ حال دیکھا تمام فوج کو حکم دیا کہ سب ایکبار اسپر جا پڑین
تمام حبشی حربے پکڑ پکڑ کر بہرام پر چلے بہرام تلوار کھینچکر اُنپر دوڑا ادھر سے صاحبقران نے جو یہ عالم دیکھا تمام
فوج ایک بہرام کے مقابلے کو آتی ہی اپنی فوج ظفر موج کو حکم دیا کہ مار لو ان کافرون کو جانے نہ دو بہرام کی کمک
کرو تمام لشکر اسلام اور سرداران عالیمقام دوڑے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اسی جنگ مغلوبہ مین بہرام
تلوارین مارتا ہوا کیوان شاہ کے تخت کے پاس پہونچا اُسنے جلدی سے گرز اُٹھا کر بہرام پر مارا بہرام نے

کلہ عمرو بکر کر چھین لیا اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھا لیا اور باندھکر اپنے عیارون کے حوالے کیا اور پھر لڑنے لگا
اسقدر حبشی اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے کہ حساب و شمار نہ تھا آخرکار حبشی گھانس منھ مین لیکر پکارے
کہ الامان یا صاحبقران ہم غلام آپکے ہین امیر نے سبکو امان دی اور پھر کر اپنے خیمے مین آے آرام کیا صبح کو دربار
عام کیا بارگاہ مین آکر بیٹھے بہرام کیوان شاہ کو سامنے لایا کیوان شاہ نے صاحبقران کو مجرا کیا بادشاہ
اسلام کو آداب بجا لایا دست ادب بستہ کھڑا ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ فرعون بے عون پر لعنت کر اور دین
اسلام قبول کر اور چند کلمے وحدانیت الٰہی مین بیان کیے اور مذمت کفر بہت سی فرمائی کیوان شاہ کلمہ پڑھکر
مع تمام لشکر مسلمان ہوا امیر نے سبکو جداجدا خلعت دیا شاہ حبش نہایت خوشنود و کمال مسرور ہوا اور امیر سے
عرض کیا کہ حضور چند روز یہان توقف فرمائیے کہ حقیر شہر مین جاکر سبکو مسلمان کرکے خدمت والا مین حاضر ہو فرمایا
جاؤ ہمنے رخصت دی کیوان شاہ شہر مین آیا پہلے اپنی اولاد کو بلاکر جمع کیا اور کہا مین تو مسلمان ہو گیا اور اس سے
بہتر کوئی دین مین نے نہ پایا تمکو لازم ہی کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ وہ سب مسلمان ہوے دوسرے روز اسیطرح تمام
خاندان کو جمع کیا اور تلقین بدین اسلام کیا وہ سب بھی مسلمان ہوے بعد اسکے تمام ملک کو مسلمان کیا اور لشکر
گران اور تحائف لائق حمزۂ صاحبقران لیکر خدمت والا مین حاضر ہوکر پیشکش کیے امیر نے قبول کیا اور اُسے
خلعت سے سرفراز فرمایا شاہ حبش امیر اور بادشاہ اسلام کو مع جوانان نامی و سرداران گرامی شہر مین اپنے لیگیا
دعوت کی ایک ہفتہ وہان رہے بعد اسکے احوال لقاے بے بقا کا دریافت کیا اور مع کیوان شاہ روانہ ہوے

اب چند کلمے داستان شہر فرعونیہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اس شہر کے سات دربند ہین پہلے دربند کو سہیلیہ کہتے ہین بنابرین حال دربند سہیلیہ کا لکھا جاتا ہی کہ لقا بے
ہارے جانے زبرجد شاہ کے مع بختیارک اور جالوت رعد آواز اور ضیغم خون آشام اور فرامرز بابکان
اور یاقوت شاہ اور سعادت شاہ وغیرہ کے جو شہر زبرجد نگار سے بھاگ کر جہازون پر سوار ہوکر بجانب
فرعونیہ کے روانہ ہوا تھا کوچ و مقام کرتا ہر جگہ عجائب غرائب دیکھتا اور یہ کہتا ہوا کہ سب عجائب اور غرائب مین نے
اپنی قدرت سے پیدا کیے ہین بعد دو مہینے کے ساحل پر پہونچا ہرکارون کو جہازون پر سے اُتار کر غراب پر سوار کرکے
بھیجا کہ جاکر تحقیق کرو کہ یہ کونسی سرزمین مین ہم پہونچے ہین اور حاکم کا یہان کے کیا نام ہی ہرکارے گئے اور
خبر دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ یہ سرزمین ملک فرعونیہ ہی اور یہ دربند اول فرعونیہ کا ہی دربند سہیلیہ اسکا نام
ہی حاکم یہان کا سہیل چرم پوش ہی فرعون پرست ہی لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور پکار کر کہا کہ اے بندگان مین نے
دیدی قدرت و خدائی امر آنکہ کیا تقدیر کی مین نے کہ ایسے دریاے تمہارے کیونکر گذرا اور کسیکو ضرر نہ پہونچا ایسے کیسے
عجائب و غرائب تم سبکو دکھاے وہ جو نادان اسکے ساتھ تھے پکارے کہ یا خداوند تو برحق ہی تیری خدائی کی کنہ کو
کوئی نہین پہونچا ہی یہ کہکر سبھون نے سجدہ کیا اور طوق لعنت اپنے گلے مین پہنا اور عرض کیا کہ اب جو کچھ حکم ہو ہم سے
بجا لائین وہ بولا تقدیر کی کہ خیمہ ہمارا لب ساحل برپا ہو اسباب اُتارو وا منا کو وہین سراپردہ استادہ ہون کہ ہم
خود دریا سے اُترکر خیمے مین داخل ہونگے اور فکر کرینگے کہ اب کیا تقدیر کیجیے سب حکم اُسکا بجا لاے اسباب اُتارا خیمے لب ساحل
استادہ کیے لقا اُترکر داخل خیمہ ہوا ایک ہفتہ عیش و عشرت مین بسر کی بعد اسکے حکم کیا کہ باربرداری لاؤ اور
صبح کو یہان سے کوچ کرو غرض کوچ کرکے قریب دربند سہیلیہ کے سات فرسخ جدا اُترے دوسرے روز حکم کیا
کہ نامہ سہیل چرم پوش کو کہ وہ شخص خداے ملک باختر ہی اور فرعون شاہ اس شخص کا چچا بھائی ہی

سیر کو ملک زبرجد نگار کی گیا تھا زبرجد شاہ نے نافرمانی کی اُسے خداپرستون سے قتل کرو اگر اب یہان آیا ہون بہتر ہی کہ
اگر میری خدمت مین حاضر ہو بس جسوقت وہ نامہ لکھا گیا وسواس عیار کو دے کر روانہ کیا وہ بے وسواس چلا اتفاقا
روزگار عیار سہیل چرم پوش کا سیر کرنے کو آیا تھا گذر اسکا لشکر زمرد شاہ کیطرف ہوا بہت متعجب ہوا کہ یہ لشکر کسکا ہی
داخل لشکر ہوا تمام حقیقت دریافت کرکے وہان سے پھرا سامنے سہیل کے آیا سہیل نے اپنے عیار کو گرد آلود دیکھکر حال
پوچھا اُسنے جو کچھ کہ دیکھا اور سنا تھا بیان کیا کہ اس اثنا مین وسواس عیار بھی پہونچا سہیل کو خبر ہوئی اپنے سامنے بلوایا
پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اُسنے کہا کہ مین عیار ہون زمرد شاہ باختری کا اور نامہ لیکر آیا ہون خداوندنے اپنے
ہاتھ سے نامہ لکھا ہی سہیل جانتا تھا کہ لقا بڑا بھائی فرعون شاہ کا ہی مسند پر سے اُٹھا نامے کی تعظیم کی بوسہ دیا کھولکر پڑھا
حقیقت سے آگاہ ہوا تمام اپنے سردارون کو ساتھ لیکر استقبال کو گیا ملازمت لقا کی اختیار کی عرض کیا کہ حضور شہر مین
تشریف لیچلیے لقا اُسکے ساتھ ہولیا سہیل لقا کو ہمراہ لیے ہوے داخل دربند ہوا نذر دی تحفے پیش کیے ضیافت کی بعد
چندروز کے لشکر صاحبقران کا دربند سہیلیہ پر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ استادہ ہوئی خبر ہوئی سہیل کو کہ حمزہ صاحبقران
بالشکر فراوان آپہونچے لقا تو کانپ اُٹھا اور تھرا گیا اور ادھر سہیل کثرت فوج کی سنکر نادم و پشیمان ہوا کہ کسواسطے
تونے لقا کو امن پناہ دیا مگر لقا سے کہا کہ یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیے کہ مین حمزہ سے سامنا کرونگا اور حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ ادھر صاحبقران کو خبر ہوئی کہ حاکم دربند سہیلیہ نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی نقارہ زری
نوازش مین آئے اُسیوقت نقارہ زری پر چوب پڑی غلغلہ ہوا کہ صبح کو سامنا ہی لشکر حریف سے ہر ایک آلات حرب درست
کرنے لگا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر نکل گئے
اُسوقت سہیل چرم پوش لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قبہ دین ستون اسلام
کرب پرحرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر مشرق و مغرب مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سہیل سے لگا در زن ہوا اور
مرکبون کو پھیر پھیر کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا سہیل نے کہا ای خداپرست نام اپنا ظاہر کر کہ بغیر نام میرے ہاتھ سے
مارا جائے کرب پکارا کہ وہ جو تونے سنا ہو کرب دلاور داماد حمزہ صاحبقران بر ہم زنندہ دولت سکندریان
ہیکلان سہیل نامور کرب عالیوقار ٭ نظر کردہ قیصر پروردگار ٭ بمیدان چو تیغم زرافشان شود ٭ سکندر چو آئینہ
حیران شود ٭ ز شور نفیر قیامت اثر ٭ کند دشمنم الحذر الحذر ٭ سہیل بولا کہ ہان نعم العین تیری بجنیا رگ کی زبانی سنی تھین
لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہو کرب پکارا کہ یہ اہل اسلام کا دستور نہین ہی کہ حریف پر پیشدستی کرین جب تیرے حربے سے خدا
بچائیگا تو مین بھی اپنا حربہ تجھپر کرونگا سہیل نے کہا معلوم ہوا تجھے بڑا گھمنڈ ہی اپنی شجاعت پر خبردار رہنا یہ کہکر نیزہ کرب
مارا اُس دلاور نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا سہیل نے غضبناک ہوکر تلوار ماری کرب نے تھپکی دے کر
دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور کشمکش ہونے لگے گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے اُنسے اُتر اُتر کر سرگرم تلاش
ہوے چار گھڑی دن باقی تھا کہ کرب نے لنگر اُسکا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چڑھکر چھاتی پر کھولکر
توڑا زنجیر فولادی کا مشکین باندھین طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہون مین داخل ہوے
صبح کو دربار معمور ہوا صاحبقران نے سہیل چرم پوش کو بلاکر تلقین دین اسلام کیا اُسنے عرض کیا کہ
شہریار ایک شرط میری ہی اُسے اگر پورا کیجیے تو مین اپنے لوگون سمیت اسلام قبول کرتا ہون فرمایا کہ جلد اُسے قید سے
رہا کرو اُسیوقت جلادنے قید اُسکی کاٹ دی وہ آکر قدمون پر گرا امیر نے اُسے دلاسا دیا کرسی پر بٹھایا جام شراب
گردش مین آیا امیر نے پوچھا کہ وہ شرط تمھاری کیا ہی بیان کرو عرض کیا کہ شہریار غلام کے شہر سے تین فرسخ پر

ایک درہ کوہ ہی اُسکے اندر تختۂ لالہ زار ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک آگ لگی ہوئی ہی جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی تختۂ لالہ زار
نظر آتا ہی اور وسط لالہ زار مین ایک گنبد مرجان سرخ کا ہی جو کوئی قصد کرتا ہی کہ اُس گنبد تک جاے دیکھے کہ
اُس گنبد مین کیا ہی جہان قریب گنبد کے پہونچا غائب ہو گیا پھر نہین معلوم ہوتا کہ زمین اُسکو کھا جاتی ہی یا آسمان
کوئی اُٹھا لیجاتا ہی آپ حلال مشکلات ہین میری مشکل بھی آسان کیجیے مجھے حال اس گنبد کا معلوم ہو جاوے اور یہ بھی
معلوم ہو کہ جو شخص وہان جاتا ہی اُسے کون لیجاتا ہی امیر نے فرمایا کہ اے سہیل چرم پوش پہلے یہ عقدہ تمھارا حل
کر دینگے تو بعد اُسکے تمسے سوال اسلام لانیکا کرینگے اب تم جاؤ کل ہم تمھارے ساتھ چلینگے سہیل اُسیوقت نکل کر سوار
ہوا اپنے خیمے مین آیا تمام حال اپنے رفیقون سے بیان کیا اُن سبھون نے کہا کہ پیر و مرشد وہان جو جائیگا زندہ پھر کر
نہ آئیگا آپ نے حمزہ کے مٹانے کی خوب تدبیر ٹھہرائی ہی القصہ دوسرے روز خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور امیر
سرداروں سمیت سوار ہو کر سہیل کے ساتھ روانہ ہوے جب وہان پہونچے دیکھا صاحبقران والاشان
نے کہ فرسخ در فرسخ تختۂ لالہ زار ہی بیچ مین اُسکے ایک گنبد مرجان سرخ کا ہی اور عکس آفتاب کا جو اُسپر پڑتا ہی تو قبہ
کی جوت اور اُسکی جوت ایک ہو گئی ہی نگاہ اُسپر نہین ٹھہر سکتی ایک نور کا عالم ہی امیر نے فرمایا کسی واجب القتل کو
بلاؤ امتحانا گنبد کے پاس بھیجینگے اُسیوقت ایک شخص کو طلب کیا کہ صبح کو وہ مارا جاتا اُس سے امیر نے فرمایا کہ تو جا کر
اس گنبد کو چھو کر چلا آ ہم تجھے ابھی چھوڑ دینگے اُسنے عرض کیا کہ بہت اچھا غرض وہ نہایا لباس نفیس پہنا مسلح و مکمل
ہو کر روانہ ہوا جب گنبد کے قریب پہونچا غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا ہمارے واسطے عبادت خانہ استاد
کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ جناب ایزدی مین اُسیوقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہو گئی امیر سر شام سے
کھانا نوش فرما کر اُسمین داخل ہوے وضو کیا نماز مغرب اور عشا کی پڑھی اور دو رکعت نماز حاجت ادا کر کے دست
مناجات بارگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بخضوع و خشوع بجزع و فزع دعا مانگنا شروع کی کہ اے پروردگار عالم
مین ادنیٰ بندۂ ذلیل تیرا تو خالق جلیل میرا امیدوار ہون کہ اس گنبد کا حال مجھپر ظاہر ہو اور یہ کیا سبب ہی کہ جو آدمی
اس گنبد کے پاس جاتا ہی غائب ہو جاتا ہی اسکی کیفیت بھی منکشف ہو جاوے یہی دعا مانگتے مانگتے کوئی پہر رات باقی
تھی کہ غنودگی طاری ہوئی آنکھ امیر کی بند ہو گئی عالم رویا مین دیکھا کہ ایک تخت آسمان پر سے نمایان ہوا جب پاس
آیا دیکھا امیر نے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا و آلہ و علیہما السلام ہین تسبیح ہاتھ مین ہی درود پڑھ رہے ہین کہ
نور محمدیت کے ہمرتبہ دن رین پیران علیؑ بی بی فاطمہ حسنؑ حسینؑ دونین اور کچھ ملائکہ نورانی شکل کے حضرت کے
ہمراہ تھے صاحبقران نے کئی بار حضرت کو دیکھا ہی پہچانا سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے حضرت نے پوچھا
کہ یا صاحبقران متردد کیون ہو عرض کیا کہ یا حضرت آپ نبی اللہ ہین آپ پر سب حال ظاہر ہی عرض یہ ہی کہ حال
گنبد کا میرے اوپر کھلجاوے فرمایا کہ یہ ہمارا چلہ خانہ ہی اور عابد جن یہان کا مالک ہی جو کافر کہ وہان جانے کا ارادہ
کرتا ہی وہ اُسے اُٹھا لیجاتا ہی مار ڈالتا ہی آپ وہان جائیے اور جسے جی چاہے ہمراہ لیجائیے سیر کیجیے اب یہ چلہ خانہ آپکے
اختیار مین ہی جسکو چاہیے یہانکا مختار کیجیے عابد جن فقط آپ کے دیکھنے کا منتظر ہی وہ آپکی زیارت سے مشرف
ہو کر جان بحق تسلیم ہوگا آپ اُسکو دفن کر کے جہان چاہے جائیے گا یہ کہکر حضرت سلیمانؑ نظر سے ناپدید ہوے
آنکھ صاحبقران کی کھل گئی مکان کو معطر و معنبر پایا ایک نور کی لڑی از زمین تا سپہر برین نظر آئی اپنے دل مین
خیال کیا کہ خواب تمھارا اچھا ہی وضو کیا نماز صبح ادا کی عبادت خانے سے باہر آئے عمرو نے دیکھا کہ نور چہرے صاحبقران
کے ساطع و لامع ہی دوڑ کر قدمون سے لپٹا کہ حمزہ حال بیان کرو فرمایا کہ خواجہ یہ چلہ خانہ سلیمانی ہی مکان مبارک ہی

جن یہان رہتے ہین جو کافر جاتا ہی اُسے مار ڈالتے ہین اندرون گنبد جانے نہین دیتے سہیل چرم پوش بھی موجود تھا اُسنے بھی تمام حال سنا مگر یقین نہ آیا صاحبقران نے کہا اے سہیل تم دیکھو اب ہم وہان جاتے ہین اور عمرو کو ساتھ لیکر اُس لالہ زار مین روانہ ہوے سہیل دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب گنبد پہونچے ایک آواز پیدا ہوئی کہ سلام علیکم یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا اور دیکھا کہ ایک مرد پیر با ریش سفید نمایان ہوا صاحبقران سے آکر اُسنے مصافحہ کیا ہاتھ پکڑ کر اندر گنبد کے لیگیا صاحبقران اندر گنبد کے گئے گنبد بہت وسیع تھا ایک قبر اُسکے بیچمین تھی چہار طرف گلدستے پھولون کے رکھے تھے مخلخلے روشن تھے خوشبو چلی آتی تھی اُسنے لاکر صاحبقران کو بٹھایا اسباب دعوت امیر کیواسطے لاکر موجود کیا اور عرض کیا کہ اے شہریار اگر مین مر جاؤن تو مجھکو طریق پر اپنے مذہب کے غسل و کفن دے کر دفن کر دیجیے گا اور کلمہ مجھے تعلیم فرمائیے کہ مین دین تمھارا اختیار کر کے مرون کہ موت میری قریب ہی صاحبقران نے اُسے کلمہ پڑھایا بس یکبار اُسکے چہرے پر آثار مرگ نمایان ہوے ایک ہچکی آئی اور دم نکل گیا امیر کو بہت افسوس ہوا عمرو کو کہا جاؤ خواجہ سرداروں کو جمع کرو اسکے جنازے کی نماز پڑھین عمرو جا کر سبھون کو لایا سہیل چرم پوش بھی آیا گنبد کی زیارت کی نماز ہوئی بعد اُسکے دفن کیا فاتحہ پڑھکر وہان سے باہر آئے سہیل اپنے لشکر سمیت از سر صدق مسلمان ہوا امیر کی دعوت کی امیر نے چلہ خانہ کا اختیار کیا پھر متوجہ ہوے طرف عمرو کے حال لقا کا پوچھا عمرو نے عرض کیا کہ لقا بھاگ کر دربند نقرہ کوہ مین گیا ہی فرمایا کہ مین جبتک اُسے مار نہین لیتا ہون یا دائرۂ اسلام مین نہین لاتا جبتک مجھے آرام نہین جلد کوچ کی تیاری کرو اور خواجہ حال مفصل اُس کافر کا دریافت کرو کہ سیدھا فرعونیہ گیا ہی یا کہین اور ٹھہرا عرض کیا کہ چالیس جوڑی ہرکارے کی پیچھے اُسکے گئی ہی خبر آیا چاہتی ہی امیر کو تو خبر لقا کے انتظار مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان نقرہ کوہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا نے جسوقت دیکھا کہ سہیل چرم پوش ہاتھ سے کرب غازی کے گرفتار ہوا اُسیوقت بھاگا کئی روز کے بعد ایک دوراہے پر پہونچا خیمہ استادہ ہوا کہا لوگون سے کہ دریافت کرو کہ یہ دونون راستے کدھر کو گئے ہین راہگیرون سے معلوم ہوا کہ ایک راہ فرعونیہ کو گئی ہی اور دوسری نقرہ کوہ کو کہ حاکم وہان کا سکندر شاہ ہی لقا بختیارک کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے شیطان درگاہ حالا چہ تقدیر کنم اور مین نے امور خدائی کے تیرے اوپر مقرر رکھے ہین جو تو صلاح دیگا وہی تقدیر مین کرونگا شیطان درگاہ بولا خداوند آپ تو بوم خصال ہین جس مرز بوم مین جاتے ہین اُسکو بغیر ویران کیے نہین رہتے نقرہ کوہ کو بھی اپنے مین قدم سے آباد کرتے چلیے اُسے بھی محروم نہ چھوڑیے لقا یہ سنکر وہان سے کوچ کیا پچیس فرسخ پر نقرہ کوہ تھا وہان پہونچا دیکھا کہ ایک پہاڑ ہی نقرۂ مصقول کا کہ نگاہ اُسکی چمک پر ٹھہر نہین سکتی اور زیر کوہ ایک دریا ہی کہ عرض اُسکا تخمیناً پچاس گز کا ہوگا اور طول کی کچھ انتہا نہین معلوم ہوتی جہانتک وہ پہاڑ ہی وہانتک دریا بھی چلا گیا ہی اور اگر کوئی چاہے کہ نقرہ کوہ کو جاے بغیر دریا سے عبور کیے نہ جا سکے اور دریا پر نا و بیڑا کشتی غراب جہاز کچھ نہین ہی مگر ایک بہین ہی اژدہے کا کہ سر اُس اژدہے کا تو اُس پار ہی کہ منھ کھولے ہوے قلاب آتشین چھوڑ رہا ہی اور تمام جسم دریا پر ہی دم پہاڑ مین ہی اور اس پار سے اُس پار تک نیلوفر پھولا ہوا ہی راہ اُس پار جانے کی کہین نہین معلوم ہوتی لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ حالا چہ تقدیر کنم بختیارک بولا جہان آپ آے ہین اُنھین بلانے نہ بلانے کا اختیار ہی اگر اُنکو کفالت آپ کی منظور ہی تو وہ آپ کو بہر طریق بلا لینگے لقا نے ناچار وہین خیمہ استادہ کروا لیے لیکن ہرکارون نے خبر لقا کے آنے کی

سکندر شاہ کو پہونچائی کہ زمرد شاہ باختری ہاتھ سے خدا پرستون کے شکست کھا کر یہان آیا ہی اور جاتا ہی ملک قرطونیہ کو ملکہ شہزادہ نے
کہا ای نقابدار سیاہ پوش تم جاؤ اور جو لقا یہان آے تو اُسے لے آؤ نقابدار روانہ ہوا اصفہان پل اژدہا پر سے چلا آیا لقا کو خبر ہوئی کہ آج پل اژدہا پر
نقابدار آتا ہی لقا نے اپنے سردارون سے کہا کہ جا کر نقابدار کو پیشوائی کر کے لے آؤ وہ گئے استقبال کر کے نقابدار سیاہ پوش کو لائے
نقابدار نے آکر لقا کو سجدا کیا اور کہا کہ یا زمرد شاہ باختری آپ برادر بزرگ ہین خداوند فرعون شاہ کے یہان
آپ رونق افزا ہوے ہین تو چندے نقرہ کوہ مین بھی تشریف رکھیے بختیارک نے کہا کہ ہمارے تعاقب مین ایک اژدہا
ہفت سر آتا ہی جو اُس سے ہمین بچانے کا ارادہ کرے وہ دامن پناہ دے نقابدار بولا ملک جی یہان ایک حمزہ کیا اگر
لاکھ حمزہ آئینگے تو سب مارے جائینگے لقا نے کہا کہ مین نے ستر ہزار برس پہلے ہی تقدیر کی تھی کہ نقرہ کوہ مین رہونگا
تمھارے ساتھ چلونگا اور دعوت نقابدار کی تیاری کی دن کو تو نقابدار رہا رات کو لقا سے کہا کہ چلیے مین
راتون رات آپ کو نقرہ کوہ مین پہونچا دون یہ کہکر لقا کی کمر مین ہاتھ ڈالا اُسیوقت ایک تاریکی ہو گئی اور آندھی
چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جسوقت آندھی برطرف ہوئی لقا نے مع لشکر اپنے کو اُس پار پایا مگر نقابدار لقا کو ہمراہ لیے
ہوے شہر سکندریہ مین پہونچا سکندر شاہ استقبال کو آیا لقا سے ملاقات کی اپنے ساتھ شہر مین لا کر دعوت و
ضیافت کی احوال اہل اسلام کا پوچھا بختیارک نے از ابتدا تا انتہا حال حمزہ صاحبقران کا بیان کیا اور کہا کہ ای
سکندر شاہ ایک ذات بابرکات لشکر حمزہ مین ایسے ہین کہ اُنھون نے شہر کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے ہین
سکندر شاہ نے کہا کہ مین حال اُنکا سن چکا ہون مگر یہ خدائی ہی خداوند فرعون شاہ کی یہان سب مارے جائینگے
اور اُسیوقت ایک نامہ لکھوا کر پاس شہناز جادو کے روانہ کیا مضمون اُس نامے کا یہ تھا کہ ای شہناز جادو ہمنے
لقا خداے باختر کو اپنے پاس دامن پناہ دیا ہی اور تعاقب مین اُسکے حمزہ آتا ہی یہ وقت ہی کہ تم آکر ہماری مدد کرو خدا پرستون
سے لڑو دوستی اور محبت اسی دن کے کام آتی ہی اب تمکو لازم ہی کہ بہت جلد اپنے کو یہان پہونچاؤ کھانا وہان کھاؤ تو ہاتھ
یہان آکر دھوؤ ہم تمھارے منتظر ہین اور ایک نامہ اسی مضمون کا چہل درے والون کو روانہ کیا لقا سے کہا کہ اب خاطر جمع
رکھیے حمزہ یہان آئیگا تو اُسے حال معلوم ہو جائیگا لقا تو یہان عیش و عشرت مین مصروف ہوا اسکو تو یہین چھوڑیے
اب حال جاسوسان لشکر اسلام کا سنیے کہ چالیس جوڑی ہرکارون کی لقا کے ساتھ خبر کیواسطے آئی کہ دیکھین
لقا کہان ٹھہرتا ہی اور کون اسکا کفیل ہوتا ہی یہ لشکر لقا سے علیحدہ سامنے نقرہ کوہ کے درختون کے نیچے اُترے
ہوے تھے صبح کو جو دیکھا تو لشکر لقا کا نام و نشان وہان نہ پایا چہار طرف دوڑے کہین سراغ نہ لگا بلند درختون پر
چڑھکر جو دیکھا تو دریا سے اُس پار خیمے لقا کے معلوم ہوے آپسمین کہا کہ اُس پار دریا کے چلکر دریافت کرنا چاہیے کہ کسنے
لقا کی دستگیری کی ہی کون کفیل ہوا ہی بغیر تحقیق کیے حضور بادشاہی مین کیا جا کر عرض کرینگے ایک نے کہا کہ ظاہر یہان
کارخانہ سحر کا ہی بغیر سحر یہ پل اژدہا کیونکر حائل ہی دوسرے نے کہا کہ ہان یہ سچ ہی مگر یہ تو حال نہین معلوم کہ کونسا ساحر ہی
بغیر اُس پار جاے کچھ حال مفصل نہ معلوم ہوگا آخر کار دو جاسوس مشکین دم تر کے سینے کے نیچے رکھکر شناوری کرتے
ہوے روانہ ہوے جاتے جاتے قریب کنارے کے پہونچے وہان وہ جو نیلوفر پھولا ہوا تھا اُسکے زیرے مین سے
آواز چٹکنے کی پیدا ہوئی شعلہاے آتش اُسمین سے نکلے اور نکلکر دونون عیارون پر [illegible] دوسرے عیارون کی یہ حالت
ہوئی کہ مارے ڈر کے ہاتھ پانون اُنکے پھول گئے شناوری بھول گئے چاہا کہ اُدھر سے پھرین اب پھرا کب جاتا ہی پکارے
کہ یارو ہم تو گرفتار بلا ہوے بس وہ عیار دیکھتے رہے شعلہ آتش اُنکو لپیٹ کر دریا مین لیکر بیٹھ گئے یہ اڑتالیس جوڑیان
بھاگ کر لشکر اسلام مین آئین ہرچہ احوال دیکھا تھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو دیا عمرو نے بنظر اشرف شاہنشاہی گذرانا بادشاہ نے

ملاحظہ فرما کر صاحبقران کو دیا امیر نے اُسے پڑھکر فرمایا بلاؤ پہلوان عادی کو کہ پیش خیمہ طرف نقرہ کوہ کے روانہ کرے
عمرو اور بادشاہ اسلام نے بلکہ تمام سرداران عالیمقام نے عرض کیا کہ حضور ادھر تشریف لیجائیں تو ساعت سعید
دکھواکر کوچ فرمائیں اسواسطے کہ یہ دربند فرعونیہ ہی کارخانہ سحر کا ہی امیر نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ حضور نجومیوں
کو بلوائیں ساعت سعید دکھوائیں اُسیوقت حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو چوبدار روانہ ہوا بعد ایک گھڑی کے
چاروں بھائی آکر حاضر ہوئے نیم تخت اُنکے بیٹھنے کو دیا تعظیم کی اور کہا کہ آپ رمل میں ملاحظہ فرما کر کہیے کہ کسدن اور
کونسی ساعت یہانسے نقرہ کوہ پر جائیں اُنھوں نے اُسیوقت زائچہ کھینچا بعد ایک دو گھڑی کے دست ادب بستہ عرض کیا کہ
نقرہ کوہ پر قران صعب ہی جو بعد دو مہینے کے حضور تشریف لیجائینگے تو بہت اچھا ہی یہ قران نکل جائیگا فرمایا بہت اچھا
اُن چاروں بھائیوں کو تو خلعت ہوئے چار توڑے اشرفیوں کے ملے وہ تو چلے گئے صاحبقران نے کہا میں
نجومیوں کے کہنے پر کبھی عمل نہیں کرتا اور یہ کبھی سچے نہیں ہوئے کذب المنجمون برب الکعبہ جو مرضی الٰہی ہی اسپر میں راضی
ہوں تقدیر تبدیل نہیں ہوسکتی عمرو بولا حمزہ خواجہ زادوں کے احکام میں کبھی فرق نہیں ہوتا دو مہینے بعد اُدھر جائیے گا
بادشاہ اسلام نے بھی سمجھایا کہ چندے توقف فرمانا مناسب ہی فرمایا میں مانونگا اور پہلوان عادی کو بلا کر حکم
دیا کہ جلد پیش خیمہ شہر سکندریہ کیطرف روانہ کرو عادی بموجب حکم پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا پھر تو تمام لشکر میں غلغلہ ہوا اور
سبکے خیمے روانہ ہوئے نقارہ کوچ کا بجنے لگا صبح کو امیر چاہتے ہیں کہ آپ بھی سوار ہوں کہ ہرکارے نے خبر دی کہ کل سے
کرب غازی بیکل ہی تپ محرقہ بہت شدت سے ہی کہ بیہوش ہی فرمایا خدا فضل کریگا اور اشقر پہ سوار ہوئے تھے کہ اندلس
پہونچا عرض کیا کہ کرب کا بہت برا حال ہی زبیدہ شیرگیر نے عرض کیا ہی کہ حضور ذرا دیکھنے جائیں صاحبقران مع فرزندوں کے
تشریف لیگئے زبیدہ شیرگیر نے سلام کیا آنکھوں میں آنسو بھرلائی امیر نے اُسے گلے سے لگایا کرب کے بدن پر جو ہاتھ رکھا
تو ایسا گرم تھا کہ قریب تھا کہ ہاتھ میں چھالا پڑجاے صاحبقران مع فرزندان ذیشان رونے لگے عمرو نے وقت
پاکر عرض کیا کہ اس بیمار پر رحم کیجیے چندے ٹھہر جائیے دیکھتے ہیں آپ کرب کی کیا حالت ہی تمام چہرہ تمتمایا ہوا ہی آنکھیں
سرخ ہیں عجب کیفیت ہی فرمایا کہ معمول میرا نہیں ہی کہ پیش خیمہ پھر آے عمرو نے کہا کہ پیش خیمہ پھرے کا ہیکو جہاں ہی وہیں رہے
فرمایا یہ کبھی نہ ہوگا اور خواجہ بزرگ امید کو بلا کر فرمایا کہ آپ دیکھیں کہ میں کرب کو ساتھ لیجاؤں اُنھوں نے عرض کیا
کہ آب و ہوا اسکندریہ کی بہت ناقص ہی کرب کا ساتھ لیجانا اچھا نہیں ہی امیر نے زبیدہ شیرگیر کو گلے سے لگا کر کہا
کہ اے فرزند تم بھی یہیں رہو خدا فضل کریگا کرب شفا پائیگا ہم تمہیں جلد بلا لینگے زبیدہ شیرگیر خوب روئی اور
بدیع الزمان سے لپٹ کر حالت تباہ کی بدیع الزمان بھی خوب رویا ایک کہرام مچا ہوا تھا غرض امیر نے خواجہ
بزرگ امید کو علاج کیواسطے وہیں چھوڑا اور سہیل کو بہت تاکید کی کہ کرب سے خبردار رہنا کہ اس اثنا میں
کرب کو ذرا ہوش آیا امیر کو پھر اندر بلایا اور لپٹ کر صاحبقران سے خوب رویا کہ حضور کو ایسا سفر درپیش ہوا
اور غلام ہمراہی سے محروم رہا فرمایا جو مصلحت الٰہی تمھارا یہیں رہنا مناسب ہی خدا تمھارا نگہبان ہی غرض سب کو
گریاں و نالاں چھوڑ کر آپ سوار ہو کر ملک سکندریہ کو روانہ ہوئے کوچ بکوچ بعد قطع منازل وطی مراحل
مرحلہ پیمائی کر کے سکندریہ پر پہونچے بارگاہ ہشامی برپا ہوئی تمام لشکر وہاں اُترا چار گھڑی دن باقی تھا کہ امیر عمرو
کو ساتھ لیکر تماشا دیکھنے کو نقرہ کوہ پر آے وہ پہاڑ چاندی کا تھا اور دریا سامنے مانند سیماب کے جوش مار رہا تھا
پھول کنول کے پھولے ہوئے تھے عکس سبزہ جو نقرے پر پڑتا تھا تو تمام پہاڑ مرقع مانی و بہزاد معلوم ہوتا تھا فرمایا
خواجہ کیا کیفیت و بہار ہی کہ کبھی یہ کیفیت نہ دیکھی تھی عمرو نے بھی تعریفیں کرنا شروع کیں امیر نے کہا تم کہتے تھے

کہ وہ شخص اس دریا مین غرق ہو گئے مجھکو یقین نہین آتا کہ گل نیلوفر مین سے شعلہ نکلا ہو اور آدمی کو لپیٹ کے لے ڈوبا
عمرو نے عرض کیا کہ مین نے آنکھون سے تو نہین دیکھا مگر سنا ہی تو میان خیبری نے عرض کیا کہ پیر و مرشد میری آنکھون کے
سامنے شعلہ ہاے آتش نکلے اور اُنکو لپیٹ کرے ڈوبے امیر نے فرمایا کہ جہان گل نیلوفر ہون اُدھر سے کوئی اُس پار
جاے اور خبر لقا کی لاے ایک شاگرد ہی عمرو کا کہ نام ہی اُسکا فریدون اُسنے عرض کیا کہ غلام جا کر خبر لقا کی
لائیگا عمرو نے کہا کہ ای فریدون تو ہرگز جانے کا ارادہ نہ کر کہ یہ دریاے سحر ہی اور امیر سے کہا کہ حمزہ یہ عیار
دیوانہ ہوگیا ہی آپ چلیے یہان کھڑے رہنے سے حاصل کیا ہی فرمایا کہ خواجہ تم مرد کو نامرد بناے دیتے ہو وہ مستعد
ہی جانے کو تم ڈراے دیتے ہو خواجہ موت زیست سب کے ساتھ ہی اگر اسکی زندگی ہی تو کوئی اسکا کچھ نہین کر سکتا
اور جو قضا ہی تو کہین نہ بچیگا غرض فریدون تختہ کنول کو ایک طرف چھوڑ کر شہنادم کر کے پیٹ تلے رکھکر شناوری
کرتا ہوا چلا یہانتک کہ نصف دریا طی کیا کہ امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھا وہ دونون شخص احمق تھے جو گل نیلوفر
کیطرف سے گئے دیکھو فریدون جا پہونچا عمرو نے آواز دی ای فریدون احوال مفصل دریافت کر کے آنا اُسنے
جواب دیا بہت اچھا خوب حال دریافت کر کے غلام آئیگا یہ کہتا ہوا قریب کنارے کے پہونچا تھا کہ دریا مین تلاطم ہوا
ایک نہنگ سیاہ پیدا ہوا اور فریدون کو نگل کر دریا مین غرق ہو گیا عمرو نے نہایت فریدون کا افسوس کیا
اور صاحبقران سے کہا کہ حمزہ دیکھا تو نے یہان کارخانہ سحر کا ہی یہ تمام دریا جادو کا معلوم ہوتا ہی امیر وہان سے
پھر کر داخل خیمہ ہوے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ کوئی کیونکر اس دریا اور پل اژدہا سے پار گذر لگا اور حریف کوئی معلوم
نہین ہوتا بوے آدم کہین نہین آتی عمرو نے کہا کہ حمزہ وہ لوگ عاقل ہین جانتے ہین کہ جنگ دو سردار اور
تیرا نام تمام زمانے مین مشہور ہی کہ حمزہ جس ملک پر گیا اُسے فتح کیا ابھی شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کو
مار کر خدائی زبرجد شاہ کی برباد کر کے آیا ہی اس سبب سے وہ چپکے بیٹھے ہین امیر یہ سنکر خاموش ہو رہے ایک
مہینا بھر وہان صاحبقران کو گذرا کہ ایکدن فرمایا کہ عجب اتفاق ہی کہ ہمکو عرصہ یہان آے ہوے گذرا اور کوئی
پرسان حال نہین ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ وہ جنگ سے کنارہ کیے ہوے خاطر جمعی سے بیٹھے ہوے ہین جانتے ہین
کہ حریف آیا ہی جھک مار کر چلا جائیگا ہم کیون سامنا کرنے جائین بس صاحبقران کو یہ لفظ جھک مارنے کی بہت
ناگوار طبع ہوئی فرمایا کہ ابھی گھوڑا ڈالکر دریا مین اُس پار جاتا ہون یا حریف کو پیدا کرونگا یا جان اپنی دونگا یہ کہکر
تلوار ٹیک کر اُٹھے ساتھ ہی اُنکے سب سردار بھی تلوارین ٹیک ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوے باہر بارگاہ سے آکر مرکب پر
سوار ہوے بادشاہ اسلام نے عمرو سے کہا کہ تم مزاج سے صاحبقران کے کیا واقف نہ تھے جو ایسا کلمہ منہ سے
نکالا اب غضب ہوا کہ اُدھر صاحبقران دریا مین گئے اِدھر ہم سبھون کا خاتمہ ہو جائیگا عمرو بولا کہ شہریار مین خود
نادم ہون کہ یہ کیا کہا مین نے اور دوڑ کر سامنے امیر کے آیا عرض کیا کہ یا حمزہ خطا میری معاف کر اب تو دریا کیطرف
نہ جا سب کہینگے کہ عمرو نے حمزہ کو غیرت دلا کر دریا مین ڈبوا دیا فرمایا کہ تمھاری خطا کچھ نہین مین بغیر حریف کو پیدا کیے
ہوے نہ پھرونگا اور غصے کے مارے آنکھین صاحبقران کی لال ہین بال بدن کے کھڑے ہوے ہین گھوڑا اڑاے
ہوے چلے جاتے ہین اور پیچھے پیچھے تمام غازیان دیندار مجاہدان تہور شعار فرزندان عالی وقار چلے آتے ہین عمرو
اشقر سے لپٹا ہوا منت اور عاجزی کرتا ہوا چلا جاتا ہی سامنے دریا کے آ پہونچے ہین سبکو یقین مرگ ہی کہ اب
نہین بچتے لیکن عمرو نے جب دیکھا کہ حمزہ میرا کہنا نہین مانتا اُسوقت دعا مانگنا شروع کیا کہ ای پروردگار کوئی سبب
ایسا کر کہ میری بدنامی مٹے اور حمزہ بچ جاے ہنوز دعا عمرو کی ختم نہوئی تھی کہ اُسیوقت ہر کارے دوڑے ہوے آے

مجرا کیا اور عرض کی کہ شہریار آج نقرہ کوہ مین ایک دروازہ پیدا ہوا ہی اور لوگ علم دلنشان لیے ہوے اژدہون پر
سوار پل اژدہا پر سے گذر کر اس پار چلے آتے ہین عمرو نے کہا کہ حمزہ خدا نے ارادہ تیرا پورا کیا حریف آیا ہو صاحبقران نے
گھوڑے سے اُتر کر دو رکعت نماز شکر ادا کی اور آگے بڑھکر جو دیکھا تو واقعی اژدہون پر علم دلنشان و خیمہ و خرگاہ
لدے ہوے چلے آتے ہین او پیچھے اُنکے ساحران غدار اور ایک نقابدار سیاہ پوش چلا آتا ہی صاحبقران
اپنے خیمے کیطرف پھرے خیمۂ نقابدار سیاہ پوش کا مقابل لشکر صاحبقران استادہ ہوا فوج اُسکی تمام وہان اُتر پڑی
نقابدار داخل خیمہ ہوا دنگل پر اپنے بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم
کیا کہ بجے طبل جنگ کل یہ خدا پرست میرے ہاتھ سے کہان جائینگے سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا نقابدار سیاہ پوش
نہ رکھا ہوگا اُسی وقت طبل جنگ بجا جاسوسان لشکر اسلام خبر لیکر روانہ ہوے یہان صاحبقران زمان بارگاہ
مین رونق افزا ہین بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین سردار گرد و اطراف مین دورہ باندھے ہوے بیٹھے ہین ذکر
نقابدار سیاہ پوش کا ہو رہا ہی صاحبقران فرما رہے ہین کہ یہ نقابدار فوج قلیل سے جو اتنے بڑے لشکر کا سامنا
کرنے آیا ہی کچھ نہ کچھ اسرار ہی عمرو عرض کر رہا ہی کہ شہریار ظاہر ہی کہ یہ سب کارخانہ سحر کا ہی اور مجھکو تو نقابدار
ساحر معلوم ہوتا ہی یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر مجرا کیا دعا و ثناے بادشاہی بجا لاے اور عرض کیا کہ نقابدار
نے طبل جنگ بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو سامنا کرے غازیان دیندار سے فرمایا کچھ اندیشہ
نہین ہی جو خدا بہتر جانیگا وہ کریگا ہمارے لشکر مین بھی بتائید ربانی کوس حربی پر چوب پڑے اُسیوقت
نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر
مقابل یکدیگر میدان مین صف باندھ کر کھڑے ہوے اُدھر نقرہ کوہ پر لقا اور سکندر شاہ مع بختیارک
وغیرہ آکر بیٹھے جسوقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے چاہتا ہی نقابدار کہ مرکب چمکا کر میدان مین
آے کہ صحرا کیطرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا دونون لشکر دیکھنے لگے ہرکارے خبر کیواسطے روانہ ہوے مگر گرد جو
نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا تو فوج شیر سرون کی نمایان ہوئی چالیس ہزار شیر سر کہ منھ اُنکے شیرون کے اور دھڑ
آدمیون کے تھے بادشاہ شیر سرون کا شہزاد شیر سر مع پسر یعنے شیرو یہ شیر سر کو ہمراہ لیے ہوے آگے آگے تھا آکر شریک نقابدار سیاہ پوش ہوا
ہنوز یہ شیر سر قائم ہونے پاے تھے کہ اور گرد و غبار کا تتق اُٹھا اور فوج فیل سرون کی نمایان ہوئی چالیس ہزار فیل سر آے سردار انکا تھن فیل سر
تھا وہ بھی آکر شریک نقابدار ہوا بعد اُسکے اور گرد اُٹھی اور فوج طاؤس سرون کی پیدا ہوئی چالیس ہزار طاؤس سر آے اور سردار انکا طیران
طاؤس سر تھا وہ بھی آکر نقابدار کا شریک ہوا پھر فوج سگ سرون کی آئی چالیس ہزار سگ سر آے اُسکے بعد شتر سر اور اسپ سر
اور میش سر اور کرگدن سر اور مرغ سر وغیرہ چہل ورے کی چالیسون قومین شام تک آلین نقابدار طبل بازگشت
بجوا کر پھر گیا سبھون کو اپنے ساتھ لیے ہوے خیمے مین داخل ہوا سبکی خاطر و مدارات کی سب نے کہا کہ ہم پہونچتے ہی
ہم وہانسے روانہ ہوے بارے وقت پر پہونچے کہ ابھی لڑائی شروع نہوئی تھی اور آپ اب طبل جنگ بجوائیے ہم سب
جانبازی کو موجود ہین سب خدا پرستون کا کام تمام کرینگے نقابدار نے اُسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ لشکر نقابدار
مین طبل جنگ بجا ہرکارون نے آکر خدمت صاحبقران مین عرض کیا کہ نقابدار نے شیر سرون کے نام طبل جنگ
بجوایا ہی فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہین ہی ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے القصہ رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر
میدان مین آے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے اُسوقت شیرو یہ شیر سر کہ شاہزادہ ہی
تمام چہل ورے کا سب قومین اسکی مطیع ہین سامنے نقابدار کے آیا اجازت میدان چاہی اُسنے کہا کہ جاؤ ان خدا پرستون کا

کام تمام کرو فرعون شاہ تمہارا نگہبان ہو وہ سلام کرکے اپنے شیر پر سوار ہو کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا
لشکر اسلام سے رستم خان بن گنجاب بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا جب اُسکے برابر پہونچا گھوڑا رستم خان
کا شیرویہ کی صورت دیکھکر ڈرا اور بھاگا دست چپ کے سردار خندہ زن ہوئے کہ رستم خان حریف سے بھاگا قہقہے اڑنے
لگے رستم خان خفت زدہ ہوکر گھوڑے پر سے کودا اور تلوار کھینچکر گھوڑے کو مار ڈالا آپ شیرویہ کے سامنے آیا اسنے
کہا کہ تو کون ہی کیا نام ہی تیرا بیان کر کہا کہ میں بیٹا ہوں گنجاب بن تنجور بن ملک حرمان دیوکش کا جو آگے
پیغمبر مرسل لقا کا تھا وہ مارا گیا اب میں رفیق ہوں شاہزادہ بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران کا اُسنے کہا
خیر معلوم ہوا حال تیرا اب اپنے جی کی آرزو نکال لے جو کچھ حربہ کرنا ہو کر لے رستم خان بولا ہم اہل اسلام ہیں پیشدستی
نہ کرینگے اُسنے کہا خیر معلوم ہوا تم اپنے سامنے کسیکو موجود نہیں جانتے یہ کہکر دونوں چنگال رستم خان پر مارے سینے
رستم خان کے پڑے کہ زرہ کو توڑ کر سینے کو توڑا رستم خان بیقرار ہوگیا شیرویہ نے اُسے دونوں ہاتھوں پر اُٹھا لیا
اور اپنے لشکر کیطرف چلا بدیع الزمان نے دیکھا کہ یہ شیر سر رستم خان کو لیچلا بیتاب ہوکر بغیر اجازت بادشاہ اسلام نعرہ
کرتا ہوا دوڑا کہ او کافر کہاں لیے جاتا ہی میرے رفیق کو آیا ہیں گھوڑا اُڑا کر چلا تھا ابھی اُسکے برابر نہ پہونچا تھا کہ مہران
فیل سر دوڑا کہ او خدا پرست کہاں میرے شاہزادے پر آتا ہی تو میرا حصہ ہی اور تلوار بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے
تلوار سپر پر روک کر جو اُسکے سر پر تلوار ماری مع مرکب دو ٹکڑے کیے طیران طاؤس سر نے بائیں طرف سے تلوار
ماری پشت تیغ پر اُسکی تلوار روک کر جو کمرگاہ پر اُسکی ہاتھ مارا مانند خیار تر کے دو کیا ہلال سنگ سر اور مہلال سنگ سر
یہ دونوں بھونکتے ہوئے آئے تلواریں بدیع الزمان پر ماریں بدیع الزمان نے دونوں کی تلواریں چھین کر کمروں میں
ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر سے سر ٹکرا دیے کہ بھیجے دونوں کے نکل پڑے واصل جہنم ہوئے اب با تیغ خون آلود شیرویہ
کے پاس پہونچا اور کمربند میں رستم خان کے ہاتھ ڈالکر کھینچا کہ شیرویہ نے تلوار ماری بدیع الزمان نے اُسے پشت تیغ پر
روک کر جو اپنا وار کیا تلوار شیرویہ کے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی اُسی حالت میں رستم خان ہاتھ سے چھوٹ گیا
شیرویہ نے زخم سر ہاتھ سے پکڑ کر تلوار بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے اسے خالی دی ہاتھ جو اُسکا خالی
گیا لکان جو پہونچی سامنے بدیع الزمان کے گر پڑا شاہزادے نے کہا ای عزیز تو زخمی ہی گھبرا نہیں ہوشیار ہو کسواسطے کہ
زخمی پر ہاتھ ڈالنا بہادروں کا کام نہیں ہی جا اپنا علاج کر یہ کہکر رستم خان کو لیکر پھیرا لیکن ادھر نقرہ کوہ پر جنبہار نے
سکندر شاہ سے کہا کہ ای سکندر شاہ دیکھی برش شمشیر بدیع الزمان کی یہی سرفتنہ ملک باختر داماد زمرد شاہ ہی
سکندر شاہ نہایت حیرت زدہ دیکھ رہا تھا کہ خدا پرست کیا بلا کے لوگ ہیں ایک طرفۃ العین میں کس کسکو مار ڈالا کہ آدمی جنکی
صورت دیکھکر بھاگتا ہی مگر اسطرف حمزہ صاحبقران نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان تنہا ان شیر سروں میں چلا گیا
بیتاب ہو کر دوڑے اور انکے ساتھ اور سب سردار بھی چلے بدیع الزمان کو مظفر و منصور مع رستم خان آتے دیکھا
بدیع الزمان نے امیر کو سلام کیا پوچھا کہ حضور کدھر تشریف لیچلے تھے فرمایا کہ بھئی تمھاری کمک کو مگر خدا نے فضل کیا
کہ تمکو زندہ و سلامت پایا عرض کیا کہ حضور کے تصدق سے کئی نابکاروں کو مار کر شیرویہ کو زخمی کر کے رستم خان
کو لایا ہوں فرمایا کہ بھئی تمنے بڑا کام کیا یہ کہکر بدیع الزمان کو گلے سے لگا لیا اور ساتھ لیکر داخل خیمہ گاہ ہوئے رستم خان کے
زخم میں ٹانکے لگائے گئے علاج ہونے لگا امیر نے دربار برخاست کیا کھانا نوش فرما کر آرام کیا مگر اُسطرف شیر زاد شیر
اپنے زخمی بیٹے کو اُٹھا کر داخل خیمہ ہوا زخم میں ٹانکے لگوائے پٹی مرہم کی چڑھوائی شیرویہ کو ہوش آیا اپنے باپ سے کہا کہ
ای پدر بزرگوار آپ نے پسر حمزہ کی شجاعت دیکھی ایسے بہادر نہ دیکھے نہ سنے اگر ایک ہاتھ اور مجھپر مار دیتا میرا کام تمام تھا

باوجودیکہ مین نے اُسکے رفیق کو مار ہی ڈالا تھا لیکن اُسنے زخمی پاکر کچھ نہ کیا اور چھوڑ کر چلا گیا ای قبلہ و کعبہ مین نے تو غلامی آپکی
اختیار کی اُسنے کہا کہ بیٹا اُسنے مجھکو داغ پسر سے محفوظ رکھا مین تجھسے پہلے اُسکا غلام حلقہ بگوش ہو چکا ہون شیرویہ نے
کہا کہ پھر تامل کا ہیکا ہی راتون رات اپنا مال و اسباب و لشکر ساتھ لیکر چلے چلیے صبح کو خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر
ہو جیے یہ صلاح کرکے کوئی دو پہر رات گئے یہ دونون مع سپاہ لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوے صبح کو حمزہ صاحبقران
نماز صبح پڑھکر بارگاہ مین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کرکے بیٹھے اور سردار بھی آ آکر حاضر ہوے صحبت عیش برپا ہوئی ناچ
ہونے لگا جام گردش مین آیا ناگاہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شیرویہ شیر سر اور شیرزاد شیر سر دونون پسر و پدر خدمت والا مین
حاضر ہوے ہین فوج و لشکر ساتھ لیے ہوے آئے ہین فرمایا کہ بلاؤ جب وہ دونون بارگاہ مین آئے مجرا گاہ پر سے مجرا
کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے صاحبقران نے فرمایا جو تمھین عرض کرنا ہو عرض کرو ان دونون نے
عرض کیا کہ ہم غلامی کرنے کو شاہزادہ بدیع الزمان کی آئے ہین کہ اس شہریار نے ہمکو دوبارہ زندہ کیا ہی اور قسمت سے
وہ دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے خدمت مین بدیع الزمان کی رہے لشکر اُنکا قریب لشکر بدیع الزمان
اُترا اگرچہ یہ خبر ہرکارون نے جاکر نقابدار سیہ پوش کو دی کہ شیرزاد اور شیرویہ دونون جاکر شریک لشکر حمزہ ہوے اسلام
لاے کہا کہ مجھکو اُنکی پروا نہین ہی انھون نے زبردستی طبل جنگ بجواکر مقابلہ کیا تھا مین راضی بھی نہ تھا مین خود خدا پرستون کا
کام تمام کرونگا اور نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین ہون اور یہ خدا پرست ہین سب کو نہ مارا ہوگا تو نام بیجا
نقابدار سیہ پوش نہ رکھا ہوگا اُسیوقت لشکر مین نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر صاحبقران مین بھی نقارۂ رزمی
نوازش مین آیا چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح معرکۂ کارزار مین آکر صف آرا ہوے صفین آراستہ
ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے پس نقابدار سیاہ پوش نے مرکب کو جولان کیا پہلے سکندر شاہ اور زمرد شاہ
جو بہار پر آکر بیٹھے تھے اُنکو سلام کیا بعد اُسکے میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ آلاگرد فرنگی مرکب کو بڑھا کر سامنے تخت
بادشاہی کے آیا اُتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہی اور جام کا عفریت
عنایت فرمایا آلاگرد فرنگی اُسے پی کر بارد گر مرکب پر سوار ہوکر سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہی
بیان کر جواب دیا کہ مجھے آلاگرد فرنگی کہتے ہین رفیق ہون شاہزادہ علمشاہ رومی کا نقابدار بولا کہ بہتر تیرے حق مین
یہ ہی کہ دین فرعون پرستی اختیار کر لقا کی اطاعت مین حاضر رہ نہین تو ہاتھ سے میرے مارا جائیگا آلاگرد للکارا کہ او
گبر ناہنجار کندۂ ناتراش کیا بکتا ہی لاکھ لاکھ لعنت ہی فرعون پر اور اُسکے پرستارون پر یہ سنکر نقابدار نہایت برہم ہوا
کہا کہ خیر معلوم ہوا حال تیرا لا اپنا حربہ کر کیونکہ پھر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا آلاگرد نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر
روکا طعن پر طعن چلنے لگی یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور بنانین ناکارہ ہو گئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی ہاتھ سے نیزے
پٹک دیے تلوارین کھینچین نقابدار نے ہاتھ تلوار کا بلند کیا تھا کہ مارے آلاگرد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا کہ لقا کو
کیطرف سے ایک آندھی آئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا دو گھڑی تک تاریکی رہی پھر جو روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ آلاگرد کا گھوڑے کے
نیچے پڑا ہوا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کاسۂ سر اُسکا کوئی جانور کھا گیا ہی سیکڑون سوراخ مغز مین پڑے ہین فرنگی اسکی لاش
اُٹھا کر لیگئے نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا پکارا کہ ای خدا پرستو دیکھا تمنے کہ یہ کیونکر مارا گیا مجھکو محنت و مشقت بھی کرنا نہ پڑی
اور جسے تمناے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلے کو مالاگرد فرنگی سامنے اُسکے آیا بعد گفتگو کے مالاگرد نے چاہا تھا کہ تلوار
نقابدار پر مارے کہ وہی آندھی آئی اور تاریکی چھائی جب روشنی ہوئی دیکھا کہ مالاگرد کا لاشہ بھی اُسیطرح پڑا ہوا ہی
اُسیطرح ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک کئی فرنگی مارے گئے علمشاہ رومی نہایت خشمناک ہوکر بادشاہ سے رخصت لیکر

لقابدار کے مقابلے کو آیا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ آج بعد مدت کے دیکھیے
کہ کیا ضرب دست ہی پدر بزرگوار کی بدیع الزمان نے کہا کہ ای قاسم یہ ہم تم دونوں کا فخر ہی تمھارا باپ ہی اور میرا
بڑا بھائی ہی بجائے قبلہ و کعبہ ہی مگر اس بلا سے خدا بچائے تو بڑی بات ہی یہ کہکر دعا مانگنے لگا قاسم بھی دست بدعا ہوا مگر
علمشاہ برابر لقابدار کے پہونچا تھا گفتگو ہو رہی تھی کہ عمرو نے علمشاہ سے اشارہ کیا کہ لقابدار کو مانند لندھور کے
اٹھا لیجے اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارے کہ پشتیں پیس ہو جائے بس علمشاہ پیادہ ہو کر دوڑا لقابدار پر گھوڑے کے
پیٹ تلے گھس کر داہنے ہاتھ سے دونوں اگلے پاؤن بائیں ہاتھ سے پچھلے پاؤن مرکب لقابدار کے پکڑ کر زور کیا کہ
لقابدار کو مع مرکب اٹھا لیا لقابدار تو مرکب سے کود پڑا علمشاہ نے مرکب کو زمین پر مارا کہ وہ مردہ ہو گیا
پھر لقابدار علمشاہ پر دوڑا کہ او رومی غضب کیا تو نے کہ گھوڑا میرا مار ڈالا اور علمشاہ سے لپٹا کشتی ہونے لگی
کہ وہی آندھی پھر نمایان ہوئی آن واحد میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے جو روشنی ہوئی دیکھا کہ علمشاہ
کا بھی وہی عالم ہی کہ کاسہ سر میں ہزارہا سوراخ ہیں لاش زمین پر پڑی ہوئی ہی اور لقابدار مرکب پر سوار عرصہ
کارزار میں مبارز طلب کر رہا ہی صاحبقران نے جو یہ حال شاہزادہ علمشاہ رومی کا دیکھا گریبان چاک کیا
قاسم نے سر پیٹ لیا بدیع الزمان نے اپنے کو خاک میں ملا دیا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ او لقابدار تو نے اس شخص
کو مارا کہ میں جسے اپنا قبلہ و کعبہ جانتا تھا بس قریب لقابدار پہونچا تھا کہ وہی آندھی آئی اور تیرگی چھائی بعد
دو گھڑی کے روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا بھی پڑا ہی اور اپنے خون میں غلطان ہی کاسہ سر میں وہی
سوراخ پڑے ہیں نشان منقار معلوم ہوتے ہیں تمام باختری سر و پا برہنہ دوڑے قاسم نے لاشہ علمشاہ کا
اٹھوایا تھا تمام رومی اور فرنگی گرد اسکے پیٹتے چلے آتے تھے کہ ہائے بدیع الزمان کی صدا کان میں پہونچی بس
وہیں سے تیغ اپلارک افراسیابی کھینچکر دوڑا آ کر دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا تڑپ رہا ہی ابھی تک کسی نے اٹھایا
نہ تھا کہ قاسم برابر آگیا لاش سے لپٹ کر منھ سے منھ ملنے لگا پکارا کہ عمو جان بعد آپ کے لطف میری زندگی کا
اٹھ گیا اب زیست لاحاصل ہی ابھی سیر باغ جنان نہو چکیگا کہ خادم بھی آپ کے پاس آتا ہی اور لقابدار سے کہا
کہ او حرامزادے میں تجھے مار کر مرونگا اور وہی تیغ لقابدار پر مارا کہ اسکے سر پر پڑا مگر اچٹ گیا لقابدار نے قبضہ
پکڑ لیا کشتی ہونے لگی کہ یکایک وہی ابر تیرہ و تار آیا تمام عالم میں چھایا دو گھڑی کے بعد تاریکی رفع ہوئی دیکھا سب نے
کہ لاشہ قاسم کا بھی تڑپ رہا ہی بس امیر نے جو یہ حال دیکھا گریبان تو پہلے ہی علمشاہ کی لاش دیکھکر چاک کر چکے تھے
اب دونوں لاشوں کے بیچ میں گھوڑے سے اپنے کو گرا دیا اور لقابدار سے کہا کہ تجھے قسم ہی اپنے دین و آئین کی
کہ تو میری بھی مشکل جلد آسان کر دے بعد ان نوجوانوں کے زندگی منظور نہیں ہی لقابدار بولا کہ میں نے
آج تو یہ نمونہ غضب خداوندی فرعون شاہ تمھیں دکھایا ہی کل تم سبکا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر طبل بازگشت
بجوا کر پھرا اسکندر شاہ نے لقا سے کہا کہ دیکھی آپ نے قدرت خداوندی کہ کیا حال کیا ان خدا پرستوں کا بختیارک
بولا کہ فی الواقع اگر یہی طور رہا تو خاتمہ ہو جائیگا خدا پرستوں کا یہی باتیں کرتے ہوئے اٹھکر چلے گئے لقابدار اپنے
خیمے میں داخل ہوا ادھر امیر نے دونوں لاشے اٹھوائے اور روتے ہوئے پلٹے ہتھیار تو صاحبقران کے
اور سرداروں نے لیے ہیں کہ ایسا نہو امیر اپنے کو ہلاک کریں اور امیر کا یہ عالم ہی کہ کبھی بدیع الزمان کو
پکارتے ہیں کہ ہم سمجھے تھے کہ تم ہمارے عصائے پیری ہوگے ہم مرینگے تو ہماری مٹی عزیز کروگے مگر تم ہمکو تنہا
چھوڑ کر چل بسے ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو کبھی قاسم کو پکارتے تھے کہ ای قاسم ابھی تمھیں بوشیسال جادو کی قید سے

رہا کرکے لاے تھے اور دلمین اپنے خوش ہوئے تھے کہ تمکو خورشید خاوری اور گیتی افروز سے ملائینگے بیٹا تمام
آرزوئین ہماری خاک مین ملادین دادا کی کمر توڑ گئے باپ چچا کا ساتھ دیا اب تم بغیر کیونکر جئینگے تمام ترک وخاوری
قاسم کی لاش کے گرد خاک اُڑاتے ہوے ادھر تمام باختری بدیع الزمان کے لاشے کے ساتھ پکارتے ہوے چیخین
مارتے ہوے کہ ای آقا تم جنت کو سدھارے ہمکو کسکے حوالے کیا ایک عجب تلاطم مچا ہوا تھا جب لاشین خیمے مین آئین مقبل
پکارا کہ صاحبو ہٹو خواتین معظمہ باہر آتی ہین لاکھ ایک ایک کو ڈھکیلتے تھے مگر کوئی نہ ہٹتا تھا ایک ایک پر ٹوٹا پڑتا
تھا جوش غم والم مین کسیکے حواس بجا نہ تھے عورت مرد یکجا تھے کسی کو ہوش نہ تھا ایک قیامت برپا تھی بین اُن عورتون کے
سن سنکر کلیجے منھ کو آتے تھے عمرو نے جلدی جلدی صندوق بنواے کفن تیار کراے لاشون کو صندوقون
مین رکھوایا ہرایک اُن لاشون سے لپٹا جاتا تھا کہ ایک مرتبہ ہم اور صورت دیکھ لین پھر یہ چہرہ کہان دکھائی دیگا امیر کے
تو آنسو خشک ہوگئے ہین سکتے کا عالم ہی فرش خاک پر بیٹھے آہ سرد دل پر درد سے بھر رہے ہین کہ ایکبار لاشین
اُٹھین سب روتے پیٹتے ساتھ چلے صاحبقران فرماتے آتے ہین کہ ہمارے ماہ تابان مہر درخشان کو خاک مین
ملانے لیچلے یہانتک کہ دامنہ صحرا مین قبرین تیار کرائین اُسمین لاشین دفن کین اب تینون قبرون پر شامیانے
کھڑے ہین تخلخے کے لوٹے روشن ہین صحیفہ خوان صحیفۂ ابراہیمی پڑھ رہے ہین سبھون نے قبر پر فاتحہ پڑھا اور
وہان سے چلے مگر امیر تینون قبرون کے بیچمین بیٹھے ہین اور ہر بار قبرون کے بوسے لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ صاحبو
تمتو رہرو راہ عدم ہوے ہمکو بھی اپنے پاس بلالو کیونکہ بے تمہارے زندگی موت سے بدتر ہی ایک ایک دم دم خنجر ہی
او ربیٹا تم اکیلے ہوگے کوئی خدمت کے لیے ضرور چاہیے عمرو امیر کی یہ حالت دیکھکر رو رہا ہی اور کہرہا ہی کہ حمزہ تو
کیون اسقدر پریشان ہی یہ سب کشتہ سحر ہین جب نقابدار مارا جائیگا یہ سب زندہ ہو جائینگے اے حمزہ یہ تینون
شخص ایسے نہ تھے کہ یہ نقابدار مفلوک روزگار انپر یون غالب ہوتا اُسوقت بادشاہ اسلام نے بھی عمرو کے کلام کی
تائید کی فرمایا یا صاحبقران عمرو سچ کہتا ہی کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوچکا ہی کہ ظاہرا قتل ہوے ہین اور پھر زندہ
ہوے ہین یقین مانیے کہ یہ کشتۂ سحر ہین اور اگر ہمارے کہنے کا یقین نہو تو خواجہ زادون کو بلوائیے احکام نکلوائیے
یہ کہکر حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرگ امید وغیرہ کو چوبدار گیا اُنھین لیکر آیا وہ چارون بھائی حاضر ہوے سلام
کرکے عرض کیا کہ حضور کے ارشاد سے پیشتر ہمنے علم نجوم مین انکا حال دیکھا معلوم ہوا کہ یہ کشتہ سحر ہین بعد ایک
ہفتے کے انسے ملاقات ہوگی اگر اسکے خلاف ہو تو ہمین توپ دم کرا دیجیے گا یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر
عرض کیا کہ نقابدار سیاہ پوش نے طبل جنگ بجوایا ہی صاحبقران وہان سے یہ فرماکر اُٹھے کہ صاحبو تمھین
پروردگار کو سونپا اور کل ہم بھی تمھارے پاس آتے ہین وہانسے بارگاہ مین آئے حکم دیا کہ کوس حربی بجے القصہ
رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر کھڑے ہوے جسوقت نقیب
نقابت کرکے چلے گئے نقابدار سیاہ پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا چوگان بن حمزہ صف سے نکلا سامنے
تخت شاہی کے آکر پیدل ہوا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خداوند کریم حافظ حقیقی ہی اُسی کے سپرد کیا
اور جام عنایت کیا چوگان جام پی کر سلام کرکے بارد گر مرکب پر سوار ہوکر مقابلے کو نقابدار کے گیا نقابدار
سے گفتگو ہو رہی تھی نیزے ہاتھون مین بلند کیے تھے کہ وہی آندھی نمایان ہوئی اُدھر وہی اندھیرا محیط عالم ہوگیا
پھر جو روشنی ہوئی تو لاشہ چوگان بن حمزہ کا نظر آیا لوگ اُسکے دوڑے روتے ہوے خاک اُڑاتے ہوے لاشہ
اُٹھا لیگئے بس یہ حال دیکھکر قاسم تیغزن بیقرار ہوکر اجازت لیکر دوڑا اور جاتے ہی نقابدار پر تلوار ماری

لیکن تیغ سے کچھ نہ ہو سکا لقابدار کے زخم نہ پڑا اسی اثنا مین وہی تیرگی پھیلی کہ سارا عالم ظلمات ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے
جب روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ ہاشم کا تڑپ رہا ہی اور سر مین سوراخ ہین القصہ اسیطرح لقابدار نے شام تک قریب
پچاس بہادرون کے مارے اور شام کو طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین داخل ہوے ایک
آٹھ سات روز کی میدانداریون مین تمام لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا تمام بہادران نامی مارے گئے ہر روز امیر لاشین سردارون
کی اٹھوا کر دفن کراتے پھرتے تھے عجب پریشانی لشکر اسلام مین تھی آخر کار مشیران سلطنت جمع ہوے صلاح مشورے ہونے لگے
ہر ایک نے عرض کیا کہ ای شہریار سوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے کوئی شخص ایسا نہین ہی کہ اس مشکل کو آسان کر سکے اسطرح کی
مشکلون مین خواجہ کام آتے ہین انھین کے ناخن تدبیر سے یہ عقدہ حل ہو گا عمرو نے کہا صاحبو تم سب سچ کہتے ہو مگر مین بھی اسی فکر مین
مستغرق ہون کہ کیا کرون جو تم بتاؤ وہ مین بجا لاؤن اسوقت امیر نے رقعہ لاکھ روپیہ کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی شہر سکندریہ
کی خبر لاوے اور حال لقابدار کا دریافت کر آوے لاکھ روپیہ ہمسے پاوے چالاک ہمگ خشت زرین سے کودے اور عرض کیا کہ
شہریار فدوی جانبازی کو موجود ہین جہان حکم ہو وہان جائین مگر ہر شخص اس کام کے لائق نہین ہی یہ جامہ خواجہ صاحب کے
جسم کے لیے قطع کیا گیا ہی سوا انکے اور کسی سے یہ کام نہو گا عمرو نے سر اٹھا کر کہا کہ جسوقت سے علمشاہ اور بدیع الزمان
اور قاسم مارے گئے ہین جگر کباب ہو رہا ہی اس روپیے پر موقوف نہین ہین یونہین جانبازی اور سرفروشی کو موجود ہون
لیکن اس فکر مین ہون کہ کیا کرون اور یہ کہکر رقعہ اٹھا لیا صاحبقران سے کہا اسپر دستخط کیجیے کہ مین روپیہ خزانچی سے
لیکر جاؤن امیر نے اسیوقت رقعے پر دستخط کر دیا کہ یہ رقعہ دیکھتے ہی بلا تامل روپیہ عمرو کو دیدیا عمرو نے اسیوقت جاکر
وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور روانہ ہوا کنارے دریا کے جاکر صورت اپنی تبدیل کرکے ٹہلنے لگا عمرو ایسا وند
و چالاک تین دن دوڑا کبھی دہنی طرف کبھی بائین طرف آتا تھا مگر وہی دریا سے سکندریہ اور لقرہ کوہ معلوم
ہوتا تھا چوتھے روز تھک کر کچھ درخت تھے وہان پسینا خشک کرنے کو بیٹھ گیا اور دل مین کہہ رہا تھا کہ ای عمرو
عبث ذلیل ہوے کچھ پتا نہ لگا راستہ شہر سکندریہ کا نہ ملا کہان جائیے کس سے پوچھیے کیونکر پتا لگے اسی فکر مین
سرنگون تھا کہ ناگاہ دیکھا ایک قاز لقرہ کوہ کیطرف سے اڑتی ہوئی آئی سامنے تالاب تھا وہان آکر بیٹھی
مگر وہ قاز برابر فیل کے تھی رنگ ابلق تھا ایک رقعہ گلے مین اسکے پڑا ہوا تھا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ قاز
اتنی بڑی نہین ہوتی یہ قاز ہرگز نہین ہی معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر ہی کہ پیغام کسی کا لیے جاتا ہی اسے مار کر دیکھو
کہ رقعہ مین کیا لکھا ہی یہ خیال کرکے گوپھن سر سے کھولی اسکے کلے مین سوا پانچ سیر کا پتھر دے کر جو چرخ دے کر
قاز کے سر پر مارا نشانہ پورا بیٹھا کہ مغز اسکا پاش پاش ہو گیا قاز تڑپنے لگی عمرو نے دوڑ کر پاس اسکے آ گلا دبایا
کہ اسکا دم گھٹ کر نکل گیا آواز غل و شور کی بلند ہوئی اور ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من کبوتر جادو
بود عمرو نے بہت طلائی جو اسکے بازو مین بندھے ہوے تھے کھول لیے اور وہ رقعہ اسکے گلے مین سے
کھولکر اسے تو وہین دفن کر دیا آپ اس رقعے کو پڑھا ایک جادوگر شہر سکندریہ مین رہتا ہی کہ نام اسکا
عنکبوت جادو ہی ابھی اسکی نئی نئی شادی ہوئی ہی اور زوجہ اسکی اپنے میکے گئی ہوئی ہی اسنے رقعہ اپنے خسر کو
لکھا تھا کہ اندنون مان اس شخص کی قضا کر گئی ہی گھر بالکل اکیلا ہی جلد میری زوجہ کو سوار کرکے تالاب پر لاکر
بٹھا دو کہ مین اسے اٹھا کر شہر مین لیجاؤنگا اور نام اس گاؤن کا کہ جہان خسر اسکا رہتا ہی لکھا ہوا تھا اور خسر کا
بھی نام لکھا ہوا تھا عمرو پڑھکر بہت خوش ہوا صورت اپنی اسی جادوگر کی بنائی اسے مارا تھا کیونکہ یہ قاعدہ ہی کہ
جادوگر اگر شکل اپنی تبدیل کرے اور وہ اسی حالت مین مار ڈالا جاوے تو پھر ہیئت اصلی پر آجاتا ہی بس عمرو نے

کپڑے کبوتر جادو کے اُتار کر خود پہنے اور رقعہ لیے ہوئے اُسی قریہ مین آیا کہ جہان عنکبوت جادو کا خسر رہتا تھا اتفاق سے وہ اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور دو چار آدمی اُسی قریہ کے اُسکے پاس موجود تھے کچھ باتین ادھر اُدھر کی ہو رہی تھین کہ ان خدا پرستون کے آنے سے راستہ شہر سکندریہ کا بالکل مسدود ہو گیا ہی سمدھن میری ماندی تھی نہ اُسکا حال کچھ معلوم ہوا نہ داماد کی کچھ خبر خیر و عافیت سنی کہ اس اثنا مین عمرو پہونچا اور وہ رقعہ اُسکو دیا کہ عنکبوت جادو نے بھیجا ہی اُسنے کہا خوب ہوا کہ تم آگئے ہین اسی فکر مین تھا کہو سمدھن کی تو خیریت ہی عمرو نے کہا رقعہ مین سب حال لکھا ہی ہمتو اُنکو بیکنٹھ کو بھیج آئے جلا پھونک آئے اب عنکبوت تنہا ہی رقعہ جو کھولکر پڑھا وہی حال اُسمین لکھا ہوا تھا اُنکو تو بٹھایا آپ وہ رقعہ لیے ہوئے اندر آیا اور رو کر زوجہ سے کہا صاحب غضب ہوا سمدھن تمھاری مر گئین داماد اکیلا ہو گیا بیٹی کو تمھاری بلایا ہی کہ آکر گھر کو دیکھے زوجہ اُسکی سمدھن کیواسطے روئی بیٹی سے کہا کہ جاؤ اپنا گھر دیکھو جب یہ خدا پرست غارت ہو جاوینگے تو ہم تمھین آکر دیکھ لینگے مگر ریحان جادو خسر نے عنکبوت جادو کے باہر آکر عمرو کیواسطے پلنگ بچھوایا اُسپر سوزنی بچھوائی پوریان کچوریان دہی اچار عمرو کے کھانے کے واسطے لایا عمرو نے خوب کھایا حقہ پیا پان نوش فرمایا سوتے وقت ریحان جادو سے کہا کہ مین پچھلے پہر یہانسے چلا جاؤنگا تم میری تلاش کرنا نہ انتظار کرنا اپنی بیٹی کو سوار کر کے فلان تالاب پر لیکر آنا عنکبوت جادو اُسے لیجائیگا اُسنے کہا کہ اچھا اور اندر مکان کے چلا گیا سو رہا عمرو کو نیند کہان یہ اپنی فکر مین پڑے ہوئے تھے جب دو پہر رات گئی اُسوقت اُٹھے دروازہ بھڑا ہوا تھا اُسے کھولکر اندر آئے ڈیوڑھی مین سے آہستہ آہستہ آواز دی کہ ارے کوئی جاگتا ہی جب آواز کسیکی نہ آئی تو اندر گئے دیکھا کہ سب غافل سوتے ہین ایک پلنگ پر عروس بیخبر سو رہی ہی جوانی کی نیند ہی کچھ تن بدن کا ہوش نہین دوپٹہ سینے پر سے سرک گیا ہی ایک ہاتھ سر کے نیچے ہی ایک ہاتھ چارپائی کی پٹی پر ہی عمرو اس صورت سے اُسے دیکھکر بیچین ہو گیا لیکن اپنے کام سے مطلب رکھا جلدی سے بیہوش کیا اور کپڑے اُسکے اُتارے ایک لنگوٹ باندھ دیا اُسکو تو زنبیل مین ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنکر پلنگ پر اُسی حقیقت سے لیٹ رہے صبح کو ریحان جادو اُٹھا باہر آیا دیکھا کہ نہ پلنگ ہی نہ غالیچہ ہی نہ تکیہ ہی نہ حقہ ہی کوئی شی نہین ہی نہ کبوتر جادو ہی چپ ہو رہا کہ شاید وہ شخص چلا گیا دلہن کہا کہ بیٹی ہونا آفت لاتا ہی کہ کچھ کہتے نہین بنتی سمدھیانے سے ایلچی آیا تو وہ بھی جو کچھ ملا سمیٹ لیگیا غرض کہارون کو بلوایا میانہ نکلوایا سرخ بانات سے وہ منڈھا ہوا تھا بانسون پر بھی غلاف چڑھے ہوئے تھے پوشش بھی رنگین تھی پھولون کے ہار اوپر پڑے ہوئے تھے غرض وہ چوپالہ اندر آیا یہان اسکی زوجہ نے بیٹی کو جگایا کہ بیٹا اُٹھو اب خاوند کے گھر جاؤ عمرو آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کہ اماں جان کیا ہی کہا کہ بیٹا تیرے خاوند نے بلایا ہی میانہ دروازے پر رکھا ہی عمرو نے کہا اماں جان مین تو تمھین چھوڑ کر نہ جاؤنگی اُسنے کہا کہ بیٹا ہم تجھے بیاہ چکے اب ہمین کچھ اختیار نہین ہی اب جا کر اپنا گھر دیکھو سنبھالو ہمیشہ کا وہی گھر ہی یہ کہکر بالون مین کنگھی کی تیل ڈالا چوٹی گوندھی کاجل لگایا مسی لگائی پان کھلایا لباس عروسی پہنایا کہ اس اثنا مین ریحان جادو نے آکر کہا کہ بیٹا جلد سوار ہو عمرو دوڑ کر لپٹ گیا کہ باوا جان تم ہمین جدا کرتے ہو اور رونے لگا ریحان جادو بھی رو دیا اور کہا بیٹا تجھکو خاوند کا گھر مبارک ہو اور ہم تجھے جلد بلائینگے مگر بیٹا خاوند کی نافرمانی نہ کرنا اُسے راضی رکھنا اور چوپالہ اندر منگوایا عمرو دوڑ کر مان سے لپٹا اُسنے بھی بلائین لین گلے سے لگا کر خوب روئی قصہ مختصر جبراً قہراً عمرو کو چوپالے مین سوار کیا کہارون نے چوپالہ اُٹھایا عمرو اُسکے اندر

روتا جاتا ہی ریحان جادو ساتھ ہی دلاسا دیتا جاتا ہی کہ بیٹا نہ رو جلد مجھسے ملوگی آتے آتے اُسی تالاب پر محافہ پہونچا
ریحان جادو نے کہارون سے کہا کہ تم چوپالہ رکھکر چلے آؤ وہ تو چلے گئے اور عمرو چوپالے کے سوراخ مین سے
آسمان کیطرف دیکھ رہا ہی ریحان جادو ایک طرف کھڑا ہی کہ یکایک نقرہ کوہ کیطرف سے ایک عقاب بلند پرواز
نمایان ہوا اور قریب چوپالے کے اُترا دونون پنجون مین چوپالے کو گانٹھکر لے اُڑا ریحان جادو نے آواز دی
کہ تمھاری امانت تمکو پہونچی یہ کہکر چلا گیا عنکبوت جادو نے آواز دی کہ ہمنے امانت اپنی پائی اور یہ آواز
دے کر چوپالہ لیے ہوے شہر سکندریہ مین آیا گھر مین لاکر اُتارا آپ زمین پر لوٹ کر صورت انسان کی بنا
کہا کہ صاحب محافے سے نکلو گھر کو دیکھو اب مقام شرم و لحاظ کا نہین ہی اور دری جو چوپالے پر کسی ہوئی تھی
اُسے کھولا پردہ اُٹھایا عمرو گھونگھٹ مُنھ پر ڈالے ہوے اُسمین سے نکلا دالان مین فرش کیا ہوا تھا وہان گر
چپکا بیٹھا گوشہ چشم سے تمام گھر کو دیکھا اور ساس کے واسطے رونے لگا کہ ہاے امان جان تم ہمکو اکیلا کر گئین
دو دن بھی ہم دلھن بنے ہوے نہ رہے اسمین عنکبوت جادو نے کہا کہ صاحب جو ہونا تھا وہ ہوا تم رونا موقوف
کرو یہ حجاب دور کرو مین دربار جاتا ہون جبتک وہان سے آؤن تم کھچڑی ماش کی میرے واسطے پکا رکھو سب
جنس گھر مین موجود ہی انھون نے چپکے سے کہا کہ اچھا بس عنکبوت جادو کپڑے پہن کر دربار کو چلا یہ کہتا گیا
کہ دروازہ بند کر لو خبردار کسی کو اپنے پاس آنے نہ دینا وہ تو باہر نکلا انھون نے دروازہ بند کر لیا اب مکان کو دیکھا
کہ ایک طرف کو چولھے بنے ہوے ہین تھالیان بٹلوئیان چمچے سب ظروف رکھے ہین کوٹھریون مین اناج بھرا ہوا
ہی گھی گھڑون مین رکھا ہی ایک ٹوکرے مین پیاز لہسن رکھا ہی پانی کے گھڑے گھڑونچیون پر رکھے ہین ایک چوکانی
حقہ رکھا ہی کہ نیچے کا کپڑا اسکا گل گیا ہی نرکل دکھائی دیتا ہی گٹا بالکل سڑ گیا ہی ایک طرف ایک سوپ چھلنی لٹکی ہوئی ہی ایک
جانب ایک میلی سی سوزنی بچھی ہوئی ہی اُسپر تکیہ میلا سا رکھا ہی اور دو کوٹھریان بند ہین عمرو نے اُنھین کھولا
ایک مین اناج تھا دوسری مین کپڑا روپیہ اشرفی جواہر بھرا ہوا تھا عمرو نے سب اسباب اُس کوٹھری کا نذر زنبیل
کیا اور پھر اُسمین قفل دیدیا بعد اُسکے جھاڑو پکڑ کر تمام مکان کو صاف کیا اب کھچڑی دھو دھا کر ہانڈی [illegible]
اُسمین ملا کر پکائی ایک پیالے مین آم کا اچار تیل کا رکھا اور تھالی دھو کر چولھے پاس رکھکر چپکے آ بیٹھے کہ
اسمین عنکبوت جادو نے آکر پکارا کہ صاحب زنجیر کھولو عمرو نے جاکر کنڈی کھولی پھر آکر بیٹھ گیا آواز دی
کہ صاحب آؤ کنڈی کھولدی ہی عنکبوت جادو اندر آیا دیکھا کہ مکان صاف و شفاف ہی سب چیزین اپنے مقام پر
رکھی ہین کھچڑی تیار ہی بہت خوش ہوا کہ گھر والی نہایت صاحب سلیقہ ہی درباری کپڑے اُتارے دھوتی باندھی
چوکے مین آکر بیٹھا کھچڑی تھالی مین نکالی عروس سے کہا کہ صاحب آؤ تم بھی کھاؤ اُسنے کچھ جواب نہ دیا جب دو تین
مرتبہ اُسنے کہا تو باہستگی بولی کہ مین کھا لونگی تم میری فکر نہ کرو عنکبوت جادو نے خوب کھچڑی زہرمار کی ہاتھ
دھو کر پلنگ پر لیٹا تھا کہ درد پیٹ مین شروع ہوا بعد لمحہ بھر کے تڑپنے لگا عمرو اُسکے پاس آیا پوچھا کہ صاحب
تمھین کیا ہوا عنکبوت نے کہا کہ مین اچھا ہون کچھ درد اُٹھا ہی جاتا رہیگا تم گھبراؤ نہ یہی کہتا تھا کہ زیادہ
بیچینی ہوئی تڑپنے لگا جگر کٹنے لگا عمرو رونے لگا کہ ہاے مین کیسکے سہارے جیونگی ہاے غضب [illegible]
ساس کو کھایا اب خاوند کی یہ حالت ہی جبتک عنکبوت کے ہوش و حواس بجا رہے اُسکو تسلی دیتا رہا آخر
بیہوش ہوگیا بدن پانی ہوکر بہ گیا دارالبوار کو پہونچ گیا بر اُسکے خاک اُڑا کر چیخنے لگے عمرو نے لاش [illegible] زمین
مین گاڑ توپ دی اور سب اسباب عنکبوت جادو کا نذر زنبیل کر لیا اور آپ صورت عنکبوت جادو کی بنا

گھر مین قفل دے کر شہر کی سیر کو چلا تھا کہ دیکھا سواری لقا اور سکندر شاہ کی نمایان ہوئی تمام جلوس ساتھ تھا
بختیارک لقا کی خواصی مین بیٹھا تھا خواجہ عمرو نے دل مین کہا کہ دوپہر کے وقت یہ کافر کہان جاتے ہین دریافت
جو کیا معلوم ہوا کہ شہناز جادو شہناز کوہ سے آتا ہی لقا اور سکندر شاہ کی مدد کو یہ اسکے استقبال کو جاتے
ہین عمرو خدمتگار کی شکل بنکر سواری کے ساتھ ہو لیا شہر سے باہر سواری آئی تھی کہ ابر سیاہ اٹھا اور اسمین سے
پرکالہاے آتش اڑتے نظر آئے اور چالیس ہزار ساحران غدار نمایان ہوئے کوئی قاز کوئی قرقرے پر کوئی فیل
کوئی کرگدن آتشین پر کوئی اژدہاے آتش فشان پر سوار اور سردارون کے آگے آگے تریان چھنکتی ہوئین ناقوس
بجتے ہوئے آگے آگے علم و نشان کہ انکے پھریرون مین سے پرکالہ آتش نکلتے ہوئے اور ایک اژدر آتش فشان
تخت جواہر نگار مرصع کار کسا ہوا شہناز جادو اسپر سوار چلا آتا ہی مگر یہ جادوگر نہایت حسین ہی تاج مرصع
سر پر رکھے ہوئے کہ اس تاج پر موتیون کی جال بندی کا کام ہی اور چار لعل بے بہا اسپر نصب ہین اور جامہ شبنم کا
کہ اسمین تمام سنجاف تمامی کی ٹکی ہوئی ہی پہنے ہوئے ہی کمربند بہت بھاری بنارس کا کمر سے بندھا ہوا ہی ٹیکا سفید ورکا
ماتھے پر دیا ہوا ہی جھولی تاس تمامی کی لگی ہوئی ہی ایسا خوبصورت ساحر کبھی عمرو نے نہ دیکھا تھا غرض اسنے آکر سکندر شاہ
سے ملاقات کی لقا کی قدمبوسی حاصل کی ساتھ ساتھ انکے تمام شہر کی سیر کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا سکندر شاہ
اہتمام کرتا ہوا لایا باعزاز تمام مسند پر بٹھایا لیکن عمرو بن امیہ ضمری شہناز کے تاج کا عاشق ہو گیا ہی اس فکر
مین ہی کہ کسیطرح اس سے تاج لیکر اسے محتاج کیجیے اور شہناز جادو لقا سے مخاطب ہی کہ آپ خداوند ہیژدہ ہزار
ملک باختر ہو کر بادیہ گردی کرتے ہوئے ملک بہ ملک خراب پھرتے ہین باعث اسکا کیا ہی لقا نے کہا اے شہناز مین
ایسا دماغ کہان سے لاؤن جو اسکا حال بیان کرون ہمیر اشیطان درگاہ ہی آپ سے مفصل کہیگا بختیارک نے
اٹھکر کورنش بجا لا کر مجرا کیا شہناز صورت اسکی دیکھکر بہت ہنسا اور نام پوچھا بختیارک نے نام اپنا بتایا شہناز
نے کہا کہ آپ سگ سفید کے سگون مین ہین خیر کچھ حال بیان کیجیے اسوقت بختیارک نے حال صاحبقران کا
از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ اے شہناز ایک ذات بابرکات لشکر حمزہ مین ایسے ہین کہ انکا علاج کسی سے
نہین ہو سکتا شہناز بولا نام انکا کیا ہی اسنے کہا نام مین نہین لے سکتا کس واسطے کہ نام لینے کے ساتھ ہی
وہ یہان موجود ہونگے اور انکا آنا غضب ہی نہین معلوم کس کس کی شامت آجائیگی شہناز نے کہا ایسا وہ
بلا ہی کہا کہ خداوند سے پوچھیے لقا نے کہا کہ بختیارک سچ کہتا ہی وہ ایسا ہی شخص ہی کہ کوئی اس سے عہدہ برا
نہین ہو سکتا شہناز نے کہا کہ وہ کیونکر لشکر حمزہ سے یہان آئیگا دریاے سکندریہ اور پل اژدہا بیچ مین
حائل ہی اسکا نام تو لو بختیارک بولا کہ وہ ہوا کا خواص رکھتے ہین دروازے کو بند کر دو تو درازون کی راہ سے
آتے ہین نام انکا نہ پوچھو شہناز نے کہا کہ پھر انکا حال کیونکر معلوم ہو بغیر نام کہین پتا چلتا ہی بختیارک بولا پھر نام
معلوم ہوگا تو آپ انکا کیا بنائیے گا شہناز یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ ٹک جی تم مجھسے بھی تمسخر کرتے ہو جلد
نام لو اسوقت بختیارک نے کہا ایک شرط سے مین نام لیتا ہون کہ دوسری مرتبہ کوئی نام انکا نہ لے شہناز نے
اقرار کیا کہ کوئی دوسری مرتبہ نام انکا نہ لیگا اسوقت بختیارک نے مع القاب نام لیا شہناز نے ہزار مرتبہ عمرو عمرو
پکارا کہ وہ بھلا آئے یہان تو اسکو حال معلوم ہو جائے بختیارک نے کہا کہ وہ بیشک یہان موجود ہین اور
اٹھکر چارون کونون کو سلام کیا کہ یا مرشد کامل مین جانتا ہون کہ آپ یہان موجود ہین سلام میرا حضور کو پہونچے
شہناز نے ہنسکر کہا کہ خداوند نے خوب سمجھکر مرتبہ شیطنت تجھے دیا ہی بختیارک نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا

کہ ایک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ خواجہ فضل بازرگان کچھ تحفے لیے ہوئے حاضر ہین کہا کہ بلاؤ اُسے چوبدار باہر
گیا ایک لمحہ بھر کے بعد دیکھا کہ ایک مرد پیر منحنی قامت قباے صوف پہنے ہوئے دستار شیر وشکری سر پر رکھے ہوئے
چوگزی ولایتی کمر مین لگا ہوا بدن مین رعشہ آکر لقا اور سکندر شاہ کو نذر دی کرسی بیٹھنے کو ملی خواجہ بیٹھے
سکندر شاہ نے مزاج پرسی کی عرض کیا حضور کی دعا مین مصروف تھا اور شہناز کے تاج کیطرف دیکھنا شروع
کیا بغور جھک جھک کر دیکھا شہناز نے کہا کہ خواجہ کیا دیکھتے ہو کہا کہ مین یہ دیکھتا ہون کہ آپ ایسا بادشاہ اور
یہ تاج پہنے جسمین ایسا نالائق جواہر ٹنکا ہوا ہی یہ لعل نہین لعل ٹرپان ہین آپ کو یہ زیبا نہین آپ اور تاج سر پہ رکھیے
شہناز یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ خواجہ فضل یہ تم کیا کہتے ہو اس تاج مین تین سال کا خراج شہناز کوہ کا خرچ ہوا ہی
اور جواہر نایاب بہت تلاش سے ڈھونڈ ڈھا کر لگایا ہی اور تم ان لعلون کو لعل ٹرپان کہتے ہو یہ تو لعل بے بہا ہین خواجہ نے
عرض کیا گستاخی معاف ہو لعل آپنے دیکھا نہین ہی یہ دیکھیے لعل ایسا ہوتا ہی اور کمر سے ایک پوٹلی نکالی اُسے کھولا دوسری
تہ کھولی تیسری تہ کھولی ایک سات تہین کھولکر ایک ڈبا نکالا اُسے کھولکر ایک لعل اٹھارہ مثقال کا نکالکر شہناز کے
ہاتھ مین دیا کہ دیکھیے لعل اسے کہتے ہین شہناز نے ہاتھ پر رکھا اُسکی جوت پڑنے لگی شہناز نے کبھی ایسا لعل نہ دیکھا تھا
کہا کہ خواجہ واقعی لعل اسی سے مراد ہی مگر میرے تاج مین بھی لعل اچھے اچھے لگے ہوئے ہین اور یہ کہکر تاج اپنے سر سے
اُتارکر خواجہ کے ہاتھ مین دیا کہ آپ دیکھین تو سہی کہ جواہر اسکا کیسا ہی ذرا نظر غور سے دیکھیے عمرو نے وہ ہاتھ مین لیا
اور عینک نکالکر آنکھ پر لگائی تاج کو دیکھنا شروع کیا ہر جواہر کو دیکھکر تیوری پر بل ڈالا موتی کو گرجا ہوا بتایا زمرد کو کہا
ریحانی نہین ہی یاقوت کو بتایا رمانی نہین ہی لعل کو لعلڑی کہا الماس کو بہت ناقص بتایا اور کہا یہ بڑا عیب ہی اسمین کہ پائدار
نہین ہی کسی پاس نہین رہتا بختیارک تو بڑی دیر سے خواجہ کو دیکھ رہا تھا اب طرز سخن سے پہچانا کہ مرشد کامل ہین
ہنس کر کہا کہ خواجہ سچ کہتے ہین آپ کہ یہ کسی کے پاس نہین رہتا شہناز جادو نے کہا کہ میرے پاس یہ مدت سے ہی
بختیارک نے کہا کہ اب تو آپ کے پاس نہین ہی شہناز نے کہا کہ میرے پاس نہین تو کسکے پاس ہی بختیارک بولا کہ
جب تمھارے پاس آئیگا تو جانینگے کہ تمھارا ہی شہناز نے کہا کہ بس تم دیکھ چکے لاؤ تاج میرا مجھے دیدو خواجہ نے جواب دیا
اے شہناز قیمت مجھے دو تاج مجھسے لو بختیارک نے کہا درست ہی شہناز نے کہا یہ گفتگو بیجا ہی آیا یہ تاج میرا ہی
یا تمھارا خواجہ نے جواب دیا کہ جسکا ہی اُسکے ہاتھ مین ہی اور اگر ایسا ہی ظلم ہی تو غلام ابھی فقط تاج لایا ہی اور اسباب باہر
موجود ہی فرمائیے کہ اُسے لوٹ لین ایسی بے ایمانی اچھی نہین ہی کوئی سوداگر کاہیکو اپنا اسباب یہان لائیگا شہناز کو
خواجہ کی باتون پر کچھ ہنسی آتی ہی کچھ غصہ جواب دیا کہ اے شخص کسی کو جوانی مین سودا ہوتا ہی تجھکو پیری مین جنون ہوا ہی
مین نے تجھے دیکھنے کو دیا تھا خواجہ نے کہا اس بہتان سے کیا حاصل ابھی مین نے تاج آپ کے ہاتھ مین بھی نہین دیا بختیارک
بولا خواجہ سچ کہتے ہین اور سب دروغگو ہین شہناز نے برہم ہو کر کہا او حرامزادے تو بھی اُسی کیطرف سے بولتا ہی
تاج اُسکا کیونکر ہوا خواجہ فضل نے کہا کہ ہان مین نے تاج آپکا سہی مگر ہمارے شہر کی رسم یہ ہی کہ اگر بادشاہ کوئی چیز
کسی کو دیتے ہین تو پھیر نہین لیتے شہناز پکارا کہ وہ رسم ہی ہماری رسم یہ نہین ہی خواجہ نے کہا سنیے اول تو یہ
غصب ہوا اسکا جاتا ہی آپ کے پاس سے بہتر ہوگا دوسرے یہ کہ مین جہان جاتا ہون اپنے آئین پر عمل کرتا ہون بختیارک
نے کہا کہ بیشک خواجہ کا یہی دستور ہی کہ جو چیز اُنھون نے لی پھیر کر نہین دی ہم مدت سے آپ کی رسم جانتے ہین شہناز
نہایت برہم ہوا کہ او حرامزادے تو کیون بیچ مین بولے جاتا ہی معلوم ہوا تیرے اسکے کچھ سازش ہی عمرو نے
دیکھا کہ شہناز بختیارک کیطرف مخاطب ہوا اپنے دل مین کہا کہ اب وقت چلدینے کا ہی اور جست کرکے

سکندر شاہ پاس پہونچا ایک دھول اُسکے سر پر مار کر تاج لیا کہ وہ دھول کھا کر گرا بعد اُسکے لقا کا بھی تاج لیتا ہوا
چلا کہ اسمین بختیارک نے قلمتدان دونون ہاتھون پر رکھکر کہا کہ اسے بھی لیجیے نذر غلام کی رد نہ کیجیے عمرو
نے چلتے وقت پانْون کے انگوٹھے کے سہارے وہ بھی لے لیا اور جست کرکے نقارخانے پر جا پہونچا اور وہانسے بازار مین
ہو رہا طرفۃ العین مین غائب ہو گیا شہناز نے اپنے ساحرون سے کہا کہ پکڑ لاؤ اسے جانے نہ پاے ساحر عمرو کے
پکڑنے کو روانہ ہوے بختیارک نے اُٹھکر شہناز کو تین تسلیمین کین کہ مین نے آپ سے کہا تھا اُنکا نام نہ کوئی لے
آپنے نہ مانا آخر یہ صورت ہوئی آپ کہتے تھے کہ پل اژدہا دریاے سکندریہ پر حائل ہے دیکھا آپنے کوئی چیز حائل ہی
کیونکر وہ آے اور تاج آپکا لے گئے شہناز نے کہا یہ کون تھا بختیارک بولا جی وہی سر برندۂ دشمنان
باج ستانندۂ ریش کافران مہتر والا گہر یعنے عمرو بن امیہ نامور تھے شہناز جادو بہت پشیمان ہوا اور کہا ای
بختیارک تونے ہمکو اُسوقت کیون نہ آگاہ کیا بختیارک نے کہا مین کیا کرون جو آپ نہ سمجھین مین اشارہ کنایہ
کیے جاتا تھا مارے ڈر کے برملا نام نہ لے سکتا تھا کہ اگر مین نام لونگا تو مجھکو مرشد کامل زندہ نہ چھوڑینگے اور کسی سے
اُنکے لیے کچھ نہ ہو سکیگا مثل مشہور ہی کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ خوف سے کہہ کر نہ کہہ سکا کہ یہ
عمرو ہی شہناز نے کہا ملک جی اب وہ جائیگا کہان لوگ اُسکے تعاقب مین گئے ہین اُسے گرفتار کیے لاتے ہین بختیارک
بولا کہ کسی کے وہ ہاتھ نہ آئینگے یہ سب روتے گئے ہین ہوے کی خبر لائینگے یہی باتین تھین کہ لوگ پھر کر آے جیتے ہوے
ہوے شہناز نے پوچھا کہ تم جسکے پکڑنے کو گئے تھے اُسے لاے سبھون نے عرض کیا پیر و مرشد کسکو ہم پکڑتے
وہ تو ہوا کا خواص رکھتا ہی یہانسے نکلتے ہی نہ معلوم ہوا کہ زمین کھا گئی کہ آسمان نگل گیا بختیارک نے کہا وہ
ایسے ہی ہین ای شہناز غنیمت جانو کہ وہ یہانسے چلے گئے مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ورنہ تو خدا جانے
کیا آفت آتی شہناز نے کہا کہ ملک جی مین کیا اُسے چھوڑونگا جہان وہ گیا ہوگا وہین سے گرفتار ہو کر آئیگا بختیارک
نے کہا ای شہناز دور کرو کیا حاصل اُسنے کہا کہ مجھکو تاج کا بڑا رنج ہی مین اُس سے تاج ضرور لونگا دو شاگرد مین
شہناز جادو کے ایک کا نام ناصر جادو دوسرے کا نام عنصر جادو ہی ان دونون سے کہا کہ تم جا کر جہان
عمرو ملے اُسے پکڑ لاؤ اُنھون نے عرض کیا عمرو تو سوداگر بنا یہان آیا تھا صورت اصلی اُسکی ہم پہچانتے نہین کہ
کیسی ہی بختیارک نے کہا صورت کا نقشہ ہمسے سنو مگر تم اُنھین لا نہ سکوگے یہ کہکر صورت عمرو کی بیان کی ناصر و
عنصر دونون جانور کی صورت بنکر چلے بختیارک نے کہا ای ناصر و عنصر ہمسے تو مل لو افسوس اب کاہیکو صورت
تمھاری دکھائی دیگی زندہ کاہیکو پھروگے وہ دونون برہم ہو کر بختیارک کو گالیان دیتے ہوے روانہ ہوے
لیکن عمرو بن امیہ ضمری ساحرون کے خوف سے ہراسان و ترسان صورت اپنی ایک ساحر کی بنا کر دریا کیطرف
روانہ ہوا کسیطرح پار گذر کر لشکر اسلام مین چلیے ہر ایک کی نگاہ سے بچتا ہوا دریاے سکندریہ پر پہونچا دیکھا
کہ ایک طرف دھوبی کپڑے دھو رہے ہین گنگنا رہے ہین تانے تنے ہوے ہین کپڑے سوکھ رہے ہین پتیلے چڑھے
چڑھے ہوے ہین باہم چھیڑ چھاڑ رہے ہین کوئی دھوبی پکار رہا ہی کہ میان میلے کپڑے دھلوا لو ایک پیسے مین بگلا بنا لیجے
ایک آدھ شخص نے کپڑے دھوبی کو دیے ہین آپ لنگی باندھے نہا رہا ہی سبزہ فرح در فرح معلوم ہوتا ہی گھاٹ
پر برہمن بیٹھے ہوے ہین وہ چندن رگڑ رہے ہین بعضے پوجا مین مصروف ہین سورج کو پانی دے رہے ہین بعضے
مالا ہاتھ مین لیے جپ رہے ہین اگر ہم کی آوازین بلند ہین پیپل کے درخت کے گرد پھر رہے ہین زیر درخت لٹکی ہی
ایک گھڑا رکھا ہی اُسمین ایک باریک سوراخ ہی کہ اُسمین سے بوند بوند پانی مہادیو کی مورت پر ٹپکتا ہی ہار پھول

تل چانول اُسپر چڑھے ہوئے ہین کہ اسمین ایک جادوگر نہایت مسن پیران جادو نام نہا کر آیا کمبلی پر بیٹھکر پوجا
کرنے لگا گھنٹوں رچندن کی بازون پر چھاتی پر لگانے لگا سیندور کا تلک ماتھے پر دیا عمرو نے اُسے دیکھکر اپنے دلمین
کہا کہ یہ بڑا کافر معلوم ہوتا ہے اسکو فریب دے کر پار لیچلیے یہ خیال کرکے سامنے پیران جادو کے آیا سلام کیا
پاس آکر بیٹھ گیا باتین کرنے لگا کہ کچھ تمنے اور بھی سنا عمرو عیار کیا غضب کر گیا اُسنے پوچھا کیا ہوا کہا کہ تاج شہناز
کا چھین کر لیگیا اُسنے کہا عمرو واس پار سے اس پار کیونکر آیا کہا کہ اسکا علم سامری جمشید کو ہے وہ آیا بھی اور چلا بھی
گیا اے پیران جادو شہناز جادو نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی عمرو کو پکڑ لاے مین دولت دنیا سے اُسے نہال
کردونگا اگر ہمارے تم شریک ہو تو چلکر عمرو کو پکڑ لاوین اور جو انعام ملے اُسکو حصہ بانٹ کر لین پیران جادو بولا
کہ مین نے تو عمرو کی صورت بھی نہین دیکھی کہا کہ مین تو اُسے پہچانتا ہون وہ بولا اچھا مین شریک ہون کہا کہ پھر
تامل کاہیکا ہے اُس نے کہا اچھا سحر کرو اُڑکر چلو عمرو بولا تم کیسے پرانے جادوگر ہو تمنے اتنی عمر اپنی کہان گنوائی اب
مین بھی سحر کرون اور تم بھی سحر کرو اس سے کیا حاصل ایک سحر سے دونون آدمی نہین چل سکتے ہم تو ابھی نو سکھیے
ہین ادھر سے تم اپنے سحر سے لیچلو اُدھر سے ہم اپنے سحر سے تمکو لائینگے دیکھنا کتنا سبک اڑا لاتے ہین پیران
نے کہا اچھا مین اپنے ہی سحر سے لیے چلتا ہون عمرو نے کہا جگرانہ مانتا مین نے اس سے کہا کہ تم ابھی نہائے ہوے ہو
اور مین نے رسونین تک نہین کی منھ تک نہین دھویا عمرو کی تلاش مین پھرا کیا یہ وقت آگیا جب شہر مین کہین نہ ملا
تو مین نے کہا کہ اب پار چلکر ڈھونڈھنا چاہیے بس پیران جادو نے نکالکر رائی سرسون ماش مٹر کے دانے سحر پڑھکر
جو مارے اُسیوقت وہ وہانسے اُڑکے دریا کے پار آے پیران جادو نے کہا اب چلو لشکر حمزہ مین ڈھونڈھو عمرو
کہان ہے عمرو یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا پیران جادو بھی چاہتا تھا کہ اُٹھے کہ عمرو نے خنجر کھینچکر جو مارا پشت پر اُسکی پڑا کہ
سینے کو توڑکر پار گذر گیا دوسرا خنجر اور مارا تیسرا اور مارا کہ وہ تڑپ کر دار البوار کو پہونچ گیا عمرو تو گلیم عیاری
اوڑھکر لشکر اسلام کیطرف بھاگا مگر پیران جادو جو مارا گیا اُسکے ہیرون نے شور و غل مچایا ساحر جو دریا پار
تھے وہ لاشہ پیران جادو کا اُٹھا کر خدمت مین شہناز جادو کی لاے اور تمام حال بیان کیا کہ عمرو اس فقرے سے
اُسے دریا پار لیگیا اور قتل کرکے لشکر حمزہ کو چلا گیا بختیارک نے ایک ہاتھ سر پر رکھا دوسرا ہاتھ چوتڑ پر رکھکر
ناچنا شروع کیا اور پکارا کہ صلوات بر محمدؐ و آل محمدؐ و لعنت بر لات اعلی و منات معلی اور شہناز سے کہا سنا آپنے
کیونکر مرشد کامل پار چلے گئے اُنکو نہ دریا نے روکا نہ اژدہے نے ضرر پہونچایا وہ بلاے بیدرمان آفت جہان ہین
شہناز بولا ملک جی ابتو شاگرد میرے گئے ہوے ہین بختیارک نے کہا اُنکے لاشے آئینگے شہناز برہم
ہوا کہ تو کیا فال بد مُنھ سے نکالتا ہے چپ رہ مگر ادھر جو عمرو بن امیہ ضمری پیران جادو کو مار کر بھاگا سیدھا
بارگاہ شاہی مین پہونچا اور پکارا حمزہ مجھے بچاؤ ناحق میرے اوپر طوفان لگاتے ہین کہ عمرو تاج شہناز جادو
کا لے بھاگا ہے اور مین خبر بھی نہین خدا معلوم کون شہدا اُڑکا لیگیا ہوگا شہر مین اونٹ بدنام ساحر میرے پکڑنے کو
آتے ہین امیر پکارے کہ ای یکہ تاز عرصہ عیاری خیر تو ہے مفصل حال بیان کرو کہ کہان گئے تھے کیا خبر شہر سکندریہ کی
لاے عمرو نے تمام حال بیان کیا امیر نے پوچھا سچ کہو کیا کیا لوٹ کر لاے عمرو بولا کہ حمزہ ایک پرانی ٹوپی ملی ہے
پہلوان عادی پکارا کہ اے عمرو کیا وہ تاج مانند تاج لندھور کے ہے عمرو نے برہم ہوکر کہا او عادی کیسا
تاج تو میری بات مین دخل نہ دیا کر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہزار تومان تو ہم بغیر دیکھے تحسین دیتے ہین عمرو
نے عرض کیا کہ قبلہ عالم خادمون کو حکم دین کہ رعایا کو لوٹ لین اور حمزہ تو سارے زمانے کو لوٹتا ہے بادشاہ اسلام

فرمایا کہ اچھا ہم دیکھیں تو سہی کہ کیا لائے ہو عمرو نے زنبیل سے نکالکر تاج سامنے رکھا غرض قیمت اسکی نو لاکھ
طے ہوئی عمرو کو روپیہ مل گیا اور تاج خزانے میں داخل ہو گیا عمرو نے کہا کہ حمزہ شہناز جادو کو میں نے دیکھا
کہ ایک بلائے بیدرمان آفت جہان ہی جلد حصار اسم اعظم گرد لشکر کے کھینچ دو کہ کوئی ساحر داخل لشکر نہو سکے فرمایا
کہ تمام لشکر ایکجا ہو جاوے تو میں حصار کھینچوں ہرکارون نے سبطرف حکم پہونچایا تمام لشکر سمٹ کر ایکجا ہو گیا
امیر مرکب پر سوار ہوئے عمرو ہمراہ رکاب ہوا امیر نے نیزہ ہاتھ میں پکڑا اور اسم اعظم پڑھکر گرد لشکر کے خط کھینچا
اور خط کھینچکر سامنے دریا کے کھڑے ہوئے اور عمرو سے فرمایا خواجہ یہاں سے دریا کتنی دور ہوگا عمرو نے کہا کہ
کوئی پانچ سو گز کا فاصلہ ہی امیر نے کہا ابھی اس سے زیادہ ہوگا عمرو نے کہا میں ناپ کر دیکھاونگا آخر کو ہزار بہزار قدم شمار ہوئی گئی عمرو حصار سے
باہر نکلا اور زمین ناپتا ہوا دریا کیطرف چلا آتا ہی کہ ناصر جادو عقاب بنا ہوا عمرو کو ڈھونڈھ رہا تھا دیکھا کہ
عمرو دریا کیطرف چلا آتا ہی دونوں کندھے دبا کر گرا عمرو کو اٹھا کر آسمان پر چلا عمرو چلایا کہ حمزہ مجھے جادوگر
پکڑے لیے جاتا ہی بچا جلدی امیر نے دیکھا کہ واقعی عمرو کو ایک جانور اٹھائے لیے جاتا ہی گھوڑا اٹھا کر
للکارتے ہوئے چلے کہ او حرامزادے میرے یار وفادار کو کہاں لیے جاتا ہی مگر مقبل نے تیر کمان میں
پیوستہ کر کے عقاب پر مارا کہ سینے پر جو اسکے پڑا پشت کے پار گذر گیا عمرو اسکے پنجے سے چھوٹا اور زمین کیطرف
چلا امیر نے مقبل کی تعریف کی کہ مرحبا کیا خوب تمنے تیر مارا ہی اور مرکب بڑھایا کہ زمین پر نہ گرے بردے ہوا
اسے روک لیے زمین پر گریگا تو چوٹ لگیگی اس خیال میں مرکب بڑھایا تھا کہ قضائے کار اتفاقات روزگار سے
ناصر جادو کا عنصر جادو کہ چیل کی شکل بنا ہوا تھا اسنے دیکھا کہ بھائی تیرا مارا گیا عمرو چھوٹ گیا پھر تو عمرو کو نہ
چھوڑتا ہوں اسکو پکڑ لیجیل یہ خیال کر کے جھپٹا مار کر عمرو کو پنجے میں دبا کر ترچھا ہو کر بھاگا کہ ایسا نہو مجھپر بھی تیر پڑے
عمرو تو بیہوش ہو گیا تھا مگر امیر نے دیکھا کہ عمرو کو دوسرا جانور لیکر چلا گیا امیر روتے ہوئے کف افسوس ملتے
ہوئے پھرے فرمایا کہ میں نے خواجہ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا اسی سے اپنے یار باوفا کو لونگا مگر لاش ناصر جادو
کا ساحر اٹھا کر خدمت میں شہناز جادو کی روانہ ہوئے یہاں بارگاہ میں لقا بیٹھا ہوا ہی اور سب سردار
موجود ہیں بختیارک نے شہناز سے کہا کہ ابتک ناصر و عنصر عمرو کو لیکر نہ آئے اسنے کہا کہ ملک جی وہ چھپا
ہوا ہوگا اور وہ ساحر اسکی تلاش میں ہونگے جسوقت دیکھینگے پکڑ لائینگے بغیر اسکے گرفتار کیے ہوئے نہ آئینگے بختیارک نے
کہا کہ وہ زندہ تو نہیں آئینگے شہناز نے کہا کہ عجب تو مردک واہی ہے جب نکالتا ہی کلمہ بد منھ سے نکالتا ہی
یہی باتیں تھیں کہ ساحر لاش ناصر جادو کی لیکر آئے اور سامنے شہناز کے رکھدی بختیارک پکارا کہ مرگ
نو حصار کب ہوا ای شہناز دیکھا تمنے یہ ممکن نہیں کہ ہر شہر پر کوئی غالب آئے شہناز نے اُن ساحروں سے
حال پوچھا کہ کیونکر ناصر مارا گیا اور عنصر کیا ہوا انھوں نے تمام حال عرض کیا شہناز نے کہا خیر عنصر تو عمرو
کو لاتا ہی بختیارک نے کہا جب وہ یہاں تک آئے تو ہم جانیں اور ہم تو اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ای شہناز وہ بھی
زندہ پھر کر نہ آئیگا اور عمرو چھوٹ جائیگا یہی باتیں ہو رہی تھیں اور انتظار میں تھے کہ عنصر عمرو کو لاتا ہوگا
کہ اس عرصہ ایک پہر کا گذر گیا نہ عنصر آیا نہ عمرو کو لایا بختیارک نے کہا ای شہناز تمھیں ہمارے کہے کا
یقین نہیں ہی دیکھا تمنے ابھی تک عنصر جادو عمرو کو نہیں لایا عمرو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہی اسکو مرنے کی عادت
نہیں ہی شہناز نے ایک جادوگر سے کہا کہ تو جا کر لشکر حمزہ کی خبر تو لا اسنے عرض کیا بہت اچھا اور خبر
لینے واسطے روانہ ہوا لیکن حال سنیے عمرو کا کہ عنصر جادو عمرو کو پنجوں میں دبائے ہوئے اڑا ہوا چلا جاتا ہی

اد عمرو کو جو ہوش آیا اپنے کو گرفتار بلا پایا دیکھا کہ ایک ظالم کے پنجے مین تو پھنسا ہوا ہی کہا کہ اے عزیز تو کون ہی اور مجھے کیون گرفتار
کیے ہوئے لیے جاتا ہی وہ بولا او ساربان زادے تو نہین جانتا مجھے کہ نام میرا عنصر جادو ہی تو تاج شہناز جادو کا لیکر بھاگا
ہی ہم دو بھائی اوستاد کے شاگرد تھے شہناز نے تیرے پکڑنے کو آئے تھے ایک بھائی تو ہمارا مارا گیا اب مین تجھے شہناز کے پاس لیے جاتا ہون عمرو نے کہا اے
عنصر جادو تم مجھے شہناز کے پاس نہ لیجاؤ مین تمھین اسقدر دولت دونگا کہ تم اٹھا نہ سکو گے عنصر بولا او ساربان زادے مین تمھین مجھے مار کر اپنے
بھائی کے خون کا عوض لیتا مگر خیر اتنا اور جب تک کہ شہناز تک پہونچون عمرو مایوس ہوا اور یہ کر دعا کی کہ اے پروردگار بچا اس موذی کے پنجے سے
کہ تیرو غار دف حاجت پر بیٹھا سواری قمرزاد بن حمزہ کی ادھر سے آتی تھی وہ تخت پر سوار دیو تخت اسکا لیے
آتے تھے کہ ایک دیو کی نگاہ پڑی کہ ایک جانور ایک آدمی کو مانند کتے کے لٹکائے ہوئے چلا جاتا ہی اس دیو نے
جلدی سے قمرزاد کو دکھایا کہ وہ ایک جانور کسی آدمی کو دبائے لیے جاتا ہی قمرزاد نے کہا کہ ڈانڈا ساحرون کا
ہی اور لشکر پدر بزرگوار یہان اترا ہوا ہی ایسا نہو کہ کوئی جادوگر لشکر اسلام مین سے کسی کو پکڑے لیے
جاتا ہو ارے جلد اس جانور اور آدمی کو پکڑ لاؤ دیو وہان سے چلا عنصر نے دیکھا کہ ایک دیو میرے پیچھے آتا ہی چاہتا تھا
کچھ سحر کرے کہ بچے دیو بلاے آسمانی کیطرح آیا اور اسپر گرا ایک ہاتھ سے اسکی گردن پکڑی ایک ہاتھ مین عمرو کو
لے لیا مگر قمرزاد ایک پہاڑ پر آکر اترا پوچھا دیو لایا آدم زاد کو ایک دیو نے عرض کیا کہ جی لیے آتا ہی کہ اتنے مین
دیو کندک بن تندک عمرو کو لیے ہوئے سامنے پہونچا قمرزاد نے عمرو کو پہچانا کہا غضب ہو گیا تھا کہ یہ
حرامزادہ عمو جان کو پکڑ لیچلا تھا مقرر یہ کوئی جادوگر ہی کندک سے کہا کہ تو کھالے اس جانور کو وہ تو یہی دعا
مانگ رہا تھا کہ خدا کرے یہ حکم ہو کہ تو کھالے بس دیو کندک گلیلی بنا کر اس ساحر کو نگل گیا خون کی بوند تک
نگرنے دی مگر عمرو کو جو ہوش آیا قمرزاد کو مسند پر بیٹھے دیکھا اور دیو پری گرد و اطراف مین کھڑے ہوئے پاسکے
حیران ہوا کہ یہ خواب تو دیکھ رہا ہی یا بیداری ہی کہ قمرزاد نے اٹھکر سلام کیا پکارا کہ عمو جان آپ حیران کیون ہین
بس عمرو نے آنکھ کھولدی اور پوچھا کہ مجھے ایک جادوگر پکڑے لیے جاتا تھا وہ کیا ہوا قمرزاد نے کہا اسے دیو کھا گیا
بس یہ جو سنا عمرو کی جان مین جان آئی قمرزاد نے کرسی جواہر نگار پر خواجہ کو بٹھایا احوال لشکر اسلام کا پوچھا
عمرو نے کہا کہ بابا تمام لشکر تباہ ہی سردار گرفتار سحر ہین عجب پریشانی ہی کہا کہ اگر مرضی حمزہ صاحبقران کی ہو
تو چلکر تمام جادوگرون کو دیوون سے کھلوا دون عمرو نے کہا اے قمرزاد ایسی حرکت بھولکر نہ کرنا حمزہ ایک تو
تجھسے بیزار ہی اور نفرت کلی ہو جائیگی قمرزاد بولا مین خلاف مرضی کبھی کوئی بات نہ کرونگا اور کشتیان جواہر کی
منگوا کر عمرو کو دین اور کہا کہ کسیطرح سے مجھے پدر بزرگوار سے قدمبوس کرائیے عمرو نے کہا مین وقت پاکر ذکر تمھارا
کرونگا ملاقات بخوبی ہو جائیگی اور وہ جواہر مع کشتی اور کشتی پوش زنبیل مین ڈال لیا عمرو نے دیوون سے پوچھا
کہ یہان سے شہر سکندریہ کتنی دور ہی ایک دیو نے کہا کہ وہ سامنے شہر سکندریہ ہی پہاڑ سے اترے ادہر یہان
پہونچے عمرو قمرزاد سے رخصت ہو کر روانہ ہوا قمرزاد بھی سوار ہو کر چلا گیا لیکن عمرو ایسا چالاک چار پہر دن چلا
مگر کہین لشکر اسلام کا پتا نہ لگا اپنے دل مین کہا کہا ہی عمرو تو دیو کے کہنے پر رہا دیو کے سامنے ضرار کوس ہون تو دو قدم
ہین تو اسکے کہنے پر ناحق چلا اسی خیال مین پھرتے پھرتے دن تمام ہوا تیرگی شب کی نمایان ہوئی اپنے دل مین کہا
اے عمرو اب رات یہین بسر کیجیے صبح کو پھر چلیے جو خدا کریگا وہ ہوگا کیونکہ رات کو راستہ نہ معلوم ہوگا جانوران درندہ سے
گزند پہونچیگا یہانتک کہ خوب تاریکی ہوئی اب ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا عمرو نے چشمہ آب پر وضو کیا نماز پڑھی
ایک درخت بلند تھا اسپر چڑھ گیا کچھ شاخین توڑ کر چھال اسکی چھیلکر اسکا مچان باندھکر اسپر بیٹھا کہ یہان

اگر تو سو بھی جائیگا تو کوئی گزند جانوران درندہ سے نہ پہونچیگا کہ یکایک ماہ تابان آسمان پر چمکا روشنی مین
اُسکی دیکھا کہ ایک روشنی زمین پر معلوم ہوتی ہی بغور جو دیکھا تو ایک گنبد بلور کا معلوم ہوا اور گرد اُسکے
چبوترہ بلور کا تھا اور کٹہرے بھی بلورین تھے ایک نور کی حالت تھی اور دیکھا کہ اُس گنبد مین شیشے ہین اور نقش و نگار اُسپر بنے ہوے
ہین جنھین اپنے کہا کہ اس گنبد مین چلکر سو رہیے پھر خیال گذرا کہ کسی بلا کا مسکن نہو یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا کہ یکایک
چاندنی موقوف ہوئی تاریکی نمایان ہوئی دیکھا کہ ایک لکہ ابر چاند پر چھا گیا ہی پھر جو دیکھا تو ایک جانور عظیم ہی کہ چلا آتا ہی
اور پروبال اُسکے مثل چھپرون کے ہین اور منقار مانند نیزہ کے اور پاؤن مانند ستون بلند کے پس وہ آکر اُس چبوترے پر
اُترا اور کچھ آدمیون کو زمین پر رکھدیا اور خود لوٹ کر شکل آدمی کی بنا اب دیکھا عمرو نے کہ ایک جادوگر مہیب صورت ہی کہ
اُسنے دروازہ گنبد کا کھولا اور وہ جو آدمی ساتھ لایا تھا اُنکو گنبد کے اندر لیگیا اور بعد تھوڑی دیر کے اکیلا گنبد سے
باہر آیا چبوترے پر بیٹھا دو خادم آئے اُنھون نے فرش کر دیا تکیہ لگا دیا پلنگ بچھا دیا کچھ کھانا لائے اُسنے خوب
زہر مار کیا پھر شراب پینے لگا گزک کھانے لگا تنبورہ خادمون نے لاکر رکھدیا وہ اُسے بجا کر گانے لگا یہانتک کہ
ڈیڑھ پہر رات گئے وہ خواب خرگوش مین گرفتار ہوا عمرو بھی لیٹ رہا کوئی چار گھڑی رات باقی تھی کہ اُن دونون خادمون نے
پاؤن دباے کہ ای عنقاے جادو اُٹھیے وقت آپ کے جانے کا آگیا وہ کافر بیدار ہوا جلدی سے اُٹھکر نہایا
جو کہ دے کر اُسمین بیٹھا آگ روشن کی کچھ تیل جلایا کہ دھوان اُن تلون کا آسمان پر جا جا کر جمع ہونے لگا عنقاے جادو
نے کچھ پتلے موم کے بنا کر تھالی مین رکھے اور پارچہ سرخ اُنپر اُڑھا دیا اور آپ زمین پر لوٹ کر وہی جانور بنکر اُس تھال کو
لیکر اُڑا یہانتک بلند ہوا کہ اُس دھوین سے ملگیا اور دھوین کو لیکر چلا عمرو بھی گلیم عیاری اوڑھکر ساتھ اُس دھوین کے نیچے نیچے روانہ
ہوا کہ وہ دھوان جاتے جاتے نقرہ کوہ پر قائم ہوا یہان دونون لشکرون مین طبل جنگ روز بجتا ہی لقا بدار سیاہ پوش
میدان مین آتا ہی مبارز طلب کرتا ہی اُس روز سکندر رفرخ لقا مقابل ہوتا عمرو دیکھتا تھا کہ ایک آندھی چلی اور وہ
دھوان پھیلکر محیط ہو گیا بعد اُسکے جو دیکھا لاش سکندر کی پڑی ہوئی ہی کہ جیسے مغز اُسکا کوئی جانور کھا گیا ہی غرض
شام تک کوئی بیس سردار اسیطرح مارے گئے شام کو وہ دھوان جدھر سے آیا تھا اُسیطرف روانہ ہوا عمرو بھی اُسکے
ساتھ ہو لیا یہان امیر لاشین اُٹھوا کر کمال اُداس نہایت پریشان پھرے اُدھر لقا بدار سیاہ پوش خوش و خرم پھرا
لیکن عمرو ساتھ ساتھ اُس دھوین کے گلیم عیاری اوڑھے چلا آتا تھا جب اُس گنبد بلور کے پاس پہونچا دیکھا کہ وہ
جانور اُسیطرح شکل انسان کی بنکر چبوترے پر اُترا اور سکندر رفرخ لقا وغیرہ کو گنبد مین کیا اور آپ فرش کروا
بیٹھا کھانا زہر مار کیا عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ آج اسے مارنا چاہیے پس ایک نازنین کی صورت بنکر سرخ جوڑا پہنکر
عطر بدن مین ملا اور ایک پلنگپوش اوڑھکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر رونا شروع کیا عنقاے جادو کے
کان مین جو آواز رونے کی آئی اُٹھکر اُسیطرف چلا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک عورت مُنھ چھپائے ہوے
بے اختیار رو رہی ہی اُسنے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کہ تو کون ہی کیا مصیبت تجھپر پڑی ہی جو روتی ہی اُسنے پلنگپوش
جو اُٹھایا اور چہرہ اُسکا دیکھا عنقاے جادو عاشق ہو گیا پوچھا کہ یہ صحراے لق و دق وادی بے کنار اسمین تم
کیونکر آئین اُسنے کہا کہ کیا حال تم اس مصیبت زدہ گرفتار بلا کا پوچھتے ہو مین سوداگر بچی ہون ابھی شادی میری
ہوئی تھی کہ طوفان آیا سارا قافلہ غرق ہو گیا مین ایک تختے پر بہتی ہوئی اس صحرا مین پہونچی ہون کوئی نہین کہ میری
دستگیری کرے عنقاے جادو نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو جہان کہو گی وہان مین تمھین پہونچا دونگا اُسنے کہا کہ مین تمھین
چھوڑ کر کہان جاؤنگی تمھاری کنیزی کرونگی عنقاے جادو اپنے ساتھ لیے ہوے چبوترے پر آکر بیٹھا کھانا منگوا کر

کھلایا خود شراب پی اسے بھی جام شراب پلایا پھر سرگرم اختلاط ہوا عمرو نے شیشہ شراب کا اٹھا کر اسمین بیہوشی ملا کر
اپنے ہاتھ سے کئی جام عنقاے جادو کو پلائے وہ بدمست ہوا اور عمرو کیطرف ہاتھ لقصد مساس بڑھایا عمرو دور
ہٹا کہ صاحب یہ مستی اچھی نہین مین ذرا پیشاب کر آؤن یہ کہکر عمرو اٹھکر چلا عنقاے جادو دوڑا کہ جان جہان
کہان چلی ہو کوئی دو قدم چلا ہوگا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جلدی سے اسکی چھاتی پر چڑھکر
اسے خنجر سے ذبح کر ڈالا بس ایک قیامت برپا ہوئی پیر اسکے خاک اڑانے لگے تاریکی محیط عالم ہوئی غل شور
کی آواز بلند ہوئی پھر ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من عنقاے جادو بود جب وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ
وہ گنبد اور چبوترہ غائب ہوگیا مگر ایک مٹھ مٹی کا معلوم ہوتا تھا اور وہ دونون خادم کہ پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس
اُنکے سن تھے بہت خوبصورت تھے اُنسے عمرو نے پوچھا کہ تم دونون کون ہو اُنھون نے کہا کہ یہانسے نزدیک ایک
قصبہ ہے ہم وہانکے زمیندار کے بیٹے ہین ہمکو یہ حرامزادہ پکڑ لایا تھا دنرات اپنی خدمت لیتا تھا خدا آپ کا بھلا کرے
کہ آپ نے اسے مارا ہم آپ کے غلام ہین عمرو نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین تمھین تمھارے مکان پر پہونچا دونگا مگر یہ تو بتاؤ
کہ اسکا کچھ مال و اسباب بھی ہے اُنھون نے کہا کہ اسی مٹھ مین بہت سا مال ہے عمرو نے اسکا دروازہ کھولا اور تمام
مال و اسباب نکالکر نذر زنبیل کیا پھر اُنسے پوچھا کہ لوگون کو جو پکڑ لاتا تھا اُنھین کہان قید کیا ہے کہا کہ اسی
مٹھ کے اندر تہخانہ ہے اُسمین بہت سے لوگ قید ہین عمرو نے ان لڑکون سے کہا کہ تم اپنے قصبے کو جاؤ اپنے ماں باپ
سے ملو وہ دونون خوشی خوشی روانہ ہوے عمرو نے صورت اپنی عنقاے جادو کی بنائی اور تہخانے کا دروازہ
کھولکر اندر گیا دیکھا تو تمام سرداران لشکر اسلام وہان موجود ہین کوئی غل و زنجیر مین گرفتار نہین ہے عمرو نے
پکار کر کہا کہ اے خدا پرستو آج میرے گھر ایک مہمان آیا ہے مین نے اُسکی دعوت کی ہے جو تم مین سے فربہ زیادہ ہو
میرے ساتھ چلے کہ مین اُسکے گوشت کے کباب کرکے اپنے مہمان کو کھلاؤنگا سبھون نے پہلوان عادی کیطرف
اشارہ کیا کہ یہی ہم سب مین فربہ زیادہ ہے عمرو پہلوان عادی کے پاس آیا کہ چل مین تیرے کباب کرکے اپنے
مہمان کو کھلاؤنگا عادی نے کہا کہ اے شاہ جادوان آدمی کا گوشت کیا آدمی کو کھلاؤگے ہرن کے گوشت کے
کباب اچھے ہوتے ہین وہ کھلاؤ عمرو نے کہا کہ آدمی کا گوشت سلونا ہوتا ہے ہان اگر تو خونبہا اپنا دے تو مین تجھے
چھوڑ دون اُسنے کہا کہ یہان مجھ غریب پاس کیا ہے جو دون مگر مکان پر میرے کئی ہزار روپیے رکھے ہین عمرو نے کہا
کہ تو ایک نوشتہ لکھکر مہر کر دے مین لیلونگا عادی نے کہا کہ دوات قلم یہان کہان ہے کہا کہ سب کچھ موجود ہے غرض
تمسک لکھوا لیا کہ چھ ہزار روپیہ عنقاے جادو سے قرض لیے ہین لشکر مین پہونچکر دونگا اب وہانسے بدیع الزمان
اور قاسم وغیرہ پاس آیا اُنسے بھی تمسک لکھوا کر مہرین کروا کر اپنے پاس رکھا یہانتک کہ سب سردارون سے مہرین
کرا کر اب علمشاہ پاس آیا اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ عنقاے جادو نہین ہے عمرو ہے کہ سبسے روپیہ کا طالب
ہے علمشاہ نے کہا خواجہ مین تمھین پہچان گیا ہرگز ایک پھوٹی کوڑی نہ دونگا ناحق تم ایک ایک کو دھمکاتے ڈراتے
ہو تو نہین سب سے مانگلو کہ ہمنے سب پر احسان کیا ہے سب تمکو خوشی سے دینگے عمرو ہنسنے لگا اب سبنے پہچانا القصہ
سبھون کو تہخانے سے باہر لایا لاشہ عنقاے جادو کا پڑے ہوے دیکھا ہر ایک نے اُسپر تھوکا عمرو نے کہا کہ
صاحبو مین تمسے کچھ نہ لونگا مگر تم سب اس احسان کی تلافی مین جو کچھ مین کہون وہ کرو سبھون نے کہا جو آپ فرمائین ہمین
منظور ہے کہا کہ میری نوکری کرو کہ مین تم سبھون کی صورتین تبدیل کرکے یہانسے لیجاؤنگا سبھون نے کہا کہ خواجہ ہمین منظور ہے
آپ جو صورت چاہین بنائین ہمین انکار نہین مگر خواجہ شرع مین شرم نہین ہے ہم نوکری اگر آپ کی کرینگے تو تنخواہ لینگے

گھوڑی کوڑی سے لینگے عمرو نے کہا چشم میں دام دام تمکو دونگا بس یہ کہکر رنگ و روغن عیاری نکالکر سبکی صورتیں
تبدیل کین اور کہا چلو وہ سب بولے کہ خواجہ پیدل ہمسے تو چلا جائیگا گھوڑے سواری کے لیے چاہیے ہیں عمرو نے
کہا صاحبو میں گھوڑے کہان سے لاؤن سب نے کہا کہ ہم نہیں جانتے عمرو بولا کہ جاتا ہون تلاش میں یہ کہکر روانہ ہوا اتفاقات
روزگار ایک سوداگر گھوڑے والا سوداگری کے واسطے دریا ہی اور اپنے گھوڑون کو پانی پلانے کو دریا پر بھیجا ہی غلام سوداگر کا گھوڑون کے
ساتھ ہی مثل قطار شتران گھوڑون کو لیے ہوے چلا آتا ہی ایک کی باگ دوسرے کی باگ میں بندھی ہوئی
ہی عمرو ان گھوڑون کو دیکھکر بہت خوش ہوا جب وہ گھوڑے دریا سے پانی پی چکے اس غلام نے چاہا کہ لیجاوے
عمرو نے سوا پانچ سیر کا پتھر گوپھن کے بیچ میں دے کر جو اسکے سر پر مارا کہ سر اسکا پاش پاش ہوگیا گر کر مر گیا عمرو ان
سب گھوڑون کو لیکر آیا ایک ایک سب کو بانٹ دیا اب یہ حالت طرف لشکر اسلام کے راہی ہوے لیکن عمرو نقابدار
ہفت پوش بنا ہوا سبکا افسر تھا آتے آتے زیر تل کوہ پہونچا یہان تمام لشکر اسلام کا خاتمہ ہو چکا ہی امیر بادشاہ اسلام
و قبیل چند مقربین سلطنت باقی ہین نقابدار سیاہ پوش روز طبل جنگ بجواکر میدان میں آتا ہی اور اسیطرح سردار
صاحبقران کے مارے جاتے ہیں اس روز بھی نقابدار سیہ پوش میدان میں کھڑا ہوا مبارز
طلب کر رہا تھا اور لشکر اسلام میں کوئی مقابلہ کرنیوالا باقی نہیں ہی سب مارے جا چکے ہیں امیر خود گھوڑا
بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے ہیں اجازت طلب کر رہے ہیں بادشاہ اسلام نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا ہی
امیر حمزہ صاحبقران کے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوے رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں ایک ادنا پوتا آپ کا
مجھکو آپ نے ہمیشہ فخر اولاد اسلام کیا میرے ہوتے آپ قصد نہ کیجیے مجھے میدان میں جانے دیجیے سب نے
آپ پر جان نثاری ہی میں بھی فدا کرون نہیں تو لوگ مجھے کہینگے کہ سعد بن قباد عجب نالائق تھا
کہ اسوقت میں جان اپنی عزیز کی امیر حمزہ صاحبقران کہہ رہے ہیں شہریار خداوند عالم آپکو صحیح
سلامت رکھے آرزو مجھے یہ ہی کہ تخت بادشاہی اسیطرح آباد دیکھو ن تنہا اور میرے سامنے کوئی چشم زخم
حضور کو نہ پہونچے بعد میرے آپ جو چاہیے گا کیجیے گا بادشاہ اسلام فرما رہے ہیں کہ میں نے تمام عمر
آپ کے باعث سے چین پایا میں پہلے سر کٹا لون تو آپ جائیں یہی تکرار ہو رہی ہی ایک دوسرے کو رخصت نہیں کرتا
کہ نقابدار سیاہ پوش نے نعرہ کیا کہ ایک ایک شخص اگر نہیں آتا تو دو دو ملکر میرے مقابلے کو آؤ امیر نے عرض کیا
کہ حضور نے سنا اب تو نہ روکیے یہ کہکر چاہتے ہیں کہ مقابلے کو جائیں کہ صحرا کیطرف سے گرد و غبار کا تتق اٹھا
بادشاہ اسلام نے کہا ذرا ٹھہر جائیے اس گرد کو دیکھ لیجیے کہ کون آتا ہی کہ وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی اور
نقابدار ہفت پوش پانچ ہزار سوار سے نمایان ہوا اور آکر ایک جانب میدان میں کھڑا ہوا کہ نقابدار نے جو مبارز طلب
کیا نقابدار ہفت پوش رکا کہا ذرا ٹھہر جیو تیرے دم سے حریف تیرا میں ہون آتا ہون اور ایک سوار سے کہا کہ حمزہ
کے پاس جاؤ بادشاہ اسلام کہو اور پیام دو کہ یا حمزہ صاحبقران ہمارے مالک کا قاعدہ ہی کہ جو بادشاہ دنیا کا
حریف زبردست کے ہاتھ سے مغلوب ہوتا ہی اس لڑائی کو ہنڈی بھاڑے یعنی اجارے پر لیتا ہی اور اگر تمام عالم حریف
کیطرف ہو جاوے تو یہی پانچ ہزار جوانون سے بھگا دیتا ہی بس اگر ہنڈی بھاڑہ اسکا ٹھہر جاوے تو مالک ہمارا
اس لڑائی کو فتح کر دے اور پہلے روپیہ نہیں مانگتا جب لڑائی فتح کر لیگا تو روپیہ لیگا وہ سوار پیغام نقابدار کا لیکر
روانہ ہوا یہان امیر بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہیں کہ شہریار اچھے اچھے جوان اس نقابدار کے ساتھ ہیں نقابدار
تو کچھ نہیں ہی مگر ساتھی نہایت جری معلوم ہوتے ہیں کہ اس اثنا میں وہ سوار آیا اور پیغام نقابدار کا امیر کو

پہونچایا امیر نے جو ہندی بھاڑے کا نام سنا نہایت برہم ہوے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے ہندی بھاڑہ کیسا مین نے
یہ لفظ کبھی نہین سنی وہ سوار پھر کر چلا آیا امیر نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ یہ نقابدار خبطی ہی اسے جنون ہو گیا ہی مگر اُس سوار نے
جا کر نقابدار سے کہا کہ حمزہ نے مجھکو جھڑک دیا نقابدار نے بار دیگر دوسرے سوار کو بھیجا کہ جا کر حمزہ سے کہہ کہ مین اپنا ذمہ کرتا
ہون کہ اس لڑائی کو فتح کر دونگا آپ کا اسمین کیا نقصان ہی جو اجارہ ٹھہر جائیگا بعد انفصال کے وہ لے لیا جائیگا پیشگی
تو مین نہین مانگتا اب جو یہ پیغام اُس سوار نے امیر سے آکر کہا چاہتے ہین امیر کہ جواب ترش دین کہ بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ یا صاحبقران اگرچہ کلام اسکا سفلہ ہی مگر آج کی آفت تو نقابدار پر ٹلتی ہی اجارہ ٹھہر جاسے تو کیا مضائقہ ہی
امیر نے عرض کیا کہ حضور کو اختیار ہی جو کچھ چاہیے اقرار کیجیے بادشاہ اسلام نے اُس سوار سے کہا کہ تمھارا افسر کتنے پر
لڑائی کا اجارہ لیتا ہی اُس سوار نے فرد نکالکر دی اُسمین لکھا ہوا تھا کہ اگر ایک مہینے کا خرج کل ممالک محروسہ کا مجھکو
عنایت کیجیے تو مین اس لڑائی کو فتح کر دون بادشاہ نے وہ کاغذ امیر کو دکھایا امیر نے اُسے پڑھکر فرمایا کہ یہ تو کروڑہا
روپیہ ہوتا ہی اس سے کم کرو نقابدار بنفشہ پوش نے کہلا بھیجا کہ ایک کوڑی اس سے کم نلونگا امیر نے چاہا تھا کہ پھر تکرار
کرین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جان کا تصدق مال ہی اول تو ہمین گمان نہین کہ یہ لڑائی کسی سے فتح ہو ہمارا ایمان
خاتمہ ہو چکا ہی اگر یہ مہم سر ہوئی تو دوبارہ گویا زندگی ہوئی امیر نے کہا جو مرضی حضور کی مین راضی ہون غرض اُس کاغذ
امیر اور بادشاہ اسلام کی مہرین ہوئین گواہیان لکھی گئین وہ کاغذ سوار لیکر نقابدار پاس گیا نقابدار نے کاغذ دیکھکر
کمر مین رکھ لیا کہ اس اثنا مین نقابدار سیاہ پوش نے پھر نعرہ کیا کہ کوئی میرے مقابلے کو نہین آیا کیا مین ہی تمیر آدن بنفشہ پوش
نے جواب دیا کہ او روسیاہ مین چاہتا تھا کہ تو ابھی دو چار گھڑی زمانے کی ہوا کھاے مگر تجھکو اضطراب جہنم مین جانے کا
ہی خیر آیا مین یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا وہ میدان کیطرف چلا عجب گھوڑا تھا کہ ہڈیان نکلی ہوئین ایک ایک پسلی نمایان
گو بسبب فاقہ کشی کے چلنے کی طاقت اُسمین نہ تھی لیکن لال مرچ جو اُسکی دُم کے نیچے رکھی ہوئی تھی اُسکی تیزی سے چلا جاتا
تھا یہ تو مقابلے کیواسطے روانہ ہوا مگر بختیارک جو لقرہ کوہ پر لقا اور سکندر شاہ کے پاس بیٹھا تھا اُسنے جو نقابدار
بنفشہ پوش کو دیکھا اور دو چار مرتبہ سوار کو امیر کے لشکر مین آتے جاتے دیکھا یقین ہوا کہ یہ مرشد کامل ہین اُنھین
بلا کو مار کر سرداران حمزہ کو چھڑا کر لاے ہین اب اس نقابدار کو بھی مارینگے سکندر شاہ سے پوچھا کہ یہ نقابدار سیاہ پوش
کوئی تمھارے عزیزون مین ہی اُسنے کہا تو مقصد اپنا بیان کر تجھے رشتہ داری سے کیا غرض ہی وہ بولا کہ نقابدار کی جان کو
ملک الموت آ گئے اب بچنا نقابدار کا بہت مشکل ہی یہ نقابدار عمرو بن امیہ ضمری ہی نقابدار سیاہ پوش کو مار ڈالیگا
اگر اسے بچا لو تو بہتر ہی نہین افسوس کروگے کہ نقابدار مارا گیا اور آج وہ آندھی بھی جو آیا کرتی تھی نہ آئیگی سکندر شاہ
نے کہا او مادر بخطا کیا بکتا ہی اور لقا بھی خفا ہو کر کہنے لگا کہ جو شخص نیا آتا ہی تجھکو معلوم ہوتا ہی کہ یہ عمرو ہی اور عمرو ہی بھی
ہوگا تو نقابدار کا کیا بنا لیگا بختیارک بولا خیر دیکھیے اب دم بھر مین آپ کو معلوم ہوا جاتا ہی لیکن جب نقابدار
بنفشہ پوش نقابدار سیاہ پوش کے مقابل ہوا سیاہ پوش لنگا ور زن ہوا بنفشہ پوش نے لنگا ور کو خالی دیا
نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ ارے یہ کیا تو لنگا ور زن کیون نہوا اُس نے کہا کہ مین ہرکس و ناکس سے لنگا ور زن
نہین ہوتا کوئی برابر کا میرے ہو تو مین اُس سے لنگا ور زن ہون یہ سنکر نقابدار سیہ پوش آگ ہو گیا کہا مین
ہرکس و ناکس مین ہون برابر کا تیرے نہین ہون خدا جانے کہا سے گریبان تیرا پنجۂ اجل مین پھنس گیا ہی اور قضا
تجھے کشان کشان کھینچ لائی ہی سنا نہین تو نے کہ ع صید را چون اجل آید پئے صیاد رود + بنفشہ پوش نے کہا کہ
قضا تیری سر پر کھیل رہی ہی کوئی دم کا مہمان ہی نقابدار نے کہا کہ تو نہین جانتا کہ میرے اوپر کیسا خداوند

فرعون شاہ کی مہربانی ہے کہ حریف سے ہتھیار چلنے کی نوبت نہیں آتی ہے کہ غضب خداوند کا نازل ہوتا ہے حریف مر کر گر پڑتا
ہے بنفشہ پوش پکارا او سیاہ پوش آن و فتراگاہ خوردگاہ و راقصاب بردآن قصاب حرامخوار مرد نقابدار سیاہ پوش
نے کہا خیر حال معلوم ہو جائیگا لا اپنا حربہ کر لے بنفشہ پوش نے کہا کہ ہم خدا پرست ہیں پیشدستی نہ کرینگے اسنے کہا معلوم
ہوا اور نیزہ اُٹھا کر مارا بنفشہ پوش نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی
ہوئی انجام کار بنفشہ پوش نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا سیاہ پوش آگ بگولا ہو گیا پکارا او بنفشہ پوش تو نے غضب کیا
کہ دو دریاے لشکر کے سامنے نیزہ میرا ہوائی کیا مگر یہ تلوار ہے اس سے خبردار رہنا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار بنفشہ پوش
نے تلوار خالی دی کاٹھی کو خالی کر کے آسمان پر اُچک گیا تلوار گھوڑے پر پڑی کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے سیاہ پوش جھکا
تھا کہ نقابدار بنفشہ پوش نے آسمان پر سے اُترتے ہوئے تلوار اُسپر ماری کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوئے بس نقابدار
سیہ پوش کے مرتے ہی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خورشید جادو بود اور یہ خورشید جادو بیٹا تھا
سکندر شاہ کا اور شاگرد تھا عنقاے جادو کا عنقاے جادو کے انتظار میں یہ مارا گیا جب روشنی ہوئی تو
پل اژدہا اور دریاے سکندریہ اور نقرہ کوہ سب غائب ہو گئے لقا وغیرہ سب ایک ٹیکرے پر بیٹھے ہوئے تھے
مگر لوگ نقابدار کے اور جہل دریے کے فوج نقابدار بنفشہ پوش پر دوڑے کہ لینا اسے اسنے نقابدار سیاہ پوش کو
مار ڈالا نقابدار بنفشہ پوش کا گھوڑا مارا جا چکا ہے یہ سیاہ پوش کے گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کفار پر دوڑا اور وہ
پانچ ہزار جوان جو نقابدار بنفشہ پوش کے ساتھ تھے وہ سب تلوارین کھینچ کھینچکر لشکر کفار پر دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی
ان سرداروں نے لاش پر لاش گرا دی کشتوں کے پشتے باندھ دیے یہانتک کہ کفار شکست کھا کر بھاگے نقابدار بنفشہ پوش
لشکر کفار کو بھگا کر اپنے ہمراہیوں سمیت درہ کوہ میں جا کر اُترا اور مہ بختیارک نے دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش کے
مرتے ہی سکندر شاہ نے گریبان اپنا چاک کیا دو ہتھڑ سینہ پر مارے کہ ہاے فرزند تو اپنا داغ دکھا گئے ہم جیتے جی
مار ڈالا کہیں کا نہ رکھا اب ہم کسکے سہارے جئینگے کسکے بھروسے پر زندگانی کرینگے یہ کہکر خوب حالت اپنی تباہ کی بختیارک
نے کہا اے سکندر شاہ میں نے پہلے ہی آگاہ کیا تھا تمہیں میرا کہنا یقین نہ آیا سکندر شاہ بولا اے بختیارک بیٹا
میرا ساحر زبردست تھا مگر شاید غفلت سے جادو پر غافل ہو کر مارا گیا ورنہ ہرگز نہ مارا جاتا اور معلوم نہیں عنقاے جادو
کو کیا ہوا بختیارک بولا اے سکندر شاہ مجھکو میرے کہنے کا مطلق یقین نہیں ہے یہ نقابدار وہی عیار ہے جو خواجہ
شہناز جادو کا بنکر آیا تھا پہلے عنقاے جادو کو مارا سرداران حمزہ کو قید سے اسکی چھڑایا پھر یہاں آ کر تمہارے
بیٹے کو مارا اور اب دیکھو ایک آدھ روز میں بالکل حال کھل جائیگا غم کیے سے کچھ نہ ہوگا جو ہونا تھا وہ ہوا القصہ لاش
خورشید جادو کی جلائی پھونکی ماتم کیا بہت غم کیا شہناز جادو نے کہا اے سکندر شاہ میں خدا پرستوں کا
استیصال طرفة العین میں کرونگا عوض خون خورشید جادو کا لونگا مگر ادھر حمزہ صاحبقران خوش و خرم
میدان سے تعریفیں نقابدار کے لوگوں کی کرتے ہوئے پھرے کہ کیا شجاع و بہادر اس نقابدار کے لوگ ہیں
اگر یہ میری نوکری کریں تو جو مواجب چاہیں مقرر کر الین اور مقبل کو بلا کر کہا کہ کھانا دعوت کا نقابدار کیواسطے
لیجاؤ اور جسقدر روپیہ کا اس سے اقرار ہے چھکڑوں پر لدوا کر پہنچاؤ اور پیام نوکری کا بھی دو مقبل نے عرض کیا
بہت اچھا غلام جاتا ہے بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار سیاہ پوش مارا گیا وہ آندھی موقوف ہوئی مگر
ہمارے فرزندوں اور سرداروں کا پتا نہ لگا خواجہ زادے کہتے تھے کہ یہ سب کشتۂ سحر ہیں عنقریب آ کر ملینگے نقابدار
سیاہ پوش جہنم واصل ہوا اور دریاے سکندریہ اور پل اژدہا نقرہ کوہ سب معدوم ہو گئے مگر ابتک ہمارے سرداروں کا پتا نہیں

بس معلوم ہوا کہ یہ ہماری تسلی کیواسطے کہتے تھے کہین مردے بھی زندہ ہوئے ہین یہ فرماکر آبدیدہ ہوئے بادشاہ اسلام نے
حکم دیا کہ بلاؤ خواجہ زادون کو اُسیوقت چوبدار فرمان شاہی لیکر روانہ ہوا اور ایک دم بھر مین اُنکو لاکر حاضر کردیا بادشاہ
حسب معمول تعظیم اور توقیر اُنکی کی اور فرمایا کہ آپکے احکام مین کبھی فرق نہوتا تھا مگر اب کی مرتبہ نجوم آپکا جھوٹا ہوا
کہ سرداران اسلام ابتک پیدا نہوئے اُن چار دن میں بیٹون نے پھر علم نجوم مین دیکھا اور خوب غور کرکے ایک دوسرے کی طرف
بعد ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہمکو تو علم نجوم سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حضور ہی کے سردارون نے یہ لڑائی نقابدار سیاہ پوش
کی فتح کی ہی اور کل صبح کو آکر حضور کی خدمت مین وہ سب حاضر نہون تو ہمکو بالکل جھوٹا جانیےگا یہی شب درمیان ہے
ہی بادشاہ اسلام اور امیر یہ سنکر بہت خوش ہوئے جو کچھ اُنکا معمول تھا وہ اُنکو ملا اس اثنا مین مقبل پھر کر آیا
صاحبقران کو سلام کیا اور عرض کیا کہ مین وہ روپیہ اور کھانا پہونچا آیا مگر شہریار عجب کارخانہ اس نقابدار کا
دیکھا کہ نہ کہین خیمہ ہی نہ فرش بچھانے کو ہی پتھر کی چٹانون پر سب بیٹھے ہوئے ہین غلام نے حضور کیطرف سے پیغام نوکری کا
بھی دیا تھا نقابدار نے جواب دیا کہ ہمارا طریقہ ہمیشہ یہی رہا کہ ہم ہندی بھاڑے پر لڑتے رہے لڑائیان فتح کرتے رہے
ہمکو کسی کی نوکری سے کچھ سروکار نہین مگر خاطر سے صاحبقران کی قبول کیا جاتا ہی بشرطیکہ پہلے دو مہینے کی تنخواہ
پیشگی بحساب رقعون کی از روے حساب بھجوادین فرمایا کہ بھئی ہمین قبول ہی ابھی وہ بھی روپیہ حساب کرواکے دے آؤ
اور کہہ آنا کہ صبح کو ہمارے پاس آکر موجود ہون مقبل وہ روپیہ بھی بہنگیون پر لدوا کر لیگیا اب وہ وقت ہی کہ
نقابدار بنفشہ پوش کھانا سبکو کھلوا چکا ہی لوگ ہاتھ دھو دھو کر آتے جاتے ہین کوئی بیٹھا حقہ پی رہا ہی اور کوئی پان
کھا رہا ہی کہ مقبل نے وہ روپیہ بھی لیجاکر سامنے نقابدار بنفشہ پوش کے ڈھیر کردیا اور پیغام صاحبقران کا پہونچایا
روپیہ تو عمرو نے رکھوا لیا اور مقبل سے کہا کہ میری طرف سے خدمت صاحبقران مین عرض کردینا کہ مین دو گھڑی
رات رہے سے مع اپنے لوگون کے خدمت والا مین حاضر ہونگا مقبل تو چلا گیا یہان سردارون نے عمرو سے کہا کہ
خواجہ ہماری تنخواہ کا روپیہ ہمین دیدو عمرو نے کہا کہ اب یہ رات کا وقت ہی اسوقت چپ ہو رہو صبح کو تقسیم کردونگا
بعد اسکے صاحبقران پاس لیچلونگا عملشاہ نے کہا کہ صاحبو یہ فریب کرتا ہی ایک حبہ کسی کو نہ دیگا تم سب سو گئے
اور یہ کل روپیہ لیکر چلا گیا سبھون نے کہا ایسا غضب نہین ہی کہ کرورہا روپیہ لیکر چلا جائے ہمکو اس امر کا یقین
نہین ہی ہم جھگڑے لینگے القصہ یہ سب تھکے ماندے تو تھے ہی اب کھانا جو کھائے تو لیٹتے ہی سو گئے عمرو کو نیند کب
آتی ہی دو پہر رات گئے جب اسنے دیکھا کہ سب غافل سو رہے ہین نفیر خواب بلند ہی بس اُٹھا اور تمام روپیہ ایک
پہر بھر مین زنبیل مین اُٹھا اُٹھا کر ڈالدیا اور لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا اب نقاب منھ پر سے دور کی بصورت
اصلی داخل لشکر اسلام ہوا صبح کو بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران مع اکثر کے دنگل متمکن
ہوئے دو چار سردار جو باقی ماندہ تھے وہ بھی آکر بیٹھے عمرو نے آکر مجرا گاہ پر سے سلام کیا اور اپنی جگہ پر آبیٹھا
امیر نے فرمایا کہ خواجہ کہان تھے کیونکر اُس جانور کے پنجے سے نجات پائی عمرو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ زندگی تھی
بچ گیا مگر حضور فرمائین کہ مقدمہ نقابدار سیاہ پوش کی لڑائی کا کیونکر فیصل ہوا مین نے سنا ہی کہ نقابدار سیاہ پوش
مارا گیا فرمایا کہ خواجہ فضل الٰہی شامل حال ہوا ایک نقابدار بنفشہ پوش ایسا پیدا ہوا کہ سکتے کی موت آئے مارا
اور خواجہ بہت سی فوج اُسکے ساتھ نہین کل پانچ ہزار جوان اُسکے ہمراہ ہین مگر کیا کیا جوان ہین ایک ایک رستم و
اسفندیار ہی مین تو اُنکا عاشق ہوگیا ہون اور خواجہ مین نے اُنکو نوکر رکھا ہی دو مہینے کی تنخواہ بھی پیشگی بھجوادی
ہی اب وہ آتے ہونگے دیکھنا اُنکو عمرو نے کہا کہ حمزہ شکر ہی خدا کا کہ ایسی مہم یون سہل مین سر ہوئی امیر نے فرمایا

کہ خواجہ دس کرور روپے دیے اور یہ تنخواہ جو بھیجی وہ علاوہ عمرو بولا حمزہ اگر دس پدم روپیہ تو دیتا تو بھی کچھ نہ تھا
اور تسبیح ہاتھ مین لیکر سرپر صاحبقران کے کھڑا ہوا لگا پڑھنے کہ طوفانِ شیطان اللہ نگہبان کرتو کرنہین تو
خدا کے غضب سے ڈر نگر حال سنیے بیان کا کہ صبح کو سب سردار بیدار ہوے ابھی تاریکی تھی سبھون نے چشمہ آپ پر
وضو کیا نمازین پڑھین جب روشنی خوب ہوئی علمشاہ نے سب سے کہا کہ صاحبو دیکھو ایک روپیہ چھکڑون پر
باقی نہین وہ سب روپیہ عمرو لیکر چلا گیا امیر کہنا کسی نے نہ مانا اگر رات ہی کو لے لیتے تو بہتر تھا اب وہ سو کریگا
ایک حبہ کسی کے ہاتھ نہ آئیگا مگر مین ہرگز نہ چھوڑونگا وہین چلکر سامنے صاحبقران کے لونگا سبھون نے کہا
کہ ہم آپ کے ساتھ ہین غرض علمشاہ ایک حبشی کی شکل بنا ہوا سب کو ساتھ لیے ہوے چلا اور سب کے سب
غل مچاتے ہوے دہائی حمزہ صاحبقران کی دیتے ہوے فریاد کرتے ہوے دروازۂ بارگاہ پر آئے یہان
امیر عمرو سے فرما رہے ہین کہ خواجہ آج تم یہ کیا تسبیح پڑھ رہے ہو جاؤ اپنی جگہ پر بیٹھو کچھ کھو تو ہوا کیا عمرو کہ رہا ہی
کہ حمزہ زمانہ بہت برا ہی کوئی کسی کا احسان مانتا ہی نہین بلکہ جس پر احسان کیجیے وہ دشمن جان ہو جاتا ہی کیا بھلا
کوئی کسی کے ساتھ نیکی کرے امیر کہ رہے ہین کہ خواجہ کچھ بیان تو کرو مذبذب ہم سمجھتے نہین یہی باتین تھین کہ فریاد و
الغیاث کی آواز کانون مین آئی امیر نے فرمایا کہ خبر تو لو یہ کیسا غل ہی کہ ہرکارے نے آکر عرض کیا کہ لقادار غنیہ پوش
کے لوگ فریادی آئے ہین کہتے ہین کہ ہم لوٹے گئے فرمایا کہ بھئی ایسے زبردستون کو کسنے لوٹا انھین سامنے تو بلاؤ
عمرو نے اور بآواز بلند اُس تسبیح کو پڑھنا شروع کیا کہ اس اثنا مین سب سردار سامنے آئے امیر کو مجرا کیا اور کہا
کہ شہریار ہمارے افسر نے ہمکو لوٹ لیا دو مہینے کی تنخواہ ہم سبکی لیکر بھاگا ہی اور آپ کے پاس آکر چھپا ہی فرمایا کہ
بھئی کہان ہی افسر تمہارا جہان ہو ہمین بتاؤ عمرو آگے بڑھا کہ صاحبو کون تمہارا افسر ہی علمشاہ پکارا کہ
یا صاحبقران یہی ہمارا افسر ہی ہمکو عنقاے جادو کے مکان سے نوکر رکھکر لایا تھا نہ وہ تنخواہ دیتی ہی نہ وہ
دو ماہہ جو حضور نے بھیجا تھا دیا ہی سب روپیہ آپ ہضم کیا ہی امیر دلمین سوچتے ہین کہ یہ آوازین تو کچھ سنی ہوئی
معلوم ہوتی ہین یہ کون لوگ ہین کبھی خیال فرماتے ہین کہ یہ تو بالکل علمشاہ کی آواز ہی اور گردن اٹھا کر جب
چہرے پر نظر کرتے ہین تو مانند شب ظلمات کے سیاہ نظر آتا ہی دلمین کہتے ہین کہ بھلا یہ صورت علمشاہ کی کہان اور
علمشاہ کو تو مرے ہوے ایک زمانہ گذر چکا پھر تصور فرماتے ہین کہ بھئی شاید خواجہ زادون کا کہنا صحیح ہو اور
علمشاہ اور بدیع الزمان اور قاسم سب کے سب کشتۂ سحر ہون یہ سوچکر امیر نے پوچھا کہ بھئی تمھارے افسر کا کیا نام ہی
اور تمھارا کیا نام ہی عرض کیا اُس حبشی نے کہ یا صاحبقران نام ہمارے افسر کا عمرو ہی اور مین غلام آپ کا علمشاہ
ہون اور یہ سب حضور کے سرداران نامی اور پہلوانان گرامی ہین صورتین سبکی رنگ و روغن عیاری سے بدلی
ہوئی ہین یہ سننا تھا کہ بمقتضاے محبت پدری امیر چاہتے ہین کہ اٹھکر علمشاہ کو گلے سے لگالین کہ علمشاہ خود دوڑ کر
قدمبوس ہوا امیر نے سر اٹھا کر سینے سے لگا یا بہت مسرور ہوے بادشاہ اسلام نے فرمایا صاحبو یہ روپیہ اسے معاف
کرو اسنے تم سبھون کی جان بخشی کی ہی یہ روپیہ اسے حلال ہی سب نے کہا کہ شہریار ہمین کچھ دعویٰ عمرو سے نہین ہی مگر علمشاہ
بولا کہ مین ایک حبہ نہ چھوڑونگا دام دام لونگا عمرو بولا مین تجھے دونگا اور پکارا کہ بھئی دو چار گھڑی کیواسطے
کوئی ہمکو دو ہزار روپیے قرض دیتا ہی کسی نے جواب نہ دیا آخر کار حکم ہوا بادشاہ اسلام کا کہ خزانۂ شاہی سے دو توڑے
خواجہ کو دیے جائین عمرو نے سلام کرکے وہ دونون توڑے لیکر علمشاہ کے سامنے رکھدیے علمشاہ نے لے لیے
بعد اُسکے سب سردار امیر سے اجازت لیکر حمام کو روانہ ہوے سب نے گرم پانی سے حمام کیا رنگ و روغن انکے چہرے سے

چھوٹ گیا صورتین اُنکی اصلی ہو گئیں مگر علمشاہ کو ہر چند نہلایا دھلایا لیکن اُسکی وہ حبشی کی صورت نہ مٹی کسواسطے
کہ اُسپر عمرو نے جام اسحاق کا پانی ڈالا تھا وہ کب اصلی صورت ہونے والا تھا انجام کار قاسم نے عمرو سے کہا کہ دادا جان
آپ مجھسے وہ روپیہ بھی لیجیے جو پدر بزرگوار کو دیا ہی اور دو ہزار روپیہ اور لیجیے انکو بصورت اصلی بنا دیجیے عمرو نے
قاسم کا کہنا نہ مانا بہت سی الحاح و زاری کے بعد قبول کیا اور پھر جام اسحاق مین پانی بھر کر علمشاہ پر ڈالا اُسوقت
وہ رنگ سیاہ علمشاہ کا دور ہوا اور رنگ اصلی نمودار ہوا صاحبقران نہایت مسرور ہین جشن فرمایا ہی ہر سردار کو
باعزاز و اکرام گلے سے لگا کر بارگاہ مین بٹھایا ہی لیکن حال سنیے لشکر کفار کا کہ ہرکارون نے جاکر یہ خبر سکندر شاہ
اور لقا کو دی کہ نقابدار بنفشہ پوش عمرو بن امیہ ضمری ہی اور اُسکے ساتھی سب سرداران حمزہ ہین یہ سنتے ہی
بختیارک ناچنے لگا اور پکارا کہ کیون سکندر شاہ جو مین نے کہا تھا وہی ہوا یا نہین اور شہناز جادو سے
کہا کہ دیکھی کرامت آپنے اس پیادے کی شہناز نے کہا کہ یہ خون عنقا نے جادو اور خورشید جادو کا ناحق
نہین جائیگا دیکھنا انکے خون کے عوض مین کس کس کو مارتا ہون اور سکندر شاہ اپنا لشکر ساتھ لیکر شہر سے باہر
آیا مقابل لشکر امیر اپنی بارگاہ کو استادہ کرایا تخت پر آکے بیٹھا لقا تخت خداوندی پر قائم ہوا صحبت عیش بپا ہوئی
جام گردش مین آیا دو سردار ہین سکندر شاہ کے یہان کہ ایک کا نام ہنر بر کوہی دوسرے کا نام ہی مسمار کوہی دونون
نے سکندر شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیں ہم کل ان خدا پرستون سے سامنا کرینگے بختیارک نے سنا اور
کہا کہ یہ بیچارے کیا سرداران لشکر اسلام سے عہدہ بر آ ہونگے خیر بجوائیے طبل جنگ کل سمجھ لیا جائیگا دیکھیے کیسی ہوتی ہی
لڑائی سکندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا رات بھر دونون لشکرون
مین تیاری رہی صبح کو عرصۂ کارزار مین آے صف باندھکر کھڑے ہوے جسوقت نقیب نقابت کر کے چلے گئے
ہنر بر کوہی و مسمار کوہی اپنے گینڈون کو اڑا کر سامنے تخت سکندر شاہ کے آے اُتر کر سلام کیے اجازت میدان
چاہی سکندر شاہ بولا فرعون شاہ تمہارا نگہبان ہی یہ دونون بھی گینڈون پر چڑھکر میدان مین آئے خوب جولانیان
کرمایا بعد اُسکے مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم اور بدیع الزمان گرد لشکر شکن
بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر اُن دونون کے مقابلے کو آے بعد لگا ورزنی کے گفتگو ہوئی اُن دونون نے
فرعون کی تعریفین کین اُنھون نے لعنت کی وہ حملہ آور ہوے نیزے مارے انھون نے چند طعن مین نیزے بیکار
ہوائی کیے اُن دونون نے تلوارین مارین قاسم نے تلوار ہنر بر کوہی کی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر
اُٹھا لیا اور کہا کہ لعنت کر فرعون شاہ پر وہ بولا کہ لاکھ جانین ہون تو فرعون شاہ پر نثار کر دون قاسم نے
یہ سنکر اُسے آسمان پر اُچھالا اور گرتے ہوے کو چورنگ کیا مسمار کوہی کی تلوار بدیع الزمان نے رد کر کے
جو تلوار ماری مع راکب و مرکب چار ٹکڑے کیے بختیارک نے شہناز سے کہا کہ دیکھیے خدا پرستون کی تیغ
شہناز جادو بولا ملک جی اب کوئی ایسے عہدہ بر آ نہو گا لقا پکارا ای شہناز اب ہاتھ میرا ہی اور دامن تمہارا
ہی تمہاری ہی دستگیری سے پاؤن میرا یہان قائم ہی شہناز بولا مین تمام خدا پرستون کو مار ڈالونگا اور آپکو
ملک سائل مین لیجاکر تخت خداوندی پر بٹھاؤنگا اُسدن تو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر
آکر مقیم ہوے شب کو بعد فراغ آب و طعام سکندر شاہ آکر تخت شاہی پر متمکن ہوا لقا تخت خداوندی
پر بیٹھا شہناز جادو بھی آیا لگا جام چلنے ناچ ہونے لگا جب نشہ شراب تیز ہوا شہناز نے کہا کہ
طبل جنگ کل مین ہون اور یہ خدا پرست ہین اُسیوقت طبل جنگ بجا ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو

پہونچائی فرمایا کہ ضیتا بقضاء اللہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی نوازش مین آئے اسیوقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا صدا نقارے کی گونجی لشکر مین تیاری ہونے لگی کہ عمرو نے خدمت حمزہ صاحبقران مین آکر عرض کی یا امیر کل سامنا ہے شہنشاہ جادو کا اُسی کے نام پر طبل بجا ہے بہتر ہے کہ آپ اسم اعظم پڑھکر ایک حصار گرد لشکر اسلام کے کھینچ دیجیے امیر با توقیر نے عرض عمرو کی قبول کی اور فرمایا بہتر اُسیوقت سقون کو طلب کیا آپ اشقر پر سوار ہوئے عمرو بھی ساتھ ہوا اب حد لشکر پر تشریف لائے اور نیزے سے خط دیتے ہوئے روانہ ہوئے اور سقے اُس لکیر پر پانی ڈالتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک مقام پر پہونچے دیکھا امیر نے کہ کچھ سوار الگ لشکر سے کسیقدر فاصلے پر پڑے ہوئے ہین فرمایا کہ جاؤ اور اُنسے کہو کہ آکر لشکر سے ملحق ہو جائین ہین اُن سب کو بھی احاطۂ اسم اعظم مین لے لون کہ شر کفار اور سحر ساحران غدار سے محفوظ رہین عمرو تو بموجب فرمان صاحبقران والاشان یہ حکم لیکر اُسطرف روانہ ہوا اب رات بہت کم باقی رہگئی ہے امیر با توقیر اُسیطرح حد کھینچتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ دور سے ایک شیر سوار پیدا ہوا اور آتے آتے جب قریب امیر کے پہونچا دیکھا امیر نے کہ ایک بادشاہ چاک گریبان باحالت پریشان چلا آتا ہے آکر پوچھنے لگا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کس بیکسان فریادرس غریبان یعنے امیر حمزہ صاحبقران کہان ہین اور اُسکے بعد اور بہت سی تعریفین امیر کی کین امیر نے فرمایا کہ اے بھائی تیرا آنا کہانسے ہوا اور مذہب تیرا کیا ہے عرض کی اُسنے کہ مین فرعون پرست ہون اور بادشاہ ہون کوہ عاقا کا ایک بیٹا میرا نور نظر ہے کہ اُسکو سانپ نے کاٹا ہے سارے جوگی اور درویش جمع ہین لیکن کسی سے اچھا نہین ہوتا اسوقت ایک درویش نے کہا کہ اگر حفظ ہیکل ملے تو یہ فوراً اچھا ہو جاے جب مین نے اُس سے پوچھا حفظ ہیکل کہان ہے اور کسکے پاس ہے تو اُسنے بتلایا کہ حمزہ صاحبقران عالیشان کے پاس ہے امیر نے فرمایا کہ وہ عبد ذلیل رب جلیل مین ہی ہون اور حفظ ہیکل بھی میرے پاس ہے لیکن اگر تو خدا پرست ہو جاے تو یہ حاضر ہے اُسنے کہا کہ بدل و جان مجھکو منظور ہے لیکر مرکب سے کود پڑا اور قدمبوس ہوا امیر نے حفظ ہیکل کو اُتار کر اُسکو دیا اُسنے مجرا کیا اور چند پھول امیر کے پیشکش کیے امیر نے فرمایا کہ پھول میری جانب سے اپنے فرزند کو دینا اور خدا پرست کرکے اور حفظ ہیکل لیکر آنا اے بھائی یہ حفظ ہیکل گویا جان ہے حمزہ کی خدا کے نام پر میری جان و مال سب حاضر ہے اُسنے عرض کیا اے امیر انشاء اللہ بہت جلد مع اپنے فرزند و رفقا کے حفظ ہیکل لیکر حاضر خدمت ہونگا یہ کہا اور سلام کرکے امیر کو چلا پیٹھ موڑ کر اُن پھولون کو ایک شیشے مین ڈالکر اور مُنہ اُسکا انگشت سے مستحکم بند کر لیا البتہ اُسنے شیشے کے مُنہ کو بند کیا اور ادھر صاحبقران نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر پشت مرکب سے زمین پر آئے ادھر یہ سب سقے بدحواس قریب امیر کے آئے اور حال صاحبقران دیکھکر عمرو کو چلائے کہ خواجہ جلد آؤ ذرا دیکھو تو یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو چلا ہی آتا تھا مگر اس آواز کو سنکر اور جلد دوڑ آکر دیکھا تو حال امیر کا ابتر پایا آنکھین پھری ہوئین رنگ متغیر آثار مرگ چہرے پر ظاہر آمد و شد نفس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ ہین ورنہ نبضین بھی ساقط ہین پوچھا عمرو نے اُن سقون سے کہ یکایک یہ امیر کو کیا ہوا اُنھون نے بیان کیا کہ ایک شیر سوار صحرا کیطرف سے آکر حفظ ہیکل صاحبقران سے مانگ کر لیگیا البتہ اُدھر وہ چلا تھا کہ ادھر امیر غش کھا کر پشت مرکب سے زمین پر گر پڑے عمرو پکارا کہ غضب ہو گیا ضرور وہ کوئی ساحر تھا اور ایک نعرہ ہاے کا مار کر پہلو مین صاحبقران کے گر پڑا اور یہ سقے خبر لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے اب تاریکی شب کی برطرف ہوتی جاتی ہے اور آثار صبح کے نمایان ہوتے ہین لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے اُس شیر سوار کا کہ وہ حفظ ہیکل امیر کی لیکر طرف لشکر کفار کے روانہ ہوا ہے وہ صفین لشکر کی آراستہ ہو چکی ہین شہنشاہ جادو اور سکندر شاہ آگے لشکر کے کھڑے ہین کہ یہ جاکر پہونچا البتہ اُسکو دیکھتے ہی شہنشاہ نے اژدر آتش فشان سے کود پڑا اور بطور کفار سلام کیا اُسنے کہا کہ اے شہنشاہ کہدیا سکندر شاہ سے

کہ نامہ تیرا پہونچا اور دلنواز جادو آکر اپنا کام کرکے چلا گیا اور ای شہناز جادو مین حفظ ہیکل حمزہ کی لیکر حمزہ کو
بیکار کیے جاتا ہون اب جسطرح تیرا جی چاہے حمزہ کا اور لشکر حمزہ کا کام تمام کر یہ کہکر راہی ہوا شہناز جادو اسکے
سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہا جب وہ چلا گیا شہناز جادو نے سکندر شاہ سے کہا کہ یہ دلنواز جادو وہ بادشاہ
طلسم عجائب تھا جو حفظ ہیکل حمزہ کی لیگیا دلنواز تو ادھر روانہ ہوا ادھر سے خبر لیکر امیر با توقیر کی خدمت شاہی مین
حاضر ہوے اور با حال پریشان آکر تمام واقعہ جو کچھ کہ امیر پر گذرا تھا عرض کیا بادشاہ اسلام نے تاج سر سے پھینک دیا
اور مع سرداران لشکر اسلام او فرزندان امیر عالیمقام روانہ ہوے جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ امیر بیہوش پڑے
ہوے ہین آثار مرگ ظاہر ہین رنگ چہرے کا متغیر ہے فرزندان امیر نے خاک اڑانا شروع کی گرد امیر کے سب جمع ہوے
عمرو سے پیٹ کر کھڑے ہین کہ خواجہ یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو امیر سے لپٹا ہوا پکار رہا ہے کہ ای بندہ نواز
عمرو ای تاج لشکر ظفر اثر ای شمع شبستان صاحبقرانی ای گل گلزار خلیل رحمانی ای کس بیکسان ای یاور غریبان
اس سفر مین اپنے عمرو کو ہمراہ نہ لیا کبھی ایسا نہین ہوا کہ مجھکو آپنے اپنے ساتھ نہ لیا ہو ہر مقام پر مین ساتھ رہا
امیدوار ہون کہ جلد مجھے طلب فرمائیے جلد اس خدمتگار کو پاس بلائیے عمرو بعد آپ کے ایک لمحہ نہ جیے گا
یہ کہتا ہے اور روتا ہے بادشاہ اسلام خاک پر لوٹ رہے ہین تمام دن یہی حال رہا قریب شام کفار تو خوش و خرم
اپنے خیمون مین پھر گئے ادھر سرداران اسلام امیر کو میدان مین سے اٹھاکر لائے اور پلنگ پر ڈالدیا تمام
خواتین معظمہ نکل آئین قیامت برپا ہوئی بادشاہ اسلام نے خواجہ زادون کو بلوایا انھون نے رمل مین حال
دریافت کرکے عرض کیا کہ قران صعب امیر اور تمام حاضرین لشکر پہ آیا ہے مگر مآل بخیر معلوم ہوتا ہے حضور خاطر جمع
رکھین اگرچہ اہل اسلام بہت سے صدمے اٹھائینگے لیکن انجام کار فتح پائینگے بس خواجہ زادون کو خلعت اور توڑے
اشرفیون کے دے کر رخصت کیا مگر اسطرف جو کفار پھر کر داخل بارگاہ ہوے صحبت عیش برپا ہوئی جام گلفام
گردش مین آیا شہناز نے سکندر شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کل لشکر امیر المومنین خدا پرستون کا
کام تمام کرونگا اسیوقت طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہی مین آئے اور عرض کیا کہ طبل جنگ
بجا ہے کل شہناز جادو میدان مین آئیگا شاہ نے کہا کہ ہم سب آمادۂ مرگ جیسا کے قضا ہین یہان بھی طبل جنگ
بجے ہم خود چاہتے ہین کہ ہمارا جلد خاتمہ ہو جائے بعد ایسے آقا کے جینے کو دل نہین چاہتا القصہ ادھر بھی طبل جنگ
بجا صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوے شہناز جادو اپنے اژدہے کو بڑھاکر میدان مین آیا مرکب سے
اترا چوکہ موم کا تیار کرکے اسمین بیٹھا نہایا ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا تھال مین سب اسباب سحر رکھا ہوا تھا
اسمین سے ماش کا آٹا لیکر ایک مونڈھا بنایا اور ایک نازنین موم کی بناکر اسپر بٹھائی اور اسم سحر پڑھکر اسپر
دم کیا کہ وہ مونڈھا مع نازنین زمین مین دھنس گیا بعد اسکے ایک مرکب اور ایک سوار موم کا بناکر روئی کے
پھل پر اسے رکھکر اسم سحر پڑھا کہ وہ روئی کا پھل مع راکب و مرکب اڑکر ابر سفید بنکر آسمان پہ قائم ہوگیا
اور زمین پر دو برج بنکر تیار ہوے ایک برج پر نازنین سرخ پوش دوسرے برج پر ایک نازنین سبز پوش
بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ ابر سفید رنگ جو آسمان پر قائم تھا اسمین سے صدائے رعد بلند ہوئی وہ ابر شق ہوا اور
ایک سوار بادلہ پوش پیدا ہوا اور میدان مین مرکب کو جولان کیا اور بعد لمحہ بھر کے مرکب روک کر مبارز طلبی کی
دست چپ کیطرف سے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری مرکب اڑاکر سامنے تخت
بادشاہی کے آیا مجرا کیا رخصت میدان چاہی فرمایا ای قاسم تمنے رنگ تو لڑائی کا دیکھ لیا ہوتا عرض کیا کہ شہریار

رنگ گیا دیکھتا دادا جان حالت جان کنی مین ہین سامنا ساحرون کا ہی انسے عہدہ برآ ہونا معلوم سبقت کرنی ضرور
ہی کہ پہلے قاسم نے جان اپنی نثار کی فرمایا کہ اچھا جاؤ تمھین خدا کے سپرد کیا قاسم جام پی کر با واقف انجام
مرکب پر سوار ہو کر اُس سوار کے مقابلے کو چلا کہ اُس نازنین سرخ پوش نے آواز دی کہ شاہزادے مین تجھپر بہت
دلدادہ و فریفتہ ہون اور تجھکو میری خبر نہین واہ معشوق ایسے ہی ہوتے ہین قاسم نے پھر کر جو اُس نازنین کو دیکھا
مائل و مبتلا ہوا اور مرکب چمکا کر برابر اُس نازنین کے آیا کہا کہ ای محبوب جانی اگر میری خواہان ہو تو آؤ مین تمھین ساتھ
لیچلون یہان میدان مین بیٹھنے سے کیا علاقہ اور ہاتھ بڑھایا کہ اُسے اُٹھا کر اپنے گھوڑے پر سوار کرلے اُس نازنین
کے ہاتھ مین چوب یاقوت رنگ تھی اُسنے قاسم پر ماری کہ ارے دیکھتا ہی کہ سامنے شہناز جادو کھڑا ہی اور تو
یہ بد لحاظی کرتا ہی بس چھڑی کا قاسم پر پڑنا تھا کہ قاسم گھوڑے پر سے کودا اور دیوانہ ہو کر زیر برج یاقوت بیٹھا
سیارہ روتا ہوا مرکب کو لیکر پھر گیا اُس سوار نے پھر مبارز طلب کیا ابکی بار بدیع الزمان کہ عاشق صاحبقران
ہی بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر میدان مین آیا کہ اُس نازنین سبز پوش نے آواز دی کہ ای بدیع الزمان اسقدر
بیمروتی پر کمر باندھی عاشق کیطرف دیکھتے بھی نہین ہان صاحب کاہیکو دیکھو گے اپنی خوبصورتی پر گھمنڈ ہی یہ آواز سنکر
بدیع الزمان نے جو پھر کر اُس نازنین کو دیکھا از خود رفتہ ہو گیا پکارا کہ ای جان جہان وای محبوبہ جان ستان مجھے
نہ معلوم تھا کہ تم مجھپر عاشق ہو آیا مین تجھے سوائے تمھارے کسی سے مطلب نہین اور گھوڑا پھیر کر اُسی نازنین پاس آیا
کہ پہلو مین اُسکے جا کر بیٹھے اُس نازنین نے چھڑی زمرد رنگ اُٹھا کر بدیع الزمان پر ماری کہ او بد لحاظ سامنے
شہناز جادو کے یہ بے ادبی ادب سے بیٹھ چھڑی پڑتے ہی بدیع الزمان گریبان پھاڑ کر دیوانہ ہو کر زیر برج
زمرد بیٹھ گیا اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا سرداران قاسم ترک خاوری سب آکر قاسم سے لپٹے کہ ای شہریار آپنے
کیا حال اپنا بنایا ہی سب دوست راستی آپ کو نام رکھتے ہین کہ صاحبقران اس حالت مین گرفتار ہین قاسم مسحور
بسحر ہی جو اُس سے آکر لپٹا کپڑے پھاڑ کر دیوانہ ہو کر وہین بیٹھ گیا ادھر باختری بدیع الزمان کو آکر سمجھانے لگے
وہ بھی دیوانے ہو کر بیٹھے شام تک تمام باختری اور ترک و خاوری دیوانے بن بنکر اُن برجون کے نیچے بیٹھے اور
اکثر کو وہ سوار ہاتھ کمر مین ڈالکر اُٹھا لیگیا اور اُسی ابر مین غائب ہو گیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر
وہان سے پھرے بادشاہ اسلام آکر داخل بارگاہ ہوے صاحبقران کو اُسی حالت سکرات مین دیکھا رو دیے
اور پکارا کیے کہ یا صاحبقران آج قاسم اور بدیع الزمان کو شہناز جادو نے مع اُنکے لوگون کے گرفتار
کرلیا امیر بیہوش تھے جواب کون دیتا اُدھر شہناز جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا رات گذری صبح کو میدان مین
آیا ادھر لشکر اسلام آکر کھڑا ہوا صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے شہناز نے آسمان کیجانب
دیکھا البرق آواز تڑاقے کی ہوئی ابر شق ہوا اور وہی سوار بادلہ پوش نمودار ہوا آکر میدان مین کھڑا ہوا مبارز
طلب کیا کئی سردار نکلے جو دست راستی تھا اُسے نازنین سبز پوش نے بلا کر دیوانہ بنایا جو دست چپی تھا اُسے
نازنین سرخ پوش نے طلب کرکے مسحور بسحر کیا اور جو سردار قلب لشکر سے نکلا اُسے سوار بادلہ پوش اُٹھا لیگیا
اسیطرح چند دن کی میدانداری مین تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار سحر ہو کر اُن برجون کے نیچے
سامنے اُن دونون نازنینون کے بیٹھے عجب تلاطم لشکر اسلام مین تھا سوائے بادشاہ اسلام اور امیر لور حیدر
مشیران ذی تدبیر کے کوئی باقی نہ تھا مقبل وفادار پاس سے امیر کے ایکدم جدا نہوتا تھا فرمایا بادشاہ نے کہ
کرب غازی کو دربند سمیلیہ سے بلانا چاہیے امیر کے حال پر ملال سے واقف کرنا ضرور ہی اسیوقت پروانہ

کرب غازی کی طلب کا روانہ کیا یہان کرب غازی غسل صحت کر چکا ہی ارادہ ہی کہ نقرہ کوہ کو روانہ ہو کر پروانہ
پہونچا حال صاحبقران سے آگاہ ہوا جلد تر کوچ بکوچ روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا تمام لشکر پریشان نظر آیا
بادشاہ اسلام کو تنہا پایا امیر کو حالت سکرات مین دیکھکر قدمون سے لپٹ کر خوب رویا اور پکارا کہ ای آقا غلام
آپ کو اس حال سے کیونکر دیکھے اور روتے روتے بیہوش ہو گیا عمرو بھی کرب کی خبر سنکر آیا کرب کو ہوش مین لایا
بادشاہ اسلام عمرو کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا کیا یونہین لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائیگا عمرو پکارا
شہریار مین موجود ہون جو ارشاد ہو اُسے بجا لاؤن تمام مشیران سلطنت پسران خواجہ بزرجمہر سب آکر جمع ہوے
تدبیرین ہونے لگین اب خواجہ بزرگ امید بھی کرب کے ہمراہ آگئے ہین بعد بحث و مباحثہ کے سبکی یہی صلاح ہوئی
کہ وہ ساحر جو حفظ ہیکل امیر حمزہ صاحبقران کی لیگیا ہی جبتک گرفتار نہو گا یا مارا نہ جائیگا صاحبقران
ہوش مین نہ آئینگے عمرو نے کہا کہ وہ جادوگر خدا جانے کدھر سے آیا تھا اور کدھر چلا گیا سب نے کہا کہ خواجہ اسکا دریافت
کرنا سواے آپ کے اور کسی سے نہو گا عمرو بولا کہ میری جان بھی کام آسے تو دینے کو حاضر ہون جاتا ہون جسطرح
ممکن ہوتا ہی دریافت کرتا ہون یہ کہکر لشکر کفار کیطرف روانہ ہوا دریاے فکر مین غوطہ زن ہی کہ ای عمرو کس سے
حال دریافت کریگا بڑی دیر کے بعد خیال مین گذرا کہ بختیارک مقرر جانتا ہوگا اُسی سے خوب معلوم ہوگا بس
صورت بدلکر لشکر کفار مین داخل ہوا یہان بختیارک بارگاہ سکندر شاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکی رگ مکر [illegible]
جنبش مین آئی حیران ہوا کہ یہ حرامزادی بیوقوف کیون جنبش مین آئی کیا مرشد تیرے پاس آتے ہین نام عمرو کا لیکر جو
رگ پر ہاتھ رکھا دھڑکنا رگ کا موقوف ہو گیا جان پر صدمہ ہوا کہ واے غضب مرشد تیری فکر مین کیون آتے ہین
تو چلکر اپنے خیمہ مین بند و بست کر کے بیٹھو لیکن یہ خیال کر کے پیٹ پکڑ کر لوٹ گیا ہاے درد ہاے درد پکارنے لگا
اور سکندر شاہ نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا کہ یہ درد کبھی کبھی میرے اُٹھا کرتا ہی سکندر شاہ نے کہا کہ
بید کو بلواؤ بختیارک بولا کچھ بید کی حاجت نہین علاج اسکا مین اپنے خیمے مین جاکر آپ کر لونگا
یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اپنے خچر پر سوار ہوا لوگون سے کہا کہ خبردار کوئی شخص نہ آنے پاے اور آے تو اُسے پکڑ لینا
وہ بولے کہ آپ ذرا اشارہ کر دیجیے گا ہم فوراً گرفتار کر لینگے کہا کہ حرامزادو جب کوئی میرے سر پر آجائیگا
تو مجھسے اشارہ نہو سکیگا ارے ملک الموت کے سامنے آواز نکل سکتی ہی تم سب بڑے حرامخوار ہو سب کو برطرف
کر دونگا یہ کہکر جلد اپنے خیمے کیطرف چلا عمرو نے دیکھا کہ بختیارک جاتا ہی جلدی سے مشعلچی کی شکل بنکر دستی
روشن کر کے لیکر دوڑا برابر بختیارک کے پہونچکر اسقدر دستی بلند کی کہ قریب تھا ڈاڑھی بختیارک کی
جھلس جاے بختیارک نے کہا او مشعلچی تو کیا اندھا ہی سوجھتا نہین تجھے کیا مجھے جلا دیگا اور بغور دیکھا کہ ارے
یہ تیسرا مشعلچی کسکا ہی عمرو نے بائین آنکھ کا تل اُسے دکھایا اب بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد کامل ہین قریب تھا
کہ جان نکل جاے اشارے سے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ کمال بے ادبی ہی کہ غلام سوار حضور پیدل اشارہ کیا
کہ چپکے چلے چلو بختیارک مثل قالب بیجان چلا جاتا ہی جب اپنے خیمے کے پاس پہونچا خچر پر سے اُترا عمرو سے اشارتاً
کہا کہ آپ آگے چلیے لوگون نے کہا کہ اگر کچھ اندیشہ ہو تو کہہ دیجیے پھر آپ کہیے گا کہ عمرو آیا مجھکو لوٹ لیگیا بختیارک نے
کہا تم بڑے حرامخور ہو عمرو کبھی جوتی مارنے مجھے نہین آتا یہ کہکر اندر چلا ایک آدمی نے کہا کہ تیسرا مشعلچی کون ہی کہا کہ میرا
باپ ہی تو کون ہی کیا میرا اتالیق ہی اور اندر خیمے کے جاکر دروازہ خیمے کا بند کر لیا اور عمرو کو پاس بلا کر پیرون پر
گر پڑا کہ مین تو حضور کا غلام ہون ہمیشہ سے مطیع اسلام ہون عمرو بولا کہ اس بدذاتی سے باز آ او ہم اندنون نہین

نہایت پریشان ہین صاحبقران کی وہ حالت ہی کوڑی کوڑی کو تنگ ہین بختیارک نے کہا کہ مین نے دو ہزار روپیے
نقد رکھے ہین وہ حاضر ہین عمرو نے وہ روپے اور کپڑے پلنگ فرش سب لیکر نذر زنبیل کیا پھر کہا کہ ملک جی آج ہم ایک
کام کو تمھارے پاس آے ہین اگر تمنے سچ کہا تو خیر ورنہ برب کعبہ جان سے مار ڈالونگا بختیارک نے کہا پیر و مرشد
غلام کبھی کوئی خبر حضور سے نہ چھپائیگا جو غلام کو معلوم ہوگا مفصل عرض کریگا حضور پوچھین عمرو نے کہا کہ ملک جی
سچ بتاؤ کہ یہ جادوگر جو حفظ ہیکل حمزہ کی لیگیا ہی کہان رہتا ہی کیا نام ہی اسکا بختیارک نے کہا کہ دلنواز جادو اسکا
نام ہی بادشاہ ہی طلسم عجائب کا ہی مگر راستہ اُس طلسم کا غلام کو نہین معلوم اگر مجھے مار ڈالنا آپ کو منظور ہی تو بہانہ
کیا ضرور ہی سر حاضر ہی عمرو نے کہا اگر تمھین معلوم نہین تو ممکن ہی کہ تم شہناز جادو سے معلوم کر لوگے بختیارک
بولا وہ طریقہ ارشاد ہو کہا کہ ہم خدمتگار بنکر تمھارے ساتھ چلینگے قلمدان تمھارا لیے تمھارے سر پر کھڑے رہینگے تم
شہناز جادو سے پوچھنا معلوم ہو جائیگا اُسنے کہا بہت اچھا مین موجود ہون کہا کہ پھر دیر کا ہیکی ہی اُٹھو چلو
بختیارک اُسیوقت اُٹھکر باہر آیا اچھی پر سوار ہوکر چلا راہ مین عمرو نے کہا کہ سنو ملک جی تم ہو بڑے حرامخور اگر تمنے
بطور سابق نام میرا کسی پھل وغیرہ پر لکھکر یا رقعے مین لکھکر کفار کو آگاہ کیا تو مجھسے برا کوئی نہین مین اپنے کو تو زندون مین
شمار نہین کرتا مگر تمھین جانسے مار ڈالونگا جیتا نہ چھوڑونگا بختیارک پکارا کہ پیر و مرشد پہلے سے وہ در خانہ بندی کرتے ہین
کیا مقدور ہی غلام کا جو کسی طور سے نام حضور کا ظاہر کرے غرض بختیارک بارگاہ مین آکر اپنی کرسی پر بیٹھا مگر
جان بدن مین نہین ہی شہناز جادو نے دیکھا کہ رنگ بختیارک کا متغیر ہی پوچھا کہ ملک جی کیا ابھی درد نہین گیا
جو چہرہ تمھارا اُداس ہی بولا کہ نہین آپکے اقبال سے سبطرح اچھا ہون مگر ایک مقدمہ مین کمال متردد و متفکر ہون
پوچھا کہ وہ کیا مقدمہ ہی کہا کہ مبادا وہ حفظ ہیکل حمزہ کے ہاتھ آجاے اور اسم اعظم حمزہ کا کھل جاے اور حمزہ ہوشمین
آسے تو غضب ہو جائیگا شہناز نے کہا کہ ملک جی یہ امر بہت مشکل ہی کون طلسم عجائب مین جائیگا اور طلسم فتح کریگا
دلنواز جادو کو ماریگا یہ پوچھکر بختیارک چپ ہو رہا کہ عمرو نے پیچھے سے ایک ٹھوکا دیا کہ ملک جی راہ تو دریافت
کرو بختیارک نے کہا کہ اے شہناز جادو خداپرستون نے بہت طلسم فتح کیے ہین اس طلسم کو بھی فتح کرینگے
شہناز جادو نے کہا کہ وہانکا راستہ ایسا ہی کہ کوئی طلسم تک نہ جا سکیگا بختیارک نے کہا کہ کیا کوئی بلا راہ مین ہی
اُسنے کہا اول تو راہ مین ایک دشت پرخار ہی اُس سے گذرنا دشوار ہی اور اگر اُسے بمشکل طی بھی کیا تو پھر بیابان لالہ زار ہی
مکان ہی لالہ زار جادو کا جو کوئی نادانستہ اُس لالہ زار مین جائیگا صداے اُتراقکی لالہ کے پھولون سے پیدا ہوگی اور شعلہ
آتش لگاکر اُس شخص کو جلا دیگا اُسکے بعد درۂ نرگس زار ہی اُسمین اگر کوئی اجنبی جائیگا تو وہ پھول صداے مہیب
دے کر آنکھون کی صورت ہو جائیگا اور اُس شخص کو دیکھتے ہی پانی کیطرح بہا دیگا اور اگر اس سے بھی گذرا
اور پہونچا طلسم عجائب مین تو لوح اُسکی معدوم ہی نہ کوئی ساحر طلسم جانتا ہی نہ بادشاہ طلسم کو معلوم ہی پھر کیونکر کوئی
لوح پائیگا اور طلسم کو فتح کریگا بختیارک نے یہ سنکر کہا اے شہناز جادو جادو جو ہونا تھا وہ ہو چکا جو کوئی
اپنے ہاتھ سے اپنے پانون مین کلھاڑی مارے اُسکا کیا علاج مثل ہی کہ خود کردہ را درمان نیست غضب کیا تمنے
کہ سارا حال بیان کر دیا حریف اس کیفیت سے آگاہ ہو گئے در و دیوار ہم گوش دارد دیدہ و دانستہ طلسم کو برباد کرایا
شہناز پکارا او بھیا آپ ہی تو نے حال پوچھا پھر اب آپ ہی یہ باتین بناتا ہی کہ تو سہی یہ معرکہ کیا ہی بختیارک بولا
یہ امر ناگفتنی ہی عمرو نے اپنے دلمین خیال کیا کہ اب یہ حرامخور حال کھولا چاہتا ہی پھر ایک ٹھوکا دیا کہ تو نے بدذاتی پر کمر
باندھی بختیارک نے پھر کر دیکھا عمرو نے کہا بس اب چلو بختیارک درد کا بہانہ کرکے اُٹھا باہر آیا عمرو تو راہی لشکر اسلام

ہوا بختیارک بارگاہ مین پھر کر آیا شہناز جادو نے کہا ارے تو اتنی دیر مین اچھا ہو گیا پکارا کہ میرے ساتھ ملک الموت تھے یعنی مرشد کامل وہ سب حال سُن گئے اب طلسم برباد ہوا شہناز جادو بولا کہ تو نے ہمسے نہ کہا کہ عمرو میرے ساتھ ہی تو خود اپنے ساتھ اُسے لا یا کھو دکھود کر مجھسے حال پوچھا معلوم ہوا تو خدا پرستون سے ملا ہوا ہی بختیارک نے کہا کہ مجھسے زیادہ اُنکا دشمن کون ہو گا وہ جو تمنے سنا ہو باپ مارے کا بیر ہی میرے تو باپ کو اُسنے مارا ہی تو اُنکا دشمن جان تشنۂ خون ہون لیکن اگر ایسا نہ کرون تو مارا جاؤن جب مجھے یہان لایا تھا پہلے اقرار کروا لیا تھا کہ خبردار اگر تو نے اشارۃً کنایۃً کسیطرح میرا حال بیان کیا تو تجھے مار ہی ڈالونگا اُنکا حال کُھلکے کیا اپنی جان دیتا شہناز جادو بولا ہو بڑے بدذات مگر اس سے خاطر جمع رکھو اس طلسم کی لوح نہین ہی کوئی اس طلسم کو توڑ نہ سکیگا یہان یہ گفتگو تھی مگر عمرو جو وہانسے لشکر اسلام مین آیا تمام حال بادشاہ اسلام سے بیان کیا اور کہا کہ اب کوئی ایسا ہو کہ جا کر طلسم فتح کرے اور حفظ ہیکل حمزہ کی لاے بادشاہ اسلام بولے مین خود جانے کو موجود ہون یہ سنکر کرب پکارا مین سرفروشی کو مستعد ہون عمرو نے کہا خواجہ زادون کو بلوائیے جسکے نام پر طلسم کشائی نکلے وہ جاے اور یون جائیگا تو گرفتار طلسم ہو جائیگا اُسیوقت خواجہ بزرگ امید وغیرہ کو بلایا اُنھون نے رمل مین ملاحظہ کر کے عرض کیا کہ وہ شخص جاے جسے عیاری مین بھی دخل ہو اور زور و قوت مین اگر برابر نہین تو قریب قریب صاحبقران کے ہو عمرو پکارا کہ یہ صفتین سواے کرب غازی کے اور کسی مین نہین کرب پکارا کہ مین جاؤنگا سعادت ہی میری اور اُٹھ کھڑا ہوا عمرو کرب کو اپنے خیمہ مین لایا اور کہا ای کرب تو میرا فرزند مشہور ہی جہان عیاری کا کام آ پڑے وہان پہلوانی کو دخل نہ دینا اور رنگ و روغن عیاری بنا کر کیسے مین بھر دیے کرب رخصت ہونے کو امیر کے پاس آیا امیر کو اُسی حالت سکرات مین پایا کرب آکر آنکھون کو تلوون سے ملنے لگا پکارا کہ ای آقا اب مجھے رخصت کیجیے مین جاتا ہون حفظ ہیکل لینے اور رو کر اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو یاد کیا اُسوقت امیر قہرمان شاہ ولایت کے ہوش مین آے کرب قدمون سے لپٹا ہوا تھا امیر نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای کرب مین نے تجھے سپرد کیا تیرے مولا کو وہی نگہبان ہین یہ کہکر پھر بیہوش ہو گئے شام ہو چکی تھی قصد کیا تھا کہ شب بسر کرکے صبح کو جاے مگر خواجہ زادون نے فرمایا کہ آج جانے کا دن بہت خوب ہی عمرو نے کرب سے کہا کہ آج بازار کرنا ضرور ہی آج تمھین بختیارک کے گھر مین لیجلکر رکھین صبح کو طلسم کا راستہ لینا کرب نے کہا ای پدر بزرگوار لشکر دشمن مین جانا منھ مین اژدہے کے جانا ہی کہا کہ بیٹا یہی جرأت ہی کہ حریف کو آگاہ کرے گئے کرب بولا مین آپکے لیے باہر نہین چلیے اور سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مار کر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا یہان بختیارک کی رگ باد رجعلائی پھر جنبش مین آئی اور اُسے معلوم ہوا کہ مرشد تیرے پاس آتے ہین تھا اور شہناز وغیرہ کی آنکھ بچا کر باہر نکلا چلا تھا اپنے خیمے کو کہ عمرو چوپالے سے سر باہر نکالکر پکارا کہ ذرا یہ عرضی ملاحظہ فرمالیجیے اُسکو لیکر جو پڑھا تو لکھا تھا کہ ہم عمرو بن امیہ ضمری کچھ کام کے واسطے تمھارے پاس آیا ہون بس یہ پڑھ کر پرسے کود پڑا کہ آپ بعد مدت تشریف فرما ہوے آنکھین ترس گئین آپ کے دیکھنے کو خواجہ نے بھی چوپالے سے نکلکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کہا رون سے کہا کہ چوپالہ لیجاؤ بختیارک اپنے خیمے مین لایا دیکھا کہ پیچھے ایک سیاہ پوش اور چلے آتے ہین عرض کیا کہ یہ کون ہین کہا کہ کرب ہی اور بختیارک کا رنگ اُڑ گیا عرض کیا کہ حضور غلام کو کافی تھے اُنکو میرے ذبح کرنے کو کیون لاے عمرو بولا کہ کرب طلسم عجائب کے توڑنے کو جاتا ہی آپ کچھ خطرہ اپنے دل مین نہ لائیے اب بختیارک کے تن مین جان آئی کرب کی دعوت کا سامان کیا بخوبی پیش آیا مگر مارے دہشت کے رات بھر نہین سویا کہ دو قابض روح سر پر موجود

پھر رات پچھلی باقی تھی کہ عمرو نے کرب سے کہا سوار ہو اور بختیارک سے خطاب کیا کہ چلیے آپ بھی چلکر بیابان خارستان تک
انکو پہونچا آئیے بختیارک نے کہا کہ اگر میرے قتل کا ارادہ ہی تو مین یہین موجود ہون عمرو نے خنجر ہاتھ مین لیا اور کہا
کہ او حرامخوار ہم کیا تیرے دشمن ہین بختیارک کانپ کر زمین پر گرا اور پکارا کہ آپ دشمن ہونگے تو دوست کون ہوگا
عمرو بولا کچھ ضرورت ہی اسواسطے مین تمھین لیے جاتا ہون بختیارک ساتھ ہوا عمرو سرحد تک بیابان کے لایا کرب
کو رخصت کیا کرب تبر سے خارستان کاٹتا ہوا روانہ ہوا عمرو نے بختیارک کو بالکل برہنہ کیا درخت سے باندھا
اور کہا خبردار افشاے راز نہ کرنا نہین تو مار ہی ڈالونگا اور بالفعل سیر بیابان کی کرو بختیارک بلبلایا کہ مجھکو
آپ یہان کیون چھوڑے جاتے ہین کوئی جانور درندہ مجھے پھاڑ کر کھا جائیگا کہا کہ کوئی تیرے پاس نہ آئیگا خاطر جمع
رکھو اور چند زنگ اسکے گلے مین باندھ دیے کہ جب کوئی جانور تیرے پاس آئیگا تو اپنی گردن ہلانا وہ بھاگ جائیگا
عمرو تو یہ کہکر چلا گیا پانچ چار گھڑی رات عجب عذاب سے اُسپر بسر ہوئی صبح کو ہر آیندہ و روندہ سے کہتا تھا کہ مین
درخت سے بندھا ہون ایک ظالم مجھے باندھکر چلا گیا کسی نے نہ سنا کہ بکتا کیا ہی اُدھر صبح کو خیمے مین بختیارک کے
ڈھنڈھیا پڑی خدمتگارون نے تمام خیمہ چھان مارا مگر کہین پتا نہ پایا آخرکار یہ صلاح ہوئی کہ دو دو چار چار آدمی
چارون طرف ڈھونڈھنے جائین قضاے کار دو چار خدمتگار تلاش کرتے ہوئے وہان بھی پہونچے اُسے درخت سے
کھولا بختیارک نے کہا کہ کیون حرامزادو یہ حال میرا عمرو کے ہاتھون کروایا سبھون نے کہا پیر و مرشد ہم کیا کرین
بغیر آپ کی اجازت ہم کسی پر ہاتھ نہین ڈال سکتے بختیارک نے کہا کہ اگر مین بتاتا میری جان جاتی اور تمسے اُسکا
بال بیکا نہو سکتا غرض اُسیطرح برہنہ لقا پاس آیا سکندر شاہ نے کہا کہ یہ کیا حال تونے بنایا اُسنے تمام کیفیت بیان کی
شہناز بولا کہ رات بھر عمرو تیرے گھر مین رہا اور تونے ہمکو خبر نہ کی بختیارک نے کہا کہ جان اپنی کھوتا تو آپکو خبر ہوتی
دوسرے یہ کہ اُنکے جنگل سے نجات کیونکر پاتا اے شہناز جلد خاتمہ لشکر اسلام کا کرو ورنہ حمزہ ہوشمین آیا تو پھر کچھ
نہوگا اُسنے کہا کہ ایسا ہی ہوگا لیکن اُدھر عمرو بن امیہ ضمری کرب کو رخصت کرکے داخل لشکر اسلام ہوا بادشاہ اسلام
سے تمام حال بیان کیا فرمایا خواجہ یہ تو سب کچھ ہوا مگر مثل ہی کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جبتک
کرب غازی طلسم فتح کرے حفظ ہیکل حمزہ صاحبقران کی لاے جبتک شہناز جادو کا ہیکو چھوڑیگا
خاتمہ لشکر کا ہو جائیگا ایک آدھ روز مین جو سوار باقی ہین وہ بھی گرفتار ہو جائینگے بعد اُنکے ہم پر نوبت آجائیگی اسکی
تدبیر کرنا ضرور ہی یہی باتین تھین کہ خبر ہرکارون نے دی کہ آج سکندر شاہ نے شہناز جادو کی دعوت کی ہی
بڑی تیاری ہی عمرو نے خدمت بادشاہی مین عرض کیا کہ شہریار غلام جاتا ہی اگر بن پڑتا ہی تو شہناز کو لاتا ہی
چالاک نے عرض کیا کہ بابا جان مین بھی آپ کے ساتھ چلون کہا کہ بیٹا تمسے الگ جاؤ ساتھ چلنا مناسب نہین ہی
چالاک بولا بہت اچھا اور ایک طرف کو روانہ ہوا مگر عمرو بن امیہ ضمری صورت بدلکر داخل لشکر کفار ہوا دیکھا
کہ لقا اور سکندر شاہ شہناز جادو کو ساتھ لیے ہوے شہر سکندریہ مین داخل ہوے تمام شہر آئینہ بند
ہر گلی کوچہ مین خلائق کا ہجوم عام ہی دکانون کے ستون رنگین ہین سائبانون پر تاس بادلہ و کمخواب کے تھان
کھچے ہوے ہین سکندر شاہ خود عصا ہاتھ مین لیے ہوے آگے آگے سواری کے اہتمام کرتا جاتا ہی شہناز جادو
آدمی نہایت حسین ہی نیمہ جواہرنگار پہنے ہوے کمر بند مرصع کار کمر سے باندھے ہوے تاج مرصع سر پر رکھے ہوے
عطر ملے ہوے چلا آتا ہی گرد ہجوم ساحرون کا ہی آتے آتے دیوان خاص مین پہونچا وہان سکندر شاہ نے سامان
تمامی او زر بفت کے ڈلواے ہین مسند تمامی کی بچھوائی ہی ارباب نشاط حاضر ہین شام ہو چکی ہی عمرو تو صورت

ایک فراش کی بنکر ایکطرف کھڑا ہو رہا شہناز جادو مسند پر آکر بیٹھا ایکطرف لقا و سکندر شاہ و بختیارک
وغیرہ بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا قضائے کار اتفاقات روزگار ایکطرف محلسرا ہی سکندر شاہ
کی اُسکے کوٹھے پر ایک قصر بنا ہوا ہی اُسمین چلمنین پڑی ہوئی ہین شہناز جادو نے دیکھا کہ تیلیان اُن چلمنون کی
مانند خطوط شعاع آفتاب کے روشن ہین اور وہ برج برج آفتاب معلوم ہوتا ہی ایک لو نور کی اُسمین سے اُٹھری ہی
اور وجہ اُسکی یہ ہی کہ یہان بیٹی سکندر شاہ کی زلف آرا بانو بیٹھی ہوئی ہی اُسکے آفتاب جمال کی روشنی
پھیلی ہوئی ہی لیکن صورت یہ ہی کہ وہ شہناز جادو پر عاشق ہوئی ہی شہناز کیطرف دیکھ رہی تھی شہناز
کی نگاہ جو اُدھر پڑی اور ایک نازنین مہر تمکین کو جلوہ گر پایا بس تیر عشق کھایا کہ جگر مشبک ہو گیا آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی کلیجا تھام لیا عمرو یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ وہ نازنین اسیر مائل و مبتلا معلوم ہوتی ہی اور یہ بھی ہزار جان شیدا
ہوا ناگاہ اُس نازنین نے رومال اوپر سے پھینکا کہ اُسمین بٹوا زربفت کا تھا اور اُس بٹوے مین کچھ چکنی ڈلیان
الائچیان تھین اور ایک رقعہ اُسکے ساتھ تھا شہناز نے تو اُسے رومال پھینکتے ہوئے نہین دیکھا مگر عمرو
دیکھ رہا تھا چپکے چپکے جا کر اُسے اُٹھا لیا اور شہناز کو لا کر دیا اُسنے کہا یہ کیا ہی کہا غلام کو نہین معلوم لیکن
قصر پر سے کسی نے یہ پھینکا ہی شہناز نے پوچھا آپ سے گرا ہی یا کسی نے پھینکا ہی کہا کہ پیر و مرشد حضور کو دکھا کر
کسی نے پھینکا حضور نے خیال نہین کیا شہناز نے رومال جو کھولا بٹوہ دیکھا عطر سے بسا ہوا تھا اور ایک رقعہ اُسمین
تھا پوچھا کہ تو کسکا آدمی ہی کہا کہ حضور کے نئے نوکرون مین ہون شہناز اپنے دلمین خوش ہوا بٹوا کھولکر ڈلی الائچی کھائی
کہا کہ شمع اُٹھا لاو وہ اُٹھا لایا پوچھا کہ تو کچھ پڑھا ہی کہا کہ جی الف کو لٹھا اور بے کو بلبینڈی جانتا ہون شہناز ہنسا کہ تو برا
مسخرہ ہی اور رقعہ کھولکر پڑھا عمرو نے دیکھا کہ اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای شہناز جس روز سے کہ تم شہناز کوہ سے
یہان آئے ہو اور ہمنے تمھین دیکھا ہی ہم دلدادہ و فریفتہ ہوئے ہین اور تمکو ہماری خبر بالکل نہین ہی سبحان اللہ معشوق
ایسے ہی جفاکار ہوتے ہین اچھا جو چاہو وہ جفا کرو مگر کبھی تو رحم بھی کیا کرو یہی چاہتے ہو کہ تمھارے فراق مین گھل گھلکر
مر جائین بہت بہتر خون ہمارا تمھاری گردن پر ہوگا اتنی آرزو ہی کہ ایک مرتبہ تمھین بٹھا کر اپنا درد دل سُنا لین بعد
اُسکے مر جائین شعر نکلجائے دم تیرے قدمون کے نیچے ✽ یہی دلکی حسرت یہی آرزو ہی ✽ اور تم صاحب اختیار ہو جسطرح
چاہو ملاقات کیصورت نکالو ہم بالکل مجبور ہین اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اگر جلد تمنے ملاقات کیصورت نکالی تو بہتر
ورنہ دو ایک روز کے ہم اور مہمان ہین یہ مضمون پڑھکر شہناز بیچین ہو گیا او عمرو نے بھی سب مضمون رقعہ کا
پڑھا اپنے دلمین کہا کہ اب لیا اسے جاتا کہان ہی مگر شہناز نے رقعہ پڑھکر سر اُٹھا کر قصر کیطرف دیکھا ملکہ نے
چلمن اُٹھا دی شہناز نے اب بخوبی اُس نازنین کیطرف دیکھا کہ صورت حور کی تھی دونون زلفین رخسارون پر
چھوٹی ہوئی تھین مینڈھیان موتیون کی گندھی ہوئی تھین بس شہناز بیتاب ہو گیا اُسطرف چلمن پڑگئی ادھر
شہناز کی آنکھون پر پردے پڑگئے بیقرار ہو کر اُٹھا عمرو نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ مین دروازے کیطرف آتا ہون
مجھے کچھ کہنا ہی ملکہ دروازے کیطرف روانہ ہوئی عمرو بھی اُسیطرف چلا لیکن سکندر شاہ نے شہناز سے پوچھا
کہ خیر باشد آپ کیون اُٹھے کہا کہ مین عیار حمزہ سے خائف ہون اپنے خیمے مین جاؤنگا وہان خوب بند و بست ہی غیر شخص
کوئی وہان نہ آسکیگا بختیارک نے کہا آپ بجا فرماتے ہین مگر کھانا تو نوش فرمایئے بعد اسکے تشریف لیجایئے گا غرض
دسترخوان بچھا کھانا انواع انواع طرح کا لا کر سامنے لگایا گیا شہناز نے بسبب جلدی کے کچھ کھایا کچھ نہ کھایا
دلمین خیال بندھا ہوا تھا کہ حیف ایسی معشوق تجھپر عاشق ہو اور تجھے خبر نہو اگر ہوتی تو اب تک وصل سے شاد ہوتے

اب چلکر جلد اُسے اپنے پاس بلا لیجیے اور آرزوے دلی اپنی نکالیے جلد لیسے ہاتھ دھو کر اُٹھا سوار ہو کر اپنے خیمے مین
گیا ادھر عمرو نے جو ملکہ سے اشارہ کیا تھا کہ مجھے کچھ کہنا ہی اور ملکہ نے اشارے سے کہا تھا کہ ادھر دروازے پر
آؤ عمرو ادھر کو روانہ ہوا ملکہ خوشی خوشی قصر سے نیچے اُتری ساتھ والیون نے کہا کہ ملکہ مبارک ہو مدت سے آپ
اسیر عاشق تھین آج تو جواب سوال وصل کا درمیان مین آیا رنج مین تو ہم شریک تھے اب خوشی کی خبر بھی تو سنائیے
کہا کہ رنڈیو تم خیلہ ہو گئی ہو ابھی مفصل حال مجھکو معلوم نہین ابھی مین تمسے کیا کہون اور تم تو میری محرم راز ہو
دمساز ہو جو امر ہوگا تمسے پوشیدہ نہ رہیگا یہانتک کہ زیر قصر آئی محلدار سے کہا کہ دیکھو تو کوئی آدمی شہناز کا
آیا ہی تو اُسے اندر ڈیوڑھی کے بُلا کر مجھے خبر دے وہ وہانسے باہر آئی یہان عمرو دروازے پر موجود تھا کہ محلدار نے
دیکھا کہ ایک شخص اجنبی کھڑا ہوا ہی عقل سے دریافت کیا کہ یہی شہناز جادو کا فرستادہ ہی بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو
کہا کہ بندۂ خدا وہ بولی کہ کیا شہناز جادو کے آدمی ہو یہ بولا کہ ہان کہا کہ ہمارے پاس آؤ اور ہاتھ پکڑ کر پردے کے
پاس لائی کہ جہان کوئی نامحرم نہ جا سکتا تھا اور سب کو علیحدہ کر کے پردے کے پاس عمرو کو کھڑا کیا اور جا کر ملکہ سے
کہا کہ وہ آدمی آیا ہی پردے پاس کھڑا ہی ملکہ خرم و شادان دوڑی اکیلی پردے کے پاس آکر کھڑی ہوئی ادھر عمرو
اکیلا کھڑا ہوا تھا ملکہ جانتی تھی کہ یہ شہناز کا محرم راز ہی پوچھا کہ کیا شہناز جادو نے پیغام بھیجا ہی عمرو نے
کہا ملکہ آپ تنہا ہون تو عرض کرون بولی مین تنہا ہون کوئی میرے پاس نہین ہی جو کچھ کہنا ہو وہ کہو عمرو نے ایک
چکنی ڈلی عطر مین بسی ہوئی دانت سے کتری ہوئی ملکہ کو دی کہ یہ شہناز جادو نے اپنے دانت سے جھوٹی کر کے
بھیجی ہی اور قسم دی ہی کہ ملکہ تمھین ہماری جان کی قسم کھا لینا اور کہا ہی کہ ای ملکہ تم خاطر جمع رکھو مجھکو ابتک حال معلوم
نہ تھا ہین آج تمھین ضرور بلاؤنگا ملکہ یہ سنکر بہت خوش ہوئی اُس ڈلی کو کھا لیا کھاتے ہی بیہوشی طاری ہوئی جھوم کر
چلی تھی کہ عمرو نے اُسے ہاتھون ہاتھ لیا اور اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور آپ ملکہ کی صورت بنکر مسکراتا ہوا اندر آیا مصاحبون
نے سلام کیا پوچھا کہ بلائین ہمین بھی خوشخبری سنائیے ملکہ بولی وہ آدمی شہناز کا نہ تھا کوئی اور آدمی تھا
انھون نے کہا بلائین آپ مالک ہین رنج و صدمہ اُٹھانے کو ہم تھے خوشی مین ہمین خبر بھی نہین شاید آپ کو یہ گمان ہی
کہ ہم غمازی کرینگے جو آپ ہمسے چھپاتی ہین بلائین یہ گمان آپ کو ناحق ہی مگر معلوم ہوا کہ خوشخبری سُننا ہماری قسمت مین
نہین ہی ملکہ ہنس پڑی اور کہا کہ آج وصل کا وعدہ ہوا ہی یہی باتین کرتی ہوئی بالاے بام آئی فرش بچھوایا مسہری
پر زیر شامیانہ سوئی لیکن اسطرف شہناز جادو اپنے خیمے مین آیا سب ساحرون کو رخصت کیا چار ساحر ہمراز
جو اُسکے تھے کہ ایک کا نام سیماب جادو دوسرے کا نام مضراب جادو تیسرے کا نام عقاب جادو چوتھے کا
نام طیران جادو ہی یہ چارون پاس آکر بیٹھے لیکن صورت شہناز جادو کی دیکھ رہے ہین کہ آج کچھ شہناز کی
عجب کیفیت ہی بیتاب و بیقرار ہی چہرہ متغیر ہی جیسے کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی پوچھا کہ آج آپکا حال کچھ اور
دیکھتے ہین جیسے کوئی کسی پر فریفتہ ہوتا ہی بس یہ سنتے ہی شہناز جادو رونے لگا آہ کھینچکر کہا کہ صاحبو کیا
کہون جو مجھپر گذری ہی کس سے حال اپنا بیان کرون اُن چارون نے کہا کہ ہم آپکے غلام ہین جسپر آپ کا دل آیا ہی
اگر وہ آسمان پر ہوگا تو اُسے لائینگے شہناز بولا مین جانتا ہون تم ایسے ہی رفیق جانباز ہو اور یہ کہکر اپنا حال
بیان کیا اور کہا کہ وہ مدت سے مجھپر عاشق ہی مجھکو معلوم نہ تھا اب وہ منتظر ہوگی تم جا کر مع پلنگ اُسکو اُٹھا
لاؤ مین تیاری شب ماہ کی کرتا ہون یہ سنکر چارون جادوگر روانہ ہوئے یہان عمرو ملکہ کی صورت بنا ہوا پلنگ
پر پڑا ہوا تھا آسمان کیطرف دیکھ رہا تھا کہ چار عقاب اُڑتے ہوئے پیدا ہوئے آسمان پر ٹھہر کر انھون نے دیکھا

شروع کیا ملکہ کو دیکھا کہ مسہری کے نیچے پلنگ پر سوتی ہی وہین سے کندے دبا کر گرے اور پلنگ کو اٹھا کر
لے اڑے لیے ہوے سامنے شہناز جادو کے آئے پلنگ اتارا عمرو نے اپنے کو سوتے مین ڈالدیا وہ
چارون جادوگر پلنگ رکھکر چلے گئے شہناز جادو اٹھکر قریب پلنگ کے آیا دیکھا کہ ملکہ کا عجب عالم ہی جوانی
کی نیند ہی غافل سو رہی ہی دوپٹہ سینے پر سے سرک گیا ہی دونون پستان مانند قبۂ نور یا گوے بلور کے کھلے ہوے
ہین کرتی سرکی ہوئی پیٹ مانند تختۂ الماس کے نمایان پائنچے جو اوپر چڑھ آئے ہین تو دونون رانین مانند گردن
حور یا مشعل نور کے معلوم ہوتی ہین بس یہ عالم دیکھتے ہی نعوذ باللہ منہا کی حالت ہوگئی شہناز پہلے ہی عاشق ہو چکا
تھا اب قریب سے جو یہ عالم دیکھا بسمل ہوگیا پانون دبانے لگا کہ ملکہ بیدار ہو ایسا سویرے تم سو جاتی ہو صاحب
اٹھو عمرو نے انگڑائی لیکر دوسری طرف کی کروٹ لے لی شہناز پھر پکارا کہ صاحب اٹھو تو دیکھو کہان آئی ہو مین نے
تمھین بلوایا ہی غرض کئی مرتبہ کے جگانے مین آنکھ کھولکر دیکھا اور جلدی سے دوپٹہ سے سینے کو چھپا لیا پائجامے کا
پائنچا درست کیا شہناز سے کہا کہ صاحب ہماری محبت سے تمنے ہمین بلایا نہین تو کاہیکو ہماری خبر لیتے شہناز
نے کہا سچ ہی عاشق تمھین ہو غرض اسباب عیش مہیا تھا شراب چلنے لگی اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا کہ صاحب
سچ کہو کبھی اور بھی تم عاشق تھے شہناز نے کہا کہ نہین جسکو جی چاہا اسے بلوا لیا ملکہ نے کہا سچ ہی تم چاہنے کی
قدر کیا جانو ہمسے پوچھو کہ جبسے تمھین دیکھا ہی ایک دم چین سے نہین رہے دن رات تڑپتے روتے دعائین مانگتے
گذر جاتا تھا بارے خدا نے دعا ہماری مستجاب کی کہ دعوت مین ہماری تمھاری آنکھین چار ہوئین اور تمکو حال
ہمارا معلوم ہوا شہناز بولا اے ملکہ قسم ہی مجھے اپنے دین و مذہب کی کہ مینے خوب ضبط کیا ہی نے تو جسوقت سے
تمھین دیکھا ہی بیقرار تھا یہانتک کہ تمھین بلایا اب البتہ آرام آیا اور جبتک مجھے خبر نہ تھی مین مجبور تھا ملکہ تم معاف
کرو کہا کہ صاحب سب تمھین معاف ہی مگر شکر ہی کہ وہ سب غم و الم مفارقت خوشی کے ساتھ مبدل ہوے غرض خوب
باہم شراب پی شہناز نے ہاتھ نشہ شراب مین سینہ پر ملکہ کے دوڑایا اور فور شوق سے بیقرار ہو کر لپٹنے کا
قصد کیا عمرو پیچھے سرکا کہا کہ صاحب ہوشمین آؤ مین اسکی خواہان نہین ہون اور آج شب اول ہی مین کیا کہین
بھاگی جاتی ہون شہناز بولا ملکہ تم انکار نہ کرو عمرو نے کہا کہ مین پیشاب کر آؤن پھر جو تمھین منظور ہوگا وہ
کرنا یہ کہکر عمرو اٹھا شہناز بولا مین لوٹا ساتھ لیچلون یہ کہکر اٹھا عمرو آگے یہ پیچھے کوئی دو قدم چلا تھا کہ لوٹا شہناز
سے لیکر ملکہ قنات کی آڑ مین ہوگئی اور جلد لیسے پیشاب کر کے دوسری طرف سے نکل کر مسند پر بیٹھ گئی شراب وکباب
سب کو آغشتہ بدارو بے بیہوشی کیا یہان شہناز نے ملکہ کو آواز دی کہ صاحب پیشاب کر چکین یا نہین ملکہ نے
آواز دی کہ صاحب کسے پکارتے ہو مین تو یہان چلی بھی آئی شہناز دوڑا کہ ملکہ ہزار جانین میری تمھاری اس
چالاکی پر قربان ہاے اسوقت کیا عالم ہی پھر کہا کہ صاحب بیٹھو تو شراب تو پیو اور جام لبریز کر کے اپنے ہاتھ سے
پلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا کہ دیکھو کیا چاندنی ہی اٹھو سیر شب ماہ تو کرین شہناز اٹھکر کھڑا ہوا کہا کہ ملکہ
تم ہمین جلاتی ہو ملکہ نے ہنسکر کہا کہ اب چلکر سیر کر کے پلنگ پر لیٹین شہناز بھی ہنستا ہوا چند قدم چلا تھا
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک مار کر گرنے لگا عمرو نے اور ایک لات ماری کہ وہ اور بھی بیہوش ہوگیا اب عمرو نے
چھاتی پر اسکی چڑھکر خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ اسے ذبح کرے کہ کسی نے ہاتھ پیچھے سے پکڑ لیا کہ کیا کرتے ہین آپ عمرو کا
رنگ سفید ہوگیا تھا دیکھا تو چالاک ہی کہا اے فرزند تو کہان عرض کیا کہ حضور مین نقب کنی کر کے یہانتک
آیا تھا مگر بروقت پہونچا آپ نے غضب کیا تھا اگر اسے مار ڈالتے تو ابھی گرفتار ہو جاتے مارے جاتے

آپ ایسا عاقل اور اسوقت ایسی نادانی کی حرکت کرے عمرو نے کہا کہ بیٹا پھر مین کیا کرون چالاک بولا بابا جان آپ شہناز کیصورت بنیے مجھکو ملکہ کیصورت بناکر محل مین بھیجدیجیے شہناز کو زنبیل مین قید رکھیے پھر وقت سب کافرون اور ساحرون کا علاج کیجیے جب کرب دلاور طلسم فتح کرکے آئے اسوقت اسکا مارنا کچھ مشکل نہوگا عمرو نے چالاک کو گلیسے لگایا اور کہا کہ ای فرزند تو جو مجھسے دعوی ہمسری کا کرتا ہی بجا ہی تو بیشک میرا جانشین ہی چالاک نے دست ادب لبستہ عرض کیا مین غلام ہون مجھسے آپسے کیا نسبت ہی عمرو نے وہی کیا جو چالاک نے صلاح دی تھی چالاک کو انھین جادوگرون کے ساتھ محل مین بھجوا دیا اور آپ شہناز کیصورت بنکر سو رہا صبح کو بارگاہ مین آیا لقا اور سکندر شاہ کو مجرا کیا اپنی کرسی پر آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا بختیارک نے شہناز جادو کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کو اب استیصال خدا پرستان مین کیا تامل ہی کہا کہ ملک جی میرے پاس دلنواز جادو کا پیغام آیا ہی کہ مین آکر تمھارے شہر بایب ہوتا ہون ہم تم ملکر خدا پرستون کا کام تمام کرینگے مین اُسکا انتظار کر رہا ہون وہ آیا اور خدا پرستون کو مارا تم گھبراؤ نہین وہ صبح و شام مین یہان آیا چاہتا ہی اور ملک جی تم کہتے ہو کہ اما دحمزہ طلسم کشائی کو گیا ہی اُسے طلسم مین سرگردان رہنے دو مالک طلسم دلنواز یہان آیا جاتا ہی اب خدا پرستون کو تم مُردہ سمجھو بختیارک چپ ہو رہا عمرو کو تو انتظار مین کرب غازی کے چھوڑیے

اب چند کلمے داستان کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہین

اب سنیے کہ وہ بہادر دوران شیر ژیان تیر سے خارستان کو کاٹتا ہوا چلا جاتا ہی صبح سے تین پہر تک درخت خار مغیلان کاٹے پہر دن باقی تھا کہ اُس خارستان سے باہر نکلا سبزہ زار دیکھا وہانسے چلا ایک پہاڑ پاس پہونچا دیکھا کہ وہ کوہ عجب کیفیت پر ہی انواع اقسام کے گلہاے رنگارنگ پہولے ہوے ہین ہواے سرد عیسی دم مسیح نفس چلی آتی ہی چشمہ ہاے آب مصفا جاری ہین چادر آبشار گر رہی ہی اور آگے بڑھا دیکھا کہ فرسخ در فرسخ وہ صحرا و دشت تمام لالہ سے مملو ہی اور عجب کیفیت ہی اُس لالہ زار کی کہ ہر پھول لالے کا یاقوت کا معلوم ہوتا ہی جگر اُسکا نیلم کا ہی پتے اُسکے زمرد کے ہین مگر عمرو سے جو سنا تھا کہ تختۂ لالہ زار مکان ہی لالہ زار جادو کا عقل سے معلوم کیا کہ یہی وہ مقام ہی یہی دروازہ طلسم ہی اُسیوقت رنگ و روغن عیاری نکالا چہرے پر ملا صورت اپنی ایک بیمار کی بناکر کہ تمام بدن مین آبلے تھے پیپ اور خون اُنسے بہ رہا تھا اوپر کوہ کے آکر کھڑا ہوا بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین لالہ زار کے بنگلہ خس کا بنا ہوا ہی اور خس کو مقیش اور تار ابریشم سے بنایا ہی اور پردے صندلی رنگ کے چار طرف پڑے ہوے ہین غلام گردش بارہ دری ہی ایک پلنگ مرصع کار اسمین بچھا ہوا ہی ایک ساحر اُسپر بیٹھا ہوا ہی کرب نے ایک پتھر بہت بڑا سا پہاڑ سے اکھیڑا اور اُس لالہ زار مین پھینک کر آپ پلٹ رہا پتھر کے گرنے سے ایک غل ہوا اور شعلۂ آتش نمایان ہوے وہ لالہ زار آتش بہار ہوگیا اور اُس خس کے بنگلے مین سے ایک ساحر نکلا کہ تمام بدن اُسکا آگ کا تھا لنگ باندھے ہوے قشقہ پیشانی پر کھینچا ہوا ڈھونڈھتا ہوا نکلا جب برابر کرب کے آیا ٹھوکر ماری اور پوچھا تو کون ہی یہان کیون آکر پڑا ہی صدمے سے ٹھوکر کے چند آبلے پھوٹے پیپ خون بہنے لگا اُس بیمار نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا او ناخدا ترس بیرحم تو کون ہی کہ مرے ہوے کو مارتا ہی مین خواہان مرگ ہون دعا مانگتا ہون کہ جان میری نکلجاے نہین نکلتی ہر دم آزاری سے مجھے کیا حاصل لالہ زار جادو نہایت نادم و پشیمان ہوا استفسار حال کیا کہ تجھے یہان کون لایا اُسنے کہا کہ جبتک روپیہ میرے پاس تھا عزیز آشنا سبھی پوچھتے تھے جب مفلس ہوا کچھ پاس نرہا اب کوئی خبر گیر حال نہین عارضہ اسطرحکا لاحق ہی یہان اپنے کو

گھسیٹتا ہوا لایا تھا کہ کوئی جانور مجھکو کھا جاوے تو اس عذاب سے نجات پاؤن ابتک کسی نے نہین پوچھا لالہ زار جادو کو
رحم آیا بیس اشرفیان کمر سے لگا کر کہا کہ لے اور جا اپنا علاج کر مین نے کہا میرے ہاتھ کہان کہ مین لون آپنے رحم کھایا ہے تو میری
چھاتی پر رکھدیجیے لالہ زار جادو جھکا کہ چھاتی پر اشرفیان رکھدے کرب نے ہاتھ اسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بھل
گرا کرب اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا دم لینے کی مہلت نہ دی گلا گھونٹ کر مار ڈالا بس تمام وہ لالہ زار آتش زار ہو گیا
ایک دھوان اٹھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا شور گیرودار کا بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
لالہ زار جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ نہ وہ لالہ زار ہے نہ وہ بنگلہ ہے میدان مین لاشہ اس جادوگر کا پڑا
ہے کرب نے کپڑے اسکے اتارے اور لاش کو ایک پتھر کے نیچے دبا دیا اور اپنی صورت لالہ زار جادو کی بنا کر روانہ
ہوا برابر دروہ نرگس زار کے پہونچا دروہ عجیب پر فضا دیکھا کہ جہانتک نظر کام کرتی ہے سوا تختہ نرگس کے اور کچھ نہین معلوم
ہوتا کٹورا اسکا الماس کا جگر اسکا عقیق زرد کا جو پھول زمین پر گرے ہین مانند چشم حیرت نگران ہین کرب نے
ایک پتھر اس نرگس زار مین مار کر منھ اپنا ادھر سے پھیر لیا آنکھین بند کر لین کہ چشم نرگس سے آنکھ دوچار نہو چشم زخم
محفوظ رہے مگر اس نرگس زار مین بارہ دری نقرہ مصقول کی تھی کہ نور کا عالم اسپر تھا اور پردے تمامی کے آویزان تھے
اسمین سے ایک ساحر سیاہ فام زشت رو کریہ منظر بدہیئت نکلا کہ دھوان ناک سے کانون سے اسکے نکل رہا تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ دود دوزخ اسی سے پیدا ہوا ہے ڈھونڈھتا ہوا اسکو چلا جب تختہ نرگس سے باہر آیا دیکھا کہ لالہ زار
کھڑا ہے پوچھا کہ ای برادر تم کدھر آئے کہا کہ بھائی تمھارے دیکھنے کو جی چاہا تھا تمھارے سحر کے خوف سے دور سے
پتھر مارا تھا کہ تمکو خبر ہو جاوے کہ کوئی آیا ہے کسواسطے کہ سحر ہر ایک کا اسی سے تعلق رکھتا ہے نرگس جادو نے کہا ہم
آئیے تشریف لائیے اسنے کہا بھائی کیا کہون سنا ہے مین نے عیار حمزہ جو کشندہ جادوگران مشہور ہے وہ طلسم کیطرف
آتا ہے آپ خبردار رہین نرگس جادو بولا کہ بھائی پہلے تو دروہ تمھارا ہی ہے تمھارے بعد مجھپر نوبت آئیگی کہا کہ بھائی ہمتو
نشانہ ہین اسیواسطے تمھارے پاس آئے ہین کہ آج تمسے مل لین کچھ زندگی کا اعتبار نہین ہے خدا جانے زندہ بچین یا نہین
اور ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ بھائی مل تو لو ادھر سے نرگس جادو چلا آتا ہے اسنے بھی ہاتھ پھیلا دیے دونون بغلگیر ہوے
کرب نے اس سے لپٹ کر ایسا زور کیا کہ سب پسلیان اسکی کڑک گئین واصل جہنم ہوا روح پرواز کر گئی غل و شور
کی آواز بلند ہوئی دھوان اٹھا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آندھی چل رہی تھی پانی برس رہا تھا پیر اسکے حال تباہ کر رہے تھے
خاک اڑا رہے تھے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نرگس جادو بود اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ نہ وہ
نرگس زار ہے نہ وہ بارہ دری ہے صاف میدان معلوم ہوتا ہے لاشہ اس ساحر کا پڑا ہوا ہے کرب اسکو بھی گاڑ کر روانہ
ہوا کوئی دو کوس آیا ہوگا کہ ایک تالاب عظیم معلوم ہوا اور اسکی دہنی بائین طرف دو چبوترے تھے طلائی اور نقرئی
اور کچھ درخت طلائی نقرئی چبوترے پر تھے اور دونون طرف دو کوہ طلائی اور نقرئی نظر آئے لب گردان
تالاب کی بلورین تھی پانی مانند سیماب کے موج مار رہا تھا اور اس طرف تالاب کے قلعہ تھا فولاد ناب کا کہ برج
اور فصیلین اسکی آراستہ اور پیراستہ تھین لیکن چار سو برج تھے سب پر صیقل کیا ہوا تھا جوہر انکا برابر تخم خیار کے
چمکتا ہوا نظر آتا تھا اور ہر برج مین ایک ایک غول نفیر طلائی ہاتھ مین لیے ہوے کھڑا ہوا تھا اور قلعہ بند دروازے پر
ایک بنگلہ پڑا ہوا تھا اسمین ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین تخت زرنگار پر بیٹھی ہوئی تھی کرب ہاتھ منھ دھونے کو تالاب پر
بیٹھا ہاتھ مین پانی اٹھایا کہ کلی کرے پھر دوبارہ پانی مین ہاتھ ڈالنے کے سب غولون نے نفیرین بجانا شروع کین پانی تالاب کا
متلاطم ہوا دونون پہاڑون سے آگ برسنے لگی غلغلہ دار و گیر برپا ہوا کرب نے یہ حال دیکھکر پانی سے ہاتھ کھینچا

دو رہ سست کر کھڑا ہوا کہ ایک مرتبہ اُس تالاب کا پانی شق ہو کر ایک زورق پیدا ہوئی اُسپر ایک نازنین نہایت حسین
لباس فاخرہ پہنے ہوے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی چند انیسین گرد و جوانب مین بیٹھی ہوئی تھین کہ وہ کشتی کنارے پر
آئی چبوترے پر فرش ہو گیا وہ آ کر بیٹھی کرب دیکھکر اُسکو مائل ہوا اور اُس نازنین کے سامنے ناچ گانا ہونے لگا
کہ ایک مرتبہ اُس نازنین نے کرب کو آواز دی کہ ای شہریار یہان تشریف لائیے مین آپ کی مدت سے مشتاق تھی آرزو
دلی خدا نے پوری کی کہ آپ یہان تشریف لائے آئیے قدم رنجہ فرمائیے معلوم ہوتا ہی کہ آپ دور سے آتے ہین گرد چہرے پر
پڑی ہوئی ہی آئیے منھہ دھوئیے کنیز خدمتگذاری کو موجود ہی کرب نے جو یہ سخن نرم اور شیرین اُس لب نازک سے
سنے عشق دہ چند ہو گیا چلا تھا اُسکے پاس کہ خیال مین گذرا ای کرب آقا تیرا عالم سکرات مین پڑا ہی لشکر مین وہ تلاطم
ہی تجھکو یہان عشق و عاشقی سوجھی ہی اور یہ نازنین کیا تیری آشنا ہی یہ تمام کارخانہ طلسم کا ہی یہ پانی کے اندر سے
پیدا ہوئی ہی ایسا نہو کہ تجھے لے ڈوبے تو ساری آبرو خاک مین ملجاے اور تو گرفتار بلا ہو جاے جلد چل یہان سے
اور درگاہ جناب ایزدی مین رجوع کر اگر فضل اُسکا شریک حال ہوگا تو تو طلسم فتح کریگا یہ خیال اپنے دلمین کر کے
بھاگا ہر چند وہ نازنین پکاری کہ او بیمروت کہان جاتا ہی ہمکو بسمل چھوڑے جاتا ہی کرب نے پلٹ کر دیکھا بھی
نہین حتے کہ وہ نازنین کشتی پر سوار ہو کر تالاب مین غائب ہو گئی کرب صحراے سبز و خرم مین ہو چا کچھ میوہ جنگل کا
کھایا چشمۂ آب سے پانی پیا وضو کیا دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے
اور پکارا اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو کہ آ کر غلام کی مدد کیجیے یہانتک کہ دعا مانگتے
مانگتے صبح ہو گئی اُسوقت آنکھ کرب غازی کی لگ گئی عالم خواب مین دیکھا کہ تمام صحرا روشن ہی خوشبو چلی آتی
اور جہانتک نگاہ کام کرتی ہی سوا سوارون کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اور ایک بادشاہ جلیل القدر تخت
زر نگار پر سوار تاج شہریاری برسر چار قب شاہنشاہی در بر چتر بادشاہی سر پر پھرتا ہوا دکھائی دیا پاس کرب کے
پکارا کہ سلام علیک ای کرب دلاور نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان کرب نے جواب سلام دیا اُس بادشاہ نے
کہا کہ مین فرستادہ ہون تمھارے مولا کا بیان کرو کیا مطلب ہی تمھارا کہا کہ مین آپ کے نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ ہو لون تو مطلب اپنا عرض کرون کہا کہ نام میرا اسکندر ذو القرنین ہی مین بہت بڑا بادشاہ تھا مگر اب فاتحہ کو
محتاج ہون کرب یہ سنکر رویا کہا آپ بجا فرماتے ہین کہ دنیا سراے فانی ہی سکندر نے پھر پوچھا کہ مطلب تمھارا
کیا ہی کرب نے تمام حال صاحبقران کا بیان کیا اور کہا کہ مین حفظ ہیکل لینے کو آیا ہون کہ طلسم کو فتح کر کے
لیجاؤن سکندر نے کہا کہ اگر حفظ ہیکل لینے کو آے ہو تو تمھین ملجائیگی اور اگر طلسم فتح کرنے کا ارادہ ہی تو یہ امر
بہت مشکل ہی کیونکہ لوح طلسم بادشاہ طلسم پاس بھی نہین ہی طلسم کشائی کا ارادہ نہ کرو کرب نے کہا کہ آپ ایسا
شخص میری مدد کرے اور طلسم نہ فتح ہو اور مین واپس جاؤن یہ نہو گا کہا کہ اچھا کسی جگہ غفلت نہ کرنا اور چار
تعویذ دیے کہ انھین چار کونون پر گاڑ کے بیچ مین بیٹھکر اسم سحر پڑھنا اور ایک مکتوب دیا اور چند باتین کانین
کہین کہ وقت پر بیان کین جائینگی آنکھ کرب غازی کی کھل گئی مکان کو معطر و معنبر پایا وہ چارون تعویذ اور مکتوب
اپنے پاس دیکھکر خوش ہوا کہ خواب سچا ہی بس اُٹھکر وضو کیا نماز صبح کی پڑھی اور اُن چارون تعویذون کو چار طرف
گاڑ کے خود بیچ مین اُنکے بیٹھ کر اسم پڑھنا شروع کیا کہ یکایک ایک ہواے تند چلی ابر پیدا ہوا اور وہ ابر شق ہوا
اُسمین سے کچھ اونٹ نمودار ہوے کہ اُنپر اسباب بارگاہ لدا ہوا تھا فراش سوار تھے جب وہ اونٹ زمین پر آے
فراش اُترے بارگاہ استادہ کی بعد اُسکے وہ فراش کرب غازی کی خدمت مین حاضر ہوے سلام کیا

ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ہم حکم سے اپنے آقا سکندر ذوالقرنین کے آپ پاس آئے بارگاہ لائے چلکر اُسمین رونق افزا
ہو جیسے کرب وہانسے اُٹھا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ چار سو ستون سونے کے مرصع کار ہین اور ایوان شاہی ہی اُسکے
آگے سائبان مقیشی کہ اُسمین جھالر بادلے کی باسلکھا سے مروارید لگی ہوئی ہی فرش ولایتی قالینون کا کیا ہوا ہی مسند
مکلل بجواہر بچھی ہوئی ہی چار سو گلدستے کہ زمرد و یاقوت والماس کے پھول اُنمین نصب ہین رکھے ہوئے ہین کرب
اُس سامان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اپنے دلمین کہا کہ یہ خیمہ بدیع الزمان کے خیمے سے کم نہین ہی خدا فضل کرے طلسم
فتح ہو تو یہ بارگاہ تیرے ہاتھ آئے بس مسند پر آکر بیٹھا مکتوب کو کھولا ایک اسم اُسمین لکھا ہوا تھا اُسے پڑھنا شروع کیا
اور ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آسمان کیطرف دم کیا ایک دم نہ گذرا تھا کہ آسمان پر سے ایک تخت پیدا ہوا قریب آیا تو دیکھا
ایک نازنین پریزاد نہایت حسینہ و جمیلہ اُسپر بیٹھی ہوئی ہی مگر آثار حزن و ملال چہرے سے اُسکے ظاہر ہین آنسو بھرے ہوئے
ہین بلکہ صدف چشم سے گوہر آبدار اشک گر رہے ہین اور کاکلین مانند موے سنبل پریشان ہین تخت سے اُترکر کرب کے
پاس آئی ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوئی اور عرض کیا ای شہریار مین نے آپ سے کوئی بدی نہین کی لوح طلسم کہ معدوم تھی وہ آپ کے
واسطے لائی ہون اور کسی کو یہ حال آجتک نہین معلوم تھا کہ لوح میرے پاس ہی اور مجھکو کوئی جہان مین نہ بتاتا مگر مین حکم سے
مالک طلسم سکندر ذوالقرنین کے آئی ہون یہ لوح حاضر ہی لیجیے مگر میرے ساتھ بدی نہ کیجیے گا یہ کہکر لوح دونون ہاتھون پر
رکھکر کرب کے سامنے لائی وہ لوح زمرد کی تھی یاقوت کے حرف اُسپر نصب تھے مگر کرب کی نگاہ جو اُس نازنین پر پڑی
ہزار جان شیفتہ و فریفتہ ہوا ایک ہاتھ سے تو لوح لی دوسرے ہاتھ سے اُسکا ہاتھ پکڑکر جھٹکا دیا کہ وہ سامنے گری کرب
اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا مگر دل کرب کا اُسکے واسطے بیقرار و بیتاب تھا کسواسطے کہ دیکھتے ہی عاشق ہو گیا تھا نہایت اپنے
جی مین تاسف کیا کہ یہ عجب طلسم ہی کہ محسن کو قتل کرواتا ہی ساتھ ہی اسکے یہ خیال آیا کہ ای کرب آقا تیرا کس عالم کرب مین ہی اسپر سے
سب نثار ہین بس خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ اُسے ذبح کرے وہ نازنین پکاری ای بہادر عوض لوح دینے کا یہی ہوتا ہی کہ تو مجھے
قتل کرتا ہی کیا خطا مین نے تیری کی ہی اور بڑی بہادری عورت پر آزمائی جاتی ہی کرب نے کہا کہ اسکا خدا عالم ہی کہ مین اپنے
نفس کے واسطے یہ کام نہین کرتا ہون خدا جانے تیرے قتل کرنے مین کیا اسرار ہی ہاتھ کرب کا کانپ رہا ہی آنکھون سے آنسو
جاری ہین ادھر وہ نازنین رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ خیر معلوم ہوا کہ بے نیل مقصود ہم اُٹھ جائینگے آپ کی کچھ تقصیر نہین
ہماری قسمت کی خوبی ہی یہ روتی بلبلاتی رہی کرب نے آنکھین بند کرکے خنجر اُسکی گردن پر رکھکر رگڑ دیا کہ صاف تن سے
سر جدا ہو گیا کرب نے وہ سر ہاتھ مین لے لیا آنکھ کھولکر جو دیکھا بجاے سر خوشہ مروارید آبدار کا ہاتھ مین تھا کرب نے
وہ موتی اپنے پاس رکھ لیے چند باتین جو سکندر نے کرب کے کان مین کہین تھین اُنمین سے ایک یہ بھی تھی کہ لوحدار
کو ہرگز نہ چھوڑنا اور سر کو اُسکے اپنے پاس رکھنا کہ وقت پر کام آئیگا اب کرب نے لوح جو پائی اُسے پڑھکر وہ موتی ہاتھ مین
لیکر اُسی تالاب پر آیا بیٹھکر اُسکے کنارے پر وہ اسم جو حاشیۂ لوح پر لکھا ہوا تھا پڑھنا شروع کیا اور پڑھکر اُس تالاب پر
دم کیا دیکھا کہ قلعہ کے جو چار سو برج تھے اُنپر پردے اور چلمنین پڑی ہوئی تھین وہ بند ہو گئین اور غول جو برجون پر
تھے نفیرین ہاتھ سے ڈالکر گرد اُس بنگلے کے جمع ہوے طعن و تشنیع کرنے لگے کہ او شوخ دیدہ کیون اپنی جان کے پیچھے
پڑی ہی جس شخص پر عاشق ہوئی ہی باپ تیرا سنیگا تو کیا سلوک تیرے ساتھ کریگا اُسکی محبت سے ہاتھ اُٹھا اور
نازنین نے پکار کر کہا ای شہریار لاکھ جانین ہون تو آپ پر نثار یہ سب آپ کی محبت مین ہم سہتے ہین آپ کو خدا کامیاب
کرے تو یہ سب سہل ہی کرب نے کچھ جواب نہ دیا اور بار دگر اسم کو ختم کرکے تالاب پر دم کیا اور برجون کے پردے اُٹھے
نازنینان حسینہ و جمیلہ نکلین اور اُس نازنین کے پاس جاکر کہا کہ ای ننگ خاندان تو نے اپنے باپ کی حرمت کا خیال نہ کیا

باپ تیرا نامور تھا کیا تو نے اُسکی عزت و آبرو کو خاک مین ملا دیا اور خوش و خرم بیٹھی ہوئی ہی کہ معشوق اس شوکت و شان سے
آیا ہی طلسم فتح کریگا سو یہ گمان تیرا غلط ہی اول تو وہ میرا دشمن ہی تجھکو اپنا دوست نہین جانتا تو اسقدر حالت اپنی اسکے
عشق مین تباہ کیے ہوے ہی وہ بات تک تجھسے نہین کرتا اُسے اپنے حسن کا غرور ہی دوسرے یہ کہ لوح طلسم جو اُسنے
پائی ہی بھول گیا ہی کچھ لوح سے نہو سکیگا تو اُسکی محبت سے دستبردار ہو دیکھ کہ تو کس خاندان سے ہی تیرے خاندان مین
کسی نے ایسی حرکت نہین کی تو کیون اس غیر ملت غیر مذہب خدا پرست پر عاشق ہوئی ہی اور ہم اپنے واسطے نہین
کہتے تیرے واسطے کہتے ہین کہ باپ تیرا اسن پائیگا تو خدا جانے کیا حال تیرا بنائیگا وہ نازنین یہ کلمہ سنتی تھی اور روتی تھی
اور کہتی تھی کہ صاحبو مین نے تو اپنی جان اس شہریار پر نثار کی انجام عشق کا جان جانا ہی اور کرب بھی یہ سب کلمہ و کلام
بخوبی سن رہا ہی محبت اُس نازنین کی دلمین زیادہ ہوتی جاتی ہی مگر اسم پڑھنا ترک نہین کرتا بولتا نہین کہ تیسری مرتبہ اسم کو
تمام کر کے دم کیا ایک ابر تیرہ آسمان پر سے نمودار ہوا بجلی چمکنے لگی رعد کی صدا بلند ہوئی ابر شق ہو کر ایک تخت اُسمین سے
دکھائی دیا اور ایک زن ساحرہ سن چہل سالہ لباس مکلف پہنے ہوے اُسپر بیٹھی ہوئی اور گرد و اطراف چالیس عورتین
طاؤسون پر سوار اُسکے ہمراہ یہانتک کہ وہ تخت برابر اُس نازنین کے اُترا اور اُس زن چہل سالہ نے تخت سے اُتر کر اُس
نازنین کی بلائین لین اور کہا کہ ای فرزند میرے اوپر رحم کر کہ سوا تیرے کوئی اولاد میری نہین ہی یہ تو نے کیا غضب کیا
کہ شخص اجنبی پر عاشق ہوئی اور وہ غیر کفو بھی ہی ابھی کچھ نہین گیا ہی اس رسوائی سے ہاتھ اُٹھا اپنے باپ کے مزاج سے
تو واقف ہی کہ بہن نے تیری پاس تالاب سے نکلکر اس جوان سے فقط گفتگو کی تھی کہ اُسنے اُسے مار ڈالا تو بھی اپنی جان کے
پیچھے پڑی ہی کیون کلام عاشقانہ کرتی ہی اُس کشتۂ حسرت نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان ایسی مین ناچار ہون ہر چند
مین نے ضبط کیا مگر دل میرا نہین مانتا اب مین نے جان دینا گوارا کیا ہی لیکن اسکی محبت سے دستبردار نہ ہونگی جو کچھ
ہو سو ہو شعر جز حرف عشق نیست سراسر بیان ما * چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما * اُسنے کہا کہ میری جان تجھکو تو عشق
سوجھا ہی اور مین تیرے واسطے بیقرار ہون اگر تیری کوئی اولاد ہوتی تو تجھکو محبت مادری کا حال معلوم ہوتا کہ دلپر
کیا گذرتی ہی اولاد کی بیچینی اپنی بیچینی ہی ارے کمبخت مجھکو پہلے مارے تو پھر ایسی باتین کر ملکہ نے پہلے جواب دیا کہ امان جان
مجھکو تم مُردون مین شمار کر لو مین نے جان اپنی اس شہریار پر نثار کر دی ہی جہان ایک بہن میری اسپر عاشق ہو کر
مر گئی ہی مین اپنی جان دونگی اور ہرگز تمھارا کہنا نہ سنونگی آخر کار جب اُسنے دیکھا کہ ملکہ نہین مانتی کہا تو جان بیٹا تیرا کام
جانے جو چاہے سو کر اور روتی ہوئی تخت پر سوار ہو کر چلی گئی کہ کرب نے چوتھی مرتبہ اسم دم کیا ایک ابر سرخ آسمان پر
پیدا ہوا جب وہ ابر شق ہوا چالیس اژدہے نمودار ہوے ہر اژدہے پر دو دو حبشنین چوب چماق لیے ہوے
سوار تھین ہر ایک حبیب صورت تھی برابر ملکہ کے آ کر اُترین اور ملکہ سے کہا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ اب حقیقت
عشق و عاشقی کی تجھکو معلوم ہو جائیگی لعنت ہی اس محبت پر کہ تو نے اپنے کو ایسا رسوا کیا ہی اتنے مین ایک حبشن بولی
کہ پکڑ لیجاؤ اسے دوسری نے کہا قیمہ کر لو تیسری نے کہا کہ مبادا باپ اسکا دلنواز جادو آزردہ ہو وہ تو یہ باتین
کر رہی ہین اور ملکہ حیران پریشان غل اُنکا سن رہی ہی اور رو کر یہ شعر پڑھتی ہی شعر سر نہ می پیچم ز شمشیر حبیب * ہر چہ
آید بر سر من یا نصیب * کہ کرب نے پانچوین مرتبہ اسم پڑھکر دم کیا کہ دیکھا آسمان پر سے چار تخت پیدا ہوے اور ہر ایک تخت
پر ایک ایک ساحر لباس مکلف پہنے ہوے اور ہر ایک تخت پر ایک کشتی مین ایک صندوقچہ مکلل بجواہر رکھا ہوا قریب
اُس بنگلے کے آئے اُن حبشنون نے سلام کیا اور کہا کہ یہ گیسو بریدہ ہرگز اپنے اطوار سے دستبردار نہین ہوئی اُن
ساحرون نے آ کر کہا کہ کیون اپنی جان سے بیزار ہوئی ہی ارے اب بھی اس جوان کی دوستی سے ہاتھ اُٹھا کر سُن ہا

کہ اُس نازنین نے جواب دیا کہ جانسے جانا قبول جہانسے جانا منظور الفت سے اسکی ہاتھ نہ اُٹھائینگے شعر جانسے جائین جہانسے
جائین ہرگز غم نہین پر نہ کوچے سے ترے ہم اُٹھکے قاتل جائینگے ؀ اُن سب نے کہا کہ ارے عاشق اسیر ہوتے ہین جو اپنے
ساتھ الفت کرتا ہی وہ تو تیری بات بھی نہین پوچھتا تو زبردستی اُسپر عاشق ہی ملکہ نے کہا کہ مجھے اُسکے بات کرنے سے غرض
نہین مین تو اُسکی صورت کی عاشق ہون یہ سنکر وہ سب برہم ہوے اور اُس کشتی کو آگے لائے اور صندوقچہ کھولکر
اُسمین ہتھکڑیان بیڑیان طلائی گلے کا طوق مرصع کار نکالا زنجیر کرین مین ملکہ کو جکڑا طوق مرصع گلے مین ڈالا کہ کرب نے
چھٹی مرتبہ اسم تالاب پر دم کیا اُن ساحرون نے بکمال بیرحمی ملکہ کو کھینچکر تخت پر ڈال لیا ملکہ نے آواز دی کہ ای بہادر
دوران ای شیر ژیان اب یہ مریض آتش اشتیاق غریق لجہ فراق رخصت ہوتی ہی خدا تمکو زندہ و سلامت رکھے اور
ہر آفت سے بچائے ہمارا تو اب خاتمہ ہی ہماری تقدیر مین تو ناشاد و نامراد اُٹھ جانا لکھا تھا تم طلسم کو فتح کرنا تو مزار غریبانہ پر
ضرور تشریف لانا فاتحہ سے ہماری روح کو شاد فرمانا شعر بر سر تربت من گر گذری بعد وفات ؀ بانگ نامت شنوم نعرہ
زنان برخیزم ؀ پھر خدا حافظ لوح سے غافل نہو جیئے گا یہ کلمہ سنکر کرب کا یہ عالم ہوا کہ رونے لگا اور قریب تھا کہ اسم کو
ترک کرکے دوڑے کہ ساتھ ہی خیال مین گذرا کہ ای کرب غازی ایسی لاکھ معشوقین حمزہ صاحبقران پر سے نثار
حیف ہی کہ وہ حالت سکرات مین ہون اور تجھے عشق و عاشقی سوجھے دور کر غرض عجب حالت اضطراب مین اسم
پڑھ رہا تھا کہ وہ ناپاک اُس نازنین کو قید کیے ہوے لیے چلے گئے کرب نے اسم تمام کیا ساتوین مرتبہ تالاب پر دم کیا اور اُس
تختے کو موتیون کے تالاب مین پھینک دیا دفعتہً غلغلہ محشر نما بپا ہوا زمانہ تاریک ہو گیا نفیرین بجنے لگین نقارے گرجنے لگے
شور قیامت برپا تھا آواز کانین چلی آتی تھی کہ جیسے پانی کسی غار مین گرتا ہی بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا
کرب نے کہ تالاب بالکل خشک پڑا ہی تری تک نہین ہی پانی کا کیا ذکر اور ایک طرف ایک دروازہ معلوم ہوتا ہی اور اُس
دروازے پر لکھا ہی کہ یہ دروازہ زندان طلسم عجائب کا ہی کرب نے لوح کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اس دروازے مین
تم جاؤ یہی راستہ ہی طلسم کا کرب نے اپنے دل مین کہا کہ لوح تجھے زندان مین بھیجتی ہی خیر ہر چہ بادا باد غرض تالاب مین اُترکر
دروازے کے اندر قدم رکھا چند قدم چلکر دیکھا کہ دروازے کا نام و نشان بھی نہین ہی وہی سبزہ زار معلوم ہوتا ہی
گلہاے رنگارنگ پھولے ہوے ہین درخت بلند لگے ہوے ہین جانور اُن درختون پر بیٹھے ہوے ہین کرب کو
جو اُن جانورون نے دیکھا مانند انسان کے گویا ہوے افسوس کرنے لگے کہ یہ بھی مانند ہمارے اسیر طلسم ہوا
اور وحشی جمع ہوکر پکارے کہ ای عزیز ہم بھی تیری طرح انسان تھے اب اسیر طلسم ہوکر آدمی سے جانور بنگئے کرب نے
کہا کہ مین طلسم کشا ہون طلسم کو توڑکر تم سب کو قید سے رہا کرونگا یہ سنکر وہ سب وحش و طیر قہقہہ مارکر ہنسے کرب
وہانسے چل نکلا کہ آواز چرخ کی کانین آئی قدم آگے بڑھایا ایک کنوان نظر آیا کہ اُسپر ایک چرخ مانند فلک گردش مین
ہی اور قریب سو ہودون کے اُسمین نصب ہین گردش کر رہے ہین اور وہ چرخ آدھا پانی مین آدھا اوپر ہی اور
ہر ہودے مین ایک حبشن بصورت مہیب چوب دست ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھی ہی اور ایک ہودج پر تکلف پر
وہی نازنین جو کرب کے سامنے اسیر ہو گئی تھی غل و زنجیر پہنے ہوے بیٹھی ہی آنکھون سے اُسکی آنسو جاری ہین اور
وہ حبشنین اُسکو مار رہی ہین اور کہہ رہی ہین کہ اب بھی تو اُسکے عشق سے ہاتھ نہین اُٹھاتی اس حال کو پہونچی
مگر یار کی یاد دل سے نہین بھلاتی اور وہ رو کر پکارتی ہی کہ ای خدا مجھکو صورت اُسکی دکھادے پھر میرا دم نکال لے
اور گرد اُس چاہ کے شگوفہاے بادام پھولے ہین اور ایک درخت چنار ہی بہت بلند اُسپر ایک جانور عظیم الجثہ
بیٹھا ہوا ہی اور چرخ اور ہودج زرین کو دیکھ رہا ہی منقار اُسکی مانند سنان کے چمک رہی ہی لیکن اُس نازنین نے

کرب کو جو دیکھا پکار کر کہا کہ ای ثابت قدم کوچۂ وفاداری ماہ آسمان صدق و صفا الحمد للہ کہ جلد خبر اس غمگین کی لی بس
اسکا یہ کہنا تھا کہ حبشن نے چقماق سر پر اس نازنین کے مارا کہ یار کو پکارتی ہی اور وہ چلائی کہ ای شہریار مجھے بچائیے کرب
بیتاب ہو کر دوڑا تھا کہ حالت صاحبقران کی یاد آئی کہ وہ بستر مرگ پر پڑے ہین اور تو معشوق کی مدد کو چلا ہی اور خدا جانے
یہ کون ہی تو پہلے لوح تو دیکھ کہ اسمین کیا لکھا ہی یہ خیال اپنے دلمین کر کے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای سیاح عجائب
وای شکنندۂ این طلسم اگر تو زندان طلسم مین پہونچے اور اس نازنین کو گرفتار دیکھے اسکے کردار پر غافل نہونا اور
اس سے کہنا کہ مین تیرا خواہان ہون اور قریب اسکے جانا وہ ہاتھ اپنا تجھے دیگی تو ہاتھ اسکا پکڑ کر کھینچنا وہ ہودج پر سے
نیچے آ رہیگی تو چھاتی پر چڑھکر اسے ذبح کرنا اور وہ جانور عظیم الجثہ جو درخت پر بیٹھا ہوا ہی مرغ دہن بستہ اسکا نام ہی
اس سے کہنا کہ ای مرغ دہن بستہ تو مدت سے منتظر اسی دن کا تھا لے اپنے دشمن کو آرزو تیری خدا نے پوری کی یہ کہکر
تو علحدہ ہو جانا وہ مرغ بیتاب ہو کر درخت پر سے اتریگا اور گوشت اسکا کھا کر چاہیگا کہ اڑ کر چلا جاے تو بجلدی تمام
جست کر کے پیٹھ پر اسکی جا بیٹھنا اور کہنا کہ ای مرغ دہن بستہ اس احسان کی تلافی مین تو مجھے بیابان ہفت پیکر
مین پہونچا دے وہ تجھے لیکر اڑیگا جسوقت وہ تجھے بیابان مین اتارے تو اترتے وقت اس مرغ کو مارنا اور سینہ
اسکا چاک کرنا خنجر اسمین سے نکلیگا اسے اپنے قبضے مین کرنا مگر لوح سے غافل نہونا ہر وقت دیکھے رہنا بغیر حکم لوح
کوئی کام نہ کرنا کرب نے موافق نوشتۂ لوح کے عمل کیا اور مار کر مرغ دہن بستہ کو لیکر خنجر روانہ ہوا مگر دلمین کہتا جاتا
تھا کہ یہ طلسم عجب محسن کش ہی کہ جسنے احسان کیا اسیکے مار ڈالنے کا لوح نے حکم دیا پہلے تو لوحدار کو بے قصور مارا اب
یہ صورت ہوئی کہ اس مرغنے یہان پہونچایا تھا وہ بھی مارا گیا یہی باتین دلسے کرتا ہوا اس صحراے پر فضا مین
چلا جاتا ہی کہ دور سے ایک عمارت عالیشان نظر آئی جب قریب اسکے پہونچا دیکھا کہ فرش تمامی کا بچھا ہوا ہی پردے
زربفتی بندھے ہوے ہین قریب جو اسکے آیا دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہوا ہی لوگ گرد و اطراف مین بیٹھے ہوے
ہین غور کر کے جو دیکھا تو وہی بادشاہ معلوم ہوا جو خواب مین آیا تھا یعنی سکندر ذوالقرنین کرب نے اپنے دلمین
کہا کہ یہ محسن ہی ملاقات کرنا اس سے ضرور ہی شکر اسکے احسان کا ادا کرنا چاہیے قریب پہونچکر سلام کیا کہ سلام علیکم
یا سکندر ذوالقرنین واہل مجلس کچھ جواب نہ آیا حیران ہوا کہ کیا سبب ہی کہ جواب کسی نے نہ دیا یا یہ سب بہرے ہین
کہ تیری آواز نہین سنتے اور قریب جا کر چلا کر کہا کہ سلام علیکم پھر جواب سلام نہ آیا اپنے دلمین کہا کہ یہ بیشک بہرے ہین
یا یہ کہ انکو بہرہ اسکا نہین ہی کہ جواب سلام دین اور آگے جا کر پکارا کہ ارے مین تمسے صاحب سلامت کرتا ہون اور تم
جواب نہین دیتے پھر نہ صدا آئی جھنجھلا کر ایک شخص کے پاس آ کر کان اسکا پکڑ کر کہا کہ ارے جواب سلام نہین دیتا
اب معلوم ہوا کہ یہ سب پتھر کے پتلے ہین حیران ہوا کہ کیا صنعت ہی پروردگار کی ناچار اس بارہ دری سے نیچے اتر کر
چلا تھا کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی مانند صواعق عزرائیل کے کہ ای خیرہ سر تیری یہ نوبت ہوئی کہ نقل صحبت سکندر
مین آیا ہزار جانین لایا ہوگا تو ایک سلامت لیکر نہ جائیگا پھر کر جو دیکھا تو ایک دیو مثل کوہ بلند کے چلا آتا ہی از سرتا پا
سفید رنگ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جلد مین اسکی بجاے خون سیماب بھرا ہوا ہی اور متحرک ہی اور دار شمشاد ہاتھ مین لیے
ہوے ہی بس برابر کرب کے پہونچکر وار ماری کرب نے وار اسکی خالی دی اور ہاتھ تیغۂ آبدار کا کمرگاہ پر مارا کہ دو ٹکڑے
ہوے بس دونون ٹکڑون مین سے سیماب بہنا شروع ہوا ایک طرفۃ العین مین تمام میدان سیماب سے بھر گیا
کرب نے جو یہ تماشا دیکھا حیران ہوا لوح کو نکالکر دیکھا اسمین لکھا ہوا تھا کہ دیو سیماب کو کسی حربے سے نہ مارنا ور اگر
نادانی مین مارا تو نے تو طوفان عظیم برپا ہوگا اور اگر ایک قطرہ تیرے بدن مین اس سیماب کا چھو گیا تو تو بھی پانی ہو کر بہجائیگا

جہانتک بھاگا جاے اُس سیماب سے بھاگنا کرب مجبور ایک بلندی پر آکر کھڑا ہوا اب جو دیکھا تو تمام صحرا مین سوا سیماب کے
اور کچھ نہین معلوم ہوتا اور وہ سیماب نہایت متلاطم ہی ابھی کرب غازی اس سیماب کے جوش مارنے کو دیکھ رہا تھا
کہ وہ عمارت بھی ڈوب گئی اور درخت بھی غرق ہو گئے اور ایک طرفۃ العین مین وہ ٹیلہ بھی ڈوبا جسپر کرب کھڑا ہوا تھا
کرب گھبرایا حالت اضطراب مین ایک درخت چنار تھا اُسپر چڑھ گیا سیماب یہانتک بلند ہوا کہ وہ درخت بھی ڈوبا اب
کرب سے کوئی گز بھر کا فرق رہگیا ہی کہ گز بھر سیماب بلند ہو تو کرب بھی ڈوبے دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار واسطہ اپنے
بندگان خاص کا اس ورطۂ ہلاکت سے مجھے نجات دے کہ دفعتہً اُس سیماب پر ایک ستارہ چمکا غور کرکے جو دیکھا تو ایک
نازنین مہ جبین ہی کہ اُس سیماب پر بہتی چلی آتی ہی متصل غوطہ کھاتی ہی اور اُبھر اُبھر کر پکارتی ہی کہ ہی کوئی بندہ کہ مجھکو اس
ہلاکت سے نجات دے کرب اُسے دیکھتے ہی مائل ہوا اور کہا کہ ای نازنین گھبرا نہین مین تجھے نکالتا ہون مگر ساتھ ہی
خیال مین گذرا کہ ای کرب تو لوح کو تو دیکھ کسواسطے کہ ایک مرتبہ دھوکا کھا کر تو اس خرابی مین پڑگیا ہی اب خدا جانے
کیا ہوگا اور نہین معلوم یہ ہی کون بس لوح کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای سیارہ این عجائبات اگر تو اس نازنین کو
غرق ہوتے دیکھے خبردار اُسکی دستگیری نہ کیجیو کہ وہی سیماب جادو ہی تو خیال کرکے دیکھ اُسکے دونون ابرو کے
بیچمین ایک خال سرخ رنگ ہی کہ مثل چنگاری کے چمک رہا ہی تیر مار کہ اُسی خال پر پڑے بس کام اُسکا تمام ہوگا اور جو
اُس خال سے تل بھر کا فرق ہوا تو پھر کچھ نہ ہو سکیگا تو مارا جائیگا کرب نے یاد کرکے اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن
ابیطالب کو تیر جو مارا تو اُسی خال پر پڑا سیماب جادو کا کام تمام ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تھا آواز دار و گیر کی بلند تھی
اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام میدان جلا جاتا ہی بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیماب جادو بود روشنی
جو ہوئی دیکھا کہ پانی کا نام بھی کہین نہین ہی زمین پر نمی تک نہین معلوم ہوتی حیران ہوا کہ ای کرب کیا کارخانہ طلسم کا ہی
اور وہانسے آگے کو روانہ ہوا صحرا سے پر فضا دیکھا کہ جدھر کو نگاہ اُٹھ جاتی ہی نئی طرح کے پھول اور گیاہ معلوم ہوتے
ہین کہین سفید پھول ہین سفید ہی گھانس ہی سفید پانی چشمون مین بھرا ہوا ہی کہین سرخ پھول ہین تو وہان سرخ
گھانس ہی سرخ پانی جاری ہی اسیطرح سات رنگ کے پھول اور سات رنگ کی گیاہ اور سات رنگ کا پانی چشمون کا
نظر آیا سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دور سے ایک چبوترہ ہفت رنگ دکھائی دیا اور اُسپر سات معشوقین سات رنگ کے
لباس پہنے ہوے مسندون پر بیٹھی ہوئی ہین اسباب عیش مہیا ہی فرش کیا ہوا ہی ناگاہ اُن سبنے جو کرب کو دیکھا ایک
اُنمین سے پکاری کہ شہریار مین مدت سے آپکی مشتاق تھی جلد آپ تشریف لائیے دوسری پکاری کہ یہ جھوٹھی ہی مین
آپکی عاشق صادق ہون مجھے کمال اشتیاق تھا آپکے دیکھنے کا آپ میرے پاس آئیے تیسری پکاری کہ صاحب
یہ دونون جھوٹھی ہین میرے پاس قدم رنجہ فرمائیے مین آپکی کنیز ہون یہ سب میرے چھیڑنے کو کہتی ہین چوتھی پکاری کہ
جس روز سے آپ طلسم مین رونق افزا ہوے ہین مین اُسی دنسے آپ پر عاشق ہون پانچوین نے کہا کہ آپ جو تالاب
برہنہ ہاتھ منھ دھونے کو بیٹھے تھے اور وہ کشتی پیدا ہوئی تھی مین ہی اُس کشتی مین آپکو دیکھکر مائل ہوئی تھی چھٹی
پکاری کہ مین اُس بنگلے پر سے آپکو دیکھکر شیفتہ و فریفتہ ہوئی تھی ساتوین پکاری کہ یہ سب بوالہوس ہین جھوٹھی
چاہت جتاتی ہین مین آپکی عاشق صادق ہون حضور مجھے سرفراز فرمائین کرب نے کہا کہ تو اکیلا اور یہ سات ہین
انکے ساتھ کیونکر نباہ ہوگا لوح طلسم دیکھ کر اُسمین کیا لکھا ہی دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ ہفت صورت جادو یہی ہی تجھے
چاہیے کہ ایک حملے مین ان ساتون کے سر تن سے جدا ہون ایک بھی بچ گئی تو تو مارا جائیگا اور جو قتل ہونگی پھر زندہ
ہو جائینگی اور تو دوسرا حملہ نہ کر سکیگا کرب نے اپنے دل مین کہا کہ اگر لوح بنانے والا تیرے سامنے ہوتا تو اُس سے پوچھتا

کہ ساتون کو ایک حملے مین کیونکر مارون فکر کرنے لگا کہ اُن ساتون نے کہا کہ ای صاحب یہان آؤ وہان کھڑے
کیا سوچ رہے ہو کرب نے کہا کہ تم سات ہین اکیلا کسکے پاس آؤن اور کسکے پاس نہ آؤن مگر تم سر سے سر جوڑ کر برابر
لیٹ جاؤ مین جسے پسند کرونگا اُس سے ہمصحبت ہونگا اُن سبھون نے کہا یہ بات بہت خوب ہی ہم سب برابر لیٹے
ہین آؤ پسند فرما لو یہ کہکر ساتون سر جوڑ کر برابر لیٹ گئین کرب برابر اُنکے آیا اور کھینچکر تلوار جو اُنپر ماری ساتون کے
سر برابر سے قلم ہوے کرب نے حکم لوح سے سر اُٹھا کر دامن مین رکھلیے ایک غل و شور بپا ہوا تاریکی چھاگئی دہوان
اُٹھ رہا تھا آگ برس رہی تھی گیر و دار کی صدا بلند تھی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہفت صورت جادو
بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ نہ وہ چبوترہ ہی نہ بیابان لاسخہ ایک ساحر کا بے سر پڑا ہوا ہی منزلون بیابان سبزہ زار ہی
لوح دیکھکر ایکطرف چل نکلا کوئی چار فرسخ چلا ہوگا کہ ایک شعلۂ آتش نمایان ہوا دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان پر
ایک سوار نابینا چلا آتا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای طلسم کشا تو نے مجھے قید سے رہا کیا ہی ٹھہر جا کہ شکریہ تیرا بجا لاؤن
مگر آنکھین نہین ہین کہ تیری زیارت کرون کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ بادشاہ قدیم طلسم کا ہی اژدر جادو
اسکا نام ہی کرب برابر اُسکے آیا کہا کہ آنکھین تیری کیونکر روشن ہون اُسنے کہا کہ سر ہفت سر جادو کا آگ پر جلایا
جاے تو آنکھین میری روشن ہون کرب نے کہا کہ سر میرے پاس ہی اور اُسیوقت لکڑیان جمع کر چقماق پتھری سے آگ
نکالکر لکڑیان جلائین جب شعلے اُنمین اُٹھنے لگے سر کو آگ پر رکھدیا وہ جلنے لگا چراہند جو اُسکی پھیلی کرب دور
ہٹگیا مگر اُس سوار نابینا کی آنکھون مین جو دھوان اُسکا لگا آنکھون سے پانی جاری ہوا جب وہ جلکر خاک ہوگیا
آنکھین اژدر جادو کی روشن ہوئین کرب کے قدمون پر گرا گرد پھر اُتصدق ہوا کرب نے پوچھا کہ حال اپنا بیان کر
اُسنے کہا کہ ای شہریار مین سکندر کے وقت سے بادشاہ اس طلسم کا تھا دلنواز جادو میرا سپہ سالار تھا اُسنے
نمکحرامی کرکے تمام ساحران طلسم کو اپنے شریک کیا مجھکو قید کرلیا ہفت صورت جادو کے ہاتھون مجھے نابینا کرایا
سیماب جادو مجھپر متعین تھا جب وہ دونون مارے گئے تو مین قید سے چھوٹا خدا آپکا بھلا کرے کہ آپکے ہاتھ سے مین
دوبارہ زندہ ہوا اور ای شہریار آگے دربند ہی کوران جادو کا اور وہ ایک حرامزادہ ہی وزیر ہی دلنواز جادو کا
اگر اُسے آپنے مارا تو بڑے مفسد کو مارا اور مین آپکے ساتھ ہون چلیے کرب لوح کو دیکھکر روانہ ہوا کوئی دو کوس
آیا ہوگا کہ ایک پہاڑ دکھائی دیا اُسپر ایک ساحر مہیب صورت بیٹھا ہوا تھا آئینہ اُسکے سامنے رکھا تھا شغر خوانی مین
مصروف تھا اژدر جادو باز بنا ہوا کرب کے سر پر اُڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ وہ اُتر کر کرب کے پاس آیا کہا کہ ای شہریار
کوران جادو یہی ہی آپ اُسکے سامنے جائیے گا وہ آئینہ اُٹھا کر روبرو کریگا بس عکس آئینہ پڑتے ہی آپ پانی ہوکر بہجائیگا
ترکیب اُسکے قتل کی یہ ہی کہ مین اسکے پیچھے سے جاکر آئینہ اُٹھالون وہ میری طرف پھریگا آپ تیر اُسپر مارئیے گا کام
اُسکا تمام ہوجائیگا کرب نے لوح کو دیکھا اُسمین یہی لکھا تھا کہ اژدر جادو سچ کہتا ہی کرب نے اُسیطرح کوران جادو
کو مارا وہ پہاڑ بالکل نابود ہوگیا اژدر جادو نے کہا ای شہریار آپ یہان ایک روز توقف فرمائین تو مین جاکر اپنی
فوج کو لے آؤن تو پھر سامنا دلنواز جادو کا کرون فقط ایک دربند بیچمین جلاجل جادو کا باقی ہی اور جلاجل جادو
بہن ہی دلنواز جادو کی بلا سے بے درمان آفت جہان ہی مین آلون تو چلکر اُسے قتل کیجیے کرب نے کہا اچھا جاؤ
اژدر جادو روانہ ہوا کرب غازی انتظار مین اُسکے رہا یہانتک کہ وہ دن آخر ہوا رات گذری دوسرے دن پھر دن بھر
انتظار کیا اور وہ نہ آیا خیال مین گذرا ای کرب کیا تو اژدر جادو کے بھروسے پر طلسم فتح کرنے آیا اُسکا انتظار تو کہانتک
کریگا وہ اپنی جان بچا کر چلا گیا تو چل یہانسے لوح تو تیرے پاس ہی اندیشہ کس بات کا ہی یہ خیال کرکے چل نکلا تھوڑی دور

آیا ہوگا کہ بیابان ہول خیز وحشت انگیز معلوم ہوا کمال دقت سے اُسے طی کیا پیاس کے مارے دم ہونٹھون پر آگیا تھا
کہ باغبان کی صدا کانون مین آئی گویا جان تازہ بدن بیجان مین پائی اُسی آواز کیطرف دوڑا کہ چار دیواری باغ کی نظر
آئی دروازہ بند تھا کھڑکی کھلی تھی کرب باغ کے اندر گیا ہواے سرد سے جان بدن مین آئی باغ نمونہ بہشت نظر آیا
نہرین سلسبیل آسا جاری تھین کرب نے نہرین سے پانی پیا فرحت حاصل ہوئی سیر کرتا ہوا روش باغ پر چلا جاتا ہی
کہ جاتے جاتے ایک بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہان نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہر تمکین کا ہجوم ہی
ناچ گانا ہو رہا ہی اور ایک حور وش پری تمثال مسند ناز پر مانند طاؤس طناز کے جلوہ افروز ہی ہاتھ مین اُسکے قینچی ہی
کاغذ کے چاند کترتی ہی اور اُسپر کچھ لکھتی ہی اور پانی کا حوض سامنے ہی اُسمین پھینک دیتی ہی اور دونون ہاتھون سے
اُن چاندون کی بلائین لیتی ہی کرب اُسے دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہو گیا آگے بڑھ کر جو دیکھا تو اُن چاندون پر
اپنا نام لکھا ہوا پایا محبت چار چند ہو گئی مگر اُس نازنین کی جو کرب پر نگاہ پڑی اُٹھ بیٹھی کھڑی ہو گئی پکاری ای
شہریار آپکے نجھے جلا لیا یہی دعائین مانگتی تھی کہ خدا آپکی صورت مجھے دکھا دے بارے آرزوے دلی میری پوری
ہوئی اور دوڑ کر ہاتھ پکڑ کر مسند پر لا کر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا جام شراب کا لبریز کر کے ہاتھ مین دیا کرب نے چاہا کہ
اُسے پیے کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا کیون اسکے دام مین گرفتار ہوتا ہی اگر اس جام مین سے ایک قطرہ تیرے حلق مین
اُتر گیا تو جلکر خاک ہو جائیگا یہی جلاجل جادو ہی جام اسی پر پھینک مار اور اسکے قریب سے دور ہو جا کرب نے
وہ جام اُسی پر مار اُس اُسکے بدن مین آگ لگ گئی جلنے لگی کرب تو دور ہٹ گیا وہ عورتین جو اُسکی مصاحب
تھین اُنمین سے جو آگ بجھانے کو دوڑی اُسکے بھی آگ لگ گئی حتے کہ وہ سب جلنے لگین دوڑین کہ چلکر اُس مفسد کو بھی لو
کرب نے اپنی طرف آتے جو دیکھا باغ سے باہر نکل گیا اب باغ کو دیکھا کہ ایک کرۂ نار معلوم ہوتا ہی درختون مین سے بجاے
ثمر شعلے پیدا ہو رہے ہین یہانتک کہ ایک ساعت بھر کے عرصے مین نام و نشان بھی اُس باغ کا نہ رہا سب باغی جل گئے
اژدر جادو نے آکر سلام کیا کہا ای شہریار غضب ہو گیا تھا اگر مین نہ پہونچون تو آپ مارے گئے تھے ایسی بھی کوئی
غفلت کرتا ہی اول تو میرا انتظار آپنے نہ کیا دوسرے یہان آئے بھی تو لوح کو نہ دیکھا کرب بولا کہ ہان مجھسے غفلت
تو ہوئی اور مین توکلت علی اللہ چل نکلا مگر ابتک لشکر تمھارا نہ آیا عرض کیا ای شہریار مین سبکو آگاہ کر کے جلدی
اسیواسطے چلا آیا تھا کہ ایسا نہو آپکے واسطے کوئی قباحت درپیش ہو تو پھر ہم کہین کے نہ رہینگے مگر ای شہریار
اب سب دربند طلسم فتح ہو چکے اب سامنا ہی دلنواز جادو سے غلام مقابلہ کریگا حضور کو زحمت نہ دیگا
یہ باتین تھین کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر چھا گیا اور زمین سے پرکالۂ آتش اُڑتے ہوئے نمایان ہو کرب نے کہا ای اژدر جادو
فوج ساحرون کی آتی ہی عرض کیا ای شہریار یہ سب آپکے غلام ہین فوج میری ہی دیکھا تو ساحر اژدہون پر چلے آتے
ہین اور ایک ساحر مندیل سر پہ رکھے ہوئے فیل آتشین پر سوار اور فوج ساحرون کی اُسکے ہمراہ آکر
اژدر جادو کو سلام کیا اژدر جادو نے کہا کہ جسنے مجھکو قید سے چھڑایا ہی جان بخشی کی ہی وہ یہی ہی اور
طلسم کشا ہی اسے سلام کرو ہمامے جادو نے کرب کو سلام کیا اور جملہ ساحرون کو لا کر قدمبوس کرایا خیمہ استادہ
ہوا کرب اُسمین داخل ہوا مگر جلاجل جادو کے مرنے سے قلعہ طلسم کا سامنے نظر آنے لگا تھا کرب آکر مسند پر بیٹھا
ناچ ہونے لگا جام گردش مین آیا اژدر جادو بیٹھا ہوا ہی ہمامے جادو چالیس جادوگرون سے جو چالیس ہزار
جادوگرون کے افسر ہین دست ادب بستہ سامنے موجود ہی چالیس ہزار جادوگرون کا لشکر گرد خیمے کے اُترا ہوا ہی
کرب نے کہا ای اژدر جادو ہم کئی دن سے بسبب خوف جان کے سوئے نہین ہین تمھارے باعث سے ہم [illegible]

ای شہریار آرام کیجیے مگر ہشیار سوئیے گا کسواسطے کہ قلعہ حریف کا سامنے ہی اور غلام تو نگہبانی حضور کی رات بھر
کریگا اور جتنے ساحر ہین میرے وہ بھی ہوشیار رہینگے حضور کی ذات کو کچھ اندیشہ نہین ہی آپ خاصہ نوش فرما کر
آرام کرین کرب نے کھانا کھایا پلنگ پر لیٹا اژدر جادو نے سب ساحرون کو چوکی کیواسطے مقرر کیا اور آپ
ایک باز کیصورت بنکر قبۂ بارگاہ پر بیٹھ گیا چارطرف دیکھنے لگا مگر اب حال گذارش کیا جاتا ہی دلنواز جادو
کا کہ پہلے اُسکے پاس لاش لوحدار جادو کی آئی دلنواز نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہا کہ یارو دیکھو یا تو اس لوحدار کا کہین
پتا بھی نہ تھا یا یہ آپ سے اُس طلسم کشا پاس پہونچی ماری گئی معلوم ہوا کہ اب طلسم ضرور برباد ہوا اب نہین بچتا اور جتنے
ساحر ہین سب مارے جائینگے پھر لاشہ ذوفنون جادو کا آیا بعد اسکے مردہ مرغ دہن بستہ کا آیا پھر
سیماب جادو کا جنازہ اور ہفت صورت جادو کی ارتھی اور گوران جادو کے مرنے کی خبر پہونچی بعد اسکے
معلوم ہوا کہ جلاجل جادو بھی واصل جہنم ہوئی وہ دن مین لاش پر لاش اسکے پاس پہونچی پریشان ہوا کہا کہ
لشکر تیار رہو کہ مین طلسم کشا سے لڑونگا یہ کہکے آپ محل مین چلا گیا زوجہ سے کہا کہ طلسم تمام ہو چکا سب مالکان
و ربندر رفیق مارے گئے ہمارا تو خاتمہ ہی کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی اژدر جادو بھی قید سے چھوٹا طلسم کشا
کا شریک ہوا افسوس کہ عزت بھی گئی جان و مال بھی برباد ہوا یہ کہکر رونے لگا بیٹی ہی اسکی شمشاد جادو وہ آ کر
قدمون سے لپٹی اور کہا کہ ای پدر بزرگوار آج رات کو مین نے یا تو اپنی جان دی یا طلسم کشا کو پکڑ لائی آپ کچھ اندیشہ
نہ کیجیے دلنواز جادو نے کہا کہ بیٹا وہ صاحب اقبال ہی تجھسے کچھ نہو سکیگا مفت مین تو داغ اپنا مجھے دیگی ہرگز
تو اسطرف نہ جا اُسنے کہا بابا جان اب تو مین نے جو ارادہ کیا وہ کیا جو سامری جمشید میرے حق مین بہتر جانینگے
وہ کرینگے یہ کہکر روانہ ہوئی یہان کرب ابھی سویا نہین ہی تنہا پڑا ہوا ہی کہ دیکھا زمین شق ہوئی اور ایک نازنین
نقب سے نکلی شمع اسکے ہاتھ مین روشن تھی مگر اُسکے چہرے کے سامنے روشنی اُسکی پھیکی معلوم ہوتی تھی کرب اُسے
دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہو گیا پوچھا کہ ای ملکۂ اقلیم حسن تم کون ہو حال اپنا بیان کرو حسب و نسب سے آگاہ کرو
شعر اگر ماہے ترا منزل کدام ست ✽ وگر شاہے ترا آخر چہ نام ست ✽ اُسنے شمع تو ہاتھ سے پھینک دی اور کہا
کہ صاحب مین ایسی ہی سوختہ قسمت ہون آپ کاہیکو مجھے پہچانینگے یہ کہکر رونے لگی دیکھا کرب نے کہ صدف کا منہ کھلگیا
اور اُسمین سے گوہر آبدار اشک گرنے لگے پایہ کہ موتیون کا سہرا اُسکے منہ پر ڈالدیا کچھ آنسو جو نوک قطرہ پر رک رہے
ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ تیرون پر پیکان آبدار ابھی چڑھائے ہین کہ جگر کو مشبک کر رہے ہین پکارا کہ ای نازنین
سبب اپنے رونے کا بیان کر اُسنے کہا کہ رونا اسکا ہی کہ ہم تو مدت سے دلدادہ و فریفتہ ہین اور تم کہتے ہو کہ ہم
پہچانتے ہی نہین مین کمبخت وہی ہون جسکو آپنے فیلبند دروازے پر بیٹھے دیکھا تھا اور لوگ مجھکو قید کر کے
لیگئے تھے مین بیٹی ہون دلنواز جادو کی شمشاد جادو میرا نام ہی کرب نے کہا کہ واللہ مین نے نہین پہچانا آئیے
سرفراز کیجیے اُسنے کہا کہ کیا خاک بیٹھو آؤن تمنے تو بوجہ میرے خاندان کے قتل پر کمر باندھی ہی اور یہ اژدر جادو
ہمارے خاندان کا دشمن ہی اسکا بس چلیگا تو کسیکو زندہ نہ چھوڑیگا آپکے باعث سے یہ زور اُسے حاصل ہی نہین
تو کیا طاقت اُسکی کہ ہمسے برابری کر سکے یا مقابل ہو یہ وہی ہی کہ جسے میرے باپ نے اندھا کر دیا تھا اور اُس سے
کچھ نہو سکا اور مین جانتی ہون کہ وہ باز بنا ہوا قبۂ بارگاہ پر بیٹھا ہی آپ کا جی چاہے تو بلا کر سامنا کرا دیجیے
میرا جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا کرب نے کہا کہ صاحب تم سچ کہتی ہو اب آؤ بیٹھو اُسنے کہا جو عرض میری پذیرا ہو مطلب میرا
حاصل ہو تو بیٹھون کرب نے کہا کیا مطلب ہی تمہارا بیان کرو وہ بولی کہ خطا میرے باپ کی معاف کرو بادشاہت

یہانکی میرے باپ کو دو اژدر جادو کو مار ڈالو کرب نے کہا ای ملکہ ہم حق تلفی نہین کرتے اژدر جادو بادشاہ قدیم
ہی طلسم کا اور تمہارا باپ سپہ سالار ہی اُسکا تمہارے باپ کو اُسکا عہدہ دونگا اور اژدر جادو سے خطا معاف
کرا دونگا اُسنے کہا کہ یہی سہی مین نے قبول کیا آپ اگر مجھے کنیزی مین قبول کیجیے تو حاضر ہون کرب نے کہا کہ مین تمھین
خاتون محل بناؤنگا آؤ میرے پاس بیٹھو وہ نزدیک آئی کرب نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور پلنگ پر بٹھا لیا اُسنے کہا کہ شہریار
میری یہ لیاقت نہین ہی کہ برابر آپکے بیٹھون مگر تلوے آپکے سہلاؤنگی کہ یہ کام کنیزون کا ہی کرب نے کہا کہ صاحب
میرے ساتھ سوؤ اُسنے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا اور پائنتی بیٹھکر پانون دبانے لگی دونون پانون اپنی گود مین رکھ لیے
انگوٹھے پانون کے جو سینے سے مس ہوے کرب کو ایک لذت حاصل ہوئی اور کئی دن کا جاگا ہوا تھا سو گیا
اُس لکاتہ نے کیا کام کیا کہ اُٹھکر پہلے تو رشتہ لوح کا کاٹ کر کرب کے گلے سے اُتار لی اور اپنے قابو مین کی بعد اُسکے
اسم سحر کا پڑھکر کرب کو غافل کیا چادر مین پشتارہ باندھا اور سحر سے صورت اپنی عقاب کی بنا کر دونون پنجون مین
پشتارہ کرب کا گانٹھ کر کے اُڑی خیمے سے نکلکر قلعے کی جانب روانہ ہوئی اژدر جادو جو باز بنا ہوا بیٹھا تھا اُسنے
دیکھا کہ ایک جانور عظیم خیمے کے اندر سے نکلا اور ایک پشتارہ پنجون مین دبائے لیے جاتا ہی یقین ہوا کہ کرب کو
کوئی ساحر پکڑ لیچلا اپنے ساحرون کو آواز دی کہ یارو غضب ہو گیا کوئی ساحر طلسم کشا کو لیے جاتا ہی دوڑو یہ کہکر
آپ بھی پیچھے اُسکے دوڑا اور ساحر بھی لپکے مگر وہ لکاتہ کرب کو لیے ہوے قریب دیوار قلعہ کے پہونچی تھی کہ باز
آپہونچا اور طمانچہ عقاب پر مارا عقاب ادھر سے پھرا منقار سے منقار پنجے سے پنجہ ملگیا عقاب و باز سے لڑائی ہونے لگی
پشتارہ پنجے سے عقاب کے نکل گیا ساحرون نے بڑھ کے ہوا اُسکو روکا ادھر باز و عقاب سے لڑائی ہوتے ہوتے
یہ صورت ہوئی کہ باز نے عقاب کو زمین پر گرا کر اُسکے سینے پر چڑھ کر ایک منقار جو ماری سینہ کو توڑ کر بغل سے پار گذر گئی
طائر روح اُس عقاب کا پرواز کر گیا غل و شور کی صدا بلند ہوئی ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شمشاد جادو بود
اژدر جادو نے لوح بھی اُسکے گلے سے اُتار لی اور پشتارہ کرب کا لیکر خیمے مین آیا پشتارہ کھولکر کرب کو اُسمین سے
نکالا اسم سحر کا پڑھکر ہوشیار کیا کرب نے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے کو بندھا ہوا پایا اژدر جادو اور ساحر گرد و اطراف
کھڑے پائے حیرت زدہ ہوکر پوچھا کہ مین نے تمہارے ساتھ ایسا کیا سلوک بد کیا تھا کہ تمنے میری مشکین باندھی ہین
اژدر جادو نے کہا ای شہریار بیٹی دلنواز جادو کی آپ کو گرفتار کر کے لیے جاتی تھی ہمنے اُسے مار کر آپکو چھڑایا
ہماری یہ مجال تھی کہ آپ کو باندھتے کرب نے کہا واقعی وہ نقب کی راہ سے میرے پاس آئی تھی اور سب حال مفصل
بیان کیا اُسنے کہا شہریار مین نے کہا تھا کہ غفلت نہ کیجیے گا آپ دیدہ و دانستہ اُسکے دام مین آ گئے خیر مصرع رسیدہ بود
بلائے ولے بخیر گذشت ، غرض خوش و خرم ہوے صحبت عیش بر پا ہوئی جام شراب گردش مین آیا لیکن ادھر لاش
شمشاد جادو کا اُٹھا کر ساحر سامنے دلنواز جادو کے لائے اُسنے دونون ہاتھ منھ پر مارے کہا کہ مین پہلے ہی سمجھا تھا
کہ یہ مار ڈالی جائیگی قضا اُسکی لیے جاتی ہی آخر وہی ہوا اُسکی لاش کو جلایا پھونکا بعد اُسکے لشکر اپنا ساتھ لیکر قلعے سے
باہر آیا خیمے مین بیٹھا شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے
خبر لیکر کرب دلاور کی خدمت مین آئے دعا دے کر عرض کیا کہ دلنواز جادو نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ غم
نہین ہی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے بموجب حکم نقارہ رزمی پر چوب پڑی چار پہر رات دونون لشکرون
مین تیاری رہی صبح کو باہم گرصف باندھکر مقابل کھڑے ہوے دلنواز جادو نے اپنے رفیقون سے کہا کہ یارو
مجھے طلسم کشا جان کا عزرائیل معلوم ہوتا ہی مین اُس سے لڑونگا تو مارا جاؤنگا سبھون نے عرض کیا جب حضور کی

یہ حالت ہو تو واسطے ہمارے حال ہم لوگون کے دلنواز جادو نے کہا کہ جاتا ہون میدان مین اگر اژدر جادو میرے مقابلے کو
آیا تو خیر اور اگر طلسم کشا آیا تو اُسکے قدمون پر گر پڑونگا یقین ہے کہ اُسکے رحم آوے اسکے یہ کہکر اپنے اژدر آتش فشان کو
بڑھا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اژدر جادو نے کرب دلاور سے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو جا کر مقابلہ کرون
آپ لڑائی کا تماشا دیکھیے کرب بولا ای اژدر جادو تم اسکے دبے ہوئے ہو اگر لڑوگے تو مارے جاؤگے تمھارا
جانا مناسب نہین ہے میرے پاس لوح ہے میرا اسکا فریب کچھ نہ کرسکیگا تم یہین رہو یہ کہکر اپنے مرکب کو چمکایا میدان
کیطرف چلا جب پاس دلنواز جادو کے پہونچا اور اُسکی نگاہ کرب پر پڑی بند بند اُسکا کانپنے لگا ہوش حواس
باختہ ہو گئے اژدہے سے اُتر کر قدمون پر کرب کے گرا کہ مین خطاوار ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے کرب نے
کہا اے دلنواز جادو حفظ ہیکل صاحبقران کی مجھے دیدو تو مین خطا تمھاری معاف کردون اُسنے حفظ ہیکل
گلے سے اپنے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر نذر کی کرب نے حفظ ہیکل اُس سے لیکر اپنے گلے مین ڈال لی اور دلنواز
کو اپنے سینے سے لگایا اور اژدر جادو کے قدمون پر گرایا اور کہا کہ خطا اسکی معاف کرو یہ تمھارا ملازم قدیم
ہے اُسنے دلنواز جادو کو گلے سے لگا لیا خلعت دیا اب دونون لشکر ایک ہوئے دلنواز جادو کرب کو
قلعے مین لایا تمام مال طلسم نذر کیا بارگاہ سکندری پیش کی کرب نے کہا کہ اب تم اسلام اختیار کرو سحر چھوڑ دو عرض کیا کہ ہمین
عذر نہین ہے مگر مہم ساحر مشمش جادو کی در پیش ہوئی اُسوقت ہمسے پھر کچھ نہو سکیگا بعد ساحر مشمش جادو کے
مارے جانے کے ہم سحر سے توبہ کرینگے کرب نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے دلنواز جادو نے کرب کی دعوت کی دوسرے
روز کرب نے کہا اے اژدر جادو و اے دلنواز جادو مین اپنے آقا کو حالت سکرات مین چھوڑ آیا ہون مجھے شہر
سکندریہ مین لیچلو مال و اسباب طلسم کا پیچھے چلا آئیگا اُسیوقت اژدر جادو اور دلنواز جادو کرب کو
تخت پر بٹھا کر خود دہنی بائین طرف بیٹھے پرواز کر کے شہر سکندریہ کو روانہ ہوئے مگر اب حال گذارش کیا جاتا ہے
لشکر اسلام کا کہ جسوقت وہان کرب غازی نے حفظ ہیکل دلنواز جادو سے لیکر اپنے گلے مین پہنی اُسیوقت
یا تو صاحبقران بیہوش پڑے رہتے تھے یا آنکھین کھولدین ہوش آ گیا ہاتھ پیرون مین حرکت ہوئی جبسے روز گذرے تھے
کہ کچھ نوش نہ فرمایا تھا خاصہ طلب کیا بادشاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ امیر ہوش مین آئے کھانا کھانے کو مانگا ہے فرط
خوشی سے سر و پا برہنہ دوڑے لوگ صاحبقران کو شوربہ چرب پلا رہے تھے کہ بادشاہ اسلام پہونچے امیر نے
سلام کیا اور چاہا کہ تعظیم کو اٹھین اُٹھا نہ گیا بادشاہ اسلام دوڑ کر لپٹ گئے اور پکارے کہ خدا نے ہم سب پر رحم
کیا کہ آپ ہوش مین آئے برا ہوا آکر بیٹھ گئے امیر نے سرداران عالیمقام کو نہ پایا پوچھا کہ یہ سب کیا ہوئے بادشاہ اسلام نے
تمام بربادی لشکر کی ہاتھ سے شہناز جادو کے بیان کی فرمایا کہ عمرو کہان ہے کہا کہ کوئی بڑے وقت مین ساتھ
نہین دیتا خدا جانے کہان گیا ہے فرمایا مین اُسے خوب جانتا ہون وہ کبھی بیوفائی نہ کریگا جسوقت مجھسے اُس سے
بگاڑ تھا کہ مین اُسکا دشمن جان اور وہ میر اللہ خوان تھا اُسوقت مین بھی اُسکو پاس میرا اور سرداران لشکر کا
بخت مقرر وہ تدبیر مین ہوگا غرض اُسدن امیر نے کھانا کھایا ہوش و حواس بجا ہوئے اُسیوقت بادشاہ اسلام نے
حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی بس طبل شادمانی کا بجنا تھا کہ تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ حمزہ صاحبقران کل سے دوپہر
ہوش مین آئے ہین ہرکارے کفار کے جو موجود تھے وہ خبر لیکر لشکر کفار مین آئے حال امیر کا بیان کیا بختیارک نے
صلوات پڑھی اور شہناز عملی سے کہا کہ آپنے اسقدر تامل کیا کہ حمزہ ہوش مین آ گیا اب کون اسکا کچھ کرسکیگا
شہناز عملی نے کہا کہ کیا طلسم عجائب ٹوٹا دلنواز جادو مارا گیا مجھکو اس امر کا یقین نہین ہے ہرکارون نے

عرض کیا کہ طلسم عجائب کے لوٹنے کا حال نہین معلوم مگر حمزہ ہوشمین آیا ہی آج دوسرا دن ہی شہناز جادو
نے کہا کہ اگر حمزہ ہوشمین آیا ہی تو ابھی اُسکی بارگاہ مین جاکر اُسکا علاج کرونگا وہین اسم اعظم اُسکا بند کرونگا کسواسطے
کہ شہناز عملی کو کمال اشتیاق ہوا کہ حمزہ کو چلکر دیکھیے لقا اور سکندر شاہ سے کہا کہ لشکر و فوج تیار کرکے حمزہ پر
لیکر آؤ مین چلکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتا ہون اور تمام جادوگرون کو ہمراہ لیا اور تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوا جب
بارگاہ ہشامی مین پہونچا دیکھا کہ ذلگلون پر غاشیہ پڑا ہوا ہی بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہین امیر دنگل پر متمکن
ہین کہ آسمان پر سے ایک تخت نیچے اُترا اور صاحب تخت نے صاحبقران سے صاحب سلامت کی امیر نے بسبب
خلق و مروت کے تعظیم دی کرسی بیٹھنے کو مرحمت فرمائی شہناز عملی بیٹھا اور کہا کہ حمزہ تجھے نصیحت کرنے آیا ہون
اگر تو نے قبول کیا بہتر نہین تو میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا امیر نے اپنی زبان معجز بیان سے فرمایا ای شہناز جو کچھ
تجھے کہنا ہو کہہ اُسنے کہا نصیحت میری یہ ہی کہ دین فرعون پرستی اختیار کرو نہین تو جو حال تمھارے سردارون کا
کیا ہی وہی تمھارا بھی ہوگا امیر نے فرمایا ای شہناز جس روز سے کہ مین سکندریہ پر آیا ہون آمادۂ مرگ ہون لیکن اگر
چاہا خدا نے تو اس شہر کو بھی مانند ام الجبال اور عنطلی آباد اور چاہ الماس کے برباد نہ کیا ہوگا تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا
ہوگا اور لقا اور فرعون کے بارے مین سوا لعنت کے میری زبان سے اور کچھ نہ نکلیگا اور تو بھی اگر عقل کو دخل دے
تو حال تجھپر کھل جائے شہناز عملی یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوا اور کہا ای حمزہ یہی شرط کہ تجھکو مع لشکر اسیوقت خاک سیاہ
کردون خداوند فرعون شاہ کو تجھ ایسا مجاور زادہ کہ سجدہ نہ کریگا تو کیا ہو جائیگا اُسکی خداوندی مین کچھ خلل آئیگا
امیر یہ سنکر نہایت برہم ہوے اور کہا کہ ای شہناز تو میرے سامنے سے چلا جا نہین تو مارا جائیگا شہناز نے کہا
کہ حمزہ تو مجھے دھمکاتا ہی کیون شامت آئی ہی اور جھولی کمہاروے کی لگی ہوئی تھی اُسمین ہاتھ ڈالا امیر نے دیکھا کہ اب
یہ سحر کریگا تلوار کھینچکر اُٹھے اور بارادۂ قتل دوڑے اسکے قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے کہا کہ حمزہ عجب ہی کہ اپنے بیگانے کو
نہین پہچانتا ہم تیرے دیکھنے کو آئے تھے تو چاہتا ہی کہ مار ڈالے اور بائین آنکھ کا تل دکھایا امیر نے پہچانا کہ یہ عمرو ہی
کہا کہ یہ کیا صورت تو نے اپنی بنائی ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر مین شہناز کو نہ پکڑ لیتا تو تمام لشکر کا اور تیرا خاتمہ ہو گیا
ہوتا اور ابھی افشاے راز میرا نہ کر اور پکار کر کہا کہ حمزہ جا اپنے مقام پر بیٹھ نہین تو نہین معلوم کیا حال تیرا کرونگا
امیر تو پھر گئے شہناز عملی بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے ساحرون سے کہا کہ مین حمزہ پر کسیطرح غالب نہین ہو سکتا
اور دین کے مقدمے مین حمزہ نے مجھے قائل کر دیا دین حمزہ کا بیشک برحق ہی مین تو مسلمان ہوا اگر تمھین بھی اسکا
دینا ہی تو اسلام لاؤ نہین جہان جی چاہے چلے جاؤ سبھون نے کہا ای شہناز جادو ہم تمھارے ساتھ ہین جو دین
تمنے اختیار کیا وہی دین ہمنے بھی قبول کیا ہمین نہ فرعون سے غرض ہی نہ لقا سے علاقہ ہی شہناز عملی نے کہا
مرحبا صد مرحبا یہ کہکر پھر اندر بارگاہ کے چلا یہان صاحبقران بادشاہ اسلام سے کہرہے ہین کہ دیکھی آپنے
عمرو کی رفاقت حضور فرماتے تھے کہ خدا جانے عمرو کدھر چلا گیا ہی یہ باتین تھین کہ عمرو نے آکر عرض کیا یا امیر سب
ساحر شہناز کے مسلمان ہوے امیر نے کہا الحمد للہ کہ اسی اثنا مین ایک ہوا سخت تیز چلی اور ابر آسمان پر نمایان
ہوا آکر بارگاہ پر قائم ہوا جب وہ شق ہوا تو ایک تخت اُسمین سے دکھائی دیا جسوقت وہ نزدیک آیا دیکھا کہ کرب
ہی اور دو ساحر دہنی بائین طرف بیٹھے ہوے ہین کرب نے آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا اور حقہ ہیکل دونون
ہاتھون پر رکھکر نذر دی امیر نے کرب کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا خلعت سے سرفراز فرمایا کرب نے دونون
جادوگرون کو سامنے کیا احوال اُنکا عرض کیا کہ انمین ایک دلنواز جادو ہی ایک اژدر جادو ہی اور نذرین دینا

امیر نے اُنکو بھی خلعت دیے عمرو نے پھر شہناز جادو کو زنبیل سے نکالا نفتیہ رفع بیہوشی دیا شہناز جو ہوشمین آئی
دیکھا کہ سامنے امیر کشورگیر اور بادشاہ اسلام بیٹھے ہین ایک طرف دلنواز جادو و اژدر جادو کو بیٹھے پایا عمرو کو
کھڑے دیکھا حیران ہوا کہ یہ خواب ہی یا بیداری عمرو نے کہا ای شہناز حیران کیا ہی مین تجھے پکڑ لایا ہون ساحر جتنے
تیرے ہمراہ تھے سب مسلمان ہو چکے طلسم عجائب فتح ہو چکا وہ دیکھ دلنواز جادو و اژدر جادو دونون موجود ہین
بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا شہناز نے اپنے دل مین کہا کہ عجب اقبال ہی حمزہ کا جبکہ دلنواز جادو
اور اژدر جادو اطاعت کر چکے تو تیری انکے سامنے کیا ہستی ہی پکار کر کہا کہ مین نے بدل حمزہ صاحبقران کی اطاعت
قبول کی فرعون اور لقا پر لعنت کی عمرو نے اُسیوقت شہناز جادو کو چھوڑ دیا وہ آکر قدمون پر امیر کے گرا بادشاہ کو نذر
دی امیر نے اُسکو بھی خلعت دیا بعد اُسکے عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ شہریار جلد لشکر تیار کر کے چلیے
لقا اور سکندر شاہ پیچھے پیچھے میرے فوج و لشکر لیے ہوے آتے تھے اب قریب آگئے ہونگے امیر نے فرمایا کہ تم
لشکر مین اطلاع کر دو مین چلتا ہون اور خود سوار ہو کر روانہ ہوے ادھر لقا و سکندر شاہ مع لشکر بتہیہ قتل
لشکر اسلام چلے آتے ہین بختیارک کہتا آتا ہی کہ ای سکندر شاہ اور ای لقا کیون تم جاتے ہو لشکر اسلام پہ
ارے یہ شہناز جادو نہین ہی یہ مرشد کامل ہین حمزہ کو جو سنا ہی کہ ہوشمین آیا ہی تو بیقرار ہو کر اُنکے دیکھنے گئے
ہین اور کبھی کہتا ہی کہ ای لقا سکندر شاہ تو یہانکا بادشاہ ہی اسپر تجھ جو گذریگی سو گذریگی تو اپنے کو کیون غارت
کرتا ہی ارے بھاگ قبر عونیہ کو نہین پھر بھاگنا بھی دشوار ہو جائیگا لقا اور سکندر شاہ دونون اسکی باتون پر
ہنستے ہوے چلے آتے ہین کہ یہ حرامزادہ کیا وہمی ہی وہان لشکر حمزہ کا خاتمہ ہو چکا ہوگا اسے اور ہی کچھ سوجھتی ہی
بختیارک نے اپنے عیار سے کہا کہ تو میرا اسباب لیکر ناکے پر جا کر کھڑا ہو کہ وقت بیوقت میرا مال حفاظت سے رہے یہی
باتین کرتے ہوے چلے آتے تھے کہ سامنے لشکر اسلام نمایان ہوا اور نعرہ صاحبقران کی آواز کانمین آئی کہ ہیبت سے
دل ہلگیا ساتھ ہی کرب کے نعرے کی آواز بلند ہوئی بختیارک نے کہا کہ اب تو کہنا میرا سچ ہوا وہ حمزہ آپہونچا لقا
تو اُسیوقت بھاگا کہ مین نے تقدیر گیری کی مگر سکندر شاہ کے لوگون سے تلوار چلنے لگی کرب غازی لڑتا ہوا برابر
تخت سکندر شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری کرب نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھا لیا بجاے سپر
رکھ لیا بس پھر لشکر بے سردار کب ٹھہر سکتا ہی فوج سکندر شاہ کی شکست کھا کر بھاگی کرب نے سکندر شاہ
کو ہاتھ سے رکھدیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کر کے زندانخانے مین بھیجدیا لشکر مین طبل فتح بجا امیر نے اور تمام سردارون
نے آرام کیا صبح کو اُٹھکر امیر کشورگیر نے نماز پڑھی بارگاہ مین تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کر کے زرکل پر
متمکن ہوے فرمایا کہ لاؤ سکندر شاہ کو جب وہ آیا بطریق فرعون پرستان اُسنے سلام کیا امیر نے تعظیم دی
اور کرسی بیٹھنے کو عنایت فرمائی ساقی سے اشارہ فرمایا اُسنے جام شراب کا سکندر شاہ کو دیا سکندر شاہ نے
امیر کو سلام کیا جام پیا جب دماغ اسکا گرم ہوا اب امیر نے تعریف پروردگار عالم کی شروع کی اور کچھ مذمت فرعون مین
ارشاد کیے سکندر شاہ مرد عاقل تھا اُسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون شاہ پر اور دین آپکا اختیار کیا امیر نے
اُسے کلمہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا بعد اُسکے امیر نے شہناز جادو سے کہا کہ اب تم ہمارے سردارون کو
ہوشمین لاؤ کہ وہ میدان مین بیٹھے ہین دنکی دھوپ رات کی اوس اُنپر گذرتی ہی شہناز نے عرض کیا بہت خوب
حضور سوار ہو کر تشریف لیچلین امیر سوار ہوے شہناز ساتھ ہوا عمرو اور اژدر جادو اور دلنواز جادو بھی
ہمراہ تھے غرض آتے آتے وہان پہونچے کہ جہان وہ دو برج ہین اور دو نازنینین سرخ پوش اور سبز پوش

اُنہین بیٹھی ہوئی ہین اور ایک ابر محیط ہی اور اُس ابر مین سے ایک سوار پیدا ہوتا ہی اور سرداران لشکر اسلام دیوانے بنے ہوے اُن دونون برجون کے نیچے ہین اور اُن نازنینون کو دیکھ رہے ہین بس شہناز جادو نے اُس مقام پر بیٹھ کر چوکہ دیا اور ماش کے آٹے کا ایک جانور بنایا اور اسم سحر کا پڑھکر اُسپر دم کیا کہ اُس جانور نے پر و بال نکالے اور چاہا پرواز کرے شہناز نے اُسے پکڑ کر صاحبقران کو دیا کہ اسکو ذبح کر کے خون اسکا سب سردارون پر چھڑکیے امیر نے اُسیوقت اُسکو ذبح کر کے خون اُسکا سردارون پر چھڑکا دفعۃً سب ہوش مین آگئے اور وہ برج اور نازنینین اور وہ دار سب غائب ہوگیا میدان صاف تھا سب سردار آ آکر امیر کے قدمون سے لپٹے امیر نے سبکو گلے لگایا بارگاہ مین لاے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا خلعت پاے بعد اُسکے سکندر شاہ شہر کو آئین بند کر کے امیر کو لیگیا دعوت کی بعد اُسکے شہناز جادو نے کئی ہزار روپیے عمرو کو دیے کہ خواجہ آپ کو حال معلوم ہی کہ مین سکندر شاہ کی بیٹی پر عاشق ہون سوا آپکے کوئی میری دستگیری کرنیوالا نہین ہی عمرو نے کہا خاطر جمع رکھو اور سب حال امیر سے کہا امیر نے سکندر شاہ سے بیان کیا اُسنے اپنا فخر و افتخار سمجھکر شادی زلف آرا بانو کی شہناز کے ساتھ کردی مگر چالاک بن عمرو نے شب عروسی طرفہ چالاکی کی چونکہ یہ خود زلف آرا بانو کیصورت بنا ہوا تھا جسوقت سکندر شاہ دختر نقلی کو رخصت کرنے لگا دختر نے رو کر کہا کہ بابا جان میری ایک بات تنہائی مین سن لو سکندر شاہ نے بیٹی کو گود مین لیا اور علیحدہ حجرے مین گیا اور پوچھا کہ کیا کہتی ہو اُسنے کہا کان میرے قریب لائیے تو عرض کرون جیسے ہی سکندر شاہ جھکا چالاک نے حباب بیہوشی مارا سکندر شاہ بیہوش ہوکر گرا چالاک نے سکندر شاہ کیصورت تو اپنی بنائی اور اُسکا لباس خود پہنا اور زلف آرا بانو کیصورت سکندر شاہ کو بنایا اور اتنی بیہوشی پھونک دی کہ دو گھنٹے ہوش نہ آے اور وہانسے لیے ہوے گود مین آیا سکھپال مین سوار کردیا برات کو رخصت کیا لیکن شہناز جادو جو دولہا بنا ہوا اپنے خیمے کے قریب آکر فیل سے اُترا عروس کو سکھپال سے نکالا گود مین لیے ہوے آیا مسہری پر لٹایا بعد اُسکے سب انتظام کر کے جو آیا دیکھا تو عروس سوتی ہی شہناز جادو نے اُسے چونکایا جب وہ ہوش مین نہ آئی سمجھا کہ کمسنی کا زمانہ ہی جوانی کی نیند ہی نہین چونکتی اپنے دلمین کہا کہ تو مقصد دلی اپنا حاصل کر پھر یہ ہوش مین آرہیگی بس یہ خیال کر کے حجاب کو دور کیا اور کھل کھیلا لیکن اسکے لپٹنے سے سکندر شاہ کو ایکمرتبہ ہوش آیا دیکھا تو اپنے کو برہنہ پایا اور شہناز کو حرکت بیجا پر مستعد دیکھا دونون ٹانگین اپنی کھینچ لین اور کہا کہ ای شہناز یہ کیا حرکت بیجا ہی شہناز نے کہا کہ جان جہان مین نے تمکو بڑی دیر تک چونکایا تم بیدار نہوئین اب تم خفا کیون ہوتی ہو یہ کہکر پھر لپٹا سکندر شاہ نے طمانچہ مارا کہ ای بیحیا نہین مانتا تو کیسی جان کا شہناز نے طمانچہ تو خالی دیا اور کہا کہ ای ملکہ تم رنجیدہ کس سبب سے ہو سکندر شاہ نے کہا ای شہناز تو کہتا کیا ہی ارے مین تیرا خسر ہون اُسنے کہا کہ مین نہین ماننے کا ان دونون مین توکشتم کشتالات ملی ہونے لگی لیکن ادھر عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ چل مین تجھے ایک تماشا دکھاؤن کہا بھئی کیا تماشا ہی کہا تمام عمر ایسا تماشا نہ دیکھا ہوگا کہا جبتک تو کہیگا نہین مین نہ چلونگا عمرو بولا حمزہ اُسکے بیان کی مجھ مین طاقت نہین للہ جلد چل نہین تو موقوف ہو جائیگا امیر نے کہا ہم پھر تماشا کر لینگے کہا کہ وہ تماشا پھر نہین ہو سکتا کہا اچھا بھئی چلو غرض امیر اور چند سردار عمرو کے ساتھ ہوے ابھی روشنی صبح کی اچھی طرح نہین ہوئی ہی کچھ تاریکی ہی کہ شہناز کے خیمہ کے قریب پہونچے اب وہ وقت ہی کہ سکندر شاہ کہرہا ہی کہ مین سکندر شاہ ہون ای شہناز ذرا ہوش مین آ اور شہناز کہرہا ہی کہ ای محبوب جانی یہ بہانے کیون کرتی ہو اس سے کیا حاصل ہی مین تجھے چھوڑنے کا نہین

اور لات کی چل رہی ہی کہ عمرو نے صاحبقران سے کہا دیکھا آپنے امیر کو کچھ ہنسی کچھ غصہ کہ اسنے یہ کیا حرکت کی
عمرو سے کہا کہ خواجہ بس ہو چکا اب شہناز سے کہدو کہ یہ سکندر شاہ ہی عمرو نے آواز دی کہ ای شہناز جادو
کیا تمھین کچھ مرد کے ساتھ کسی فعل کرنے کا جی شوق ہی اب شہناز نے گھبرا کر دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی جلدی سے
اٹھکر پاجامہ پہنا ادھر سکندر شاہ نے جو دیکھا کہ شہناز الگ ہوا جلدی سے خود بھی پاجامہ پہنا اب عمرو مع امیر اندر آیا
اور کہا کہ ای شہناز بھی خوب سعادت حاصل کی شہناز نے تو نگاہ نیچی کرلی نہایت محجوب ہوا سکندر شاہ بھی شرمایا
لیکن دونون جب کپڑے پہن چکے باہر آے مگر شہناز ایسا معشوق کے عشق مین بیہوش تھا کہ اسنے آتے ہی عمرو سے
کہا کہ معشوق میرا مجھے دلوائیے آپنے خوب ذلیل کیا عمرو نے کہا کہ تم عجب نادان ہو بھی بغیر روپیہ کہین دنیا کے کام
چلتے ہین غرض تین لاکھ روپیہ شہناز سے لیکر ملکہ زلف آرا بانو کو اسکے حوالے کیا شہناز وصل سے اسکے کامیاب
ہوا صبح کو حمام کیا آکر صاحبقران کو نذر دی اب امیر نے جشن کیا اور دلنواز جادو اور اژدر جادو اور شہناز
کو رخصت کیا یہ اپنے مکانون کو راہی ہوے کر سب نے اسباب طلسمی صاحبقران کے روبرو کیا امیر نے حق
غازیون کا اور مال بادشاہی اور وہ بکی عمرو کی نکالکر باقی کر سب کے حوالے کیا اور تمام شہر سکندریہ کو اسلام آباد کرکے
بتخانے تڑوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈلوادی بانگ صلوٰۃ بلند ہوئی سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد
جشن کے عمرو سے کہا کہ خواجہ حال اس راندۂ درگاہ ذوالجلال خسران مآل بد اقبال لقاے زبون خصال کا کچھ
معلوم ہوا کہ یہ کافر بھاگ کر کہاں پہونچا عرض کیا کہ دربند صحابیہ مین پہونچا ہی مصاحب شاہ نے اُسے اپنے
پاس دامن پناہ دیا ہی فرمایا ہمارا کوچ ہو دربند صحابیہ کیطرف اُسیوقت پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر
روانہ ہوا پھر رواروی مچ گئی ایک کے بعد ایک جانے لگا یہانتک کہ صاحبقران بھی راہی ہوے

دو کلمے داستان دربند صحابیہ سے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا دربند سکندریہ سے بھاگ کر دربند صحابیہ مین پہونچا مصاحب شاہ لقا کو استقبال کرکے ساتھ
اپنے لایا کمال عزت و تکریم سے پیش آیا دعوت و ضیافت کی بختیارک نے کہا اے مصاحب شاہ ہمارے
تعاقب مین ایک اژدہا ہے ہفت سر آتا ہی تمنے کیا سمجھکر ہمین دامن پناہ دیا ہی تم اتنے ہو کہ حمزہ سے لڑوگے
یا اور کسیکا عمرو سا تمھین ہو تو بیان کرو اُسنے کہا ملک جی حمزہ کو یہان آنے دو اگر ہم اُس سے لڑ سکے فبہا نہین
چلے جائیے گا آپکی کیا ہرج ہی میری لڑائی کا تماشا دیکھیے بختیارک نے کہا ای مصاحب شاہ تم اس قابل
نہین معلوم ہوتے کہ حمزہ اور سرداران حمزہ کا سامنا کرو ایک سے بھی عہدہ برآ نہوگے مصاحب شاہ بولا ملک جی
مین تو ایسا ہی حقیر ہون مگر خداوند فرعون شاہ مین بڑی قدرت ہی شاید حقیر کو غالب کردے لقا نے کہا ای
شیطان درگاہ کیا مضائقہ ہی چند سے یہانکا بھی تماشا دیکھلو بختیارک چپ ہو رہا الحاصل کوئی ایک ہفتہ
یہان گذرا تھا کہ لشکر ظفر اثر پہونچا ہرکارون نے آکر خبر دی لقا تو کانپنے لگا تھا مگر مصاحب شاہ نے حکم دیا
کہ لشکر ہمارا تیار ہو کر شہر سے باہر نکل کر مقابل لشکر حمزہ اُترے اور طبل جنگ بجے یہان حمزہ صاحبقران فکر مین
تھے کہ ایلچی مصاحب شاہ کو بھیجین کہ آواز طبل جنگ کی سُنی اور ہرکارون نے بھی آکر تمام حال عرض کیا
فرمایا کہ اب نامہ و پیام کی کچھ حاجت نہین ہی ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے غرض دونون طرف نقارے گڑگڑائے
رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آے مقابل یکدیگر صف آرا ہوے مصاحب شاہ لقا سے
اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا جمہور جہان نوذر طوس بہادر شاہ تبرزن بادشاہ اسلام سے

رخصت لیکر مصاحب شاہ کے مقابل ہوا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے حسب و نسب اپنا بیان کیا اُسنے کہا کہ تونے
دین قدیم اپنا یعنے لات پرستی چھوڑ کر دین ہمہ یہ کیون اختیار کیا جمہور نے کہا او کافر جو دین حق تھا مین نے اختیار کیا
اور تو بھی مسلمان ہو نہین ذلیل ہوگا اُسنے کہا خیر معلوم ہوجائیگا لا حربہ پا کر سے جمہور بولا کہ ہم خدا پرست پیشدستی
نہین کرتے مصاحب شاہ نے نیزہ اُٹھا کر خبردار خبردار کہکر جمہور پر مارا جمہور نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر روکا
نیزہ بازی ہونے لگی ہنوز ختم نہوئی تھی کہ صحرا کیطرف سے بگولہ گرد کا اُٹھا اور وہ قریب آکر شق ہوا اسمین ایک گاے
برابر چار فیل مست کے پیدا ہوئی کہ دم اُسکی مانند عقد پروین کے چمکتی تھی اور دونون شاخین بھی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ نقرہ مصقول کی ہین کبھی اس ہیئت کی گاے کسی نے نہ دیکھی تھی صاحبقران نے فرمایا کہ یہی وہ گاے جو ہمنے
راہ مین اُس دریا کے اندر سے پکڑی تھی وہ بھی اتنی بڑی نہ تھی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین مگر وہ گاے آکر جمہور اور
مصاحب شاہ کے بیچ مین حد فاصل بنکر کھڑی ہوئی پشت مصاحب شاہ کیطرف کی اور منہ جمہور کیطرف
کرکے حملہ آور ہوئی جمہور نے ایک تبر اُسپر مارا گاے نے شاخ پر روک کر اپنی شاخ جو جمہور پر ماری مرکب سے
گرا اُس گاے نے جمہور کو سینگون سے اُٹھا کر اپنی پشت پر ڈال لیا اور صحرا کیطرف لیے ہوئے چلی گئی مصاحب شاہ
پھر سوار نے طلب کیا ابکی مرتبہ فضل بن کیا ہو خون آشام مقابلے کو آیا ہنوز مصاحب شاہ سے گفتگو ہو رہی تھی
کہ وہی گاے پھر پیدا ہوئی اور فضل کو بھی اسیطرح اُٹھا کر لیگئی غرض شام تک بارہ سردار گرفتار ہوئے طبل
بازگشت بجا دونون لشکر پھرے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے امیر نے فرمایا کہ عجب طرح کا سانحہ ہے کہ کبھی یہ نہ دیکھا تھا
کہ گاے پہلوانون کو اُٹھا لیجائے سبھون نے عرض کیا کہ ای شہریار فی الواقع ایسی بزرگ جثہ اور زبردست گاے
نہین دیکھی عمرو نے کہا حمزہ یہ گاے نہین ہے کوئی ساحر ہے یہی باتین ہو رہی تھین کوئی دو گھڑی رات گئی تھی کہ غلغلہ
ہوا لوگ غل مچاتے ہوئے برابر بارگاہ شاہی کے پہونچے امیر نے کہا کہ یہ شور کیسا ہے دریافت کرو لوگون نے جا کے
پوچھا انھون نے کچھ جواب نہ دیا ہرچند پوچھا وہ کچھ نہ بولے آخر امیر خود سوار ہوکر کفار کے لشکر کیطرف آئے دیکھا
کہ گرد لشکر کے فوج بیسرون کی ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوئے حلقہ باندھے ہوئے محاصرہ کیے ہوئے کھڑی ہے فرمایا
کہ یہی واجب القتل کون لاؤ جب وہ آیا اُس سے فرمایا کہ تو ان بیسرون مین سے نکل کر اسطرف جا تجھے کوئی پھر قتل
نہ کریگا وہ قید سے رہا ہوکر چلا جب اُن بیسرون کے پاس پہونچا اُنمین سے دو بیسرون نے جدا ہوکر اس شخص کو
پکڑ کر چیر کر پھینک دیا اور پھر وہ جا کر اپنی صف مین لگ گئے امیر یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئے عمرو بولے کہا ای
شہریار انھون نے گویا ہم سبکو قتل کیا ہے اور ایسی قید ہے کہ ایک متنفس باہر نہین جاسکتا تمام لشکر مقید ہے فرمایا
جو مرضی الٰہی دو پہر رات گئے اُن بیسرون کے ہاتھون مین خود بخود گولے آتشین روشن ہوگئے اور وہ اُن گیندون کو
جانب آسمان اُچھالتے تھے وہ گیند شق ہوتے تھے اور اُنمین سے ہزارہا ستارے گرتے ہوئے معلوم ہوتے تھے
صبح تک یہی تماشا رہا دو گھڑی رات رہے سے وہ بیسر غائب ہوگئے مصاحب شاہ نے رات کو طبل جنگ
بجوایا تھا صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے اُس روز بھی اُس گاے نے شام تک بیس سردار
گرفتار کیے شام کو دونون لشکر پھر گئے مگر بختیارک نے جو خبر بیسرون کی سُنی نہایت خوش ہوا کہا کہ یہ قید لشکر
حمزہ کے واسطے خوب ہے اور مصاحب شاہ سے پوچھا کہ اِس گاے کی حقیقت صحیح صحیح بیان کرو اور یہ بیسر یہ
کیسے ہین انکی حقیقت کہو اُسنے کہا کہ ای مالک جی یہ سب عنایت اور مہربانی خداوند فرعون شاہ کی ہے مجھے نہین معلوم
کہ یہ گاے کون ہے اور بیسر یہ کہانسے آئے ہین بختیارک نے کہا کہ اب لشکر حمزہ پر جسوقت زیادہ تباہی آئیگی

تو مرشد کامل جستجو کرینگے معلوم ہو جائیگا مصاحب شاہ بولا ملک جی مرشد سے کیا ہو سکیگا اب دو چار دن میں
خاتمہ ہی لشکر حمزہ سے ایک متنفس زندہ نہ بچیگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ القصہ ذکر لڑائی مصاحب شاہ کی اور آنا کہ
اور پکڑ لیجانا سرداروں کا اور شب کو محاصرۂ میدان کا رہتا تھا کوئی جستجو کو نکلکر جا نہ سکتا تھا چند روز میں تمام لشکر اسلام
اسیر ہو گیا صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور دو چار شیر سلطنت رہگئے تھے مشورے ہونے لگے کہ کیا کیجیے
جو اس بلا سے بچیے آخر کو امیر نے رقعہ پچاس ہزار کا لکھکر صحن بارگاہ میں پھینکا فرمایا کہ جو کوئی اصلاح اسکا
کرے یہ رقعہ اسکا ہی عمرو نے رقعہ اٹھا لیا اور کہا کہ نقد روپیہ مجھے عنایت ہو تو میں جاتا ہوں امیر نے اسیوقت روپیہ
نقد منگوا کر دیدیا عمرو اسباب عیاری اپنے خیمے سے لیکر روانہ ہوا جدھر سے وہ گانے کی آواز آتی تھی اسیطرف چلا تمام
صحرا چھان مارا انھیں نشان نپایا قریب شام ایک تالاب پر پہونچا کہ تالاب بہت بڑا ہی اور گرد اسکے سبزہ ہی گلہائے
رنگا رنگ پھولے ہوئے ہیں درخت میوہ دار لگے ہوئے ہیں ہوا سرد چل رہی ہی چاند آسمان پر نکلا ہوا ہی
چاندنی چھٹکی ہوئی ہی عمرو بحالت یاس و نا امیدی میں چادر بچھا کر وہان بیٹھ گیا اور کئی قفلیان درست کر کے
بآواز حزین کچھ گانے لگا کوئی دو گھڑی رات گاتے ہوئے گذری تھی کہ پانی نے تالاب کے جوش مارا اور شق ہوا
اس پانی میں سے ایک تخت نکلتے نظر آیا کہ اسپر ایک جوگی بیٹھا ہوا تھا جٹا اسکی خاکستری بھبھوت منہ پر ملا ہوا آنکھیں
لال جنیو گلے میں پڑا ہوا بہت بازوؤں پر بندھے ہوئے قشقہ ماتھے پر کھنچا ہوا ٹیکا سیندور کا دیا ہوا ہندرے کانوں میں
پڑے ہوئے کوئی اسی نوے برس کا سن القصہ وہ تخت سے اتر کر عمرو کے پاس آیا عمرو اسے دیکھکر ڈر گیا مگر وہ
آکر چپکا بانسری سنا کیا بعد اسکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہ میرے ساتھ چل عمرو نے کہا کہ میں پانی میں کیونکر آؤں کہا کہ
تو آتو سہی تجھے پانی نہ معلوم ہوگا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر تالاب پر مارا کہ وہ پانی جم کر مانند تختہ بلور کے ہو گیا
عمرو اسکے ساتھ آیا دیکھا کہ ایک دروازہ ہی اسکے اندر زینہ بنا ہوا ہی اندر اسکے گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت نما ہی
آگے بڑھا ایک بارہ دری چھت پردوں سے آراستہ دیوار گیریاں جھاڑ کنول بے انتہا لگے ہوئے نظر آئے فرش
کیا ہوا دیکھا مسند بچھی ہوئی پائی شمعیں کافوری فروزاں تھیں اسباب عیش مہیا وہ جوگی مسند پر آکر بیٹھا عمرو کو
اپنے سامنے بٹھایا آپ کھانا کھایا عمرو کو کھلایا اور کہا کہ اب میرے سامنے نوکری کر میں تجھے دولت دنیا سے
نہال کر دونگا اور تو روتا کیوں ہی حال اپنا بیان کر عمرو نے کہا کہ پہلے آپ اپنا نام نامی مجھ سے بیان کیجیے اور یہان
صحرا میں تنہا رہنے کا سبب کیا ہی یہ فرمائیے تو پھر میں عرض کرون اسنے کہا کہ نام میرا گاؤ آتشبار جادو ہی ہمیشہ
میں تنہا رہتا ہوں عیال و اطفال میرے سب ہیں مگر مجھکو تنہائی پسند ہی اور مجھکو بصورت اصلی سوا تیرے اور کسی نے
نہیں دیکھا میں پوست گاؤ میں رہتا ہوں اب تو اپنا حال بیان کر عمرو نے کہا کہ میں کلانوت تھا خاندان کیان کا
خدا پرستوں نے وہ گھر برباد کیا میں تباہ ہوا وہانسے ہزارہا روپے مجھے ملتے تھے خوش و خرم تھا اب کوئی پوچھتا
نہیں نان شبینہ کو محتاج ہوں ہاں یہ خدا پرست غارت ہوں تو پھر کوئی ہمیں پوچھے انکے دور میں تو ہمیں گردش ہی
اور باتیں کرتے کرتے عمرو نے دیکھا کہ کچھ کوٹھے مقفل ہیں پوچھا کہ ان میں کیا خزانہ سرکار کا ہی اسنے کہا کہ ای کلانوت
میں لشکر حمزہ کا کام تمام کر چکا ہوں اب ایک دو روز میں خاتمہ ہی اور ان کوٹھیوں میں سب سردار حمزہ کے
قید ہیں میں جا کر انھیں پکڑ لایا ہوں عمرو نے کہا کہ خدا آپ کا بہت سا بھلا کرے کہ آپنے ان مفسدوں کو غارت کیا
گاؤ آتشبار جادو نے کہا کہ ای کلانوت اب تو پھر اسیطرح سے بانسری بجا کر گا جسطرح وہان بجا رہا تھا عمرو بولا کہ
اعلی اعلی مراتب رہیں بلیان لوں ابکی اس سے بہتر بجاؤنگا گاؤنگا ادھر وہ تو میں گاتا تھا اپنے حال پر روتا تھا

اب آپ مجھسے سنیے اور بانسری کی قفلیان درست کرکے بجانے لگا یہ حالت اُسکی ہوئی کہ مست ہوگیا جھومنے لگا عاشق
ہوگیا ایک دو گھڑی بجاکر عمرو چپ ہوا اُسنے کئی ہزار دینار عمرو کو دیے اور کہا کہ پھر بجاؤ عمرو پھر بجانے لگا اور گانے لگا
جب چپ ہوا ابکی بالا مروارید کا گلے سے اُتار کر دیا اور کہا کہ پھر گاؤ عمرو نے پھر بانسری ہاتھ مین لی اب آتشبار جادو
روپیہ اشرفی جواہر دیتا جاتا ہی اور فرمائش کرتا جاتا ہی کہ گاتے جاؤ اس اثنا مین عمرو نے اپنی بغل مین سے گلابی
شراب کی نکالی اور منھ اُسکا کھولا خوشبو جو اُسمین سے نکلی وہ جادوگر بیچین ہوگیا کہا کہ اسمین سے تھوڑی سی
مجھے دے عمرو نے کہا میان لون یہ تو میری زندگی کا سہارا ہی ہم لوگ اسے جیون مول بوٹی کہتے ہین یہ اگر نہ ملے گی
تو مرجاؤنگا اُسنے کہا کہ مین تجھے بہت سی بنوا دونگا کہا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے آپ منھ کھولین مین اپنے ہاتھ سے
آپ کے منھ مین ڈالدونگا اُسنے آنکھین بند کرلین منھ کھولدیا عمرو نے تمام گلابی منھ مین ڈالدی اور کہا کہ یہ منھ آپکا
کاہیکو ہی غار ہی سب گلابی اُنڈل گئی اب مین کیا کرونگا کہا کہ صبح کو قرابے کے قرابے تجھے منگوا دونگا عمرو پھر گانے لگا
وہ سنتے سنتے عالم مستی مین ناچنے کو اُٹھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا عمرو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا نکالکر خنجر
گلے پر اُسکے رگڑا دیا پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ رویین تن ہی ایک دو پتھر بڑے بڑے ڈھونڈھکر لایا ایک اُسکے سر تلے
رکھا دوسرا اوپر سے پھراکر جو مارا تو سر اُسکا پاش پاش ہوگیا وہ واصل جہنم ہوا آندھی چلی زمانہ تاریک ہوگیا
غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہرمرگاد آتشبار جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا
کہ باغ کسی وقت کا پرانا ہی اور بارہ دری بھی نہایت کہنہ ہی مگر کوٹھے بند ہین عمرو بھی کلانوت کی صورت بنا ہوا
قیدیون پاس گیا کہ مین کلانوت ہون ہرمرگاد آتشبار جادو کا تمھاری نگہبانی کیواسطے مقرر ہوا ہون اگر تم سب
مجھے زر نقد عنایت کرو تو مین تمھین قید سے چھوڑدون سبھون نے کہا کہ ہمارے پاس یہان روپیہ کہان ہی جو دین کہا کہ
لکھدو لشکر حمزہ مین پہونچکر دیدینا سبھون نے کہا کہ ہمارے پاس قلم دوات کہان اسنے کہا کہ وہ بھی موجود ہی
غرض سبھون سے نوشتہ لکھواکر مہر کرواکر اپنے پاس رکھا بعد اُسکے ظاہر کیا کہ مین عمرو بن امیہ ضمری ہون مارا
ہرمرگاد آتشبار جادو کو باہر آؤ دیکھو لاش اُسکی پڑی ہی سب بہت خوش ہوے عمرو نے تمام مال و اسباب
ہرمرگاد آتشبار جادو کا لیکر نذر زنبیل کیا اور سب سردارون کو ساتھ لیکر پہر رات رہے سے
لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا یہان طبل جنگ بجا ہی صبح کو لقا اور مصاحب شاہ سوار ہوے
میدان کیطرف چلے بختیارک کو پرچہ گذرا کہ آج رات کو وہ بہیرے نہین آسکے بختیارک نے پوچھا کہ اے
مصاحب شاہ بس یقین جانو کہ آج وہ گاے بھی نہ آئیگی اور لقا سے کہا کہ یہانکا بھی خاتمہ ہوچکا جہان
بھاگنا ہو بھاگو لقا نے ایک دھول بختیارک کے ماری کہ کیا واہی بکتا ہی ادھر مصاحب شاہ خفا ہوا کہ عجب
طرح کی فال بد تو منھ سے نکالتا ہی القصہ دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے مصاحب شاہ میدان مین
آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام مین سے شاہزادہ علمشاہ رومی بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر مقابلے کو آکر
لگاوزن ہوا کہ مصاحب شاہ گرد برد ہوگیا مسل کر دونون مین مرکب کو پھر مقابل ہوا مصاحب شاہ
نام پوچھا علمشاہ نے نام اپنا بیان کیا مصاحب شاہ نے کہا کہ اے پسر حمزہ اپنے اوپر رحم کر آ فرعون شاہ کو
سجدہ کر لقا کی طاعت مین رہ بلکہ حمزہ کو بھی سمجھا کر لے آ اسمین تیرے واسطے بہتری ہی علمشاہ نے کہا او کافر ہم لعنت
کرتے ہین فرعون شاہ پر جو تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر مصاحب شاہ نہایت برہم ہوا اور اُٹھا کر
نیزہ شاہزادے پر مارا علمشاہ نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری شاہزادے نے جھپکی سپر

تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھہ ڈالدیا زور کشمکش ہونے لگے آخر کار علمشاہ نے اُسے اُٹھالیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر
مارا چڑھکر چھاتی پر مشکین باندھ لین ہرچند مصاحب شاہ صحرا کیطرف دیکھا کیا وہ گاے نہ آنا تھی نہ آئی بختیارک نگارا
ای مصاحب شاہ آن گاو را قصاب برد آن قصاب حرامخوار مرداب گاے نہ آیگی ہمنے تو بلبیرن کی خبر سنکر پہلے ہی کہدیا
تھا اب تم جاؤ اسلام لاؤ ہم بھی رخصت ہوتے ہین لیکن ادھر علمشاہ نے جسوقت مصاحب شاہ کو پکڑ لیا فوج
مصاحب شاہ کی علمشاہ پر دوڑ پڑی شاہزادہ نے حملہ آور ہوا لشکر مصاحب شاہ سے لڑائی ہو رہی تھی کہ عمرو
بھی مع سرداران لشکر اسلام پہونچا شر یک جنگ ہوا انجام کار کفار شکست کھا کر بھاگے اہل اسلام تعاقب مین چلے
آئے اندر قلعے کے لڑائی ہونے لگی قلعے والے قتل ہونے لگے یہانتک کہ رعایا نے دوہائی حمزہ صاحبقران کی کھینچی
امیر نے فرمایا کہ اب اہل قلعہ کو نہ قتل کرو یہ سب بیخطا ہین عمرو نے سفید مہرہ بجایا قتل و قمع موقوف ہوا بادشاہ اسلام
ایوان شاہی مین آکر تخت پر جلوہ افروز ہوے مصاحب شاہ کو سامنے بلوایا تلقین بدین اسلام کیا وہ از سر صدق
مسلمان ہوا عمرو نے گاو آتشبار جادو کے مارنے کا حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوے خلعت دیا عمرو نے نوشتہ
سرداروں کا سامنے کیا امیر نے فرمایا کہ بھئی تمنے محنت کی ہے یہ بھی روپیہ خزانے سے لو اور رقعہ خزانچی کے نام
لکھکر دیا عمرو دعائین دیتا ہوا رقعہ لیکر گیا اور روپیہ خزانچی سے گنوا کر داخل زنبیل کیا غرض تمام شہر
مصاحب شاہ کا اسلام آباد ہوا جابجا مسجدین بنین بت خانے ٹوٹنے لگے اذان کی آواز بلند ہوئی سکہ بادشاہ اسلام
نام پر جاری ہوا امیر نے جشن کیا ہے صبح کا وقت ہے قلعے سے باہر تشریف لائے ہین کنارہ دریا کے بیٹھے ہوے سبزہ کی
کیفیت دیکھ رہے ہین کہ دور ایک سیاہی معلوم ہوئی غور سے دیکھنے لگے جب وہ سیاہی نزدیک آئی دیکھا تو جہاز ہین
جسوقت وہ جہاز قریب آئے تو دیکھا کچھ لوگ سیاہ پوش ہین اور ایک تابوت سیاہ بیچمین رکھا ہوا ہے یہانتک کہ جہاز
کنارے پر آلگے اب پہچانا کہ یہ ترک خاوری ہین غرض ماموں قاسم کے حسن خان تہمتن خان الماس خان وغیرہ
لاش قیماس خان خاوری کی لیے ہوے سامنے امیر کشور گیر کے آئے قاسم کو دیکھکر خوش ہوے قدموں سے لپٹے
قاسم نے اُن سبکو گلے سے لگایا صاحبقران نے حال قیماس خان کا پوچھا کہ کسکے ہاتھ سے مارا گیا ہوا اُن سبھوں نے
ایرج کا خروج کرنا اور لندھور کا عاشق ہو کر ایرج کے ساتھ ہونا اور شہر فرنگوشیہ کا قتل ہونا اور قیماس خان کا
ایرج کے ہاتھ سے مارے جانا بیان کیا قاسم کو بڑا رنج ہوا ہاتھ باندھکر عرض کیا یا صاحبقران اب غلام کو رخصت ہے
کہ غلام جاکر اس آفتاب پرست کو گوشمالی معقول دے صاحبقران نے فرمایا کہ تامل کرو کل بہانسے جانا مگر بھئی ایرج کو
اپنے مقدور بھر مار ڈالنے کا ارادہ نہ کرنا غرض قیماس خان کی لاش وہان دفن کروائی اور قاسم تیاری سفر مین مصروف
ہوا رات بھر علمشاہ اور بدیع الزمان دونوں قاسم کے پاس بیٹھے رہے یہی باتین ہوا کین کہ مدت کے بعد ملاقات ہوئی
تھی مگر پھر فلک تفرقہ انداز نے تفرقہ ڈلوا یا گلے ملتے تھے روتے تھے لوگ کہتے تھے کہ پیر و مرشد خدا جامع المتفرقین ہے پھر
ملادیگا غرض صبح کو قاسم تو گریان خاور آن ادھر راہی ہوا بدیع الزمان ادھر علمشاہ ادھر پھر آئے بعد قاسم کے
جانے کے امیر نے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ حال لقا کا بیان کرو کہ یہ کافر کدھر گیا ہے عرض کیا کہ لقا دربند مہرابیہ مین داخل ہوا
مہراب شاہ نے اُسکی دستگیری کی ہے فرمایا جلد ہمارا کوچ ہو دربند مہرابیہ کو غرض امیر حمزہ صاحبقران والا شان
مع لشکر نصرت اثر قطع منازل و طی مراحل کوچ بکوچ جانب دربند مہرابیہ تشریف ارزانی فرماتے ہین

اب دوسرے داستان چوتھی دربند مہرابیہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا بھاگ کر جب دربند مہرابیہ مین پہونچا مہراب شاہ اُسکو استقبال کرکے لیگیا دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا

بختیارک نے کہا ای محراب شاہ ہمارے تمہارے قبضے مین ایک ایسا شخص زبردست آتا ہی کہ کوئی اُس سے عہدہ برا نہین ہوتا تمام سلطنتین اور
خدائیان اُسنے برباد کردین ہمین یہانسے خداوند فرعون شاہ پاس جانے دو محراب شاہ نے کہا کہ اگر ہمسے کچھ نہ ہوسکیگا تو پھر آپ چلے
جائیگا بختیارک نے کہا کہ کچھ زبان سے تو کہیے کہ آپ نے کیا تدبیر کی ہی محراب شاہ نے کہا کہ جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا بختیارک نے
لقا سے کہا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ رات کو بھاگ کر یہانسے چلا گیا دوسرے روز محراب شاہ کو خبر ہوئی کہ لشکر حمزہ کا آپہونچا
دوسرے دن محراب شاہ تحفے اور نذر کی کشتیان ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے اور عرض کیا کہ شہریار ایک مشکل پڑی ہی اگر آپ
حل کیجیے تو غلام مسلمان ہو حضور عقدہ کشاے جہان ہین یہ بھی عقدہ حضور سے حل ہوگا فرمایا کہ بیان کرو عرض
کیا کہ شہریار یہانسے تین فرسخ پر ایک غار ہی کہ اسے غار جمشیدی کہتے ہین اور ایک دیو وہان رہتا ہی نام اُسکا
دیو اشکال ہی نہایت حرامزادہ بد افعال ہی اکثر آتا ہی اور شہر کے آدمیون کو کھا جاتا ہی اُسکے ہاتھ سے سب جان بلب
ہین اور اُس غار مین خزانہ جمشید ہی اُسکا وہ نگہبان ہی جو اُسے مارے گنج جمشید اُسکے ہاتھ لگے اور مشہور ہی کہ جو صاحبقران
ہوگا وہ اُس دیو کوماریگا امیر نے فرمایا کہ ای محراب شاہ کل ہم تمہارے ساتھ وہان چلینگے غرض دوسرے دن
امیر اُدھر کو روانہ ہوے جب وہان پہونچے دیکھا کہ غار عمیق ہی اور ایک طرف ایک چبوترہ بنا ہی کہ طولاً عرضاً کوئی
دو ہزار گز کا ہوگا اور گرد اُسکے سبزہ ہی گلہاے رنگا رنگ پھولے ہین ہواے سرد چل رہی ہی ایک دیو بر سنگ مین
پڑا ہوا سوتا ہی محراب شاہ تو خوف سے دیو کے دور رہ گیا تھا امیر نے پاس اُسکے جا کر نعرہ کیا کہ او کافر خواب
خرگوش سے بیدار ہو وہ دیو چونکا امیر کو دیکھا پکارا کہ او آدمزاد خداوند ابلیس نے تجھے میرے کھانے کے واسطے
بھیجا ہی امیر سے حلق مین کو دبا کر مین تجھے پلپلا کر نگل جاؤنگا دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ امیر نے کہا کہ او اجل رسیدہ
نہین جانتا تو مجھے کہ مین زلزلہ قاف کوچک سلیمان ہون آیا ہون کہ تیرا کام تمام کردون تو نے بہت یہانکے آدمیون کو
ایذا پہونچائی ہی دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ سنکر دیو اشکال بہت ہنسا کہا کہ تو نے نام زلزلہ قاف کا سن پایا ہی کہان
زلزلہ قاف جست آسمان پر بھی کہان تو مین تیری دھمکی مین نہ آؤنگا اور ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کر حلق مین ڈالے
جب ہاتھ دیو کا نزدیک امیر کے آیا پہونچے کے برابر سے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کھینچا اپنی طرف کو دیو بلبلا گیا اور سامنے امیر کے
جھک گیا امیر نے چاہا کہ گردن اُسکی پکڑین دیو کا ہاتھ چھوٹ گیا بھاگا پیچھے کو اور درخت شمشاد اٹھا کر امیر پر ماری امیر نے
وار خالی دی وہ زمین پر پڑی کہ زمین مین دراڑ آئی خاک دہلنے اُڑی دیو پکارا کہ آدمزاد گوشت تیرا خاک مین
ملکر کرکرا ہو گیا افسوس ہے مجھے کھانا بھی نصیب نہ ہوا امیر نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست کسکو تو نے مارا حریف
تیرا مین موجود ہون اور کھینچکر تیغ عقرب سلیمانی جو اُسکی کمر پر مارا دو ٹکڑے ہوگئے لاشہ اُسکا تڑپنے لگا
محراب شاہ پکارا شہریار سبحان اللہ اور آکر قدمون پر گرا مصدق ہوا ہاتھ چومے امیر اُس غار مین تشریف لیگئے
دیکھا تو کوٹھے مقفل ہین اُنھین کھولا تو زر و جواہر اُنمین بھرا ہوا تھا عمرو سے کہا کہ باربرداری لاؤ اور اسے یہانسے
لیچلو عمرو نے عرض کیا کہ شہریار آپ جو اجورہ باربرداری کا ہو وہ مجھے دیجیے مین مال آپکا پہونچادون فرمایا اچھا
کیا مضائقہ ہی عمرو نے سب مال زنبیل مین ڈال لیا اور لشکر مین آکر نصف امیر کو دیدیا امیر نے اجورہ اُسکا اور دیکر
عمرو کے حوالے کی محراب شاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا تمام شہر محرابیہ اسلام آباد ہوا ایک روز امیر
کنارے دریا کے بیٹھے ہین کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا اور ہوا سرد چلنے لگی عجب کیفیت تھی کہ سیاہی ابر کی چھائی ہوئی
تھی کشتیان دریا مین چھوٹی ہوئی تھین نوارہ لوگ کھیل رہے تھے امیر نے فرمایا کہ صبح شکار کھیلنے کو جی چاہتا ہی
محراب شاہ نے کہا کہ پیر و مرشد یہان شکار وافر ہی فرمایا کہ اگر شکار یہان بہت ہی تو جنے وقف کر دیا جسکا جی چاہے

شکار کھیلنے عمرو نے جو وقفہ کا نام سنا اپنے شاگردون سے کہا کہ قراولون سے کہو کہ شکار پکڑ پکڑ کر لشکر مین بھیجین اور
منع کردو کہ کوئی قصاب آج لشکر مین گوشت نہ بیچے ہمارے شکار کا گوشت بکیگا غرض امیر عمرو کو ہمراہ لیکر
شکار کھیلنے مین مصروف ہوئے باقی اور سردار بھی اپنے اپنے رفیقون سمیت مشغول صید و شکار ہوئے کہ سامنے
امیر کے ایک ہرن بھاگا ہوا گذرا امیر نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالا جاتے جاتے ایک مقام پر اُس ہرن کو
صید کیا عمرو نے گوشت اوسکا نکالا اُسکے کباب کا ارادہ کیا امیر نے کہا کہ خواجہ وقت دوپہر کا ہی کوئی باغ کہین ہو
تو چلکر اُسمین ٹھہرین عمرو تلاش مین نکلا تھا کہ دور سے ایک باغ بہت تکلف کا دکھائی دیا عمرو آیا امیر کو ساتھ لیا آپ
خدمتگار کی صورت بنکر ہمراہ ہوا کہ شاید کوئی دشمن ہو تو مجھے نہ پہچانے غرض آکر باغ مین داخل ہوئے اب پھوار
پڑنے لگی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خوب ہوا جو ہم اس باغ مین چلے آئے نہین تو بھیگ جاتے عمرو نے کہا شہریار
درست ہی سیر کرتے ہوئے بارہ دری مین پہونچے آواز رقص و سرود کی کان مین آئی دیکھا تو بارہ دری کے درون
پردے پڑے ہوئے ہین چلمنین چھوٹی ہوئی ہین امیر نے تلوار سے چلمن اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوگن بیٹھی ہی اور آگے
اُسکے رقص و سرود ہو رہا ہی اور وہ عالم محویت مین آنکھین بند کیے ہوئے بیٹھی ہی امیر بنگاہ اول اُسپر عاشق ہوئے
اور وہین سے کھڑے ہوئے دیکھا کیے اُسکو خبر بھی نہوئی کہ کوئی آیا ہی یا نہین بعد ایک ساعت کے امیر اوپر آنکے
آکر بیٹھ گئے عمرو بھی ہاتھ باندھکر پیچھے کھڑا ہو رہا بعد چار گھڑی کے جب وہ رقص و سرود موقوف ہوا جوگن نے سر اٹھا کر
امیر کو دیکھا مائل و مبتلا ہو گئی پکاری کہ عشق اللہ ہی ابھی بات بھی نہونے پائی تھی کہ آواز نقارے کی دروازۂ باغ پر
آئی جوگن نے امیر سے کہا کہ آپ ذرا ہٹ جائیے ایک شاہزادی میری ملاقات کو آتی ہی گھڑی بھر ٹھہر کر چلی جائیگی آپ پھر
تشریف لے آئیگا امیر وہانسے ہٹ گئے جوگن نے اپنے کو بنایا سنوارا بعد ساعت بھر کے ایک زن خردسال نہایت
خوش جمال سکھپال مین سوار ہے پہونچی اور پیچھے اُسکے کچھ پالکیان اُنپر کچھ عورتین سوار تھین یہانتک کہ وہ زن جمیلہ
سکھپال سے اُترکر جوگن کے سامنے آئی اور کئی ہزار دینار سرخ نذر دیے جوگن نے بہت سی شفقت اُسپر فرمائی تھی۔
اسکے وہ جوگن پاس سے باہر آئی ہنڈولہ وہان کھڑا ہوا تھا اُسپر بیٹھی گانا شروع ہوا لیکن امیر جو باغ سے باہر آئے بیقرار
ہین کہ کیونکر اندر جاؤن اور تماشا اُن صحبت کا کسطرح دیکھون عمرو سے کہا کہ خواجہ کسیطرح تم مجھے اندر باغ کے لیچلو
کہ مین ایک نگاہ جوگن کو دیکھ لون عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ جوگ مجھے بجوگ کا معلوم ہوتا ہی خدا جانے اسکی محبت کا کیا انجام
ہوگا اور حمزہ اب تو بوڑھا ہو چکا عشق و عاشقی تجھے زیبا نہین ہر شی سن سے تعلق رکھتی ہی چل یہانسے اپنے لشکر کو امیر نے
کہا کہ خواجہ دلپر کچھ اجارہ نہین ہی مین نہایت بیچین ہون واللہ جبتک مطلب دلی اس جوگن سے حاصل نہ کر لونگا
یہانسے ہرگز نہ جاؤنگا عمرو نے کہا کہ یہ کہو بڑھاپے مین جنون ہوا ہی بڑ بھس لگا ہی امیر نے کہا کہ تم کچھ ہی کہو میری جان پر
صدمہ ہی عمرو نے کہا کہ یہ عشق ہی کوڑی خرچ نہ کرینگے اور معشوق پاس جائینگے وہی مثل ہی زر نیست عشق ٹین ٹین
امیر نے کہا کہ خواجہ روپیہ تو یہان نہین ہی مگر تم مجھسے لکھوا لو لشکر مین چلکر لے لینا غرض عمرو نے دو ہزار کا رقعہ لکھوا کر
مہر کروا کر اپنے پاس رکھا اور کہا کہ حمزہ مین تدبیر کر لون تو لیچلون یہ کہکر سامنے سے چلا گیا ایک ٹیلا تھا اُسکی آڑ مین
جاکر رنگ و روغن عیاری کا نکالکر صورت اپنی ایک جادوگر کی بنائی اور ایک اژدہا مصنوعی کا بنایا اُسپر سوار ہو کر سامنے
صاحبقران کے آیا امیر نے جو دیکھا کہ ایک جادوگر چلا آتا ہی جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنا شروع کیا مگر مطلق اسم اعظم
نے اُسپر اثر نہ کیا وہ اژدر سوار قریب آیا امیر تلوار پکڑ کر اُٹھے عمرو قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ حمزہ کیا مجھے مار لیگا اب انہین
معلوم ہوا کہ عمرو ہی فرمایا کہ بھئی عجب صورت تمنے بنائی ہی تمسے بہتر عیار نہین ہوگا عمرو نے امیر سے کہا کہ حمزہ تو بھی

صورت اپنی تبدیل کر فرمایا کہ جو صورت تم چاہو بناؤ تمہیں اختیار ہے عمرو نے امیر کو بھی صورت جوگی کی بنا کر پیچھے اژدہے پر
سوار کر لیا اور کل جو اُس اژدہے کی موڑی وہ باغ کے اندر آیا جھوٹ نے ساحر جانکر تعظیم دی تو فقیری عمرو نے جوگن کیطرف
دیکھکر کہا کہ بچہ خوش رہو جوگن نے کہا کہ باباجی پالاگون درشن آپکے سے آپ نے قدم رنجہ فرمایئے عمرو اژدہے سے اُترا امیر کا
ہاتھ پکڑ کر جوگن کے پاس آکر بیٹھا جوگن نے جام شراب کا دیا اُسنے کہا کہ بچہ میں نے بڑے بڑے ساحروں کی آنکھیں
دیکھی ہیں ہمنشین سامری و جمشید ہوں تم مجھے کیا جام دیتی ہو جوگن عمرو کی باتیں سُنکر بہت محظوظ ہوئی اور پھر جام
دیا کہ اسے تو پیجیے عمرو نے پھر نہ لیا غرض دونوں میں خوب گفتگو ہوئی اس اثنا میں وہ شاہزادی جو آئی تھی سوار ہوکر
چلی گئی کسیکو اُسکے جانیکی خبر بھی نہوئی امیر نے عمرو کے کان میں کہا کہ خواجہ مجھے تم اسکے سپرد کردو میں نے اسکی محبت میں
فقیری اختیار کی مجھے کسی سے سروکار نہیں ہے مجھے اسے دیکر تم لشکر کو چلے جاؤ کئی مرتبہ مجبور ہو کر کہا عمرو نے جواب دیا
کہ حمزہ چپ رہو اس سے حاصل کیا ایسا نہو کہ افشاے راز ہو جاے اور ہم تم دونوں گرفتار بلا ہو جائیں آخر کار عمرو نے
جام شراب کا لبریز کرکے بیہوشی اُسمیں ملا کر جوگن کے ہاتھ میں دیا جوگن نے اُسکے ہاتھ میں لیا منہ کے برابر لائی چاہا کہ پیے
کہ بو دارو سے بیہوشی کی دماغ میں پہونچی جام کو نہ پیا دیکھا امیر اور عمرو کو کہا کہ خوب ہوا کہ تم تشریف لائے میں تو مشتاق
تمہاری بیٹھی تھی میں نے تمہیں پہچانا کہ تم عمرو ہو اور یہ امیر ہیں تمہیں نے تو میرے باپ گاؤ آتشبار جادو کو مارا ہے میں
تمہیں ڈھونڈھتی پھرتی تھی اب تم کہاں میرے ہاتھ سے بچکر جاتے ہو تو سہی نام میرا سلسلہ جادو ہے اپنے باپکے خون کے
عوض میں تمہیں اسطرح ماروں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمہارے حال پر گریہ وزاری کریں اور مجھکو ذرا رحم نہ آئے
امیر کو جو یہ معلوم ہوا کہ ساحرہ ہے نفرت کلی ہوگئی عمرو نے خنجر کھینچا کہ مارے اُس لگانہ پر ہاتھ خشک ہو کر رہگیا اور
اُس ملعونہ نے چند دانے ماش کے پڑھکر مارے کہ زبان امیر کی بھی بند ہوگئی بعد اسکے اُسنے دستک دی نام لیکر شمشاد جادو
کو پکاری دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل پیدا ہوا سلسلہ جادو نے کہا کہ ای شمشاد جادو
میں نے عمرو کو تجھے دیا تو لیجا اسکے کباب کرکے کھا شمشاد جادو زنگی تو عمرو کو لیکر چلا گیا اور سلسلہ جادو نے امیر کو
اپنے پاس لاکر بٹھایا کہا کہ ای حمزہ تو میرے اوپر عاشق ہوا ہے میں بھی تجھسے محبت رکھتی ہوں گو کہ تیرے باعث سے باپ میرا
قتل ہوا مگر محبت سے میں تجھسے کچھ کہ نہیں سکتی آ تجھسے مصاحبت ہو امیر نے کہا ای سلسلہ جادو پہلے بیشک مجھکو محبت
تیرے ساتھ ہوئی تھی مگر اب جبسے مجھے معلوم ہوا کہ تو ساحرہ ہے نفرت کلی ہوگئی اگر تو دین اسلام کو قبول کرے اور سحر کو
ترک کرے تو میں تجھسے مصاحبت ہوں اُسنے کہا کہ ای حمزہ ایک تو تو نے میرے باپ کو مارا اور دوسرے سوال اسلام کا کرتا ہے
معلوم ہوجائیگی کیفیت دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہوں یہ مستعد قتل امیر ہوئی لیکن عمرو کو ادھر شمشاد زنگی وہاں سے
کھینچتا ہوا لایا کہ او ساربان زادے تو نے ایک زمانے کے ساحروں کو مارا ہے سب کا خون تیری گردن پر سوار ہے دیکھ تو
تجھے کسطرح سے مارتا ہوں اور چار میخیں گاڑکر اُسمیں عمرو کو باندھا اور کوئلے برابر عمرو کے سُلگاے چھریاں کانٹے
سیخچے چمچے نمکدان لاکر رکھے چھری ہاتھ میں لی تھی کہ گوشت عمرو کا کاٹکر کباب کرے عمرو نے دیکھا کہ قضا تیری برابر ہوگئی
لگا رو رو کر دعا مانگنے کہ ای خالق ارض وسما بچا مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بس بلبلا کر دعا مانگتا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت
بیٹھا الہی نے دروازہ ہلایا شمشاد زنگی نے دروازہ کھولا دیکھا کہ فضل جادو ہے کوکا ملکہ جادو کا اُسنے جو عمرو کو جو دیکھا
بندھے ہوئے پایا پوچھا کہ او شمشاد کیوں تو نے اسے باندھا ہے کہا کہ ملکہ سلسلہ جادو نے مجھے اسکو دیا ہے کہ کباب کر
کھا جاؤں فضل نے کہا کہ وہ لکاتہ کہاں ہے میں آیا ہوں اُسکے بیخ مارنے یہ کہکر ایک ناریل شمشاد زنگی پر مارا مانند گیند کے
اُسکے سینے پر لگا کہ پشت کو توڑ کر پار گزر گیا شمشاد واصل جہنم ہوا فضل نے عمرو کو کھولا اور پوچھا کہ خواجہ امیر کہاں ہیں

عمرو نے کہا ای فضل اُس بارہ دری مین سلسلہ جادو کے پاس قید ہین نہین معلوم اُسنے کیا سلوک اُنکے ساتھ کیا
فضل بولا چلیے مین اُس ناکاتہ کو مارونگا یہ دونون بارہ دری مین آئے پردہ اُٹھا کر اندر گئے دیکھا کہ سلسلہ جادو
تو نہین ہی مگر امیر کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اور تمام ایوان مین خون بہ رہا ہی عمرو نے ایک چیخ ماری اور پکارا کہ ای آقاے
عمرو ای مولاے عمرو ہاے یہ تجھکو کیا ہوا کسی سفر مین تونے مجھے نہین چھوڑا سب جگہ تو مجھکو ساتھ لیے گیا اس سفر مین
مجھکو ساتھ نہین لیا عمرو بعد تیرے زندگی نکریگا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے کہ فضل جادو عمرو سے
لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ یہ کیا کرتے ہو لاش تو اُٹھا لیچلکر اُنکے وارثون تک پہونچاؤ پھر جو چاہنا کرنا آخری خدمت اپنے
آقا کی ادا کر لو یہ کہکر فضل بھی روتے روتے بیہوش ہو گیا عمرو فضل کو ہوش مین لایا اور کہا کہ ای فضل ہمکو
سمجھاتے تھے یا اپنی جان دیے دیتے ہو بھلا ہوش مین آؤ اور عمرو نے سر اُس افسر عالم کا اُٹھا لیا مُنہ سے مُنہ ملنے لگا
فضل لاش سے امیر کی لپٹ گیا القصہ لاش کو چارپائی پر ڈالکر باہر لائے وہان اشقر دیوزاد کھڑا ہوا تھا عمرو نے
پکار کر کہا کہ ای اشقر آقا تیرا عدم کو سفر کر گیا ہم تو بے وارث ہو گئے یہ لاش ہی اُسکی اشقر نے جو لاش دیکھی زمین پر
گر لوٹنے لگا سر پٹکنے لگا عمرو آکر اشقر سے لپٹا کہا کہ ای اشقر لاش اپنے آقا کی لشکر مین پہونچا تو پھر ہم تم دونون
حمزہ پاس چلینگے یہ کہکر لاش صاحبقران کی اشقر پر ڈالی اور کہا کہ ای اشقر بعد حمزہ کے زندگی بدتر از مرگ ہی غرض
بچشم اشقر کو لے لیا اور دہنے بائین طرف عمرو اور فضل جادو گریان و نالان روانہ ہوے مگر حال سُنیے
سلسلہ جادو کا کہ اُسنے ایک پتلہ ماش کے آٹے کا امیر کی صورت کا بنا کر ذبح کر کے ڈال گئی تھی اور آپ عقاب کی صورت
بنکر امیر کو پنجے مین پکڑ کر ہوا پر دہ ظلمات کو جاتی تھی اور امیر بیہوش تھے کہ بحکم خالق عز و جل اُسی راہ سے گہرزاد
لشکر دیوون کا لیے ہوے چلا آتا تھا کہ دیکھا ایک عقاب کے پنجے مین ایک آدم لٹکا ہوا چلا جاتا ہی دیوون سے کہا
کہ اس جانور کو مع آدمی لاؤ مقرر یہ کوئی ساحر ہی دیو دوڑے اُس عقاب نے چاہا کہ بچ کر نکل جاے ممکن نہو قصد
سحر کیا تھا کہ دیو نے آکر گلا اُسکا دبا یا اور اُسکے پنجے سے صاحبقران کو لیا سامنے گہرزاد کے لائے گہرزاد نے
صاحبقران کو پہچانا کہا کہ غضب ہوا تھا کہ پدر بزرگوار کو پکڑ لیے جاتا تھا امیر کو مسند پر لٹایا وہ جو دیو اُس ساحرہ کو
پکڑے ہوے تھا اُسکی چٹکی پٹی تھی گہرزاد نے اُس دیو سے کہا کھا جا اُسے بس وہ دیو اُس ناکاتہ کو چلو مین
رکھ گیا اب صاحبقران ہوش مین آئے گہرزاد نے اُٹھکر سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا امیر نے پوچھا وہ جوگن
کہان ہی اُسنے عرض کیا کہ ایک عقاب حضور کو پنجون مین لیے جاتا تھا غلام نے اُس سے حضور کو چھڑا یا اور وہ
عقاب ایک ساحرہ تھی اُسے دیو کھا گیا امیر بہت خوش ہوے اور تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ زندگی تھی کہ تم
پہونچ گئے نہین تو یہ ناکاتہ خدا جانے کیا سلوک کرتی اور ای گہرزاد عمرو بھی گرفتار ہوا تھا اُسکا حال کچھ معلوم ہی عرض
کیا کہ غلام آگاہ نہین فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو عرض کیا کہ ہمشیرہ ملکہ قمر لقیہ سلطان قہقہہ سرچشمے پر گئی ہین
غلام اُنکی کمک کیواسطے جاتا تھا راہ مین حضور کو دیکھا کہا کہ اچھا ہمین جلد ہمارے لشکر مین پہونچاؤ تم جہان
جاتے تھے اُدھر جاؤ گہرزاد نے اُسیوقت صاحبقران کو تخت پر سوار کروایا دیوون سے کہا کہ جا کر قبلہ و کعبہ کو
پہونچا آؤ دیو اُسیوقت امیر کو لیکر روانہ ہوے جب بارگاہ شاہی مین پہونچے دیکھا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہین ہی
سناٹا پڑا ہی اور باہر بھی کوئی نہین معلوم ہوتا اور لشکر مین ایک حشر برپا ہی فراشون سے پوچھا کہ بادشاہ اسلام
کہان گئے ہین سب سردار کیا ہوے یہ غلغلہ رونے کا کیسا ہی اُسنے عرض کیا کہ پیرو مرشد حضور کے دشمنون کے
مارے جانے کی خبر آئی تھی کہ عمرو لاش لیے ہوے آتا ہی سب روتے پیٹتے بحال تباہ گئے ہوے ہین امیر نے فرمایا

کہ مین تو زندہ و سلامت ہون تم جلد جاکر اُن سبکو خبر کرو کہین ایسا نہو کہ کوئی غم مین میرے ہلاک ہو جائے فوراً یہانسے
روانہ ہوے اُدہر بادشاہ اسلام اور بدیع الزمان اور علمشاہ وغیرہ آکر لاشہ صاحبقران سے لپٹے ہین ایکبار
منہہ سے منہہ ملرہا ہی خون سے لیکر اپنے چہرے پر لگاتا ہی عمرو کے اور اشقر کے روتے روتے آنسو خشک ہوگئے ہین
فضل چپ اور سُن چلا آتا ہی تمام لشکر خاک سر پر اڑاتا ہی کہ اس اثنا مین لوگ پہونچے اور عرض کیا کہ صاحب یہ کیا
بدشگونی ہی امیر تو زندہ و سلامت بارگاہ مین موجود ہین کسیکو یقین نہ آیا بادشاہ اسلام نے مقبل سے کہا کہ تم جاکر
دیکھو یہ سچ کہتے ہین یا جھوٹ مقبل یہانسے روانہ ہوا ادہر امیر بارگاہ سے باہر نکل آئے ہین دروازے پر کھڑے
ہوے ہین جو دیکھتا ہی وہ حیران ہوتا ہی مارے خوف کے کوئی کچھ کہتا نہین کہ مقبل پہونچا دیکھتے ہی قدمون سے آکر
لپٹا عرض کیا کہ شہریار خبر آپکی سلامتی کی سنکر کسیکو یقین نہین آتا فرمایا کہ جاکر سبکو خبر دو مقبل خرم و شادان آیا
اور سبھون سے کہا کہ مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون پھینکو اس لاش کو عمرو نے کہا اے مقبل میری تسکین کیواسطے
کسی عیار نے یہ شعبدہ کیا ہوگا حمزہ زندہ کہان اور خوب رویا کہ اے آقا مجھے جلد اپنے پاس بلا لیجیے مگر صاحبقران
کو جو خبر ہوئی کہ حالت عمرو کی غیر ہی قریب ہی کہ ہلاک ہو جائے اُسوقت اُنھون نے نعرہ صاحبقرانی کیا کہ اے عیار الناس
مین زندہ ہون تم کسکی لاش لیے ہوے آتے ہو سردار جو گرد لاش کے حالت تباہ کر رہے تھے اب اُنکو ہوش آیا
عمرو کا بھی شبہ مٹا دوڑا قدمبوسی کو اُدہر سے صاحبقران آتے تھے عمرو کو تو دیکھکر سکتا سا ہوگیا آکر قدمون پر گرا
امیر نے سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا کیفیت پوچھی عمرو نے سب بیان کی اب اُس لاش کو جو دیکھا تو ماش کے آٹے کا
پُتلا تھا اُسے اُسیوقت پھنکوا دیا امیر نے اشقر دیوزاد کو بہت سا پیار کیا سردارون کو گلے سے لگایا بادشاہ اسلام کی
قدمبوسی حاصل کی بارگاہ مین آکر بیٹھے تمام حال اپنا سب سے فرمایا عمرو نے اپنی سرگذشت کہی امیر نے فضل سے پوچھا
کہ تم یہان کیونکر پہونچے تھے عرض کیا کہ بعد قتل دمامہ جادو کے مین چاہ الماس مین رہگیا تھا وہانسے جو چلا تو خیال
آیا کہ حضور کی زیارت کرتے ہوے عنطلی آباد کو چلیے لشکر مین آیا سُنا کہ حضور شکار کھیلنے گئے ہین ڈھونڈھتا ہوا
ایک باغ مین پہونچا وہان یہ سانحہ دیکھا مگر الحمد للہ کہ وہ سب آفت برطرف ہو گئی امیر نے اُسے خلعت دیکر رخصت
کیا اور فرمایا کہ ہم جشن کرینگے غرض ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ ہوئی کئی دن تک جشن رہا بعد اُسکے عمرو سے دریافت
ہوا کہ لقا اب دربند قمہوریہ مین ہی فرمایا کہ ہمارا کوچ ہو اُسیوقت پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا انکو تو یہین چھوڑیے

اب چند کلمے حال دربند قمہوریہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا جو دربند نخرابیہ سے بھاگا جسوقت قریب دربند قمہوریہ کے پہونچا قمہور گردن سوار کہ زبردستان
روزگار سے ہی لقا کے آنے کی خبر سُنکر استقبال کو آیا اور باعزاز و اکرام اپنے شہر مین لایا دعوت و ضیافت مین
مصروف ہوا بختیارک نے دیکھا کہ قمہور کمال زبردست ہی نہایت قوی ہیکل ہی بہت پسند کیا اور کہا اے پہلوان
دوران تعاقب مین ہمارے ایک شخص زبردست آتا ہی کہ اُس سے آجتک کوئی عہدہ بر آ نہین ہوا قمہور نے جواب
دیا کہ کچھ اندیشہ نہین ہی آنے دو دیکھو کہ مین کیا کرتا ہون کئی روز بعد ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ لشکر حمزہ یہان
آپہونچا قمہور نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا شہر سے باہر نکلے لقا سے کہا کہ آپ ہرگز ہراس نہ کرین مین سب خدا پرستون کو
مار ڈالونگا القصہ لشکر اسکا مقابل لشکر صاحبقران اُترا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا جب
خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ادہر لشکر اسلام مین صاحبقران بیٹھے ہوے ہین سیف ذو الیدین کو بلایا
اُس سے فرما رہے ہین کہ قمہور گردن سوار کو ہماری طرف سے نامہ لکھو کہ ہرکارون نے آکر دعا دی اور عرض کیا

کہ قہور گرگ گردن سوار نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کہ اب نامے کی کچھ حاجت نہین ہی ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی
بجے رات بھر دونون لشکرون مین تیاری ہوئی صبح کو میدانداری ہوئی صفین آراستہ ہوئین نقیب نسب دے کر
چلے گئے قہور لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فضل بن گیاہو خون آشام کرب کوچک کر
سامنے تخت شاہی کے آیا دعاو ثنائے بادشاہی بجالایا بجا کیا اجازت میدان چاہی بعد اجازت مرکب پر سوار ہو کر
مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے نیزے ہاتھون سے پٹک دیے قہور نے تلوار کھینچ کر فضل بن
ماری سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی کہ تا دوابرو اتر گئی زخم کاری لگا اُسنے دستانہ مارا تلوار چھینا کر نکل گئی چادر خون کی
جاری ہوئی غشی طاری ہوئی اسکو لوگ لیگئے یہ تو پھر گیا اور بھائی فضل کے مقابلے کو گئے وہ بھی زخمی ہوئے
شام تک قہور نے کوئی بیس سردار زخمی کیے اور مارے شام کو طبل بازگشت بجوا کر یہ کہکر پھر گیا کہ ای خداپرستو
دیکھو کل تمھارا کیا حال کرتا ہون ادھر تو یہ کافر پھرا ادھر صاحبقران نے زخمیون کو ہمراہ لیکر مراجعت فرمائی
بارگاہ مین آئے جراحون کو بلوایا زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگوائے کہ اسی اثنا مین ہرکارون نے عرض کیا کہ قہور نے
پھر طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے رات گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین
صف آرا ہوئے قہور میدان مین آیا جمہور نے مقابلہ کیا نیزہ بازی ہوئی برابر رہے ایک پہر بھر تلوار چلائی آخرکار
جمہور زخمی ہوا اور اس روز شام تک بائیس آدمی زخمی ہوئے اور مارے گئے غرض کہانتک عرض کیا جائے
ایک سات روز کی میدانداری مین کوئی چار سو سردار زخمی ہوئے اور شہید ہوئے آٹھوین روز قہور جسوقت
میدان مین جانے لگا بختیارک سے کہا کہ آج سب خداپرستون کا استیصال کرونگا اور ملک جی دیکھا تم کہ مین
ان خداپرستون کا کیا حال کیا بختیارک نے کہا واقعی تم بہادر اور جری ہو مگر آج میدان سے صحیح وسلامت پھر کر
آتے نہین معلوم ہوتے اُسنے پوچھا کہ ملک جی اسکا کیا سبب ہی کہا کہ ایک تو تمکو غرور ہوگیا ہی دوسرے یہ کہ اب
سرداران نامی باقی رہگئے ہین کوئی اُنمین سے آج نکلیگا باندھکر مشکین تمھاری لیجائیگا یا مار ڈالیگا یا زخمی کریگا
آج کا میدان تمپر بھاری ہی آج تم نہ جاؤ قہور نے کہا ارے مردک واہی تجھکو زمرد شاہ نے کچھ سمجھی کر شیطان
درگاہ بنایا ہی سب حرکتین تیری شیطان کی ہین یہ کہکر گینڈا اپنا چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام مین سے
قبضہ بن ستون اسلام کرب پرحرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق وغرب مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے
آیا سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت میدان چاہی ابھی کرب کو اجازت نہین ملی ہی کہ صحرا کیطرف سے گرد وغبار اٹھا کہ
سپہر دوار کو تاریک کردیا کہ ز گرد وغبارے کہ شد بر سپہر * رہ رفتن خویش گم کرد مہر * ہرکارے دونون طرف سے
خبر لیو اسطے روانہ ہوئے لیکن وہ گرد جب قریب آکر شق ہوئی دیکھا تو چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار نمایان
ہوئے کہ ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی ونعت رسالتپناہی مرقوم تھی اور علمون کے پھریرے بنفشی رنگ کے تھے
علمدار بنفشہ پوش ہاتھیون پر جھولین بنفشی رنگ کی مستکون پر آئینے بندھے ہوئے زنجیرین طلائی نقرئی بھسوندون مین
ہاتھیون کے لپٹی ہوئی تھین ایک طرف آکر قائم ہوئے بعد اسکے ہتھنالین شترنالین تھیلیان بالون کی بعد اسکے سقے
آبپاشی کرتے ہوئے آئے اُنکے بعد خاصہ بردارون کے غول مرکب تازی ترکی چینی عراقی باساز و یراق مرصع سائیس
گھوڑیان لیے ہوئے ساتھ نمودار ہوئے بعد اسکے دیکھا کہ ایک نقابدار بنفشہ پوش مرکب پری پیکر پہ سوار
چالیس ہزار سوار بنفشہ پوش اسکے ہمراہ چلا آتا ہی آتے آتے ایک سمت کو ٹھہرا کہ قہور نے پھر مبارز طلب کیا نقابدار
بنفشہ پوش نے مرکب چمکایا اور آواز دی کہ حریف تیرا مین ہون آیا لیکن کرب کی نگاہ جو نقابدار پر پڑی خون غیرت

نے رگون میں جوش مارا ایک محبت پیدا ہوئی اگرچہ ان نقابدار برابر قہور کے گردن سوار کے آیا نگاہ ور تیز ہوا کیونکہ ا
قہور کا کوئی آٹھ دس قدم پیچھے ہٹ گیا اور گرتے گرتے سنبھلا ایک مار کر گنبد اچھلا اور کہا کہ او نقابدار تم نام تو کون کہ
جو میرے مقابلے کو آیا ہو پہچان تو سامنا خدا پرستون سے پڑا ہوا تھا ہمیشہ یہ ہو کہ تیرے جیسے آیا ہو اسی طرف چلا جا نہیں تو
مارا جائیگا میرے ہاتھ سے نقابدار پکارا کہ او کافر مین بھی اونے غلامان حمزہ صاحبقران سے ہوں آیا ہوں کہ تجھکو
تنبیہ معقول کروں قہور نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا حال تجھے لا جو حربہ تو رکھتا ہو نقابدار بولا ہم اہل اسلام میں پیشدستی
نہ کرینگے قہور پکارا کہ میرا حربہ غضب ہو خداوند فرعون شاہ کا کہا کہ وہ غضب تیری جان پر نازل ہوگا قہور نے
غضبناک ہو کر برچھا مارا نقابدار نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایکدو گھڑی میں نقابدار نے
نیزہ اسکا ہوا لی کیا اسنے خشمناک ہو کر تلوار ماری نقابدار نے ہٹکر تلوار سپر پر رد کی کہ قبضہ اور دنبالہ سپر پر ٹوٹتا
ہوا صاف آسیب سپر تلوار اسکی رد کر دی اور پکارا کہ او کافر دست تو ضربے زدی ضرب من نوش کن و ہمشادی اہل
فراموش کن و دور مجنون گذشت نوبت ماست و ہر کسے پنج روز نوبت اوست و یہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور
کھینچکر تیغ آبدار جوہردار قہور پر مارا اسنے سپر پر روکا تھا کہ سپر کے دو پرکالے ہوئے سر پر پڑی کہ خود و دو لعبہ
عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتا ہوا ابرو آتر آئی قہور نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گنبدٹے کی گردن پر پڑی کہ قلم
ہوا قہور اور گنبد دونوں گرے فوج قہور کی نقابدار پر دوڑی نقابدار انپر دوڑا فوج بھی نقابدار کی
دوڑ پڑی اور دوست بادشاہ اسلام نے فوج اسلام کو اشارہ کیا کہ مدد کرو نقابدار کی غرض لگی تلوار چلنے
بازار ملک الموت گرم ہوا نقابدار نے لاش پر لاش گرا دی غلغلہ حشر برپا ہوا لوگ قہور کے دو پہر تو لڑے
بعد اسکے پسپا ہونے لگے آخر شکست کھا کر بھاگے قلعہ بند ہوئے نقابدار بفتح و فیروزی پھرا امیر نقابدار کی تعریفین
کرتے ہوئے چلے آتے ہیں کہ بھئی نقابدار عجب بہادر مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہو کرب عرض کرتا آتا ہو کہ ای شہریار مجھکو
کسی نقابدار کے ساتھ محبت نہیں ہوئی اگر اس نقابدار کو دیکھکر عجب حالت ہی میری کہ بیان نہیں کر سکتا ہوں
یہی باتین کرتے ہوئے قریب بارگاہ شاہی کے پہونچے ہیں کہ ایک ساتھ پنجے پیدا ہوئے ایک پنجہ بادشاہ اسلام کو
اور ایک پنجہ صاحبقران کو اور ایک ملکشاہ کو اور ایک بدیع الزمان کو اور ایک کرب غازی کو اور ایک
شیر افگن کو اٹھا لیگیا عمرو نے جو یہ تماشا دیکھا ہاتھیون سے پیٹ لے اور گھوڑون کے شکم کے نیچے ہوتا ہوا بھاگا
انجام کار وہ ساتوان پنجہ عمرو کو ڈھونڈھکر لیگیا تمام لشکر ہراسان ہوا قران نے دیکھا کہ ایسا نہو لشکر بیکار
منتشر ہو جائے جلد سے ہاشم تیغزن کو تخت پر بٹھا دیا ہاشم نے انکار بھی کیا قران نے کہا یہ وقت انکار کا نہیں ہے
حکم تمام لشکر میں ہاشم کا جاری ہوا ہرکارون نے خبر لقا کو پہونچائی کہ حمزہ اور بادشاہ اسلام اور چار سردار نامی
اور عمرو یہ سات آدمی غائب ہوگئے یہ خبر اٹھا لیگئے لقا کے پاس جو نادان جمع تھے انسے کہا کہ وہ ضرب سے غضب
تھے میرے جوان سبکو اٹھا لیگئے اغون نے کہا آمنا صدقنا یا خداوند تو دیر گیر ہو مگر سخت گیر ہو قہور کے زخم میں
ٹانکے لگ چکے ہیں بیٹھا ہوا ہو اسنے کہا یا خداوند زخم میرا اچھا ہوئے تو ان سب خدا پرستون کو مار ڈالونگا اور ادھر
نقابدار بنفشہ پوش پھر کر اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا ہو کہ ہرکارے خبر لیکر آئے کہ حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام
اور عمرو اور چار سرداران نامی غائب ہوگئے نقابدار کو یہ سنکر نہایت رنج ہوا اپنے عیارے کہا کہ تم جیسا کہ
مہتر قران حبشی کے پاس ہمارا اسلام کہنا اور کہنا کہ تم کسیطرح پریشان نہ ہونا اگر کفار ارادہ رزم و پیکار کا
کرینگے تو انسے ہم سامنا کرنے کو موجود ہیں مگر تم تلاش صاحبقران اور بادشاہ اسلام کی کرو کہ کون منتقم

اُنھین اُٹھا لیگیا جب پیغام نقابدار کا قران کو پہونچا عرض کرا بھیجا کہ مین خود ڈھونڈھنے جاتا ہون اور عیارون کو
بھی بھیجتا ہون چالاک بن عمرو بھی گیا ہی یہ کہکر آپ بھی تلاش صاحبقران مین روانہ ہوا مگر حال گزارش کیا جاتا ہی
صاحبقران وغیرہ کا کہ آنکھ جو ان سبھون کی کھلی ایک تاریکی دیکھی کہ رات سے زیادہ اندھیرا ہی اور آواز بلبلان
خوش الحان کی چلی آتی ہی حیران تھے کہ ہم کہان ہین اور کون ہمین لایا ہی کہ اس اثنا مین روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ایک
معشوق ہر ایک کے پہلو مین لباس پرتکلف پہنے ہوے بیٹھی ہی اور باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی اسباب عیش
مہیا ہین ہر ایک معشوق نے جام شراب کا ہر ایک کو دیا ہر ایک نے جام تو لے لیا مگر پوچھا کہ تم کون ہو اور ہمین
یہان کون اُٹھا لایا ہی اُن ساتون نے کہا کہ ہم نواسیان ہین گاؤ آتشبار جادو کی تم سبھون نے ہمارے نانا کو مارا
مان کو مارا ہم عوض اُنکے خون کا لینے کو تمھین اُٹھا لائے تھے اور قصد تھا کہ قتل کرتے مگر صورتین جو تمھاری دیکھین
ہم تم سبھون پر عاشق ہوے اب تم ہمسے صحبت ہو مطلب دلی ہمارے حاصل کرو نہین تو ہم تمھین مار ڈالینگے
صاحبقران وغیرہ چاہتے ہین کہ انکار کرین عمرو نے اشارے سے کہا کہ انکار نہ کرنا نہین مارے جاؤگے اور مین
ان سبھون کو ٹھیک بناؤنگا تم انسے ہنسو بولو مین سمجھ لونگا بس ہر ایک نے ہر ایک سے کہا کہ یہ کیا بد لحاظی ہی کہ ہمارے
بزرگ و خُرد سب سامنے بیٹھے ہین اُنکے سامنے کیونکر ہم تمسے اختلاط کرین اُن سبھون نے کہا کہ اچھا چلو علیحدہ
علیحدہ مکانون مین بیٹھو غرض اُنمین سے ایک ایک اپنے عاشق کو لیکر مکان علیحدہ مین آ بیٹھی پہلے عمرو اپنی معشوقہ
اپٹا لگا بوسہ بازی کرنے لگا شراب مین بیہوشی ملا کر اُسے پلا دی جب وہ بیہوش ہوئی تو عمرو وہانسے اپنی وضع
شرابیون کی بنائے ہوے پہلے صاحبقران پاس آیا کہنے لگا کہ حمزہ ایسی معشوقہ تیرے پہلو مین بیٹھی ہی تو اُس سے
ہنستا بولتا نہین یہ کہ رہا ہی اور مارے نشے کے عجیب حالت ہی کہ پاؤن ڈالتا ہی کہین اور پڑتا ہی کہین امیر نے کہا
کہ خواجہ آؤ عمرو آ کر بیٹھا گلابی شراب کی اُٹھا لی پہلے آپ جام پیا بعد اُسکے ایک جام اُسکو پلایا اور ایک جام امیر کو
دیا بعد اُسکے اُس ساحرہ کو شراب بیہوشی آلود پلا دی اب وہ اور زیادہ بد مست ہوئی امیر سے لپٹی امیر ہاتھ اُسکا
پکڑ کر پلنگ کیطرف لیچلے تھے کہ وہ بیہوش ہو کر گری چاہا صاحبقران نے کہ اُسے ذبح کرین عمرو نے دونو ہاتھ
پکڑ لیا کہ ابھی ٹھہر جاؤ اسکے مارنے مین افشاے راز ہو جائیگا سبکو ساتھ ہی قتل کرینگے یہ کہکر وہانسے بادشاہ اسلام
کی صحبت مین آیا آواز دی کہ شہریار خانہ زاد بھی حاضر ہو یہ تو یہان تنگ بیٹھے ہی تھے عمرو کی آواز سنتے ہی
جان آگئی پکارے کہ خواجہ جلد آؤ عمرو بھی شکل اپنی بنائے ہوے آیا اور کہا ای شہریار آپ رنجیدہ کیون بیٹھے
ہین شراب پیجیے اپنی معشوقہ کو پلائیے دیکھیے مین کیا عمدہ شراب لایا ہون اور یہ کہکر شراب کا جام دیا اُس جادوگرنی
کہا کہ او ساقی مجھے بھی تو جام دے عمرو نے کہا سب سے پہلے تمھین دونگا اور ساری گلابی اُسکو پلا دی وہان سے
اُٹھکر بدیع الزمان و کریب کے پاس چلا قصہ مختصر ساتون کو عمرو نے بیہوش کیا اور سبکو قتل کیا ہر ایک نے
اپنی اپنی معشوقہ کا سر کاٹا ایک غل اور شور برپا ہوا خاک اُڑنے لگی تاریکی چھاگئی مال وافر وہانسے عمرو کے ہاتھ آیا
جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ باغ اُس کیفیت پر نہین ہی اور کچھ کوٹھے بند دیکھے اُنھین جو کھولا کسی مین آدمی قید تھے
کسی مین گھوڑے کسی مین ہتھیار تھے امیر نے اُن سب قیدیون کو چھوڑ دیا گھوڑے ہتھیار بھی اُنکو دیے بعد اُسکے
اُسی مکان مین ایک دروازہ زمین مین لگا ہوا دیکھا اُسے جو کھولا مہرہ نقب کا نمودار ہوا امیر نے فرمایا
کہ خدا جانے یہ نقب کیسی ہی کہان گئی ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ جاتا ہون دیکھتا ہون لیکن خزانہ ہوگا تو کسیکو نہ دونگا
فرمایا بھئی اپنا حق لے لینا باقی مال غازیون کا ہی کہا بلا سے غازیون کو جائین اسکے اندر تو معلوم ہو غرض نصیر

معاملہ طے ہوا عمرو نے فتیلہ عیاری روشن کیا اور نقب کے اندر چلا دعائین مانگتا ہوا کہ پروردگار خزانہ پنہان سے
بہت سالے جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچا کہ نقب وہان تمام ہوئی تھی یہ متحیر ہو کر وہان کھڑا ہوا ناگاہ ویسی
آواز آدمیون کے بولنے کی آئی اب جو کان لگا کر سنتا ہی تو آواز لقا اور بختیارک کی چلی آتی ہی معلوم ہوا کہ یہ نقب
قلعے مین آئی ہی پھر ادہا سے آکر صاحبقران سے حال بیان کیا اُسیوقت صاحبقران مع بادشاہ اسلام اور
سرداران عالیمقام نقب مین داخل ہوے آتے آتے زیر تخت لقا پہونچے لقا قمہور سے کہرہا ہی کہ تونے دیکھا کہ
مین نے حمزہ کو غضب مین اپنے کیسا گرفتار کیا کبھی حمزہ میرے غضب سے نہ نکلیگا بختیارک کہرہا ہی کہ لقابدار
جو قافیہ تنگ کررہا ہی اسکا علاج کون کریگا قمہور کہرہا ہی کہ مارنا اسکا میرے ذمہ ہی امیر نے یہ سنکر مہرہ نقب پر کر
نیچے تخت لقا کے ہاتھ دے کر زور کیا بس تخت کو لے اُٹھے بختیارک نے دیکھا کہ تخت لقا کا بلند ہوتا جاتا ہی حیران
ہوا کہ اتنے مین نعرہ صاحبقرانی کی آواز بلند ہوئی لقا تو کود کر بھاگا حمزہ صاحبقران نے تخت کو دے پٹکا
اب نعرہ بادشاہ اسلام اور علمشاہ بدیع الزمان و کرب اور شیر افگن اور عمرو کا بلند ہوا تلوارین علم کیے ہوے
نقب سے نکلے قمہور کے لوگون سے تلوار چلنے لگی قمہور پکارا کہ ارے مارو حمزہ کو جانے نپاے اب خوب خانہ جنگی
ہو رہی ہی اور لوگ قمہور کے تیار ہو ہو کر چلے آتے ہین عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا بلندی پر چڑھکر سفید مہرہ بجایا
ہاشم نے جو آواز سفید مہرے کی سُنی اُسیوقت یہ سوار ہو کر دروازہ قلعہ کا توڑ کر مع فوج قلعے کے اندر در آیا غلغلہ
محشر انگیز برپا ہوا قلعے مین لڑائی ہونے لگی ادھر بدیع الزمان سے اور قمہور سے مقابلہ ہوا تھا قمہور نے تلوار ماری
بدیع الزمان نے تلوار اُسکی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور بجاے سپر ہاتھ پر رکھ لیا تھا صبح سے دوپہر تک
لڑائی رہی بہت قلعے والے قتل ہوے آخر چہار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ دُہائی ہی حمزہ صاحبقران کی دُہائی ہی
بادشاہ اسلام کی ہم رعایا ہین ہمکو قتل نہ کیجیے فرمایا کہ بھئی ہمنے ان سبکو امان دی اب انھین قتل نہ کرو سبھون نے
تلوارین میان مین کین نقارۂ فتح بجنے لگا بادشاہ اسلام ایوان شاہی مین آکر تخت پر بیٹھے نذرین گذرنے لگین ہاشم نے
آکر نذر دی حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوے مہتر قران اور ہاشم کو خلعت دیا پھر اور روساے شہر کو تخلیہ کیا قمہور
کو بلا کر تلقین بدین اسلام فرمایا قمہور بھی کلمہ کہکر از سر صدق مسلمان ہوا پھر تو تمام شہر اسلام آباد ہوا مسجدین بننے
لگین بتخانے ٹوٹنے لگے اذان کی آواز بلند ہوئی بعد اُسکے قمہور نے سبکی دعوت کی امیر دعوت کھاکر شہر سے باہر اپنی
بارگاہ مین آئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوے صاحبقران اور تمام سرداران لشکر اور کرسیون پر قائم
ہوے کہ اسمین عیار لقابدار بنفشہ پوش آیا صاحبقران کو مجرا کیا دعا و ثناے بادشاہی بجا لایا ہاتھ باندھکر
عرض کیا کہ لقابدار بنفشہ پوش نے التماس کیا کہ خدا نے فضل کیا کہ آپ نے سب جھگڑون سے نجات پائی اب مین
چاہتا ہون کہ اپنی آزمائش بلا نہان حضور سے کرون اور طبل جنگ بجوا کر میدان مین نکلون فرمایا کیا مضائقہ ہی
ہم بھی یہی چاہتے ہین اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے عیار لقابدار چلا گیا دونون لشکرون مین شب بھر تیاری رہی صبح کو
معرکہ آرائی نبرد ہوئی جب صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نہیب دے کر نکل گئے اُسوقت لقابدار مرکب اپنا
جھکا کر میدان مین آیا خوب بگدریان کین برچھے کے ہاتھ نکالے اب روک کر مرکب کھڑا ہوا مبارز طلب کیا کرب کو
رات بھر اشتیاق مین بسر ہوئی تھی کہ کب صبح ہو اور مین جا کر لقابدار سے مقابلہ کرون پوری بات لقابدار کے
مُنھ سے نہ نکلی تھی کہ کرب غازی نے مرکب کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی
عرض کیا کہ مجھکو کمال اشتیاق لقابدار سے لڑنے کا ہی فرمایا جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہی کرب غازی سلام کرکے پھرا

بار دگر کرب پر سوار ہوا اور اُڑا کر گھوڑے کو مقابل نقابدار ہوا پہلے دونون ہم نگاہ ہوئے بعد اُسکے نقابدار نے
دیکھا ایک بہادر بے نظیر کو کہ چہرہ مانند ماہ تابان کے روشن تاج کج سر پر رکھا ہوا بھورے بھورے بال تاج سے باہر
نکلے ہوئے گریبان مانند صبح صادق کے چاک آنکھون مین لال لال ڈورے وحشت کے چھوٹے ہوئے زرہ آستین
تنگی ہوئی وہ یہ تصور پایا جاتا ہی نقابدار نے پوچھا امیدوار ہون کہ نام نامی سے آپ کے آگاہ ہون کہا کہ نام میرا
کرب دلاور ہی نقابدار نے مرکب سے اُترکر سلام کیا اور کہا کہ آپ جو میرے مقابلے کو تشریف لائے ہین تو مین حضور سے
کب عہدہ برآ ہو سکتا ہون کس واسطے کہ آپ نظر کردہ شیر یزدان شاہ مردان ہین مگر خیر آزمائش ضرور ہی کرب
بہت مسرور ہوا اور کہا کہ ای نقابدار تم مرد مردانہ شیر فرزانہ ہو الغرض بعد گفتگو نیزے ہاتھون مین لیے گئی نیزہ بازی
ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی انجام کار کرب نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے خشمناک ہو کر عمود گران سنگ
اُٹھا کر مارا کرب نے شمشیر پر روک کر چاہا کہ اپنا گرز نقابدار پر مارے کہ عمرو دوڑا ہوا آیا کہ صاحبقران اپنے سر کی قسم
دیتے ہین کہ تم گرز نقابدار پر نہ مارنا کرب نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے کہ نقابدار نے کہا ای دلاور آپکو قسم ہی
نمک حمزہ صاحبقران کی آپ گرز مجھپر بقوت تمام ماریے کرب نے عرض کروا بھیجا امیر مین ناچار ہون کہ نقابدار
قسمین دیتا ہی یہ کہکر ایک ہاتھ شمشیر سکندری مارا نقابدار نے بخوبی گرز کرب کا روکا مگر مرکب نقابدار کی ٹوٹ گئی
نقابدار غضبناک ہو کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ کرب کے مرکب کو مارے کرب مرکب سے کود پڑا پیادہ ہو کر سامنے آیا
بس نقابدار بھی سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر دوڑ پڑا اور کرب نے بھی اسلحہ جنگ دور کیا دونون مین کشتی ہونے لگی چار
شبانہ روز کشتی رہی پانچوین روز پہر دن باقی تھا کہ نقابدار کرب کو ریل کر دوڑا کرب نے زور اُسکا سنبھالا اور آپ
اُسکو ریل کے دوڑا نو دس قدم پر لیجا کر دونون بازو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے زمین پر آشنا ہوئے چاہا کہ
لنگر مارے کرب نے ڈالکر ہاتھ کمر زنجیر مین زور کیا لنگر اُسکا اُکھیڑ کر سر سے بلند کیا اور زمین پر رکھدیا کھولکر تور از زنجیر
فولادی کا مشکین باندھین لیکر ہاتھ سے پھر احمزہ صاحبقران نے نہایت خوشنود و کمال مسرور مراجعت فرمائی
پانچ روز کے سب تھکے ماندے تھے دربار نہ کیا خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو نماز پڑھکر بارگاہ مین آکر بیٹھے دربار معمور
ہوا حکم دیا کہ لاؤ نقابدار کو اسیوقت زندان خانے سے نقابدار کو لاکر حاضر کیا نقابدار نے سلام کیا فرمایا کہ بند نقاب
کا اسکے منہ پر سے دور کرو دلیس نقاب جو دور ہوئی ایک آفتاب چمکا اور ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ ابھی کوئی پندرہ
سولہ برس کا سن ہی گرد گل رخسار کے سبزے نے نمایش نہین پکڑی شعلہ حسن بیحد ہی آثار سروری و سالاری
چہرے پر ظاہر ہین صاحبقران نے پوچھا کہ ای بہادر نام تیرا کیا ہی اپنے حسب و نسب کو ظاہر کر نقابدار نے
کہا کہ نام میرا رستم خوب ابن کرب ہی ملکہ سمن بانو سے پیدا ہوا ہون یہ سنکر صاحبقران بہت خوش ہوئے
کرب تو باغ باغ ہو گیا بیٹے کو گلے سے لگایا قید اسکی توڑ کر کے امیر کے قدمون پر ڈالا امیر نے اُسے سینے سے لگایا
پیشانی چومی خلعت دیا رستم خوب جا کر اپنے لشکر کو بھی لایا سب اہلیان فوج کو قدمبوس کروایا خلعت دلوایا امیر نے
بہت سی نوازش فرمائی عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار کرب تو میرا فرزند ہی اسکو بھی چاہتا ہون کہ اپنا پسر خواندہ
کرون فرمایا کیا مضائقہ ہی ہمین تمھاری خوشی منظور ہی عمرو نے اسیوقت نذر گذرانی رستم خوب سے نذر دلوائی
ایک صحبت عیش برپا ہوئی امیر نے عمرو کیطرف دیکھا اور کہا کہ خواجہ خدا نے ایسا بیٹا تمکو عطا کیا اور تمنے بخوشی
اسے فرزند کیا ہماری دعوت کرنا تمھین لازم ہی فرزند کرنا ایسا آسان نہین ہی یہ کہکر ہنسے عمرو نے کہا حمزہ تو مجھے
نادار سمجھکر یہ کلمہ کہتا ہی مین مفلس و نادار سہی مگر تیری دعوت مع بادشاہ جہاہ و مع سرداران نامور اور مع فوج

وسپاہ کرونگا اور آجکے تیسرے دن دعوت کرونگا امیر نے دیکھا کہ عمرو دعوت کرنے پر مستعد ہوگیا فرمایا کہ خواجہ تمنے
منہ سے کہا ہم دعوت کہا چکے اب تم ارادہ دعوت کا نہ کرو عمرو نے کہا حمزہ اب کیا ہوتا ہی مین ارادہ مصمم کر چکا اب بغیر دعوت کیے
نہ رہونگا فرمایا کہ بھئی ہمنے ہنسی سے کہا تھا تم کیون مستعد ہوگئے ہم نہین چاہتے کہ تم زیر بار ہو
عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ بھی ناموری تیری ہی کہ ایک ادنے عیار حمزہ نے تمام لشکر حمزہ کی دعوت کی کسیطرح
مین اب نہ مانونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ اچھا تم دعوت فقط ہماری اور بادشاہ اسلام اور تمام سردارون کی کرو
اور سب لشکر کی دعوت کا ارادہ نہ کرو اس صورت مین تمہارا روپیہ کم خرچ ہوگا عمرو بولا کہ حمزہ اگر مین دعوت
کرونگا تو ایک متنفس باقی نہ رہیگا اور حمزہ یہی تو ایک دعوت مین کرتا ہون بادشاہ اسلام نے چپکے سے کہا کہ سب
لشکر کے باورچیون کا گلا کاٹیگا عمرو نے اشارہ کتا یہ سب سمجھ جاتا ہی ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ شہریار غلام سبکو روپیہ
نقد دیگا اگر آپنے مین نے خرچ کروایا تو میرا نام پھر کاہیکو ہوگا بادشاہ اسلام چپ ہو رہے اور امیر سے کہا
کہ جو عمرو کی زیرباری کا خیال ہی تو بہر نوع اسکے ساتھ سلوک کر دیجیگا اب تو عمرو مستعد ہی فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا
اور کہا کہ خواجہ اگر یہی تمہاری خوشی ہی تو ہمنے دعوت قبول کی جاؤ تیاری کرو عمرو اسیوقت اٹھا اگر کو توالی
چبوترے مین بیٹھا زنبیل مین سے توڑے روپیون اشرفیون کے نکالکر ڈھیر کر دیے کئی لاکھ روپیے کا انبار
ہوگیا اور تمام لشکر کے باورچیون کو بلوایا اور ہر ایک سے کہا کہ یہ روپیہ لو اور اپنے اپنے سردارون کے مزاج کے موافق
کھانا پکاؤ اور جو کھانا انہین مرغوب ہو وہی پکا کر کھلاؤ اور باقی جتنا عملہ ہی سبکو کھانا تحفہ ملے اور جانورون کو
دانا گھانس ہاتھیون کو چارہ راتب برابر پہونچے خبردار کوئی ذیحیات باقی نہ رہے تمام باورچیون نے توڑے
توڑے لیکر عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھین سبکو کھانا برابر پہونچیگا بعد اسکے عمرو نے طوائفون کی نائکاؤن کو
بلوایا اور مجرے کے روپیہ دیکر کہا کہ سب طائفے تیار رہین جسوقت ہم طلب کرین اسیوقت آکر موجود ہون
سبھون نے دعائین دین کہا کہ سب طائفے تیار رہینگے بعد اسکے عمرو اٹھا چلا تلاش کیواسطے کہ کوئی مقام باصفا
ہو تو وہان دعوت کرون تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ کوہ قہوریہ مین پہونچا ایک درہ پہاڑ کا دیکھا کہ نہایت سرسبز
وشاداب ہی آبشارین گر رہی ہین اور ایک ٹیلا چمن ہی بلند مانند چبوترے کے اور گرد اسکے گلہاے رنگارنگ
پھولے ہوئے ہین اور سامنے دریا بہہ رہا ہی عمرو نے اس مقام کو پسند کیا اور جاکر تعریفین صاحبقران سے
کین کہ اس سے بہتر مقام لطیف اور سیرگاہ معقول کہین نہین ہی یقین ہی کہ حضور کو بھی پسند آئے بارگاہ شاہی
غلام کو عنایت ہو کہ بیجا کر ایستادہ کراؤن امیر نے تو قیرنے پہلوان عادی کو بلاکر حکم دیا کہ جہان خواجہ کہین وہان
بارگاہ شاہی لیجاکر استادہ کرو عرض کیا بہت اچھا اور بڑبڑاتا ہوا نکلا کہ عجب باورچیون کا زمانہ ہی عمرو بولا اے
شکل زرنگ کیون بکتا ہی ارے تجھکو مین خوب کھانا کھلاؤنگا غرض پہلوان عادی نے بارگاہ فراشون سے لاکر
ایستادہ کرائی باقی اسکے گردو اطراف مین سردارون کے خیمے برپا ہوئے طائفون کو حکم ہوچکا کہ جسوقت
بادشاہ اسلام داخل ہون اسیوقت مجرے کو حاضر ہونا اور عمرو دارو غہ بھی چپکے کا ہی اس خوف سے کہ مبادا کسی بلا مین
مبتلا کردے سب اپنی اپنی تیاری مین مشغول ہوئین ایک ایک سے کہتی تھی کہ کہین دارو غہ صاحب ناراض
نہون ارے دو گھڑی پیشتر چلکر پہونچو ہر ایک اپنی آرائش کر رہی ہی کوئی مسی لگا رہی ہی کوئی لاکھا جمارہی ہی
کوئی عطر ملتی ہی کوئی پوشاک بدلتی ہی کسی نے اپنے آشنا کو بلایا ہی اپنا نکھار دکھایا ہی کسواسطے کہ ہر ایک سردار کہ ہر ایک
خوب صورت رنڈی سے دل بستگی ہی ہر ایک کی لڑ لگی ہوئی ہی آدمونا لگاؤن نے دو دو تانے سونے کے ہاتھون مین

ڈال لیے ہین کانون کی لومین ایک ایک نتھی پڑی ہوئی ہی سفید پائجامہ سرخ نیفے کا پانوَن مین سفید دوپٹہ سر پر مسی
کاجل سے درست آکر حاضر ہوئین بس اُدھر تو صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور سرداران والا احتشام داخل
بارگاہ ہوئے اور اِدھر طائفے مبارکباد گانے لگے کرب اور رستم خود دونون کمر باندھے ہوئے مصروف خدمتگذاری
ہین ساقی بچے موجود ہین ایکطرف نعمت خانہ کھڑا ہوا ہی اُسی کے پاس آبدار خانہ میخانہ بھنڈیخانہ موجود ہی خوب ناچ
ہو رہا ہی ایک سمان بندھا ہوا ہی کہ اتنے مین عمرو آیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ خاصہ نوش فرمایے پھر ناچ دیکھیے گا
ایسے وقت مین کسیکا اُس صحبت سے اُٹھنے کو جی چاہتا تھا بھوک پیاس گئی ہوئی تھی امیر نے فرمایا کہ بھئی خواجہ تم تو تنگ
کرتے ہو مین ابھی کھانا نہ کھاؤنگا جب عمرو نے بہت اصرار کیا تو مجبوری صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ
سرداران والا مقام نعمت خانے مین آکر بیٹھے دسترخوان بچھا کھانا چُنا گیا سبنے کھانا کھایا بہت تعریفین کین ہاتھ
دھوکر گلوریان کھاکر پھر صحبت مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام گردش مین آیا اب سب سردار مشغول عیش و عشرت
ہین بارگاہ کی فضا تین اُٹھوا دی ہین دریا کی کیفیت چاندنی کا تماشا شب ماہ کی بہار دیکھ رہے ہین عکس ماہتاب
جو پڑا ہی سطح موج آب نورانی ہو رہی ہی چہار طرف کو صحبت رقص و سرود برپا ہی کسیطرف ڈھولک بج رہی ہی کہین
کہار سب جمع ہین ہڑک بجا رہے ہین مست ہین گا رہے ہین کہین دھوبی اکٹھا ہین گھڑا بج رہا ہی کھنڈ ہو رہے ہین کہین
حلال خورون کا جماؤ ہی ڈھر ذبح رہے ہین دربھڑائی رہے ہین کہین اہیری راگ ہو رہا ہی تاڑی چل رہی ہی کہین متصدی
بیٹھے ہوئے مصروف شراب خواری ہین کتھک کا لونڈا ناچ رہا ہی کہین کنجڑے تنباکو والے جمع ہین دف بج رہے ہین کہین
مشائخ جمع ہین قوالی گانا ہو رہا ہی عجب غلغلۂ عیش و نشاط ہی امیر نے فرمایا کہ بھئی مینے اس کیفیت کی صحبت کہین نہین
دیکھی سب خوش و خرم بیٹھے ہوئے ہین لیکن عمرو نے سب کاروبار سے فراغ حاصل کرکے مہتر قران اور چالاک و سمک
سے کہا کہ بھئی تین دنسے ہمارا پانون نہین ٹھہرا اگر تم کہو تو دو گھڑی آسائش کرین مگر خبردار کسیکو کسی چیز کی تکلیف
نہو اُنھون نے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجایئے ہم یہان کمر باندھے موجود ہین کیا طاقت جو کسیکو کسی شی کی تکلیف ہو
عمرو اُسوقت سرو سیمتن کے خیمے کو چلا یہان ملکہ سرو سیمتن انتظار عمرو کا کر رہی ہی ابھی تک کھانا بھی نہین کھایا
کہ اسمین عمرو پہونچا ملکہ پکاری کہ کیون صاحب اب دھگڑون سے نجات پائی کہا کہ ملکہ مین کیونکر جلدی چلا آتا اب
فراغت ہوئی تو آیا غرض کھانا منگوایا دونون نے ساتھ بیٹھکر کھایا بعد اُسکے سرو سیمتن نے کہا کہ خواجہ آج جی
چاہتا ہی کہ تم بانسری بجاؤ اور ہم بھی تمھارا ساتھ دین عمرو نے کہا اچھا اور ساز ندون سے کہا کہ تم ساز ملاؤ خود بھی
ہفت پیوندی نَے کمر سے نکالکر قفلیان اُسکی درست کین سرو سیمتن نے اپنا دائرہ منگوایا غلاف اُسکا
اُتارا عمرو گانے لگا یہ دائرہ بجانے لگی عجب سمان بندھا ہوا ہی کہ قضاے کار صدا بانسری کی بادشاہ اسلام کے
کان مین آئی بیچین ہو گئے مقبل سے فرمایا کہ عمرو کو جلدی لاؤ مقبل نے عرض کیا کہ شہریار وہ اپنی معشوقہ
پاس بیٹھا ہوا گا رہا ہی وہ کب آنے والا ہی فرمایا کہ تم جاؤ تو سہی مقبل ناچار روانہ ہوا دروازے پر آیا اور
چلدار سے کہا کہ جاکر خواجہ سے کہو کہ صاحبقران نے یاد کیا ہی چلدار نے جاکر پیغام مقبل کا پہونچایا
بس یہ سُنتے ہی سرو سیمتن نے دائرہ ہاتھ سے پٹک دیا اور کہا کہ مین پہلے ہی جانتی تھی کہ تجھکو یہان بیٹھنا ملیگا
عمرو نے جو دیکھا کہ ملکہ خفا ہوئی کہا کہ مین ہرگز نہ جاؤنگا اور پکارکر مقبل سے کہا کہ اوکا مین نوکری سے اُس
رب کی درگذرا اگر اسوقت نہ آؤنگا اور تو یہانسے جا عمرو نے زور سے ایک ڈانٹ جو بتائی مقبل ناچار پھر گیا
امیر سے عرض کیا وہ نہین آتا کہتا ہی کہ نوکری بھی مین نے چھوڑی امیر اس سوچ مین گئے کہ کیا تجیے کیونکر عمرو کو بلاییے

اور یہان عمرو پھر بانسری بجانے لگا آواز بانسری کی پھر بارگاہ مین آئی بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر کسیطرح اس کمبخت کو
بلایا چاہیے کیا مزے کر رہا ہی امیر تو اسی سوچ مین بیٹھے ہی تھے سر اُٹھا کر کرب غازی و رستم خو سے
کہا کہ تم دونون جا کر عمرو کو لاؤ دونون نے اُٹھکر سلام کیا اور حیران و پریشان روانہ ہوے کہ ہمکو صاحبقران نے
ناحق بھیجا ہی ہماری اُنکے سامنے کیا لیاقت ہی ادھر عمرو نے منت سماجت سے ملکہ کو منا یا ہی اور پھر دونون گانے
بجانے مین مصروف ہوے ہین کہ کرب غازی و رستم خو پہونچے اور دونون نے عمرو اور ملکہ سرو سیمتن کو
سلام کیا عمرو تو اُن دونون کو دیکھتے ہی نہایت برہم ہوا یقین ہوا کہ یہ دونون مجھے لینے آئے ہین پکارا کہ ای
جوانمرگوا رے تم کیون آئے ہو اسوقت تمھارا کیا کام تھا عرض کیا کہ ہم نے آپ کے سلام کیواسطے حاضر
ہوئے تھے کہا کہ مین خوب جانتا ہون مطلب تمھارے حاصل نہونگے سرو سیمتن نے کہا کہ ارے کیون خفا ہوتا ہی
آؤ تم میرے پاس بیٹھو اور دونون کی بلائین لین اپنے پہلوون مین بٹھا لیا پیشانیون کو بوسہ دیا کرب نے
کان مین کہا کہ والدہ صاحب عزت ہماری آپ کے ہاتھ ہی کہ ہم بحکم صاحبقران خواجہ کے لینے کو آئے ہین اگر خواجہ
ہمارے ساتھ گئے تو فبہا نہین تو ہم اپنے کو ہلاک کرینگے ملکہ نے دونون کو تسلی دی اور کہا کہ کیا طاقت ہی اسکی جو
تمھارے ساتھ نہ جاے اور عمرو سے خطاب کیا کہ جا یہ تجھے لینے کو آئے ہین عمرو نے کہا کیون او ناشدنی
مین تمھارے آتے ہی آگاہ ہو گیا تھا مین اُڑتی چڑیا کو پہچانتا ہون اسوقت کبھی نہ جاؤنگا اُن دونون نے کچھ جواب
نہ دیا سر جھکائے رہے سرو سیمتن نے کہا تیرا یہ نصیبا تھا کہ یہ تیرے بیٹے کہلائین اُٹھ جا انکے ساتھ اپنا فخر جان ایسے
سعادتمند کہین ہوتے بھی ہین یہ سعید ازلی ہین کبھی تجھے جواب نہ دینگے عمرو نے کہا کہ صاحب تم میرے درمیان مین
دخل نہ دو ایسی اولاد کس کام کی جو باپ کی راحت نہ چاہے ایسی اولاد مری بھلی یہ دونون تو سر جھکائے ہوے
ہین عمرو بگڑ رہا ہی آخر سرو سیمتن نے اُن دونون کو تو گلیسے لگایا اور عمرو سے کہا کہ جو تو انکے ساتھ نہ جائیگا تو مار کر
جوتیان ابھی نکلوا دونگی حبشنون سے کہونگی کہ وہ تجھے باہر پھینک آئینگی انکو تو کیون رنجیدہ کرتا ہی مجھکو رنج انکا
گوارا نہین اور نہایت برہم ہوئی عمرو ناچار و مجبور بکتا ہوا اُٹھا کہ خدا ناخلف اولاد کسیکو نہ دے اور اُنکے
ساتھ چلا یہ دونون چپکے چلے آتے ہین جب سامنے امیر کے لائے عمرو کی تیوری چڑھی ہوئی تھی سلام کیا اور پوچھا
کہ حمزہ تو نے اسوقت مجھے کیون بلایا ہی تو کچھ نہین سمجھتا ہی کہ یہ تھکا ہی یا ماندہ ہی بلانے سے سروکار ہی اور بھیجا بھی
اُن لوگون کو کہ مجھے کھینچکر لے آئے کہیے کیا کام ہی امیر نے کہا او بیحیا تجھکو شرم نہین آتی ارے یہ تقریب ضیافت کی کتنی
تعلق رکھتی ہی اور تو بھاگا بھاگا پھرتا ہی تجھکو جہان پناہ نے یاد کیا ہی مین نے نہین بلایا عمرو نے کہا کہ جہان پناہ کا
تو غلام ہون مگر خوب جانتا ہون کہ کرب و رستم خو کا بھیجنا تیری ہی شرارت سے تھا جہان پناہ ایسی باتین
نہین جانتے کہ اسمین بادشاہ جمجاہ نے کہا ای خواجہ اسوقت جی چاہتا ہی کہ تم بانسری بجاؤ اور ہم سنین امیر نے فرمایا
کہ خواجہ واقعی تمھاری آواز نے ہمین بھی بیچین کر دیا اور یہ جتنے سردار تھے وہ بھی بیخود ہوے عمرو نے کہا کہ حمزہ گانا
کام گویون کا ہی مین کیون گانے لگا بادشاہ اسلام نے مالا مروارید کا گلے سے اُتار کر عمرو کو دیا اب عمرو ناچار
ہوا بیٹھا صحبت مین اور سازندون سے کہا کہ تم ساز ملاؤ ادھر تو ساز ملے ادھر عمرو نے بانسری نکالی قفلیان اسکی
درست کین اور منھ پر رکھکر دھوم دھونکا آواز جو بانسری کی بلند ہوئی ایک زمانہ مشتاق تھا وہ بڑا اجماع خلائق انبوہ
عام ہوا عمرو بانسری بجا رہا ہی چہار طرف سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند ہی سماں بندھا ہوا ہی کہ ناگاہ آسمان پر سے
آٹھ ستارے ٹوٹے جب قریب پہونچے دیکھا کہ آٹھ جوگنین چلی آتی ہین ہر ایک کے ہاتھ مین لالٹین روشن ہی ایک جوگن

آگے ہی اور سات جوگنین پیچھے ہین وہ جو آگے ہی کفنی اُسکے گلے مین پڑی ہوئی ہی مالا مروارید کا پہنے ہو ٹھینگے کی سیلی
ناگ سے آراستہ پیراستہ دونون ہاتھون مین سمرنین زمرد و یاقوت کی بھبھوت خاکستر مروارید کا ملا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ
گویا ابر تنک مین آفتاب آگیا ہی اور وہ ساتون جوگنین جو پیچھے تھین وہ بھی نہایت حسینہ اور جمیلہ تھین یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ساتھ ماہ تابان کے ستارے چلے آتے ہین غرض وہ آٹھون جوگنین اُس مجمع مین آکر کھڑی ہوگئین اور باشتیاق تمام
بانسری سننے لگین جسکی نگاہ اُنپر پڑی بسمل تیغ ابرو ہوگیا عمرو نے دیکھا کہ یا تو سب تیری طرف مخاطب تھے یا یکایک
اوس طرف کو نگاہین پھر گئین بس مڑکر جو نظر کی ایک ماہ کامل کو جلوہ گر پایا دیکھا کہ بھبھوت چہرے پر ملا ہوا ہی گویا ایک شمع ہی
کہ فانوس سفید رنگ کے اندر روشن ہی بس تیر عشق جگر پر کھایا زخم محبت نے تڑپایا اُس جوگن نے کہا کہ عشق اللہ ہی عمرو
نے جواب دیا کہ سدا را عشق ہی آئیے کرم کیجیے اُسنے جواب دیا کہ بابا ہم فقیر ہین یک نظر سے خوش گذرے اُدھر سے بادشاہ اسلام
حمزہ صاحبقران پکارے کہ شاہ صاحب ایک لمحہ تو قدم رنجہ فرمائیے پھر چلے جائیے گا اور کرسی جواہر نگار منگوا کر بچھوا دی
جوگن آکر بیٹھی اور ساتون جوگنین سر پہ ہاتھ باندھکر کھڑی ہوگئین سب سردار اُسی جوگن کو دیکھ رہے ہین عمرو کی
ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی گلشن جمال کی گلچینی کر رہا ہی اپنے دل مین عمرو کہہ رہا ہی کہ ای عمرو یہ جوگ بجوگ سے خالی نہین اور
حسن کا اُس جوگن کے یہ عالم ہی کہ پروانے کبھی شمع پر گرد پھرتے ہین اور کبھی شمع کو بھولکر اُس جوگن کے شمع رخسار پر
نثار ہونے لگتے ہین دوہا سے دیپک اوت جوت مکھ دونون ایکہی رنگ پٹ وارین کہ اوت جلین پھگت پوت پتنگ
عمرو عالم حیرت مین ہی بانسری بجانا بھول گیا ہی کہ اُس جوگن نے عمرو کیطرف دیکھا اور کہا کہ صاحب کیا فقیر کا آنا ناگوار
ہوا فقیر تو مشتاق بانسری کا ہوکر آیا ہی اگر ناگوار نہو تو بجائیے اور گائیے عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ صورت تمھاری
جیسی ہی خوب ہی شاید یہ سیرت ہی پر مائل ہو پکارا کہ مین بسر و چشم بانسری بجانے کو موجود ہون آپ سنیئے آپکے
سامنے نہ بجاؤنگا تو پھر کسکے سامنے بجاؤنگا آپ پر تو جان تک نثار ہی یہ کہکر بجانے لگا اور گانے لگا ایسا بجایا اور گایا
کہ ساری صحبت بیخود ہوگئی اور سبکے آنسو جاری تھے وہ جوگن حالت وجد مین تھی بے اختیار تعریفین کر رہی تھی
لڑیان آنسوؤن کی آنکھون سے جاری تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیون کا سہرا اُسکے منھ پر باندھ دیا
ہی یا صدف کا منھ کھلا ہوا ہی کہ گوہر آبدار اُسمین سے گر رہے ہین اور اُسکے ساتھ کی جوگنین بھی رو رہی تھین کوئی
چار گھڑی کے بعد عمرو نے بانسری ہاتھ سے رکھی آدھ گھڑی تک تو یہی سمان بندھا رہا بعد اُسکے جو ہوش آیا تو ایک
ایک تعریفین کر رہا تھا اور وہ جوگن اُٹھ کھڑی ہوئی اور دست نگارین و پنجہ خورشید نما اُٹھا کر دعا دی کہ خدا اِس
صحبت کو یونہین برقرار رکھے اور صاحبقران دوران مع فرزندان صحیح و سالم رہین اور دعا دے کر جایا
چاہتی تھی کہ عمرو پکارا شاہ صاحب آپ کا بستر کہان ہی کہا کہ فقیرون کا بستر فرش خاک ہی اور تم کیون پوچھتے ہو عمرو
پکارا کہ جی چاہتا ہی کہ آکر قدمبوسی حاصل کرون کہا کہ جو ارادہ فقیر خانے پہ آنے کا ہی تو عقیق کوہ مین ملاقات ہوگی یہ کہکے
مانند برق کے جست کرکے وہ سبکی سب چلی گئین عمرو پکارتا تھا کہ ہمکو بسمل چھوڑ کر جانا اچھا نہین ایک وار لگاتی جاؤ
کہ کام اس ناکام کا تمام ہو جائے ہر چند عمرو چلایا کیا مگر سنتا کون ہی طرفۃ العین مین وہ غائب ہوگئی بس جسوقت
وہ عمرو کی نگاہ سے ناپدید ہوگئی عمرو بیہوش ہوکر گر پڑا سرو وہ گئی اسکے سر بلا آئی خاکین اُڑ گئے تماشائی جو بچے
جو دیکھا کہ عمرو بیہوش ہوکر گرا دوڑے اپنے یار وفادار کا سر اُٹھا کر زانون پر رکھا رومال سے گرد منھ کی پاک
کی گلاب منگوا کر چھڑکا پانی منھ مین چوایا عمرو کی آنکھ کھلی تو دیوانہ تھا پوچھا کہ وہ جوگن کہان گئی سبھون نے کہا
مانند برق لامع کے خیمے سے باہر جاکر پھر نہ معلوم ہوا کہ کدھر گئی امیر ہاتھ عمرو کا پکڑے ہوئے تھے عمرو نے کہا

کہ حمزہ مجھے رخصت کرو کہ مین اُس جوگن کو دیکھ آؤن فرمایا کہ خواجہ ہوش و حواس اپنے درست کرو دیوانے
نہ بنو فقیرون کا کہان ٹھکانا ہی سنا نہین تمنے کہ ؎ مسافر سے کرتا نہین کوئی پیت ٭ مثل ہی کہ جوگی ہوے کسکے
میت ٭ ایسا نہو کہ اس جوگن کے پیچھے جانے مین کچھ بھوگ تمپر پڑجاے اور خواجہ مین نے ایسا سودائی ہوجاتے
تمکو کبھی نہین دیکھا مین تمھین نہ جانے دونگا جب امیر نے دیکھا کہ یہ کسیطرح کہنا نہین مانتا کہنے لگے خواجہ تم ہمکو تو سمجھاتے
تھے کہ حمزہ بچہ ہو پر ہوس لگا ہی دیوانہ ہوا ہی آدمی وہ کام کرے جو سن پر زیبا ہو ہان بھئی ہمتو بیشک بوڑھے ہین مگر شاید
تم ابھی جوان ہو تمپر عشق و عاشقی سب زیبا ہی لیکن عمرو کا یہ عالم ہی کہ تصویر خیالی اُسکی آنکھون مین پھر رہی ہی دمبدم
ولولۂ جنون سلطان عشق کی مزرعۂ دل پر چڑھائی ہی کچھ سوجھتا نہین دنیا و مافیہا فراموش ہی دیکھا کہ صاحبقران
ہاتھ نہین چھوڑتے مکر سے کہا کہ حمزہ ہاتھ میرا ٹوٹا جاتا ہی تو اُس زور سے پکڑے ہی کہ ہڈی پر صدمہ ہی صاحبقران نے
ہاتھ ڈھیلا کیا تھا بس عمرو نے ہاتھ چھڑا کر کہا اے حمزہ خدا کو سپرد کیا یہ غلام رخصت ہوتا ہی فرمایا کہ اے مونس و جان نثار حمزہ
حمزہ بھی تیرے ساتھ ہی مین تجھے تنہا نہ چھوڑونگا عمرو کچھ نہ بولا اور جست کرکے باہر خیمے کے گیا امیر بھی دوڑے
امیر آئے دیکھا تو عمرو کا پتا نہین امیر روتے ہوے پھرے وہ انجمن جشن غمکدہ ہو گئی راوی کہتا ہی کہ وہ جو سردار
جوگنون کی تھی اُسپر تو عمرو شیدا ہوا اور اُن چھوٹی جوگنون پر چھ عیار جو شاگردون مین عمرو کے تھے وہ فریفتہ
ہوے اور دیوانہ وار اُنکے پیچھے روانہ ہوے لیکن مہتر قران نے دیکھا تھا کہ عمرو اُس جوگن پر مائل ہوا ہی اتفاقاً
راہ مین سدراہ ان سبکا ہو بغدا کھینچکر کہا کہ جبتک تم سب اپنا نام و نشان نہ بتاؤگی مین ہرگز تمھین جانے نہ دونگا
مہتر قران کا ایسا رعب اُنپر چھایا کہ قدم آگے نہ بڑھا سکین وہ جوگن کہ قران جسپر مائل ہوا تھا اُسنے کہا کہ او
موے مونڈی کاٹے حبشی روسیاہ تو کیون ہمارا سدراہ ہوا ہی کچھ تیری شامت آئی ہی ابھی ایک نیمچہ مارونگی کہ بھٹا سی
گردن اُڑجائیگی تجھے کیا واسطہ تو کیون ہمارا پتا پوچھتا ہی جا اپنا کام کر مہتر قران نے کہا کچھ ہی ہو جبتک تم اپنا مسکن
نہ بتاؤگی مین نہ جانے دونگا اُس جوگن نے کہا کہ ہمین کسیکا ڈر نہین ہے لے بتا دیا کہ ہم کوہ عقیق مین رہتے ہین اور
نام ہماری ملکہ کا یاقوت ملک ہی بادشاہزادی ہی کوہ عقیق کی قران یہ سنکر راہ سے ہٹ گیا وہ جست و خیز کرکے
چلی گئین قران پھر کر چلا آیا مگر ادھر بعد عمرو کے چلے جانے کے امیر نے اپنے دلمین کہا کہ خدا جانے یہ جوگنین کون تھین
اور عمرو بیخود ہی نہین معلوم اُسکے ساتھ وہ کیا سلوک کرینگی مہتر قران کیطرف دیکھا فرمایا کہ اے نظر کردۂ علی عمران
تمنے دیکھا کہ عمرو دیوانہ وار وحشی مثال یہانسے نکل گیا اور کوئی اُسکے ساتھ نہین ہی اور تم ہمیشہ سے جان بخش عمرو
مشہور ہو اب جی مین نے عمرو کو تمھارے سپرد کیا مین تمسے لونگا پہلے تو قران نے عذر کیا کہ پیر و مرشد یہ بار گران
اس ناتوان سے نہ اُٹھیگا فرمایا اور کوئی اس قابل نہین ہی کہ مین جسکے سپرد عمرو کو کردون عرض کیا بہت اچھا غلام
جاتا ہی بعد اُسکے چالاک سمک یلتاق ابو الفتح اصفہانی کلباد عراق برق فرنگی ہیرک خطائی اُستخر بلخی ان
سبھون سے فرمایا کہ تم سب یہان ہو اور افسر تمھارا آوارہ ہو کر گیا ہی اگر اُسکے واسطے کچھ ذلت ہوئی تو پھر تم
دو کوڑی کے ہو جاؤگے جاکر اُسکی مددگاری کرو یہ بھی اُن جوگنون پر عاشق و شیدا تھے خدا سے یہ چاہتے تھے کہ
کہین امیر ہمسے فرمائین تو ہم جائین بس ایک کے بعد ایک راہی ہوا مگر عمرو کا یہ حال ہی کہ شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا
جاتا ہی عجب عالم ہی کہ خانہ چشم کاشانہ مطلوب قصر دل خلوت خانہ محبوب تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی
دیوانہ وار پکارتا ہوا چلا جاتا ہی کہ اے محبوب جانی وای یار جاودانی اس عاشق ناشاد کو صورت اپنی دکھا دے
کبھی کسی جانور سے کہتا ہی کہ تو راہبر ہو جا مجھے وہان لیچل جہان میرا معشوق ہی گاہے درخت سے خطاب کرتا ہی

کہ تو ہی بتا وہ نونہال حسن کہان ہی کبھی ہوا سے مخاطب ہوتا ہی کہ تو پیام مجھ ناکام کا جا کر اُسے دے کہ مری جان ہونٹون پہ
مری آئی ہی ذرہ رحم کا وقت مسیحائی ہی بس یہی بکتا ہوا چلا آتا ہی بکتے بکتے یہ خیال بندھا کہ سامنے سے یاقوت فلک
چلی آتی ہی پکارا کہ آپ نے کیا مہربانی فرمائی یہی تو مین چاہتا تھا کہ آپ ایکمرتبہ صورت زیبا اپنی دکھا جایئے
اور خوشی خوشی دوڑا کہ معشوق سے جا کر ملے کہ وہ صورت خیالی آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گئی بیقرار
ہو گیا پکارا کہ کیا خطا اس غلام سے ہوئی جو آپ خفا ہو کر چلی گئین وہ چاند سا مکھڑا دکھا کر اشکباری مجھے دے
لیگئے صبر و قرار اور اشکباری دیگیے یہ کہکر چاہتا تھا کہ سر اپنا دے مارے کہ مہتر قران پہونچا اور دوڑ کر لپٹ گیا
کہ اُستاد یہ کیا آپ کو ہو گیا ہی اپنے حواس و ہوش بجا کیجیے عمرو نے پھر کر جو قران کو دیکھا کہا کہ بیٹا ہوش و حواس
سب معشوق کے ساتھ گئے اب یہ عالم ہی کہ نہ قرار دلکو نہ تاب جیکو نہ خواب چشم پر آب مین ہی غم جدائی سے جان
میری عجب طرح کے عذاب مین ہی یہ کہکر رونے لگا قران نے کہا کہ اُستاد مین مکان اُسکا جانتا ہون آپ کو وہان
لیچلونگا یہ سنتے ہی قران کے قدمون پر گرا کہ سچ کہہ تو اُسکا مکان جانتا ہی بتا وہ کہان رہتی ہی قران نے کہا کہ
عقیق کوہ مین مسکن اُسکا ہی پوچھا کہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا کہ جب وہ جانے لگی تھین تو مین جا کر سد راہ ہوا تھا
جبتک اُنھون نے نام اور مقام اپنا نہ بتایا مین نے اُنکو آگے نہین بڑھنے دیا عمرو نے کہا کہ کبھی تمنے معشوق کو
آزردہ کیا یہ تمھین لازم نہ تھا تمنے بہت بُرا کیا قران نے اپنے دل مین کہا کہ واہ نیکی برباد گناہ لازم کہ عمرو کا پھر
وہی عالم ہو گیا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا واہیات بکنے لگا مبہوت ہو گیا معشوق کو پکارا کہ وہ اسوقت پاس
میرے پہونچے تو واہ واہ ہی اگر قصد بعد میرے تمنے کیا تو پھر کیا قران نے کہا کہ اُستاد آپ گھبراتے نہین مین آپ کو
لیچلکر معشوق کے پہلو مین بٹھائے دیتا ہون عمرو نے کہا کہ بیٹا اچھا مین چلا چلتا ہون کہ اسی اثنا مین اور عیار
بھی پہونچے عمرو کو سلام کیا ساتھ ہو لیے مگر یہ مقدور نہ تھا کہ مانع ہوتے یا اسیطرح کی نصیحت کرتے جسکے ساتھ عمرو کے
چلے جاتے ہین کہ صحراے ریگستان ملا تشنگی سے قریب ہلاکت پہونچے عمرو کو تو جنون تھا اُسے تو بھوک پیاس کچھ
نہ معلوم ہوتی تھی بے پروا چلا جاتا تھا قران اسکے ساتھ قدم بقدم چلا آتا تھا لیکن یہ چھون عیار آگے بڑھتے
پانی کی تلاش مین کہ دور سے دیکھا کچھ جانور ایکطرف اُڑ رہے ہین سمجھے کہ پانی یہان ضرور ہوگا دوڑے اُسطرف کو کچھ دور
درخت سبز معلوم ہوے سبزی اُنکی آنکھون مین کھپ گئی پیاس بجھ گئی اور جلد چلے دیکھا تو نیچے درختون کے
ایک سفید شامیانہ کھڑا ہی فرش سفید بچھا ہوا ہی اور ایک عورت چہل سالہ لباس سفید پہنے وہان بیٹھی ہی اور ایک
تخت پر لنگی کھاروے کی بچھی ہوئی ہی اُسپر پالک خرفے کا ساگ پڑا ہوا ہی آبخورے کورے کورے پانی اُنمین
بھرا ہوا رکھے ہین گھڑے گھڑونچیون پر رکھے ہوے ہین صافیان اُنپر پڑی ہوئی ہین یہ سبکے سب بیتابانہ دوڑے
آکر آبخورے اُٹھائے کہ پیئین اُس عورت نے کہا میان دھوپ سے چلے آتے ہو ذرا ٹھہر کر پانی پیو اور یہ پانی تو گرم
ہو گیا ہی اندر سے مین پانی لاتی ہون وہ پیاسا چھون عیارون نے ایک ایک دو دو آبخورے پانی پیا اور دو دو
آبخورے ہاتھ مین اُٹھا لیے کہ دو ساتھی ہمارے اور ہین اُنکو پلا کر ہم لیے آتے ہین اُس عورت نے کہا میان گھڑا
اُٹھا لیجاؤ اسیواسطے ہی یہ چھون ایک ایک آبخورہ لیکر چلے تھے کہ بیہوش ہو کر گرے وہ عورت خنجر برہنہ پکڑ کر
آئی کہ اُنھین ذبح کرے اور چالاک کی چھاتی پر چڑھکر بیٹھی اُسے ہوش مین لائی اور کہا کہ ہم تو بڑا نام سنتے تھے
تم عیارون کا مگر دیکھا کہ کچھ نہین ہو چالاک نے کہا کہ جان صاحب ہم تو کشتۂ تیغ ابرو ہو چکے ہین تم جسطرح چاہو
قتل کرو اُسنے کہا کہ ہوش سے دیکھو مین تجھے ذبح کرتی ہون خوب لذت عاشقی کی چکھاتی ہون یہ کہکر خنجر گلے پر رکھا

چاہا کہ رگڑ دے یکایک ایک آواز پیدا ہوئی کہ او لکاتہ کیا کرتی ہی ٹھہر کہ آیا مین یہ پھر کر دیکھنے لگی کہ کون ہی کہ حلقے کمند کے
گلے مین پڑے اور جھٹکا پڑا کہ یہ گری ایک بلاے سیاہ چھاتی پہ آکر چڑھ بیٹھی اور کہا کہ او مردار غضب کیا تھا تونے پانی پلا کر
آبرو لی تھی اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون کہ زندہ و سلامت بچ جاے اور خنجر کھینچا کہ اُسے قتل کرے کہ ایک آواز آئی
مہتر قران یہ کیسے دبوچ بیٹھے ہو خبردار قتل کرنا یا تو آواز آئی تھی یا عمرو سامنے آگیا دیکھا ایک نازنین کو کہ قران
اُسکی چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہی مستعد قتل ہی کہا کہ بھئی کیون اسے مارتے ہو یہ کون ہی قران نے کہا کہ اُستاد یہ کوئی مکارہ
ہی انھین جوگنون کے ساتھ کی ہی ان چھون عیارون کو مار چکی تھی کہ مین پہونچ گیا انکی زندگی تھی کہ بچ گئے عمرو نے اُس
عورت سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ اس جلاد کے ہاتھ سے چھوٹون تو حال اپنا بیان کرون عمرو نے قران سے کہا
کہ بھئی چھوڑ دو اسے قران ناچار اُسکی چھاتی پر سے اُترا وہ اُٹھکر علیحدہ کھڑی ہوئی عمرو نے قسم دی کہ سچ بتاؤ نام
تمھارا کیا ہی اُسنے کہا کہ نام میرا شعلہ شمشیر زن پوچھا کہ وہ جوگنین کون تھین اُسنے کہا آگاہ ہو کہ ایک بادشاہزادی ہی
عقیق کوہ کی کہ نام اُسکا ملکہ یاقوت ملک ہی فن عیاری سے اُسکو شوق ہی تمام عقیق کوہ مین تریا راج ہی مرد کا نام
نہین ہی سات کوس پر عقیق کوہ سے اُسنے باغ بنوایا ہی تین لاکھ عیار بچی اُسکی شاگرد ہی علامۂ دہر آفت روزگار ہی
ہم اُسکی سات مصاحبین ہین ایک الماس بادپا اُسکی وزیرزادی دوسری شعبدہ لقب زن اپنے کام مین یگانۂ
آفاق تیسری غزالہ آہو چشم کہ اپنا مثل نہین رکھتی چوتھی صنوبر خنجر زن پانچوین بہمن کمند انداز چھٹی نصرت نہادیا
کہ نظیر اُسکا نہین ہی ساتوین سب سے کم مین ہون ملکہ نے خبر ورود لشکر اسلام سنی تھی کہ دربند قمھوریہ مین اُترا ہی اور
عیاران نامی اُس لشکر مین ہین اسوجہ سے جوگن بنکر ساتھ عیار بچیون سے گئی تھین پھرتے مرتبہ فرمایا کہ عمرو مع
عیارون کے جو ادھر آتا ہی اُسے گرفتار کر لاؤ مین نے دیکھا تو ان عیارون مین کوئی عیار نہین ہی مگر جو کچھ ہی یہ حبشی ہی پوچھا
کہ یہانسے مکان ملکہ کا کتنے فاصلے سے ہی اُسنے کہا کہ دس فرسخ کا فاصلہ ہی عمرو پکارا کہ اے شعلہ شمشیر زن تم ملکہ سے
اتنا کہدینا کہ وہ قتیل محبت دل بستہ الفت مشتاق جمال آتا ہی خبر اپنے عاشق کی لینا ضرور ہی اُسنے کہا کہ تو ملکہ پر
کیا سمجھکر عاشق ہوا ہی آئینہ نہ میسر ہوا ہوگا تو چینی مین موت کر تو کبھی صورت اپنی دیکھی ہوگی کہان وہ آفتاب برج حسن
کہان تو بن مانس ارے اپنے موافق کی ڈھونڈھکر اُسپر عاشق ہو قران نے کہا کہ او مردار زبان اپنی سنبھال کر بات کر
حضرت کے گھر مین ایسی ایسی لونڈیان پڑی ہوئی ہین دور ہو حضرت کے تصدق سے بچ گئی وہ پکاری کہ تونے
حضرت بنا رکھا ہی یہ کہکر وہ تو جست و خیز کرکے چلی گئی قران اُن چھون عیارون کو ہوش مین لایا اور سبکو
سرزنش کی کہ تم ایسے باولے بنگئے تھے سبکو وہ قتل کیا چاہتی تھی کہ مین پہونچ گیا سبھون نے عرض کیا کہ خلیفہ ہمین
گمان بھی نہ تھا کہ یہ مکان عیارون کا ہی ورنہ ہم کیون فریب مین آتے دوسرے یہ کہ دھوپ کے جلے ہوے تھے
بدحواسی مین گرتے پانی مین کچھ نہ سوچا گرفتار ہوگئے اب ایسا نہوگا آپ خاطر جمع رکھیے غرض اب قران نے بھی
پانی پیا عمرو کو بھی پلایا وہانسے آگے روانہ ہوے قران تو عمرو کے ہمراہ ہی اور وہ چھون عیار آگے بڑھے چلے جاتے
ہین یہ باتین کرتے ہوے کہ بھئی آج تو ایک عورت کے ہاتھون نہایت ذلیل و سبک ہوے مگر بھئی وقت ہی تو ہی
ایسا ہی ہوجاتا ہی آتے آتے اب چار گھڑی دن باقی ہی حرارت آفتاب کی کم ہوچلی ہی کہ سامنے سے ایک قصبہ دکھائی دیا
اور آگے اُس قصبے کے ایک درخت برگد کا بڑا سا دیکھا کہ اُسکے نیچے ایک کنوان ہی لوگ پانی بھر رہے ہین اور ایک
لونگ چڑے والا خوانچہ لیے ہوے بیٹھا ہی اُسمین پھلکیان لونگ چڑے کباب قیمہ موجود ہین ایک ہنڈیا مین چٹنی
ہرے دھنیے کی بھری ہوئی ہی اور وہ لونگ چڑے والا پگڑی لپیٹوا سر پہ باندھے ہوے مرزائی گلے مین

پائجامہ گاڑھے کا پانون مین تمام کپڑون پر تیل کے دھبے پڑے ہوے پکار رہا ہی کہ لونگ چڑے ہین گرما گرم ان
چھوٹون عیارون نے چار چار چھ چھ پیسے کے لیکر کھاے مزے کے جو معلوم ہوے اور لیکر کھاے پانی پینے کو
چلے تھے کہ بیہوش ہو کر گرے وہ لونگ چڑے والا نہ تھا شعبدہ نقب زن تھی مصاحب ملکہ یاقوت ملک کی
خنجر کھینچکر دوڑی کہ انھین قتل کرے کہ آواز شیر کی آئی پھر کر جو دیکھا اُسی بلاے سیاہ کو یعنے مہتر قران کو دیکھا کہ مثل
پیل دمان کے چلا آتا ہی جان بچا کر بھاگی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ صاحب تم کھڑی رہو ایک میری بات سنتی جاؤ
کوئی تمھین کچھ نہ کہیگا وہ کھڑی ہو گئی عمرو نے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی ملکہ کی کون ہو اُسنے کہا نام میرا شعبدہ نقب زن ہی
مصاحب ہون ملکہ کی کہا کہ پیغام ہمارا ملکہ کو پہونچا دینا کہ آپکا شیدا مشتاق دیدار آتا ہی اُسنے کہا اچھا کہدیا جائیگا
یہ کہکر وہ تو روانہ ہوئی قران سب عیارون کو ہوشمین لایا کہا کہ واہ جی واہ اتنا تمھین سمجھایا تھا کہ فریب مین کسی
مکار کے نہ آنا اور پھر تم غافل ہو گئے سبھون نے سر جھکا لیا کہا کہ خلیفہ ہمین ذلت پر ذلت حاصل ہوئی جو آپ کہیے وہ
بجا ہی غرض وہانسے قصبہ کیطرف چلے دیکھا کہ ایک میوہ فروش دوکان لگاے ہوے بیٹھا ہی کشمش پستہ چھوہارے
بادام سب قرینے سے رکھے ہوے ہین ایک طرف ایک ٹوکرے مین ولایتی انار ایک ٹوکرے مین سیب رکھے ہوے
ہین ایک چھبڑی مین سرخ سرخ رنگترے ہین وہ چھبڑی سامنے اُس میوہ فروش کے رکھی ہی پکار رہا ہی ع مزہ انگور کا ہی
رنگترون مین - اُن چھوٹون عیارون نے وہ رنگترے لیے اور چھیلے کہ کھاوین بس چھلکے کا چھیلنا تھا کہ غبار بیہوشی اُن
مین سے اُڑا دماغ مین انکے گیا سب بیہوش ہو کر گرے وہ میوہ فروش کہ صنوبر خنجر زن تھی چمک کر اٹھی خنجر برہنہ
ہاتھ مین لیکر چلی تھی کہ انکو قتل کرے کہ آواز آئی خبردار ہو آیا مین پھر کر جو دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی کون ہی کہ سات حلقے
کمند کے پڑے کہ سر تلے ٹانگین اوپر وہ گری قران اُسپر چڑھ بیٹھا کہا کہ معلوم ہوا تم لکائی مین سب طرف پھیلی ہوئی ہو اور
بغدہ پکڑ کر چاہا کہ قتل کرے کہ عمرو نے آواز دی او جلاد کیا کرتا ہی ارے میان تمکو سواے قتل کرنے کے اور کوئی کام
نہین یاد ہی قران بولا استاد آپکی مرضی یہ ہی کہ یہ سب عیار مارے جائین مین تماشا دیکھون عمرو نے کہا کہ یہ نالائق ہوئے بھلے
غرض قران نے کہنے سے عمرو کے اُسے چھوڑ دیا عمرو نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ صنوبر خنجر زن مجھے کہتے ہین اُسکو بھی
عمرو نے پیغام دیا وہ بھی چلی گئی قران اُن سبھون کو ہوشمین لایا بہت لعنت ملامت کی کہ تم لوگون نے خوب یہان نام پیدا
کیے سبحان اللہ یہی چاہیے سب چپ تھے گویا مُنہ مین زبان نہین تھی وہانسے آگے روانہ ہوئے اندر قصبے کے داخل ہوے
دیکھا کہ دوکان حلوائی کی لگی ہوئی ہی کئی چراغ جل رہے ہین خوانچون مین مٹھائی انواع اقسام کی رکھی
ہوئی ہی در بہشت کی سی سجی ہوئی ہین اور چراغ جو خوانچون کے اندر رکھے ہین روشنی انکی مٹھائی مین سے
پھوٹ کر نکلی ہی تو عجب کیفیت معلوم ہوتی ہی اور ایک زنجیر مین گھنٹہ لٹکا ہوا ہی کوڑی پیسون کا غلہ آگے حلوائی کے رکھا
ہوا ہی گماشتے مٹھائی بنا رہے ہین ایک طرف پوریان پک رہی ہین ترکاری بھن رہی ہی برفی کی لوزین کٹ رہی ہین
موتی چور کے لڈو بن رہے ہین کنڈے بھٹی مین سلگ رہے ہین قوام تیار ہو رہا ہی سب بھوکے تو تھے ہی مٹھائی خرید
کر کے خوب کھائی پانی پیا اُٹھکر چلے تھے کہ خلیفہ کو اور اُستاد کو بھی کھلائین کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہو کر گرے
دوکان مین ایک عورت اُٹھکر دوڑی کہ اُن سبھون کو اسیر کرے مگر خائف تھی کہ وہ حبشی نہ آتا ہو کہ اُسیوقت نعرہ
ہوا کہ او تیرہ روزگار آیا مین وہ تو کوکر جلدا ہوئی قران بغدہ لیکر دوڑا تھا کہ عمرو پہونچا قران کو منع کیا اور پکار کر
کہا کہ نام تو اپنا بتاؤ اُسنے جواب دیا کہ نام میرا نصرت باد رفتار ہی مصاحب خاص ہون ملکہ کی عمرو نے اُسے بھی پیغام
دیا وہ تو چلی گئی قران اُن عیارون کو ہوشمین لایا اور سبھون سے کہا کہ تم کیسے کیسے عیار ہو گئے کیا کیا عیاریان تمنے کی ہین

یہان یہ کیا غضب تیرا نازل ہو گیا ہی کہ ہر بار مکر مین آجاتے ہو گرفتار ہو جاتے ہو اپنے کو ذلیل و رسوا کرواتے ہو
ہم بھی تمہارے ساتھ ذلیل ہوتے ہین سبھون نے کہا کہ خلیفہ حق بجانب آپ کے ہی حقیقت مین یہان تو ہم ایسے ہی ذلیل
ہوے جو چاہیے سو فرمائیے ہم قایل ہو چکے ہین مگر اب رات ہو چکی تھی آگے نہ بڑھے قران نے عمرو سے کہا کہ استاد
شب اسی قصبے مین بسر کیجیے کہا کہ چلو کوئی سرا ڈھونڈھو تو وہان رہین چھوٹن عیار ستان کی تلاش مین روانہ
ہوے عمرو و قران پیچھے پیچھے چلے آتے ہین کوئی دو چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ آواز گانے کی کان مین آئی اور آگے
بڑھے دیکھا کہ ایک مجمع ہی ٹھٹ لگے ہوے ہین اور ایک لڑکا ٹھمک کا تھال اسکے ہاتھ مین چومک جلتی ہوئی پانچ
رکھی ہی تھال ہر ایک کے سامنے لیجاتا ہی وہ دو چار ٹکے اسمین ڈال دیتا ہی یہ بھی گھس پل کر پہونچے انکی طرف دیکھا وہ گانے لگا
اور ناچنے لگا بس ایک مرتبہ توڑا جو لیتا ہی تو چومک جو تھال مین روشن تھی وہ بجھ گئی پھرتی سے اسنے دوسری
چومک روشن کی اور دعائین دیتا ہوا سامنے انکے آیا ان سبھون نے بھی تھال مین کچھ ڈال دیا مگر دھوان اس
چومک کا جو دماغون مین انکے پہونچا یہ چھوٹن بیہوش ہو کر گرے وہ طفل باہوش کہ سمن کمند انداز تھی چومک ہاتھ سے
پھینک کر دوڑی خنجر کمر سے نکالتی ہوئی کہ قران کے نعرے کی آواز بلند ہوئی ادھر تو نعرہ ہوا ساتھ ہی اسکے
قران بندہ پکڑے ہوے وہین موجود تھا وہ بھاگ کر دور کھڑی ہوئی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ اپنے نام سے
تو آگاہ کر دو کہ بوے معشوق تجھ سے آتی ہی اسنے کہا کہ نام میرا سمن کمند انداز ہی انیس ہون ملکہ کی ای عمرو ملکہ کی
عاشقی کا دم نہ بھر اول تو صورت تیری بدتر تمام عالم سے دوسرے ملکہ کو مرد کے نام سے نفرت ہی جدھر سے آیا ہی ادھر
ہی پھر جا نہین مارا جائیگا جان تیری جاتی رہیگی کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ دلسے مین ناچار ہون فریفتہ
ہو چکا ہون انجام عشق جان کا جانا ہی سر معشوق کی نذر کرنے آئے ہین ہر چہ بادا باد ۵ یا تن رسد بجانان
یا جان ز تن برآید ۵ دست از طلب ندارم تا کار من برآید ۵ جا کر اسکے قدمون پر سر رکھ دونگا اور کہونگا کہ نکلے
دم تیرے قدمون کے نیچے یہی دلکی حسرت یہی آرزو ہی آئندہ وہ جانیگی رحم کریگی چاہیگی قتل کریگی اسنے کہا کہ تجھکو
سودا ہو گیا ہی یہ کہکر چلی گئی قران سب عیارون کو ہوش مین لایا بہت سی سرزنش کی رات اسی قصبے مین بسر کی
صبح کی نماز پڑھکر وہانسے روانہ ہوے چلے آتے ہین تھوڑی دور آئے ہونگے کہ ایک ہرن سامنے سے نمایان
ہوا چھوٹن عیارون نے ارادہ کیا کہ اسے گرفتار کرین اور کباب کرکے کھاوین ہرن سامنے سے بھاگا برق
اسکے تعاقب مین چلا اور عیار بھی پیچھے پیچھے دوڑے مگر وہ ہرن تھوڑی دور جا کر رکا برق سمجھا کہ یہ تھک گیا ہی
لاؤ اسے پکڑ لون حلقے کمند کے کشادہ کرکے قریب آیا تھا کہ ہرن نے جست کی سر پر سے برق کے پھاند گیا
پاؤن مین اس ہرن کے حلقے کمند کے تھے حلق مین برق کے پڑے یہ حیران تھا کہ یہ بلا کہان سے آئی جھٹکا جو پڑا
برق گرا اسنے داروے بیہوشی دماغ مین اسکے پھونک دی اور چاہا کہ اسے قتل کرے وہ پانچون عیار بھی پہونچے
اور پیچھے پکڑ پکڑ کر دوڑے وہ عیارنی دوڑی لگا نیچہ چلنے اسنے ان پانچون کو بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کیا وہ پانچون
بیہوش ہو کر گرے اب اسنے چاہا کہ ان سبکو مارے کہ مہتر قران حبشی پہونچا اور دوڑا اسپر وہ بھی دوڑی کہ او
موے حبشی تو ہی نے تو سبکو بچایا ہی مین تجھے بھی مارتی ہون جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور نیچہ مارا قران نے
بندے پر روکا اور اس پر بندہ مارا اسنے خالی دیا کئی بار رد و بدل ہوئی انجام کار کمند لگی چلنے ایک مرتبہ قران نے
کمند ماری کہ گلے مین اسکے پڑی قران نے چاہا کہ کھینچے کہ وہ صاف حلقے مین سے نکلگئی بھاگی اور پکاری کہ منم
غزالہ آہو چشم اب پھر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوئی عمرو ہر چند پکارا کیا پھر وہ نہ ٹھہری چلی گئی قران سب

عیارون کو ہوش نہیں لایا اور بہت خفا ہوا کہ یارو تمنے کلیجہ پکا دیا ہی ہر مقام پر ذلیل ہوے اور ہمکو بھی رسوا کروایا وہ سب چپ ہین کچھ جواب نہین دیتے غرض وہانسے آگے کو روانہ ہوے تھوڑی دور آے تھے کہ عقیق کوہ سامنے دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ کبھی نہ دیکھا تھا کہ سرخ تو پہاڑ اور پھول وادی کے از پا تا قلہ کوہ پھولے ہوے تمام شفق کا جلوہ دکھائی دیتا تھا چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی تھی ہوا سرد چل رہی تھی قریب جو آئے دیکھا کہ گھاٹی پہ پہاڑ کی ایک بنگلہ حسن کا پڑا ہوا ہی منقش سے گندھا ہوا ہی پردے صندلی رنگ کے اسمین بندھے ہوے ہین عمرو اس بنگلے کیطرف چلا چھون عیار ساتھ تھے اور مہتر قران عقیق کوہ دیکھنے آگے بڑھگیا تھا اور ان چھون عیارون سے کہگیا تھا کہ بھئی تم استاد سے خبردار رہین ایک کام کو جاتا ہون ابھی چلا آؤنگا سبھون نے کہا تھا خلیفہ آپ جائیے ہم ہوشیار رہین الحاصل عمرو اور وہ چھون عیار اوپر آے دیکھا کہ ایک جوگن بنگلے مین بیٹھی ہوئی ہی بھبھوت اسکے ملا ہوا ہی شنجرفی تہمد بندھی ہوئی ہی شنجرفی دوپٹہ اوڑھے ہوے ہی بال سر کے چھوٹے ہوے ہین مالا اور راج کا ہاتھ مین رام رام جپ رہی ہی اور آگے اسکے ٹھیک رکھی ہوئی ہی آگ اسمین گڑی ہوئی ہی دھوان اٹھ رہا ہی دو چار حقے مدار سلیے ناریل وغیرہ رکھے ہوے ہین ایک طرف کونڈے سونٹا رکھا ہی عمرو نے اس جوگن کو دیکھتے ہی جی خوش ہو گیا کہ مجھ رسیدہ ہی مطلب دلی اس سے بر آئیگا سامنے اسکے آکر کھڑے ہوے اس جوگن نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا کہ بابا بیٹھ جا حقہ پی ہی عمرو سلام کرکے بیٹھ گیا وہ چھون عیار بھی گرد و اطراف مین بیٹھ گئے وہ جوگن دو گھڑی کے بعد مالا جپتی ہوئی اٹھی باہر چلی عمرو اور چھون عیار بھی اٹھے اسکے ساتھ چلے دو چار قدم گئے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہو کر سب گر پڑے یہ جوگن خود ملکہ یاقوت ملک ہی اور وہ جو ٹھیک اسکے سامنے رکھی تھی اور اسمین دھوان اٹھ رہا تھا وہ بیہوشی آلود تھا ان سبھون کے دماغ مین جو گیا بیہوش ہو کر گرے یاقوت ملک نے چھون عیارون کو تو وہین پڑا رہنے دیا اور عمرو کو حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کرکے چادر عیاری مین باندھکر پیٹھ پر پشتارہ لگا لیکر روانہ ہوئی دو چار قدم چلی تھی کہ خیال مین آیا کہ ای یاقوت ملک اگر تو عمرو کو سر راہ لیچلتی ہی تو ایسا نہو وہ بلاے سیاہ ملجاے اور اگر وہ ملگیا تو اسے چھین لیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ راہ نقب سے چل کہ تجھے کوئی نہ دیکھے بس یہ خیال اپنے دل مین کرکے پکڑکر خنجر نقب کھودتی ہوئی عمرو کو لیکر روانہ ہوئی قضاے کار اتفاقات روزگار مہتر قران جو ان عیارون سے جدا ہو کر گیا تھا قریب عقیق کوہ پہونچکر خیال گذرا کہ تو نقب کنی کرکے یاقوت ملک کی خوابگاہ مین اپنے کو پہونچا اور اسکو گرفتار کرکے لا اور استاد کے حوالے کر کہ قصہ منفصل ہو جاے یہ تصور کرکے بعد سے نقب کھودتا ہوا چلا ادھر سے یہ جاتا تھا ادھر سے یاقوت ملک آتی تھی فتیلہ عیاری دونون کے ہاتھ مین روشن تھا ادھر سے اسنے ٹھوکا کہ سر رخ ہو گیا ادھر سے اسنے ٹھوکا کہ مہرہ نقب کا کھلگیا لگا ہین چار ہوئین قران نے پہچانا یاقوت ملک کو پشتارہ مہر دوش پر دیکھا یقین ہوا کہ یہ استاد کو پکڑے لیے جاتی ہی نعرہ کیا کہ کب چھوڑتا ہون تجھے کہ تو خواجہ کو اسیر کرکے لیجاے یاقوت ملک قران کو دیکھکر پیچھے کو بھاگی مہتر قران اسپر دوڑا اسنے دیکھا کہ تو گران بار ہی مجھسے بھاگا نہ جائیگا بلکہ گرفتار ہو جائیگی دور کر اس پشتارے کو مثل لینا مثل مشہور ہی کہ پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹے کان بس اسوقت پشتارہ عمرو کا کھولکر پھینک دیا اور خنجر مار کر اوپر سے مہرہ توڑ کر نقب سے نکلکر بھاگی مہتر قران نے عمرو کا پشتارہ جو پایا تو پھر تعاقب اسکا نہ کیا پشتارے کو نقب سے باہر لاکر گرہ پشتارے کی کھولی عمرو کو نکالا افتیلہ رفع بیہوشی دیا آنکھ عمرو کی جو کھلی دیکھا کہ حلقہ ہاے کمند مین بندھا ہوا ہی اور قران سرپہ کھڑا ہوا ہی پوچھا کہ بھئی کیا خفا ہی میری جو تمنے مجھے باندھا ہی اگر سودائی سمجھکر باندھا ہی تو مجھکو جو سوداے عشق ہی

وہ جانے کا نہین اور اگر کوئی جرم میرے ذمہ ہی تو اُس سے آگاہ کرو قران نے کہا اُستاد آپ فرماتے کیا ہین ہین آپ کو کیا باندھونگا آپ فرمائیے کہ آپ پر کیا گذری اور چھوٹن عیار کہان ہین عمرو نے احوال جوگن کے پاس پہونچنے اور مع عیارون بیہوش ہوکر گرنے کا بیان کیا اور کہا کہ اب اُن چھوٹن کا حال مجھے نہین معلوم کہ اُنپر کیا گذری قران نے کہا کہ اُستاد وہ جوگن یاقوت ملک تھی آپ کو پکڑے ہوے نقب کی راہ سے لیے جاتی تھی اور مین بھی نقب کھودتا ہوا عقیق کوہ کو جاتا تھا اثناے راہ مین میرے اُسکے نقب کے اندر مقابلہ ہوا اگر وہ لپشتارہ چھوڑکر نہ بھاگتی تو مین بغیر گرفتار کیے نہ چھوڑتا عمرو نے کہا کہ اے قران تنے غضب کیا ہاے قرب محبوب سے تجھکو جدا کیا قران نے کہا کہ اُستاد ہم تو خاکمین ملگئے تھے آپ کے عشق نے ہمکو کہین کا نہ رکھا تھا اب چلیے دیکھین کہ اُن چھوٹن کا کیا حال ہی دونون وہانسے اُس حسن کے بنگلے پر آئے دیکھا تو چھوٹن عیار بیہوش پڑے ہین اور وہ منقل آتشین جل رہی ہی قران نے معلوم کیا کہ یہ دھوان جو اُٹھ رہا ہی بیہوشی آلودہ ہی دماغ کو اپنے بند کرکے اُس منقل کو بجھایا عیارون کو ہوش مین لایا اور کہا کہ ایک دم بھر ہم تمسے الگ ہوے تھے کہ آپ بھی گرفتار ہوے اُستاد کو بھی گرفتار کروایا اے یارو تمھین کچھ بھی غیرت ہی ادنے عورتون کے ہاتھ سے وہ ذلتین تم سبھون نے اُٹھائین کہ بیانسے باہر ہی سبھون نے عرض کیا کہ خلیفہ قسمت مین ہماری ذلتین بدی تھین ہمارا یہ عالم ہی کہ جی چاہتا ہی کچھ کھاکر مرجائین القصہ وہانسے روانہ ہوے تھوڑی دور آئے تھے کہ باغ ملکہ یاقوت ملک کا معلوم ہوا دیکھا کہ آگے باغ کے ایک دریاچہ اور اُسپر پل ہی پشت سونے کا بنا ہوا ہی اور اُس پار تختہ لالہ زار کھلا ہوا ہی گویا آگ لگی ہوئی ہی اور اُس پار پل کے دوپہر یا پھولا ہوا ہی اور اُسی پر سے آنے جانے کا راستہ ہی اب سامنے عقیق کوہ ہی کہ مہتر قران نے عمرو سے کہا کہ اُستاد مین آپ کو اب آگے نہ جانے دونگا جبتک یاقوت ملک استقبال کو آپکے نہ آئیگی عمرو نے کہا اے قران اُسکو کیا غرض ہی جو وہ میرے استقبال کو آئیگی مین اُسکا بلایا ہوا نہین آیا ہون شوق دیدار مجھے خود لایا ہی مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوین پاس جاتا ہی کنوان پیاسے پاس نہین آتا ہے تشنہ سوے آب میگردد دوان ٭ آب سوے تشنہ کی گردد روان ٭ مہتر قران بولا اُستاد آپ شہنشاہ عیاران ہین آپکی ہتک حرمت ہونے مین ہم خاکمین ملے جاتے ہین ہمکو مار ڈالیے پھر چلے جائیے عمرو نے کہا کہ بھئی ابتو تم مجھے مارے ڈالتے ہو کوچہ یار کو سے دلدار مین نہین جانے دیتے ہو یہ کیا دوستی ہی سبحان اللہ یہی باتین ہورہی تھین کہ وہ سالون عیار بچیان ملکہ کی مصاحبین لباس بہت تکلف کے زیور جواہر نگار پہنے ہوے نیم تنے گلون مین پڑے ہوے گاتیان بندھی ہوئین بانے عیاری کے جسم پر آراستہ چست و چالاک نوخاستہ سامنے سے دکھائی دین اور عمرو سے کہا کہ ملکہ یاقوت ملک آپکی مشتاق ہین چلیے قران نے کہا تمھاری ملکہ کے پانون مین کیا مہندی لگی ہوئی تھی جو خود استقبال کے واسطے نہ آئی الماس بادپا نے کہا کہ او موے حبشی تجھکو کون بلانے گیا تھا جو تو یہان آیا تیرا جی چاہے چل نہ جی چاہے پھر کر چلا جا کوئی تیرے آنے کی غرض نہین رکھتا قران نے کہا کہ ہوا تو مین تمھین پر ہون اچھا جانکر جو چاہتی ہو کہتی ہو حضرت سے ناچار ہون نہین تو ایک لمحہ بھر مین تمھاری ملکہ ہمیشہ کیلیے باندھ لاتا اسنے کہا کہ بیٹھو موے تو میری ملکہ کا نام نہ لے ارے موے بھیجنگے تجھے ملکہ کی ایڑی چوٹی پر سے صدقہ کرون عمرو پکارا کہ بی بی تم تکرار نہ کرو مین تمھارے ساتھ چلتا ہون اور قران سے کہا کہ بھئی تمھارا ابھی تو کہنا ہوگیا قران چپ ہو رہا عمرو پکارا کہ صاحبو چلو اُن عیار بچیون نے کہا کہ آپ آگے چلیے عمرو بولا یہ ہرگز نہوگا تم آگے ہو مین تمھارے پیچھے چلونگا وہ سالون آگے آگے عمرو اُنکے پیچھے پیچھے قدم بہ قدم رکھتا ہوا چلا جاتا ہی قران عمرو کے

ساتھ ساتھ نگہبانی کرتا ہوا چلا آتا ہے باقی چھوٗن عیار دہنی بائین طرف چلے آتے ہین نصف پل پر پہونچے تھے
کہ آواز تڑاقے کی ہوئی حلقہائے کمند پاؤن مین چھوٗن عیارون کے پڑے وہ جھکے تھے کہ اُن حلقون کو دور کرین
ہاتھ بھی پھنس گئے چھوٗن گولا لاٹھی ہوکر گرے قران نے کہا کہ کیون صاحبو یہ تم دعوت کے واسطے لیچلی ہو یا عداوت
کرتی ہو ایسے شعبدے بہت سے کیے ہین اور دیکھے ہین وہ عیار بچیان پکارین کہ یہ تو گھر عیارون کا ہے مگر تم مین کوئی
قابل عیاری کے نہین ہے ہان جو کچھ ہے تو ہے عمرو تو سودائی بنا ہوا ہے قران نے کہا تم سب پر عاشق ہو ہو کر ہوش وحواس انکے جاتے
رہے ہین اُن سبھون نے کہا کہ بات بھی تیری عیاری سے خالی نہین ہے یہ کہکر ان عیارون کو حلقہائے کمند سے رہا کیا
اور عمرو تو اُنھین کے قدم بقدم چلا جاتا تھا قران اپنے دلمین خوش ہے کہ استاد غافل نہین ہین غرض آتے آتے پائین باغ
مین پہونچے الماس بادپا سے کہا کہ جاکر اپنی ملکہ سے کہو کہ شہنشاہ عیاران تشریف لائے ہین اُنکی قدمبوسی کو حاضر ہو
اور عمرو سے کہا کہ اُستاد اب آگے نہ جانے دونگا آپ چاہین مجھے مار ڈالین عمرو تو خون جگر پیکر چپ ہو رہا الماس بادپا
نے کہا کہ ارے تجھکو کسی نے بلایا تھا جو تو ایسی باتین بناتا ہے ملکہ کی پاپوش بھی نہ آئیگی مضر قران نے کہا کہ ہم تو فقیر کا
تکیہ جانکر آئے تھے کہ جاکر کچھ بھیک اُسکے ٹھیکرے مین ڈال دینگے یہان آکر معلوم ہوا کہ کارخانہ شاہی ہے
خیر حضرت بھی ہمارے شہنشاہ ہین ملکہ اپنا فخر و افتخار جانکر آکر باعزاز و اکرام لیجائیگی تو خیر نہین تو ہرگز حضرت
آگے نجائینگے عمرو نے کہا اے قران کیون مجھے رنج دیتے ہو ناحق کی تکرار نکالتے ہو قران نے کہا اگر اس مقدمے مین
آپ دخل دینگے تو اپنے کو ابھی خنجر سے ہلاک کرڈالونگا الماس بادپا نے اندر جاکر کرسیان بچھائین عمرو اور ساتون عیار
کرسیون پر بیٹھے قران لگا سمجھانے کہ پیر و مرشد ذرا آپ اپنے ہوش وحواس بجا کیجیے ایک طرفۃ العین مین یاقوت ملکہ
کو گرفتار کر لیجیے گا عمرو بولا اے قران قسم ہے خدا کی جب سامنا اُسکا ہوجاتا ہے صبر و طاقت ہوش وحواس سب جاتے
رہتے ہین مین مجبور ہون کیا کرون اور سمک سے کہا کہ میان دیکھو تو ملکہ کیا کرتی ہے قران نے تو ہمین غضب مین
گرفتار کر دیا ہے ہائین معشوق پاس جانے کو روکا ہے عشق وعاشقی مین اولوالعزمی نہین رہتی ہے ہمکو انھون نے
پیر مغان بنایا ہے قران چپکا کھڑا ہوا سن رہا ہے مگر یہان الماس بادپا نے یاقوت ملک سے کہا کہ پائین باغ مین
عمرو آکر ٹھہرا ہے وہ موا حبشی روسیاہ اُسے وہان سے آگے نہین آنے دیتا وہین اُسے روکے ہوئے ہے مین نے
کرسیان اُسکے واسطے بچھوادی ہین یاقوت ملک نے کہا اے الماس بادپا حقیقت مین وہ شہنشاہ عیاران ہے
مین خود چلکر اُسے لاؤنگی اور کہا کہ لاؤ ہماری پوشاک کہ ہم کپڑے بدلکر عمرو کو لینے جائین کشتیان پوشاک کی
لاکر لگائی گئین عمرو کو جو اپنا عاشق سمجھی ہے تو قتل کرنے کیواسطے سرخ جوڑا پہنا اور زیور بھی یاقوت نگار
بدن پر آراستہ کیا عطر حنا کا ملا پھولون کا گہنا اوپر سے پہنا بھبھوکا بنکر ایک عجب ناز و انداز سے چلی ؏ کہ باد از دیدنش
ہرگز نماند؛ وجود پارسایان را شکیب؛ مثنوی کہون کیا سنگار اُسنے ایسا کیا؛ کہ سب زیور اُسکا تھا یاقوت کا؛
سیہ یکرنگی اُسکی نمودار تھی؛ کہ پوشاک بھی اُسکی گلنار تھی؛ یہ مطلب تھا جب روبرو ہوجیے؛ تو اُس سے بہت سرخرو ہوجیے
اور ساتون مصاحبین بھی مانند سبع سیارہ کے ہمراہ ایک ایک دریائے جواہر مین غرق چار سو عیار بچیان مرصع پوش
دُر در گوش اُسکے ہمراہ مانند طاؤس طناز کے سامنے عمرو کے آئی عمرو بیٹھا ہوا دروازۂ باغ کیطرف دیکھ رہا تھا
کہ پہلے سمک نے آکر خبر دی کہ ملکہ یاقوت ملک آتی ہے قران کج رومالی سر پر عمرو کے ہلانا شروع کیا عمرو نے کہا اے قران
کیون مجھے سخرا بناتے ہو قران بولا آپ چپکے بیٹھے رہیے کہ اس اثنا مین دروازہ باغ مین سے فانوسون کی روشنی
دکھائی دی عمرو تو اُسیطرف دیکھ رہا تھا کہ بعد فانوس بردارون کے ملکہ یاقوت ملک نظر آئی کہ چہرہ مثل ماہ تابان

روشن گرد ہجوم سیارگان بس ملکہ کو دیکھتے ہی پکار اسے آمدی بنشین زمانے بندۂ جانت شوم ؛ این قدر بنشین کہ
برخیزم و قربانت شوم ؛ اور چاہا کہ ملکہ کی تعظیم کیواسطے اُٹھے قران نے کمر مین ہاتھ ڈال دیا کہ ابھی ٹھہریے نزدیک
آنے دیجیے عمرو بولا کہ او کمبخت کیون رنج دیتا ہی کہ اتنے مین ملکہ قریب آگئی اب عمرو اُٹھ کھڑا ہو ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ
ڈال دیا عمرو کا یہ عالم ہوا کہ وہ پنجۂ خورشید نما دست نگارین جو ہاتھ مین آیا تمام جسم کی جان ہاتھ مین آگئی اور ملکہ
عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوے بہزار عشوہ و ناز جانب باغ لیچلی عمرو گل چینی گلشن جمال کرتا ہوا چلا آتا ہی مارے خوشی کے
پھولا نہین سماتا ہی یہانتک کہ دروازۂ باغ کے پاس پہونچی ملکہ ٹھہر گئی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ چلو عمرو نے کہا کہ تم
صاحب خانہ ہو آگے بڑھو ملکہ بولی کہ تم مہمان عزیز ہو تمھارا آگے چلنا مناسب ہی عمرو بولا اچھا مین چلتا ہون اور جست کرکے
دروازے کو پھاند کر اندر آیا ملکہ نے الماس باد پا سے کہا کہ دیکھا تو نے اسکو لوگ بیہوش بتاتے ہین یہ تو لاکھ ہوشیار کا
ہوشیار ہی اُسنے کہا کہ بلالون بجا ہی غرض ملکہ بھی اندر باغ کے آئی عمرو سے خطاب کیا کہ تجھکو دروازے سے آتے نہین
شاید کچھ اندیشہ معلوم ہوا جو آپ دروازہ پھاند کر آے عمرو بولا کہ مین جست کرکے نہ آتا مگر اسوقت کچھ یونہین دلمین آگیا
قصہ مختصر وہان سے چلے باغ بہتر از فردوس برین پایا بڑے درختون کی سرو رختی کی ہوئی چھوٹے درختون کی
موزونی صنکال کو پہونچی ہوئی نہرین جاری طرفہ گلکاری طائرون کی زمزمہ پیرائی لاجواب ہر پھول نادر ہر ثمر نایاب
سیر کرتے ہوے قریب بارہ دری کے پہونچے بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ تھی فرش ملوکانہ اُسمین کیا ہوا تھا
مسند پر تکلف صدر مین بچھی ہوئی تھی ملکہ نے عمرو سے کہا کہ آپ اس مسند پر رونق افزا ہوجیے اور اپنے واسطے اور
مسند طلب کی عمرو بولا اس مسند کے نیچے غار ہی اور پانون جو رکھا وہ مسند خندق مین گر پڑی ملکہ بہت خفا ہوئی کہ
ارے یہ تمنے کیا دعوت مین عداوت کی کوئی ایسی حرکت بھی کرتا ہی عمرو بولا آپ خفا ہون یہ مکان عیارون کا ہی
یہان ایسا ہی ہوتا ہی ملکہ نے کہا خیر آپ دوسری مسند پر بیٹھیے عمرو نے اُسے بھی پانون سے اُٹھایا اُسکے نیچے کانٹے
تھے ملکہ الماس باد پا پر بہت خفا ہوئی اُسنے عرض کیا کہ بلالون عیارون کے مکان ایسے ہی دھوکے ہوتے ہین عمرو پکارا
سچ ہی اسمین شک نہین القصہ مسند اور جگہ بچھی ملکہ اور عمرو ایک مسند پر بیٹھے الماس باد پا ملکہ کے سر پر رومال ہلانے
لگی مہتر قران عمرو کے سر پر کھڑا ہوا مگس رانی کرتا تھا باقی خواصین دست ادب باندھ کر کھڑی ہوئین عیار عمرو کے نیچے ایک
دیوار کے کھڑے ہوے تھے وہ دیوار چوبی تھی دفعتہ جو گری وہ سب اُسکے نیچے دبگئے تڑاقے کی آواز جو ہوئی
عمرو نے پھر کر دیکھا دیوار چوبی عیارون پر حائل ہوئی ہنسکر ملکہ سے کہا کہ مین ان باتون کو خوب جانتا ہون کہ تمنے
دیوار چوبی مین عیارون کو گرفتار کیا ہی چھوڑ دو انکو ملکہ نے حکم دیا کہ دیوار چوبی اُٹھالو تختہ جو اٹھا عیار ظاہر ہوے
اور صورت اُسکی یہ تھی کہ دیوار چوبی چھت مین بندھی ہوئی تھی اُسے جو کھینچا وہ گر پڑی عیار دبگئے جب دوسری طرف
سے کھینچا پھر وہ دیوار بلند ہوگئی عیار رہا ہوگئے مگر سب شرمندہ و پشیمان تھے ملکہ نے بھی نگاہ حقارت سے اُنھین
دیکھا الماس باد پا نے کہا کہ بلالون راہ مین ان سب کو کئی کئی بار گرفتار کیا ہی البتہ یہ دو عیار انمین ہین باقی خیریت ہی
یاقوت ملک نے مہتر قران کیطرف دیکھکر کہا کہ تمھاری بہت تعریفین سنی ہین مہتر قران بولا اے ملکہ جو کچھ ہین
حضرت ہمارے ہین ہم سب انکی غلامی کا بھی مرتبہ نہین رکھتے مگر ان دنون مین حضرت کسی شخص پر عاشق ہو شیدا ہین
ہوش مین اپنے نہین ہین نہین تو کیا مقدور ہی کسیکا کہ سامنے انکے نام عیاری کا زبان پر لاے ملکہ یاقوت ملک
یہ کلمہ سنکر پکاری کہ ای عزیز مرحبا صد مرحبا یہ تعریف تیری خالی عیاری و فطرت سے نہین ہی کسواسطے کہ اگر یہ گرفتار
ہوگئے تو تیرے کہنے کی جگہ ہی کہ عمرو آپ مین نہ تھا خود رفتہ تھا مجھکو معلوم ہوا کہ برائے نام تو نے انھین سرگردہ کیا ہی

جو کچھ ہی ان عیارون مین تو ہی ہی قران نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ خواجہ کے غلام بھی مجھسے اچھے ہین لیکن
چالاک بن عمرو باتون سے ملکہ یاقوت ملک کی نہایت برہم ہوا ایک چوکی جو ایک ستون بلند پر میدان مین نصب
تھی کہ اُسپر عیار بچیان اکثر کثرت نیمچہ زنی کی کیا کرتی تھین اور وہ ستون زمین سے ستر گز بلند تھا چالاک جست کرکے
چوکی پر آیا اور پکار کر کہا کہ ہم تو واقعی کچھ جانتے نہین ہین مگر ہی کوئی کہ مجھ ذلیل سے یہان آکر مقابلہ کرے سب
عیار بچیون کے رنگ اُڑ گئے ہوائیان منھ پر چھوٹنے لگین مگر شعلہ شمشیر زن سامنے ملکہ کے آئی اور عرض کیا
کہ وریان حکم ہو تو مین جا کر اس سے مقابلہ کرون پہلے بھی مین نے اسے گرفتار کیا تھا اب بھی گرفتار کیے لاتی ہون
ملکہ بولی جا مانع تیرا کون ہی بس شعلہ وہانسے جست کرکے چالاک کے پاس آئی اور اس چوکی پر سوا چار پانون رکھنے کے
زیادہ جگہ نہ تھی غرض خنجر کھینچ گئے لگی خنجر زنی ہونے کچھ دیر تک تو کھڑے کھڑے خنجر زنی رہی بعد اُسکے دونون بیٹھ گئے
ہاتھ کی بھی ٹھیک چلتی تھی پانون کا بھی سہارا چلا جاتا تھا بس یا تو بیٹھے بیٹھے خنجر چل رہے تھے یا ایک مرتبہ دونون لپٹ گئے
جیسے دو بلبلین گتھ جاتی ہین اسطرح دونون گتھے ہوے تھے چالاک پکارا جان صاحب کیا آرزوے دلی
تم بر لائی ہو یہی آرزو تھی کہ تم برابر ہمارے لیٹی ہو سو خدا کے فضل سے تم آپ ہی ہمارے پاس لیٹ گئین
بس یہ سنکر شعلہ بھبوکا ہو گئی کہنے لگی کہ موے رہ تجھکو گور مین لٹاتی ہون غرض خنجر چلتے چلتے شعلہ شمشیر زن کا
پانون جو پھسلا اُس چوکی پر سے گری چلی زمین کیطرف غل ہوا کہ شعلہ گئی گذری کہ مہتر قران نے دوڑ کر بر رکھ لیا
اُسے لیا اور سامنے ملکہ یاقوت ملک کے لاکر رکھدیا شعلہ تو بیہوش ہو گئی تھی اُسپر گلاب چھڑکا گیا وہ ہوش مین
آئی یاقوت ملک نے قران کی بہت سی تعریف کی اور چالاک سے کہا کیون نہو تم بھی تو عمرو ثانی ہو گیا بات ہی تمھاری
غرض صحبت عیش برپا ہوئی ملکہ نے شراب طلب کی گلابیان لاکر سامنے رکھی گئین ملکہ نے ایک گلابی ہاتھ مین اُٹھائی
اور جام لبریز کرکے کہا کہ خواجہ جی چاہتا ہی کہ ایک جام تم ہمارے ہاتھ سے پیو عمرو پکارا کہ ای ملکہ عین آرزو ہی
اگر زہر دوگی تو امرت ہی لائیے دیجیے یہ کہکر دست نگارین سے جام لے لیا چاہا کہ پیے قران جھکا تھا کہ کان مین
کچھ کہے کہ عمرو نے تیوری چڑھا کر کہا کہ چپکا کھڑا رہ کیون مجھکو رسوا کرتا ہی اور جام پی گیا اور گلدستہ پھولون کا نکالکر
سونگھنا شروع کیا کہ وہی گلدستہ رافع بیہوشی تھا دوسرا جام ملکہ نے دیا وہ بھی عمرو نے پیا ایک سات جام اُسکے
ہاتھ سے پیے مگر گلدستہ عیاری سونگھے جاتا تھا بیہوشی اثر نہ کرتی تھی اور کہتا تھا کہ ملکہ یہ شراب کچھ تیز نہین ہی اگر
بیہوشی اسمین ملادو تو تیز ہو جاے ملکہ یاقوت ملک نے کہا کہ خواجہ بیہوشی مہمان کو نہین دیتے کہ اسمین عمرو نے
قران سے کہا کہ میان وہ گلابی اُٹھا لاؤ تو ہم بھی ملکہ کو جام پلائین قران یہ سنکر گلابیون کی کشتی پاس گیا
سب دیکھتے تھے کسی پر ثابت نہوا کہ قران نے کیا شراب مین ملایا لاکر گلابی عمرو کے ہاتھ مین دی عمرو نے جام
لبریز کرکے ملکہ کو دیا اُسنے بھی جام بے اندیشہ انجام پی لیا اور ستارہ منگوا کر مستی ملنے لگی کہ بیہوشی نے مطلق اثر نہ کیا
آپسمین باتین ہو رہی ہین کہ یاقوت ملک نے کہا خواجہ ہمارے تمھارے میدان مین مقابلہ ہو اگر مین غالب
ہوئی تجھے اختیار ہی جسطرح چاہو گی پیش آؤنگی اور اگر تم مجھپر غالب ہوے مین تمھاری کنیز ہون یہی میری شرط ہی کہ
جو مجھپر فن عیاری مین غالب ہو اور مجھے گرفتار کرے وہ میرا شوہر ہی عمرو نے کہا ملکہ میرے ہوش و حواس
بجا نہین ہین مین کیا تجھسے لڑونگا اُسنے کہا کہ خواجہ مین یہ نہین جانتی تم مکاریون کی باتین میرے ساتھ نہ کرو یا تو
عشق کا نام نہ لو اور جو عشق جتاتے ہو تو سر بکف ہو کر سامنا کرو عمرو بولا خیر جیسا آپ فرمائینگی ویسا ہی ہوگا مین اپنی
جان آپ پر نثار کرونگا ملکہ نے کہا کہ پہلے حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران ذوی الاحتشام کو

ے اُڑاؤ ہم انکے سامنے میرے تمھارے مقابلہ ہو عمرو نے کہا کہ ملکہ اختیار میرا حمزہ پر بیشک ہی جسطرح ہوگا اُسے
لاؤنگا اور کسیکو مین نہین لاسکتا یاقوت ملک بولی کہ اچھا تم حمزہ کو تو لاؤ اور ون کو ہم بلوا لینگے اور یاقوت ملک
نے کچھ کان مین الماس بادپا کے کہا اُسنے کان مین شعبدہ کے کہا شعبدہ اُٹھکر چلی گئی یہان ملکہ نے عمرو سے کہا ہم تمھارے
گانے کے بہت مشتاق ہین عمرو بولا مین آنکھون سے حاضر ہون سنیئے اور سازندون سے کہا کہ تم ساز ملاؤ یاقوت ملک
خود تنبورہ بجانے لگی عمرو نے بھی جوڑی ہفت پیوندی کی نکالی قفلیان اُسکی درست کرکے بجانے لگا اور گانے لگا
سب تعریفین کر رہے ہین ملکہ بھی کمال محظوظ ہی اور یہ حالت ہی کہ جب عمرو چپ ہو رہتا ہی تو ملکہ گانے لگتی ہی عمرو تعریفین
کرنے لگتا ہی اور ساز بجاکر ملکہ کا ساتھ دیتا ہی کبھی دونون ساتھ گانے لگتے ہین جب کوئی ڈیڑھ پہر رات گئی کھانا کھایا
پھر گانے بجانے کی صحبت ہوئی رات بھر عجب لطف کی صحبت رہی ابھی اچھی طرح صبح نہین ہوئی ہی عمرو بھیرون گا رہا ہی
ملکہ تعریفین کر رہی ہی کہ قریب چھ ہزار عیار زنگیون کے پشتارہ بردوش آکر حاضر ہوئین پشتارے سامنے ملکہ یاقوت ملک
کے رکھدیے اُنکو جو کھولا دیکھا عمرو نے کہ تمام سرداران لشکر اسلام ہین غرض اُن سبھون کو فتیلۂ رفع بیہوشی دیا سب
ہوش مین آئے عمرو کو معشوق پاس بیٹھے ہوئے دیکھا کہ عطر کی بو بدن سے چلی آتی ہی پھولون کا لباس پہنے ہوئے ہی رات بھر کا جو
جاگا ہی تو خمار نیند کا ہی آنکھون مین لال لال ڈورے چھوٹے ہین جماہیان چلی آتی ہین فرش پر جتنتین پڑی ہوئی ہین
ریزہ ہاے مینا جھلک رہے ہین یاقوت ملک سی معشوق پہلو مین بیٹھی ہوئی ہی بدیع الزمان کرب غازی
علمشاہ وغیرہ نے اُٹھکر عمرو کو سلام کیا یاقوت ملک نے اُن سبھون کو سلام کیا اور کہا کہ مین کنیز ہون آپکی مینے
آپ کو بلوایا ہی کسیطرح کی تکلیف آپ کو نہوگی جبتک صاحبقران یہان تشریف لائین آپ یہان جلوہ افروز رہیے
اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تم جاکر امیر عالیمقام اور بادشاہ اسلام کو لاؤ عمرو بولا بہت اچھا ملکہ نے کہا کہ پھر جلد جاؤ
عمرو کا کب جی چاہتا تھا کہ اُسکے پاس سے اُٹھے مگر ناچار و مجبور اُٹھا اور لینے کو صاحبقران کے روانہ ہوا یاقوت ملک
خدمتگذاری مین سردارون کی مصروف ہوئی مگر یہان بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہین امیر دلگل پر جلوہ گر ہین کہ خبر
ہوئی رات کو تمام سردار اپنے خیمون سے غائب ہوگئے امیر نے یہ سُنتے ہی سر پکڑ لیا فرمایا کہ ایسا اتفاق عمرو کے لشکر مین
ایک مرتبہ ہوا تھا کہ تمام عیار اپنے اپنے سردارون کو پکڑ لیگئے تھے مگر اب یہ کیا ہوا کہ اتنے ہزار ہا عیار یکایک آگئے اور
سبکو پکڑ لیگئے عیارون کو بلاکر کہا کہ ارے میان خیمون مین جاجا کر دیکھا کہ یہ سردار کیونکر غائب ہوگئے ہین کوئی بلاے
سماوی نازل ہوئی یا زمین توڑ کر کوئی آیا یہ ہوا کیا عیارون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد ہر ایک کے خیمے مین نقب لگی ہوئی
ہی اور پیر سے عورتون کے معلوم ہوتے ہین امیر اور حیران ہوے اسی فکر مین تھے کہ عمرو ہوتا تو معلوم کرتا کہ یہ کام کسکا
ہی سو وہ اپنے حالمین گرفتار ہو رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی آج جو تھا روز ہی کہ عمرو کی کچھ خبر نہین معلوم ہوئی جو عیار اُسکے ساتھ
گئے تھے اُنمین سے بھی کوئی پھر کر نہین آیا ہی یہی باتین تھین کہ آواز زنگولون کی بلند ہوئی دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری
چلا آتا ہی مگر عجب حال ہی کہ چہرے کا رنگ زرد ہی لب پر آہ سرد ہی چشم پُر آب ہی حالمین اضطراب ہی لیکن عطر کی بو بدن سے
چلی آتی ہی عمرو نے آکر سلام کیا امیر نے فرمایا کہ خواجہ کہان تھے حال تو اپنا بیان کرو عمرو نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا
کہ حمزہ مین تجھے لینے آیا ہون بغیر تیرے اور بادشاہ اسلام کے چلے تصفیہ نہوگا امیر نے کہا خواجہ تمھارا معاملہ تو ایک طرف
یہان اور ہی سانحہ ہوگیا رات کو تمام سردار بستر خواب پر سے غائب ہوگئے کچھ اسکا تو سراغ لگاؤ عمرو نے کہا حمزہ کوئی
غائب نہین ہوا سب اچھی طرح سے باغ مین ملکہ یاقوت ملک کے ہین وہ اُنکی خدمت کر رہی ہی فرمایا کہ اُنکو کیون
اُسنے چھپوا منگوایا عمرو نے کہا کہ مجھسے یاقوت ملک نے کہا تھا کہ خواجہ تم جاکر امیر کو سردارون سمیت لے آؤ مین نے کہا

کہ مین حمزہ کو لا سکتا ہون سرداروں پر میرا اختیار نہین ہی اس بنا پر اُسنے عیاروں پچیسون کو بھیجکر سبکو چھڑا منگوایا اب
حضور تشریف لیچلین تو پھر میرے اُسکے فیصلہ ہو جاے امیر نے فرمایا کہ خواجہ مین وہان جا کر کیا کرونگا میرا وہان کیا کام
ہی عمرو نے کہا حمزہ تجھکو مین ضرور لیچلونگا فرمایا کہ اچھا ہم چلینگے مگر تم ہمین کیا دوگے خواجہ ہم تمسے جس کام کو کہتے ہین تم
بغیر کچھ لیے وہ کام نہین کرتے ہم بھی بغیر لیے تمھارے ساتھ نہ جائینگے عمرو نے کہا حمزہ مجھ غریب پاس کیا ہی جو مین تجھے
دونگا فرمایا تمھارے پاس سب کچھ ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بھئی اور کچھ نہ سہی مگر ایک دن دعوت تو کرو عرض کیا بہت اچھا
بعد انفصال کے مین دعوت حمزہ صاحبقران اور شہریار زمان کی کرونگا فرمایا اچھا تمسے اتنا بھی بہت ہی اور امیر کے کان مین کہا
کہ از خرس موے لبس ست بھاگتے بھوت کی لنگوٹی بھی غنیمت ہی اور اسیوقت حکم دیا کہ ہمارا کوچ ہو عقیق کوہ کیطرف
القصہ کوچ بہ کوچ قریب عقیق کوہ کے آکر خیمہ برپا کیا لشکر تمام اتر پڑا یاقوت ملک نے سُنا کہ لشکر صاحبقران
آپہونچا سرداروں سے ہاتھ باندھکر کہا کہ اب آپ تشریف لیجائین کنیز کے باعث سے تکلیف تو بہت آپ صاحبوں کو ہوئی
سبھون نے کہا کہ ای ملکہ ہم تمسے بہت راضی ہین تمنے ہمکو بہت آرام سے رکھا ہم جا کر تعریفین تمھاری صاحبقران سے
کرینگے اور وہانسے سوار ہو ہو کر روانہ ہوے جب خدمت صاحبقران مین پہونچے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا تعریفین
ملکہ یاقوت ملک کی کرنے لگے کہ ہمکو بہت چین سے رکھا مگر عمرو مبہوت عشق بنا ہوا بیٹھا ہی اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی

چاہنے والون پہ اپنے نہ وہ بیداد کرین	کہین ایسا نہو اُکتا کے وہ فریاد کرین	انقلاب ایسا بھی دکھلادے کبھی چرخ فلک
مین اُنھین بھولکے بیٹھون وہ مجھے یاد کرین	ہم کرین اُنسے وفا اور وہ کرین ہمپہ جفا	ہم اُنھین شاد کرین وہ ہمین ناشاد کرین

امیر کہہ رہے ہین کہ خواجہ تمنے آگے جسطرح فتنہ عیاری کو سر میدان گرفتار کر لیا تھا اسے بھی پکڑ لاؤ عمرو کہہ رہا ہی کہ حمزہ
وہ وقت اور تھا یہان تو وہ حالت غیر ہی جہان اُسپر نگاہ پڑی اور سامنا اُسکا ہوا ہوش و حواس جاتے رہتے ہین
دنیا و دین سب فراموش ہین اسکا علاج کیا کرون یہی باتین ہو رہی تھین کہ عرض ہوئی ملکہ یاقوت ملک دروازہ
حاضر ہی فرمایا کہ بلا لو چوبدار باہر گیا بعد لمحہ بھر کے ملکہ اندر بارگاہ کے آئی عجب عالم تھا کہ ہیم تنہ گلے مین پہنے ہوئی گانی بندگی
ہوئی چہرہ مانند مہر درخشان کے روشن ہانے عیاری کے ہنر آراستہ تنہی ہی صاحبقران اور بادشاہ اسلام کو سلام
کیا کرسی مرحمت ہوئی ملکہ بیٹھی عمرو ملکہ کیطرف دیکھ رہا ہی ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی کہ جام شراب گردش مین آیا امیر ملکہ کیطرف
مخاطب ہوے فرمایا کہ ای یاقوت ملک سردار ہمارے تمھارے بہت ممنون ہین تمنے خوب اُنکی خاطر و مدارات کی وہ بولی
کہ مین کنیز ہون مجھسے کچھ خدمت آپکی ادا نہین ہوئی اور شہریار کنیز عرضی لیکر حاضر ہوئی ہی اُسے حضور ملاحظہ فرمائین
اور جو مناسب ہوا اُسپر دستخط ہو جاے فرمایا کہ لاؤ عرضی دیکھین کیا لکھا ہی یاقوت ملک نے کمر سے عرضی نکالکر دونون
ہاتھون پر رکھکر پیشکش کی امیر نے لیکر ملاحظہ فرمایا دیکھا تو اُسمین بعد تعریف فرعون کے اور القاب شاہانہ کے لکھا ہی کہ
ای صاحبقران نامدار یہان عقیق کوہ مین تریا راج ہوتا ہی مرد کی صورت سے مجھکو نفرت ہی کنیز حضور کے لشکر
کیطرف فقط سیر کو گئی تھی عیار حضور کا عمرو بن امیہ ضمری کنیز پر عاشق ہوا اور پیچھے پیچھے کنیز کے آیا کنیز نے اُسکی خاطر
و مدارات کی اور اُسی سے کہا کہ تم اگر فن عیاری مین مجھپر غالب آؤ تو مین تمھاری کنیز ہون اور اگر مین غالب ہوئی تو تجھے
اختیار ہی چاہون قتل کرون چاہون بخشون اور حضور کی خدمت مین عرض یہ ہی کہ عیار حضور کا اگر حضور کے
سامنے اقرار مجھسے لڑنے کا کرے تو مین موجود ہون اگر اُسنے سر میدان مجھکو گرفتار کیا تو وہ میرا مالک ہی اور جو مین اُسپر
غالب ہوئی تو وہ عمر بھر زندہ نہ رکھونگی پھر حضور یا سرداران حضور مین سے کوئی دعوی اُسکے خون کا مجھسے نہ کرے آپ
مہر قتل نامے پر کر دیجیے اور جو یہ منظور نہین ہی تو عمرو کو منع کیجیے کہ دعوی عشق کا اس کنیز کے ساتھ نہ کرے

کہ سو جب میری رسوائی کا ہی امیر نے جو قتل نامہ عمرو بن امیہ ضمری کا پڑھا غصے سے کانپنے لگے فرمایا کہ ای یاقوت ملک
اگر تو نے میرے سرداروں کی خدمت نہ کی ہوتی تو بہت بری طرح اسوقت پیش آتا حمزہ کو خدا سعدان کے لیے نہ رکھے کہ حمزہ عمرو
کے قتل نامے پر مہر کرے خبردار یہ ذکر میرے سامنے نہ کرنا ملکہ یاقوت ملک نے پہلے ہی عمرو سے کہا تھا کہ اگر حمزہ تمھارے
قتل نامے پر مہر کر دیگا تو میرا تمھارا مقابلہ سر میدان ہوگا اور جو مہر نہوئی تو پھر نام میرے عشق کا نہ لینا اب جو امیر کو خشمناک
دیکھا عمرو سے کہا کہ او خواجہ خبردار اب تم نام عشق و عاشقی نہ لینا مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی عمرو نے
دیکھا کہ اب یہ جاتی ہی بس دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای ملکہ تم بیٹھو میں مہر کرا دیتا ہوں بجد ہو کر اسے بٹھایا اور آ کر
صاحبقران کے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ ای حمزہ میں مدت سے تیرا خدمتگذار ہوں میرا حق تیرے ذمہ بہت ہی
خدا کے واسطے میرے قتل نامے پر مہر کر دے کہ مجھے معشوق کی آزردگی گوارا نہیں ہی مہتر قران رو کر پکارا کہ ای شہریار
خواجہ سرشار بادۂ عشق ہیں انسے کچھ نہو سکیگا بیشک مارے جائینگے عمرو نے پھر کر قران کیطرف دیکھا کہ کیا واہیات
بکتا ہی اور امیر سے کہا کہ جو آپ مہر نہ کرینگے تو میں اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں ہلاک کر دونگا امیر نے فرمایا کہ ای عمرو تو مجھے جانتا ہی
کہ میں عدل و انصاف کے مقام پر خاطر اپنے بیٹے کی بھی نہیں کرتا اگر میں مہر کر دونگا تو پھر کچھ ہو جائے طرفداری تیری نکرونگا
عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یاقوت ملک پر غالب نہ آؤنگا کسواسطے کہ جب میں اسے دیکھتا ہوں
عقل و ہوش میرے پراگندہ ہو جاتے ہیں مگر ناچار ہوں کہ معشوق کو آزردہ کرنا گوارا نہیں ہی جی نہیں چاہتا ہی کہ یہ آزردہ
ہو کر اس صحبت سے اٹھ جائے تو مجھ پر رحم کر اور قتل نامے پر مہر کر دے میں نہایت ممنون و منت اور مرہون احسان
ہونگا اور تمام عمر کا میں حق خدمت بحل کر دونگا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور لوگوں سے رو کر فرمایا کہ کیا گردش فلکی
ہی کہ قتل نامے پر عمرو کے مجھسے مہر کرائی جاتی ہی لیکن عمرو قدموں سے لپٹا ہوا ہی کہ میں بغیر مہر کروائے ہوئے سر نہ اٹھاؤنگا
امیر نے ناچار و مجبور مہر منگوا کر سامنے عمرو کے پھینک دی کہ جلد مہر کر لو عمرو نے کہا کہ حمزہ اپنے ہی ہاتھ سے تو مہر کر دے
ناچار صاحبقران نے مہر کر دی بادشاہ اسلام کی بھی مہر سر نامے پر ہو گئی اور سرداروں کی مہریں اور گواہیاں بھی ہوئیں
جب وہ محضر تیار ہو چکا عمرو کے ہاتھ میں دیا عمرو نے وہ محضر لا کر ملکہ یاقوت ملک کے حوالے کیا کہ یہ قتل نامہ حاضر ہی
یاقوت ملک نے اسے لیا اور کہا کہ خواجہ خدا حافظ اور حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام کو مجرا کر کے مانند بجلی کے
کوند کر چلی گئی بعد اسکے جانے کے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میں نے مہر تو قتل نامے پر کر دی ہی مگر یہ سمجھ لینا کہ اگر تمھارے واسطے
کچھ نوع دگر ہوئی تو یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہونگا لیکن تمھارے ساتھ اپنی بھی جان دیدونگا اور میرا خون بھی تمھاری
گردن پر ہوگا عمرو نے کہا کہ حمزہ تو گھبراتا نہیں یہ غلام تیرا ایسا نہیں ہی کہ اس عورت کے ہاتھ مشکیں اپنی بندھوا دیگا خدا
چاہیگا تو اسکو سر میدان باندھکر تیرے سامنے لاؤنگا امیر نے کہا کہ بس خواجہ یہی تمہیں چاہیے کہ تم اپنے ہوش و حواس
بجا کر کے اس سے سامنا کرو عمرو نے کہا کہ تیرے اقبال سے ایسا ہی ہوگا اور اب میں جاتا ہوں اپنی تیاری کرنے فرمایا
کہ اچھا جاؤ بس عمرو حمزہ صاحبقران کے پاس سے اپنے خیمے میں آیا اور بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ اپنی زنبیل سے
نکالی بلا کر فراشان چابک دست کو اسے استادہ کرایا اور آپ اسکے اندر تخت پر آ کر بیٹھا تمام عیاروں کو مہتروں کو بلا
چنانچہ چاروں مہتروں کو خدمتیں تقسیم کیں گلہاد عراقی کو مشعل خانہ دیا مہتر برق فرنگی کو میخانہ حوالے کیا آخر بلخی
کو آبدار خانہ حوالے کیا ترک خطائی کو باورچی خانہ سپرد کیا سمک بلدائی ابو الفتح اصفہانی چالاک بن عمرو
سرہنگ کی ان چاروں کو چاروں دروازے بارگاہ کے سپرد کیے امیہ بن عمرو کو طلایہ کی گشت پر مقرر کیا
بعد اسکے مہتر قران حبشی کو بلا کر کہا کہ او جان بخش عمرو میں عشق میں یاقوت ملک کے دیوانہ ہو رہا ہوں اپنی

حفاظت جان کی خدمت مین نے تمھین سپرد کی قران نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ یہ بار گران مجھسے نہ اٹھ سکیگا عمرو نے کہا
کہ بیٹا اور کوئی اس قابل نہین ہی کہ جسکو یہ خدمت دون قران نے کہا کہ ایک شرط سے مین قبول کرتا ہون کہ آپ بے اطلاع
میرے کوئی کام نہ کرین اور نہ کہین جائین اور نہ کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائین پئین عمرو نے کہا کہ یہ سب مجھکو قبول ہی جو تو کہیگا
وہ کرونگا جب قول و قرار ہو چکا اب عمرو بن امیہ ضمری تخت بادشاہی پر بیٹھا تاج حضرت آدم کا سر پر رکھا اور جامہ
گلے مین پہنا کہ اس جامے کی صورت یہ تھی کہ کبھی سفید کبھی سرخ کبھی زرد کبھی سیاہ ہو جاتا تھا اور ہر گھڑی کیطرح رنگ
بدلتا تھا اور بدلکر اہل خدمت کو خلعت دینا شروع کیا اور وہ خلعت کیا تھا کہ ایک ایک طرہ ہیرون کا الحاصل سب نے
خلعت پہنکر نذرین گذرانین ادھر ملکہ یاقوت ملک کا خیمہ استادہ ہوا تین لاکھ عیار پریون کا لشکر کوسون تک اترا پڑا
خیمے استادہ ہوے بازار آراستہ ہوگئے یاقوت ملک آکر بارگاہ مین بیٹھی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا نشے مین
آکر ملک نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارے پر چوب پڑی غلغلہ ہوا کہ کل مقابلہ عیاران لشکر اسلام ہی ہرکارون نے
آکر خبر شاہ عمرو کو دی کہ یاقوت ملک نے طبل جنگ بجوایا ہی کہا کہ بھئی گردش فلکی ہی کہ عاشق و معشوق مین لڑائی ہوتی ہی
کہا کہ اچھا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہ طبل جنگ نہین ہی ہماری کوچ کا نقارہ ہی سبھون نے کہا کہ خداوند نعمت
آپ کیا ارشاد فرماتے ہین ایک طرفۃ العین مین آپ اسے پکڑ لائینگے عمرو نے کہا ہان بھئی تم سچ کہتے ہو خیر جو کچھ ہوگا صبح کو
دیکھ لیا جائیگا القصہ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو عمرو تخت پر سوار ہوا تمام عیار گرد و اطراف مین
مہتر قران چنور ہلاتا ہوا ساتھ ساتھ اس صورت سے میدان مین آکر بجانب نگیرے کے نیچے تخت رکھا گیا اور عیار
بھی اپنے اپنے نگیرون کے نیچے صندوق عیاری پر جا جا کر بیٹھے ادھر سے ملکہ یاقوت ملک تخت پر سوار رسالون
جلیسین مانند سیارہ کے گرد تین لاکھ عیارہ پریان پیچھے پیچھے نہایت شان و شوکت سے ملکہ نمودار ہوئی اسکا بھی
تخت نگیرے کے نیچے رکھا گیا ادھر سے لشکر اسلام کی آمد شروع ہوئی کہ بادشاہ اسلام تخت پر سوار صاحبقران
مع سرداران ذیشان ہمراہ عیارون سے علیحدہ آکر کھڑے ہوے دیکھا دونون طرف کے عیارون کو فرمایا کہ یہ لڑائی
دیکھو رکھنے کی ہی ایسی معرکہ آرائی کبھی نہین ہوئی الغرض جسوقت صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نہیب دیکر چلے گئے
الماس باد پا اپنے صندوق عیاری پر سے کود کر سامنے ملکہ کے آئی اسلام کیا اجازت میدان چاہی یاقوت ملک نے
کہا کہ مجھسے اور عمرو سے وعدہ میدان داری کا ہو چکا ہی تو نے کیون قصد نکلنے کا کیا ہی وہ بولی ہم ہر کسدن کیواسطے
ہین پہلے ہم آپ پر نثار ہو لین پھر آپکو اختیار ہی اور آپ دیکھیے تو سہی کہ کسطرح سے ان عیارون کو گرفتار کرکے
لاتی ہون ملکہ نے کہا کہ اچھا جاؤ خداوند فرعون شاہ تمھارا نگہبان ہی الماس باد پا نے سلام کیا اور وہین سے
جست کی آسمان پر چلی گئی پچاس ساٹھ ہاتھ بلند ہو کر پنجہ کھینچکر لگی پنجے کے ہاتھ لگانے زمین کیطرف گرنے لگی تھی کہ پنجہ
ہٹ کر کے پاؤن تلے رکھا اتنے سہارے مین پھر جست کرکے اور بلند ہو گئی پنجہ ہلانے لگی بجلیان چمکانے لگی کوئی چار
گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ اتری چار گھڑی بعد جو زمین پر آئی تو پسینہ پسینہ تھی ایک لمحہ بھر ٹھہر کر نعرہ کیا کہ ای عیاران
لشکر اسلام جسکا جی چاہے ہمارے مقابلے کو آئے بس پوری بات اسکے منھ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ نذر کردہ علی عمران
صاحب بندۂ گران مہتر قران جنش سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ اجازت ہو تو جا کر اس سے
مقابلہ کرون عمرو نے کہا کہ ای مہتر قران تم اسے جا کر پکڑ لاؤ گے یاقوت ملک کو کمال رنج ہوگا قران بولا کہ
حکم ہو تو جا کر سر اسکا نذر کرون کہا کہ بھئی یہ بھی گوارا نہین ہی قران نے کہا کہ مین اسپر کوئی حربہ نہ کرونگا اسکو
چشم زخم نہ ہونے دونگا بے حربہ کیے اقبال سے پکڑ لاؤنگا کہا کہ جاؤ بھئی مولا تمھارا نگہبان ہی قران سلام کرکے

میدان کو چلا بہت آہستہ آہستہ الماس بادپا نے دیکھا کہ وہی سواہی حبشی آتا ہو دل مین کہا کہ کیا ہوا خلاف توقع سے آہستہ آہستہ
آتا ہے شاید کسی سے لڑائی نہین ہو جب قران اسکے قریب آیا الماس بادپا پکاری کیا تجھسے چلا نہین جاتا جو اتنی دیر مین یہان
آیا قران نے کہا کہ مین دوڑکر کسپر آتا کوئی حریف اپنا تجھکو نظر نہین آتا الماس نے کہا کہ میرا وجود تیرے سامنے کچھ نہین ہو ابھی
خیر معلوم ہو جائیگا ہوشیار ہو خبردار ہو قران بولا کہ صاحب تمہارے واسطے اور تھیار مین نے تجویز کیا ہو اس سے
تم بہت خوش ہوگی اسنے کہا کہ جو سے باتین نہ بنا مین پتھر مار ڈالونگی قران نے کہا کہ مین بہت سے پتھر بھرا ہوا ہون اسنے گوپھن
سر سے کھولی اور کہا خبردار ہو مارتی ہون مین پتھر یہ بولا کہ ہم تو تمہارے مارے ہوئے ہین اسنے غضبناک ہوکر پتھر مارا قران نے
خالی دیا اسیطرح جتنے پتھر اسنے مارے سب قران نے خالی دیئے وہ دونون ہاتھون مین گوپھن لیکر دو دستی پتھر
مارنے لگی مہتر قران ایک پتھر ہاتھ مین پکڑ لیتا تھا اور دوسرے پتھر کو اسی پتھر سے چور کر دیتا تھا آخر جب وہ پتھر مار کر تھکی اور
توبڑہ پتھرون سے خالی ہوگیا اسوقت اسنے کمند کے حلقے درست کرکے مارے قران نے خالی دیئے خوب کمند زنی کی کچھ
نہوا انجام کار نیچہ کھینچکر مارا قران نے وہ بھی خالی دیا اب یہ بس پڑی قران اپنے کو بچانے لگا جب اس سے بھی کچھ نہوا تو خنجر
زنی کرنے لگی قران نے کہا کہ جان صاحب تم سب حربے اپنے کر چکین لیجئے اب ہم تمھین پکڑ لیجائینگے اسنے کہا ہوسے کیا پکڑنا سہل ہو قران نے
کہا کہ مین تو تمھین کھیل کھلا رہا تھا دیکھو کیونکر تمھین گرفتار کیے لیتا ہون غرض وہ خنجر مار رہی تھی کہ قران نے پھرتی سے خنجر سمیت ہاتھ پکڑ لیا
کہ بس اب زیادہ کیون ستم کرتی ہو رحم کرنا بھی لازم ہو اور دوسرے ہاتھ سے اسکو اٹھا کر لے بھاگا سامنے عمرو کے لاکر اسکی مشکین باندھین
اور زندان میں بھیجدیا عمرو نے قران کو خلعت دیا یعنے وہی طرہ پھولونکا عطا کیا مہتر قران نے پانچ اشرفیان نذر دین ابھی دو پہر دن باقی تھا کہ شعلہ شمشیر
سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا اجازت میدان چاہی ملکہ نے کہا کہ کیا تو نے الماس بادپا کا تماشا نہین دیکھا وہ تم سب پر غالب تھی جا کر گرفتار ہوئی اسنے
عرض کیا کہ واری جاؤن اس کالی بلا سے تو کوئی عہدہ برآ نہو سکیگا بہن الماس بادپا نے مفت اپنے کو اسکے ہاتھون گرفتار
کروایا باقی اور سب موسے دیکھے بھالے ہین راہ مین سو سو مرتبہ موون کو اسیر کرکے چھوڑ دیا ہو آپ کے اقبال سے
اب سر میدان جاکر پکڑ لاؤنگی ملکہ نے کہا اچھا جاؤ تم بھی میداندار ی کرو فرعون شاہ نگہبان ہو القصہ شعلہ بھی ہلکہ کر وہانسے
چلی آسمان پر اڑ کر گئی وہان سلاح شوری دکھائی نیچہ کے ہاتھ نکالے چار گھڑی کے بعد آسمان سے نیچے آئی جب زمین پر پاؤن
لگا پسینے مین غرق تھی مبارز طلب کیا کہ جو کوئی ہمارا خواہان ہو ہمارے مقابلہ کو آوے ادھر سے چالاک بن عمرو
سامنے تخت عمرو بن امیہ ضمری کے آیا دست بستہ عرض کیا کہ حکم ہو تو مین جاکر اس سے مقابلہ کرون کہا کہ بیٹا اچھا
جاؤ تم بھی اپنے معشوق کو پکڑ لاؤ چالاک جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا سامنے شعلہ شمشیر زن کے آیا پکارا کہ ای
محبوب جانی مین تجسے لڑنے نہین آیا ہون میری جان تجپر سے نثار ہو کہین عاشق معشوق سے لڑائی ہوتی ہو جو مین لڑونگا
اور دوڑ کر قدمون پر گرا کہ سر حاضر ہو کاٹ لیجیے اسنے کہا کہ یہ کیا مکاری ہو مین تجھے مار ڈالونگی مگر چالاک نے بچا لاکی تمام
سر اپنا اسکی ٹانگون سے باہر نکالکر گردن پر سوار کرکے بھاگا شعلہ گردن پر اور دونون ہاتھ اسکے پکڑ لیے شعلہ نے
ہر چند غل مچایا کہ ارے یہ کیا مکاری کیا دغا بازی ہو یہ کونسا ڈھنگ لڑائی کا ہو یہ پکارا کہ جان صاحب اور فن
عیاری مین سوا اسے مکر و فریب کے کیا ہوتا ہو قصہ مختصر چالاک اسکو لیے ہوئے سامنے عمرو کے آیا اور اسکو زندان خانے
مین بھیجدیا چالاک کو پھولون کا طرہ عمرو نے دیا اسنے بھی نذر گذرانی مگر ملکہ یاقوت ملک اداس طبل بازگشت ہوا کر
پھری ساحرہ انیسون سے کہتی ہوئی کہ یہ عیار بڑے مکار ہین ڈھب کی چیز ہین دیکھا کہ بد ذات شعلہ کو کیونکر
لیگیا بارگاہ مین آکر داخل ہوئی مگر الماس بادپا کے نہونے سے نہایت پریشان تھی اور دل نے عرض کی کہ ملکہ اون
آپ رنجیدہ نہون ملازم اسی دن کیواسطے ہوتے ہین خدا آپ کو سلامت رکھے آپ جسوقت عمرو کو پکڑ لائینگی

الماس باد پا اور شعلہ دونون چھوٹ آئینگی یاقوت ملک نے کہاکہ بجواؤ طبل جنگ کہین جلد فیصلہ ہوجاے
اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی ادھر جاسوس نے خبر شاہ عمرو کو پہونچائی کہا اچھا بھئی ہمارے یہان بھی نقارہ زرکا
بجے دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی عیار جا جا کر میدان کو آراستہ کرنے لگے ادھر عیار بچیان سامان جنگ مین
مصروف ہوئین مگر یاقوت ملک نے کوئی پہر رات گئے دربار برخاست کرکے کھانا کھایا پلنگ پر آکر لیٹی خیال مین
گذرا کہ اے یاقوت ملک جنگ دو سردار دخدا جانے لڑائی مین عمرو و تجھپر غالب ہو یا تو عمرو پر غالب آئے چلکر عیاری
کرکے عمرو کو پکڑ لا فیصلہ ہوجاے بس اپنی عیار بچیون سے پوشیدہ ہوکر عمرو کے اسیر کرنے کو روانہ ہوئی اور ادھر
عمرو کے خیال مین گذرا کہ اے عمرو میدان مین تو لڑائیان ہوا کرینگی تو چلکر یاقوت ملک اگر ہاتھ آئے تو پکڑ لا اسی فکر مین
سویرے سے کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹا ایک گھڑی بھر کے بعد مردم چشم پر چلمن مژگان ڈال لی نفیر خواب بلند کی
عیار دو بجے جا کر سو گئے مہتر قران کبھی ذرکا جاگا تھا زانچہ سے کہا کہ بھئی استاد سوتے ہین تم کہو تو مین بھی دو گھڑی
کے لیے لیٹ رہون مگر تم ہوشیار بیٹھے رہنا اسنے کہا کہ خلیفہ آپ شوق سے سوئین مین بیٹھا ہون مہتر قران تو
سو رہا زانچہ بیٹھا اونگھ رہا تھا عمرو نے چپکے سے تکیہ کو تو اپنی جگہ لٹا دیا اور لوٹ مارکے پلنگ کے نیچے آیا لوٹتا ہوا
قنات کے پاس پہونچا اور چاک کرکے نکلکر روانہ ہوا ایک چار گھڑی بعد قران جو چونکا زانچہ کو آواز دی وہ بولا
مین جاگتا ہون استاد سوتے ہین قران نے جو خیال کیا تو نفیر خواب کی بلند نہ پائی اُٹھکر جو دیکھا تو پلنگ خالی
ہے استاد نہین ہین سر پیٹ کر کہا کہ زانچہ ہم تیرے بھروسے سو گئے تھے تو نے غفلت کی استاد کہین چلے گئے یہ کہکر
قران عمرو کے تعاقب مین روانہ ہوا یہ خیال کرتا ہوا کہ اے قران اگر خدانخواستہ استاد کسی بلا مین گرفتار
ہوگئے تو تجھے اپنی جان دینا پڑیگی اور استاد ملین تو اب تو انکا دامنگیر ہو کہ آپ نے مجھکو محافظ جان بھی مقرر کیا ہے
اور آپ مجھسے چھپ کر بھی نکل جاتے ہین میری ذلت کے آپ درپے ہوتے ہین یہ باتین دلسے کرتا ہوا چلا جاتا ہے لیکن
عمرو جو یہانسے نکلا یاقوت ملک کے خیمے کیطرف جاتے جاتے قریب ایک نالی کے پہونچا تھا کہ آواز نالہ وزاری کی
کان مین آئی کہ کوئی با آواز حزین کہہ رہا ہے کہ کوئی بندۂ خدا آیندہ وروندہ ایسا ہے کہ دادرسی کرے اور اس ظالم سے
مجھے نجات دے عمرو نے جو یہ آواز سنی دوڑا کہ دیکھون کون کس پر ظلم کر رہا ہے سامنے جو آیا دیکھا کہ ایک عورت
خوبصورت سر سے پاؤن تک زیور جواہر نگار سے آراستہ اُسکو ایک زنگی سیہ فام بدہیئت تلوارین مار رہا ہے
اور وہ چلا رہی ہے سر سے پیر تک زخمی ہے عمرو دیکھتے ہی دوڑا اور للکار کر کہا او حرامزادے غضب کیا تونے اس
عورت دست و پا شکستہ کو مار ڈالا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے آیا مین اور خنجر کھینچکر کود پڑا وہ زنگی بھاگا عمرو نے
چاہا کہ اُسکے پیچھے جاے اُس عورت نے کہا کہ ایعزیز اگر تو نے میرے حال پر رحم کیا ہے تو تو اُسکے پیچھے نجا کسواسطے
کہ اگر تو اُسکے تعاقب مین گیا تو یہان اور کوئی اُسکا بھائی بند نکلکر مجھے مار ڈالیگا تیری مددگاری ضائع ہوجاویگی
عمرو یہ سُنکر رُک رہا اور اُس عورت کے پاس آیا دیکھا تو سراٹے خون کے بہ رہے ہین اور وہ زمین پر پڑی ہے
عمرو نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ زنگی کون تھا اُسنے کہا کہ صاحب مین ساہوکار بچی ہون اپنی سسرال سے
میکے کو جاتی ہون کہار پیچھے رہگئے ہین کمبخت آگے بڑھ آئی یہ تلوار کھینچے ہوے آیا ہر چند مین نے کہا کہ یہ گہنا لیلے
میری جان چھوڑ دے اسنے نہ مانا مارے ڈالتا تھا کہ آپ آپہونچے اب اگر آپ نے رحم کھایا ہے تو اتنا اور احسان کیجیے
کہ سامنے میرا گھر ہے وہین مجھکو گود مین اُٹھا کر پہونچا دیجیے آپ کو اجر عظیم خدا دیگا اور اگر مال و اسباب کی خواہش ہے
تو یہ سب گہنا حاضر ہے عمرو نے کہا کہ اچھا آؤ مین تمھین تمھارے گھر تک تو پہونچا دون اور جھکا کہ اُسکو گود اُٹھالے

کہ اُس عورت نے حلقے کمند کے عمرو کی گردن مین مارے اور کھینچا کہ عمرو گرا وہ عورت چھاتی پر عمرو کی چڑھ بیٹھی
اور پکاری کہ باش او دزد بار یک گردن سار بان زادے منم ملکہ یاقوت ملک کیون مین نے تجھے کسطرح گرفتار
کیا اب دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور وہ خون اپنے بدن پر سے دور کیا جو پوست گاو کا اُسکے بدن پر تھا اب
عمرو نے یاقوت ملک کو پہچانا کہا کہ ای جان جہان ہم تو پہلے ہی سے اسیر کمند زلف ہو چکے ہین ہمکو گرفتار کرنے کی
کیا حاجت ہی ؎ حاجت دام و کمندے نیست در تسخیر ما ٭ گردش چشمے بود و بس حلقۂ زنجیر ما ٭ اور مین تو بیشک مجرم
و گنہگار ہون اپنی خطا کا مقر ہون کہ تمکو مین نے بدنام کیا کہ یاقوت ملک پر عاشق ہون کچھ گواہ و شاہد کی
حاجت نہین ہی آپ شوق سے مجھے قتل کیجیے شعر مقر خطا کا جو ہو حاجت گواہ نہین ٭ مجھے جو چاہو کرو مین تو
بے گناہ نہین ٭ مگر واللہ آرزوے دلی پوری ہو گئی یہی جی چاہتا ہی کہ تمھاری ٹنگڑیان ہمارے سینہ پر ہون
آپ شوق سے قتل کیجیے کہ اسے موت کی آرزو تھی ایسی قضا کسکو نصیب ہوتی ہی ملکہ نے کہا کہ موے ابھی تو تجھکو
زندہ باندھکر لیچلتی ہون رات بھر قید رکھونگی صبح کو سبکے سامنے سر میدان قتل کرونگی عمرو بولا اختیار ہی
جسطرح چاہیے پیش آئیے شہید تیغ ابرو کیجیے اسیر کمند گیسو فرمائیے ملکہ نے کہا کہ ای موے دیکھ کہ کیسا
کرتی ہون اور نکالکر داروے بیہوشی عمرو کے دماغ مین دی اور حلقہاے کمند مین جکڑکر روانہ ہوئی خوشی
خوشی لشتارہ بیے جاتی ہی شب ماہ ہی چاندنی چھٹکی ہوئی ہی کوئی کوس بھر آئی ہوگی کہ زمین پر دیکھا کہ ایک
ستارہ چمک رہا ہی خیال گذرا کہ یہ کیا شی ہی قریب آکے جو دیکھا تو قبضہ خنجر کا الماس نگار نظر آیا چاہا کہ ہاتھ سے
اٹھائے نہ اُٹھ سکا زمین مین گڑا تھا کھودکر نکالا دیکھا کہ میان اُسکا فولاد کا ہی مگر زنگ آلودہ ہی قبضے مین ہاتھ
ڈالکے خنجر کو کھینچا مگر کثرت زنگ سے کھنچ نہ سکا مُنہہ کے برابر لاکر زور سے جو کھینچا میان لینے اُسکے بخار داروے بیہوشی کا
اُڑا دماغ مین یاقوت ملک کے گیا بیہوش ہوکر گری مہتر قران حبشی دوڑکر آیا یاقوت ملک کو باندھکر مع لشتارہ
عمرو اُٹھا لایا خیمے مین لاکر ایک پلنگ پر دونون کو لٹاکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا عمرو کی آنکھ جو کھلی پہلو مین معشوق کو پایا
خوب گلے سے لگایا اُدھر یاقوت ملک کی آنکھ کھلی عمرو کے پاس اپنے کو پایا کہا کہ خواجہ تمھین اسیر کرچکی تھی تم نے نہین
مجھے گرفتار کیا یہ مہتر قران مجھے پکڑ لایا ہی اور اُسکے پکڑ لانے کی سند نہین ہی تم مجھے اسیر کروگے تو بیشک کنیزی
اختیار کرونگی عمرو نے کہا ای ملکہ تم جاؤ خدا چاہیگا تو مین تمھین سر میدان پکڑ لاؤنگا ہر چند قران نے کہا کہ لڑائی کا
خاتمہ ہوچکا اب آپ کیون اسے چھوڑتے ہین عمرو نے نہ مانا کہا کہ مجھے معشوق کا آزردہ کرنا گوارا نہین ہی یاقوت ملک
سے خطاب کیا کہ آپ بے تکلف تشریف لیجائین وہ تو اُٹھکر چلی گئی قران نے عمرو سے کہا کہ اُستاد آپنے اپنا محافظ جان مجھکو
مقرر کیا تھا اور یہ شرط کی تھی کہ بغیر تیری آگاہی کے کوئی کام نہ کرونگا پھر آپ مجھکو غافل کرکے کیون چلے گئے اور یاقوت ملک کے
ہاتھون گرفتار ہوے اگر مین نہ پہونچتا تو وہ تو پکڑکر آپ کو لیجا چکی تھی مین کہین کا نہ رہا تھا اب آپ اور کسیکو یہ خدمت
سپرد کیجیے مجھسے یہ خدمت نہو سکیگی عمرو نے کہا ای مہتر قران تجھکو حال عشق و عاشقی کا نہین معلوم جب مجھکو تصور معشوق کا
بندھ جاتا ہی بیخود ہو جاتا ہون کچھ عہد و پیمان اُسوقت یاد نہین رہتا مین ویسے ناچار ہون ای قران یہ ہماری آخری خدمت
ہی تم ہمسے آزردہ نہو قران چپ ہو رہا اب صبح ہوگئی تھی عمرو تخت پر سوار ہوا تمام عیار ہمراہ تھے آکر میدان مین پہونچا
اُدھر سے لشکر یاقوت ملک کا اِدھر حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام آئے انکا پرا بندھا امیر کو پرچہ اخبار گذرا کہ یون
رات کو عمرو گرفتار ہوگیا تھا مہتر قران چھڑا لایا ملکہ یاقوت ملک کو بھی پکڑ لایا تھا عمرو نے اُسے چھوڑ دیا صاحبقران
نے عمرو سے کہلا بھیجا کہ خواجہ تمنے غضب کیا جو یاقوت ملک کو چھوڑ دیا عمرو نے آداب عرض کروا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ تمھاری

حضور کے اقبال سے مین اسے سر میدان پکڑ لاؤنگا مہتر قران کے پکڑنے کی سند نہین ہی لیکن ادھر جب جانبین کی
صفین آراستہ ہو چکین عیار اور عیارنیان اپنے اپنے صندوق عیاری پر قائم ہو چکین شعبدہ لقب زن
سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی یاقوت ملک نے پوچھا کہ زندگی کیون تو ہاتھ باندھے کھڑی
ہوئی ہی عرض کیا کہ بلالون زجانت میدان چاہتی ہون کہ جا کر ان موذیون کو سزا دون یاقوت ملک نے کہا کہ
خیلہ ہوئی ہی راہ مین خدا جانے کیا پیچ تھا جو وہ تمھارے فریب مین آ گئے گرفتار ہو ہو گئے اب ہرگز تمھارے ہاتھ
نہ آئینگے اُسنے کہا کہ حضور مین اُنکے فریبون سے خوب واقف ہو گئی ہون مین ان موذیون کو پکڑ لاؤنگی یاقوت ملک نے
کہا کہ اچھا تو بھی جا وہ سلام کر کے میدان کو چلی خنجر کھینچکر ہاتھ خنجر کے نکالتی ہوئی کبھی نظرون سے نہان کبھی عیان
کبھی بالائے زمین کبھی فراز آسمان چار گھڑی تک خوب سلاح شوری کی اب میدان مین ٹھہر کر نعرہ کیا کہ جو ہمارا عاشق
ہو وہ میدان مین آئے بس ہو جب اس نعرے کے ابو الفتح اصفہانی کہ بدل اسیر مائل ہی اپنے صندوق عیاری سے کود کر
سامنے تخت شاہ عیاران عیار یعنے عمرو بن امیہ نامدار کے آیا سلام کیا رخصت میدان چاہی عمرو نے کہا جاؤ بھئی
تم بھی اپنی حسرت دل پوری کرو اپنی محبوبہ کو لے آؤ ہم عجب کمبخت ہین کہ آج ہی ناکام رہینگے لیکن ابو الفتح سلام کر کے
جست و خیز کرتا ہوا نیچہ چمکاتا ہوا سامنے اُسکے آیا اور پکارا کہ ای جان من ہم تمھارے عاشق ہین جو تم کہوگی وہی
کرینگے جواب دیا کہ بیٹھ موے مین شعلہ شمشیر زن نہین ہون کہ تمھارے فریب مین آجاؤن ابے خبردار رہو یہ نہ کہنا
کہ آگاہ نہین کیا تھا اور گوپھن کے کلے مین پتھر دے کر مارا ابو الفتح نے خالی دیا اُسنے دوسرا پتھر مارا اب ابو الفتح نے بھی
گوپھن سر سے کھولی اور آتے پتھر کو خیال کر کے پتھر مارا کہ دونون پتھر لڑ کر چور ہو گئے اب شعبدہ نے دو دستی پتھر
مارنا شروع کیے ابو الفتح ایک پتھر کو خالی دیتا ہی دوسرے پتھر پر پتھر مارتا ہی کہ دونون چور ہو کر گر پڑتے ہین ایک
چار گھڑی تک خوب پتھر چلا یہانتک کہ توبڑے تیرون سے خالی ہو گئے اب کمندین ہاتھون مین لین لگی کمند چلنے
آخر کار اس سے بھی مطلب نہ بر آیا کوئی کسی کے دام مین نہ آیا خنجر کھنچ گئے خوب خنجر بازی ہوئی کھڑے کھڑے خنجر چلا
بیٹھ کر خنجر چلا لیٹ کے بھی تیغ آزمائی ہوئی پاؤن کی چھپکی چلی یہانتک کہ منہ خنجرون کے مڑ گئے دونون کے ہوش اُڑ گئے
ہاتھون سے خنجر پٹک دیے پنجہ کھینچ لیے اب پنجہ چلنے لگا اب ایک گھڑی بھر کے بعد ابو الفتح پسپا ہونے لگا شعبدہ
شیر ہو کر اُسپر چلی ابو الفتح پنجہ روکتا جاتا ہی اور پیچھے ہٹتا جاتا ہی اب وہانتک پہونچا کہ جہان منظور تھا بس آپ تو
جست کر کے نکل گیا شعبدہ نے بھی چاہا کہ دوڑ کر نکل جاؤن ابو الفتح نے خنجر دکھایا شعبدہ آگے نہ بڑھ سکی
مشک پر جو پیر اُسکا پڑتا ہی اُسمین سے گرد اُڑی شعبدہ تنورہ گرد مین چھپ گئی ابو الفتح نے بہ جلدی کمند مار کر اُسے
پکڑ لیا اور صورت یہ تھی کہ ابو الفتح نے مشک کو دم دے کر زمین مین چھپا دیا تھا پیر شعبدہ کا جو اسپر پڑا وہ دبی
دہانہ اُسکا کھلا ہوا نکلی خاک اُڑی وہ تو گرد مین تھی کچھ نظر نہ آتا تھا ابو الفتح نے بآسانی کمند مار کر اُسے پکڑ لیا
اور لا کر عمرو کے سامنے موجود کیا نذر گذرانی عمرو نے نذر قبول کی اور خلعت پہنے وہی طرح پھولون کا دیا اور شعبدہ
کو زندانخانے مین بھیجدیا اب دو پہر کا وقت تھا کہ غزالہ آہو چشم یاقوت ملک کے سامنے آئی سلام کیا اور کہا
کہ مجھکو بھی اجازت دیجیے کہ مین بھی آپکے سامنے جانبازی کرون یاقوت ملک بولی ای غزالہ کیون شامت آئی ہی
ارے کچھ سودائی ہی یہ سب عیار بلاے بے درمان آفت جہان ہین کیون گرفتار ہونے کو جاتی ہی غزالہ نے کہا کہ
بلا لون جہان اور درد سر تمنا جانبازی کی کنیز کو بھی اجازت دیجیے کہ اپنے دل کی ہوس نکالے کہا کہ اگر تیری یہی
خوشی ہی تو جا غزالہ سلام کر کے جست و خیز کرتی ہوئی میدان مین آئی مبارز طلب کیا مہتر برق فرنگی کہ پیچ

شیفتہ و فریفتہ ہی عیارون نے اُسے ڈھونڈھا کہین نہ پایا دوسرا شخص مقابلے کو جا بھی نہین سکتا کیونکہ یہ معلوم ہی کہ برق
اسپر عاشق ہی عمرو سے آکر عرض کی کہ برق فرنگی لشکر مین نہین معلوم ہوتا کہا کہ بھئی کوئی اور جا کر اُس سے مقابلہ کرے
سمک بلطاقی سامنے آیا کہ مین جا کر اسے پکڑے لاتا ہون ابھی خواجہ عمرو نے اجازت نہین دی ہی یہ بھی خیال ہی کہ اسپر
برق عاشق ہی وہ بگڑ جائیگا پھر یہ بھی دھیان آتا ہی کہ کیون وقت پر چلا گیا فوراً یہ بات ذہن مین آئی کہ وہ اپنی فکر مین کہین
گیا ہوگا کہ دیکھا دامن صحرا کیطرف سے ایک آہو پیدا ہوا کہ رنگ اُسکا صندلی پیٹ سفید دونون سینگ مانند زلف
محبوبان کے پیچ کھاے ہوے کلیمین زنگ طلائی پڑی ہوئی کہ جب چوکڑی بھرتا ہی آواز جھانجھ کی مانند ہوتی ہی
بیچ مین سینگون کے لٹو زمرد کا نصب کیا ہوا جھول بہت بھاری زربفت کی پڑی ہوئی گرد جھول کے مقیش کی جھالر
وہ ہرن جست و خیز کرتا ہوا میدان مین آیا ادھر اُدھر وحشت آمیز نگاہون سے دیکھنے لگا غزالہ نے جو اُسے دیکھا
یہ سمجھی کہ یہ ہرن کسیکا پالو ہی چھٹ گیا ہی تو اسے پکڑ لے ملکہ کے پاس لیچلی کہ اُسکا دل بہلے یہ پریشانی مٹے یہ خیال اپنے دلمین
کرکے ہرن کو چمکارنا شروع کیا خود بھی اُسکی طرف چلی وہ ہرن کان کھوٹے کیے ہوے آہستہ آہستہ قریب اُسکے چلا آتا ہی
یہ چمکارتی ہوئی آگے بڑھتی جاتی ہی جب ہرن قریب اُسکے پہونچ گیا غزالہ نے ہاتھ اُسکے سر پہ رکھا پیار کیا ہرن نے سر
اپنا ٹانگون مین اُسکی ڈال دیا اور بیٹھ یہ اپنی سوار کر کے بھاگا سبھون نے دیکھا کہ غزالہ گردن پر ایک غزال کے سوار ہی
کہ ایک مرتبہ وہ ہرن پکارا کہ ایہا الناس منم برق فرنگی پکڑ لیچلا اپنی معشوقہ کو اب غزالہ نے ہرچند چاہا اسکی گردن پر سے
اترون بھلا کب اُتر سکتی ہی یہانتک کہ مہتر برق فرنگی سامنے عمرو کے آیا عمرو بولا کہ بھئی تم لوگ بڑے نصیبور ہو کہ اپنی
اپنی معشوقون کو پکڑ لائے ایک ہم کمبخت ہین کہ ترستے ہین اُدھر ملکہ یاقوت ملک نہایت اُداس کمال پریشان طبل بازگشت
بجوا کر ٹھہری ادھر عمرو اپنی بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا مہتر قران سے کہا کہ عجب اتفاق ہی ہم ہرچند چاہتے ہین کہ یاقوت ملک
سے مقابلہ ہو مگر بچتے ہین اور لوگ کود پڑتے ہین ہمارا مطلب رہجاتا ہی قران نے کہا اُستاد وہ دن بھی آیا چاہتا ہی آپ ہی
اُسے پکڑ لائیگا عمرو بولا کہ بھئی دیکھئے کیا ہوتا ہی یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یاقوت ملک نے طبل جنگ
بجوایا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی عیار اور عیارہ بچیان میدان
جنگ کو آراستہ کرنے لگین عمرو کھانا کھاکر بیٹھا ہی کوئی پہر رات گئی ہی کہ یاقوت ملک ایک عیارہ بچی کی صورت بنکر دروازہ
بارگاہ عمرو پر آئی گلباد عراقی بیٹھا تھا اس سے کہا کہ مین پاس سے ملکہ یاقوت ملک کے آئی ہون ملکہ نے عمرو سے
کچھ کہلا بھیجا ہی گلباد نے کہا کہ کہو کیا کہلا بھیجا ہی وہ بولی کہ کچھ راز کی بات ہی سوا عمرو کے کسی سے نہ کہونگی یہ عاشق و معشوق
کے پیغام سلام ہین غیر سے کیونکر کہدون گلباد نے کہا جسطرح تو غیر ہی اسیطرح مین غیر ہون جب تجھپر ظاہر ہوگیا تو
مجھسے کیون چھپاتی ہی جلد مجھسے کہدے مین بھی خواجہ کا رازدار ہون اُسنے کہا یہ ہرگز نہوگا مین سوا عمرو کے کسی سے
نہ کہونگی تم جاکر عمرو سے خبر کردو اگر وہ مجھے طلب کریگا تو اُس سے کہونگی نہین چلی جاؤنگی تم کیون تکرار کرتے ہو جاکر
عمرو سے کہدو گلباد نے کہا مین تو ہرگز نہ کہونگا تو تو بڑی محرم راز ملکہ کی ٹھہری مین عمرو کا کوئی نہ ٹھہرا یا تو نے مجھسے
بیان کر کے چلی جا یہ گفتگو یہانتک بلند ہوئی کہ عمرو کے کان تک آواز پہونچی کہ کوئی کہ رہا ہی کہ مین سوا عمرو کے اور کسی سے
ملکہ کا پیغام نہ کہونگی عمرو بیتاب ہوکر جلدی سے باہر نکل آیا کہا کہ کیا ہی کون ہی گلباد نے کہا کہ یہ عیارہ بچی یاقوت ملک کا
پیغام لیکر آئی ہی عمرو نے کہا کہ صاحب کہو اُسنے کہا کہ آپ ذرا کنارے آئیں تو مین کہون ایک دم کیلیے سن لیجیے عمرو نے
اُسکے ساتھ ایک خیمے کی آڑ مین آکر سر جھکا دیا کہ کہو کیا ہماری معشوقہ نے کہلا بھیجا ہی بس سر جھکانا تھا کہ یاقوت ملک نے
ساتون حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ عمرو گرا بس جھٹ سے چڑھکر چھاتی پہ بیہوشی دے کر دست و پا کمند سے باندھکر

پشتارہ بدوش ہوکر لے بھاگی یہان عمرو کو دیر جو ہوئی عیار دوڑے دیکھا تو عمرو وہان نہین ہی نہ وہ عیارنی ہی
بس غل ہوا کہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لیگئی سب عیار چہار طرف دوڑے زانچہ عیار بھی تلاش مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا
ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش سامنے بھاگا جاتا ہی زانچہ نعرہ کرکے برابر اُسکے جا پہونچا اور نیمچہ مارا اُسنے نیمچہ کو نیمچہ پر
روکا لگا نیمچہ چلنے وہ سیاہ پوش باوجودیکہ پشتارہ بدوش ہی لیکن پھرتی اور چالاکی سے لڑ رہا ہی اسی اثنا مین
مہتر مہتران صاحب بغدہ گران نظر کردہ شاہ مردان یعنے مہتر قران بھی پہونچا بجلی جو دور سے چمکتی دیکھی قریب
آیا دیکھا کہ دو عیار لڑ رہے ہین ایک پشتارہ بدوش دوسرا سبکدوش ہی نعرہ کیا کہ ارے تم کون ہو زانچہ نے
آواز پہچانی پکارا خلیفہ آپ وقت پر پہونچے مین نے یاقوت ملک کو روکا ہی جلد آئیے قران دوڑ آیا یاقوت ملک
نے دیکھا کہ غضب ہوا یہ بلاے سیاہ آپہونچی اب تو بھی گرفتار ہو جائیگی دور کر اس پشتارے کو بس یہ خیال کرکے
پشتارہ پھینک کر بھاگی مہتر قران پشتارہ اُٹھا کر لے آیا خیمے مین رکھا عمرو کو پشتارے سے باہر نکالا ہوشمین لایا
کہا کہ آپنے استاد غضب کیا تھا ایسے آپ بیہوش ہین کہ دوست دشمن کو نہین پہچانتے اگر مین نہ چلا آتا تو یاقوت ملک
آپ کو گرفتار کرکے لیگئی تھی عمرو نے کہا کہ ہان بھئی خوشی مین پیغام معشوق کے کچھ سمجھے ہوش نہ رہا گرفتار ہوگیا
اور اے قران مین ایسا بیہوش و مدہوش کبھی نہین ہوا تھا عرض کیا کہ استاد آپ بجا فرماتے ہین القصہ طبل جنگ
تو بج ہی چکا تھا قریب صبح تخت پر سوار ہوکر سب عیارون کو ہمراہ لیے ہوے عرصۂ کارزار مین آیا اُدھر سے ملکہ
یاقوت ملک تخت زرنگار پر سوار سید الہمین آئی زیر کنگرہ تخت رکھا گیا اُدھر سے بادشاہ اسلام اور امیر عالیمقام
مع سرداران بارکرام تماشا دیکھنے کے واسطے ایکطرف آکر قائم ہوے بس جسوقت اور عیار پہلوان اپنے اپنے
صندوقون پر قائم ہوچکین یکایک صنوبر خنجر زن صندوق عیاری پر سے کود کر سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آئی
سلام کیا اجازت میدان چاہی ملکہ نے کہا کہ ہمکو چھوڑ کر تو بھی چلی وہ بولی بلا لون اور سب تو اپنا جوہر دکھا چکین جو گئے
کام آچکین اب کنیز بھی چاہتی ہی کہ جا کر ہنر دکھاے یا اُن سبکے مانند مین بھی کام آؤن کہا کہ اچھا جا فرعون شاہ کے
سپرد کیا صنوبر ملکہ کو سلام کرکے جست و خیز کرتی ہوئی چمک دمک دکھاتی ہوئی میدان مین آکر کھڑی ہوئی اور پکاری
کہ او مکار و جھوٹے عاشقو آؤ میرے مقابلے کو بس پوری بات منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ سحر بلخی جو اسپر عاشق ہی صندوق
عیاری سے کود کر سامنے عمرو کے آیا ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوا کہا اچھا بھئی جاؤ تم بھی یاقوت ملک کو رنج دو
ہمنے تمھین رخصت کیا سحر بلخی بھی اُچھلتا کودتا سامنے صنوبر خنجر زن کے آیا پکارا کہ صاحب ہم تمھارے عاشق
ہین جان نثار کرنے کو آے ہین فرمانبردار ہین جو حکم ہو بجا لائین اُسنے کہا کہ ہٹ بھڑوے کے جنے کانے میری قسمت
ایسی پھوٹ گئی ارے تو ہی میری تقدیر کا تھا یہ بولا کہ جان صاحب مین کانا ہون مگر کمزور نہین ہون شست باندھکر
وہ تیر لگاتا ہون کہ پار گزر جاتا ہی وہ بولی کہ موذی لڑائی لڑنے آیا ہی یا گالم گلوج کرنے آیا ہی دیکھ تو تیرا کیا حال
کرتی ہون دوسری آنکھ بھی پھوڑتی ہون کب زندہ چھوڑتی ہون یہ کہکر گوپھن کے کلے مین پتھر رکھ کر مارا سحر نے خالی دیا
اُسنے دوسرا پتھر اور تیسرا پتھر یہانتک کہ بوچھار کردی سحر خالی دے رہا ہی ایک چوٹ نہین کھاتا ہی جب دیکھا اُسنے
کہ کوئی پتھر اسپر نہین پڑتا دونون ہاتھون مین گوپھن لیکر دو دستی پتھر مارنے لگی سحر نے بھی اب گوپھن ہاتھ مین لی
ایک پتھر خالی دیتا ہی ایک پتھر کو پتھر پر روکتا ہی کہ دونون پتھر چور ہوکر گر پڑتے ہین یہانتک کہ توبڑے پتھرون سے خالی
ہوگیا کوئی پتھر نہ رہا اسوقت صنوبر سخت حیران ہوئی کمند ماری سحر نے کمند بھی خالی دی خوب کمندبازی ہوئی
جب اُس سے بھی مطلب حاصل نہوا خنجر کھینچ لیا اور سحر پر برس پڑنے لگی خنجر بازی ہونے ایسے خنجر چلے کہ نوکین

ٹوٹ گئیں باڑھیں مڑ گئیں خنجروں کو پھینک دیا نیمچے میان سے لیے گرد سے سپر کے اُٹھا سے نیمچہ زنی ہونے لگی
چار گھڑی تک خوب نیمچہ چلا ایک مقام پر جو نیمچہ صنوبر نے مارا سپر سحر سے کٹی ہاتھ غبار بیہوشی اُڑ اور دماغ میں
صنوبر کے گیا بس وہ چھینک مار کر بیہوش ہوئی لڑکھڑا کر گری سحر اُسے پکڑ کر سامنے عمرو کے لے آیا عمرو نے اُسے
بھی طرہ پھولوں کا دیا سحر نے نذر گذرانی صنوبر کو بھی جہان اور عیار بچیاں تھیں قید کروا دیا اب نسرین بادرفتار
یاقوت ملک سے اجازت لیکر میدان میں آئی مبارز طلب کیا بزک خطائی عمرو سے رخصت ہوکر اُسکے مقابل
ہوا سنگ اندازی کمند بازی وغیرہ سے مطلب کسیکا حاصل نہوا نوبت شمشیر زنی کی آئی نیمچہ عیاری چلنے لگا
یکایک نسرین پسپا ہونے لگی بزک خطائی اُسکے ساتھ چلا جاتا ہے یہانتک کہ نسرین گھات کی جگہ لاکر آپ تو
جست کرکے اُس پار چلی گئی بزک خطائی نے قدم وہاں رکھا کنوئیں میں جا رہا نسرین پکاری وہ مارا اور جھک کر
دیکھنے لگی بزک خطائی نے دوسری طرف سے نکلکر حلقے کمند کے نسرین پر مارے اور جھٹکا دیا کہ وہ گری باندھکر
اُسے سامنے عمرو کے لایا کہ استاد یہ حاضر ہے عمرو نے بزک خطائی کو بھی خلعت دیا پیشے وہی طرہ پھولوں کا اُسنے
نذر دی نسرین کو اور عیاروں کے ہاتھ زندان خانہ میں بھیجدیا یاقوت ملک طبل بازگشت بجوا کر کمال اداس نہایت
پریشان پھری اپنی بارگاہ میں آئی پوشاک بدلکر بیٹھی مگر دل بیٹھا جاتا تھا اب جلیسوں میں سمن کمند انداز باقی ہے
اُس سے کہا کہ اے سمن دیکھا تو نے عیاران لشکر اسلام کو کہ کیا بدذات ہیں اور اس بزک خطائی نے تو مکر کو مارا
اُسنے کہا کہ بلاؤں معلوم ہوا بھید اسکا کہ جس نسرین نے کنواں اسکے گرانے کے لیے کھودا تھا اور بزک خطائی نے
کنواں کھودتے اسے دیکھ لیا تھا اُس ہوش سے دوسرا کنواں اسکے برابر اور کھودا اور بیچمیں کھڑکی رکھی بس جب وہ
اسمیں گرا نسرین جھکی دیکھ رہی تھی کہ بزک خطائی نے دوسرے کنوئیں سے نکلکر اس غافل شعبدہ بازی فلک کو پکڑ لیا
یاقوت ملک نے کہا سچ ہے وہ یونہیں گرفتار ہوئی مگر یہ لوگ بلاے بیدرمان آفت جہان ہیں سمن نے کہا بلاؤں آپ
جسوقت عمرو کو سر میدان پکڑ لاؤنگی یہ سب ہیچ ہو جائینگے اُسنے کہا اے سمن مجھکو یہ امید نہیں ہے کہ عمرو کو اسیر کر لاؤگی
اور یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُدھر تو طبل پر چوب پڑی ادھر یاقوت ملک دربار برخاست کرکے اُٹھی عیار بچیاں
عیاری کی تدبیر میں مصروف ہوئیں یاقوت ملک بتہیہ گرفتاری عمرو روانہ ہوئی یہاں عمرو پھر کر بارگاہ میں آیا
لباس بزم پہنکر صحبت میں بیٹھا پوچھا کیوں صاحبو ہماری بادری ملکہ سے مقابلے کی کب آئیگی عرض کیا کہ ابتو مقابلہ
گلباد عراقی اور سمن کمند انداز کا باقی رہگیا ہے اور سبکی لڑائیاں ختم ہوگئیں عمرو نے ایک آہ سرد کھینچی اور رو کر
کہا کہ دیکھیے فلک تفرقہ انداز کبتک معشوق کی جدائی میں تڑپاتا ہے اور پکارا شعر من جدا از یار یار از من جدا افتادہ
است ٭ اینچنین مشکل کہ من دارم کرا افتادہ است ٭ ہاے موت بھی نہیں آتی کہ اس کشمکش رنج والم سے نجات ہوجاے
اور افسوس وہ جو اپنے دوست ہیں وہی دشمن ہیں خاصی طرح سے یاقوت ملک مجھکو پکڑ لیگئی تھی میں اُسکے پاس
ہوتا وہ مجھکو قید کرکے اپنے سامنے تو رکھتی دولت دیدار تو مجھے نصیب ہوتی اور بالفرض اگر مار ڈالتی تو حیات
ابدی حاصل ہوتی شعر زندگی ہوگئی دنیا کے جھگڑوں سے چھٹے ٭ مرنے والوں کو حیات ابدی ہے پھانسی ٭ اسی حالت میں
تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ یاقوت ملک نے طبل جنگ بجوایا ہے کہا کہ اچھا بھئی ہمارے یہاں بھی طبل جنگ
بجے اور یہ کہکر اٹھا بارگاہ سے باہر آیا صحرا کیطرف دیکھنے لگا وہ شب ماہ کی کیفیت وہ ہوا کی سردی وہ نسیم کی اٹکھیلیاں
عمرو کھڑا ہوا تھا کہ سامنے سے دیکھا ایک طفل ماہ طلعت سبزہ رنگ بڑی بڑی آنکھیں جٹی بھویں چودہ پندرہ برس کا
سن بانے عیاری کے بدن پر آراستہ و پیراستہ دکھائی دیا اور آکر عمرو کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ مجھے کچھ خدمت

عالی مین گذارش کرتا ہو مہتر قران نے للکارا کہ حضرت کے پاس سے ہٹا عمرو نے کہا کہ ابھی کیون گھبرا گئے ہو یہ کچھ
لیہیگا مین اس سے دو باتین سن لون مہتر قران چپ ہو رہا وہ طفل یا تو سہم گیا تھا یا عمرو کو اپنی پر جانب بیٹھے دیکھکر
خواجہ کو سب سے علیحدہ لیگیا عمرو نے پوچھا کہ کہو بیٹھی کیا کہتے ہو اور حالت عمرو کی اُس لڑکے کو دیکھکر یہ ہو کہ جی چاہتا ہے
کہ اس لڑکے کو سر پر چڑھا لون گلے سے لگا لون کلیجے مین چھپا لون لیکن اُسنے کہا کہ ای شہنشاہ عیاران مین درد
عشق مین گرفتار ہون غلام ہون ملکہ یاقوت ملک کا ایک عیار بچہ ہون کہ نام اُسکا دل آرام ملکہ کے گھر کی مختار
تھی وہ مجھپر مائل ہوئی مین اُسپر شیدا ہوا ایک روز مجھکو اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے جو دیکھا ادھر تو مجھکو قید کیا
اُدھر دل آرام کو زندان خانے مین بھجوا دیا آج مین نے موقع پاکر عرض کروا بھیجا کہ اگر ملکہ مجھے چھوڑ دین تو مین عمرو کو گرفتار
کرا لاؤن مجھکو ملکہ نے اپنے سامنے بلا کر قید سے رہا کیا اور کہا کہ ای مقبول اگر تو عمرو کو پکڑ لائیگا تو مین دل آرام پر کیا
موقوف ہے بہت کچھ دونگی اس بہانے سے چھوٹا ہون خواجہ سلامت مین آپ کے غلامون کی بھی برابری نہین کر سکتا
بھلا آپ کو مین کیونکر اسیر کرونگا مگر آپ کی خدمت مین آیا ہون اسواسطے کہ مین محرم راز ملکہ کا ہون خوب اُسکے حال
آگاہ ہون اگر حضور دل آرام کو مجھے دلوا دین تو مین یاقوت ملک کو آپ کے ہاتھون گرفتار کروا دون عمرو نے کہا
ای مقبول قسم ہے تجھے اپنے دین و مذہب کی اگر تو یاقوت ملک کو میرے ہاتھون گرفتار کروا دے تو ایک دل آرام
کیا موقوف ہے بہت کچھ تجھے دونگا اُس لڑکے نے کہا کہ خواجہ مین جاکر آپ کے انتظار مین فلان درخت کے نیچے بیٹھتا ہون کہا کہ
اچھا تو چل مین آتا ہون وہ لڑکا تو چلا گیا مہتر قران نے عمرو سے پوچھا کہ کیسے یہ لڑکا کون تھا کہان سے آیا تھا کیا کہتا تھا
عمرو نے برہم ہو کر جواب دیا کہ مین تمکو کیا بتاؤن نہ کہنے کا موقع ہے تو کیونکر کہون قران چپ ہو رہا عمرو اندر خیمہ کے
آیا کھانا کھا کر ٹہلنے لگا ٹہلتے ٹہلتے قران کی نگاہ بچا کر نکل گیا جنگل کا راستہ لیا جیمین کہتا ہے ای عمرو لڑائی مین خدا جانے
تو اُسپر غالب آئے یا وہ تجھپر غالب آئے اس سے بہتر یہی ہے کہ اگر یاقوت ملک ہاتھ لگے تو اُسے پکڑ لاؤ اور رفتار کرے
اُس لڑکے سے ملاقات ہو جائے دیکھیے وہ ملتا ہے یا نہین اور اگر حقیقت مین وہ عاشق ہے تو تجھے ملیگا اور اگر
دروغ گو تھا تو کاہیکو ملیگا پھر اپنے دل مین کہا کہ جھوٹا ہوتا تو تیرے پاس کیون آتا یہی خیال کرتا ہوا صحرا مین پہونچا دور سے
دیکھا کہ ایک درخت برگد کا ہے تھالا گرد اُسکے بندھا ہوا ہے اُسپر وہ لڑکا ملول پاؤن لٹکائے بیٹھا ہوا ہے اشعار
عاشقانہ پڑھ رہا ہے شعر آرزو کوئی مدعا بر آتا یہ دعا مین کب اثر تھا ✤ آسے پاس توڑ بیٹھی جو اک آسرے کا در تھا ✤
شب غم تھا کون اتنا کہ جو حال اُس سے کہتا ✤ جو خیال اسکو آیا وہ مرا پیامبر تھا ✤ اور کبھی کہتا ہے کہ ای پروردگار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو بھیجدے اور اُس سے سرخرو کر عمرو نے پکارا کہ ارے میان مین آیا اُسنے آگے بڑھکر سلام
کیا اور کہا آپ نے وعدہ تو پورا کیا اب چلیے عمرو اُسکے ساتھ ہوا وہ اپنے ہمراہ عمرو کو لیکر روانہ ہوا تھوڑی دور
آیا تھا کہ خیمے لشکر یاقوت ملک کے معلوم ہوئے اور قریب آئے اب طلایہ گشت والون کی آواز کانین
آئی عمرو سے کہا کہ اب آگے بڑھیے اور یہ جو خیمہ پر تکلف معلوم ہوتا ہے یاقوت ملک کا ہے مگر وہ اسمین نہین
ہے فقط دھوکے کی ٹٹی ہے وہ خیمہ جو دور پڑا سا معلوم ہوتا ہے کہ ضرار پیوند اُسمین لگے ہین باہر سے اُسکا ظاہر
کچھ نہین ہے اندر سے بہت تکلف کیا ہوا ہے اُسمین یاقوت ملک سوتی ہے آپ یہانسے نقب کنی کرتے ہوئے چلیے
غلام باہر باہر آتا ہے عمرو نے کہا اچھا اور پکڑ کر خنجر نقب کنی کرتا ہوا چلا ایک چار گھڑی کے عرصے مین دوسرا سرا نقب کا
اسی خیمے مین نکالا دیکھا تو واقعی خیمہ بہت تکلف کا ہے اور ملکہ غافل پلنگ پر سو رہی ہے اور وہ لڑکا بھی کھڑا ہوا
اُسنے اشارہ کیا کہ آؤ عمرو اُس نقب سے نکلا چاہتا ہے ارادہ پلنگ کیطرف جانیکا ہے کہ حلقہائے کمند پاؤنین

پڑے عمرو جھکا کہ یہ تیرے پاؤن مین کیا ہی کہ ہاتھ بھی کمند مین پھنس گئے لوٹ کر گرا عیار بچیون نے آکر مشکین
باندھ لین اور وہ لڑکا خود یاقوت ملک تھا پکاری کہ باش اوساربان زادے دیکھا تو نے کہ مین نے کیونکر
تجھے اسیر کیا عمرو پکارا ای ملکہ یہ گرفتار ہونا مین رہائی ہی اُسنے کہا کہ رہ دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور جاکر
دوسرے خیمے مین بیٹھی عمرو کو سامنے ستون سے باندھ دیا عیار بچیون سے کہا کہ دیکھا اس موے مکار کو کیونکر
اسیر کیا سب نے کہا کہ بلالون آپ ہی کا کام تھا اور ہر ایک نے قدم لیے ہاتھ چومے رات کوئی ڈیڑھ پہر باقی ہی عمرو
ستون سے بندھا ہوا کھڑا ہی یاقوت ملک شراب پی رہی ہی دُرد اُسکا عمرو پر پھینک رہی ہی کباب کھا کھا کر
ہڈیان عمرو پر مارتی ہی عمرو کہ رہا ہی کہ ملکہ یہی آرزو تھی کہ تمھارے ہاتھ سے ہم مار کھائین کیا جان کو چین آتا ہی
کیا جی کو راحت ملتی ہی وہ کہ رہی ہی کہ موے صبح کو اسکا حال معلوم ہو جائیگا اور وہ جو عیار بچیان ہین کوئی
اُنمین سے کہتی ہی اسکی ناک کاٹ ڈالو کوئی کہتی ہی کیا فرا فراسی آنکھون سے ملکہ کو گھورتا ہی اسکے دیدے
نکالو کوئی کہتی ہی کہ ارے تو نے کبھی اپنی صورت آئینہ مین بھی دیکھی ہی اسی صورت پر ملکہ کے ساتھ دعوی عاشقی
ہی عمرو چپکا کھڑا اسکی باتین سُن رہا ہی کلیجہ آتش ملامت سے بھُن رہا ہی دلمین کہ رہا ہی کہ کیون ای فلک ناہنجار یہ
تو نے کیا کیا یون ہمین گرفتار کروا دیا اسی حالت مین تھا کہ دیکھا آسمان پر ایک بجلی چمکی اور سب بھی دیکھنے لگے بس
یا تو وہ آسمان پر چمکی تھی یا زمین پر آکر گری جسوقت قریب آئی دیکھا کہ الماس بادپا ہی اُسنے آتے ہی ملکہ کو سلام
کیا بس ملکہ اُسے دیکھتے ہی بشاش ہو گئی کہا کہ ای الماس بادپا کیونکر تو نے نجات پائی کہا کہ بلالون تمام عیارون مین
غل ہی کہ ملکہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لیگئی سب موے بدحواس ہو رہے ہین کسیکو کسیکا ہوش نہین ہی وہ مرلیبا
حبشی بھی کسیطرف کو گیا ہوا ہی ملکہ نے کہا ارے وہ بلاے بیدرمان آفت جہان ہی ارے چوکی پہرہ ہر طرف قائم
رہے ایسا نہو کہین وہ یہان بھی آجاے کہ اسمین الماس بادپا نے پوچھا بلالون وہ ساربان زادہ کدھر ہی کہا
کہ وہ سامنے بندھا ہوا ہی یہ بولی کہ وریان آپ نے اسے پھر زندہ کیون رکھا ہی کیا اب آپ یہ چاہتی ہین کہ وہ
کالی بلا آکر اسے چھڑا لیجاے بلالون مین تو اسے زندہ نہین رکھنے کی اور نیمچہ کھینچکر دوڑی ملکہ پکارنے لگی کہ ای
الماس بادپا ارے ابھی نہ اسے قتل کر صبح کو میدان مین لیجا کر سبکے سامنے اسے مارینگے اور اور عیار بچیان بھی
پکار رہی ہین کہ ارے ملکہ منع کرتی ہین اسے قتل نہ کر الماس بادپا ایک کی نہین سُنتی یہانتک کہ عمرو کے پاس
پہونچی اور پیچھے سے رسی کاٹ کے عمرو کو گردن پر اپنی سوار کرکے نعرہ کیا کہ بدان و آگاہ باشید کہ منم مہتر قران
و بہتر بہتران صاحب بندۂ گران نذر کردہ علی عمران یعنے مہتر قران نعرہ قران سریع السیر چون باد بہاری ؛
جہان سرسنگ در خنجر گذاری ؛ بلاے جان براے کافرانم ؛ غلام حیدر و مہتر قرانم ؛ لیچلا مین اُستاد کو اپنے ہی کوئی
ایسا کہ مجھے روک لے اور جست کرکے قنات کے پار جارہا عیار بچیان چلاتی دوڑین کہ لینا پکڑنا جو قریب آیا
قران نے بغدہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئی کئی کمندین قران پر پڑین جھٹکا دے کر کمندون کو توڑ کر دس پانچ کو
مار کر صاف لیے ہوے چلا گیا عیار بچیان دیکھتی رہگئین قران عمرو کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا تخت پر بٹھایا
کہا کہ اُستاد غضب ہوا تھا آپ فریب مین یاقوت ملک کے آگئے تھے اور وہ گرفتار کرکے لیجا چکی تھی اور مین تو
اس ارادے پر گیا تھا کہ یا اپنی جان دون یا آپ کو چھڑا لاؤن الحمد للہ کہ عیاری بن پڑی عمرو نے کہا ای قران
عشق جنون کی قسم سے ہی مین دیوانہ ہو رہا ہون اپنے ہوش مین نہین ہون اس سے فریب مین آگیا اور کبھی دیکھیا اب
کیا ہوتا ہی قران نے کہا اُستاد آپ ذرا اپنے ہوش درست رکھیے کیا حقیقت اسکی ہی اور امیدوار ہون

کہ آپ جس امر کا قصد فرمایا کیجیے اُس سے پہلے مجھے آگاہ کر دیا کیجیے عمرو بولا کہ بھئی اب ایسا ہی ہوگا القصہ طبل جنگ
تو بج ہی چکا تھا اب عمرو عرصہ کارزار کیطرف چلا عیار ہمراہ آئے اپنے اپنے نمگیرون کے نیچے ٹھہرے اُدھر سے ملکہ یاقوت ملک
عیار بچیون کو ہمراہ لیے ہوے نمودار ہوئی ایک طرف سے صاحبقران بادشاہ اسلام تمام سرداران عالیمقام
وارد میدان کارزار ہوے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے کہ سمن کمند انداز سامنے
ملکہ یاقوت ملک کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کیون صاحب ایک تم باقی ہو سو تمھارا
بھی یہ ارادہ ہی کہ ہمین تنہا کرو اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ قربان جاؤن اور میری ہمچشمین تو اپنے اپنے نام کر گئین
ایک مین رہجاؤن تو زمانہ کیا کہیگا غرض بمشکل ملکہ نے اجازت میدان دی سمن سلام کر کے وہین جست کر کے
آسمان پر گئی اور نیچے کے ہاتھ نکالنے لگی بعد ایک پہر کے پاؤن زمین سے آشنا ہوے اب گھڑی بھر تک
تیغ کے جوہر دکھاے بعد سلح شوری کے مبارز طلب کیا کہ گلباد عراقی سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اجازت
میدان چاہی عمرو نے کہا جاؤ بھئی تم بھی اپنی معشوقہ کو لے آؤ گلباد سلام کر کے جست و خیز کرتا ہوا سامنے سمن کمند انداز
کے آیا اور پکارا کہ ہمتا عاشق صادق ہین کہو تو پاؤن پر سر رکھدین سمن نے کہا کہ موے ہوشیار ہو اور پتھر کلہ گوپھن مین
دے کر خالی دیا سمن نے دو دستی پتھر مارے وہ بھی اسنے خالی دیے جب تو بڑا خالی ہوگیا اب ایک پتھر ہاتھ مین سمن کے
ہی اسنے کہا کہ لے ہوشیار ہو یہ پیام اجل ہی اور پتھر مارا گلباد نے کہا ہم بھی جان فدا کیے دیتے ہین اور وہین کھڑا رہا
کہ وہ پتھر گھٹنے پر گلباد کے پڑا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور گلباد اُچھلکر گرا سمن دوڑی اور جھکی کہ مشکین باندھون
بس گلباد نے ساتون حلقے کمند کے گردن مین مارے اور جھٹکا دیا کہ وہ گری بس گلباد نے اُٹھکر مشکین باندھین
اور سامنے عمرو کے لے آیا عمرو نے بجاے خلعت وہی طرہ پھولون کا عنایت کیا اُسنے نذر گذرانی اب کوئی پہر دن باقی تھا
یاقوت ملک طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی اور یہ کہتی گئی کہ خواجہ کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہی عمرو پکارا کہ کل یہ
عاشق جانباز اپنی جان تمپر فدا کریگا یاقوت ملک اپنی بارگاہ مین آئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور سب عیار بچیون سے
کہا کہ کل تم سب اپنی اپنی تیاری کر کے ہمارے تخت کے ساتھ ہو لینا سبھون نے عرض کی کہ حضور بہت خوب
اور اپنی تیاری مین مصروف ہوئین ادھر عمرو کو خبر ہوئی یہان بھی نقارہ بجا اور سب عیارون کو حکم ہوا کہ
بھئی کل ہم دولھا بنکر میدان مین جاینگے تم سب براتیون کے لباس سے ہمارے ساتھ ہونا یہ ہماری آخری سواری
ہی یا تو ملکہ کو بیاہ لاے یا عروس مرگ سے ہمکنار ہوے بس اُدھر تو طبل جنگ بجا اُدھر عیار اپنی اپنی تیاری مین
مصروف ہوے عمرو نے مہتر قران سے کہا کہ بھئی کل مجھسے یاقوت ملک سے سامنا ہوگا خدا جانے کیا ہو آج مین
حمزہ سے رخصت ہو آؤن قران نے کہا بہت مناسب ہی چلیے مین بھی آپ کے ساتھ ہون عمرو وہانسے روانہ ہوا
یہان امیر مقبل سے فرما رہے ہین کہ تم جا کر ہمارے یار وفادار عمرو بن امیہ نامدار کو لے آؤ کہ ہم اُسے دیکھ لین
کل اُس سے اور یاقوت ملک سے سامنا ہی دیکھیے کیا ہو مقبل چلنے کو تھا کہ عمرو آیا اور بادشاہ کو مجرا کیا امیر کو سلام
بجا لایا صاحبقران نے ہاتھ پھیلا دیے عمرو قدمون پر جھکا تھا کہ امیر نے گلے سے لگا لیا اور اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا
نہایت جی چاہتا تھا کہ تمھین دیکھ لین کہو کل کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ حمزہ ارادہ یہ ہی کہ دولھا بنکر میدان مین جاے
اور خدا فضل کرے تو عروس کو بیاہ لائیے یا عروس مرگ سے ہمکنار ہو جیے امیر نے فرمایا خواجہ ہماری زندگی کا بھروسہ
تمھارے دم تک ہی اگر کچھ نوع دگر ہوئی تو ہم یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہینگے مگر اپنی جان دینگے عمرو نے کہا حمزہ قضا سے
تو چارہ نہین ہی ورنہ یاقوت ملک کیا ہی انشاءاللہ تعالے گرفتار کر کے آپ کے سامنے لاؤنگا امیر نے کہا خواجہ تمھارا

تو یہ دستور نہ تھا کہ تم سر بکف ہو کر حریف سے سامنا کرو تم تو جب لڑے صورت بدل کر لڑے عمرو نے کہا حمزہ معشوق
دعوے کی لڑائی لڑنے کو جی نہین چاہتا اور مین کیا کرون ایسی طبیعت میری یاقوت ملک پہ آئی ہی کہ جب اُسکو
دیکھتا ہون بیخود ہو جاتا ہون ہوش و حواس بجا نہین رہتے فرمایا پھر کیا ہوگا کہا تیرے اقبال سے اچھا ہوگا
اور حمزہ یہ غلام تیرا کل کے دن عزت چاہتا ہی کہ وہ تنہا میدان مین جاے اور تمام سرداران اسلام ساتھ
ہون امیر نے فرمایا خواجہ مین خود تمھارے ساتھ ہونگا اور تمکو میدان مین پہونچا کے بادشاہ اسلام کے سلام کو
جاؤنگا عمرو نے ہزارون دعائین دین اور لپٹ کر امیر سے خوب رویا بعد اُسکے رخصت ہو کر اپنے خیمے کو راہی ہوا اُسنے
سردارون پر تاکید کی کہ سب صاحبون کو چار گھڑی رات رہے سے تیار ہو کر میرے ساتھ چلنا ہوگا سبنے عرض کی بہتر
حاضر ہونگے عمرو مع مہتران خیمے مین آیا کھانا کھا کر لیٹ رہا مگر خیال یار مین نیند کب آتی ہی ادھر قران یہ سوچا کہ
کل تو یاقوت ملک سے سامنا ہی اب اُستاد کہان جائینگے لیٹ رہا کئی راتون کا جاگا تھا آنکھ لگ گئی عمرو قران کو غافل
پاکر لوٹ مار کر قنات کے پاس پہونچا اور خنجر سے چاک کر کے نکل گیا نصف میدان طے کیا کہ خیال مین آیا کہ نقب کنی کر کے
یاقوت ملک کو پکڑ لانا چاہیے بس خنجر پکڑ کے زمین کھودنا شروع کی قضاے کار اُدھر سے یاقوت ملک نقب کنی
کرتی ہوئی آتی ہی دونون سے نقب کے اندر ملاقات ہوئی فتیلہ عیاری دونون کے ہاتھون مین روشن تھے ایک نے
دوسرے کو پہچانا عمرو نے کہا اے محبوب جانی تمھارا اشتیاق ملاقات ہمکو لیے جاتا تھا الحمد للہ کہ صورت زیبا تمھاری
دکھائی دی یاقوت ملک نے کہا اے عمرو مین بھی تیرے پاس چلی تھی آؤ دو گھڑی یہان صحرا مین بیٹھکر ہم تم باتین کرین
صبح کو جیسا ہوگا دیکھا جائیگا غرض دونون نقب سے باہر نکلے دیکھا تو شب ماہ ہی کوڑیالا پھولا ہوا ہی چاندنی چھٹکی ہوئی
ہی سبزہ فرسخ در فرسخ ہی ہواے سرد چلرہی ہی رات قریب دو پہر کے آچکی ہی دونون باہم چلے جاتے ہین کہ کوئی جگہ
اچھی ہو تو وہان بیٹھین باتین کرین عمرو کہتا ہی کہ اے ملکہ مجھکو تو اپنا غلام سمجھو یہ ناحق کا فساد موقوف کرو ملکہ کہتی ہی
ہی کہ ایسا ہی ہوگا میرا بھی یہی جی چاہتا ہی کہ خواجہ ہم ہون اور تم ہو ناچ راگ رنگ کی صحبت ہو یہ باتین کرتے کرتے
یاقوت ملک نے عمرو کو غفلت دے کر بیضہ بیہوشی مارا کہ عمرو چھینک مار کر بیہوش ہو کر گرا لیکن ایک ڈبیہ
یاقوت کی کمر سے عمرو کی نکل پڑی یاقوت ملک نے اُس ڈبیہ کو اُٹھا لیا اور کھولا اُسمین سے غبار بیہوشی اُڑا یاقوت ملک
بھی بیہوش ہو کر گری اور اسطرح گری کہ عمرو کے منہ سے منہ لگ گیا گویا عمرو کے جذب مائل نے اپنی طرف کھینچ لیا یہ دونون
بیہوش پڑے تھے کہ اُدھر سے سمک بلطاقی لشکر یاقوت ملک کی سیر کر کے پھرا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ دو شخص
صحرا مین لیٹے ہوے ہین قریب آکر جو دیکھا تو عمرو اور یاقوت ملک کو پایا جی مین کہتا ہی کہ یاقوت ملک کو بھی اُستاد سے
محبت ہی کیا سینے سے سینہ منہ سے منہ ملاے دونون غافل سوتے ہین پھر خیال مین گذرا کہ اے سمک یہ کونسا مقام
سونے کا ہی تو انکو باندھکر یہانسے لیچل پھر دیکھا جائیگا یہ ارادہ کر کے چلا پھر خیال مین گذرا کہ اگر اُستاد جاگتے ہونگے
تو کیسا تجھپر خفا ہونگے یہ جو ذہن مین آیا پیچھے سرک گیا پھر سوچا اے سمک دیکھو تو سہی کہ سوتے یا جاگتے ہین دو قدم
آگے بڑھا تھا پھر ادب سے عمرو کے پسپا ہوا اسی حالت مین تھا کہ مہتر قران حبشی بھی عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا وہان
پہونچا دیکھا کہ ایک شخص کبھی آگے بڑھ جاتا ہی کبھی پیچھے ہٹ آتا ہی قران نے دل مین کہا کہ مرد سودائی ہی جو آگے بڑھتا ہی
اور پیچھے ہٹتا ہی قریب جو آیا سمک بلطاقی کو پایا پکارا کہ اے سمک یہ تجھے کیا ہوا ہی کیون تانا بانا کر رہا ہی قران کی
آواز جو سمک کے کان مین پہونچی گویا جان تازہ بدن مین آگئی پھر کر دیکھا کہا خلیفہ آپ بے وقت پہونچے یہان آئیے
اور تماشا دیکھیے قران بولا کہ کیسا تماشا مین اُستاد کو ڈھونڈھنے نکلا ہون سمک نے کہا اُستاد بھی تو یہان ہین اب

مہتر قران آگے بڑھا دیکھا تو واقعی اُستاد غافل پڑے ہین اور یاقوت ملک برابر لیٹی ہوئی ہی سمک سے کہا معلوم ہوتا ہی
کہ اُستاد کو یاقوت ملک نے بیہوش کیا ہی اور اُستاد کی عیاری سے وہ بیہوش ہوئی ہی پھر تمھین تامل کس امر کا ہی چلو دونون
اُٹھا لے چلین سمک بولا مین اسی تردد مین تھا کہ عاشق و معشوق سوتے ہین کیونکر پاس جاؤن کہا کہ بھئی تمھین کچھ خبر ہی
یہ کہکر قران قریب گیا اور عمرو کو اُسی طرح بیہوش باندھکر پشتارہ پیٹھ پر لگایا سمک نے یاقوت ملک کا پشتارہ اُٹھایا
دونون اپنے لشکر مین آئے بارگاہ مین داخل ہوے ایک پلنگ پر عمرو اور یاقوت ملک کو لٹایا فتیلہ رفع بیہوشی دیا پہلے
عمرو کی آنکھ کھلی یاقوت ملک کو پاس لیٹے دیکھا گلے مین ہاتھ ڈالدیے یاقوت ملک کی جو آنکھ کھلی اپنے کو عمرو کے پلنگ پر
پایا اُٹھ بیٹھی اور کہا خواجہ مین نے کئی مرتبہ تمھین گرفتار کیا اور مہتر قران تمھین چھڑا لایا آج تمھاری عیاری سے مین
بیہوش ہوئی مگر تم مجھے نہین لائے اگر میری عیار بچیان پہلے ہوش مین آجاتین وہ اُٹھا لیجاتین اب بھی مین ہی تم پر غالب ہون
تمھین مناسب ہی کہ اب مجھے جانے دو اور شرط میدان مین غالب آنے کی ہی ہر چند مہتر قران منع کرتا رہا کہ یاقوت ملک کو
نہ چھوڑیے عمرو نے نہ مانا یاقوت ملک سے کہا آپ شوق سے جائیے مجھے آپ کو آزردہ کرنا گوارا نہین ہی یاقوت ملک نے
کہا کہ خواجہ پھر اگر یہی ہی تو میری ساتون عیار بچیون کو بھی چھوڑ دو کہ مین ساتھ لیے جاؤن کل تو آخر میرے تمھارے فیصلہ ہی
اگر تم غالب ہوے تو مین تمھاری کنیز ہون اگر مین غالب آئی تو مجھے اختیار ہی عمرو نے کہا بہتر اور اُسیوقت ساتون
عیار بچیون کو زندانخانے سے بلوا کر قید اُنکی دور کر واسطے ملکہ کے ساتھ کر دیا یاقوت ملک خوشی خوشی وہانسے اپنے
خیمے مین آئی اور سب سے مشورہ کیا کہ عمرو مجھپر عاشق ہین اپنے کو مثل عروس کے آراستہ کرکے میدان مین جاؤنگی کہ
وہ اور زیادہ فریفتہ ہوکر مدہوش ہو جاے اور مین اسیر کرکے سب کے سامنے لے آؤن سبنے کہا بلا لون بہت مناسب ہی
ملکہ اپنی آراستگی مین معروف ہوئی اور عیار بچیان بھی اپنی اپنی تیاری کرنے لگین اُدھر عمرو نے بعد یاقوت ملک کے جانے کے
رات تھوڑی سی باقی تھی قران سے کہا کہ لاؤ بھئی ہمین آراستہ کرو قران نے خلعت شادی عمرو کو پنہایا سہرہ موتیون کا
سر پر باندھا کہ تمام جسم عمرو کا اُسمین چھپ گیا اور تخت مرصع کار پر سوار کیا ایک لاکھ اسی ہزار فرغول اور بادھری کے
باندھنے والے قنطورہ زربفتی و پاتاوہ سقرلاتی پہنے ہوے ساتھ ہوا اور تخت عمرو کا طرف میدان کے چلا تھا کہ حمزہ
صاحبقران مع سرداران عالیشان پہونچے عمرو نے سلام کیا امیر نے ہنسکر کہا کہ خواجہ آج تو نوشاہ ہو ہمین سلام کرنا
چاہیے باقی تمام سردارون نے عمرو کو سلام کیا گرد بیٹے آکر پایہ تخت کا پکڑا ایک پایہ بدیع الزمان نے تھانبا ایک
علمشاہ نے لیا ایک مہتر قران نے سنبھالا سب سردار لباس پر تکلف پہنے ہوے مثل براتیون کے گرد تخت عمرو کے تھے
ہوے نوبت نقارہ بجتا ہوا شہنائی الاپتی ہوئی بحشمت جمشیدی اور فر فریدونی سواری شاہ عمرو کی میدان مین
پہونچی اُدھر سے دیکھا کہ ملکہ یاقوت ملک تخت یاقوت نگار پر سوار جوڑہ بندھا ہوا تاج کج سر پر رکھا ہوا الجھا
کمند کا بیچ سر سامنے موجود تمام عیار بچیان آستینین چڑھاے بانے عیاری کے بدن پر لگاے تخت کے ساتھ باغ سے باہر
آئین میدان مین پہونچین دیکھا تو عجب ہنگامہ ہی کہ تمام لشکر اسلام از کہ تا مہ ادنے اعلی سب تماشا دیکھنے آئے ہین انبوہ
عالم ہجوم خلائق ہی حمزہ صاحبقران مع سرداران عمرو کی جلو مین موجود ہین یاقوت ملک نے الماس بادپا سے کہا
کہ بڑا مرتبہ ہی عمرو کا تو دیکھتی ہی کہ صاحبقران اُسکی جلو مین ہین لیکن جب یاقوت ملک میدان مین آکر ٹھہری صاحبقران
مع سرداران عالیشان بادشاہ اسلام کی خدمت مین آئے مجرا کرکے کھڑے ہوے اور بادشاہ اسلام کیطرف مخاطب
ہوکر عرض کی کہ مین عمرو کے پاس موجود رہتا مگر اس سبب سے چلا آیا کہ مبادا یاقوت ملک کو گمان گذرے کہ امیر عمرو
کی کمک کو آئے ہین اور عمرو نے بھی سمجھ کر صاحبقران کو رخصت کر دیا الغرض جسوقت صف آرائی ہو چکی اور میدان جنگ

درست ہو چکا ملکہ یاقوت ملک اپنے تخت پر سے جست کرکے آسمان پر گئی اور نیچے کے ہاتھ لگانے لگی خوب سلحشوری دکھائی چار گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ آئی جسوقت پاؤن زمین سے آشنا ہوئے چار غول چالیس چالیس عیار بچیون کے سامنے آکر کھڑے ہوئے ایک غول میں کمسنین تھیں ایک میں نوجوان عورتین تھیں ایک غول ادھیڑون کا ایک بوڑھیون کا تھا اور چارون غولون کے چار رنگ کے لباس تھے بس یہ چارون غول بیس بیس گز کے فاصلے سے کھڑے ہوئے اور چند عیار بچیون نے ایک درخت نقرۂ مصقول کا لاکر بیچ مین نصب کیا تھا کہ پتے اسکے زمرد کے تھے شاخین طلائے احمر کی تھین ہر شاخ مین حلقہائے طلائی نصب تھے ہر حلقے مین خوشہائے مروارید آویزان تھے ملکہ یاقوت ملک گرد اس درخت کے چکر مارنے لگی تین چکر مار کر غول مین زرد پوشون کے آکر گری بس اُسکی بھی وہی صورت وہی زرد لباس اور وہی سن تھا لگا ناچنے چلنے دو گھڑی تک خوب ناچ چلا الماس بادپا نے آواز دی کہ صاحبو کوئی پہچان سکتا ہی کہ ملکہ انمین کونسی ہی تمام عیار بچیون نے خیال کیا نہ پہچان سکین ملکہ نے اُس غول سے نکلکر تین چکر پھر گرد اُس درخت کے مارے دوسری مرتبہ سیاہ پوشون کے غول مین آکر گری انمین بھی ناچنے چلنے لگا اور ملکہ کا وہی سن تھا وہی صورت تھی وہی سیاہ لباس تھا دو گھڑی تک اس غول مین بھی کوئی ملکہ کو نہ پہچان سکا تیسری بار سبز پوشون مین جا کر گری وہی وضع وہی طرح تھی سرخ پوشون مین جا کر ملی تو وہی پوشاک وہی لباس وہی عمر تھی اب چارون غولون سے فراغت کرکے گوپھن ہاتھ مین لیکر جس خوشہ مروارید پر پتھر مارا وہ خوشہ اُڑ گیا الماس بادپا نے کہا کہ بلاؤن یہ تکلف نہین ہی کہ سارا خوشہ مروارید آپنے اُڑا دیا لطف یہ ہی کہ ایک موتی خوشے مین سے اُڑ جائے اور موتیون کو خبر نہو ملکہ نے کہا کہ اچھا اور ایک پتھر جو مارا تو ایک موتی اُڑا دیا اور خوشے کو جنبش تک نہوئی واہ واہ کی آوازین بلند ہوئین غرض ملکہ جب ہنر اپنے دکھا چکی میدان مین تھمکر پکار رہی کہ خواجہ آؤ میرے مقابلے کو بس عمرو تخت پر سے اُترا تمام عیار ساتھ تھے سبکو رخصت کر دیا آپ سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آیا پکارا کہ سرو گلشن نازو ای گلبن چمن انداز یہ گنہگار حاضر ہی سر نذر کرنے کو آیا ہی اگر قبول ہو تو زہے عزو شرف یاقوت ملک نے کہا کہ یہ باتین مجھے پسند نہین اچھی طرح سے سامنا کرو ہوش وحواس درست کرو عمرو نے کہا کہ مین کس سے سامنا کرون معشوق سے کوئی بھی آجتک لڑا ہی جو مین لڑونگا یاقوت ملک پکاری کہ مین معشوق نہین ہون تمھاری قاتل ہون عمرو بولا سب معشوق جفا کار ظلم شعار ہوتے ہین مگر بعد مرنے کے عاشق کی قدر ہوتی ہی ملکہ بولی ایسی باتین بہت سنی ہین ہے خبردار رہو مین بغیر مارے نہ چھوڑونگی عمرو پکارا کہ تم شوق سے قتل کر دو یاقوت ملک پیچھے ہٹی اور گوپھن کے کلے مین پتھر دے کر مارا کہ سے عمرو نے وہ پتھر خالی دیا اور پکارا شعر اکنون کہ تہاد یدت لطف آر آزار مکن ٭ تیغے بکش سنگے بزن تلخی مگو کارے بکن ٭ ملکہ نے دوسرا پتھر اور تیسرا پتھر مارا بوچھار کر دی عمرو خالی دے رہا ہی کبھی اچک جاتا ہی کبھی بیٹھ جاتا ہی کبھی دہنی طرف ہٹجاتا ہی کبھی بائین طرف چھپ جاتا ہی ملکہ نے دیکھا کہ یہ پتھر نہین کھاتا ہی دو دستی پتھر مارنے لگی عمرو دونون سے بچنے لگا مگر گوپھن ہاتھ مین نہین لیتا کہ رہا ہی کہ مین تمپر حربہ نہ کرونگا یہانتک کہ ملکہ پتھر مار مار کر تھکی توبڑا اُسکا خالی ہو گیا اب ملکہ نے کمند مارنا شروع کیا عمرو کمند سے بھی بچنے لگا دو دستی کمند ملکہ مار رہی ہی لیکن عمرو اُسکے دام مین نہین آتا آخرکار یاقوت ملک نے خنجر مارنا شروع کیا عمرو نے خنجر بھی نہ کھایا اور کہا کیا کہ ملکہ مین عاشق صادق ہون میرا ہاتھ تمپر نہ اُٹھیگا جب وہ خنجر مار کر بھی تھکی کہا کہ رہ اب نیچے سے سر تیرا کاٹتی ہون خنجر پھینکا نیچہ میان سے لیا لگی نیچہ مارنے عمرو خالی دینے لگا اور پکار کر کہا کہ ملکہ تم ہمکو عاشق صادق اپنا نہین جانتی ہو پچھتاؤگی اور ہمارا جینا تو عبث ہی اب جان اپنی تمپر دیتے ہین خیر جو چاہا ہماری وفا کا رہجائیگا عاشقان صادق مین محسوب ہونگے القصہ اب جو نیچہ یاقوت ملک نے مارا عمرو نے سر جھکا دیا اور یہ شعر پڑھا شعر سر نہ می پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ٭ اب جو نیچہ گردن پر پڑتا ہی صاف گلہ کو کاٹ کر

لگ گیا سرتن سے جدا ہو کر گرا اور آواز گلوے بریدہ سے بلند ہوئی شعر سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد * این بار
گران بود ادا شد چہ بجا شد * اور لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا امیر سامنے کھڑے ہوئے جیسے یہ معرکہ دیکھا کہ
عمرو ہاتھ سے یاقوت ملک کے قتل ہوا جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا اشقر پر سے اپنے کو گرا دیا گریبان
چاک کیا پکارتے ہوئے دوڑے کہ ای یار وفا شعار ای مونس و غمخوار حمزہ آخر تو رہرو راہ عدم ہوا جان اپنی معشوق کے
نثار کی ہمین بھی اپنے پاس بلا لو اپنے ساتھ لیچلو اور عدی کرب غازی نے نعرہ جگر خراش بلند کیا کہ ای پدر
بزرگوار مجھکو اپنے ہمراہ لیے چلیے اور بادشاہ اسلام کو سکتا ہو گیا تھا جملہ سردار بھی رو رہے تھے لیکن یاقوت ملک نے
جو دیکھا کہ عمرو عاشق صادق تھا جان مجھپر نثار کی تو یہ نہ جانتی تھی کہ عمرو یون جان اپنی دیگا روتی ہوئی عمرو کے
سرہانے آئی اور جھکی کہ لاش عمرو کی اُٹھائے پس عمرو نے کمند ماری کہ ساتون حلقہ کمند کے گلے مین یاقوت ملک کے
پڑ گئے جھٹکا دیا کہ زمین پر گری پس عمرو اُسکو باندھکے بھاگا اور پکارا کہ حمزہ مین زندہ و سلامت ہون اور پکڑ لایا
یاقوت ملک کو امیر نے گھبرا کر دیکھا کہ عمرو چلا آتا ہے پشتارہ یاقوت ملک کا پشت پر لگا ہوا ہے بے اختیار کہا کہ خواجہ تم
زندہ کیونکر ہوئے عمرو نے کہا کہ حمزہ مین نے اپنے سر پر اور ایک سر عیاری سے بنا کر اسمین شہاب بھر کر باندھا تھا
اُس سر کو مین نے کٹوا دیا اور گر پڑا جب یاقوت ملک میرے قریب آئی تو مین نے اُسے بفریب کمند مار کر پکڑ لیا
غرض امیر بہت خوش ہوئے اور یاقوت ملک سے پوچھا کہ اب تو تمھین کوئی حجت باقی نہین رہی یاقوت ملک بولی
کہ مجھے کوئی حجت باقی نہین مین کنیز ہون عمرو کی چاہے مجھے بیچے صاحبقران نے خلعت دیا یاقوت ملک کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوئی اور وہانسے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی سب عیارہ بچیون کو مسلمان کیا دوسرے دن دربار مین آئی امیر کو مجرا کیا
کرسی عنایت ہوئی یاقوت ملک اُسپر بیٹھی صاحبقران نے فرمایا ای یاقوت ملک اب جا کر مانجھے بیٹھو شادی کی تیاری
کرو اُسنے کہا کہ کنیز یہی پوچھنے کو حاضر ہوئی تھی القصہ بہت دھوم سے شادی عمرو کی یاقوت ملک کے ساتھ ہوئی اور قران کی
شادی الماس بادپا کے ساتھ اور چالاک کا عقد شعلہ شمشیرزن کے ہمراہ اور برق فرنگی کا نکاح غزالہ کے ساتھ اور ترک خطائی
کا عقد صنوبر خنجرزن کے ہمراہ اور شعبدہ نقب زن ابوالفتح کے ساتھ بیاہی گئی اور نصر بن سنجر بلخی کے ساتھ
اور سمن کمند انداز گلباد کے ساتھ اور عیارہ بچیون کی شادیان اور عیاران لشکر اسلام کے ہمراہ ہوئین بعد اُسکے
یاقوت ملک نے حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران عالیمقام کی دعوت عقیق کوہ مین کی
پھر امیر وہانسے دربند قمہوریہ پر آئے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ لقا کا حال کچھ معلوم ہوا کہ کدھر بھاگ کر گیا عرض کی کہ اب وہ درہ شبنم
مین داخل ہے یہ سنتے ہی پہلوان عادی کو حکم ہوا کہ جلد پیش خیمہ لیکر درہ شبنم کیطرف چلو عادی یہ حکم سنکر اُسیوقت بارگاہ صاحبقرانی لدوا کر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان دربند ششم فرعونیہ یعنے درہ شبنم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ زمرد شاہ باختری بھاگ کر جب درہ شبنم کے پاس پہونچا مالک وہانکا نریمان بن قنطور شاہ تھا اُسنے اپنے ہمراہیون سے
صلاح کی کہ زمرد شاہ بڑا بھائی ہے فرعون شاہ کا مدد کرنا اسکی جملہ واجبات سے ہے سبھون نے عرض کیا کہ درست ہے بس
نریمان تحفے اور کشتیان نذر کے لیے ساتھ لیکر خدمت لقائے بے لقا مین آیا اور عرض کیا کہ حضور نے جو یہان قدم رنجہ فرمایا
ہے تو شہر مین تشریف لیچلیے لقا نے کہا کہ مین نے یہی تقدیر کی اُسیوقت سوار ہو کر ساتھ اُسکے شہر قنطوریہ مین آیا لشکر باہر قلعے کے
اُترا آپ داخل قلعہ ہوا نریمان نے دعوت و ضیافت کی بختیارک نے نریمان سے پوچھا کہ آپنے ہمکو جو دامن پناہ دیا ہے کیا سمجھکر
دیا ہے ہمارے پیچھے ایک اژدہا ہے ہفت سر آتا ہے اُس سے کون سامنا کریگا نہ آپ خود ایسے معلوم ہوتے ہین نہ کوئی پہلوان آپکے
پاس ایسا ہے کہ حمزہ سے مقابلہ کریگا نہ کوئی عیار ایسا معلوم ہوتا ہے نہ کوئی جادوگر دکھائی دیتا ہے پھر آپ کیا کیجیے گا بہتر یہ ہے کہ آپ

ہماری دعوت کر چکے اب ہمیں رخصت دیجیے کہ ہم ملک فرعونیہ کو چلے جائیں کسواسطے کہ اگر حمزہ آجائیگا تو بھاگنا مشکل پڑجائیگا نریمان نے بختیارک کے کلام سنکر کہا کہ ملک جی تم مضطر ہو جو کچھ کہو وہ بجا ہی مگر تم خاطر جمع رکھو حمزہ یہان آئیگا تو تدبیر اُسکی قرار واقع ہوجائیگی حقیقت مین ہین تو مقابل لشکر حمزہ نہین ہوسکتا مگر مددگار میرے ایسے ہین کہ لشکر حمزہ کا ایک لحہ بھر مین کام تمام کرینگے اور مین اپنے سب دوستون کو نامے لکھتا ہون اُنھین بلواتا ہون یہ کہکر سوچنے لگا سر جھکا کر دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا اُسیوقت خیال مین گزرا کہ قیطاس جادو دوستار بدل بھائی ہی ساحر مشمش جادو کا اُس سے اور مجھسے دوستی کمال ہی اور اُس سے اکثر یہی وعدے رہتے ہین کہ جب کوئی وقت غیر آئیگا تو ہماری دوستی کا حال کھلیگا اے نریمان قیطاس جادو کو نامہ لکھ وہ دوست صادق ہی مقرر تیری مددگاری کریگا یہ خیال مین لاکر دبیر کو بلاکر کہا کہ نامہ لکھو قیطاس جادو کو مضمون اُسکا یہ ہو کہ خداوند باختر برادر بزرگ فرعون شاہ میرے پاس تشریف لاے ہین اور تعاقب مین اُنکے خدا پرست چلے آتے ہین آپ کو لائق ولازم ہی کہ نامہ دیکھتے ہی کھانا وہان کھایے تو ہاتھ یہان آکر دھوئیے جلد تشریف لائیے ایکتو ہمارا حق دوستی آپ پر ہی دوسرے کفالت کرنا لقا کی لائق ولازم ہی بڑی ناموری کا محل ہی جب یہ نامہ دبیر نے تیار کیا ایک عیار کو دیا کہ جلد اسے قیطاس جادو پاس لیجا اور اسکا جواب لیکر جلد آ وہ نامہ لیکر روانہ ہوا نریمان نے لقا سے کہا کہ یا خداوند اب آپ ذرا اندیشہ نکرین دیکھیے کہ ہوتا کیا ہی بختیارک نے پوچھا کہ کسے آپ نے نامہ لکھا ہی نریمان بولا کہ تجھے کیا بختیارک نے کہا کچھ تو فرمائیے کہا کہ اے بختیارک قیطاس کو وہ مین بھائی ہی ساحر مشمش جادو کا قیطاس جادو اُسکا نام ہی اسے مین نے بلایا ہی جب مین مقرب خداوند فرعون شاہ تھا تو اُس سے اور مجھسے کمال دوستی تھی یقین ہی کہ وہ نامہ دیکھتے ہی چلا آئیگا بختیارک نے کہا اے نریمان تم خدا پرستون سے ابھی واقف نہین ہو انھون نے شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کردیے ہین ملکہ دمامہ جادو کہ شہنشاہ ساحران مشہور تھی اُسے چاہ الماس کے اندر گھسکر مارا پھر اور جادوگرون کی کیا حقیقت ہی نریمان بولا کہ ملک جی خدا جانے کس پیچ سے دمامہ جادو ماری گئی اُسکی بھتیجی حمزہ کی شریک ہوگئی ورنہ دمامہ پر کون غالب آسکتا ملک جی یہان ایسا نہوگا تم خاطر جمعی سے یہان رہو غرض لقا عیش و عشرت مین مصروف ہوا بعد چند روز کے ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر حمزہ صاحبقران آپہونچا لقا یہ خبر سنتے ہی مانند برگ بید کے کانپنے لگا رنگ زرد ہوگیا جام شراب ہاتھ سے گر کر چور ہوگیا وہی لذت شکست کھاکر بھاگنے کی یاد آگئی بختیارک نے نریمان سے کہا کہ اب تک کوئی تمھاری کمک کو نہ آیا ہمکو مفت مین گرفتار کروا نریمان متردد متفکر اُٹھکر شہر کیطرف چلا مگر یہان حمزہ صاحبقران دنگل شوکت پر جلوہ گر ہین بادشاہ اسلام تخت شاہی پر رونق افروز ہین سردارون کا دور بندھا ہوا ہی ناچ ہورہا ہی جام شراب گردشمین ہی کہ رؤساے فرعونیہ جو بیٹھے ہوے تھے مانند قمھور اور محراب شاہ اور مصاحب شاہ وغیرہ کے امیر نے اُنسے پوچھا کہ صاحبو مالک درہ شبنم کچھ زبردست ہی یا کوئی پہلوان زورآور ہی یا کسی عیار کا اسے بھروسا ہی یا کوئی ساحر اُسکا شریک ہی جو اُسنے لقا کو اپنے پاس رکھا ہی قمھور گرگدن سوار نے عرض کیا کہ پیر و مرشد غلام کو خوب حال اُسکا معلوم ہی یہ سابق مین معشوق تھا فرعون شاہ کا دبلا پتلا معشوق وضع یہ لڑکا کیا جانے اور نہ کوئی پہلوان زبردست اُسکے ساتھ ہی نہ کوئی ساحر ہی نہ کوئی عیار ہی امیر نے فرمایا کہ بھئی کچھ تو بھروسا ہی جب تو وہ مقابلے کو ہمارے لشکر کے مستعد ہی کوئی مددگار اُسکا پوشیدہ ہوگا اور عمرو کیطرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ خبر تو لاؤ نریمان بن قنطور شاہ کی عمرو نے کہا کہ حمزہ تمام زمانہ میرا دشمن ہورہا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ خفیہ مددگار اُسکے ہین مین غافل گیا اور گرفتار ہوگیا پھر زندہ نہین بچنے کا امیر نے فرمایا کہ بھئی تمھارے پاس خدمت اخبار کی ہی

اسواسطے تمسے کہا گیا عمرو نے کہا کہ شہریار مین خدمت اخبار سے درگذرا جسکو جی چاہے یہ عہدہ سپرد کیجے امیر نے خلعت
اور دو توڑے منگواے اور فرمایا کہ بھئی یہ خلعت اور روپیے اُسکے ہین جو درۂ شبنم کی خبر لاے سمک بلطائف خست
زر پیسے کو داکہ پیر مرشد مین موجود ہون خواجہ نے اگر اس خدمت سے ہاتھ اُٹھایا تو کار سرکار بند نہ رہیگا اور چلا خلعت
کیطرف عمرو نے جو یہ دیکھا دوڑ کر وہ روپیے اُٹھا کر داخل زنبیل کیے اور خلعت پہن لیا اور کہا کہ حمزہ سہل کام سمجھکر سب درباری
ہین مشکل پر کوئی نہین جاتا خیر یہ کام تو مین کرون پھر جیسے چاہنا کام اخبار کا دیدینا یہ کہکر وہانسے چلا باہر لشکر کے آیا تھا کہ
اُدھر سے مہتر قران کو دیکھا کہ چلا آتا ہی اُسنے سلام کیا اور کہا کہ اُستاد کیا ارادہ ہی آپ کہان چلے کہا کہ درۂ شبنم کی
خبر کو وہ بولا کہ خدا جانے طمع آپکی کیا کریگی کہا کہ بھئی فرزند اردن سے ناچار ہون قران نے کہا کہ اُستاد مین بھی ہمراہ
ہون کہا کہ بھئی اچھا چلو یہ دونون روانہ طرف لشکر کفار ہوے جب قریب پہونچے تو دونون نے صورتین اپنی تبدیل کین
عمرو چوبدار کیصورت بنا قران اُسکے نوکر کی شکل ہوا عصا کاندھے پر رکھکر پیچھے پیچھے ہولیا جب دروازۂ بارگاہ پر
پہونچا عمرو نے عصا ہاتھ مین لیا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ اقبا اور تمام سردار اُسکے بیٹھے ہین کوئی غیر شخص نہین ہی
لوگون سے پوچھا کہ حاکم درۂ شبنم کا کہان ہی کہا کہ وہ ابھی قلعے مین گیا ہی عمرو دلمین سوچا کہ پھر یہان ٹھہر کر کیا کرین
چلکر قلعے مین اُسکی خبر لین وہانسے پھرا قران کو ہمراہ لیے روانہ ہوا جب سامنے شہر کے پہونچا دیکھا کہ دروازہ بند
ہی کوئی اندر جانے نہین پاتا قران سے کہا کہ بیٹا اندر چلنا ضرور ہی صورت بدلنا چاہیے یہ کہکر رنگ و روغن عیاری
نکالکر ایک گوشے مین جاکر باورچی کیصورت بنکر پگڑی لپیٹوان سر پہ دہرا انگرکھا گلے مین پاجامہ پائون مین
کمر بندھی ہوئی دو چھریان اور ایک کفگیر کمر مین جابجا کپڑون پر گھی کے دھبے لگے ہوے اُدھر قران کو جو دیکھا تو ایک مزدور
کیصورت بنا ہوا ہی سیاہ ٹوپی پہنے ہوے چندوا غائب فقط گوٹ رہگئی ہی ایک عرقی بندھی ہوئی ایک چادر سر پہ
اُسمین کچھ پیاز کچھ لہسن کچھ ترکاری عمرو نے جو یہ صورت دیکھی کہا کہ بیٹا مرحبا صد مرحبا اور یہ دونون وہانسے قلعے
کیطرف چلے جب دروازے پہ آے پہرے والون نے کہا کہ کسیکے اندر جانے کا حکم نہین ہی عمرو بولا خیر ہم تو پھرے جاتے
ہین مگر بادشاہ جب کھانا مانگیگا تو تم جواب دے لینا یہ کہکر وہانسے لمبے قدم رکھتا ہوا چلا یہان جمعدار نے کہا کہ بھئی ہی یہ
کہ خاص وقت پر جو بادشاہ کو کھانا نہ پہونچا تو بیگار ہوگی اور باورچی بیچارا نام سے ویگا ناحق کی بدنامی ہوگی یہان بلاؤ
اُسے سپاہیون نے پکارنا شروع کیا کہ بھئی ادھر تو آؤ جمعدار صاحب بلاتے ہین کہان پھرے جاتے ہو پلٹ کر جواب دیا
کہ ہم آکر کیا کرینگے تمنے تو ہمین جانے نہین دیا اب بلاتے ہو سپاہی دوڑے جمعدار خود آیا اب کسیطرح یہ مناے نہین
منتے ہین کہہ رہے ہین کہ ہم نجائینگے آخرکار جمعدار نے پانچ روپیے دے کر رضامند کیا منا کر لایا اور کہا کہ اسطرف ایک باغ ہی
بادشاہ اُدھر گیا ہوا ہی آپ اس جانب جائیے گا عمرو اور قران اوسطرف روانہ ہوے جب سپاہیون کی نظر سے پوشیدہ
ہوے یہ دونون خدمتگار کیصورت بنکر داخل باغ ہوے دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہی سبطرح کے پھول کھلے ہوے ہین
انواع طرح کے درخت لگے ہوے ہین نہرین جاری ہین جانور درختون پہ بیٹھے بخوش الحانی مصروف حمد باری ہین
سیر و تماشا دیکھتے ہوے بارہ دری کے پاس پہونچے دیکھا کہ بارہ دری دورخی ہی ایک رخ ادھر ہی ایک رخ اُسکا دریا
کیطرف ہی بادشاہ بھی اُسیطرف ہی عمرو اور قران بھی اُسیطرف کو گئے ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت کم رو ہی مگر تاج سر پر رکھے
ہوے کرسی زرنگار پر سر جھکاے ہوے بیٹھا ہی اور دو خدمتگار اگالدان اور رومال لیے ہوے کھڑے ہین عمرو اور
قران نے جاکر وہ اگالدان اُنکے ہاتھ سے لیے وہ خدمتگار چلے گئے عمرو اور قران ان دونون کے مقام پر شریکان کے
پاس کھڑے ہوے مگر نریمان اس سوچ مین بیٹھا ہی کہ افسوس تو مفت مین ذلیل ہوا لقا کو ناحق اپنے پاس تونے ٹھہرایا

اور کون کسیکی مدد کو آتا ہی جان دینا بہت دشوار ہی برے وقت مین کوئی کسیکا ساتھ نہین دیتا شعر افسوس دل اپنا بھی تو اپنا
نہین ہوتا ٭ ہان سچ ہی کہ کوئی بھی کسیکا نہین ہوتا ٭ اسی فکر مین تھے کہ ایک ابر تیرہ و تاریک قیطاس کوہ کیطرف سے اُٹھا اور
طرفۃ العین مین اُس باغ پر آکر گھر گیا اور اُسمین سے بجلی چمکنے لگی رعد کے گرجنے کی صدا آنے لگی شعلہاے آتش اُسمین سے
نکلنے لگے پس نریمان بن قنطور شاہ سمجھا کہ یہ غضب خداوند فرعون شاہ تجھپر نازل ہوا ہی تونے جو بے اطلاع خداوند کے
لقا کو اپنے پاس جگہ دی کیا سمجھا یہی خوف سے کانپنے لگا یہ تو پکارنے لگا کہ اب ایسی خطا کبھی نہوگی عمرو حیران کھڑا دیکھ رہا
ہی کہ وہ ابر پھٹا اور اُسمین سے ایک تخت نمودار ہوا اور پانچ چار تخت اُسکے ساتھ اور تھے جب وہ تخت قریب آیا
اُسپر ایک عورت ایتہد دبونی کے بیٹھی ہوئی ہی بتیالیس ارینچ کا قد بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے ہین بال نہین ہین
معلوم ہوتا ہی کہ مار سیاہ اُسکے سر کو لپٹے ہوئے ہین توبڑا سا منھ گالون پر داغ چیچک کے بڑے بڑے غار ہر غار مین جہاسا
اُٹھا ہوا جہاسے کے سرے پر ایک ایک بال مانند ہوے فیل کے آنکھین مانند کہربا زرد ماتھے پر قشقہ کھنچا ہوا دونون بھنون کے
بیچمین ٹیکہ سیندور کا دیا ہوا دونون چھاتیان مانند تھیلے لٹکائے ہوئے پیٹ دونون کے لٹکی ہوئی عجب ہیبت ناک شکل
تھی بنارسی دوپٹہ اوڑھے ہوئے دونون آنچل دونون کاندھون پر پڑے ہوئے پیٹ کہنی سے شانہ تک بندھے ہوے
سرخ تافتے کا لہنگا پانون مین منھ سے شعلہ آتش نکلتے ہوئے عمرو یہ ہیئت دیکھتے ہی ڈر کا نپنے لگا تھرا گیا اپنے دلمین
کہا کہ ای عمرو خدا جانے اس سے کیا ایذا تجھے پہونچیگی جو یہ عالم تیرا ہوا ہی خدا جملہ اہل اسلام کو اسکے شر سے محفوظ رکھے مگر وہ
جادوگرنی جب زمین پر آئی کوئی چالیس اُسکی مصاحبین اور کنیزین اُسکے ساتھ تھین اُنسے کہا اے دیکھو تو کوئی مالک
اس باغ کا ہی وہ ڈھونڈھنے لگین ایک جگہ دیکھا ایک شخص تاج سر سے اُتارے ہوئے ہاتھ کوٹے پر رکھے زمین پر
اوندھا پڑا ہوا ہی توبہ توبہ کر رہا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ مالک یہان کا وہی ہی ساحرہ کہ نام اُسکا خورشید جادو ہی آگے آئی
ہاتھ پکڑ کر نریمان کا اُٹھا لیا اور کہا ارے کیون توبہ توبہ پکار رہا ہی سیدھا تو ہو کچھ حال تو بیان کر نریمان نے وہ
صورت مہیب جو دیکھی تھرا گیا کہا کہ مین بیشک خطاوار ہون جو چاہیے سو کیجیے اُسنے کہا خطا کیسی تیرا نام کیا ہی
اُسنے کہا کہ نام بتاؤنگا تو خدا جانے آپ کیا کرینگی اُسنے کہا ارے خوف نکر بدحواس نہو اگر تو یہان کا بادشاہ ہی اور نریمان بن
قنطور شاہ تیرا نام ہی تو آگاہ ہو کہ مین تیری مدد کو قیطاس کوہ سے آئی ہون یہ کلمہ سنکر اُسکی جان مین جان آئی
بولا کہ ہان مین نے قیطاس جادو کو نامہ لکھا تھا اپنی کمک کیواسطے بلایا تھا میرا ہی نام نریمان ہی مین نے یہ آمد کسیکی
کبھی دیکھی نہ تھی یہ عالم دیکھکر ڈرا تھا کہ نہین معلوم کیا آفت آئی ہی خورشید جادو نے کہا کہ جسوقت نامہ تمھارا پہونچا
مین اپنے باپ قیطاس جادو پاس بیٹھی ہوئی تھی نامے کو پڑھتے ہی قیطاس جادو نے کہا کہ نریمان میرا ابد تک کا
دوست ہی مین اُسکی مدد کو جاؤنگا مین نے کہا کہ ای پدر بزرگوار آپ کاہیکو تکلیف کرین مین جاکر جتنے خداپرست ہین
سبکا کام تمام کرونگی ایک اُنمین کا زندہ نچھوڑونگی پس مین رخصت ہو کر ادھر کو روانہ ہوئی یہان جو آئی تمھین اس حال
مین مبتلا دیکھا نریمان بہت خوش ہوا اور کہا تمنے تو میری آبرو رکھلی امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے نام نامی اور اسم
گرامی سے آگاہ کرو وہ بولی مجھے خورشید جادو کہتے ہین نریمان نے کہا ای خورشید جادو لقا خداوند [illegible]
یہان اُترا ہوا ہی پہلے اُسکی زیارت کرلو کہا کہ بہتر ہی چلو پس دونون ہاتھ پکڑے ہوئے روانہ ہوئے باغ سے نکلکر
ایک سواری پر دونون سوار ہوے بارگاہ لقا مین آئے خورشید جادو نے لقا کو سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا کرسی
زرنگار پر آکر بیٹھی نریمان نے تعریفین خورشید جادو کی از حد بیان کین خورشید جادو نے لقا سے حال اہل اسلام
کا پوچھا لقا نے اشارہ بختیارک کیطرف کیا کہ یہ خوب جانتا ہی اس سے پوچھو بختیارک نے اُٹھکر کمر کو ہلا کر سلام کیا

خورشید جادو نے نام پوچھا بختیارک نے نام اپنا مع آبا و اجداد بیان کیا خورشید جادو ہنسی اور کہا کہ حال خدا پرستونکا بیان کر
بختیارک نے ابتدا سے انتہا تک امیر اور اولاد امیر اور حقیقت ساحران عالم کے مفصل قتل ہونیکی بیان کی اور بعد اسکے کہا کہ جو شخص ریش
تراشندۂ کافران قاتل ساحران ہے اسکا نام نہیں لے سکتا اس سے بھی آگاہ کردیا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے خورشید جادو نے کہا کہ ملک جسکا نام نہیں
لے سکتے حال اس شخص کا مجھے خوب معلوم ہے وہ عیار حمزہ ہے کہ اُسکے ہاتھ سے تمام زمانے کے ساحر مار گئے ہیں اور حمزہ کا بھی حال جانتی ہون ان
دونونکی تدبیر ہو جائیگی یہی باتین تھین کہ دو جادوگرنیان مصاحب خورشید جادو کی نسرین جادو اور نسترن جادو آئین دونون
نے خورشید جادو کو سلام کیا ہاتھہ باندھ کے کھڑی ہوئین خورشید جادو نے پوچھا کہ ارے تم کیون کھڑی
ہوئی ہو عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم تین روز مین لشکر حمزہ مین کسیکو باقی نرکھین سبکا استیصال کر دین کہا کہ دور ہو
مردار و تمنے بھی سحر مین اتنا دخل پیدا کیا بیٹھے اپنے مقام پر کیا ہنسی ٹھٹھا ہے لشکر حمزہ کا غارت کرنا ان دونون نے عرض
کیا کہ بلا لون اگر یہ نہو تو ہماری ناکین کاٹ ڈالیے گا پھر خورشید جادو نے کہا کہ ارے تمکو سحر مین سلیقہ کب ہے انھون
نے عرض کیا کہ اب تو ہمین رخصت دیجیے کہا کہ اچھا اگر تمنے تین دن مین خاتمہ نہ کیا اور چوتھا دن ہو گیا تو مجھسے برا کوئی نہین
اچھا جاؤ وہ دونون اُسیوقت زمین پر گرین اور پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئین بعد کو خورشید جادو نے اسباب
سحر روانہ کیا بس یہ تماشا دیکھکر عمرو بارگاہ سے باہر نکلا قران سے کہا کہ چلکر بیٹا حمزہ کو اس حال سے آگاہ کیجیے اُسنے
کہا بسم اللہ چلیے دونون لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوئے شام کو وہانسے چلے تھے شب تاریک تھی راستہ گم کیا رات بھر
حیران و سرگردان رہے صبح کو راہ دریافت کر کے راہی ہوئے لیکن یہان حمزہ صاحبقران صبح کیوقت
بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہین کہ رات کو عجب تماشا ہوا کہ مین سونیکے واسطے پلنگ پر لیٹا
ہون کہ ایک کبوتر میرے پلنگ کے گرد تین بار پھر کر چلا گیا بادشاہ نے چپکے سے کان مین کہا کہ اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر
جو یاد کرتے ہین اسم اعظم بالکل فراموش تھا بس رنگ سفید ہو گیا فرمایا عمرو کل سے گیا ہے خدا اُسکی خیر کرے یہی باتین
تھین کہ لشکر مین چار طرف سے ایک غلغلہ برپا ہوا فرمایا خبر تو لو یہ کیسا شور ہے لوگ خبر کو روانہ ہوئے غل اور زیادہ
ہوا صاحبقران گھبرا کر خود بارگاہ سے نکل آئے دیکھا کہ چار طرف لشکر کے شعلہ ہائے آتش چمکتے معلوم ہوتے ہین
لوگ اسباب اپنا اپنا بغل مین دابے ہوئے اسطرف کو بھاگے آتے ہین پوچھا کہ کیا ہے عرض کیا کہ پیر و مرشد اوپر ابر
آتش جلاتا ہوا چلا آتا ہے نیچے دریا ہے لوگونکو ڈبوتا ہوا چلا آتا ہے اور چہار طرف لشکر کے یہی صورت ہے کوئی باہر
جا نہین سکتا امیر یہ سنکر اور حیران و پریشان ہوئے فرمایا جو مرضی خدا کی کیا چارہ ہے اور سجادہ بچھا کر نماز پڑھی
اور بگریہ و زاری دعا مین مصروف ہوئے مگر عمرو اور مہتر قران جو لشکر اسلام کے برابر آئے دیکھا جہان
لشکر تھا وہان ابر آتش سے آگ برس رہی ہے اور دریائے آب جوش مار رہا ہے داہنے بائین طرف خوب دوڑ تھکے مگر
کہین سراغ لشکر کا نہ پایا ایک کشتکار سے پوچھا کہ لشکر جو یہان اترا ہوا تھا کیا ہوا اُسنے کہا کہ پہر رات رہے سے دریائے آب و
ابر آتش اُسے گھیرے ہوئے ہے یہ سنکر عمرو بے اختیار روتا ہوا پھرا کہ ای آقائے عمرو وای مولائے عمرو ہائے ہائے یہ کیا فلک نے مجھے دکھایا اور عمرو
بعد تیرے زندگی نہ کریگا اور ای آقا ابھی ذرا تامل کر نا سیار باغ جنان نہو نا اس خادم دیرینہ کو اپنے پاس لینے دو یہ کہکر خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ اپنے کو
مارے کہ مہتر قران نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ استاد آپ کیا کرتے ہین امیر اور تمام لشکر ابھی زندہ و سلامت ہے یہ انھین جادوگرنیون کی شرارت
ہے یہ دریائے آب و ابر آتش انھین کے سحر کا معلوم ہوتا ہے اور آپکو یاد نہین کہ انھون نے خورشید جادو سے تین دنکا وعدہ کیا ہے
ابھی تو ایک ہی شب گذری ہے جبتک تین روز نہ گذرینگے کل کا کھٹکا نہو گا چلکر تلاش کر کے ان لکاتاؤن کو ماریے پھر اگر امیر کو زندہ نہ پائیے گا
تو آپکو اختیار ہے عمرو نے کہا کہ اچھا کشتی چلو اور یہ دونون روانہ ہوئے تھوڑی دور آگر صلاح ہوئی کہ بیٹا الگ الگ چلو بس ایکطرف عمرو

روانہ ہوا اور ایکطرف قیران عمرو کنارے دریاے آب کے آتے آتے ایک درۂ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ صحرا مہیب خارستان عجیب ہی ہوا گرم
چل رہی ہی درخت جلے ہوے ہین پتے کا انمین پتہ تک نہین ہی ایک آدھ چغد درخت پر بیٹھا ہوا پھیلاے لخ لخ کر رہا ہی اور قلۂ
کوہ پر ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بیٹھی ہی اور ایک چرخا اُسکے آگے رکھا ہوا ہی اسپر بہت قیمن بندھی ہوئی ہین طاس پانی کا بھرا ہوا
اُسکے آگے رکھا ہی ہر مرتبہ وہ ساحرہ سحر کرتی ہی پنکھا پانی مین ڈبوتی ہی اور اُس چرخے پر مارتی ہی اُسمین سے بوندین پانیکی
گرتی ہین اور مواج ہوکر اسی دریاے آب مین جا کر ملتی ہین وہ دریا اور طغیانی پر آجاتا ہی عمرو نے
اپنے دلمین کہا کہ دریاے آب اسی قحبہ کے سحر سے ہی اسکو مارا چاہیے بس اُسیوقت ایک زن جمیلہ کیصورت
بنا اور پلنگپوش اُوڑھکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر بیدلی آواز سے رونا شروع کیا آواز رونیکی جو کانمین ساحرہ کے
پہونچی بیچین ہوکر اُٹھی کہ یہ کون مصیبت زدہ رو رہا ہی دیکھہ تو سہی اور اُسی آواز پر آئی دیکھا کہ ایک عورت پلنگپوش اوڑھے
ہوے رو رہی ہی آواز سے یہ پایا جاتا ہی کہ ابھی کمسن ہی اسنے پلنگپوش اُسکے منہ پر سے اُٹھایا اور پوچھا کہ تو کون ہی کیا
مصیبت تجھپر پڑی ہی جو تو اس کرب سے رو رہی ہی اُس زن جمیلہ نے جو صورت اُسکی دیکھی سہم گئی پکاری کہ صاحب
اگر تم مجھے کھانیکو آئی ہو تو کھا جاؤ مین آپ اپنی زندگی سے بیزار ہون اُسنے کہا کہ کیا تو نے مجھے ڈائن مقرر کیا ہی یہ بولی
کہ پھر صاحب آپ کون ہین اسنے کہا کہ مین خورشید جادو کی مصاحب ہون اُسنے کہا معلوم ہوا کہ خورشید جادو
بڑی چڑیل ہی جو تجھہ ایسی بلا اُسکی مصاحب ہی کہا اری حبیب وہ بادشاہزادی ہی قیطاس کوہ کی یہ بولی کہ کیا وہان
سب بھوت پلیت رہتے ہین اسنے کہا اری کیا بکتی ہی وہان سب آدمی رہتے ہین یہ بولی تم ایسے آدمی ہونگے پوچھا کہ
مجھکو پھر تو کیا جانتی ہی یہ پکاری ایک بلا مین تجھکو جانتی ہون اُسنے کہا ان باتون کو جانے دے اپنا حال بیان کر یہ بولی
کیا حال سُنکر تو شیحان کرو گی اچھا سنو مین ایک سوداگر بچی ہون قافلہ میرا سب تباہ ہو گیا مان باپ شوہر بھائی بند سب
دریا مین غرق ہو گئے مین ایک کمبخت تختے پر بہتی ہوئی ملک فرعونیہ مین نکلی یہان پہونچی اب آپ بتائیے کہ آپ کون ہین
اُسنے کہا کہ نام میرا نسرین جادو ہی مصاحب ہون خورشید جادو کی وعدہ کرکے آئی ہون کہ تین دنمین استیصال
خدا پرستون کا کرونگی دو روز ہو چکے ہین ایک روز اور باقی ہی مین اپنا کام بیٹھی کر رہی تھی کہ آواز تیری سنی مین
بیقرار ہوکر دوڑی خیر اب مان باپ عزیز تو تیرے زندہ نہین ہو سکتے مگر جہان تو کہیگی وہان تجھے پہونچا دیا جائیگا اب
میرے ساتھہ چل یہان کیون بیٹھی ہی کوئی جانور درندہ نکلیگا تو تجھکو کھا جائیگا کہا کہ پھر چلو تمھین مجھے کھا لینا اُسنے
کہا کہ بک نہین اور ہاتھہ پکڑکر اپنے ساتھہ کوہ پر لائی اور پھر چرخہ پھرانے مین مصروف ہوئی اور آگے اُسکے خم شراب کے
رکھے تھے اسمین سے شراب پینے لگی عمرو نے پوچھا کہ یہ آپ کیا پیتی ہین نسرین نے کہا شراب ہی تو بھی پی کہا کہ مین خون جگر
پیتی ہون اسکے پینے کی کیا احتیاج ہی اور اس شراب مین سے تو ایسی بوے بد آتی ہی کہ دماغ میرا پریشان ہوا جاتا ہی کبھی
مین آدمی تھی تو شراب کھینچوا کر پیا کرتی تھی اس شراب مین سے تو گو کی بو آتی ہی یہ کہکے منہہ پھیر کر پلنگپوش اوڑھکر گلابی شراب کی
بغل سے نکالی نسرین نے پوچھا یہ کیا کرتی ہی کہا کچھہ نہین کیا چیز ہی کہا چیز ہی نسرین نے اُٹھکر دیکھا کہ گلابی تحفہ ہی اُسمین
شراب کیتکی شفاف بھری ہوئی ہی دیکھتے ہی منہہ مین پانی بھر آیا کہا کہ اُسمین سے تھوڑی مجھے دے کہا یہ نہ دونگی یہ میری
زندگی ہی آپ خیال کیجیے کہ اس مصیبت مین کوئی چیز مین نے اپنے ساتھہ نہ لی سوا اس شراب کے جانتی تھی کہ اس بغیر میری
زندگی دشوار ہی کہا تھوڑیسی مجھے بھی دے کہا ہو چکیگی تو مین خاک ہو نگی نسرین برہم ہوکر منہہ پھیر کر چلی گئی اپنے کام
مین مصروف ہوئی عمرو اس سے لپٹ گیا کہا کہ آپ خفا ہو گئیں مین اسے اپنی زندگی جانتی ہون آپ تھوڑیسی میرے ہاتھہ سے
پی لیجیے اُسنے کہا کہ بیٹا مین تو ذرا سی مانگتی تھی لا تو اپنے ہاتھہ سے میرے منہہ مین ڈالدے یہ کہکر منہہ کھولدیا آنکھین بند

کر لین عمرو نے ساری گلابی اُسکے منھ مین ڈالدی اور لگا بیٹھے رونے کہ ہائے اب مین کیا کرونگی وہ تو ساری گلابی منھ مین جا رہی مُنھ کا ہیکو تھا خار تھا اُسنے کہا کہ بیٹا تو آجکا دن ٹال کر کل تو جیسا کہیگی ویسی ہی شراب بنوا دونگی وہ چپکے چپکے رونے لگی ایک ساعت بھر کے بعد زبان اُسکی شق ہوگئی بدن نیلا ہوگیا پیٹ پر ورم ہوگیا وہ تڑپنے لگی آخر کو واصل جہنم ہوئی عمرو نے جواہر اُسکے بدن پر سے کپڑون سمیت اُتار لیا اور نیچہ عیاری سے سر کاٹ کر لیکر روانہ ہوا اور دلمین تصور کرتا جاتا تھا کہ چلکر دیکھو مہتر قران نے کیا کیا

اب چند کلمے داستان مہتر قران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ قران دریاے آتش کو دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا درۂ کوہ مین ایک عورت لنگ کھاروے کا باندھے ہوئے بیٹھی ہی اور دو منقل آتشین اُسکے آگے جل رہی ہین اور وہ ساحرہ کالے تل ہاتھ مین لیتی ہی اور اُنپر کچھ پڑھتی ہی اور آگ پر ڈالتی ہی اُنمین سے شعلۂ آتش اُٹھتے ہین اور ابر آتش مین جا کر مثل برق کے ملتے ہین اور اُس سے مواج کرتے ہین یہ دیکھکر مہتر قران نے صورت اپنی ایک ساحرہ کی بنائی قشقہ پیشانی پر کھینچا زنار گلے مین ڈالا جھولی کھاروے کی لٹکائی ایک اژدہا مقوے کا بنایا اُسپر سوار ہوا اور ایک نامہ سر پر باندھکر سامنے نشترن جادو کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او نشترن ملکہ خورشید جادو نے مجھے بھیجا ہی کہ جا کر دیکھ اسنے کیا کیا نہین باندھکر مشکین مردار کی لے آ بتا اب تک تو نے کیا کیا نشترن یہ سُنکر تھر تھر کانپنے لگی کہا کہ ابھی تو دوسرا دن ہی اسنے کہا کہ تو نے دو دنمین آدھے لشکر کا بھی کام تمام نہ کیا نشترن نے جواب دیا کہ مین ابھی کام مین مصروف ہون اگر بیکار بیٹھی ہوتی تو جگہ خفگی کی تھی ایک روز کا کام اور باقی ہی قران نے کہا کہ اگر تو اس کام مین نہوتی تو جھونٹے پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجاتا دیکھ کہ اس نامے مین ملکہ نے کیا لکھا ہی پڑھ اسے نشترن نے نامہ اُسکے ہاتھ سے لیکر کھولا یہ نامہ کو کھولتی چلی جاتی ہی لیکن کہین کچھ لکھا ہوا نظر نہین آتا سادہ کاغذ معلوم ہوتا ہی جب سب نامہ کھول چکی آخر مین لکھا ہوا تھا کہ او قحبہ تو چاہتی ہی کہ لشکر اسلام کا استیصال کرے منم مہتر قران حبشی کب تجھے زندہ چھوڑتا ہون بس اسنے سر اُٹھا کر قران کیطرف دیکھنا چاہا تھا کہ کچھ سحر کرے قران نے ایک ہاتھ سے تو گلا اسکا دبایا دوسرے ہاتھ سے دونون ٹانگین پکڑ کر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ ہڈی پسلی طوطیا سرمہ ہوگئی اور بیٹھکر چھاتی پر سر اُسکا کاٹ لیا اور تلاش مین عمرو کی روانہ ہوا ادھر سے عمرو آتا تھا اثناے راہ مین ملاقات ہوئی دونون نے اپنا اپنا کام بیان کیا عمرو نے کہا کہ بھئی تمہاری عیاری زبردستی کی ہی تمنے تو زبردستی کرکے اُسے مارا قران نے کہا کہ اُستاد یہ سب آپکی جوتیون کا صدقہ ہی یہی باتین کرتے ہوئے روانہ ہوئے کہ اب چلکر دیکھین کہ لشکر اسلام کا کیا حال ہی لیکن سلطان جہجاہ اور بادشاہ چراغ لشکر اسلامیان اور سب سرداران نامی وگرامی بارگاہ ہشامی مین ہین اور تمام لشکر گرد بارگاہ ہشامی کے جمع ہی اور دریاے آب اور ابر آتش ڈبوتا اور جلاتا چلا آتا ہی یہ کیفیت ہی کہ دریا سے ایک ایک نہنگ نکلتا ہی اور جب سانس کھینچتا ہی سو سو دو دو سو کو نگل جاتا ہی لشکر مین تلاطم ہی ادھر ابر آتش سے بجلیان کڑک کڑک کر گرتی ہین جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہین گھوڑے چراغ پا ہو رہے ہین ایک محشر برپا ہی تمام خیمے گرد و اطراف کے ڈوبتے چلے جاتے ہین اب بارگاہ ہشامی سے دس بیس گز کا فاصلہ باقی رہگیا ہی سبکو یقین مرگ ہی ہر شخص دعا مانگ رہا ہی کہ پروردگار بچا اس آتش سوزان سے واسطہ ابراہیم خلیل اللہ کا اور محفوظ رکھ اس طوفان سے واسطہ نوح آدم ثانی کا ادھر گرب غازی اپنے مولا علی ابن ابی طالب کو پکار رہا ہی کہ یا مولا سب انبیا کی مدد کی ہی اس غلام کو بھی اس قید رنج و بلا سے نجات دیجیے ہر ایک گریہ وزاری کر رہا ہی دعای نجات مانگ رہا ہی کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا

شعر زشست ہمت کشور کشالیش + برآمد بہ ہدف تیر دعالیش + کہ یا تو وہ دریاے آب ابر آتش بڑھتا چلا آتا تھا
یا دریاے آب ٹھہر گیا بعد لمحہ بھر کے پیچھے ہٹنا شروع ہوا ایکایک دریاے آب غائب ہو گیا بعد ایک لمحہ کے ابر آتش
بھی نیست و نابود ہو گیا غلغلہ لشکر میں ہوا لوگ اپنا اپنا اسباب ڈھونڈھنے لگے صاحبقران نے دیکھا کہ ابھی تک
کہیں نہیں معلوم ہوتی اور کوئی خیمہ نہیں جلا ہی سب برقرار ہیں فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ وہ جادوگر مارا گیا جسکے سحر سے
دریاے آب و ابر آتش تھا اور واللہ یہ کام میرے یار وفادار عمرو بن امیہ ضمری کا ہی یہی باتیں تھیں کہ عمرو و قران
دونوں سر جادوگرنیوں کے لیے ہوے پہونچے سلام کیا اور دونوں نے سر سامنے پھینکدیے اور سب حقیقت
بیان کی امیر نے گلے سے لگایا خلعت دیا سب سرداروں سے روپیہ دلوایا حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے یہاں تو نقارۂ
شادمانی گڑگڑایا مگر اب حال سنیے بارگاہ کفار کا کہ یہاں تمام کفار بیٹھے ہیں اور تیسرا روز ہی نسرین و نسترن کو
گئے ہوے کہ خورشید جادو نے کہا بختیارک سے کہ ملک جی کچھ لشکر حمزہ کی بھی تمہیں خبر ہی کہا کہ سنا ہی دریاے
آب و ابر آتش گھیرے ہوے ہے اہ دیکھا تمنے دو کنیزوں نے میری کیا حال کیا لشکر حمزہ کا بختیارک نے کہا کہ
ای ملکہ خورشید جادو اگر عمرو بھی لشکر میں ہی اور وہ بھی اس بلا میں گرفتار ہو گیا ہی تو تو کنیزیں آپکی بچینگی نہیں تو
مرشد خدا جانے اُنسے کسطرح پیش آئینگے خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی تم بہت عمرو سے خائف ہو بختیارک
بولا آپ خائف کہتی ہیں میرا تو یہ حال ہی کہ جہاں اُنکو دیکھا یقین ہوا کہ ملک الموت آ پہونچے اور میں نہ ڈروں تو کون
ڈرے کہ میرے باپ کا سر لپیٹ کر مجھکو کھلا دیا یہانتک جوتیاں ماری ہیں کہ سر پہ کوئی بال باقی نہیں رہا خورشید جادو
نے ہنسکر کہا کہ دیکھیں سر تمہارا بختیارک نے پگڑی اُتار کر سر سامنے کیا خورشید جادو نے دیکھا کہ واقعی کوئی بال
سر پہ نہیں رہا لگی ہنسنے بعد اسکے کوئی پہر بھر گذرا ہوگا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی
اور کہا کہ دو روز سے دریاے آب و ابر آتش جو لشکر حمزہ کو گھیرے ہوے تھا آج بالکل وہ نیست و نابود ہو گیا
اور لشکر حمزہ جسطرح تھا اُسیطرح ہی بلکہ طبل شادمانی بج رہا ہی بختیارک یہ سنتے ہی تا دھنا ناچنے لگا اور پکارا
صلوٰۃ بر محمد و آل محمد لعنت بر لقا و برلات اعلی و منات معلی کہا کہ ای خورشید جادو سنا تمنے نسرین و نسترن
دونوں ماری گئیں مرشد نے خاتمہ کیا خورشید جادو نے کہا تو کیا واہیات بکتا ہی فال بد منہ سے نہ نکال اور اپنی
ساتھ والیوں سے کہا کہ جا کر خبر تو لاؤ اور نسرین و نسترن سے کہنا کہ اسقدر تساہل تمنے کیوں کیا ہی صنوبر جادو
نے کہا کہ بلا لوں میں جا کر خبر لاتی ہوں اور اُسیوقت صورت عقاب کی بنکر روانہ ہوئی بعد دو ساعت کے لاشۂ
بیسر نسرین و نسترن کے دونوں پنجوں میں دبائے ہوے لا کر سامنے خورشید جادو کے ڈالدیے خورشید جادو
یہ دیکھکر تھرا گئی بختیارک نے سلام کیا اور کہا کہ دیکھا تمنے کام مرشد کامل کا خورشید نے کہا ای بختیارک
اب تیرے کہنے کا مجھے یقین ہوا کہ وہ ساربان زادہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی مگر ملک جی خون نسرین و نسترن کا
ضائع نہ جائیگا دیکھنا عوض میں اُنکے اگر تمام خدا پرستوں کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا خورشید جادو نہ رکھا ہوگا اور لقا سے
کہا کہ آپ چلکر مجھے بتائیے کہ لڑائی کس مقام پر ہوگی کہ وہاں پر مکان اپنے واسطے بنا کر بیٹھوں کہ یہ عیار ڈر کی چیز ہی
اپنی حفاظت آدمی کو لازم ہی اور اسی غیظ و غضب میں اُٹھی غمسے نسرین و نسترن کے ٹھنڈی سانسیں بھرتی
ہوئی اور کہتی ہوئی کہ کیوں نسرین و نسترن تم کمر ہماری توڑ گئیں خیر تم تو خدمت میں سامری و جمشید کے پہونچیں
ہم تمہارے قاتلوں کو مار کر اپنی جان دینگے ہاے تم ہماری زندگی کا مزا لے گئیں یہ کہتی ہوئی میدان میں آئی کہ وہاں
جتنی دور لشکر لقا تھا اُتنی ہی دور دہانے لشکر صاحبقران تھا اور لقا بھی مع سرداروں اپنے کے ساتھ تھا

نریمان بھی تماشا دیکھنے ہمراہ آیا تھا کہ خورشید جادو نے نصف میدان مین چار سر کنڈے چار طرف گاڑے
اُسپر سفید اور زرد سوت لپیٹا اور رائی و بنولے سرسون کے دانے ہاتھ مین لیکر اسم سحر کا دم کر کرکے وہان مارنا
شروع کیے کہ دو گھڑی بعد وہانسے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ وہ مقام تاریک ہو گیا ساعت بھر کے بعد روشنی
ہوئی دیکھا کہ قلعہ مینائی تیار ہی کہ اُسمین ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور چار برج چارون کونون پر
اور چار نردبانون سے خون جاری ہی وہ آکر خندق مین بھرتا ہی اور خندق موج مارتی ہی اور چارون دروازون کے
قلعے کے چار اژدہے منھ پھیلائے بیٹھے ہین اور اندر حلقے کے بنگلے مینائی معلوم ہوتے ہین خورشید جادو نے
لقا سے کہا کہ مین نے تو اپنے رہنے کو یہ قلعہ مینائی بنایا ہی کہ بغیر میرے حکم کے پرندہ پر نہین مار سکتا مین تو اسمین
داخل ہوتی ہون آپ جا کر طبل جنگ بجوا دیجیے کہ کل مین عوض خون نسرین و نسترن جادو کا لونگی یہ کہکر اپنے
ہمراہیون سمیت داخل شہر مینا ہوئی لشکر پھر کر داخل لشکر ہوا حکم دیا کہ نقارہ قدرت پر چوب پڑے کہ کل لشکر حمزہ پر
اپنا غضب نازل کرونگا اُسیوقت کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی جواسیسان لشکر اسلام نے
خبر بادشاہ اسلام اور صاحبقران ذوالاحترام کو پہونچائی کہ غم مین نسرین و نسترین کے خورشید جادو نے
بیچ میدان مین قلعہ مینائی بنایا ہی اور اُسمین جا کر ڈر سے عیارون کے چھپی ہی اور طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کہ کچھ پروا
نہین خدائے ما بزرگ است ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارہ بجا غرض
رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو بادشاہ اسلام بر آمد ہوئے امیر نے مجرا کیا ایکطرف دیکھا کہ بدیع الزمان
اپنے زرہ پوشون سمیت چلا آتا ہی فرمایا خدا اسے نظر بد سے محفوظ رکھے یہ زینت بارگاہ ہی دوسری طرف علمشاہ کو دیکھا
فرمایا کہ یہ ستون بارگاہ ہی رکن صاحبقرانی ہی خدا ان دونون کو سلامت رکھے یہی باتین کرتے ہوئے میدان مین آئے
ادھر سے دیکھا کہ لقا تخت پر سوار بختیارک خواصی مین بیٹھا ہوا ایک طرف نریمان تخت پر سوار فوج ہمراہ
مقابل لشکر صاحبقران صف باندھکر کھڑی ہوئی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر
چلے گئے کہ ہان غازیون آج دن ہی نام کرنے کا شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
جسوقت نقیب ہٹگئے دروازہ شہر مینا کا کھلا اور ایک تخت آتشین نمودار ہوا اُسپر خورشید جادو سوار اُسنے
آکر لقا کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا کہ تو میری بندی خاص الخاص ہی تقدیر کی مین نے کہ تو سب
خدا پرستون پر غالب آئیگی یہ سلام کر کے چاہتی ہی کہ میدان کو جائے کہ آسمان پر بجلی کڑکی اور ابر تیرہ نظر آیا
یکایک آواز تڑاقے کی آئی اور ابر شق ہوا اُسمین سے چالیس عورتین ہنس پر سوار اور آگے اُنکے ایک نقابدار
مرصع پوش طاؤس پر سوار سامنے خورشید جادو کے آکر مجرا کیا نقاب منھ پر سے دور کی خورشید جادو نے
حیات جادو کو دیکھا اور یہ حیات جادو بھانجی ہی خورشید جادو کی ماں تو اسکی جہنم داخل ہو گئی ہی
خورشید جادو نے اسے اپنی بیٹی کیا ہی آپ سحر تعلیم کیا ہی اسکو علامہ دہر بنایا ہی حیات جادو نہایت
خوبصورت ہی مینڈھیان موتیون کی گندھی ہوئین چہرہ مانند ماہ تابان کے پر ضو بس دوڑکر خورشید جادو کے
سینے سے لپٹ گئی اور کہا خالا امان تمسے بات کرنے کو نہین جی چاہتا ایسی تم باغ گل خندان سے غائب ہوئین اور
ایسی جلدی آئین کہ مجھکو خبر بھی نہین کی ہائے زمانے کا لہو سفید ہو گیا ہی اور یہان ہان ہماری ہوتی تو ہمکو اکیلا
کاہیکو چھوڑ جاتی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹا اول تو مجھے قیطاس کوہ سے تیرے نانا نے جلد روانہ کیا تھا
دوسرے یہان لڑائیون کے ہنگامے ہین اسواسطے مین نے تجھکو آگاہ نہین کیا اور ساتھ اپنے نہ لائی اور اے فرزند

میرا سوا تیرے اور کون ہی اور خوب ہوا جو تو آگئی جا آجکی میدانداری تو کر دیکھون تو کیا کرتی ہی مین نے تجھپر بڑی
محنت کی ہی مایہ و بساط میری تو ہی آج مین بھی اپنی محنت کا ثمر دیکھون لیکن لقا نے جیسے اُسے دیکھا ہی مائل ہوا ہی
خورشید جادو سے پوچھا کہ یہ تمھاری کون ہی کہا کہ یہ میری بھانجی ہی حیات جادو نے پوچھا خالا امان یہ موا
ریچھ کون ہی اسنے کہا کہ بیٹا یہ بڑا ابھائی ہی خداوند فرعون شاہ کا خداوند باختری ہی اسے سجدہ کر اُسنے کہا
کہ مین تو اس بھڑوے کو سجدہ نہ کرونگی اور اک ناز و نخرے سے سلام کیا لقا پکارا کہ میری بندی خاص الخاص ہی تقدیر
کی مین نے کہ یہ فتحیاب ہو خورشید نے کہا کہ لے بیٹا جا میدان مین حیات جادو بولی خالا امان مین نے کبھی لڑائی
دیکھی نہین مین کیونکر لڑونگی اور ان مشٹنڈون سے سامنا کرونگی خورشید جادو بولی ابتک شرارت نہین گئی
مجھکو ستاتی ہی ارے یہ میدان جنگ ہی یہان ایسی باتین نہ کر جا دو آدمیون کو پکڑ لا زیادہ نہین کہا اچھا
خالا امان جاتی ہون اور طاؤس کو اُڑا کر میدان مین آئی مگر حجاب سے سر جھکائے ہوئے ایک لمحہ بھر کے بعد
پکاری ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مرکب جھکا کر سامنے تخت
بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کیا اور کوئی نہتھا میدان مین جانیکو جو تمنے سبقت کی عرض کی کہ
ہمین لوگ آگے پیچھے جاتے پھر مین کہانتک اندیشہ کرتا آخر میری بھی نوبت آئی اس سے پہلے جانا بہتر ہی فرمایا جاؤ
خدا تمھارا نگہبان ہی بدیع الزمان مرکب پر سوار ہو کر سامنے حیات جادو کے آیا اُس جادو نگاہ نے اسطرح
دیکھا کہ بدیع الزمان بدل و جان مائل ہوا اُسنے کہا کہ ای شہریار الحمد للہ کہ مصرع کار یکہ خواستم زخدا شد میسرم +
جیسے کہ مین آئی ہون اور تمکو دیکھا ہی دلدادہ ہوئی ہون بدیع الزمان نے ہنسکر کہا کہ ای محبوب جانی اگر تم
میری خواہان ہو تو میرے ساتھ چلو یہان کیون کھڑی ہو کہا کہ مین تو حاضر ہون مگر آپ مین لیاقت ہی کہ مجھکو اپنے
ساتھ لیجائیے اور اپنے گھر رکھیے بدیع الزمان گفتگو سے اُسکی اور لپٹا جاتا ہی کہا کہ جان من ہمسے زیادہ زمانے
مین زبردست کون ہی ہم تمکو لیچلینگے اُسنے کہا کہ خالا امان جو سامنے کھڑی ہین کہا وہ کیا لگاتی ہی آؤ تم میرے ساتھ
چلو اُسنے کہا اچھا یہ جام تو ہمارے ہاتھ سے پی لو اور ساغر سرخ رنگ سامنے کیا بدیع الزمان نے جام اُسکے ہاتھ سے
لیکر لبون سے لگایا اور پی گیا بس یکبیک آنکھین بدیع الزمان کی سرخ ہوگئین اور بدمست ہو کر دوڑا
کہ اُس سے لپٹ جائے اُسنے ایک چھڑی طاؤس شو کہکر ماری چھڑی کے پڑتے ہی بدیع الزمان گھوڑے پر سے
گرا اور مور کی شکل بنکر اُڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا حمزہ صاحبقران آبدیدہ ہوئے مگر علمشاہ مین تاب باقی
نہ ہی وہین سے تلوار کھینچکر دوڑا کہ او لگاتہ غضب کیا تو نے مگر اب کہان جائیگی میرے ہاتھ سے اور بغیر اجازت
بادشاہ کے برابر اُسکے ہو بجکر تلوار ماری اُسنے چھڑی پر روکی دوسری تلوار اور ماری اُسنے وہ بھی روکی کہا کیون
عورت پر تیغ آزمائی کرتے ہوئے شرم نہین آتی علمشاہ چاہتا ہی کہ کچھ جواب دے اُسنے کہا بس تم اپنی چمکتی چمکا چکے
اب ہمارا وار روکو اور وہی چھڑی طاؤس شو کہکر ماری کہ علمشاہ بھی زمین پر گر کر مور بنکر اُڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا
حیات جادو میدان سے پھر آئی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹا ابھی دن بہت باقی ہی شام تک تو میدانداری کر کہا
بس خالا جان دو آدمیون کے پکڑ لانے کا اقرار تھا خلاف عہد نہ کیجیے بس دو آدمیون کو پکڑ لائی اب مجھسے کچھ
سروکار نہین خورشید جادو ناچار طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی لقا اپنے خیمے مین گیا شادیانے لشکر کفار مین
بجنے لگے ادھر حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام نہایت پریشان کمال آزردہ نہایت مضطر ہوئے تمام
باختری گرد مرکب بدیع الزمان کے اور تمام رومی و فرنگی گرد مرکب علمشاہ کے گریان و نالان چلے آتے تھے

اسطرح لشکر اسلام داخل بارگاہ ہوا امیر نے ہرکارون کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ ہلکاتہ میرے فرزندون کے ساتھ
کیا گذری ہی ہرکارے روانہ ہوے مگر یہان خورشید جادو داخل شہر مینا ہوئی اور اخگر جادو کے حوالے کیا
بدیع الزمان اور علمشاہ کو اور کہا کہ صبح کو دیوان انکا ہوگا دوسرے روز صبح کو اپنے سامنے بلایا اور آپ نیچے
ایک درخت انگور کے بیٹھی تھی ان دونون سے کہا کہ فرعون شاہ کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو تو مین
تمھین چھوڑ دون اور اپنے باپ کو بھی سمجھا کرتے آؤ ان دونون نے کہا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا اور فرعون شاہ پر
کرور کرور لعنت ہی انکے پرستارون پر خدا اُس روز تک ہمکو نہ رکھے کہ ہم حق پرستی ترک کرکے باطل پرستی اختیار
کرین خورشید جادو نے کہا ای اخگر جادو جلد انکو گردن مار اخگر جادو تلوار کھینچکر سر پر بدیع الزمان کے
آیا علمشاہ پکارا ای اخگر یہ کیا ناانصافی ہی کہ تو میرے چھوٹے بھائی کو کہ بجاے فرزند ہی میرے سامنے قتل کرتا ہی
پہلے میرا کام تمام کرلے تو اسپر ہاتھ ڈالنا مجھ مین طاقت نہین کہ مین لاشہ خونچکان اسکا دیکھ سکون اخگر جادو
علمشاہ کیطرف متوجہ ہوا کہ اچھا پہلے تجھی کو قتل کرونگا اور آیا علمشاہ کے سر پر چاہتا ہی کہ تلوار مارے بدیع الزمان
نے نعرہ کیا کہ او بیدادگر یہ کیا ظلم کرتا ہی یہ بجاے باپ کے ہین اور تو میرے سامنے انکو قتل کرتا ہی مجھسے مارا جانا انکا نہ دیکھا
جائیگا تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی پہلے میرا خاتمہ کرلے تو انکو قتل کرنا اخگر جادو ادھر سے پھر کر چلا تھا کہ علمشاہ
نے کہا او نابکار کہان جاتا ہی مجھے پہلے قتل کر جب اسپر ہاتھ ڈالیو اخگر ادھر سے پھرا تھا کہ بدیع الزمان نے گالیان
دینا شروع کیا خورشید جادو نے جو یہ ہیرا پھیری دیکھی کہا کہ او اخگر تو ادھر سے اُدھر جاتا ہی اُدھر سے اِدھر آتا ہی
مار تلوار انکا کام تمام کر بس اخگر بدیع الزمان کیطرف متوجہ ہی ہوا تھا بس تیغ ستم سے نوگل بستان صاحبقران
یعنی شاہزادہ بدیع الزمان کے سر کو قلم کیا کہ سر اُسکا جدا ہو کر گرا علمشاہ نے سر کو اٹھا لیا منھ سے منھ ملنا شروع
کیا اور کہا کہ بھیا جلدی نہ کیجیو ہم بھی تمھارے پاس بہت جلد پہنچتے ہین یہ کہکر چیخ مار کر رویا کہ قلعہ مینا ہلگیا مگر اُس
برکالۂ آتش دوزخ پیشے اخگر جادو نے تلوار لگائی کہ سر اُنکا بھی تن سے جدا ہوگیا اور مسافر راہ عدم ہوا
خورشید جادو نے کہا کہ لاشہ دونون کے لیجاکر شہر مینا پر آویزان کرو اور دونون سر خوان مین رکھوا کر اور
کپڑا انپر سے بند کرا کے کسنون سے کسوا کر حمزہ کے سامنے رکھ آؤ اور کہتے آنا کہ یہ عوض ہی خون نسرین ونسترن کا
اخگر نے وہی کیا خوان لیکر روانہ ہوا یہان سرپاراے صاحبقرانی واسطے ان دونون کے متاسف و متالم ہین
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین فرما رہے ہین کہ اسوقت دل بیاختیار بھر آتا ہی جی چاہتا ہی کہ بے اختیار چیخین مار کر
روؤن خدا میرے فرزندون کی خیر کرے خبر نیک سنائے سردار عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد خبر نیک سنیے گا آپ کچھ
وسواس نہ کرین کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر ایک شعلۂ آتش چمکا اور ایک شخص کہ جسم اسکا آگ کا تھا قرینے سے
پایا جاتا تھا کہ ساحر ہی ایک خوان سر پر رکھے ہوے آیا اور سامنے صاحبقران کے رکھکر کہا کہ یہ عوض ہی خون
نسرین ونسترن کا کہ ملکہ خورشید جادو نے بھیجا ہی یہ کہکر وہ تو چلا گیا مگر امیر بیقرار ہوے اور سب سردار اٹھکر دیکھنے لگے
خوان جو کھلا سر بدیع الزمان اور علمشاہ کا دیکھا کہ گیسوان خلیلی رخسارۂ زیبا پر لپٹے ہوے ہین اور فوارۂ خون
شہ رگ سے جاری ہی چشم حسرت کھلی ہی آثار تبسم دہن سے نمایان ہین امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور سر بدیع الزمان کا
اٹھا کر منھ سے منھ ملنے لگے اور پکارے کہ ای فرزند ارجمند وای اجل پسند ای باعث زندگانی حمزہ حمزہ کو برباد کر گئے
ای فرزند اگر سفر عدم کا درپیش تھا تو باپ کو کیون تنہا چھوڑ گئے اور کبھی علمشاہ کے سر کو اٹھاتے ہین اور فرماتے
ہین کہ بیٹا تمھو ہماری کمر توڑ گئے ہم کسکے سہارے زندگی کرینگے آخر وقت مین باپ کو کچھ وصیت بھی نہ کر گئے اور ادھر

رومی و فرنگی و باختری رو رہے ہین پکار رہے ہین کہ اے آقا ہمکو کسکے حوالے کر گئے ہم کسکے ہو کر جئینگے کہ یکایک عمرو نے
آواز دی کہ صاحبو آنکھین اپنی اپنی بند کرو خواتین معظمہ آتی ہین اور ایک ایک کو گرد نہین ہاتھ دے کر نکالنا شروع کیا مگر
یہ کیفیت ہی کہ کوئی نہین نکلتا آخر کو عمرو نے لاٹھیان مار کر نکالا جسبھی کسی نے نہ مانا مار کھایا کیے لیکن کوئی باہر نہ نکلا
عورت مرد سب ایک جگہ ہین گرد یہ بانو بدیع الزمان کا سر سینے سے لگائے ہوے ہی اور پکار رہی ہی کہ اے بیٹا کچھ مادر
ناشاد سے بات تو کرو منھ سے تو بولو ایسے خفا ہو گئے کہ بات بھی نہین کرتے جواب بھی نہین دیتے بیٹا یہ مان کیونکر جیئیگی
اُدھر رابعہ اطلس پوش علمشاہ کے سر سے لپٹی ہوئی ہی کہہ رہی ہی کہ واری بارہ برس بعد بیٹے سے ملے تھے اب تم
آپ سفر کر گئے ہاے قاسم جو پوچھیگا اُسسے کیا جواب دونگی عجب حشر برپا تھا کہ عمرو نے گرد یہ بانو سے کہا کہ حمزہ تو آپ
نیمجان ہو رہا ہی تم اور رو کر دو گر اُسسے ہلاک کرو گی صاحبو کو کھو تو آج پھلی مانگ کی خیر مناؤ کہ تدبیر حمزہ کے مارنے کی
کرتی ہو اُسنے کہا کہ خواجہ یہ کیا کہتے ہو ارسنہ جسکا ایسا بیٹا مارا جاے اُسے کیونکر صبر آے ہم ہر چند ضبط کرتے ہین مگر
نہین ہو سکتا ہی دل اندر سے امڈا آتا ہی غرض عمرو اُنکو سمجھا بجھا کر اندر لیگیا مگر امیر دونون کے سر سینے سے لگاے
فرما رہے ہین کہ کوئی جا کر لاشین انکی لاے تو ہین قتیلان سحر کو دفن کرون آخری خدمت تو انکی بجا لاؤن سیارہ
و امیہ کہ باحال پریشان کھڑے تھے عرض کیا کہ ہم جا کر اپنے آقاؤن کی لاشین لاینگے یا اپنی بھی جان دینگے بعد انکے
ہمارا زندگی کا باقی نہین کہ ایسے آقا ہم کہان پائینگے عمرو نے رو کر کہا کہ اے فرزندو مین جانتا ہون کہ تم رفیقان جانباز ہو
جاؤگے جانین اپنی نثار کر دوگے واغ اپنا ہمارے دل پر دھر دوگے ہین ستا کہ فرزندان حمزہ پر نثار کیا جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہو
یہ دونون اُٹھکر شہر مینا کو روانہ ہوے جب سامنے قلعہ مینا کے پہونچے دیکھا کہ گرد قلعے کے خندق خون سے لبریز جوش
مار رہی ہی اور ایک اژدہا آنکھین بند کیے منھ سے کف جاری دروازہ قلعے پر بیٹھا ہی اور تمام بدن سے اُس اژدہے کے
شعلۂ آتش نکلتے ہین سیارہ نے کہا اے بھائی امیہ تم یہین کھڑے رہو مین پار جا کر دونون لاشین لیے آتا ہون آپنے
کہا مین بھی تمھارے ہمراہ ہون سیارہ بولا کہ بھائی مین اگر صحیح و سلامت پہونچا تو لاشین لایا اور اگر گرفتار
ہوا تو تم بچے رہوگے یہ کہکر شہناور کرشتے کے نیچے زمکہ شناوری کرتا ہوا چلا بیچ دریا تک بیخوف و خطر پہونچگیا
دل مین خوش ہی کہ اب اُس پار گیا اور لاشین اُتار لیے آیا کہ ایک نہنگ سیاہ رنگ اُچھلا اور سیارہ کو نگل گیا
اور پھر غرق ہو گیا امیہ یہ دیکھکر خوف سے بھاگا اور ایک درخت کی آڑ پکڑ کر نقب کنی شروع کی یہانتک کہ پاس دیوار
قلعے کے پہونچا خنجر امیہ کا جو دیوار قلعے پر پڑا اُسمین سے شعلۂ آتش پیدا ہوا اور وہ شیر بنکر امیہ پر دوڑا امیہ اُس سے
بھاگکر بچ نہ سکا سراسیمہ ہوا کہ شیر اُسکی گردن پکڑ کر لے بھاگا صبح کو لوگون نے دیکھا کہ سر امیہ و سیارہ کے
کنگورون پر چڑھے ہین لاشین بدیع الزمان و علمشاہ کی لاشون کے پاش لٹکی ہین یہ دیکھکر عیار عمرو کے
پاس آے اور تمام حال بیان کیا عمرو نے پچھاڑ کھائی اور پکارا کہ تم دونون اپنے اپنے آقا پر فدا ہوے ہمکو
کہین کا نہ رکھا اور خنجر نکالکر چاہتا تھا اپنے کو ہلاک کرے کہ امیر لپٹ گئے اور فرمایا کہ تم ہمکو سمجھاتے تھے کہ یہ کشتۂ
سحر ہین خواجہ سیارہ و امیہ بھی کشتۂ سحر ہین تم کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہو اس سے جا کر حریف کے
مارنے کی فکر کرو اور خنجر ہاتھ سے عمرو کے لے لیا عمرو نے کہا حمزہ مین نے بہت جادوگرنیون کو دیکھا مگر خورشید جادو
کے مانند کسیکو نہین پایا جسوقت مین نے شکل اسکی دیکھی اُسیوقت دل میرا خود اگیا تھا خود بخود ایک خوف طاری ہو گیا
تھا اور میر البحر جاتا تو کیا البیر مارے چھوڑتا لکھا ہی کہ اس اثنا مین ہرکارے خبر لیکر آے کہ لشکر کفار مین طبل
جنگ بجا ہی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی آخری کوچ کا نقارہ بجے غرض چار پہر رات آقا رہے کہ لڑے اسے او تیاری

جنگ ہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال خورشید جادو تخت آتشین پر سوار میدان مین آئی اور مبارز
طلب کیا ادھر سے ہاشم تیغزن مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا خدا حافظ ہاشم سلام کر کے
پھرا اور مقابل خورشید جادو آ کر تلوار ماری اُس تیرہ رو نے چہرے کو سپر کیا تلوار اُچٹ گئی اور ایک چھڑی ماری کہ ہاشم تڑپ کر گھوڑے سے گرا
اور ہنس بنکر اُڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا بعد اسکے اسفندیار گیلانی نکلا اسکو بھی خورشید جادو نے باز بنا کر اُڑا دیا چوگان
مین حمزہ گیا دور سے تیر مارنا شروع کیے لیکن جو تیر خورشید جادو پر پڑا کارگر نہوا اسنے بھی ایک ناریل مارا
کہ قریب چوگان کے آ کر پھٹا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوا کہ چوگان اُسمین چھپ گیا بعد اُسکے وہ دھوان طرف
شہر مینا کے چلا گیا اور چوگان کا مرکب خالی نظر آیا معلوم ہوا کہ وہ دھوان اسے بھی قید کر لیگیا غرض شام تک
بیس بائیس سردار گرفتار سحر ہوے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آے لقا نہایت خوش
بختیارک کمال مسرور خورشید جادو کی تعریف کرتے ہوے لقا کہتا ہوا کہ ای بندگان من دیدید قدرت مرا
چہ قدرت کردم دیکھو کہ ایک ایک مین نے اپنے خاص بندون کو ایسی طاقت دی ہی کہ تمام خدا پرستون پر غالب
آجائین جو نادان ہین وہ کہ رہے ہین کہ یا خداوند تو ایسا ہی ہی بختیارک خوش تو ہی لیکن یہ کہ رہا ہی دیکھیے جب
مرشد کامل گرفتار ہون تو مین جانون کہ شاید فتح ہو نہین تو ہرگز خورشید جادو کی جان نہین بچیگی اس طرف امیر
با توقیر باحال پریشان غم مین فرزندون کے گریان و نالان داخل بارگاہ ہوے متردد و متفکر بیٹھے تھے کہ خبر پہونچی
کہ لشکر کفار مین طبل بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی نقارہ کوچ بجے غرض رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آے صفین آراستہ ہوئین کہ دروازہ شہر مینا کا کھلا اور خورشید جادو فیل آتشین
سوار سامنے لقا کے آئی سجدہ کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جا تو بندی خاص الخاص ہی خورشید جادو میدان مین
آئی مبارز طلب کیا آلاگرد فرنگی سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت طلب کی فرمایا جاؤ خدا حافظ حقیقی تمھارا نگہبان
ہی بس یہ سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور نیزہ خورشید جادو پر مارا خورشید جادو نے
ہاتھ سے پکڑ لیا اور جھٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے آلاگرد کے نہ چھوٹا بس اسنے اف کی کہ نیزہ چلا گیا بس ایک بار اسنے پیچھے ہٹ کر
دستک دی دیکھا تو پردہ بیابان سے گرد کا بگولا اُٹھا اور آلاگرد کو اُڑا لیے چلا گیا یہ حال دیکھ کر نہنگ بچہ دریائی کو
تاب باقی نہ رہی اجازت بادشاہ سے لیکر میدان مین آیا اور چوب دست گران سنگ آسمان رنگ اُٹھائے ہوے قریب
خورشید جادو کے پہونچا تھا کہ اسنے ناریل زمین پر مارا وہ شق ہوا اور دھوان اسمین سے نکلا اور نہنگ بچہ کو
آکر گھیر لیا اور اُڑاے ہوے طرف شہر مینا کے چلا گیا غرضکہ فرزندان امیر کا تو پہلے ہی روز خاتمہ ہو چکا تھا
آج بہت سے سردار بھی گرفتار ہوے غرضکہ چند روز کی میدانداری مین بہت سے فرزند اور سردار امیر با توقیر کے
خورشید جادو نے باز و عقاب نیل کنٹھ و ہدہد بنا بنا کر اُڑا دیے اورون کو تو یہ لگا تہ سردارون کو پکڑ لیجاتی ہی
اور رات کو سر اُنکے کٹوا کر کنگورون پر چڑھوا دیتی ہی لاشین لٹکوا دیتی ہی لشکر مین ایک تلاطم عظیم برپا ہی خورشید
اتنی بڑی ہوشیار ہی کہ شہر مینا سے باہر نکلتی ہی نہین جو عیار جانیکا ارادہ کرتا ہی وہ گرفتار ہو جاتا ہی امیر نہایت
رنج و صدمے مین بیٹھے ہوے ہین عمرو بھی حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے کوئی بات بن نہین آتی کہ جاسوسون نے
آکر خبر دی کہ شہر قسطوریہ مین تیاری دعوت کی ہی حسیات جادو اور خورشید جادو دونون جائینگی اور بڑی
دھوم سے آتشبازی بھی چھوٹیگی یہ سنکر چالاک بن عمرو اُٹھا اور صاحبقران سے عرض کیا کہ پیر و مرشد جب سے
کہ سیارہ و امیرہ دونون مارے گئے ہین جہان میری آنکھون مین اندھیرا ہی اب غلام بھی رخصت ہوتا ہی تو مین جا کر

ماران لکا تا ڈن کو اور یا اپنی بھی جان نثار کی عمرو نے کہا اے چالاک داغ امیہ و سیارہ کا میرے دل سے نہیں مٹا ہم
تم اپنا داغ دیے جاتے ہو اے چالاک عمرو بعد تیرے زندہ نہ رہیگا تو بجا ہیں جاؤنگا چالاک بولا اے پدر بزرگوار
خدا آپکو میرے سر پر سلامت رکھے اُسدن کو خدا مجھے نہ رکھے کہ میں بغیر آپکے زندگی کرون یہ کہکر روانہ ہوا راوی کہتا ہے
کہ جب اُس شیطان بادیہ ضلالت راندۂ درگاہ لقاے بے بقا اور نریمان پر دغا نے ضیافت خورشید جادو
اور حیات جادو کی کی کہ بختیارک مصر ہوا تھا پیغام بھیجا خورشید جادو کو کہ کمال دل چاہتا ہے کہ ایک روز دعوت
صاحب کی کرون ہیں خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ ہیں ایک لحمہ کو بھی شہر مینا سے نہ نکلونگی پھر لقا نے کہلا بھیجا کہ آپ
ایک دن شریک صحبت ہو جیسے خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ تمام عیاران لشکر اسلام میرے دشمن ہو رہے ہیں اور
گھات ہیں لگے ہوے ہیں ہیں ہرگز شہر مینا سے نہ نکلونگی تیسری بار بختیارک خود آیا کہ خداوند نے فرمایا ہے کہ آپ ایک
دو گھڑی کیواسطے قدم رنجہ فرمائیے زیادہ نہ ٹھہریے گا خورشید جادو نے کہا ملک جی تمسے تعجب ہے کہ تم یہ کلمہ کہتے ہو جانتے ہو
کہ یہ عیار کیا بلا کی چیز ہیں انھون نے کیسے کیسے گھر ساحرون کے برباد کر دیے ہیں بختیارک بولا آپ بجا فرماتی ہیں مگر لقا
اور نریمان شاہ کی خوشی ہوگی اور بہت روپیہ لگا ہے وہ سب برباد جائیگا اسنے تو جب بھی انکار کیا مگر حیات جادو نے
دختر رسیدہ کہ ابھی کم سن ہے بچہ ہے اسنے کہا کہ خالہ امان دو چار ساعت کیواسطے چلی چلنا کچھ مضائقہ نہیں ہے خورشید جادو نے
کہا چھوکری تو بیوقوف ہے تمام لشکر حمزہ تو میرا دشمن ہو رہا ہے تو یہ کلمہ کہتی ہے ہیں ایکدم تو باہر نکل نہیں سکتی ہون
حیات جادو نے کہا کہ خالہ امان کوئی کیا قدرت رکھتا ہے کہ ہمارے آپکے ہوتے صحبت ہیں آسکے دو گھڑی کیلیے
چلنے ہیں کچھ نقصان نہیں ہے بالکل نجانے ہیں خاطر شکنی لقا اور نریمان شاہ کی ہوگی خورشید جادو نے مجبور
ہو کر کہا اچھا ملک جی تم جاؤ ہیں ضرور آؤنگی کیونکہ خاطر اس لڑکی کی عزیز ہے بختیارک یہانسے خوشی خوشی لقا کی
خدمت میں گیا عرض کیا کہ خورشید جادو کو آنے پر راضی کر آیا ہون لقا نے کہا اے شیطان درگاہ ہیں نے بھی تقدیر کی کہ خورشید جادو آئے
وہ آپ ضرور آئیگی غرض اب تیاری دعوت خورشید جادو کی شروع ہوئی اُسی باغ ہیں نریمان کے جسمین پہلے خورشید جادو آکر اتری تھی
اسمین ایک بارہ دری بنی ہوئی ہے کہ اُسکا ایک رخ دریا کیطرف ہے دوسرا رخ باغ کی جانب غرض چراغان کی تیاری ہوئی تمام درخت باغ کے
مخمل سے منڈھے گئے منقش گنبد شاخہاے درخت ہیں لٹکوائے بادلہ کترواکر بالوں ہیں ملواکر زمین پر چھڑکوا دیا خوب شب ماہ کی
تیاری ہوئی اور دور تک سفید فرش کروا دیا اسباب عیش چنا گیا طائفے آکر موجود ہوے انتظار خورشید جادو
کرنے لگے جب خوب تاریکی شب کی پھیلی دیکھا کہ پرکالہاے آتش آسمان پر نمایان بعد تھوڑی دیر کے دو تخت ہوا سے
زمین پر اُترے دیکھا کہ ایک پر خورشید جادو بیٹھی ہے دوسرے پر حیات جادو دونون تخت سے اُترکر صدر
مسند عزت پر آکر جلوہ فگن ہوئیں اب وہ وقت ہے کہ کوئی دو ساعت رات آئی ہے خورشید جادو نے بختیارک
کیطرف دیکھکر کہا کہ ملک جی تم بھلے برے اپنے بیگانے کو خوب پہچانتے ہو ذرا ایک ایک کو اُٹھکر دیکھ لو پھر ہم اپنا
بندوبست کرینگے بختیارک نے کہا بہت خوب اور اُٹھکر ایک ایک سپاہی اور خدمتگار کو دیکھنا شروع کیا جسپر ذرا بھی
شبہ ہوا صحبت سے نکالدیا اب چھٹے ہوے لوگ رہگئے کچھ طائفے اور اُنکے ساتھ کے سازندے ساقی نیچے سبکو خوب دیکھ
بھالکر رہنے دیے بعض طوائف کے ساتھ کے کسی سازندے کو بھی ملک جی نے شبہ سے عیار کے نکلوا دیا وہ کہنے لگی کہ اب ہیں
کیا خاک گاؤن بختیارک نے ڈانٹا کہ وہ تیرا سازندہ حمزہ کا عیار تھا اُسنے کہا کہ میان میرے ساتھ کوئی عیار کیون نے لگا
ہیں خود ان خدا پرستون سے جلتی ہون چاہتی ہون کہ کسیطرح یہ غارت ہون کہ خداوند لقا سے مہلت پائیں تو روز نلاح
دیکھیں گا نا سنین ہمارا ابھی بھلا ہو نہ کہ ہیں اپنے ساتھ کسی عیار کو لاؤنگی بختیارک نے ڈانٹا کہ چڑیل اگر ابکچھ کہیگی

تو ناک چوٹی کٹوا کر نکلوا دونگا تیل چھڑوا دونگا نہین جانتی کہ عیار بلا کے ہوتے ہین کہین اُسکو بیہوش کرکے ڈالدیا
ہوگا آپ تیرے سازندے کی صورت بنکر چلے آئے ہونگے وہ بیچاری ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکی چپ ہو رہی اب ملکہ جی نے
خوب اپنا شک دفع کر لیا اگر خورشید جادو سے کہا کہ اب کوئی عیار باقی نہین ہی ہمنے اپنا انتظام درست کر لیا [illegible]
کہا کہ اچھا ایک کوری بدھنی مین پانی منگواؤ فوراً حاضر ہوا خورشید جادو نے سحر پڑھکر اُسپر دم کیا اور کہا کہ
اسے گرد صحبت کے چھڑک دو کہ جو کوئی غیر اس صحبت مین بغیر ہماری اجازت کے آئیگا تو اُلٹا لٹک جائیگا بختیار نے
اسیوقت حکم کی تعمیل کی اب ناچ شروع ہوا اور صحبت غیر سے خالی ہی خطرہ کسیطرح کا نہین صحبت عیش و نشاط گرم
ہی جام چل رہا ہی مگر حیات جادو ادب سے خورشید جادو کے حجاب زدہ بیٹھی ہی نشہ شراب کا چڑھ رہا ہی بیخودی
بڑھتی جاتی ہی دماغ گرم ہی گھبرا کر اُٹھی خورشید جادو نے کہا بیٹا کہان جاتی ہی کہا خالہ اماں کہین نہین گرمی معلوم
ہوتی ہی ذرا مین دریا کے کنارے بیٹھی ہون یہ کہکر دریا کنارے آئی کرسی پر بیٹھی چاندنی کی سیر کرنے لگی دیکھا کہ دور سے
روشنی پیدا ہوئی اور ایک مور پنکھی مانند ہلال کے نمایان ہوئی سرے پر مور پنکھی کے طاؤس کی صورت بنی ہوئی
فرش بادلے کا بچھا ہوا شامیانہ کھنچا ہوا جھالر موتیون کی اُسمین لگی ہوئی اور چار بنگالنین بارہ پندرہ برس کا
سن لہنگے تمامی کے پہنے ہوئے آڑے جوڑے باندھے ہوئے بنارسی دوپٹہ اوڑھے ہوئے ڈانڈین ہاتھونمین
چڑھی ہوئی ہر ڈانڈ کے سرے پر رنگ طلائی بندھی ہوئی کھیتی ہوئی چلی آتی ہین اور ایک عورت چودہ برس کا سن
نہایت ایک ناز و کرشمہ سے مسند پر بیٹھی ہوئی [illegible] برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہی جوانی کی راتین مرادونکے دن ہین
اور دو لڑکے ماہرو سامنے اُسکے بیٹھے ہوئے طنبورہ ہاتھ مین بجا رہے ہین کمال لطافت سے وہ مور پنکھی قریب
آئی حیات جادو نے جو اپنی ہمسن کو دیکھا بیقرار ہوگئی پکاری کہ اے ہمشیرہ تمھین قسم ہی اپنے دین و مذہب کی ذرا
میرے پاس آؤ اُسنے جواب بھی نہ دیا کہ کون کتیا بھونکتی ہی جب کشتی کنارے پر آئی حیات جادو جلدی سے
کرسی پر سے اُٹھکر کنارے دریا کے آئی پائنچے چڑھا کر پانی کے اندر اُتری اور کہا کہ بہن ہم پکارتے ہین تم
جواب تک نہین دیتی ہو تمھین ہماری جان کی قسم ہی اک ذرا ٹھہر جاؤ دو باتین مجھسے کرلو اُس نازنین نے کہا
واہ کیا خوب جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام ہین تمھارے پاس کیون آنے لگی تم تو ایسی باتین کرتی ہو جیسے بہت
عرصے کا میل جول ہوتا ہی پہلے تم نے مجھے اپنے نام و نشان سے تو آگاہ کرو جواب دیا کہ ہمشیرہ نام میرا حیات جادو ہی
بیٹی ہون ملکہ خورشید جادو کی ایک دو گھڑی کیواسطے ہمارے پاس آکر بیٹھو کہ تمسے باتین کرنے کو بہت جی چاہتا
ہی اور بہن اب اپنا بھی حال بیان کرو کہ کون ہو اور کہانسے آنا ہوا اُسنے کہا کہ مین سوداگر بچی ہون قافلہ میرے
باپ کا کنارے دریا کے اُترا ہوا ہی مین شب ماہ کی کیفیت دیکھنے کو نکلی تھی اسطرف آگئی مجھے مناسب نہین ہی
کہ غیر آدمیون مین آؤن اگر باپ میرا سن پائیگا تو وہ صاحب غیرت مجھے کبھی زندہ نہ چھوڑیگا حیات جادو نے کہا
دولی بوا مردون سے پردہ کرتے ہین یا عورت سے بھی چھپتے ہین تم خاطر جمع رکھو یہان سوا میرے کوئی دوسری عورت تک
نہین ہی اُسنے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگی یہ سننا تھا کہ حیات جادو کشتی پر چڑھ آئی گلے سے لپٹ گئی ہر چند اُسنے کہا
کہ بی بی کچھ خیر ہی واہ واہ اپنے حواس مین رہو تم ایسی لپٹ رہی ہو جیسے خاوند جورو سے مزے مین آکر لپٹتا ہی صاحب
ہٹو میرے پاس سے میرا پیچھا چھوڑو تم تو بلا کیطرح چمٹی ہو حیات جادو کہہ رہی ہی کہ اگر ہمارے تمھارے جان پہچان نہین ہی
تو اب ہوئی سہی ہمنے تمکو اپنی بہن کیا آؤ دوپٹہ بدلین یہ کہکر زبردستی اپنا دوپٹہ اُسکو اُڑھا دیا اُسنے کہا کہ بوا تم بڑی
بیشرم ہو ننگی ہو گئین ذرا ان چوری کے لیموون کو تو چھپاؤ کہین ایسا نہو کوئی دیکھ لے آکر پکڑ لے حیات جادو

قہقہہ مارکر اسکی باتو نپر ہنسی کہا بوا یہان کون ہی کہ دیکھیگا اب چلو اُسنے کہا کہ چلون کہان اسنے سر قدمون پہ رکھدیا کہا کہ جہان ہم کہین سوداگر بچی کو مروت آگئی اسنے دوپٹہ بھی بدل لیا مجھسے ایسی محبت کرتی ہی اب ظاہری مناسب نہین ہی دوسرے پانٔون پر سر رکھے دیتی ہی دونون گلون مین ہاتھ ڈالے ہوے پانچے چڑھاے ہوے سورنبکھی سے اُتر کر کنارے دریا کے آئین سوداگر بچی نے کہا بہن یہ روشنی اس بارہ دری مین کیسی ہی اسنے کہا کہ بوا ناچ ہو رہا ہی جی چاہے تو چلو دیکھو وہان سوا لقا خداوند باختر یا نریمان شاہ یا شیطان درگاہ بختیارک یا خالہ امان ملکہ خورشید جادو کے اور کوئی نہین ہی انسے چھپا کیا اور بہن جو چاہنا خداوند سے مانگ لینا اسنے کہا ہان بہن تو چلو یہ کہکر دونون بارہ دری مین داخل ہوئین حیات جادو نے پہلے خورشید جادو سے ملاقات کرائی بعد اسکے لقا کو سلام کروایا اب سامنے دست بستہ سر جھکاے ہوے بیٹھی خورشید جادو نے پوچھا یہ کون ہی حیات جادو نے کہا کہ یہ سوداگر بچی ہی مین نے انکو بہن بنایا ہی انسے دوپٹہ بدلا ہی جبراً اور قہراً یہان لائی ہون یہ تو آتی ہی نہ تھین اب دختر سوداگر جیبلی حجاب زدہ بیٹھی ہی اور حیات جادو خاطرداری مین مصروف ہی مگر دختر سوداگر ہر مرتبہ تال وسم پر سر ہلاتی ہی حیات جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا تمھین علم موسیقی مین بھی دخل ہی اک نازو کرشمے سے کہا کہ مین کیا جانون اور مسکرا کر نگاہ نیچی کر لی حیات جادو لپٹ گئی کہ تمھین ہماری جان کی قسم سچ کہو دختر سوداگر نے کہا کہ ہان بوا آگے کچھ سیکھا تھا اب بھول بھال گئی اگر کچھ یاد بھی ہی تو مارے لحاظ کے مجھسے نہ گایا جائیگا بزرگون کے سامنے خلاف ادب ہی خورشید جادو نے بھی کچھ سن لیا دلمین کہا یہ تیرا لحاظ کرتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ بڑی صاحب تہذیب و لیاقت ہی اب تیرا بیٹھنا یہان مناسب نہین ہی یہ سوچ کر اُٹھ کھڑی ہوئی لقا سے کہا کہ رات قریب دو پہر کے آچکی اب میرے سونے کا وقت ہی مین تو جاتی ہون حیات جادو سے بھی کہا کہ بیٹا چل اُسنے کہا کہ خالہ امان آپ چلیے مین دو گھڑی کے عرصے مین آتی ہون کہا کہ بیٹا دیر نہ لگانا دیکھ بہت ہشیار رہنا نہین تو مین خود دوڑی آؤنگی کہا نہین آپ نہ تکلیف کیجیے گا مین بہت جلد آتی ہون خورشید جادو نے کچھ پڑھکر دستک دی ایک شیر آتشین پیدا ہوا خورشید جادو اُسپر سوار ہوئی وہ شیر پر پرواز پیدا کرکے اُڑا یہ تو اُدھر روانہ ہوئی لیکن اب حال سنیے حیات جادو کا کہ یہ خورشید جادو کے جاتے ہی کھیل کھیلی دختر سوداگر سے لپٹ پڑی کہا کہ بہن خدا کیواسطے اب کچھ گاؤ دختر سوداگر نے سرود ہاتھ مین لیا اور گانا بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی گانے لگی

غزل

حسن غارتگر دین و دشمن ایمان نکلا
کیون مرے دلسے تڑپتا ترا پیکان نکلا
نالے بھی کرکے وہ کیا دل کی لگائے نہ بجھا اس
کہ اثر ڈھونڈھنے خود نالہ پریشان نکلا
فصل گل آئی ہوئے جامے سے باہر وحشی
چاہتا جسکو زبانسے ترا پیکان نکلا
کیا ہوا دم بھی نکلا اگر او ناکامی
تیر تک زخم مین انگشت بدندان نکلا
ہوئی ہر پردے سے آشفتگی عشق عیان
جان نکلی تو یہ سمجھے کوئی ارمان نکلا

عشق کا بندہ ہر اک گبر و مسلمان نکلا
دلکو پھنسنے ترے پھندے سے چھڑایا لیکن
بے بسی جسکا نہ ابتک کوئی ارمان نکلا
کچھ بھی او گریۂ فرقت مرے آنسو نہ بچے
ہو گیا چاک یہ دامن وہ گریبان نکلا
زندگی مین نہوئی کم خلش یاد مژہ
نہ نکلنا تھا نہ دلسے کوئی ارمان نکلا
کیا قبول اسکو کرے ہمت دشوار پسند
آنکھ کا نور بھی نکلا تو پریشان نکلا
عشق مین دونون جہانسے ہمین کھو یا دیکے

آج کیا اس سے لپٹ کر کوئی ارمان نکلا
بل مقدر کا نہ ای گیسوے پیچان نکلا
فرقت یار مین حاصل نہوئی دلجمعی
اشک حسرت بھی نہ ہو کر کوئی ارمان نکلا
تھا یہ زخم دل بسمل مین مزا ای قاتل
دلسے تا مرگ نہ خار غم ہجران نکلا
مجھ ستم دیدہ پہ افسوس نہ آیا کسکو
جان دینا بھی محبت مین جب آسان نکلا
قابل دید ترے عاشقون کی حسرت ہے
آرزو ایک ہی کافر یہ مسلمان نکلا

جسوقت دختر سوداگر یہ غزل گا کر چپ ہوئی ایک سمان بندھا ہوا کسی کے منھ سے واہ نکل رہی تھی کسیکی زبان سے آہ کی صدا بلند تھی لقا نے کہا کہ ای قدرت کی خاص الخاص بندی کچھ اور گا کیا تونے قدرت کو خوش کیا ہی یہ کہکر مالا موتیونکا گلے سے اُتار کر سوداگر بچی کے گلے مین پہنا دیا بس یہ دیکھکر دختر سوداگر نے کہا کہ یا خداوند مین اسکی محتاج نہین ہون آپکا دیا میرے باپ کے پاس بہت کچھ ہی لقا نے جواب دیا کہ تو بُرا نہ مان یہ عطیۂ قدرت ہی اسے صندوقچے مین جواہر کے رکھدینا اسکی برکت سے کبھی خالی نہوگا اب دختر سوداگر نے سلام کر کے لے لیا اور کہا کہ اب تو مجھ مین گانیکا دم نہین ہی تھوڑی شراب پلوائیے تو گاؤن لقا نے اُسیوقت حکم دیا کشتی شراب و کباب کی سامنے دختر سوداگر کے لا کر رکھی گئی لقا نے کہا کہ میرا بہت جی چاہتا ہی کہ تیرے ہاتھ سے شراب پیون اُسنے کہا میری تو عین تمنا تھی مین آپ پر کیا منحصر ہی ساری صحبت کو پلادونگی یہ کہکر جام بھر کر کے سامنے لقا کے لائی ہاتھ اسکے جام لیکر غٹ غٹ کر کے چڑھا گیا اسنے اور جام دیا لقا یہ بھی پی گیا بعد اُسکے اسنے کئی جام لقا کو دیے اور بزریان شاہ اور بختیارک کو بھی کئی جام پلائے اور جو کچھ گلابیان بچ گئین خدمتگارون کو تقسیم کردین طائفون کو بانٹ دین وہ بھی خوشی خوشی سب اُسیوقت پی گئے اور نشے مین آکر لقا نے کہا کہ ای دختر سوداگر ای خاص الخاص بندی ہان کچھ گا یہ سنکر دختر سوداگر نے کہا بہت خوب اور یہ غزل گانا شروع کی **غزل**

ہمین محروم غیرون پر جفا بھی
کچھ آخر اس ستم کی انتہا بھی
کبھی خلوت مین ہمکو دخل تھا بھی
نہ آئی شرم کو آتی حیا بھی

محبوب سے پر ہی جسکے عشقبازی
جوانی تک ہی بس یہ ولولہ بھی
بر آئی مدعا ایسا نہ ضد ہی
نہ لب تک آئے حرف مدعا بھی

توجہ تو ہی اُسکی جسطرح ہو
بڑھا دیتی ہی کچھ دلکو جفا بھی
وہ کب سنتا بھلا کہنا کسیکا
خموشی کچھ نہین پڑا اگلا بھی

ہوئی پاس اُسکے ملنے سے دم نزع
نفس کے ساتھ ٹوٹا آسرا بھی
رہے جب غرض مطلب تک سہم دم
نکرتے ضبط الفت کا گلا بھی

جو تھا بیزار جینے سے شب ہجر
نہ اُس کمبخت کو آئی قضا بھی
ذرا بیتاب کر دلکو سمجھکر
رہے ای شوق کچھ پاس حیا بھی

نگہ کے تیر کسکو ڈھونڈھتے ہین
کہین سینے مین ہی دلکا پتا بھی
تعلق کر چکے تم ترک جس سے
محبت ہی آرزو اُسکا گلا بھی

ہنوز یہ غزل ناتمام تھی کہ اک مرتبہ حیات جادو اُٹھی اور کہا کہ بوا تم گاؤ اور مین ناچتی ہون یہ کہکر اُٹھی تھی جیسے ہی توڑا ایا لڑکھڑا کر زمین پر گری اُسکی ساتھ والیان دوڑین کہ اُٹھائین دیکھین کہین چوٹ تو نہین آئی ہی یہ خیال کر کے چلی تھین آگے پیچھے چھینکین مار مار کر سب گر پڑین لقا و بزریان ہاتھ مین ہاتھ پکڑے ہوئے تعریفین کرتے ہوئے اُٹھے خیال مین یہ آیا کہ انکو گلے لگائیے پیار کیجیے انکو خبر بھی نہوگی ہم جب شعر پڑھتے ہین سحر تک خوب ارمان بوسہ بازی کے وہ سوئین وصل مین قسمت مری بیدار رہتی ہی مگر قریب پہونچے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرے اور لوگ مع بختیارک اُٹھانیکو چلے تھے کہ بیہوش ہو ہو کر گرے جب تمام صحبت بیہوش ہو گئی اب تو سوداگر بچی تلوار کھینچکر سرہانے حیات جادو کے آئی اور نعرہ کیا نعرہ چالاک بن عمرو بے کفار قاتل و سفاک جانشین عمرو منم چالاک یہ نعرہ کر کے سر حیات جادو کا کاٹنے لگا لیکن ہر ادبی حیات کی یہ اشعار عبرت آمیز کلام حسرت خیز پڑھنے لگی **غزل**

جگ مین کوئی نہ یون ہنسا ہوگا
کہ نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا
دیکھیے غم سے آپ کے مراجی
نہ بچیگا بچیگا کیا ہوگا

اُسنے قصہ ہمارے نالے کا
سنا ہوگا مگر سنا ہوگا
دل زمانے کے ہاتھ سے سالم
کوئی رہوگا کہ رہگیا ہوگا

حال مجھ غمزدہ کا جس کس نے
جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا
دلکے پھر زخم تازہ ہوتے ہین
کوئی غنچہ کہین ہنسا ہوگا

دل بھی ای درد قطرۂ خون تھا
آنسوؤن مین کہین بہا ہوگا

چالاک کی یہ کیفیت ہی کہ کبھی آگے بڑھتا ہی کبھی پیچھے ہٹتا ہی کبھی ارادہ قتل کرنیکا کرتا ہی کبھی کمسنی پر حیات جادو کی رحم آجاتا ہی پھر یہ بھی خیال کرتا ہی کہ اسنے تیرے آقازادونپر کچھ رحم نہ کیا یا صدا انکے پکڑ کر لیگئی اور سر بھی کٹوا دیے یہ خیال دل مین کر کے آنکھین بند کر کے ہاتھ تلوار کا مارا

کہ سر حیات جادو کا کٹ کر جدا ہو گیا لاش تڑپنے لگی غلغلہ دار و گیر بپا ہوا اب اسنے خوب مال و اسباب لوٹ کر
شاگردون کو دیا کہ لیکر چلو اور خود بھی اسباب باندھنے لگا انکو تو یہین چھوڑیے مگر اب حال سنیے خورشید جادو
کہ یہ لکاتہ خواب خرگوش سے بیدار ہوئی دیکھا کہ حیات جادو ابھی تک نہین آئی بیقرار ہو کر تخت سحر پر سوار ہو کر
طرف باغ نریمان کے روانہ ہوئی لیکن اسوقت پہونچی کہ چالاک حیات جادو کو مار چکا ہی اسباب باندھ رہا ہی
کہ لیکر جاوے کہ اک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ارے او مفسد غضب کیا تونے کہ چراغ خانہ میرا گل کر دیا کہان جائیگا
اور گیر کیکے ہاتھ زمین پر مارا کہ چالاک زمین مین سما گیا خورشید جادو زمین پر اُتری دیکھا تو لاش حیات جادو کی
تڑپ رہی ہی بس یہ دیکھتے ہی چالاک سے کہا کہ او موے یہ تونے کیا غضب کیا ارے تجھکو اسکی جوانی پر رحم نہ آیا
تیرا ہاتھ کیونکر اسپر اُٹھا ارے باغبان تک پودے کو نہین کاٹتے تیرا کیسا سخت دل تھا کہ تونے اس نونہال چمن خوبی و
گل بستان محبوبی کو پامال و تاراج کیا چالاک نے جواب دیا کہ او لکاتہ تونے کیونکر میرے شاہزادہ بدیع الزمان
اور علمشاہ کو مارا اور تیرا ہاتھ اُنپر کیونکر اُٹھا اور مین تو خاص تیرے مارنے کو آیا تھا لیکن تیری قضا نہ تھی کہ بچ گئی
اور اسکی موت آگئی تھی کہ ہاتھ سے میرے جہنم واصل ہوئی اب تو مین گرفتار ہو گیا جو تیرا جی چاہے سو کر دھمکاتی کیا ہی مین
اپنی جان سے خود بیزار ہون کیونکہ بعد ایسے شہریارون کے زندگی کا مزا نہین خورشید جادو نے کہا اچھا موے
سمجھونگی کیون گھبراتا ہی یہ کہکر اسم سحر کا پانی پڑھ کر کے بختیارک اور لقا اور نریمان شاہ وغیرہ کے چہرہ پر چھینٹا دیا کہ
انکو ہوش آیا خورشید جادو نے کہا کہ واہ خوب تمنے ہماری دعوت کی ہم تو لٹگئے کہین کے نرہے بختیارک نے کہا کہ
خورشید جادو مین سوداگربچی کے آتے ہی سمجھا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی مگر مین نے اپنے دل مین کہا کہ خورشید جادو
بہت ہشیار ہین وہ برے بھلے کو سحر سے دریافت کر لینگی کیونکہ ساحر مسلم ہے اُستاد کی آنکھین دیکھے ہوئی ہین جواب دیا
ملکہ جی اس چھوکری کے باعث سے اندھی ہو گئی اور ہائے مین بغیر اسکے کیونکر زندگانی کرونگی مین تو اسی سے لپس و پیش
کرتی تھی آنے پر راضی نہوتی تھی یہی چھوکری ضد کر کے مجھکو یہان لائی بلکہ اسکو بھی اسکی قضا کھینچ لائی تھی یہ کہتی جاتی
تھی اور روتی جاتی تھی کہ دل مین یہ خیال آیا کہ ای خورشید جادو کہین ایسا نہو کوئی اور بلائے ناگہانی تجھپر بھی نازل ہو
بس جلد ایسے لاش کو حیات جادو کی تخت پر ڈالا اور چالاک کو کمند سحر سے باندھکر ساتھ لیا اور روتی پیٹتی طرف
شہر مینا کے روانہ ہوئی جسوقت اندر شہر مینا کے داخل ہوئی لاش کو حیات جادو کی اپنے سامنے رکھا لپٹ کر لاش سے
رونے لگی کہ ای شمع محفل من وای گل بستان من ای باعث زندگانی اب تو داغ جاودانی ہو گئی افسوس ہی کہ تو قبل اسکے
یہان خود نہ آئی تھی بلکہ تجھکو تیری قضا لائی تھی اب مین بغیر تیرے کیونکر جیونگی اور بال تمام سر کے نوچ پچھاڑ کھائی
خوب روئی پیٹی اخگر جادو سے کہا کہ جلد سر اس موے کا کنگورے پر چڑھا دو اُسنے کہا بہت خوب حسب دستور
سر چالاک بن عمرو کا بھی کاٹ کر کنگورے پر چڑھا دیا لاش برابر دار شونکے لٹکا دی خورشید جادو نے حیات جادو
کی قبر بنائی اور فقیرانہ لباس پہنکر بشکل قمری غم مین اس سرو قامت کے شور نالہ و افغان بلند کیا مگر اسطرف ہرکارون نے
خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچائی کہ چالاک نے عیاری کر کے حیات جادو کو مارا مگر آپ بھی دام مکر مین اس رشک
سامری یعنے خورشید جادو کے گرفتار ہوا امیر دعا کرنے لگے کہ خداوندا بچانا چالاک بن عمرو کو اسنے بہت بڑا کام کیا
کہ چراغ گھر کا خورشید جادو کے گل کر دیا ہی اب وہ اسے زندہ کاہیکو چھوڑیگی کہ یکایک دوسری جوڑی ہرکارون کی
سامنے نمودار ہوئی گرد و غبار مین آلودہ پسینہ ہر بن مو سے جاری منھ پر ہوائیان اُڑتی ہوئین امیر نے کہا خدا خیر کرے
ہرکارون نے مجرا گاہ پر سے سلام کیا دعائے ترقی اقبال و جاہ دی اور عرض کیا کہ چالاک بن عمرو آپ پر سے نثار ہوا

سر آسکا کنگورے پر چڑھا ہوا ہی اور لاش لٹکی ہوئی ہی بس یہ سُنتا تھا کہ عمرو نے تو گریبان پھاڑا سر زمین پر دے مارا
کہ شق ہوگیا روتے روتے ہچکی لگ گئی اور خنجر نکالکر چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے کہ امیر نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا اور
فرمایا کہ خواجہ کیون خسر الدنیا والآخرۃ ہوتے ہو ہمین دیکھو کہ کیسے شیر سے بیٹے آنکھون کے سامنے سے اُٹھ گئے اور جیتے
بیٹھے ہین دیکھو اولاد کا غم ایسا ہوتا ہی کہ سوا صبر کے چارہ نہین ہوتا جسطرح ہمنے صبر کیا تم بھی صبر کرو بلکہ دشمن کے
مارنے کی تدبیر کرو عمرو بولا کہ حمزہ میرے ہوش وحواس بجا نہین ہین امیر نے مشیران سلطنت کو جمع کیا صلاح ہونے لگی
سبھون نے کہا کہ سوا عمرو کے اور کسیکا یہ کام نہین ہی فرمایا کہ وہ تو بد حواس ہو رہا ہی مگر رقعہ پچاس ہزار تومان کا
لکھکر صحن بارگاہ مین ڈالا کہ جو خورشید جادو کو مارے یہ اسکا ہی عمرو نے دوڑکر وہ رقعہ اُٹھا لیا اور کہا کہ کچھ اسپر
منحصر نہین ہی شاہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ کا داغ دلپر اسپر چالاک کا غم دوبالا ہوا اب زندگی اپنی مجھکو گوارا
نہین ہی مین ابھی جاتا ہون یا تو اُسے جہنم واصل کیا یا اپنی جان دی امیر رونے لگے گلے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ خواجہ
تم ہرگز نجاؤ تمھارے ہوش وحواس بجا نہین ہین عمرو بولا کہ حمزہ تیرا صدمہ بھی دیکھا نہین جاتا اور ایسے مقام پر
سوا عمرو کے کوئی جانبازی نہین کرسکتا جو کچھ ہو سو ہو مین ہی جاؤنگا اور حمزہ اب عمرو تجھسے رخصت ہوتا ہی دیکھیے پھر
زندگی مین ملاقات نصیب ہو یا نہو امیدوار ہون کہ جو کچھ خطا مجھسے ہوئی ہو اُسے معاف فرمایئے اسلیے کہ عمرو نے تجھسے
اکثر گستاخیان کی ہین یہ سنکر امیر نے نعرۂ کوہ شگاف کیا اور فرمایا کہ اے زینت بخش تخت سلیمانی و اے زیب دہ مسند صاحبقرانی
اے معین بیکسان و اے یاور غریبان خدا نکرے کہ تو بھی بلا مین گرفتار ہو جاے حمزہ بہت تجھسے امید رکھتا ہی کہ بعد میرے
البتہ ناموس میرا ہاتھ سے دشمنون کے محفوظ رہیگا اگر تجھے یقین مرگ ہی تو ہرگز نجا مجھکو ایکدم جدائی تیری گوارا نہین ہی
اور اُسکے گلے سے لپٹ گئے کہ خواجہ ہزار فرزند ہون تو تجھپر سے نثار کرون اور بادشاہ اسلام اور سرداران عالیمقام
رونے لگے عمرو نے کہا کہ حمزہ تو نے دیکھا کہ مین نے کیسے کیسے ساحرون کو مارا ہی یہ کیا لکا ہی اسکو بھی جاکر واصل جہنم
کرونگا یہ کہا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ کوئی صاحب نہ گھبرائین لیکن دعا کا وقت ہی مین جانبازی کو جاتا ہون یہ کہکر
روانہ ہوا آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے صاحبقران اور باقی سردار جیب بارگاہ سے باہر آئے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ دوستی
نہین عین دشمنی ہی کہ تو مجھے انگشت نما بناتا ہی کہ یہ مشہور ہو جاے کہ عمرو عیاری کرنیکو جاتا ہی فہم وفراست سے
بعید ہی بس تشریف لیجائیے میرے حق مین دعاے خیر کیجیے امیر سردارون سمیت دعا کرتے ہوے پھر آئے عمرو اپنے
خیمے مین آیا جو کچھ اسباب عیاری درکار تھا لیا اور کمر مرگ پر مضبوط باندھکر روانہ ہوا جتنیہ قتل خورشید جادو
یہان خورشید جادو غم مین حیات جادو کے صف ماتم بچھاے ہوے چار سو جادوگرنیون سمیت سیاہ لباس
پہنے ہوے بیٹھی ہی یہین قبر ہی حیات جادو کی ہر مرتبہ قبر سے لپٹتی ہی اور پکارتی ہی کہ بیٹا حیات جادو ہمین
آرزو تھی کہ تمھاری شادی کرینگے سو تم نوشاہ مرگ سے ہمکنار ہوئین اب مین روسیاہ قیطاس کو وہین جاکر
کسیکو کیا منہ دکھاؤنگی جو کوئی پوچھیگا کہ حیات جادو کو کہان چھوڑ آئین تو کیا جواب دونگی ہاے تم بُرا ارمان
زمانے سے اُٹھ گئین ناشاد و نامراد جہان سے گئین ہاے کیا جانتی تھی کہ دستہ شبنم مین آکر یہ اوس مجھپر پڑ جائیگی کہ
کشت حیات دفعتہً خاک مین ملجائیگی کسکا کوسا لگ گیا میری نوجوان کو کسکی نظر کھا گئی حیات جادو کیا جلد تجھے موت
آگئی مین کہان ڈھونڈھون یہی بین کررہی تھی اور ساتھ والیان بھی رو رہی تھین کہ اخگر جادو نے آکر کہا کہ ملک
بختیارک شیطان درگاہ خداوند لقا کیطرف سے ماتم پرسے کا خلعت اور حاضری لیکر آیا ہی دروازے پر شہر مینا کے
کھڑا ہی اخگر جادو سے کہا کہ اُسے اندر قلعے کے لے آ اخگر گیا اور اپنے ساتھ لے آیا بختیارک جب سامنے آیا رونے لگا

خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی حیات جادو کہو بھتیجی مار گئیں یہ کہکر خوب روئی بختیارک نے گریبان چاک کیا رونے لگا بعد اُسکے خوان خاصہ کے سامنے رکھے اور کشتیان پوشاک کی لگائیں اور کہا کہ ای خورشید جادو مقدر مین یہی لکھا امر ناچاری ہی اب گریہ وزاری نالہ وبیقراری سے کچھ فائدہ نہوگا شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال صد سال میتوان بتمنا گریستن ‡ اب خداوند فرعون شاہ تمھیں سلامت رکھے حیات کے خون کا عوض خداپرستون سے لو اور کون ایسا ہی جو حیات جادو کیواسطے نہیں رویا ہی جسنے ایکمرتبہ اُسکو دیکھا ہی وہ روتا ہی خورشید نے کہا کہ ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر تصویر اُسکی میری آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی مین ہر چند چاہتی ہون ضبط کرون دل نہین مانتا شعر نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان بر کشم ‡ دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن ‡ اور اب صبر نہ کرونگی تو کیا کرونگی مگر لیکا یک صبر کیونکر آئیگا ابھی تو تازہ گھاؤ ہی رفتہ رفتہ صبر آئیگا بختیارک نے کہا درست ہی اور ملکہ خورشید جادو یہ تمھارے پیٹ سے نہ پیدا ہوئی تھی فقط تمنے اسے پالا تھا اُسپر یہ محبت کا عالم ہی خورشید نے کہا ملک بختیارک محبت پالنے کی زیادہ ہوتی ہی اور مین نے تو اُسپر بڑی محنت کی تھی اسکی مان اسکو دو برس کا چھوڑ کر مری تھی مین نے ننھی سی بوٹی کو پالا پرورش کیا اور سحر اسقدر تعلیم کیا کہ اپنے برابر کر دیا تھا اور اُسکو بھی مجھسے ایسی محبت تھی کہ میرے آنیکے بعد ایکدم قیطاس کوہ مین نہین رہی یہان اکیلی چلی آئی آخر اپنی جان دی بختیارک نے کہا سچ ہی مگر ملکہ خورشید جادو اس دو روز مین تم کیسی مردہ ہو گئین ساتھ والیون نے کہا کہ دو روز سے کھانا تو کھایا نہین بختیارک بولا ای خورشید جادو اُٹھو کوئی ٹکڑا کھالو ارے کوئی ہی جلد پانی لاؤ مُنھ ہاتھ دھلاؤ غرض خورشید جادو نے بجبر کہ ہاتھ دھویا نوالا توڑا اور پکاری کیون حیات جادو آرزو ہمین تھی کہ تم ہماری کمر پاکروگی ہاے اُلٹے ہمین تمھاری بھتی کھانا نصیب ہوئی اب صورت خورشید جادو کی یہ ہی کہ نوالا ہاتھ مین ہی آنکھونسے آنسو جاری ہین بختیارک نے کہا کہ ملکہ اس تصور کو جانے دو کھانا کھاؤ خورشید جادو نوالا مُنھ کے برابر لائی تھی کہ دھوان نوالے سے اُٹھا خورشید جادو جھجکی لیکا یک پتلی پیدا ہوئی اور اُسنے پکارا کہ ای خورشید جادو اس کھانے مین بیہوشی ہی اور وہ پتلی غائب ہو گئی یہ پتلی ہمزاد اسکا تھا یہ ساحرہ ایسی زبردست ہی کہ اسکا ہمزاد اسکی حفاظت کرتا ہی بس خورشید جادو نے نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا اور پکاری کہ باش او دزد باریک گردن تو مجھکو بختیارک بنکے فریب دینے آیا تھا اگرچہ مین اپنے حال مین گرفتار ہون کہ مجھے تن بدن کا اپنے ہوش نہین ہی مگر ایسی نہین ہون کہ تیرے فریب مین آجاؤنگی ای مکار تو نے غضب کیا تھا عمرو نے کہا ای ملکہ خورشید جادو آپ کیا فرماتی ہین کیا بارہ دری مین بھلے نظر آتے ہین آپ غم مین حیات جادو کے مجنون ہو گئی ہین دوست آپکو دشمن معلوم ہوتا ہی ذرا سمجھ بوجھکر بات منھ سے نکالا کیجیے خورشید پکاری او خیرہ سر تو نے مجھے اور کوئی سمجھا ہی مین تجھے خوب پہچانتی ہون عمرو کو یقین ہو گیا کہ یہ مجھے جان گئی چاہا کہ جست کرکے بھاگ جلے خورشید جادو نے گرکر ہاتھ زمین پر مارا کہ زمین نے پاؤن عمرو کے پکڑ لیے خورشید جادو نے عمرو کو پکڑ کر سامنے ستون سے باندھ دیا اور کہا کہ یہ کھانا پھینکو دو کہ اسی اثنا مین خبر ہوئی کہ بختیارک کھانا لیکر آیا ہی کہا بلاؤ بختیارک سامنے آیا سلام کیا کہا کہ مین نے سُنا تھا مرشد کامل تشریف لاے تھے کہا کہ ملک جی دیکھو وہ بندھے کھڑے ہین ہمکو فریب دینے آئے تھے سمجھے تھے کہ یہ غم مین مبتلا ہی چلکر مار لیجے سو یہان پکڑے گئے ہین بختیارک نے کہا آپ ہی کا کام تھا اور عمرو کو سلام کیا اور کہا پیرو مرشد نے مار ڈالنے مین قصور کیا تھا مگر اتفاق یون ہونا تھا خیر لیکن آپکو قضا نہین ہی کوئی آپکو مار نہین سکتا آپ گرفتار ہین جب بھی غالب ہین خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی ایک لمحہ تو اسے مہلت نہ دونگی ساتھ والیون نے کہا کہ بلاؤن کچھ کھا لیجیے غرض خورشید نے اب کچھ کھانا جو بختیارک لایا تھا زہر مار کیا ساتھ والیون کو بھی کھلایا بعد اُسکے عمرو سے کہا کہ کیون او دزد باریک گردن

گھوڑے گھوڑے ساحرون کے غارت کردیے عمرو نے کہا کہ خدا چاہیگا تو تیری بھی بیخ مارونگا بختیارک پکارا سچ ہی آپ تو
مرنا جانتے ہی نہین انکو بیشک آپ مارینگے خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی دیکھو ابھی سر کاٹ کر کنگورے پر چڑھائے
دیتی ہون اور کہا کہ بلاؤ اخگر جادو کو اُسیوقت اخگر جادو حاضر ہوا کہا کہ جلد اسکو قتل کر اخگر جادو تلوار کھینچکر
سر پر عمرو کے آیا حکم کا منتظر ہی خورشید جادو نے دو حکم دیے ہین تیسرا حکم دینے کو ہی اور بختیارک کہ رہا ہی
کہ مرشد کو مرنیکی عادت نہین ہی کوئی آپکا کچھ نہین کر سکتا بھلا آپ مرنا کیا جانئے کہ ایک نیل کنٹھ آکر سامنے خورشید جادو کے
بیٹھا اور پکارا کہ مین نامہ لایا ہون قیطاس جادو کا یہ سنتے ہی خورشید جادو نے ہاتھ بڑھایا کہ میرے پاس آ تو وہ اُڑکر
ہاتھ پر اُسکے آبیٹھا خورشید جادو نے دیکھا کہ خط اُسکے گلے مین پڑا ہوا ہی اُسکو گلے سے نکالکر کھولا قیطاس جادو نے
لکھا تھا کہ نور نظر و ای قوت بصر بہر رو مادر رای دانشمند ای فرزند ارجمند یعنے خورشید جادو واگر وہ دزد باریک گرد
ساربان زادہ عمرو عیار ہاتھ تمھارے لگے تو ہم اسکی صورت کے نہایت مشتاق ہین زندہ ہمارے پاس اُسے
بھیجدینا اور اگر ابھی نہ گرفتار ہوا ہو تو کوشش کرکے اُسے پکڑو اور اگر وہ گرفتار نہوا تو لشکر حمزہ پر ہرگز فتحیاب
نہوگی اُسکا پکڑنا لازم ہی اور ای بیٹا جب مجھسے رخصت ہوئی تھین اُسوقت بھی مین نے تمکو اُسکے مکر و فریب سے آگاہ
کردیا تھا اور کام ملتوی رکھو مگر اُسے جلد اسیر سحر کرکے ہمارے پاس بھیجدو یہ پڑھکر نہایت خورشید جادو خوش ہوئی
اخگر جادو سے کہا کہ تو عمرو کے سر پر سے ہٹجا اُسکی قضا یہان نہین ہی اور بختیارک کیطرف دیکھکر کہا کہ اگر اسکو مین نے
مار ڈالا ہوتا تو کیا روسیاہی پدر بزرگوار سے مجھکو حاصل ہوتی مگر شکر ہی سامری و جمشید کا کہ عمرو ابھی زندہ تھا
بختیارک بولا خیر باشد کیسے تو بکاری کہ باپنے میرے نامہ ہی کے مقدمے مین لکھا ہی زندہ اسے طلب کیا ہی اگر یہ مارا جاتا
تو پھر کسے بھیجتی بختیارک نے اشارے سے کہا کہ سر کٹوا کر بھیجدیجیے کہا کہ یہ نہوگا اور اپنی ساتھ والیون سے کہا کہ تم مین ہی
کوئی ایسا کہ اسکی قید قیطاس کو وہ لیجائے کسی نے جواب نہ دیا بختیارک نے کہا کسکی شامت آئی ہی کہ قید مرشد کو لی
لیجائے خورشید جادو نے پھر دوسری دفعہ کہا کہ ہی کوئی تم مین ایسا کہ قید عمرو کی قیطاس کو وہ لیجائے سبھون نے متفق اللفظ
کہا کہ بلالون کون یہ بار گران اُٹھائے جو یہ مکار چھوٹ گیا تو بدنامی کسکی ہوگی ہوئی اور یہان اپنے شہر کے شہر جادوگرونکے
غارت کردیے یہ وہ شخص ہی کہ چاہ الماس کو جسنے برباد کیا ملکہ دمامہ جادو و شہنشاہ ساحران کو مارا ہمین یہ رسوائی
کرنا اپنی گوارا نہین ہی خورشید بولی ادھر ادھر تم اس قابل نہین ہو مین خود اسکی قید قیطاس کو روانہ کرونگی
اور اُسیوقت ایک عرضی اپنے لکھی کہ ای پدر بزرگوار مین عمرو کو قتل کیا چاہتی تھی کہ اُسیوقت نامہ آپکا پہونچا
مین نے حسب الحکم عمرو کو آپکے پاس بھیجدیا ہی آپ اُسے دیکھکر سر کاٹکے میرے پاس بھیجدیجیے کہ مین باقی خداپرستونکا
استیصال کرکے خدمت مین حاضر ہون او ماب اُنکے قتل مین ایک دن کی دیر ہی ادھر سر عمرو کا آپنے بھیجا اور
مین نے باقی خداپرستونکا خاتمہ کیا فقط زیادہ حد ادب یہ خط لکھکر لفافہ مین کرکے مہر اپنی اُسپر ثبت کی اور گلے مین
عمرو کے ڈالا اور ایک کورے گھڑے مین پانی منگواکر گرد عمرو کے چھڑکا اور کچھ ٹکڑے شیشے کے گرد عمرو کے بچھائے
اور منقل آتشین سامنے رکھا پہلے تو گرد عمرو کے رائی سرسون کے دانے پڑھکر مارے کہ ایک گنبد شیشے کا گرد عمرو کے
بنگیا پھر کالے تل اُس منقل پر مارے کہ اُسمین سے شعلہ بھڑک کر گرد اُس گنبد کے قائم ہوا دوسری مرتبہ سحر کیا
کہ وہ گنبد زمین سے اونچا ہوا معلق ہوا تیسری بار سحر کیا کہ وہ گنبد آتشین غن غن کرتا ہوا ہوا وار بسوے آسمان
روانہ ہوا خورشید جادو نے کہا کہ دیکھا تمنے قید عمرو کی ہمنے کس ترکیب سے قیطاس کو بھیجی کہ کسیطرح کا
خوف ہی نہین رہا سبھون نے ہاتھ چومے قدم لیے کہ آپکا مثل نہین ہی آپ خاص شاگرد ہین شمشیر جادو کی خورشید نے

کہا کہ صاحبو وہ تو مجھسے خوش ہی بلکہ سحر میرا اُسیطرح کا ہی حقیقت مین شاگرد رشید ہون بختیارک نے کہا اگر آپ خفا ہون تو کچھ عرض کرون کہا کہو کہا
ای ملکہ خورشید جادو تمنے ایک بلا قیطاس کوہ پر بھیجی اب مرشد جا کر سبکو مارینگے ایک کو زندہ نرکھینگے خورشید بہت خفا ہوئی کہا کہ بیٹھ ایسے تمیسے
کیا واہیات بکتا ہی فال بد منھ سے نکالتا ہی بختیارک بولا کہنا ہمارا معلوم ہو جائیگا اُسوقت ہم سلام کرینگے خورشید جادو لکاری اچھا
کیا مضائقہ ہی بختیارک تو افسوس کرتا چلا گیا کہ مرشد کیا خوب نچے ہین اور خورشید جادو و پھر قبر حیات جادو
کی مصروف گریہ وزاری ہوئی لیکن یہان شہر قیطاس کوہ مین قیطاس جادو تخت سلطنت پر متمکن ہی اور ساحران
نامی وگرامی گرد و اطراف مین کرسیون و نگلون پر بیٹھے ہین اور ذکر خورشید جادو و حیات جادو کا ہو رہا ہی کہ
وہ گنبد آتشین آسمان پر نمایان ہوا سبنے دیکھا کسی نے کہا کہ یہ موٹھ کسی پر جاتی ہی دوسرے نے کہا کہ ہان کسی جادوگر کا
سحر بھیجا ہوا ہی ایک بولا کہ ارے یہ گنبد تو یہین آتا ہی کہ اس اثنا مین وہ گنبد صحن بارگاہ مین اُترا دیکھا سب نے
کہ گنبد شیشے کا ہی اور گرد اسکے شعلۂ آتش ہین اور ایک شخص کیصورت اُسمین بند ہی ایک خط گلے مین اُسکے پڑا ہی
قیطاس جادو نے کہا کہ صاحبو پہچانو اسے یہ کون ہی ایک بولا کہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے جن کو قید کرکے بھیجا ہی کوئی
بولا کہ یہ دیو کی قسم سے ہی کوئی لیکا رامردم آبی ہی قیطاس جادو نے کہا کہ یہ وہ شخص ہی جسنے شہر کے شہر ساحرون کے
نیست و نابود کردیے خدائیان برباد کر دین یہ بڑا مکار یعنے عمرو عیار ہی میری فرزند دلبند ملکہ خورشید جادو نے
اسکو گرفتار کرکے بھیجا ہی یہ کہکر منتر کے ڈانے پڑھکر جو مارے تو گنبد شق ہوا شعلۂ آتش غائب ہوگیا عمرو زمین پر
بیٹھا رہگیا قیطاس جادو نے خط گلیسے نکالکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا سبسے کہا کہ یہ دیکھو خورشید جادو نے
بڑی مشقت سے اسے پکڑکر بھیجا ہی اور تاکید لکھی ہی کہ جلد سر کاٹکر اسکا بھیجدو تو صاحبو اب شام تو ہو چکی ہی کل صبحکو
تمام خلائق کے سامنے اسے قتل کرونگا رات بھر کوئی ساحر اپنے پاس رکھے صبحکو ہمارے پاس لاے کہ ہم قتل کرین سب نے
کانون پر ہاتھ رکھے کہ اس بلا کو کون اپنے پاس رکھے یہ مکار زمانہ ہی اگر چھوٹ گیا تو موجب بدنامی کا ہی اور اُسی کے
باعث سے گویا ساحران شہر قتل ہوے ہم مین کوئی اپنے پاس نرکھیگا یہ سنکر قیطاس جادو فکر مند ہوا اپنے دلمین کہا
کہ عمرو اپنے جی مین کہتا ہوگا کہ کوئی قیطاس کوہ مین اتنا ہی نہین کہ تیری قید اپنے پاس رکھے بعد تھوڑی دیر کے سر
اُٹھاکر کہا کہ صاحبو ہمنے ایک شخص کو تجویز کیا ہی کہ لائق اس کام کے وہی ہی اور چوبدار سے کہا کہ جاکر ہماری دایہ
نرگس جادو کو بلا لاؤ چوبدار گیا ایک گھڑی بھر کے بعد دیکھا کہ ایک پیرزال کہ سر کے بال اُسکے سفید ہین مانند
روئی کے گالے کے سر ہو رہا ہی نیلہ قصابہ سر پر بندھا ہوا سیاہ فام ماتھے پر جھریان پڑی ہوئین صابری کرتا پہنے ہوے
اور پرتسمہ کمر مین بندھا ہوا نیلی سوسی کا لہنگا پانون مین پہنے نیلی اوڑھنی اوڑھے ہوے اژدہے پر کاٹھ الکسا ہوا
اُسپر سوار کبیر السن نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت پیٹھ مین کوبڑ سامنے آکر اُتری قیطاس جادو ساحرون سمیت
تعظیم کیواسطے اُٹھ کھڑا ہوا سلام کیا نرگس جادو نے دونون ہاتھون سے بلائین لین پاس آکر بیٹھی اور کہا کہ بیٹا آج مجھکو
کسواسطے یاد کیا ہی تیرا صدقہ کونے مین بیٹھی ہوئی کھاتی ہون تجھکو دعائین دیتی ہون قیطاس جادو نے کہا کہ
دائی امان تمکو ایک کام ضروری کیواسطے تکلیف دی ہی دیکھو تو وہ سامنے کون ہی نرگس جادو نے عمرو کو دیکھا پہچانا
کہا کہ بیٹا یہ بلا کیونکر تیرے پاس آئی بولا کہ تمھاری پوتی خورشید جادو نے دربند قنطوریہ پر سے پکڑکر اسے بھیجا ہی پکاری
کہ ارے پھر اسے مار کیون نہ ڈالا یہ تو علامۂ دہر ہی اسنے تو تمام خاندان ساحرون کے برباد کر دیے عنطلیا باد مین
یہی موجود تھی جب اسنے وہانکے ساحرون کو مارا ہی بیٹا جلد اسے قتل کر قیطاس جادو نے کہا کہ ای امان ایک شب تو اسے
اپنے یہان قید رکھو نرگس جادو نے کہا کہ بیٹا کیون تو اس بڑھاپے مین میرے منھ پر کلنک کا ٹیکا لگایا چاہتا ہی مجھسے نہوگا

کہ مین قید اسکی اپنے پاس رکھون قیطاس جادو بولا ای امان میرے یہان کوئی اس قابل نہین کہ قید عمرو کی اُسکے سپرد کرون
اور آج ہی رات بھر کا تو واسطہ ہی کل صبح کو تو مین اسے منگوا لونگا اور کشتی خلعت کی توڑا روپونکا منگوا کر سامنے نرگس جادو کے
رکھا اُسنے بہت سی دعائین دین اور کہا خیر خاطر تیری مجھے عزیز ہی یہ کہکر اُٹھی اور عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ آ او شیطان کے
استاد عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ خدا اس لکاتہ سے بچائے نرگس آ کر اپنے اژدہے پر بیٹھی عمرو کو پیچھے اپنے ڈال لیا
اور مکان مین اپنے آئی عمرو نے دیکھا کہ چہار دیواری کھنچی ہی کہگل گوبری کی ہوئی پوتا پھرا ہوا دو پلڑا چھپر پڑا ہوا
تمام صحن مین جھاڑو دی ہوئی ایک طرف چولھے بنے ہوئے ہنڈیان اُسپر رکھی ہوئین جلو میان تھالیان دھری
ہین ایک طرف چرخہ رکھا ہی اُسکے پاس مٹی کی رکابی مین دو ایک گڑیان پونیان بنی ہوئی ایک مرکنڈے کا ٹکڑا رکھی
ہین چھوٹی رال رکھی ہی ایک طرف کوٹھریان اناج کی کسمین گیہون کسمی مین چانول کسی مین دال بھری ہی چھینکے پر
گھی کی ٹتیا لٹکی ہی ایک مدریا سڑا سا جسکا کپڑا تک اُڑ گیا ہی صرف نرکل باقی ہی رکھا ہوا ہی نرگس جادو نے
آواز دی دیکھا کہ اک دو کہاریان میلے لہنگے پہنے ہوئے دوپٹہ کثیف اوڑھے ہوئے زشت صورتین آ کر سلام
کیا کہا کہ ارے وہ پنجرہ تو لاؤ یہ جا کر ایک پنجرہ کسی گوشے مین رکھا تھا اُٹھا لائین تمام پنجرہ لوہیکا تھا [illegible]
عمرو کے منھہ پہ تار چڑھا کے قفل دیا چھپر مین لٹکوا دیا اب ایک پیڑھی پر کہ کالنس کے باندون سے بنی ہوئی تھی وہ
بھی ٹوٹی ہوئی سامنے بچھا کر بیٹھی دونون کہاریون نے ماش کی کھچڑی تیار کر رکھی تھی نکالکر کٹھرے مین سامنے رکھی
تیل کے اچار کا آم نکالکر اُسپر رکھدیا تھوڑا سا گھی پتے پر رکھکر دیدیا اُس لکاتہ نے وہ سب زہر مار کیا بعد اُسکے
حقہ پینے لگی پھر کہاریونسے کہا کہ ارے میرا طنبورہ تو اُٹھا لاؤ وہ جا کر ایک طنبورہ ٹوٹا سا رنگ بھی اسکا اُکھڑا ہوا
کھوٹیان بھی ہلتی ہوئین تار بھی زنگ آلود غلاف بھی اسقدر سڑا کہ ابرا بالکل ندارد استر مین بھی جا بجا چھید کہین
جوروی لپیٹ کر باقی رکھی ہی تو گلہری کا جھونجھ معلوم ہوتا ہی غرضکہ شب ماہ تھی چاندنی مین بیٹھکر طنبورہ بجا کر گانے
لگی وہ دونون کہاریان تعریف کرنے لگین عمرو نے دیکھا کہ اس قحبہ کو آتا جاتا تو کچھ بھی نہین مگر شوق ہی دلمین کہا کہ
لاؤ تدبیر تو کرو اگر کارگر ہوئی تو خیر ورنہ قضا تو آ ہی چکی ہی یہ سوچ کر گو منھہ بند تھا مگر نکی کی تال یہانسے انھون نے
سر طنبورے سے ملا کر لی نرگس جادو یا تو طنبورہ بجا رہی تھی یہ آواز خوش جو کانمین آئی طنبورہ ہاتھ سے رکھکر لگی سننے
کہ یہ آواز کسکی ہی مگر ادھر تو اُسنے طنبورہ رکھا اُدھر عمرو بھی چپ ہو رہا نرگس جادو نے چار طرف دیکھکر اُن کہاریونسے
کہا ارے تمنے بھی کوئی آواز سُنی تھی اُنھون نے کہا وریان ہم تو آپکی آواز کے عاشق ہین سامری کی قسم بڑھاپے مین
تو یہ آواز آپکی ہی جوانی مین کیا عالم ہوگا نرگس نے کہا اب مین ایسی بڑھیا ہو گئی کہ مردارو تم بھی مجھے بڑھیا کہتی ہو
ہان اب کمسنی کا زمانہ نہین باقی کسی وقت مین مینے لاکھون کے گلے کٹوا دیے ہزارون کو زہر کھلوا دیا اب بھی اگر کسی
جوان کو پاؤن تو تماشا دکھا دون وہ ڈر کے مارے چپ ہو رہین عمرو نے دلمین کہا کہ اللہ ری تیری خرستی ابھی تک
چولھہ روشن ہی نرگس پھر طنبورہ بجا کر گانے لگی عمرو نے پھر نکی کی تان لی نرگس کی جان آواز سے لڑی ہوئی تھی بس
طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا عمرو پھر چپ ہو گیا نرگس نے پھر اُن دونون کہاریونسے کہا کہ کیون کہو تمھارے کانمین آواز آئی
جواب دیا کہ بلا لون ہان سچ تو ہی ہمنے بھی سنی کیا اچھی آواز ہی کہا ارے دیکھو کسکی آواز ہی کون ہی ہرچند تفحص کیا کوئی
نہ معلوم ہوا کہاریون نے کہا کوئی آسمان پر گاتا ہوا جاتا ہوگا آپ طنبورہ بجائیے نرگس جادو پھر طنبورہ بجا کر گانے
لگی مگر سب طرف جو رنگا ہونسے دیکھ رہی ہی کہ عمرو نے پھر نکی کی تان لی اسنے دیکھا کہ پنجرے مین سے آواز آتی ہی پکاری
او موئے معلوم ہوا یہ تو گاتا ہی ارے پنجرہ تو اس نگوڑے مارے کا اُتار لاؤ وہ دونون کہاریان پنجرہ عمرو کا اُتار لائین

نرگس نے کہا کہ لے اب گا انھون نے اشارے سے کہا کہ منھ بند ہے اُسنے کھڑکی کھولکر عمرو کے دانتون کے تار اُتار لیے پھر کھڑکی بند کر دی اب عمرو نے گانا شروع کیا ایک دو گھڑی گا کے چپ ہو رہا نرگس پکاری اور گا عمرو نے کہا دایہ صاحب جو شخص قید مین گرفتار ہوا اور یہ خیال ہو کہ مجھکو گردن مارا جاویگا وہ کیسا خاک گائیگا اور واہ کیا خوب قدر دانی آپکی ہے کہ آپ اذیت مین مجھسے گانا سنتی ہین مجھکو پنجرے سے باہر نکالیے ہاتھ پانوٗن میرے قابو مین کیجیے نمک مجھسے اُتار لیجیے کر عشق آواز کا جادے پھر مجھسے اچھی طرح سنیے نرگس جادو نے کہا او موے تو مجھکو دم دیتا ہے ارے اسی گانے کے فریب مین تو گھر کے گھر ساحرون کے برباد کر دیے مین تیرے مکر مین نہین آنیکی اور سیخچہ گرم کر کے عمرو کو داغنا شروع کیا عمرو ناچار ہو کر پھر گا

غزل جب مسیحا ترے اعجاز کو پائین کیونکر
بات بگڑی ہوئی اے ضبط بنائین کیونکر
شعلۂ داغ دل آہون سے بھڑکتا ہے سوا
کیسے ٹلتی ہین سر سے یہ بلائین کیونکر
اُلٹی تاثیر اگر تیری زبان رکھتی ہے

ایک ٹھوکر مین وہ مردے کو جلائین کیونکر
بیٹھے رہتے ہین تو تڑپاتی ہے یاد اُس ورکی
روشنی کرتی ہین گل تیز ہوائین کیونکر
دل تو کچھ کہتا ہے اور اُنکی ہے کچھ ہٹ شب وصل
اثر دو وصلکی فرقت مین دعائین کیونکر

اس خموشی کا سبب اُنکو بتائین کیونکر
ضعف اُٹھنے نہین دیتا کہین جائین کیونکر
دلسے جاتی نہین یاد آکے ترے زلفونکی
ایسے دور ہٹنے والون کو منائین کیونکر
یہ غزل گا کر عمرو چپ ہوا تھا کہ اُسنے

پھر سیخون سے داغنا شروع کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پھر گانے لگا لیکن دلمین کہتا ہے رہ قحبہ اگر چھوٹا تو پہلے تیری میخ مارونگا لیکن اسکی یہ کیفیت ہے کہ جب عمرو چپ ہوتا ہے یہ سیخچے سے داغتی ہے اور گواتی ہے انھین تو چھوڑ لیکن ایک بیٹی ہے قیطاس جادو کی کہ نام اسکا مہتاب جادو ہے قیطاس جادو اسے بہت عزیز رکھتا ہے اسوقت یہ باپ پاس سے اپنے گھر جاتی ہے طرف باغ گل خندان کے راستے مین مکان ہے نرگس جادو کا جب قریب اسکے پہونچی آواز گانے کی کانون مین اسکے آئی بیچین ہو گئی وہین ٹھہری ساتھ والیون سے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہے عرض کیا کہ نرگس جادو آپکے والد کی دایہ کا مکان ہے کہا کہ جلد دروازہ کھلواؤ چوبدار نے دروازے کو ہلا دیا کہا کہ جلد دروازہ کھولو شہزادی کھڑی ہوئی ہے نرگس عمرو کو مار مار کر گوا رہی تھی کہ آواز چوبدار کی کانمین پہونچی نرگس جادو ایک جہان دیدہ ہے سمجھ گئی کہ مہتاب جادو آواز عمرو کی سنکر آئی ہے جلد سے پنجرہ عمرو کا کونے مین رکھدیا اوپر سے گودڑ لحاف رزائی ڈالکر چھپا دیا اور دروازہ کھلوا دیا مہتاب جادو اندر مکان کے آئی نرگس جادو کو سلام کیا نرگس نے بلائین لین کہا دایہ اماں خوب مزے لوٹ رہی ہو یہ کون تمھارے پاس گا رہا تھا نرگس بولی بیٹا مین صدقے مین قربان میرے پاس گانے والا کون ہے مین اپنا جی بہلانیکو کچھ گا رہی تھی مہتاب جادو نے کہا دایہ اماں مین نے کیا تمھارا گانا سُنا نہین تمھاری ایسی آواز کہان جو مین نے سُنی سچ بتاؤ کون تھا کہ مین نے ایسی آواز تمام عمر نہین سنی عجب خوشنما آواز تھی کہ سنتے ہی جی بیقرار ہو گیا مین نے ایسی تاثیر نہین دیکھی نرگس بولی سوا میرے یہان اور کون ہے مہتاب جادو نے اپنے لوگون سے کہا کہ ارے ڈھونڈھو تو یہان ہے کوئی دایہ جان چھپاتی ہین مفصل نہین بتاتی ہین لوگ اسکے سب طرف لگے ڈھونڈھنے عمرو سمجھا کہ تمھارا کوئی متلاشی ہے آواز دی کہ صاحبو مین بیچارہ مصیبت زدہ گرفتار بلا اپنے حال پر ملا رو رہا تھا گانا تو شے دیگر ہے مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ کون بولا اُسنے کہا بیٹا گا نیکی آواز اکثر ادھر ادھر سے چلی آتی ہے مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ تو آواز اسی گھر سے آئی ہے عمرو نے پھر آواز دی کہ مین اس کونے مین ہون پنجرے مین بند خواصین اور کنیزین مہتاب جادو کی دوڑکر لحاف تو شک ہٹا کر پنجرہ اُٹھا لائین مہتاب جادو نے کہا کہ بیٹا یہ بڑا مکار عیار ہے تمھاری بڑی بہن خورشید جادو نے اسکو پکڑ کر بھیجا ہے یہ کیا کسی کے ہاتھ لگتا ہے باپ نے تیرے ہر چند چاہا کہ کوئی اسے اپنے پاس رکھے کسی نے ایک شب کی حفاظت اسکی منظور نہ کی تو یہ قید ہے

تو باپ نے تیرے مجھے بلا کر اسکو دیا اور بہت تاکید کی کہ اسے بڑی ہوشیاری سے رکھنا یہ ایک بلا ہے روزگار ہی
تمام زمانہ کے ساحرون کو اسنے مارا ہی مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ جان اسکو مجھے دیجیے کہ رات بھر مین اسکو اپنے پاس
رکھونگی صبح کو لے لینا نرگس جادو نے کہا کہ قربان جاؤن یہ مال تمھارا ہی مگر مین اس مکار کو بغیر حکم قیطاس جادو کے
کیونکر دیدون اگر یہ تمھارے پاس سے چھوٹ گیا تو تمھین تو کوئی کچھ نہ کہیگا مجھکو سب رسوا کرینگے کہ تو نے کیا دھوپ مین
بال سفید کیے یہ ایسے مکار کو کیون اس بچی کو دیدیا جان تک میری تجھپر نثار مگر اسکو مین ندونگی مہتاب جادو
یہ سنتے ہی نہایت رنجیدہ ہوئی اور کہا کہ دایہ صاحب معلوم ہوا کہ تم قیطاس جادو کی دوست ہو اور ہم دشمن ہین
اور وہان سے روتی ہوئی اٹھی اور پھر اپنے باپ قیطاس جادو پاس چلی اب وہ وقت ہی کہ قیطاس جادو پلنگ پر آکر لیٹا ہی
زوجہ اسکی ریحانہ جادو ہی اس سے باتین کر رہا ہی کہ صاحب سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا کہ وہ مکار کہ نام جسکا عمرو
عیار ہی گرفتار ہو کر آیا صبح کو سر اسکا کٹوا کر خورشید جادو پاس بھیجدونگا یہی باتین تھین کہ مہتاب جادو روتی ہوئی
آئی اور زمین پر پچھاڑ کھائی کہ بس ہم دشمن ہین ہمارا جینا ناحق ہی ریحانہ دوڑ کر لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہ بیٹا کچھ کہہ تو
کیا ہوا قیطاس جادو کہ بیٹی کا عاشق ہی اسنے دیکھا کہ مہتاب جادو نے بال نوچ ڈالے ہین کپڑے پھٹے ہین منھ طمانچون سے
لال ہی گلے سے لگا لیا اور کہا کہ تو نے کیون حال اپنا تباہ کیا ہی اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو ڈھیلے نکلوا ڈالون انگلی دکھائی ہو
تو ہاتھ اسکا قلم کرا ڈالون کس سے تجھے رنج پہونچا بیان تو کر مہتاب جادو ورد سے جاتی ہی ہچکی لگی ہوئی ہی آخر کو جب
مان باپ بہت صدقے قربان گئے تو ناک بھون چڑھا کر کہا کہ بادا جان ہم تو آپ کے دشمن ہین اور نرگس جادو
بڑی دوست ہین الغرض ہم ایسے بیگانے ہو گئے اور بے اختیار ہو گئے اور نرگس جادو مختار ہو گئین کہ اس بڑھاپے مین
عمرو سے گانا سنے اور ہم مانگین عمرو کو تو ہمین ندین بس اب ہمارا جینا بیکار ہی ہم اپنی جان دینگے قیطاس جادو نے
کہا بیٹا یہ تو مقام شکر ہی کہ وہ ایسی تابع حکم ہی کہ اسنے عمرو کو تجھے بھی نہ دیا تو اور کو کاہیکو دیگی کہا کہ ہان بادا جان
وہ بڑی معتمد ہین ہم بے اعتبار ہین تو ہم ہین بس ہم زہر کھالینگے قیطاس جادو نے کہا تیرے دشمن زہر کھائین جو تیری
خوشی ہوگی وہی کرونگا مہتاب جادو نے کہا اگر آپ میری زیست چاہتے ہین تو ابھی عمرو کو مجھے دلوا دیجیے قیطاس جادو نے
کہا اچھا چلو عمرو کو لو اور اسیوقت اسکو ساتھ لیکر سوار ہو کر نرگس جادو کے مکان کیطرف چلا یہان نرگس جادو
بعد مہتاب جادو کے جانے کے عمرو کو لگی سیخچے مارنے کہ کیون تجھے چھپا دیا تھا تو کیون بولا تو نے اس چھوکری کو مجھسے
رنجیدہ کروا دیا رات بھر مین تجھے ادھموا کر دونگی تیرے وہ مکر و فند نہین جانتے یہ کہکر سیخین گرم کر کے عمرو کو داغتی ہی
اور عمرو ہر مرتبہ بلبلا جاتا ہی کہ یکایک آواز آئی کہ دروازہ کھولو قیطاس جادو آیا ہی نرگس دوڑی قیطاس جادو
کی بلائین لین کہا کہ بیٹا اسوقت تم کیون آئے ہو قیطاس جادو نے کہا کہ تمھارے بڑھاپے کے شوق سے ڈر ہوا لاؤ
عمرو کہان ہی ہمارے حوالے کرو اسنے کہا کہ بیٹا تو مالک ہی جسے چاہے اسے دے مگر یہ مکار ہی مکر کر کے چھوٹ جائیگا تو
غضب ہو جائیگا قیطاس جادو نے کہا کہ اب تو یہ لڑکی جان دیے دیتی ہی یہ تو بچ جائیگی اگر چھوٹ بھی گیا تو پھر گرفتار
ہو جائیگا یہ کہکر پنجرہ عمرو کا مہتاب جادو کو دیا کہ بیٹا مگر بہت ہوشیار رہیے اسے اپنے پاس رکھنا اسکے قریب مین نہ آنا
اور خود سوار ہو کر اپنے مکان کو چلا گیا نرگس جادو نے اپنی دونون کنیزون سے کہا کہ قیطاس جادو نے چھوکری کو بادشاہ
رکھا ہی اور مثل مشہور ہی کہ لاڈلی بیٹی چھنال اور لاڈلا بیٹا کانڈو قیطاس جادو بہت خراب ہوگا اب یقین ہی کہ یہ شہر
بھی مثل عنطالیا باد کے ویران ہوگا مگر مہتاب جادو پنجرہ عمرو کا ساتھ لیے ہوے باغ گل خندان مین آئی پہلے پوشاک
بدلی پھر صحبت مین آکر بیٹھی اب عمرو نے دیکھا مہتاب جادو کو کہ مینڈھیان موتیون سے گندھی ہوئی چہرہ مانند شب چاردہ

روشن سن بھی کوئی چودہ پندرہ برس کا عین شباب سینے پر اُبھار نیم سا تکنا کا اُسمین پڑا ہوا اُسکو ابھرنے کا عالم عمرو دیکھتے ہی
بدل مائل ہوگیا مگر مہتاب جادو نے بیٹھتے ہی حکم دیا کہ ارے کوئی ہے کھانا لاؤ اور عمرو کو پنجرے سے باہر نکالا پہلے
کھانا کھلایا بعد اُسکے کہا کہ خواجہ ہم مشتاق ہین ہمین بھی علم موسیقی کا شوق ہے عمرو نے کہا کہ ہاتھ پاؤن میرے بیکار
ہین مین کیونکر گاؤن بجاؤن مہتاب جادو تو سحر سے واقف نہین مگر ساتھ مین سنبل جادو ساحرہ زبردست موجود تھی
اُس سے کہا کہ ای سنبل جادو عمرو کے گرد حصار سحر باندھو کہ یہ کہین جا نسکے اور رد سحر کرکے ہاتھ پاؤن اسکے کھولدے
سنبل جادو نے کہا بلا لون بہت اچھا اور ایک کوری بدھنی مین پانی منگا کر اسپر اسم سحر پڑھکر دم کیا اور گرد صحبت کے
چھڑکوا دیا بعد اُسکے ماشکے دانے سحر دم کرکے مارے کہ ہاتھ پاؤن عمرو کے متحرک ہوے اب عمرو نے سازندون سے کہا
کہ ساز ملاؤ اور ہمارا ساتھ دو سبنے کہا بہت خوب اور ساز ملانے مین مصروف ہوے عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی
نکالکر قفلیان درست کین اور بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی شادان و فرحان گانے لگا غزل

بہت بھڑکی ہوئی ہے آتش گل صحن گلشن مین
کسی دن آگ لگجائے نہ بلبل کے نشیمن مین
چلا ہے اشتیاق ذبح لیکر جانب قاتل

رگ گردن ہماری قتل کو ہے تیغ گردن مین
ہوئے ہین شوق دید گل مین جو مرغ قفس مردہ
مناسب ہو تو صیاد اُنکے پھول اُٹھوائے گلشن مین

سلامت ہے اگر زور جنون توڑینگی قید اکدن
مجھے حیرت ہے جکڑے ہین شوق سے زنجیر آہن مین
یہ در پردہ ہین باتین اشتیاق دل بڑھائینگی

جنہین جلوہ دکھانا ہے وہی چھپتے ہین چلمن مین
نکلجائیگا لیکر جوش سودا خون فاسد کو
کہ سو سو نیشتر رکھتی ہے اک اک رگ مرے تن مین

قبا تنمین گریبان گیر کیون اپنے نہ ہو دامن
ابھی تک خون عاشق کے ہین دھبے جسکے دامن مین
دل اُس شوخی ہو دلربا کوئی کوئی قاتل

قضا فرق اسکے بتلادے ہمارے دوست دشمن مین
برابر زلزلے گور غریبان مین نہ کیون آئین
تڑپ بیتاب لفت کر وہین لیتے ہین مدفن مین

نہ سوچا کچھ بھی ہمکو عشق کا انجام کیا ہوگا
پڑے تھے ہائے ان آنکھو نپہ کیا پردے کہ آنکھین مین
ہمارے داغ خون ای آرزو یہ رنگ لائینگے

کہ جنکو شوق ہے قاتل لیے پھرتا ہے دامن مین

غرض عمرو نے ایسا گایا بجایا کہ مہتاب جادو ہمراہیوں سمیت محو ہوگئی اور ایسا کچھ
بندھا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوے بعضی جلیسین مہتاب جادو کی اُٹھ اُٹھکے عمرو کے گرد پھرتی تھین کوئی بلائین لیتی تھی
چار گھڑی تک عمرو بجاتا گاتا رہا بعد اسکے بانسری ہاتھ سے رکھدی اک گھڑی بھر تک تو وہی سماں بندھا رہا بعد اُسکے ملکہ نے
تعریفین کرنا شروع کین عمرو نے رو کر کہا کہ ای ملکہ مہتاب جادو مین گاتا نہین ہون اپنے حال پر رو رہا ہون جسکو ایسا
غم ہو کہ صبح کو مارے جائینگے وہ کیا خاک گائیگا زیست ہماری مانند چراغ سحری کے ہے یہ گانا نہ تھا گویا رونا تھا جو آپنے سُنا
اور گانا بجانا تو جب دل خوش ہوتا ہے جب خوب ہوتا ہے مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ تم میری جان کے ساتھ ہو کیا
طاقت کسیکی ہے جو تمکو میرے پاس سے لیجاسکے ہان جب مین نہونگی تو بیشک مجبوری ہے خواجہ تم خاطر جمع رکھو کسیطرح کا
اندیشہ نکرو اور مین تمھین چھوڑے دیتی ہون لیکن میرے ساتھ دغا نہ کرنا کیونکہ مین نے کوئی خطا نہین کی ہے عمرو نے
قسم کھائی کہ ای ملکہ مین تمھارے ساتھ فریب کرونگا مین محسن کش احسان فراموش نہین ہون ہان تیرے دشمن کو قتل کرتا ہون
جب عہد و پیمان ہوچکا ملکہ نے سنبل جادو سے کہا کہ دایہ امان اب وہ حصار جو تمنے باندھا ہے کھول لو اُسنے کہا بہتر
اور رد سحر کیا کہ وہ حصار برطرف ہوگیا مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ اب تم سو رہو صبح کو بھیروین سُنینگے اور پلنگ عمرو کے
واسطے بچھوا دیا ملکہ بھی سو رہی عمرو بھی کئی روز کا جاگا تھا سو گیا جب کی پہر جا بجا قائم ہوا دو گھڑی رات رہے سے
مہتاب جادو بیدار ہوئی عمرو بھی اُٹھا منھ ہاتھ دھویا نماز پڑھی بعد اُسکے ملکہ کے سامنے آبیٹھا اور بھیرون مین یہ غزل شروع کی

ای فلک غم کی انتہا بھی ہے
وصل جانا اگر ہے ناممکن

درد دل کی کوئی دوا بھی ہے
میری تقدیر مین قضا بھی ہے

قتل کرتا ہے بیکسہ مجھکو
ناوک آہ کیون خطا کرتا

آہ کچھ میرا خونبہا بھی ہے
اسمین تقدیر کی خطا بھی ہے

جذب ناکام کا نہیں ہی گلا	کیا کروں بے اثر دعا بھی ہی	چرخ کا کیا گلا کرے کوئی
کس سے پوچھوں کدھر ہی کوچۂ یار	بیخودی کوئی رہنما بھی ہی	دشمن جان وہ بیوفا بھی ہی

غرض ملکہ عمرو کے گانے پر تو عاشق تھی ہی ایسی بیخود ہوئی کہ عمرو کی
گردن مین باہین ڈالکر رونے لگی ادھر عمرو کا بھی دل غم صاحبقران سے بھر آیا تھا اور اپنے حال زار کا جدا رنج تھا
انہین ایسے محبوب کے ہاتھ گلے مین ڈالکر رونے نے بیچین کر دیا یہ بھی زار زار رونے لگا مہتاب جادو اپنے آنچل سے
عمرو کے آنسو پونچھتی جاتی ہی مگر وہان صبح کو قیطاس جادو جو بیدار ہوا منہ ہاتھ دھو کر دربار مین آکر تخت حکومت پر
بیٹھا امرا وزرا جمع ہوئے اور دو سپہ سالار ہین اسکے کہ نام ایک کا مظفر جادو ہی اور دوسرے کا غضنفر جادو ہی
قیطاس جادو نے ان دونون سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم جاؤ اور عمرو کو مہتاب جادو کے پاس سے لے آؤ یہ دونون اُسیوقت
سوار ہو کر دروازۂ باغ گل خندان پر آئے محلدار سے کہا کہ جاکر ملکہ سے کہو کہ مظفر اور غضنفر عمرو کو لینے آئے
ہین جلد اُس مکار کو بھیجدیجیے کہ ہم قیطاس جادو کے پاس لیجائین محلدار وہانسے اُٹھکر ملکہ کے سامنے آئی دیکھا کہ ملکہ ہاتھ گلے مین
عمرو کے ڈالے ہوئے تعریفین عمرو کے گانے کی کر رہی ہی اور جھوم رہی ہی اور آنسو دونون کی آنکھون سے جاری ہین غرض
ایسی حالت دیکھی کہ یہ بھی محو ہو گئی جب ملکہ نے پھر کر دیکھا تو اسنے سلام کیا اور ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ مظفر اور غضنفر
آپ کے باپ کے بھیجے ہوئے عمرو کے لینے کو آئے ہین ملکہ نے جواب دیا کہ جاکر اُنسے کہدو کہ مین عمرو کو آج اور اپنے پاس رکھونگی
اور گانا اُسکا سنونگی کل آکر عمرو کو لیجانا محلدار نے پیغام ملکہ کا آکر ان دونو سے کہا مظفر نے کہا کہ ہمکو حکم بادشاہ کا ہی
ہم قید عمرو کی ضرور لیجاوینگے مہتاب جادو نے جو کلام مظفر کا سنا نہایت غضبناک ہوئی اور دروازے پر آکر کہا
کہ او نمک حرامو تمھاری بھی لیاقت ہوئی کہ عدول حکمی ہماری کرتے ہو ہی شرط کہ مار کر نکلوا دون مظفر چاہتا تھا کہ پھر کچھ
جواب و سوال کرے کہ غضنفر نے کہا بھائی ہمین تمھین لازم نہین ہی کہ اسکے منہ چڑھین کیونکہ بادشاہ کی بیٹی ہی
اور چہیتی ہی رات کو نرگس جادو کا حال سُنا کہ خود قیطاس جادو نے جاکر اُسکی خاطر سے عمرو کو چھین کر حوالے کر دیا ہم
اگر تکرار کرین ایسا نہو کہ عتاب شاہی مین گرفتار ہون یہ بیٹی ہی اُسکی اسکو دم و ہوش چاہتا ہی جو خاطر اسکی ہو گی کسکی
نہوگی چلے چلو جو اصل اصل ہی کہدو ہمین تمھین یہ حکم نہین ملا تھا کہ جبراً قہراً عمرو کو چھین لاؤ غرض اسکے سمجھانے سے
مظفر خاموش ہوا اور کہا اے ملکہ آپ مالک و مختار ہین ہماری مجال نہین ہی کہ آپسے زبان لڑا سکین ہم جاکر قیطاس جادو سے
عرض کیے دیتے ہین یہ کلمہ سنکر غصہ ملکہ کا فرو ہوا اور دروازے سے پھر کر قصر مین آئی عمرو سے کہا کہ وہ دونون گئے عمرو نے
ملکہ کو دعائین دین مگر مظفر و غضنفر نے جاکر تمام حال قیطاس جادو سے بیان کیا اُسنے کہا کہ مجھے آزردگی مہتاب جادو کی
گوارا نہین ہی جبتک وہ راضی نہوگی مین عمرو کو اُس سے نہ لونگا غضنفر نے مظفر سے کہا کیون بھائی کہو ہماری صلاح
کیسی تھی درست پڑی یا نہین اُسنے کہا بھائی تم خوب سمجھے مگر یہان عمرو نے ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا جب ملکہ سو رہی عمرو
وہانسے اُٹھکر علیحدہ درخت کے نیچے جاکر سو رہا ملکہ جو سہپر کو بیدار ہوئی منہ ہاتھ دھویا عمرو کو تلاش کیا تو نہ پایا لوگ چارطرف
ڈھونڈھنے لگے گوشہ باغ مین ایک درخت کے نیچے سوتا ہوا پایا ملکہ سے آکر کہا کہ عمرو زیر درخت سوتا ہی ملکہ آپ آئی عمرو کو شانہ
ہلا کر جگایا اور کہا کہ خواجہ ہم بڑی دیر سے تمھین ڈھونڈھ رہے ہین ملکہ اب یقین ہو تا چلا تھا کہ تم چلے گئے اور یہان درخت
نیچے سونیکا کونسا موقع تھا عمرو بولا ملکہ بشر کو ہر وقت مین ہوشیار رہنا چاہیے سوتے ہین بھی غفلت نکرے اسوقت مجھکو نیند
بہت آئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ ای عمرو ابھی دو جادوگر تیرے لینے کو آئے تھے وہ پھر گئے ہین مبادا تیرا باپ کسی اور کو بھیجتا
کہ عمرو جس حالت مین ہو جاکر اُٹھا لاؤ اور مین یہان سوتا ہوتا تو سب تمھاری محنت برباد جاتی اور مین بھی کہین کا نرہتا
اس خیال سے ایسے مقام پر آکر سویا کہ کسیکا خیال بھی ادھر نہ آسکے اور مین تمھارا ممنون احسان ہون تمھین چھوڑ کر

کہاں جاؤنگا غرض ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہتی ہوئی قصر میں لائی کہ خواجہ تمہاری ہوشیاری اور دانائی کا کیا کہنا القصہ عمرو نے قصر میں آکر وضو کیا نماز پڑھی اب ملکہ نے کہا خواجہ چلو سیر باغ کریں عمرو نے کہا اچھا اور ملکہ کے ساتھ ہو لیا اب یہ حالت ہے کہ عمرو کے گلے میں تو ملکہ کا ہاتھ ہے اور ملکہ کے گلے میں عمرو کا ہاتھ ہے دونوں سیر باغ کی کر رہے ہیں غرض اس کیفیت میں شام ہو گئی عمرو نے کہا کہ ملکہ چلو وقت نماز کا آگیا اور وضو کر کے اطاعت خدا میں مصروف ہوئے بعد اسکے صحبت آراستہ ہوئی سب سامان عیش و عشرت مہیا ہو سکا اب کوئی چھ گھڑی رات گئی ہوگی کہ ملکہ نے کہا خواجہ کھانے سے بھی فراغت کر لو عمرو نے کہا بہتر ہے اور ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا اور تیاری چراغان کی ہوئی اور ادھر عمرو نے کھانے سے فراغت کر کے گانا بجانا شروع کیا غزل

دیکھیے عالم تقدیر سے کیا ہوتا ہے — لاکھ تدبیر ہو تدبیر سے کیا ہوتا ہے
کھینچ ہی لائیگا اک روز اسے جذبۂ دل — زندگی چاہیے تاخیر سے کیا ہوتا ہے
دلکو زلفوں میں پھنسا کے یہ امید اچھی نہ تھی — ایسے دیوانے کو زنجیر سے کیا ہوتا ہے
اب سنا ہے کہ جفا سے بھی پشیمان ہیں وہ — اور یہ آہ کی تاثیر سے کیا ہوتا ہے
گوش مشتاق سخن دل ہے تمنائی وصال — تو ہی کہدے تری تصویر سے کیا ہوتا ہے
دوست کی جیب پہ غنچہ ہے ہو خواب جنت — پھر عناد فلک پیر سے کیا ہوتا ہے
کچھ کھٹک سی ہے کلیجے میں مگر زخم نہیں — کیا بتاؤں کہ ترے تیر سے کیا ہوتا ہے
دیکھتے ہی نہ چلے آئیں تو کچھ بات نہیں — دیکھو مرزا تری شمشیر سے کیا ہوتا ہے

غرض دو پہر رات گئے تک کئی غزلیں ایسی دردانگیز عمرو نے گائیں کہ ملکہ بیچین ہو گئی اور یہ عالم ہو گیا کہ عمرو کے گرد پھرتی تھی اور بلائیں لیتی تھی غرض بدل عمرو پر مائل ہو گئی آدھی رات گئے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب سو رہو زیادہ بیچین نہو اور آپ پلنگ پر لیٹ رہی عمرو کو اپنے برابر سلایا ظاہر میں تو لیٹتے ہی سو گیا مگر نیند کب آتی ہے خیال لگا ہوا ہے کہ اے عمرو خدا جانے حمزہ اور لشکر حمزہ کا کیا حال ہوا ہوگا ادھر ملکہ بھی سو گئی جب عمرو نے دیکھا کہ سوا ذات خدا کے کوئی بیدار نہیں ہے اول عمرو نے سبکو بیہوش کیا بعد اسکے ملکہ کو اٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور آپ رنگ و روغن عیاری لگا کر مہتاب جادو کی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا جب صبح کو اٹھا انیسیں جلیسیں سلام کر کے بیٹھنے لگیں ملکہ نے کہا کہ دیکھو عمرو کدھر ہے انھوں نے عرض کیا وہ جائیگا کہاں کہا دیکھو تو اب عمرو کی تلاش ہونے لگی تمام باغ چھان مارا لیکن عمرو کا پتا کہیں نہ پایا پہر دن چڑھا اسوقت مہتاب جادو چیخ مار کر رو دی کہ ہائے عمرو مجھسے بیوفائی کر کے چلا گیا اب میں باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ جو پوچھینگے کہ عمرو کو کیا کیا تو کیا جواب دونگی اور وہ مجھے ضرور لعنت ملامت کرینگے میں اپنے تئیں ہلاک کرونگی اور خوب روئی یہانتک کہ بال نوچ ڈالے کپڑے پھاڑ ڈالے دو ہتڑ منھ پر مار رہی ہے کہ ہائے عمرو تو مجھکو دغا دے گیا میں یہ نجانتی تھی ہائے میں تجھے کہاں ڈھونڈھوں اور خنجر کھینچکر گلے پر رکھ لیا چاہتی تھی کہ اپنے کو ہلاک کرے ساتھ والیاں لپٹ گئیں ہاتھ سے خنجر لے لیا ملکہ نے کہا ارے تمھارا ستیاناس جائے مجھے کیوں پکڑتی ہو مر جانے دو ایسے جینے سے مرنا بہتر ہے میں یہ روے سیاہ باپ کو کیا دکھاؤنگی ارے مجھے چھوڑ دو اور تم سب دور رہو یہاں ملکہ کی تو یہ حالت اور ادھر ایک کہاری اسکی ماں پاس سے اسکی خبر کیلیے آئی تھی اسنے جو یہ حال دیکھا الٹے پاؤں پھر گئی اور سب حالت اسکی ماں سے بیان کی اسنے جو یہ سنا کہ ملکہ اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہے بیقرار ہو گئی اور ریحانہ جادو نے قیطاس جادو سے کہلا بھیجا کہ صاحب جلد آؤ عمرو بھاگ گیا مہتاب جادو غیرت سے اپنی جان دیے دیتی ہے قیطاس جادو یہ سنتے ہی بے تحاشا دوڑا مگر ریحانہ پہلے پہونچی دیکھا کہ مہتاب جادو پر گویا بھوت سوار ہے عجیب صورت ہے کہ منھ طمانچوں سے لال ہو رہا ہے گو مٹے پیٹتے پیٹتے پڑ گئے کپڑے پھٹے ہوے ہیں سر کے بال نوچے ہوے ہیں ریحانہ آکر لپٹ گئی کہ بیٹا یہ تو نے کیا حال اپنا بنایا ہے واری اگر عمرو غائب ہو گیا ہے پھر پکڑ آویگا تو کیوں اپنی جان دیتی ہے مہتاب جادو نے کہا کہ اماں جان میں روسیاہ صورت پدر بزرگوار کو کیا دکھاؤنگی سامری جمشید کو مانکے مجھے مرجانے دو ریحانہ جادو بیٹی بیٹی ہوئی ہے چھوڑتی نہیں کہ اتنے میں قیطاس جادو بھی آ پہونچا ریحانہ پکاری کہ صاحب آؤ بیٹی کو سمجھاؤ یہ کسیطرح نہیں مانتی مہتاب جادو نے شرم سے منھ اپنا زانوؤں میں چھپا لیا قیطاس جادو نے دلاسا دیا کہ بیٹا کچھ غم

عمرو بھاگ کر کہان جائیگا پھر پکڑا آئیگا مہتاب جادو نے کہا کہ بادا جان کل کو جو کچھ فتور اُسنے برپا کیا تو یہی ہوگا کہ مہتاب جادو کو
اُسکو چھوڑ کر قتل کروایا مین اپنی جان دونگی کہ یہ بدنامی نہ سنون ہاے عمرو ہماری جان لینے کو یہان آیا تھا اور تڑپی جاتی ہی کہ
مچلی جاتی ہی کہ اچھا تم نہ چھوڑو کبھی تو غافل ہوگے مین زہر کھا لونگی کنوین مین گر رونگی جب قیطاس جادو نے دیکھا کہ مہتاب جادو
نہین بہلتی ناچار اسکو پکڑ دھکڑ کر سوار کر کے اپنے گھر مین لایا پلنگ پر لٹا دیا لیکن مہتاب جادو روے جاتی ہی قیطاس جادو
اور ریحانہ ہر چند دلاسا دیتے ہین مگر نہین مانتی دن بھر اسیطرح گذرا نہ کھانا نہ پانی تمام گھر ہلاک ہی آخر روتے روتے سوگئی بس
قیطاس جادو نے بیچ مین پلنگ مہتاب جادو کا لیا ایک طرف اپنا پلنگ دوسری طرف ریحانہ کا پلنگ اس خوف سے کہ ایسا نہو
یہ سوتے سے اُٹھے اور ہم بھی سو جائین تو یہ زہر نہ کھاے کنوین مین نہ گر پڑے اور ریحانہ سے کہا کہ صاحب تم سو رہو مین جاگتا ہون
ریحانہ سو رہی ہی عمرو نے اپنے کو سوتے مین ڈالدیا کوئی پہر رات باقی تھی کہ قیطاس جادو نے ریحانہ کو جگا کے کہا کہ
صاحب تم ذرا اُٹھکر بیٹھو مین دو گھڑی لیٹ رہون اُسنے کہا تم شوق سے سوؤ مین جاگتی ہون قیطاس جادو لیٹتے ہی
سو گیا ریحانہ کی آنکھون مین نیند بھری ہوئی تھی لیٹ گئی کہ لیٹے لیٹے جاگا کرونگی ایک لمحہ بھر کے بعد سوگئی عمرو تو جاگتا تھا
پہلے آہستہ آہستہ آوازدی اماں جان باواجان جب کوئی نہ بولا اور زور سے پکارا کسی نے جواب نہ دیا چپکے سے اُٹھکر پہلے تو
پروانے بیہوشی کے چراغ کی لو پر مارے اس خیال سے کہ شاید کوئی جاگ اُٹھے تو سارا کھیل بگڑ جائیگا جب خوب بیہوشی
اُڑا کر اپنا اطمینان کر لیا قیطاس جادو کی زبان مین سوزن دے کر زنبیل مین ڈال لیا اور آب رنگ و روغن عیاری
نکالکر اُسکی صورت بنکر پلنگ پر لیٹ رہا صبح کو جو اُٹھا ریحانہ جادو سے کہا کہ صاحب میری مہتاب جادو کہان ہی
اسی لیے مین تمکو جگا کر لیٹا تھا تم سوگئین وہ غیرت دار تھی نکل گئی یا کنوین مین گر پڑی ہاے مین مہتاب جادو کو
کہان پاؤنگا ہاے میری جان کہان گئی مین بغیر تیرے کیونکر زندگانی کرونگا اور ریحانہ سے کہا کہ قطامہ تجھسے سمجھونگا
ذرا مہتاب جادو کو ڈھونڈھوا لون میری تو جان جائیگی مگر تجھکو بھی مار ڈالونگا تو مرونگا یہ کہکر پوشاک سرخ پہنکر بارگاہ مین
آیا روتا ہوا کہ ہاے میری مہتاب جادو بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا سب امرا و وزرا جمع تھے سلام کیا مگر قیطاس جادو
روے جاتا ہی کہ ہاے مہتاب جادو مین نے تمام عمر اپنی ضایع کر کے تجھکو پایا تھا مین تو تیرا عاشق تھا ہاے معشوق ہاے
مونس و غمخوار میری تو کہان گئی تجھے کہان ڈھونڈھون اور تمام ساحرون سے حکم کیا کہ جاکر تلاش کرو شاید مہتاب جادو
کہین ملجاے وہ مارے شرمندگی کے سر بصحرا نکلگئی اور صاحبو اگر آج صبح سے رات تک اسے نہ پیدا کیا تو اپنی بھی جان دونگا
اور کسیکو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اس تخت سلطنت کو آگ لگا دونگا اور تمام شہر کو ویران و خراب کرونگا ساحر چار چار جانب
تلاش کو روانہ ہوے یہان قیطاس جادو روے جاتا ہی کہ ہاے مہتاب جادو اور چوبدار سے کہا کہ جاکر نرگس جادو کو
بلالا جو کچھ کیا اس قحبہ نے کیا نہ عمرو سے وہ لگانا سنتی نہ یہ آفت آتی جلد اس مردار کو لا چوبدار بھی نرگس جادو سے
جلے ہوے تھے کہ کبھی اُسنے ایک حبہ کسیکو نہین دیا تھا پانچ سات چوبدار ملکر گئے اور نرگس جادو کے مکانکا دروازہ توڑ کر لالا
کہ چل قحبہ بادشاہ نے یاد کیا ہی اور کھینچتے ہوے اُسے لاے نرگس جادو پکاری مجھ بندی کی کون تقصیر ہی جو اس ظلم سے بلوایا ہی
کہا کہ ہاے مہتاب جادو غائب ہو جاے اور تو چین سے بیٹھے کیون تو نے لگایا عمرو سے سنا تھا جو مہتاب جادو اسکی
آواز سنکر لیگئی تیرے بڑھاپے کے غمزے نے مجھکو کہینکا نہ رکھا ارے اس قحبہ کے میخ ہولکی ٹھونکو اُسیوقت چوبدار
ایک میخ اُٹھا لایا جیسے اُسنے پہلے ہی سے بنا رکھی تھی بس میخ جو اُس قحبہ کے ٹھونکی گئی تو اتنی بڑی میخ تھی کہ تالو مین نرگس جادو کے
پھوٹی کہ یہ قحبہ تڑپ تڑپ کر فی النار والسقر ہوئی لاش اسکی مزبلے پر پھنکوا دی بعد اسکے محل مین داخل ہوا ریحانہ سے
کہا کہ کیون او مردار تو نے میری مہتاب جادو کو ہاتھ سے کھو دیا اسیلیے مین تجھے جگا کر آپ سویا تھا تو کیون نہ جاگتی رہی

نہ تو سوتی نہ وہ غائب ہو جاتی اور تلوار کھینچکر ماری کہ ریحانہ کے دو ٹکڑے ہوے کچھ جادوگر بیان اور مکوری قتیل اُنسنے
کہا کہ ارے تمنے مجھے روکا نہ مین نے ریحانہ کو مار ڈالا مین تو سودائی بنا ہوا ہون اب کیا تمھین زندہ چھوڑونگا
اور جس جس کو ساحر سمجھا مار تلوارون ٹکڑے ٹکڑے اڑالئے اور اسیطرح با تیغ خون آلود پھر بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا
اتنے مین ساحر بھی آگئے کہا کہ کیون صاحبو میری مہتاب جادو کو ڈھونڈھا عرض کی ہر چند تلاش کیا لیکن کہین پتا نہ لگا
کہا کہ خیر اب حکم کیا تمام شہر کے جادوگر جمع ہون بموجب حکم تیس ہزار ساحر جمع ہوے کہا کہ دست راسی علحدہ ہون دست چپی
علحدہ پندرہ پندرہ ہزار ساحر دونو طرف ہو گئے اب مظفر اور غضنفر کو سامنے بلایا اور کہا کہ ہمنے تمھین بھیجا تھا کہ
عمرو کو مہتاب جادو پاس سے لے آؤ تم کیون نہ لائے خالی کیون پھر آئے مظفر نے کہا کہ پیر و مرشد مین تو اسپر ارادہ تھا
کہ عمرو کو لیکر جاؤنگا غضنفر مجھے پھیر لایا کہا کہ کیون اے غضنفر تو کیون مانع آیا اگر مظفر عمرو کو لے آتا تو یہ آفت نہ مجھپر
آتی اور اور دست راسیون سے کہا کہ مارو غضنفر کو یہ حکم سنتے ہی وہ تلوارین کھینچکر غضنفر پہ گرے اور اسکے ہمراہیون
سمیت سبکے ٹکڑے اڑا دیے بعد اسکے اور ہوکے جادوگرونکو بلایا اور کہا ہی مظفر تونے یہ کیا کیا تیرا ہمچشم تھا تونے اسے قتل کیا
اور اے نمک حرامو تمنے کیون دست راسیون کو قتل کیا ارے ماروان نمک حرامون کو وہ جو آدھے جادوگر تھے انھون نے مظفر اور
اسکے ہمراہیون کو قتل کیا اب جو ساحر باقی رہے اُنسے کہا کہ مین تو غصے مین تھا تمنے کیون مظفر و غضنفر کو قتل کیا تمھین
عذر کرنا لازم تھا ارے ہان ماروان حرامزادو کو اور لوگون نے اُن جادوگرون کو قتل کیا لیکن کسی ساحر نے مارے
خوف کے سحر کرنے کا ارادہ بھی نہین کیا کہ یہ دستار بدل بھائی ہے شمشہ ساحر کا ہمارا سحر اسکا کیا کر سکتا ہے سب بیوقت مین
مارے گئے اب حکم کیا اور جتنے جادوگر شہر مین ہون اُنکو لاؤ کہ ہاے کوئی رفیق میرا نرہا اب جتنے جادوگر شہر مین باقی
وہ بھی جمع ہوے اُنسے کہا کہ کیون صاحبو ہم تو اس مصیبت مین گرفتار ہین کہ بیٹی ہماری جو چراغ خانہ تھی وہ
اسطرح برباد ہوئی تم اپنے اپنے گھرون مین چھپے بیٹھے ہو نہ ہمارے ساتھ ماتم مین شریک ہوے نہ مہتاب جادو کو
ڈھونڈھا ارے ماروان جادوگرون کو سب جادوگرون کو قتل کروایا اب کہا کہ کوئی جادوگر کہین باقی ہے لوگون نے
عرض کیا کہین نہین کہا جسے ایک منتر ایک بھی آتا ہو اسے بھی لاؤ القصہ جب سب جادوگر مارے جا چکے اور
کوئی ساحر شہر مین باقی نرہا جو بچا بھی وہ خوف کے مارے نکل گیا قیطاس جادو نے کہا مہتاب جادو کے ساتھ
گھر بار میرا برباد ہوا تمام خاندان میرا قتل ہوا اب مین جی کے کیا کرونگا ارے جلد تین کڑاہی کرو اُسکے اندر چولھا
سلگاؤ اور کڑاہیون مین تیل گرم کرو کہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا سبنے کہا کہ ارے اس ظالم نے کتنون کو ناحق الزام
دیدے کر مارا ہے یہ بھی جلد غارت ہو تو بہتر ہے کہ اسکے شر سے باقی لوگ تو محفوظ رہینگے سبنے جلد ہی جاری تھا تین لکڑی کین
آگ جلائی کڑھاؤ مین تیل گرم کیا بعد اُسکے قیطاس جادو سے عرض کیا کہ سب کچھ تیار ہے عمرو اندر گیا دروازہ بند کر لیا
قیطاس جادو کو زنبیل سے نکالا ہوش مین لایا اور کہا کہ اے قیطاس منم عمرو بن امیہ ضمیری تمام شہر کو مین نے
قتل کیا اور سب جادوگرون کو جہنم واصل کیا اب تیری باری ہے اگر دین اسلام قبول کر تو تجھے چھوڑ دون اسنے گردن
ہلائی کہ مین کبھی مسلمان نہ ہونگا بس عمرو نے اُسے اٹھا کر تیل کے کڑھاؤ مین ڈالدیا کہ جل بھنکر تیل مین میل کھا گیا اک
غلغلہ عظیم بپا ہوا تاریکی ہو گئی پانی برسنے لگا شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگے جب تاریکی برطرف ہوئی ایک آواز پیدا
ہوئی کہ کشتی مرا نام مین قیطاس جادو بود حیف جان داریم و بمطلب خود نہ رسیدیم مکان سحر کے نیست و نابود ہو گئے
سبنے جانا کہ قیطاس جادو مر گیا خوش ہوے کہ یہ ظالم فی النار ہوا بعد تھوڑی دیر کے روشنی جو ہوئی قیطاس جادو تھا نہ
باہر آیا سب تو آگئے حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا کہ صاحبو تم مجھے پہچانتے ہو کہ مین کون ہون سبنے دست بستہ

عرض کیا کہ آپ ہمارے بادشاہ قیطاس جادو ہین کہا کہ قیطاس جادو تو واصل جہنم ہوا مین ہون ہر کہ داند داند
وہر کہ نہ داند بشناسد نعرۂ عمرو عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم ✤ رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم ✤ در مجلس خسروان چو باشم
ساقی ✤ ملبوس و خم و شیشہ و ساغر ببرم ✤ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیۂ
نامدار آگاہ ہو کہ مین نے سب جادوگرون کو مع قیطاس جادو مارا اگر تم سب مسلمان ہو اور اطاعت میری اختیار
کرو تو خیر مین کچھ نہ کہونگا ورنہ ایک ایک کو قتل کرونگا یہ سنکر سب نے خیال کیا کہ واقعی دین مسلمانان برحق ہے کہ عمرو کس حال تمیز
آیا تھا اور کیونکر چھوٹا اور اکیلے نے اتنے ساحرون کو مارا دست بستہ عرض کی کہ اگر آپ عمرو ہین تو ہمنے بدل و جان
آپکی اطاعت قبول کی اور فرعون پر لعنت کی عمرو تخت پر بیٹھا تمام شہر مین دھوم ہوئی کہ عمرو نے تمام جادوگرون کو
مارا اور آپ تخت شاہی پر بیٹھا ہے تمام شہر نے آکر اطاعت اختیار کی اب عمرو نے مہتاب جادو کو زنبیل سے نکالا
اور فتیلہ رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوئی اور کہا کہ خواجہ
مین تمھاری عاشق صادق ہون مجھے کسی سے سروکار نہین عمرو نے عقد اپنا مہتاب جادو سے کیا اور شہر مین منادی
کی کہ شہر مین کوئی یہ چرچا نکرے کہ عمرو نے قیطاس جادو کو مارا اور تمام ملک کو برباد کیا اور عمرو نے مہتاب جادو سے
کہا کہ مین جاؤنگا خورشید جادو کے قتل کرنے کو اور اسیوقت صورت اپنی ریحانہ جادو کی بنائی اور آپ مہاڈول پر
سوار ہوے اور دو سو گاڑی اور رتھ تیار کی تھی کہ بیلون پر سلطانی بانات کی جھولین پڑی ہوئین سینگون پر سونے
چاندی کی سنگوٹیان چڑھی ہوئین اور رتھ اور گاڑی کی پوشش بھی بیش تکلف کی غرضکہ اس ساز و سامان سے عمرو
بشکل ساحرہ ریحانہ کے سوار ہوا اور ایک سر علی عمرو کا بنا کر رومال مین باندھکر خوانین پر رکھوا لیا اور چلے بعد قطع منازل و طی مراحل قریب درۂ شبنم پہنچے

اب دو کلمے داستان مظفر اور منصور ہو کر پھرنا مہتر والا گوہر عمرو بن امیہ نامور کا قیطاس کوہ پر اور آنا خورشید جادو کے پاس اور دوسری مرتبہ گرفتار ہونا اور قتل کرنا

استادان سخنور و صاحبان ذی ہنر ادہم قلم کو عرصۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ مہتر مہتران عالم یعنی عمرو
بن امیہ نامدار بعد از بربادی کوہ قیطاس صورت ریحانہ جادو کی بنکر قریب درۂ شبنم پہونچے لیکن خورشید
انتظار کر رہی ہے کہ سر عمرو کا آوے تو لشکر حمزہ کا استیصال کرون اور بختیارک دونون وقت اسکے لیے کھانا لاتا ہے
اور اہل اسلام کے قتل کی گفتگو کرتا ہی چلا جاتا ہے کہ بعد ہفتے کے ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ ریحانہ جادو قیطاس کوہ سے
آتی ہین خورشید جادو اسیوقت سوار ہو کر ماں کے استقبال کیواسطے روانہ ہوئی تھوڑی ہی دور آئی ہوگی کہ جلوس
نمایان ہوا بعد نکلنے جلوس کے مہاڈول ریحانہ کا نظر آیا اور دو سو گاڑیان پیچھے تھین کہ ایک چوبدار نے بڑھکے ریحانہ سے
کہا کہ خورشید جادو آتی ہین ریحانہ نے کہا سواری روک لو غرضکہ سواری روکی خورشید جادو نے آگے بڑھکے سلام کیا
ریحانہ نے دعا دی اور آگے بلایا جب خورشید جادو قریب آئی ریحانہ نے سر گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند تجھمین حالت نہین
رہی اب تک غم حیات جادو کا بھولا نہین خورشید رونے لگی اور کہا کہ اماں جان کیا بیان کرون اسکی صورت ابتک مجھے
نہین بھولتی ہر وقت آنکھونکے سامنے رہتی ہے تصویر اسکی کہا کہ سچ ہے جب تو تیری یہ حالت ہوگئی ہے غرض باتین کرتی ہوئی
شہر مین آئی قبر حیات جادو کی دکھائی اور اسکی قبر پر خورشید بہت روئی بہت بیٹی ریحانہ نے خورشید کو پکڑ لیا کہا کہ بیٹا
اسقدر نہ رؤ اور گریہ و زاری نہ کرو کیونکہ اگر رونے پیٹنے سے مردہ جی اٹھے تو کچھ مضائقہ نہین ورنہ اپنی جان دینے سے کیا
نفع بقول عرفی ✤ اگر بگریہ میسر شود وصال ✤ صد سال میتوان بہ تمنا گریستن ✤ بیٹا مقدر مین حیات جادو کے
یہی لکھا تھا ناچاری ہے اور مین یہی سنکر آئی تھی کہ حیات جادو ماری گئی مجھے یقین تھا کہ خورشید جادو اسے بہت چاہتی ہے

مبادا وہ اپنے تئین ہلاک کرے تجھکو جو آکر دیکھا تو عجب حالت تیری پائی لیکن بیٹا اب صبر کر غم کی بھی انتہا ہی خورشید نے کہا
کہ ای والدہ ہر وقت حیات جادو آنکھون کے سامنے رہتی ہی مین کیونکر بھولون ہر چند چاہتی ہون ضبط کرون ضبط نہین ہوتا
یہی دل چاہتا ہی کہ چیخین مار کر رؤن ۔ ع ۔ مرا ہر چند میخواہم کہ پنہان برکشم ٭ دلی ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن ٭
ہر چند چاہتی ہون کہ دل سے بھلا دون مگر نہین ممکن ریحانہ نے سینے سے لگایا کہا کہ ای خورشید حیات جادو تیرے پیٹ
نہین پیدا ہوئی تھی تو نے اُسے پالا تھا اُسکے واسطے یہ حالت ہی ہمارے جگر کو دیکھو کہ تیرے غم کھانے سے کیا ہمارے دل پر
گذرتی ہوگی تجھے ہمارے سر کی قسم اب یہ غم والم اپنے دل سے دور کر یہی باتین تھین کہ خبر پہونچی کہ ملک بختیارک لقا
کیطرف سے ریحانہ جادو کیواسطے ضیافت لایا ہی خورشید جادو نے کہا کہ بلا لاؤ غرضکہ بختیارک آیا چار سو سینی
کھانیکی اور کشتیان پوشاک و جواہر کی لاکر گذرانی لیکن متردد و حیران ریحانہ کیطرف دیکھتا تھا خورشید جادو نے کہا کہ
اماں جان کچھ کھا لیجیے کہا کہ تو جانتی ہی کہ مجھ مین دل نہین چاہتا اور ابھی بھوک بھی نہین ہی تو کھالے میرے واسطے رہنے دے
دو چار گھڑی کے بعد مین کھا لونگی خورشید جادو نے کہا کہ اماں جان مین بھی تمھارے ساتھ کھاؤنگی اور کہا کہ ان خوانونکو
فلان مکان مین رکھوا دو اور وہین ریحانہ کیواسطے پلنگ بچھا تھا وہ خوان لاکر وہین چن دیے گئے ریحانہ پلنگ پر
جا لیٹی اور کہا پردے چھوڑ دو اُسیوقت پردے چھوٹ گئے عمرو نے بیہوشی تمام کھانے مین ملائی مگر ایک قاب صاف
اپنے واسطے رہنے دی دو گھڑی بعد اُٹھ بیٹھی کہا کہ مجھے نیند نہین آتی اور خورشید میری وجہ سے بھوکی ہی جا کے خادم کی
عزیز ہی خورشید کو بلا لاؤ اُسیوقت خورشید دوڑی ہوئی آئی ریحانہ نے کہا ای فرزند آؤ کھانا کھا لو غرضکہ دستر خوان بچھا
اور کھانا چنا گیا ریحانہ پکاری کہ بیٹا اب کھاؤ اور اپنے ہاتھ سے ایک نوالہ بنا کر دیا کہ کھاؤ اُسنے نوالہ ہاتھ مین لے لیا
اور منھ کے برابر لائی تھی کہ نوالے مین سے شعلہ نکلا خورشید جادو جھجکی اور نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا بعد اُسکے کچھ پڑھکے
دستک دی ایک پتلی پیدا ہوئی خورشید نے پوچھا یہ کون ہی پتلی نے کہا یہ عمرو ہی اور یہ تمام کھانا بیہوشی آلود ہی اب
خورشید جادو نے ریحانہ کیطرف دیکھا ریحانہ بولی ای فرزند تجھے ابتک حیات جادو کا خیال ہی میرے سر کی قسم
کچھ کھالے خورشید پکاری او دزد بارنگ گردن ساربان زادے غضب کیا تو نے معلوم ہوا کہ قیطاس کوہ کو ویران
کر آیا ریحانہ نے کہا ای خورشید تجھکو کچھ جنون ہو گیا ہی تو کہتی کیا ہی ہوش مین آ خورشید نے نعرہ کیا کہ اگرچہ مین اپنے
حال مین گرفتار ہون مگر ایسی نہین ہون کہ تو فریب دے سکے مین نے پہلے ہی اسکا انتظام کر لیا تھا اور دیکھ تو یہ سحر کی پتلی
کیا بیان کرتی ہی اگر تو عمرو نہین ہی تو کیا میرا سحر غلط ہی اب عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مجھے پہچان گئی کہا کہ او لکاتہ ہان سبکو
مار کر آیا ہون اور تجھے کیا چھوڑ دونگا اور خنجر کھینچکر پہلو پر خورشید جادو کے مارا مگر یہ تحبہ ایک تو روئین تن ہی دوسرے
حفظ سحر مین ہی خنجر پڑتے ہی ٹوٹ گیا عمرو بھاگا خورشید نے گھیر کھمکر ہاتھ زمین پر مارا کہ زمین نے پیر عمرو کے پکڑ لیے
خورشید نے دوڑ کر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اور کہا کہ ابتو آرزو دلکی اپنی پوری کی اب سچ کہ کہ قیطاس کوہ پر تو نے کیا کیا
عمرو نے کہا کہ سبکو قتل کیا کسیکو زندہ نہین چھوڑا اب یہان آیا تھا کہ اب تجھے بھی قتل کرون مگر تیری زندگی تھی کہ تو بچگئی
خورشید اپنے مان باپ کے واسطے بہت روئی اور کہا کہ کوئی جا کر بختیارک کو بلا لاؤ کہ اخگر جادو گیا اور یہان بختیارک واپس آکر
لقا کے پاس آیا ہی اور کہ رہا ہی کہ ای لقا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مین دعاے خیر مانگتا ہون لقا نے کہا کیون کیون تو آخر
گھبرایا ہوا کیون ہی بختیارک نے کہا کہ وہ آ گئے اُسنے کہا کون بختیارک نے کہا کہ مرشد کامل ہین دیکھیے خورشید جادو
بچتی ہی یا نہین بڑا جال مرشد نے پھیلایا ہی لقا کہ رہا ہی کہ ای شیطان درگاہ خورشید جادو بہت سیانی ہی اُسکے مکر و فریب مین
نہ آویگی بختیارک کہ رہا ہی کہ یو نہین ہوا اتنے مین اخگر جادو جا پہونچا بختیارک سے کہا کہ چلیے ملکہ نے یاد کیا ہی اُسنے کہا

کہ خیر تو ہی اخگر نے کہا خیریت ہی جلدی چلیئے بختیارک پھر سوار ہو کر شہر مینا مین آیا خورشید جادو کو سلام کیا خورشید نے کہا
ملک جی تم جو کہتے تھے وہی ہوا دیکھو وہ مکار گرفتار ہی تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کر کے آیا ہی ہمارے گھر بھر مین کوئی
باقی نہین رہا بختیارک نے کہا کہ مین نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا اُنکا یہی دستور ہی مگر اے ملکہ خورشید جادو تمنے کار نمایان کیا
شعر غیر تو کس را نبود دسترس بہ آنچہ تو کردی نکند ہیچ کس ہاں اے ملکہ خوب پہچانا تمنے اور کسیکا مقدور نہ تھا کہ مرشد کو پہچان سکتا
اور پھر کر عمرو کو سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد سنئے تو مار ڈالنے مین قصور نکیا تھا مگر قسمت مین یون ہونا تھا ناچاری ہی
گو حضور گرفتار ہین مگر کوئی آپکی پشم تکندہ نہین کر سکتا عمرو بولا ملک جی تمھاری بن پڑی ہی جسطرح چاہو چپا چپا کر
باتین کرو لیکن خورشید جادو نے کہا کہ خواجہ بختیارک مین اسکو ایک دم تو زندہ چھوڑ ونگی نہین اور اخگر جادو کو
آواز دی وہ حاضر ہوا کہا کہ جلد لیجاکر سر اسکا کاٹ لا اخگر جادو لیگیا ایک گھڑی بھر کے بعد حسب دستور سر کاٹ لایا
اور سامنے رکھدیا کہا کہ اسے کنگورے پر چڑھا دے وہ لیگیا بختیارک نے کہا اے ملکہ خورشید جادو سچ کہو کہ عمرو واقعی مین
مارا گیا خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی مرنے مین بھی جھوٹ سچ ہوتا ہی بختیارک نے کہا البتہ ہمنے آنکھونسے دیکھا ہی کہ
لعل جادو نے شہر مشتری حصار کے سامنے اسیطرح قلعہ مینا بنایا تھا اور اسیطرح سب خدا پرستون کے سر کاٹ کر
کنگورون پر چڑھائے تھے جب وہ ماری گئی سب خدا پرست زندہ ہو گئے اسواسطے مین نے تمسے پوچھا تھا اور عمرو کے
مرنے مین تو مجھے بڑا شک ہی خورشید جادو نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر مین نے فی الحقیقت سبکو قتل کیا ہی بختیارک
یہ سنکر بہت خوش ہوا مگر خورشید جادو نے بال تو اپنے کھول دیے اور پیٹنے لگی کہ ہائے اے مادر مہربان و پدر بزرگوار اور
باقی عزیزون کا نام لے لیکر روتی تھی اور پچھاڑین کھاتی تھی بختیارک سمجھا رہا تھا کہ اے ملکہ خورشید جادو جو کچھ ہونا تھا وہ
ہو گیا اب تم کیون آپکو ہلاک کرتی ہو خورشید روئے جاتی ہی اور کہتی ہی کہ ہائے عمرو نے گھر بار میرا برباد کیا مجھکو کہینکا
نرکھا بختیارک سے کہا کہ ملک جی کل ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگی تم جاکر طبل جنگ بجواؤ بختیارک وہانسے لقا کے
پاس آیا اور کہا کہ یا خداوند عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کیا سب عزیزونکو خورشید جادو کے مارا مگر خورشید نے
عمرو کو بھی مارا اب نہایت غضبناک بیٹھی ہی کہتی ہی کہ کل ایک مسلمان کو زندہ نچھوڑونگی طبل جنگ بجوائیے لقا نے کہا
مین نے یہی تقدیر کی تھی کہ عمرو قیطاس کوہ کو برباد کرے تو خورشید جادو وہانکی بادشاہ ہو اور سب خدا پرستون کا
استیصال اسپر منحصر ہی اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل حمزہ کو اپنے قہر و غضب مین گرفتار کرونگا یہان نقارہ رزمی پر
چوب پڑی تھی کہ ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آئے لیکن روتے ہوئے اور تمام حال بیان کیا کہ خواجہ
عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا وہانسے خورشید جادو کی مان ریحانہ کی شکل بنکر آئے تھے فکر مین قتل خورشید کے
مگر مقدر سے مجبوری ہی کہ گرفتار ہو گئے اور خورشید جادو نے اُسیوقت سر انکا کاٹ کر برج قلعہ چڑھا دیا اور لشکر لقا مین
طبل جنگ بجا ہی یہ سنتے ہی امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا گریبان چاک کر کے اپنے کو زمین پر گرا دیا خاک اُڑا کر پکارے کہ اے
مونس و غمخوار وای یار وفاشعار آخر تو نے اپنی جان دی اے عمرو مجھکو امید ہی کہ تو اس غمسے مجھے نجات دیگا لیکن تو نے
جان اپنی راہ خدا مین نثار کی ہزار جانے حمزہ فدا اے نام تو باد الیعمرو تم ہمکو بے آس کر گئے اور اب تمام لشکر مین ایک
غلغلہ ہی کہ عمرو سے توقع تھی وہ بھی مارا گیا اب لشکر اسلام برباد ہوا مگر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے معلوم ہوا کہ خاتمہ ہمارے صاحبقرانی کا میدان در فشینم مین ہونا تھا خیر تمام عزیز و رفیق تو باغ فردوس کو
تشریف لیجا چکے عمرو ایسا رفیق جانی مسافر راہ عدم ہوا اب حلاوت زندگی کی بدتر مرگ سے زیادہ ہی اور غم مین عمرو کے حسرت
و جنون پر لحاظ زیادہ ہوتا جاتا ہی تاب و طاقت دمبدم جواب دیتی ہی فراش کیطرف دیکھکر فرمایا کہ بارگاہ کو ڈھا دو فرش

دربار

دور کرو اور فرش خاک پر مانند نقش پا کے بیٹھے باقی سردار اور اہل لشکر گرد اُس شہریار کے جمع ہوئے فرمایا کہ صاحبو مین تم سے
کہتا ہون کہ تم کیون اپنے کو ہلاک کرو جہان جہان تمکو بن پڑے چلے جاؤ تمہارا کوئی متعرض نہوگا صبح کو مین ہون اور خاک اس
میدان کی ہے سبنے عرض کیا کہ اسوقت مصیبت مین آپکو چھوڑکر کہان جاینگے دنیا مین کسے اپنا منہ دکھاینگے جہان آپکے پسینے کی بوند
گریگی وہان اپنا لہو بہاینگے شعر آن نہ ما باشیم کہ روز جنگ بینی پشت من ۝ وین منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ۝ پہلے ہم
جان نثار کرینگے تو آپ پر نوبت آئیگی اور آپکو ایسا نامرد سمجھتے تھے تو جان نثارون مین کیون رکھا جب انکی سبنے یہ جواب دیا
علمکش اسلامیان وافسر مسلمانان کرب غازی کیطرف دیکھکر فرمانے لگا کہ اے قبۂ دین ستون اسلام ہم تمہین ایک خدمت سپرد کرتے
ہین کہ تم ان چند دست و پا شکستہ یعنی ناموس کو اپنے ہمراہ لیکر خانہ کعبہ کو چلے جاؤ کہ کل ہمارا خاتمہ ہے بعد ہمارے مرنے کے ناموس
تو نہ برباد ہو یہ تو کوئی نہ کہے کہ یہ ناموس حمزہ کا اسیر ہوا جاتا ہے سوا تمہارے دوسرا نہین ہے کہ اس بوجھ کو سنبھالے کرب غازی نے
عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار غلام کو اسوقت مین رسوا نکیجیے ہمیشہ حضور خاکسار کی عزت افزائی کیا کیے اسوقت مین مجھے
ذلیل نفرمائیے اب جو مین ناموس کے ساتھ گیا تو زمانہ کیا کہیگا یہی سمجھیگا کہ کرب اس حیلے سے اپنی جان بچا کر چلا آیا یہ امر
مجھسے نہ ارشاد فرمائیے یہ ننگ مجھکو گوارا نہین ہے یہ گردن باریک متحمل اس بار گران کی نہوگی آخر ناچار شہریار گردون بارگاہ
ملاذ سپاہ و وارث سریر جہانبانی مردمک دیدۂ شہریاری احسن العباد یعنی سعد بن قباد سے کہا کہ حضور ناموس کو لیکر تشریف
لیجائیں بادشاہ نے اپنی زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا کہ تعجب ہے حضور سے کہ آپ مجھکو رسواے عالم کیا چاہتے ہین اپنی جان
نثار کرونگا بعد نوبت آپکی آئیگی مین کبھی آپکو تنہا نچھوڑونگا صاحبقران ادھر سے بیتاب ہوئے اب بلایا نظر کردۂ علی
امران صاحب لندھور گران یعنی مہتر قران حبش کو اور گلے سے لگا کر فرمایا کہ وصیت عمرو کی تمہین یاد ہے کہ اسی جنت آرامگاہ نے
اپنے ناموس کیواسطے کیا کہا تھا کہ بعد میرے ناموس میرا سوا تیرے کوئی بچانیوالا نہین ہے اور مین بھی یہی کہتا ہون کہ سب ناموس کو
لیکر یہانسے نکلجاؤ اور حفاظت سے خانہ کعبہ پہونچاؤ قران رویا اور عرض کیا کہ آرزو میری یہ ہے کہ مین بھی غلامان حضور پر
نثار ہون فرمایا کہ جان دینے سے زیادہ یہ کام ہے جسطرح ہو ناموس کو اپنے ہمراہ لے جاؤ کار ستمانہ کرو عرض کیا بہت خوب
مین موجود ہون جب یہ راضی ہوا تو اب صاحبقران محلمین تشریف لیگئے اور سرو سیمین تن کو دیکھکر روے کہ وہ سفید
لباس پہنے ہوے سوگ مین عمرو کے بیٹھی تھی فرمایا کہ فلک ناہنجار نے تجھے اس حال کو پہونچایا کہ افسر تیرا مارا گیا اب کل باری ہماری
ہے ہم اب اپنے عاشق صادق کی ملاقات کو جاینگے اگر کچھ پیغام کہنا ہو تو کہدو اسنے کہا کہ اے شہریار مین اپنے کو ہلاک کرونگی زندگی
بعد عمرو کے دشوار و بار معلوم ہوتی ہے فرمایا اے سرو سیمین تن کل تم اور گرد یہ بانو برابر ہو جاوگی عمرو نے ہمارا ساتھ دیا تم رفاقت
گرد یہ بانو کی کرو رنڈاپا اپنا انکے ہمراہ کاٹو بس یہ کلمات جو زبان مبارک سے نکلے خواتین معظمہ مین اک کہرام مچ گیا ہر طرف سے رونیکی
صدا بلند ہوئی امیر ایک ایک کو رخصت کرتے تھے کہ قران نے آواز دی صاحب جلد سوار ہو صبح نزدیک ہے اور رونیکو تمام عمر ہے
اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ ابھی فرصت ہے اعدا کو خبر نہین ہے سبنے جو تھین چوڑیان بڑھائین گہنا بدن سے دور کیا رنڈسالے پہنے
تمام تھین چوڑیان زیور کشتی مین لگا کر صاحبقران کے پاس بھیجدیا کہ آپ ہمارے والی وافسر تھے آپسے یہ سب کچھ تعلق رکھتا تھا
اک غلغلۂ محشر انگیز برپا تھا کہ قران نے اسی حالت مین سبکو سوار کیا اور ایک لاکھ اسی ہزار عیاران کے علم کھولے اور گرد محافونکے ہو کر روانہ صحرا ہوئے

اب داستان مصیبت بیان بربادی مسلمانون کی ہاتھ سے خورشید جادو کے بیان کیجاتی ہے

کہ راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ صاحبقران دوران چراغ اسلامیان سعد بن قباد کرب
غازی نامدار طلسم سحر خورشید سے اُلجھے تھے تمام رات رخصت ناموس اور وصیت مین بسر کی علی الصباح جب گریبان سحر چاک
ہوا آفتاب عالمتاب لرزان ترسان بارنگ زرد فلک نیل پر نمایان ہوا بادشاہ اور صاحبقران اور جمیع اسلامیان کفن

سرو نسے باندھ مہیاے قضا آمادۂ مرگ ہوکر سوار ہوکر میدان جنگگاہ مین آے مگر اب وہ لوگ ساتھ ہین کہ جنھون نے
ارادہ مرجانیکا کیا ہی اور تمام لشکر بھاگ کر کوہستانمین جا کر چھپا ہی قنبلین کی قنبلین خالی پڑی ہین کوئی بازار مین
نہین معلوم ہوتا اٹالے خیمونکے پڑے ہوے ہین ایک ایک فراش اونپر بیٹھا ہی عجب سناٹا ہی بادشاہ لشکر کو دیکھتے روتے
ہوے میدان جنگ مین آے ادھر سے لقاے بے لقا کمال شان وشوکت سے میدان مین آیا دشت جنگ تیار ہوا کہ ایکبار
شہر مینا کا دروازہ کھلا خورشید جادو تخت آتشین پر سوار اپنے ساحرون ہمیت نکلی لقا کو مجرا کیا میدانمین آکر
کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ای خدا پرستو تمنے تو میری خانہ بربادی کروائی کوئی عزیز میرا عمرو نے زندہ نہ چھوڑا اب مین کیا
تمھارا نام لیوا باقی رکھونگی دیکھو کیا حال کرتی ہون آو میرے مقابلے کو بس یہ کلمہ سنتے ہی کرب غازی مرکب اڑاکر سامنے
تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے آئے اور فرمایا ای کرب غازی تم ٹھہرو
بعد ہمارے میدانمین جانا ابھی تم بادشاہ پاس رہو کرب غازی نے عرض کیا کہ ای شہریار خدا آپکو زندہ وسالم رکھے غلام
پہلے نثار ہوگا اور اگر آپنے روکا تو اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا امیر نے حسرت سے کرب کو دیکھا اور فرمایا بہتر جاؤ ایسے آپ بھی
داغ دکھائیے کرب مجرا کر کے چلا امیر نے دعا دی کہ خدا اسے بچاے ادھر کرب غازی گھوڑا اڑا کر برابر خورشید جادو کے
ہو بچا خورشید جادو نے پوچھا تو کون ہی حمزہ کا کہ ابتک تجھے حمزہ نے بچایا کرب نے اتنا باتون مین غافل پاتے ہی آنکھ
بچا کر کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین پڑگئے بس کرب نے جھٹکا دیا کہ خورشید جادو منھ کے بل زمین پر گرنے کو تھی کہ کچھ
پڑھکر سنبھلی اور اف کی کہ شعلہ نکلا اور کمند جلگئی بس پیچھے ہٹکر ایک ناریل زمین پر مارا کہ برابر کرب کے گرا زمین شق ہوگئی
کرب مع مرکب زمین مین سما گیا وہ اسنے پھر مبارز طلب کیا حمزہ صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے تخت بادشاہی کے آے
بادشاہ نے تخت رکھوایا اور کہا کہ یا صاحبقران تمام عزیز ورفیق حضور پر سے نثار ہوچکا اب مجھکو میدان مین
جانے دیجیے کہ مین بھی جان اپنی فدا کرون اور سبکے سامنے سرخرو ہون کہ آپ نے میری یہ عزت وحرمت کی کہ بادشاہ کیا
ہمیشہ مجرا سلام کیا کیے اب میری آبرو اسمین ہی کہ مثل اور فرزندونکے جان اپنی فدا کرون صاحبقران نے فرمایا کہ ای
شہریار یہ کبھی نہوگا کہ مین اپنے سامنے حضور کو میدان مین جانے دون آرزو یہ ہی کہ مین تخت کو اسیطرح آباد چھوڑ دون
اپنی زندگی مین حضور کو میدانمین نجانے دونگا آخر اپکے گلے مین ہاتھ پڑگئے اور آنکھونسے آنسو جاری ہوے
خورشید جادو پکاری کہ ارے تم دونون میرے مقابلیکو آو لہذا امیر بادشاہ سے جدا ہوکر مرکب پر سوار ہوکر میدانمین
چلے پیچھے بادشاہ اسلام بھی خنگ سیہ قیطاس پر بیٹھکر چلے خورشید جادو پکاری کہ ای حمزہ تیرے عیارکے ہاتھون
تمام گھر میرا بلکہ سارا شہر برباد ہوا اور مین اسی فکر مین ہون کہ تم خدا پرستونکا نام ونشان باقی نہ رکھون مگر مجھے رحم
آتا ہی اگر تو فرعون کو سجدہ کرے اور اطاعت لقا کی اختیار کرے تو مین تجھے چھوڑ دون امیر نے فرمایا لاکھو لاکھ لعنت
فرعون ولقا پر کبھی مین باطل پرستی نہ اختیار کرونگا اور دوسرے یہ کہ تمام فرزند ورفیق میرے مارے جاچکے ہین
جیکر کیا کرونگا خورشید جادو نے کہا کہ ای حمزہ جو تو فرعون کو سجدہ کرے تو مین سبکو زندہ کر کے تیرے حوالے کر دون
فرمایا لاکھو فرزند ہون تو راہ اسلام مین نثار کرون اور فرعون پر کرور لعنت کرون بس خورشید جادو نے
خشمناک ہوکر گیند طلائی صاحبقران پر مارا کہ وہ برابر امیر کے آکر پھٹا اور چند قطرے سنہرے اڑکر امیر پر پڑے کہ امیر
بیہوش ہوکر گرے لیکن بیہوش ہوتے وقت امیر نے تلوار ماری خورشید جادو پر تو نہ پڑی لیکن ایک سنگ گران پر
پڑی کہ قبضے تک اترگئی اب امیر کو ہوش تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اٹھا کر شہر مینا کو لیگیا بس یہ دیکھکر بادشاہ اسلام
تیغ بکف نعرہ زن خورشید پر جا پڑے تھے کہ خورشید جادو نے ہار اپنے گلے سے اتار کر سحر دم کر کے پھونکا کہ بادشاہ کے

باز و ونین لپیٹ گیا اور مشکین بند ہو گئین اور کھینچکر خورشید جادو پاس لیگیا اُسنے کچھ مٹی اُٹھاکر اسم سحر پڑھکر گرد
بادشاہ کے ڈالدی کہ اک بگولہ اُٹھا اور بادشاہ کو شہر مینا کیطرف اُڑا لیگیا بعد اُسکے خورشید جادو نے روئی کا پہل
نکالا اور اک چنگاری آگ کی اُسپر رکھکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ آسمان کیطرف اُڑ گیا اور بلند ہو کر پھیلا کہ اک ابر
سرخ رنگ معلوم ہونے لگا اور ہوا سے گرم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی اب لشکر اسلام جدھر بھاگ کر جاتا ہے پناہ آگ سے
نہین ملتی بعد اسکے ایک صراحی پانی کی لیکر اُسپر سحر دم کر کے زمین پر بہا دیا کہ وہ دریا بنکر موجین مارتا ہوا اچلا اور چہار طرف سے لشکر
اسلام کو گھیر لیا اوپر سے آگ برستی تھی نیچے سے پانی غرق کرتا تھا ایک پہر بھر کے عرصے مین تمام لشکر اسلام غرق طوفان سحر
ہوا جس مقام پر اردو بازار تھا وہان بھی وہ دریا جا پہونچا اُسے بھی ڈبو دیا اب نام و نشان اہل اسلام کا اُس میدان بلا مین
باقی نہ رہا جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ بچگئے خورشید جادو سبکو سمیٹا کر اب پھری اور لقا سے پکار کر کہا کہ تم اپنے لشکر مین جاؤ
کل ہم قیطاس کوہ کو دیکھنے جائینگے اور وہانسے پھر کر آئینگے تو تمکو ملک سبائل مین بھیجکر قیطول خدائی پر بٹھائینگے جبتک ہم
پھر کر آئین تم جشن کرو لقا نہایت خوشنود کمال مسرور اپنے لشکر مین آیا اور تیاری جشن کی کر کے مشغول عیش و عشرت ہوا
یہان خورشید جادو داخل شہر مینا ہوئی اخگر جادو سے کہا کہ ان تینون شخصون کے بھی سر کاٹ ڈال اخگر جادو نے بادشاہ
صاحبقران کرب دلاور سبکے سر بیجا کر موافق دستور کاٹے اور کنگورون پر چڑھا دیے رات کو خورشید جادو نے بہ اطمینان
تمام آرام کیا صبح کو خواب خرگوش سے بیدار ہوئی کھانا زہر مار کیا بعد اُسکے اخگر جادو سے کہا کہ جلد تیاری کرو قیطاس کوہ
چلنے کی اُسیوقت اُس بدکار جہنم نے سر سب سردارونکے کنگرون پر سے اُتارے اور نیزون پر چڑھائے لاشین سبکی ہاتھیون پر
لدوائین آگے سر بادشاہ اسلام کا برابر اُسکے سر حمزہ صاحبقران کا نوک نیزہ پر پیچھے اُسکے سر عمرو کا بعد اُسکے سر علمشاہ اور
کرب غازی و بدیع الزمان نامور کا اور تمام عیارون اور سردارون کے اور خورشید جادو اژدر آتش فشان پر سوار گرد
اُسکے ساتھی کی جادوگرنیان قاف قرقرے طاؤس بھینس پر سوار نوبت نقارہ بجتا ہوا علم و نشان کھولے ہوے ساتھ والیون سے
کہتی ہوئی کہ یہ ان صاحبو اس ساربان زادے نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا کہتا تھا کہ جادوگر کا تو نشان تک باقی نہین
چھوڑونگا مگر مہتاب جادو کا حال نہین معلوم کہ اُسکو اُسنے کیا کیا وہ کہتی ہین کہ بلا لاون اگر وہ بھاگ کر کہین چھپ رہی ہین تو
بچی ہوگی نہین جو سبکا حال ہوا وہی اُنکے دشمنون کا بھی ہوا ہوگا کہ دوسرے روز آنے والیونسے قیطاس کوہ کے سنا
کہ مہتاب جادو وہانکی بادشاہ ہی عمرو سے وہ ملگئی تھی عمرو نے اُسکو بادشاہ کیا تھا کہا خیر سمجھا جائیگا یہ تو اس شوکت و شان سے روانہ ہوئی لیکن

اب چند کلمے داستان ملکہ قرنیشیہ سلطان کے بیان کیے جاتے ہین

قرنیشیہ سلطان لڑائی پر گئی سبب مین قہقہہ کے گئی ہوئی تھی اُسکو شکست ہوئی کہ پھری ہی کوہ لاجورد کے برابر آکر خیمے مین
داخل ہوئی مسند پر بیٹھی تمام پریزادین سلطان ازرق پری سلطان پری جمال پری سیاہ ملک سیاہ کلاہ خواجہ
عبدالرحمن جنی وغیرہ گرد و اطراف مین بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا مجلس عیش آراستہ ہوئی کہ دل قرنیشیہ سلطان کا
خود بخود گھبرانے لگا ہرچند جی کو بہلایا مگر کسیطرح قرار نہ آیا قریب تھا کہ رونے لگے گھبرا کر خواجہ عبدالرحمن جنی سے کہا کہ خواجہ عین
خوشی مین میرے دل کی یہ حالت ہے کہ خود بخود وا مندا آتا ہے تم ذرا علم نجوم مین حال میرے پدر بزرگوار کا تو دیکھو کہ وہ کسطرح سے ہین
خواجہ نے اُسیوقت سوار ہاتھ زمین لیپ کر اسطرلاب آفتاب کے مقابل کیا اور بحق تعالی قرعہ تفکر کو پھینکا کہ عندہ مفاتیح الغیب
لا یعلمہا الا ہو اور ساتون ستارے بارہ برج سولہ خانہ رمل کے نگاہ مین کر کے احکام کو طرح دے کر نکالا مگر آنکھ سے آنسو نکل آئے
ملکہ قرنیشیہ سلطان نے بدحواس ہو کر پوچھا کہ خواجہ خیر تو ہے خواجہ نے کہا کہ ہے ملکہ قران صعب و سنجت لشکر امیر پر آیا ہے اور
سب گرفتار بلا ہین ستائیس پہر امیر اور زندہ ہین اگر اسمین کمک پہونچی اور حریف مارا گیا تو بچینگے ورنہ دشمن اُنکے

مار سے جائینگے یہ سنتے ہی اُسیوقت دیوان تیز پر کو ساتھ لیکر پردہ دُنیا کو روانہ ہوئی اور دیو تنبدک سے کہا کہ تو شاگرد ہی
خواجہ عمرو کا تو آگے جا کر تلاش کر کہ لشکر بدر بزرگوار کا کہان ہی القصہ تیسرے دن قریشیہ پردہ دنیا مین پہونچی اور دیو تنبدک
ڈھونڈھتا ہوا سامنے میدان قیطاس کوہ کے پہونچا دیکھا تو سر نیزون پر عمرو اور امیر اور بادشاہ اسلام اور سرداران
عالیمقام کے چڑھے ہین اور ایک جادوگرنی اژدر آتش فشان پر سوار اور چند جادوگرنیان اُسکے ہمراہ قاض قرقرے ہنس
وغیرہ پر سوار کمال خوشنود چلی جاتی ہین بس گریبان چاک کر کے روتا ہوا سامنے قریشیہ سلطان کے آیا حال بیان کیا
قریشیہ بیتابانہ دوڑی اُسیوقت پہونچی کہ خورشید جادو سامنے دروازہ شہر قیطاس کوہ کے آچکی ہی ابھی داخل
نہین ہوئی ہی کہ قریشیہ نے دیوون سے کہا ان سب جادوگرنیون کو پکڑ لاؤ دیو جو پیاسے دشمن کے تو جا کر گود مین پکڑ کر
جادوگرنیون کو اُٹھا لائے دیو غراب خورشید جادو کو اُٹھا لایا مگر قریشیہ سلطان نے سر حمزہ صاحبقران کا گود
مین لیکر مُنہ سے مُنہ ملنا شروع کیا اور خواجہ عبد الرحمن جنی سے کہا کہ یہ کیسی نجوم تھی تمھاری تم نے ستائیس پہر زیست مین امیر کے
بتائے تھے کہ باقی ہین مین بیس پہر یہان پہونچی یہ کیا ہوا خواجہ نے کہا کہ آپ جانتی ہین کہ میرے احکام مین کبھی فرق نہین ہوا
خدا جانے کیا اسرار ہی اسکا عالم اللہ ہی کہ ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا دیو غراب سے کہ تو اس لقانہ کو کھا جا اور دیوون کو
بھی حکم دیا کہ تم بھی کھا جاؤ ان سبکو دیو تو جیسے ان جادوگرنیون کو پکڑ لائے تھے مُنہ مین پانی بھر آتا تھا بس جلدی سے
گولی مولی بنا کر کھا گئے اور دیو غراب خورشید جادو کو مسلکر کھا گیا بس ایک غلغلہ دار و گیر برپا ہوا اندھی چلی زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا اولے پڑنے لگے آگ کے پرکالے اُڑنے لگے دیو پیٹ پکڑے پکڑے زمین پر لوٹ رہے تھے ہر ایک کے پیٹ مین درد
تھا غرضکہ چار گھڑی تک ایک قیامت برپا رہی بعد اُسکے آوازین پیدا ہونا شروع ہوئین کہ نام من اختر جادو بود نام
من سہیل جادو بود نام من ناہید جادو بود اسیطرح سبکے بعد آواز آئی کہ کشتی مارا نام من خورشید جادو بود اب جو
روشنی ہوئی قریشیہ سلطان کے ہاتھ مین سر حمزہ صاحبقران کا تھا دیکھا تو اُنگلیان اُسمین گھسی جاتی ہین اور ایک
لس و ارشتی معلوم ہوتی ہی غور سے جو دیکھا تو ماشکے آٹے کا سر بنا ہوا تھا خواجہ عبد الرحمن جنی سے کہا کہ یہ سر تو ماشکے
آٹے کا ہی خواجہ نے عرض کیا کہ ای ملکہ یقین جانو کہ حمزہ صاحبقران مع سرداران عالیشان زندہ و سلامت ہین
دریافت کیجیے کہ لشکر امیر کا کہان ہی وہین چلیے اُس شہر یار کی تلاش کیجیے غرض وہ سر تو پھینکوا دیے اور لوگون سے
دریافت ہوا کہ درہ شبنم پر لشکر تھا بس قریشیہ سلطان اسیطرف روانہ ہوئی مگر حال گذارش کیا جاتا ہی گرفتاران
پنجۂ الم و محبوسان قید غم اسیران سحر یعنے امیر کشور گیر جہان ستان مع سرداران عالی شان کہ شہر مینا کے تہخانے مین
گرفتار تھے اور ہاتھ پاؤن مین قوت بالکل نہ تھی کہ دفعتہ وہ سستی اور کاہلی برطرف ہوگئی عمرو سے کہا کہ خواجہ مجھکو
معلوم ہوتا ہی کہ خورشید جادو ماری گئی کسواسطے کہ اسوقت قوت میرے ہاتھ پاؤن مین معلوم ہوتی ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ
مین بھی اچھا ہون قید سحر مجھمین نہین اور براے امتحان عمرو نے ایک جست لگائی بس انکو دیکھکے بادشاہ اسلام اور سردار
بھی اپنے مقام پر سے ہٹے اور کہا رے کہ ہم بھی قید سحر سے چھوٹے ہوے ہین امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ باہر نکلکر دیکھو تو عمرو
تہخانے سے باہر آیا دیکھا کہ چار سر کنڈے چار کونون پر گڑے ہین اور زرد اور نیلا سوت اُنپر لپٹا ہوا ہی اور اشقر دیوزاد
اُسکے ہمراہ اور سردارونکے مرکب پھر رہے ہین اور آنکھون سے آنسو جاری ہین شہر مینا کا نام و نشان بھی نہین ہی خوشی
خوشی آکر کہا کہ حمزہ خدا نے فضل کیا شہر مینا غارت ہوگیا امیر سردارون سمیت تہخانے سے باہر آئے اپنے اپنے مرکبون پر
سوار ہوے عمرو سے کہا کہ خواجہ جا کر لشکر لقا کی خبر لاؤ عمرو اسیوقت روانہ ہوا دو گھڑی کے بعد آکر کہا کہ لقا نے جشن
کیا ہی خوشی خوشی بیٹھا ہی اور تقدیرین بگھار رہا ہی کہ رہا ہی کہ مین نے حمزہ کو غارت کر دیا اور بختیارک حرامزادہ بھی بہت

خوش ہی خیر سمجھا جائیگا ابھی مصلحت نہین بولا امیر نے کہا کہ خواجہ تم جاکر ہمارے لشکر مین خبر دو ہم چلتے ہین لشکر لقا کیطرف
عرض کیا بہت خوب اور روانہ ہوا امیر لشکر لقا پر چلے مگر یہان لقا نے جشن کیا ہی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ صاحبو دیکھا
تمنے کہ وہ شخص دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی دیکھا کہ مین نے کیسا غضب ان خدا پرستون پر نازل کیا کہ سبکو ایک مرتبہ مٹا دیا سب پکار
ہاں یا خداوند تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے اور لقا نے اکثر سردارون کو ملک بھی ابھی سے تقسیم کر دیے ہین نہایت خوش و خرم بیٹھا ہی
کہ خورشید جادو آئے تو ملک سبائل کو چلین کہ دفعتہ بختیارک کی رگ مادر بخطائی جنبش مین آئی پریشان ہوا کہ یہ کیا
سبب ہی خدا پرست سب مارے جاچکے اب کیا باعث ہی کہ اور زیادہ طبیعت پریشان ہوئی وہ مکان ویران معلوم ہونے لگا
گھبرا کر اٹھا کہ باہر تو جاکر دیکھون لقا نے کہا اے بختیارک کہان جاتا ہی اُسنے کہا کیا عرض کرون آج مجھکو رنگ برا معلوم ہوتا ہی
اور آج مجھے یہ مکان ویران معلوم ہوتا ہی کہ آج یہانسے ہم بھاگینگے لقا نے کہا او مادر قحبہ حمزہ مع فرزندون اور سردارون کے
مرچکا سر انکے نیزون پر چڑھا کر خورشید جادو قیطاس کوہ لیگئی اور پھر تجھکو یہ باتین سوجھتی ہین بختیارک نے کہا کہ
یا خداوند مجھکو حمزہ کے مارے جانے کا یقین نہین ہی کسواسطے کہ ایک مرتبہ ہومان جادو نے حمزہ کا سر کاٹکر دروازہ دمشق پر
چڑھا دیا تھا جب وہ ماری گئی تو سب سردار زندہ ہوگئے اور یہ تو آپکی دیکھی ہوئی بات ہی کہ تھوڑی دیر ہوئی ہوا تند چلی تھی
اور تاریکی بھی ہوگئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ خورشید جادو ماری گئی اور خدا پرست قید سے چھوٹے مجھپر آتے ہین یہ سنکر
لقا اور سردار اسکے اور نریمان بن قنطور شاہ خوب قہقہہ مار کر ہنسے کہا کہ اس مسخرے کو قارورے مین بھانے نظر آتے ہین
بختیارک نے کہا شہر مینا کی خبر تو منگوائیے بعد اسکے خوب ہنسیے گا یہی باتین تھین کہ نعرہ صاحبقرانی کی آواز بلند
ہوئی کہ اے کافران بیحیا و اے نابکاران بد دغا منم سلطان سلطانان صاحبقران حلقہ فگن گوش گردن کشان مردم
ربائے زین جنگ شیر بیشہ جنگ شکنندہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان اے کافر فریب چھوڑتا ہون تمہین کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکلجاؤ اور ساتھ ہی نعرہ
حلمشاہ کرب بدیع الزمان وغیرہ کا ہوا بختیارک نے کہا اب کہو مجھکو تو خوب قارورے مین بھانے نظر آتے تھے اب
ان لوگونسے بچو یہ کہکر باہر نکلکر دیکھا کہ لشکر خدا پرست آپڑے ہین تلوار چل رہی ہی لقا نے کہا ابھی انکا لشکر تو نہین آیا
مارو تو تنہائی ہین اور اگر لشکر آجائیگا تو مشکل پڑجائیگی بس یہ سنتے ہی چہار طرفسے ہجوم کفار کا امیر اور سرداران امیر پر ہوا
تلوار چلنے لگی ادھر عمرو لشکر مین جو آیا دیکھا کہ لشکر والے سب صحیح و سالم ہین اور آپسمین کہہ رہے ہین کہ خورشید جادو
ماری گئی جو ہم پر سے دریائے آب و آتش دور ہو کر معدوم ہوگیا کہ عمرو سامنے سے آیا اور پکارا کہ صاحبو صاحبقران
سردارون سمیت زندہ و سالم ہین شہر مینا معدوم ہوگیا اور امیر لشکر پر لقا کے گئے ہین تم سب چلو شریک ہو یہ سنتے ہی
لشکر مین جان تازہ آگئی اور اُسیوقت تیار ہو کر روانہ ہوے اُسوقت پہونچے کہ صاحبقران سردارون سمیت لڑ رہے
ہین گرز لشکر لقا ہی لقا دور سے پکار رہا ہی کہ ارے یہ خدا پرست زندہ نہ نکل جائین کہ لشکر اسلام بھی آگرا اب برابر سے
کشت و خون ہونے لگا مگر یہ لقا پرست ہمیشہ کے بھگوڑے ہین سامنے سے بھاگنے لگے بختیارک نے لقا کو بھی ابھار کر
بھگایا مگر کرب غازی قریب تخت نریمان بن قنطور شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری کرب نے ہاتھ پکڑ لیا اور کمر مین ہاتھ
ڈالکر اٹھالیا پہر دن باقی تھا کہ بالکل فتح ہوگئی اب امیر میدان سے پھرے مگر عمرو سے کہتے ہوے کہ خواجہ نہین معلوم کسنے
خورشید جادو کو مارا کون مددگار ہمارا پیدا ہوا عمرو بولا کہ حمزہ معلوم ہو جائیگا اسوقت مین تو جسنے مدد کی بڑا کام کیا
احسان عظیم کیا لیکن ابھی تک یہ نہین کھلا کہ باقی اسکا کون ہی یہی باتین کرتے ہوے داخل بارگاہ ہشامی ہوے دیکھا تو
ملکہ قریشیہ سلطان بیٹھی ہی امیر کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی مجرا کیا دوڑ کر قدمون سے لپٹی امیر نے گلے سے لگایا فرمایا اے فرزند

تم کیونکر آئین اُسوقت قرلیشیہ نے نقل گذشتہ تمام بیان کی امیر نے فرمایا اے قرلیشیہ مین نے تمکو اسمنع کیا ہے کہ تمھارے ساتھ
دیو پری کا لشکر ہے تم میری مدد نہ کیا کرو میری زندگی تھی تو مین لاکھ طرح سے بچ جاتا عمرو نے کہا اے قرلیشیہ سچ ہے تو نے ناحق
انکی مدد کی مجھکو قید سے چھڑا لیا ہوتا حمزہ کو اسیر پڑا رہنے دیا ہوتا تو نے بہت برا کیا جو انکو قید سے نجات دی قرلیشیہ سنکے اور
بھائیون کو گلے لگایا مگر امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم جاکر تمام ناموس کو خوشخبری دو اور سبکو پھیر کر لاؤ عمرو نے عرض کیا بہت اچھا اور روانہ ہوا

اب تتمہ از داستان پردگیان سرادق عصمت و گرفتاران رنج و مصیبت بیان کیے جاتے ہین

کہ عجیب حالت پر ملالت مین ہمراہ نظر کردہ شاہ اولیا یعنے مہتر قران جبش کے خانہ کعبہ کو روانہ ہوے ہین عجب حال ہے کہ ایطرف
غم وارثون کے مارے جانے کا ایکطرف اندیشہ حریفون کا کہ مبادا تعاقب مین آئین اور مہتر قران بجلدی انکو لیے جاتا ہے
اسقدر جلد گیا کہ ایک روز مین قریب سو کوس کے نکلگیا قریب دامنہ کوہ کے خیمہ برپا کیا لیکن ہررات کو مثل شب تیرہ سیہ پوش
ہوتی تھین اور بال کھولکر نوحہ و زاری کرتی تھین اور ہر صبح کو مثل سحر گریبان چاک کرکے وارثون کے غم مین ایک ایک کا نام
لیکر روتی تھین اُس روز سب خواتین نے کہا کہ واسطے خدا کے اے قران یہان مقام کرو کہ آج اُن جنت مقامون کا سیوم تو
کرلین ہمین اس زندگی سے موت بہتر ہے جو کچھ ہو سو ہو ہم بغیر فاتحہ درود یہانسے نجائینگے اور آیندہ وردہ کی زبانی معلوم
ہوا تھا کہ سر حمزہ صاحبقران کا فرزندون سمیت خورشید جادو نیزے پر رکھکر قبطاس کوہ کو روانہ ہوئی اور
تماشا جشن مین مصروف ہے انتظار مین خورشید جادو کے قران نے ناچار ہو کر خیمہ استادہ کیا اور دو عیار جو محرم تھے اُنکو
گرد خیمہ کے بٹھایا باقی دور دور دورا باندھکر بیٹھے کہ صدا خوانین کی اُنکو نہ سُنائی دے تمام خوانین نے ملکر رسم سیوم
ادا کی اور مجلس ماتم برپا کی مہتر قران نے عمرو کے سیوم کی تیاری کی اُدھر غلغلہ خوانین معظمہ مین تھا کوئی علمشاہ کا نام
لیکر پکارتی تھی بدیع الزمان کا نام لیتی ہے کہ بلالون اچھے وقت سے جدا ہوے تھے کہ پھر دیکھنا نصیب نہوے وارے ہم
آخری خدمت نہ کرسکے ہم عجب سخت جان ہین کہ اس غم مین دم بھی نکل نہین جاتا اُدھر عیار عمرو کا نام لیکر روتے تھے کہ ہاے چراغ
عیاری کا گل ہوگیا قران کی آنکھون مین دنیا اندھیری تھی سر و سیمین تن کی حالت تباہ تھی غلغلہ محشر انگیز برپا تھا وہ صحراے
قیامت معلوم ہوتا تھا کہ مہتر والا گہر عمرو بن امیہ نامور پہونچا آواز گریہ و زاری کی سُنکر کلیجہ شق ہونے لگا مگر عیارون نے
جو عمرو کو دیکھا حیرت زدہ ہوے دوڑکر قران کو خبر کی کہ خواجہ آتے ہین قران بے وسواس دوڑا قدمونسے عمرو کے
لپٹا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور مژدہ خوشخبری دیا وہانسے خیمے مین خوانین کے داخل ہوے قران پہلے جاکر پکارا کہ صاحبو
مبارک ہو کہ مہر سپہر عیاری یعنے عمرو بن امیہ ضمری آئے یہ سنتے ہی سبکو شادی مرگ ہوگئی لیکن کسیکو یقین نہین آتا دو چار
کہاریان بھی آکر دیکھ گئین لیکن کسیکا کہنا صحیح نہین معلوم ہوتا جب عمرو خود اندر محل کے آیا تو سب گرد عمرو کے جمع ہوگئے اور
اکثر مارے خوشی کے بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو آکر عمرو سے لپٹین عمرو نے ملکہ قنبر گہر تاجدار کو دیکھا کہ زلفین گرد رخسارۂ
زیبا کے کھلی ہوئین خاک سے آلودہ منھ پر طمانچون کے نشان کہ جابجا سے عارض نیلے ہوگئے ہین اُسی حال پر ملال سے قریب
عمرو کے آکر قدمونسے لپٹی اور پکاری شعر اے پیک زلبستان خبر یار ما بگو ؛ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ؛ خواجہ کہو کہ ہمارے
افسر تاجدار پر کیا گذری عمرو نے کہا سب اچھی طرح سے ہین مگر مال ہمارا بہت صرف ہوا اور ہتک ہو رہا ہے ملکہ بولی ہم دینگے
ہر عورت اپنے وارث کا احوال پوچھ رہی ہے اور خوشخبری سنکر کہ رہی ہے شعر بہ مین مژدہ گر جان فشانم رواست ؛
کہ این مژدہ آسایش جان ماست ؛ القصہ عمرو نے سب خوانین کو سوار کیا اور اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا چند دن مین داخل
لشکر ہوا تمام خوانین داخل محل ہوئین ملکہ قرلیشیہ سلطان سے ملاقات ہوئی ادائے شکر بجا لائین صاحبقران
ذیشان مع فرزندان عالی مکان داخل محل ہوے سب دوڑکر قدمونسے لپٹے صاحبقران کی بلائین لین تصدقات

اُترنے لگے ہر ایک فرزند کے لیے ہر جگہ سے جداگانہ تیل ماش آتے تھے تنتین جو مانی تھین ادا ہو رہی تھین اب امیر کشور گیر نے
ملکہ قریشیہ سلطان کو رخصت کیا وہ پردۂ قاف کو روانہ ہوئی امیر باہر آکر بارگاہ مین بیٹھے نریمان بن قنطور شاہ کو طلب کیا
فرمایا کہ ای نریمان دیکھو سب دربند والے دائرۂ اسلام مین آچکے فرعون پر لعنت کی تم پرستش پروردگار عالم مین کیا کہتے ہو
عرض کیا کہ شہریار مین بھی غلام ہون حضور کا مین نے لعنت کی فرعون پر اور اُسکے پرستارون پر امیر نے کلمہ زبان پر جاری کیا
نریمان کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا امیر نے آہنگرون کو بلا کر قید اُسکی دور کرائی وہ رخصت ہو کر شہر مین گیا اور
تمام رؤسا شہر کو بلا کر سمجھایا کہ مین نے تو دین حمزہ صاحبقران کا اختیار کیا دیکھو کس کس مصیبت مین خدا انکی مدد کرتا ہے تم بھی
اگر مسلمان ہونا منظور ہو تو میرے شہر مین رہو ورنہ جہان تمھارا جی چاہے چلے جاؤ مین کسی صاحب کو روکتا نہین ہون
سبنے کہا کہ ہم آپکے ساتھ ہین ہمین فرعون سے کچھ کام نہین ہمنے لعنت کی اُسپر غرض تمام شہر مسلمان ہوا نریمان نے حکم دیا کہ
تمام شہر آئینہ بند کیا جاے اور دعوت کی تیاری ہو کہ مین صاحبقران کی دعوت کرونگا اور وقت سہ پہر تمام سرداران
اور رئیسون کو ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین آیا سبکو قدمون پر گرایا امیر ہر ایک سے بخلق پیش آے خلعت جدا جدا عنایت
ہوے اب نریمان شاہ نے دست بستہ عرض کی کہ غلام نے دعوت کی تیاری کی ہے کل حضور قدم رنجہ فرمائین تو خالی از غلام نوازی
نہوگا فرمایا کہ دعوت تمھاری قبول کی نریمان شادان و فرحان پھر کر شہر مین آیا تیاری ضیافت مین مصروف ہوا دوسرے دن
جاکر امیر کو مع بادشاہ اسلام و سرداران ذو الکرام شہر مین لایا دروازۂ شہر سے تا ایوان شاہی پا انداز ڈلوایا تھا کشتیان
جواہر کی نثار کرتا ہوا لیے آتا ہے تمام بازار گلی کوچہ پاہجوم خلائق انبوہ عالم ہے جو امیر اور فرزندان امیر کو دیکھتا ہے آفرین و تحسین
کرتا ہے نریمان نے ایوان شاہی مین لا کر بادشاہ کو تخت پر بٹھایا کشتیان نذر کی پیش کین امیر کے آگے چنی گئین ہر سردار کی تعظیم
و توقیر کی اب ناچ ہونے لگا رات کو کھانا کھا کر آرام فرمایا صبح کو صاحبقران نے حکم دیا کہ جتنے بتخانے یہان ہین سب توڑ ڈالے
جائین مسجدون کی بنیاد پڑی سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا چہار طرف آوازۂ ان کی بلند ہوئی دوسرے دن
صاحبقران شہر سے باہر تشریف لاے بارگاہ مین و نگل شوکت پر متمکن ہوے عمرو سے کہا کہ خواجہ کہو لقاے بوم خصال
کدھر بھاگ کر گیا عمرو نے کہا ظاہر ہے کہ فرعونیہ کو گیا ہوگا اور حمزہ ہم آپ تو سب آفت مین گرفتار تھے کسیکو تن بدن کا ہوش تھا
اب خبر منگواتا ہون کہ کہان جاکر ٹھہرا کسنے دامن پناہ دیا فرمایا جلد خبردارون کو روانہ کرو اور تاکید کرو کہ جلد خبر لائین عمرو نے اُسیوقت ہرکارون کو روانہ کیا

اب داستان اُس بد خصال یعنی لقاے بوم خصال کی بیان کیجاتی ہے پہونچنا اسکا دربند قنطوریہ مین اور باغی ہونا فرعون سے اور گرفتار ہو کر جانا لقا بدار فیلبند فیل سوار کے ہاتھون فرعون کے پاس

کہ لقا بھاگا بھاگ کر قریب دربند قنطوریہ کے پہونچا بادشاہ یہانکا قنطور شاہ ہے اور لقابدار قنطورہ پوش کہ چارون
لقابدارون کا افسر ہے وہ یہان کا مالک ہے قنطور شاہ اسکا تابعدار ہے جب اُسنے سنا کہ لقا سب دربندون سے شکست کھا کر
اب یہان آیا ہے اُسنے قنطور شاہ سے کہا کہ مین جاکر خداوند فرعون شاہ سے حال لقا کا بیان کرتا ہون جیسا حکم خداوند کا
ہوگا ویسا تم کرنا ابھی اسکی ملاقات کو بھی نہ جانا یہ کہکر روانہ ہوا اور جاکر فرعون شاہ سے حال زمرد شاہ باختری کا بیان کیا
فرعون سنکر نہایت برہم ہوا کہا کہ ہمنے اپنا نائب ملک باختر مین اسکو کیا یہ ہمکو بھولکر اپنی خدائی چمکانے لگا ویسا ہی خراب
ہوا فرقہ خداپرستان کے ہاتھ سے ذلیل ہوا خیر جاؤ شقہ ہمارا لیے جاؤ عاد زرہ پوش ایک سردار زبردست روزگار ہے
اُس سے کہنا کہ تو یہ جاکر لقا کو دے اور اُسے اپنے ساتھ لے آ عاد زرہ پوش بارہ ہزار زرہ پوش اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا
جب قنطور کوہ مین پہونچا قنطور شاہ سے ملاقات کی حال بیان کیا یہ دونون شریک ہو کر لقا پاس روانہ ہوے
یہان لقا بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے گرد سرداران وزرا باندھے بیٹھے ہین بختیارک سے لقا کہہ رہا ہے کہ ای شیطان درگاہ

کوئی دربند قنطوریہ سے ہمارے لینے کو نہین آیا نہ فرعون نے کسیکو بھیجا اور ہمین یون فرعونیہ مین اخیر طلب بجاؤنگا
بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی نکوئی آپ پاس ضرور آئیگا یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قنطور شاہ اور
عاد زرہ پوش دونون آتے ہین کہ بعد ایک لمحہ کے وہ دونون سامنے لقا کے آئے سلام کیا لقا نے کرسیان بیٹھنے کو دین یہ دونون
بیٹھے اور عاد زرہ پوش نے وہ رقعہ فرعون کا لقا کو دیا لقا نے اُسے بختیارک کو دیا کہ پڑھ اسے اُسنے باواز بلند اُسے پڑھا
لکھا ہوا تھا کہ ای لقا ہمنے تجھکو اپنا نایب کرکے باختر مین بھیجا تھا تو نے وہان جاکر ہمکو فراموش کیا ہی تو اپنی سزا کو پہونچا خراب تو
ہمارے پاس شکست خوردہ آیا ہی تو عاد زرہ پوش کے ساتھ چلا آ ہم تقصیر تیری معاف کر دینگے بس یہ مضمون سنتے ہی لقا
نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ اُس قرمساق نے اپنا نایب کرکے مجھے بھیجا تھا یہ ایک ملک فرعونیہ کا مالک ہی اور چھوٹا بھائی ہی میرا
اور اسکو یہ غرہ ہی مین اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خدا تھا اور کیا کارخانہ تھا میرا کہ ادنے پیغمبر میرا پانچ سو ملک کا مالک تھا اس
فرعون کی مین کیا حقیقت سمجھتا ہون اور یہ نالائق آپ میرے استقبال کو نہ آیا مین ہرگز نجاؤنگا اور رقعہ لیکر پھاڑ ڈالا
عاد زرہ پوش اور قنطور شاہ دونون بگڑ کھڑے ہوے پکارے کہ ای لقا تو نے خداوند کے رقعے کو ذلیل کیا اچھا نہ کیا وہ
خداوند بری سنیگا تو بہت برہم ہوگا لقا نے اپنے سردارون سے کہا کہ پکڑ لو ان دونون کو لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے انھون نے
بھی تلوار کھینچی تلوار چلنے لگی ہرچند بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ خود سری اچھی نہین ہی تو دامن پناہ لینے آیا ہی تمھین عجز لازم
ہی لقا پکارا او قرمساق تجھے کارخانہ خدائی مین کیا دخل ہی القصہ خوب کشت و خون ہوا یہانتک کہ عاد زرہ پوش اور قنطور شاہ دونون زخمی
ہوکر گرفتار ہوے فوج انکی شکست کھاکر بھاگی لقا نے حکم دیا کہ ان دونون کو اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین اسیر رکھو انکو تو قید کیا مگر کارخانہ خدائی
اپنے درست کیے جہان تماشہ خداوندی ہی ستادکرائی فرعون سے باغی ہوکر بیٹھا مگر لوگ عاد زرہ پوش کے بھاگ کر فرعونیہ مین گئے حال اپنے مالک کے گرفتار
ہونے کا بیان کیا فرعون سنکر برہم ہوا اور نقابدار قلندر فیل سوار قہقہہ کو حکم دیا کہ تو جاکر لقا کو پکڑ لا وہ اُسیوقت چالیس ہزار
سوار سے روانہ ہوا اور لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ نقابدار قہقہہ دندانہ گھسا چلا آیا سلام کیا بعد دعا و ثنا کے بیٹھا اور
نامہ فرعون شاہ کا گذرانا لقا نے نامے کو پڑھوایا مضمون سے آگاہ ہوا نہایت خشمناک ہوکر کہا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہی
اور مجھسے اسطرح کے کلمے لکھتا ہی سردارون مین خردی و بزرگی لازم ہی اُس نامعقول نے میری بزرگی نہ سمجھی تو مین بھی اسکے پاس
نہ جاؤنگا اور کسیطرف چلا جاؤنگا نقابدار قہقہہ نے کہا کہ ای لقا مجھسے تمسے آگے کی ملاقات ہی مین ازراہ دوستی تمھین
سمجھاتا ہون کہ تم خداوند فرعون شاہ پاس دامن پناہ لینے آئے ہو تمھین لازم ہی کہ عجز و انکسار کرو کہ تم خداوند کو برا
کہتے ہو اور اُسکے فرستادہ یعنے عاد زرہ پوش کو قید کیا ہی رہا کرکے اپنے ساتھ لو اور میرے ساتھ چلو بخوشی اور نہین تو
تم مجھے جانتے ہو جیسا مین ہون مجھکو حکم ہی کہ اگر لقا بخوشی آئے تو تو ساتھ لے آنا نہین تو جبرًا قہرًا باندھکر مشکین لے آنا
لقا نے جو یہ کلمے سنے مانند گرمار کے چلایا منہ چقندر کیطرح سرخ ہوگیا پکارا او قلندر قہقہہ خود منڈے تیری کیا طاقت
ہی کہ دیکھنا بھی کم کرسکے اور میرے ساتھ یہ بے ادبانہ کلمے تو کرتا ہی اور اپنے سردارون کیطرف دیکھکر کہا کہ پکڑ لو اس بدحد کو
اور قتل کرو سرداران لقا چہار طرف سے دوڑے نقابدار پکارا کہ تم کیا میری پشم کندہ کروگے مگر معلوم ہوا کہ تم سبکی
شامت آئی ہی یہ کہکر نقاب اپنے منھ پر سے اُٹھائی اور پکارا برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا بس جسنے منھ اُسکا دیکھا
ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا ایک لمحہ بھر مین مع لقا سب بیہوش ہوگئے نقابدار نے اپنے لوگون سے کہا کہ باندھ لو ان سبکو
یہ سنتے ہی سبنے ملکر لقا کو پانسو سردارون سمیت باندھ لیا اسیر غل و زنجیر کرکے اعرابون پر ڈال لیا اور لشکر لقا سے کہا
کہ تم سب ساتھ چلو اور مال اسباب لدوا کر ہمراہ لے لیا اور وہانسے کوچ کرکے داخل شہر فرعونیہ ہوا لقا کو پیچھے چھوڑ کر
آپ خدمت مین فرعون شاہ کی آیا ملازمت حاصل کی اور تمام حال بیان کیا حکم دیا کہ لقا کو ہمارے سامنے لاؤ اور

لشکر اسکا باہر شہر کے اُتارا و بموجب حکم کے لقا اور بختیارک کو سامنے لائے لقا پکارا اسلام میرا اُسیر ہو جو مجھے خداوند برحق
جانے فرعون پکارا کہ او لقا مین نے تجھکو ملک باختر مین اپنا نائب کرکے بھیجا تھا تو خود خدا بن بیٹھا دیکھا کہ کیا ذلت ہوئی تجھے لقا
پکارا او قرمساق دروغ گو تو نے مجھے کب اپنا نائب کیا تھا اور دوڑکر فرعون سے لپٹا وہ لقا سے لپٹا لگی لات مکی چلنے اور
ڈاڑھیان ایک دوسرے کی پکڑے ہوے تھے کبھی لقا اوپر فرعون نیچے اور کبھی فرعون اوپر لقا نیچے دونون کتے کیطرح ہانپتے تھے
دم چڑھے ہوے تھے آخر لقا فرعون کو دبوچ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا لگا گھونسے مارنے اور فرعون پکارا کہ ای بندگان من
مرا در پا مینداز ہی مجھے بچاؤ اور بختیارک اُچھل رہا تھا کہ رہا تھا کہ نکٹی کا ہارے چپٹی کا جیتے کہ لقا بدار قہقہہ نے صورت نحس
اپنی دکھائی لقا بیہوش ہوا اُسنے پکڑ لیا غل و زنجیر مین گرفتار کیا فرعون شاہ کو ہوش آیا حکم کیا کہ اسے لیجاکر زندانخانے مین گرفتار
رکھو بختیارک نے سجدہ کیا اور خوشامد فرعون کی کی باتین بنانے لگا کہ یا خداوند مین نے بہت سا سمجھایا لقا کو مگر وہ راہ راست پر
نہ آیا آخر خراب ہوا فرعون بختیارک سے بہت خوش ہوا اور اُسیوقت خلعت وزارت منگوا کر بختیارک کو دیا اور عیار کو اپنے
بلایا کہ نام اُسکا ہماسے دوندہ ہی اور محرم راز ہی اسکا کہا کہ تو جاکر دریا کے کنارے وہ جو چبوترہ ہی جسپر درخت برگد کا ہی کھڑا ہوکر
پکارنا کہ یا خداوند مشمش جادو فرعون شاہ نے آپکو بندگی عرض کی ہی اور عرض کیا ہی کہ آج حضور کلبۂ احزان کو اپنے قدم مبارک سے
منور و ممتاز فرمایے کہ مجھے مطلب عرض کرنا ہی ضرور تشریف لائیے گا ہماسے دوندہ گیا اور چبوترے پر کھڑے ہوکر دریا کیطرف
منھ کیا اور جو کچھ فرعون شاہ نے کہا تھا بیان کیا دریا سے آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ہماسے دوندہ کانپ گیا آواز آئی کہ جو تو نے کہا
وہ ہمنے سن لیا اب تو جا ہملسے پہر رات گئے ہم اُسکے پاس آئینگے ہماسے دوندہ نے آکر پیغام فرعون کو پہونچایا فرعون نے سرشام سے
صحبت آراستہ کی پہر رات گئی ہو گی کہ لکہائے ابر پیدا ہوے اور تمام شہر فرعونیہ پر چھائے آہستہ آہستہ قصر فرعون کیطرف
چلے جب نزدیک پہونچے دھوان سیاہ نکلا اور ایک صورت مہیب اُسمین سے ظاہر ہوئی کہ قد تو پچاس ایچ کا اور دو شاخین سر پر بال
سر پر سانپونکی قسم سے لپٹے ہوئے معلوم ہوتی ہین کان مین مندرے پڑے ہوے بت شانے سے کہنی تک بندھے ہوے سرخ نافتی کا
لنگ بندھا ہوا ڈوپٹہ بہت بھاری اوڑھے ہوے جھولی کھاروے کی لگی ہوئی اُسمین اسباب سحر موجود جنیو گلے مین پڑا ہوا
فرعون کے پاس آیا لوگ ڈر کر بھاگے مگر فرعون نے جو اُسکو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا اسلام کیا ہاتھ اُسکا پکڑکر اپنے تخت پر اپنی جگہ
بٹھایا اب خلوت ہوگئی دونون شراب محبت پینے لگے فرعون نے حال لقا کا بیان کیا مشمش یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور
کہا کہ ای فرعون تو نے یہ کیا غضب کیا کہ لقا کو اپنے پاس بلایا اسکے عقب مین ایک اژدہا ہے ہفت سرا آتا ہی اُسکے ساتھ ایک عیار
ہی کہ شہر کے شہر ساحرون کے اُسنے غارت کردیے ہین ہم نے اُسکی دہشت سے دریا مین رہنا اختیار کیا ہی میری بہن ملکہ واہمہ جادو کو
چاہ الماس مین گھسکر مارا فرعون نے کہا کہ ای مشمش جادو مجھسے خطا ہوئی اب مین لقا کو نکالے دیتا ہون ساحر مشمش نے
کہا کہ ای فرعون اب نکالنا اُسکا اور بُرا ہی اور خداپرست اب تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے اور تو نے ایک تو لقا کو بلایا بڑا بھائی تھا تیرا
اُسکی عزت و آبرو کی ہوتی نہ کہ تو نے اُسکو قید کیا خیر جو کچھ تو نے کیا خوب کیا اب جلد اپنے اُمرا و رؤسا کو بھیجدے کہ اُسکو سمجھاوین
کہ ای لقا چلکر خداوند کو سجدہ کر کہ مقدمہ تیرا درست ہوجاے اور خداوند اقرار کرتا ہی کہ اگر تو آکر مجھے سجدہ کریگا تو قدرت
اپنی تجھے دکھاؤنگا چند روز مین تیرے بندگان خوابی کو نیست و نابود کردونگا اور ملک باختر تجھے دونگا کہ پھر تو بنجار خدائی
کیا کریگا اور اگر تو خردی و بزرگی کو کہتا ہی تو مرتبہ خدائی میرا بڑا ہی اور تیری خدائی برباد ہو چکی یہ سنکر لوگ زندانخانے مین گئے
اور جو کچھ کہنا تھا سب لقا سے کہا اور سمجھایا کہ اگر تم رفاہیت اپنی چاہتے ہو تو چلکر فرعون کو سجدہ کرو کہ مطلب تمہارا جلد
سرانجام پاوے لقا نے کہا کہ مین کبھی اسکو سجدہ نہ کرونگا بختیارک اور منوروزیر نے بہت سمجھایا کہ لقا راضی ہوا اور بختیارک نے
کہا کہ ای لقا چند روز کا یہ کارخانہ ہی خداپرست اسکو مار کر بخاک تیرہ برابر کرینگے پھر وہی تو خدا ہی اور مین تیرا شیطان ہون

اک دو چار روز تماشا دیکھو لے لقا سجدہ کرنے پر راضی ہوا سینے جا کر فرعون سے کہا کہ لقا سجدہ کرنے پر راضی ہی حکم دیا کہ لقا کو حمام کرواؤ اور سرداران سمیت خلعت پہنا کر ہمارے سامنے لاؤ جب لقا صحبت مین آیا دور سے دوڑ کر سجدہ کیا فرعون بہت خوش ہوا لقا کو اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا اور بہت سے تحفے دیئے اور ھنوور وزیر سے کہا کہ جو کچھ مال و اسباب و خزانہ لقا کو درکار ہو بغیر میری اطلاع دیدینا اور ساحر شمشش نے بھی بہت سا تسلی ولاسا دیا کہ خاطر جمع رکھو جو کچھ تمھارا ارادہ ہوگا وہی ظہور مین آئیگا بعد اسکے تخلیہ محض ہوا اور فرعون نے کہا کہ اے شمشش جادو یہ سب جاہ و جلال و دولت و اقبال آپ ہی کے تصدق سے ہی ورنہ مین کیا ہون جو نام خدائی کا لون اندنون بندگان خدائی زمرد شاہ باختری کہ باختر سے تا زبرجد نگار او روہانسے تا فرعونیہ تعاقب مین اسکے آئے ہین اور ملک کے ملک مسخر کر لیے ہین اور ابھی تک تعاقب مین چھوڑتے چلے آتے ہین یہان بھی ضرور آئینگے لہذا آپکو لازم ہی کہ اپنے دست گرفتہ کی دستگیری معقول سمجھیے تاکہ میرے واسطے دن پر دن ترقی ہو ساحر شمشش نے کہا اے فرعون تو خاطر جمع رکھو اور کہا کہ تیری ایسی حفاظت کرونگا کہ بحکم تیرے کوئی شہر فرعونیہ مین نہ آسکیگا ہان جلد کچھ دستے کاغذ کے منگوا اور سبکی وصلیان بنوا ملازمون نے اُسیوقت دستے کاغذ کے لاکر وصلیان تیار کین ساحر شمشش جادو نے ان وصلیون کی بیرقین کاٹ کر تیار کین اور ہر ایک پر اسم سحر لکھا اور کچھ پڑھکر پھونکا کہ اُسیوقت ان بیرقون نے صورت علمون کی پیدا کی اب ساحر شمشش نے کہا کہ ان بیرقون کو لیجا کر گرد شہر کے نصب کرو کہ یہ طلسم ہی جو خدا پرست بغیر حکم تیرے شہر مین آویگا الٹا لٹک جائیگا بعد اسکے کورے برتن مین پانی منگا کر اسم سحر اسپر دم کیا فرعون کو دیا کہ اسے ایک تالاب مین ڈلواؤ کہ پانی اسکا کبھی کم نہوگا چاہے بادشاہ ہفت کشور مع فوج آکر پیے اور جو کوئی چاہے کہ بیرقون سے باہر جائے اُسپر پانی اسی تالاب کا چھڑک دیا جائے وہ بخطر چلا جائیگا اور پھر آئیگا اور اگر کوئی غافل بیرق کے نیچے آئیگا بیہوش ہو جائیگا اور اس پانی کے چھڑکنے سے ہوش مین آئیگا بعد اسکے کہا اے فرعون مجھپر تین مہینے سات دن نہایت سخت ہین کہ اسمین خوف جان ہی اسواسطے مین پوشیدہ ہوتا ہون تاکہ کوئی مجھکو نہ دیکھے جبتک یہ ایام نحس مجھپر سے دور ہون تو اس طلسم کے اندر عیش و عشرت مین بسر کر اگر خدا پرست آئین اُنسے ہرگز نہ لڑنا جب یہ زمانہ نحس نکل جائیگا مین آکر ایک خدا پرست کو زندہ نچھوڑونگا اور اب مجھسے ملاقات نہوگی نہ مین تیرے پاس آؤنگا یہ کہکر اُسیوقت وہانسے غائب ہوگیا فرعون نے بموجب حکم ساحر شمشش جادو کے بیرقون کو تین کوس شہر سے آگے بڑھا کر گڑوا دیا اور پانی ایک تالاب مین ڈلوا دیا اور واسطے آزمائش کے دو ایک آدمیون کو بھیجا وہ بیرقون سے باہر گئے اور پھر جو آئے تو بیہوش ہوکر گر پڑے جب پانی اُنپر چھڑکا تو ہوش مین آئے اور جسپر پانی چھڑک کے بھیجا وہ اچھی طرح چلا گیا اب فرعون ولقا دونون عیش و عشرت مین مشغول ہوے

اب چند کلمے داستان لشکر ظفر پیکر کے اور ایلچی گری رستم خوب بن گرب کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر بعد جشن کے خبر لقا کی سنکر درہ ضیغم سے کوچ کر کے دربند قہوریہ پر تشریف لائے مالک دربند بھی یعنے قسطور شاہ خدمت والا مین حاضر ہوا ملازمت امیر کی اختیار کی از سر صدق مسلمان ہوا شہر مین لیگیا دعوت کی تمام شہر اسلام آباد ہوا بعد اسکے امیر قلعے سے باہر آئے بارگاہ مین بیٹھے منشی عنبر قلم بیضا رقم سیف دوالیدین کو بلایا اور فرمایا کہ نامے کا مسودہ درست کر کے لاؤ کہ ہم دیکھین وہ گیا بموجب ارشاد عالی مسودہ درست کر کے لایا حاضر خدمت کیا اُسے ملاحظہ فرمایا جو لفظ کہ فرعون کا جاہ و جلال سنکر لکھے تھے اُسے کاٹ دیا اور لفظ بڑھا دیا اور فرمایا کہ صبح کو اُسے صاف کر کے لانا اور دربار برخواست ہوتے وقت فرمایا کہ سب صاحب سویرے سے آکر موجود ہون غرض دوسرے دن تڑکے سے دربار معمور ہوا منشی نے نامہ پیشکش کیا مقبل وفادار نے چوکی مخملی لاکر بچھائی اُسپر نامہ خلعت سپر شمشیر جام کلہ عفریت بیڑا پان کا رکھا امیر نے

سب سردارون کیطرف دیکھا اور پکارے کہ ای بہادران حق شناس و دنگل نشینان بارگاہ گردون اساس مین چاہتا ہون
کہ ایک بہادر اس نامہ کو لیکر جائے اور فرعون سے جواب باصواب سکا لیکر آئے کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک گھڑی کے بعد پھر
صاحبقران پکارے کہ ای تہمتنان ظفر پیکر و ای بہادران لشکر تمسے چاہتا ہون کہ ایک شخص اس نامے کو لیکر جائے پھر کوئی نہ بولا
عمرو نے کہا کہ حمزہ کون ایسے مقام خوفناک پر جائے اپنی جان دینے اور ذلت اُٹھانے اول تو راستہ وہانکا مسدود ہی بحکم فرعون
کوئی وہان جا نہین سکتا جسکو وہ بلائے وہ جاتا ہی دوسرے نامے کی شرطین اُس سے ادا کرانا دشوار ہی صاحبقران یہ کلام سنکر
نہایت رنجیدہ ہوے اور ایک لمحہ تامل کرکے آواز دی کہ ای غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کوئی تم مین ایسا نہین کہ اس نامے کو
لیکر فرعون کے پاس جائے اور ارادہ یہ ہوا کہ اگر ابکی کوئی نہ جائے تو ہم خود ایلچی ہوکر چلو مگر افسوس کہ زمانہ کہیگا کہ حمزہ کے اتنے
سردار تھے کوئی اتنا نہوا کہ ایلچی ہوکے آتا یہی خیال تھا کہ رستم خوے بن کرب اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور امیر با توقیر کو مجرا کیا اور عرض کیا
کہ اگر حکم عالی ہو تو یہ غلام نامہ لیجائے امیر نہایت خوش ہوے پاس بلایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا کہ مرحبا صد مرحبا ای رستم تو نے
تمام بارگاہ کی آبرو رکھلی سب سردار حیران ہوے کہ رستم خوے نے بڑا دل کیا اور کرب کی تو یہ حالت ہوئی کہ گھونسہ کلیجے پر لگا
بنگاہ حسرت رستم خوے کو دیکھنے لگا عمرو نے جو دیکھا کہ رستم ایلچی گری پر مستعد ہوا کہا ای حمزہ یہ ایلچی گری کیا جانے نادانستہ اُٹھ کھڑا ہوا
ہی وہان جاکے ذلیل ہوگا نامے کو بھی ذلیل کرڈالیگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ محبت سے یہ کلمے کہتے ہو مگر رستم خوے نے عزت
میری بارگاہ کی رکھلی اور خواجہ عمرو اگر رستم خوے نجاتا تو مین خود ایلچی ہوکر جاتا اور لوگ یہی کہتے کہ کوئی لشکر حمزہ مین اتنا
نہ تھا کہ ایلچی گری کرتا حمزہ خود ایلچی ہوکر آیا یہ سنکر عمرو رو دیا کہا کہ ای شہریار مین نے اسکو اپنا فرزند کیا بہت دوست رکھتا تھا
میری خاطر سے اسے معاف کرو وہان راہ نہین ہی جھنڈے گڑے ہین جو اُنکے نیچے جاتا ہی اُلٹا لٹک جاتا ہی اور ابرو دریا فرعون
کے مشہور ہین ایسے مقام پر طفل ناکردہ کار کا بھیجنا مناسب نہین ہی رستم خوے نے جو یہ کلمہ سنا آگے بڑھکر عرض کیا کہ ای شہریار
با وقار غلام کے باپ نے اور بھائی اُنے کیسا کیسا کام کیے ہین پایۂ عزت بلند کیا ہی اور علم شوکت آسمان پر پہونچایا ہی غلام
بھی چاہتا ہی کہ ایا کوئی کام ایسا کرے کہ جس سے نام ہو یا مارا جائے مین نے سب آفتین اور بلائین وہانکی سنی تھین مگر مین آمادہ مرگ ہوکر
چلا ہون جانتا ہون کہ وہانسے زندہ پھر آنا مشکل ہی درگاہ جناب قدس الہی مین یہی دعا ہی کہ وہان جاکے ہاتھ سے غلام کے
کار نمایان ہو اور نام شہریار کا بلند کرکے جان اپنی نثار کرے صاحبقران نے پھر اُسے گلے سے لگایا اور عمرو سے کہا کہ خواجہ گر
زندگی اسکی ہی تو یہ بخیر و خوبی پھر آئیگا اور قضا ہی تو یہان بھی نہ بچیگا اور رستم خوے نے کہا ای پدر بزرگوار اگر آپ مجھکو نجانے دیجیگا
تو اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مرجاؤنگا عمرو نے کہا کہ جاؤ بیٹا خدا حافظ و نگہبان ہی رستم خوے نے عرض کیا کہ تین روز کی غلام کو مہلت
ملے کہ تدروی اپنی تیاری کرکے جائے فرمایا کیا مضائقہ ہی رستم خوے اُسیوقت اپنے خیمے مین آیا اور رات کو عمرو کے خیمے مین گیا سلام
کیا قدمونپر جھکا تھا کہ عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور کہا ای فرزند اسوقت کیون آئے ہو عرض کیا کہ غلام کو بے سر انجامی سے
نہایت ملال ہی ابھی تک نہ کوئی طلسم مین نے فتح کیا کہ اُسی کا مال ہوتا امیدوار ہون کہ حضور جو کچھ میری شادی مین صرف
کرتے وہ روپیہ لگا کر میری ایلچی گری کا سامان درست کردین کہ مین ساتھ تکلف کے فرعونیہ کو جاؤن اگر زندہ پھرا تو سب مال
آپکا ہی اگر جان اپنی نثار کی تو جانیے گا کہ شادی مین رستم خوے کے صرف ہوا غلام آپکا ہون چاہتا ہون کہ اچھی طرح جاؤن
عمرو رو دیا کہا کہ بیٹا میری جان تیرے کام آئے تو مین موجود ہون سب سر انجام تیرے جانے کا مین درست کردونگا رستم خوے نے کہا
کہ مین چاہتا ہون پانچ ہزار سوار سب نقرہ پوش ہون اور پانچ نشان وہ بھی نقرئی ہون عمرو نے کہا ایسا ہی ہوگا اور تیاری مین
مشغول ہوا ستارون کو بلا کر توڑے روپیون کے دیے اور کہا پانچ ہزار جوان کا اسباب مع مرکب نقرئی تیار کرو دس ہزار ستار
بٹھا دیے کہ دو روز مین کل اسباب تیار ہوگیا عمرو کام کرنے مین مصروف ہی لیکن آنکھون سے آنسو جاری ہین اُدھر اُن

رستم خوے کی اُسے بلایا اور گلے سے لگایا اور خواتین بھی جمع تھین سب رستم خوے کی جوانی پر رو رہی تھین اور حسرت کی
نگاہون سے دیکھ رہی تھین مان نے سر سے پانؤن تک بلائین لین اور کہا بیٹا خدا تجھے بچا کے لائے تو سہنک کرون اور سہاگنون کو
کھلاؤن غرضکہ خواتین مین اک حشر کا سامان تھا ناگاہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ عمرو نے تیاری رستم خوے ایلچی گری کی کی ہی کل
جلوہ جائیگا فرمایا کہ سر راہ راؤٹی استادہ ہو کہ ہم وہان بیٹھکر تماشا دیکھینگے القصہ صبح کو امیر عالی مقام مع بادشاہ اسلام و فرزندان
با اکرام جا کر بیٹھے کہ دیکھین ایلچی کس شان و شوکت سے جاتا ہی سب انتظار مین بیٹھے تھے کہ سواری رستم خوے کی نمودار ہوئی
پانچ ہاتھی نشان کے آگے آگے جھومین نقرئی انپر پڑی ہوئین فیلبانان علمدار بھی نقرہ پوش مستکونپر ہاتھیون کے آئینہ بندھے ہو
زنجیرین نقرئی اُنکی سونڈون مین لپٹی ہوئی اور پیچھے اُنکے نوبت کے ہاتھی اُسی تیاری سے اور ہتھنالین شتر نالین چھٹی ہوئین اور
خاصبردار برچھی والے سب دریاے نقرہ مین غوطہ مارے ہوسے اور پیچھے اُنکے مرکب باساز و یراق نقرہ اور رستم خوے سر سے
پانؤن تک دریاے نقرہ مین غوطہ مارے اور سب سوار بھی نقرہ پوش اور جب باگ گھوڑونکی لیتے ہین نال نقرہ سمون سے جھڑتے ہین
اور عکس آفتاب جو اُنپر پڑتا ہی تو ہزارہا چاند زمین پر پڑے معلوم ہوتے ہین اور پھر وہ غائب ہو کر سمون مین نصب ہو جاتے ہین
صاحبقران یہ سامان دیکھکر بہت خوش ہوے بادشاہ اسلام نے خلعت عمرو کے ہاتھ رستم خوے کو بھیجا اُسنے سلام کیا نذر
گذرانی مگر پاس ادب بادشاہ سے رستم خوے پیدل ہوا نوبت بجنا موقوف کروادی بادشاہ نے فرمایا ای رستم خوے ہماری
خوشی یہ ہی کہ تم ہمارے سامنے سے نوبت و نقارہ بجاتے ہوے جاؤ ہمنے معاف کیا رستم خوے سلام کر کے مرکب پر سوار ہو کے
روانہ ہوا امیر وہانسے اُٹھکر بارگاہ مین آے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ساتھ رستم خوے کے خفیہ نویسی کے لیے جاؤ عمرو نے
کہا ای شہریار احوال وہانکا سنکر کوئی جا نہین سکتا فرمایا کہ خواجہ کئی مرتبہ تمنے یہی کہا مگر مفصل حال وہانکا نہین بیان کیا کچھ کہو
عرض کیا ای شہریار قلعہ فرعونیہ سے تین تین کوس آگے جھنڈیان نزدیک نزدیک کھڑی ہین جو کوئی اُنکے نیچے جاتا ہی اُلٹا
لٹکجاتا ہی فرمایا کہ اگر تم نہین جاسکتے تو خدمت اخبار کی اور کسیکو دو وہ جائیگا عمرو بولا جسکو چاہیے عنایت کیجیے امیر نے
خلعت اور ایک توڑا اشرفیون کا منگاکر رکھا اور پکارے کہ ای عیاران لشکر اسلام خواجہ خدمت اخبار سے دست بردار
ہوے جسکا جی چاہے یہ خلعت اور روپیے اور رستم خوے کی خبر کو جاے سمک یلطاقی خشت زرین سے کودا سامنے آیا دست بستہ
عرض کی ای شہریار غلام یہ خدمت بجا لائیگا بس عمرو سمک کو دیکھتے ہی آگ ببولا ہو گیا دوڑکر خلعت اور روپیہ توڑا اٹھا لیا کہا او حرامزادے
کبھی بھی تو نے کوئی کام کیا ہی امیر با توقیر سے کہا کہ خیر اب تو یہ خدمت مین بجا لاتا ہون بعد اُسکے اختیار ہی جسے چاہیگا دیجےگا یہ کہکر
عقب مین رستم خوے کے روانہ ہوا لیکن رستم خوے جو نواحی فرعونیہ مین پہونچا عیارون کو کہا کہ تم آگے جا کر رہگذر شہر فرعونیہ
اور مجلس فرعون کی خبر لاؤ عیار موافق حکم کے روانہ ہوے جب قریب پہونچے دیکھا کہ علمہاے رنگارنگ چہار طرف شہر
فرعونیہ کے زمین مین گڑے ہین حیران ہوے کہ یہ علم کیسے ہین متردد ہین کہ یہ کیفیت اسکی کیونکر دریافت کرین کہ دیکھا ایک
لکڑہارا چلا آتا ہی عیار اُسکے قریب گئے اور چپیتا یار بنایا نقل و شیرینی وغیرہ اُسے دی اور کہا کہ یہ سامری کی نذر کی ہی وہ کھاتے
اُسیوقت بیہوش ہوا عیار وہانسے اُٹھاکر ایک گوشے مین لاے ہوشیار کیا اور پوچھا کہ یہ علم کیسے گڑے ہوے ہین لکڑہارے
کہا کہ مین یہان کا رہنے والا نہین ہون مجھکو حال اسکا معلوم نہین ہمارے پیچھے کھینچکر اُٹھے کہ جیسے تو مکر کرتا ہی نہ بتائیگا تو ابھی سے تجھے
مار ڈالینگے یہان سے لکڑیان لیجاکر شہر مین بیچتا ہی اور کہتا ہی کہ مین یہان کا رہنے والا نہین ہون اُسنے مارے خوف کے کہ جان جاتی ہی
سب حال بیان کیا عیار یہ سنکر نہایت غمگین ہوے اُسے تو چھوڑ دیا اور ہر چند چاہا کہ کسیطرح داخل شہر ہون ممکن نہوا بس
توکل خدا پر کر کے روانہ ہوے جب سایہ مین علمون کے پہونچے بیہوش ہو کر گر پڑے اُلٹے لٹک گئے بعضون نے جتنے آتشبازی کے
پاس تھے علمون کو جلادین کچھ نہوسکا اسیر ہو گئے لوگون نے شہر فرعونیہ کے جو اُنھین دیکھا کہ دو تین عیار بیہوش اُلٹے پڑے ہین

آگرا وروں سے ذکر کیا رفتہ رفتہ یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہوگئی ہمارے دو نامی عیار فرعون نے جو سنا اسیوقت جا کر دیکھا
کہ عیار بیہوش پڑے ہیں پہچانا کہ یہ عیار لشکر اسلام کے ہیں حقیقت سے حلقوں کے آگاہ تھے یہاں پہونچکر غضب فرعون میں
گرفتار ہوے جا کر خدمت فرعون میں عرض کیا کہ چند عیار حلقوں کے نیچے بیہوش پڑے ہیں معلوم نہیں کون ہیں مگر لباس
وصورت سے انکی معلوم ہوتا ہی کہ عیاران لشکر اسلام سے ہیں جو انکے حق میں ارشاد ہو وہ عمل میں لایا جائے فرعون نے
حکم دیا کہ انھیں ہمارے سامنے لاؤ ہما عیار گیا اور انھیں اٹھوا لایا فرعون نے کہا کہ انھیں ہوش میں لاؤ اسیوقت
تالاب سے پانی آیا اور منھ پر ان عیاروں کے چھڑکا گیا کہ وہ ہوش میں آئے اٹھے صحبت غیر دیکھی لوگ بہادر و شجاع بیٹھے دیکھے
اور ایک گبر قوی ہیکل کو تخت پر بیٹھے دیکھا لقا اور بختیارک کو پہچانا معلوم کیا کہ یہ مجلس فرعون کی ہی ہاتھ باندھکر کھڑے
ہوے فرعون نے کہا سچ بتاؤ تم کون ہو جو سچ کہا تو جان بخشی کرونگا اور دروغ بولے تو بغیر مارے چھوڑونگا عیاروں نے
دیکھا کہ اگر سچ نبولے تو مفت جان گئی عرض کیا یا خداوند ہم سب خدا پرست ہیں نوکر ہیں رستم خوے بن کرب کے ہم آئے تھے
کہ حال شہر کا اور آمد و رفت دریافت کر کے اپنے آقا سے بیان کریں فرعون نے کہا کہ رستم خوے کون ہی اور کسلیے خبر یہاں کی
منگوائی ہی عیاروں نے عرض کی کہ رستم خوے جو نواسا ہی صاحبقران کا وہ امیر کیطرف سے برسم ایلچی گری یہاں آیا تھا
ہم اسکے بھیجے ہوے یہاں آئے تھے گرفتار ہوگئے یہ سنکر فرعون نے کہا کہ یہ لوگ غریب ہیں اور نوکری انکی یہی ہی کہ
خبر نیک و بد دریافت کر کے اپنے آقا کو پہونچاتے صیغہ نوکری کا قائم کیجیے اور انکو خلعت و زر دے کر چھوڑ دے بختیارک نے
عرض کیا یا خداوند یہ لوگ قابل خلعت نہیں ہیں انکو قتل کیجیے کہ پھر کوئی یہاں نہ آئے فرعون نے کہا یہ حالت جو لقا کی ہوئی
تیرے مشورے سے ہوئی میں خداوند ہوں ایک عالم کو پیدا کیا ہی تیرے کہنے سے ان عیاروں کو کہ خبر پہونچانے والے ہیں
چہار طرف کی کبھی نہ قتل کرونگا اگر مار ڈالونگا تو نام میرا بھی بہ بدی مشہور ہوگا کہ فرعون کیسا عادل تھا کہ بےگناہ
عیاروں کو قتل کیا بہتر یہی ہی کہ انپر شفقت کر کے رخصت کروں کہ جا کر اپنے آقا سے تعریف میری خداوندی کی کریں
یہ کہکر خلعت منگواے عیاروں کو دیے اور زر نقد بھی عطا کیا اور سمجھا دیا کہ جو کوئی بے اطلاع میری یہاں آئیگا وہ اسیطرح
گرفتار ہو جائیگا اور رستم خوے سے کہدینا کہ خبر تمہاری خداوند کو پہونچ گئی ہی ابھی جھنڈیوں کے اندر آنے کا ارادہ نہ کرے
جب آدمی ہم بھیجیں تو انکے ساتھ چلا آئے لیکن تنہا آئے لوگوں کو اپنے وہیں چھوڑ آئے اگر خود آرائی کریگا تو اسیطرح
گرفتار ہوگا جو کچھ کہ طریقہ مروت کا تھا وہ میں نے سمجھا دیا اور ہما عیار سے کہا کہ انکو اپنی سرحد سے باہر کر آؤ ہما نے ان عیاروں کو
لا کر اپنی سرحد سے باہر کر دیا کہا کہ جاؤ وہ رخصت ہو کر راہی ہوے اور رستم خوے کی خدمت میں پہونچکر تمام حال بیان کیا
مگر رستم خوے ایکدن مقام کر کے دوسرے دن سامنے جھنڈیوں کے آیا گھوڑے کو روکے کھڑا تھا کہ عمرو بھی خدمتگار بنا ہوا
وہاں پہونچا رستم خوے کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اسنے کہا کہ ارے تو کون ہی جو باگ پکڑتا ہی چھوڑ دے عمرو نے کہا اے فرزند
میں ہوں عمرو بن امیہ ضمری رستم خوے نے کہا کہ بابا جان میں کہانتک رکا ہوا کھڑا رہوں عمرو نے کہا دو چار سواروں کو
نیچے جھنڈیوں کے بھیج کہ حال اس جگہ کا معلوم ہو جاے رستم خوے نے دس سواروں کو روانہ کیا سوار جھنڈیوں کے
نیچے پہونچے بیہوش ہو کر گر پڑے الٹے لٹک گئے رستم خوے یہ حال دیکھکر متحیر ہوا کہا کہ اے پدر بزرگوار میں کیونکر فرعون کے
پاس جاؤنگا عمرو بولا اسیواسطے کسی سردار نے آنے کا اقبال نہیں کیا کیسے کیسے سردار بارگاہ حمزہ میں تھے بیٹا یہاں کارخانہ
سحر کا ہی بے تامل کام کرنا خوب نہیں ہی کہ ان عیاروں نے عرض کی کہ ای شہریار ہمسے فرعون نے کہدیا تھا کہ ہم کسیکو بھیجیں
تو اسکے ساتھ ایلچی آئے عمرو نے کہا کہ سنا تو نے تامل کرنا لازم ہی دیر آید درست آید رستم خوے چپکا کھڑا ہوا ہی لیکن یہاں
فرعون نے بعد رخصت کرنے عیاروں کے بختیارک سے پوچھا کہ ایلچی کسے کہتے ہیں بختیارک نے عرض کیا کہ حمزہ ایک

شخص زبردست کو واسطے آزمائش کے بھیجتا ہی کہ نا دہ جا کر دیکھہ آئے کہ وہان پہلوان کیسے کیسے ہین اور ایلچی آتا ہی تو کشتی
کرتا ہوا زبردستی اپنی دکھاتا ہوا اور آداب نامے کے بیان کیے کہ یہ سب ادا کرتا ہی جب نامہ دیتا ہی فرعون یہ سنکر
حیران ہوا کہا کہ ای بختیارک پھر کیا کرون بختیارک نے کہا کہ یا خداوند چاہیے تو یہ کہ کسیکے ہاتھ ایلچی سے نامہ منگوا لیجیے
اور نامہ نہ دے تو تنہا اُسے بلا لیجیے فرعون نے قلندر فیل سوار قہقہہ کیطرف دیکھا اور کہا کہ تم پانچ ہزار سوار ساتھ لیکر
جاؤ اگر ایلچی تمھین نامہ دینے پر راضی ہو تو نامہ لے آؤ نہین اُسے تنہا اپنے ساتھ لے آؤ کہ اتنے مین وہ سوار جو بھیجے ہوئے
رستم خوے کے بیہوش ہوئے تھے ہما عیار اُٹھوا کر سامنے لایا کہا کہ انھین رہنے دو اور نقابدار کو روانہ کیا وہ اپنے لوگون
سمیت روانہ ہوا یہان رستم خوے کو عرصہ جو ہوا اسے اضطراب ہوا عمرو سے کہا کہ ابھی تک کوئی لینے نہین آیا مین کب تک
کسیکا انتظار کرون جو کچھ ہو مین جاؤنگا اگر گرفتار ہونگا تو بھی فرعون کے پاس پہونچونگا مطلب اسکے پاس پہونچنے سے
ہی عمرو نے کہا ایک گھڑی بھر اور توقف کرو عمرو ہر مرتبہ روکتا ہی اور رستم خوے جلدی کرتا ہی کہ ایک مرتبہ نقابدار معہ فیل سوار
نمایان ہوا عمرو نے پکارا دیکھو ای رستم خوے وہ نقابدار آپہونچا مگر نقابدار نے جھنڈیونسے باہر آکر رستم خوے صاحب سلامت کی
پوچھا کہ تو ہی ایلچی ہو کر آیا ہی کہا کہ ہان اُسنے کہا کہ لا نامہ خداوند پاس لیجاؤن اور اُسکا جواب لا دون رستم خوے نے
کہا مین نامہ فرعون کے ہاتھ مین دونگا اور کسیکو نہ دونگا نقابدار نے کہا تو تنہا میرے ساتھ چلنا ہوگا رستم خوے نے کہا
مین کسیکو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤنگا معلوم ہوا کہ خداوند تمھارا ڈرتا بھی ہی نقابدار نے کہا تم سچ کہتے ہو ایلچی کوئی خداوند کے پاس
جا نہین سکتا تیری خاطر ایسی عزیز ہی کہ تجھے تنہا بلایا ہی رستم خوے نقابدار کے ساتھ ہوا سب لوگون کو اپنے وہین چھوڑا
بعض لوگ کہ جانباز و سرفروش تھے انھون نے گھوڑے اُٹھائے کہ ساتھ اپنے آقا کے جائین لیکن جو زیر علم پہونچا
بیہوش ہو کر گر پڑا نقابدار پکارا کہ صاحبو یہ بارگاہ زمردشاہ اور زبرجدشاہ کی نہین ہی یہ بارگاہ فرعون شاہ کی
ہی بغیر اُسکے حکم کے کوئی نہین جا سکتا بلکہ پرندہ پر نہین مار سکتا وہ سوار کہ بیہوش ہوئے تھے اہل اسلام نے کمندین
مار مار کر کھینچا اور اپنے لشکر مین لائے رستم خوے نقابدار کے ساتھ روانہ ہوا مگر عمرو حیران ہی کسطرح پیچھے رستم کے
جائے اور خبر دریافت کرے آئے ارادہ کرتا ہی پھر فکر کر کے رہجاتا ہی کہ ایک شہدے کو گلیم عیاری اُڑھا کر کہا کہ
ان جھنڈیون کے نیچے انگوٹھی میری پڑی ہی اُٹھا لا تجھے پانچ روپے دونگا اور مطلب یہ کہ اثر گلیم کا دیکھے کہ
یہان بھی اسکا اثر ہی یا نہین شہدا جسوقت جھنڈیون کے نیچے پہونچا ایک جھونکا ہوا کا ایسا آیا کہ گلیم تو اُڑکر الگ
جا پڑی وہ بیہوش ہو کر گرا اُلٹا ہو کر لٹک گیا عمرو یہ دیکھکر بہت ڈرا گلیم تو اپنی پیٹ سے اُٹھالی اور دعا مانگنے لگا
کہ پروردگار مجھکو بھی رستم خوے کے پاس پہونچا کہ اگر خبر نہ پہونچاؤنگا تو خدمت اخبار کی نکلجائیگی اور ذلت بھی ہوگی
حالت اضطراب مین دعا مانگ رہا ہی کہ ایک مرد پیر نے پشت سے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای نظر کردہ ہفت پیغمبران
حیران کیون کھڑے ہو عمرو ڈرا کہ ایسا نہو یہ کوئی بلا ہو مثل مشہور ہی کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہی کہا کہ
آپ کون ہین کہا تجھکو اس سے کیا مطلب مین تیرا دوست ہون کہا کہ مجھے آپ سے خوف معلوم ہوتا ہی نام اپنا بیان کیجیے
کہا کہ نام میرا ادلوس جنی ہی عمرو نام اسکا سنکر خوش ہوا کہا کہ رستم خوے ایلچی ہو کر گیا ہی مین اُسکی خفیہ نویسی کو
جا نہین سکتا ادلوس جنی نے کہا کہ خاطر جمع رکھو سہل مین پہونچ جاؤگے مین پہلے سے سمجھا تھا کہ ایلچی صاحبقران کا
فرعون پر جائیگا خواجہ بھی ضرور ہمراہ ہونگے اور جانا انکو دشوار ہوگا مین اسیواسطے یہان آیا تھا یہ کہکر آبخورہ پانی کا
بغل سے نکالکر عمرو کو دیا کہ اسکو اپنے پاس رکھیے اور تھوڑا سا اس پانی مین سے پی لیجیے کچھ اپنے اوپر چھڑک لیجیے اور
بسم اللہ کہکے چلے جائیے کچھ ضرر آپ کو نہوگا یہ کہکر ادلوس چلا گیا عمرو وہ پانی اپنے اوپر چھڑک کر روانہ ہوا صاف

نکلا چلا گیا صورت ایک خدمتگار کی بنکر رستم خوے کے ہمراہ ہوا لیکن رستم خوے جو ہمراہ نقابدار کے سیر شہر فرعونیہ کی کرتا ہوا پہنچے
گنبد مینا کے پہونچا نقابدار سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی اُسنے کہا یہ نشستگاہ فرعون شاہ ہی وہانسے آگے بڑھا دروازہ قیطول تک
پہونچا دیکھا کہ دیوارین قیطول کی سنہری اور روپہلی گنگا جمنی ہین ایک اینٹ تو سونے کی ہی اور اینٹ چاندی کی ہی اور گرد حاشیہ
لاجورد کا ہی اور تمام عمارت زرنگار ہی لعل و یاقوت و فیروزہ والماس کے نگینے نصب ہین اور عجائبات دنیا کے وہان موجود ہین
اور دروازے پر دونون طرف نقابدار صف باندھے کھڑے ہین اور ہر نقابدار کے ساتھ چالیس چالیس ہزار آدمی ہین اور
اوپر قیطول کے سات ٹکڑے ابر کے ہفت رنگ قائم ہین اور شعلۂ آتش اُسمین سے نکل رہے ہین اور نیچے قیطول کے سات
نہرین پانی کی سات رنگ کی بھری ہوئی ہین رستم خوے دیکھکر متفکر ہوا نقابدار سے پوچھا کہ یہ ابر و دریا کیسے ہین اُسنے کہا کہ
وہ ابر رحمت و غضب ہین اور یہ دریاے غضب و رحمت ہین حکم خداوند سے ساتھ ایک ایک لکہ ابر کا محیط عالم ہو جاتا ہی اور
یہ نہرین ایک دریاے عمیق ہو جاتی ہین اُدھر عیار نے قیطول پر جاکر فرعون سے عرض کیا کہ نقابدار ایلچی کو لے آیا وہ زیر
قیطول حاضر ہی کہا ایلچی کو ہمارے سامنے بلاؤ ہمارے دو بندہ نے آکر نقابدار سے کہا کہ خداوند نے ایلچی کو بلایا ہی نقابدار
رستم خوے کو ساتھ لیکر قیطول اول پر آیا دیکھا رستم خوے نے کہ ہزار سردار زرہ پوش کھڑے ہین اور طبقۂ دوم مین
تمام ارکان دولت امیر و وزیر حاضر ہین اور تیسرے طبقے مین لقا بختیارک منور وزیر روشن تاجدار وغیرہ بیٹھے ہین اور
فرعون شاہ چالیس زینے کے تخت پر بیٹھا ہی اور وہ تخت سونے کا ہی جواہر اُسمین نصب ہین مگر بہت بیش قیمت رستم سامنے
فرعون کے آکر پکارا کہ سلام میرا اُسپر ہی جو خدا کو واحد جانے اور پیغمبر کو اُسکے برحق سمجھے یہان تو کسی نے جواب سلام
نہ دیا غیب سے جواب سلام آیا تمام کفار نے بل کھایا مگر رستم خوے نے دیکھا کہ سب بیٹھے ہین تیر بیٹھنے کو جگہ نہین نہ کوئی دنگل
خالی نظر آتا ہی دہنی طرف فرعون کے سپہ سالار دست راست کامدہوش کوہ پیکر بیٹھا تھا دو ساقی اسے شراب پلا رہے تھے
اور وہ فرعون کو بھی خیال مین نہ لاتا تھا رستم خوے نے اُسکے پاس جاکر سلام کیا اور کہا کہ ای بہادر ایک پہر کیواسطے جگہ
اپنی خالی کر دے کہ مین بیٹھکر جواب و سوال کر کے چلا جاؤن پھر تو اپنے مقام پر بیٹھ جانا اُسنے بختیارک سے آنکھ ملائی کہ
مین دنگل پر سے اُٹھ جاؤن اسنے اشارہ کیا کہ خبردار نہ اُٹھنا ورنہ ذلیل ہوگا مدہوش کوہ پیکر نے رستم خوے سے کہا
ای لڑکے تمام بارگاہ مین تو مجھی کو ذلیل سمجھا ہی جو دنگل سے اُٹھاتا ہی مین نہ اُٹھونگا جا کہین اور بیٹھ رستم خوے نے کہا
مین زبردستی تجھے اُٹھاؤنگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ اُٹھ اُسنے چاہا کہ رستم خوے کا ہاتھ پکڑے کہ رستم خوے نے جلدی سے
ایک ہاتھ تو ہاتھ مین دیدیا دوسرے ہاتھ سے گھونسا شقیقی پر مارا کہ کہنی سمیت ہاتھ رستم خوے کا سر مین اُسکے گھس گیا مغز
شق ہو گیا وہ شقی تڑپ کر واصل جہنم ہوا رستم خوے نے لاش اُسکی ٹانگ پکڑکر پھینک دی اور آپ اُسکے مقام پر بیٹھا
جتنے پہلوان تھے لرز گئے فرعون شاہ نے کہا ای بندگان من دیدی قدرت مرا یہ مدہوش کوہ پیکر مجھکو بھی خیال مین
نہ لاتا تھا دیکھا کہ ایلچی کے ہاتھ سے ایک گھونسے سے مروا ڈالا سبنے کہا یا خداوند تجھکو بھولنا ایسا ہی ہوتا ہی ادھر رستم خوے نے دنگل پر بیٹھکر
اہل دربار سے آنکھ ملائی سبنے نگاہ نیچی کر لی اب رستم خوے نے نعرہ کیا کہ منم نامہ دار حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان فرعون نے
کہا کہ لاؤ نامہ رستم خوے نے کہا کہ پہلے شرطین نامے کی ادا کرو تو نامہ ملے پوچھا کیا شرطین ہین کہا پہلے نثار نامہ بعد اُسکے نثار
مجھ پر سے فرعون نے حکم دیا کہ لاؤ خوان نثار نامے کے واسطے اُسیوقت خوان حاضر ہوے کہا دو ایلچی کو رستم خوے بولا لٹا دو
کہ غریب و فقیر لوٹ لیجائین اُسیوقت خوان لٹنے لگے عمرو جو خدمتگار کی شکل بنا ہوا کھڑا تھا دیکھا کہ مفت خور لوٹنے کو دوڑے بس
عمرو نے جال حضرت الیاس کا نکالکر مارا کہ پگڑیان تک لپٹ آئین تمام مال سمیٹ کر زنبیل مین رکھ لیا کسیکے ہاتھ کچھ نہ لگا بلکہ پگڑیون سے
خوب جوتا چلا فرعون نے کہا کہ نکالو قرمساقون کو اتنا مال لوٹ چکے اور پھر لڑ رہے ہین بختیارک نے کہا کہ ان بیچارون کے ہاتھ

کچھ نہین لگا اور پگڑیان گھاتے مین گئین فرعون پکارا کہ پھر کون لیگیا کیا جنکا حق تھا وہ لیگئے پوچھا کہ وہ کون ہی کہا کہ بعد نامہ بر کے
جانے کے عرض کرونگا فرعون چپ ہو رہا ایلچی سے کہا اب تو نامہ دے کہا کہ ابھی کچھ شرطین باقی ہین بولا کیا شرطین ہین کہا کہ سات
قدم پیشوائی نامے کی اور تین استقبال میرے اور سات سلام نامے کو اور تین سلام مجھے کرو اور دونون ہاتھ پھیلا کر سامنے
آؤ تو مین نامہ دون یہ سنتے ہی فرعون نہایت برہم ہوا کہا کہ ای ایلچی یہ باتین بادشاہ کرتے ہین خداوند نہین کرتے ہین رستم خو
پکارا کہ بغیر اسکے نامہ نہ دونگا فرعون نے غصے سے کہا کہ ارے نامہ چھین لو لوگ دوڑے مگر رستم خوے بن کرب نے دنگل پر سے
جست کر کے تخت پر فرعون شاہ کے آیا اور ایک طمانچہ مارا کہ فرعون گرا رستم خوے چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا اور خنجر ناف پر رکھدیا
اور کہا کہ اب چھنوا لو نامہ فرعون نے اپنے کو مجبور پاکر کہا ای ایلچی جو تو کہیگا وہی کرونگا کہا کہ استقبال کر اُسنے کہا کہ مجھے چھوڑ دے
تو استقبال کرون رستم خوے نے کہا کہ اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون جبتک جواب نہ لیلونگا ہرگز نہ چھوڑونگا اسنے کہا پھر نامے کا
استقبال کیونکر کرون کہا کہ تخت اپنا یہانسے اُٹھوا اور وہ دس قدم آگے بڑھا کر رکھا جاے تو نامہ دون اسیوقت فرعون نے
حکم کیا کہارون کو کہار وہان کہان تھے فرعون کے سردارون نے ملکر تخت اُٹھایا لا کر دس قدم پر رکھا اب رستم خوے نے کہا کہ
سلام نامے کے اور میرے بجالا اسیوقت فرعون نے تسلیمین کین اب نامہ دیا فرعون نے بختیارک سے کہا کہ پڑھو اسنے آواز بلند
پڑھنا شروع کیا بعد تعریف آلہی اور نعت رسالت پناہی کے مرقوم تھا کہ ای فرعون تجھے لازم ہی کہ دعوی خدائی کا جو کرتا ہی اس سے
باز رہ بادشاہی کر کہ خدائی خلاق جہان کو مسلم ہی کفر کو ترک کر دین اسلام اختیار کر اور لقا بختیارک فرامرز وغیرہ کو
کہ میرے دزد ہین انکو باندھکر اپنے ساتھ لے آ در دولت پر حاضر ہو اور اگر خلاف اسکے کیا تو سوا مرگ کے چارہ نہین ہی یہ نامہ
واسطے سمجھانے کے لکھا ہی دیکھ کہ لقا اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خدا اسنے باطل تھا اور زرہ جد شاہ مالک پردہ ظلمات تھا
نصیحت پر میری عمل نہ کیا کسی طرح کو پہونچے اگر تونے بھی خلاف کیا تو اس سے بدتر تیرا حال ہوگا قطعہ اگر بشنوی انچہ کردم پیام
تمناے ملک تو بر من حرام ❊ دگر نشنوی روز یابی گزند ❊ بتیر انشنوانم بہ تنگ بلند ❊ فرعون نے یہ سنکر اپنے ہاتھ سے پشت پر
نامے کے جواب جنگ لکھدیا اور رستم خوے کو دے کر کہا کہ لیجا رستم خوے نے کہا تو چلکر مجھے جھنڈیون کے باہر پہونچا دے
تو چھوڑونگا فرعون نے کہا ای ایلچی مین وہان تو نہ جاؤنگا رستم خوے نے نوک خنجر غرق کی کہ بلبلا گیا کہا اچھا چلتا ہون تجھے
پہونچاے دیتا ہون اور حکم کیا کہ ارے تخت میرا اُٹھاؤ تخت اسکا کہارون نے آکر اُٹھایا کوئی ہزار بارہ سو کہار لگے ہوے
تھے رستم خوے اُسیطرح چھاتی پر سوار آگے آگے تخت فرعون کا پیچھے انبوہ خلائق ہر ایک کہ رہا تھا کہ جس روز سے فرعون نے
خدائی کی کبھی ایسا ذلیل نہوا تھا کہ آج ہاتھ سے ایک ایلچی کے جیسا ذلیل ہوا اب قلعے کے دروازے پاس پہونچا کہا کہ ای ایلچی
اب تو مجھے چھوڑ دے رستم خو بولا کہ جھنڈیون سے باہر چلکر چھوڑونگا نہین تو تجھے مار ڈالونگا ناچار فرعون وہانسے بھی روانہ
ہوا یہانتک کہ جھنڈیونسے باہر آیا عمرو پیشتر اس سے تالاب کا پانی اپنے اوپر چھڑک کر نکل گیا تھا لیکن فرعون جب قیطلون سے
اُتر کر چلا تھا تو ساتون نہرین پانی کی اور ساتون ابر اسکے ساتھ ساتھ تھے سایہ اُن ابرونکا فرعون کے سر پر تھا وہ نہرین
اور ابر بڑھتے جاتے تھے یہانتک کہ فرعون ایلچی کو جھنڈیونسے باہر لایا رستم خوے فرعون کی چھاتی پر سے اُتر کر اپنے لشکر مین آیا
اور وہانسے گھوڑے کی باگ لی اودھر بختیارک نے فرعون سے کہا کہ اگر ایلچی نکلگیا تو غضب ہوا آپکو ذلیل کیے ہوے جاتا ہی
اگر قدرت ہو تو گرفتار کیجیے فرعون نے غضب مین آکر ہاتھ زمین پر مارا اور پکارا کہ ای دریاے غضب لیجا اس ایلچی کو جانے نپاے
بمجرد آواز دینے کے اور ہاتھ مارنے کے ایک نہر دریا سے مواج ہوگئی اور رستم خوے کو مع فوج غرق کر لیا کچھ لوگ جو
آگے عمرو کے ساتھ چلے گئے تھے وہ بچ گئے باقی سب غرق ہوے فرعون شہر مین آیا وہ ابر و دریا بدستور ہوگئے رستم خوے
اپنے لوگون سمیت زیر فصیل نہر سا کنارا کھڑا ہین واقف نہ تھی فرعون نے رستم خوے کو اپنے سامنے بلایا اور کہا

کہ کیون یہ وقت تجھے نہ معلوم تھا اب کچھ نہین گیا ہی دیکھو میرا تحمل اور بردباری کہ تو نے میرے ساتھ کیا زیادتی کی اگر اب بھی مجھے
سجدہ کرے تو چھوڑ دون رستم خوے للکارا کہ او کافر تو وہی ہی کہ تجھکو جوتیان مارتا ہوا جھنڈیون تک لیگیا تھا اور تجھسے پشم کند
نہو سکی تھی اب سحر کے زور سے تو نے مجھے گرفتار کیا لاکھ لاکھ لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر تو جسطرح چاہے مجھے قتل کرا گر
زندگی ہی تو بچونگا اور قضا آگئی ہی تو مارا جاؤنگا فرعون نہایت برہم ہوا کوتوال کو بلاکر حکم دیا کہ شب بھر اسے قید رکھو اور
صبح کو جھنڈیون کے باہر لیجاکر دار پر کھینچکے تیرباران کرنا وہ رستم خوے کو لیگیا اور حکم دیا کہ باہر حصار کے میدان خونی
تیار ہو ہرکارے خبر لیکر روانہ لشکر اسلام ہوے لیکن عمرو بن امیہ ضمری لشکر اسلام مین پہلے پہونچا تھا امیر کو سلام کیا
مژدۂ خوشخبری دیا کہ ای حمزہ جیسی ایلچی گری رستم خوے نے کی ہی آج ایسی ایلچی گری کسی نے نکی ہوگی اور تمام حال بیان کیا
امیر نے خوش ہوکر حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے عمرو محل مین آیا مان رستم خوے کی دروازے پر کھڑی رو رہی تھی کہ عمرو نے
خوشخبری دی کہ کیون روتی ہی بیٹا تیرا آتا ہی وہ قدمون پر عمرو کے گر پڑی کہ باوا جان سچ کہتے ہو یا میری تسکین کیلیے یہ کلمات
زبان پر لاتے ہو کہا کہ تیرے سر کی قسم سچ ہی سن لے تمام لشکر مین طبل شادمانی بج رہا ہی وہ سجدے مین گر پڑی اور کہنے لگی
پروردگار تیرے قربان کہ تو نے بیٹے کو میرے زندہ وسلامت مجھسے ملایا مگر کھڑی ہوئی راہ دیکھ رہی ہی کہ ایک پہر بھر کے بعد
ہرکارون نے آکر خبر گرفتار ہونے رستم خو کی پہونچائی کہ دریاے سحر مین گرفتار ہو گیا صبح کو اسے تیرباران کرینگے کرب
یہ سنتے ہی دیوانہ وار اٹھ کھڑا ہوا امیر سے رخصت ہوکر روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے امیر نے فرمایا ای بہادرو کرب محبت پسر مین
بیہوش ہی کوئی اسکی مدد کو جائے یہ آواز سنتے ہی شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے
اپنے ڈنگل سے اٹھکے مجرا کیا عرض کی جو ارشاد عالی ہو تو یہ خدمت غلام بجا لائے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی جاؤ سپرد پروردگار
کیا بدیع الزمان بارگاہ سے باہر نکلا بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا وہان فرعون صبح کیوقت لقا بختیارک
اور سرداران نامی وپہلوانان گرامی کو ساتھ لیکر گنبد مینائی پر آکر بیٹھا کہ اس جگہ سے تمام میدان صحرا وکوہ وقتلگاہ سبکا سامنا
ہی کجواج زحل پیشانی کوتوال شہر فرعونیہ جھنڈیون سے باہر آیا میدان خونی تیار تھا اسی گھڑی ظفین رستم خوے کو مسلسل
ومطوق لائے زیر دار بٹھایا جلاد پکارا ای عزیز جو کچھ کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے جو وصیت کرنا ہو کرلے جسے یاد کرنا ہو
یاد کرلے کیونکہ وقت تیرا آخر ہی رستم خوے نے کہا کہ اگر تم مین سے گذر کسیکا لشکر صاحبقران مین ہو تو خدمت بادشاہ
فلکجاہ اور امیر گردون بارگاہ اور کرب عالیجاہ وبدیع الزمان بلائک سپاہ مین عرض کر دینا کہ غلام آپ کا فرعونیہ مین
بے یار ویاور مسافر راہ عدم ہوا جلادون نے کہا کہ یہ وصیت کسی سے اونہون کہا تو اپنے کام مین مصروف ہو جلادون نے
رسی بیڑیون مین باندھی اور چرخے پر کھینچی اور ہاتھ مین لپیٹ کر حکم کا منتظر کھڑا ہوا کجواج پکارا جلد اسے کھینچ کر تیرباران
کرین اور ان خفا شعارون نے تیر کمانون مین پیوستہ کیے کہ بلند ہو تو تیر اندازین رستم خو نے عالم یاس مین دعا مانگنا شروع
کیا کجواج زحل پیشانی برہم ہوکر کہا کہ ارے جلد اسے دار پر کھینچ اور جلاد چاہتا ہی کہ کھینچے کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر
بیٹھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد وغبار کا بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ وتار کر دیا اور کرب دلاور کے نعرہ کی آواز بلند ہوئی اور
ساتھ ہی اسکے بدیع الزمان کا نعرہ ہوا دونون ملکر فوج کفار پر گرنے لگے تلوار چلنے بدیع الزمان بہت کافرون کو
مارکر برابر رستم خوے کے پہونچا اور رسی کاٹ دی جلاد نے تلوار بدیع الزمان پر ماری کہ مغضوب خداوند کو تو نے
چھوڑ دیا بدیع الزمان نے وار اسکا پشت شمشیر سپر روک ایک ہی ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوے اور رستم خوے کہا کہ ای
فرزند نکل چلو پس رستم خوے نے اسیوقت جھٹکا مارا کہ زنجیر وطوق کو توڑا اٹھکر جلاد کی تلوار لی ایک سوار برابر کھڑا تھا
اسنے دیکھا کہ قیدی چھوٹا چاہتا ہی تلوار رستم خوے پر ماری رستم نے بجلدی تمام وار اسکا سپر ابدلکر خالی دیا اور اسکے ہاتھ

کمر پہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ٹانگ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گرا آپ جست کرکے اُسکے مرکب پر بیٹھا لڑنے لگا کرب گجواج
زحل پیشانی کے قریب پہونچا اُسنے نعرہ کیا کہ او خدا پرست تونے غضب کیا کہ مقہور خداوند کو چھڑا کے لیچلا لیکن کہان جائیگا
غضب خداوند سے بچ کر یہ کہکر تلوار ماری کرب نے وار اُسکا سپر پر کاٹا اور تلوار ماری کہ یا سر پر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا
بدیع الزمان نے کہا کہ اے کرب دلاور رستم خو کا یہانسے جلد نکال لے چلنا مناسب ہی اُسنے کہا بہت بہتر اور سینے ایکطرف کو
گھوڑے ڈالدیے جو سامنے آیا ماری تلوار کہ دو ٹکڑے ہوئے ایک ہی طرف سینے ریلا کر دیا یہانتک کہ راستہ پیدا کر لیا مع فوج
وسپاہ نکلکر چلے لیکن قبل انکے آنے کے بختیارک فرعون سے کہہ رہا تھا کہ یا خداوند آپنے ایلچی کو واسطے قتل کے جھنڈیوں سے
باہر نکالا دیا ہی اگر یہان ہوتا تو شاید مرتا ورنہ خدا پرستون کو تو مرنے کی عادت نہین ہی فرعون کہہ رہا ہی کہ مین تجھکو عاقل جانتا ہون
تجھسے عجب ہی کہ ایسے کلمہ زبان پر لاتا ہی بختیارک کہہ رہا ہی یا خداوند آپ پر ظاہر ہوجائیگا کہ اسی اثنا مین بدیع الزمان وکرب
پہونچے رستم خو کو رہا کیا گجواج کو مار کر روانہ ہوئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند دیکھا آپنے مین جو کہتا تھا وہی ہوا یا نہین
فرعون نے کہا یہ جائینگے کہان ابھی انکو قہر خداوندی مین گرفتار کرتا ہون اور نہایت غیظ وغضب سے ابر سفید کیطرف
دیکھکر کہا کہ لینا ان خدا پرستون کو اور دوسری بار ابر سرخ رنگ کیطرف دیکھکر کہا کہ یہ خدا پرست جانے نپائین بس ساتھ ہی
حکم کے وہ دونون ابر کے ٹکڑے پھیل کر محیط ہونے لگے کہ تمام صحرا کو گھیر لیا آواز گڑگڑاہٹ کڑکڑاہٹ کی بلند ہوئی بدیع الزمان
وکرب ورستم خو نے گھوڑے دباکر شگاف کوہ مین پوشیدہ ہوئے لیکن اُس ابر سرخ سے آگ برسنے لگی اور ابر سفید سے بارش سنگ
ہونے لگی لیکن وہ تینون دلیر چھپے ہوئے ہین اُنکو کچھ ضرر نہ پہونچ سکتا تھا مگر لوگ بدیع الزمان وکرب کے اکثر شعلہائے آتش سے
جلگئے اکثر پتھرون سے کچل گئے بہت مجروح ہوئے لیکن فوج بھی ان دلیرون کی منتشر ہوچکی تھی کوئی اسیر نہوا تمام صحرا مثل
قعر جہنم کے ہو رہا تھا ہر طرف شعلے بھڑک رہے تھے پتھر برس رہے تھے آخر ناچار فرعون نے ابرون کو بُلالیا وہ اُسیطرح
ایک ہوکر سر پر قائم ہوگئے فرعون ندامت زدہ مغموم پھر کر داخل شہر ہوا بختیارک نے فرعون کو اُداس پاکر کہا یا خداوند کوئی
خداوند ایسا باقی نہین رہا کہ ہاتھ سے خدا پرستون کے ذلیل نہوا ہو اور ہماری تو کیا گنتی لقا اور زبرجد شاہ پرستشتا ہوئی
ہی اور ارباب نشاط کو بلاکر مشغول عیش وطرب کیا مگر صاحبقران نے ہرکارون کی ڈاک فرعونیہ تک بٹھادی کہ دمبدم کی
خبر پہونچتی تھی زیر تیغ بیٹھنا رستم خو کا اور پہونچنا کرب وبدیع الزمان کا اور مارنا گجواج زحل پیشانی کا اور چھڑانا
رستم خو کا اور ابرون کا پہونچنا ہرکارے دمبدم بیان کرتے تھے امیر کو تشویش تھی کہ دیکھیے کیا خبر آتی ہی کہ تینون سردار
سلامت پہونچے امیر نے دنگل سے اُٹھکر رستم خو کو چھاتی سے لگایا بدیع الزمان وکرب کی بھی تعریف کی پیار کیا
بادشاہ نے رستم خو کو سات پارچہ کے سات خلعت دیے اور بدیع الزمان وکرب کو تین تین خلعت عطا فرمائے امیر نے
کرب کیطرف دیکھکر فرمایا کہ بیٹے نے تمھارے وہ کام کیا ہی کہ رستم واسفندیار سے بھی نہو سکتا بعد اسکے عادی کو بلاکر حکم
دیا کہ پیش خیمہ فرعونیہ کیطرف روانہ کرو وہ اُسیوقت تیاری کرکے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا و تین شبانہ روز مین جا پہونچا

اب چند کلمے داستان لشکر کشی کرنا صاحبقران کا فرعونیہ پر بیان کیے جاتے ہین

ہرکارون نے خبر فرعون کو دی کہ حمزہ نے شہر قسطوریہ سے کوچ کیا ہی کل میدان فرعونیہ مین نزول اجلال ورود اقبال فرمائیگا
فرعون نے کہا کہ کل ہم گنبد مینائی پر بیٹھکر تماشا دیکھینگے کہ فوج حمزہ کی کسقدر ہی یہ خبر امیر تک پہونچی کہ فرعون لشکر کو دیکھیگا
اُسیوقت سب فرزندون اور انکے بادشاہون اور سردارون کو طلب کیا اور حکم کیا کہ سب صاحب پوشاک نفیس پہنکر
کوچ کرین کیونکہ وہ ملعون یعنے فرعون لشکر کو دیکھیگا غرض صبح کو فرعون اور لقا اور بختیارک اپنے سردارون کو
لیکر گنبد مینائی پر آکر بیٹھا اور فوج ساتھ تجمل کے گذرنے لگی بختیارک ایک ایک کا نام ونشان بتانے لگا پہلوان

عادی پیش خیمہ لیکر آئے بعد اُنکے اور سردار آنے لگے جسوقت سواری بدیع الزمان کی آئی بختیارک نے کہا کہ یہ داماد ہے
خداوندلقا کا اسی نے تمام باختر کو بزور شمشیر قبضے مین کیا غرض ہر شخص کا پتا دیتا جاتا تھا یہانتک کہ سترہ روز تک صبح سے
تا شام لشکر آیا کیا اٹھارھوین روز بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران کمال عظم و شان سے داخل بارگاہ ذو الاحتشام
ہوے فرعون نے جو یہ لشکر بے پایان دیکھا خائف ہوا کہ اس لشکر غدار سے کون عہدہ برا ہوگا بختیارک سے کہا کہ
مین طرفۃ العین مین اس سب لشکر کو غارت کر دونگا تو تماشا قدرت خداوندیکا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے اور دو ہتھڑ زمین پر مارا
کہ اے دریا ہاے غضب و اے ابرہاے قہاری جلد جاکر حمزہ کو غارت کرو ایک زندہ بچکر نہ جانے پائے ابھی لشکر اسلام
اچھی طرح قائم نہوا تھا کہ ساتون ابرون نے آکر گھیر لیا اور ٹوٹ ٹوٹ کر برسنے لگے ابر سفید سے برابر بارش سنگ ہو رہی تھی
جس سے ہزارہا اہل اسلام کچلکر مر گئے سیکڑون زخمی ہوے اور ابر سرخ سے آتش افروزی شروع ہوئی کہ جسپر شعلہ لپک گرتا تھا
جلا کر خاک کر دیا اور دریاؤن نے چار جانب سے گھیر لیا اور ہر طرف سے غرق کرنا شروع کیا اب کسیطرف بھاگ کر بھی
جا نہین سکتے لشکر مین اک تہلکہ ہے تمام فوج سمٹی ہوئی گرد بارگاہ چلی آتی ہے صاحبقران غل سنکر بارگاہ سے باہر آئے
دیکھا کہ دریا مانند سمندر کے جوش مارتا ہوا چلا آتا ہے امیر اشقر پر سوار ہوے بارگاہ کو بار کرانا شروع کیا آمادۂ مرگ مہیاے
قضا ہوے ایک دوسرے سے وصیت کرنے لگا عجب عالم یاس ہے کوئی بچنے کی توقع نہین ہے کہ اوپر سے آتش زنی و سنگ اندازی
ہو رہی ہے نیچے سے دریا ڈبو رہے ہین یا ربا کا غل ہے کوئی قرآن سر پر رکھے ہوے واسطہ محمد و آل محمد کا دے رہا ہے کہ پروردگار
خیر سے اس بلا کو دفع کر محل مین اک محشر بپا ہے عورتین بال کھولے ہوے دعائین کر رہی ہین منتین مان رہی ہین اسیوقت
عمرو نے قریب امیر کے آکر گلیم اُتاری اور کہا کہ یا صاحبقران جلد اسم اعظم پڑھیے یہ ابر و دریا سحر کے معلوم ہوتے ہین
اُسیوقت امیر نے اسم اعظم پڑھکر ابر و دریا کیطرف دم کیا کہ وہ ابر و دریا ساکت ہو گئے برسنا اُنکا موقوف ہوا
امیر نے بار دگر اسم پڑھکر پھونکا کہ ابر وہیں لکہ ہوکر پھٹ گئے اور دریا وہیں نالے ہوکر اپنی جگہ پر چلے آئے فرعون نے دیکھا کہ
ابر و دریا پھر آئے اور لشکر حمزہ کو ضرر نہ پہونچا بختیارک سے کہا کہ یہ دریا کیونکر پھر آئے جہان مین نے بھیجا ہے یہ خلل
کبھی نہین پڑے کام کو سر انجام دے کر آئے یہ اتفاق نیا ہے کہ ابر و دریا دونون پھر آئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند
یہ ابر و دریا سحر کے معلوم ہوتے ہین اور حمزہ مالک اسم اعظم ہے اسنے باطل السحر پڑھکر پھونکا ہوگا یہ ابر و دریا پھر آئے
جبتک اسم اعظم حمزہ بند نہوگا یہ ابر و دریا لشکر حمزہ کا کچھ نکر سکینگے فرعون نے کہا اے بختیارک اسم اعظم کی تدبیر
ہو جائیگی اس اثنا مین شام ہوئی فرعون پوشیدہ طور سے بوقت شب کنارے کنارے دریا کے آیا اور اسی چبوترے پر
جسپر برگد کا درخت ہے کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے دستگیر فرعون شاہ و اے باعث خداوندی اے یاور غریبان اب یہ دستگیر فقیر
تیرا نہایت ذلیل ہوتا ہے ان خدا پرستون نے بہت سر اُٹھایا ہے بس ایکبارگی دریا متلاطم ہوا اور ساحر مشمش اسمین سے
نکلا کہا کیا ہے فرعون نے سلام کیا اور سارا حال بیان کیا کہ ابر و دریا جو کبھی خالی نہ پھرے تھے وہ بے نیل مقصود واپس
آئے سنا ہے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے جبتک اسکا اسم اعظم نہ بند ہوگا ابر و دریا بیکار ہین ساحر مشمش نے کہا کہ اے
فرعون مین نے تجھسے کہا تھا کہ ابھی خدا پرستون سے سامنا نہ کرنا جبتک ایام نحس میرے برطرف ہون عیش و عشرت مین
بسر کر تو نے نہ مانا کیون ابر و دریا لشکر حمزہ پر بھیجے جو بے اعتبار ہوا ہین حصار طلسم باندھ آیا تھا تو چپکا اُسمین بیٹھا رہتا
تو نے اپنا زور خدائی کا جتانے کے واسطے ابر و دریا کو بھیجا آخر ذلیل ہوا اور مین ناچار ہون دو مہینے سات دن ابھی باقی
ہین کہ اسمین مین دم نہین مار سکتا سر اٹھا کر آسمان کیطرف دیکھ نہین سکتا زمین پر قدم نہین جمتے مجھسے کسطرح کی
توقع نرکھنا بعد ان دو مہینے کے جو کچھ تو کہیگا وہ مین کرونگا فرعون پاؤن پر گر پڑا کہ آپ دستگیری نہ کرینگے تو بہت

ذلیل ہونگا اُسوقت ساحرہ مشمش نے دو ایکطرف دیکھکر آواز دی کہ اے خنقار جادو یہان آؤ دیکھا کہ دریا سے ایک مچھلی
تڑپکر باہر آئی اور صورت انسانی اُسنے پیدا کی کہ رنگ سیاہ نہایت مہیب صورت دست بستہ سامنے مشمش جادو کے
کھڑی ہوئی اور یہ ساحرہ معتمد ہی مشمش جادو کی اُس سے کہا کہ اے خنقار جادو تم فرعون کی مدد کو جاؤ اور حمزہ کا اسم اعظم
بند کرکے مددگار فرعون کی رہو اُسنے کہا بہت خوب فرعون سے کہا کہ آپ چلیے مین اپنا انتظام کرکے آتی ہون اور ساحرہ
مشمش مع خنقار جادو دریا مین چلا گیا فرعون وہانسے اپنے مکان مین آیا کچھ دیر بیٹھا ہوگا کہ آواز رعد کے گرجنے کی
آئی اور شعلہ آتش چمکا کہ تمام دربار کی آنکھین جھپک گئین اب جو آنکھ کھلی تو فرعون کو نہ پایا سب متحیر تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی کوئی
کہتا تھا کہ خداوند اپنی قدرت کی نیرنگیان دکھاتے ہین کہ نظرون سے غائب ہوجاتے ہین لیکن وہ شعلہ جو چمکا تھا خنقار جادو
آئی تھی اور فرعون کو دربار سے علیحدہ لے آئی اور کہا کہ اگر یہی غفلت ہی تو خوب خدائی کیجیے گا مجھکو آپ بلا آئے اور خود دربار
مین بیٹھے میرے آنیکی خبر مشہور ہوجائیگی تو عیار حمزہ کے فکر کرینگے اب اسباب سحر منگائیے کہ مین اسم اعظم حمزہ کا بند کرکے یہانسے
بیابان موسیقار کو چلی جاؤن کہ وہ مقام میرے شوہر موسیقار جادو نے طلسم بند کردیا ہی وہان پرندہ پر نہین مار سکتا
فرعون نے اُسیوقت اسباب سحر اس سے پوچھکر سب منگوا دیا اب اسنے کہا کہ آپ دربار مین جائیے مین اپنا کام کرون اور
ایک پنجہ سحر کے ہاتھ فرعون کو بھیجدیا یہان دربار مین سب متحیر بیٹھے تھے کہ وہی شعلہ چمکا آنکھین ہر شخص کی جھپکین اب
جو دیکھا تو فرعون اپنے تخت پر موجود ہی سبنے سجدہ کیا اور پوچھا کہ یا خداوندا اسوقت کیا مصلحت تھی کہ آپ نظرونسے ہم سبکی
پوشیدہ ہوگئے تھے فرعون نے کہا کہ مجھے کارخانے اپنی خدائی کے درست کرنا منظور تھے اسلیے گیا تھا بختیارک سمجھ گیا
کہ کوئی ساحرہ آکر لیگیا تھا اسطرف خنقار جادو نے خون خوک سے چوکہ دیا اور آپ نہائی تھی اور بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا
ایک پتلہ موم کا بناکر اسکے منھ پر سو سُئیان مارین اک آدھ سوزن دلمین چبھوئی پھر اُس پتلے کو اچاری مین بند کیا ایک
کورا سکورا اُسپر ڈھانک کے موم سے درارین برابر کردین اور اُٹھکر نہائی اور ایک رقعہ فرعون کو لکھا جسکا یہ مضمون
تھا کہ اب جسطرح جی چاہے حمزہ کو قتل کرو اسم اعظم مین نے بند کرلیا اور مین یہان رہونگی تو مجھکو کھٹکا عیارون کا ہی
اب مین بیابان موسیقار مین جاکر قلعہ الماس گون مین رہونگی بلکہ راستے مین ہفت درہ بھی ہی آتشبار جادو دریا بار جا
کو بھی ہوشیار کرتی جاؤنگی اور روئی کا پہل لیکر اُسپر کچھ اسم سحر دم کیا کہ وہ صورت ایک کبوتر سفید کی بنا منقار مین اسکی نامہ
دیا اور کہا کہ اے طائر سحر یہ نامہ فرعون شاہ کو دے آ اور خود طرف ہفت درے کے روانہ ہوئی ادھر فرعون دربار مین
بیٹھا ہوا خدائیان بگھار رہا تھا کہ ایک کبوتر سفید رنگ آیا اور نامے کو گود مین اُسکی ڈالکر غائب ہوگیا فرعون شاہ نے نامہ
پڑھا اور حکم دیا کہ ابھی طبل قہاری بجے کل سب خدا پرستون کو نہ غارت کیا ہوگا تو نام اپنا خداوند فرعون شاہ نہ پایا ہوگا
ہرکارون نے خبر امیر کو پہونچائی کہ تمام لشکر مین فرعون شاہ کے شہرہ ہی کہ اسم اعظم امیر کا بند ہوگیا امیر نے برائے امتحان
جو اسم اعظم یاد کیا بالکل فراموش تھا واسطے تسلی کے کہدیا کہ وہ جھک مارتا ہی جھوٹ کہتا ہی مجھے یاد ہی عمرو نے اشارے سے پوچھا
کہ حمزہ سچ ہی امیر نے کنایۃً فرمادیا کہ بالکل فراموش ہی عمرو نے کہا حمزہ مین نے روز اول کہا تھا کہ فرعونیہ مین بلائین ہین امیر نے
فرمایا کہ خواجہ اختتام ہمارا یہین مقدر تھا عمرو نے روکر کہا حمزہ مین مجبور ہون کہ عقل میری کام نہین کرتی امیر نے ایک رقعہ
پانچ ہزار اشرفیون کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی اس بلا کو دفع کرے یہ اسکا ہی عمرو نے رقعہ تو اُٹھا لیا اور کہا
جاتا ہون جانبازی کرونگا آگے جو مرضی خدا کی یا امیر موت زیست سبکے ساتھ ہی امیدوار ہون میرے جرم عفو فرمائیے امیر نے
فرمایا کہ خواجہ اگر خوف جان ہی تو نہ جاؤ مرگ انبوہ جشنے دارد عمرو بولا کیا یہان موت کا سامنا نہین ہی اس سے ہاتھ پانو
ہلا کر مرنا بہتر ہی یہ کہکر چلا تھا کہ لکہ ابر نظر آیا اور بجلی چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمر عمرو کی پکڑکر اُٹھا لیگیا

اور سوے آسمان روانہ ہوا اور عمرو پکارا کہ حمزہ مین کہتا نہ تھا کہ دشمن میری فکر مین لگے ہوے ہین خیر اگر زندہ بچے تو پھر تجھکو
آکر دیکھا نہین تو ملک الموت کے پنجے مین تو ہین امیر جبتک اٹھین اٹھین کہ یہ کیا شی عمرو کو لیے جاتی ہی کہ عمرو نظر سے غائب ہوا
امیر عمرو کے لیے رونے لگے اور سب سردار بلکہ تمام لشکر عمرو کیواسطے متاسف ہوا امیر تو بیہوش ہو گئے کہ جسکو سہارا موت کا
بندھا ہوا ہی عمرو سے امید تھی وہ یون گیا چالاک سے کہا کہ بھئی جاکر خواجہ کی تلاش کرو عرض کیا کہ مجھکو خود فکر ہی یہ کہکر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان پہونچنا عمرو کا ملکہ ناہید قمر طلعت کے پاس اور جانا ہفت درے مین اور مارنا اختیار جہ... آتشبار جادو و دریابار جادو کا اور اسم اعظم یاد آنا صاحبقران کو بیان کیے جاتے ہین

لیکن عمرو کو جو پنجہ وہ لیکے چلا عمرو پکارا الیفرنز اگر تو مجھے کھانے کو لیے جاتا ہی تو بدن مین میرے گوشت نہین ہی فقط ہڈیان
ہین وہ بھی تلخ کیونکہ مین افیون بہت پیتا ہون اور اگر قتل کرنے کو لیے جاتا ہی تو مجھ بیگناہ کو کیون قتل کریگا مین نے آجتک
کسیکو مارا نہین ناحق بخشے لیے جاتا ہی ارے جو قاتل ہین ساحرون کے انھین پکڑ مین عمرو نہین ہون بلکہ عمرو نے مجھے
اپنی شکل بنا دیا ہی اپنی حفاظت کے لیے ہر چند چلایا پکارا کیا کچھ آواز نہ آئی ہوا کی گرہ مین پھنسکر بیہوش ہو گیا بعد کچھ دیر کے
جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین دیکھا کہ درخت سرسبز و شاداب ہین میوہ تر و تازہ انمین لگا ہوا ہی
مرغان چمن خوش الحانیان کر رہے ہین نہرین جوش مار رہی ہی ایک طرف مسند پر ایک ماہ کامل کو بارہ دری مین جلوہ گر دیکھا
غور جو کیا تو پہچانا کہ یہ خواہر دینی ملکہ ناہید قمر طلعت ہی اسنے اٹھکر سلام کیا دونون ہاتھون سے بلائین لین اور لاکر مسند پر
بٹھایا کہا بھیا اسوز مانے کا سفید ہو گیا ہی کہ تم دیار فرعونیہ مین آئے اور کبھی ہمسے ملاقات بھی نہ کی عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ یہ ناحق کا
شکوہ ہی مجھکو کیا معلوم تھا کہ تمھارا مکان یہان ہی کس سے پوچھتا کون بتاتا شکوہ مین کرتا تو بجا تھا کہ کبھی تمنے مجھکو بلایا نہین
تمھین اختیار تھا اور اب بلایا اور بلایا بھی تو ایسا بیخبر کہ قریب تھا کہ مارے دہشت کے ہلاک ہو جاؤن کوئی اسطرح بیخبر بلاتا ہی
اور وہ لانے والا کہان ہی ملکہ نے کہا کہ میرا کوکا ہی شمس جادو وہ لایا ہی کہا کہ وہ کہان ہی مین اسکی صورت تو دیکھون ملکہ نے
شمس جادو کو بلایا عمرو نے دیکھا کہ مرد پیر باریش سفید ٹیکا سیندور کا ماتھے پر عمرو نے بہت شکوہ اس سے کیا کہ میان راہ مین
تمنے ہمسے کچھ نہ کہا اسنے کہا کہ وہان موقع نہ تھا کہ مین آپسے کہتا اب عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہین عجب وقت مصیبت مین تمنے
ہمین بلایا کہ تمام لشکر کا خاتمہ ہی اسنے کہا کیونکر عمرو پکارا فرعون نے طبل قہاری بجوایا ہی کل بر دوریا لشکر اسلام کو غارت
کرینگے اسوقت مین بلوانا ناحق تھا اگر بلوایا ہی تو مدد کرو اور تم بہن سے تو آشنا مین اچھی تھین کہ ملکہ جادو و طاؤس جادو و
برق جادو وغیرہ نے کیسی کیسی مدد کی ناہید نے کہا بھیا جو مجھسے ہو سکیگا ہرگز اسمین کوتاہی نکرونگی خواجہ جو کچھ کہو وہ مین
سر آنکھون سے بجا لاؤن عمرو بولا کہ ہمشیرہ تم جاکر اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا حال تو فرعون سے دریافت کرو کہ کسنے بند کیا ہی
اور وہ کہان ہی ناہید بولی مین ابھی جاتی ہون اور پوشاک نفیس پہنکر عطر ملکر خوب بناؤ سنگار کرکے فرعون کے پاس
روانہ ہوئی فرعون دربار خدائی مین بیٹھا تھا کہ ناہید کے آنے کی خبر سنکر بدحواس اندر محل کے آیا ناہید نے اٹھکر سلام کیا
فرعون نے خلوت کی اور ناہید سے پوچھا کہ ملکہ آج تم بعد مدت کے آئی ہو خیر تو ہی ناہید بولی کہ مین نہایت متردد و متفکر
آئی ہون حقیقت تو یہ ہی کہ یہ سب خوبی تمھاری باعث سے ہی سنا ہی مین نے کہ ابر و دریا لشکر حمزہ پر گئے تھے حمزہ نے
انھین پھیر دیا اب معاملہ لڑائی کا کیونکر ہوگا فرعون نے ہنسکر کہا کہ ملکہ یہ امر جو تمنے کہا سچ ہی مگر اب اسم اعظم حمزہ کا بند کروا لیا ہی
کل سب خدا پرستون کا استیصال ہو جائیگا کہا کہ مجھکو یقین نہین ہی کسنے اسم اعظم حمزہ بند کیا فرعون نے کہا ملکہ مین مفصل
نہین بیان کر سکتا کہ در و دیوار ہمہ گوش وار ناہید نے برہم ہو کر کہا کہ تم مجھسے چھپاتے ہو معلوم ہوا کہ مین تمھاری دوست
نہین ہون دشمن ہون خیر پھر دشمن کا پاس بیٹھنا ناحق ہی یہ کہکر اٹھی فرعون ناہید کو بہت چاہتا ہی سینے سے لگایا اور سبب

حال جانا ساحر شمشمش کے پاس اور وہانسے خنقار جادو کا لانا اور اسم اعظم بند کروانا اور جانا خنقار جادو کا ہفت در مین
سب بیان کیا ناہید نے کہا کہ اب مجھے تسلی ہوئی اب آپ جائیے دربار مین مین بھی جاتی ہون یہ کہکر اُٹھکھڑی ہوئی عمرو کے پاس
آئی تمام حال بیان کیا عمرو بولا ای ہمشیرہ جہان یہ تمنے کیا ہی مجھکو ہفت درے مین بھی پہونچا دو ناہید نے کہا اچھا اور شمس جادو کو
بلا کر کہا کہ کوعوے جی خواجہ کو ہفت درے مین پہونچا آؤ اُسنے کہا کہ ملکہ مجھے عذر نہین لیکن اگر کسی نے دیکھ لیا تو مین مارا جاؤنگا
اور تم بدنام ہوگی کہ وہانکا ایک ایک پتا ایک ایک بوٹا سحر سے بھرا ہوا ہی ملکہ نے کہا دعوے جی جو کچھ ہو سو ہو خواجہ کو وہان
پہونچا دو شمس جادو نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مین تمھین ہفت درے مین پہونچا کر پھر نہ ٹھہرونگا فوراً چلا آؤنگا عمرو نے کہا
بس اتنا ہی مین چاہتا ہون کہا تو آؤ چلیون عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ اگر پھر مین تمھارے پاس آنا چاہون تو کیونکر
آؤن شمس جادو نے ایک تعویذ عمرو کو دیا کہ اسے اپنے پاس رکھو جب کبھی چاہو کہ ملکہ ناہید کے پاس آؤ تو اس تعویذ کو
دانت تلے دابنا اُسیوقت مین تمھین اُٹھا کرے آؤنگا غرض عمرو ناہید سے رخصت ہوا اور شمس جادو اپنی پشت پر سوار
کر کے لیکر روانہ ہوا اسامنے ہفت درے کے لاکر اُتارا اور کہا کہ خواجہ جب تم ساحرون کو مارو گے تو پھر کسیکی بچانے کی ضرورت
نہوگی طلسم برطرف ہو جائیگا لشکر اسلام سامنے معلوم ہونے لگیگا یہ کہکر شمس جادو چلا گیا عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے
اندر ہفت درے کے داخل ہوا دیکھا کہ سب زمین آئینہ کی ہی فرسنگ در فرسنگ تک زمین مین آئینے نصب معلوم ہوتے ہین
اور ایک طرف کوہ زمرد اور دوسری طرف کوہ آئینہ ہی اور اُس میدان مین ایک درخت ہی کہ پتے اُسکے سبز اور پھل مانند چہرہ
پریزادوں کے ہین گویا تمام درخت پر پریزادین بیٹھی ہین اور نیچے درخت کے فرش بہت تکلف کا دو ساحرے بیٹھی ہین ایک
سفید پوش ہی دوسری سرخ پوش عمرو دیکھتا تھا کہ ان دونون نے آواز دی کہ ای خنقار جادو ای بیمروت کہان جاتی ہی
وہ بولی تمھارے ہی پاس آتی ہون عمرو نے دیکھا کہ شیشہ اُسکے پاس ہی دونون نے پوچھا کہ ہمشیرہ اس شیشے مین کیا ہی
کہا کہ تم جس سے مجبور تھین حمزہ کا کچھ کر نسکتی تھین وہ اسمین بند ہی یعنے اسم اعظم حمزہ کا ان دونون نے خوش ہوکے کہا
کہ ہمشیرہ بڑا کام کیا تمنے نہین تو ہمسے کچھ نہو سکتا خنقار جادو نے کہا کہ اب مین بیابان ہوسیقار کو جاتی ہون قلعہ الماس کو نہایت
حفاظت سے بیٹھونگی تمسے بھی اطلاع کو نکل آئی تھی کہ ذرا یہ دن ساحرون پر سخت ہین ہوشیار رہنا انھون نے کہا ہمشیرہ یہ مقام
بھی تو طلسم بند ہی یہان کون آسکتا ہی اور بعد مدت آئی ہو چلی جانا جلدی کیا ہی ایک آدھ جام شراب کا نوش خنقار جادو نے
کہا جو خوشی تمھاری القصہ خنقار جادو بھی آکر شریک صحبت ہوئی اور شراب خواری کرنے لگی عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ جلد کسی
تدبیر سے انکو مارنا چاہیے اور مقدم مارنا خنقار جادو کا ہی کیونکہ یہ اگر نکل گئی تو اسم اعظم بند رہجائیگا غواص عقل کو
بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا دو گھڑی بعد گوہر مطلب اسکے ہاتھ لگا ایک طفل ماہ طلعت کی صورت بنا کہ سن کوئی
پندرہ برس کا عین شباب بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوے زنجیرین نقرئی کمر مین بندھی ہوئین حرکات دیوانے پن کے کرتا ہوا
کبھی پتھر کو پتھر سے ہٹاتا تھا اور کبھی تنکے مُنھ مین چباتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی روتا تھا کبھی گاتا تھا کبھی ناچتا تھا طوقے طلائی
ہاتھ پانؤن مین اور زنجیر طلائی گلے مین پڑی ہوئی ان تینون نے جو ایسے جوان کو دیکھا شیفتہ و فریفتہ ہوگئین چاندنی
رات تھی عکس ماہ و ستارہ آئینہ مین جا بجا جلوہ نما تھا اور یہ دیوانہ صورت اپنی آئینہ مین دیکھکر کبھی پتھر مارتا تھا کبھی گھونسے
مارتا تھا جب چوٹ ہاتھ مین لگتی تھی تو منھ سے پھونکنے لگتا تھا غرضکہ دیوانگی کی حرکتین کرتا ہوا انکے برابر جو آیا تو بیٹھ گیا
شراب گلابی سے اُنڈیل کر بے تکلف پی لی ان تینون نے آپسمین کہا کہ ایک تو دیوانہ تھا دوسرے شراب پی اب دیکھیے کیا ہو
اور دیوانہ ہر ایک کو نگاہ محبت سے دیکھتا ہی ہر ایک دلمین کہہ رہی ہی کہ دیوانہ مجھکو پیار کرتا ہی مگر دیوانہ ایکبار اُٹھکھڑا ہوا
اور قلقاریان مارتا ہوا صحرا کیطرف بھاگا ان تینون نے کہا سچ ہی کہ دیوانہ سے کبھی کسی بات کا اعتبار نہین ای کمبخت چلا گیا

اور غائب ہوگیا بعد لمحہ بھر کے دیکھا کہ پھر دیوانہ چلا آتا ہی پھولونکا گلدستہ ہاتھ مین ہی کچھ پھول ناک مین کھنسے ہوے ہین اور کچھ کانون مین
آتے آتے وہین آیا جہان یہ تینون مرید ابلیس تھین بیٹھ گیا پھول بانٹنے لگا جب خنقار جادو کو پھول دیتا ہی تو آتشبار جادو
و دریابار جادو یہ شعر پڑھتی ہین شعر گل پھینکے ہین غیرون کیطرف بلکہ ثمر بھی ؛ اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی ؛ غرضکہ دیوانے
پھول بانٹ کے اُس شیشے کی شراب اُس شیشے مین اُس شیشے کی شراب اِس شیشے مین کرنا شروع کی اور نمک سرکاری بھی ملایا اور خنقار جادو
سے لپٹا اور چھاتی پر اُسکی چڑھ منھ کھولکر شراب اسکے منھ مین اُنڈیل دی دریابار جادو و آتشبار جادو کو رشک ہوا لیکن دیوانہ
خنقار جادو کو چھوڑ کر آتشبار جادو و دریابار جادو سے لپٹا انھین بھی باری باری بہت سی شراب پلائی بعد اسکے پھر آتشبار جادو سے
لپٹ گیا کہ مین تمہارا عاشق ہون یہ کہکر سینے پر ہاتھ ڈالدیا اُدھر سے پھر کر دریابار جادو کی چٹکی لی خنقار جادو کی گردن مین باہین ڈالدین
اب دیوانے کی یہ کیفیت ہی کہ ہر ایک سے گریبان کر رہا ہی لیکایک سبکو چھوڑ کر اُٹھکے بھاگا یہ تینون جادوگرنیان اُٹھکر دوڑین کہ ارے موے
کہان جاتا ہی ہمین دغا دیے جاتا ہی دو چار قدم چلی تھین کہ بیہوش ہوگرین عمرو نے پکڑ خنجر تینون کو پہلے تو برابر لٹایا بعد اسکے ایک ہی
ہاتھ مین سبکا کام تمام کیا شیشہ باطل السحر کا توڑ ڈالا مگر انکے مرتے ہی اندھی چلی آتشباری برف باری ہوئی آوازین آئین کہ کشتی
نام من آتشبار جادو و دریابار جادو و خنقار جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ تو وہ کوہ ہی نہ زمین آئینہ کی ہی
صحراے پُرآشوب ہی تمام زمین کرچیان ہوکر اُڑگئی وہ درخت نابود ہوگیا عمرو نے تمام مال و اسباب لیا یہانتک کہ کپڑے بھی اُتار
لشکر اسلام کا راستہ لیا تھوڑی دور آیا تھا کہ لشکر اسلام دکھائی دیا صبح ہو چکی تھی دوڑا ہوا امیر کے سامنے آگر گر پڑا اور کہا حمزہ
مجھسے کچھ نہین ہو سکتا بھاگ آیا نہین تو بلا مین پھنستا ایک تو خود امیر متردد بیٹھے تھے دوسرے عمرو کو جو بدحواس آتے دیکھا فرمایا
کہ کیا ہوا کچھ حال تو کہ عمرو نے کہا اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا خوب یاد تھا عمرو کو گلے سے لگایا بہت خوش ہوے عمرو نے
جاسوسونسے کہا کہ خبر فرعونیہ کی لاؤ فرعون صبح کو بارادۂ قتل لشکر اسلام اُٹھا تھا وزیر سے اپنے کہا کہ جاکر ابر و دریا سے کہو کہ
لشکر اسلام کا کام تمام کرین منور وزیر جو فرعون کے پاس سے دربار خدائی مین آیا دیکھا کہ ابر تو آسمان پر نہین ہین مگر روئی کے
پہل کے پہل قیطولونپر پڑے ہین اور وہ جو دریا تھے وہ نالیان خشک پڑی ہین ایک بوند پانی اُنمین نہین ہی آکر حال فرعون سے
بیان کیا فرعون نے سُنتے ہی تاج سر سے دے مارا اور وہ ساحر کہ ہمیشہ خدمت فرعون مین کاروبار ضروری کے لیے حاضر رہتا تھا
اُس سے کہا کہ جاکر ہفت درے کی خبر تو لا وہ گیا دیکھا کہ تینون جادوگرنیون کے مردے پڑے ہین اور لاشین برہنہ ہین کپڑے تک
نہین اور صحرا کہ دور تھا اب قریب معلوم ہوتا ہی تینون لاشون کو اُٹھا کر فرعون کے پاس لایا اسے تو یہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان آنا قندیل جادو و شکیل جادو بیٹیونکا خنقار جادو کے بیابان موسیقار سے اور مارے جانا بیان کیے جاتے ہین

لیکن حال گذارش کیا جاتا ہی خنقار جادو کا کہ جسوقت یہ مری تو قلعۂ الماس گون کہ اسکے سر سے بیابان موسیقار مین بنا ہوا تھا
نیست و نابود ہوگیا اور جیسے یہ ساحرہ خدمت مین ساحر مستمش کے آئی تھی دو بیٹیان اسکی کہ نام ایک کا شکیل جادو اور دوسری کا
نام قندیل جادو ہی اپنے شوہر یعنے موسیقار جادو کے سپرد کر آئی تھی وہ انھین سحر تعلیم کیا کرتا تھا ایک روز موسیقار جادو
بیٹھا ہوا سحر اپنی دونون بیٹیون کو تعلیم کر رہا تھا کہ لیکایک تڑاقے کی آواز بلند ہوئی اور قلعۂ الماس گون نظرونسے غائب ہوگیا
موسیقار جادو گھبرا گیا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دستک دی کہ ایک جانور پیدا ہوا اُس سے پوچھا کہ حال خنقار جادو کا بیان کر اُسنے تمام
کیفیت اول سے آخر تک داخلہ دربند فرعونیہ پر امیر کشورگیر کا اور اسم اعظم بند کرنا خنقار جادو اور مارے جانا عمرو کے ہاتھ سے
بیان کیا موسیقار جادو نے دونون بیٹیونسے کہا کہ ہم نمکخوار قدیم ہین خداوند فرعون شاہ کے مان نے تمہاری حق غلامی ادا کیا
ہمکو بھی لازم ہی کہ ایسے وقت مین چلکر خداوند کا ساتھ دین یہ سُنکر یہ دونون یعنے شکیل جادو و قندیل جادو بہت روئین پیٹین
اور کہا کہ باباجان ہمکو بھی بعد والدہ صاحبہ کے زندگی دشوار ہی ہم ابھی دربند فرعونیہ پر جاتے ہین اور اُنکے قاتلون کو مار کر

سوگ بڑھائینگے موسیقار جادو نے کہا کہ بیٹا وہ جگہ نہایت خوف کی ہی اور تم ابھی نادان ہو اگر کچھ نوع دگر ہوئی تو مین کہینکا نہ ہونگا
یہ دونون مچل گئین اور کہا کہ ہم ضرور جائینگے جبتک مادر مہربان کے قاتلون کو نہ مارینگے ہمکو قرار نہ آئیگا اور اگر آپ ہمین نہ جانے دیجیے گا
تو ہم اپنے گلے کاٹ کر مر جائینگے اور خنجر کھینچکر گلو پر رکھلیے موسیقار جادو ناچار ہوا اور کہا کہ اچھا تم چلو آج سے تیسرے روز مین آجاؤنگا یہ کہکر
شکیل جادو سے کہا کہ میرے قریب آؤ وہ پاس آئی موسیقار جادو نے ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنائی اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر ماتھے مین
شکیل جادو کے نشتر دیا اور خون لیکر اُس پتلی پر چھینٹا مارا کہ وہ اُٹھ بیٹھی اور ساتھ چکر گرد شکیل جادو کے مار کر گود مین
موسیقار جادو کے آبیٹھی اور موسیقار جادو جو کچھ سوال کرتا تھا اُسکا جواب دیتی تھی بعد اسکے قندیل جادو کو قریب
بلایا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر آگیاری دی جب وہ آگ روشن ہوئی تو اُسپر چھینٹا پانی کا دیا کہ بو نکلنا موقوف ہو گئی دھوان ہونے لگا
قندیل جادو سے کہا کہ اسے پھونک اور آپ کچھ پڑھنے لگا قندیل جادو نے پھونکا اُسمین سے لو اُٹھی موسیقار جادو نے اُس سے
ایک چراغ روشن کیا اور اُن دونون کو رخصت کیا اور بر وقت چلنے کے کہدیا کہ عیارون سے ذرا ہوشیار رہنا اور تین دن تم
میدانداری کرو چوتھے روز تو مین آہی جاؤنگا یہ دونون سلام کرکے طاؤس سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئین اب حال سنیے دربار
فرعون کا کہ یہ خنقار جادو کے مرنے سے نہایت ملول کمال غمگین متردد و متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ کیا تدبیر کرون کہ یکایک بجلی چمکی
اور ابر محیط نظر آیا اُسمین سے دو جادوگرنیان طاؤس سحر پر سوار دربار فرعون مین آئین فرعون کو سجدہ کیا اور
کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل ہم ان خدا پرستون سے سامنا کرینگے اور عوض اپنی مادر مہربان کے خون کا لینگے اور
کچھ اسباب سحر طلب کیا اور کہا کہ ہم اپنے انتقام کو جاتے ہین آپ طبل جنگ بجوائیے فرعون نے اُسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
نقارہ نزدمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے بعد دعا و ثنائے بادشاہی بجا لانے کے
عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہی اور دو جادوگرنیان آئی ہین وہ مقابلہ کرینگی فرمایا خداے ما بزرگ است
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارہ پر چوب پڑی سب اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوے
دربار برخاست ہوا سردارون نے اپنے اپنے خیمون مین جاکے آرام کیا لیکن حال گذارش کیا جاتا ہی شکیل جادو اور
قندیل جادو کا کہ انھون نے باہم یہ مشورہ کیا کہ ایک دن کی میدانداری ہم کرین اور دوسرے دن کی تم یہ صلاح کرکے میدان
جنگ مین آکر دست راست کیجانب قریب دو کوس کے فاصلے پر قندیل جادو نے قلعہ بلورین بزور سحر تیار کیا اور دست چپ
کیطرف شکیل جادو نے قلعہ زمردین سحر سے بنایا لیکن آج کی میدانداری چونکہ قندیل جادو کے ہاتھ ہی اسنے خون خوک سے
چوکا دیا اور ایک نیل کنٹھ کو جھٹکا کیا بعد اُسکے کچھ ماش کے دانے پڑھکر مارے کہ وہ بولتا ہوا اُڑ گیا ادھر امیر اپنی بارگاہ کو دربار سے
جاتے تھے عمرو کہہ رہا تھا کہ حمزہ اسم اعظم سے نہ غافل ہونا کل ساحرون سے سامنا ہی ایسا نہو کہ وہ اسم اعظم بند کرین امیر نے فرمایا
مجھے یاد ہی یہ کہکر پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو دیکھا کہ ایک نیل کنٹھ سر پر چکر مار رہا ہی لیکن نیل کنٹھ سات چکر لگا کے اُڑتا ہوا
قلعہ بلورین کو چلا گیا قندیل جادو انتظار مین بیٹھی تھی کہ وہ جانور بولتا ہوا آکر اُسکے ہاتھ پر بیٹھ گیا بس قندیل جادو نے
منقار اُسکی پکڑ کر سوزن دیدی اور ایک پنجڑے مین بند کرکے لٹکا دیا یہان رات بھر نقارہ بجا صبح کو فرعون گنبد مینائی پر مع
لقا اور بختیارک کے بعض سرداران نامی آکر بیٹھا ادھر سے لشکر اسلام صف آرا ہوا بادشاہ اسلام تخت پر سوار امیر چالیس قدم
لشکر سے آگے بر قبہ صاحبقرانی کھڑے ہوے ہین کہ یکایک جانب دست راست سے کچھ قندیلین اُڑتی ہوئی بالاے ہوا
نظر آئین آگے آگے ایک قندیل بزرگ اُسمین ایک زن جمیلہ بیٹھی ہوئی اور قندیلین خالی اُسکے ساتھ قریب گنبد مینائی کے
آکر فرعون کو سلام کرکے میدان مین ایک نیزہ بلند بالاے ہوا قندیل بزرگ قائم ہوئی اور قندیلین اُسکے سر پر سایہ فگن
تھین کہ اُسنے آواز دی اے خدا پرستو وہ شخص میرے مقابلے کو میدان آئے کہ جسنے میری مادر مہربان یعنی ملکہ خنقار جادو کو

مارا ہی یہ سنتے ہی عمرو تو میدان مین بیٹھے پھر اُسنے آواز دی کہ اگر وہ نہین آتا تو کوئی اور ہی نکلے یہ سنتا تھا کہ آلاگرد فرنگی سردار شاہزادۂ رومی مرکب
اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی اور جام کلۂ عفریت عنایت ہوا آلاگرد سلام کر کے
جام پی کر بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا پکارا کہ اے عورت تو کیا مردونسے مقابلہ کریگی اُسنے ایک قندیل کیطرف انگلی سے اشارہ کیا کہ فوراً
وہ قندیل زمین پر گری اور تتق گرد بلند ہوا اُسمین سے ایک سوار نیزہ بکف سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ پیدا ہوا اور سامنے آلاگرد کے آکر پکارا کہ
مجھسے مقابلہ کرا اور نیزہ مارا آلاگرد نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی گھوڑونکی گشت سے تتق گرد اسقدر بلند ہوا کہ دونون چھپ گئے
بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ مرکب آلاگرد کا خالی ہی اور اُسیطرح قندیل بلند ہوئی لیکن قندیل مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دھوان
بھرا ہوا ہی یہ ماجرا دیکھکر سارے لشکر کو حیرت ہوئی لیکن مالاگرد کو تاب نرہی بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا تیر کمان مین
جوڑکر مارا لیکن تیر قریب قندیل کے پہونچکر جلگیا اور اُسیطرح قندیل سے سوار پیدا ہوا کہ ہاتھ مین سوار کے کمند تھی مالاگرد پہ
پھینکی اور جھٹکا دیا کہ مالاگرد زمین پر آیا گرد اُڑی اور اُسی گرد مین قندیل بلند ہو کر سر پر قندیل جادو کے قائم ہوئی لیکن جو
قندیل سردار کو اسیر کر لیجاتی ہی اُسمین یہ معلوم ہوتا ہی کہ دھوان بھرا ہوا ہی رہا تنک کہ پہر بھر مین کل سردار علمشاہ کے پکڑ گئے
یہ دیکھکر شاہزادۂ علمشاہ رومی کو تاب ضبط باقی نرہی اور بغیر اجازت لیے ہیبت سے تیغہ کپتان فرنگی کھینچکر دوڑا کہ او فحبہ
غضب کیا تو نے کہ سب سردار میرے پکڑ لیے ابھی اُسنے قندیل کیطرف اشارہ نہین کیا تھا کہ علمشاہ نے قریب جا کر کمند مار کر
جھٹکا دیا لیکن قندیل جادو کہ قندیل سحرین بند کمند سے مثل شعلۂ آتش کے نکلگئی اور کمند علمشاہ کی جلگئی اُسنے انگلی سے
اشارہ کیا تھا کہ اُسیطرح قندیل زمین پر گری اور گرد اُڑی گرد سے سوار گرز گران سر اُٹھائے پیدا ہوا اور علمشاہ پر
گرز مارا شاہزادے نے بجلدی تمام گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز بلند ہوئی ایک شعلہ تھا کہ جانب فلک چلا گیا مرکب
علمشاہ کا زمین مین کسیقدر رور آیا تتق گرد بلند ہوا اب جو دیکھا تو اُسیطرح گرد سے قندیل بلند ہوئی کہ دھوان اُسمین
بھرا ہوا تھا جب گرد برطرف ہوئی تو مرکب علمشاہ کا خالی تھا تمام رومی و فرنگی یہ حال دیکھکر بیتاب ہوے گریبان چاک کیے
خاک سرون پر ڈالی امیر نے نعرۂ شگاف کیا شاہزادہ بدیع الزمان نامور گریبان پھاڑتا ہوا تیغہ کھینچے ہوے میدان مین
آیا قریب نہ پہونچا تھا کہ قندیل زمین پر گری سوار پیدا ہوا تلوار چلنے لگی گھوڑونکی گشت سے غبار اُٹھا جب دونون سوار
نظر سے نہان ہوے گرد مین چھپ گئے اُسیطرح قندیل غبار سے بلند ہوئی اور مرکب بدیع الزمان کا خالی اب باختریون نے
بھی گریبان پھاڑے اک تلاطم برپا ہو گیا الغرض تمام تک کل بیٹے امیر کے اور اکثر سردار اسیر ہوگئے شام کو طبل بازگشت بجا ہنوز کوئی
میدان سے پھرا نہین ہی لیکن قندیل جادو اپنی قندیلون سمیت بلند ہوتی جاتی ہی اور گنبد بلورین کا رخ کیا ہی کہ آسمان پر اک
ستارہ چمکا اور آن واحد مین قریب قندیل جادو کے آیا دیکھا تو اک قندیل ہی لیکن اُسمین سے کھڑکی پیدا ہوئی اور پٹری ایک
نازنین نے نکالا یہ معلوم ہوا کہ برج نور سے آفتاب کا ظہور ہوا شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۔ جوانی کی راتین مرادون کے
دن ۔ نہایت حسین صاحب تمکین کہ قندیل جادو کو سکتا ہو گیا پوچھا کہ اے خواہر تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اُسنے کہا کہ بہن
تمھاری محبت کھینچ لائی مجھکو خداوند سامری نے بھیجا ہی کہ قندیل جادو کو گل حیات اُسکا دے آؤ کہ اُسے نہایت حفاظت سے
رکھنا اور خداوند نے یہ گل حیات تمھارا خود تیار کر کے مجھے دیا ہی لو بہن اسے بہ حفاظت رکھنا یہ کہکر ایک پھول چنبیلی کا قندیل جادو کو دیا
اُسنے رکھا لیکن بختیارک نے یہ تماشا دیکھکر فرعون سے کہا کہ بھیجے قضا قندیل جادو کی آگئی ہون نہون یہ مرشد کامل
ہون جو ساحر زبردست آتا ہی اُسے تو مرشد بہت ہی جلد مار ڈالتے ہین فرعون ہنسا اور کہا کہ اے بختیارک تو کیا کہتا ہی
عمرو آسمان پر سے کیونکر آئیگا کیا وہ سحر بھی جانتا ہی بختیارک کہ رہا ہی کہ وہ ایسا کچھ جانتے ہین کہ سحر کی حقیقت نہین اور
اسنے میدان مین آتے ہی اُنھین ٹوکا بھی تھا ادھر یہی باتین ہو رہی ہین اُسطرف قندیل جادو نے پھول ہاتھ مین لیا ہی کہ اُسی سے

عجب طرح کی خوشبو آتی ہی کہ یہ اُسے سونگھنے لگی ہو کہ ایک مرتبہ چھینک مار کر قندیل جادو بیہوش ہوئی اور زمین پر گری ساتھ ہی
وہ قندیل کہ جسمین نازنین بیٹھی تھی وہ بھی زمین پر گری ہاتھ مین نازنین کے کمند تھی قندیل جادو کو کمند مار کر کھینچ لیا اور
آواز دی کہ ہاش ای کفاران بیحیا و نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک
خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک طرار خنجر گذار یعنے عمرو بن امیہ نامدار بجنبتارک تو صلواۃ پر شوکے لگا تا دھنا چنے
فرعون کو حیرت ہوئی کہ یہ کونسی عیاری تھی اہل اسلام مع امیر با کرام و بادشاہ عالیمقام متعجب تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی ادھر عمرو نے
قندیل سے نکلکر قندیل جادو کو ذبح کیا اور آواز دی کہ اسنے ہمسے کہا تھا کہ سر میدان مقابلہ کرے جسنے خنقار جادو کو
مارا ہو سب دیکھ لین کہ مین نے بھی اسے سر میدان مارا لیکن مرنے سے اسکے آندھی سیاہ چلی کہ جتنی قندیلین تھین سب گل ہو گئین
آگ برسی خاک اُڑی دیر تک یہی کیفیت رہی بعد کتنی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قندیل جادو بود اور قلعہ
بلورین کا کہین پتا بھی نہ لگا یہ دکھائی دیا کہ کچھ ٹکڑے شیشے کے پڑے ہین لیکن جتنی دیر تک آندھی چلا کی اُتنی دیر مین
خواجہ صاحب نے سارا انتظام اپنا درست کر لیا کہ قندیل اپنی زنبیل مین رکھ لی گہنا قندیل جادو کا کپڑون سمیت اُتار کر
داخل زنبیل کیا اور خود بہیئت اصلی سر اُس ساحرہ کا لیے ہوے خدمت صاحبقرانی مین حاضر ہوے جب آندھی برطرف
ہوئی تو سب سردار بھی عقب مین عمرو کے آے امیر نے سبکو گلے سے لگایا عمرو کو بادشاہ نے جدا خلعت دیا امیر نے جدا روپیہ
عنایت فرمایا طبل شادمانی بجا اُدھر فرعون نہایت ملول گنبد مینائی سے اُتر کر قیطول سوم پر آکر تخت پر بیٹھا کہ ایک
کبوتر جنگلی اُڑتا ہوا آیا ہاتھ پر فرعون کے بیٹھ کر گو بجنے لگا فرعون نے دیکھا کہ گلے مین اُسکے نامہ بندھا ہوا ہی کھولکر پڑھا
لکھا تھا کہ یا خداوند معلوم ہوا ہی کہ آپ بڑے عادل ہین دوست دشمن کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہین اب اس عدالت کو رہنے دیجیے
اور انتقام اپنی خدائی کا درست کیجیے زوران خدا پرستون کا توڑ لے دیکھیے کہ انھون نے کیسے کیسے ظلم کیے ہین بہاں تک
کہ بہن میری قندیل جادو بھی مار گئی لیکن آپ طبل جنگی بجوائین کل مین مقابلہ کرونگی اور عوض اپنی مان اور بہن کے خون کا
لونگی یہ دیکھکر فرعون نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر
لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوے یہان دربار جمع ہی بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہین امیر کشور گیر ذنگل شوکت پر متمکن ہین
سب سردار جمع ہین تعریفین عمرو کی ہو رہی ہین جملہ سردارون نے حسب توفیق عمرو کو دیا ہی بادشاہ نے پوچھا کہ خواجہ
یہ قندیل کیسی تھی امیر نے پوچھا کہ کیا کوئی منتر اچھہ کسی زوجہ سے اپنی یاد کر لیا تھا مگر جادو نے بتا دیا تھا یا طاؤس جادو سے
حاصل کیا تھا خواہ کچھ کہو تو عمرو نے کہا کہ حمزہ جب یہ ساحرہ میدان مین آئی تو آپ کو یاد ہوگا کہ اسنے مجھ پر طعن کی تھی کہ جسنے میری
مان کو مارا ہی سر میدان مجھسے مقابلہ کرے مین اُسوقت مصلحت سے ٹل گیا فکر کر رہا تھا کہ کیا کرون قریب شام مین نے فندیقی
حضرت داؤد علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی نکالی اور معجزہ طلب کیا کہ وہ بصورت قندیل ہو گئی جسوقت یہ میدان داری
کر کے چلی تھی مین نے سر میدان عیاری کر کے اسے مارا بادشاہ نے اور صاحبقران نے عمرو کی فطرت کی بہت تعریف کی یکایک
جوڑی ہرکارون کی پسینے مین غرق گرد مین اٹی برحواس آئی اور بعد دعا و سلام بادشاہی کے دست بستہ عرض کیا کہ
طبل جنگی لشکر فرعون مین بجا ہی اور کل بہن قندیل جادو کی شکیل جادو مقابلہ کریگی فرمایا کچھ پروا نہین یہان بھی
بفضل ایزدی بجے طبل جنگی بموجب حکم کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی بادشاہ نے دربار
برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیمون مین آئے غرضکہ رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی اور ستارہ سحری فلک پر چمکا لشکر اسلام سے
آواز اذان بلند ہوئی فوج کفار مین ناقوس پھکنے لگے بت پرستی ہونے لگی غرضکہ سب اپنے اپنے عقائد دین سے فراغت
کر کے میدان کارزار مین آئے فرعون مع لقا بختیارک و چند سردارون کے گنبد مینائی پر آکر بیٹھا ادھر صاحبقران

بادشاہ اسلام میدان مین آئے بعد صف آرائی نقیب نشیب دے کر لگ گئے ہین کہ دیکھا ایک تخت دست چپ کیطرف سے بالا ہوا
اُڑتا ہوا آیا میدان مین آکر قائم ہوا کہ اسپر ایک نازنین مہر تمکین بصد تزئین جلوہ افروز تھی کہ نور جمال سے اُسکے صحرا روشن ہو گیا تھا
ایکمرتبہ اُسنے آواز دی کہ ای خدا پرستو بڑے بڑے ظلم کیے تمنے کہ خداوند کو ستایا گھر کے گھر ساحرون کے برباد کر دیے لیکن کہان
جاؤ گے قہر خداوندی سے بچکر جسے تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے ادھر سے پہلوان عادی کہ جبسے یہ آئی ہی اسپر عاشق ہو چکے
ہین سامنے تخت بادشاہی کے آکے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہی عادی میدان مین آیا اور پکارا
کہ ای یار جانی وای محبوب جادو دانی تمھاری محبت ہمین کھینچ لائی ہی ہم لڑنے نہین آئے ہین اُسوقت اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو میرا
عاشق ہی تو میرے پاس رہیگا کیون گھبراتا ہی اور ایک گولا فولادی جھولی سے نکالکر کچھ اسم سحر دم کر کے زمین پر مارا کہ آواز تڑاقے کی
آئی اور تھوڑی گرد و غبار بلند ہوا بعد ایک گھڑی کے وہ گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ ایک عمارت تیار ہی کہ جسمین ہزارہا دروازے ہین
اور سب بند ہین اب شکیل جادو نے ایک لٹ اپنے بالون کی توڑی اور اُسمین سے دو بال کچھ اسم سحر کا پڑھکر پھینکے کہ وہ رسن
بنکے مشکین عادی کی باندھکر قریب اُس عمارت کے کھینچ لیگئے اور اُسکا ایک دروازہ کھلا عادی اُسمین چلا گیا اب وہ دروازہ
بند ہو گیا بختیارک نے دیکھکر کہا ترکیب تو اچھی ہی بشرطیکہ مرشد یا مرشدزادے انکو چھوڑین غرضکہ دن بھر مین اپنے ساتھ ستر
سردار اسیر کیے اور آپ تخت اُڑا کر اُسیطرح قلعہ زمردی مین کہ اپنے سحر سے میدان مین اپنی حفاظت کے لیے تیار کیا ہی اُسمین چلی گئی
دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے فرعون تقدیرین بگھارتا ہوا گنبد مینائی سے اُترا امیر نہایت ملول کال پریشان داخل بارگاہ
ہوے عیارون پر تاکید کی کہ جلد اسکی تدبیر کرو سب عیار اُسیوقت اپنی اپنی فکر مین سر بصحرا ہوے لیکن عمرو کو آج امیر اپنے پاس سے
جدا نہین کرتے خواجہ زادون نے بھی منع کر دیا ہی کہ اس رات عمرو کہین نہ جائین کہ اختر سخت ہی ادھر یہ ساحرہ یعنے شکیل جادو
قلعے مین آئی بیٹھی ہوئی شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اُڑا شکیل جادو غور سے دیکھنے لگی
کہ کیا ماجرا ہی دیکھا کہ وہ گرد قریب آئی اور اُسمین سے ایک گاے پیدا ہوئی کہ بھاگی ہوئی چلی آتی تھی گلے مین اُسکے گنٹھی پڑی
ہوئی تھی ماتھے پر ایک تختی سونے کی لگی ہوئی غور سے دیکھا تو اُسمین لکھا ہوا کہ گاے سامری یہ دیکھکر شکیل جادو بہت
خوش ہوئی اور سوچی کہ اسے پکڑ کر پالنا چاہیے یہ سوچ کر گنبد سے نیچے آئی اور قریب اُس گاے کے پہونچی لیکن وہ گاے
منھ اُٹھائے چہار طرف گھبرائی ہوئی دیکھ رہی ہی کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا شکیل جادو نے کہ ایک شیر ڈکارتا ہوا عقب مین
اُس گاے کے آتا ہی شکیل جادو سمجھی کہ یہ اسی کے خوف سے بھاگی آتی ہی جلدی سے ایک ترنج کچھ پڑھکر پھینکا کہ ایک دیوار
درمیان مین شیر کے حائل ہو گئی شکیل جادو نے گاے کے پاس آکے ہاتھ پشت پر پھیرا وہ گاے اسے اپنے حال پر شفیق پاکے
منھ پالون پر ملنے لگی اور اُس گاے نے گھنڈیان اپنے پیٹ کی کھولین اور سر ٹانگون مین ڈالکر شکیل جادو کو اُلٹ دیا
اور نعرہ کیا منم چالاک بن عمرو کھال گاے کی تو ایک خول کیطرح الگ جا پڑی ہی چالاک نے خنجر عیاری مارا کہ سر شکیل کا تن سے
جدا ہو گیا ایک تزلزل ہونے لگا زمین لرزی آتشباری برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
شکیل جادو بود چالاک نے دیکھا کہ گنبد زمردین نیست و نابود ہی چالاک نے گٹھا اسکا اُتارا سب مال و اسباب لیکر
راہی ہوا اور وہ شیر جو اسکے عقب مین آیا تھا وہ ایک شاگرد اسکا تھا کہ اُسے شیر کی شکل بنا کر دھوکا دینے کو لایا تھا
اُدھر امیر بارگاہ ہشتاد مین نہایت متردد بیٹھے تھے کہ دیکھا ہوا نے تند چلی امیر سمجھے تھے کہ آندھی آئی ہی یکایک جتنے سردار
امیر کے اسیر ہوے تھے یکبارگی بارگاہ مین گھس آئے امیر متحیر کہ یہ کیا معاملہ ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ مقام حیرت نہین کسی عیار نے
اُس جادوگرنی کو مارا ہوگا ہنوز امیر پوچھنے نہ پائے تھے کہ اُن سردارون نے اپنے اپنے ڈنگون پر بیٹھکر کہا کہ یا امیر جب تک
ہماری آنکھین جھپک گئین اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اس قید مین نہ پایا دیکھا کہ میدان مین کھڑے ہوے ہین ہم بخوبی خود

چلے آئے کہ اسی اثنا مین چالاک بن عمرو سر شکیل جادو کا لیے ہوے پہونچا امیر نہایت خوش ہوے چالاک کو خلعت دیا
عمرو اس سے بہت جلے کہ اسکو خلعت ملا روپیے سے ملے مگر مجھے کچھ نہین دیا لیکن سردارون نے سر جو شکیل جادو کا دیکھا
متعجب ہوے اور کہا کہ یہ شاید بزور سحر حسین بنکر آئی تھی اسلیے کہ اب تو اسکی وہ شکل نہین ہی سیاہ رنگت ناک چپٹی دانت
بڑے بڑے آنکھین چُندھی ہین امیر نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے یہان تو نقارۂ شادمانی بجا لیکن فرعون جو ملت گرد بار سے
آیا بیٹھا شراب پینے لگا نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل قہاری بجے کل سب خدا پرستون کو ہاتھ سے شکیل جادو کے قتل کراؤنگا
بختیارک سمجھا کہ قضا شکیل جادو کی آگئی اب مرشد جلد تدبیر کرینگے یہان نقارہ بج رہا ہی کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی
آئی بدو عادت کہ عرض کیا لشکر حمزہ مین طبل شادمانی بج رہا ہی اور گنبد زمرد بین غائب ہی اور وہ عمارت جو بیچ میدان مین تھی
وہ بھی نہین نظر آتی سب سردار بارگاہ مین پہونچگئے کہ دوسری جوڑی ہرکارون کی آئی اور عرض کیا کہ چالاک بن عمرو نے شکیل جادو
کو مارا بختیارک نے صلواۃ پڑھی اور کہا کہ مرشد زادے کیا کم ہین ایسے ویسونکو تو وہی دیکھ بھال لیتے ہین فرعون لعین پشیمان
بیٹھا ہی کہ مین نے ناحق نقارۂ قہاری بجوایا اب کل اور بھی خفت ہوگی یہ اسی سوچ مین حیران و پریشان ہی

اب چند کلمے داستان آنا موسیقار جادو کا بیابان موسیقار سے اور دو روز تک میدانداری کرنا اور تباہی لشکر اسلام کی بعد اُسکے مارا جانا ہاتھ سے مہتر قران کے

لیکن موسیقار جادو نے جب اپنی دونون بیٹیون کو رخصت کر دیا آپ سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا ایک چبوترہ بلور کا بنایا اسپر
ایک چراغدان رکھا اور چراغ حیات قندیل جادو کا رکھکر برابر اُسکے چوکی زمرد کی بنا کر اُسپر وہ پتلی جو شکیل جادو کی
زندگی کی مخبر تھی اُسے بٹھایا تھا ایک روز گزرا تھا شام قریب تھی کہ موسیقار جادو نے دیکھا کہ جھونکا ہوا کا آیا اور چراغ
گل ہوگیا پتلی نے سر پیٹ لیا اور پکاری کہ ہاے بہن قندیل جادو تجھے عمرو نے مار ڈالا موسیقار جادو سحر تیار کر رہا تھا
یہ ماجرا دیکھکر رونے لگا سمجھا کہ قندیل جادو کا بھی خاتمہ ہوا اب اسنے یہ ارادہ کیا کہ کل ہی یہانسے چل ایسا نہو کہ شکیل جادو
بھی کچھ گذر جاے دوسرے روز سامان اپنے چلنے کا درست کر کے دو گھڑی رات گئے منقل آتشین اپنے سامنے رکھکر کچھ پڑھکر
کالے تل اسمین جلاے کہ دھوان اُٹھکر سر پر اسکے قائم ہوا کہ یکایک وہ پتلی بھی جلکر خاک ہوگئی موسیقار جادو نے
گریبان چاک کیا دستار سر سے پھینک دی بہت رویا پیٹا معلوم ہوا کہ شکیل جادو بھی ماری گئی لیکن خود لوٹ پوٹ کر ایک جانور کی
شکل بنکر اُس دھوین مین پوشیدہ ہوکر طرف ملک فرعونیہ کے راہی ہوا فرعون بعد مرنے شکیل جادو کے متردد بیٹھا تھا
ارادہ کر رہا تھا کہ کسیکو ساحر مشمش کے پاس بھیجون کہ یکایک آواز صاعقہ کی آئی ہوا مین تیزی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک ٹکڑہ ابر
نیچا ہوتا چلا آتا ہی جب وہ ابر بہت نیچا ہوگیا تو ایک جانور مہیب فیل پیکر اسمین سے نکلکر سامنے فرعون شاہ کے آکر بیٹھا کہ منقار
مین اسکی ہزار ہا سوراخ تھے اور اُنمین سے آواز ساز کی پیدا تھی بس وہ جانور زمین پر لوٹ گیا اور شکل انسانی اُسنے پیدا کی فرعون نے
دیکھا کہ ایک ساحر مہیب صورت ہی کہ بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوے منہ پر بھبھوت ملا ہوا آنکھون سے آنسو جاری گویا غم مین کسی کے
مبہوت ہو رہا ہی فرعون نے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ بندہ ساحری ہون نام میرا موسیقار جادو
ہی زوجہ میری خنقار جادو حضور پر نور پہ نثار ہوئی دونون بیٹیون کو اپنی مین نے آپکی مدد کو بھیجا تھا
وہ بھی ہاتھ سے عیارون کے نہ بچین یا خداوند آپ پریشان نہون کل مین ان سبکو سر میدان اسیر کرونگا اور تین روز مین کل
خدا پرستونکا استیصال کر دونگا بختیارک نے کہا اے موسیقار جادو اگر یہی ارادہ ہی تو رات کو شہر مین رہنا کہ گرد شہر کے
خداوند ساحران یعنے مشمش جادو نے طلسم باندھ دیا ہی کہ یہان کوئی نہین آسکتا اگر اسکے باہر ہوگے تو دغا اُٹھاؤگے
تمھاری دونون بیٹیون نے بھی حصار قائم کیے تھے لیکن وہ نادان تھین حصار سے باہر نکل کر ماری گئین تم خبردار یہانسے

باہر نہ جانا موسیقار جادو نے کہا ملک جی ایسا ہی ہوگا فرعون شاہ جیسے یہ آیا ہی بھول گیا ہی کہتا ہی کہ ای بندگان من
دیدید قدرت مرا مین نے اسی کے خیال سے طبل قتاری بجوایا تھا شکیل جادو کی تو عمر مین نے اتنی ہی لکھدی تھی غرضکہ
موسیقار جادو نے کچھ اسباب سحر فرعون سے طلب کیا اور قریب اس تالاب کے کہ جسمین پانی مشمش نے پڑھکر ڈلوایا تھا جاکر
خون خوک سے چوکہ دے کر ایک نالی کھودی بطور گنبد کے اور اُسمین کچھ چنگاریان آگ کی ڈالدین بیچمین اُسکے بیٹھکر کچھ
ٹکڑے شیشے کے ڈالدیے اور کچھ سحر پڑھا کہ آن واحد مین ایک گنبد تیار ہوا کہ راستہ اُسمین جانے کا نہ معلوم ہوتا تھا گرد خندق کے
آگ روشن تھی اور وہ گنبد غن غن گھوم رہا تھا اور آواز ساز کی اُس سے پیدا تھی ادھر امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ موسیقار جادو فرعون کی مدد کو آیا ہی فرمایا کچھ پروا نہین لیکن عمرو نے کہا کہ حمزہ مینے بارہا عرض کیا تھا کہ فرعونیہ
مین بہت بلائین ہین تو نے نہ مانا یہان جان ہم سبکی لیتے آیا امیر نے فرمایا خواجہ اگر تم مرنے سے ڈرتے ہو تو بھی چلے جاؤ ہمپر جو گذریگی
سہینگے عمرو نے کہا کہ مین اپنے مرنے سے نہین ڈرتا ہون تجھسے تو خداوند کریم سے وعدہ ہو چکا ہی کہ جب مین تین مرتبہ موت
مانگونگا تو مرونگا مین نے ابھی ایک مرتبہ بھی اُس بُری چیز کا نام نہین لیا خیال تیرا اور سب لشکر کا ہی کہ بعد تیرے مجھے بھی خدا سے
موت مانگنا پڑیگی امیر نے فرمایا خواجہ اگر قضا ہی تو جہان ہونگے نہ بچینگے اور موت نہین ہی تو اس موسیقار حرامزادے کی کیا
حقیقت ہی سر میدان مارینگے غرضکہ دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے خیمون مین آکر سو رہے رات تیاری جنگ مین بسر
ہوئی صبح کو دونون لشکر میدانمین آئے فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا امیر بادشاہ اسلام مع سرداران عالیمقام جدال
وقتال مین آکر کھڑے ہوے کہ دیکھا امیر نے شہر فرعونیہ کیطرف سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی ہوا تند چلنے لگی اور ایک جانور مہیب بشکل
موسیقار فیل پیکر اڑتا ہوا آیا کہ اُسکے پرونکی ہوا سے تمام صحرا مین آندھی کی کیفیت تھی وہ جانور زمین پر گر کر لوٹا اور شکل
انسانی پیدا کر کے بیچ میدان مین کھڑا ہوا اب دیکھا امیر نے کہ لشکر فرعون سے کچھ لوگ نکلے کہ ہاتھ مین کسی کے نے تھی کسی پاس
رباب تھا کسی پاس چنگ کوئی پیالیان جل ترنگ کی لیے ہوے غرض سو آدمی کے قریب ساز لیے ہوے آئے اور گرد اُس
ساحر کے بیٹھکر بجا بجا کے گانے لگے امیر یہ تماشا دیکھکر نہایت متحیر ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی کیا آج ان لوگون سے لڑنا پڑیگا دیکھیے
فلک کیا دکھاتا ہی لیکن اُس جادوگر نے ایک تخم عجیب نکالکر زمین پر ڈالا اور کچھ سحر پڑھکے پانی بہایا کہ اُسیوقت اکھوا پھوٹا اور
آن واحد مین ایک درخت بنکر تیار ہوا اور اُسمین سے ہزار شاخین پیدا ہوئین اور ہر ہر شاخ ہزار ہزار گز بڑھگئی اور
ہزار ہزار جانور کوچک بشکل موسیقار ایک ایک شاخ پر بیٹھے نظر آئے اور اُنکے چہکنے مین صداے ساز کا انداز تھا اور ایک
جانور بزرگ چوٹی پر ہر درخت کی بیٹھا ہوا تھا وہ اپنے مقام سے اُڑا اور سر پر صاحبقران کے تین چکر کر کے پھر اُسی درخت پر
جا بیٹھا سارے لشکر نے اُسے تیر مارے لیکن جو تیر قریب اُسکے گیا جلکر خاک ہوگیا عمرو نے کہا کہ حمزہ اسم اعظم تیرا بند ہوگیا
امیر نے یاد جو کیا بالکل فراموش تھا بس رنگ رو متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون عمرو بھی رونے لگا لیکن جسوقت
یہ درخت بنکر تیار ہوا وہ گوے لشکر فرعون مین چلی گئی اب موسیقار جادو نے زیر درخت کھڑے ہوکر پکارا کہ جسے تمناے
مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے پہلے ایک آدھ سردار بادشاہ سے اجازت لیکر بارادۂ جنگ گیا لیکن صداے ساز مین
ایسا محو ہوا کہ تصویر کیطرح زیر درخت کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے صداے ساز کی اسقدر پھیلی اور ایسا اثر
ہر شخص کے دلپر کیا کہ بغیر اجازت دس دس بیس بیس سردار گھوڑے اُٹھاے ہوے چلے گئے جو زیر درخت گیا تصویر گی تھا
نہ ہاتھ پانون مین طاقت معلوم ہوتی نہ ہوش وحواس بجا تھے یہانتک کہ اب یہ حال ہوا کہ رسالے کے رسالے چلے جاتے ہین
امیر کشورگیر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہین بادشاہ کانون مین اُنگلیان دیے ہوے ہین کہ صداے ساز اثر نہ کرے امیر
حفظ ہیکل کی سبب سے بچے ہوے ہین سردارون مین صرف گرب ولادہ باقی رہگئے ہین اور ایک آدھ سردار کہ جسنے کانون مین اُنگلیان

دے لی ہین وہ بجا ہوا ہی شام تک نصف لشکر سے بھی زیادہ زیر درخت صورت تصویر گل سکتے ہین رہگیا شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نہایت اُداس کمال پریشان پھر کر داخل بارگاہ ہشامی ہوئے عمرو کو تاکید
کی کہ کچھ تدبیر کرو عمرو کہ رہا ہی کہ یا امیر میری عقل نہین کام کرتی کہ کیا کرون کیا نکرون دوسرے یہ کہ یہ ساحر حصار شمشش مین
رہتا ہی وہ تکو آسمان پر سے آتا ہی مین کیا کرون کہ صدا طبل جنگ کی آئی عمرو نے کہا امیر لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا ہمارے
یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے عمرو بھی تدبیر کے لیے نکلگیا رات بھر عیارون نے کوشش کی لیکن حصار شمشش کے اندر
نہ جا سکے بلکہ جو گیا پلٹ کر نہ آیا سب اسیر سحر موسیقار جادو ہوے کہ زمانہ شبکا برطرف ہوگیا عمرو ناچار واپس آیا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے امیر بادشاہ اسلام خیمون سے برآمد ہوے راستہ میدان کارزار کا لیا ادھر فرعون گنبد مینائی پر
آکر بیٹھا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دے کر چلے گئے تھے کہ وہی ہواے تند چلی اور موسیقار جادو نقش گل
موسیقار ملک فرعونیہ سے اُڑتا ہوا آیا زیر درخت لوٹ لگا کر بہیئت اصلی کھڑا ہوا اور مبارز طلب کیا اُدھر سے جو گیا وہ زیر
سکتے مین رہگیا اور موسیقار جادو نے ایک قسم کا باجا اپنی جھولی سے نکالا اور بجانا شروع کیا کہ اُسکی آواز سے صداے
ساز کو ترقی ہوئی اور ہر طرف پھیلنے لگی آخر کو کل لشکر امیر کا سمٹکر زیر درخت پہونچ گیا کرب دلاور بھی مسحور ہو کر زیر درخت
چلا گیا شام کو امیر بادشاہ اسلام عمرو مہتر قران سوا انکے کوئی عیار بھی باقی نرہا غرضکہ طبل بازگشت بجا موسیقار جادو نے
کہا کہ خیر آج تو حمزہ بچگیا لیکن کل کہان جائیگا یہ کہکر اسنے دستک دی کہ جتنے جانور درخت پر بیٹھے تھے وہ اپنے اپنے مقام سے
اُڑے اور جنگل سے منقارون مین اور پنجون مین لکڑیان خشک اُٹھا اُٹھا کر لانے لگے اور گرد درخت کے جمع کرنے لگے
موسیقار جادو پلٹا فرعون گنبد مینائی سے نیچے اُترا دربار مین آیا ہر ایک سے کہتا تھا کہ دیکھا تمنے کہ حمزہ کا لشکر ایک بندہ خاص
میرے کیونکر اسیر کیا کل ان سب خدا پرستونکو اُسکے ہاتھ سے اپنے غضب خداوندی مین آگر نہ گرفتار کر دیا ہوگا اور آتش
قہر سے نہ جلوایا ہوگا تو نام اپنا خداوند فرعون شاہ نہ پایا ہوگا لیکن بختیارک نے فرعون سے کہا کہ یا خداوند موسیقار جادو سے
کہلا بھیجیے کہ آج اس حصار سے باہر نہ نکلے کیونکہ جنسے ڈرنا چاہیے ابھی وہی باقی ہین یعنی درشتد کامل ابھی تک اسیر نہین ہوے فرعون نے
اُسیوقت ایک عیار کے ہاتھ نامہ بھیجا کہ آج کی شب اور کل کے دن حصار سے باہر نہ نکلنا یہین بیٹھے بیٹھے سحر کرنا یہ عیار اُسیوقت
روانہ ہوا زیر گنبد پہونچکر آواز دی کہ اے موسیقار جادو خداوند فرعون شاہ نے کچھ کہلا بھیجا ہی دیکھا کہ تڑاقے کی آواز
بلند ہوئی گنبد سے کھڑکی پیدا ہوئی اُسمین سے ایک جادوگر نے نکالا اسنے کہا کہ یہ نامہ بھیجیے موسیقار جادو نے دستک دی ایک
کبوتر پیدا ہوا ہاتھ پر اس عیار یعنی تیز رو سبک رفتار کے آکر بیٹھا گونجنے لگا تیز رو نے نامہ نکالکر ہاتھ پر رکھا کبوتر منقار مین
دبا کر اُڑگیا جاکر موسیقار جادو کو دیدیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ خبردار آجکی شب کل کا دن حصار سے باہر نہ نکلنا جو کرنا ہو یہین بیٹھے بیٹھے
سحر سے کام لینا اسنے جواب نامے کا لکھدیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ عیار وہانسے چلا لیکن رات اندھیری تھی راستہ بھولکر قریب
جھنڈیونکے چلا گیا بیہوش ہوکر اُلٹا لٹک گیا وہان اسکے آنے مین دیر جو ہوئی فرعون نے ہماے دونده سے کہا کہ کیا سبب
جو تیز رو سبک رفتار ابھی تک جواب لیکر نہین آیا ہماے دونده نے ایک اور عیار روانہ کیا لیکن یہ جو چلا ہی ڈھونڈھتا ہوا
تو ہاتھ مین اسکے فتیلۂ عیاری روشن ہی اسے تو یہین چھوڑیے حال گذارش کیا جاتا ہی صاحبقران با اقبال کا کہ میدان جنگ سے
جو پلٹے ہین دیکھتے ہین کہ نہ کوئی سردار ہی نہ فرزند ہی نہ لشکر ہی یہانتک کہ کوئی خدمتگار بھی نظر نہین آتا بازار لشکر کے اُجڑے پڑے
ہین ہر طرف سناٹا ہو کا عالم خیمہ خالی چھاونیان اُجاڑ ہر طرف خاک اُڑ رہی ہی بادشاہ مع صاحبقران و عمرو داخل بارگاہ ہوے
کوئی ہرکارہ تک نہین کہ خبر ملک فرعونیہ کی لاے امیر دلگل پر بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوے امیر نے فرمایا خواجہ خبر
فرعونیہ کی کیونکر معلوم ہو کہا کہ حمزہ عقل خبر دیتی ہی کہ طبل ضرور بجا ہوگا فرمایا یہ تو سچ ہی مگر ہمارے یہان تو کوئی اتنا بھی نہین

باقی کہ نقارہ ہمارے سفر کا بجائے عمرو نے کہا حمزہ روپیہ ہو تو اور آدمی پیدا ہوتے ہیں فرمایا بھئی آدمی کہاں سے آئینگے عرض کیا
کہ زمین سے پیدا ہو جائینگے بھوکے مصیبت کے مارے کہاں نہیں ہیں فرمایا کہ اچھا بھئی کہو تو رقعہ لکھدیں عرض کی بہت خوب
امیر نے لاکھ روپے کا رقعہ اپنے ہاتھ سے لکھکر دیا عمرو نے زنبیل میں سے پٹیاں نکالکر دی اپنے بیٹے ہوئے لگائے کہ ہاتھ انکے برابر چلے
جاتے تھے سبکو لیجا کر نقارہ کے پاس بٹھا دیا اور ہاتھوں میں چوبیں پکڑا دیں کہ ہاتھ اُنکے اس قاعدے سے پڑتے تھے معلوم
ہوتا تھا کہ نقارچی بجا رہے ہیں اب عمرو نے کہا کہ حمزہ اب خبردار رہنا میں اب اپنی فکر میں جاتا ہوں امیر نے فرمایا بھئی جاؤ اچھا فرما
ہوشیاری سے کام کرنا کہ اتنے میں مہتر قران حبشی سامنے سے آیا امیر نے فرمایا بھئی تمہیں تو خدا نے بچایا کہاں تھے مہتر قران
کچھ جواب نہیں دیتا جب کئی بار امیر نے پوچھا اور جواب نہ پایا تو اشارے سے پوچھا سمجھے کہ کانوں میں ٹھیٹھیاں دی ہونگی جب تو
بچا اور مہتر قران نے واقع میں اسقدر روئی اپنے کانوں میں ٹھونس لی تھی کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا جب اشارہ امیر کا سمجھا دست
ادب بستہ عرض کیا کہ مخدرات عصمت کو اس میدان سے دور لیجا کر خیمہ برپا کر آیا ہوں کہ وہ سحر سے محفوظ رہیں امیر نے فرمایا
ای مہتر قران بڑا کام کیا لیکن مہتر قران پہلے ہی سب خواتین کو سوار کر کے لیگیا تھا اور کچھ عیار حفاظت کے لیے ہمراہ
لیتا گیا تھا کہ وہ سب سحر سے محفوظ تھے بعد ازاں قران نے عرض کیا کہ حضور کی خواتین نے عرض کرا بھیجا ہے کہ اپنا دیدار ہمکو
دکھا جائیے کیونکہ زندگی کا اعتبار نہیں ہے ایک مرتبہ آپکو دیکھ تو لیں فرمایا میں بادشاہ کو تنہا چھوڑ نہیں سکتا عرض کیا کہ ظل اللہ
بھی تشریف لیچلیں فرمایا ای مہتر قران آج ہی رات تک تو یاد ہی ہے اور ہماری صاحبقرانی صبح کو تو خاتمہ ہے ابھی سے تخت
کو ویران کرونگا اور ای قران ہمارا اسلام آخر سبکو پہونچا دینا اور اب تم پردہ شب میں ان سب ستم رسیدوں کو لیکر چلے جا
مہتر قران مصلحت سمجھکر سلام کر کے چپکا وہاں سے روانہ ہوا عمرو بھی رخصت ہوا دونوں ہمراہ چلے عمرو نے قران کو گلے سے
لگایا اور کہا بھئی ناموس سے ہمارے خبردار رہنا ہم تو جاتے ہیں یا تو آج موسیقار جادو حرامزادے کو مارا یا جان اپنی دی
قران نے کہا غلام بھی ہمراہ چلے عمرو نے نہ مانا قران مجبور وہاں سے روانہ ہوا قریب اُس کوہ کے جا کر کہ جہاں خیمے مخدرات
کے تھے اپنے شاگردوں کو اپنی طرف سے نائب کر کے حفاظت ناموس کے لیے چھوڑا اور آپ کچھ عیار کچھ سامان لیکر راہی ہوا لیکن
مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سیدھی راہ چھوڑ کر درخت موسیقار کے سایہ سے بچتے ہوئے کانوں میں انگلیاں دیے ہوئے
گلیم عیاری اوڑھے ہوئے قریب شہر فرعونیہ کے پہونچے لیکن سوچ رہے ہیں کہ جھنڈیوں کے اندر کسطرح جاؤں دیکھا
ایک عیار ہاتھ میں فتیلہ عیاری روشن کیے کچھ ڈھونڈھ رہا ہے اور ہاتھ میں اُسکے ایک آبخورہ ہے کہ پانی اسمیں بھرا ہوا ہے یہ
وہی عیار ہے جو ڈھونڈھنے تیز رو سکر فتار کو نکلا تھا دیکھا اسنے کہ تیز رو الٹا پڑا ہوا ہے یہ جا کر پانی تالاب سے بھر کر لیے
کو لایا ہے قریب آکر چاہتا تھا کہ چھینٹا پانی کا منہہ پر دے کہ دیکھا اسنے ایک عورت نہایت حسین زیور سر سے پانوں تک پہنے ہو
بیٹھی رو رہی ہے یہ بیچ ہزار جان سے عاشق ہو گیا پہلے اُسے ہوشیار نہ کیا بیتاب دوڑا ہوا آیا پوچھا کہ اے یار جانی وای دوست
جادو دانی تم کہاں یہ صحرا اے پرہول کہاں اسنے کہا کہ میں غمزدہ کیا حال اپنا بیان کروں مصیبت کی ماری ہوں اپنے شوہر کے
ساتھ اپنے میکے سے سسرال جاتی تھی اُسنے کہا کہ میں ذرا پیشاب کر لوں تم یہیں ٹھہرو وہ تھوڑی دیر ٹھہرا تھا کہ کچھ قزاقوں نے
آکر اُسے مار ڈالا مال اُسکا چھین لیا میں یہ دیکھکر ایک درخت کی آڑ میں ہو گئی تھی اس سے بچ گئی وہ سب اُسے قتل کر کے چلے گئے
کاش میں بھی مرجاتی اور وہ مجھے قتل کر ڈالتے تو بہتر تھا اِسنے کہا کہ تم کیوں گھبراتی ہو ہمارے ساتھ چلو اپنا گھر سمجھو ہمارے گھر میں
رہو جو کچھ میں ہیں ہے اُسے قبول کرو اسنے کہا کہ اچھا میں چلتی ہوں تم ایسے آئے جیسے بے مانگی مراد ملی اب تمہیں کب چھوڑتی
ہوں جہاں کہو چلوں میرا کون پوچھنے والا ہے اس عیار کا دل اسکی باتوں سے بہلا جاتا ہے ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو وہ عورت اٹھی کہ کچھ کھٹ سے
گرا دیکھا تو ایک ڈبیا ہے اس عیار نے کہا اسمیں کیا ہے کہا کہ میرا شوہر سوداگر تھا اُسنے ایک لعل سات لاکھ کو لیا تھا وہ میرے پاس تھا

اس سے بچگیا یہ سنتا تھا کہ اُسکے منھ مین پانی بھر آیا کہا کہ مین تو دیکھون دلمین کہ رہا ہی کہ سونے کی چڑیا ہاتھ لگی اس عورت نے
وہ ڈبیا اُٹھا کر ایک ہاتھ سے کھولی نہ کھل سکی آبخورہ پانی کا اس عورت کو دیا اُسنے پوچھا اِسمین پانی کیسا ہی کہا کہ
بغیر اسکے چھڑکے شہر فرعونیہ مین نہین جا سکتا اب دلکو اس عورت کے اور ایک قوت حاصل ہوئی لیکن اُس عیار نے ڈبیا کو
مُنھ کے برابر لا کے زور کرکے جو کھولا تو ایک لقمہ اُڑا اور وہ عیار چھینک مارکر بیہوش ہوا اُس عورت نے نعرہ کیا کہ منم عمرو
بن امیہ ضمری اُسیوقت خنجر سے اُس عیار کو ذبح کیا مال و اسباب کپڑے تک داخل زنبیل کرکے آپ اُسکی شکل بنکر
پانی اپنے اوپر چھڑک کر خندق پلسے گذرے دیکھا کہ ایک عیار اور بیہوش پڑا ہی اُسنے بھی ذبح کیا کپڑے اُسکے اُتارنے لگے دیکھا کہ
ایک دو پرچے پگڑی سے اُسکی نکلے انھین پڑھا ایک مین تو لکھا تھا کہ ای موسیقار جادو ہوشیار رہنا بختیارک کیطرف سے
لکھا تھا کہ جبتک وہ دزد مکار باریک گردن نہ گرفتار ہوگا رہائی نہ میسر ہوگی عمرو نے دلمین کہا کہ اچھا حرامزادے کہان جاتا
ہی اگر زندگی ہی تو سمجھونگا اور دوسرے مین مرقوم تھا موسیقار جادو کیطرف سے کہ عمرو اور حمزہ کی آج ہی رات کو تدبیر
ہا جائیگی مین سحر بھیجکر جہان ہونگے پکڑ بلاؤنگا عمرو ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اب چلکر اس عیار کی شکل بنکر کچھ تدبیر کرنا چاہیے کہ
ایک پنجہ گرا اور عمرو کو اٹھا لیگیا عمرو سمجھ گیا کہ فقط آنکھین آگئی آنکھین بند کرلین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک پنجرے
مین بند دیکھا سامنے ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا لیکن موسیقار جادو نے جب عمرو کو گرفتار کرلیا نامہ فرعون کو لکھا مینے عمرو
کو پکڑ لیا الغرض صبح ہوئی فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا لقا بختیارک اور سردار بھی ہمراہ تھے دیکھا کہ تمام لشکر امیر کا زیر درخت
کل سرداروں سمیت جمع ہی اور لکڑیان ڈھیر کی ڈھیر لگی ہوئی ہین اب تک جانور لا لاکر لکڑیان جمع کررہے ہین امیر کشور گیر اشقر پر
سوار بادشاہ عوض تخت کے آج گھوڑے پر جلوہ افروز ہین دیکھا ہوائے تند چلی اور موسیقار جادو منقار مین پنجرہ عمرو کا
لیے ہوے آیا درخت مین لٹکا دیا اور پکارا کہ ای عرب کیا تو میرے مقابلے کو نہ آئیگا یہی دعوی شجاعت کا کرتا ہی امیر ان کلمات کے
سُننے کی کب تاب رکھتے ہین بادشاہ سے عرض کی کہ اب مجھکو اجازت ہو یہ کہکر حفظ ہیکل گلے سے اُتار کر بادشاہ اسلام کی گردن مین
ڈالدی بس حفظ ہیکل کا گلے سے اُترنا تھا کہ امیر دیوانہ وار دوڑے ہوے اُس درخت کے قریب آئے کہ درخت سے ایک شاخ
جھکی اور کمر مین امیر کی لپٹ گئی امیر بند ہوکر رہ گئے بادشاہ اسلام نے یہ دیکھکر گریبان پھاڑا اور بے اختیار ہوکر دوڑے اور
کچھ خود بخود ایسا دم گھبرایا کہ حفظ ہیکل گلے سے اُتار کر پھینک دی کہ اُسیطرح دوسری شاخ درخت کی نیچی ہوکر بازوؤن مین
بادشاہ کے لپٹ گئی یہ بھی اسیر ہوے اب جو موسیقار جادو نے فرعون سے کہا کہ مین ابھی ان سبکو جلائے دیتا ہون کہکر
منقل آتشین روشن کی اور بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک شاخ درخت کی نیچی ہوئی اُسپر سے ایک جانور اُڑکر اسکے ہاتھ پر
آبیٹھا کہ منقار مین اُسکی ہزارہا سوراخ تھے لیکن ایک سوراخ بند تھا اُسے بھی موسیقار جادو نے کھولکر جلد اُسے اُڑا دیا
وہ جاکر شاخ درخت پر بیٹھا اور اُس سوراخ سے ایک صدا ایسی پیدا ہوئی کہ جس سے شاخ درخت مین آگ لگ گئی اب
موسیقار جادو جس شاخ سے جانور پکڑکر چھوڑتا ہی اسمین آگ لگجاتی ہی جسوقت یہ شاخ آخر کو جلائیگا اُسوقت سحر ختم ہوگا اور
ہیزم مین بھی آگ لگے گی یہ مصروف سحر ہی کہ یکایک آواز نقارے کی بلند ہوئی دیکھا کہ جانب صحرا سے پانچ فیل بزرگ انبر ڈلکا ہوتا ہوا اور
نوبت خانہ بجتا ہوا پیچھے اُسکے ہزار ساحر ایک ساحر قوی الجثہ اژدر پر سوار کہ اژدر قلابہ آتشین چھوڑ رہا ہی آواز یا سامری یا
جمشید کی بلند ہی اور نوبت نقارہ اسقدر بج رہے ہین کہ صداے ساز بالکل سنائی نہین دیتی فرعون لقا بختیارک سب متحیر تھے
کہ یہ کیا ماجرا ہی لیکن اُس ساحر نے آواز دی کہ او موسیقار جادو حرامزادے مغضوب درگاہ سامری آ تو میرے سامنے ورنہ
ابھی تیرا اسرار سحر مٹا دونگا تجھکو خاک مین ملا دونگا منم قہار جادو فرستادہ خداوند سامری یہ سنتا تھا کہ موسیقار جادو تھرا گیا
اسنے دوسری آواز دی کہ آتا ہی یا وہین آؤن موسیقار جادو نے دیکھا کہ یہ ساحر نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی اور فرستادہ سامری ہی

اس سے وڑنا چاہیے اگر تو اُس سے عاجزی نکریگا تو مارا جائیگا جلد ایسے سحر کو ترک کیا اثردر آتش فشان پر خود بھی سوار ہو کر
چلا کہ خداوندی میں نے ایسی کونسی خطا کی ہو مین تو آنکے دشمنونکو قتل کرنے کی کوشش و تدبیر مین مصروف ہون سحر کو ترک کر کے
آپکے غصے چلا آیا قہار جادو نے کہا حرامزدے حبشی منشمش جادو نے خداوند سامری کو بھولکر دعوی خداوندی کیا
ہی سامری کو بہت بُرا معلوم ہوا کہ یہ ہمین بھول گیا خود خداوند بن بیٹھا اسپر تین مہینے ایسے سخت کر دیے کہ یہ اسمین ضرور ان
خدا پرستونکے ہاتھ سے مارا جائیگا اور تو مغضوب خداوند کا شریک ہوا مجال ہی تیری کہ مسلمانونکو قتل کرے یہ مسلمان غضب ہا مین
خداوند سامری کا یہ سننا تھا کہ موسیقار جادو نے کہا مین ابھی ان سب مسلمانونکو جلا دونگا لیکن پہلے تیرا تو خاتمہ کرون اے تو خداوند
منشمش جادو کو بُرا کہتا ہی یہ کہکر اژدر اپنا برابر اژدر قہار جادو کے لایا قہار جادو نے جب دیکھا کہ یہ سامنے آگیا ہی زد میں بس
قہر و غضب مین آکر ایک ڈنڈا اپشت پر اپنے اژدر کے مارا کہ یا تو وہ اژدہا قلاب آتشین چھوڑ رہا تھا یا ایک بگولا گرد کا اس زور سے نکلا
کہ موسیقار جادو کو خاک ابسر کر دیا بلکہ خاک مین ملا نے کی تدبیر کر دی کہ موسیقار جادو چھینک مار کر اپنے اژدہے پر سے
قلابازی کھاکر گرا قہار جادو نے نعرہ کیا کہ باش ای کفار بھیجا منم مہتر مہتران و بہتر بہتران صاحب لقبہ گران نظر کردہ علی عمران
یعنے مہتر قران اور دوڑکر بغدہ مار کا گرتے ہوا دیکھا کہ یہ کافر رویین تن ہی ٹھیلیان بارود کی نکالکر اسپر ڈالین اور دو رہٹکر
حقہ آتشبازی مارا کہ آگ لگ گئی خرمن ہستی اس ملعون کا جلکر خاک ہوا آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا زمین کو زلزلہ
ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو تو دحیف جاندادیم و بمطلب خود نرسید جب
جو روشنی ہوئی دیکھا تو نہ درخت ہی نہ جانور ہین لاش اس جادوگر کی پڑی ہی لیکن پوست تک جلگیا ہی کچھ بت سونے چاندی کے
پڑے ہین قران نے سب سمیٹ کر اپنے قبضے مین کیے ادھر سارا لشکر مع صاحبقران ہوشمین آیا امیر میدانسے پھرے
لیکن عمرو جو جیپوٹا دیکھا کہ لکڑیونکا انبار ہی جال الیاسی مار کر سمیٹ سمیٹ کر سب نذر زنبیل کرلین امیر بارگاہ مین داخل ہوئے
طبل شادمانی بجا مہتر قران بھی دربار مین آیا امیر نے ساتھ خلعت دیے بادشاہ نے سات خلعت اور ایک کرور روپیہ
عنایت کیا مہتر قران نے سب خواجہ سلامت کے آگے لاکر رکھدیا اور عرض کیا کہ اُستاد آپ ہی کی جوتیونکا صدقہ ہی عمرو نے کہا
بابا یہ سب مال تمہارے پاس سے تلف ہوجائیگا مین بحفاظت اپنے پاس رکھونگا جب چاہنا لے لینا یہ کہکر نذر زنبیل کرلیا قران نے
وہ بت جو موسیقار جادو کو مار کر پائے تھے پیش کیے کہا کہ بھئی اسکے کپڑے بھی بہت تکلف کے ہونگے وہ تمنے کیون چھوڑ دیے
قران نے کہا وہ رویین تن تھا اس سے مین نے اُسے جلا دیا کپڑے بھی جلگئے آپ بہت خفا ہوئے اور کہا بھئی جو رویین تن ہو
اُسے جلانے نہین ہین یہ کام اناڑیونکا ہی بہتر سے سرکل دیتے ہین قران سرنگون ہوا اور عرض کیا کہ بجا ہی آپ اُستاد ہین مین
شاگرد میرے آپ کے کچھ فرق ہونا ضرور ہی خواجہ نے بھی قران کو خلعت عطا کیا یعنے ایک کلاہ کاغذ کی جسمین ٹینی لگی ہوئی
ایک طرہ جھوٹے تارونکا لگا ہوا قران نے سلام کر کے لیکر بفخر اپنے سر پر رکھ لیا امیر نے فرمایا کہ ناموس کو لے آؤ قران
روانہ ہوا لیکن خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جسکو لکڑیان جلانیکی ضرورت ہو ہمسے مول لے اور کہین سے نہ لائے ورنہ جرمانہ دینا پڑیگا
اور ایکطرف ٹھیکیان لگاکر نیلام کرلیا تین ہزار روپے کی لکڑیان بیچی وہان فرعون بے سامان ہوکر گنبد مینائی سے دربار مین
آیا وہ ساحر کہ اِسکے پاس صرف کارہاے ضروری کے لیے رہا کرتا ہی پاس ساحر منشمش کے بھیجا عرضی بھی لکھی اور حال مارے جانے
خنقار جادو وغیرہ کا غائب ہونا ابر و دریا کا اور اگر مارے جانا قندیل جادو و شکیل جادو کا پھر آنا موسیقار جادو
کا اور قتل ہونا اور لکھا تھا کہ ای باعث خداوندی فرعون میرے واسطے ضرور کوشش کیجیے مجھسے غافل نہو جیسے وہ ساحر
عرضی لیکر روانہ ہوا بختیارک خوب ناچا اور فرعون شاہ سے کہا کہ دیکھا آپنے مین تو کہتا تھا کہ ان خداپرستون کو مرنیکی
عادت ہی نہین ہی یہ حبشی بچہ نہین معلوم کہان چھپا ہوا تھا یا خداوندان عیارون کے سامنے تو جادوگرونکی کچھ حقیقت ہی نہین ہی

ایسا جھٹ پٹ مار ڈالتے ہیں کہ کچھ دیر ہی نہیں لگتی فرعون نے کہا ملک جی یہ خدا پرست جائینگے کہاں میرے ہاتھ سے مگر نقابدار
یہ رنگ دیکھکر فرعون کے پاس آئے اور کہا کہ یا خداوند یہ سب لاحاصل تھا ہم تمام لشکر حمزہ کا کام تمام کیئے دینگے آپ طبل جنگ
بجوائیے فرعون پکارا ہمیں نے ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی

داستان لڑائی نقابداروں کی اور عمرو کا نقابدار آئینہ پوش بنکر انکو پکڑنا اور مارنا

راوی کہتا ہے کہ فرعون نے موسیقار جادو کے مرنے سے غضبناک ہو کر حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ زرمی
پر چوٹ پڑی ہرکاروں نے خبر امیر کو دی امیر خوش و خرم بیٹھے ہیں ناموس سے ملکر آئے ہیں گویا بار دگر زندگی ہوئی ہے محلیں بنت کے
کونڈے ہو رہے تھے سبکی چراغی خواجہ صاحب کو ملی ہے انھوں نے نذر دی تھی تعریفیں صاحبقران حلبشی کی ہو رہی ہیں یہ وہی
خلعت کاغذ کی ٹوپی عطیہ خواجہ عمرو کا پہنے ہوئے خشت زرین پر کھڑے ہیں کہ خبر ہوئی فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے
یہ سنکر فرمایا امیر نے کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی کوس حربی بجے جو کچھ پروردگار عالم ہمارے حق میں بہتر
چاہیگا وہ کریگا اُسیوقت طبل سکندری پر چوٹ پڑی نقارے کی صدا بلند ہوئی تمام لشکر میں خبر ہوئی ہر ایک اپنی تیاری
کرنے لگا جا بجا پھر رات تیاری رہی صبح کو حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام کے ہمراہ تمام سردار معرکہ کارزار میں آکر کھڑے
ہوئے فرعون آکر گنبد مینائی پر بیٹھا لقا بختیارک روشن تاجدار منور وزیر فرعون کا سب آکر بیٹھے چاروں
نقابدار اور سب سردار میدان میں آئے مقابل لشکر اسلام آکر کھڑے ہوئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں لیکن فرعون
نے منور وزیر کو واسطے انتظام لشکر کے بھیجدیا نقیب نہیب دیکر چلے گئے سب سردار نگران تھے کہ دیکھیں کون نکلتا ہے
کہ لشکر فرعون سے عاد زرہ پوش اپنے گینڈے کو اڑا کر سامنے گنبد مینائی کے آیا سجدہ کیا اجازت میدان چاہی فرعون
پکارا کہ جا سپرد کیا اپنے ید قدرت کو تو سبب خدا پرستوں پر غالب ہوگا عاد زرہ پوش بار دگر گینڈے پر سوار ہو کر نکلا میدان میں آکر
خوب کر گردن کو جولان دیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے شاہزادہ دو زنگیار رفیق کو رب امداد موسوم بہ ثریا زنگی
گھوڑے کو اڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے آداب اسلام کیا رخصت میدان مانگی بادشاہ آسمانجاہ نے جام تکلہ عنبریت
عنایت فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے ثریا زنگی جام پی کر مرکب پر سوار ہو کر میدان میں آیا مقابل
عاد زرہ پوش آکر کھڑا ہوا عاد زرہ پوش نے حال پوچھا کہ تو کون ہے ثریا زنگی نے حسب و نسب بتا بیان کیا اسنے
کہا اے ثریا زنگی تجھے خداوند فرعون شاہ نے کیا ہاتھ پاؤں کیا صورت و شکل کیا قوت و طاقت عطا کی ہے آ سجدہ کر فرعون شاہ
کو پھر ساتھ چل دیکھ کیسی تیری عزت کرتا ہے ثریا زنگی نے کہا کہ او کافر کیا بکتا ہے لاکھ لاکھ لعنت ہے فرعون شاہ پر
اور اسکے پرستاروں پر یہ سنکر عاد زرہ پوش غضبناک ہوا کہا اے خدا پرست زبان درازی کو روک لا حربہ اپنا
ثریا زنگی نے کہا ہم اہل اسلام ہیں حریف پر پیشدستی نہیں کرتے ہیں تو پہلے اپنا حربہ کر جب تیری ضرب سے خدا بچائیگا تو خیر
سمجھا جائیگا یہ سنکر عاد زرہ پوش نے نیزہ مارا ثریا زنگی نے نیزہ اسکا نیزے پر لگا نیزہ ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ میں عاد زرہ پوش
نے نیزہ ہوائی کیا اسنے کھینچا گرز مارا ثریا زنگی نے اسے بھی رد کیا اور گرز سے نکلا اپنا گرز اسپر مارا گرز پڑا اسکے
ہاتھ سے چھوٹ گیا گرز اسکے سر پر پڑا کہ سر اسکا گردن میں اور گردن چھاتی میں چھاتی پیٹ میں پیٹ چوتڑوں میں اور
چوتڑ گینڈے میں گینڈا زمین میں غرضکہ دونوں ملکر ایک چبوترہ بنگئے اور ثریا زنگی پکارا کہ آکر اسکی خبر لو دیکھو تو
کیا حال اسکا ہوا ہے عیار لشکر کا رنگ دیکھ کر اندر گرد کے گھسے دیکھا تو عاد زرہ پوش معلوم نہیں ہوتا پانی کے چھینٹے دیے
گرد بیٹھی معلوم ہوا کہ پیوند زمین ہو گیا عیار پکارے کہ انکو تو خداوند نے جہنم کو بھیجا ایک تہلکہ خونکا بنے ہوئے پڑے
ہیں بختیارک صلوٰۃ پڑھنے لگا تھا دھنا اپنا تھا مگر ثریا زنگی نے پھر مبارز طلب کیا رضوان عاد مقابلے کو آیا بعد از گفتگو

تلوار چلی ثریا زنگی نے وار اُسکا رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع گرگدن چار ٹکڑے ہوئے پھر مبارز طلب کیا الشش عاد مقابلے کو
آیا نیزہ ثریا زنگی پر مارا ثریا زنگی نے نیزہ اُسکا چھین کر وہی نیزہ مارا کہ سینے سے پار گذر گیا اور پھر پکارا کہ ای کافرو اور کسی کو میرے
مقابلیکو بھیجو نظیر عاد مقابل ہوا ارہ پشت نہنگ مارا ثریا زنگی لے ارے کو اُسکے تلوار سے کاٹا اور ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا پورا جنیؤ
بیٹھا کہ کاندھے پر تلوار چمکی اور زیر بغل اُتری دو ٹکڑے ہوئے ذکر عاد نکلا تلوار ثریا زنگی پر ماری ثریا زنگی نے تلوار اُسکی چھین کر
مین ہاتھہ ڈالکر اُٹھا لیا اور اُچھالا گرتے ہوئے کو چورنگہ ہوائی کاٹا کہ مانند خیار تر کے جسم ضربہ اُسکا ٹکڑے ہوا القصہ سات دیو
واصل جہنم کیا فرعون نہایت ملول کمال اُداس گنبد مینائی سے اُٹھ گیا طبل باز گشت بجا دونون لشکر پھر گئے لقا تو فرعون شاد
کے پاس گیا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ لوگ خدا پرستونسے عہدہ برآ ہونگے لڑینگے تو یہ نقابدار کہ آگے بھی انہون نے لشکر حمزہ کو
پریشان کیا تھا اور غالب آئے تھے اور اب بھی کچھ ہوگا تو انھین سے ہوگا فرعون نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو اور حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اور کل سوا نقابدارون کے اور کوئی میدان مین نہ جائے اُسیوقت طبل جنگ بجا ادھر صاحبقران ثریا زنگی پر سے
زر نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لائے خلعت دیا خوش خوش بیٹھے ہوئے ہین کہ ہرکارون نے خبر طبل جنگ کی پہونچائی اور یہ بھی
کہدیا کہ کل سوا نقابدارون کے کوئی میدان مین نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ حمزہ غضب ہوا ان نقابدارون سے کون عہدہ برآ ہوگا انکے
اپنے شہر مشتری حصار مین مقابلہ ہو چکا ہی پھر کیا حالت ہوئی تھی کوئی عہدہ برآ ہوسکا امیر نے فرمایا کہ بھئی رضینا بالقضا ت
بہ تقدیر جو مرضی الٰہی اور حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اُسوقت نقارہ بجا غرض رات تیاری رہی اختتام شب بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر ہوئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر چلے گئے کہ نقابدار اقلندر فیل سوار قہقہہ
فرعون سے اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا کہ ای خدا پرستو تم ہمسے خوب واقف ہو کہ ہمنے تمھارا کیا حال کیا تھا بہتر یہی ہے کہ فرعون
کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو نہین تو سب میرے ہاتھ سے ذلیل و زبون ہوگے یہاں اپنے اہل اسلام نے جواب دیا کہ کیا گو ہما
ہی لعنت ہی فرعون و لقا دونو پر نقابدار غضبناک ہوکر پکارا کہ آو میرے مقابلیکو دیکھو کیا حال تمھارا کرتا ہون بس ثریا زنگی بادشاہ سے
رخصت لیکر اُسکے مقابلے کو گیا نقابدار نے کہا تو وہی ہے کہ کل سات عاد دیونکو مارا تھا کہا کہ ہان وہی ہون آج تجھے مارونگا نقابدار نے
کہا کہ تجھے قسم ہے نمک حمزہ کی کہ جو گرز تونے کل عاد زرہ پوش پر مارا تھا وہی مجھپر بھی مار ثریا زنگی بولا ہمارے یہان پیشدستی نہین کرتے
تو اپنا حربہ کرلے تو پھر ہم بھی حملہ آور ہون نقابدار پکارا کہ تو دیکھ میرے پاس لوہے کی قسم سے کوئی حربہ ہی نہین ثریا نے کہا کہ پھر تو کاہے سے
لڑیگا نقابدار نے کہا کہ مین تجھے اپنا حربہ دکھا دونگا ثریا پکارا تو خبردار رہ اُسنے کہا مین خوب خبردار ہون بس ثریا نے تیرہ سو من کا
گرز اُٹھا کر نقابدار پر مارا نقابدار نے سر اپنا آگے بڑھا دیا کہ گرز سر پر پڑ کے اُچٹ گیا کچھ اثر نہوا اور تنورہ گرد سے سلامت نکلا اور
پکارا کہ بس تو حربہ کر چکا اب دیکھ میرا حربہ اور بند نقاب کا مُنہ پر سے دور کیا پکارا ع رہزن نگر رہ من نگر شاید کہ بشناسی مرا
ثریا کی نگاہ جو اُسکے مُنہ پر پڑی لگا قہقہے مارنے ایسا ہنسا ایسا ہنسا کہ مہوش ہو کر گر پڑا نقابدار نے مشکین ثریا کی باندھ کر
بھیجدیا عیار لشکر فرعون سے آ کر لیگئے آلاگرد فرنگی مالاگرد فرنگی کیپی ازلال کیپی زرلال نہنگ بچہ وغیرہ بائیس نفر پہر دن
چڑھے تک اسیر ہوئے نقابدار قہقہہ میدان سے پھر گیا اب نقابدار سیاہ پوش گریان میدان مین آیا اور یہ خلاف قہقہہ کے ہی کہ لوگ
روئے نحس اسکا دیکھکر روتے روتے بیہوش ہوجاتے ہین اب اسنے مبارز طلب کیا غرض اُسنے بھی پہر بھر کی میدانداری مین قریب پچیس سردار
اسیر کیے دوپہر کو نقابدار زرد پوش مقرعہ زن نکلا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے فضل بن گیا ہور خون آشام مقابلے کو
آیا خوف سے اُن دونون نقابدارونکے آنکھین بند کر کے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے تلوار پر تازیانہ مارا کہ تلوار ہاتھ سے فضل کے
گر پڑی اور دوسرا تازیانہ مارا کہ فضل مرکب سے بیہوش ہو کر گر پڑا اُسکی مشکین باندھ لین اسیطرح شام تک پچپن سردارونکو اسیر کیا طبل
باز گشت بجا دونون لشکر پھر گئے فرعون فرحان و شادان آیا صاحبقران غمگین و ملول پھرے فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر بھی

بھی طبل جنگ بجوایا رات کو خوف سے آدھا لشکر اسلام کوہ و صحرا مین چھپا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف قتال و جدال آراستہ
ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے آج لشکر فرعون سے زریمان فیل سوار میدان مین آیا بہت لاف زنی کر کے مبارز طلب کیا
ہاشم تیغ زن بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی برابر رہے زریمان نے گرز ہاشم پر مارا گرز تو ہاشم
نے رد کیا مگر مرکب مارا گیا ہاشم نے دوسرا گھوڑا طلب کیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر اپنا گرز زریمان پر مارا اُسنے بھی رد کیا تلوار چلی زریمان نے
تلوار پکڑ لی اب کشتی ہونے لگی ہر قدم پر قد زریمان کا گز بھر بڑھتا جاتا تھا تین شبانہ روز کشتی رہی قد زریمان کا آسمان تک پہونچ گیا
تیسرے روز ہاشم کو باندھکر لیگیا امیر نہایت رنجیدہ خاطر پھرے داخل خیمہ ہوے پریشان بیٹھے تھے کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی فرمایا
ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے القصہ اُنہاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے آج پھر نقابدار قلندر قہقہہ
نکلا شام تک پچاس ساٹھ سردار گرفتار کر لیگیا اب یہ کیفیت ہی کہ ایک ایک روز ہر نقابدار میدان داری کرتا ہی یہانتک زریمان فیل سوار
سے اور علمشاہ سے مقابلہ ہوا بعد از نگاور زنی و نیزہ بازی نوبت گرز کی پہونچی زریمان نے گرز مارا مرکب علمشاہ کا مارا گیا لیکن یہ مرکب
استر مالا گردنہین تھا علمشاہ اسی خیال سے دوسرے مرکب پر بیٹھکر آیا تھا بعد اُسکے علمشاہ نے اپنا گرز دو دستی مارا یہ معلوم ہوا کہ کوہ بیٹھ
پڑا فیل زریمان کا غرق زمین ہوگیا زریمان نے پیدل ہوکر گرز کی دوسری ضرب ماری کہ یہ مرکب بھی مارا گیا علمشاہ نے بھی دوسری ضرب بقہر و
غضب مین آکر ماری کہ طبقہ زمین کا ہلگیا اور زریمان سینے تک زمین مین دھنس گیا بختیارک نے فرعون سے کہا کہ دیکھا آپنے لشکر حمزہ مین کیسے
کیسے زبردست ہین فرعون بھی متحیر ہی امیر دعا کر رہے ہین کہ خدا اُسے بچائے لیکن زریمان طبقہ توڑکر نکلا اور جوش غیظ و غضب مین لپٹ گیا علمشاہ
بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی لیکن قدم زریمان کا جب اپنی جگہ سے بڑھتا ہی قد بھی گز بھر بڑھ جاتا ہی دونون طرف سے زور ہو رہے ہین راوٹیان
استادہ ہین سردار تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین یہانتک کہ سات روز تک کشتی رہی بختیارک نے فرعون کو صلاح دی کہ یہ ابھی دو دن اور
اور لڑیگا عبث دیر ہوگی نقابدار قہقہہ کو بھیجے کہ وہ صورت اپنی علمشاہ کو دکھائے بس یہ بیہوش ہو جائیگا فرعون نے صلاح
اسکی پسند کی اور نقابدار قلندر قہقہہ سے کہا کہ تو صورت اپنی علمشاہ کو دکھا نقابدار نے آکر صورت اپنی دکھا کر علمشاہ کو بیہوش کیا
اور باندھ لیگیا یہانتک کہ کل سردار چند روز مین اسیر ہوگئے بارگاہ محفل تصویر تھی دلگیرون پر غاشیہ پڑے ہوے تھے کہ پھر خبر
طبل جنگ کی پہونچی ناچار امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر زبان
پر لائے شعر سر نہی تیغ ز شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ٭ معلوم ہوا کہ اختتام ہماری صاحبقرانی کا میدان فرعونیہ
مین ہونا تھا اور اب تجھسے نہوگا کہ میرے سامنے میرے فرزند جو باقی رہگئے ہین جان اپنی نثار کرین اور داغ انکا میرے دل پر ہو
سب سے پہلے مین جاؤنگا اور جان اپنی دونگا تاکہ کسیکا غم نہ دیکھون باقی ماندہ فرزندون اور بادشاہ نے کہا کہ ہمسے یہ نہوگا
کہ ہم آپ کو میدان مین جانے دین پہلے ہم اپنی جانین نثار کرلینگے تو آپ کی نوبت آئیگی عجب غلغلہ لشکر اسلام مین برپا تھا عمرو سر
جھکائے ہوے بیٹھا تھا دریاے فکر مین غوطہ زن تھا سر اُٹھا کر امیر کے قدمون پر گر پڑا رو کر کہا کہ حمزہ تجھسے داغ فرزندون کا نہ دیکھا
جائیگا اور مجھسے داغ تیرا نہ دیکھا جائیگا بہتر یہ ہی کہ پہلے مین جان نثار کرلون تو آپ پر نوبت آئے کہ ع بعد از سر من کن فیکون شد
شدہ باشد ٭ امیر کو عمرو کے کلام سے حیرت ہوئی پھر اپنے دلمین کہا کہ عاشق تمہارا ہی تمکو اس حال مین دیکھکر اسنے یہ ارادہ کیا ہی
فرمایا کہ ای عمرو یہ کیا بات ہی تم یہ ارادہ نہ کرو یہ اعراک رعد آواز نہین ہی کہ جاکر مار ڈالوگے یہ چار بلائین ہین جو حال ہمارا ہوگا
وہ تمہارا ہوگا مثل مشہور ہی کہ مرگ انبوہ جشنے دارد اور ای مونس حمزہ و ای رفیق و شفیق حمزہ حمزہ کو یہ گوارا نہین ہی کہ تجھ ایسا
رفیق سامنے میرے مبتلا ہوے اور عمرو کو گلیسے لگالیا اور کہا کہ حمزہ مع فرزندون تجھپر سے نثار ہولے بعد اسکے نوبت نہ تیری آئیگی
عمرو نے رو کر کہا کہ حمزہ مین تیرا غلام ہون تمہین ذلیل نکہ مین ہانو نگا نہین اور آنکھ کھرا ہوا امیر نے جبراً و قہراً خموشی اختیار کی عمرو بادشاہ
سے اجازت لیکر نقار خانہ مین آیا قلابہ چینی کیا یہ چینی سے نذرین لیکر نام پر اپنے طبل جنگ بجوایا نقارچیون نے نقار یکو جانشنی دیکر

بجانا شروع کیا مرسل در آے مرسلی مین عمرو بارگاہ ہشامی مین آیا سب سے رخصت ہوا القصہ شب گذری عمرو صبح تک حاضر تھا کہ
امیر نے قران کو بلایا اور اسباب میدان کا طلب کیا سلاح جنگ بدن پر آراستہ کیے اور اشقر پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب سعادت کے
روانہ میدان ہوے عمرو وہان سے نکلکر غائب ہوگیا امیر نے عمرو کو یاد کیا لوگون نے کہا کہ ابتک تو یہین تھا اب نہین دکھائی دیتا ہے
فرمایا خوب ہوا جو چلا گیا مگر افسوس ہی کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا اور پھر غائب ہوگیا یہ فرمایا کہ بھئی خوب ہوا جو وہ چلا
گیا واللہ بعد میرے ناموس میرا بچائیگا جانفشانی کریگا اور تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ عمرو طبل جنگ بجوا کر غائب ہوگیا بہت برا کیا
بعضے کہ رہے ہین کہ میان عمرو کا یہی طریقہ ہی ہمیشہ سے وہ غائب ہوکر لڑتا ہی سب مین یہ چرچا ہی مگر امیر مع سردارون کفن سر سے
باندھے ہوے مشت خاک اُٹھا کر گریبان مین ڈالی اور کہا کہ ای خاک تو لحد ہو جیو ہماری اور جامہ کو کفن قرار دیا اور کمر
موت پر مضبوط باندھکر میدان مین آے اُدھر سے فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا القا بختیارک سردارون و نقابدارون سمیت
میدان مین آکر صف باندھکر کھڑے ہوے بعد صف آرائی کے نقیب نہیب دے کر چلے گئے تھے کہ نقابدار قہقہہ میدان مین آ مبارز
طلب کیا پکارا کہ کہان ہی وہ ساربان زادہ کہ اُسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا آئے میرے مقابلے کو صاحبقران یہ سنکر
نہایت شرمندہ ہوے مہتر قران سے کہا بھئی دیکھو خواجہ نے ہمین ذلت دلوائی ارے میان تلاش کرو خواجہ کو کہ نقابدار نے کہا وہ کیا
آتا میرے مقابلے کو ڈر کر بیابان سے بھاگ گیا اور جسکا جی چاہے وہ آئے امیر نے مرکب بنا بڑھایا تھا سامنے تخت بادشاہی کے آئے تھے
اُدھر تمام سردارون نے عرض کیا کہ ہم حضور کو نہ جانے دینگے پہلے ہم جان نثار کرین بعد آپ جائیےگا یہی تکرار ہو رہی ہی اور نقابدار
پکار رہا ہی کہ ارے دو دو چار چار جسے لڑو امیر فرما رہے ہین کہ مجھ مین طاقت یہ کلمے سننے کی نہین ہی مین خود جاؤنگا یہی کہ رہے تھے
کہ بسمت اکسیطرف سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی کسکی کمک آئی کہ دل گرد سے ایک نقابدار آئینہ پوش پیدا ہوا کہ سر سے
پانون تک مع مرکب دریاے آئینہ مین غوطہ مارے ہوے تھا نیزہ ہاتھ مین تلوار کمر مین لگی ہوئی اور گھوڑا دبلا ہڈیان سب
ظاہر چلا جاتا نہین سرخ سرخ جو مقعد مین رکھی ہی تو اُسکی گرمی سے گھوڑا چلتا ہی آکر نقابدار کے مقابل ہوا اُسنے کہا کہ ارے
تو کون ہی نام تو اپنا بتا اُسنے کہا ملک الموت قابض ارواح کافران نقابدار نے کہا کہ مجھسے مقابلہ خداپرستون سے ہی تو کیون
بیچمین آکودا اُسنے کہا کہ مین بھی ادنے غلام بادشاہی سے ہون نقابدار قلندر نے کہا کہ کیون تیری شامت آئی ہی جا میرے
سامنے سے چلا جا آئینہ پوش نے کہا کہ او یاوہ گو تیری کمبختی آئی ہی بھاگ جا نہین باندھکر لیجاؤنگا نقابدار قلندر آگ ہوگیا
کہا خیر پہلے تجھے مارلون تو بعد خداپرستون سے سمجھ لونگا آئینہ پوش نے کہا کہ پہلے تیرا خاتمہ کرلون تو پھر اور ونسے
سمجھون نقابدار قلندر نے کہا کہ تو حربہ اپنا کر آئینہ پوش پکارا کہ میرے پاس سوئی تک تو ہی نہین تو
اپنا حربہ کر قلندر نے کہا کہ اچھا میرا حربہ مانگتا ہی لے دیکھون کیونکر بچتا ہے اور پکارا کہ برمن نگر برمن نگر شاید
کہ اشناسی مرا، اور بند نقاب کا منھ پر سے اُلٹا اُدھر سے آئینہ پوش پکارا کہ ع خود را ببین شاید کہ بشناسی
مرا، مگر نقابدار قلندر نے اپنی صورت جو آئینہ مین دیکھی ہنستے ہنستے بیہوش ہوکر گر پڑا ساتھ آئینہ پوش کے چند نمد پوش
بھی تھے اُنھون نے آکر نمد سے پر ڈالکر مشکین اُسکی باندھین لیکر صحرا کو چلے گئے سب حیرت زدہ ہی مگر آئینہ پوش نے پھر
مبارز طلب کیا ایک نقابدار مقابلے کو آیا اُسنے بھی بعد گفتگو بسیار کے نقاب منھ پر سے اُٹھائی مگر اپنی صورت جو آئینہ
مین دیکھی روتے روتے بیہوش ہوگیا نمد پوش آئے اُسکی بھی مشکین باندھ لیگئے آئینہ پوش پھر پکارا کہ جسکی قضا آئی ہو وہ آئے
میرے سامنے یہ سنتا تھا کہ نریمان فیل سوار اپنا ہاتھی بڑھا کر سامنے آیا کہ میں اپنی شجاعت پر نازان ہی اور گرز سے حریف کو تہ
زمین کرتا ہی پکارا کہ او آئینہ پوش غضب کیا تو نے کہ دو بھائیون کو میرے گرفتار کیا لیکن کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کہکر
نریمان فیل سوار نے نیزہ آئینہ پوش پر مارا اُسنے نیزہ نیزہ پر کاٹا خوب نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین نیزون کی بیکار ہوگئین

ہاتھ سے داندون کو پھینک دیا زریمان نے عمود گران سنگ ہاتھ مین اُٹھایا اور چاہا کہ آئینہ پوش پر مارے وہ سامنے سے
بھاگا زریمان پکارا کہ مین تجھے چھوڑتا کب ہون تو نے دو بھائیون کو میرے گرفتار کیا ہی مین انکو تجھسے لونگا یہ کہتا ہوا عقب مین
آئینہ پوش کے چلا جاتا ہی آئینہ پوش اُسے لگائے ہوے وہان لایا جہان چاہ خس پوش کرکھے تھے کہ منہہ اُسکا بہت بڑا تھا
بس زریمان کے ہاتھی کا پانون جو اُس چاہ پر پڑا زریمان مع فیل اُس چاہ مین گرا اُدھر سے آئینہ پوش نے پلٹ کر ایک گرز مارا
کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور ساتھ نقابدار آئینہ پوش کے دو ہزار عیار قنطورہ پوش زنگولہ بند تھے پوڑے خس و خاشاک
بھرے ہوے اُنکے پاس تھے ادھر تو زریمان اُسمین گرا عیارون نے پوڑے مارکر اس چاہ کو پاٹ زمین کے برابر کر دیا نقابدار
آئینہ پوش پہر دن پچھلا باقی تھا کہ میدان مین آکر پکارا کہ اے کافران بے حیا و اے نابکاران بزدل تمانسکو میرے مقابلے کو اور نقابدار
زرد پوش مقرعہ زن باقی ہی کیون نہین آتا مجھسے لڑنے آئے تو اسکا کوڑا چھینکر اتنے کوڑے مارون کہ پوست تمام بدنکا اُڑا دون
سب سحر و ساحری بھلا دون مجھے ان نقابدارونکے مارنے کا منتر یاد ہی نقابدار زرد پوش کھڑا ہوا تھر تھر کانپ رہا ہی اپنے دلمین
کہ رہا ہی کہ مین بھائی تو تیرے پکڑے گئے اور مارے گئے تو جا کر کیا اُسکی پشم کندہ کریگا مفت مین تو بھی مارا جائیگا ناحق اپنی جان دینا
کیا فائدہ چپکا کھڑا ہوا ہی جواب نہین دیتا یہان نقابدار آئینہ پوش نے پھر نعرہ کیا کہ اے فرعون پرستو ہے نقابدار زرد پوش
میدان مین نہین نکلتا تو اور کوئی میرے مقابلے کو آئے ڈر کے مارے کیا تم سب نامرد ہو گئے یہ پکار رہا ہی وہان سب چپکے سن رہے ہین
بختیارک پکارا کوئی آپکے مقابلے کو نہ آئیگا کسکی طاقت ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے کہ فرعون نے گنبد مینائی سے آتا طبل بازگشت
بجا کافر اپنے خیمون کو پھر گئے نقابدار آئینہ پوش صحرا کو چلا گیا امیر بادشاہ اسلام سرداران ذوالاحترام نہایت خوشنود
کمال مسرور جانب بارگاہ پھرے بہزار زبان تعریفین نقابدار آئینہ پوش کی کرتے جاتے ہین کہ عجب طرح کا بہادر ہی کہ زریمان
ایسے شخص کو پیوند زمین کیا اور ان دونون نقابدارون کو کیا بندآبدی پکڑا ہی واہ واہ اہر کار ونسے کہا کہ جاکر خبر لاؤ صحرا
مین خیمہ اس نقابدار کا برپا ہی ہرکارے گئے تمام صحرا کو چھان مارا کہین سراغ نقابدار کا نہ لگا پھر کر آئے احوال امیر بادشاہ سے بیان
کیا فرمایا کیا آسمان پر چلا گیا القصہ دربار برخاست کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا دو پہر رات گئے لشکر فرعون ملعون مین غلغلہ ہوا
کہ کوئی نقب کنی کرکے نقابدار زرد پوش کو پکڑ لیگیا دیکھا تو نقب کا تہرہ لشکر کے اندر ہی فرعون یہ خبر سنکر ادبی پریشان ہوا
بختیارک نے کہا یا خداوند یہ نقابدار آئینہ پوش مرشد کامل ہادی رہنما تھے فرعون ولقانے کہا کہ او مخولیے عمرو مین اتنی
طاقت کہان کہ زریمان ایسے زبردست کو بیک ضرب پیوند زمین کرے بختیارک بولا آقا اس سے بھی زیادہ طاقت ہی مگر اُدھر
صبح کو امیر نماز سحر سے فراغت کرکے بارگاہ مین آئے بادشاہ کو مجرا کیا دنگل شوکت پر متمکن ہوے اور سردار سلام کرکے اپنے
دنگلون کرسیون پر بیٹھنے لگے ذکر نقابدار آئینہ پوش کا ہونے لگا سب تعریفین کرنے لگے کہ دیکھا عمرو بن اُمیہ ضمری سفید
دُشالہ اوڑھے چلا آتا ہی بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے کمال خوشی سے فرمایا کہ خواجہ تمنے سُنا کہ نقابدار آئینہ پوش نے کام نقابدارونکا
تمام کیا عمرو بولا کہ حمزہ مجھکو راہ مین نقابدار ملا تھا عجب شخص ہی مجھسے کرور روپے نقابدارونکے قتل کے مقدمے مین لیے
اور مجھسے کہدیا تھا کہ حمزہ سے پیغام میرا پہونچا دینا کہ بعد فراغ جنگ فرعون نوبت آگئی ہی امیر نے فرمایا کہ خواجہ اُسنے مجھپر احسان
عظیم کیا ہی مگر نقابدار اکثر لاف زن بھی ہوتے ہین ورنہ ذات تمہاری ہی کہ جسنے جسم حیا پر برقع بیحیائی ڈال لیا اسکا اعتبار
نہین ہی اور خواجہ تجھے یہ معلوم ہی کہ وہ نقابدار کون ہی عمرو نے کہا مین نہین جانتا یہ کہکر ہنسا بادشاہ صاحبقران اور سب سردار
سمجھ گئے کہ خواجہ تمہین معلوم ہی حال نقابدار کا تو بیان کرو شہ نے فرمایا کہ بھئی ہمارے سر کی قسم مفصل بیان کرو اور قسم
کھائی یہ خواجہ مین کرور روپیہ دونگا عمرو پکارا کہ حمزہ نقابدار آئینہ پوش مین تھا امیر بولے کہ خواجہ تمنے کیا سحر کیا جو نقابدارونکو
پکڑا عمرو نے عرض کیا کہ شہریار اُس روز حضور نے تو فرماتے تھے کہ خواجہ تجھسے رنج فرزندون اور سردارونکا دیکھا جائیگا پہلے مین

سپاہیمین

میدان میں جاؤنگا اور سب کہ رہے تھے پہلے جان اپنی ہم نثار کر لینگے تو آپ کی نوبت آئیگی اور مین چپکا بیٹھا فکر کر رہا تھا کہ کیونکر
ان نقابداروں کو ماریے بس اسیوقت خیال مین گذرا کہ جسطرح سکندر ذوالقرنین نے علاج یونہی کا حکیم ارسطو سے کروایا تھا اسیطرح
تو بھی انھین مار اور آنکھوں مین یونہی کی زہر تھا کہ جو کوئی آنکھ اسکی دیکھتا تھا زہر اُسکا اُسی پر کارگر ہوتا تھا حکیم ارسطو نے بڑا سا آئینہ بناکر جوہی کے سامنے
کیا اُسنے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی آسکا زہر اُسی پر جاکر پڑا کہ وہ فانی ہوکر رہ گیا مین نے بھی یہی تدبیر کی کہ نقابدار آئینہ پوش بنکر گیا اُنھوں نے صورت
اپنی جو آئینہ مین دیکھی آپ ہی ہنستے ہنستے روتے روتے بیہوش ہوگئے مینے اُنھین اسیر کیا اور نریمان فیل سوار کو کنوئین مین گراکر پکڑا نقابدار زردپوش کو
اُسکے خیمے سے بیہوش کرکے پکڑ لایا اور سرداران لشکر اسلام کہ قید تھے سبکو چھڑا لایا امیر نے فرمایا کہ خواجہ وہ سب نقابدار تمھارے پاس ہین عمرو بولا
کہ رونمائی اور کرور روپیہ دیجیے تو آپ کے حوالے کروں اور سرداروں کو بلوا کر سامنے کیا سبنے ملازمت حاصل کی امیر نے کرور روپیہ اور
چار ہزار تومان منگاکر رونمائی کے دیئے عمرو نے چاروں کو لاکر سامنے رکھدیا دیکھا منھ تو نمدے سے بندھے ہوئے تھے
غل و زنجیر مین گرفتار تھے اور دو کے ہاتھ ہتھکڑیاں بیڑیاں پڑی ہوئی تھین امیر نے سرداروں سے فرمایا کہ مار ڈالو ان حرامزادوں کو
ٹکڑے ٹکڑے کرو تمام سردار تلوارین کھینچکر دوڑے اور مارنا شروع کیا لیکن خط تک اُنکے بدن پر نہ پڑا اب امیر حیران ہوئے
اور فرمایا کہ خواجہ تمھیں سے یہ مارے بھی جائینگے کہا حمزہ روپیہ کام کریگا ملک الموت بغیر روپیہ نہین آئینگے امیر نے
ہزار روپیہ اور دیئے عمرو نے چوطرفا بڑا سا بناکر کر چھانکالا آگ اُسمین جلاکر سیسہ کڑچھے مین گرم کرکے منھ مین نقابداروں کے
پلا دیا کہ اسعار اختیار ووے سب جلکر فی النار والسقر ہوے تڑپ تڑپ کے مر گئے حکم دیا کہ لاشوں کو پلے فیل مین باندھکر
تمام لشکر مین پھراؤ مگر ہرکارے جو فرعون کے خبر کیواسطے آئے ہوئے تھے خبر دریافت کرکے خدمت فرعون شاہ مین گئے
پہلے بددعا دی بعد اُسکے حال بیان کیا کہ نقابدار آئینہ پوش عمرو بن امیہ ضمری تھا وہ ان سب نقابداروں کو پکڑ لیگیا
اور سیسہ پلاکر مار ڈالا بختیارک تو یہ سنکر اُٹھا کوے پر ہاتھ رکھکے لگا تا دھنا نا چنے پکارا صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ لعنت
بر لات اعلی و عنات معلی مین نے پہلے ہی پہچانا تھا کہ یہ مرشد کامل ہادی رہنما ہین خداوند لقا نے میرا کہنا جھوٹ جانا تھا
اب سبکو میرے کہنے کا یقین ہوا مگر فرعون شاہ یہ خبر سنکر نہایت رنجیدہ ہوا دست تحسر اپنا سر پر مارا اور رو رو بارے
اُٹھکر چلا گیا رات کو ساحر شمشش پاس پہونچا کہ سوا فرعون اور ساحروں کے کوئی امکان سے ساحر شمشش کے
نہین تھا اور مکان اسکا دریاے اخضر و قلزم و محیط سہ موجی مین تھا کہ تینوں دریا ایک جگہ بہتے ہین اور وہان ایک
بندر ہی بینے ٹاپو اُسپر چبوترہ ہی سنگ مرمر کا اُسپر ایک درخت برگد کا ہی فرعون اُس جگہ جاکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای
دستگیر فرعون شاہ دادی باعث خدائی فرعون اس دست وپاشکستہ کی دستگیری کیجیے نہین تو کام میرا تمام ہی جب
خوب چلایا اور رویا بعد دیر کے دریا متلاطم ہوا اور اندر سے پانی کے ایک نہنگ سیاہ رنگ نکلا اور لوٹ کر آدمی کی
شکل بنا مگر مہیب صورت چالیس گز کا قد تھا آکر فرعون سے کہا کیا ہی فرعون اُس سے لپٹ کر رو دیا اور تمام حال
خنقار جادو و آتشبار جادو و دریابار جادو کا مارا جانا بعد اُسکے آنا شکیل و قندیل جادو کا اور قتل ہونا پھر
موسیقار جادو کا مارا جانا اور گرفتار ہونا نقابداروں کا اور قتل ہونا سب بیان کیا ساحر شمشش نے کہا
سن تو او بیوقوف تونے آئینہ پوش سے کیوں لڑنے دیا ارے وہ جو طلسم اُنکی صورتوں پر بندھا ہوا تھا وہ اپنی
صورتین دیکھکر ہنستے ہنستے روتے روتے بیہوش ہوگئے عمرو پکڑ لیگیا فیل سوار کو کنوئین مین گراکر پکڑا زردپوش کو
خیمے مین آکر بیہوش کرکے لیگیا اور مین نے تو تجھسے منع کیا تھا کہ خداپرستوں سے نہ لڑنا ارے گدھے بیوقوف تو کیوں
لڑا جو اپنی خدائی کو خراب کیا اور اب مجھپر اکیس دن بہت سخت ہین کہ خوف جان ہی خبردار اب میرے پاس نہ آنا ابھی
مجھسے ملاقات نہوگی اور اگر تو آئیگا تو مین یہ سمجھونگا کہ کوئی عیار آیا ہی اُسیوقت مار ڈالونگا فرعون نے کہا کہ مین

ہرگز نہ آؤنگا ساحر مشمش نے کہا کہ تو اکیس روز تک جشن کر ناچ راگ رنگ مین مصروف رہ بعد ان ایام نحس کے گذرنیکے
ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا فرعون تو مایوس ہو کر اُٹھکر چلا گیا مگر ساحر مشمش عمرو کے حالات سنکر
اور بھی خائف و ترسان ہوا اُسیوقت اپنے وزیر یعنے زلزلہ جادو کو بلایا اور کہا کہ تم لشکر جادوگرونکا ساتھ لیکر
ہفت درے کے اسپار اُترو اور کسی کو دریا کیطرف نہ آنے دینا اُسنے کہا بہت خوب اور اپنے بھائی کو بلایا کہ نام اُسکا قوراجادو تھا
اور لشکر کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اب مشمش جادو نے سات ساحرون کو کہ اُسکے ہمنشین تھے بلایا اور کہا کہ تم جاؤ ہفت درکا
انتظام کرو اپنے اپنے درہ کو بند کرو کہ کوئی حریف اُدھر سے نہ آنے پائے ساتون جادوگر ہفت درے کو روانہ ہوے
بعد اُسکے کوکب جادو سے کہا کہ تم دریا کا کنارہ مسدود کردو کہ دریا بالکل کسی کو نظر نہ آے کوکب جادو بھی روانہ ہوا
آگے طلسم اسنے بنایا کہ وقت پر بیان کیا جائیگا اور زلزلہ جادو لشکر اپنے ساتھ لیکر ہفت درے پر اُترا اور یہ لشکر
تین لاکھ ساحران زبردست کا تھا لیکن فرعون ناچار مجبور پھر کر اپنے مکانمین آیا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر
جھنڈیون کے ہی اندر چلا آئے اب چند روز لڑائی موقوف رہے اکیس روز تک مین جشن کرونگا بعد جشن کے ان
خدا پرستون کا کام تمام کرونگا بختیارک اپنے دلمین سمجھا کہ یہ اپنے ساحر مشمش پاس رات کو گیا تھا وہان سے اسے
جواب صاف ملا اُسنے کہا ہوگا کہ یہ میرے ایام نحس دفع ہو جائین تو مین خدا پرستون کا کام تمام کرونگا لقا سے کہا
یا خداوند یہان انکا بھی خاتمہ ہو چکا کیسواسطے کہ آپ کو یاد ہی جب وامہ جادو پر زبرجد نگار مین ایام نحس آئے اور اُسنے گرد
شہر زبرجد نگار کے طلسم باندھا ہی اور آپ چاہ الماس مین جاکر چھپی زبرجد شاہ جشن مین بیٹھا اور حمزہ اور عمرو نے
جاکر چاہ الماس کے اندر وامہ جادو کو مارا اسیطرح اب بھی مرشد ساحر مشمش کو ڈھونڈھکر مارینگے اور جب ساحر
مشمش مارا گیا تو پھر فرعون سے خدا پرستونکی بیخ کندہ نہو سکیگی لقا نے کہا کہ ای بختیارک ساحر مشمش کا مارا جانا
بہت دشوار ہی بختیارک نے کہا اسی اکیس روز مین سُن لیجیے گا کہ مرشد نے کام ساحر مشمش کا تمام کیا یہان تو
یہ چرچے اور فرعون صحبت عیش و عشرت مین بیٹھا مگر ہرکارون نے خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ لڑائی فرعون نے
موقوف کی جشن مین بیٹھا لشکر کو جھنڈیون کے اندر بُلا لیا امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ سبب اسکا کیا ہی عمرو نے عرض کیا
کہ مجھے کیا معلوم کہا کہ بھئی ضرور اسے دریافت کرنا چاہیے یہی باتین ہو رہی ہین کہ ایک کبوتر آسمان پر سے پیدا ہوا اور
رقعہ امیر کی گود مین ڈالکر چلا گیا پھر بالائے ہوا جاکر آواز دی کہ اسے پڑھ لیجیے لکھے پر اسکے عمل کیجیے یہ کہکر راہی ہوا سب
حیران تھے کہ یہ کبوتر کسکا پیغامبر تھا امیر نے جو اُٹھاکر پڑھا اُسمین ملکہ ناہید قمر طلعت کیطرف سے لکھا تھا کہ ای
شہریار مین چارون نقابدارون کی سردار نقابدار قنطورہ پوش تھی میری طرف سے آداب تسلیمات پہونچے اور
لکھا تھا کہ یا صاحبقران پہلے بھی مین نے عمرو کو بلایا تھا اور حال دریا بار جادو وغیرہ کا بتایا تھا اب بھی کار ضروری
ہی عمرو کو میرے پاس بھیجدیجیے اور کسی کو اس امر کی خبر نہو امیر نے رقعہ پڑھکر پھاڑ ڈالا اور عمرو کیطرف دیکھکر کہا کہ خواجہ
تم ہمسے اپنا حال پوشیدہ کرتے ہو سچ کہو کبھی ناہید پاس گئے تھے عمرو سمجھا کہ یہ رقعہ ناہید نے بھیجا ہی عرض کیا کہ وہ بچہ
جو اُس روز مجھے لیگیا تھا وہین لیگیا تھا فرمایا اب بھی تمھین ضرور ضرور بُلایا ہی جلد جاؤ تامل نہ کرو عمرو نے عرض کی
بہت خوب اور اُسیوقت دربار سے چلا گیا ایک گوشہ مین جاکر تعویذ نکالکر دانتون کے نیچے دابا اسیوقت شمسن جادو
آیا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا سامنے ملکہ ناہید کے بٹھا دیا ناہید نے ہاتھ عمرو کا پکڑکر اپنے پاس بٹھا لیا اسباب دعوت
مہیا کیا عمرو نے پوچھا مجھکو کیون یاد کیا ہی کہا کہ بھیا واسطے خبر لشکر اسلام کے کہ نقابدار بلاے بد ہین عمرو نے کہا
مین نے انھین مار ڈالا ناہید نے کہا کہ بھیا اب ساحر مشمش کی تدبیر سے غافل نہو عمرو بولا کہ ہمشیرہ وہ ساحر

نہایت زبردست ہی ہمسر سامری کہلاتا ہی مگر جو مکان اُسکا مجھے معلوم ہو تو بیشک علاج اُسکا کرون ناہید بولی
کہ بہیا سوا فرعون اور ساحرون کے مکان اُسکا کوئی نہین جانتا عمرو نے کہا تمکو بھی تو مقرر معلوم ہوگا ناہید بولی کہ اگر مین جانتی
ہوتی تو مقرر تمسے کبھی نہ چھپاتی مگر اتنا جانتی ہون کہ ساحر شمشش دریاے محیط و اخضر و قلزم مین رہتا ہی جہان پر سہ موجہ
ہی اُسمین ایک جزیرہ ہی اُسپر چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اور اوپر چبوترہ کے درخت برگد کا ہی وہان فرعون جاتا ہی اور ساحر شمشش
وہان آتا ہی اور راستہ اُسکا خشکی کیطرف سے سوا ہفت درے کے نہین ہی اور وہ راہ خوف سے تمہارے مسدود کی ہی رات کو
فرعون ساحر شمشش کے پاس گیا تھا اُسنے جواب صاف دیا کہ اس ایام نحس مین مجھسے کچھ نہوگا فرعون مایوس پھر آیا اور ساحر
شمشش نے اپنی حفاظت کے لیے اُسی ہفت درے پر کہ جہان تمنے جاکر خنقار جادو وغیرہ کو مارا تھا سات ساحر نامی
کہ سرنام جادو و لبسرام جادو و الفران جادو و لفران جادو و ترسان جادو و مجمر جادو و زنار جادو کو مقرر کیا ہی
اور ہفت درے کے اُدھر اپنے وزیر یعنی زلزلہ جادو کو مقرر کیا ہی وہ لشکر بے پایان لیے ہوے وہان پڑا ہوا ہی اور اب
ساحر شمشش ایام نحس کے باعث سے پوشیدہ ہوا ہی فرعون سے کہدیا ہی کہ اندر جھنڈیون کے بیٹھا جو کوئی تیرے پاس
نہ آسکیگا اور اب مجھسے ملاقات نہوگی بعد ان ایام نحس گذرنیکے مین آؤنگا اور ایک دشمن کو تیرے زندہ نہ چھوڑونگا تو جمع
فکر کرنا ساحر شمشش کی ضرور ہی مین نے اسی خبر کیواسطے تمھین بلایا تھا کہ آگاہ کرون اور اگر خواجہ یہ ایام نحس ساحر شمشش پر سے
گذر گئے تو پھر کوئی اُسکا کچھ نہ کرسکیگا عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ خدا کریم ہی مین جاکر حمزہ سے یہ سب حال بیان کرتا ہون اور سہیلہ رخ
شمس جادو کے ہمراہ آیا لشکر اسلام مین تمام حال بیان کیا صاحبقران با اقبال نے فرمایا کہ علاج شمشش جادو کا
ضرور ہی اور اسکی صلاح ہونے لگی انجمن مشورے کی منعقد ہوئی ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا خواجہ عمرو کے اور کسی کی یہ طاقت
نہین ہی کہ ہفت درہ کو پاک کرے عمرو نے کہا کہ حاشا ثم حاشا مین نہ جاؤنگا تمام زمانہ میرا دشمن ہو رہا ہی دیکھا امیر نے کہ عمرو نے
صاف انکار کیا اُسوقت لاکھ تومان کا رقعہ لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی جاکر ہفت درہ کے ساحرون کو
مارے یہ لاکھ روپیہ وہ لے وہ رقعہ پڑا ہوا ہی لیکن کوئی ارادہ نہین کرتا آخر کو عمرو اُٹھا اور پکارا کہ آج وہ لوگ کہان ہین
جو ہمسے ہمسری کرتے ہین آئین کام کو سرانجام دین بلکہ پانچ ہزار اس لاکھ روپیہ کے علاوہ مجھسے لین چالاک وسمک دونون
سر جھکائے کھڑے ہین کوئی جواب نہین دیتا سب سردارون نے کہا خواجہ کوئی تمھارا ہمسر نہین ہی سوا تمھارے کسی کی طاقت
نہین ہی کہ ایسے کام کرے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون جو زندہ رہا تو پھر آکر قدمون کو چومونگا
امیر نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای معین لشکر ظفر اثر ای عمرو بن امیہ ضمری نامور خدا تیرا نگہبان ہی

داستان جانا شہباز عرصۂ عیاری کا ہفت درہ مین اور مارنا ساتون جادوگرون کو

کہ عمرو امیر اور بادشاہ اور تمام سردارون سے رخصت ہوکر صحرا مین آیا تعویذ کمر سے نکالکر دانتون کے نیچے
دبایا پنجہ اُٹھاکر پاس ناہید کے لایا عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ مدار کار قتل ساحران ہفت درہ کا اسی خاکسار
مقرر ہوا ہی اب مجھے ہفت درہ مین پہونچا دو ناہید روئی اور کہا کہ خواجہ وہان جانا مناسب نہین ہی سب تمھارے
دشمن ہین عمرو نے کہا ای ہمشیرہ سوا میرے کون تدبیر کرنیوالا ہی ناہید نے شمس جادو کو بلایا تمام حال بیان کیا
شمس جادو گھبرا گیا کہا کہ ای ملکہ میرا جانا وہان موجب بدنامی کا ہی جو کوئی آگاہ ہوگیا تو سب مارے گئے ناہید بولی
ای شمس جادو زیست عمرو کی وابستہ زندگی حمزہ سے ہی اور زیست میری وابستہ ذات عمرو سے ہی اور عمرو مرنے پر
کمر باندھے ہی جسطرح ہو عمرو کو وہان پہونچاؤ شمس نے کہا بہت خوب عمرو ناہید سے رخصت ہونے لگا اُسنے گلے مین
باہین ڈالدین اور خوب روئی القصہ شمس جادو عمرو کو ہفت درہ پر لایا اور عمرو کو چھوڑکر سحر غائب کرکے چلا گیا

عمرو گلیم عیاری اوڑھکر آگے روانہ ہوا جاتے جاتے دیکھا کہ درہ یاقوت کا ہی اُسپر بنگلہ مینائی بنا ہی اسمین ایک جادوگر
بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور کوئی اُسکے پاس نہین ہی تنہا ہی عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت اپنی ایک
پریزاد کی بنائی دو پر زمرد کے بازوؤن پر چسپان کیے لباس زرین زیب تن کیا گہنا جواہر کا اُسپر پہنا سامنے درہ کے
ایک بلندی پر کھڑے ہوکر ناچنا شروع کیا چار گھڑی دن باقی ہی ہوا سرد چل رہی ہی شفق پھولتی جاتی ہی جانور
درختون پر بسیرا لینے چلے آتے ہین کہین نگاہ سرنام جادو کی اُس پریزاد پر پڑی نشہ شراب مین صورت اُسکی ایسی
بھلی معلوم ہوئی کہ عاشق ہوگیا چپکے سے اُٹھا پیچھے سے پریزاد کے دبے پاؤن آکر پہلے کچھ سحر پڑھکر دم کیا پھر اُسکو
پکڑ لیا پریزاد نے ڈرکر حیران حیران اُسکی طرف دیکھا اور کہا کہ مین خود آفت رسیدہ ہون مجھکو کیون پکڑا ہی اُسنے کہا
کہ اے محبوب جانی تمپر کیا آفت ہی بیان تو کرو چلو بیٹھو تو سہی اور ہاتھ پکڑے ہوے بنگلے مین لا بٹھایا عمرو نے دیکھا
کہ ہاتھ پاؤن تیرے بے حرکت ہوگئے رو کر کہا کہ ابھی تک تو ہاتھ پاؤن میرے اچھے بھلے تھے اب حس و حرکت جسم کی
جاتی رہی ہی شاید ملک الموت روح میری قبض کر رہے ہین سرنام جادو نے کہا کہ میرے سحر سے حس و حرکت تمہارے
جسم کی جاتی رہی ہی یہ حالت تمہاری ہوئی ہی مین ابھی رد سحر کرونگا کہ ہاتھ پاؤن تمہارے قابو مین ہو جائینگے مگر
تم اپنا حال تو کہو کہ یہان کیونکر آئی ہو عمرو نے کہا کہ مجھے چھپاؤ ایسا نہو کہ میرے ساتھ تم بھی آفت مین گرفتار ہو جاؤ
سرنام جادو نے کہا کہ تم مفصل کہو تو پریزاد نے کہا کہ ایک دیو ہی افرغم اُسکا نام ہی وہ مجھپر عاشق ہوا میرے
پاس آیا مجھسے عشق اپنا جتایا مین نے انکار کیا وہ مجھسے لپٹا مین چھوڑ کر بھاگی ایک بار وہ بھی میرا لوٹا اُڑنے کی طاقت
بھی نرہی یہان پہونچی تھی کہ تم پکڑ لائے اور وہ میرے پیچھے ضرور آتا ہوگا اسلیے مین کہتی ہون کہ وہ دیو تم انسان
اُسکا کیا کر سکوگے مین تو عورت تھی مجھے پکڑ لائے مگر اُسکا بہت بڑا اندیشہ لگا ہوا ہی سرنام جادو نے کہا کہ وہ یہان
آئیگا تو کیا کریگا مین ساحر ہون اگر ہزار ہا دیو آئین تو بھی کچھ نہین کر سکتے مگر تم ڈرتی ہو تمہارا خوف مین مٹائے
دیتا ہون یہ کہکر اسم سحر کا پھر پڑھکر پھونکا ایک منقل سامنے رکھی تھی کہ شعلہاے آتش اُسمین سے بھڑک کر
ہر طرف صحرا مین پھیل گئے تمام میدان آتش بہار ہوگیا کہا کہ اے جانی دیکھا تُمنے اب کسکی طاقت ہی کہ یہانتک آسکے
اور ارادہ کرے تو جلکر خاک ہو جاے عمرو نے کہا ابتو مین تمہاری کنیز ہون ہاتھ پاؤن تو میرے کھولدو اُسنے
ماشکے دانے کچھ پڑھکر مارے کہ حس و حرکت عمرو کے بدن مین آئی ہاتھ پاؤن قابو مین ہوے اب سرنام جادو نے
اسباب عیش سامنے اسکے مہیا کیا جام شراب کا بھر کر دیا کہ لو صاحب پیو عمرو نے جام لیکر اُسکے ہاتھ سے پی لیا
دو تین جام آپ بھی پیے کہ نشہ خوب ہوا ہاتھ پریزاد کے سینے کیطرف دوڑایا کہا کہ صاحب جلدی نکرو مین تمہارے
پاس سے کہین جاتی نہین ذرا ٹھہرو خوف میرا مٹے حجاب رفع ہو پھر جو چاہنا سو کرنا اور مین دو روز کی بھوکی ہون
سرنام جادو اُٹھا کھانا لینے گیا عمرو نے سودہ الماس شراب مین ملا رکھا سرنام جادو پوریان کچوریان مٹھائی
وغیرہ لایا عمرو کے سامنے رکھی عمرو نے خوب کھایا بعد اُسکے آپ شراب خالص پی سرنام جادو کو پلائی سرنام جادو نے
جیسے ہی جام پیا اُسکے پیٹ مین درد ہوا لگا تڑپنے پریزاد یہ دیکھکر رونے لگی کہ ہاے یہ تمھین کیا ہوا اُسنے کہا تم نہ گھبراؤ
مین اچھا ہو جاؤنگا آخر سودہ الماس نے دل جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ یہ ساحر تڑپ تڑپ کر مرگیا وہ بنگلہ غرن غرن کی
صدا دیکر سب غائب ہوگیا تمام پہاڑ کی رونق جاتی رہی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرنام جادو بود عمرو نے
مال و اسباب اسکا لیا خود اُسکی شکل بنا اور دوسرے درہ کیطرف روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ کوہ زمرد معلوم ہوا
اور تختہ گل وو پہر یا کا پھولا ہوا نظر آیا عجب بہار معلوم ہوتی تھی پہاڑ پر بارہ دری زمرد کی بنی ہوئی تھی اسمین ایک

جادوگر لباس پُر تکلف پہنے ہوئے بیٹھا تھا ناچ سامنے ہو رہا تھا اسنے جا کر سلام کیا لبسرام جادو تعظیم کیواسطے اُٹھ کھڑا
ہوا پکارا کہ آؤ بھائی الشمیر تو ہی کیون تم اپنا درہ چھوڑ کر یہان آئے کہا کہ بھائی کیا بیان کرون ابھی کل کی بات ہی کہ عیار حمزہ نے
اسی ہفت درے مین آکر خنقار جادو و آتشبار جادو و دریا بار جادو وغیرہ کو مار ڈالا اب سنا ہی کہ وہی مکار ہماری
فکر مین آیا ہی تمکو اطلاع کرنے آیا ہون کہ غافل نہو لبسرام جادو نے کہا کسکی مجال ہی کہ ہماری تمہاری زندگی مین یہان
آسکے جبتک ہم زندہ ہین کوئی ادھر کا رُخ نہین کر سکتا اور آؤ بھائی اب آئے ہو تو دو گھڑی بیٹھو ان خیالات کو دل سے
نکال ڈالو شعر گذشتہ خواب و آیندہ خیال است ؛ غنیمت دان ہمین دم را کہ حال است ؛ سر نام جادو آکر بیٹھا لبسرام جادو نے
جام شراب کا ہاتھ مین دیا کہ بھائی اسے پیو خیالات فاسد دل سے نکال ڈالو عمرو نے جام شراب کا اُسکے ہاتھ سے لیا ایک
تھوڑا سا پیا اور کہا بھائی کیا بدبو اس شراب مین سے آتی ہی کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہی یہ شراب بہت خراب ہی
اور نقصان رکھتی ہی کہا کہ بھئی کیا کہتے ہو شراب تو بہت اچھی ہی دیکھو نہین اور جام اُسکے ہاتھ سے لیکر پیا کہا سچ کہتے ہو
ایک بدبو تو اسمین ہی عمرو نے گلابی شراب کی بغل سے نکالی کہا اسے تو پیو لبسرام جادو نے اُسمین سے ایک جام جو پیا
دماغ معطر ہو گیا ازحد تعریفین کین کہا کہ بھئی یہ شراب تمہارے پاس کہانسے آئی کہا کہ بھائی مین نے خود بنوائی تھی شراب
خانہ ساز ہی کہا کہ بھائی ہمین بھی بنوا دو کہا اچھا مین ابکی بہت سی بنواؤنگا تمھین بھی دونگا اور اُٹھا کہ لو بھئی اب ہم جاتے ہین
تمکو فقط اطلاع کرنے آئے تھے ہر چند اصرار کیا کہ بھئی اتنی دور سے آئے ہو تو گھڑی بھر تو ٹھہرو نہ مانا کہ بھائی گھر اکیلا ہی اور
عیار مکار طالب بد آفت جہان ہی یہ کہتا ہوا چلا لبسرام جادو اُسکے ساتھ پہونچانے کو اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ
مارا بیہوش ہو کر گرا عمرو نے دیکھا کہ کوئی اُسکے اُٹھانے کو بھی وہانسے نہ آیا سمجھا کہ یہ سب سحر کا کرشمہ ہی اصلی کوئی نہین ہی عمرو نے
خنجر کھینچکر اُسکے گلے پر رکھدیا ہر چند رگڑے دیے لیکن پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ یہ روئین تن ہی دو پتھر بڑے بڑے لا کر
ایک سر کے نیچے رکھا اور دوسرے کو چرخ دے کر سر پر مارا کہ مغز اُسکا پارہ پارہ ہو گیا اسکا مرنا تھا کہ زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا برف باری آتشباری ہوئی دھوان اُٹھا کیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من لبسرام جادو بود
روشنی جو ہوئی دیکھا نہ کسی آدمی کا نام و نشان ہی اور نہ وہ بارہ دری فرش وغیرہ کچھ نہین معلوم ہوتا درہ پہاڑ کا
ویران پڑا ہی خاک اُڑ رہی ہی عمرو نے مال و اسباب اُسکا لیا کپڑے تک اُتار لیے اور وہانسے آگے روانہ ہوا کوئی آدھ کوس
آیا ہوگا کہ درہ پہاڑ کا نقرئی معلوم ہوا دیکھا کہ پھول لاجوردی رنگ کے پھولے ہوئے ہین اور شامیانہ تمامی کا
کھنچا ہوا ہی اُسکے نیچے ترسان جادو بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور ایک معشوق بصد کرشمہ و ناز اُسکی بغل مین بیٹھی ہی
اور چند ساحر سامنے اُسکے ہاتھ باندھے کھڑے ہین ناچ ہو رہا ہی عمرو بصورت ایک کلانوت کی بنا کہ پگڑی لپیٹوان
سر پر جامہ گلے مین پاجامہ ہزار پیوند کا پانوؤن مین پہنے ہوئے آیا سلام کیا ترسان جادو نے کہا تو کون ہی کہانسے
آیا ہی کہا کہ اعلی اعلی مراتب رہین کلانوت ہون زلزلہ جادو کے لشکر سے آتا ہون ترسان جادو نے کہا بیٹھو یہ سلام
کر کے بیٹھ گیا پوچھا زلزلہ جادو کس رنگ مین ہین عرض کیا کہ ستیاناس جائے ان خدا پرستون کا کہ وہ ایسے ایسے
خائف ہین کہ لشکر کے انتظام مین ہین میرا دم گھبرایا کہ اب کسے سناؤن چل کھڑا ہوا کہ کہین اور روزگار کرونگا ادھر
آیا یہ صحبت دیکھی میرا تو پیشہ یہی ہی اگر آپ قدردانی فرمائینگے یہین پڑ رہونگا ترسان جادو نے کہا کہ اچھا پھر کچھ
بجاؤ گاؤ عمرو نے سازندون سے کہا کہ تم اگر کچھ ساتھ دو گے تو خیر ہم بھی کچھ گا لینگے سب نے ساز ملائے عمرو نے
سرود بجانا شروع کیا بعد اسکے یہ غزل گائی

غزل

بیان کیسا ہو رخ و جبین کا وہ مہر ہی چاند چودھوین کا	جو عکس پڑجائے اُس جبین کا ستارہ ذرہ ہو ہر زمین کا

عیاں ہی جامے سے نور پیکر تمام خال بدن مین اختر
غضب ہی انکار یار جانی عیاں ہو درد غم نہانی
ہری کیصورت حسین ہین آنکھین کسی کی ایسی نہین ہین آنکھین
اسی کا جلوہ جہان مین ہی وہی وہی ہر مکان مین ہی
زبسکہ بیتاب ہین الم سے تجلی ہین برق و شرار رہتے
خیال گیسوے پر شکن مین کفن کا عالم ہی پیرہن مین
دکھا کے گیسوے پر شکن کو بڑھایا ایسا غم دہن کو
غزل جواب برق نظم کی ہو جہاں ناسخ کی پیروی ہی

شعاع خورشید روز محشر بنا ہی ہر تار آستین کا
ملے ہین داغ جگر نشانی الم ہی دلکو نہین نہین کا
غزال صحراے چین ہین آنکھین جو تل ہی دانہ ہی مشک چین کا
وہ جسم مین ہی وہ جان مین ہی نشان بتلاؤن کیا مکین کا
تڑپ تڑپ کر مرین جو غم سے تو خاک ہو فلک زمین کا
ازبسکہ مارگزیدہ تن مین بنا ہی ہر تار آستین کا
کہ میرے ہر تار پیرہن کو لقب ملا مار آستین کا
کرم سے آنکے فلک بنے ہین بڑھا ہوا رتبہ اس زمین کا

غرض ایسا سما بندھا کہ تمام اہل صحبت اور ترسان جادو بہت محظوظ ہوے بہت کچھ انعام دیا اور پوچھا کہ تو شراب بھی پیتا ہی کہا بابا کیون نہ پیتا یہ تو ہم لوگون کی جنم گھٹی ہی ترسان جادو نے جام شراب کا دیا اور کہا کہ اسکو تو بھی پی مجھکو بھی پلا عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا زہر ہلاہل ملا کے جام بھر کر پیش کیا کہ اُسنے غٹ غٹا کر پی لیا بس پیٹ پھولنے لگا یہانتک کہ آخر کو شکم اُسکا پھٹ گیا اور وہ کافر جہنم واصل ہوا اُسطرح تاریکی ہوئی کہ سارا زمانہ پردۂ ظلمات ہو گیا جب روشنی ہوئی تو صبح ہو چکی تھی عمرو چوتھے درے کیطرف روانہ ہوا دن بھر پوشیدہ رہا رات کو اور ساحرون کے قتل کی تدبیر مین چلا صورت ایک ہرکارے کی بنائی ڈالی سیوے کی لگا کر ہاتھ مین لی مضراب جادو پاس آیا کہ زلزلہ جادو نے بھیجا ہی مضراب جادو نے دیکھا کہ سیب بہت خوشرنگ مین ہرکارے کو انعام دیا سیب لیکر رکھ لیے ہرکارے نے کہا کہ غریب پرور مجھپر تاکید تھی کہ اپنے سامنے سیب کھلانا یہ سنکر مضراب جادو دیکھتا کہ یہ کیا ماجرا ہی جب مجھکو بھیجے ہین تو مین کھاؤنگا دوسرا یہان کون ہی جسے دونگا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی جلدی سے دستک دی کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اور وہ چیخی کہ اے مضراب جادو یہ عمرو ہی تین درہ ویران کر چکا اب آپکی فکر مین آیا ہی بس یہ سننا تھا کہ مضراب جادو نے گھیر کر ایک ورقہ زمین پر مارا اور کہا کہ او ساربان زادے غضب کیا تو نے کہ تین جادوگرون کو مارا اسطرح کہ خبر بھی نہوئی لیکن یہان تیری قضا لائی تھی کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے ابھی تجھکو قتل کرونگا ارے تیرے ہی خوف سے خداوند شمشش نے چوکیان قائم کین بعد ازین یہ کہکر تیغہ سحر کھینچکر اُٹھا عمرو کو یقین مرگ ہوا اور سمجھا کہ ایک ڈبیا کمر سے عمرو کے گر کر کھل گئی دیکھا مضراب جادو نے کہ اسمین سے ایک لعل کوئی ساڑھے آٹھ مثقال کا نکل پڑا بس منھہ مین پانی بھر آیا دین ایمان وہ جو سنا تھا سچ نکلا کہ عمرو بڑا روپیہ والا ہی اب پہلے اس سے روپیہ لینا چاہیے پھر قتل کرنا مناسب ہی اُس لعل کو ہاتھ مین اٹھا کر پاس لایا اور کہا کہ اگر تو اپنا سب مال دیدے تو مین تجھے چھوڑ دون عمرو نے کہا جان بھی لیجیے مال بھی حاضر ہی لیکن عمرو تو مجھے نہ بنائیے مضراب جادو نے کہا او فیلسوف ابھی تک تو مکر سے نہین باز آتا لا مال عمرو نے کمر سے دوسری ڈبیا جو اُس سے بڑی تھی نکالکر دی کہ لیتے جائیے دیکھتے جائیے مضراب جادو نے ڈبیا لی کچھ ہلکی معلوم ہوئی خیال گذرا کہ کہین خالی نہو اسنے قبت کھولکر دیکھا کہ ایک لعل اُس سے کچھ بڑا ہی کہ معاً وہ لعل چٹکا اور اُسمین سے دھوان اُڑا کر مضراب جادو بیہوش ہوا چھینک مارکر زمین پر گرا سنبھل نہ سکا عمرو نے جال مارکر اپنے قریب کھینچا خنجر گلے پر پھیرا کاگر بند اکیونکہ وہ آہنی بدن تھا چھوڑا اور دی لگا کر مارا کہ ایک سر کے ہزار ٹکڑے ہوے بس غلغلہ عظیم برپا ہوا حالت آندھی آندھی چلی بعد ساعت بھر کے جو روشنی ہوئی ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مضراب جادو بود اب عمرو نے مال و اسباب اُسکا

بھی لیا اور صورت اپنی ایک طفل ماہ جبین کی بنائی جوڑی نی کی ہاتھ مین لی سامنے نصران جادو کے پہونچا وہ بیٹھا
ہوا سحر تیار کر رہا تھا کہ جہان عمرو ہو سحر بھیجکر بلا لون اور قتل کر ڈالون کہ ساحر شمشش کو طرف اسکا کھٹکا ہی اور بھی
اسباب سحر لیکے بیٹھا ہوا ارادہ کر رہا ہی کہ سحر تیار کرے کہ ایک طفل ماہ جبین کو دیکھا کہ پندرہ برس کا سن عنفوان شباب
کا نہین ڈیرہ پڑا ہوا جوڑی نی کی ہاتھ مین حیرت زدہ لگا ہونسے چہار طرف دیکھ رہا ہی نصران جادو نے پکارا کہ
او لڑکے تو کون ہی یہان کیونکر آیا لڑکا ڈرتا ہوا قریب آیا ہاتھون کو جوڑکر کہا کہ مین اور باپ میرا دلون لقرادی
برادر خورد زلزلہ جادو کے نوکر ہین میری شامت کہ سیر کو نکلا تھا راستہ بھولکر ادھر نکل آیا لشکر زلزلہ جادو کے
راستہ نہین ملتا نصران جادو نے کہا مین تجھے پہونچا دونگا گھبرا نہین بیٹھ جا وہ سہا ہوا سلام کر کے بیٹھ گیا کہا کہ اپنا کمال آپ بھی
دکھلائیے نصران نے کہا تو بڑا تیز معلوم ہوتا ہی اپنا کمال تجھے کیا دکھاؤن کہا جو مین کہون کہا اچھا پہلے تو اپنا کمال دکھا تو مین بھی دکھاؤن
لڑکے نے سازندون سے کہا ساز ملا کر میرا ساتھ دو اور بانسری بجانا شروع کیا خوب بجایا یہانتک کہ نصران جادو
بیخود سا ہو گیا اور مال مرداریدکا گلے سے اُتار کر دیا لڑکے نے اپنے گلے مین پہن لیا اور غزل گانا شروع کی غزل

ہمنے بٹھایا ہے اسے خلوت مین ذرا رہنے دے
بس ہو تو دلکو بھی پہلو سے جدا رہنے دے
شکر کی جا ہی شکایت کا نہین وقت ابدال
بیخودی تو نہ مرے ہوش بجا رہنے دے
جب نہ تیرا سہارا ابھی شب ہجر اے موت
ورنہ دل مین کوئی پیکان گڑا رہنے دے
کسی جلوے کا اشارا نگہ شوق سے ہی
پاس اپنے اسے اب میری بلا رہنے دے
جس سے پیدا ہو صفائی کی کبھی کچھ صورت
سینے پر ہاتھ ذرا بہر خدا رہنے دے
آرزو جلوۂ محبوب ہی غارتگر ہوش

آج تو ستو جیون کو اپنی حیا رہنے دے
کہ ہجوم غم و ہم دل ہی ترا گھر لیکن
وصل کے دن شب فرقت کا گلا رہنے دے
میری بربادی پر خاک کلیجوں میں اڑا
دل مین اپنے کوئی فرقت زدہ کیا رہنے دے
فیصلہ کر کے مرا جائین وہ صبح شب وصل
دو گھڑی دلکو بھی پہلو سے جدا رہنے دے
دیکھ لین غیر نہ یہ شوخ نگاہی سر بزم
دل مین اے گرد ملال اتنی تو جا رہنے دے
سوز غم ہو تو لگے لگا نالہ کوئی
کوئی کسطرح حواس اپنے بجا رہنے دے

پاس بیٹھے کوئی مجبور اسے کیا رہنے دے
کسی حسرت کو بھی کوچے مین پڑا رہنے دے
آپ مین آ کے غم ہجر سے مر جاؤنگا
ان ہوا خواہونکو یاد صبا رہنے دے
ساقی و ستمگر اگر درد جدا اسکو تو کھینچ
ہان یونہین دلکی تڑپ حشر بپا رہنے دے
دلکو سوز زدۂ زلف بنا کر بولے
ابھی دامن مین حیا اسکو چھپا رہنے دے
دیکھ بیتابی دل بڑھتی ہی یا گھٹتی ہی
اپنا احسان شب ہجر قضا رہنے دے

اس غزل کے گانے پر عجب عالم ہوا کہ
نصران جادو نے گریبان پھاڑ ڈالا آنکھون پر وحشت چھائی آثار عشق چہرے پر ظاہر ہوے لڑکے سے کہا کہ
میری جان و مال کا تو مختار ہی لیکن اپنے پاس سے تجھے نجانے دونگا تیرے باپ کو بھی یہین بلا دونگا لیکن لڑکے کی
یہ کیفیت ہی کہ گانے گاتے تھک گیا ہی ہانپ رہا ہی منھ سرخ ہو گیا کہا کہ ابھی آپ نے دوسرا کمال میرا نہین دیکھا کہا
وہ کیا جواب دیا کہ مین ساقی گری بھی خوب کرتا ہون کہا پھر کسوقت کے لیے اٹھا رکھی ہی سب سامان موجود ہی کہا کہ
ابھی سہی بس گھنگرو پانون مین باندھے پشواز پہنی جام شراب کا بھر کر سر پر رکھا اور گاتا ہوا ناچتا ہوا
سامنے آیا جام شراب کا دیا نصران جادو نے خوشی خوشی جام شراب کا لیکر پی لیا اور سات ماسے مروارید کے
اس لڑکے کے گلے مین ڈالدیے اور کہا کہ تیرا عدیل و نظیر نہین ہی غرض دو تین جام متواتر پلا کے کہ خوب بیہوشی
اپنا اثر کیا اور خود ناچتا ہوا اٹھا تھا کہ بیہوشی سے لٹیا ہو ہار الٹ کر گرا عمرو نے اسے بھی قتل کیا الغرض
کا ٹوٹا لگا یہی ترکیب ہر مہر کی تھی کہ لاش ہر ساحر کی گاڑی گئی تھی اب یہانسے آگے روانہ ہوا جب چلتے چلتے
پہونچا دیکھا کہ یہان کا انتظام عجب ہی کہ چہار دیواری باغ کی کھنچی ہوئی ہی دروازہ باغ پر ایک دیو زنگی ایستادہ

اُٹھائے ہوئے بیٹھا ہی عمرو بہت خائف ہوا اور دیوارین اسقدر بلند کہ جانا ناممکن تھا لیکن دروازہ باغ کا کھلا ہوا
تھا چہار طرف پھرنا شروع کیا جدھر جاتا ہی دروازے پر ایک دیو مہیب کو دیکھتا ہی فکر مین ہی کہ کیا کرون بس
ایک مقام پر بیٹھ کے دہائی کھینچنا شروع کی کہ یا سامری بچائیے یا جمشید مدد کو آئیے یہ آواز جو اندر باغ کے کان مین
محمل جادو کے پہونچی گھبرا کر باغ سے باہر آیا کہ دیکھون کس پہ کون ظلم کر رہا ہی باہر باغ کے آکر دیکھا کہ ایک شخص
میلے کپڑے پہنے ہوئے زمین پر لوٹ رہا ہی پوچھا ارے تو کون ہی یہ تجھے کیا ہوا وہ چلایا کہ کیا بیان کرون کون
ہون اگر اپنے مالک تک پہونچ جاؤن تو بتاؤن کہ کون ہون ابھی اسی باغ کیطرف سے چار آدمی آئے اُٹھے سب
میرا مال اسباب چھین لیگئے خوب باغ مین بیٹھکر ڈاکے زنی کرواتے ہو معلوم ہوگا محمل جادو نے کہا کچھ دیوانہ ہی مین
تیرے بچانے کو باغ سے نکل آیا کہ تو سامری کی دہائی دے رہا تھا الٹے مجھی کو چور بناتا ہی یہ وہی مثل ہی کہ نیکی برباد گناہ
لازم آخر تیرے پاس کیا مال تھا جواب دیا کہ دو توڑے اشرفیون کے ایک خلعت کچھ تھوڑا سا کھانا تھا محمل جادو نے
کہا جھوٹے تیری باورچیون کی تو قطع ہی تو دو توڑے اشرفیون کے کہانسے لایا تھا کہا کہ مین باورچی تو بیشک ہون
لیکن زلزلہ جادو کے یہان کا باورچی ہون مجھے انعام مین ایسے ایسے توڑے بہت ملا کرتے ہین تم ایسے ٹھگونسے
تھوڑی سابقہ ہی کہ اور کپڑے تک لے لینے کا ارادہ رکھتے ہو یہ سُنکر محمل جادو سوچا کہ یہ زلزلہ جادو کے یہان کا
باورچی ہی جبھی اس سختی سے گفتگو کرتا ہی آسانی کہا کہ آج تو میرے یہان رہ اور کھانا پکا مین تجھے چار توڑے
دونگا کہا پہلے لونگا تمھارا کیا اعتبار محمل نے کہا پھر تو وہی کہے جاتا ہی ارے ابھی کیا تو نے چور سمجھا ہی یہ کہکر مالا لاکھ
روپیہ کا اسکے گلے مین پڑا تھا غصے مین اُتار کر دیدیا کہ لے اس سے زیادہ تجھے کون دیگا یہ چار توڑون سے زیادہ کا مال
ہی عمرو نے لیکر نذر زنبیل کیا محمل جادو نے کہا کہ اب چل آنکھین بند کر عمرو نے آنکھین بند کر لین محمل جادو نے
کچھ سحر پڑھا اب جو عمرو نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک قصر مین بیٹھے دیکھا محمل جادو کو مسند پر پایا ہاتھ جوڑ کر کہا کہ جو کچھ
مین نے آپکی شان مین عرض کیا معاف ہو کہا بھئی ہمنے معاف کیا جو کچھ کہو وہ منگا دیا جائے عمرو نے حسب ضرورت
مصالحہ مانگا اور ایک قنات کھڑی کی اُسمین گیا محمل جادو نے سب چیزین بھیجنا شروع کین لیکن عمرو نے اگر ایک
دیگ کی ضرورت تھی تو دو مانگ لین تھین اسیطرح لونگ الاچی جوز جوتری زعفران مشک عنبر گلاب کیوڑا ضرورت سے
بھرسے دگنا تگنا لیا جب سب چیزین آگئین حکم دیدیا کہ اب یہان کوئی نہ آنے پائے کیونکہ ایسے ولیسون کے پرچھائین
کھانا خراب ہوجاتا ہی اور آپ باطمینان تمام چولھا بنا کر کھانا پکانے مین مصروف ہوا محمل جادو نے ایک آدمی
اپنا ساتوین درے پر بھیجا اور زنار جادو سے کہلا بھیجا کہ بھائی آج کھانا ہمارے ساتھ کھانا زنار جادو اُسیوقت
آہنوے آتشین پر بیٹھکر آن واحد مین آپہونچا لیکن گلے مین زنار جادو کے ایک سانپ مانند جنیو کے پڑا ہوا تھا
محمل جادو نے پوچھا ای زنار جادو اسمین کیا وصف ہی کہا کہ ای برادر مین نے اسکو بڑی محنت و مشقت سے بنایا ہی
اسمین یہ خوبی ہی کہ سامنے دشمن کے ڈالدون تو یہ پانچ سو کوس تک تو دشمن کو بجانے دیگا دراز ہو کر دوڑیگا اور
پکڑ لائیگا اور مین دشمن سے محفوظ رہونگا یہ کہکر اُس سانپ کو ڈبیا مین بند کر لیا اور اپنے پاس رہنے دیا اتنے مین
شام ہوئی صحبت عیش آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا پہر رات گئی ہوگی کہ باورچی سامنے آیا ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ کھانا
تیار ہی کہا کہ لاؤ وہ باورچی اُسیوقت کھانے لانے لگا پلاؤ قورما قلیا کباب شیرمال باقرخانی غرضکہ ہر قسم کا کھانا
لاکر سامنے چُنا کہ خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا محمل جادو نے بغیر کھائے ہوئے تعریفین کین اشرفیان بہت سی
اور خلعت منگوا کر باورچی کو دیا اب زنار جادو سے کہا بھائی صاحب آئیے زنار جادو بھی آبیٹھا دونون نے ملکر

خوب کھانا زہر مار کیا اب دونون کھانا کھاتے جاتے ہین اور تعریفین کرتے جاتے ہین زنار جادو نے کہا کہ ہمنے اس
مزے کا کھانا زندگی مین کبھی نہ کھایا تھا مگر اب کچھ اثر بیہوشی کا ظاہر ہونے لگا زنار جادو نے کہا کہ ای محمل جادو
مجھکو یہ باورچی عمرو عیار معلوم ہوتا ہی اس کھانے سے کچھ دوران سر ہونے لگا محمل جادو نے کہا کہ بھئی تمکو کچھ
خبر ہی کھانے مین خوشبو بہت ہی ہمین برداشت اسکی نہین ہی بھئی کھانے اس سے زیادہ بھاری ہوتے ہین کہ ایک
نوالہ ہر کس و ناکس نہین ہضم کر سکتا زنار جادو بولا مین نانو لگا اور وہی سانپ ڈبیا سے الگ نکر پھینکا کہ پکڑ لا اسے
عمرو نے گلیم اوڑھ لی زنار جادو اٹھا کہ سانپ کو اپنے پکڑ لون کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا محمل جادو کہ دوسرا
نام اسکا مخمور جادو بھی ہی اٹھانے کو اسکے اٹھا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا باقی اور لوگ بھی جتنے تھے جو کھا بیہوش ہو کر
گرا عمرو نے خنجر پکڑ کر سبکو ذبح کر ڈالا ایک شور و غل ہوا صدا گیرودار کی بلند ہوئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا سر جانے کا
پٹکے کچھ نہو سکا آوازین آئین کہ کشتی مرا نام من زنار جادو و محمل جادو بود حیف جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم
اب جو روشنی ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نہ باغ ہی نہ بارہ دری ہی نہ وہ دیو ہین لشکر سامنے معلوم ہوتا ہی وہانسے
روانہ ہوا یہان امیر عمرو کے لیے دعائین کر رہے تھے متردد و متفکر خدا پر بھروسا کیے ہوئے بیٹھے تھے کہ سامنے سے
عمرو آیا سلام کیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو کیا کیا عرض کی کہ ای شہریار آپکے اقبال سے ہفت درہ کو پاک کیا دیکھیے وہ
سامنے لشکر زلزلہ جادو کا معلوم ہوتا ہی امیر بہت خوش ہوے عمرو کو گلے سے لگایا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا

اب داستان صف کشی زلزلہ جادو کی اور آنا ساحرون کا مدد کو صاحبقران نامدار کی

لیکن خبر مارے جانے ساحرون کی زلزلہ جادو کو پہونچی کہ عمرو نے ہفت درہ کو پاک کیا زلزلہ جادو نے بہت
افسوس کیا اور کہا کہ اگر عوض انکے خون کا ان خدا پرستون سے نہ لیا ہوگا تو نام اپنا زلزلہ جادو نہ پایا ہوگا اور فرعون
کہلا بھیجا کہ ہفت درے پر جو ساحر معین ہوے ہین انکو عمرو عیار نے آکر مارا اگر مین عوض ان سبکے خون کا لونگا تم طبل جنگ بجوا دو
مین سر میدان حمزہ سے لڑونگا فرعون نے جو ساحرون کے مارے جانے کا حال سنا نہایت غمگین ہوا بختیارک نے
صلواۃ پڑھی تادھنا ناچا اور کہا کہ یا خداوند دیکھا آپنے کہ یہ عیار کیا بلا کی چیز ہی جادوگر کو تو زندہ چھوڑتا ہی نہین
خصوصاً جو خداپرستونسے برخلاف ہو فرعون نے کہا ملک جی اب زلزلہ جادو غضبناک ہوا ہی کسی کو لشکر
اسلام مین سے زندہ نہ چھوڑیگا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ خداپرست وہ ہین کہ انھون نے ودامہ جادو کو
چاہ الماس مین گھسکر مارا یہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتے فرعون نے کہا کل دیکھ لینا کہ کیا تماشا ہوتا ہی
اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے سے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر
ہوے یہان سب دربار جمع ہی تعریفین عمرو کی ہو رہی ہین کہ ایسے زبردست جادوگرون کو اسطرح مارا یہ خواجہ ہی کا
کام تھا دوسرے کا حوصلہ نہین پڑتا واقعی مین کہ تاج عیاری کا انھین کے سر کیواسطے موزون ہی اور تخت عیاری کی
زیب انھین سے ہی سب تعریفین خواجہ کی کر رہے ہین کہ ہرکارے پسینے مین غرق گرد مین آلودہ دم چڑھے ہوے
دعا و ثناے بادشاہی بجا لاے اور عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو زلزلہ جادو سے سامنا ہی
صاحبقران نے فرمایا رضینا بقضائہ و بقدیرہ تکیہ بفضل ایزدی ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے اسیوقت کوس جلی
نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو لشکر اسلام میدان مین آیا صفین بند ہو گئین سب سردار دست راستی دست چپی
اپنی اپنی جگہ پر آکر قایم ہوے تخت پادشاہی بیچمین طاق صاحبقران چالیس قدم آگے بمرتبہ صاحبقرانی اشقر پر سوار
کھڑے ہوے ادھر فرعون گنبد مینائی پر بیٹھا لقا بختیارک با فوج فرعون نیچے دیوار شہر فرعونیہ کے کھڑے ہوے

اب انتظار زلزلہ جادو کا ہو رہا ہی کہ صاحبقران نے عمرو سے کہا خواجہ رات کو عجب تماشا دیکھا کہ مین پلنگ پر
سونے کے واسطے لیٹا ہون کہ ایک کبوتر آکے تین مرتبہ میرے پلنگ کے گرد پھر کر چلا گیا اور اتنا بڑا کبوتر کبھی مین نے
نہین دیکھا کہ برابر مرغ قوہی کے تھا عمرو بولا ای شہریار اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا بالکل اسم اعظم
یاد نہ آیا محو مطلق تھا عمرو نے کہا وہ کبوتر اسی لیے آیا تھا اور کہا کہ خبردار اب کسی سے نہ کہنا نہین تو تمام لشکر بدحواس
ہو جائیگا امیر چپ ہو رہے کہ دیکھا ہفت درہ سے ایک ابر تیرہ و تار بجلی چمکتی ہوئی شعلہ آتش نکلتے ہوئے نمایان
ہوا ہوا تند چلنے لگی کہ آن واحد مین وہ ابر میدان جنگ مین پہونچگیا جب ابر شق ہوا تو پہلے آٹھ اژدر آتشین نمایان
ہوئے کہ تخت اُنپر کسا ہوا تھا اُسپر زلزلہ جادو بیٹھا ہوا تاج سات کنگرے کا سر پر رکھا ہوا اور ہر کنگرے سے شعلہ
آتش نکلتے ہوئے آکر میدان مین قائم ہوا بعد اُسکے تیس ہزار ساحر خوک و ببر و فیل و کرگدن سحر پر سوار ظاہر ہوئے
پشت پر زلزلہ جادو کے صف باندھکر کھڑے ہوئے ناقوس پھنکتے ہوئے ترئیان ڈہرو بجتے ہوئے آوازین یا سامری
یا جمشید یا مشتمش کی بلند کمال عظم و شان سے میدان جنگ مین صف آرا ہوئے کہ ایکبار زلزلہ جادو نے آواز دی
کہ باش ای گروہ خداپرستان و ای فرقہ مسلمانان تمنے بڑے بڑے ظلم کیے ہین کہ ساحران عالم کو مارا ہی اور یہان جیسے
آئے ہو خداوند فرعون شاہ کو بھی آزار پہونچاے اور ساحرون کو خداوند مشتمش کے مارا مگر تمھارے اوپر رحم
کرتا ہون اگر اب بھی کہنا میرا مانو اور آکر فرعون شاہ کو سجدہ کرو تو خطا تمھاری معاف کرون اور نہین تو ایک
طرفۃ العین مین کام تمھارا اتمام کرونگا ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑونگا ادھر سے اہل اسلام نے جواب دیا کہ او
کافر کیا بکتا ہی ہم لعنت کرتے ہین فرعون پہ اور اُسکے پرستارون پر تجھسے جو ہوسکے قصور نہ کر خداے ما بزرگ است
یہ سنکر زلزلہ جادو نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ معلوم ہوا شامت تمھاری آگئی ہی قضا سبکی میرے ہاتھون ہی
کہان جاؤگے بچکر اور ایک ترنج جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دم کیا اور زمین پر پھینکا کہ بمجرد پھینکنے کے
زمین جا بجا سے شق ہونے لگی اور لوگ لشکر اسلام کے زمین سمانے لگے بعد اُسکے ایک گولا فولادی کچھ پر اسکے
اُچھلا کہ وہ بلند ہو کر پھٹا اور زمین سے دھوان نکلا اور مثل ابر کے محیط ہونے لگا بجلی چمکنے لگی صدا رعد کے
گرجنے کی آنے لگی پرکالہ آتش چٹ چٹک کر گرنے لگے آگ لگانے لگے کہ یکایک لکہ ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور زمین پہ
آکر شق ہوا اور زمین سے ایک ساحر دیو طلعت مہیب صورت سیاہ رنگت پیدا ہوا کہ قد کوئی ایک سو ساٹھ
ارنج کا تھا کان مانند فیل کے دانت مثل خوک کے دونون بازوون پر پر پرواز ایک پنجرہ اُسکے ہاتھ مین لٹکتا ہوا
آیا جتنے ساحر تھے مع زلزلہ جادو دوڑ کر خاک قدم اُسکی لیکر آنکھون مین لگانے لگے کہ انیس و ہمنشین ساحر
مشتمش کا تھا طائر جادو اُسکا نام ہی اور اُس پنجرے مین کئی ہزار جانور مثل لال کے سرخ رنگ بند تھے
کھڑکی کھولکر اُن جانورون کو اُڑا دیا اور ہاتھ سے اشارہ لشکر امیر با توقیر کا کیا اور خود پنجرہ خالی ہاتھ مین لیے
ہوئے جدھر سے آیا تھا اُسیطرف اُڑتا ہوا چلا گیا زلزلہ جادو پھر اپنے تخت سحر پر سوار ہوا اور ساحر اپنی اپنی
سواری پر بیٹھے اب زلزلہ جادو نے پھر سحر کیا کہ زمین مین زلزلہ پڑگیا لشکر امیر کا تہ و بالا ہونے لگا بعد اُسکے
جہانسے زمین شق ہوئی لوگ لنڈھکتے ہوئے اُسیطرف گڑھے مین جا رہے کہ پھر وہ زمین برابر ہوگئی ادھر وہ جانور
جو طائر جادو اُڑا گیا تھا اُنھون نے یہ آفت برپا کی کہ جسکے سر پر بیٹھے وہ پتھر کا ہو کر رہگیا اب لوگ مارے خوف کے
ہاتھ سے جانورون کو اُڑانے لگے بعضے چھپیان ہلا رہے تھے ایک شور برپا تھا ادھر ہزارہا آدمی غرق زمین ہوگئے ہین
اودھر ہزارہا زمین مین سماتے چلے جاتے ہین بس بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام دست مناجات بدرگاہ

قاضی الحاجات بلند کیے اور اس حالت اضطراب مین دعائین مانگنے لگے کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اگر
زندگی ہماری باقی ہی تو ان طائرون کے ظلم سے جلد نجات دے کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا از قدرت سبحان
لم یزل و عزیز عزوجل ایک لکہ ابر سفید رنگ آسمان پر نمایان ہوا آواز گڑگڑاہٹ کی اُسمین سے آنے لگی جب وہ
ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ ایک نازنین سفید پوش بہشتی پر سوار چالیس عورتین عقب مین بازو قرقرے
سوار چلی آتی ہین آکر صاحبقران کو سلام کیا نام اس نازنین کا ملکہ محروق جادو ہی بعد اسکے دوسرا ابر
طاؤس رنگ پیدا ہوا کہ چمک پر اُسکی نگاہ نہ قائم ہوتی تھی اُسمین سے طاؤس جادو مع ساحران ام الجبال
نمایان ہوے آکر صاحبقران کو سلام کیا مگر ملکہ محروق جادو نے دیکھا کہ تمام زمین مین زلزلہ پڑا ہوا اور زمین
شق ہوتی ہی لوگ اُسمین سماے جاتے ہین بس ایک گنبد طلائی جھولی سے نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھکر زمین پر مارا
کہ زلزلہ موقوف ہوگیا اور ابر سے باران سنگ ہو رہا تھا ہزارہا مجروح ہو رہے تھے ادھر محروق جادو نے
زلزلہ دفع کیا طاؤس جادو پرواز کرکے آسمان پر گئے اور ایک اسم پڑھکر مارا کہ ابر شق ہوکر منتشر ہوگیا اور
باران سنگ موقوف ہوا کہ یکایک اور ابر سفید رنگ نمایان ہوا کہ بارش مروارید اُسمین ہو رہی تھی آکر
قائم ہوا جب ابر شق ہوا مکلل خان جادو اور ادیوس جنی اور تمام ساحران طلسم گوہربار کئی ہزار کی
جمعیت سے آکر قایم ہوے امیر کو سلام کیا کہ اور ابر پیدا ہوا اُسمین سے فضل جادو مع ساحران عنظلی آباد
پہونچا مجرا کرکے کھڑا ہوا تھا کہ اور ابر اُٹھا خضران جادو ساحران کشمیر ساتھ لیے ہوے آیا یہ قائم ہوا تھا کہ
اور ابر اُٹھا مجنونہ جادو اندر کوہ اور مار و چاہ کے ساحرون سمیت آئے بعد اسکے آتش حصار کے جادوگر آئے
اور شہریار جادو طلسم ہزار اسپ کے ساحر لیے ہوے آیا بعد اسکے طلسم جان بن جان کے ساحر مجنون جادو
اور ناہید جادو کے ساتھ آئے بعد اسکے اور ابر اُٹھا اور طلسم دوازدہ برج ہفت کواکب کے ساحر آئے
غرضکہ شام تک جادوگرون کا تانتا بندھا رہا لیکن جو آیا وہ شریک حمزہ صاحبقران ہوا زلزلہ جادو یہ دیکھکر
نہایت حیران و پریشان ہوا اور اپنے ساتھ والونسے کہا کہ یہ سب ہمیشہ ہمارے یہان شادی غمی مین شریک
ہوتے تھے اب انکا حال مفصل معلوم ہوا کہ یہ سب خدا پرستون کے شریک ہین خیر اگر ان سبکو نہ مارا ہوگا تو نام
اپنا زلزلہ جادو نہ رکھا ہوگا اور طبل بازگشت بجواکر پھرا اور فرعون حیرت زدہ گنبد مینائی سے
اُٹھا بختیارک سے کہا یا خداوند دیکھا آپنے کسقدر ساحر حمزہ صاحبقران کے شریک ہین کہا
کیا کر سکینگے مگر دلمین اپنے نہایت غمگین ادھر امیر حمزہ صاحبقران دوران زمان فرحان و شادان
داخل بارگاہ ہوے سب جادوگرون کی دعوت کی اور محروق جادو اور مکلل خان جادو سے
کہا کہ تدبیر ان جانورون کی کرو ہر ایک نے عرض کیا بہت خوب اور اُسیوقت مصروف سحر ہوے
دونون نے بازو بحری اور چرتے وغیرہ اسیطرح کے شکاری جانور بنا بنا کر چھوڑے جو باز قسمت کا ہی
ان جانورون سے گیا مارا گیا کسی سے وہ جانور دفع نہوے کوئی سحر اُنپر کارگر نہوا سب ساحرون نے
متفق اللفظ عرض کیا کہ پیر و مرشد سحر ساحر شمشش کے بنے ہوے معلوم ہوتے ہین کہ اُسنے طائر جادو
کے ہاتھ بھیجے ہین ہم مین کسی کی طاقت نہین ہی کہ رد سحر ساحر شمشش کا کر سکین امیر حمزہ صاحبقران
عالی شان یہ سنکر نہایت متردد و متفکر ہوے فرمایا کہ جو مرضی خدا کی کہ اسی اثنا مین ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ تور ملک مغربی کے لشکر مین لوگ ذرا غافل ہوے تھے کہ وہ جانور سرون پر اُنکے آکر

بیٹھ گئے پانچ سو آدمی پتھر کا ہو کر رہگیا کہا کہ بھئی کوئی غافل نہو ہر ایک چوری اور چھیپی ہاتھ مین لیے
ہو دس آدمی سوئین تو دس اُنکی حفاظت کرین جسطرح کبوتر اڑا اسنے ہین اسیطرح ان جانورون کو
بھی غل مچا مچا کر اُڑا دین کہ جانور کسی پر بیٹھنے نہ پاوین یہ حکم جو پہونچا تمام لشکر مین ایک شور نوحا کا
بلند ہوا کوئی ایسا نتھا جسکے ہاتھ مین چھیپی نہو وہان زلزلہ جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا
یہ خبر امیر حمزہ صاحبقران نامدار کو پہونچی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید
ربانی طبل جنگی بجایا جاے جو پروردگار عالم ہمارا بہتر چاہیگا وہ کریگا یہ حکم محکم شیم سنکر طبل جنگ
یہان بھی بجا غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے عمرو
بن امیہ ضمری نامدار اسباب عیاری سے آراستہ و پیراستہ چھیپی ہاتھ مین لیے ہوے اپنے سر پر اور
امیر حمزہ صاحبقران ذیشان کے سر پر ہلا رہا ہی اور کبھی سفید مہرہ بجا دیتا ہی کہ وہ جانور اُسکی
آواز سے اُڑ کر بھاگ جاتے ہین ادھر لشکر اسلام میدان مین آیا سردارون نے صفوف دست راست
و دست چپ کو آراستہ کیا اور ادھر فرعون شاہ آکر گنبد مینائی پر بیٹھا لقا اور بختیارک فوج
لیکر زیر دیوار قلعہ فرعونیہ کھڑا ہوا اُسطرف سے لشکر زلزلہ جادو کا میدان کارزار مین آیا لیکن
بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نسیب دے کر چلے گئے تھے کہ بقراط جادو نے اژدر آتشین اپنا
بڑھایا اور سامنے زلزلہ جادو کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ خداوند مشمش تمہارا نگہبان
ہی وہ سلام کرکے بار دگر اژدر پر بیٹھکر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے ساحرو ہمین تو معلوم تھا کہ تم سب
ہمارے شریک ہو ہمیشہ شادی غمی مین آتے تھے شریک حال ہوتے تھے لیکن آج حقیقت تمہاری
کھلی کہ تم خدا پرستون کے دوست ہمارے دشمن ہو خیر بہتر ہوا جواب بھی حال تمہارا کھل گیا اُسپر یہ طرہ
کہ آئے ہو خداوند ساحر مشمش کے مقابلے کو حال کھل جائیگا دیکھو اب بھی کچھ نہین گیا ہی اگر اپنی جان کی
خیر چاہتے ہو تو خدا پرستون سے جدا ہو کر رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آؤ ہم خطائین سبکی معاف
کر دینگے نہین سب مارے جائینگے اور ایک زندہ نہ بچیگا جب یہ مزخرفات بک چکا تو اُدھر سے جواب
ملا کہ کیا جھک مارتا ہی اور کیا بیہودہ گوئی کر رہا ہی ہم سب جانین اپنی راہ خدا مین نثار کرنے آئے ہین
یا تو امیر حمزہ صاحبقران فتحیاب ہوے یا ہم بھی اُنکے ساتھ مارے گئے تجھسے جو ہو سکے قصور
نکر خداے مابزرگ است بقراط جادو یہ کلمات سنکر آگ بگولہ ہو گیا اور مارے غصے کے کانپنے لگا اُسی
غیظ و غضب مین پکارا کہ جسے تمناے مرگ ہو وہ آے میرے مقابلہ کو اسطرف سے محروق جادو
سامنے تخت شاہی کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ حکم ہو تو مین مقابلے کو جاؤن فرمایا خدا کو
سپرد کیا ہی محروق جادو سلام کرکے بار دگر اپنے ہنس پر سوار ہو کر میدان مین آئی بقراط جادو نے
کہا اے محروق جادو تو بھتیجی ہی شمامہ جادو کی خدا پرستون کی طرفداری کرتی ہی ارے تجھے چاہیے کہ ان
خدا پرستون سے اپنے اور عزیزون کے خون کا عوض لے نہ کہ اُنکی طرفداری ہی محروق جادو نے
جواب دیا او نابکار وہ جہالت مین مارے گئے واصل جہنم ہوے ہین اپنی عاقبت کیون خراب کرون جہانتک
زور چلے گا تم سبکو مارونگی اور اپنی بھی جان دونگی اور مشمش حرامزادہ کیا کریگا خداے مابزرگ است
بس یہ سننا تھا کہ بقراط جادو نہایت برہم ہوا اور نعرہ کیا کہ او چھوکری زبان دراز اجل رسیدہ دیکھ مین

زبان تیری نہ جلجائے خداوند مشمش کو تو بُرا کہتی ہے اور زمین پر لوٹکر اژدر آتشین بنکر دوڑا محروق جادو بھی اژدہا بنکر
دوڑی آپسمین قلاب آتشین چلنے لگے دو گھڑی تک اژدہے بنکر دونون لڑا کیے مطلب بر آری نہ ہوئی لقبراط جادو
اژدہے سے ہاتھی بنگیا محروق شیر بنکر دوڑی گھونسہ اور طمانچہ چلنے لگا گھڑی بھر تک یہ لڑائی بھی رہی اور مطلب
کسی کا حاصل نہ ہوا کہ محروق نے بہیئت اصلی ہوکر ایک ترنج سحر مستک پر ہاتھی کے مارا کہ وہ زخمی ہوا اور بصورت
اصلی ہوگیا اور گولہ فولادی زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور اسقدر گرد اُڑی کہ محروق اُسمین چھپگئی لیکن محروق نے
بڑی ہوشیاری کی ایک ترنج جھولی سے نکالکر مارا کہ گرد برطرف ہوئی اب محروق نے ماش کے دانے جھولی سے
نکالے دوسرے ہاتھ مین ترنج سحر لیا دانے پڑھکر لقبراط جادو پر مارے کہ چنگاریان بنکر اُسپر گرے وہ ردسحر مین
مصروف تھا کہ ترنج محروق نے مارا سینے پر لقبراط جادو کے پڑا کہ مثل تبر کے توڑکر نکلگیا تڑپکر زمین پر گرا چٹر کنے لگا
آندھی چلی آگ برسی بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی اور ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من لقبراط جادو بود بس یہ دیکھکر
بھائی لقبراط کا سقراط جادو میدان مین آیا محروق تو سر لقبراط کا لیکر خدمت صاحبقران مین آئی امیر نے اور سردارون
نے بہت تعریف کی اُدھر سقراط جادو نے مبارز طلب کیا کہ طاؤس جادو اجازت لیکر میدان مین آئی سقراط جادو
اژدہا بنکر دوڑا طاؤس جادو گینڈا بنی لڑائی ہونے لگی بڑی دیر تک لڑائی رہی لیکن مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا ابھیر
سقراط جادو شیر بنا طاؤس جادو ارنہ بنی لڑائی ہونے لگی پرکالہ آتشین اُڑ رہے تھے لیکن طاؤس جادو نے سحر
نمائیب کیا لڑتے لڑتے غائب ہوگئی اور سقراط جادو متحیر تھا کہ سر پر اُسکے ایک سنگ گران گرا کہ ہزار ٹکڑے سر کے
ہوگئے اور سقراط جادو بھی سقر کو چلا گیا آندھی چلی آگ برسی طاؤس جادو سر اسکا کاٹکر لے آئی کہ بہرام جادو لشکر
زلزلہ جادو سے نکلا اور پکارا کہ او جھوکرو غضب کیا تمنے کہ اُن دو ساحرون کو مارا کہ بازو زلزلۂ جادو کا توڑ دیا لیکن اب
میرے مقابلے کو آؤ تو معلوم ہو بس فضل جادو اجازت لیکر گردن سحر اُڑا کر میدان مین آیا بہرام جادو نے تلوار میان سے
کھینچکر کچھ اسم سحر دم کرکے آسمان کی طرف پھینکدی کہ وہ برق بنکر فضل پر گری لیکن اسنے بھی سپر سحر سر پر قائم کی لیکن
زخمی ہوا بس غیظ و غضب مین آکر گولہ فولادی بہرام پر مارا اُسنے ہنسکر ہاتھ مین پکڑ لیا یہ ساحر سحر پر اپنے بہت مغرور تھا
کہ شاگرد رشید ہے زلزلہ جادو کا بس گولے کا ہاتھ مین لینا تھا کہ آواز تڑاقے کی بلند ہوئی اور گولہ پھٹا ایک ترنج اُسمین سے
نکلکر سینے پر بہرام کے پڑا کہ توڑکر نکلگیا بہرام زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر مرگیا فضل سر اُسکا لیکر پھرا اُدھر سے
عجائب جادو ایک جانور مہیب و عجیب پر سوار زلزلہ جادو سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا خضران جادو
بادشاہ سے رخصت لیکر اُسکے مقابل ہوا دیکھا عجائب جادو کا قد کوئی سوا گز کا ہے رنگ رو سیاہ ہاتھ پاؤن
نیلے گوش مثل گوش فیل کے بینی ندارد صرف دو سوراخ سانس لینے کے لیے بنے ہوے ہین سینے تک جسم آدمی کا
کمر سے نصف بدن دیو کا ہے پاؤن مثل گھر کے ہین نہایت ساحر زبردست چچازاد بھائی زلزلہ جادو کا ہے فضل کو
دیکھتے ہی گولا فولادی زمین پر مارا کہ تتق گرد بلند ہوا کہ میدان مین سوا گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا جب بعد تھوڑی دیر
کے گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ تمام صحرا مین لالہ زار پھولا ہوا ہے کہ آن واحد مین وہ لالہ زار غائب ہوگیا اور
نرگس زار نظر آنے لگا کہ یکایک وہی نرگس زار سنبلستان ہوگیا غرضکہ ہر شخص اسکے عجائبات مین محو ہوا کہ یکایک
وہ سنبلستان کشت زعفران ہوگیا لیکن خضران تو مصروف ردسحر تھا باقی ساحران اسلام پر ہنسی طاری ہوئی اور
خودبخود اُس کشت زعفران کو دیکھکر قہقہہ مارنے لگے کہ خضران جادو نے سحر دم کیا اور دستک دی کہ وہ سحر
جو اسنے رات بھر مین تیار کیا تھا اسکا اثر ظاہر ہوا کہ ایک ابر گرجتا ہوا آیا اور سنگباری ہونے لگی کہ تمام

گشتِ زعفران نیست ونابود ہوگئی عجائب جادو نے ترنج مارا کہ ابر منتشر ہوگیا اور خود اژدر دوسر بنکر خضران پر دوڑا
خضران نے الکبر زمین مین کھینچکر دو ستھڑ مارا کہ ایک دیوار درمیان مین دونون کے قائم ہوگئی اور خود تیر مارکر غرق
زمین ہوگیا لیکن عجائب جادو ساحر زبردست ہی دوڑکر ٹکر ماری کہ دیوار ارارا کر گری اب یہ دیوار کے ٹکڑے ہٹا ہٹا کر
خضران کو دیکھ رہا ہی کہ کہان پر دبا ہوا ہی کہ پشت سے زمین شق ہوئی اور نعرہ خضران کا ہوا جب تک یہ سنبھلے سنبھلے
تیغہ پڑا کہ دو ٹکڑے ہوے خضران سر اُسکا بھی لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اُدھر سے غرائب جادو
بھائی اسکا میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا میمونہ جادو سامنے تخت شاہی کے آئی اجازت خواہ ہوئی فرمایا حافظ حقیقی
نگہبان ہی میمونہ بھی سحر اپنا اسی خوف سے تیار کر چکی تھی کہ فوج مشمش سے مقابلہ آسان نہین ہی بس میدان مین
آتے ہی دستک دی کہ سحر اسسے ہزارہا بندر پیدا ہوے اور افسر اُنکا ایک بہت بڑا جگادری بندر تھا آتے ہی
غرائب جادو کو گھیر لیا اسنے بھی جلدی سے گنڈا کھینچا اور حد سحر قائم کی کہ کوئی بندر اُسکے اندر نہ آسکا اور جھولی سے
اپنی موم نکالکر صورت لنگور کی تیار کی اور پیٹ مین اُسکے بہت سے دانے رائی سرسون کے بھر دیے اور واسنے
لاش کے پڑھکر مارے کہ وہ لنگور اُچھلکر اُن بندرون پر دوڑا اور ایک ایک بندر کی گردن مروڑکر پھینکنے لگا لیکن
اُس بندر سے سامنا ہوا کہ جو سب کا افسر تھا چکت چلنے لگی اُدھر غرائب جادو عقاب بنکر اُڑا کہ نکلجاؤن اور رد سحر
کرون تو آکر لڑون میمونہ جادو باز بنکر اُڑی عقاب کا پیچھا کیا سد راہ ہوئی اب اُدھر تو باز و عقاب مین لڑائی
ہونے لگی اِدھر بندر نے لنگور کا پیٹ پھاڑ ڈالا کہ لنگور تو مر گیا مگر شکم سے اُسکے ہزارہا لنگور پیدا ہوے اور
فوج میمونہ سے لڑنے لگے اب ادھر تو باز و عقاب مین پنجہ چل رہا ہی اُدھر لنگورون اور بندرون مین لڑائی
ہو رہی ہی کہ یکایک باز و عقاب لڑتے ہوے زمین پر گرے بس یہ دیکھنا تھا کہ بہت سے بندر دوڑے اور آکر گھیر لیا
لنگور بھی دوڑے لیکن بندرون نے پورا محاصرہ کر لیا اور میمونہ قوی نے عقاب کو پکڑکر گردن مروڑ ڈالی پر پرزے
نوچکر پھینکدیے گوشت نوچکر کھا گیا بس زمانہ تیرہ وتار ہوگیا زمین کو زلزلہ ہوا آگ برسی خاک اُڑی بعد تھوڑی دیر
کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من غرائب جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر کی پڑی ہی کہ گوشت
بدن پر بالکل نہین ہی بندر نوچ نوچکر کھا گئے ہین سر میمونہ جادو کے ہاتھ مین ہی لاکر صاحبقران کے نذر کیا پیرون پر
ڈالدیا بندر جدھر سے آے تھے اُسی طرف چلے گئے لنگور غائب ہوگئے غرضکہ شام تک بارہ ساحران زبردست
لشکر زلزلہ جادو کے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آے زلزلہ اپنے خیمے مین آیا مسند
پر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا اسنے اپنے رفیقون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو ان خدا پرستون
سے لڑکر بہت بھائی اور رفیق میرے مارے گئے مگر کل اسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا زلزلہ جادو نہ پایا ہوگا اور نشہ
شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا خبر لشکر اسلام مین پہونچی صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا
چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین نقیب
نہیب دیکر چلے گئے تھے سب نگران تھے کہ دیکھین کون میدان مین نکلتا ہی فرعون گنبد مینائی پر سے تماشا دیکھ رہا ہی
لقاے بے بقا ایک طرف فوج لیے کھڑا ہی کہ زلزلہ جادو خود اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ
اے ساحران عالم مجھے تمپر افسوس آتا ہی کہ کیون اپنی جانین مفت دیتے ہو آؤ سجدہ کرو فرعون شاہ کو کہ مین خطائین
تم سب کی معاف کرا دون اور عوض خون کا اپنے بھائیون رفیقون کے نہ لون ورنہ ایک آن مین غارت کر دونگا
اِدھر لوگ للکارے کہ او کافر کیا بکتا ہی جھنجھلا کر زلزلہ جادو نے مبارز طلب کیا اُدھر سے مکلل خان جادو

کہ پہلو نشین ہمامری ہی اور سب ساحرون سے زبردست ہی بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مقابل مین زلزلہ جادو
کے کھڑا ہوا زلزلہ جادو نے کہا کہ ای مکلل خان ہم تجھے نہایت بزرگ جانتے تھے اور عزت تیری سب ساحرون
مین زیادہ تھی تو ناحق جاکر خدا پرستون سے ملا اب بھی ہمارے شریک ہو جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہی ہم غلام ہین
صاحبقران کے اُنکے قدم پر جان اپنی نثار کرینگے تجھپر ہمیشہ لعنت کرتے رہینگے یہ سنا تھا کہ زلزلہ جادو غیظ و غضب مین
آکر فیل مست بنکر دوڑا مکلل خان جادو شیر بنکر دوڑا لڑائی ہونے لگی ایک پہر بھر کامل جنگ رہی کہ فیل گھونسہ مارتا ہی
اور شیر طمانچہ مارتا ہی دونون غڈ بڈ ہین کہ زلزلہ جادو غائب ہوا آکر شیر کو پیرون سے مسلنے لگا یہ دیکھکر ساحران اسلام
نے زلزلہ جادو پر سحر کیا لیکن کارگر نہ ہوا قریب ہی کہ مکلل خان جادو ہاتھ سے زلزلہ جادو کے مارا جاے امیر اُسکے
واسطے افسوس کر رہے ہین عجب ایک غلغلۂ عظیم لشکر مین برپا ہی بادشاہ اسلام تاج سر سے اُتارے دعا مانگ رہے ہین
اور سب اہل اسلام خدا کو پُکار رہے ہین اُدھر فیل نے سونڈھ مین اپنی گردن شیر کی لپیٹ لی ہی پاؤن سے کمر دبا کے
چاہتا ہی کہ چیر کر پھینکدے کہ یکایک آسمان پر ابر تیرہ و تار نظر آیا اور آن واحد مین اُس میدان مین پہونچکر قائم ہوا
آواز رعد کے گرجنے کی آنے لگی بجلی چمک رہی ہی کہ ایک مرتبہ صدا گڑ گڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور بجلی چمککر اُسی ہاتھی پر گری
کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مکلل خان بیہوش تھا مگر اب اُس ابر سے ہزار در ہزار برقین چمک چمککر گرنے لگین کہ لشکر
مین زلزلہ جادو کے ایک تہلکہ مچگیا اور کافر مر مر کر فی النار والسقر ہونے لگے ہر ایک سحر کرتا تھا لیکن برقین کسی شی سے
نہ رُکتی تھین آواز یا سامری یا جمشید کی بلند تھی ادھر لشکر اسلام متحیر کہ یہ کون غضب الٰہی اس لشکر کفار پر نازل ہوا ہی
یہانتک کہ تھوڑی دیر مین سارے لشکر کا خاتمہ ہوگیا اب دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا اور اُسمین سے ملکہ برق جادو بھانجی
دامہ جادو کی تخت پر سوار پیدا ہوئی کہ دونون ہاتھون مین پرکالہاے آتش لیے ہوے تھی جسطرف اشارہ کردیا بجلیان
چمک چمککر گرنے لگین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا امیر کی خدمت مین تسلیم بجالائی صاحبقران بہت خشنود و کمال مسرور ہوے
عمرو پُکارا ای ملکہ برق جادو تمنے وہ کارنمایان کیا کہ سبحان اللہ ہم تو سمجھے تھے کہ تم نہ اوگی بارے بروقت آئین اگر تم
نہ پہونچتین تو مکلل خان مارا گیا تھا اور کوئی ساحر اتنا بھی نہ تھا کہ زلزلہ سے مقابلہ کرتا ای محبوب جانی عجب کام کیا برق
بولی بس واہیات نہ بک ادھر امیر نے حکم دیا کہ لشکر زلزلہ کا اسباب لوٹ لو سارا لشکر دوڑ پڑا عمرو نے سب سے پہلے
پہونچکر جال مارنا شروع کیا تمام نقد اُڑا دیا غرضکہ مال و اسباب کفار کا لوٹ کر خرم و شادان پھرے اُدھر فرعون
نہایت ملول کمال غمناک پھر اختیار ک سنے کہا یا خداوند بس خاتمہ ہوا ساحر مشمش کا اب مرشد ایک آدھ روز مین
اُسے مارڈالینگے فرعون بولا چپ رہ فال بد مُنھ سے نہ نکال ادھر بادشاہ نے برق جادو کو خلعت عنایت کیا
ضیافت کی کہ اسی درمیان مین خبر آئی کہ پانچہزار آدمی پتھر کے ہوکر رہگئے امیر نے برق جادو سے کہا کہ ان جانورون
کی تدبیر کرو اُسنے حال پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہین کہا کہ ایک ساحر کہ نام اُسکا طائر جادو تھا وہ لاکر چھوڑ گیا ہی
برق جادو نے کہا کہ مین اگر اُسکو دیکھون تو تدبیر کرون کوئی شخص مکان اُسکا دریافت کرکے مجھسے کہے خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری نے کہا بی بی اگر مجھپر یہ آوازہ ہی تو مین ہرگز نہین جانے کا مجھسے کچھ نہ ہوگا برق جادو بولی کہ تجھسے کبھی بھی
کچھ ہوا ہی جواب ہوگا عمرو پُکارا کہ صاحب تم ساحرہ زبردست ہو دامہ جادو کی بھانجی ہو جو کچھ ہوگا تمھین سے
ہوگا برق بولی کہ ارے مین اُسے دیکھون تو کچھ کرون یا بغیر دیکھے عمرو بولا کہ بی بی جوئندہ و یابندہ امیر نے دیکھا
کہ عمرو جی چُراتا ہی نہین جاتا رقعہ پانچہزار تومان کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ بھئی جو طائر جادو کی خبر لاے وہ یہ روپیہ
خزانے سے لے عمرو نے کہا کیون صاحبو کوئی ہی کہ طائر جادو کی خبر لاے کسی نے جواب نہ دیا آخر عمرو نے خود رقعہ اُٹھالیا

اور کہا کہ حمزہ اسپر دستخط کردے کہ مین خزانچی سے لے لون صاحبقران نے اُسی وقت دستخط کردیا عمرو خزانے سے
فوراً روپیہ لیکر روانہ ہوا مگر چھپی ہاتھ مین ہلاتا ہوا کہ مبادا کوئی جانور سر پہ بیٹھ جاے تلاش مین طائر جادو کی روانہ ہوا
دن بھر تلاش کی کہین پتا نہ لگا دوسرے دن پھر روانہ ہوا دوپہر کا وقت تھا کہ ایک روشنی صحرا مین معلوم ہوئی لیکن
دور پر بس اُسی طرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا ہی اور گرد اُسکے تختہ لالہ زار کا پھولا ہوا ہی
قضاے کار یہی مکان طائر جادو کا ہی اور طائر جادو واسطے سیر کے گنبد سے نکلا ہی عمرو نے جو اُسے دیکھا پہچانا نہایت
خوش ہوا کہ مکان تو اس حرامزادے کا معلوم ہوا گلیم اوڑھ لی کہ مبادا مجھے یہ دیکھے اور صورت میری مشہور ہی پہچانے
اور پکڑ لے نیچے ایک درخت کے بیٹھکر فکر کرنے لگا اور طائر جادو کی طرف دیکھ رہا ہی کہ کیونکر اسے قتل کیجیے یہ تو اس
فکر مین تھا کہ ہوا سے گلیم اُڑ کر سر سے گر پڑی عمرو کو مطلق خبر نہین ناگاہ طائر جادو کی نگاہ عمرو پر پڑی اور بخوبی پہچانا
سمجھا کہ یہ میرے قتل کی فکر مین آیا ہوگا اور ساحر مشمش اسی کے خوف سے پوشیدہ ہی بس یہ خیال کرکے ایک دوہتڑ
زمین پر گپر کہکر مارا کہ عمرو آدھا زمین مین غرق ہو گیا اُسوقت عمرو آگاہ ہوا کہ گلیم میرے سر سے اُڑ گئی ناچار ہوکر گلیم
جلدی سے اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لی طائر جادو نے قریب آکر ہاتھ پکڑ کر عمرو کو کھینچا کر او قاتل ساحران دیکھ تیرا
کیا حال کرتا ہون تجکو لیے چلتا ہون ساحر مشمش کے پاس وہ بہت خوش ہوگا ای دزد باریک گردن فتنہ انگیز تیرے
خوف سے ساحر مشمش ہزار پردون مین چھپتا پھرتا ہی عمرو نے کہا مین وہ نہین ہون جسے تم سمجھے ہو مین نے کسی جادوگر
کو نہین مارا اور میرے بدن مین گوشت نہین ہی فقط پوست و استخوان ہی طائر جادو نے کہا او مکار مین تجھے چھوڑتا
کب ہون اور عقاب کی شکل بنکر دونون پنجون مین عمرو کو دبوچکر اُڑا اور ساحر مشمش کے پاس روانہ ہوا عمرو نے
اپنے دل مین کہا کہ اب صورت بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی قضا آپہونچی حالت یاس و اضطراب مین دعا مانگنے لگا اور
آنکھون سے آنسو جاری ہین کہ مثل مشہور ہی جاکو راکھے سائیان مار سکے نہ کوے + بال نہ بیکا کرسکے دو جگ بیری
ہووے + ابھی زندگی عمرو کی باقی تھی کہ دعا عمرو کی مستجاب ہوئی کہ اُدھر سے سواری قمرزاد کی آتی تھی دیو تندک ساتھ تھا آگے
آگے چلا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک جانور آدمی کو پنجے مین دبوچے لیے جاتا ہی تندک اُسپر دوڑا اُسنے چاہا کہ سحر کرے
تندک نے گلا اُسکا پکڑ لیا اور عمرو کو چھڑا کر سامنے قمرزاد کے لایا قمرزاد نے عمرو کو دیکھا پہچانا تندک سے پوچھا
کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ کوئی ساحر ہی جو خواجہ کو پکڑے لیے جاتا ہی قمرزاد نے کہا کہ تو اسے کھا جا یہ
تو خدا سے چاہتا تھا اور اسی امید پر پکڑ کر لایا تھا بس جلدی سے اُسے ہاتھ مین مسلکر گُلیلی بناکر حلق مین ڈال گیا بس
ایک شور و غل ہوا تاریکی ہو گئی تندک کے پیٹ مین ایسا درد ہوا کہ زمین پر لوٹنے لگا بیرون نے اُسکے بہت ہاے
واویلا مچائی کچھ نہ ہوا آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طائر جادو بود حیف جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب
عمرو کو ہوش آیا سامنے قمرزاد کو بیٹھے ہوے دیکھا کہا کہ ای قمرزاد مین تمھین حقیقت مین دیکھ رہا ہون یا صورت
تمھاری خیالی ہی قمرزاد پکارا کہ خواجہ آپ کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا تھا اُس سے چھڑایا ہی حقیقت مین آپ میرے
پاس ہین عمرو قریب آکر بیٹھا دل کو تسکین ہوئی خوف مرگ دفع ہوا کہا کہ بیٹا عجب حال ہی لشکر اسلام کا اور تمام کیفیت
بیان کی اور کہا کہ بیٹا ہم تو کوڑی کوڑی کو تنگ ہین قرض لیکر بچارے مدعیون کا بلوا رہتا ہی حمزہ ایسا خسیس
ہو گیا ہی کہ سوا تنخواہ کے اور ایک پیسا نہین دیتا قمرزاد نے کشتیان جواہر کی منگوا کر پیش کین عمرو نے بہت سی دعائین دیکے
سب کو نذر زنبیل کیا اب قمرزاد نے کہا کہ خواجہ مجکو مدد کو پدر بزرگوار کی بھیجیے اُنکے تمام دشمنون کا ایک طرفۃ العین مین
کام تمام کردونگا عمرو نے کہا بیٹا تو مزاج سے حمزہ کے واقف ہی کہ اُسکو دیو پری کی مدد سے نفرت ہی اور

خورشید جادو کا حال اور آنا قمر لشیہ سلطان کا اور اسکو مارنا بیان کیا اور کہا اسی احسان کا یہ ثمر ملا کہ حمزہ قمر لشیہ پر بہت
خفا ہوا اگر تم قریب لشکر اسلام کے رہو مین وقت اور موقع دیکھکر تمھین بلا لونگا اور اب تم مجھے لشکر اسلام مین پہونچا دو
قمر زاد نے ایک دیو سے کہا کہ تو جا کر سامنے لشکر اسلام کے خواجہ کو چھوڑ آ دیو عمرو کو پہونچا کر چلا گیا عمرو وہان سے
بتیسرے زور لشکر اسلام مین آیا یہان تمام دربار جمع سب متفکر بیٹھے ہین کہ عمرو تین روز سے گیا ہوا ہے نہین معلوم
اسپر کیا گذری امیر نے خواجہ زادو لسے کہا ہے کہ بھئی دیکھو تو عمرو خیریت سے ہے برق جادو بھی یہان ہی
کہ ہین گیون جد وکد کی تھی جو عمرو گیا دلین دعائین مانگ رہی ہے غرض یہ ہے کہ بیقرار ہو کر رو دے کہ دروازہ
بارگاہ سے عمرو بن امیہ ضمری نمایان ہوا اکر سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا برق جادو نے کہا کہ خواجہ کیون
طائر جادو کی کوئی فکر کی کہا کہ بی بی اسسے جہنم کو بھیجا برق جادو پکاری کہ جانور تو اسیطرح موجود ہین کہا
کہ مین اس سے ناچار رہون اور میری جان تو خدا نے بچائی وہ مجھے پکڑ کر شمشش جادو کے پاس لیے جاتا تھا
کہ قمر زاد نے اسسے دیو سے پکڑوا کر پھکوا دیا مجھے بچا لیا ابھی تو دیو مجھے پہونچا کر گیا ہے یہی باتین تھین کہ خبر پہونچی
کہ دو ہزار آدمی اور پھر سے ہو کر رہگئے امیر نے گھبرا کر کہا کہ اے برق جادو فکر ان جانورون کی کرو اسنے عرض
کیا مین کیا کوتاہی کرتی ہون اور بہت جانور باز و عقاب بحری بنا بنا کر اڑائے کہ ان جانورون کو صید کرین کچھ نہوا اور کسی کے
ہاتھ وہ جانور نہ آئے اور اسم اعظم نے بھی اثر نہ کیا صلاحین ہونے لگین ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا عمرو کے اور کسی سے
انکی تدبیر نہوگی عمرو نے کہا سبحان اللہ سب صاحبون نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جو کام کریگا عمرو کریگا ارے صاحبو عقل کے ناخون
لو شعور پیدا کرو سمجھ کر بات کیا کرو جہانکہ ساحران عالم جمع ہین انسے لشم کندہ نہین ہوتی اسم اعظم سے کام نہین نکلتا تو مجھسے
کیا ہوگا بغیر ساحر شمشش کے مرے یہ جانور دفع نہونگے سب یہ جواب سنکر چپ ہو رہے اور عمرو بھی چپکا ہو کر بیٹھا فکر کرنے لگا ایک
مرتبہ اٹھکر بارگاہ سے باہر آیا اور صحرا مین جا کر تعویذ نکالکر دانتون کے نیچے دابا کہ بچہ پیدا ہوا اور عمرو کو لیگیا سامنے ناہید
قمر طلعت کے بٹھا دیا ناہید دوڑکر لپٹ گئی کہ بھیا آؤ آج کدھر نکل آئے عمرو بولا کہ ہمشیرہ عجب مصیبت ہے لشکر
اسلام پر کوئی آدھا لشکر تیتر کا ہو گیا ہے اور وہ جانور کسی طرح دفع نہین ہوتے ساحرون سے بھی رد سحر نہین ہوتا میرے
نزدیک سحر شمشش جادو کا ہے چند روز مین خاتمہ ہو جائیگا اور افسوس کہ تم کچھ ہمارے کام نہ آئین دیکھو برق جادو نے اسطرح
تمام لشکر کی معاونت کی تمسے کچھ کام نہین نکلتا ناہید نے کہا کہ پھر مقصد تو اپنا بیان کرو آخر مین کیا کرون خواجہ آجتک
جو تمنے کہا وہ مین نے کیا اب جو کہو وہ کرون عمرو بولا اے ہمشیرہ مین چاہتا ہون کہ حال ساحر شمشش کا مفصل معلوم ہو
کہ کہان رہتا ہے اور کیونکر مارا جائے ناہید نے کہا کہ بھیا ابتک تو مین نے چھپایا کہ فرعون مجھسے بہت محبت رکھتا ہے اور میرا
بھی گھر بار برباد ہوگا مگر اب دوستی دین اسلام مین سب کچھ مین نے چھوڑا سب کو ترک کیا اب صاف صاف تمسے کہے دیتی ہون
خواجہ کنارہ پر دریائے قلزم کے ایک جادوگر ہے کہ نام اسکا کوکب جادو ہے اسنے واسطے نگہبانی ساحر شمشش کے
طلسم باندھا ہے کہ کنارہ معدوم ہو گیا ہے وہ مارا جائے تو کنارہ دریا کا معلوم ہو وہان پر سہ موجہ ہے اخضر و محیط و قلزم
کا اسمین ساحر شمشش نہنگ کی صورت بنا ہوا ابھرتا ہے اور آگے پیچھے اسکے ہزارہا ماہیان شیر سر و شتر سر و فیل سر و گاؤ سر
وغیرہ پر بجرہ اور اسباب ضروری اسپر لدا ہوا ساتھ اسکے رہتے ہین لیکن اتنا تو حال مجھے معلوم ہے زیادہ اس سے
مین بھی نہین جانتی بلکہ فرعون کو بھی زیادہ اس سے نہین معلوم اب آپ جسطرح ممکن ہو اسے مار لیے عمرو بولا خیر خدا
چاہیگا تو تدبیر اسکی ہو جائیگی اب مجھے رخصت کرو ملکہ ناہید نے شمس جادو سے کہا کہ بھائی کو پہونچا آؤ
شمشش اسی وقت عمرو کو اپنی پشت پر سوار کرکے لایا اور لشکر اسلام مین اتار کر چلا گیا یہان لوگون نے کہا کہ دیکھیے

عمرو بر وقت کہین چلا گیا سچ ہی برے وقت کا کوئی ساتھی نہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکا چلے جانا بجا ہی کیونکہ ہر کام
کے لیے اُسی کو جانا پڑتا ہی کہانتک وہ جانبازی کرے کبتک اپنی جان کو نہ ڈرے لیکن امیر فرما رہے ہین کہ برب کعبہ عمرو
کی جان میری جان کے ساتھ ہی کبھی وہ اِس بلا مین چھوڑ کر مجکو نہ جائیگا کہ سامنے سے عمرو آیا سلام کیا امیر نے پوچھا کہ
خواجہ کہان تھے عمرو نے کان مین صاحبقران کے سب حال کہدیا اور کہا کہ حمزہ جبتک کوکب جادو نہ مارا جائیگا
کنارہ دریا کا جہان ساحر مششش رہتا ہی نہ معلوم ہوگا فرمایا کہ خواجہ یہ بھی تمھین سے ہوگا عمرو نے کہا حمزہ یہ کام بڑے
ساحرون کا ہی امیر نے برق جادو کی طرف دیکھا وہ بولی کہ مین ایک نگاہ اُسے دیکھ لون پھر مارنا اُسکا کچھ مشکل نہین ہی عمرو
نے کہا کہ دکھانا اُسکا ذمہ میرا ہی آپ میرے ساتھ چلیے برق جادو پکاری کہ مین موجود ہون امیر نے فرمایا بسم اللہ خدا تم
دونون کا نگہبان ہی برق جادو اسی وقت ہنس پر سوار ہوئی اور اُڑ کر چلی عمرو پیچھے پیچھے سایے کو دیکھتا ہوا چلا

داستان مارا جانا کوکب جادو کا ہاتھ سے برق جادو کے

برق جادو تو بالاے ہوا چلی جاتی ہی عمرو ہنس کو دیکھتا ہوا مانند بادصرصر کے اُڑتا ہوا چلا جاتا ہی تمام دن ڈھونڈھتا
صحرا بھر کو چھان مارا لیکن کہین پتا کوکب جادو کا نہ معلوم ہوا قریب شام ایک قلعہ فولاد ناب کا معلوم ہوا کہ مانند آسیا
کے گردش مین تھا اور گنبد مین ستارے جڑے ہوئے تھے اور گرد قلعہ کے خندق ہی کہ اُسمین سیماب بھرا ہوا ہی عمرو اُس
قلعہ کو اور ستارون کو دیکھکر حیران ہوا دستک دی برق جادو زمین پر اُتری عمرو نے کہا کہ مجھے طلسم کوکب جادو
کا ہی معلوم ہوتا ہی برق جادو نے کہا کہ ہان خواجہ طلسم کوکب یہی ہی یہین چاہیے مگر خواجہ رات بہت بیچینی سے بسر
ہوگی عمرو نے کہا کہ ای محبوب جانی تمھارے دم کے واسطے فرش پلنگ شراب کباب سب سامان عیش موجود ہی لیکن
قلعہ سے چھپکر بیٹھو برق جادو نے کہا کہ مین ابھی ہنس پر سوار درخت پہ بیٹھی رہونگی عمرو پیرون پر پڑا کہ ملکہ مین تمکو
اسی واسطے یہان لایا ہون کہ ہم تم عالم تنہائی مین بیٹھینگے ہنسین بولین گے کیونکہ موت زیست سب کے لیے ہی آرزو تمھارے
وصل کی باقی نہ رہے ساحر مششش سے سامنا ہی خدا جانے کیا ہوگا حسرت دل کی تو نکلجاے برق جادو تیوریان چڑھاکر
بولی بس میرے ساتھ اب ایسی گفتگو نہ کرنا مجھے یہ باتین بھلی نہین معلوم ہوتین جا تو جہان چاہے بیٹھ مین درخت پر رہونگی
عمرو نے کہا ملکہ مین تمھین بانسری سناؤنگا تم خفا نہو اور کوئی حرکت گستاخانہ سرزد نہوگی برق جادو تو بانسری کی
عاشق ہی کہا کہ خواجہ خیر ہنسنے بولنے کا مضائقہ نہین ہی عمرو بولا کہ مین غلام ہون غرض عمرو نے زنبیل سے فرش
نکال کر بچھایا پلنگ مسہری دار لگایا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کیا اب دونون عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے
بھوک سویرے سے لگی تھی عمرو نے کھانا ہر رنگ کا نکال کر برق جادو کو اپنے ہاتھ سے نوالے بنا بنا کر کھلایا
برق نے نوالے بنا کر عمرو کو کھلائے بعد اُسکے جام شراب گردش مین آیا غرض کہ عجیب لطف کی صحبت تھی کہ جنگل
مین منگل تھا اب برق جادو نے کہا کہ وعدہ پورا کرو خواجہ ہم بانسری کے مشتاق ہین عمرو نے کہا ابھی اور یہ
بانسری نکال کر قفلیان درست کر کے بجانا شروع کیا خوب بجایا اب برق نے کہا کہ خواجہ کوئی دل چلی غزل
شروع کرو عمرو نے یہ غزل شروع کی غزل

درد فرقت کبھی جدا نہوا — چین سے دل ہوتا تھا نہ ہوا
تمنے نالون کی بھی شکایت کی — ظلم کا ہمسے کچھ گلا نہوا
اسپہ کیا گذری ہجر مین ایموت — جسے تیرا بھی آسرا نہوا
مجکو بیچین کرکے فرقت مین — درد کو بھی سکون ذرا نہوا
نالہ گو عرش تک رسا نہوا — لیست اپنا تو حوصلا نہوا
وہ گئے لیکن ای غم فرقت — پاس سے ہائے تو جدا نہوا
یون تو ارمان کو تھا نکلنے کا شوق — وصل کی شب یہ حوصلا نہوا
ہنس پڑے وہ مری خموشی پہ — جب یہ عقدہ کسی سے وا نہوا

دل پرایا ہوا محبت مین
اور اپنا وہ دلربا نہوا

غیر سے بھی وہ ہوتے پوشیدہ
تجھسے یہ کام او جیسا نہوا

یہ ہوا تجھسے دوستی کرکے
کہ عدو اپنا اک زمانا ہوا

آرزو اعتبار یار کا کیا
لے کے دل دوست پھر ہوا نہوا

فائدہ پھر مری برائی سے
جب عدو کا بھی کچھ بھلا نہوا

درد گو دونون پہلوؤن مین رہا
ہر طرفدار ایک کا نہوا

تھین وہ زنجیر ہجر کی کڑیان
کہ کبھی ختم سلسلا نہوا

غرضکہ عمرو ایسا بجایا گایا کہ ملکہ برق جادو نہایت محظوظ ہوئی دو پہر رات گئی دونون عاشق و معشوق پلنگ پہ لیٹے بوس و کنار ہوا کیا برق جادو تو سو رہی عمرو جاگا کیا گل چینی گلشن جمال کی کیا کیا صبح کو برق جادو بھی بیدار ہوئی ہاتھ منھ دھویا عمرو نے برق کی خاطر سے پھر بانسری بجائی اور بھیرون مین یہ غزل گائی غزل

حسینون کے خیال آکے یون دل سے نکلتے ہین
کہ دم بھی تیرے جانباز دم مشکل سے نکلتے ہین
کسی کی روح بعد ذبح یہ فریاد کرتی ہے
سخن مطلب ہی کے گفتار سائل سے نکلتے ہین
نہ جبتک خود اُٹھائے یار ہم اُٹھتے نہین ہرگز
بجائے خون وہی ہر زخم بسمل سے نکلتے ہین
وہ شبنم ہوکے گرتے ہین سحر تک دامن گل پر
یہ مشکل کام اپنے جذب کامل سے نکلتے ہین
ترقی لاغری کی یا ہوا اسیری کا نہین کچھ غم
ہمارے دل کے ارمان تیغ قاتل سے نکلتے ہین
خلش تلوون کی جاتی ہی پہونچکر کوے جانان مین
نگاہین بنکے لپٹے دیدۂ دل سے نکلتے ہین

ست لیلیٰ ادا جسطرح محمل سے نکلتے ہین
زخون کی خیر ہو یارب کہ کچھ کھوتے ہوتے ہین
ہم آغوش خم شمشیر قاتل سے نکلتے ہین
مری صحرا نوردی سے حذر مانگا نہین کس نے
سرافرازی کا خلعت پاکے محفل سے نکلتے ہین
جنھین اپنی طرف کھینچے ہوئے ہو جذبۂ کامل
جو آنسو رات بھر چشم عنا دل سے نکلتے ہین
اثر ہو یاہی ظاہر سوز باطن کا یہ فرقت مین
کہ وہ اک روز مین قید سلاسل سے نکلتے ہین
جو تیرے بزم مین جلتے بھی ہین وہ آہ نہین کرتے
یہ کانٹے راحت و آرام منزل سے نکلتے ہین
وہ جا کے پھول سونگھے ہوئے اپنے کہ داغ دل

بھلا ارمان تو لب تربت مین دل سے نکلتے ہین
کلیجے جو سنبھالے اسکی محفل سے نکلتے ہین
مری باتون مین بوسہ کی طلب کرے کیون نہ پہلو
کہ ہر ہر گام پر نالے سلاسل سے نکلتے ہین
لہو ہوتے رہے تار نسیت جو ارمان ہی قاتل
کہین وہ تیر بھی ای چارہ گر دل سے نکلتے ہین
اثر اٹھا کشیدہ خاطری کا اُنکے دکھلانا
کہ چھالے پھوٹ کر شعلے مرے دل سے نکلتے ہین
گلے ملنے کی امیدین بر آتی ہین دم آخر
کہان شکوہ زبان شمع محفل سے نکلتے ہین
کسی کو ڈھونڈھنے وقت مین کچھ دیدار ارمان
ہم اسکی اک نشانی لے کے محفل سے نکلتے ہین

وہ نالے آرزو کہ جائین فرط ضبط سے کیونکر
جو ہو ہو کر پریشان تنگی دل سے نکلتے ہین

غرضکہ خوب ملکہ برق کو محظوظ کیا اب آفتاب نکل آیا عمرو نے کہا کہ ملکہ بس تم جاؤ مین کوکب حرامزادے سے سمجھ لونگا برق جادو نے کہا خواجہ تمھاری دانائی سے بعید ہی کہ مجھے تم رخصت کیے دیتے ہو لوگ نہ بدنام کرتے تھے تو بدنام کرینگے کہ کیا سبب جو برق جادو اکیلے پھر آئی اور کوکب کو نہ مار الغیر اسے مارے میرا جانا مناسب نہین ہی اب تم ایسی کچھ تدبیر کرو کہ کوکب جادو گنبد سے باہر آئے تو مین سہل مین اُسے مارلون عمرو نے کہا کہ اچھا اور تمام اسباب اُٹھاکر زنبیل مین ڈال لیا برق جادو تو ہنس پر سوار ہوکر ایک درخت چنار پر جا بیٹھی اور عمرو وہان سے فکر کرتا ہوا چلا قریب قلعہ کے پہونچکر ٹھہرا اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک گھسیارا مصیبت کا مارا گھاس چھیل چھیل کر جمع کر رہا ہی عمرو اُسکے پاس آیا دو اشرفیان زنبیل سے نکال کر مصری کی بنی ہوئی اُسے دین کہ تو جاکر دیوار قلعہ کی چھوکر چلا آ مین نے یہ دونون اشرفیان تجھے دین وہ کمبخت لالچ مین آگر اشرفیان لے کر قلعہ کی طرف دوڑا خندق کے قریب پہونچا تھا کہ آواز مہیب پیدا ہوئی اور گنبد سے ایک ستارہ ٹوٹ کر اُسپر گرا کہ وہ جل کر خاک ہو گیا عمرو یہ حال دیکھکر کانپ گیا لیکن بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک ساحر اُسی قلعہ مین سے نکلا کہ ایک تھال سونے کا اُسکے ہاتھ مین تھا اُسمین اسباب سحر لگا ہوا تھا جہان سے کہ وہ ستارا ٹوٹ کر گرا تھا وہ جگہ خالی تھی اُسی مقام پر ایک گولی موم کی بناکر رکھی کچھ پڑھکر اُسپر دم کیا کہ وہ مثل ستارہ کے چمکنے لگی

عمرو گلیم اوڑھے ہوے پھرا کہ دیکھو کوکب جادو یہی ہی برق جادو کہ رات بھر کی جاگی ہوئی تھی آنکھین بند بیٹھی ہوئی
تھی عمرو نے ہوشیار کیا کوکب جادو کو دکھایا احوال اُس آدمی کے جلنے کا بیان کیا برق جادو نے ہنس کو اپنے
آسمان کیطرف اُڑایا اور اُس گنبد قلعہ سے بلند ہوئی سر پر کوکب جادو کے بالاے ہوا قائم ہوئی کوکب جادو ستارہ قائم کرکے
اُٹھا تھا کہ قلعہ مین جا رہے کہ برق جادو نے ہاتھ کو جنبش دی کہ صدا کڑکڑاہٹ کی ہوئی اور بجلی چمک کر کمر پر کوکب جادو کے گری
کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے اک غلغلہ ہوا جہان تاریک ہوگیا خاک اُڑی آندھی چلی بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا کہ نعش
ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہی نہ وہ گنبد ہی نہ قلعہ ہی نہ خندق ہی دریا کا کنارہ صاف معلوم ہوتا ہی برق جادو اور عمرو
پھر کر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے لیکن عمرو نے کپڑا اور اسباب کوکب کا جو لیا برق بہت خفا ہوئی کہ تیری
خست سے حد ہی عمرو نے کہا بی بی ذال تو بڑی نصیب غازی تم بڑی بھوہڑ معلوم ہوتی ہو یہان امیر کشور گیر منتظر بیٹھے تھے
کہ عمرو اور برق دونون سر کوکب جادو کا لیے ہوئے پہونچے اور تمام حال بیان کیا امیر نے بہت تعریف برق جادو
کی کی اور خلعت دیا بعد اُسکے عمرو سے بزبان عربی کہا کہ خواجہ کہو رات بھر تمنے خوب مزے کیے معشوق بغل مین تھے عمرو نے
جواب دیا کہ حمزہ بس تیری بدگمانی سے پناہ ہی امیر نے کہا کھاؤ تو ہمارے سر کی قسم عمرو نے دوڑ کر ہاتھ سر پر رکھدیا کہ سوا
ہنسی ٹھٹھے کے اور کچھ نہ تھا لیکن عمرو نے جو امیر کو خوش دیکھا ذکر قمرزاد کا چھیڑا کہ حمزہ وہ آرزوے قدمبوسی رکھتا ہی فرمایا
کہان ہی عرض کیا اجازت ہو تو لے آؤن ارشاد ہوا کہ اچھا لاؤ عمرو لشکر سے باہر آیا وہ دیو کہ قمرزاد نے عمرو کے پاس متعین
کیے ہین ایک دیو ہر وقت پوشیدہ حاضر رہتا ہی وہ عمرو کو اُٹھا کر قمرزاد کے پاس لایا قمرزاد عمرو کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا اور
کہا کہ عمرو جان آپ مجھکو بھول گئے تھے کہا کہ نہین مین اسلیے کہ گیا تھا کہ موقع دیکھکر ذکر تمھارا چھیڑونگا اب اسوقت مین نے دیکھا
کہ حمزہ خوش ہی ذکر تمھارا کیا اب چلو میرے ساتھ اُسی وقت قمرزاد اُٹھ کھڑا ہوا عمرو کے ساتھ تخت پر بیٹھکر بارگاہ صاحبقرانی
مین قدمبوسی حاصل کی امیر نے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ تم لشکر اپنا ہمارے لشکر سے دور صحرا مین اُتارو
قمرزاد نے لشکر اپنا بہت دور اُتارا آپ خدمت صاحبقران مین حاضر رہا

اب داستان عجائب بیان نہنگ بحر عیاری کی مارنا ساحر مشمش کو دریا مین جاکر گزارش ہوتی ہی

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ صاحبقران نے فرمایا صاحبو خواجہ اور ملکہ برق جادو
نے تو کوکب جادو کو مارا اب دریا کا کنارہ بھی صاف معلوم ہوتا ہی اب تدبیر کرنا ساحر مشمش کی ضرور ہی
کسواسطے کہ اگر یہ ایام نحس اُسپر سے گزر گئے تو پھر وہ مارا نہ جائیگا سب نے عرض کیا کہ شہریار ہم [illegible] ہوکر ساحر
مشمش سے نہین لڑسکتے ایک یہی اُسکی زبردستی ظاہر ہی کہ جانور جو اُسکے سحر کے بنے ہوئے ہین ہمنے ہر چند سحر کیا لیکن
وہ آج تک نہین ہٹے یہ جو سامری ہی ساحر کی مجال نہین ہی کہ اس سے سامنا کرسکے ہم سے ساحر مشمش کا کچھ نہو سکیگا
جو کچھ ہوگا خواجہ سلامت سے ہوگا امیر مخاطب ہوے عمرو کی طرف فرمایا کہ خواجہ سوا تمھارے مارنے والا
ساحر مشمش کا نہین ہی عمرو بولا کہ حمزہ ساحر مشمش ساحر ہی میرا اُسکا مقابلہ کیا دوسرے یہ کہ وہ دریا مین رہتا ہی
اور آپ جانتے ہین کہ مین دریا سے کسقدر ڈرتا ہون کہ کشتی کو کجلول ملک الموت جانتا ہون مجھ سے کچھ
نہو سکیگا اُس وقت صاحبقران نے رقعہ ایک کرور اشرفیون کا لکھ کر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو
ساحر مشمش کو مارے یہ کرور اشرفیان اُسکی ہین اور لوٹ شہر فرعونیہ کی اُسے معاف ہی عمرو
نے وہ رقعہ تو اُٹھا لیا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران یہ بھی ساتھ ہی شرط ہی کہ جس جس سردار
کو مین چاہون اپنے ہمراہ لیتا جاؤن اور وہ جانے مین انکار کرے تو لاکھ روپیہ جرمانہ دے امیر نے

وہ نوشتہ بھی سربمہر کردیا عمرو نے دہنے ہاتھ سے تو رقعہ لیا اور بائین ہاتھ سے ہاتھ امیر کا پکڑا کہ اُٹھیے میرے ساتھ ہو جیسے
فرمایا کہ یہ مسخرہ بنی ہی میرے ساتھ دغا کرتا ہی تو میرا وہان کیا کام ہی عمرو بولا اگر آپ کو انکار ہی تو کوئی اور کاہے کو اقرار
کریگا اور جرمانہ داخل کیجیے اب مین ہرگز بجاؤنگا اور کسی کو بھیجیے کیا ساحر شمشش کا مارنا ہنسی ٹھٹھا ہی امیر بالتوقیر اُٹھ کھڑے ہوے
کہ اچھا بھئی چلو مین تمھارے ہمراہ ہون بعد اُسکے عمرو نے کرب غازی اور بدیع الزمان اور علمشاہ رومی اور قمرزاد
کو ساتھ لیا کسی نے انکار نہ کیا عمرو نے قمرزاد سے کہا کہ تم لشکر ساتھ لیکر پہلے جاکر دریا پر اُترو اور نشان بتادیا کہ فلان
مقام پر اُترنا قمرزاد تو لشکر ساتھ لیکر روانہ ہوا عمرو نے عیارون مین صرف مہتر قران کو ساتھ لیا بادشاہ اسلام کو وہین چھوڑا
صاحبقران نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر فرعون معرکہ آرائی کرے تو سکندر فرخ لقا چوگان ہاشم وغیرہ
موجود ہین اُنسے لڑینگے اور عمرو نے چالاک کو اپنی صورت بناکر اپنا قائم مقام کیا اور برق جادو کو ہمراہ لیا باقی ساحرونکو
وہین چھوڑا اور کنارہ دریا کا راستہ لیا امیر عمرو سے ہنستے آتے ہین کہ خواجہ برق جادو سے خوب عیش کیا عمرو بولا حمزہ
کب کسدن یہ طوفان اچھا نہین کیون تو کسی کو بدنام کرتا ہی امیر نے فرمایا جب تم کو کب جادو کے مارنے کو گئے تھے
برق کو ساتھ لیگئے تھے عمرو بولا حمزہ وہ علیحدہ تھی مین کہین اُس سے دور رہتا امیر نے کہا کہ کھاؤ تو قسم اُسوقت عمرو نے
مفصل حال بیان کیا غرض کنارے دریاے محیط واخضر وقلزم کے پہونچے وہان خیمہ قمرزاد نے پہلے سے استادہ کروا
رکھا تھا اُسمین داخل ہوے کھانا کھاکر آرام کیا صبح کو اُٹھے نماز پڑھی دعا مانگی اور کنارے دریا کے آکر آب بین ہاتھون مین لیکر
دریا مین دیکھنا شروع کیا کہ کہین ساحر شمشش نہنگ کی صورت بنا ہوا ہی تو دکھائی دے کسی کو نظر نہ آیا آخر سب
مجبور وناچار وہان سے اُٹھکر چلے آے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ مجکو ناہید نے یہی پتا دیا تھا کہ جہان سے
خوب دیکھا اور یہان ساحر شمشش کہین نہین معلوم ہوتا امیر نے فرمایا کہ مین لشکر مین جاکر فرعون کو مارونگا بہرحال
ساحر شمشش کا بھی معلوم ہوجائیگا عمرو نے کہا حمزہ وہان بھی تو ساحر شمشش نے طلسم باندھا ہی جھنڈیان گرد شہر کے
گڑی ہوئی ہین کہ شہر فرعونیہ مین کوئی جا نہین سکتا جب تک ساحر شمشش نہ مارا جائیگا کچھ نہ ہوگا فکر قتل ساحر شمشش کی مقدم ہی
فرمایا سوا تمھارے اور کسی سے فکر اُسکی نہ ہوسکیگی عمرو نے کہا ایک شرط سے مین اُسکو مارنے دریا مین جاتا ہون کہ
برق جادو کا عقد میرے ساتھ ہوجاے امیر نے برق جادو کو الگ لیجاکر خوب سمجھایا اُسنے عرض کیا کہ مین کنیز ہون راہ
اسلام مین جان تک میری کام آے تو نثار کرنے کو موجود ہون مگر اسمین شرط یہ ہی کہ چاہ الماس کے خراج سے
سروکار نہ رکھیے امیر نے عمرو سے کہا جو تم چاہتے ہو وہ تو برق جادو نے قبول کیا بشرطیکہ تم چاہ الماس کے حاصلات سے
خبر نہ ہو عرض کیا کہ غلام کو منظور ہی غرض دونون طرف سے نوشت وخواند ہوئی کاغذ پر شاہدونکی مہرین ہوگئین ایک
کاغذ عمرو کے پاس رہا ایک برق جادو کے پاس اب عمرو دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا بعد دیر کے ایک تدبیر خیال
مین آئی اُسی وقت نجارون کو لشکر کے بلاکر اُنکو نقشہ بناکر دیا کہ اس صورت کا صندوق بناکر تیار کرو کہ دریا مین پڑے تو
مچھلی کی صورت معلوم ہو نجارون نے علیحدہ قنات کھڑی کرواکر اُسمین بیٹھکر صندوق مچھلی کی صورت کا بنایا اور چہار طرف
اُسکے چار آئینے لگواے آب بین کہ اُسمین احوال پانی کے اندر کا مفصل معلوم ہو اور دونون طرف اُس صندوقچے کے
دو سوراخ ایسے رکھے کہ اُسمین سے آمد ورفت ہاتھ کی بخوبی ہو اور اُن سوراخون پر بھی آئینے نصب کرواے اور درزین اُسکی
موم سے بند کروادین کہ پانی اُسمین سرایت نہ کرسکے جب وہ صندوقچہ تیار ہوا نجار لیکر آے عمرو نے رنگ سازون کو بلایا کہا
کہ اسپر رنگ ایسا پھیرو کہ مچھلی مین اور اسمین فرق نہ معلوم ہو رنگ سازون نے ویسا ہی رنگ پھیرا اب عمرو نے امیر سے کہا
حمزہ غلام رخصت ہوتا ہی عفو تقصیرات کا امیدوار ہی کہ موت زیست سب کے ساتھ ہی خدا جانے زندہ پھر آنا ہو یا نہ ہو

امیر دوڑ کر عمرو سے لپٹ گئے اور فرمایا خواجہ ہرگز تم جانے کا ارادہ نہ کرو بھئی مرگ انبوہ جشنے دارد جو سب پر گذریگی وہ تم پر بھی گذر جائیگی عمرو نے کہا کہ حمزہ یون جان دینے سے حاصل کیا ہاتھ پیر ہلا کر کیون نہ مرین شاید مدد پہونچے یہ ہر دکہ وہ حرامزادہ ہاتھ آجائے بس میرے واسطے دعا کیجیے کہ مین فتحیاب ہون عمرو کی باتون پر کلیجے شق ہوتے تھے کرب و بدیع الزمان و علمشاہ سب لپٹے ہوئے روتے تھے غلغلہ حشر انگیز برپا تھا آخر عمرو نے کھانا پانی کئی دن کا اپنے پاس رکھا اور پھر سب سے رخصت ہوا برق جادو بھی آبدیدہ ایک طرف کھڑی تھی اُسنے بھی امام ضامن بازو پر عمرو کے باندھا کہا کہ خدا کو سپرد کیا ہی عمرو صندوق کھولکر اندر اُسکے گیا اور دونون ہاتھ سوراخ سے باہر نکالے اور کمند آصفائے باصفا کا ایک سرا صندوق مین لیٹکر ہاتھ مین لیا دوسرا سرا امیر کے ہاتھ مین دیا اور ایک چرخی کھڑی کروائی امیر سے کہا کہ اب صندوق میرا اُٹھا کر دریا مین پھینکدو اور بعد میرے ناموس میرا تباہ نہ ہو مین آپکے سپرد کرتا ہون امیر صندوق کو گلے لگائے رو رہے تھے کرب وغیرہ بھی لپٹے ہوئے رو رہے تھے کہ عمرو نے امیر سے کہا ای شہریار اب زیادہ مجکو خلائق مین رسوا نہ کیجیے کہ عمرو ساحر شمشش کی فکر مین جاتا ہی صندوقچہ میرا اسی چرخی پر سے دریا مین ڈالدیجیے اور سر اکمند کا اسی ریٹ پر باندھ دیجیے جب کمند کو جنبش ہو آپ جانیے گا مین نے ساحر شمشش کو پکڑا اُسی وقت کمند کھینچ لیجیے گا یہ کہکر دروازہ صندوقچے کا بند کر لیا اور کمند سے معجزہ طلب کیا کہ ای کمند تو دراز ہو جا امیر نے صندوقچہ عمرو کا ریٹ پر سے دریا مین پھینکا مگر آنکھون سے آنسو جاری تھے سرا کمند کا لیے ہوئے انتظار مین بیٹھے تھے آنکھین لڑی ہوئی تھین کہ جب عمرو کمند ہلائے تو اُسے کھینچین لیکن وہ نہنگ بحر عیاری اُس بحر بلا مین صندوقچے مین بیٹھکر تلاش مین ساحر شمشش کے روانہ ہوا اور صندوقچے مین کل لگائی تھی کہ جس طرف دل چاہے کل کے زور سے صندوقچے کو پھیر لیجیے غرضکہ تین روز تک عمرو تلاش نہنگ کی کیا کیا تہ زمین تک ڈھونڈھ مارا کہین پتا ساحر شمشش کا نہ لگا دل مین کہا کہ ای عمرو ناامید نے تیرے ساتھ دغا کی کون اپنے گھر کی بربادی چاہتا ہی اور نہین تو ساحر شمشش انسان ہی اور انسان کا کیا مقدور ہی کہ اس گرداب بلا مین زندگانی کرے یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا اور آئینۂ آب مین سے چہار طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک دریا متلاطم ہوا دیکھا کہ بڑی بڑی مچھلیان بھاگی چلی آتی ہین اور پانی صاف ہوتا جاتا ہی اور پانی کی موجین اُٹھنے کا غل ہی اور پر کا لہلے آتش اُڑتے معلوم ہوتے ہین عمرو گھبرایا کہ یہ پانی مین کیسی آگ لگی ہوئی ہی لیکن خیال کیا اور سمجھا کہ یہ مقرر آمد ساحر شمشش کی ہی کنارے ہوکر دیکھنے لگا کہ ہوا تیز چلی پھر دیکھا کہ لکۂ ابر درۂ کوہ سے نکلے چلے گئے بعد اُسکے دیکھا کہ ایک نہنگ عظیم کوئی دوسو گز کا قد اور تمام بدن منقش اور سر پر ایک بڑا سا سینگ منھ سے شعلہائے آتش نکلتے ہوئے چہار طرف دریا کے سیر کرتا ہوا نکلا عمرو نے اپنے دل مین کہا یہی ساحر شمشش ہی صندوقچہ کی کل کو پھیر ابرابر اُس نہنگ کے آیا اور کمند آصفائے باصفا کا حلقہ بنا کر شاخ مین نہنگ کی مارا اور کھینچا کہ کمند شاخ سے گذر کر گلے مین اُس نہنگ کے آئی اور مضبوط ہوئی ساحر شمشش حیران ہوا کہ یہ کیا بلا مجھپر نازل ہوئی چاہا کہ اُسے توڑے وہ کب ٹوٹتی ہی جو جو زور کرتا ہی گلے مین پیوست ہوتی جاتی ہی سانس تنگی کرنے لگی تڑپنے لگا عمرو نے کمند کو ہلایا یہان امیر ہر وقت اُس کمند کو دیکھا کرتے ہین ریٹ کے سرے مین کمند بندھی ہی کھانا پینا سونا جاگنا سب اُسی مقام پر مقرر کیا ہی جب تین شبانہ روز گذرے اور کمند کو حرکت نہ ہوئی امیر کو وہم ہوا کہ شاید عمرو گھٹ گھٹ کر مر گیا یا کوئی اور آفت پڑی بس چیخ مار کر عمرو کے لیے رونے لگے اور کہتے تھے کہ ای حرز بازوے اسلامیان و ای ہیکل بازوے صاحبقران ای انیس و مونس حمزہ و ای عاشق معشوق حمزہ واسطے خدا کے صورت اپنی مجھے دکھا کہ اب مجھ مین طاقت تیری جدائی کی باقی نہین ہی اور

اس حالت اضطراب مین چاہا کہ دریا مین گر پڑے کہ جہان میرا یار گیا وہان مین بھی جاؤنگا کرب و بدیع الزمان
و علمشاہ چپٹ گئے اور کہا کہ ای شہریار جلدی نہ کیجیے اُدھر برق جادو رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ افسوس فلک نے
ہمکو بے وارث کردیا ہمارا چاہنے والا نہ رہا غرضکہ کنارے دریا کے ایک قیامت برپا تھی کہ دیکھا کمند کو حرکت ہوئی غل ہوا
کہ کمند ہلی امیر تو عاشق ہین عمرو کے راستہ دیکھ رہے تھے بمجرد حرکت کے پکڑ کر کمند کو کھینچنا شروع کیا ایک ساعت بھر مین صندوقچہ
عمرو کا ریت پر سے ہوکر زمین پر گرا امیر دوڑ کر لپٹے کرب و بدیع الزمان وغیرہ سبھی لپٹے ہوے تھے عمرو صندوقچہ کھولکر
باہر آیا صاحبقران کے قدمون سے لپٹا امیر عمرو کو گلے لگا کر رو دے کہا کہ خواجہ اگر آج تم نہ آتے تو مین دریا مین کود پڑتا
اپنی جان دیتا عمرو بولا کہ ای شہریار مین تلاش مین تھا اُس کافر غدار یعنے ساحر مشمش کی فرمایا کہ پھر کچھ پتا لگا عرض کیا
کہ ای شہریار مین کمند مین باندھکر اُسے چھوڑ آیا ہون حمزہ اتنا بڑا نہنگ ہیبتناک کبھی نہ دیکھا تھا دو سو گز کا تو اُسکا
قد ہی اور کوئی پندرہ یا بیس گز کی شاخ اُسکے سر پر ہی رستم دیکھے تو زہرہ آب ہو جاے آمد مین اُسکی بڑے بڑے نہنگ
گھڑیال سونس مگر وغیرہ بھاگے جاتے تھے اور ابر کے لکے سایہ فگن شعلے مُنھ سے نکلتے ہوے جب اُسے مین نے دیکھا کانپنے لگا
مگر مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ تیسرے دن تو اب اسکا پتا لگا ہی یہ چلا گیا تو پھر کاہے کو ملیگا بس اپنے دل کو دلیل کرکے
اُسکے پاس اپنے صندوق کو لیگیا اور حلقہ کمند کا شاخ پر اُسکی مارا اُسنے اُبھر اپنے کو پیچھے کھینچا وہ حلقہ اسکے گلے مین
پھنس گیا جب وہ گرفتار ہو چکا تو تڑپا اور بھاگا مین نے کمند سے معجزہ طلب کیا کہ ای کمند تو دراز ہو جا جہان تک یہ بھاگے
بڑی ہو جا اب گرفتار تو مین کر چکا کھینچنا آپ کا کام ہی اُسے کھینچ لائیے کیونکہ آپ صاحبقران ہین مین دبلا پتلا ہون امیر نے
سرداروں سے کہا بھئی کھینچو زور کرو بس علمشاہ کرب بدیع الزمان قمرزاد سب نے باری باری کھینچا کسی سے نہ کھنچا
اُسکے بعد خود امیر نے خدا کو یاد کرکے زور کیا دو چار ہاتھ کھینچا پھر تڑپ کر نکل گیا کئی زور صاحبقران نے کیے دو چار ہاتھ
کھینچا پھر زور کرکے چلا گیا اب صاحبقران نے علمشاہ کرب بدیع الزمان وغیرہ سب کو شریک کرکے زور کیا
لیکن ساحر مشمش ایک پہاڑ مین لٹک گیا تھا ایک ہاتھ بھی نہ کھنچا آخر سب عاجز ہوے امیر نے فرمایا خواجہ تمھین کھینچو گے
تو کھنچیگا عمرو بولا کہ حمزہ مجھ مین اتنا زور کہان مگر روپیہ ہو تو مین کھنچوا دون امیر نے پانچہزار تومان عمرو کو دیے اُسوقت
عمرو نے کمند ہاتھ مین لی اور معجزہ طلب کیا کہ ای کمند تو گز بھر کی ہو جا سب دیکھتے تھے کہ کمند جو ایک مرتبہ کھنچی تو ایک
نہنگ عظیم الشان اُسی چرخ پر سے ہوکر چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا کہ زمین پر غار ہو گیا تھا اور سب نے جو نہنگ کو
دیکھا خائف ہوے مگر وہ نہنگ مانند ماہی بے آب کے تڑپ رہا تھا اور زمین اُسکے تڑپنے سے شق ہوئی جاتی تھی گلا
تو کمند مین پھنسا ہوا تھا مگر نتھنون سے پھنکار مارتا تھا کہ شعلہ آگ کا نکلتا تھا از بسکہ کمند معجزے کی تھی نہ جلتی تھی
نہ ٹوٹتی تھی اور گلے مین نہنگ کے پیوست تھی پہر بھر تک وہ تڑپا آخر کو سست ہوا ایک سرا کمند کا عمرو کے ہاتھ مین
دوسرا سرا نہنگ کی گردن مین جب نہنگ سست ہوا عمرو نے کہا کیون حرامزادے مشمش جادو تو نے مجھسے بڑی
محنت لی دیکھا کیونکر پکڑا اب تجھے او حرامزادے تو سمجھا تھا کہ عمرو پانی سے ڈرتا ہی نہ آئیگا مین تیرے لیے آگ مین جاتا اور
تو نے وہ جانور جو سحر کے بنا کر بھیجے سب کا ناک مین دم ہی آدھا لشکر تیرا کا ہو گیا ہم تو عاجز ہوکر تجکو پکڑنے آے کہ دیکھا
کسی طرح جان نہین بچتی مگر خدا نے فضل کیا کہ ہاتھ لگ گیا او حرامزادے دیکھ تجھے کسطرح مارتا ہون عمرو کلمات طعن آمیز
کہہ رہا تھا اور وہ سن رہا تھا جواب دینے کی تو قدرت نہ تھی گلا کمند مین پھنسا نفس در قفس پیچیدہ تھا چپکا بنگاہ حسرت
دیکھ رہا تھا یقین مرگ ہو گیا تھا کہ عمرو نے امیر سے کہا آپ دیکھتے کیا ہین قتل کیجیے اس حرامزادے کو امیر نے سرداروں
سے کہا کہ یارو اس کافر کو ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کردو یہ سنتے ہی علمشاہ رومی بدیع الزمان کرب دلاور

قمر زاد تلوارین کھینچ کھینچ کر گرے آن واحد مین صدہا تلوارین پڑ گئین مگر یہ رویین تن آہنین بدن ہی خط تک نہ پڑا جو
تلوار پڑی اُچٹ گئی امیر نے خود تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا کچھ نہ ہوا رونگٹا تک نہ کٹا جو تلوار پڑتی تھی ساحر مشمش ہنستا تھا
اور اب لکے اوپر گھنٹہ بھر اور سخت باقی رہگیا اسنے اپنے جسم ظاہری کی تدبیر کر لی ہی کہ کوئی حربہ اثر نہین کرتا یہ سمجھے ہوے ہی
کہ اتنا زمانہ گذرا اور مین جھوٹا پھر میری موت نہین ہی لیکن امیر با توقیر نے مجبور ہوکر عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تمھین اسے
مارو گے تو یہ مریگا عمرو نے کہا حمزہ رشوت کچھ دو تو ملک الموت کو بلاؤن صاحبقران نے فرمایا کیا واہیات
بکتے ہو ملک الموت نے بھی کہین رشوت لی ہی مگر تم اسکی قتل کروائی پانچہزار تومان ہمسے لو عمرو نے کہا یہی چاہتا ہون
امیر نے روپیہ منگوا کر عمرو کو دیئے عمرو نے روپیہ تو نذر زنبیل کیے اور بڑا سا کرچھا نکالا آگ جلوا کر سیسہ اُسپر گرم کیا جب سیسہ خوب
پگھلا عمرو اُس کرچھے کو اُٹھا کر مُنھ کے برابر نہنگ کے لایا نہنگ نے منھ بند کر لیا عمرو نے ہتھوڑا داؤدی نکالکر جو مُنھ پر مارا چوکا دانتو نکا
ٹوٹکر حلق کے اندر جا رہا ایک دریچہ بنگیا عمرو نے سیسہ اُسے پلا دیا بس سیسہ امعا احشا رودے پردے جلکر خاک ہو گئے بس تڑپنے لگا
ایک چار گھڑی تڑپا آخر کو جہنم واصل ہوا ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا سنگباری ہوائی اولا برسا کیا بعد پہر بھر کال کے
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام سن ساحر مشمش ہود بیرون نے اُسکے بہت خاک اُڑائی لیکن کچھ تدبیر نہ ہو سکی خاک اُڑا کر چلے گئے
اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر جسیم القامت مرا ہوا پڑا ہی سلاخ شیشے کی جو تڑونکے درمیان سے گذر گئی ہی بال سر کے پیرون تک
ہین اور سیاہ فام ہی قد سینتالیس ارنج کا ہی لنگ کھاردے کا بندھا ہی بت شانے سے کہنی تک بندھے ہین عمرو نے دیکھا کہ بت
چاندی سونے کے جواہر نگار ہین کھولکر نذر زنبیل کر لیے بعد اُسکے امیر نے حکم دیا کہ لاش کو اسکی پاے فیل مین بندھوا کر آگے
سواری کے لیچلو امیر نے عمرو کو خلعت ایسا عنایت کیا کہ آج تک کسی کو نہ دیا تھا برق جادو نے کہا کہ خواجہ وہ کام
تمنے کیا ہی کہ کسی سے نہ ہو سکتا شعر غیر تو کس را نبود دسترس + آنچہ تو کردی نکند ہیچ کس + خواجہ ہم ساحر تھے لیکن ہمارا
حوصلہ نہ پڑا کہ ساحر مشمش کو ڈھونڈھتے یا اُس سے سامنا کرتے یہ دل و جگر تمھارا ہی تھا عمرو نے کہا بی بی یہ سب تمھاری خاطر
سے مین نے کیا غرض حمزہ صاحبقران لاشہ ساحر مشمش کا پاے پیل مین بندھوا کر لیے روانہ ہوے رخ لشکر اسلام کا کیا
مگر یہان شہر فرعونیہ کا حال سُنیے کہ اُدھر تو ساحر مشمش مارا گیا اُدھر شہر فرعونیہ مین زلزلہ ہوا گنبد مینائی کرچیان ہو کر
اُڑ گیا اور وہ جھنڈیان کہ ایک ایک علم معلوم ہوتا تھا وہ کاغذ بیرقین بنکر رہ گئین لڑکے اُسے لوٹکر لیگئے بختیارک نے
وہ تاریکی اور زلزلہ جو دیکھا فرعون سے کہا کہ ساحر مشمش مارا گیا فرعون پکارا او فساق کیا واہیات بکتا ہی خبردار
ایسی بات پھر منھ سے نہ نکالنا نہین تو مار ڈالونگا کہ بعد دو گھڑی کے خبر آئی کہ گنبد مینائی کرچیان ہو کر اُڑ گیا اور وہ جھنڈیان
کہ ایک ایک علم معلوم ہوتی تھین وہ کاغذ کی ہو گئین لڑکے لوٹکر لیگئے بختیارک یہ سُنتے ہی تا دھنا ناچنے لگا فرعون
حیران و پریشان کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ پہر دن رہے خبر آئی کہ حمزہ صاحبقران نے ساحر مشمش کو مارا عمرو دریا کے اندر
گھسکر اُسے پکڑ لایا لاشہ اُسکا پاے پیل مین بندھا ہوا حمزہ کے ساتھ آتا ہی یہ سُنتے ہی فرعون تو جیتے جی مر گیا بختیارک
نے کہا کہ مین نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کس واسطے کہ جب ساحر مرتا ہی تو اُسکی بنائی ہوئی شئے مٹجاتی ہی غرض فرعون آکر
اپنے قصر پر بیٹھا تھا بختیارک سب اسکے پاس بیٹھے دیکھا کہ لاشہ ساحر مشمش کا پاے پیل مین بندھا ہوا لیے آتے ہین فرعون
نے پہچانا روتا پیٹتا وہان سے اُٹھا تمام شہر فرعونیہ مین ماتم برپا ہوا شہر بھر سیاہ پوش ہوا لیکن امیر داخل لشکر ہوے
بادشاہ سے ملازمت حاصل کی تمام حال بیان کیا کہ خبر آئی وہ جو لوگ پتھر کے ہو گئے تھے وہ سب انسان ہوے
سنگینی اُنکی برطرف ہوئی فرمایا کہ یہ سب شعبدہ ساحر مشمش کے جادو کا تھا عمرو نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا
شہنشاہ گیتی پناہ نے بہت بھاری خلعت دیا کہ اس عرصے مین یہ خبر اخبار رسان فرعون کا ساحر مشمش کے غم مین اور

احوال شہر فرعونیہ کا گزرا تا کہ جھنڈیان تو شہدے لوٹ لیگئے اور گنبد مینائی کہ ایک ایک اینٹ سونے اور چاندی کی
معلوم ہوتی تھی اب وہ اینٹین سنگ سرخ کی معلوم ہوتی ہین عمرو یہ اخبار پڑھ کر بہت اخبار نویسون اور جاسوسون پر خفا ہوا
کہ کوئی ایسی خبر وحشت اثر لاتا ہی خبردار اب اسطرح کی خبر نہ سُنانا اُنھون نے عرض کیا کہ اسمین غلامون کا کیا قصور ہی
جو کچھ وہان ہوتا ہی ہم ٹھیک ٹھیک لکھتے ہین عمرو کو ہول کے مارے دست آنے لگے برق جادو نے کہا کہ خواجہ مین
تمھین ایک گنبد مینائی کے عوض دو بنا دونگی عمرو نے کہا کہ مجھے مکان سحر سے کام نہین ہی مجکو مطلب زر و مال سے
ہی غرض امیر نے عمرو کو بیس ہزار تومان دیئے اور بادشاہ نے بھی خلعت و زر بہت سا عنایت کیا سردارون نے بھی حسب
لیاقت دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو اب تو غم نہین ہی عمرو نے کہا حمزہ غم تو کب رفع ہوتا ہی مگر خیر آنسو پچھ گئے بعد اسکے
امیر سب ساحرون کی طرف مخاطب ہوے کہ صاحبو تمسے اقرار اسلام لانے کا ساحر شمشش کے مارے جانے پر تھا اب
وہ عنایت خدا سے جہنم واصل ہوا اب تم سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو سب نے عرض کیا کہ ہمین انکار کب ہی امیر نے
سب کو کلمہ تلقین کیا سب ساحر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوے امیر نے عمرو سے کہا کہ تیاری جشن کی کرو عمرو نے کہا ای شہریار
اسی جشن مین شادی غلام کی برق جادو کے ساتھ کر دیجیے امیر نے برق جادو سے کہا اُسنے عرض کیا کہ مین کنیز ہون
مجھے عذر کب ہی غرضکہ جشن ہوا اور شادی عمرو کی برق جادو کے ساتھ ہوئی امیر نے نکاح خود پڑھا عمرو وصل سے برق جادو
کے کامیاب ہوا بعد اُسکے تمام ساحرون کو امیر نے رخصت کیا سب اپنے اپنے ملک کو گئے ملکہ مہتاب جادو قیطاس کوہ
کو روانہ ہوئی مہروق کہ شیرویہ کے باعث سے بیوہ تھی وہ ساتھ امیر کے رہی برق جادو نے عرض کیا کہ کنیز چاہ الماس
کو جائیگی یہان پیوست ہو کر حرم ہاے عمرو کے نہ رہیگی عمرو کا جب جی چاہیگا ملاقات کو میری چلا آئیگا امیر نے فرمایا کہ
ای ملکہ برق جادو کوئی قبائل عمرو سے تمسے کج خلقی نہ کریگا کیا مقدور کسی کا جو تمھین ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ سکے اسلیے کہ
سب کو میرا ابھی پاس خاطر ہی برق جادو نے کہا ای شہریار چاہ الماس کا بندوبست کون کریگا فرمایا کہ اداوس حبشی کو
بھیجدو برق جادو نے اداوس حبشی کو اپنا نائب کر کے روانہ چاہ الماس کیا برق جادو نے پردہ نشینی اختیار کی
لیکن حال فرعون کا سُنیے کہ مرنے سے ساحر شمشش کے نہایت اُداس بیٹھا ہی کہ کیا کرون کیا نہ کرون کہ بختیارک
نے کہا یا خداوند فرعون شاہ کارخانہ آپ کی خدائی کا شمشش جادو کے دم تک درست تھا اب دیکھیے کیا ہوگا اگر
خدا پرستون نے طبل جنگ بجوایا تو کون مقابلہ کریگا فرعون نے کہا ای بختیارک مین اپنے دوستون کو نامے لکھتا ہون
سب مدد کو آئینگے بختیارک نے کہا اگر یہ ارادہ ہی تو پہلے حمزہ سے چالیس روز کی مہلت مانگ لیجیے بعد اُسکے اپنے
مددگارون کو نامے لکھیے فرعون نے کہا ای بختیارک مین نے کئی ہزار برس بیشتر ہی تقدیر کی تھی حقیقت مین تو وزیر
با تدبیر ہی اُسی وقت دبیر سے نامہ لکھوا کر عیار کے ہاتھ خدمت صاحبقران مین روانہ کیا یہان دربار جمع ہی سب سردار
موجود ہین خبر پہونچی کہ ایلچی فرعون کا آتا ہی فرمایا آنے دو ہمارے روبرو آیا مجرا کیا نامہ پیش کیا امیر نے نامے کو پڑھا
لکھا تھا کہ یا حمزہ صاحبقران مین چالیس روز کی مہلت آپ سے مانگتا ہون امیر نے اپنے ہاتھ سے پشت پر لکھدیا
کہ کیا مضائقہ ہی اور ای فرعون اب بھی ہوش مین آ دعوی خدائی کا ترک کر معبود حقیقی کو پہچان جتنے تیرے ملک ہین
سب تجکو دیدونگا بلکہ خراج بھی نہ لونگا دیکھ تجکو بڑا بھروسا ساحر شمشش کا تھا اُسے عمرو نے کسطرح مارا جب قضا آتی ہی
پھر نہین ٹلتی ہزار پردون مین چھپے کیا ہو سکتا ہی یہی دلیل ہی خدا کے قادر مطلق ہونے کی غرضکہ بہت سے کلمات
نصیحت آمیز لکھکر نامہ عیار کو دیا اور خلعت سے سرفراز فرمایا وہ خوش خوش فرعون پاس آیا نامہ دیا فرعون
مہلت پا کر بہت خوش ہوا اور اُسی وقت دبیر کو بلوا کر حکم دیا کہ نامے ہمارے دوستون کو لکھو کہ لشکر حمزہ سے اور جسے

مقابلہ ہو اور تمام پہلوان اور گردن کش مارے گئے ساحر بھی کام آئے کوئی لڑنے والا باقی نہین ہے اگر حق دوستی ادا کرتا ہے
تو آؤ اور شریک حال ہو کہ دوست وہی ہے جو برے وقت مین کام آئے شعر دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و درماندگی + نامہ کو دیکھتے ہی کھانا وہان کھاؤ تو پانی یہان دھوؤ جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ
ایک نامہ پیدو دیو بن ماہر جو کو بھیجا اور ایک نامہ زبور شاہ زرنگاری کو روانہ کیا اور ایک نامہ بدر بن زلزال
بیکپیخی پاس ارسال کیا ایک نامہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کو لکھا اور جا بجا بہت سے نامے
روانہ کیے آپ مصروف عیش و عشرت ہوا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی کہ فرعون نے ہر طرف نامے لکھے ہین لوگون کو
اپنی مدد کے لیے بلایا ہی فرمایا کچھ پروا نہین ہی معبود پروردگار ہین کسی سے نہین ڈرتا ہی باتین ہو رہی تھین کہ باہر سے
بارگاہ کے آواز زنگولون کی بلند ہوئی عمرو نے کہا دیکھو تو عیار کہان سے آئے ہین کہ چوبدار باہر گیا آکر عرض کیا
کہ ملک باختر سے عیار آئے ہین امیر نے فرمایا انھین سامنے ہمارے لاؤ جب وہ سامنے آئے دعا و ثنا بجا لائے
عمرو نے دیکھا کہ شبرنگ بن قران و جانسوز بن قران ساتھ چند عیارون کے آئے ہین عمرو نے ہر ایک کو
گلے سے لگایا نوازش کی اور حال باختر کا پوچھا انھون نے کہا کہ ایرج نے بڑے ظلم کیے ہین کوئی شہر نہین چھوڑا
کہ جسے برباد نہ کیا ہو اور لوگون کو ایذا نہ پہونچائی ہو فرنگوشیہ مین ترکیون خاوریون کو قتل کیا اخثم بن جمشید اختی
شہید ہوا عظلی آباد مین ملکہ جادو کو غوجان دریاباری کے ساتھ منسوب کیا اُس شیرزن نے غوجان کو
بیجان کیا اور بھاگی ایرج نے اُسے ہفت درہ عظلی آباد پر جا گھیرا اسد بن کرب غازی نے نقابدار بنکر
ملکہ جادو کو کشتیون پر سوار کرکے قلعہ ذو الامان کو روانہ کیا آپ لشکر ایرج پر شبخون مارکر چلا گیا بعد اُسکے
ایرج قلعہ ارمنوحصار پر پہونچا چاہا کہ مال و خزانہ قبضے مین کرے سرہنگ بکی نے بڑے بڑے کام کیے کہ مالک بن
ملکوت شاہ کو پکڑ لیگیا ایرج عیاری کرکے قلعہ مین گیا سب کو چھڑایا غلامون کو آپ کے قتل کیا سرہنگ بکی
بھی آخر کو شہید ہوا مال و خزانہ آپ کا ایرج نے برباد کیا یہ خبر سنتے ہی عمرو نہایت غیظ مین آیا امیر سے کہا ای شہریار
اگر جا کر باختر مین اس بد ذات کو سزائے معقول نہ دی ہوگی اور مال و اسباب اپنا نہ لیا ہو گا تو نام اپنا مہر سپہر عیاری
نہ رکھا ہو گا اس آفتاب پرست نے غضب کیا کہ کچھ میرا پاس و لحاظ بھی نہ کیا خوب اسنے میری اُستادی کا حق ادا کیا
حمزہ مین اب ایک دم یہان نہین ٹکنے کا امیر نے دیکھا کہ عمرو خزانے کے لٹنے کا حال سنکر ہوش مین نہین رہا ہے
فرمایا کہ اچھا خواجہ جاؤ اور اپنا مال و اسباب لیکر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر جلد یہان آؤ اُن سب سے کہو کہ اگر اپنی
آزمائش کرنا ہو تو آئین جسکو خدا دے وہ صاحبقران زمانہ ہی عمرو نے کہا حمزہ ایسا ہی ہو گا سب کو شہر فرعونیہ مین لاؤنگا
غرض اُسی وقت عمرو نے سامان سفر مہیا کیا اور ایک ایک سے رخصت ہو کر روانہ ہوا لیکن امیر بارگاہ مین بیٹھے ہوئے تھے
سراچے سامنے سے کھلوا دیے تھے سیر صحرا کی کر رہے تھے کہ بیابان سے بگولہ گرد کا اُٹھا جب وہ گرد غلطان پیچان
قریب آئی تو دل گرد سے ایک پیادہ سربرہنہ پیدا ہوا آکر سامنے بارگاہ سلیمانی کے کھڑا ہوا لوگون نے اُس سے پوچھا
تو کون ہی کہان سے آیا اُسنے کہا کہ شاطر ہون عجیل ماہرو کا دربند سیقولیہ سے آیا ہون عرضداشت لایا ہون امیدوار ہون
کہ مجھے سامنے صاحبقران کے لیچلو کہ جواب و سوال کرکے چلا جاؤنگا امیر نے خبر سنکر اُسے بلایا اُسنے عرضی گذرانی
امیر نے کھولکر اُسے پڑھا دیکھا کہ سالم عرب اتالیق عجیل ماہرو کا اُسنے لکھا ہی کہ یا صاحبقران دوران از قضائے الٰہی
عجیل ماہرو دار دنیا سے عالم بقا کو کوچ کر گئے تابوت مین نے امانت رکھا ہی اور تمام مال و اسباب نقد و جنس
مہر بمہر جا بجا رکھا ہو اب اس مقدمے مین جیسا حکم ہو ویسا کیا جاے اطلاعاً گذارش کیا گیا صاحبقران نے

یہ پڑھتے ہی ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور بیہوش ہوگئے پھر جو ہوش مین آے آنکھون سے آنسو جاری تھے نام عجیل باہر و کا
ورد زبان تھا کہ ہاے بھائی تم ہمکو چھوڑ گئے اور ایسے گم ہوے کہ کہین پتہ نلگے اب ہم تمھین کہان پائینگے غرضکہ خوب روے
خوب پیٹے بہت حالت تباہ کی تین روز تک سیاہ پوش رہے بعد اُسکے اُسی عیار کو سیقولیہ کی طرف روانہ کیا کہ جاکر تابوت
عجیل کا کہ معظمہ مین پہونچاؤ اور ایک راوی روایت کرتا ہی کہ اب قاسم کو امیر روانہ باختصار کرتے ہین کہ تم جاکر
مال واسباب عجیل کا اپنے قبضے مین کرو اور ناموس کو اُسکے قلعہ ذوالامان مین پہونچاؤ اپنے ہمراہ لیجاؤ اور تابوت کو
اُسکے کعبۃ اللہ بھیجو قاسم حکم امیر سے روانہ ہوا العبد چند روز کے سیقولیہ مین پہونچا تابوت تو خانہ کعبہ کو بھیجا سالم عرب
کو ساتھ کیا اور آپ ناموس مال وخزانہ ساتھ لیکر قلعہ ذوالامان کو روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک شخص کو آتے دیکھا
اُس سے پوچھا کہ تو کچھ حال ایرج کا جانتا ہی کہ وہ کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ وہ نواحی ذوالامان مین ہی اور چاہتا ہی
کہ شہر کو تباہ کرے قاسم نے کہا کہ سبب شہر کے تباہ کرنے کا کیا ہی اُس اجل رسیدہ کے منہ سے نکلا کہ ایرج
ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہی چاہتا ہی کہ اُسکو اہل اسلام سے چھینے بس یہ کلمہ سُنتے ہی جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا
کھینچکر تیغہ بلارک افراسیابی کو مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے اور مال وخزانہ مع ناموس عجیل اپنے رفیقون کے
سپرد کیا کہ تم لیکر آنا مین یہان سے جلد جاؤنگا اور آپ تنہا سیارہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوا یہ خیال دل مین کیا کہ جاکر
اس آفتاب پرست کو سزاے معقول اور گوشمالی دونگا

اب چند کلمے داستان داراب کشورکشا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ داراب کشورکشا نے بدر بن زلازل بک حبشی کو پکڑ کے ملک سنجان مین چاہ کے اندر قید کیا ہی اور آپ شہر سنجان
سے کوچ کرکے برابر قلعہ سنگینیہ ملک حرمان کے آیا اہرمن اور ساریخ بن اہرمن نے دروازہ بند کرلیا داراب
نے قلعہ کا محاصرہ کیا دوسرے روز پیغام بھیجا کہ اے اہرمن بہتر یہ ہی کہ خزانہ بدیع الزمان کا میرے سپرد کردو اُسنے
جواب بھیجا کہ مین ایک حبہ اسمین سے نہ دونگا تجھسے جو ہوسکے قصور نکر داراب یہ سُنکر نہایت برہم ہوا اور چند
تدبیرین کین کہ کسی طرح قلعہ لون کوئی تدبیر نہ چلی قلعہ ہاتھ نہ آیا کسواسطے کہ قلعہ پہاڑ پر ہی اور گھاٹیون پر پتھر
تراشے ہوے رکھے ہین راستہ تنگ ہی ایک سوار کے سوا دوسرا نہین جاسکتا یورش کرے تو کیونکر کرے ناچار
متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ خبر پہونچی جمہمن جادو بدر بن زلازل کو چھڑا کر لیگئی اور رنج زیادہ ہوا ارادہ کیا کہ قلعہ پر
یکہ وتنہا جاؤن مالک اژدر نے منع کیا کہ ہرگز ایسا ارادہ نکرنا داراب ناچار ومجبور وہان سے کوچ کرکے
شہر زرین پر آیا شہر زرین مین بدیع الزمان کی طرف سے جمشید وخورشید مالک ہین اور رطربد خان بن گنجاب
سپہ سالار ہی اُسنے سُنا کہ داراب قلعہ سنگینیہ سے ملک حرمان پر گیا تھا وہ قلعہ ہاتھ نہ آیا اور بدر بن زلازل
کو پکڑا تھا وہ بھی چھوٹ گیا اب ادھر آتا ہی جلدی سے اسنے عرضی شاہزادہ نورالدہر کو لکھی کہ اے شہریار مالک اژدر
از بسکہ اُسکو عداوت ہی دست رسیون سے داراب کو لیکر آیا ہی ملک کو چک باختر کو چاہتا ہی کہ تمام علاقہ بدیع الزمان
کا داراب کے ہاتھون برباد کرے اور شہر زرین پر آیا ہی ہم مین اتنی قدرت وطاقت نہین ہی کہ داراب سے
مقابلہ کرسکین جلد ہماری خبر لیجیے نہین تو ہم سب مارے جائینگے اطاعت اُسکی نکرینگے بس یہ عرضی لکھکر
سربمہر کرکے عیار کو دی کہ لیجاکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کے پیش کرنا وہ عیار عرضی لیکر روانہ ہوا بپاے
شاطری اُڑتا ہوا اُترا ہوا چلا جاتا تھا قضاے کار اتفاقات روزگار لشکر غضنفر بن اسد کا دامن کوہ مین پڑا ہوا تھا
اور غضنفر بیٹھا ہوا سیر صحرا کی کر رہا تھا کہ دیکھا ایک عیار کمال چستی وچالاکی سے چلا جاتا ہی فولاد بن شہاب سے کہا

کہ اس عیار کو بلا لاؤ ملک سنجان کی طرف سے آتا ہی خدا جانے کہان جاتا ہی وہ گھوڑے پر سوار ہوکے دوڑا عیار کو روکا
کہا چلو آقا ہمارا غضنفر بن اسد تمکو بلاتا ہی وہ غضنفر کے پاس آیا سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غضنفر نے پوچھا کہ
تو کون ہی کسکا عیار ہی کہان جاتا ہی اُسنے تمام احوال داراب کا بیان کیا اور کہا کہ عرضی طربدخان کی شاہزادہ
نور الدہر پاس لیے جاتا ہون غضنفر نے عرضی اُس سے لیکر پڑھی مضمون سے آگاہ ہوا کہا کچھ نور الدہر پاس جانے کی
ضرورت نہین ہی مین چلکر اُس دھوبی بچے کو گرفتار کرتا ہون اور اُسی وقت بوق بجائی لوگ اسکے تیار ہونے لگے
دوسری بوق بجائی تھی کہ سب اسکے ساتھ والے بارہ ہزار قزاق تیار ہو گئے تھے غضنفر اُس عیار کو ساتھ لیکر تیسری
بوق بجاکر چل نکلا اُسوقت پہونچا کہ داراب کا خیمہ آکر سامنے شہر زرین یعنی شہر دخمہ کے استادہ ہوا لشکر داراب کا
کوسون تک اُترا چھ لاکھ سوار کا لشکر ہی اور اسی ہزار نیزہ دار مالک اژدر کے علاوہ اُسکے ہین غضنفر دن کو دامن
کوہستان مین اُترا لیکن طربدخان نے دروازہ قلعہ کا بند کروالیا مستعد جنگ ہوکر بیٹھا کہ عیار نے آکر غضنفر کا حال
بیان کیا کہ کمک کو آپ کی آیا ہی طربدخان یہ سنکر چپ ہو رہا مگر غضنفر بن اسد دو پہر رات گئے آکر لشکر داراب
پر شبخون گرا قتل کرنے لگا بارہ ہزار تلوار برسنے لگی آب پرستون مین ایک ہنگامہ قیامت نما برپا ہوا داراب
شبخون کی خبر سنکر جو رہتا مین اسکے ساتھ جلتی ہوئین آتے آتے وہان پہونچا جہان غضنفر لڑ رہا ہی اور قتل کر رہا ہی
آب پرستون کو دودستی تلوارین مار رہا ہی ایک غلغلہ ہی آب پرست بھاگتے پھرتے ہین کوئی مُنھ پر چڑھ نہین سکتا
اور قزاق بھی قتل کر رہے ہین کوئی آب پرست مقابلہ نہین کر سکتا کہ داراب نے نعرہ کیا او دیوانے کہان جائیگا
میرے ہاتھ سے آیا مین کیا تجکو ایرج کی طرح سمجھا ہی غضنفر پکارا او آب پرست دھوبی بچے عمرو کے تصدق سے
دھو دھا کر پاک ہوا ہی مین تجکو ایرج سے بدتر جانتا ہون اور یہ کیا مردمی اور جرأت ہی کہ تو یہان والون کو تنگ کر رہا ہی
اگر دعوی بہادری کا ہی تو قلعہ ذوالامان مین سب جمع ہین وہان چلکر لڑ آزمائش اپنی کر ان لوگون کو کیون تنگ کرتا ہی
مین چلتا ہون تو بھی قلعہ ذوالامان پر چل اُدھر سے داراب پکارا کہ تو نے اتنے لوگ میرے مار ڈالے ہین مین کیا
تجھے زندہ چھوڑتا ہون غضنفر پکارا کہ مجکو تو کیا حلوا سمجھا ہی یہ کہکر تلوار ماری داراب نے سپر پر روکی غضنفر نے
دوسری تلوار ماری داراب نے وہ بھی روکی پھر تو غضنفر برس پڑا کہ داراب کو روکنا مشکل پڑ گیا مگر شاگرد بھی عمرو کا
کہ چوٹ نہین کھاتا ہی غضنفر نے دیکھا کہ آب پرست مار نہین کھاتا بس کچھ سوچکر تلوار باگ پر گھوڑے کے ماری کہ
باگ کٹی گھوڑا ایلان ہوکے چلا داراب گھوڑے کو روکنے لگا غضنفر نے تلوار جو ماری گوشہ سپر کو قلم کرکے سر پر
داراب کے پڑی کہ تین اُنگل اُتر گئی داراب نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکالی مگر سر سے خون جاری ہوا زخم
سر کو باندھا چاہا کہ غضنفر کا تعاقب کرے وہ گھوڑا اُڑا کر اتنے عرصے مین دور نکل گیا کہا کہ تجکو مار ڈالنا منظور نہین ہی
اور بوق بجا کر اپنے قزاقون سمیت راہی ہوا داراب زخمی ہوکر اپنے خیمے مین آیا وہ لوگ جو مارے گئے تھے اُنکی لاشین
اُٹھوائین وارثون کو اُنکے تسلی دی اپنے زخم مین ٹانکے لگوائے اور لشکر اپنا آراستہ کرکے شہر زرین سے دست بردار ہوکر
قلعہ ذوالامان کا راستہ لیا انکو تو اثناے راہ مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج نے لاہوت شاہ کو پہلے قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ کیا ہی وہ کوچ بکوچ قریب شہر ذوالامان کے
پہونچا مظفر بن ضیغم خون آشام نے قلعہ ذوالامان کو آراستہ کیا آپ فوج لیکر باہر آیا اُدھر سلیمان شاہ لشکر
آراستہ کرکے ملک سبائل سے باہر آیا اُدھر لاہوت شاہ کا لشکر فرسنگ در فرسنگ اُترا لاہوت شاہ نے

دبیر کو بلا کو حکم دیا کہ نامہ لکھو سلیمان شاہ کو اس مضمون کا کہ مین ایرج کی طرف سے یہان آیا ہون ملکہ گیتی افروز کو
ایرج کے واسطے بھیجدو اور ناموس عمرو کا ملکہ سرو سیمین تن میرے واسطے لیکر چلے آؤ تو بہتر ہی نہین تو زبدۂ آفتاب پر
آتا ہی تمسے مار کر چھین لیگا تمھارے سمجھانے کو یہ نامہ لکھا ہی جب نامہ لکھا جا چکا تو شمیم زنگی کو دیا کہ یہ نامہ تو جا کر
سلیمان شاہ فارسی کو دے اور جواب اسکا لے آ شمیم زنگی نامہ لیکر روانہ ہوا وہان سلیمان شاہ بارگاہ مین بیٹھا ہی
کہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ ایلچی لاہوت شاہ کا حاضر ہی کہا بلالو جو شمیم زنگی سامنے آیا نامہ دیا سلیمان شاہ نے
دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھا مضمون سے اُسکے سلیمان شاہ آگاہ ہوا جواب اُسکا لکھدیا کہ یہ ناموس صاحبقران
دوران ہی اور ہم اسی کی حفاظت کے لیے یہان ہین ہماری زندگی مین کوئی اُنکی طرف دیکھ نہین سکتا پہلے ہمین قتل کریگا
تو اُنکی طرف رخ کریگا اور ایرج آئیگا تو کیا کریگا شمیم زنگی جواب نامے کا لیکر روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی نے
ایک نامہ تو نورالدہر کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ اے شاہزادۂ جہان نورالدہر بن بدیع الزمان قلعۂ ذوالامان
پر ایرج کی طرف سے لاہوت شاہ آچکا ہی اب آمد ایرج کی خبر لگی ہوئی ہی آپ جلد تشریف لائیے نہین تو ناموس
برباد ہوگا اور ایک عیار کے ہاتھ یہ نامہ روانہ کیا اور چند نامے ملک باختر والون کو لکھے اعانت چاہی اُدھر
شمیم زنگی نے نامے کا جواب لاکر لاہوت شاہ کو دیا اُسنے پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا اُسی وقت ایرج کو عرضی لکھی
کہ مین نے ملکہ گیتی افروز کو سلیمان شاہ سے طلب کیا تھا وہ نہین دیتا برسر فساد ہی بغیر آپکے آئے کچھ کام
نہ نکلیگا یہ نامہ جو ایرج کو پہونچا اُسی وقت طرماسپ بن طہماس کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے روانہ کیا
اور آپ بھی لشکر آراستہ کر جہاز و کشتیون پر سوار کر کے پیچھے طرماسپ کے روانہ ہوا اور ادھر نامہ سلیمان شاہ کا
جو نورالدہر کو پہونچا نامہ پڑھتے ہی لشکر مین حکم دیا کہ تم سب شہریار بہرہ ور تاجدار کے ساتھ آؤ مین چلتا ہون
مجھے قلعہ ذوالامان پر جلد پہونچنا چاہیے یہ کہکر یکہ و تنہا گھوڑے پر بیٹھکر روانہ ہوا ایک صحرا مین پہونچا تھا کہ
پیچھے کوئی لکر گرا اور اُٹھا لیگیا جب آنکھ کھلی ایک دیو سامنے کھڑے دیکھا پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی اُسنے عرض کیا کہ اے
شہریار یہی گنہگار آپکو لایا ہی کہا کہ کیا کام ہی وہ رونے لگا کہا کہ مجھے اس قد و قامت پر روتے ہوئے شرم نہین آتی
ارے مطلب تو اپنا بیان کر کچھ نام و نشان سے تو آگاہ کر کہا کہ نام میرا دیو مراد ہی مگر نامراد ہون تجھے اسواسطے
لایا ہون کہ مراد کو اپنی پہونچون کہا کہ مراد اپنی بیان کر دیو مراد نے رو کر کہا کہ مین ایک پریزاد پر عاشق ہون اور
وہ مجھسے محبت رکھتی ہی ایک روز مین اپنی معشوقہ کو اپنے پہلو مین لیے بیٹھا تھا شرابخواری کر رہا تھا کہ دیو اژدہاش آیا
اور میری معشوقہ پر عاشق ہوا مجھسے کہا کہ اس پریزاد کو مجھے دے مین نے انکار کیا وہ زبردست تھا مجھے تو اُسنے
مار کر ہٹا دیا اور میری معشوقہ کو لیے چلا گیا مین اُسکے واسطے بیقرار ہون آپ نبیرہ زلزلہ قاف ہین میرا معشوق مجکو دلوا دیجیے
کہا کہ مکان دیو اژدہاش کا کہان ہی عرض کیا کہ پردۂ دوم قاف مین کہا کہ تو مجھے وہان لیچل کہ مجھے پردۂ دنیا مین
بہت جلد جانا ہی لیکن پہلے تیری معشوقہ کو تجھے دلا دونگا تو جاؤنگا اُسنے کہا بہت خوب اور اپنے اوپر سوار کر کے اُڑکر
روانہ ہوا قریب مکان دیو اژدہاش کے لا کر اُتارا دور سے بتایا کہ وہ سامنے مکان دیو اژدہاش کا ہی یہین وہ رہتا ہی
نورالدہر نے کہا تو یہین موجود رہ مین جا کر اُسے سزا دیتا ہون دیو مراد بولا مین حاضر ہون نورالدہر وہان سے چلا اور
دیو اژدہاش کے مکان مین بیخوف و خطر چلا آیا اُسوقت پہونچا کہ دیو اژدہاش بیٹھا ہوا پریزاد سے کہہ رہا ہی کہ مجھے قبول کر
نہین تو مار ڈالونگا وہ پریزاد کہہ رہی ہی کہ مجکو جان دینا گوارا ہی مگر تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگی اور اگر زبردستی کریگا تو اپنا
گلا کاٹ کے مرجاؤنگی مجھسے دور دور رہ نزدیک نہ آ دیو اژدہاش منتین کر رہا ہی کہ سامنے سے نورالدہر دکھائی دیا

دیو پکارا کہ او آدمزاد کہان سے آیا ہی کہ شاہزادے نے اُس پریزاد کو دیکھا کہ پر اُسکے بندھے ہوے ہین اور دیو اژدہا باتین
عشقین کر رہا ہی کہ نورالدہر نے نعرہ کیا او قرمساق ظالم تو نے غضب کیا کہ دیو مراد کی معشوق کو چھین لایا آیا ہون کہ تجھکو
سزا دون مین نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نورالدہر بن بدیع الزمان دیو اژدہا ہش پکارا کہ او آدمزاد تو بھی مجھے
دھمکاتا ہی دیکھ تیری کیسی حالت کرتا ہون اور دوڑ کر دار شمشاد شاہزادے پر ماری نورالدہر نے اُسے خالی دیا
وار زمین پر پڑی کہ خاک مین درآئی گرد اُڑی دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا کرا ہو گیا مجھے کھانا نصیب نہوا نورالدہر
نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار حریف تیرا مین موجود ہون کسکو تو نے مارا کسکا کام تمام کیا یہ نعرہ کر کے ہاتھ سے دیو کے
لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تا دیر کشتی رہی ایک مقام پر نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ شانے سے ہاتھ اُکھڑ آیا
دیو بلبلاتا ہوا بھاگا نورالدہر نے اُس پریزاد سے کہا کہ چل دیو مراد تیرے واسطے بیقرار ہی پریزاد شاہزادے
کے ساتھ ہوئی اُدھر سے دیو مراد آتا تھا دوڑ کر شاہزادے کے قدمون سے لپٹا گرد پھر الصدق ہوا وہان سے
اُس پریزاد سمیت اپنے مکان مین نورالدہر کو لایا دعوت کی نورالدہر نے کہا ای دیو مراد خدا نے فضل کیا تو اپنی
مراد کو پہونچا اب ہمین پردۂ دنیا مین پہونچادے اُسنے کہا مین غلام ہون جہان فرمائیے وہان پہونچاؤن اور اپنی معشوقہ
کو اپنے مکان مین چھوڑ کر شاہزادے کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے روانہ ہوا چوتھے روز پردۂ دنیا مین پہونچا
گذر شہر عجم کی طرف سے ہوا دیکھا کہ لشکر عظیم وہان اُترا ہوا ہی نورالدہر نے دیو مراد سے کہا کہ مین زمین پر اُتر کے
دیکھون کہ یہ فوج کسکی ہی دیو مراد شاہزادے کو زمین پر لایا نورالدہر نے دیکھا کہ بدر بن زلازل کھینچی قلعہ پر یورش
کیئے چلا جاتا ہی اور قلعہ پر سے گولہ پڑ رہا ہی وہ کافر دکرتا ہوا چلا جاتا ہی نورالدہر نے دیو مراد سے کہا کہ اسکو تو
پکڑ لا دیو مراد گردن بدر کی پکڑ کر اُٹھا لایا نورالدہر قلعہ کے اندر آکر اُترا قاہر بن قہرمان عجم نے آکر ملازمت حاصل کی
نورالدہر نے حکم دیا کہ بدر بن زلازل کو لیجا کر زندانخانے مین اسیر رکھ اور آپ فوج لیکر قلعہ سے باہر آیا اور
لشکر بدر پر گر اقتل کرنا شروع کیا تمام مال و اسباب اُسکا لوٹ لیا فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگی نورالدہر پھر کر
قلعہ مین آیا قاہر بن قہرمان نے دعوت کی مگر لشکر بدر کا بھاگ کر برہمن جادو کے پاس گیا تمام حال بدر کے گرفتار ہونے کا
اور نورالدہر کے آنے کا بیان کیا برہمن نے کہا کہ مین ہر چند اُس نالائق سے منع کرتی ہون کہ تو خدا پرستون سے
نہ لڑ وہ نہین مانتا خیر سمجھ لونگی یہ کہکر بدر کی رہائی کے واسطے روانہ ہوئی یہان نورالدہر نے دیو مراد کو رخصت کیا
آپ عیش و عشرت مین مصروف ہوا رات کو زیر منظرہ بیہوش سو رہا تھا کہ برہمن جادو آئی ناگاہ جو نورالدہر پر پڑی
دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوئی پہلے سحر کر کے شاہزادے کو بیہوش کیا اور اُٹھا کر اپنے پاس رکھا بدر بن زلازل
کو زندان سے رہا کر کے جزیرۂ فندق مین لائی بدر نے کہا کہ ای ملکہ برہمن جادو اس نبیرۂ حمزہ کو میرے حوالے کر
کہ مین قتل کرون اُسنے کہا کہ بیٹھ نامراد و نالائق تجکو اس سے کیا سروکار ہی اُسنے کہا اگر تم مجھے نورالدہر کو
نہ دوگی تو مین تمھارے پاس نہ رہونگا چلا جاؤنگا اُسنے کہا جا مین تیری خواہان نہین ہون بدر بن زلازل تو برہم ہو کے
چلا گیا اب یہ نورالدہر کو صحبت مین لائی اور ہوشیار کیا آنکھ جو نورالدہر کی کھلی اپنے کو غیر صحبت مین پایا سامنے
ایک جادوگرنی کو دیکھا برہمن جادو نے کہا کہ مین تجھپر عاشق ہون اور تیری محبت مین اپنے دوست قدیم کو مین نے
نکالدیا نورالدہر بولا ای برہمن جادو ہمارے خاندان مین کوئی جادوگر سے صحبت نہین ہوتا مجھسے تیرا مطلب
حاصل نہ ہوگا اُسنے کہا تو مین تجھے مار ڈالونگی شاہزادے نے کہا اگر میری قضا تیرے ہاتھ ہی تو مار ڈال اُسنے ہر چند
چاہا کہ شاہزادہ کسی طرح راضی ہو نورالدہر راضی نہ ہوا جھنجھلا کر برہمن نے کہا کہ اچھا رہ جا صبح کو تیرے

کباب کر کے کھاؤنگی اور کہا کہ اسوقت اسکو لیجا کر زندانخانے مین رکھو لوگ لیگئے قید مین بند کیا لیکن بیٹی ہی برہمن جادو کی کہ نام اسکا مشک افشان جادو ہی اسکو نورالدہر کی جوانی پر رحم آیا رات کو اُسے زندانخانے سے نکالکر صندوق مین بند کر دریا مین بہا دیا صبح کو برہمن جادو نے کہا کہ لاؤ نورالدہر کو مین کباب کھاؤنگی لوگ جو زندانخانے مین آئے شاہزادہ کو نہ پایا جاکر برہمن جادو سے کہا کہ نورالدہر غائب ہو گیا برہمن کو نہایت غصہ آیا پکاری کہ ایک ایک کا پیٹ چاک کرونگی نہین تو سچ بتاؤ کہ نورالدہر کیا ہوا آخر کو لوگون نے ڈر کے مارے کہدیا کہ ملکہ مشک افشان جادو یہان آئی تھین بس اسنے جاکر اپنی بیٹی کو پکڑا پوچھا کہ او کمبخت تو نے اُس خداپرست کو کیا کیا اُسنے کہا کہ اما جان مین نے اُسے دریا مین بہا دیا برہمن بہت خفا ہوئی اور کمال رنجیدہ ہوئی بہت بُرا بھلا کہا مگر اب کیا ہوتا ہی بدر جوش سے بگڑ کر چلا جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا دل مین سوچ رہا ہی کہ کیا کرون ناحق چلا آیا غرضکہ رات وہین بسر کی صبح کو بچہ اُٹھا کر لیگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو سامنے برہمن جادو کے پایا پوچھا کیون یاد کیا ہی برہمن نے چھوٹ جانا نورالدہر کا بیان کیا بدر نے کہا صاحب وہ نادان بچہ تھی نادانی سے ایک حرکت اُس سے سرزد ہو گئی تم کاہے کو غصہ کرتی ہو غرض اب برہمن اور بدر سے صحبت گرم ہوئی یہ دونون مصروف عیش و عشرت ہین ایک روز بدر اور برہمن بیٹھے ہوئے شراب پی رہے ہین کہ نشہ شراب مین گیتی افروز یاد آئی آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی اور رونے لگا برہمن نے پوچھا کہ ارے تو کیون روتا ہی کیا ہوا بدر پکارا ای برہمن کیا کہون مین ایک مدت سے گیتی افروز پر عاشق ہون میری جان اُسپر جاتی ہی اور ان دنون مین سُنا ہی مین نے کہ لاہوت شاہ قلعہ ذوالامان پر آیا ہی چاہتا ہی کہ گیتی افروز کو ایرج کے واسطے لے مین جاکر خداپرستون کو مار کر گیتی افروز کو لے آؤنگا مجکو قلعہ ذوالامان جانے کی رخصت تو دے اور میری مددگار بھی رہ یہ سُنکر برہمن آگ ہو گئی کہا کہ او نابکار مین نے تمام زمانے کا حسن تجھے کر دیا تیرے واسطے ہر وقت جان پر کھیلے رہتی ہون کہان کہان سے تجکو چھڑایا اور تو میرے سامنے سوت کا نام لیتا ہی او سگ تجھے تجکو شرم نہین آتی اور کبھی تو خداپرستون پر فتحیاب ہوا جواب تو یہ با مین بناتا ہی تیرے واسطے مین نے خفتان مریخ بند بنائی اور پھر تو یہ باتین میرے منھ در منھ کرتا ہی خالا کا عشق تجھے چرایا ہی خبردار پھر میرے سامنے ایسا ذکر نہ کرنا بدر نے کہا ای برہمن جادو مین مرتا ہون گیتی افروز پر ایک مدت سے میری جان اُسپر جاتی ہی اور تو کیسی میری عاشق ہی کہ محبوب کو میرے نہین لادیتی جب تو میرے بُرے وقت مین کام نہ آئی تو مین کیا تجھے لیکر چاٹونگا اور تو نہ شریک ہوگی تو مین اکیلا جاؤنگا اپنی معشوقہ کو لاؤنگا اور اگر وہ ایرج کے ہاتھ لگگئی تو پھر رو بیٹھکر رہجاؤنگا مین بغیر جائے نہ رہونگا تیری شفقت سے مجھے کام نہین بس یہ سُننا تھا کہ برہمن جادو نے ایک دو ہتھڑ اُسکی پیٹھ پر مارا کہ جا ایسے کے تیسے مین نے خفتان بھی تجکو بخشی تو جہنم واصل ہو جہان جا سے سو کر بدر برہم ہو کر اُٹھا خیمے سے باہر آیا اپنے لشکر کو آراستہ کیا تین لاکھ سوار اور پیدل کی جمعیت سے قلعہ ذوالامان کو روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان نورالدہر کے بیان کیئے جاتے ہین

کہ صندوق شاہزادہ نورالدہر کا بہتا ہوا جہاز پاس ابوالقاسم سوداگر کے پہونچا ابوالقاسم مرد مسلمان تھا اُسنے صندوق کو نکلوا کھولا سمجھا تھا کہ اسمین مال ہوگا مال تو نہ پایا ایک شخص کو دیکھا کہ بیہوش اسمین پڑا ہوا ہی حیران ہوا کہ یہ کون ہی مہر حباب کے جو پڑھا معلوم ہوا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان ہی ہر چند تدبیرین کین لیکن شاہزادہ ہوش مین نہ آیا آخر کار عاجز ہو کر دل کو طرف پروردگار عالم کے رجوع کیا اور دعا مانگنا شروع کی

کہ برقع خضر علی نبینا وعلیہ السلام نمایان ہوا اور اُن حضرت نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ رد سحر ہوا شاہزادہ ہوش مین
آیا قدمبوسی حضرت کی حاصل کی حضرت تو تشریف لیگئے نورالدہر نے ابوالقاسم سے پوچھا کہ اب تم کسطرف جاؤ گے
اُسنے کہا کہ ملک سباحل کو جاؤنگا نورالدہر نے کہا ہان اسی طرف چلو ابوالقاسم کوچ بکوچ روانہ ہوا ایک روز شاہزادہ
واسطے شکار کے جہاز سے اترا جنگل کو چلا جاتے جاتے ایک ہرن معلوم ہوا نورالدہر نے گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالا ہرن
بھاگا اب آگے آگے ہرن پیچھے پیچھے نورالدہر آخر قریب ایک باغ کے پہونچکر اُسے صید کیا اور اُٹھا کر صید کو بخوف و خطر
داخل باغ ہوا دیکھا کہ باغ نہایت پر تکلف ہے کہ بیچ مین نہر ہے ایکطرف بارہ دری باغ سر سبز و شاداب ہے میوہ لگا ہوا ہے
گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین کہ جنکے دیکھنے سے آنکھون مین تری آتی ہے غرضکہ نورالدہر سیر باغ کی کرتا ہوا چلا آتا ہے
کہ کوئی جگہ موقع کی ہو تو وہان بیٹھکر ہرن کے کباب لگاکے کھائے کہ بائین کی گمک کی صدا کان مین آئی اُسی طرف کو
روانہ ہوا قریب بارہ دری کے آیا دیکھا کہ اُسکے اندر مجمع ہے نازنینان مہ جبین و مہجبینان ہر تمکین کا آب یہ سوچے کہ
خدا جانے یہ کسکا ناموس ہے بس چاہا کہ اُدھر سے پھرے کہ یہان اُن جلسے والیون کی نظر جو شاہزادے پر پڑی غل مچا
کہ ارے یہ نامحرم کہان سے آیا اس شور سے ملکہ نے بھی متحیر ہوکر دیکھا لیکن نگاہ جو شاہزادے کے جمال بیمثال پر پڑی
بیساختہ منہ سے واہ دل سے آہ نکلی دیکھا کہ ایک جوان جبین سے آثار شاہی و شہریاری چہرے پر ہویدا ہین پکار کر کہا
کہ ارے یہ کوئی مسافر ہے جو یہان آسائش کی جگہ دیکھکر آگیا ہے اور عالی نسب معلوم ہوتا ہے اسے بلالو ہمارا احسان ہے
بس آواز دی کہ صاحب آپ پھرے نہ جائیے یہان تشریف لائیے ہماری ملکہ آپ کو بلاتی ہین آپ یہان سے کیون
پھرے جاتے ہین اور کوئی یہان ایذا رسان نہین ہے یہ سُنکر نورالدہر پلٹا اور اُس صحبت مین آیا نگاہ ملکہ پر پڑی ایک
ماہ حسن کو جلوہ گر پایا دیکھتے ہی عاشق ہوا ملکہ نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا لاکر مسند پر بٹھایا اسباب عیش سامنے مہیا کیا گانے مین
موجود تھین ملکہ نے جام شراب کا بھر کر ہاتھ مین شاہزادے کے دیا نورالدہر نے کہا کہ ملکہ اول تو تم حال اپنا بیان کرو
کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ ای شہریار پہلے اپنا حسب و نسب بیان کیجیے اور یہان آنے کا حال بیان کیجیے تو مین بھی
عرض کرون نورالدہر نے کہا کہ مین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہون اسطرح اپنے لشکر سے جدا ہوا قلعہ ذوالامان کو
جاتا تھا راہ مین یہ سانحہ درپیش ہوا یہانتک کہ ہرن کے پیچھے آیا اُسے صید کیا لیکن آپ کی کمند زلف مین اسیر ہوا
اب ای ملکہ تم اپنا حال بیان کرو ملکہ نے کہا ای شہریار یہان سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اُسکا ملک منصور حصار
ہے بادشاہ وہان کا ذوالقاب زنگی ہے مین اُسکی بیٹی ہون ملکہ ماہ مینا میرا نام ہے اپنے باغ کی سیر کو آئی تھی کہ آپکا
گلزار حسن دیکھکر گلچین گلشن جمال ہوئی نورالدہر نے کہا کہ مذہب تمہارا کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ لقا پرست ہون سوا
زمرد شاہ باختر کے اور کوئی خدا بھی ہے نورالدہر نے کہا کہ ای ملکہ لقا کیا قرمساق ہے اُسمین اتنی قدرت کہان جو
کسی کو پیدا کریگا یہ کیسا خدا کہ بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے ہمنے سب ملک اُسکے چھین لیے قبلول خدائی اُسکے
برباد کردی اب وہ بھاگ کر فرعونیہ کو گیا ہے اُسپر لعنت کرو دین اسلام اختیار کرو اُسنے کہا اگر یہی ہے تو مین نے لعنت کی
لقا پر اور اُسکے پرستارون پر نورالدہر نے کلمہ بتایا ملکہ مینا کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی اور اپنی سہیلی والیون
کو بھی مسلمان کیا اب صحبت عیش برپا ہوئی جام ارغوانی گردش مین آیا اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا ای شہریار مین
آپ کی کنیز ہوئی مجھکو آپ سے علاقہ ہے جہان چاہیے لیچلیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے نورالدہر نے کہا ای ملکہ ہمارے
خاندان مین اسکا عیب ہے عورت کو ساتھ لیکر بھاگتے نہین اگر خدا فضل کریگا تو تمہارے باپ کو مسلمان کرکے تمکو
لیچلینگے ملکہ بولی کہ صاحب اُسکے ساتھ پچاس ساٹھ ہزار زنگی آدم خوار ہین تم اکیلے اُس سے کیونکر عہدہ برآ ہوگے

نورالدہر پکارا ای ملکہ تم ابھی مجھسے واقف نہین ہو تمنے ہماری جرأت دیکھی نہین ہمارے سامنے ایک اور ہزار اور
لاکھ اور کروڑ سب برابر ہین تم دیکھو کہ کیا ہوتا ہی اور اگر تم اجازت دو تو جاکر بارگاہ مین گھسکر ذوالقاب زنگی کو پکڑ لاؤن
ملکہ بولی بس صاحب مجھ کمبخت کے وہم و گمان مین بھی نہین آتا کہ تم اکیلے جاکر اُسے پکڑ لاؤ گے تم یہین بیٹھے رہو کسی کو پکڑنے کو
نہ جاؤ القصہ تین روز شاہزادے کو یہان گذرے دایہ نے ملکہ ماہ میتا کی جو یہ تماشا دیکھا سوار ہو کر گئی اور خلوت مین
ذوالقاب زنگی سے سب احوال بیان کیا اُسنے خشمناک ہو کر دایہ کو تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کہ
او لکاتہ تو نے پہلے روز آکر مجھے خبر نہ کی اب آئی ہی خبر لیکر جب ناموس مین میری رخنہ پڑ چکا دایہ کو مار کر آپ وہان سے
دربار مین آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ فوج تیار ہو اُسی وقت تمام فوج تیار ہوئی بس بیس ہزار زنگی زبردست اپنے
ہمراہ لیکر چل کھڑا ہوا اور باغ کو آکر چہار طرف سے گھیر لیا اور خود باغ کے اندر گھسا حملدار دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی
اور پکاری کہ وریان غضب ہوا آپ کا باپ فوج لیے ہوئے آیا ہی باغ کو گھیر لیا ہی اب اندر باغ کے آتا ہی یہ سنتے ہی
ملکہ کی رنگت سفید ہو گئی کانپنے لگی شاہزادے نے کہا کہ ملکہ تم کیون گھبراتی ہو وہ آتا ہی آنے دو کیا کریگا ہمارا کچھ
اندیشہ کا مقام نہین ہی اُسنے کہا ہان صاحب مین تمہارا سا دل کہان سے لاؤن اور صحبت والیان بھاگنے لگین
کوئی کسی طرف کوئی کسی جانب جاکر چھپی کہ سامنے سے ذوالقاب زنگی دکھائی دیا اور دیکھا اس شہریار کو ملکہ کے پاس
بیٹھے ہوئے نعرہ کیا کہ او برباد کن ناموس شاہان تو نے غضب کیا کہ ناموس مین خلل انداز ہوا جائیگا کہان میرے
ہاتھ سے اور تلوار کھینچکر دوڑا نورالدہر پکارا او کافر یہ ناموس میرا ہی تو یہان گھس آیا سزا اپنی معقول پائیگا اور جس طرح
بیٹھا تھا باطمینان تمام بیٹھا رہا ملکہ کو اپنی پشت پر لے لیا ذوالقاب زنگی نے برابر آکر تلوار ماری اُسوقت
شاہزادہ دو زانو گھٹنے ٹیککر اُٹھا آئی تلوار خیال مین کرکے ٹھنکی دی کہ تلوار ٹوٹ پڑی بس قبضہ شمشیر پر
ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھینلی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کر کے اُسے سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ چارون شانے چت گرا چاہا تھا اُسنے کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلون کہ نورالدہر نے ٹھوکر ماری کہ فرش ہو گیا
شاہزادہ چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کمندہ زانو کو دبا کر کہا کہ حالا وقت شناختن پروردگار ہی کوئی بہتر یہ ہی کہ دین
اسلام اختیار کر لعنت کر زمرد شاہ باختری پر اور تعریف پروردگار عالم کی سامنے اُسکے بیان کی اور حقیقت
لقا کی یہ سنکر زنگ کفر کا دل پر سے دور ہوا اور آئینہ اسلام قلب صاف پر منجلی ہوا ذوالقاب زنگی نے کہا
ای شہریار مین نے غلامی آپ کی اختیار کی مجھے لقا نالائق سے کچھ کام نہین مین نے اُسپر لعنت کی نورالدہر نے
کلمہ طیبہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ ای شہریار آپ میرے شہر مین چلیے نورالدہر اُسکے ہمراہ ہوا اور
اپنی بیٹی کو بھی اُس بادشاہ زنگی نے ساتھ لیا شہر مین آیا تیاری شادی کی کی تمام شہر کو مسلمان کیا مسجد کی بنا ڈالی
بتخانے تڑوائے سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد اُسکے عقد ملکہ ماہ میتا کا ساتھ نورالدہر کے ہوا
ایک ہفتہ شاہزادہ یہان رہا بعد اُسکے ذوالقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سے ہمراہ لیکر کوچ بکوچ ملک سپائل کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان قلعہ ذو الامان کے بیان کیے جاتے ہین

اُکر ادھر تو لشکر لاہوت شاہ کا اُترا ہی اُدھر سلیمان فارسی و مظفر بن ضیغم خون آشام کا لشکر اُترا ہی اور نامہ پیام
ہو چکا ہی لاہوت شاہ نے جواب نامہ کا سنکر حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی بجا ہرکارے جو لشکر
اسلام کے لگے ہوئے تھے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے سلیمان شاہ فارسی کو دعا دی اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ
بجا ہی کل ارادہ ہی اُنکا کہ معرکہ آرائے نبرد ہون سلیمان شاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی

بجے طبل جنگی بموجب حکم نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین غلغلہ ہی کہ کل روز جنگ ہی دیکھیے کون مارا جاے کون زندہ بچے
آپسمین بغلگیر ہونے لگے آلات حرب و ضرب کو درست کرنے لگے غرضکہ چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر آکر
مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہونے لگین میدان تیار ہوا نقیبون نے نسب دی
ابھی کوئی میدان مین نکلا نہ تھا کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا ہرکارے
دونون طرف سے خبر کے واسطے روانہ ہوئے کہ کسکی کمک آئی ہی گرد جب قریب آکر شق ہوئی تو دو سو علم نشانہ دو لاکھ
سوار کا نمودار ہوئے اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد اُسکے جلوس سواری گذرا
آپ جو دیکھا تو ایک بوڑھا شیر نہایت قوی ہیکل قوی بازو مرکب پر سوار اور دو نوجوان دہنی بائین طرف آکر
سلیمان شاہ کے پاس موجود ہوئے نام انکا ملک زربان ببر اور خسرو شیر دل اور محمل باختری تھا دو کو سلیمان شاہ
کی آئے ہین یہ قائم ہوئے تھے کہ ایک اور گرد اُڑی اور کامل خان اور نوفل خان بن کنجاب لاکھ سوار کی
جمعیت سے آکر سلیمان شاہ کے شریک ہوئے لاہوت شاہ انکو دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور اپنے ساتھ والون سے کہا
کہ دیکھو یہ سب لقا پرست تھے اب یہ خدا پرستون کے شریک ہین سب نے کہا کہ پیر و مرشد جائینگے کہان آپ کے اقبال
سے ہم سب کا کام تمام کرینگے لاہوت شاہ نے کہا کہ اچھا ہی کوئی ایسا جاے اور کام ان خدا پرستون کا تمام کرے
ایک پہلوان ہی کہ نام اُسکا صور بن صداق ہی گینڈے کو اپنے اُڑا کر سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا سلام کیا
اجازت میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا کہ جا سپرد کیا تجھے نیر اعظم آفتاب تابان کو بس یہ سلام کرکے بار دیگر
مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا خوب گینڈے کو جولان دیا بہت دیر تک ہاتھ نیزے کے نکالے بعد اُسکے
مبارز طلبی کی اُدھر سے ملک زربان ببر سلیمان شاہ فارسی سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا صور بن صداق
نکا دو رن ہوا دونون مرکب برابر سے ہٹ گئے مسکرا اولین مرکبون کو ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا دیکھا ایک نے
دوسرے کو صور بن صداق نے کہا کہ ای ملک زربان ببر تو آگے لقا پرست تھا تجھے یہ کیا ہوا کہ دین خدا پرستون
کا تو نے اختیار کیا اُسنے کہا او کافر لقا تو بھاگتا پھرتا ہی خدا وند ایسے ہی ہوتے ہین کہ بندون سے خوف کرتے ہین وہ
قابل لعنت ہی یہ سنکر صور بن صداق بہت درہم و برہم ہوا اور کہا کہ او بے ادب تو خداوند کو بُرا کہتا ہی خراب
ہتھیار سے تجھسے گفتگو ہوگی لا حربہ اپنا کرے کہ دل مین حسرت نہ رہجاے اُسنے جواب دیا کہ خدا تیرے حربے سے
بچائیگا تو بھی اپنا حربہ کر لیگا صور بن صداق نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا ملک زربان نے نیزے کو نیزے پر
روکا گئی نیزہ بازی ہونے آخر کو ملک زربان نے نیزہ صور کا ہوائی کیا اُس کافر نے تلوار کھینچکر ملک زربان پر
ماری اُسنے تلوار رد کی اور کھینچکر تیغ آبدار جو مارا تو سپر کو صور کی کاٹکر سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر گیا زخم کاری لگا
صور نے دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی لیکن سر سے چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا ملک زربان نے
کہا کہ اس کافر کو لیجاؤ اور کوئی مقابلے کو آئے صور بن صداق کو تو لوگ لیگئے لیکن حریق بن احراق لاہوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا کئی تلوارین ملک زربان پر مارین ملک زربان نے سب وار رد کیے اور تیغ آبدار
کا ہاتھ جو مارا تو مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوئے کہ منصور بن ناصر میدان مین آیا لیکن ہاتھ سے ملک زربان کے
مارا گیا یہانتک کہ سات سردار لاہوت شاہ کے دو پہر تک مارے گئے تھے کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار
بلند ہوا ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے قریب آکر گرد شق ہوئی سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا دکھائی دیے
اور بعد اُسکے ہتھالین شتر نالین فیلبان بالون کے اُنکے بعد مرکب تازی و ترکی وغیرہ باساز و یراق آراستہ و پیراستہ

دو دو سائیں جوڑیان ہاتھون مین لیے ہوئے ہمراہ بعد اُسکے خاصبرداروں کے غول خاصبان کاندھون پر رکھے ہوئے
بعد اُنکے سقے آبپاشی کرتے ہوئے گذر گئے بعد ان سب کے ایک شخص تخت زرنگار پر سوار کہ سن کوئی اٹھارہ برس کا
پوشاک نفیس پہنے ہوئے یہ بیٹا ہے یاقوت شاہ کا زبور شاہ اسکا نام ہے بیابان ہفت پیکر اور دروۂ الوزیہ سے
اپنے چچا لاہوت شاہ کی مدد کے واسطے آیا ہے پانچ سو پہلوان زبردست اسکے ہمراہ ہین مثل شیر اس بن شماس
دمیرہ زن اور برقاس بن ارماس خوک پیشانی اور قطروس بن اشکبوس شبردار اور قہربان بن عنقارود
تیردار و کاردان بن کہرام تیغ بازو اشراق بن شارق تیغ باز و اظہر بن مظہر ہیل گردان و ارفیل بن رافیل
خشت انداز وغیرہ کے اور سات لاکھ سوار ہمراہ آکر لاہوت شاہ کے شریک ہوا لیکن آمد مین اسکے شام ہوگئی
طبل بازگشت بجا لاہوت شاہ زبور شاہ کو ساتھ لیکر پھرا ایک طرف خیمہ اسکا استادہ ہوا اہل اسلام بھی پھر کر
داخل خیمہ ہوئے لاہوت شاہ نے سات روز تک زبور شاہ اور اسکے لوگون کی دعوت کی بعد اُسکے ذکر
اہل اسلام کا آیا زبور شاہ بولا کہ ان خدا پرستون نے ہمارے باپ اور دادا کو کیا کیا آزار پہونچائے ہین اور یہ
جتنے پہلوان میرے ہمراہ ہین ان سب کے باپ اور بھائی اور چچا خدا پرستون کے ہاتھ سے مارے گئے ہین یہ
سب عوض خون کا لینے آئے ہین اور مین تو جب تک ملک سبائل کو نہین لیتا ہون مجھے آرام و چین نہین ہے بس
اتنے مین برقاس نے کہا کہ ان خدا پرستون کی حقیقت کیا ہے اگر کل ہی ان سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا برقاس
بن ارماس نہ رکھا ہوگا آپ طبل جنگ بجوائیے دیکھیے کیونکر سر میدان دشمنان خداوند کو مارتا ہون اُسی وقت
طبل جنگ بجا اُدھر خبر سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی بیٹھے ہوئے تھے سلیمان شاہ
سے کہا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوائیے ہم جانبازی و سرفروشی کو حاضر ہین حکم دیا سلیمان شاہ فارسی نے کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی جو کچھ پروردگار عالم ہمارے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا جب
حکم ادھر بھی طبل جنگ بجا دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ فارسی
مع فوج میدان مین آیا لشکر صف آرا ہوا اُدھر سے لاہوت شاہ اور زبور شاہ مع اپنے پہلوانون اور فوج
کے میدان مین آکر مقابل لشکر اسلام کھڑے ہوئے جب صف آرائی ہوگئی میدان تیار ہوا نقیب آکر للکارے کہ
کون نامور بہادر ایسا ہے کہ نکلے میدان کارزار مین دیکھا کہ لشکر کفار مین علمہائے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے آواز
کرنا دم گاؤ دم نفیری شتری دامون کی بلند ہوئی اور برقاس بن ارماس نے اپنے کرگدن کو اُڑایا سامنے
تخت لاہوت شاہ اور زبور شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی اب ان دونون کافرون نے کہا
کہ لقا خدا ئے باختر تیرا نگہبان ہے برقاس بن ارماس بار دگر کرگدن پر جھٹکر میدان مین آیا سراپا دکھایا
جب خوب عرق عرق ہوگیا ٹھہر کر مبارز طلب کیا ادھر سے پھر ملک زرمان ببر سلیمان شاہ سے اجازت لیکر
مقابل ہوا بعد از تکاور زنی ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگا خوب تیغ زبان کے وار چلے آخر کو نیزے ہاتھون
مین سنبھالے برقاس نے نیزہ مارا زرمان ببر نے نیزے کو نیزے پر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین ملک زرمان
نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا برقاس نہایت غضبناک ہوا تلوار ملک زرمان پہ ماری اُسنے بسبب سپرداری رد کیا اور
ہاتھ تیغۂ آبدار کا جو مارا برقاس کے دو ٹکڑے ہوئے طویل بن بالا میدان مین آیا بعد از نیزہ بازی نوبت
شمشیر زنی کی پہونچی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کو طویل بھی ہاتھ سے ملک زرمان ببر کے مارا گیا سرحاب
بن سیماب آیا وہ بھی مارا گیا شریر بن اشرار نکلا وہ بھی جہنم واصل ہوا حاصل کلام کوئی پہر دن رہے تک سترہ سردار

زبور شاہ کے مارے گئے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا دو بیٹے تنجیر روئین تن کے الجائے روئین تن
اور ملجائے روئین تن لاکھ سوار اور پیادون سے پہونچے اور ملازمت لاہوت شاہ کی حاصل کی زبور شاہ کو
مجرا کیا دن گذر گیا تھا طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجائے و ملجائے
کو لیے ہوئے خیمے مین آیا دعوت کی ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ ہوئی الجائے و ملجائے نے لقا کو پوچھا کہ
خداوند کہان ہین لاہوت شاہ نے کہا کہ اپنے بھائی فرعون شاہ پاس ہین اور حمزہ بھی وہین ہی خوب لڑائیان
ہو رہی ہین ان دونون نے کہا کہ ان خداپرستون کو مار کر یہان سے چلکر خداوند کی مدد کرینگے اور کہا کہ آپ
طبل جنگ بجوائیے کل ان خداپرستون کو مارنا ہمارا کام ہے لاہوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا ادھر سلیمان شاہ
فارس کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا غرضکہ ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر
صفین باندھ کر کھڑے ہوئے میدان تیار ہوا نقیب نہیب دیکر چلے گئے تھے کہ الجائے روئین تن لاہوت شاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا اور ہیئت یہ کہ پیراہن آب روان کا پہنے ہوئے زمرد کے یکے بازوون پر بندھے ہوئے
تاج سر پر رکھا ہوا گینڈے پر سوار میدان مین پہونچکر مبارز طلب کیا کہ آج بھی ملک زرمان بر سلیمان شاہ سے
اجازت لیکر مقابل ہوا بعد تگا درزی الجائے نے کہا کہ نام اپنا بیان کر اُسنے جواب دیا کہ مجھے ملک زرمان بر
کہتے ہین الجائے نے کہا کہ کل تو ہی نے صورین صد افق کو زخمی کیا تھا اور کئی سردارون کو مارا ملک زرمان نے
کہا کہ قضا اُنکی تھی میرے ہاتھ سے مارے گئے اُسنے کہا خیر معلوم ہوا لا اپنا حربہ جو کچھ کہ رکھتا ہو ملک زرمان
نے کہا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے یہ ہمارا دستور نہین کہ پہلے اپنا وار کرین تو پہلے اپنا حربہ کرلے
اُسنے کہا کہ میرا حربہ غضب ہی خداوند باختر کا ملک زرمان نے کہا وہ غضب تیرے ہی جان پر نازل ہوگا یہ
سُنکر الجائے برہم ہوا اور تلوار میان سے لی اور خبردار خبردار کہکر حربہ کیا ملک زرمان نے تلوار روکی اور اپنی
تلوار اُسپر ماری الجائے نے سینہ سپر کردیا تلوار جو سینے پر پڑی جیسے گھڑیال سے موگری اُچٹ جاتی ہے تلوار
ملک زرمان کی اُچٹ گئی الجائے نے دوسری تلوار ماری کہ سپر ملک زرمان کی کٹی اور تیغ سر پر بیٹھی کہ تا دو ابرو
اُتر گئی زخم کاری لگا دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی سر سے چادر خون کی باہر آئی چاہا اُس حرامزادے نے کہ اور
تلوار مارون کہ کام اُسکا تمام ہو کہ طور سرکن دوڑ پڑا للکارا کہ او کافر کیا کرتا ہے زخمی پر تلوار مارتا ہے ٹھہر کہ حریف
تیرا مین ہون یہ کہتا ہوا سامنے اُس کافر کے آگیا اُسنے ہاتھ اپنا روکا تھا اور کہا کہ تو نے میرے صید زبون کو بچا دیا
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا طور سرکن بولا کہ زخمی کو مار ڈالنا کون سی بہادری ہے ایک پیرزال چاہیے
تو سر اُسکا کاٹ لے الجائے بولا کہ زخمی بھی تو یہ میرے ہی ہاتھ سے ہوا تھا خیر تو نے اُسے بچا دیا تو اب تجھے مارونگا
غرضکہ بعد گفتگوے بسیار لگی تلوار چلنے کئی تلوارین طور سرکن نے مارین مگر کچھ نہ ہوا جب تلوار پڑی اچٹ گئی اور
طور سرکن نے کئی وارین الجائے کی بھی رد کین آخرکار زخمی ہوا محمل باختری دوڑ پڑا مقابلہ کیا پھر کامل لڑا کہ تیغ
قضا کی لگی سر تن سے جدا ہوگیا شہید ہوا شام تک کوئی چار بہادر اور اسکے ہاتھ سے مارے گئے طبل بازگشت بجا
دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجائے پر سے زر نثار کرتا ہوا اپنے خیمے مین لایا جام شراب
گردش مین آیا کہ الجائے نے نشہ شراب مین پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام پریشان پھرے زخم مین ملک زرمان
کے ٹانکے لگائے جا رہے تھے کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی ناچار اس طرف بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ
مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دیکر چلے گئے

کہ الجاے روئین تن میدان مین آیا ادھر احمد بن محمود نکلا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر ہاتھ سے الجاے کے مارا گیا
عمر بن زید نکلا وہ بھی شہید ہوا زید بن حارث آیا وہ بھی قتل ہوا اسی طرح کئی سردار درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے مین
الجاے مبارزطلبی کر رہا ہے کوئی اسکے مقابلے کو نہین نکلتا ہے سلیمان شاہ مصروف دعا ہے کہ بیابان سے گرد اُٹھی اور
آوازین بوق کی بلند ہوئین کہ غضنفر بن اسد بارہ ہزار قزاق سے نمودار ہوا آکر سلیمان شاہ کو مجرا کیا سلیمان شاہ نے
تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا غضنفر سے لپٹ گیا کہا کہ ہم آپ کے نانا کے نمکخوار ہین آپ شاہزادے ہین غضنفر نے پوچھا
کہ یہ کیا معرکہ ہے بیان کیا کہ یہ پہلوان جو میدان مین کھڑا ہے روئین تن اور آہنین بدن ہے بہت سردار اسکے ہاتھ سے
مارے گئے ہین کوئی اسکے مقابلے کو نہین نکلتا تھا کہ آپ پہونچے غضنفر نے کہا یہ شکار میرا ہے کہان جائیگا یہ کافر میرے
ہاتھ سے بچکر ادھر الجاے نے دیکھا کہ یہ وہی دیوانہ ہے جسنے ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہے پھر مبارزطلب کیا کہ ای خدا پرستو
بھیجو کسی کو میرے مقابلے کے واسطے غضنفر نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا مین ہون چھری تلے دم لے آیا مین اور
اُڑا کر مرکب سامنے الجاے کے پہونچا بعد تکاورزنی کے الجاے نے کہا کہ او دیوانے کہا اپنے گریبان تیرا پنجۂ اجل مین
پھنس گیا قضا لیے تجھے کشان کشان یہان لائی غضنفر نے کہا او حرامزادے تیری قضا سر پر کھیلتی ہے کوئی گھڑی کا تو مہمان ہے
تجھے جہنم کو پہونچائے دیتا ہون بس یہ سنکر الجاے نہایت غضبناک ہوا کہا کہ تجھے بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت کا دیکھ تیری
کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر تلوار ماری غضنفر نے وہ تلوار اُسکی رد کی اور کھینچکر تیغۂ روئین شگاف جو اُسپر مارا تو
سر پر بیٹھا کہ ساغری سے گذر گیا دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر لاہوت شاہ نے فوج کو حکم دیا کہ مارلو اس خدا پرست کو
تمام کفار تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے غضنفر اُنپر جا پڑا یہ دیکھکر سب قزاق غضنفر کے بوقین بجا بجا کر جا پڑے
ادھر سے سلیمان شاہ نے لشکر پر تاکید کی کہ مدد کرو غضنفر کی تمام اہل اسلام جا پڑے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی
غلغلہ دار وگیر برپا ہوا دن بھر خوب کشت وخون ہوا بہت لوگ طرفین کے مارے گئے ہنگامہ محشر برپا تھا شام کو
طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے ادھر غضنفر پر سے لوگ زرنثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اُدھر کفار
لاشہ الجاے روئین تن کا جو چھوٹے بھائی اُسکا ملجاے روئین تن روتا ہوا پھر لاش اُسکی جلائی پھونکی اُسے جہنم کو
پہونچایا اب سب کرین کھول کھولکر بیٹھے ہین کہ غضنفر بن اسد لشکر لاہوت شاہ پر آکر شبخون گرا قتل کرنے لگا ایک طرف
سے آیا بیچ لشکر کے ہوتا ہوا دوسری طرف کو صاف نکلا چلا گیا کفار مین رات بھر تلوار چلی صبح کو پہچان پہچان کر علحدہ
ہوئے بہت کفار اُس رات کو مارے گئے لشکر آدھا رہگیا ملجاے روئین تن دو روز غم مین بھائی کے رہا تیسرے روز
اسنے طبل جنگ بجوایا کہ کل مین اپنے بھائی کے خون کا عوض اس دیوانے سے لونگا ادھر لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا
رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیب
نقیب دیکھتے گئے ملجاے روئین تن جوشان وخروشان میدان مین آیا نعرہ کیا کہ کہان ہے دیوانہ آئے میرے
مقابلے کو غضنفر نے یہ سنتے ہی مرکب اُڑایا اور مقابل آکر تکاورزن ہوا ملجاے نے کہا ای دیوانے غضب کیا تونے کہ
بھائی کو میرے مار ڈالا آج دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون غضنفر پکارا کہ او نالائق مین تجکو بھی تیرے بھائی کے پاس پہونچا دونگا
یہ سنکر وہ غضبناک ہوا اور نیزہ اُٹھاکر غضنفر پر مارا غضنفر نے نیزہ نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی مین
غضنفر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ملجاے نہایت برہم ہوا ڈالکر قبضے پر ہاتھ کھینچکر تیغہ آبدار غضنفر پر چلایا غضنفر نے
ارادہ کیا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالکر تلوار جھپٹکر قاش زین سے اٹھالون یہ ارادہ کرکے گھوڑے کو بڑھایا کہ زیر بغل جا کے
وہان موش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے اُلٹ گیا اوپر سے تلوار جو پڑی تا دو ابرو اُتر گئی غضنفر نے

جلدی سے دستانہ مارا اور گھوڑے کو سنبھالا مگر زخم جو کاری لگا تھا غش آگیا اُسنے چاہا کہ اور تلوار مارے کہ غضنفر کا کام تمام ہو کہ شہاب بن فولاد اژدر گیر نے اپنے گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او کافر دست خود را نگہدار کہ آیا مین اور یہ نعرہ کر کے اُسکے برابر پہونچا آپ سامنا کیا غضنفر کو وہان سے پھیر دیا ملجاے روئین تن نے کہا کہ غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کے قاتل کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اُسکے عوض مین تجھے مار ڈالونگا یہ کہکر وہی تلوار فولاد پہ ماری فولاد نے تلوار اُسکی تلوار پہ روکی اور اپنا وار اُسپر کیا لیکن تلوار ٹکرا کر اُچٹ گئی دو تلوارین فولاد نے مارین دونون اُچٹ گئین کوئی کارگر نہ ہوئی اسکی جو تلوار ملجاے نے ماری فولاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغ نہ رکسکی سپر کو قلم کر کے سر پر بیٹھی کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹا کر نکلگئی چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا یہ حال دیکھکر گنداد دل شاہ نے مرکب اپنا اُڑایا سامنے ملجاے روئین تن کے آیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی لیکن ملجاے کے جسم پر خط تک نہ پڑا اب جو ملجاے نے تلوار غصے مین آکر ماری یہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک سات پہلوان اور جوان سے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنی اپنی آرامگاہ پر آئے ہر ایک اپنے خیمے مین داخل ہوا ملجاے صحبت مین آکر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا اس کافر نے کئی جام پیے جب دماغ اسکا بادۂ کبر و نخوت سے گرم ہوا آتش تر نے اپنا اثر دکھایا نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان طبل جنگی بجا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر آکر مقابل یکدگر صفین باندھ کر کھڑے ہوئے جب میدان آراستہ ہو چکا اور نقیب نہیب دیکر چلے گئے ملجاے نے اپنے گینڈے کو بڑھایا سامنے تخت لاہوت کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جا خداوند باختر اور نیر اعظم تیرا نگہبان ہو ملجاے بار دگر گھوڑے پر بیٹھا اور میدان مین آیا بعد سلح شوری کے مبارز طلب کیا ادھر سے بہرخار اکن نے مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی وار رد کیے اکثر ضربین لگائین لیکن کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار زخمی ہوا اور کئی بہادر زخمی ہوئے بعض مارے گئے شام ہو گئی آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لاہوت شاہ کمال خوشنود نہایت مسرور پھر کر داخل بارگاہ ہوا الغرض ملجاے روئین تن کی ہو رہی تھین کہ جام شراب گردش مین آیا کہ ملجاے روئین تن نے نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت کوس حربی بجا ادھر اہل اسلام کمال پریشان پھرتے تھے کہ خبر طبل جنگ پہونچی یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھ کر مقابل یکدگر کھڑے ہوئے نقیب نہیب دیکر نکلگئے کہ ملجاے روئین تن پھر لاہوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا دکھایا بعد اُسکے مبارز طلب کیا آج ادھر سے مظفر بن ضیغم خون آشام مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی مظفر نے نیزہ ملجاے کا ہوائی کیا اسنے غصے مین آکر تلوار ماری مظفر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور اپنا وار کیا تلوار اسکی سینے پر پڑی صاف اُچٹ گئی خط تک نہ پڑا ملجاے نے دوسری تلوار ماری کہ سپر مظفر کی کٹی تلوار سر پر بیٹھی کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹا کر نکلگئی لیکن زخم جو کاری لگا غش طاری ہوا القصہ سات روز کی میدانداریون مین تمام سرداران باختر اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور بہت سے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے آٹھوین روز یہ میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہے کوئی لشکر اسلام سے اسکے مقابلے کو نہین نکلتا ہے سلیمان شاہ فارسی تاج سر سے اُتار کر دعا مانگ رہا ہے کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اس وقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی ایسا نہین ہے کہ اس بلا کو دفع کرے اور ناموس صاحبقرانی کو بچائے اب ہماری اور انکی آبرو تیرے ہاتھ ہے ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر نمایان ہوا اور اُسمین سے آواز نقارے اور کرنا کی آنے لگی شور علی علی

کہ یکایک وہ ابر میدان مین پہونچکر شق ہوا اور اُسمین دیو پری کے گروہ نمایان ہوئے اور پچاس ہزار سوار آدمزاد گھوڑون پر
سوار اور ایک تخت پر دس سوار اُنکو دیو لیے چلے آتے ہین اور اونٹون پر اسباب اور خیمہ وغیرہ لدا ہوا ہی اور ایک
تخت پہ ایک جوان ماہ طلعت بیٹھا ہوا تاج مکلل بجواہر سر پر اُسکے رکھا ہوا خفتان مرصع نگار گلے مین اسکے پڑی ہوئی
دیو پری جن گرد و اطراف مین آکر سلیمان شاہ کو سلام کیا نام اسکا سلیمان ثانی ہی بیٹا ہی عجیل ماہرو کا پردۂ قاف
مین بہت سے کام اسنے کیے ہین آکر صف باندھکر کھڑا ہوا حال پوچھا معلوم ہوا کہ یہ میدان مین ملجاے روئین تن
کھڑا ہوا ہی اسکے ہاتھ سے بہت لوگ مارے گئے ہین اور صدہا زخمی ہوئے ہین اب کوئی اسکے مقابلے کو نہین جاتا کہ
اسمین پھر ملجاے نے مبارزطلبی کی بس سلیمان ثانی نے سلیمان شاہ سے اجازت لی اور مرکب اپنا چمکایا برابر ملجا
کے پہونچا تھا کہ وہ کافر نگاور زن ہوا سلیمان ثانی کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا اور ملجاے کا گینڈا کوئی آٹھ قدم پسپا ہوا
چھونک مین اُسکے پیچھے پہ جا رہا گرتے گرتے سنبھلا مسلکر رانون مین پھیر کر گینڈے کو مقابلہ کیا اور کہا کہ ای خدا پرست تو
کون ہی جو آکر مقابل ہوا کہا کہ مین جان کا ملک الموت ہون یہ سنکر ملجاے نہایت غضبناک ہوا پکارا کہ خبردار رہنا یہی
تلوار ہی جو خدا پرستون کے خون سے آشنا ہو رہی ہی اسی سے سب کو مارا ہی اور زخمی کیا ہی لے اسے یہ کہکر تلوار ماری
سلیمان ثانی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر چونکہ تلوار کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار قریب آئی سپر تو ہاتھ
سے چھوڑ دی کہ علی بند سپر کا برجا چھولا اور پنجہ یلی کو دراز کر کے تلوار پر جھٹکی دی کہ تیغ چٹ پڑی قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا
مروڑ کر ہاتھ تلوار چھینلی اور ڈالکر زنجیر مین ہاتھ قاش زین سے اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا تھا اُسنے کہ
مونڈھے کی کھا کر سنبھلے کہ کود کر گھوڑے سے مشکین اُسکی باندھ لین اور لیکر میدان سے پھرا لاہوت شاہ نہایت
اُداس کمال پریشان پھر گیا ادھر سلیمان شاہ کشتیان جواہر کی سلیمان ثانی پر سے نثار کرتا ہوا لیکر پھر ابارگاہ
مین آیا بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی حکم دیا کہ ملجاے روئین تن کو قید کرو صبح کو دیوان اسکا سمجھا جائیگا اُسکو اسیر
غل و زنجیر کر کے زندانخانے مین قید کیا رات کو آرام کیا صبح کو دربار ہوا سلیمان ثانی ذنگ شوکت پر متمکن ہوا سلیمان شاہ
فارسی تخت پہ جلوہ افروز ہوا سردار گرد و اطراف آکر بیٹھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ غضنفر بن اسد آتا ہی
سلیمان ثانی نے دیو پری آدمزاد سب کو واسطے استقبال کے بھیجا اور ساتھ عزت و تکریم کے بلایا سلیمان ثانی
خود بھی تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا غضنفر دوڑ کر لپٹگیا سلیمان ثانی بغلگیر ہوا دونون برابر بیٹھے باتین ہونے لگین غضنفر
نے کہا بھائی صاحب آپ دیوون کو اپنے ساتھ سے رخصت کر دیجیے نہین یہ مشہور ہوگا کہ خدا پرست دیوون کی مدد سے
کام کرتے ہین سلیمان ثانی نے سب دیوون پریون کو رخصت کر دیا اب غضنفر نے کہا کہ بھائی صاحب آپ نے
خوب اس روئین تن کو پکڑا ایک کو مین نے مارا تھا دوسرے کو آپ نے گرفتار کیا پھر اُسے زندہ کیون رکھ چھوڑا ہی
سلیمان ثانی نے کہا کہ لاؤ ملجاے روئین تن کو اُسی وقت اُسکو لوگ لاے کہ مشکین بندھی تھین ہاتھو نمین ہتھکڑیان
پانوُن مین بیڑیان گلے مین طوق اس ہیئت سے لاکر حاضر کیا اُسنے بطریق لقاپرستان سلام کیا سلیمان ثانی نے کہا
کہ ای گبر مین نے تجھے کسطرح اسیر کیا اُسنے کہا کہ تو زبردست تھا مجکو پکڑ لیا سلیمان ثانی نے کہا کہ دین لقاپرستی
ترک کر اور دین اسلام اختیار کر اُسنے کہا کہ ہزار جانین میری زمرد شاہ پر نثار کبھی مین دین تیرا اختیار نہ کرونگا
کیونکہ تم خداپرست کہتے ہو کہ خدا کو دیکھا نہین ہی عقل سے پہچانا ہی پھر مین خدا ے دیدہ کو چھوڑ کر کبھی خداے نادیدہ کی
پرستش نہ کرونگا یہ کلمہ سنکر سلیمان ثانی نہایت برہم ہوا اور ایک ترنج سامنے رکھا ہوا تھا اُسے اُٹھا کر ملجا کے
منھ پر مارا وہ کافر نہایت غضبناک ہوا اور قید کو توڑ ڈالا برابر ایک شخص کھڑا ہوا تھا تلوار اُسکی کمر سے چھین کر

سلیمان ثانی پر دوڑا جب تک وہ سنبھلے سنبھلے تلوار اسنے ماری گھبراہٹ مین سپر پر وار روکا لیکن سپر کٹی اور کوئی پار انگل سر مین اُتر گئی یہ تو غش کھا کر گرا اور یہ کافر وہان سے دروازۂ بارگاہ کی طرف چلا غضنفر نے دیکھا کہ اس نالائق نے سلیمان ثانی کو زخمی بھی کیا قید بھی توڑی اور صاف نکلا جاتا ہے نعرہ کیا کہ او کافر کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکلجائے اُسنے کچھ نہ سُنا اور باہر دروازے کے آیا مرکب سلیمان ثانی کی سواری کا کھڑا تھا اُسپر سوار ہوا اور بھاگا غضنفر بھی باہر نکلکر گھوڑے پر سوار ہوکر تعاقب مین اُسکے چلا مگر ملجاے روئین تن بھاگا بھاگا قریب لشکر لاہوت شاہ کے پہونچ چکا ہے کہ ہرکارون نے لاہوت شاہ کو خبر دی کہ ملجاے روئین تن چھوٹا ہوا آتا ہے بہت خوش ہوا اور تمام سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا ملجاے نے لاہوت شاہ کو مجرا کیا اور بارگاہ مین آکر دنگل پر اپنے بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی دور جام شراب کا ہوا لاہوت شاہ نے حال پوچھا کہ کیونکر چھوٹکر آیا خدا پرستون کی قید سے کیونکر رہائی پائی اُسنے کہا کہ سلیمان ثانی سے اور مجھسے بہت گفتگوے سخت آئی قید توڑ کے اُسکو زخمی کرکے چلا آیا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ غضنفر بن اسد مثل شیر خشمناک مع مرکب بارگاہ مین گھس آیا اور نعرہ کیا کہ باش او کافر بھائی کو میرے تو زخمی کرکے آیا ہے مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر ملجاے کی طرف چلا اسنے اپنے دل مین کہا کہ ایک مرتبہ تو اسے زخمی کر چکا ہے ابکی مارے اور پکارا کہ او دیوانے مین تیرا راستہ ہی دیکھ رہا تھا سو تیری قضا تجھے لے آئی غضنفر نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت ہون اُس روز تو میرے ہاتھ سے بچگیا معلوم ہوا کہ قضا تیری آج ہے یہ کہکر تلوار کھینچی اُدھر ملجاے نے بھی تیغ کھینچی اور غضنفر پر ماری غضنفر نے تلوار اُسکی خالی دی ملجاے اپنے زور مین آپ ہی جا چکا تھا کہ غضنفر نے تیغہ روئین شگاف جگرگاہ پہ مارا دو ٹکڑے ہوئے بس اسکے مرتے ہی بارگاہ مین ایک غل ہوا کہ وہ ملجاے مارا گیا اور غضنفر مرکب اپنا پھیر کر کافرون کو قتل کرتا ہوا پھرا لاہوت شاہ نے چاہا تھا کہ تعاقب غضنفر کا کرے کہ جوڑی ہرکارون کی آگی پسینے مین عرق گرد مین غرق بعد دعا بکر عرض کیا کہ بدر بن زلازل کیخشمی آتا ہے لاہوت شاہ یہ سُنکر ٹھہر گیا اور تعاقب سے غضنفر کی باز رہا اور پہلوانون کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور تابوت ملجاے کا اُسکے وطن کو روانہ کیا غضنفر ملجاے کو قتل کیے ہوئے پھر کر چلا تھا کہ راستے مین اسکے رفیق ملے حال پوچھا کہ تم سب کیون آئے ہو ہر ایک نے عرض کیا اے شہریار ہمین صبر کب پڑتا ہے کہ آپ جائین اور ہم بیٹھے تماشا دیکھین غضنفر نے کہا کہ عنایت خدا سے مارا اُس کافر کو پھر کوئی میرے مُنھ پر نہ چڑھا مین چلا آیا یہ باتین کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ لشکر سلیمان شاہ کا ملا اُس سے پوچھا کہ تم لوگ کہان چلے تھے کہا کہ آپکی مدد کے واسطے کہا کہ پھر اب کیا ہے پلٹ چلو مین تو اُس روئین تن کو مار آیا سب خوشی خوشی پھرے کہ بعد اُسکے دیکھا کہ سلیمان ثانی اس حال سے چلا آتا ہے کہ زخم سر بندھا ہوا غضنفر نے پوچھا بھائی صاحب یہ اس حال سے آپ کہان چلے تھے سلیمان ثانی نے کہا کہ تم تنہا اُس کافر کے تعاقب مین گئے تھے میرے دل نے نہ مانا مین چل کھڑا ہوا غضنفر نے کہا بھائی صاحب عنایت پروردگار سے مار کر اُس نالائق کو آتا ہون سلیمان ثانی نے غضنفر کو گلے سے لگایا اب دونون ملکر پھرے داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا لیکن ادھر بدر بن زلازل کیخشمی آکر لاہوت شاہ پاس پہونچا ملازمت حاصل کی دنگل پر اپنے بیٹھا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی ہاتھ اُٹھا کر بد دعا دی اور عرض کیا کہ طرماسپ بن طہماس ساٹھ ہزار سوار سے آتا ہے لاہوت شاہ نہایت خوشنود ہوا اور حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی اور تمام سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور سرے سے لشکر کے تا بارگاہ پا انداز دلوایا کمال عزت سے اُسے بلوایا ادھر جاسوسون نے خبر سلیمان شاہ کو پہونچائی کہ طرماسپ بھی آ پہونچا یہ سُنکر سلیمان شاہ نہایت متوحش ہوا سب نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر خدا فضل کریگا تو پاینگے اس کافر کو بھی گر

طرماسپ اگر لاہوت شاہ سے ملا دنگل شوکت پر بیٹھا اور دنگل اسکا سب سردارون سے بالادست بچھا لیکن طرماسپ
نے لاہوت شاہ سے کہا کہ آپ کی مدد کے لیے آیا ہون کہ مارکران خداپرستون کو چھینکر ملکہ گیتی افروز کو واسطے
زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے لیجاؤن بدر رنے جو یہ کلمہ سُنا نہایت قہر و غضب سے طرماسپ کی طرف
دیکھا لاہوت شاہ نے کہا ای بدر تمھارے خشمناک ہونے کا کیا سبب ہی بدر پکارا یا خداوندزادے مین مدت
سے ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون اور شہر اختم مین خداوند نے گیتی افروز کو مجھے دیدیا ہی مین اسی واسطے اپنی محسن ملکہ
بوہمن جادو سے بگاڑ کر آیا ہون کہ ملکہ گیتی افروز کو اپنے تصرف مین لاؤن اور کوئی لینا والا کون ہوتا ہی کیا حق رکھتا ہی
اب اگر کوئی نام اُسکا بے ادبی سے لے تو زبان اُسکی گُدی سے کھینچ لون طرماسپ نے جو یہ کلمہ سُنا جہان آنکھون مین
تیرہ و تار ہو گیا اور پکارا کہ او مادر بخطا زیادہ گوہ کھا داہیات نہ بک ارے جہان کہ زبدۂ آفتاب پرستان عاشق ہو
وہان دوسرے کی مجال ہی کہ قصد بیاہ کرے بہت تو نے جھک مارا جو یہان آیا اس ارادے سے زیادہ سر اُٹھائیگا
تو سزا پائیگا سر تیرا دھڑ سے کھینچکر پھینک دونگا اور تو نہین جانتا کہ مین کون اور کسکا بیٹا ہون اور کسکا رفیق ہون
بدر نے کہا او نالائق تو مجھسے یہ کلمہ دو کلام کرتا ہی اور کھینچکر خنجر طرماسپ پر مارا طرماسپ نے ہاتھ قبضے پر ڈالدیا
اور چھینکر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا طرماسپ چھاتی پر چڑھ بیٹھا
اور چاہا کہ دھڑ سے سر کھینچ لون کہ لاہوت شاہ نے ہاتھ طرماسپ کا پکڑ لیا کہا کہ بس اب یہ اپنی سزا کو پہنچ گیا
چھوڑ دو اسے کہ یہ پیغمبرزادہ ہی خداوند کا طرماسپ اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس سے کہا کہ خبردار پھر گیتی افروز کا نام
نہ لینا بدر نے کہا اب مجھسے خطا ہوئی لاہوت شاہ نے بدر کا ہاتھ پکڑ کر طرماسپ کے پیرون پر گرایا طرماسپ نے
اُسے گلے سے لگایا اب مل جلکر بیٹھے ناچ دیکھنے لگے صحبت گرم ہوئی جام شراب گردش مین آیا جب نشہ خوب ہوا بدر
نے طرماسپ سے کہا کہ اگر حکم ہو تو پہلے خداپرستون سے مین لڑون اُسنے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی بدر نے طبل جنگی
بجوایا یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی حکم دیا کہ خداے ما بزرگ است بموجب مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد
دوست + ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بقوت ایزدی بجے اُسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر
تیاری جنگ مین مصروف ہوئے ساری رات اسی حالت مین بسر ہوئی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ مع غضنفر
بن اسد و سلیمان ثانی میدان مین پہونچے لشکر کو آراستہ کر کے کھڑے ہوئے اُس طرف لاہوت شاہ اور زرلور شاہ
تخت پر سوار عقب مین تمام فوج طرماسپ اور بدر ہمراہ تخت نمودار ہوئے میدان مین پہونچکر صفون کو آراستہ
پیراستہ کر کے کھڑے ہوئے کہ نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کیا کہ کون ایسا بہادر ہی کہ میدان مین نکلے
اور نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے کیونکہ شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا + مردونکا آسمان کے تلے نام رہ گیا
اور ایک روز مرنا ہر شخص کے لیے ہی لیکن ایسا مرنا کہ جسمین قیامت تک نام باقی رہے بہت بہتر ہی گویا یہ موت
حیات جاودان ہی بس نقیب چپ ہوئے تھے کہ بدر بن زرلال حبشی نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ
کے آیا اجازت چاہی کہا سپرد کیا تجھکو خداوند باختر اور نیر اعظم آفتاب تابان کے اور جام شراب دیا بدر جام
پیکر سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر عازم میدان ہوا ہنوز مبارز اپنے طلب نہین کیا تھا کہ از پردۂ بیابان
گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو گرد نے
تاراہو کو ہوا نے مارا گرد کو کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور اُس گرد کے اندر سے چھ سو علم نشانہ چھ لاکھ سوار کا کہ
پھریرے علمون کے آبی رنگ کے ہر علم پر تعریف خداوند آبحیات اور پیر زلال رونشفہ ہی مرقوم بعد اسکے جلوس سواری کا

برچھی بردار جھنڈی بردار چوبدار جب سب جلوس گذر چکا تو تخت کشور شاہ کا نمایان ہوا آگے آگے داراب مالک اژدر
برابر اُسکے چھ لاکھ سوار پشت پر میدان مین پہونچکر ایک طرف قائم ہوئے لیکن داراب نے بدر بن زلازل کو جو
دیکھا نہایت خوش ہوا ادھر بدر نے پھر مبارز طلب کیا تھا کہ داراب نے مرکب اپنا اُڑایا اور سامنے بدر کے آیا بدر
نکادر زن ہوا کہ مرکب داراب کا حسب دستور پیچھے ہٹا اور گھوڑا بدر کا بہت پسپا ہوا لیکن مسلکر رانون مین بگ ٹا رکر
پھر مقابل ہوا اور داراب سے کہا کہ او آب پرست تو یہان کیونکر آیا کہا کہ تیری تلاش مین یہان آیا سُنا کہ تو سپاہی بن
گیا ہوا ہی مین بھی یہین آیا بدر نے کہا کہ تجھے قضا لیکر آئی ہی اور نیزہ داراب پر مارا داراب نے نیزے کو نیزے پر رد کر
اور چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے بدر کے نکالدیا بدر نے غصے مین آکر تلوار ماری داراب نے اُسے رد کیا اور اپنا
وار اُسپر کیا لیکن تلوار داراب کی پڑتے ہی اُچٹگئی اب داراب نے یہ ارادہ کیا کہ تلوار اسکی چھینلے اور اُسے
قاش زین سے اُٹھالے اور مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ زیر بغل چلا کہ تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا الان ہو کر چلا
داراب گھوڑے کو سنبھالنے لگا کہ بدر نے گھات پاکر تلوار ماری پورا وار سر پر بیٹھا کہ تا دوابرو تلوار بدر کی اُتر گئی
داراب نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا تھا کہ داراب کو غش آگیا
گھوڑے سے گرا بدر نے چاہا کہ اور ایک ہاتھ مارون کہ سر اسکا جسم سے جدا ہو جاے کہ سلیمان زربن زرہ دوڑ پڑا
اور کہا کہ او نالائق کب تک ناحق آیا مین بدر نے پکارا تجکو بھی قضا لیے آتی ہی مگر سلیمان قریب پہونچا تھا کہ بدر نے
تلوار ماری سلیمان نے وار اسکا رد کیا اور اپنا وار اُسپر کیا مگر تلوار ختان مرچ بند کے سبب سے جسم پہ بدر کے
اثر نہین کرتی کئی وار بدر نے ہنس ہنسکر سینے پر روکے اور خبردار خبردار کہکر تلوار ماری سلیمان نے سپر جہرے کی
پناہ کیا لیکن تیغ نے سپر کو کاٹا خود کو دو کیا تا دوابرو اُتر چکی تھی کہ سلیمان نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکلگئی اسی طرح
کئی سردار زخمی ہوئے دو ایک مارے گئے شام ہو گئی طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے ادھر
لاہوت شاہ اپنی بارگاہ مین پہونچکر تخت پر بیٹھا تمام سردار گرد و اطراف مین دنگلون پر بیٹھے جام شراب گردش مین
آیا بدر نے چاہا کہ پھر اپنے نام پر طبل جنگ بجاؤن کہ طرماسب نے کہا بس ایک روز تو لڑ چکا اب پھر دو چار دن کے
بعد لڑیو کل مین لڑونگا اور حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا ادھر سلیمان شاہ فارسی پھر کر داخل بارگاہ
ہوئے ہین ذکر داراب کا ہو رہا ہی کہ آج کی بلا داراب کے سر گئی کہ اسی اثنا مین خبر طبل جنگ کی پہونچی یہان بھی نقارہ
بجا اُدھر لشکر داراب مین بھی طبل جنگ بجا غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی کہ ستارہ سحری فلک پر چمکا
آمد شاہ خاورکی ہوئی سپاہ نجم لرزان و ترسان اسقدر گریزان ہوئی کہ حد نظر سے غائب ہو گئی تیرگی ظلمات مین جاکر
چھپی نسیم صبح چلنے لگی مرغان چمن یاد الٰہی مین مصروف نغمہ سنجی ہوئے تمام عالم بیدار ہوا ہر ایک نے پرستش خداوند کریم
کی اپنے اپنے طریقے پر ادا کی غرضکہ تینون لشکر میدان مین آئے صفین باندھ کر مقابل یکدگر کھڑے ہوئے ابھی کوئی میدان
مین نہ نکلا تھا کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد و غبار کا بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تاریک کر دیا سب نگران تھے کہ
دیکھین اب کون آتا ہی جب گرد شق ہوئی تو پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر علم کے پھریرے پر
تعریف خداوند ستارہ پروین کی مرقوم بعد اُسکے جلوس سواری کا پھر تخت اختر اختران کا نمودار ہوا
خورشید ستارہ پرست گھوڑے پر سوار آگے آگے اور پیچھے تخت کے پانچ لاکھ ستارہ پرست دریاے آہن مین
غوطہ مارے ہوئے آکر ایک طرف قائم ہوے کہ دوسری گرد اُڑی اب جو دیکھا چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا
بعد اُسکے جلوس سواری کا سیقول شاہ تخت پر سوار تورج ماہ پرست مرکب پر بیٹھا ہوا پشت پر چار لاکھ سوار آکر

ایک جانب قائم نہ ہوا تھا کہ ادر گرد اُتری جمشید و خورشید و رستم خان بن گنجاب لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچے اور
آکر لشکر سلیمان شاہ فارسی کے ملے اور صفین باندھ کر کھڑے ہوئے کہ اُدھر طرماسپ لاہوت شاہ سے اجازت لیکر
میدان مین آیا نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو ملکہ گیتی افروز کو سوار کر کے لے آؤ میرے حوالے کرو نہین تو
سب کو قتل کرونگا اور گیتی افروز کو زبدہ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے لیے تم سے چھین لیجاؤنگا ادہر سے
اہل اسلام للکارے کہ او کافر کیا بکتا ہے خبردار اب نام ملکہ عالم کا زبان پر نہ لانا ورنہ سر جنگ معقول پائیگا بس
جھنجلا کر طرماسپ نے مبارز طلبی کی رستم خان مرکب اُڑا کر سامنے تخت سلیمان شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی فرمایا
جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے رستم خان بادگر مرکب پر بیٹھا مقابل طرماسپ آیا طرماسپ تکاور زن ہوا مرکب
رستم خان کا پانچ قدم ہٹا اور گینڈا طرماسپ کا چار قدم پسپا ہوا مسلکر رالون مین ایک نے دوسرے کا سامنا کیا
بعد گفتگوے بسیار طرماسپ نے نیزہ مارا رستم خان نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا لگی طعنین چلنے بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی لیکن مطلب براری نہ ہوئی آخر کار نیزہ تو نہ نکلا لیکن سنان نیزے کی طرماسپ نے نکالدی رستم خان نے
غصے مین آکر ڈانڈ پر ڈانڈ مارا کہ دونون ڈانڈین ٹوٹ گئین اب طرماسپ نے ساطور اپنا آرابے پر سے اُٹھایا اور
خبردار خبردار کہکر مارا رستم خان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ ساطور سپر سے کبھی رُکا ہی نہین ہے سپر کٹی خود کے
دو ٹکڑے ہوئے تا دوابرو اُتر گیا رستم خان نے دستانہ مارا ساطور تو جھنا کر نکلگیا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی
غش طاری ہوا یہ حال دیکھکر نوفل خان دوڑ پڑا رستم خان کو بھیجدیا آپ سامنا کیا بہت دیر تک نیزہ بازی رہی
آخرکار اُسی طرح ساطور سے یہ بھی زخمی ہوا کاتل خان مقابلے کو آیا کئی تلوارین طرماسپ پر مارین آخر حربہ اُسکا
نہ روک سکا یہ بھی زخمی ہوا ملک غیور باختری مقابلے کو آیا کئی ساطور طرماسپ کے خالی دیے کئی تلوارین
لگائین طرماسپ نے بھی روکین آخر جھنجلا کر طرماسپ نے سر بنا کر جو کر کا وار کیا پورا پڑا کہ دو ٹکڑے ہوئے اور یہ
دیندار شہید ہوا یہ حال پُر ملال دیکھکر ملک اردوان جزیرہ نشین مرکب اپنا اُڑا کر سامنے طرماسپ کے آیا بعد
گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار طرماسپ پر ماری اُسنے پشت ساطور پر روکی اور اپنا وار یہ ہوشیار
غافل شعبدہ بازی فلک یہ سوچا کہ اسے سپر سے نہ روکیے بلکہ بند دست پر ہاتھ ڈالکر اس سے حربہ چھین لیجیے بس یہ
سوچکر آتے ساطور کو خیال مین نرکے گھوڑے کو اشارہ کیا وہ جانب بغل چلا تھا کہ سکندری کھائی اور دستہ ساطور
گران کا سر پر ملک اردوان کے بیٹھا کہ کاسۂ سر چور ہوا اور یہ بہادر بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوا شام کو
طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لیکن لاہوت شاہ طرماسپ پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان
سے پھرا داخل بارگاہ ہوا تخت پر بیٹھا طرماسپ اپنے دنگل پر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا طرماسپ نے کئی جام
برابر پیے اور نشہ شراب مین پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام کمال مغموم نہایت رنجور پھر کر داخل بارگاہ ہوئے مین
زخمیون کا علاج ہو رہا ہے شہیدون کے تابوت اُنکے وطن کو بھیجے گئے ہین کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی یہان بھی تکیہ بہ پروردگار
طبل جنگ بجا رات تیاری مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ہے دست بستہ ہوئے نقیب نہیب [illegible]
تھے کہ پھر طرماسپ نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آکر اجازت لی اور رخ میدان کا نرکا کیا
ہنوز مبارز نہین طلب کیا تھا کہ ایک ابر نمایان ہوا جب وہ ابر میدان مین پہونچکر شق ہوا تو نقابدار یاقوت پوش شتر نمایان
پر سوار نمایان ہوا اور شریک خدا پرستون کا ہوا ادھر طرماسپ نے مبارز طلب کیا تھا کہ نقابدار اُسکے مقابلے کو
آیا تکاور زن ہوا کہ گینڈا طرماسپ کا سات قدم پسپا ہوا اور مرکب نقابدار کا تین قدم ہٹا بعد گفتگوے بسیار

طرماسپ نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر روکا رد و بدل ہونے لگی چند طعنین چلی تھین کہ نقابدار نے نیزہ
ہاتھ سے طرماسپ کے نکالدیا پس طرماسپ پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا سر میدان ہوائی کیا لیکن
خیر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچکر نقابدار پر مارا نقابدار
نے سپر پہ روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی وار نقابدار کا رد کیا یہانتک کہ دن بھر تلوار چلی لیکن کام نہ نکلا
پس ایک مرتبہ طرماسپ نے غصے مین آکر تلوار ماری ادھر نقابدار نے سپر پہ وار اسکا کاٹا لیکن تلوار دو انگل
سپر کو کاٹ گئی تھی کہ نقابدار نے جھٹکا دیا کہ تلوار طرماسپ کی ٹوٹ گئی اُس گھڑی نے دوڑکر ساطور آرا بے پر سے اُٹھایا اور
پکارا کہ یہ وار غضب نیر اعظم آفتاب تابان کا ہے لے اسے یہ کہکر ساطور مارا نقابدار نے چاہا کہ وار اسکا سپر پہ
رد کرون کیونکہ یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے اشارہ کیا مرکب کو کہ زیر بغل جاکر ہاتھ کلائی پہ ڈالدون کہ گھوڑے نے
سکندر رہی کھائی ساطور سر پر بیٹھا کہ خود کو کاٹتا ہوا ابرو اُتر آیا نقابدار نے دستانہ مارا ساطور توجھنا کر نکلگیا ادھر مرکب
پران اسکا اُٹکر راہی ہوا شام ہوچکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے مگر طرماسپ نے پھر
طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام نے بھی نقارہ توکل بخدا بجوا دیا غرضکہ رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو پھر
دونون لشکر میدان مین آئے طرماسپ عرصۂ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے جمشید خان نکلکر میدان مین
آیا خوب لڑا آخرکار زخمی ہوا غرضکہ شام تک بہت سردار زخمی ہوئے کئی مارے گئے یہانتک کہ سات دن کی میدانداری
مین کوئی لشکر اسلام مین اتنا باقی نہ رہا کہ میدان مین جاتا بلکہ جو سردار پہلے کے زخمی تھے کچھ زخم اُنکے بھر بھی چلے تھے
وہ بھی دوبارہ زخمی ہوگئے اب کوئی لڑنیوالا نہین ہے طرماسپ پیہم مبارز طلب کر رہا ہے ادھر سب سر جھکائے کھڑے ہین
کوئی جواب نہین دیتا کہ پھر طرماسپ پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان اگر تم ایک ایک نہین لڑسکتے ہو تو سب ملکر
میرے مقابلے کو آؤ ورنہ تو مین آتا ہون یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی نے تخت اپنا زمین
پر رکھوا دیا اور کہا کہ مین آتا ہون طرماسپ نے باگ روکی ادھر سلیمان شاہ نے مرکب طلب کیا ابھی گھوڑا آنے نہ پایا تھا
کہ صحرا سے بگولا گرد کا اُٹھا کہ جیسے ایک سوار آتا ہے آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ شیر بیشہ کلنگان
صاحب ساطور گران طہماس بن عنقویل دیو پرور ہے ایک غل ہوا کہ طہماس آیا مگر طہماس نے جو طرماسپ کو میدان
مین کھڑے دیکھا گینڈے سے اُترکر دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر گردن پر ٹیکر طرماسپ کی طرف چلا قریب پہونچا تھا
کہ طرماسپ تکادر زن ہوا کہ سینے سے سینہ شانے سے شانہ بازو سے بازو سر سے سر ملگیا اور نتھنون سے پھیرون کے
چنگاریان اُڑین طہماس کا گینڈا چار قدم پیچھے ہٹا اور طرماسپ کا کرگدن پانچ قدم پسپا ہوا اسلکر الون پر کھک
مار مار کر گینڈون کو پھیرا ایک دوسرے کے مقابل ہوا طہماس نے کہا او ناہنجار نطفہ شیطان او ظالم یہ تو نے کیا کیا کہ
پہلے تو بھائی کو میرے یعنی کلائین پرزور کو مارا بعد اُسکے بیگناہ عنقویل دیو پرور کو بھی اس نامردی سے قتل کیا کہ
عورتین بھی تجھپر نفرین کرتی ہین ارے نہ تجھکو خوف خدا آیا نہ عزیزداری کا خیال ہوا کہ یہ ہمارا دادا ہے دیکھ تو اُسکے عوض
مین کیا حال تیرا کرتا ہون آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ مجھکو تو نے شاہزادہ نورالدہر کے سامنے ذلیل کروایا
اور اُسنے قسم دلائی ہے کہ اگر سر طرماسپ کا لانا تو مجھکو صورت دکھانا نہین تو میرے سامنے ہرگز نہ آنا تو جب تک
تجھے مار کر سر تیرا نہین لیجاتا ہون قرار میرے دل کو نہین ہے کہ زیارت سے اُسکی محروم ہون طرماسپ پکارا اے پدر نا خلف
بیعقل اگر عنقویل دین آفتاب پرستی اختیار کرتا تو مین کیون اُسکو مارتا میرے واسطے بدنامی تھی کہ طرماسپ کا دادا
مسلمان ہے اس رفع بدنامی کے لیے مین نے اُسکو مارا اور کلائین کو بھی اسی لیے قتل کیا اور تو اگر دین آفتاب پرستی

نہ قبول کریگا تو تجھے بھی مارونگا زندہ نہ چھوڑونگا تیرے باعث سے بڑی بدنامی ہمارے لیے ہی غرضکہ بعد گفتگوے بسیار
طرماسپ نے ساطور طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی حربہ اسکا رد کیا
اب بڑے زور شور سے ساطور چلنے لگا سب لشکر دیکھ رہے ہین اور آپسمین کہہ رہے ہین کہ کبھی برابر کی لڑائی ہم نے دیکھی
کیا ہوتا ہی دونون زبردست ہین کوئی کسی طرح پایہ کمی کا نہین رکھتا ہی غرضکہ یہانتک ساطور چلا کہ دونون حربے
بیکار ہوئے ہر وار مین ایک ساطور دوسرے کو کسی قدر کاٹ جاتا تھا یہانتک کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اب دونون
دست وگریبان ہوئے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاے بیٹھ بیٹھ گئے دونون کود پڑے اب کشتی ہونے لگی پھر بھی قابل کشتی کی
لیکن طہماس کو غصہ ہی قوت اسکی بہت بڑھی ہوئی ہی اور طرماسپ کئی میدان داریان کرچکا ہی کسیقدر تھکا ہوا بھی ہی لیکن
الجھا ہوا ہی زور ہو رہے ہین کہ ایک مقام پر طہماس نے لنگر اسکا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے
چت گرا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا ایک ہاتھ گدی کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے لگا تین چرخ دیے اور ایک جھٹکا مارا
کہ نرخرے سمیت دھڑ سے گردن کھنچ آئی ایک غل ہوا کہ وہ طرماسپ کو مارا لاہوت شاہ نے سر پیٹ لیا اور حکم دیا
فوج کو کہ مار لو اس عادی کو جانے نہ پائے لوگ طہماس پر دوڑ پڑے ادھر زنبور شاہ نے اپنی فوج کو بھیجا وہ بھی چلی
لیکن طہماس نے سر طرماسپ کا فتراک مین باندھا اور کھینچکر زیر رکابی ساطور جا پڑا جسکو ساطور مارا مع مرکب چار ٹکڑے
کردیے ادھر سلیمان شاہ فارسی نے اپنے لشکر کو واسطے مدد طہماس کے بھیجا ادھر سلیمان ثانی کلک کو چلا غضنفر
اپنے قزاقون سمیت جا پڑا انقابدار یاقوت پوش شتر سوار بھی کفار پر اپنی فوج سمیت جا پڑا الگی تلوار چلنے خوب جنگ مغلوبہ
ہوئی مگر طہماس نے ایک رخ گھنڈا اپنا ڈالدیا ہی جو سامنے آیا مارا ساطور کہ دو دو تین تین کے برابر سر قلم ہوئے یہ کیفیت
ہی کہ کفار ریلے کرتے چلے آتے ہین لیکن طہماس اسطرح سب کو قتل کرتا مارتا چلا جاتا ہی جیسے شیر غضبناک مجمع روباہ مین
شکار کھیلتا ہی یہانتک کہ تمام لشکر کو طی کرکے راستہ جنگل کا لیا جس طرف سے آیا تھا اسی طرف چلا گیا یہان کفار مین اور
اہل اسلام مین تمام دن تلوار چلی جب شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے مگر لاہوت شاہ
کمال رنجیدہ و غمگین بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ تابوت زرین طرماسپ کا بنے اسی وقت تیاری ہونے لگی آج لاہوت شاہ نے
دربار بھی نہین کیا صبح کو بارگاہ مین آیا لوگون نے عرض کی کہ تابوت طرماسپ کا تیار ہی حکم دیا کہ اسی بیس ہزار سوار
ساتھ لیکر اس تابوت کے ہمراہ خدمت ایرج نوجوان مین جائے وہ اسی طرف روانہ ہوا لیکن ایرج دریا سے اترکر
تین منزل کوچ کرکے آچکا ہی قصد ہی کہ جلد قلعہ ذوالامان کو ہو کر گیتی افروز کو لیجیے کہ سامنے سے تتق گرد و غبار بلند ہوا
ایرج نے ہرکارون کو حکم دیا کہ ارے جلد خبر لاؤ کہ کون آتا ہی کیونکہ یہ گرد الم معلوم ہوتی ہی کہ دیکھتے ہی گرد کے دل
میرا مکدر ہوگیا ہی ہر شی نگاہون مین خاک معلوم ہوتی ہی کہ یکایک وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور تابوت سیاہ مخمل سے
منڈھا ہوا آگے اسکے بخور جلتا ہوا لوگ سیاہ پوش ہمراہ گریبان انکے پھٹے ہوئے ہاے طرماسپ واے طرماسپ
کی صدائین بلند خاک اڑاتے ہوئے چلے آتے ہین ایرج نے جو نام طرماسپ کا سنا قریب تھا کہ رونے لگے گھبرا گیا
لوگون سے پوچھا ارے کیا ہی طرماسپ کو کسنے مارا یہ غل کیسا ہی کہ جس سے سینہ میرا شق ہوتا ہی کہ اتنے مین افسر
غنچہ رو کیمن تن سامنے آیا اور حال بیان کیا کہ اسکے باپ طہماس ظالم نے اسے مارا کچھ محبت فرزندی اسے نہ آئی
دھڑ سے سر کھینچ لیے چلا گیا ہر چند لاہوت شاہ نے لشکر اسکے قتل کے لیے بھیجا لیکن وہ صاف نکلا چلا گیا
کسی طرح نہ اسیر ہوا نہ قتل ہوا بلکہ بہت لوگون کو مارا یہ سنا تھا کہ ایرج غصے سے تھرتھرانے لگا غم طرماسپ کا
دل پر چھا گیا جہان نظر مین تیرہ ہوگیا اور ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ ہاے طرماسپ یہ تو نے کیا کیا بارگاہ مین

سونی کردی آرام و قرار میرے دل کا لیگیا لطف زندگی جاتا رہا ای یار وفادار اب تجکو مین کہان سے لاؤن دل بیقرار
کو کیونکر سمجھاؤن یہان تک رویا اور حال اپنا تباہ کیا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا تمام لشکر کا یہ حال تھا کہ ایرج کو روتے دیکھکر
ہر کس و ناکس رو رہا تھا اور نام طرماسپ کا ورد زبان تھا کہ بہزاد مرتد نے پانی کے چھینٹے منہ پر ایرج کے دیے
گلاب کیوڑا چھڑکا بعد گھڑی بھر کے ایرج کو ہوش آیا دوڑکر صندوق سے طرماسپ کے لپٹا اور چاہا کہ لاش اسکی
نکالے منہ سے منہ ملے کہ انتر نے کہا ای زبدۂ آفتاب پرستان سر تو اسکا طہماس اُٹھا کر لیگیا یہ لاشہ بیسر ای کہا
کہ وہ عادی کدھر گیا ہی انتر نے کہا خدمت نور الدہر مین ایرج نے کہا جہان ملیگا وہین اس عادی کو مارونگا یہ
کہکر بہزاد مرتد کو چالیس ہزار سوار سے ساتھ لیکر روانہ ہوا تعاقب طہماس بن عنقویل دیو پر درکا کیا وہ گھوڑا کہ
اشارون پر چلتا تھا زندگی بہن کبھی پھندنا نہین چھوا یا تھا اُسکو کوڑے پر کوڑے مارتا ہوا سرپٹ لیے چلا جاتا تھا یہانتک
کہ کنارے دریا کے پہونچا ملاحون سے پوچھا کہ طہماس یہان آیا تھا اُنھون نے کہا کہ طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا دن
ہی یقین ہی کہ لشکر نور الدہر مین پہونچگیا ہوگا ایرج کچھ دیر چپ رہا متفکر تھا کہ کیا کرون کیونکر طہماس کو پاؤن بعد
اُسکے کہا کہ کشتیان لاؤ مین ضرور عقب مین اُسکے جاؤنگا بہزاد نے کہا اب جانا آپ کا مناسب نہین ہی ایرج نے
کہا ای بہزاد جہان آنکھون مین میرے تیرہ و تار ہو رہا ہی جب تک طرماسپ کے خون کا عوض نہ لونگا اور اس
عادی کو نہ مارونگا قرار مجکو نہ آئیگا یہی باتین تھین کہ ارسلان شاہ پہونچا ایرج سے ملاقات کی حال پوچھا ایرج
نے کہا طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا روز ہی ارسلان شاہ بولا اب پھر چلیے قتل کرنا طہماس کا اور روز پر
مقرر رکھیے ایرج نے کہا دل میرا نہین مانتا کہ طرماسپ تو نہ ہو اور یہ عادی زندہ رہے قارن قمر مین نے کہا
ای شہریار باوقار ای صاحبقران نامدار زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان مین نے علم نجوم سے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ سفر دریا آپ کے حق مین اچھا نہین ہی اب مناسب یہ ہی کہ چلکر مفسدون کو ماریے اور گیتی افروز کو اپنے
قبضے مین لائیے دل شاد کیجیے غم غلط فرمائیے اب قلعہ ذوالامان قریب ہی اور اگر اس اثنا مین نور الدہر آگیا
تو ہاتھ آنا گیتی افروز کا مشکل ہی اور نور الدہر بھی آج کل مین آیا چاہتا ہی خبر لگی ہوئی ہی ایرج کو یہ رائے پسند آئی
کہ اس اثنا مین گرد بلند ہوئی جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو مالک بن ملکوت شاہ اور لندھور بن سعدان گرد بچی
پہونچے اور کہا کہ ای ایرج نوجوان اگر تم تعاقب مین طہماس کے جاتے ہو تو ہم تمھارے ساتھ ہین قلعہ ذوالامان
پر جاکے کیا کرینگے ایرج ناچار وہان سے پھر کر داخل لشکر ہوا لاش طرماسپ کی ارگوشتیہ مین بھیجی
اور آپ قلعۂ ذوالامان کو بصد کر و فر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان ہرمز تاجدار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شہریار بعد جانے نور الدہر کے کوچ بکوچ قلعۂ ذوالامان کو روانہ ہوا بعد از قطع منازل و طی مراحل ملک زائل
پر پہونچا کبرنگ بن کیرنگ شاہ نے دروازہ شہر کا بند کرلیا اور درہ کو جو آگے قلعہ کے تھا آلات حرب و ضرب سے
آراستہ کیا اور راستہ پہاڑ کا اسقدر تنگ تھا کہ ایک آدمی سے زیادہ وہان کسی طرح نہ جاسکے اور گھاٹیون پر
پہاڑ کے پتھر تراشے ہوئے رکھے تھے کہ اگر ایک ایک پتھر لڑھکا دین تو کام آدمی کا تمام ہوجاے ہرمز تاجدار وہان
آکر اُترا اور ایک عیار کو طلب کیا جب وہ آیا ایک نامہ لکھوا کر بھیجا جسکا یہ مضمون تھا کہ ای کبرنگ پہلے تو مسلمان تھا
اب یہ کیا تیری شامت آئی کہ اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کیا توبہ کر اپنے افعال پر عیار گیا اور نامہ دیا کبرنگ نے
جواب لکھا کہ ای خدا پرستون مین دیکر جس جان سے پشیمان ہوا تھا اب آفتاب زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان

سلامت رکھے کہ اُسکے باعث سے دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہی اب ایسا روشن دین مین کب چھوڑتا ہون اور تعین
کبھی یہان نہ آنے دونگا یہ سُنکر ہرمز تاجدار تو چپ ہو رہا لیکن کشیدہ رو منارہ گردن عادیون نے عرض کیا کہ آپ
طبل جنگ بجوائیے یورش کرکے پہاڑ کو لیجیے اور قلعہ مین گُھس چلیے ہرمز تاجدار نے حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت
نقارہ رزمی پر چوب پڑی خبر کیبرنگ کو ہوئی کہا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین کیونکر خدا پرست
پہاڑ پر آتے ہین غرضکہ دونون طرف نقارہ رزمی بجا تیاری جنگ کی ہونے لگی ساری رات اسی کیفیت مین بسر ہوئی
صبح کو ہرمز تاجدار تخت پر سوار تمام فوج ہمراہ رُخ پہاڑ کا کیا عادیان کشیدہ رو منارہ گردن برابر چلے جاتے ہین
اُدھر سے گولا پڑ رہا ہی توپخانہ رعد شکوہ گرج رہا ہی یہ لوگ تو گولون کو کھیلنے کی گولیان جانتے ہین بھلا کب مانتے ہین
برابر بڑھتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ پائین کوہ پہونچے اور پہاڑ پر چلے لیکن وہان سے پتھر جو کھائی پر سے لڑھکایا
کتنون کے پیر ٹوٹ گئے کتنون کے سر چھٹ گئے کتنے گر گر کر پس گئے ہڈیان پسلیان سرمہ سا ہو گئین ہرمز تاجدار نے کہا
کہ انھین منع کرو کہ اوپر پہاڑ کے نہ جائین اپنی جانین مفت نہ گنوائین عادی کشیدہ رو منارہ گردن اس بات پر
اڑے ہوئے ہین کہ ہم بغیر پہاڑ کے لیے یہان سے نہ پھرینگے ایک غل و شور برپا ہی یہان کیبرنگ بیٹھا ہوا تھا کہ ایکبارگی
لوگ دوڑے ہوئے آئے اور کہا کہ طہماس طرہاسپ کے مارنے کو گیا تھا سو اُسکا سر لیکر آیا اور دروازے کو
توڑکر شہر مین گھس آیا لوگون کو قتل کر رہا ہی اور چالیس ہزار عادی اُسکے ساتھ ہین بس یہ سنتے ہی بدحواس ہوکر اُٹھا
اور کہا کہ صاحبو جتنے ہو سکے قصور نہ کرو یہ حکم دیکر تیسرے دروازے کی طرف بھاگا کہ نکلجاؤن یہان کشیدہ رو
منارہ گردن پہاڑ پر چڑھ آئے دروازہ شہر کی طرف چلے ہرمز تاجدار بھی مع فوج قلعہ مین گھس آیا سُنا کہ طہماس
نے قلعہ فتح کیا لڑتا ہوا چلا آتا ہی اُدھر طہماس کو ہرکارون نے خبر دی کہ ہرمز تاجدار قلعہ کے اندر آگیا مگر کیبرنگ مردود
تیسرے دروازے کی طرف سے نکلا جاتا ہی طہماس نے حکم دیا فوج کو کہ تم تو شریک ہو بادشاہ کے اور مین اس کافر
کو لیتا ہون اور یہ تعاقب مین کیبرنگ کے چلا شہر سے نکلگیا سُنا کہ اس طرف گیا ہی اُس طرف گھوڑے کو ڈالا اُدھر
کیبرنگ بھاگا ہوا چلا جاتا ہی کہ سامنے سے تتق گرد و غبار بلند ہوا جب دامن گرد شگافتہ ہوا شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان ذوالقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سمیت لیے ہوئے پہونچا کیبرنگ نے دیکھا کہ سامنے سے
نورالدہر آتا ہی اُدھر سے بھی بھاگا نورالدہر نے پوچھا یہ کون تھا جو اس طرف آتا تھا مجھے دیکھکر پھر چلا جا سوسون نے
تمام ماجرا بیان کیا فرمایا کہ جلد اسکو گرفتار کرو جانے نہ پائے زنگی دوڑے اور جاکر کیبرنگ کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی
یہانتک کہ تمام ساتھ والے کیبرنگ کے مارے گئے اور کیبرنگ گرفتار ہوا کہ اس اثنا مین گرد بلند ہوئی دیکھا
نورالدہر نے کہ ایک بگولا گرد کا ہوا بہت زور شور سے چلا آتا ہی جب گرد قریب آکر شق ہوئی طہماس بن عنقویل لوہجگر دلاور
نمودار ہوا اور آکر قدمون پر نورالدہر کے گرا اور بیہوش ہوگیا نورالدہر نے سر اُسکا نہایت شفقت و مہربانی
سے اُٹھایا اپنے زانو پر رکھا اور منھ کی پاک کی گلاب منگا کر اپنے ہاتھ سے چھڑکا طہماس کو ہوش آیا جلدی سے اُٹھ بیٹھا
اور کہا کہ ای شہریار کیونکر اس غلام نوازی پر جان نثاری نہ کرون اور سر طرہاسپ کا پیش کیا اور رونے لگا
نورالدہر نے کہا ای طہماس کیا بیٹے کے واسطے روتا ہی طہماس نے عرض کیا ای شہریار اس نالائق کے
مرنے کی تو خوشی ہی روتا اس واسطے ہون کہ اگر یہ نابکار نہ مارا جاتا تو حضور کی قدمبوسی سے محروم رہتا
مجلس مین آپ کی جھلک کا ہے کو جگہ ملتی الحمدللہ کہ اس ناپاک کو مارا مین نے اور سر لایا اسکا اور سرخرو ہوا شاہزادہ
نے بہت شفقت اُسپر فرمائی اور کہا کہ ای طہماس وہ کار نمایان کیا کہ کسی سے نہ ہوتا رفاقت اسی کا نام ہی اور

وہان سے شہر مین آیا یہان ہرمز تاجدار نے شہر کو فتح کیا چہار طرف سے آواز بلند تھی کہ دُہائی ہی ہرمز تاجدار کی
دہائی ہی شاہزادۂ نورالدہر کی کہ اسی اثنا مین نورالدہر بھی پہونچا بادشاہ کے قدمون کو بوسہ دیا ہرمز تاجدار
بغلگیر ہوا دونون آکر ایوان شاہی مین بیٹھے رؤسا ے شہر آ آکر نذرین دینے لگے ہر ایک کو خلعت ہوتا جاتا ہی شاہزادے
نے فرمایا کہ لاؤ کیر ننگ بن گیر ننگ شاہ ازائیلی کو اُسی وقت لا کے موجود کیا اُس کافر نے آکر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا
جواب سلام تو کسی نے نہ دیا نورالدہر کے حکم سے کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی نے بموجب حکم جام شراب کا لبریز کر کے
کیر ننگ کو دیا اُسنے جام شراب کا نہ پیا ملکہ پھینک دیا نورالدہر نے کہا اے کیر ننگ بن گیر ننگ تو آگے بھی مسلمان ہوا تھا
اب تو آفتاب پرست ہو گیا بہتر یہ ہی کہ لعنت کر اپنے اعمال بد اور چھوڑ ان افعال کو دین اسلام اختیار کر تو مین تجکو
چھوڑ دون اور تیرا الملک بھی تجکو دیدونگا بلکہ اور جو ملک مانگیگا وہ بھی تجھے دونگا اُسنے جواب دیا کہ مین پہلے لقا پرست تھا
از روے ترس دین اسلام قبول کیا تھا اور اب تو مین نے ایسا دین روشن اختیار کیا ہی اسے کب چھوڑتا ہون جان دونگا
مگر دین آفتاب پرستی نہ ترک کرونگا نورالدہر یہ کلمے سُنکر نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ اسے ہمارے سامنے چرخی پر
کھینچو ہم اسے تیر باران کرینگے اُسی وقت جلاد حاضر ہوا اور اُس مرتد کو چرخی پر کھینچا جب وہ خوب بلند ہوا پہلے شاہزادہ
بلند اقبال نے تیر اُس بد تقدیر و بد مآل پر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پار گذر گیا پھر چہار طرف سے تیر پڑنے لگے کہ وہ خطا کار
تڑپ تڑپ کر راہی و مسافر دار البوار ہوا لاش کو اُس بد کردار کی مزبلے پر پھینکوا دیا بعد اُسکے حکم دیا شاہزادے نے کہ
لاؤ ملاحون کو جسوقت وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ کشتیان پیدا کرو ہم تمھین بہت انعام دینگے اُن سب نے عرض کیا کہ
پیر و مرشد کیر ننگ بن گیر ننگ نے ہزارہا جہاز آپ کے آنے کی خبر سُنکر ڈبا دیئے فرمایا اُنکو نکلواؤ اور جہاز بھی
تلاش کر کے لاؤ القصہ حسب الحکم وہ جہاز بھی نکال لئے گئے اور جہاز بھی آئے شاہزادۂ والا تبار مع فوج سوار ہو کر طرف
قلعۂ ذوالامان کے بعد کروفر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لاہوت شاہ نے ایک ہفتہ غم طرماسپ کا کیا کہ مع لشکر سیہ پوش رہا آٹھوین روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا ادھر سلیمان شاہ فارسی تخت پر بیٹھے ہین تمام دربار سرداروں سے معمور ہی ذکر ہو رہا ہی کہ
طہماس نے کس دلاوری سے طرماسپ کو مارا لیکن بڑا سخت دل بھی ہی کہ اسے کچھ محبت بیٹے کی نہ معلوم ہوئی کوئی
کہتا ہی کہ حق بجانب ہی طہماس کے کہ اُسنے کیسے کیسے صدمے ہاتھ سے طرماسپ کے اُٹھائے کہ باپ اسکا عقوبل دیو پر
مارا گیا شیر دہن شہید ہوا کہانتک صبر کرتا کوئی کہ رہا ہی کہ کچھ ہوا لیکن مرنے سے طرماسپ کے حوصلہ کفار کا پست ہو گیا
یہی ذکر تھا کہ سامنے سے جوڑی ہرکارون کی نمایان ہوئی پسینے مین عرق گرد سے آلودہ آتے ہی دعا و ثنا بادشاہی بجا لائے
اور عرض کیا کہ لاہوت شاہ نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی سلیمان شاہ نے کہا کچھ پروا نہین بد کردگار ہمارے یہان
بھی نقارۂ رزمی بجے اس طرف بھی طبل جنگی بجا رات بھر سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقابل
یکدگر صفین باندھ کر کھڑے ہوئے میدان تیار ہوا نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے سب دیکھ رہے تھے کہ کون لشکر کفار سے
مقابلہ کرنے کو نکلتا ہی کہ بدر بن زال ازل حبشی نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا اور کہا کہ دیکھا
آپ نے طرماسپ کس ذلت سے مارا گیا مجکو رنج دینے کی سزا پائی مگر آپ کے اقبال سے سب خدا پرستون کو
مار کر ملکہ گیتی افروز کو چھینے لیتا ہون لاہوت شاہ نے کہا اے بدر طرماسپ ایسا بہادر مارا جاے اور تو خوش ہو
تجھے یہ بات سزاوار نہین ہی بدر بولا اے خداوند زادے جسنے زیادہ سر اُٹھایا ہی وہ یونہین خاک مین ملا ہی

اب مجکو اجازت میدان ہے کہا کہ جاؤ لقا خدا ہے باخبر تمہارا نگہبان ہی بدر گھوڑے کو جھپکا کر میدان مین آیا مبارز
طلب کیا لشکر اسلام سے غضنفر بن اسد سلیمان شاہ فارسی سے اجازت لیکر میدان مین واسطے مقابلہ کے آیا
بدر نے کہا ای شیرہ حمزہ بہتر یہ ہی کہ ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کردے کہ مین چلا جاؤن نہیں تو پشتے سر کا ر
ہ رکھونگا غضنفر پکارا کہ او نالائق تو مجھسے یہ کیا محال گفتگو کرتا ہی دیکھ اس زبان درازی کی تجکو کیسی سزا ے
معقول دیتا ہون یہ سنکر بدر پکارا معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیری آئی ہی اور نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر لیا
انکی طعن چلنے ایک مقام پر غضنفر نے نیزہ بدر کا ہوائی کیا اسے اسنے غصے مین آکر تلوار ماری غضنفر نے سپر پر روکی
اور اپنا وار کیا لیکن اسنے بھی رد کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی ایک مقام پر غضنفر نے سر با کمر کا ہاتھ مارا کہ
پورا بیٹھا لیکن خط تک اسکے جسم پر نہ پڑا ایکی بدر نے بھی دھوکا دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر پر غضنفر کے پڑا تا دو ابرو
تیغ اتر آئی دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا بدر چاہتا ہی کہ
دوسری تلوار مار کر کام تمام کرے کہ شہاب بن فولاد اژدر گیر نعرہ کر کے دوڑ پڑا کہ او نالائق یہ کیا کرتا ہی کہ زخمی پہ
تلوار مارتا ہی حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر آ پڑا غضنفر کو پھیر دیا آپ مقابل ہوا بدر نے تلوار ماری شہاب
بن فولاد نے تلوار سپر پر روکی اور اپنا وار کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر شہاب بھی زخمی ہوا اور ایک
آدھ پہلوان زخمی ہوا دو چار شہید ہوئے یہانتک کہ شام ہوئی آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ
کو پھرے لاہوت شاہ بدر پرسے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا تخت پر بیٹھا ادھر سلیمان شاہ فارسی نہایت
ملول پھر کر داخل بارگاہ ہوئے غضنفر کے زخمون مین ٹانکے لگے کہ اسکو ہوش آیا خیال مین گذرا کہ ای غضنفر
یہ نالائق بدر یون نہ مارا جائیگا تو چلکر اسکے خفتان مرغ بند چرا لا یہ سوچکر اپنے عیار کو بلایا جب وہ آیا اس سے کہا
کہ ہمارا لباس شبروی لاؤ اسنے کہا کہ کیا کیجئےگا جواب دیا کہ تو کیون پوچھتا ہی تجھے کیا کام ہی عرض کیا کہ حضور
زخمی ہین جو کچھ کام ہو غلام سے ارشاد فرمائیے کہ مین اسے بجا لاؤن کہا کہ بھی اپنا کام اپنے سے خوب نکلتا ہی بدر کے
خفتان مرغ بند چرانے جاتا ہون اسنے کہا دو ایک دن صبر کیجیے زخم اچھا ہولے پھر اختیار ہی کہا کہ اب تو مین قصد کر چکا
مردون نے جو ارادہ کیا وہ کیا اب مین کیا اس امر سے باز رہونگا ضرور خفتان مرغ بند لاؤنگا باپ کا بھی میرے
یہی دستور ہی عیار نے ناچار لباس شبروی لاکر موجود کیا غضنفر نے سیاہ بانڈی گلے مین پہنی اور سیاہ دوشالے کا
جھرمٹ مار سپر تلوار بغل مین دبا کر تنہا روانہ ہوا عیار بھی پیچھے چلا غضنفر نے اسکو بھی منع کیا عیار نے کہا کہ ایک ہاتھ
تلوار کا مار کر میرا کام تمام کیجیے تو البتہ ساتھ نہ جاؤنگا ورنہ ضرور چلونگا غضنفر چپ ہو رہا اب آگے آگے غضنفر
پیچھے پیچھے عیار لشکر کو طے کرتے چلے جاتے ہین سیر تماشا دیکھتے ہوئے بارگاہ لاہوت شاہ پاس پہونچے دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہی
دربار معمور ہی جام شراب گردش مین ہی تعریفین بدر کی ہو رہی ہین کہ یکایک دربار برخاست ہوا لوگ اٹھ اٹھکر
اپنے اپنے خیمون کو گئے بدر بن زلازل حبشی بھی نکلا اپنے خیمے مین آیا کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹ رہا اور خواب
خرگوش مین گرفتار ہوا غضنفر گرد خیمے کے چرخ مار رہا ہی اور ہر طرف لوگون کو ہوشیار پاتا ہی لیکن پیچھے خیمے کے
آیا دیکھا کہ فراش بیٹھے ہوئے سلفی کھیل رہے ہین عیار سے کہا کہ انہین بیہوش کر اسنے ہوا کا رخ دیکھکر دارو ے
بیہوشی اڑائی خوشبو اسکی دماغ مین پہونچی کہ وہ سب بیہوش ہوئے غضنفر نے ان سب کے سر کاٹے اور قنات
چاک کر کے اندر خیمے کے گیا دیکھا کہ خاصبردار پہرے پر کھڑا اونگھ رہا ہی اسکا گلا اس زور سے دبایا کہ آواز بھی
نہ نکلی باہر کی سانس باہر اندر کی سانس اندر گھٹکر دم نکل گیا خدمتگارون کو طرے پھولون کے مارے کہ ہر گل چڑھکا

اور دھوان اُسمین سے نکلا سب بیہوش ہوئے اب غضنفر نے کنپٹی عیاری مین بیہوشی رکھی اور قریب بدر کے لیگیا جسوقت
اُسنے اوپر کی سانس کھینچی غضنفر نے پھونک دیا کہ دماغ تک بیہوشی سرایت کر گئی چھینک مارکر بیہوش ہوا اب غضنفر نے
ڈورا خفتان مرنجبند کا کاٹا اور لیکر راہی ہوا سیدھا کنارے دریا کے پہونچا اور خفتان مرنجبند کو دریا مین ڈالدیا
وہان سے اپنے خیمے مین آکر سو رہا صبح کو بیدار ہوا منہ ہاتھ دھو کر مسلح و مکمل ہو کر لشکر لاہوت شاہ کا راستہ لیا ادھر
صبح کو بدر بن زلازل حبشی جو بیدار ہوا دیکھا تو خفتان مرنجبند نہین ہے حیران و پریشان ہو کر ڈھونڈھنے لگا کہ اتنے مین
ایک خدمتگار دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ فراش مرے پڑے ہین کوئی اُنکو قتل کر گیا اور اُسی طرف سے قنات چاک ہے
بس معلوم ہوا کہ چور آیا تھا خفتان مرنجبند چُرا لیگیا روتا پیٹتا با حال تباہ لاہوت شاہ پاس گیا حال بیان کیا کہ میری
خفتان مرنجبند کوئی چُرا لیگیا پوچھا کہ کچھ حال کھلا کہ کون لیگیا کہا کہ مین نہین جانتا کہ کون لیگیا لاہوت شاہ نے کہا
معلوم ہو جائیگا بدر نے کہا کہ مین تو کہین کا نہ رہا اب مجھے ایسی شی کہان ملیگی اور برہمن جادو بھی مجھسے خفا ہے افسوس
میرا ٹھکانا کہین نہ رہا مجکو جیتے جی مار گیا اگر میرا سر بھی کاٹ لیجاتا تو اچھا تھا یہ کہ رہا ہے اور رو رہا ہے لاہوت شاہ
دلداری کر رہا ہے کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر غل ہوا دیکھا کہ غضنفر بن اسد مانند شیر غضبناک کے چلا آتا ہے
ہاتھ تلوار کے قبضے پر پڑا ہے آتے ہی بطریق اہل اسلام سلام کیا لاہوت شاہ نے کرسی منگوا کر بچھوا دی غضنفر آکر
بیٹھا ساقی نے جام شراب کا بھر کر حاضر کیا غضنفر نے نہ پیا لاہوت شاہ نے کہا آپ کیون تشریف لائے ہین کہا
میرا حربہ اُسپر کارگر نہ ہوا مین زخمی ہوا رات کو آکر مین خفتان اسکے گلے سے اُتار کر لیگیا اب آیا ہون کہ یہ جسطرح
چاہے مجھسے سمجھ لے بدر نے جو یہ سُنا کہا کہ ای غضنفر وہ خفتان تیرے کام نہ آئیگی مجھے دیدے کیونکہ میرے ہی
نام کی وہ بنی ہوئی ہے تجکو اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا غضنفر بولا مین جانتا تھا کہ خفتان اور کسی کے کام نہ آئیگی اور
اگر کام کی بھی ہوتی تو ہم لوگ ایسی چیز اپنے پاس نہین رکھتے ہم حفظ و حمایت خدا پر بھروسا رکھتے ہین بدر پکارا
ای غضنفر سچ کہہ خفتان تو نے کیا کی غضنفر نے کہا ای بدر مین نے رات ہی کو لیجا کر دریا مین پھینکدی اب خفتان
کہان بدر نے جو یہ سُنا ایک نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے مجکو جیتے جی مار ڈالا مگر مین کیا تجھے زندہ
چھوڑونگا اور تلوار کھینچکر دوڑا قریب غضنفر کے پہونچکر ہاتھ تیغ کا مارا غضنفر نے پشت شمشیر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا
بدر پر مارا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نے غضنفر کی سپر کو کاٹا خود دو بلغے کے دو ٹکڑے کرکے سر پر
بیٹھی کہ تا دو ابرو اُتر گئی بدر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی کہ تھرتھرا کر غش
کھاکر گر پڑا غضنفر نے چاہا نکلجاؤن لیکن لاہوت شاہ نے سردارون کو للکارا کہ لینا اس دیوانے کو جانے
نہ پائے ارے غضب کیا اسنے کہ میری بارگاہ مین آکر پیغمبر زادے خداوند کو زخمی یہ سُننا تھا کہ سب سردار
نعرہ کرکے دوڑ پڑے اُدھر فوج ہوشیار ہوئی غضنفر پر نرغہ ہوا تلوار چلنے لگی مگر غضنفر جس طرف مثل شیر غضبناک
کے جاتا سو سو کو شکار کرتا ہے یہانتک کہ لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر نکلا تلوارین مارتا ہوا چلا جاتا ہے غلغلہ دار و گیر
برپا ہے مگر غضنفر مضطر ہے کہ اس لشکر کثیر سے کیونکر نکلونگا جو کہ مانند مور و ملخ کے امنڈا چلا آتا ہے لیکن رفیق غضنفر
کے اسکے جانے کے بعد مسلح و مکمل ہو کر صحرا مین قریب لشکر لاہوت شاہ کے پھر رہے تھے کہ آقا ہمارا تنہا گیا ہوا ہے
دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ یکایک لشکر مین لاہوت شاہ کے غلغلہ جو ہوا کہ دیوانے نے غضب کیا کہ بارگاہ مین خداوندزادے
کے پیغمبر زادہ خداوند کو مار لیا اسے جانے نہ پائے بس یہ سُنتے ہی سب کے سب دوڑ پڑے بوقین بجا بجا کر
لشکر پر گرے قتل کرنا شروع کیا ادھر ہرکارون نے خبر نقابدار یاقوت پوش شتر سوار بران کو پہونچائی

کہ وہ اپنے لشکر سمیت آ کر گرا لشکر لاہوت شاہ کے قتل کرنا شروع کیا لیکن غضنفر نے جو دیکھا کہ رفیق بہتر آ گئے تو بہت
دل قوی ہوا اتنے مین دیکھا کہ نقابدار یاقوت پوش بھی مدد کو آ گیا اور خوش ہوا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا الغرض حال
سلیمان شاہ فارسی کا بیان ہوتا ہے کہ یہ دربار مین تخت پر بیٹھا ہے دربار معمور ہے ذکر غضنفر کا ہو رہا ہے کہ نہین معلوم وہ
شیر بیشہ شجاعت کیسا ہے کہ آج اسوقت تک دربار مین نہین آیا کوئی عیار خبر تو لاے اگر مزاج کچھ ناساز ہو تو مین خود
عیادت کے لیے چلون ہرکارہ گیا اور بعد لمحہ بھر کے آ کر عرض کیا کہ غضنفر دربار مین لاہوت شاہ کے گھس گیا تھا
بدر بن زلازل کشمیری کہ جسکے ہاتھ سے کل زخمی ہوا تھا آج اُسے بھی مجروح کیا سلیمان شاہ نے پوچھا کہ بدر کیونکر
زخمی ہوا اُسکے پاس تو خفتان مرچنبند ہے کہ حربہ اُسکے جسم پر اثر نہین کرتا عیار نے جواب دیا کہ خفتان غضنفر رات کو چرا لایا
اور دریا مین پھینکدی اب تنہا گھر گیا ہے اُسکی مدد ضرور ہے یہ سنکر سلیمان شاہ نے حکم دیا کہ ابھی ہمارا لشکر تیار ہو اُسی وقت
فوج مین کمربندی ہوئی جو جس کام مین تھا اُسے ترک کر کے مسلح و مکمل ہوا آن واحد مین تیاری ہو گئی سلیمان شاہ نے
فوج کو لیکر لشکر لاہوت پر گرا ادھر سلیمان ثانی مع فوج مدد کو غضنفر کی پہونچا غرض خوب جنگ مغلوبہ ہوئی ادھر داراب
نے خورشید و تورج سے کہا کہ ہم تم بھی چلکر خداپرستون کے شریک ہون اور لقاپرستون سے تو ہمین کچھ مطلب
نہین ہے خورشید ازبسکہ غضنفر سے جلا ہوا ہے کہا کہ اے برادر ہمین کیا ضرورت ہے کہ ہم کسی کو مفت اپنا دشمن بنائین
خداپرست ایسے کہان کے ہمارے دوست ہین سر لقاپرستون کا گردن مین خداپرستون کے اور سر خداپرستون کا گردن
مین لقاپرستون کے ہمین کسی سے کچھ مطلب نہین ہے چلو ہم تم تماشا دیکھین داراب نے کہا اچھا یونہین سہی چلو تماشا
دیکھینگے سب یہ آپس مین مشورہ کر کے گھوڑون پر سوار ہو کر اپنے اپنے لشکرون سمیت آ کر کھڑے ہوئے تماشا دیکھنے لگے
دیکھا کہ غضنفر اور نقابدار یاقوت پوش و سلیمان ثانی خوب لڑ رہے ہین اور لاہوت شاہ و زلزور شاہ
ہاتھیون پر سوار ہین فوج کو للکار رہے ہین کہ خداپرست زندہ نہ جانے پائین اور چہار جانب سے نرغہ ہے کفار کا لشکر
بیحد و بے پایان ہے قریب ہے کہ اہل اسلام شکست کھائین کہ اس اثنا مین سلیمان شاہ فارسی پہونچا اور لشکر کفار پر
گرا اور نعرہ کیا مار وان لقاپرستون کو بعد اُسکے رستم خان اور کامل خان اور لوقل خان اور جمشید و خورشید
بن گنجاب اور ملک زرمان ببر اور ببر خاراکن و غیور باختری و نور سبزکن و ملک اردوان جزیرہ نشین
وغیرہ سب سردار ایک کے بعد ایک مانند سیل رواں کے پہونچا اور لشکر کفار پر گرا اب اہل اسلام خوب جانبازی
کرنے لگے غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا ایسی تلوار چل رہی ہے کہ پیر چرخ اپنی چال بھول گیا ہے اور اسقدر کثرت ہے فوجون کی
کہ میدان مملو ہے کہین جگہ نہین ایک سے ایک اسقدر بھڑا ہوا ہے کہ عجب نہین جو لوگ مژگان سے بھی کارزار کرنے لگے
کہ تلوارون کی قینچیان بنگئی ہین اُن قینچیون سے سوا جامہ پہننے کے اور کوئی کپڑا قطع نہ ہو گا چار پہر دن تلوار چلی
گو شب تیرہ نے پردہ داری کی مگر انکا پردہ نہ رہا چار طرف روشنی ہوئی تلوار اسقدر چلی کہ خون کا دریا جاری ہوا
گویا سب قرابت دار ہو گئے سب کا خون ملگیا اُس دریاے خون مین سپر جو گری تھین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھوے
دریا مین پیر رہے ہین بازو جو زرہ پوشون کے کٹ کٹکر گرے تھے تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ مچھلیان جال مین پھڑک
رہی ہین قبضے تلوارون کے نہنگان خون آشام معلوم ہوتے ہین یہانتک خونریزی ہوئی کہ یقین ہے سبزہ کبھی
وہان روئیدہ نہ ہو گا اور اگر اُگیگا بھی تو لالہ کی طرح داغ بر دل عجب ہنگامہ تھا یہانتک کہ ایک شبانہ روز تلوار چلی
دوسرا دن ہوا غضنفر لڑتا ہوا چلا جاتا تھا کہ قیفال بن اقوال سے سامنا ہوا کہ اُسنے غضنفر پر تلوار ماری غضنفر
نے ہاتھ تیغ کا خالی دیا یہ پہلوان تیغہ لنگر دار باندھتا تھا جھونک مین جا کر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ غضنفر نے تلوار کمر پر کی

که دو ٹکڑے ہوئے یہ حالی دیکھکر ارہنگ للکارتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے ارے ایسے زبردست
کو اس طرح مارا تجھے دیوانہ کون کہتا ہی تو بڑا ہوشیار ہی لیکن کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھیے تیری کیا حالت
کرتا ہون اور قریب پہونچکر تبر مارا غضنفر نے تبر آسیب سپر پر رد کیا اور وہین سے ہتھکٹی لگائی کہ ہاتھ ارہنگ کا
مع تبر کٹکر دور جا پڑا اب غضنفر نے تیغہ سر پر مارا اُسنے بائین ہاتھ سے سپر منہ کی لیکن تیغ نے فرق سپر کے دو ٹکڑے کیے
پیمانہ خود کو شکستہ کیا کاسئہ سر مین در آئی کہ پیمانہ عمر کو اُسکے بھر دیا سارا نشہ اُتر گیا اب جو غضنفر نے جھٹکا مارا تو
مرکب چار ٹکڑے ہوئے سرہنگ بھائی ارہنگ کا گرز اُٹھاکر دوڑا کہ او دیوانے بھائی کو میرے تو نے مار ڈالا
ہین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اُدھر تو اُسنے گرز اُٹھایا ادھر غضنفر نے تلوار ماری کہ ہاتھ کٹا اور گرز اُسی کے سر پر گرا
مرگ ناگہانی مین مبتلا ہوا گویا اپنی قضا اپنے ہاتھ سے بُلائی اورنگ گرد نے سامنا کیا وہ بھی ہاتھ سے غضنفر کے
مارا گیا یہانتک کہ پانچ بھائی ارہنگ کے غضنفر نے مارے اُدھر سلیمان ثانی لڑتا ہوا چلا جاتا تھا اُس طرف سے
ارماق بن کہراق چلا آتا تھا دونون کا سامنا ہوا ارماق نے تلوار ماری سلیمان ثانی نے پشت شمشیر پہ تلوار روک کر
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے طوفان بن بہراس نے سامنا کیا بڑھکر تلوار ماری سلیمان ثانی
نے ہاتھ قبضہ شمشیر پہ ڈالدیا اور تلوار چھینکر پھینکدی پکڑکر کمر زنجیر کا بند اُٹھالیا اور آسمان کی طرف پھینکا کہ نظر سے
غائب ہو گیا جب بعد ساعت بھر کے گرنے لگا تو اُسے چورنگ ہوائی کاٹا سرخاب سُرخ چشم سے مقابلہ ہوا اُسنے
چوبدست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو اُٹھاکر سلیمان ثانی پر ماری سلیمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
لیکن چوبدست جو پڑی آواز تڑاقے کی بلند ہوئی گرد اُڑی مگر سلیمان نے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا غیظ و غضب مین
آکر مارا اُسنے چوبدست پہ روکا تیغہ نے چوبدست کو مانند کدوے دراز کے دو ٹکڑے کیے خود و بلغہ سر و گردن
چار آئینہ زرہ کمر زنجیر کا بند کاٹکر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اسی طرح کئی سردار مارے اُدھر
نقابدار یاقوت پوش بڑی شد و مد سے لڑتا ہوا چلا جاتا ہی ایک طرف سے سرہنگ قوی ہیکل اہل اسلام کو
قتل کرتا چلا آتا ہی کہ دونون کا سامنا ہوا سرہنگ نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے تیغہ آبدار سے
ارے کو قلم کیا اور دوسرا حربہ کیا کہ سپر کو کاٹا اُسنے سر اپنا بچایا تلوار شانے پر ترچھی ہوکر پڑی کہ اجل کا نشانہ ہوا
تیغ زیر بغل اُتر گئی اوپر کا منڈلا کٹکر گرا وہ ناری فی النار و السقر ہوا سہم آدمخوار نے دوڑکر دونون چنگا آہنی مارے
نقابدار نے پیترا بدلکر خالی دیا کہ وہ اپنے زور مین اوندھے مُنھ جا رہا اب نقابدار نے تیغہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے
ابرہہ سپر دندان بن بہران بیر سوار خنجر کھینچکر دوڑا نقابدار نے پشت شمشیر پہ روکا اور اپنا وار کیا کہ پورا ہاتھ
جنوں کا بیٹھا دو ٹکڑے ہوئے مہران بن عنقاروس نے نیزہ مارا نقابدار نے تیغ سے قلم کیا اور اپنا وار کیا اُسنے
سپر اُٹھائی تیغ نے سپر کو کاٹا خود و بلغہ کو کاٹتی ہوئی سر پر رُکی نقابدار نے جھٹکا مارا تا دوابرو اُتر گئی اُسنے دستانہ ارا
تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی لیکن مہران کو غش آگیا لوگ اسے لیکر نکل گئے اب نقابدار زبور شاہ کی طرف چلا لوگ اُسکے
جان توڑ توڑ کر لڑنے لگے راوی کہتا ہی کہ اسی طرح اور سرداران لشکر اسلام نے بھی ایک ایک دو دو سردار
کفار کے قتل کیے مگر نقابدار لوگون کو قتل کرتا ہوا قریب زبور شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری نقابدار نے
وار اُسکا آسیب سپر پر رد کیا اور ایسی تلوار ماری کہ سپر کو اُسکی کاٹکر تا دوابرو اُتر گئی زخم کاری لگا لوگ
اُسکے لے بھاگے اُدھر سلیمان شاہ فارسی ہاتھی پر سوار ہی تیر و کمان ہاتھ مین ہی کفار کو نشانہ کر لیا ہی تبر مارتا
چلا آتا ہی اُدھر لاہوت شاہ لڑتا چلا آتا ہی کہ دور سے اسنے سلیمان شاہ کو دیکھا اس کافر نے تیر سلیمان شاہ پر مارا

وہ تیر سلیمان شاہ پر تو نہ پڑا کہ اسکا ہاتھی ترچھا ہو گیا تھا پیچھے سلیمان شاہ کے ایک سوار تھا اُسکے سینے پر پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا
وہ مرد مسلمان شہید ہوا گرد دیکھا سلیمان شاہ نے بھی تیر مارا کہ لاہوت شاہ کے گلے پر بیٹھا گُدی سے پار گذر گیا اُدھر
سے شاہزادہ سلیمان ثانی نے تیر لاہوت شاہ پر مارا کہ وہ تیر پشت سے پار گذر گیا پھر تو جوانان اسلام نے تیرون کی
بوچھار کر دی کہ لاہوت کو ہاتھی سمیت غربال کر دیا غضنفر بن اسد گھوڑا دوڑا کر برابر اُسکے ہاتھی کے آیا جست کرکے
اوپر گیا لاہوت شاہ تڑپ رہا تھا کہ خنجر سے سر کاٹ لیا اور نیزے پر چڑھا کر بلند کیا اُدھر سلیمان ثانی نے علم قلم کیا
لوگ لاہوت شاہ کے شکست کھا کر جدھر منہ پڑا بھاگ نکلے زبور شاہ پہلے ہی بھاگا تھا بدر بن زلازل کچھ بھی گو زخمی
ہو چکا تھا اسکو بھی لیکر لوگ بھاگ گئے اہل اسلام نے انکا تعاقب نہ کیا مال و اسباب لوٹنے لگے تمام مال خزانہ خیمہ خرگاہ
راؤٹی جو کچھ تھا سب قبضے مین کیا ہر ایک مالا مال ہو گیا خزانہ پر شاہی پہرا ہو گیا باقی لوٹ معاف ہو گئی تھی غرض نقارہ
فتح بجنے لگا سلیمان شاہ فارسی مظفر و منصور خیمے مین داخل ہوا تمام سردارون کو خلعت دیے لوٹ معاف کر دی جو
اسباب جسکے ہاتھ لگا تھا وہ اپنے تحت تصرف مین لایا سلیمان شاہ فارسی نے جشن کیا مگر حال بدر بن زلازل کچھی کا
بیان ہوتا ہے کہ یہ جو زخم کھا کر بھاگا سیدھا جزیرہ فندق کی طرف چلا خوف راستے کا ایسا غالب ہوا کہ کسی طرف سے
بگولا گرد کا اُٹھا اور یہ دو چار فرسخ بھاگ کر ٹھہرا جانتا ہے خفتان مرخیبند پاس نہین ہے اور اہل اسلام نے شاید تعاقب کیا ہو
بھاگا بھاگ جزیرہ فندق مین پہونچا یہ خبر برہمن جادو کو ہوئی کہ بدر ذلیل و خراب ہو کر آیا ہے یہ تو اسپر بدل مائل ہے مرتی ہے
جان دیتی ہے کہا بلاؤ تو اُسے اب ایسا تیسا کیون یہان آیا ہے اپنی خالا کو لینے گیا تھا جو تیان کھا کے یہان آیا لیکن بدر
جو سامنے آیا دوڑ کر برہمن جادو کے قدمون پہ گر پڑا اور کہا کہ ای ملکہ مجھسے خطا ہوئی تقصیر میری معاف کرو اب مجھسے ایسی
خطا کبھی نہ ہو گی اور رونے لگا برہمن جادو نے سر اُسکا پیرون پر سے اُٹھایا کہا کہ حال تو بیان کر ہوا کیا اُسنے تمام سرگذشت
بیان کی اور کہا کہ ای شفقہ مہربان اُس دیوانے نے خفتان مرخیبند میرے چرا کر دریا مین پھینکدیے اب مین بالکل
بیکار ہو گیا اُسنے کہا کہ ای بیوقوف و نالائق مین کیا کرون مین نے تو ایک مدت مین اُسے بنایا تھا اب مجھسے ویسی
خفتان کہان بن سکتی ہے بدر نے کہا ای ملکہ مین اپنی جان دونگا اگر خفتان نہ لیگی تو تمھارے سامنے اپنا گلا کاٹونگا اُسنے
کہا کہ جا موئے کل کا مرتا آج مر کہین پیچھا چھٹے بدر نے اُسی صدمے مین خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرون برہمن جادو
نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کہا کہ خبردار تو اپنی جان نہ دے گو خفتان تو مجھسے ویسی نہ بنیگی مگر جاتی ہون اور اُسی خفتان کو
دریا سے نکالکر لاتی ہون تو نہ گھبرا یہ کہکر مشت خاک اُٹھا کر سحر دم کر کے اپنے شانون پر ملی کہ پر پرواز پیدا ہوئے اور
اُڑ کر روانہ ہوئی آتے آتے کنارے دریا کے پہونچی کچھ اسباب سحر ہمراہ لیتی آئی تھی لب ساحل دریاے سیائل کے بیٹھی
اور ایک بچہ خوک بھی تھا اُسکو جھٹکا کیا خون اُسکا تھال مین لیا تھوڑے سے خون سے چوکا دیا باقی خون مین پانی ملا کر اُس سے
نہائی اور اُس چوکے مین بیٹھی اور سحر پڑھنے لگی ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنایا اور اُسی خون خوک سے اُسکا بھی خمیر کیا تھا
ایک اسم شروع کیا کہ جس سے ہاتھ پیرون مین اُسکے حرکت پیدا ہوئی آنکھون مین اُسکے روشنی پیدا ہوئی دوسرا اسم
شروع کیا کہ وہ پتلا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا اور گویا ہوا کہ جو حکم ہو اُسے بجا لاؤن برہمن جادو نے کہا کہ جا دریا مین سے
خفتان مرخیبند ڈھونڈھ لا یہ سُنتے ہی وہ پتلا دریا مین کودا برہمن جادو نے کچھ سحر اور پڑھا کہ تمام پانی ساکن ہو گیا
ایک پہر بھر کے عرصے مین وہ پتلا خفتان ڈھونڈھ کر نکال لایا سامنے برہمن جادو کے رکھدی اُسنے خوش ہو کر اُس پتلے
کے مُنہ مین تھوک دیا بس وہ گر کر ہیئت اصلی ہو گیا صبح ہو چکی تھی برہمن جادو خفتان لیکر بدر کے پاس آئی بدر منتظر
بیٹھا تھا کہ برہمن جادو پہونچی اور خفتان بدر کو دی اور کہا کہ تیرے واسطے مینے چار پہر رات محنت کی بعد خفتان کو دیکھ

بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای شفیقہ آپ میرے ساتھ ایسا کرتی ہین جیسے کوئی مان اپنے لاڈلے بیٹے کی باتین اُٹھاتی ہی آپ نے
میرے لیے محنت کی تو مین بھی خدمت سے باہر نہین ہون یہ کہکر بہمن جادو سے لپٹگیا اُسنے کہا کہ موئے یا تو مرا جاتا یا آج
یہ خرمستی سوار ہوئی کہ جورو کو امان کہنے لگا ہٹ میرے پاس سے بدر نے کہا امان کے کیا کوئی شاخ ہوتی ہی جیسے تم ویسے
مان غرضکہ خوب اپنا کالا مُنہ کیا اور دونون مصروف عیش وعشرت ہوئے کہ اب یہان کا حال پھر بیان کیا جائیگا
اُدھر تمام کا فراش لاہوت شاہ کی لیے ہوئے روتے پیٹتے کوچ بکوچ خدمت ایرج مین روانہ ہوئے تھے ادھر ایرج
طی مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہی اب کوئی تین منزل ملک سبائل اور قلعۂ ذوالامان رہگیا ہی کہ یکتق گرد وغبار
بلند ہوا اور آواز گریہ وزاری نالہ وبیقراری کی بلند ہوئی ایرج نے شاپور سے کہا کہ نیر اعظم خیر کرے اُس روز تو
لاش طرماسپ کی آئی تھی کہ اُسکا داغ ابتک دل پر سے مٹا نہین یہ نہین معلوم کسکا لاشہ ہی یہی باتین تھین کہ غل
ہاے لاہوت شاہ واے لاہوت شاہ کا ہوا ایرج یہ آواز سُنکے قریب تھا کہ دیوانہ ہوجاے بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوا
کہ اور زیادہ شور ہاے لاہوت شاہ کا بلند ہوا ایرج اپنے سردارون سمیت اُٹھا اور آکر دیکھا تو لاشہ لاہوت شاہ
کا غربال نظر آیا ایرج یہ دیکھکر اُسکی لاش سے لپٹگیا اور پکارا کہ ای لاہوت شاہ تمنے حق رفاقت خوب ادا کیا
ہمارے اوپر اپنی جان تک نثار کردی نیر اعظم تمکو بخشے یہ کہتا ہو اور روتا ہی کہ عجب سرزمین ہی ملک سبائل اور قلعہ
ذوالامان کی کہ طرماسپ ایسے رفیق لاہوت شاہ ایسے دوست کو مردہ دیکھا اگر خبر اسکا عوض خدا پرستون سے
نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا غرض روپیٹکر لاشہ لاہوت شاہ کا صندوق مین رکھکر سیاہ مخمل سے
منڈھوا کر لوگون سے پوچھا کہ یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا کہ پیر ومرشد تمام خدا پرستون نے تیرباران کیا کما خیر سمجھا جائیگا
اور لاش کو اُسکی بیشہ نگرک کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد کوچ ہو طرف قلعۂ ذوالامان کے مجھے نہ سبائل سے
کام ہی نہ سلیمان شاہ فارسی سے مطلب ہی مین فقط یہ چاہتا ہون کہ اپنی جان جہان ملکہ گیتی افروز کو اپنے قبضے مین
لاؤن اور جاکر گوشہ نشینی اختیار کرون یہ کہکر ولیم شباط زنگی سے کہا کہ تم پیشخیمہ بارگاہ سلیمانی کا قلعہ ذوالامان کی طرف لیکر
روانہ ہو ولیم شباط اُسی وقت تیاری کرکے اپنے زنگیون سمیت روانہ ہوا بعد اسکے اور تمام لشکر کا بھی کوچ ہوا
ایک ایک سردار آگے پیچھے فوج لیکر روانہ ہوا جب قریب شہر ذوالامان کے پہونچا ایک غلغلہ شہر ذوالامان اور
ملک سبائل مین ہوا کہ ایرج فوج بے پایان سے آپہونچا سب اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوئے داراب کشورکشا
خورشید ستارہ پرست تورج ماہ پرست تینون ایک مقام پر صحبت آرا تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صاحبقران
روزگار ایرج نامدار با سپاہ بیشمار یہان آتا ہی ہر ایک اپنے اپنے خیمے کو روانہ ہوا راوی روایت کرتا ہی کہ ابتک
یہ جنگ وجدال تمام ملک سبائل پر ہوئی تھی اب سلیمان شاہ فارسی خبر آمد ایرج کی سُنکر ذوالامان کو روانہ ہوا
تمام فوج ولشکر وسرداران نامور اسکے ہمراہ ہین اُدھر داراب وخورشید وتورج بھی اپنے اپنے لشکرون سمیت
روانہ ہوئے یہان یہ خبر وحشت اثر مہروند عیار نے ملکہ گیتی افروز کو پہونچائی ملکہ نہایت مضطر ہوئی مظفر بن
ضیغم خون آشام کو بُلایا جب وہ حاضر ہوا کہا کہ ای مظفر سُنا تمنے کہ وہ آفتاب پرست آتا ہی مین نے سودہ الماس
تیار کرکے رکھا ہی جسوقت وہ قلعہ مین داخل ہوجائیگا مین پانی مین گھولکر پی جاؤنگی مظفر نے عرض کیا کہ حضور کسی طرح
اندیشہ نہ فرمائین مین جانبازی وسرفروشی کو موجود ہون قلعہ کو مین نے نہایت آراستہ کر رکھا ہی دوسرے یہ کہ سلیمان
شاہ فارسی مع لشکر اور اہل اسلام مدد کو موجود ہین حضور کچھ اندیشہ نہ فرمائین تیسرے یہ کہ عرضی شاہزادہ نور الدہر کو
بھی لکھی ہی یقین ہی کہ وہ شہریار بھی آجائیگا یہ آفتاب پرست بھاگتا نظر آئیگا غرض بہت سے کلمات دلاسے کے

ملکہ گیتی افروز سے کہے اور رخصت ہوکر قلعہ مین آیا آراستگی مین مصروف ہوا دوسری عرضی اور لکھکر شاہزادہ نور الدہر
کی خدمت مین روانہ کی جسکا مضمون یہ تھا اے شہریار عالی وقار و اے روح صاحبقران نامدار کہ پہلی عرضی کم نصیبی
سے آپ تک نہ پہونچی بیان کفار کی چڑھائی ہی ہم سب جانبازی و سرفروشی کو موجود ہین لیکن اس آفتاب پرست کے
اقبال کا ستارہ اوج پر ہی ہم اسکا کچھ نہ کرسکینگے اپنی جانین دینگے لیکن یہ مقدمہ ناموس کا ہی اگر جلد نہ تشریف لایئے گا
تو صاحبقران کو اور جملہ بزرگون کو اپنا کیا منہ دکھایئے گا اور ایک عیار کے ہاتھ اس عرضی کو روانہ کیا کہ جلد اپنے کو خدمت
مین شاہزادہ کی پہونچا دے وہ تو روانہ ہوا اب دوسری صبح ہی نماز پڑھکر کھڑے کھڑے تسبیح و وظیفہ پڑھ رہا تھا کہ یکایک پردۂ
بیابان سے تتق گرد و غبار کا بلند ہوا تمام عورتین برجون مین سے جھانک جھانکر دیکھنے لگین کہ وہ گرد مانند گرد کدورت کے
بڑھتے بڑھتے قریب آکر شق ہوئی اور دل گرد سے تین لاکھ زنگیان آدمخوار دکھائی دیے آگے آگے سب کے دلیم شہباط زنگی دریا
آہن مین غوطہ مارے ہوئے اژدر پشت نہنگ ہاتھ مین یکہ اٹالا بارگاہ سلیمانی کا میدان مین پہونچکر ٹھہرا جگہ اچھی دیکھکر
بارگاہ برپا کرائی کہ تمام صحرا خیمون سے بھر گیا کہ دوسری گرد اڑی اور آن واحد مین اُس گرد سے چالیس ہزار سوار
نمایان ہوئے آگے آگے سب کے بہزاد مرتد یہ پہونچے تھے کہ اور گرد اڑی اور مرجان دریا باری اور سام بن
غوجان دریا باری پہونچے اور گرد اڑی قارن بن بلوط کج گردن سیقل سپر گردان سہر سپر گردان پہونچے اسی طرح
تانتا بندھ گیا ایک کے بعد ایک سرداران ایرج آئے مثل جمشید زنگی نیلم زنگی نصر طراول کشتی گیر وغیرہ کے یہ سب
پہونچکر گھوڑون سے یہین اُترے ہین اسی طرح برے جا سے کھڑے ہین جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا ہی اور گرد تیرہ بلند ہوئی
کہ زمین سے آسمان تک ایک ٹیلہ نظر آنے لگا گویا وہ دیوار گلی آئینہ حلبی ہی کہ سب اُس طرف دیکھ رہے تھے ساکت و مودب تھے
کہ یکایک ہوا نے ملا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا پیچھے
اُسکے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا اور ارسلان شاہ کا ایرج مرکب پری پیکر باد رفتار پر سوار لباس پر تکلف پہنے ہوئے
کمال شوکت و شان سے پہونچکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوا کہ یکایک دوسری گرد ملک سبائل کی طرف سے بلند ہوئی اور
سلیمان شاہ فارسی لشکر بے پایان فوج فراوان سے مدد کو اہل اسلام کی پہونچا بعد اُسکے دوسری گرد اڑی سلیمان ثانی
پہونچا تیسری گرد بلند ہوئی غضنفر بن اسد دلاور آیا اور گرد اڑی ابلی نقابدار یاقوت پوش شتر سوار بران آیا اسیطرح
سب اہل اسلام مثل رستم خان بن گنجاب و نوفل خان بن گنجاب خورشید و جمشید نور سرکن ببر خارکن ملک اے دوان
جزیرہ نشین ایک کے بعد ایک آیا یہ سب قائم ہونے نہ پائے تھے کہ اور گرد اڑی مگر گرد تیرہ و تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ جب گرد شق ہوئی چھ سو علم نشانہ چھ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے کشورکشا تخت پہلو مکن
داراب کشورکشا اسپ سبک رو پر سوار مالک اژدر ہمراہ بعد انکے خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی
جمعیت سے آیا بعد اسکے تورج ماہ پرست چار لاکھ سوار سے پہونچا ان سب کے خیمے بھی استادہ ہوئے ایرج شام
تک تماشا دیکھا کیا لوگون سے اپنے کہا کیا کہ یہ سب مجھی سے لڑنے آئے ہین مگر مثل مشہور ہی کہ ہجوم پروانگان شمع کا کچھ
نہین کرسکتا یہ میرے الف شمشیر آبدار ہین سب کے مارونگا یہی باتین کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا تمام لشکر اُترا اب اپنے
اپنے خیمے مین بیٹھے وہ رات گذری دوسرا دن ہوا صبح کو ایرج بارگاہ مین آکر دنگل شوکت پر متمکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ
تخت پر بیٹھا سب سردار جمع ہوئے ایرج نے دبیر سے کہا کہ نامہ لکھو مظفر بن ضیغم خون آشام کو اس مضمون کا کہ اے مظفر
آگاہ ہو کہ لقا خداے باختر نے ملکہ گیتی افروز کو اور ملک باختر بخوشی مجھے بخشا ہی اور قاسم نے جبراً قہراً گیتی افروز کو
لقا سے چھینا تھا اور اب قاسم زندہ بھی نہین ہی بس تجھے لائق و لازم ہی کہ نامے کو دیکھتے ہی ملکہ گیتی افروز کو سوار کر

میرے پاس لے آئین تیری نہایت عزت وحرمت کرونگا اور اگر خلاف اسکے کیا تو مین صاحبقران جہان ہون حمزہ میری
نہیب شمشیر سے بھاگکر ظلمات کو چلا گیا لندھور کہ اُسکا جانشین اور نائب تھا اُسنے میرے پاس دامن پناہ لیا ہی
بیعت میری اختیار کی ہی میرے ہاتھ سے تو مفت مارا جائیگا ذلیل ہوگا اور تجھے قلعہ پر پھر دسا ہی تو ایک لمحہ بھر مین لے لونگا
اور گیتی افروز کو نکال لاؤنگا جس وقت دبیر نے یہ نامہ تیار کیا ایرج نے جام شراب بھر کر رکھوایا اور پکارا کہ میرے
سردارون مین سے کوئی اس نامے کو لیکر جائے اور جواب اسکا لائے یہ سُنکر میعاد درشک دراز گردن اپنے دنگل
سے کود پڑا اور جام اُٹھا کر پی لیا نامہ سر سے باندھا بارگاہ سے نکلکر پانچہزار سوار کی جمعیت سے روانہ ہوا جب دروازہ
شہر پر پہونچا خبر مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہوئی کہ ایرج کا ایلچی آیا ہی کہا بُلالو اُسے جب میعاد درشک دراز گردن
سامنے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا مگر دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا میعاد بیٹھا ساقی نے
بحکم مظفر جام شراب کا بھر کر دیا میعاد نے کئی جام پیے جب خوب نشہ ہوا پکارا کہ منم نامہ دار زبدۂ آفتاب پرستان
یعنی ایرج نوجوان مظفر بن ضیغم خون آشام نے نامہ طلب کیا اُسنے دیا مظفر نے دبیر کے ہاتھ مین دیا اُسنے پڑھنا
شروع کیا مظفر نامے کا مضمون سُنکر آگ ہو گیا اور دبیر کے ہاتھ سے لیکر پھاڑ کے پھینکدیا اور کہا کہ اُس کرباس فروش کا
بچہ بازاری نے جو یہ لکھا ہی بہت سا جھک مارا ہی کہدینا اُس سے کہ کیون شامت آئی ہی یہ ناموس ہی حمزہ عالیشان
صاحبقران دوران کا بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلا جا اور اب ایسے کلمات زبان پر نہ لا تھوک اور چاٹ اب یہ نہ کہو
کہ مین عاشق ہون ملکہ گیتی افروز پر نہین تو بہت ذلیل وخراب ہوگا بس نامے کا چیر کر پھینکنا تھا کہ میعاد درشک دراز گردن
آگ ہو گیا اور نعرہ کیا کہ باش او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ نامہ زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران
ایرج نوجوان کا چیر ڈالا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اور تلوار کھینچکر مظفر بن ضیغم خون آشام پر ماری مظفر نے
آتے تلوار خیال کر کے پھکی دی کہ تلوار پٹ پڑی قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ
زور کیا کہ میعاد کو اُٹھا لیا مارا زمین پر چارون شانے چت گرا چڑھ کر چھاتی پر مشکین باندھلین اور حکم دیا لوگونکو اُسکے اسیر کرو
جانے نہ پائین بس یہ سُنتے ہی ایک ایک پر چار چار جا پڑے اور سب کو پکڑ کر مشکین باندھلین سب گرفتار ہو گئے یہان
مظفر نے ارادہ کیا تھا کہ ان سب کے مُنہ کالے کر کے نکلوادو یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو پہونچی کہلا بھیجا کہ مظفر ایلچی کا سر کٹوا کر
دروازے پر شہر کے چڑھوادے اور لوگون کو اُسکے قتل کر مظفر نے وہی کیا کہ میعاد درشک دراز گردن کا سر کٹوا کر شہر کے
دروازے مین لٹکوا دیا اور آفتاب پرست جو اُسکے ساتھ آئے تھے اُنھین بھی قتل کیا ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا
لوگون سے کہ رہا تھا کہ یقین ہی مظفر بن ضیغم خون آشام میرے ایلچی کے ساتھ رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آئیگا بلکہ گیتی افروز
کو بھی لیتا آئیگا کیونکہ وہ مجھسے لڑکر سر بر نہین ہو سکتا ہی ذکر ہو رہا تھا سردار بجا اور درست کہ رہے تھے کہ سامنے سے
جوڑی ہرکارون کی آئی مگر پسینے مین غرق خاک مین اٹی ہوئی اور دعاے ترقی اقبال وجاہ دیکر عرض کیا کہ ایلچی
زبدۂ آفتاب پرستان کا میعاد درشک دراز گردن کہ میعاد اُسکی زندگی کی ختم ہو چکی تھی ہاتھ سے خدا پرستون کے مارا گیا
سر اُسکا دروازۂ شہر پر لٹکا ہوا ہی یہ سُنکر ایرج نہایت برہم ہوا چاہتا تھا کہ غصّے مین طبل جنگ بجوائے کہ بہزاد مرتد نے
چپکے سے کہا اے زبدۂ آفتاب پرستان مجھے مفصل خبر پہونچی ہی کہ میعاد حکم سے ملکہ گیتی افروز کے مارا گیا مظفر کا یہ ارادہ
نہ تھا کہ اُسے قتل کرے اور معشوق جفاکار ہوتے ہین اُنکا شیوہ یہی ہی اسکو عین محبت سمجھیے ایرج بولا تو سچ کہتا ہی مگر
مظفر نے تو کچھ جواب نہ بھیجا کیونکہ جب ایلچی کو مار ڈالا تو جواب کیا بھیجتا مین اب نامہ سلیمان شاہ فارسی کو لکھتا ہون
کیونکہ وہ مرد فہمیدہ ہی اور سن رسیدہ ہی نشیب وفراز عالم کو خوب جانتا ہی اُسکا جواب معقول ملیگا اور اُسی مضمون کا

نامہ لکھکر معاد رشک دراز گردن کو دیا کہ تو جا کچھ تیرے واسطے خوف کی جگہ نہین ہی سلیمان شاہ مثل ہیقطفر کے نہین ہی
معاد رشک دراز گردن نامہ لیکر چند آدمیون سے روانہ ہوا خبر سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی حکم دیا کہ بلا لو ایلچی کو معاد
سامنے آیا کرسی عنایت ہوئی بیٹھا نامہ پیش کیا سلیمان شاہ فارسی نے دبیر سے پڑھوایا حاصل مطلب یہ تھا کہ ملکہ گیتی افروز
کو میرے سپرد کرو اس مضمون سے آگاہ ہو کر سلیمان کو نہایت غصہ آیا سرداران سے کہا پکڑ لو اس ایلچی نالائق کو معاد
رشک دراز گردن نے تلوار کھینچی مگر لوگ چہار طرف سے دوڑ پڑے ہاتھ جس طرح اُٹھا تھا اُسی طرح رہگیا لوگ نے مشکین
مشکین باندھ لین سلیمان شاہ فارسی نے حکم دیا کہ ناک اور کان اسکے کاٹکر نکالدو اور اسکے ساتھ والون کو بھی نکٹا
اور بوچا بناکر چھوڑدو کہ ذرا اس آفتاب پرست کو معلوم تو ہو کہ ناموس صاحبقرانی پر نگاہ بد ڈالنا ایسا ہوتا ہی اُسی وقت
اُسکی ناک اور کان لوگون نے کاٹ ڈالے اور پکی سیاہی سے کالا منہ کرکے نکالدیا وہ لوگ اُسی ہیئت سے سامنے ایرج
کے گئے ایرج نے جو اپنے ایلچی کی یہ حالت دیکھی آگ ہو گیا اور طیش مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی
نوازش مین آیا اُدھر ہرکارون نے خبر سلیمان شاہ کو پہونچائی یہان بھی کوس حربی بجا اُدھر داراب آب پرست خورشید
ستارہ پرست تورج ماہ پرست سب کے لشکرون مین طبل جنگ بجا مگر لندھور بن سعدان گرد جب ایرج کی بارگاہ
سے اُٹھکر اپنے لشکر مین آیا اکرمہ ہندی وغیرہ نے لندھور سے کہا کہ ای رستم زمان اب آپ کا کیا ارادہ ہی اب تو
ایرج بالاعلان کہتا ہی کہ مین ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون اور نامہ بھی بھیجا ہم لوگ کہ صاحب غیرت مشہور ہین مگر اب
انتہا کے بیغیرت ہین کہ ایرج برملا ناموس صاحبقران کا نام اپنے عشق و عاشقی سے لیتا ہی ہمسے سُنا نہین جاتا ہمکو اجازت
ہو کہ ہم لڑکر اُسے مارین یا اپنی جان دین لندھور نے کہا تمھارا تو یہ قصد ہی اور میرا یہ ارادہ ہی کہ مین جسوقت دیکھونگا
کہ ایرج کا روکنے والا کوئی نہ رہا سب مارے گئے اور زخمی ہوئے تو مین دروازے پر قلعہ ذوالامان کے جا بیٹھونگا اور
اپنی جان دونگا لیکن ایرج کو اندر قلعہ کے نہ جانے دونگا آگے تمھارا ارادہ لڑنے کا ہی تو مین منع نہین کرتا مگر مین تمھارا
شریک نہین ہون یہ سُنکر سب چپ ہو رہے مگر یہان سب لشکرون مین طبل جنگ تو بج ہی رہا تھا ہر ایک اپنی تیاری
مین مصروف تھا تمام رات اسی طرح بسر ہوئی کہ ستارۂ سحری فلک پر چمکا اور شاہ خاور نے مشرق سے طلوع کیا اور
سریر نور پر بیٹھا کہ جسکے ڈر سے تمام لشکر انجم گریزان ہوا تیرگی پردۂ ظلمات مین جا کر چھپی ہر شخص نے اپنے اپنے طریقے پر پرستش
خداے یگانے کی کی غرضکہ ادھر سے آفتاب پرست میدان مین آے اُدھر سے اہل اسلام ایک طرف سے آب پرست
ایک جانب سے ستارہ پرست ایک سمت سے ماہ پرست آکر میدان مین صف آرا ہوے نقیب نہیب دیکر نکلگئے
کہ ایرج نوجوان نے مرکب اپنا چمکایا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ
نیر اعظم آفتاب تابان تمھارا نگہبان ہی ایرج سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھا عازم دشت قتال ہوا میدان مین پہونچکر
سراپا میدان کا دکھایا نیزہ زمین پر گاڑکر مبارز طلب کیا اس طرف سے غضنفر بن اسد سلیمان شاہ فارسی سے
اجازت لیکر مقابل ہوا ایرج نے کہا او دیوانے تو مجھسے مقابلے کو آیا ہی میرا کیا کرسکتا ہی یا زخمی ہوگا یا مارا جائیگا بہتر
یہ ہی کہ تو میری بیعت اختیار کر مفت اپنی جان نہ دے غضنفر پکارا او کرپاس فروش بچہ بازاری تو مجھے کیا ماریگا زخمی ہونیکا
اجارا نہین جنگ دوسردار دیا تیری فتح ہی یا میری تلوار کی باڑھ کے آگے سب برابر ہین یہ سُنکر ایرج نہایت خشمناک
ہوا اور پکارا کہ او دیوانے جو کچھ حربہ رکھتا ہی کرلے تاکہ ہوس دل کی نکلجائے غضنفر نے کہا تو جانتا ہی کہ اہل اسلام پیشدستی
نہین کرتے اگر خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو مین بھی وار کرونگا ایرج نے نیزہ اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر غضنفر پر وار
غضنفر نے نیزے کو نیزے پہ لیا طعن چلنے لگی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایرج نے نیزہ غضنفر کا ہوائی کیا غضنفر نے

تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے سپر پر روکی غضنفر نے دوسری تلوار ماری ایرج نے وہ بھی روکی پھر غضنفر بن تیغ ا
سرسے پیر تک جھاڑ باندھ دی کہ ایرج کو روکنا مشکل پڑ گیا غنچہ بنا ہوا ہی ہمہ جسم چشم ہی تلوار روک رہا ہی ایک مقام پر
ہاتھ غضنفر کا ٹھگکر سست ہوا تھا کہ ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹکر سر پر غضنفر کے پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ کا
تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا ایرج نے آواز دی کہ لیجاؤ اس دیو انے کو لوگ
اُسے لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا شہاب بن فولاد اژدر گیر نکلا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی
تلوارین شہاب کی ایرج نے روکین اور اپنا وار کیا یہ بھی زخمی ہوا نقابدار یاقوت پوش اپنا مرکب چمکا کر سامنے
ایرج کے آیا ایرج تکاور زن ہوا مرکب برابر سے ہٹنے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی کر سنانین اور بنانین بیکار ہو گئین نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی لیکن ستارہ ایرج کا سب پر
غالب ہی نقابدار بھی زخمی ہوا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا سلیمان ثانی نے ارادہ کیا تھا کہ نکلون کہ مظفر بن ضیغم خون آشام
پیشقدمی کر بیٹھا سامنے ایرج کے آیا ایرج نے جو مظفر کو دیکھا صاحب سلامت کی اور کہا کہ ای مظفر تو نے غضب کیا
کہ ایلچی کو میرے مار ڈالا زمانے مین کسی نے آج تک ایلچی کو نہین مارا مثل مشہور ہی کہ ایلچی را زوالے نیست مظفر نے
کہا او بزاز بچہ تو نے الیسا واہیات نامہ کیون لکھا تھا یہ ناموس صاحبقرانی ہی مجال نہین ہی کسی کی کہ اس طرف آنکھ اٹھا کر
دیکھے جیسا تو نے واہیات لکھا تھا ویسا ہی اپنی سزا کو پہونچا ایرج نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب بھی تو میری اطاعت کر
تو مین اپنے لشکر کی سالاری تجھے دون مظفر نے کہا او بزاز بچے تو اپنی حقیقت اور لیاقت کو بھول گیا تو وہی بزاز بچہ ہی
دعا دے عمرو کو کہ اُسنے تجھے اس رتبے کو پہونچایا مین ایسے پاجی کی رفاقت کبھی نہ کرونگا ایرج یہ سنکر آگ ہو گیا کہا او مظفر
معلوم ہوا کہ قضا تیری میرے ہاتھون ہی خبردار ہو جو کچھ کہ حربہ اپنا رکھتا ہو مظفر نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین ہمارا یہ دستور نہین کہ
حریف پر پیشدستی کرین ایرج نے کہا تو خبردار ہو اور نیزہ اُٹھا کر مارا مظفر نے نیزے کو نیزے پر روکا کئی نیزہ بازی ہونے
چند طعن مین ایرج نے نیزہ مظفر کا ہوائی کیا مظفر نے غضبناک ہو کر تلوار ماری ایرج نے باسیب سپر پر روکی
اور اپنی تلوار اُسپر ماری کہ سپر کو کاٹکر سر پر پہنچی تا دو ابرو اُتر گئی مظفر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی سر سے چادر خون کی
باہر آئی اُسی حالت زخمداری مین زخم سر کو باندھ کر چاہا کہ تلوار مارے مگر سنبھلا نہ گیا غش آگیا گھوڑے سے نیچے گرا ایرج نے کہا
اسے اُٹھا لیجاؤ یہ اب زخمی ہو چکا ہی لوگ دوڑے مظفر کو پالکی مین ڈالکر لیگئے شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون
لشکر اپنی اپنی آرامگاہ پر آے مظفر تو مع فوج قلعہ ذو الامان مین داخل ہوا سلیمان شاہ زخمیون کو لیے ہوئے اپنے خیمے
مین آیا اُدھر غضنفر کے زخم مین ٹانکے لگے علاج ہونے لگا مگر ایرج جو پھر کر بارگاہ مین داخل ہوا دنگل پر بیٹھا بہزاد مرتد
سے کہا مین چاہتا ہون کہ کشتیان جواہر کی اور پوشاک اور میوون کے خوان واسطے جان جہان ملکہ گیتی افروز کے بھیجون
اُسنے کہا کہ مناسب ہی اُسی وقت ایرج نے دو ہزار خوان تیار کرواے ہزار خوان مین جواہر اور پوشاک اور ہزار
خوان مین میوہ اور کہارون کی وردیان بانات سلطانی اور مخمل کاشانی کی نصر تراد ل کشتی گیر کو ساتھ کر کے روانہ کیا
جب خوان دروازے شہر ذو الامان پر آے یہ خبر مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہوئی کہا خوان لے آؤ اور کہارون کے لباس
چھین لو ناک کان کٹوا کر نکالدو یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو جو ہوئی کہا کہ خوان یہان لے آؤ اور اپنے سامنے منگوا کر میوہ لوگون
کو کھلوا دیا جواہر اور پشمینہ حلال خورون کو دیدیا اور عوض مین اُسکے کنکر پتھر کوڑا کرکٹ اور گوبر بھر کر کھانچے اوپر سے
ڈھانک کے کسنے کسوا کر کہا کہ یہ خوان ہماری طرف سے ایرج کو بھیجدو نصر تراد ل کشتی گیر وہ خوان لیکر خدمت ایرج
مین روانہ ہوا ہرکارون نے خبر ایرج کو دی کہ اُدھر سے بھی خوان آپ کے لیے آتے ہین ایرج نہایت خوش ہوا

اور سب سرداروں سے کہا کہ ان خوانوں کا استقبال کرو اور ہمارے سامنے لاؤ کیونکہ یہ تحفہ جان جہان آرام دل
مشتاقان کا بھیجا ہوا ہی سب سردار بحکم ایرج نامدار گئے اور خوان لیکر سامنے آئے ایرج نے کہا کہ کھولو ان خوانوں کو
پہلا خوان جو کھولا اُسمین گوبر بھرا ہوا تھا اور دوسرے مین کنکر پتھر کوڑا کرکٹ بھرا ہوا دیکھکر حیران ہوا النصر شیرادل کشتی گیر سے پوچھا
کہ یہ خوان مظفر نے بھروا کر بھیجے ہین اُسنے کہا مظفر کا ارادہ تھا کہ ہم سب کے ناک کان کٹوا کر بھیجے کہ ملکہ گیتی افروز نے
خوان اندر منگوالیے جواہر پشمینہ پوشاک حلالخوروں کو دیدیا اور میوہ کو کُتّون کو کھلوا دیا خوان بھروا کر آپ کے واسطے
بھیجے ہین بہزاد مرتد نے کہا ملکہ کمال محبت آپ کے ساتھ رکھتی ہین فقط آپ کے چھیڑنے اور ستانے کے واسطے یہ کیا ہی وہ کیا کرے
چہار طرف سے تو گھری ہوئی ہی خدا پرستون نے اُسے قید کیا ہی اسکو یقین جانیے کہ وہ آپ پر فریفتہ ہی ایرج نے کہا
کہ اس سب کا ایک چبوترہ بناؤ کہ مین اُسپر بیٹھا کرونگا اُسی وقت مزدور آکر حاضر ہوئے دم بھر مین چبوترہ بنا کر تیار کر دیا
ایرج اُسپر بچھونا کروا کے بیٹھا اور پرنگیرہ کھنچا ناچ ہونے لگا اُس روز طبل جنگ نہ بجوایا مصروف عیش و عشرت رہا
دوسرے روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہ خبر ہر طرف
پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی علاوہ لشکر اسلام کے داراب خورشید و تورج کے لشکر مین بھی نقارہ
رزمی بجا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ایرج مرکب چمکا کر مالک
بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ داراب کے لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور
داراب کشور کشا مرکب اپنا اُڑا کر سامنے تخت کشور شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جا خداوند آپکا
تمہارا نگہبان ہی داراب سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے ایرج کے آیا ایرج تکادرزن ہوا مرکب ابر
سے ہٹگئے ایرج نے کہا ای داراب تو ان خدا پرستون کی طرفداری کیون کرتا ہی اور مجھسے کیون لڑتا ہی پھر جبا
میدان سے مجھسے تجھسے کچھ عداوت نہین ہی داراب نے کہا ای ایرج تیری حرکتین بہت بد ہین صاحبقران کی
تو یہ رعایتین کہ اُنھون نے ہماری تمھاری حفاظت کے لیے ایک ایک رفیق زبردست کو چھوڑا کہ انکی جان کو
کوئی ضرر نہ پہونچے اور تمنے پیچھے اُنکے ملکون کو اُنکے برباد کیا ہزارہا آدمیون کو قتل کیا یہانتک کہ اب ناموس پر اُنکی
خواستگاری کرتے ہو کس مذہب مین زن شوہردار کو نگاہ بد سے دیکھنا روا ہی تجکو لازم نہین ہی کہ نام ملکہ گیتی افروز
کا زبان پر لائے اس ارادے سے باز رہ اور انتظار صاحبقران کا کر وہ آلین اور اُنسے فیصلہ صاحبقرانی کا ہوئے تو ہم اختیار ہی
نہین تو ہم بیشک ناموس صاحبقرانی کی حفاظت کرینگے اور ای ایرج دیکھ میرے کہنے پر عمل کر ناحق اپنے کو رسوا نہ کر دشمن
اپنا دوستون کو نہ کر اول تو دیکھ لشکر سلیمان شاہ کا سفر ہی اُسپر کوئی مقابلہ کرنیوالا نہ رہیگا لندھور بھی موجود ہی
وہ ایسا بیغیرت نہین ہی کہ تجھے ناموس صاحبقران پر قبضہ کرنے دیگا جان دینے پر مستعد ہو جائیگا تیسرے آمد نورالدہر کی
لگی ہوئی ہی کہ وہ بجائے حمزہ صاحبقران ہی قریب ہی کہ آئے مفت کی بدنامی اپنے سر لینا سراسر عقل کے خلاف ہی دیکھ
پھر کہتا ہون کہ اس ارادے سے باز رہ یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ تم تو میرے ناصح بنکر آئے ہو مین عشق مین مرتا ہون ملکہ گیتی افروز ناموس
میرا ہی لقا مجکو بخش چکا ہی قاسم اُس سے زبردستی چھین لایا مین بغیر اُسکے لیے ہوئے نہ جاؤنگا زمانہ ایک طرف ہو جائے تو مجکو
پروا نہین ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر غرضکہ بعد از گفتگوے بسیار نیزے ہاتھون مین لیے مگر ایرج کہتا ہی کہ پہلے تو
وار کر داراب کہتا ہی کہ مین صاحبقران ہون پہلے وار اپنا نہ کرونگا اُدھر ایرج کہ رہا ہی کہ مین خود صاحبقران ہون بڑی
دیر تک یہی بحث رہی آخر داراب نے کہا کہ مین طرفدار ہون خدا پرستون کا اور وہ پیشدستی نہین کرتے ہین مین بھی پیشدستی
نہ کرونگا ایرج نے کہا معلوم ہوا کہ تجھے بہت غرا اپنی شجاعت کا ہو گیا ہی لے خبردار ہو یہ کہکر نیزہ مارا داراب نے

نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو ناگنین گتھ گئین جو بند ایرج باندھتا ہی اُسے داراب کھولتا ہی
جو بند داراب باندھتا ہی اُسے ایرج کھولتا ہی دونون ایک اُستاد کے شاگرد رشید ہین یہانتک کہ سنانین اور بنانین
نیزون کی بیکار ہو گئین ہاتھون سے پھینک پھینک گرز گران سنگ اُٹھائے اور پہلے ضرب گرز کی داراب نے لگائی ایرج
نے گرز کو گرز پر روکا کہ تڑاقے کی آواز بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تھی گرد و غبار بلند ہوا کہ ایرج مع مرکب اُسمین
چھپ گیا داراب نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم خبر لو آگرا سکی شاپور شیر دل چلاتا تھا کہ ایرج نے تودہ گرد سے نکلکر آواز دی
کہ جلد دوسرا مرکب لاؤ کہ گھوڑا میرا مر گیا شاپور مرکب دوسرا لیکر پہونچا ایرج اُسپر سوار ہوا اور کہا کہ اب روک میری ضرب
کو اور اُٹھا کے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو سر پر چرخ دیکر داراب پر مارا داراب نے بھی گرز کو گرز پر روکا
کہ وہی کیفیت ہوئی مرکب کی کمر ٹوٹی عیار دوسرا مرکب لیکر آیا تودہ گرد مین گھسا دیکھا کہ داراب بیہوش کھڑا ہوا ہی اور
آنکھین بند ہر بن مو سے پسینہ جاری ہی مگر مانند ستون فولادی کے قائم عیار نے چاہا تھا کہ مُنہ پر پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کرے
کہ داراب نے آنکھین کھولدین اور مرکب کو اپنے مردہ پاکر دوسرے گھوڑے پر بیٹھکر پھر ایرج سے سامنا کیا دونون نے
تلوارین کھینچ لین یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیان چمک رہی ہین بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کار داراب ایرج کے ہاتھ سے
زخمی ہوا اُسنے پھر مبارز طلب کیا تورج ماہ پرست مقابلے کو نکلا بعد گفتگوے بسیار تلوار چلنے لگی بڑی دیر تک رد و بدل
رہی آخر تورج بھی زخمی ہوا پھر ایرج پکارا اب کون میرے مقابلے کو آتا ہی کہ خورشید ستارہ پرست مرکب کو چمکا کر میدان
مین آیا مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا اے خورشید مجھے تعجب ہی کہ تو خدا پرستون کی طرفداری کرتا ہی اسد نے وہ حرکت
ناشائستہ کی جس سے تیرا ہی دل خوب جانتا ہوگا غضنفر بگڑ کر تجھسے پیش آیا کہ ایسے تجھے تجھسے لیگیا پھر کیا تجھے اُسنے توقع ہی
میرے تیرے آگے بھی محبت تھی اب بھی اگر ایک ہی جگہ یکدل ہو کر رہتے تو بہت خوب تھا مجھسے تو پرخاش نہ کر آ میرا شریک ہو
خورشید نے کہا اے ایرج تو ایسا بد وضع ہی کہ پرائے ناموس پر نگاہ بد کرتا ہی کسی کو وضع تیری پسند نہین ہی یا تو اس ارادے
سے باز رہ نہین تو لڑ مجھسے ایرج نے جھنجلا کر کہا کہ تو جانتا ہی کہ مین تجھسے دبگیا ہون خیر نہین تو مانتا لا اپنا حربہ القصہ نیزہ بازی
ہوئی برابر رہے نوبت گرز کی پہونچی خاک اُڑی زلزلے آئے جسکی ضرب پڑتی تھی معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ پھٹ پڑا مرکب مارے گئے
لیکن کام نہ نکلا آخر تلوارین کھینچ گئین بڑی دیر تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان چمک رہی ہین آخر کار خورشید بھی ہاتھ سے
ایرج کے زخمی ہوا شام ہو چکی تھی ایرج طبل بازگشت بجوا کر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا
ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے کئی جام متواتر پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی بجا ادھر اہل اسلام پھر کر داخل بارگاہ ہوئے ہین زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگائے
جارہے ہین علاج ہو رہا ہی کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی سلیمان شاہ فارسی نے حکم دیا یہان بھی بعد کردگار بجے کوس پیکار
اُسی وقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا لیکن بعد طبل جنگ بجنے کے سلیمان شاہ فارسی نے کہا کہ یہ لوگ ہماری طرف سے
لڑکر زخمی ہوئے ہین انکی عیادت ضرور ہی گو کہ بوقت شب عیادت کو نہین جاتے ہین لیکن دن کو مہلت کہان صبح کو پھر
تلوار کا سامنا ہی کون زندہ رہے کون نہ رہے میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ کوئی صاحب میری طرف سے عیادت کو
اُن لوگون کی جائین یہ سنکر غضنفر بن اسد اور سلیمان ثانی دونون برابر دنگون سے کودے سلیمان شاہ کہ عاقل و فہیم تھا
ہی کہا کہ اے غضنفر تم نقابدار یاقوت پوش کی عیادت کو جاؤ شاہزادہ سلیمان ثانی داراب و خورشید و تورج کی عیادت
کو غضنفر مایوس ہو گیا نہین تو ارادہ اور ہی کچھ تھا غرضکہ غضنفر بن اسد اپنے بارہ ہزار قزاقون سے واسطے عیادت
[illegible] خیمہ [illegible] ہوتا تھا کہ خبر آمد غضنفر کی پہونچی فرمایا بلالو جب غضنفر سامنے کیا

سلام کیا نقابدار نے دعاے درازی عمر دی اور اپنے برابر دنگل جواہر بیٹھنے کو عنایت کیا غضنفر بیٹھا نقابدار نے
ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب کا بھر کر پیش کیا غضنفر نے نقابدار کو سلام کر کے پی لیا نقابدار نے بھی ایک جام پیا
غضنفر نے مزاج پرسی کی تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا بعد اُسکے کہا کہ اب اجازت ہو تو رخصت ہون نقابدار
نے کہا کہ جی چاہے تو آج یہین رہو دعوت ہماری قبول کرو عرض کیا کہ مین کب انکار کرتا ہون مگر سلیمان شاہ خاص
متردد ہون گے مین اُنکی طرف سے مزاج پرسی کو حاضر ہوا تھا مین پھر حاضر ہونگا نقابدار نے کہا بہتر غضنفر وہان سے
اُٹھکر چلا آیا لیکن راستے مین یہ سوچا کہ یہ نقابدار کون شخص ہے جو اپنی بزرگی جتاتا ہے دیکھنا چاہیئے اپنے خیمے مین آکر
عیار نے لباس شبروی طلب کیا اور آراستہ ہو کر سیاہ دُشالے کا جھرمٹ مار کر سپر تلوار بغل مین داب چل کھڑا ہوا قریب
بارگاہ نقابدار کے پہونچا گرد خیمے کے چرخ مارنے لگا دیکھا کہ لوگ ہوشیار ہین دروازہ بارگاہ کی طرف آیا دیکھا کہ دو چار
سپاہی پہرے پر بیٹھے ہین اور حقہ پی رہے ہین دو گھٹی چل رہی ہے جلدی سے رنگ و روغن عیاری نکالکر صورت اپنی
ایک خاصبردار کی بنائی اور آکر اُنھین دربالون سے سلام علیک کی اُنھون نے جواب سلام دیا اور کہا کہ بھئی تم
کیا کوئی نوکر ہو کہا نیا نوکر تو نہین مین بہت پرانا نوکر ہون درمیان مین چھوٹ گیا تھا اب پھر میری نوکری بحال ہوئی ہے
اُنھون نے کہا کہ اچھا بھئی آؤ حقہ پیو مگر جلگیا ہے پھر تمباکو بھرے لو دیکھو تو کیا خوشبو دار ہے یہ کہکر ایک چلم بھر کی تمباکو دی
حقہ بھر آگیا دم پڑنے لگے جسنے دو گھونٹ پیے جھلگیا اور ہر ایک کہ رہا ہے کہ بھئی اسمین کا تمباکو ہمین بھی دینا غضنفر نے کہا
لو بھئی یہ سیر بھر تمباکو ہے سب بانٹ لو یہ کہکر ایک پنڈا نکالکر رکھدیا سب ٹوٹ پڑے کوئی آدھی لیگیا کوئی بالکل محروم رہا
اب آپسمین جوتی پیزار ہونے لگی ایک سے ایک چھینتا ہے غرضکہ لڑتے لڑتے سب بیہوش ہو ہو کر گرے غضنفر اندر
بارگاہ کے آیا شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارے کہ وہ جلے اور دھوین سے اُنکے خدمتگار وغیرہ سب بیہوش ہوئے غضنفر نے
نقابدار کو بھی بیہوش کیا یہ معلوم ہوا کہ صاحبقران لیٹے ہوئے ہین صورت بہت ملتی ہے غضنفر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بیٹے ہین
امیر کے بند نقاب کا اُسی طرح باندھکر آپ راہی ہوا بہیئت اصلی سلیمان شاہ کی بارگاہ مین آیا اور سب کیفیت بیان کی
وہان شاہزادہ سلیمان ثانی پہلے لشکر داراب مین آیا خبر داراب کشورکشا کو ہوئی کہ سلیمان ثانی آپکی عیادت کے
لیے آتا ہے یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور جملہ سردارون سمیت مع مالک اژدر استقبال کو آیا بارگاہ مین لایا دنگل جواہر نگار پر بٹھایا
اور نہایت خلق سے پیش آیا لیکن شاہزادہ سلیمان ثانی بعد مزاج پرسی کے رخصت ہوا اور بارگاہ خورشید مین آیا اُسنے
بھی یونہین استقبال کیا اور اپنا دنگل خالی کردیا آپ دوسرے دنگل پر بیٹھا شاہزادہ سلیمان ثانی یہانسے بھی مزاج پرسی
کر کے اُٹھ کھڑا ہوا تورج کے خیمے مین آیا اُسنے بھی استقبال کیا اور نہایت ممنون ہوا شاہزادہ بعد استفسار مزاج
یہانسے بھی رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کچھ دیر سویا ہوگا کہ آواز اذان کی کان مین آئی اُٹھا نماز پڑھی عازم میدان
جنگ ہوا وہان دیکھا تو دونون لشکر آراستہ ہین نقیب نہیب دے رہے ہین کہ یکایک ایرج نے مرکب اپنا صف
سے نکالا اور سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہے ایرج
سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھ کے میدان مین آیا مبارز طلب کیا رستم خان بن گنجاب سامنے تخت سلیمان شاہ کے آیا
اجازت لیکر مقابل ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند طعن مین نیزہ رستم خان کا ہوائی کیا اُسنے
جھنجلا کر تیغہ مارا ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر جو اپنا وار کیا سپر کٹی اور رستم خان زخمی ہوا دستانہ مارا تلوار
نکلگئی لیکن غش آگیا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا نوفل خان نکلا وہ بھی زخمی ہوا جمشید و خورشید بھی زخمی ہوا طوس گرگین
ببر خار اکن ملک اردوان جزیرہ نشین عنور باختری سب زخمی ہوئے اور کچھ سردار مارے بھی گئے پہر دن چڑھا ہوگا

کہ شاہزادہ سلیمان ثانی مرکب اپنا چمکا کر مقابل ایرج ہوا ایرج نے کبھی اسے دیکھا نہ تھا پوچھا ای خدا پرست نام
اپنا بیان کر کہا کہ مین برادرزادہ صاحبقران ہون بیٹا عجیل باہرو کا پردہ قاف مین پیدا ہوا ہون اسی باعث
سے مجھے پردہ دنیا کے لوگ کم جانتے ہین سلیمان ثانی میرا نام ہی ایرج کو یاد آیا کہ قصر البحرین سلیمانی مین اسی کی بہن
سے ملاقات ہوئی تھی کہا سلیمان ثانی سے کہ تمھارے باپ سے مجھسے بہت ملاقات ہی تم بیعت میری کر لو میرے ساتھ
رہو سلیمان ثانی نے کہا کہ او پاجی بیمروت تو ناموس صاحبقران کو بدنام کرتا ہی اور مجھسے بیعت طلب کرتا ہی تجکو غیرت
نہین آتی کیا کیا تیرے ساتھ نور الدہر اور صاحبقران نے مروت و رعایت کی اُسکا عوض یہی تھا دیکھ داراب و
تورج و خورشید کو وہ کیون ہماری طرفداری کرتے ہین جو مردون کی حرکتین ہین اُنسے ادا ہوتی ہین تو نالائق پاجی نامرد
ہی تجسے ایسی باتین سرزد ہوتی ہین بس یہ کلمات جو ایرج نے سُنے آگ ہو گیا کہا کہ باش ای خدا پرست زیادہ زبان درازی
شیوہ شرافت کا نہین ہی گیتی افروز کہ لقا کی بیٹی ہی اور مجکو لقا نے بخش دی ہی مین اُسکا دعوی نہ کرون اپنے حق کا دعوی
کرنے مین بیمروت و نامرد ہو گیا اور تم جو قہر و جبر سے چھین لاے ہو بڑے بہادر ہو معلوم ہو جائیگی بہادری تمھاری
غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بڑی دیر تک طعنین چلین مگر کچھ نہ ہوا برابر رہے دونون نے عمود گران سر اُٹھائے
دو ضربین چلین کہ زمین کے طبقے ہلے پہاڑ تھرائے جگر گاؤ زمین کا قریب تھا کہ ہول سے شق ہو جائے مرکب مارے گئے لیکن
مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی دو بجلیان کوندنے لگین بڑی دیر تک رد و بدل رہی ایک مقام پر
ایرج نے کتر تا کر جو سر کا وار کیا گوشہ سپر کو قلم کیا خود و بلغہ کاٹتی ہوئی تا دابرو اُتر آئی جلدی سے دستانہ مارا تلوار
تو چھنا کر نکلگئی سر سے چادر خون کی باہر آئی مگر اُس بہادر نے شد اتحت الحنک کا کھولکر زخم سر کو کسکر باندھا اور پھر
تلوار ایرج پر ماری اُسنے پشت شمشیر پر رکی اور دوسری تلوار جو ماری چاہا سلیمان ثانی نے کہ خالی دے نہ بچ سکا
چھچلتی ہوئی شانے پر پڑی کہ وہ بھی زخمی ہوا اب سلیمان ثانی کو غش آگیا گھوڑے سے گر پڑا ایرج نے کہا اُٹھا لیجاؤ آئے
لوگ سلیمان ثانی کو لیگئے پھر ایرج نے مبارز طلب کیا اور دو ایک سردار جو باقی تھے وہ بھی زخمی ہوئے دوپہر ڈھلے
تک پرابند ہو گیا ہر چند ایرج پکارتا ہی کہ ایک ایک میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو ملکر آئین سلیمان شاہ نے دیکھا
کہ کوئی مقابلہ کرنے والا نہین رہا اور ایرج لاف و گزاف کر رہا ہی کہا کہ لاؤ مرکب میری سواری کا اور تاج سر سے
اُتار کر تخت پر رکھا خود کو زیب سر کیا پوشاک شاہی اُتار کر لباس رزمی زیب بدن کر کے مسلح و مکمل گھوڑے پر
بیٹھکر مقابل ہوا ایرج نے کہا ای سلیمان شاہ اگر تو میری بیعت کرے اور ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کرے تو کل باختر
کی بادشاہت تجھے دون سلیمان شاہ نے کہا او بزا زبچے کیا واہیات بکتا ہی اُس مریم عصر اور بلقیس زمانہ کا نام لیتا ہی
اور تو مجھے بادشاہ کیا کریگا باختر تو حمزہ صاحبقران کا بخشا ہوا میرے قبضے مین ہی بغیر میرے حکم پتا قبول نہین سکتا نور الدہر
کو تو دور سمجھا ہی وہ آیا ہی چاہتا ہی سر جنگ معقول تجھے دیگا ایرج نے کہا جب وہ آئیگا سمجھا جائیگا اب تو تم سب کو مار کر
اپنی جان و روح ملکہ گیتی افروز کو اپنے قبضے مین لاتا ہون سلیمان شاہ نے کہا کیا تاب ہی تیری کہ ناموس صاحبقرانی پر
قبضہ کر سکے القصہ بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین ایرج نے نیزہ سلیمان شاہ کا ہوائی کیا سلیمان شاہ
نے غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری ایرج نے باسیب سپر پر رکی اور عوض مین اُسکے اپنی تلوار لگائی کہ سپر کو قلم کر کے
خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دابرو اُتر آئی دستانہ مارا کہ تلوار تو چھنا کر نکلگئی اور اُسی عالم زخمداری
مین سلیمان نے تلوار ایرج پر ماری کہ سپر کو کاٹکر سر پر پڑی کہ دو اُنگل کا زخم لگا ایرج نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار
گھوڑے کی گردن پر پڑی کہ صاف قلم کر گئی ایرج مع مرکب گرا آفتاب پرست دوڑ پڑے اُدھر سے اہل اسلام جا پڑے

تلواریں چلنے لگیں دونوں لشکر لگئے غلغلہ دار وگیر بلند ہوا لاش پر لاش گرنے لگی ادھر ایرج کو دوسرا مرکب دیا دوڑ
کو گھوڑے کی جھٹکر جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر بیٹھکر لڑنے لگا خون کی ندیاں بہنے لگیں شام تک وہ دشت پُرخون ہوا
دامن صحرائے نبرد کا لاشوں سے پر ہوگیا آخر کار طبل باز گشت بجا دونوں لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہ مین داخل ہوئے کہ
سلیمان شاہ سلیمان ثانی اور حملہ سرداران نامی جو زخمی تھے سب کے زخموں مین ٹانکے لگ رہے ہین کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی کل پھر ارادہ میدانداری کا ہی سلیمان شاہ کو ہوش آچکا تھا کہا کہ اب صبح کو
کون سامنا کرنوالا باقی ہی مفت مین سب مارے جائینگے بہتر یہ ہی کہ قلعہ ذوالامان مین چلے چلو لیکن غضنفر بن اسد
نے یہ صلاح دی کہ طبل جنگ یہان بجوائیے تاکہ آفتاب پرست تعاقب نہ کرین ایرج کو اگر معلوم ہو جائیگا تو وہ
اسی وقت آکر گھیریگا اور قلعہ تک نہ جانے دیگا یہ صلاح سب کو پسند آئی اور طبل جنگ بجوا کر دو پہر رات گئے تک تیاری
کرکے مال واسباب اپنا لیکر داخل قلعہ ذوالامان ہوئے اب کوئی میدان مین نہین ہی دروازہ قلعہ کا بند کرلیا پلتختہ
اُٹھوالیا آگ خندق مین روشن کروادی یہان صبح کو ایرج جو بیدار ہوا چاہا کہ مسلح و مکمل ہوکر میدان کو جاوے کہ
ہرکارون نے خبر دی خداپرست رات کو بھاگکر داخل قلعہ ہوئے اب میدان صاف ہی ایرج نے کہا کہان بھاگ کر
جائینگے میرے ہاتھ سے مگر دغا کی ان خداپرستون نے خیر ان سب کو قتل کرونگا اور حکم کیا کہ چہار طرف سے نرغہ کرلو
آفتاب پرستون نے محاصرہ کرلیا ایرج آکر داخل بارگاہ ہوا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب
سے گرم ہوا نشے مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہ خبر
سلیمان شاہ کو ہوئی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگ بجے قلعہ پر بھی نقارہ بجا لیکن مظفر نے گولہ اندازون کو بلاکر بہت کچھ
انعام دیا اور کہا کہ ہم تو جانبازیان کرچکے اب عزت ناموس صاحبقرانی کی تمھارے ہاتھ ہی سب نے عرض کیا کہ دیکھیےگا
آپ کہ ہمنے کیا کیا القصہ رات بھر طرفین مین تیاری جنگ رہی صبح کو سلیمان شاہ فارسی اور چند سردار آکر فیلبند
دروازے پر بیٹھے کہ سامنے سے لشکر کفار نمایان ہوا ادھر سے ایک آدھ گولا پڑنے لگا لشکر رککر کھڑا ہو رہا تخت مالک
بن ملکوت شاہ کا سامنے آیا ایرج مرکب بادرفتار پر سوار ساتھ ساتھ دیکھا قلعہ کو کہ مانند عروس شب اول کے آراستہ
ہی ایرج نے پکار کر کہا ای خداپرستو اب بھی میری معشوقہ کو میرے پاس بھیجدو مین اُسے لیکر یہان سے چلا جاؤن تمسے کچھ
سروکار نہ رکھون اور اگر نہ دوگے تو قلعہ بھر کو قتل کرونگا اور اپنی محبوبہ کو لونگا قلعہ پر سے لوگون نے گالیان دینا شروع کیا
کہ او بزاز بچے کیا جھک مارتا ہی کیا واہیات بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ایرج نے اپنی فوج کی طرف دیکھا اسنے
کہا کہ حکم ہو تو ابھی قلعہ کو لے لین کہا انتظار کیا ہی جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہی یہ سُنکر آفتاب پرستون نے گھوڑے
اُٹھا دیے چلے یورش کرکے قلعہ کا رُخ کرلیا اُدھر لوگ قلعہ پر سے دوربینین لیے ہوئے دیکھ رہے تھے اُنھون نے دیکھا
کہ آفتاب پرست آتے ہین سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ آفتاب پرستون نے یورش کی ہی کیا حکم ہوتا ہی اُس وقت
ہوائی اُٹھا کر داغی گولہ اندازون نے سید باندھ لی اور گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا آتشک
کی بجلی چمکنے لگی دھوئین کا ابر بنکر تیار ہوا گولہ مانند اولے کے پڑنے لگا بس وہ آفتاب پرست جو آگے بڑھے چلے آتے تھے
مع مرکب اُڑ اُڑ کر پیچھے والون پر جا پڑے وہ اُنکے باعث سے جہنم واصل ہوئے باقی بھاگکر دور جا کر کھڑے ہوئے یہان
گولہ اندازون نے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باڑھ کے داغ چکے کیا حکم ہوتا ہی کہا کہ ہاتھ کو رکھ لو دیکھو کیا حال ہوا
آفتاب پرستون کا گولہ اندازون نے ہاتھ رکھ لیا دیکھا کہ ہزارہا آفتاب پرست مرے ہوئے پڑے ہین باقی بھاگ کے
دور کھڑے ہو رہے ہین کہا کہ بجے طبل شادمانی ایرج نے دیکھا کہ فوج جو یورش کرکے گئی تھی ناکام ہوئی کچھ نہ ہوا ہزارہا آدمی

مارے گئے اور قلعہ پر شادیانے بج رہے ہین بس غیظ و غضب طاری ہوا کہا کہ قسم ہی نیر اعظم کی ابھی جا کر قلعہ کو لونگا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ای ایرج نوجوان تم قلعہ پر نہ جاؤ بہ تدبیر قلعہ کو لینا جلدی اچھی نہین ہوتی ایرج نے کہا پھر کوئی مددگار آجائیگا تو دیر ہوگی مین ابھی قلعہ کو لونگا اور گرز گران سر ہاتھ مین لیکر چلا ہندیون نے لندھور سے کہا آپ کسکا راستہ دیکھتے ہین ہمین تاب ضبط باقی نہین لندھور نے کہا اتنا تامل کرو کہ ایرج دروازے قلعہ پر پہونچ جائے سب چپ ہو رہے اور لندھور نے دل کو رجوع کیا طرف پروردگار عالم کے کہ ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی اسوقت مین آبرو رکھنے والا سوا تیرے کون ہی کسی کو مدد کے لیے بھیجدے کہ میری ہیبت مین خلل نہ آنے پائے ادھر دیدبانون نے سلیمان شاہ سے کہا کہ اب یکہ سوار آتا ہی یقین ہی کہ ایرج ہوگا کہا زد پر آنے دو جب ایرج نے چوتھائی میدان طی کیا اسوقت پھر دیدبانون نے عرض کیا کہ اب خوب زد پر آگیا ہی سلیمان شاہ نے ہوائی داغی گولہ اندازون نے توپون کو جھکا کر سوت باندھ کر گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا گولہ مانند اولے کے برسنے لگا کہ فیہ ظلمات و رعد و برق معلوم ہوتا تھا چہار طرف سے گولہ پڑ رہا تھا ایرج رد کرتا ہوا چلا جاتا تھا جو گولہ دہنی طرف جاتا ہی اُسے جانے دیتا ہی جو بائین طرف جاتا ہی اُسے بھی جانے دیتا ہی جو منھ کے سامنے آتا ہی اُسپر طمانچہ گرز کا مارتا ہی گولہ اُسی طرف پلٹجاتا ہی خاک ریز پر گر پڑتا ہی خاک وہان کی اُڑا دیتا ہی تمام گولون کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا پہونچا یہان گولہ اندازون نے سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باڑھ کے داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہی کہا ہاتھ رکھو لو توپون پر دیکھو ایک آدھ گولہ قضا کا ضرور لگا ہوگا ہاتھ کا رکھنا ہوا کا چلنا دھوئین کا برطرف ہونا روشنی کا ہونا اب جو دیکھا تو ایرج سامنے قلعہ کے کھڑا ہوا ہی دامن گردان رہا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای خدا پرستو آیا مین کہان جاؤگے میرے ہاتھ سے بچکر اور قلعہ پر سے ماتا منوالا ایرج پر مار رہے ہین ایرج اُس سے بھی بچتا ہی وہان سلیمان شاہ نے کہا کہ یارو اب وقت دعا کا ہی اور تاج سر سے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر دعا مانگنے لگا کہ ای پروردگار اس پیرانہ سالی مین آبرو میری تیرے ہاتھ ہی اس آفتاب پرست کی شر سے مجھے محفوظ رکھنا اور ناموس صاحبقرانی کا بھی ضرر ہی آگے جو مصلحت تیری بس بمجرد اس دعا مانگنے کے جانب صحرا سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا مگر ہوا نے مارا گرد کو گردسنے مارا ہوا کو کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل دریاے مواج کے بڑے زور و شور سے نمایان ہوا یعنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع لشکر پہونچا ادھر ایرج نے جو نور الدہر کو دیکھا مایوس ہو کر قلعہ پر سے پھرا لندھور نے سجدۂ شکر ادا کیا اور ہندیون سے کہا کہ خدا نے آبرو رکھ لی نہین تو مفت مین ایرج سے بُرے ہوتے اور ہیبت شکنی بھی ہوتی اب ناموس صاحبقران بھی محفوظ رہا یہ کہکر پھر گیا ادھر ایرج اپنے خیمے مین داخل ہوا مظفر بن ضیغم خوان آشام نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور ملازمت شاہزادے سے حاصل کی سلیمان شاہ سے ملاقات ہوئی سلیمان ثانی غضنفر بن اسد وغیرہ سے ملاقات ہوئی ہر ایک سے شاہزادہ جھک جھک کر ملا یہانتک کہ آتے آتے داخل محل ہوا محلدارون نے بلائین لین اندر محل کے آیا ملکہ گیتی افروز کو سلام کیا وہ دوڑ کر لپٹگئی بلائین لین صدقے قربان ہوئی کہا کہ بیٹا کہان تمنے اتنی دیر لگائی تھی نور الدہر نے حال اپنا بیان کیا اُدھر سے رابعۂ اطلس پوش گرجیہ بانو وغیرہ آئین شاہزادے نے سب کو سلام کیا اُنھون نے دعائین دین غرضکہ سب ایک جگہ بیٹھین ایک ایک نے حال پوچھنا شروع کیا نور الدہر نے کہا سنا ہی مین نے کہ امیر ظلمات سے پھرے ہین اور شاہزادہ خاور سپاہ کو قید سے بوتیسال جادو کے چھڑا یا ہی ساتھ اپنے لیے ہوئے آتے ہین خورشید خاوری نے کہا

نہ میان تمھارے منھ کے قربان کیا خوشخبری سُنائی ہی تمنے غرض نورالدہر بڑی دیر تک محل مین رہا بعد اُسکے باہر آیا اپنے خیمے مین داخل ہوا
اب سلیمان شاہ نے لشکر قلعہ سے باہر نکالا خیمہ اسکا بھی استادہ ہوا اُدھر سلیمان ثانی کا لشکر بھی قلعہ سے باہر آیا واراب خورشید و تورج
وغیرہ نورالدہر کی ملاقات کو آئے شاہزادہ پیشوائی کر کے اُنھین لیگیا بہت تواضع تعظیم کی اسباب دعوت پیش کیا بڑی دیر
تک بیٹھے رہے باتین کیا کیے بعد اُسکے رخصت ہوکر چلے گئے بعد اسکے لندھور اور مالک اژدر بھی ملاقات
کو آئے شاہزادہ بخوبی اُنسے ملا اعزاز و اکرام بہت سا کیا مگر اس طرف ایرج جو پھر کر داخل بارگاہ ہوا ہی نہایت
اُداس بکمال پریشان ہی اور قطع امید ہوگئی کہ اب ملکہ گیتی افروز کا ہاتھ آنا بہت دشوار ہی مگر اُسی حالت مین
خیال گذرا کہ ای ایرج تو نے گیتی افروز کے لیے یہ محنت جانکاہی کی اور تمام زمانے کی بدنامی اُٹھائی مگر ملکہ
ابتک نہ ہاتھ آئی خاک اس زندگی پر اور کئی رفیق تیرے مثل طرماسپ اور لاہوت کے مارے گئے اُنکے خون کا
عوض لینا تجھے ضرور ہی یا تو تو مار نورالدہر کو اور ملکہ کو لے کہ لطف زندگانی ہو اور وغدغہ مٹجائے یا اپنی جان بھی
دے بموجب شعر یا تن رسد بجانان یا جان زتن بر آید + دست از طلب ندارم تا کار من بر آید + بس یہ خیال
اپنے دل مین کر کے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی گڑگڑایا کہ آواز سے اُسکی فلک تھرایا
ہرکارون نے خبر شاہزادہ نورالدہر کو پہونچائی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی
اُدھر بھی حسب الارشاد کوس حربی نوازش مین آیا اُدھر سلیمان شاہ کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا داراب و
خورشید و تورج کے لشکرون مین بھی نقارہ رزمی بجا چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر
میدان مین آئے جب میدان تیار ہوچکا اور نقیب نہیب دیکر چلے گئے کہ لشکر مین ایرج کے علمہاے آفتاب پیکر
جلوہ گری پر آئے آواز کرنا دم گاؤدم نفیری شتری دمامون کی بلند ہوئی ایرج مرکب اپنا پھیر کر سامنے تخت
مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ تمھین سپرد کیا نیر اعظم آفتاب تابان
کو ایرج سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان کی طرف چلا بگد بریان کرتا ہوا ران و باگ کی سرگت دکھاتا ہوا
نصف میدان مین آکر قائم ہوا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد اُسکے مبارز طلب کیا ابھی کوئی مقابلے کو نہ نکلا
تھا کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ کہ آن واحد مین وہ گرد یہ آئی اور یہ آئی
شعر زگرد و غبارے کہ شد بر سپہر + رہ رفتن خویش گم کرد مہر + کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ساٹھ علم نشانہ ساٹھ ہزار سوار کا اور ہر پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی
مرقوم تھی بعد اُسکے تھنالین شتر نالین چپبان بالون کی اور خاصبردار سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اور پیچھے نقابدار
سفیدپوش گردن سیاہ پر سوار ساٹھ ہزار سوار پشت پر دریاے آہنین مین غوطہ مارے ہوئے چلے آتے ہین
ایک سمت کو صف باندھ کر ٹھیرے نقابدار نے حال معلوم کیا کہ ایرج میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہی
بس سُنتے ہی گینڈے کو اپنے کجک مار کر بڑھایا مقابل ایرج ہوا وہ تکاور زن ہوا نقابدار کا گینڈا چھ سات
قدم پیچھے ہٹگیا ایرج کا فرس چار پانچ قدم پیچھے ہٹا مسلکرالزان مین مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا
ایرج نے کہا ای نقابدار تو کون ہی جو مجھسے مقابلے کو آیا ہی نقاب منھ پر سے دور کر تا کہ حال تیرا معلوم ہو
جواب دیا نقابدار نے کہ ملک الموت کو کسی نے بے پردہ نہین دیکھا ہی اور جب خدا نام عطا کریگا تو نام بھی
ظاہر ہوجائیگا ایرج یہ سُنکر چپ ہو رہا کہا خیر معلوم ہوا حال تیرا کہ تو بڑا احمق و رہی لا جو حربہ رکھتا ہو حوصلہ
اپنے دل کا نکال لے نقابدار نے کہا کہ پہلے تو اپنا حربہ کرلے جب خدا تیرے حربے سے بچائیگا اُس وقت

مین بھی حملہ کرونگا ایرج پکارا کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا اور نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا اپنے
نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کہ ایک مقام پر ایرج نے ایسا بند باندھا
کہ نیزہ اُسکا ہوائی کیا نقابدار نہایت خشمناک ہوا اور گرز اپنا قربوس زین سے اُٹھا کر دوڑا اور دودستی گرز ایرج
پر مارا ایرج نے گرز اُسکا اپنے گرز پر روکا اور اپنا گرز نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز ایرج کا روکا مگر گیندے
کی ٹوٹ گئی نقابدار تھوڑہ گرد سے نکلکر تلوار کھینچکر دوڑا کہ گھوڑے کو ایرج کے پی کرے ایرج مرکب پر سے کود پڑا
نقابدار ہتھیار ہاتھ سے رکھکر دوڑا اُدھر سے ایرج جھپٹا لگی کشتی ہونے کلہ بکلہ مشت بمشت کشتی ہونے لگی یہانتک
کہ دن بھر گذرا شام ہوئی ہر طرف سے سردارون کی راوٹیان استادہ ہوئین آکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے رات
بھی گذری دوسرا دن ہوا وہی عالم دونون کا تھا نہ اسکا دم بھرا نہ اُسکی سانس پھولی ایک ایک سے برابر لڑ رہا تھا
وہ دن بھی تمام ہوا رات بھی گذری تیسرا دن ہوا کہ ایک مقام پر لاکر ایرج نے لنگر نقابدار کا توڑا اور سر پر
چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت چڑھکر چھاتی پر مشکین باندھ کر عیار کے حوالے کیا کہ لیجا قید کر صبح کو
سمجھا جائیگا اور آپ بھی طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور لشکر بھی اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے ایرج نے
بارگاہ مین آکر کھانا کھایا بعد اُسکے سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا جب سردار آآکر بیٹھے دربار
معمور ہوا لندھور بھی سویرے سے آگیا تھا ایرج نے کہا لاؤ نقابدار کو داروغہ زندان اُسی وقت نقابدار کو
لایا اُسنے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے اور ہندیون نے جواب سلام دیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب
اسکی منھ پر سے ہٹادو اُسنے بند نقاب کا جو اُٹھایا دیکھا کہ ایک جوان خوشرو قوی ہیکل قوی بازو کوئی بیس برس
کا سن ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ اسے پہچانتے ہین لندھور نے کہا کہ مین نہین پہچانتا مگر صورت سے
ثابت ہوتا ہی کہ طہماس کے عزیزون مین سے ہوگا ایرج نقابدار سے مخاطب ہوا کہ نام اپنا بیان کر اُسنے سر
جھکالیا اور کہا کیا نام اپنا بیان کرون ایک تو خود تیرے ہاتھ سے گرفتار ہوکر ذلیل ہوا دوسرے اور کو بھی
ذلیل کروادن لندھور نے کہا برادر اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی خدا نے ایک کو ایک پر غالب کیا ہی کوئی کمزور
ہوتا ہی کوئی شہزور ہوتا ہی یہ رسم دنیا ہی اُسوقت نقابدار نے کہا کہ مین بیٹا ہون عنقویل دیو پرور کا بھائی ہون
طہماس کا سرخاب بن عنقویل میرا نام ہی آیا تھا اس ارادے سے کہ اپنے باپ کے خون کا عوض لون خلق
نے مجکو ذلیل کروایا ایرج نے جو یہ سُنا کہ بھائی ہی طہماس کا شاپور سے کہا کہ اسے لیجا کر طہماس کے سپرد کر دو اور
قید سرخاب کی دفع کروائی شاپور اپنے ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوا وہان شاہزادہ نورالدہر بارگاہ مین
بیٹھا ہی سر پر تاجدار تخت پر متمکن ہی اور سردارون کا دورہ بندھا ہوا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم نقابدار
کون شخص ہی کچھ خبر اُسکی معلوم نہ ہوئی چالاک عرض کر رہا ہی کہ مین نے خبردار بھیجے ہین خبر آیا چاہتی ہی این سخن
در دہان بود کہ ہرکارے آئے اور عرض کیا کہ ای شہریار نقابدار چھوٹا بھائی طہماس کا ہی ایرج نے اُسے
رہا کرکے بھیجا ہی شاپور لیے ہوئے آتا ہی طہماس تو یہ سُنتے ہی سُن ہوگیا کہ شاپور سرخاب کو لیے ہوئے آیا
نورالدہر سے مخاطب ہوا کہ زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان نے آپ کو سلام کہا ہی اور اسے بھیجا ہی یہ کہکر چلا گیا
اب طہماس نے اسے دیکھا اور کہا کہ تو اپنے کو نہ جانتا تھا کہ مین کمزور ہون یہان آکر آپ بھی ذلیل ہوا مجکو بھی ذلیل کیا
اس سے اگر تو مرجاتا تو بہتر تھا سرخاب نے کچھ جواب نہ دیا گردن جھکالی عرق شرم مین تر ہوگیا اور وہان سے خشمناک اپنے
لشکر مین آیا اور رفیقون سے کہا کہ اب مجکو اپنی زندگی منظور نہین ہی اور بیان کیا کہ طہماس نے ایسا کچھ کہا اب مین جاکر

شبخون مارونگا یا تو ایرج کو مین نے مارا یا اپنی جان دی سب نے کہا کہ ہماری جان آپ کی جان کے ساتھ ہی یہی
ارادہ ہی تو بسم اللہ غرضکہ دو پہر رات گئے تک سامان جنگ درست کیا مسلح و مکمل ہو کر لشکر ایرج پر شبخون کرا
قتل کرنا شروع کیا بس ایک غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا آفتاب پرست بستر خواب سے اُٹھ اُٹھکر مسلح و مکمل ہو ہو کر
نکلے تلوار چلنے لگی ایرج سوتا تھا کہ شاپور نے آکر جگایا پوچھا کیا ہی کہا کہ وہی بھائی طہماس کا جسے آپ نے مارا کیا
لشکر پر آپ کے شبخون گرا ہی یہ سنتے ہی ایرج جلدی سے اُٹھا اور اسلحہ بدن پر آراستہ کیا مرکب پر بیٹھکر اُسی طرف
چلا جس طرف غلغلہ تھا وہان سرخاب بن عنقویل نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے ہین کبھی تو نیزے
سے دس دس کو چھید لیتا ہی کبھی گرز سے لڑتا ہی کہ جسپر ضرب ماری پیوند زمین کر دیا کبھی تلوار سے سر قلم کرتا لڑتا بھڑ
چلا جاتا ہی جو مرنے کے قصد سے آیا اور پہلوان زبردست بھی ہو اُس سے کوئی کیا لڑ سکتا ہی لشکر کو روندتا ہوا
چلا جاتا ہی مگر قضائے کار اُدھر سے ایرج اسکی تلاش مین آتا ہی دونون کا سامنا ہوا ایرج للکارا کہ باش او
عادی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے سرکھ ہو کر لڑا میرا کچھ نہ کر سکا تو اب شبخون گرا ہی تمام لشکر کو میرے تباہ و برباد
کر رہا ہی دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہون ادھر سے سرخاب نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست چھوڑتا ہے تجھے کب ہون
مین تو اپنی جان سے بیزار ہو کر آیا ہون اور ہاتھ مین جو تلوار کھنچی ہوئی تھی ایرج پر ماری ایرج نے پشت شمشیر
پر روک کر ہاتھ تیغہ دو دمہ سکندری بزور تمام جو مارا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ قضا کہین
رُکتی ہی یا تو سر پر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لوگ اُسکی لاش کو اُٹھا کرلے بھاگے روتے
پیٹتے ہوئے روانہ ہوئے یہان نور الدہر بارگاہ مین بیٹھا ہی ہر مز تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہی تمام سردار دنگلون پر
حسب مراتب دورہ باندھے ہوئے بیٹھے ہین طہماس سرنگون تیوریون پر بل مگر شرمندگی چہرے سے عیان بیٹھا ہوا ہی
کہ نور الدہر نے کہا ای طہماس بُرا کیا تمنے کہ اپنے بھائی کو سخت و سست کہا وہ جوان ہی اور تمھارا ہی تو بھائی اگر
ایسا نہ ہو کہ غیرت مین آکر اپنے کو ہلاک کرے طہماس نے عرض کیا کہ ای شہریار ایسا نامرد بدنام کرنیوالا ہوا بھلا یہی
باتین تھین کہ آوازِ واویلا و امصیبتا کی بلند ہوئی اور لاش سرخاب بن عنقویل کی لیے ہوئے لوگ آئے اور سامنے
رکھکر حال بیان کیا کہ ایرج کے ہاتھ سے یہ مارا گیا طہماس لاش بھائی کی دیکھتے ہی آگ ہو گیا خون نے جوش مارا
روز روشن آنکھون مین تاریک ہو گیا سا طور ٹیککر اُٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر اُس آفتاب پرست کو نہ مارا ہوگا تو نام
اپنا طہماس بن عنقویل دیو پرور نہ پایا ہوگا نور الدہر نے کہا کہ ای طہماس سر میدان اُس سے سمجھ لینا نقارۂ رزمی
اپنے نام پر بجوا و عرض کیا ای شہریار آگ تو اسوقت کلیجے مین بھڑکی ہوئی ہی میدان مین بجھنے کی تاب کسے ہی یہ کہکر
بارگاہ سے باہر نکلا اور گینڈے پر اپنے سوار ہو کر کوڑا کیا چلا بارگاہ ایرج کی طرف رفیقون نے اُسکے کہا کہ ہم بھی
ہمراہ ہین سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے اور جو میری مدد کو آئیگا وہ میرا دوست نہین ہی بلکہ
دشمن ہی یہ کہکر یکہ و تنہا روانہ ہوا جب لشکر مین ایرج کے پہونچا اور گینڈے کو جولان دیا کہ مثل بگولے کے چلا جاتا تھا
کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ اُسے روکے جو جھپٹ مین آگیا پامال ہو گیا اسکو خبر نہ تھی یہ برابر جھپک مارتا ہوا چلا جاتا تھا
یہانتک کہ نصف لشکر کو طی کر کے قریب بارگاہ پہونچ چکا ہی کہ لوگون نے سامنے آکر روکا اسنے اور کرگدن کو تیز کیا
کتنے ہی آدمی پس گئے کتنون کے منہ ہاتھ ٹوٹ گئے کتنے کچلکر مر گئے یہانتک کہ دروازۂ بارگاہ پر پہونچا اُتر کر گینڈے
سے اندر گیا دربان نے منع کیا تھا اُسے کوڑا مارا کہ گلے پر اُسکے پڑا گردن الگ ہو گئی یہان مالک بن ملکوت شاہ
تخت پر بیٹھا ہی ایرج دنگل شوکت پر جلوہ فگن ہی سردار تمام گرد و اطراف مین بیٹھے ہین لندھور مع اپنے رفقا بیٹھا ہی

ایرج لندھور سے کہ رہا ہی کہ دیکھیے اب مفسدہ پردازی ان خداپرستون کی کہ مین نے برادر طہماس کو اُسکے پاس بھیجدیا تھا اُس اجل رسیدہ نے رات کو میرے لشکر پہ شبخون مارا آخر مین نے اُسے قتل کیا لندھور نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان خوب نہ کیا تمنے لازم یہ تھا کہ اُسے پھر گرفتار کیا ہوتا ایکی قید رکھتے یہی باتین تھین کہ دروازے پہ غلغلہ ہوا ایرج دیکھنے لگا کہ ببر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران گرز ور آور طہماس بن عنقویل دیو پرور نمودار ہوا اور پکارا السلام علیکم سلام من در برین مجلس ہر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا برحق است لندھور نے مع رفقا جواب سلام دیا بعد اسکے طہماس نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست تونے میرے بھائی کو مار غضب کیا کہ بازو میرا توڑ دیا آیا ہون اُسکے خون کا عوض لینے کو خبردار ہوا ایرج عذر خواہی کے واسطے اُٹھا سپر تلوار بھی نہ لی کہ طہماس نے جوش غیظ و غضب مین ساطور ایرج پر مارا ایرج نے چاہا تھا کہ سپر اُٹھاؤن کہ ساطور سر پر بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا جلدی سے دستانہ ارا ساطور تو نکل گیا مگر دونون کلائیان زخمی ہوئین زخم کاری لگا بیہوش ہوکر سامنے طہماس کے گرا طہماس نے دوسرا ہاتھ ساطور کا بلند کیا تھا کہ کام ایرج کا تمام کرے کہ لندھور دوڑ پڑا اور پکارا کہ ای طہماس خبردار کیا کرتا ہی خبردار ساطور نہ مار نا زخمی کو قتل کیا چاہتا ہی کیا مردانگی ہی دوسرے یہ کہ مجکو حمزہ صاحبقران نے فقط اسکی نگہبانی کے لیے یہان چھوڑا ہی مین ہرگز اسے قتل نہ ہونے دونگا بس ہٹجا یہان سے طہماس نے کہا او ہندی اسنے میرے باپ کو مارا تو تماشا دیکھا کیا اب میرے بھائی کو مارا مین ہرگز اسے زندہ نہ چھوڑونگا مین تیرا لحاظ کرتا ہون ہٹجا میرے سامنے سے نہین پہلے تجکو قتل کرونگا لندھور نے کہا ای طہماس یہ کیا جہالت ہی تجکو یاد نہین کہ صاحبقران اکثر فرماتے تھے کہ ایرج میری اولاد سے ہی جو اسے مار یگا مین ہرگز اُسے زندہ نہ چھوڑونگا بلکہ ذریات تک کو اُسکی قتل کرونگا بس اب جا کچھ اسکے مارنے سے بھائی تیرا زندہ نہ ہو جائیگا طہماس نے کہا ای لندھور اسد سچ کہتا ہی کہ تو اسپر عاشق ہی نہین چاہتا کہ معشوق مارا جاے کیا خوب حمزہ کا کہا تو مانتا ہی کہ یہ ناموس صاحبقرانی کو بدنام کرتا ہی اور تو سُنتا ہی جلد سرک درمیان سے لندھور پکارا مین ہرگز نہ ہٹونگا طہماس نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تیری بھی قضا اسی کے ساتھ ہی خیر پہلے تجھے مارلون تو اُس سے سمجھ لونگا اور ساطور مارا لندھور سر اپنا بچا کر ترچھا ہوا کہ ساطور جھیلتا ہوا شانے پہ لندھور کے پڑکر زمین مین در آیا لندھور نے پیر ساطور پہ رکھدیا اب طہماس نے ساطور کھینچا مگر کب کھنچتا ہی لندھور الیباز بر دست ساطور بقوت تمام دبائے ہوے ہی طہماس کہ رہا ہی کہ ساطور چھوڑدے مین بغیر مارے ہوے اُس آفتاب پرست کے نہ جاؤنگا لندھور سے اور طہماس سے زد ہو رہی ہی جب طہماس زور کرتا ہی لندھور لنگر دیتا ہی ساطور نہین کھنچتا کہ اسی اثنا مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامور پہونچا دیکھا کہ ایرج زخمی بیہوش پڑا ہی لندھور کے شانے سے خون جاری ہی مگر ساطور پیر سے دبائے ہی چھوڑتا نہین نورالدہر نے آواز دی کہ بس اب جانے دو دو کو زخمی کر چکے اور کیا قتل ہی کر ڈالوگے خیر پھر سمجھ لینا یہ کہکر ہاتھ طہماس کا پکڑ لیا طہماس نے سلام کیا اور کہا کہ آقا آپ کا حکم ٹال نہین سکتا ورنہ بغیر مارے اُس آفتاب پرست کے نہ جاتا اور ساطور چھوڑ دیا اُدھر لندھور نے پیر اپنا ہٹایا طہماس نے ساطور اپنا اُٹھا لیا مگر مالک بن ملکوت شاہ کو یقین تھا کہ آج ایرج نہ بچیگا ضرور مارا جائیگا اور تمام سردار ایرج کے سپرین تلوارین پکڑے کھڑے تھے مگر ہوا ایک کا نہ پڑتا تھا کہ طہماس کو روکے ایرج کو بچاوے شاہزادہ نورالدہر کا آجانا غنیمت ہوا شاہزادہ تو طہماس بن عنقویل دیوبرد کو اپنے ساتھ لیکر چلا گیا ایرج اور لندھور کے زخم مین ٹانکے لگے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھی علاج ہونے لگا انکو یونہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان شوکت بیان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت اسد بن کرب دلاور نے اسفندیار خان زرنجابادی کو مارا وہانسے ملک زرائل کو روانہ ہوا اور
جو شہر زرائل کے پہونچا سُنا کہ ایرج قلعہ ذوالامان کو جا چکا بہت افسوس کیا اُسی رنج مین چلا آتا تھا کہ دیکھا
سامنے تق گرد و غبار بلند ہوا کہ ایک تابوت دکھائی دیا مخمل کا شمگیرہ کھنچا ہوا اُسکے نیچے تابوت سیاہ مخمل سے
منڈھا ہوا آگے صندق کے بخور ہوتے ہوئے کھلنے کے لوٹے جلتے ہوے صحیفہ خوان آگے آگے صحیفہ پڑھتے ہوئے لوگ
سیاہ پوش ہمراہ چلے آتے ہین اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ خبر تو لینا یہ تابوت کسکا ہی ضرغام گیا اور
حال دریافت کر کے آیا اور بیان کیا کہ یہ تابوت مظہر بن گیبرنگ شاہ زرائلی کا ہی پوچھا یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا کہ
یہ مادیان بحری کو پکڑنے گیا تھا اُسی کے ہاتھ سے مارا گیا اسد نے پوچھا کہ مادیان ہمیشہ سے یہین رہتی ہی کیونکہ نانا جان
جب آے ہین تو اُنھون نے اسکی خبر سُنی تھی ایک شخص نے بیان کیا کہ جب صاحبقران طہماس بن عنقویل دیو پرور
کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے اور گھوڑا اُنکو لیگیا تھا اسی دریا کنارے پہونچا تھا امیر تو بیہوش وہان گر پڑے تھے
مگر اشقر اس مادیان سے دریا کے اندر جا کر جفت ہوا اُس سے کرہ بن اشقر پیدا ہوا تھا یہ وہی مادیان ماں کرہ
کی ہی اسد مادیان کی خبر سُنکر بہت خوش ہوا تابوت پر فاتحہ پڑھا اور ایک شخص کو اُنمین سے ساتھ لیا کہ چلکر مقام
مادیان کا بتاؤ وہ ساتھ ہوا اسد کو کنارے دریا کے لایا اور مقام اُسکے پیدا ہونے کا بتایا کہ یہانسے وہ نکلتی ہی
اسد نے اپنے رفیقون سے کہا کہ صاحبو اگر مادیان ہاتھ آجاے تو اسپر سوار ہو کر ایرج سے مقابلہ کرون سبنے
عرض کیا کہ خدا فضل اپنا شریک حال کرے تو سب کچھ ہو ایک رفیق نے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ کے پاس تو
کرہ بن اشقر سا گھوڑا ہی مادیان کو پکڑ کر کیا کیجیے گا چلیے ملک سائل کو ایرج سے لڑیے اسد بولا جس بات کا
مین نے ارادہ کیا پھر بغیر اُسے سرانجام دیے نہین رہا اب جب تک مادیان کو پکڑ نہ لونگا یہانسے نہ جاؤنگا
اور اگر یہانسے بغیر گرفتار کیے مادیان کے چلا گیا تو تمام زمانہ مجھے کہیگا کہ اسد مادیان سے ڈر گیا کہ پہلے ارادہ
اُسکے پکڑنے کا کیا اور پھر واپس آیا غرضکہ خیمہ استادہ ہوا اسد رات کو وہین رہا صبح کو دریا کنارے آکر کھڑا ہوا
دیکھنے لگا دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ دریا حرکت مین آیا اور مادیان نے سر نکالا دریا پر کھڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ جیسے کوئی زمین پر کھڑا ہوتا ہی اور مادیان نے جو دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک آدمی اور گھوڑے بہت سے
کھڑے ہین شیحہ کیا گھوڑے تو رسیان تڑا تڑا کر بھاگے مادیان آدمیون پر دوڑی اور لوگ تو دور دور ہٹگئے مگر اسد
بن کرب غازی دامن گردان آستینین چڑھا کر دوڑا مادیان نے اسد کو دیکھکر کان اور دم کھڑی کی دانتون کو چمکا
دوڑی اسد بھی مردانہ وار چلا مادیان برابر آکر سیدھا ہوئی دونون اگلے پیر اُٹھا کر اسد پر مارے اسد جست کر کے
پہلو مین ہوگیا پیر مادیان کے اس زور سے زمین پر پڑے کہ پنڈلی تک غرق ہوگئی اسد نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر
کاکل اُسکی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ مادیان آگے آئی ایک گھونسہ مادیان کی گردن پر مارا کہ وہ جھکی اسد جست کر کے اُسکی
پشت پر آگیا مادیان نے جو حریف کو اپنی پیٹھ پر دیکھا لیکر دریا کی طرف بھاگی اسد نے چاہا کہ اُسے روکے کب وہ
رُکتی ہی تمام رفیق اسد کے پکارے کہ پیر و مرشد کو دیکھیے دریا مین لیگئی تو غضب ہو جائیگا اسد نے ہرگز نہ سُنا
کچھ لوگ کمندین بھی لیکر دوڑے کہ اُسے پکڑین ممکن نہ ہوا مادیان اسد کو لیکر دریا مین غرق ہوگئی اسد نے
اندر پانی کے مادیان سے لڑنا شروع کیا دو پہر تک کامل لڑائی رہی پھر مادیان نے چاہا کہ اسد کو پامال کرے ممکن
نہ ہوا مادیان دہنے پہلو سے زمین پر لوٹتی تھی تو اسد بائین پہلو پر جاتا تھا اگر وہ بائین پہلو سے گر کر تڑپتی تھی

تو اسد جدھر طرف ہو جاتا تھا مادیان جھٹ زمین پر گر پڑتی تھی تو اسد پشت پر جاتا تھا اور گھونسے مارتا تھا دو پہر مین
خوب اُسے ڈھیلا کیا جن کی طرح اُسپر سوار تھا دو پہر کے بعد مادیان دریا سے نکلی تو بہت سُست تھی یہان
رفیق اسد کے جب سے اسد غرق ہوا تھا گریبان چاک کیے خاک اُڑا رہے تھے رو رہے تھے کہ قریب شام کے
دیکھا کہ دریا کا پانی پھر متحرک ہوا اور مادیان دریا سے نکلی اسد اُسپر سوار تھا مادیان اُسی صحرا مین آئی اب درختون
سے رگڑنا شروع کیا غرض پہر بھر کامل یہان بھی دوڑی سینچا ہوئی پہلوون کو درختون اور زمین سے رگڑا مگر اسد نے
اُسے نہ چھوڑا خوب مارا یہانتک کہ اُسے بولا دیا اب مادیان نے سر اپنا اسد کے سامنے جھکا دیا اسد جدھر
اشارہ کرتا تھا اُسی طرف وہ پھرتی تھی اب اُسے اسد چمکارتا ہوا گردن پر ہاتھ پھیرتا ہوا اپنے لوگون مین لایا دہانہ
اُسکے مُنھ مین دیا باگ ہاتھ مین لی ایک پہر بھر خوب پھرایا مادیان مانند بکری کے ہوگئی اسد نے لا کر اُسے باندھ دیا
جتنے رفیق تھے سب گرد پھرے تصدق ہوے ہاتھ چومے کہ شہریار آپ نے کار نمایان کیا ایک شب اسد وہان
رہا اُس گھوڑی کو اپنے ہاتھ سے دانا گھاس کھلایا اب وہان سے ملک زرائل کو چلا تھا کہ ناگہ گرد و غبار کا بلند ہوا
اور ایک تابوت دکھائی دیا کہ بنا کیرہ بہت تکلف کا اُسپر کھنچا ہوا بخور ہوتا ہوا لوگ تمام سیاہ پوش اسد نے کہا ارے
کیا ماجرا ہی خدا خیر کرے ضرغام شیر دل گیا اور حال دریافت کر کے آیا بیان کیا کہ یہ تابوت ہی سرخاب بن
عنقویل دیو پرور کا کہ ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا ہی اسد نے تابوت پر فاتحہ پڑھا تابوت کو رخصت کیا آپ
ملک زرائل مین داخل ہوا جہاز تیار تھے اُسپر مع رفقا سوار ہوا ضرغام شیر دل کو عرضی دیکر پہلے خدمت
نور الدہر مین روانہ کیا پھر آپ بھی بہ سر ایرج روانہ ہوا اسے راہ مین چھوڑیے

دو کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ ایرج طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا علاج اسکا ہو رہا تھا بعد چند روز کے غسل صحت کیا آکر بارگاہ مین
بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارۂ
رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے خبر شاہزادہ نور الدہر کو پہونچائی اُسنے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی
و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا اور لشکرون مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ کی ہونے لگی
ساری رات یونہین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے بیلدارون نے نکلکر زمین کو ہموار کیا صفوف قتال
و جدال آراستہ ہوئی نقیب ہنبب دبکر چلے گئے تھے کہ لشکر مین آفتاب پرستون کے علمہاے مہر طلعت جلوہ گری
پر آئے ایرج سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ نیر اعظم آفتاب تابان
تمھارا نگہبان ہی ایرج تسلیم کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین کمند جولان کرتا ہوا ران و باگ کی ٹرگت دکھاتا ہوا
عرصۂ کارزار مین کھڑا ہوا بعد دم بھر کے دم اپنا آراستہ کر کے مبارز طلب کیا پکارا کہ ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو
لشکر نور الدہر سے طہماس بن عنقویل دیو پرور اپنے کرگدن کو اُڑا کر سامنے تخت شہریار ہرمز تاجدار کے آیا سلام کیا
اجازت میدان مانگی فرمایا کہ پروردگار عالم تمھارا حامی و مددگار ہی طہماس سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کے
میدان مین آیا ایرج اُس سے تکاور زن ہوا مرکب دونون کے حسب مراتب ہٹ گئے مسلکر دونون مین ایک دوسرے
کے مقابل ہوا طہماس نے کہا کہ ای آفتاب پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہان جائیگا مجھکو بھائی
کے مارے جانے کا بڑا رنج ہی ایرج بولا ای طہماس اُس روز مین غافل بیٹھا تھا کہ تو آ پڑا اور میرے اوپر حربہ
کر بیٹھا آج اُسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا اور تو نے تو طرماسپ کو مارا ہی اُسکا عوض

تجھسے لینا ہی غرضکہ بعد گفتگو کے بسیار نیزے ہاتھون مین لیے اور نیزہ بازی ہونے لگی یہانتک کہ ایرج نے نیزہ
طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے غضبناک ہوکر ساطور ایرج پر مارا ایرج نے اُسے سپر پر روکا اسطرح کہ قبضہ سپر
پر آشنا ہوا اور اُسکے عوض مین کھینچکر تلوار ماری کہ سپر کو کاٹکر خود و دو ملغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو
اُتر گئی طہماس نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلگئی خون کا پرنالہ سر سے بہا کہ غش طاری ہوا آواز دی ایرج نے کہ
لیجاؤ اسے یہ اپنی سزا کو پہونچگیا لوگ طہماس کو اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا نوفل خان بن گنجاب مقابل ہوا
خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا رستم خان نکلا اس سے بھی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کار زخمی ہوا شام ہوگئی
طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے اُدھر ایرج نے اپنی بارگاہ مین آتے ہی حکم دیدیا کہ طبل
جنگ اُسی وقت نقارہ بجا خبر شاہزادہ نور الدہر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا دونو لشکرون مین طبل جنگ
ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب
نہیب دیکے نکلگئے تھے کہ ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد سلح شوری مبارز
طلب کیا ادھر سے شاہزادہ سلیمان ثانی مقابلے کو نکلا دیکھا ایرج نے کہ یہ وہی ہی جو ایک مرتبہ زخمی بھی ہوا تھا کہا کہ
ای خدا پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے مجروح ہو چکا ہی آج پھر مقابلے کو آیا جواب دیا کہ او آفتاب پرست زخمی ہونے سے
کیا بہادری مین فرق آجاتا ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ تو طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا آج تو نے اُس سے پھر سامنا کیا تیرا
ہاتھ اُسپر پڑگیا وہ زخمی ہوگیا اس سے جرأت مین فرق نہین آتا ہی ایرج نے کہا خیر اب جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
سلیمان ثانی نے کہا کہ پیشدستی حریف پر ہمارا دستور نہین ہی تو اپنے دل کی ہوس نکال لے ایرج نے کہا خبردار رہنا
اور نیزہ اُٹھا کر مارا سلیمان ثانی نے نیزہ اُسکا نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کار ایک
مقام پر ایرج نے بند باندھا سلیمان ثانی نے اُسے کھولا لیکن پورا نہ کھلا تھا کہ ایرج نے جھٹکا مارا کہ سنان نیزے
کی نکالدی سلیمان ثانی نے جھپٹ کر ڈانڈ ماری کہ دونون ڈانڈین پرچے اُڑ گئین ہاتھون سے ٹپک ٹپک کر تلوارین
کھینچ لین سلیمان ثانی نے تلوار ایرج پر ماری اُسنے باسیب سپر پر رد کی اور عوض مین اُسکے جو تلوار ماری تو سپر
کو قلم کرکے سر پر پڑی کہ چار انگل اُتر گئی جلدی سے دستانہ مارا کہ تلوار تو جھنّا کر نکلگئی مگر زخم کاری لگا چادر خون کی سر سے
باہر آئی لیکن وہ مرد میدان نبرد پھر چلا تھا کہ تلوار ایرج پر مارون کہ غش طاری ہوا لوگ دوڑے اور اُسے اُٹھا لیگئے
ایرج نے پھر مبارز طلب کیا ملک اردوان جزیرہ نشین سلیمان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مقابل
ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ملک اردوان نے غصے مین آکر تلوار ماری
ایرج نے پشت شمشیر پر روکا اور اپنا وار کیا کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی ملک غیور باختری نکلا
خوب لڑا نیزے کے بند باندھے تیغ کے جوہر دکھائے آخر کار زخمی ہوا طور سرکش نکلا اُس سے بھی دیر تک رد و بدل رہی
آخر کار زخمی ہوا ببر خار اکن نے مقابلہ کیا ایرج نے نیزہ اُسکا نکال دیا تلوار چلی یہ بھی زخمی ہوا جمشید خان بن گنجاب
آیا خوب لڑا اکثر تلوارین دھوکی کی لگائین مگر ایرج کب چوٹ کھاتا تا ایک مقام پر غصے مین آکر جو تلوار ماری جمشید نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نے سپر کو مثل فرس پنیر کے کاٹا خود و دو ملغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو
اُتر گئی زخم کاری لگا بیہوش ہوکر گرا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو چلے گئے مگر ایرج نے بارگاہ مین
آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا اور لشکرون مین بھی نقارہ رزمی بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ابھی لشکر اسلام

کوئی نہ نکلا تھا کہ علمہاے لشکر آب پرستان جلوہ گری پر آے اور داراب کشور کشا مرکب کو جھکا کر سامنے تخت
کشور شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا جاؤ خداوند آبحیات تمہارا حافظ و نگہبان ہی داراب سلام کرکے
بارہ گر مرکب پر بیٹھ کے مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا اے داراب میرا تیرا ایک مقدمہ ہی تو کیون مجھسے لڑتا ہی
اُسنے کہا کہ اگر تو چندے لڑنا موقوف کر کہ حمزہ ظلمات سے آجاے پھر مین تو سب اپنی اپنی آزمائش اُس سے
کرینگے جسکو خداوند آبحیات صاحبقران کرے وہ مالک تمام جہان کا ہو اور یہان اُس بہادر کا ناموس ہی
یہان لڑنا مناسب نہین ہی مفت کی بدنامی ہی ایرج نے کہا اے داراب مین تو فقط ملکہ گیتی افروز کے واسطے
لڑتا ہون کہ لقا نے اُسکو مجھے بخش دیا ہی داراب نے کہا یہ وہی مثل ہی کہ موئی بچھیا باہمن کے نام لقا قاسم کے
ساتھ شادی بھی کرچکا نوشتہ بھی دیچکا تجکو کچھ خبر ہی اب ہرگز تو اُسکا نام نہ لے اس ارادے سے باز رہ مین دوستانہ
تجھے سمجھاتا ہون ایرج بولا مین تو جب تک زندہ ہون اس سے باز نہ رہونگا اور مین کچھ دیکر یہ کلمہ تجھسے نہین کہتا ہون
تو اُنکا حمایتی بنکر آیا ہی لڑلے داراب نے نیزہ اُٹھایا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو افعی زبانین نکال کر
گتھ گئے بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی مگر دونون ایک اُستاد کے شاگرد ہین سنانین بنانین نیزون کی بیکار ہوگئین
ایرج نے گرز اُٹھایا داراب نے اپنا عمود ہاتھ مین لیا گرز چلنے لگا طبقے زمین کے لرزنے لگے تمام میدان مین
یہ معلوم ہوتا تھا کہ زلزلہ آیا ہوا ہی جسکے ضرب پڑی یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا مگر مطلب اس سے بھی حاصل نہوا
تلوارین کھنچگئین رد و بدل ہونے لگی گویا دو بجلیان برابر کوندنے لگین تمام دن تلوار چلی مگر ستارہ ایرج کا اوج پر تھا
قریب شام داراب زخمی ہوا لوگ اسکے اُٹھا لیگئے طبل بازگشت بجا ایرج اُدھر گیا لشکر داراب اپنے مقام پر آیا
اہل اسلام اپنی آرامگاہ مین داخل ہوئے لیکن ایرج جو بارگاہ مین آیا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر دنگل پر
بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے کئی جام متواتر پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی کہ گوش گردون کر ہوگئے خبر
شاہزادہ نورالدہر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ
مین بسر ہوئی صبح کو اُدھر سے آفتاب پرست میدان مین آکر صف آرا ہوئے اس طرف سے اہل اسلام
نے اپنے لشکر کا پرا باندھا اُسطرف خورشید ستارہ پرست اپنا لشکر لیے ہوئے کھڑا ہی ایک جانب نورج ماہ پرست
اپنی فوج ہیبت پر اجماے استادہ ہی ایک جانب لشکر داراب ہی کہ علم لشکر آفتاب پرستان کے جلوہ گری پر آے
اور ایرج مرکب اپنا جھکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ خداوند
نیر اعظم نیچہ خورشید تمہارا دستگیر ہی ایرج سلام کرکے بارہ گر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا بکمد بریان کرتا ہوا ران
باگ کی ٹرگت دکھاتا ہوا عرصۂ کارزار مین پہونچکر خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد سلح شوری بسیار نیزے کو زمین پر گاڑا
مرکب کو روکا ابھی مبارز طلب نہین کیا ہی مگر شاہزادہ نورالدہر کا ارادہ ہی کہ مقابلے کو نکلے کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست
مگر گردے تیرہ و خیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ اور آگے آگے گرد کے ایک بگولہ خاک کا
اُڑتا ہوا چلا آتا ہی مگر نہایت تیز دم کہ قریب آکر وہ بگولا شق ہوا اور اُسمین سے ضرغام شیر دل نمایان ہوا اگر
ضرغام نے جو ایرج کو دیکھا کہ میدان مین کھڑا ہی پکارا کہ او بزاز بچے ہوشیار ہو کہ ضیغم روز ہیجا شیر بیشۂ وغا
انجم سپہر شجاعت صف شکن و صفدر اسد بن کرب دلاور آپہونچا ایرج نے کہا کہ ہزار مرتبہ کا وہ میرا بھگایا
ہوا ہی آج آکر کیا کریگا ضرغام پکارا اے تاجرزادے جب آقا میرا اور تھا اب کچھ اور عالم ہی اب تو اُس سے

مقابلہ کریگا تو معلوم ہوگا ایرج نے کہا مین نے ایسی دھمکیان بہت سُنی ہین ضرغام نے کہا معلوم ہوا جاتا ہی وہ مرد
میدان آ پہونچا ایرج بولا مین موجود ہون شوق سے آئے وہ دیوانہ مگر نورالدہر نے ضرغام کو قریب اپنے بلایا
اور حال پوچھا اُسنے تمام کیفیت نظر کردہ ہونے کی بیان کی شاہزادہ یہ سُنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی ایرج
حیران کھڑا سُن رہا ہی کہ اب اسد کچھ بدلگیا کوئی اور اسد ہوگیا یہ معرکہ کیا ہی کہ وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی اور
اُسمین سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا اور تمام علمون کے پھریرے فیروزہ رنگ اور علمدار بھی فیروزہ پوش
ہاتھیون کی جھولین بھی فیروزہ رنگ فیلبان بھی فیروزہ پوش یہ سب جب گذر چلے تو تختالین شترنالین قیچبان بالونکے
حاصبردار وغیرہ سب لباس فیروزہ رنگ پہنے ہوئے بعد اُسکے دیکھا تو سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے چلے آتے ہین
اور اسد دلاور مادیان بحری پر سوار چوالیس رفیق گرد و اطراف مین اور چالیس ہزار سوار فیروزہ پوش پشت پر
اور مال وخزانہ لاانتہا ہمراہ ایرج اس شان وشوکت کو دیکھکر حیران رہگیا کہ یہ دیوانہ کہانسے اسقدر زر وجواہر
لوٹ لایا مگر اسد نے جو ایرج کو میدان مین کھڑے دیکھا لشکر سے کہا کہ تم سب جاکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان کے حاضر ہو مین اس نیزہ باز کے مقابلے کو جاتا ہون لشکر تو اُدھر گیا آپ مادیان بحری کو
اُڑاکر سامنے ایرج کے آیا ایرج سنبھل بیٹھا اور اسد تکاور زن ہوا برابر سپر پہ سپر پڑی دونون مرکب برابر سے
ہٹے مسل مسلکر رانون مین مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اب ایرج اور زیادہ حیران ہوا کہ مجھسے یہ کبھی
ہم تکاور نہ ہوا تھا آج یہ کیا ہی کہ لکا در مین برابر رہا ایرج نے کہا او دیوانے اتنے دنون سے تو کہان گم ہوگیا تھا
چھپکر بیٹھا تھا کہ کہین تیرا پتا نہ تھا اب جو آیا تو مجھسے سرکش ہوکر لڑتا ہی کبھی اور بھی مجھسے تو اسطرح لڑا تھا اسد پکارا
ای نابرزادے جان کہین تھا تیری خدمتگذاری کو آیا اب تیرے واہیات بکنے کا حال کھلجائیگا ایرج نے نیزہ ہاتھ
مین لیا اور کہا خبردار رہ اسد نے نیزے کو نیزے پر لیا طعن بر طعن چلنے لگی بند بند ھکر کھلنے لگے بڑی دیر تک
نیزہ بازی رہی ہر چند چاہا ایرج نے کہ نیزہ ہاتھ سے اسد کے نکالدون ممکن نہ ہوا یہانتک کہ سنانین اور بنانین
بیکار ہوگئین ہاتھون سے نیزون کو پھینک پھینکدیا ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ
ہاتھ مین اُٹھایا کہا کہ دیوانے خبردار ہو کہ یہ طمانچہ ہی ملک الموت کا اور دو دستی گرز لبقوت تمام مارا اسد نے
گرز فیروزہ جمشیدی اُٹھاکر اپنے چہرے کی پناہ کیا اور پکارا کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک تر است پناہ دست
دگر ندارم پناہ تو دارم گرز ایرج کا سر گرز پہ پڑا کہ پھل پڑ گئے دونون گرزون مین سے شرارے آتش کے نکلگئے جگر زمین کا
حول سے شق ہوگیا مرکب زمین مین غرق ہوگیا اسد کے دونون ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے اُنمین فرق نہ واقع ہوا
مگر پلک سے پلک بند ہوگئی ہر سر موبن مو سے پسینہ جاری ہوا یہ تو تنورہ گرد مین چھپا ایرج پکارا کہ خبر لو آکر دیوانے کی
دیکھو تو کیا حالت ہوئی ضرغام شیردل دوڑا قریب پہونچا گرد کے چرخ مار کے اندر گھُسا دیکھا تو اسد بیہوش
کھڑا ہی آواز دی کہ ای شہریار آپ کس خیال مین کھڑے ہین ہوشیار ہو جیے کہ حریف زیادہ گوئی کر رہا ہی آنکھ اسد
کی کھلگئی ضرغام کو سامنے کھڑے ہوئے دیکھا ضرغام نے پوچھا کہ ای شہریار کیا عالم ہی اسد نے کہا کہ اس آفتاب پرست
نے بلاکی ضرب ماری تھی مگر بچایا پروردگار عالم نے یہ کہکر مادیان کو اشارہ کیا کہ دو طبقہ زمین لیکر نکلی گرز اسد کے
ہاتھ مین گویا اُس برج خاکی سے آفتاب برآمد ہوا ایرج کو حیرت پر حیرت ہوتی جاتی ہی کہ الیسا کرد ہراتنا شہزور
کیونکر ہوا اسد نے خبردار خبردار کہکر گرز ایرج پر مارا ایرج نے بھی گرز کو اپنے چہرے کی پناہ کیا تڑاقا پیدا ہوا
شرارے آسمان کو نکلگئے جو حالت اسد کی ہوئی تھی وہی حالت ایرج کی بھی ہوئی مگر ایرج تو تنورہ گرد مین چھپا

مگر مرکب کی ٹوٹی وہ تڑپنے لگا اُدھر ایرج پر عالم بیہوشی کا طاری ہوا اسد پکار آ کر خبر لو اسکی دیکھو کیا حال ہوا شاپور
جھپٹ کر آیا چھاگل سے پانی نکالکر چھینٹے دیے کہ گرد چھٹی ایرج دکھائی دیا شاپور پکارا ہوشیار ہو جیسے حریف لاف و گزاف
کر رہا ہی ایرج ہوش مین نہ آیا شاپور نے پانی کا چھینٹا دیا آنکھ ایرج کی کُھلی شاپور نے پوچھا کیا حال ہی ایرج نے
کہا ای شاپور مجھے حیرت ہی کہ اس دیوانے مین یہ زور یکایک کہانسے آگیا فی الواقع تو یہ معلوم ہوتا ہی زور بھی کہین سے
لوٹ لایا ای شاپور مجھسے لندھور سے بھی گرز چلا مگر یہ ضرب لندھور کی بھی نہین تھی یہ معلوم ہوا کہ مجھ پر ایک
کوہ گران پھٹ پڑا مگر بچا یا نیر اعظم آفتاب تابان نے یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا کہ زمین سے نکلے دیکھا تو گھوڑا
تڑپ رہا ہی تنگ کے نیچے ہاتھ ڈالکر قایم کیا وہ گر پڑا اور سرد ہوگیا ایرج اُسکو چھوڑ کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو
اسد کے مارے اسد نے جو ایرج کو بارادۂ فاسد آتے دیکھا کہ مرکب پر کرنے کو آتا ہی کود پڑا اور مادیان پر سے
سامنے ایرج کے آیا ایرج نے کہا او دیوانے تو نے اپنے مرکب کو بچا لیا اسد نے کہا تو نے ناحق اُس بے زبان
کے مارنے کا ارادہ کیا تھا ایرج نے کہا خیر میرا مرکب ایسا مارا گیا کہ جسکا عدیل و نظیر نہ تھا اسد نے کہا مین نے
دیدہ و دانستہ اُسے نہین مارا مین کیا کرون کہ گرز کی تاب تیرا مرکب نہ لاسکا مر گیا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ تو
دیوانے کو کشتی مین زیر کر اور سپر تلوار ہاتھ سے رکھ اسد پر دوڑا اسد بھی مانند شیر کے چلا سپر تلوار اسنے بھی پھینکدی
تھی برابر آکر ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا ایرج کو یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ میری گردن پر رکھا ہی
حیران ہو کر اسد سے پوچھا کہ یہ زور تو کہانسے لوٹ لایا تو وہ کمزوری کہ تو مجھسے ہاتھ نہ ملا سکتا تھا سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا
یا یہ شہزوری اسکا حال تو بیان کر اسد بولا کہ ای ایرج مین نے اپنی کمزوری سے تنگ جان دینے کا ارادہ کیا
گلے مین پھانسی لگائی اور لٹک گیا کہ دم میرا گھٹکر نکلجاے اُسوقت آقا میرا غالب علی کل غالب اسد اللہ الغالب علی
ابن ابیطالب تشریف فرما ہوئے مجھکو بچایا میری جان بخشی کی مجھے نظر کردہ کیا یہ زور مجھکو عطا فرمایا اور تیرا حال
مین نے پوچھا فرمایا کہ ایرج اولاد حمزہ سے ہی بہتر یہ ہی کہ تو مسلمان ہو ایسا نہو کہ تو کافر میرے ہاتھ سے مارا جاے
ایرج نے کہا کہ زیادہ گوئی مت کر میرا باپ جیتا ہی اولاد حمزہ مین کیونکر ہون اسد نے کہا معلوم ہو جائیگا غرضکہ
بعد از گفتگو سرگرم تلاش ہوے کشتی ہونے لگی یہ حال دیکھکر سب سرداروں نے راوٹیان اپنے قریب استادہ کرائین
اور کشتی کا تماشا دیکھنے لگے ایک جانب نور الدہر ایک جانب لندھور ایک سمت مالک اژدر ایک طرف
خورشید ستارہ پرست ایک جانب تورج ماہ پرست یہ سب متحیر و متعجب تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین کہ کسیطرح
کہین پر زور بل مین اسد ایرج سے کم نہین پڑتا برابر سے کشتی ہوئی یہانتک کہ دن بھر کشتی رہی رات ہوئی مشعلین
دونون طرف سے روشن ہوئین سرداروں کو کھانا پانی حرام ہوگیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کون کسپر غالب آتا ہی نور الدہر
کی تو نگاہ کیا کہ جان لڑی ہوئی ہی اسی طرح تین دن اور تین شبین گذرین چوتھے دن اُسی کشمکش مین ایرج اسد کو ریلکر
لیچلا تھا اور اسد ایرج کو ریلے لیے جاتا تھا کہ ایرج نے ایک جگہ لنگر مارا وہان موش خانہ تھا پیر ایرج کا موشخانے مین
جا رہا ادھر سے اسد نے زور کرکے ریلا ایرج کا کولا اُتر گیا زور تو ایرج نے سنبھالا پیر اپنا موشخانے سے نکالا اور چاہا
کہ اسد کو زور کرکے ہٹا دے کہ ہوا جو لگی کولے مین درد ہوا دونون ہاتھ سینے پر اسد کے رکھدیے تھرتھرانے لگا
اسد نے کہا ای ایرج یہ کیا حال ہی ایرج نے کہا کہ پیر میرا موشخانے مین جا رہا تھا اس سے ٹوٹ گیا مجھ مین طاقت
کھڑے رہنے کی نہین ہی اسد نے کہا خیر ہم تم پھر لڑینگے اب جا کر اپنا علاج کر وا اور آواز دی کہ ایرج کو لیجاؤ
یہ سنتے ہی لوگ دوڑے ہوئے آے اور پالکی پر ڈالکر ایرج کو لیگئے اسد ادھر کو پھرا پاس نور الدہر کے آیا

سلام کیا چاہا کہ قدمبوس ہو نورالدہر نے ہاتھ چومے کہا کہ بھئی اب تم نظر کردہ ہوئے ہین لازم ہی کہ ہماری آبرو کرین اور
ادب کرین اسد نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہرمز تاجدار کی قدمبوسی حاصل کی ہرمز نے اسد کے ہاتھ چومے غرضکہ نورالدہر
اسد پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی نورالدہر نے کہا
بھائی حال اپنا مفصل بیان کرو اسد نے از ابتدا تا انتہا تمام حال اپنا نظر کردہ ہونا اور طلسم فیروزۂ جمشیدی فتح کرنا
نورج بدرگ حرامی کی لڑائی ہادیان بحری کا پکڑنا سب بیان کیا نورالدہر کو مظہر بن گیرنگ کا بہت افسوس ہوا اگر اسد
سے کہا کہ کپڑے اُتارو تاکہ پنجۂ حضرت کے نشان کی زیارت سے مشرف ہون اسد نے اُسی وقت لباس اُتارا نورالدہر
نے پشت کو اسد کی جس مقام پر پنجۂ حضرت کا نشان تھا بوسہ دیا ہرمز تاجدار بھی زیارت سے مشرف ہوا سب سردارون
نے آنکھین رگڑین لندھور نے یہ خبر سُنی واسطے زیارت کے آیا اُدھر مالک اژدر آیا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی
اور جملہ اہل اسلام آئے سب زیارت سے مشرف ہوئے کہ اسی اثنا مین اندر سے خواجہ سرا آیا اور عرض کیا
کہ خواتین مین تشریف لیچلیے اسد اُسی وقت محل مین داخل ہوا لیکن محل مین ایک غلغلہ ہوا ہر ایک عورت دوڑی
پہلے زبیدۂ شیرگیر مان اسد کی آئی اُسنے بلائین لین گرد پھری بانو گرد پھری سب خواتین بلا گردان ہوئین اسد نے
گیتی افروز سے کہا کہ بھابی جان مبارک ہو آپ کو شیر یزدان شاہ مردان سے سُنا ہی کہ قاسم زندہ ہین
اور قریب ہی کہ تشریف لائین غرض اُس شب اسد محل کے اندر رہا صبح کو وہان سے باہر آیا اُدھر ایرج کو جو لوگ اُسکے
اُٹھا کر لیگئے تھے علاج گولے کا اُسکے ہو رہا تھا ادھر اہل اسلام مطمئن تھے مصروف عیش و عشرت تھے رات دن صحبت
رقص و غنا رہی تھی مگر ایک روز جو اسد بن کرب دلاور کا دم گھبرایا برائے شکار کچھ رفیقون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا
تین روز تک سرگردان رہا مگر کہین ایسے جانور نہ ملے کہ جنکا شکار کرتا تیسرے روز شام ہوگئی تھی اسد ایک درۂ کوہ
مین گیا کہ رات یہین بسر کرینگے صبح کو اور کہین تلاش کو نکلینگے دو پہر رات گئے رفیق تو اُسکے سو گئے مگر اسد کو نیند
نہ آئی درے سے نکلکر ٹہلنے لگا دور پر صحرا مین ایک روشنی سی معلوم ہوتی اسد نے اپنے دل مین کہا کہ اس وادی
پُر ہول مین یہ روشنی کیسی اُسی طرف روانہ ہوا ضرغام کو بھی ہمراہ نہ لیا جاتے جاتے دور نکلگیا مگر جب قریب پہونچا دیکھا
کہ ایک مقام پر چارطرف آگ روشن ہی بیچ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی کچھ پڑھ رہی ہی اسد یہ ماجرا دیکھکر ایک
درخت پر چڑھ گیا اور وہین سے کئی تیر مارے لیکن جو تیر مارا وہ قریب اُس آگ کے پہونچکر جلگیا اندر نہ جا سکا اب
اسد نے تماشا دیکھنا شروع کیا کہ یہ ماجرا کیا ہی بعد چند ساعت کے دیکھا کہ آندھی زرد اُٹھی ہوا اس زور سے
آئی کہ درخت جڑون سے اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے لیکن جس درخت پر اسد تھا مثل اُسکے جو درخت بڑے تھے وہ بچگئے
جب وہ آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ جس مقام پر وہ ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر پڑھ رہی تھی وہان ایک عمارت گنگا جمنی بنی ہوئی ہی اور
اُسکے چار دروازے ہین ہر ایک دروازے پر ایک ایک دیو گرز لیے ہوئے بیٹھا ہی اور اوپر ایک بنگلہ مینائی
بنا ہوا ہی اُسمین ایک زن جمیلہ پندرہ سولہ برس کا سن بیٹھی ہی اسد یہ نیرنگ سحر دیکھکر متحیر ہوا لیکن اُس عورت کی
نگاہ جو اسد پر پڑی فریفتہ ہوئی اُسی وقت اشارہ کیا لگاوٹ کی نگاہون سے دیکھکر پکاری کہ اے جوان وہان درخت
پر کسلیے بیٹھا ہی یہان آ یہ بھی ہوتی ہین شاہ عیاران کی جواب دیا کہ زہے نصیب میرے جو مجھے آپ نے طلب کیا
لیکن مین وہان کہان پہونچ سکتا ہون بقول شاعر شعر نیچے کیونکر ہمارے اُس پری پیکر کے یارانہ + کہ وہ دربار شاہی
مری صورت فقیرانہ + یہ سُنکر اُس عورت نے دستک دی کہ چار عورتین ایک تخت اُٹھائے ہوئے زیر درخت
آئین اسد سے کہا چلیے ملکہ آپ کو طلب فرماتی ہین یہ سُنکر اسد دلاور درخت سے نیچے اُترا اُس تخت پر سوار ہوکر

بنگلے مین پہونچا لیکن یہ سوچا کہ ای اسد اسکے مکر و فریب سے ہوشیار رہنا یہ وہی ساحرہ ہی لیکن اُس عورت نے باتین عشق آمیز کرنا شروع کین اسد بھی اُس سے لگاوٹ کی باتین کرر ہا ہی وہ خواہان وصل ہوئی اسد نے دو چار مرتبہ بہانہ کرکرکے ٹال دیا یونہین تین روز کا عرصہ گذر ا تیسرے دن اُس عورت نے کہا کہ اگر آج تو نے انکار کیا تو مین تجھے نامرد جانونگی جب وہ گلے پٹنے لگی اور منھ سے اُسکے بوے ناگوار آئی اسد نے صاف انکار کیا وہ عورت کہ اصل مین ساحرہ تھی نہایت برہم ہوئی بولی کہ رہ تو بھی دیکھ تیری کیا حالت کرتی ہون مین جب ہی تک تیری عاشق تھی کہ جب تک تو اپنی محبت جتا تا تھا اسد نے دل مین کہا کہ ای اسد بُرا کیا جو اس سے صاف کہدیا اور دارو سے بیہوشی اسد کے پاس تھی کہ اُسے بیہوش کرکے مارتا موقع نہین ملتا کہ اُسے مارے وہ اس سے غافل نہین ہوتی کیونکہ بزور سحر سب کو پہچانتی ہی کہا کہ دیکھ مردوے کیسا تجھے جلاتی ہون مین خوب جانتی ہون کہ تو مرنے سے نہین ڈرتا اور مین تجھے کیا مارون ابھی گیتی افروز کو واسطے ایرج کے بھیجے دیتی ہون اسی طرح کل ناموس حمزہ کو تباہ کردونگی کہ اُسنے تمام شہر ساحرون کے برباد کردیے چاہ الماس مین ملکہ دمامہ جادو کو مارا ہمکو کہین کا نہ رکھا یہ کہکر کچھ پڑھا اور دستک دی دیکھا کہ دو اور چار پریان اُسیطرح تخت لیے ہوئے پیدا ہوئین سامنے آکر تخت رکھدیا دست ادب بستہ عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی کہا کہ جاؤ اور قلعہ ذوالامان سے گیتی افروز کو اور خیمے سے ایرج کے اُسکو ایک تخت پر بٹھا کر لے آؤ اسد نے اپنے دل مین کہا کہ اب غضب ہوا اور منتین کرنے لگا کہ ای ملکہ ہم فقط محبت آزمانے کو تمسے کشیدگی کی باتین کرتے ہین ہمین معلوم ہوا کہ تمھین ہماری محبت بالکل نہین اور ہاتھ آگے ہوشیار جادو کے جوڑنے لگا ہوشیار جادو نے ہاتھ اسد کا پکڑ کر باہین گلے مین ڈالدین مگر منھ سے اُسکے وہ بوے بد آئی کہ دماغ اسد کا پریشان ہو گیا لیکن گلے سے اُس مردار کے لپٹ کر اس زور سے دبایا کہ ہڈیان پسلیان ٹوٹ گئین وہ ساحرہ چٹخنے لگی ایک شور و غل ہوا آندھی چلی آگ برسی وہ تمام عمارت کرچیان ہو کر اُڑ گئی جب روشنی ہوئی تو ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی رانام من ہوشیار جادو بود اب اسد نے دیکھا کہ نہ وہ عمارت ہی نہ کچھ ہی لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہی سر اُسکا کاٹ کر فتراک مین باندھا اور وہانسے طرف درہ کوہ کے روانہ ہوا وہان صبح کو رفیق اسد کے جو بیدار ہوے اور اپنے مالک کو نہ پایا سب بہت پریشان ہوے دو روز تک ضرغام وغیرہ نے تلاش کی اور کہین نہ پایا تیسرے دن اُسی درے کوہ مین سب بیٹھے ہوئے رو رہے ہین کہ دیکھا بالاے ہوا ایک تخت اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ چار پریان اُسے اُٹھائے ہوئے ہین یکایک آتے آتے وہ زمین پر گرنے لگا ضرغام دوڑ کر قریب آیا دیکھا تو چار پتلے ماش کے آٹے کے بنے ہوئے پڑے ہین کہ جابجا سیندور کے ٹیکے اُنکے دیے ہوئے ہین ضرغام شیر دل متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی اور اُن پتلون کو اُٹھا کر چلا تھا کہ سامنے سے اسد دلاور پیدا ہوا ضرغام دوڑ کر قدمون سے لپٹا اور حال پوچھا کہ شہر یار آپ تین روز سے کہان تھے ہم لوگون کو تو جیتے جی مار گئے بغیر کہے سُنے کسطرف تشریف لیگئے تھے اسد نے تمام کیفیت از اول تا آخر بیان کی ضرغام نے کیفیت تخت اور پتلون کی کہی اسد نے کہا یہ وہی بلائین تھین جو مجکو بھی درخت پر سے بنگلے پر لیگئی تھین وہان سے اسد اپنے رفیقون مین آیا سب گرد پھرے تصدق ہوئے سب نے حال پوچھا اسد نے کل کیفیت بیان کی القصہ وہان سے اسد اپنے لشکر مین آیا لیکن بعد جانے اسد دلاور کے سات آٹھ روز مین کنور ایرج کا اچھا ہوا غسل صحت کیا بارگاہ مین آکر بیٹھا محفل رقص قائم ہوئی ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی یہ خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا تمام رات

تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر معرکۂ کارزار مین صف آرا ہوے بیلدارون نے نکلکر زمین کو ہموار کیا سقون نے
آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ ایرج نوجوان نے مرکب اپنا چمکایا اور سامنے تخت مالک بن
ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ نیر اعظم آفتاب درخشان تمھارا نگہبان ہو ایرج بار دگر مرکب پر سوار ہو
اور وہین سے بگد ہریان کرتا ہوا ران باگ کی نزاکت دکھاتا ہوا میدان مین آیا نیزہ کے ہاتھ نکالے خوب سراپا دکھایا جب عرق عرق
ہوگیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور پکارا کہ کدھر ہی وہ دیوانہ نکلے میرے مقابلہ کو مگر نور الدہر اسد کے نہونے سے متردد تھے اور خود ارادہ
نکلنے کا کیا تھا کہ بیابان سے شق گرد و غبار کا بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد قریب آکر پھٹی دیکھا تو اسد بن کرب دلاور
مع رفقا چلا آتا ہی رفیقون کو خدمت مین شاہزادہ نور الدہر کے بھیجا اور آپ گھوڑے کو چمکا کر بمقابلہ ایرج چلا نور الدہر
نے ہر چند منع کیا کہ بھائی آج ہمین لڑنے دو تم تو ایک مرتبہ مقابلہ کر بھی چکے ہو اسد نے نہ مانا کہا کہ بھائی صاحب اُس دن
زخمی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا آج باندھ لاؤنگا یہ کہتا ہوا سامنے ایرج کے پہونچا ایرج لگا ورزن ہوا مرکب برابر سے
ہٹ گئے ایرج نے کہا او دیوانے اُس روز مین زخمی ہوگیا اس سے تو میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہان جائیگا اسد نے
کہا او کرپاس فروش بچہ باز آ رہی تو مجکو حلوا سمجھا ہی وہ خیال تیرے دل سے ابھی گیا نہین اُس روز تجھے زخمی جانکر
چھوڑ دیا آج نہین چھوڑنے کا بغیر تجکو گرفتار کیے نہ رہونگا غرضکہ بعد گفتگو کے نیزہ ہاتھون مین سنبھالے اور نیزہ بازی
ہونے لگی تا دیر نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا حاصل نہوا سنانین بہانین بیکار ہوگئین ڈانڈین پرچے اُڑ گئین
پھینک پھینک کر ہاتھون سے گرز اُٹھائے کہ زمین و فلک تھرائے مرکب بارے گئے اور گھوڑون پر سوار ہوئے اور باہم
مقابلہ کیا لیکن گرز سے بھی مطلب کسی کا حاصل نہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی تا دیر تلوار چلی ایک مقام پر ایرج نے
غصہ مین آکر جو ہاتھ تیغہ دو دمہ سکندری کا مارا اسد نے ہر چند سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا خود دو بلغہ
عرقچین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر آئی دستانہ بار آ تلوار تو جھٹا کر نکلی مگر سر سے چادر خون کی باہر آئی
ایرج نے کہا اے اسد دلاور اُس روز مین تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا آج تو زخمی ہوا جا جب زخم اچھا ہوگا تجھ
لڑنا اسد کو تو لوگ لے گئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا کہ علمہاے مروارید پیکر جلوہ گر ہی پر آئے اور شاہزادہ
نور الدہر مرکب اپنا پھیر کر سامنے ہرمز تاجدار کے آیا اُترکر گھوڑے سے سلام کیا اجازت میدان چاہی ابھی
اجازت نہین پائی ہی تھی کہ ایک از پردہ بیابان گرد ہی برخاست مگر گرد سرخ رنگ نہایت تیز و تند ہرمز تاجدار
نے نور الدہر سے کہا کہ دیکھیے کون آتا ہی اور ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا مگر وہ گرد آن واحد مین قریب
پہونچکر شق ہوئی اور علم سرخ رنگ دکھائی دیے ہر نشان کے پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد علم
دکھائی دیے بعد اسکے ہتھنالین شتر نالین چھپان بالونگی خاصبردار سرخ پوش جب سب جلوس سواری کا گذر چکا
دیکھا تو سقے آب پاشی کرتے ہوئے اور زیر سایہ علم شیر پیکر نور حدیقہ وسالت وشہامت شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور لاکھ زنگیان سیاہ رو آدم خوار ہمراہ لیکن میدان مین پہونچکر جو ایرج
کو مبارز طلب کرتے دیکھا فوج کو وہین ٹھہرایا آپ مرکب چمکا کر سامنے آیا اُدھر لوگون نے قلعہ ذو الامان سے جو
قاسم کو دیکھا نقارہ شادمانی بجنے لگا سب کو ایک عید ہوئی اُسیوقت خیر خواہین معظمہ مین ہوئی کہ شاہزادہ
خاور سیاہ آپہونچا مبارک سلامت کی آواز بلند ہوئی گیتی فروز کو حمام کروایا پوشاک نفیس پہنائی نذر و نیاز
کی تیاری ہونے لگی مگر یہان قاسم جسوقت سامنے ایرج کے آیا محبت پیدا ہوئی ایرج نے
سلام کیا اور کہا کہ آپ کو نواز دہا نگل گیا تھا آپ کیونکر چھوٹے قاسم ہر چند کہ غیظ و غضب

ہین ہی کہ اے زرو شن لگا ہون مین اتنے ہو گر ساتھ اُسکے وہ محبت پیدا ہوئی کہ وہ غصہ فرو ہو گیا
کہا کہ اے ایرج وہ اژدہا تھا وہ بوقی سال جادو ہین در امہ جادو کی بجیر عاشق ہوئی تھی مجھکو اژدہا بنکر
نگل گئی تھی بارہ برس اُسکی قید مین رہا جب صاحبقران چاہ الماس مین تشریف لیگئے اور بوقی سال کو
مارا جب مین قید سے چھوٹا ایرج نے کہا اب صاحبقران کہان ہین کہا کہ ملک فرخونیہ مین ایرج نے
کہا کہ مجھکو آپ سے کمال محبت ہی اور ابھی آپ بہت تھکے ماندے آئے ہین آج تامل کیجیے کل مجھ سے
لڑ لیجیے گا قاسم نے کہا کہ مین تھکا نہین ہون ایرج نے کہا کہ مین آج ہرگز نہ لڑونگا یہ کہکر پھر گیا قاسم
مجبور میدان سے پلٹا اور خیال مین گذرا کہ پہلے چلکر اُس عیارہ مکارہ کا کام تمام کرے کہ اُسنے مجھے زمانے مین
رسوا کیا ایرج سے تو کہا کہ خیر تجھے کل سمجھا جائیگا اور اب قلعہ کی طرف متوجہ ہوا سلیمان شاہ استقبال
کو آیا اسلام کیا شاہزادہ سے لپٹا قاسم نے قدمبوسی حاصل کی اور کہا ای سلیمان شاہ مین اپنے ہوش
مین نہین ہون سلیمان شاہ بولا مین تمھارا خوار ہون آپ کے دادا حمزہ صاحبقران کا قاسم بولا دادا جان
آپکو بادشاہ کر گئے ہین ہم سب کو آپکی خدمت کرنا چاہیے یہ کہکر اندر قلعہ کے چلا کہ مظفر بن افنیم خون
آشام نے دروازہ کھولا اسلام کو جھکا تھا کہ قاسم نے ایک تازیانہ مارا کہ سر مظفر کا شق ہو گیا اُسے لوگ
اُٹھا لیگئے قاسم اسیطرح غضبناک چلا جاتا تھا یہانتک کہ داخل محل ہوا جو خواجہ سرا یا محلدار سامنے آیا اُسے تازیانہ
مارا وہ گر کر تڑپنے لگا یہانتک کہ قاسم قصر گیتی افروز مین پہونچا گیتی افروز قاسم کے آنیکی خبر سنکر نہائی ہی
پوشاک نفیس پہنے ہی عطر ملا ہی مسند پر بیٹھی ہی کہ قاسم کو آتے دیکھکر دوڑی اور قدمون کی طرف جھکی تھی
کہ قاسم نے چوٹی ملکہ کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ ملکہ سامنے گری قاسم نے تلوار کھینچی کہ سر کاٹ لون کہ کسی نے پیچھے
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای قاسم یہ کیا کرتا ہی پھر کر دیکھا کہ ملکہ گردیا بانو ہاتھ پکڑے ہی کہا کہ دادی جان آپنے ہاتھ میرا
کیون پکڑا ہی چھوڑ دیجیے کہ اسنے مجھ ایسے شخص آتش جو شعلہ مزاج کو بدنام کیا ہی مین نے کیسی کیسی جرائتین کین کہ
طلسم افراسیاب فتح کیا سات برس کے سن مین ترک توسن کا تعقب کر کے بارگاہ کیخسروی مین گھسکر مارا تمام زمانے
مین بہادری میری مشہور ہی یہ ناموس میرا کہلائے اور اپنے کو دکھا کر آفتاب پرست کو اپنے اوپر عاشق کروائے
دادی جان مین اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا گردیا بانو نے کہا کہ ای قاسم اسکی خطا ذرا نہین ہی یہ تو آج تک تیرے
غم مین سیاہ پوش تھی اب تمھارے آنے کی خبر سنکر اسنے تبدیل لباس کیا آج تک کبھی اسکو ہنستے بھی نہین دیکھا سوا
گریہ وزاری آہ و بیقراری کے کوئی شغل نتھا ایسی نیکبخت پاکدامن عورتین ہوتی بھی ہین قاسم نے کہا کہ پھر
ایرج نے اسے نہین دیکھا تو عاشق کیونکر ہو گیا بانو نے کہا کہ یہان تم اسے چھوڑ دو تو اگر اسکی ذرا بھی خطا
ثابت ہو تو تم اسے مار ڈالنا اور بغیر تحقیق کیے بے تقصیر قتل کرو تم جانو خدا کو جواب دے لینا مین اصل اصل
قصہ اسکا تمھارے سامنے بیان کرونگی تم سنو تو تم پر اسکی خطا اور غیر خطا ثابت ہو جائیگی قاسم نے چوٹی گیتی افروز
کی ہاتھ سے چھوڑ دی اس اثنا مین خورشید چادری رابعہ اطلس پوش وغیرہ بھی آئین قاسم کی بلائین لین
گرد پھرین تصدق ہوئین قاسم نے کہا کہ دادی جان ہان اب وہ قصہ بیان کیجیے کیونکر ایرج اسپر عاشق ہوا
وہ بولی کہ یہ قصہ تمام زمانہ جانتا ہی میرے بیان کرنے پر منحصر نہین ہی بیٹا قصہ اسکا یون ہی کہ ایک دن شہر فرخونیہ
مین جشن مین بیٹھا ہوا تھا کہ کوٹھے پر سے گرا ایرج نے دوڑ کر اسے پر دے ہوا ہاتھون پر لیا زمین پر نہ گرنے دیا سمجھا کہ
زمین پر رکھ دیا تھا بہت خوش ہوا کہ جان اسنے بچائی پس اُس خوشی مین انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کر اسکو دی اور کہا

کہ ماختر مین نے تجکو دیا حمزہ نے مجھسے زبردستی چھین لیا تو اُس سے لے اور بیٹی ہو میری نور خاص چکیدہ قدرت
ملکہ گیتی افروز کہ نہایت حسین و خوبصورت ہو کہ اُسکا عدیل و نظیر زمانے مین نہین ہو اور مجھسے نبیرہ حمزہ یعنی قاسم
زبردستی چھین لے گیا تو اُسے خدا پرستون سے چھین لے کہ ایسی معشوقہ تجھے زمانے مین نہ ملیگی اُس روز سے ایرج
اسے بدنام کرتا ہو دم عاشقی کا بھرتا ہو یہ سبب ہو اُسکے بیہودہ بکنے کا اب بتاؤ کہ اسمین گیتی افروز کا قصور کیا ہو
ناحق وہ اُسکو بدنام کرتا ہو اہی فرزند بارہ برس ہوے کہ ملکہ تیرے غم مین فراغت سے سوئی نہین جام شراب کبھی
مُنھ کے قریب نہین لائی اب تیرے آنے کی خبر سُنکر خورشید خاورسی نے تبدیل لباس کروایا ہو بالکل گیتی افروز
بیٹھا ہو قاسم یہ سُنکر منفعل ہوا گیتی افروز کے سامنے ہاتھ باندھے عذر خواہی کی کہ ملکہ مجھے معاف کرو ملکہ بولی کہ
صاحب بارہ برس وہ رنج جدائی سہے آپکے آنے پر یہ تقدیر مین لکھا تھا القصہ نذر و نیاز ہونے لگی ایک دھوم ہوگئی
شہریار خاور سیاہ آیا قصر یاقوت جھاڑا گیا اُسمین قاسم آکر بیٹھا تمام خواتین جمع ہوئین حال حمزہ صاحبقران کا
پوچھا سمکا حال سرو تمین تن ملکہ جادو وغیرہ نے پوچھا قاسم نے سب کی کیفیت بیان کی اب تیاری چراغان
کی ہونے لگی قاسم مشغول عیش و عشرت ہوا مگر ایرج جو بارگاہ مین اپنی پھر کر آیا امرا ز رفقا سب گرد و جوانب مین جمع ہوے
صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایرج نے بہزاد کی طرف دیکھکر کہا کہ افسوس رقیب آپہونچا اور عیش مین مصروف
ہوا اور مین محروم رہا اُسی حالت مین تھا کہ رات ہوئی برج یاقوت مین تیاری چراغان کی دیکھی اپنے ملازمون سے کہا کہ
دامنہ کوہ مین بھی ابھی چراغان کرو اُسیوقت ہزار ہا مزدور لگ گئے چراغان کرنے لگے ہر درخت کو تمامی اور بادلہ
سے منڈھوایا منقیش کے گنبد بنواکر شاخہاے درخت مین لٹکوائے دو پہر رات گئے تک سب تیاری وہان بھی
ہوئی کہ تمام دامنہ کوہ روشن ہوگیا ایرج سامنے برج یاقوت کے بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا اور نگاہ طرف برج یاقوت
کے تھی جہان لڑی ہوئی تھی مگر قاسم یہ روشنی دیکھکر بالاے بام آیا دیکھا کہ تمام دامنہ کوہ مین چراغان ہو اور
ایرج بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہو بس آگ ہوگیا اور تیر کمان مین پیوستہ کرکے ایرج پر مارا وہ ایرج پر تو نہ لگا
مگر بہار بن انفاس خون آشام کہ رفیقان لاہوت شاہ مین سے تھا ایرج اُس سے بہت محبت رکھتا تھا
اُسکے سینہ پر پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا وہ آہ کا نعرہ کرکے اُچھل کر گرا ایرج نے کہا یہ تیر کہان سے آیا کسنے مارا
اُٹھکر جو دیکھا تو قاسم سامنے کھڑا ہی یقین ہوا کہ اسی نے مارا ہوگا پکار کر کہا کہ کونسی مردی ہو کہ دور سے
تیراندازی کررہے ہو دعوی شجاعت کا ہو تو آکر سامنا کرو قاسم بولا کہ صبح کو میرے تیرے مقابلہ ہو ایرج
نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی لشکر اسلام مین بھی
کوس حربی بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین میدان
آراستہ ہوا النقیب نہیب دیکر نکل گئے کہ ایرج مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا
اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمھارا نگہبان ہو ایرج سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکے
میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ نکالے خوب سلح شوری کی بعد اُسکے نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ
کرکے مبارز طلب کیا ادھر سے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل جفتستان خونریز خاورسی نے نکلکر مقابلہ کیا
ایرج نگاہ و وزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی تا دیر نیزہ بازی رہی لیکن مطلب کسی کا
حاصل نہوا سنانین اور نیامین بیکار ہوگئین پھینک پھینک کر گرز انڈ سن گرز سنبھالے ضربین چلین کہ زلزلہ آگئی فلک
تھرا اُٹھا گاو زمین نے امان مانگی لیکن مطلب اُس سے بھی نہ حاصل ہوا تلوارین کھینچ گئین رد و بدل ہونے لگی۔

دن بھر تلوار چلی مگر مطلب حاصل نہوا آخر کار دونون دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی راوٹیان سردارون کے
گرد و پیش استادہ ہوگئین تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی یا دن بھر کشتی رہی پھر رات بھر کشتی رہی اسی
طرح تین دن اور تین راتین گذر چکی ہین چوتھا روز ہی مگر دونون کی وہی کیفیت ہی کہ برابر لڑ رہے ہین قضائے کار
قاسم کو ایرج ریل کر کے نیچلا اور پیر قاسم کا موشخانے مین جا رہا اور گولا اتر گیا ایرج یہ حال
دیکھکر واپس گیا قاسم کو بھی لوگ اُٹھا لائے علاج ہونے لگا

اب چند کلمے داستان مہر سپہر عیاری کے بیان ہوتے ہین

کہ عمرو حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر ملک باختر کو روانہ ہوا تھا بعد چند روز کے ملک فرنگوشیہ
مین پہونچا شیر اسپ جنگی نور الدہر کی طرف سے مالک وہان کا تھا وہ عمرو کے آنے کی خبر سنکر استقبال کو آیا خواجہ
بڑی عزت و تکریم سے شہر مین لایا دو ہزار روپیہ پیش کیے عمرو نے نذر زنبیل کیے عمر نے حال ایرج کا پوچھا اُسنے
تمام حال شہزادہ منوحصار کا قتل ہونا اور عنطلی آباد کی بربادی سب بیان کی کہا خیر سمجھا جائیگا اب تو مین آیا ہون
اور وہان سے چل نکلا شہر اقتم مین پہونچا تمام شہر کو سیاہ پوش دیکھا خورشید ختمی استقبال کو آیا وہ بھی
سیاہ پوش تھا عمرو نے سبب سوگواری کا پوچھا اُسنے کہا خواجہ بڑا بھائی پیر احمشید کہ بجائے باپ کے تھا وہ
ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا ہین ابتک اُسکے غم مین سیاہ پوش ہون عمرو نے اُسکی قبر پر جاکے فاتحہ پڑھا اور
کہا ای خورشید مین ملک فرعونیہ سے آتا ہون زاد راہ میرے پاس نہین ہی اُسنے دو ہزار روپیہ حاضر کیے عمرو
وہان سے بھی آگے چلا اور شہر مرضع حصار مین پہونچا اور روپیہ تحصیل کر وہان سے بھی آگے روانہ ہوا مشتری
حصار مین آیا وہان سے بھی بہت کچھ زر نقد لیا دعوت کھائی آگے روانہ ہوا شہر زرلقا مین آیا گلباش و گلبن نے
بہت خاطر داری کی روپیہ پیش کیا اور آگے روانہ ہوا اور کوہ مین آیا دوست داجلب جہانگیر نے استقبال کیا
زر نقد پیش کیا عمرو نے نذر زنبیل کیا وہان سے عنطلی آباد مین آیا فضل جادو نے ملازمت حاصل کی نذر گذرانی
وہان سے بھی روانہ ہوا دو راہے پر پہونچا کہ ایک راہ سبائل کو گئی تھی دوسری قلعۂ منوحصار کو عمرو منوحصار
کی طرف روانہ ہوا قریب جو پہونچا ایک بلندی دیکھی اُسپر چڑھ گیا دیکھا کہ ایک قبر بنی ہی اور تعویذ قبر پر کچھ لکھا ہوا
ہی قریب جاکر جو پڑھا لکھا تھا کہ این قبر سرہنگ کی غلام عمرو فرست بس یہ پڑھتے ہی عمرو رونے لگا پچھاڑین
زمین پر کھانے لگا کہتا تھا کہ ای سرہنگ تم کمر ہماری توڑ گئے ہمکو بیدست و پا کر گئے تمہاری قبر یہان کسنے
بنائی غرض خوب رو پیٹ کر قبر پر فاتحہ پڑھکر آگے روانہ ہوا وہان پہونچا جہان قلعۂ منوحصار تھا دیکھا کہ
قلعہ کا نام و نشان باقی نہین ہی اور اُس سرزمین پر جو بوئے ہوئے ہین اور ایک مرد پیر دہقانی اُسمین بیٹھا
ہوا ہی عمرو نے اُس سے پوچھا کہ یہان قلعہ تھا اُسے کسنے برباد کیا اُسنے کہا کہ ایرج آفتاب پرست نے یہ قلعہ تباہ
و برباد کیا تمام مال و خزانہ عمرو کا لے لیا چار ہزار غلامون کو قتل کیا یہ سنتے ہی نعرہ کوہ شگاف کیا خاک اُڑانے لگا
وہ پیر دہقانی عمرو سے لپٹا کہ آپ کون ہین عمرو بولا کہ ای عزیز میرا ہی یہ قلعہ تھا میرے ہی غلام مارے گئے
تمام کمائی میری برباد ہوئی مین عمرو ہون اُسنے کہا آپ تو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین ایرج قلعۂ ذو الامان پر گیا ہی
جاکر اُس سے لیجیے عمرو بولا آیا اسیواسطے ہون وہ مرد پیر عمرو کو اپنے گھر لے گیا دعوت کی عمرو نے وہ موضع اُسکو بخش دیا وہان
سے آگے روانہ ہوا جب قریب قلعۂ ذو الامان کے پہونچا بصورت مبدل زیر قلعہ پہونچا دیکھا کہ چھ لشکر چھ طرف کو
اُترے ہوئے ہین ایک طرف قلعۂ ذو الامان ہی خیال مین گذرا کہ ای عمرو اس آفتاب پرست کو پکڑکر روپیہ اپنا

لینا چاہیے اسی فکر مین تھا دیکھا کہ ایرج گھوڑے پر سوار چلا آتا ہی اور اُسوقت ایرج گھبرا کر باغ گیتی افروز
مین تنہا نکل آیا کہ شاید ملکہ بالاے قصر آئی ہو دیکھون قلعہ کی جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہی اور اشعار عاشقانہ
وردِ زبان ہین اسی طرح سبزہ زار مین پہونچا عمرو ایک پیادے کی صورت بنا ہوا کھڑا تھا جب ایرج قریب آیا
عمرو نے کھنکھارا ایرج نے پھر کر دیکھا کہ ایک پیادہ کھڑا ہی اُسنے دعا دی کہ زبدۂ آفتاب پرستان اقبالمند رہین
ایرج نے کہا کہ کیا مطلب ہی بیان کر پیادے نے کہا کہ آپ اپنا مقصد بیان کیجیے ایرج نے ہنسکر کہا کہ
خوشطبعی کرتا ہی عرض کیا میری کیا طاقت ہی کہ خوشطبعی کرونگا ایرج نے کہا آخر کچھ تو حال اپنا کہو اُسنے کہا آپ
اکیلے ہوجیے تو بیان کرون ایرج نے کہا میرے ساتھ کون ہی کہا یہ مراد نہین ہی آپکے ہمراہ ہزارون نگاہین ہین
کسی گوشے مین چلیے تو عرض کرون ایرج نے کہا چلو عمرو ایرج کو ایک درخت کی آڑ مین لایا اور کہا کہ مین
عیار ہون ملکہ گیتی افروز کا وہ قاسم پر دلدادہ و فریفتہ تھی قاسم نے آتے ہی زد و کوب کی اب وہ اُس سے
بیزار ہی اور جدائی مین آپ کی بیقرار ہی نقب کی راہ سے نکلکر کوہستان مین ٹھہری ہی مجھکو آپ کی خدمت مین بھیجا ہی اگر
آپ اُسکی خواہش رکھتے ہین تو میرے ساتھ چلیے مین اُس سے ملا دون ایرج نے جو یہ سُنا قریب تھا کہ مارے
خوشی کے شادی مرگ ہوجاے کہا کہ ای عزیز اگر تو میری مطلوبہ سے ملا دے تو مین تجھے اُس رتبے کو پہونچا دون
کہ تیری خواہش سے وہ چند ہو اُسنے کہا ای شہریار چلیے پھر دیر کیا ہی ایرج نے اور لوگون کو وہین چھوڑا آپ
تنہا ساتھ اُس پیادے کے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ اُس پیادے نے کچھ نقل و مصری ایک کاغذ مین
لپٹے ہوئے ایرج کے ہاتھ مین دیے کہ اسکو نوش فرمائیے ملکہ نے آپ کے واسطے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ ہمارے
سر کی قسم کھا لینا ایرج نے اُسے لے لیا خوشبو ایسی اُسمین سے نکلی کہ دماغ جان معطر ہوگیا ایرج نے اُسے چوما
آنکھون سے لگایا کھولکر کاغذ نقل مصری کھائی بس کھاتے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا چھینک آئی بیہوش ہوگیا
عمرو نے حلقہاے کمند مین گرفتار کر کے زنبیل مین ڈال لیا اور وہان سے وہی صورت عیار کی بنا ہوا مالک بن
ملکوت شاہ پاس آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ آپ کو زبدۂ آفتاب پرستان نے بلایا ہی مگر تنہا میرے ساتھ
چلیے کچھ رازکی باتین ہین مالک تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر اُسکے ہمراہ ہوا عمرو اُسے لیے ہوئے صحرا مین آیا اور حلقہاے
کمند مار کر اُسے پکڑ لیا اور زنبیل مین قید کیا بعد اُسکے لندھور کی خوابگاہ مین جا کر اُسے بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا
وہان سے چلا دیکھا کہ داراب و تورج و خورشید بعزم شکار گھوڑون پر سوار تنہا جاتے ہین عمرو بھی پیچھے پیچھے
ہمراہ ہوا مگر گلیم اُوڑھے ہوئے داراب و خورشید و تورج ایک تالاب پر پہونچے گھوڑون سے اُترے اور
انتظار اپنے رفیقون کا کرنے لگے دیکھا کہ ایک شخص ہرن شکار کیا ہوا لیے آتا ہی پوچھا کہ تو کہان سے
آتا ہی عرض کیا کہ مین کبابی ہون حکم ہو تو کباب لگاؤن کہا اچھا کیا مضائقہ ہی اُس شخص نے وہین چقماق سے
آگ نکالی نمک مرچ اور مصالح سب اُسکے پاس موجود تھے سیخین نکالکر کباب لگاے داراب و تورج و خورشید
نے بہت تعریفین کر کر کے کھاے اور دم بھر مین بیہوش ہو ہو کر گرے عمرو نے اُن سب کو بھی نذر زنبیل کیا وہان سے
بارگاہ نورالدہر مین نقب دیکر نورالدہر کو بھی لیگیا اسد کو بھی گرفتار کیا اور دامنہ کوہ مین لا کر سب کو
کمند آصفائی باصفا سے باندھا اور سب کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا سب ہوش مین آے ایرج کی جو آنکھ کھلی
عجب کیفیت دیکھی کہ سات آدمی سب سردار کیسے کیسے کہ ہر ایک کو دعوی مردی ہی ایک جگہ بندھے ہین لندھور
سے کہا کہ یہ کیا معرکہ ہی لندھور نے کہا کہ یہ سب تمھارا اُلجھایا ہی ہر چند مین نے تمھین سمجھایا کہ قلعہ ار سو حصار کو

برباد نہ کرو مال و خزانہ عمرو کا نہ لوٹو تونے نہ مانا اب دیکھو کیا ہوتا ہی تونے چار ہزار غلام عمرو کے قتل کیے دیکھیے انکا عوض
کیا ہوتا ہی مشکین تو بندھ چکین اور یہ قید وہ ہی کہ زور کیے سے بھی نہ ٹوٹیگی یکند آصفائی با صفا معلوم ہوتی ہی
بلکہ اسی سے مین نے پہچانا کہ خواجہ عمرو سب کو پکڑ لاے ہین یہی باتین تھین کہ دیکھا عمرو سرخ لباس پہنے ہوئے آتا ہی
دو چار غلام ہمراہ ہین ایک کرسی زرنگار بچھا دی عمرو اُسپر جلوہ افروز ہوا سب نے سلام کیا عمرو نے مُنھ پھیر لیا لیکن
عمرو ہمراہ سرداروں کے عیارون کو بھی گرفتار کرکے لایا تھا مثل شاپور شیر دل اور فتاح کشوری وغیرہ کے
عمرو نے شاپور کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون او شاپور ہینے جو تجھے فن عیاری سکھایا تھا تو اسی دن کے واسطے
کہ ایرج مال و خزانہ ہمارا لوٹے اور غلام ہمارے مارے جائین اور تو کچھ منع نہ کرے شاپور نے کہا کہ خواجہ
سلامت مین کیا کرون میرا کہنا کون سُنتا ہی بہ اختیار سرداروں کو ہی عمرو نے اپنے شاگردون سے کہا کہ لاؤ چھڑیان
توڑ کر دو چھڑیان لیکر آے عمرو نے تازیانہ ہاتھ مین لیکر پہلے ایرج کی طرف آیا اور کہا کہ کیون بزاز بچے مین نے تجکو
کپڑا بیچنے سے بچایا بادشاہ کیا پہلوان بنایا اُسکے عوض مین تونے میرا قلعہ خاک سیاہ کیا غلامون کو میرے
مارا میری زوجہ کو اپنے نوکر کو دیا ایرج نے سر جھکا لیا اور کہا جو کچھ آپ فرماتے ہین بہت بجا اور درست ہی مجھے
واقع مین یہ امر ہوئے ہین مین شرمندہ ہون عمرو بولا کہ شرمندگی معلوم ہوئی جاتی ہی اور تازیانہ مارنے لگا ایسے تازیانے
مارے کہ جابجا سے بدن ایرج کا شق ہو گیا سراٹے لہو کے بہنے لگے عمرو نے کہا کیون تاجرزادے اپنی سزا
کو پہونچا ایرج نے کہا کہ خواجہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا ہی مین خطادار ہون اب مین سزا کو پہونچگیا ابھی
ایسا قصور نہ ہوگا مال آپ کا موجود ہی وہ لیجیے کہا منگوا اُسے اور غلام میرے جو مارے گئے ہین اُنکا خونبہا دے
ایرج نے کہا وہ بھی لیجیے اور دو لاکھ تومان اُسکے بھی لکھوا دیے اب عمرو نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا
کہ کیون حرامزادے زرد گوش تو بادشاہ تھا تونے ایرج کو نہ روکا مالک پکارا کہ میری کیا تقصیر ہی میرا
کہا بھی نہ سُنا عمرو نے دو چار تازیانے اُسپر بھی مارے مالک بلبلا گیا کہا خواجہ جو کچھ میرے پاس ہی وہ
بھی لیجیے اور دو لاکھ تومان کا رقعہ لکھ دیا اب لندھور کی طرف مخاطب ہوا کہ او ہندی دیدہ و دانستہ مال میرا
لٹوایا زوجہ میری ملکہ جادو کا کیا حال کروایا شہر کے شہر تونے قتل کروا دیے اور تو کچھ کام نہ آیا میرا مال نہ بچوایا تجکو
اسیواسطے صاحبقران باختر کا مختار کر گئے تھے کہ ایک ایک کا قتل ہونا تو دیکھے میرے غلام مارے جائین اور تو تماشا
دیکھے سرہنگ بکی کہ میرے فرزند کی جگہ پر تھا تونے اُسے اپنے سامنے قتل کروایا کافر پرستی تونے کی لندھور نے کہا
خواجہ جو کچھ آپ فرماتے ہین بجا ارشاد کرتے ہین مگر مین نے جو کچھ کیا ہی موافق وصیت صاحبقران کے
کیا ہی اور مال آپ کا مین نے بجنسہ اپنے پاس رکھا ہی اُسے لیجیے کہ نصف مال میرے پاس ہی اور جرمانہ بھی جو منظور
ہو وہ حاضر کیا جاے عمرو نے کہا اچھا تو شتہ لکھ دے اول خونبہا غلامون کا میرے دے بعد اُسکے مال میرا دے
لندھور نے دو لاکھ روپیہ خونبہا غلامون کا لکھ دیا اب عمرو اسد کی طرف متوجہ ہوا کہ تونے کیون نہ بچایا تیرے
ہوتے مال میرا یون برباد ہوا اسد نے کہا دادا جان مین جتنا مال آپ کا لوٹ لیگیا ہون سب بجنسہ قلعہ سرخان
مین رکھا ہی عمرو نے اُسے گلے سے لگایا کہ مرحبا صد مرحبا بعد اسکے نور الدہر کی طرف پھرا اور کہا کہ تو اپنے کو صاحبقران
جانتا ہی اور میرے مال و اسباب کی حفاظت نہ کی وہ بولا دادا صاحب میرا کیا قصور ہی مین نہ عظیم آباد مین تھا نہ
ارسنہ حصار مین اگر مین ہوتا تو کیا طاقت تھی کسی کی کہ آپ کے مال کی طرف نگاہ اُٹھاکر دیکھتا یا ناموس پر آپکے
زیادتی کرتا اور مجھ سے جرمانہ پانچ لاکھ روپیہ لیجیے مین موجود ہون کہا کہ اولاد حمزہ مین تو بڑا ہی زیادہ دے

غرضکہ سات لاکھ تومان اس سے بھی لکھوا لیے پھر داراب کی طرف آیا اور کہا کہ کیوں صاحب ہمنے تمکو دھو دھا کر
پاک کیا اس رتبے کو پہونچایا کہ اب صاحبقران کہلاتے ہو اور ہمارا مال لٹا کیا ناموس کی بربادی ہوئی اور تمنے کچھ
خیال نہ کیا داراب پکارا کہ یا پیر زلال آپ کا احسان مین نے فراموش نہین کیا کسواسطے کہ مین دھوبی بچہ تھا گو کہ مجھمین
قوت تھی مگر اس رتبے کو آپ نے پہونچایا مین بھی ہمیشہ اہل اسلام پر فدا رہا میرے سامنے آپ کا مال لٹا اور مین بچاتا
مگر مین کیا کرون کہ وہان موجود نہ تھا اسمین میری کیا خطا ہے مجھسے بھی جو فرمایئے وہ جرمانہ دون مین کسی طرح باہر نہین ہون
چار لاکھ روپیہ اس سے بھی لیے تین لاکھ خورشید سے اور دو لاکھ تورج سے بھی لیے اور عیارون کو اُنکے رہا کیا
شاپور گیا اور روپیہ چھکڑون پر لدوا کر سامنے عمرو کے لاکر ڈھیر لگوا دیا ادھر لندھور کا عیار روپیہ لیکر آیا اسیطرح
سب نے روپیہ منگوا کر ڈھیر کروا دیا اب عمرو نے جال الیاسی مار کر وہ سب روپیہ نذر زنبیل کیا اور سب کو قید سے
رہا کیا یہ سب سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے منتین مانی تھین نذر و نیاز کی کہ جانین بچ گئین مگر عمرو روپیہ لیکر
وہانسے قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی مظفر بن ضیغم خون آشام استقبال کے واسطے
آئے ملازمت حاصل کی کشتیان پیشکش کین عمرو نے وہ سب لین نذر زنبیل کین سلیمان شاہ نے حال صاحبقران
با اقبال کا پوچھا عمرو نے بیان کیا کہ عنایت خدا سے زبرجد نگار فتح کر کے اب ملک فرعونیہ مین سلامت ہین بہت اچھی طرح
سے ہین مگر ای سلیمان شاہ تم سوداگرون کو حکم دو کہ ملک باختر سے میوہ اور اشیاے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو جائین
کہ وہان ہر شی نایاب ہے سلیمان شاہ نے کہا بہت خوب اور اُسی وقت سب سوداگرون کو بلا کے کہا کہ جلد یہان سے
میوہ اور اشیاے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو جاؤ عمرو اندر قلعہ ذوالامان کے داخل ہوا تمام شہر مین غلغلہ ہوا کہ عمرو آیا ہے ایک
ایک ملاقات کو دوڑا عمرو بھی ہر ایک سے ملتا ہوا دروازہ محل پر پہونچا خبر اندر ہوئی ایک غلغلہ مچ گیا کہ عمرو حمزہ صاحبقران
کے پاس سے آیا قاسم استقبال کو نکلا سلام کیا عمرو ساتھ قاسم کے داخل محل ہوا خواتین دوڑین عمرو نے ایک ایک کو
سلام کہا گردیہ بانو رابعہ اطلس پوش وغیرہ نے حال صاحبقران کا پوچھا عمرو نے سب سے حال بیان کیا علمشاہ
بدیع الزمان وغیرہ کی خیریت سے مطلع کیا سب خوش ہوئے ہزار ہا روپیہ عمرو نے تصدق کیا اب وہانسے ملکہ جلوہ
کے پاس آیا اُسنے اپنی سرگذشت بیان کی عمرو نے کہا کہ ملکہ مین نے بھی اُسے ایسا مارا ہے کہ یہ آفتاب پرست جبتک
زندہ رہیگا یاد کریگا اور تمام مال قلعہ ارمنو حصار کا اُس سے لے لیا ملکہ نے کہا خواجہ اب یہان رہو گے یا جاؤ گے
عمرو بولا کہ ملکہ مین حمزہ کا خادم ہون حمزہ میرا عاشق ہے مگر تمکو عنطلی آباد پہونچا کر جاؤنگا اُسی وقت تیاری کی اور
قاسم سے کہا کہ تم ناموس کو ساتھ لیکر ملک فرعونیہ کو چلو مین ان سب کو روانہ کرتا ہون ملکہ جلوہ کو عنطلی آباد کو
بھیجا وہان سے بارگاہ نور الدہر مین آیا ہرمز تاجدار کو سلام کیا قدمبوس ہوا اور کہا کہ الحمد للہ کہ آپ کو شرف اسلام
حاصل ہوا اب تخت ایران آپ کو مبارک ہو نور الدہر نے خواجہ کو سلام کیا عزت و توقیر سے اپنے پاس بٹھایا
کشتیان جواہر کی پیش کین عمرو نے کہا ای نور الدہر اب تم یہان کیون ٹھہرے ہو حمزہ صاحبقران فرعونیہ مین
ہین غلے کا وہان قحط ہے چاہیے تمکو کہ غلہ چہار طرف سے جمع کر کے لیجاؤ اور خدمت مین حمزہ صاحبقران کی جلد پہونچاؤ
نور الدہر نے کہا بہت خوب مین ابھی انتظام کر کے چلتا ہون وہانسے رخصت ہو کر بارگاہ لندھور مین آیا لندھور
نے بہت عزت و توقیر کی عمرو نے کہا ای دارای ہند امیر ملک فرعونیہ مین موجود ہین تم درۂ قلماق کوہ کی طرف
سے گذر کر امیر کے استقبال کے واسطے جاؤ اور شہر زرائل و ختن و ششتری حصار والون پر تاکید کرو کہ
غلہ اور میوہ شہر فرعونیہ کو لیجائین کہ وہان سب چیزین نایاب ہین اور لوگ وہان کے نہایت تکلیف سے

بسر کرتے ہین لندھور نے کہا بہت اچھا اور اُسی وقت نامے لکھہ لکھکر روانہ کیئے کہ ہر سوداگر کو لازم ہی کہ جنس ملک فرعونیہ
مین پہونچاے اور باقی غلہ واسباب میرے ساتھ جائیگا خرید جمع کرو مین آتا ہون وہان سے عمرو بارگاہ ایرج مین
آیا ایرج مالک بن ملکوت شاہ مع سردارون تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے لاکر اپنے برابر بٹھایا عمرو نے
کہا ای ایرج امیر جب تک ظلمات مین رہے اُنکی غیبت مین جو کچھ تو نے کیا اچھا کیا مگر اب صاحبقران ظلمات
سے پھر کر ملک فرعونیہ مین آے ہین اب تم فرعونیہ پر جاؤ حمزہ سے سامنا کرو اگر اُسپر غالب ہو بہتر مالک ہو
تمام روے زمین کے اور جو مغلوب ہوئے تو شریک ہو لشکر حمزہ کے کہ حمزہ زمانے بھر پر غالب ہوا ہی ایرج
نے کہا بہت خوب آپ تشریف لیجائیں مین تیاری کرکے روانہ ہوتا ہون عمرو وہان سے بارگاہ داراب مین آیا
مالک و داراب نے بہت عزت وحرمت کی عمرو نے داراب سے کہا کہ ایرج بھی آزمایش کے واسطے فرعونیہ
کو جاتا ہی تم بھی فرعونیہ کو جاؤ آزمایش اپنی حمزہ سے کرلو داراب نے قبول کیا مالک اژدر نے کہا ہم کوچ کرکے
ابھی روانہ ہوتے ہین عمرو اُنکو روانہ کرکے بارگاہ خورشید مین آیا خورشید نے تعظیم کی کشتیان نذر دین عمرو نے
سب نذر زنبیل کین اور کہا کہ ای خورشید ایرج اور داراب فرعونیہ پر حمزہ سے اپنی اپنی آزمائش کو جاتے ہین
تم بھی جاؤ و ہلنتہ آگر تورج کو بھی روانہ کیا بعد ان سب کو بھیجنے کے آپ بھی ملک فرعونیہ کا راستہ لیا ہر سردار
کو جدا جدا راستہ بتادیا تھا اور کہدیا تھا کہ خبردار ایک راستے سے سب نہ جائین سب نے اُسی وقت کوچ کرکے
تیاری کی لیکن لندھور نے جسوقت سے کہ نام امیر کا سُنا ہی کہ امیر ظلمات سے فرعونیہ مین آے ہین اشتیاق
ہوا ہی قدمبوسی صاحبقران کا کہ کسی طرح جلد پہونچے داراب گلبرگی سے کہا کہ جاکر ایرج سے کہو کہ ہمارے
تمھارے وعدہ تھا کہ آنے تک صاحبقران کے مین تمھاری بیعت مین رہونگا اور بارگاہ وغیرہ سب تمھارے
پاس رہیگی اب آقا میرا حمزہ صاحبقران آپہونچا مین اُسکی خدمت مین جاتا ہون بارگاہ اور اسباب صاحبقرانی
میرے پاس بھیجدو داراب گلبرگی نے جاکر ایرج سے بیان کیا ایرج نے اُسی وقت بارگاہ طبل سکندری علم
اژدہا پیکر وغیرہ سب بھیجدیا لندھور وہان سے کوچ کرکے روانہ ہوا ادھر ایرج نے دیکھا کہ سب جا چکے
قاسم ناموس کو لیکر روانہ ہوا خیال مین گذرا کہ اب یہان رہنا لاحاصل ہی چل ملک فرعونیہ کو حمزہ سے
مقابلہ کر اگر جہاندار اعظم نے اور حمزہ کو زیر کیا تو پھر سب ملک ومال تیرا ہی یہ خیال کرکے حکم دیا کہ کوچ ہو ہمارا
ملک فرعونیہ کو اُسی وقت تیاری سفر کی ہوئی دوسرے روز کوچ ہوا بعد دو تین روز کے برابر بیشۂ کلنگان
کے پہونچے وہان ایرج نے مقام کیا بارگاہ مین آکر بیٹھا دبیر کو بُلاکر حکم کیا کہ نامہ لکھو صفدر شاہ کو اس
مضمون کا کہ خزانہ طلسم سکندری کا بارکراکر حضور پر نور مین لاؤ کہ سفر ملک فرعونیہ کا درپیش ہی دبیر نے اُسیوقت
مسودہ درست کرکے سُنایا ایرج نے بہت پسند کیا کہا صاف کرلاؤ جب نامہ تیار ہوا ایک عیار کے ہاتھ روانہ کیا کہ
یکایک چوڑی سرکارون کی آئی دعا دیکر عرض کیا کہ رفیق لندھور کا دبوپل جاد ہندی بارگاہ سلیمانی
لیے جاتا ہی ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ مین موافق اقرار کے بارگاہ لندھور کو دیچکا اب اگر
بزور شمشیر چھینونگا تو ہرگز نہ دونگا چاہے لندھور خوش ہو چاہے خفا مالک نے کہا اس بارگاہ کی خواہش
سب کو رہتی ہی اور یہ بارگاہ صاحبقران وقت کو زیبا ہی آپ شوق سے لیجیے ایرج نے اپنے سردارون کی
طرف دیکھکر کہا کہ ہی تم مین سے کوئی ایسا کہ بارگاہ دبوسل ہندی سے چھین لاے دیلم شاطر زنگی یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا
کہنے لگا کہ یہ غلام اس کام کو سرانجام دے کہا جا شیر اعظم تیرا نگہبان ہی دیلم بارگاہ سے باہر آیا اور

بیس ہزار سوار سے روانہ ہوا وہان پہونچا کہ جہان دیوبل مع بارگاہ لیے جاتا تھا دیلم شباط نے نعرہ کیا کہ او ہندی
کہان جاتا ہی آپہونچا مین اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو بارگاہ میرے سپرد کر جس طرف سے آیا ہی اُدھر چلا جا دیوبل پکارا
کہ او روسیاہ مین اپنے آقا کے حکم سے بارگاہ خدمت صاحبقران مین لیے جاتا ہون تو کون ہی جو مجھے روکے دیلم
غضبناک ہوا اور دوڑا تلوار کھینچکر قریب پہونچا تھا کہ دیوبل نے تلوار ماری دیلم نے آسیب سپر پر روکا اور اپنا وار دیوبل
پر کیا کہ سپر دیوبل کی کٹی تلوار سر پر پہنچی خود و بلغہ کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا تلوار کو جھٹکا کر نکالی مگر چادر
خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا تھا بیہوش ہو گیا ہندی دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی اُدھر سے زنگی آپڑے
دونون فوجین الگئین تلوار چلنے لگی مگر فوج بے سردار کب ٹھہر سکتی ہی ہندی شکست کھا کر بھاگے دیلم نے بارگاہ اپنے
قبضے مین کی اور خدمت مین ایرج کی روانہ ہوا ایرج نے جو یہ خبر سُنی خلعت دیلم کے واسطے بھیجا کہ اسے پہنکر
ہمارے سامنے آو جب دیلم کو خلعت پہونچا خوشی خوشی اُسے پہنکر خدمت مین ایرج کی چلا تھا کہ دامنہ صحرا سے
تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز نعرے کی آئی کہ پاش او زنگی تیرہ رو کہان جاتا ہی نعرہ کن است ـ اسد شہسوارم کہ در روز
جنگ + بدرم دل شیر و جرم پلنگ + آپہونچا مین دیلم تو اسد کو دیکھتے ہی مردہ دل ہو گیا یہ سمجھ چکا تھا کہ اب بارگاہ
لیجانا مشکل ہی مگر ناچار دل کو قوی کر کے سامنے گیا اسد نے کہا او حرامزادے مین دامنہ کوہ مین شکار کے واسطے
آیا تھا کہ دیوبل کو زخمی دیکھا اُس سے یہ سنا کہ تو بارگاہ چھینے لیے جاتا ہی ارے تیری بھی یہ قدرت ہوئی کہ تو بارگاہ
چھینے اور ایرج تک پہونچائے حرامزادے تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا دیلم پکارا کہ او دیوانے کیون واہیات بکتا ہی
مین کیا تجھسے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغہ فیروزہ جمشیدی
لگا دیا دیلم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر تیغہ سپر کو کاٹکر سر پر بیٹھا کہ خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتا ہوا تا دو ابرو
اُتر گیا دوسری تلوار اور ماری دیلم نے اپنے کو بچایا مگر تلوار اچھلتی ہوئی شانے پر پڑی کہ اُسے بھی نشانہ کیا دیلم نے
گھبرا کے بھاگا یا کہ یہ دیوانہ زندہ نہ چھوڑیگا اسد تلوار کھینچے ہوئے اور زنگیون پر جا پڑا جو درمیان مین آگئے تھے
اور اُنھین قتل کرنا شروع کیا بہت سے زنگی قتل کیے کچھ بچکر دیلم کو لیکر نکل گئے اسد بارگاہ اپنے قبضے مین کرکے جانب
فرعونیہ روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ تتق گرد و غبار بلند ہوا جب گرد قریب پہونچکر شق ہوئی غضنفر بن اسد
نمایان ہوا قزاق ہمراہ آکر اسد کو سلام کیا اسد بیٹے کو دیکھکر بہت خوش ہوا مگر غضنفر نے جو مقدمہ بارگاہ کا
دریافت کیا خیال مین گذرا کہ کسی مکر سے تو بارگاہ لیکر خدمت صاحبقران مین پہونچا کچھ سوچکے چہرہ اپنا پریشان کیا
آہ سرد کھینچی اسد نے جو بیٹے کو اُداس پایا گلے لگا کر پوچھا کہ ای فرزند سبب پریشانی کا کیا ہی عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار
ابھی مجھے خبر پہونچی کہ شیرون ابروئی ملازم مالک بن ملکوت شاہ خزانہ زرنگوشیہ واسطے ایرج کے لیے
جاتا ہی مین بسبب کمزور ہونے کے اُسپر نہین گیا یہ سبب میرے ملال کا ہی کہ مفت خزانہ ہاتھ سے جاتا ہی اسد
بولا ای فرزند تو آزردہ نہ ہو بارگاہ اپنے پاس رکھ مین ابھی جا کر خزانہ اُس سے چھینے لاتا ہون اسد فریب
غضنفر کا نہ سمجھا خزانہ لینے روانہ ہوا جب اسد جا چکا غضنفر بارگاہ اپنے ساتھ لیے ہوئے فرعونیہ کو روانہ ہوا
اسد قزاقون سمیت بلغر کر کے شیرون ابروئی کو ڈھونڈھتا ہوا روانہ ہوا ایک شبانہ روز تلاش کی مگر کہین
سُراغ نہ لگا ناچار پھرا اب خیال گذرا اس ناہنجار نے میرے ساتھ فریب کیا یقین ہی بارگاہ لیگیا ہوگا پھر کر
وہان آیا جہان بارگاہ غضنفر کے سپرد کر گیا تھا دیکھا کہ نہ غضنفر ہی نہ بارگاہ ہاتھ پر ہاتھ مارا ہاتھ کی پیٹھ دانتون تلے
کاٹی ابراہیم بن مالک سے کہا کہ دیکھی حرکت اس بدکردار کی اگر یہ مجھسے فریب نہ کرتا اور مجھے یقین بارگاہ

طلب کرتا تو کیا مین نہ دیدیتا اسنے مجھسے دغا کیون کی خبر سمجھ لونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور آکر نورالدہر سے حال بیان کیا
شاہزادہ خوب ہنسا کہا کہ بھئی تمھارا ہی تو بیٹا ہی الولد سر لابیہ اسد بولا بھائی صاحب مین نے کبھی اپنے باپ سے
دغاتعین کی کہا کہ یہ تمسے زیادہ ہوا وہ مثل ہی کہ چور کے گھر مور بیٹھا مگر یہان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ دیو بل عاد
زخمی پہونچا اور بیان کیا کہ دلیم شباط زنگی نے بارگاہ چھینلی لندھور غضبناک ہوکر چلا تھا کہ دلیم کو ایرج کی بارگاہ
مین گھسکر مارونگا اور بارگاہ لاؤنگا تمام سردار لندھور کے ساتھ تلوارین پکڑ پکڑ کر اُٹھ کھڑے ہوے تھے کہ
جوڑی ہرکارون کی پہونچی اور خبر دی کہ اسد دلیم کو زخمی کرکے بارگاہ لیگیا لندھور بولا اب مین جاکر کیا کرون
یہ تو پھر آیا اُدھر ایرج منتظر بیٹھا تھا دیکھا کہ دلیم شباط زنگی زخمی چلا آتا ہی پوچھا ارے یہ کیا ہوا لوگون نے کیفیت
اسد کے آنے کی اور زخمی کرکے بارگاہ لیجانے کی بیان کی کہا کہ جاکر اُس دیوانے کو مارکر ابھی بارگاہ مین لاؤنگا یہ کہکر
چاہا تھا کہ سوار ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے اور بیان کیا کہ غضنفر بمکر بارگاہ اسد سے لیکر فرعونیہ
کو چلا گیا ایرج ہنسکر چپ ہو رہا مگر لندھور شوق قدمبوسی امیر مین کوچ بکوچ چلا جاتا تھا کہ کس طرح
اپنے آقا پاس پہونچون کہ درہ قرطاس کوہ پر پہونچا سامنے درے کے اُترا خیمہ برپا ہوا چند عیارون کو خبر کیواسطے
بھیجا کہ جلد جاکر دریافت کرو کہ مالک اس درے کا کون ہی راستہ ہی یا نہین عیار گئے دوپہر بعد آکر عرض کیا
کہ پیر و مرشد قرطاس مردم در سائیہ ہزار آدمی سے درے کو گھیرے ہوئے ہی اور کہتا ہی کہ ادھر سے مین کسی کو نہ
جانے دونگا لندھور کسی اور طرف سے فرعونیہ کو جاے یہ کلمہ سُنکر لندھور برہم ہوا کہا کہ مین اسیطرف
سے جاؤنگا اور اُسی وقت کوچ کرکے متصل درہ کوہ کے اُترکر خیمہ برپا کروایا سُنا قرطاس مردم در نے
کہ لندھور بارادہ رزم و پیکار آتا ہی وہ بھی لشکر ساتھ لیکر درے سے باہر آیا بارگاہ استادہ کروا کر بیٹھا جام
شراب گردش مین آیا دو تین جام پیے جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی بجا
ہرکارون نے خبر لندھور کو دی کہ قرطاس نے طبل جنگ بجوایا ہی لندھور نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے
یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آے صفین باندھکر کھڑے
ہوے تیر دارون نے نکال نشیب و فراز برابر کیا سقون نے آبپاشی کی گرد ہٹائی جب میدان تیار ہوا نقیب
نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ قرطاس مردم در میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے رستم زمان لندھور بن سعدان
فیل اپنا بڑھا کر اُسکے مقابل ہوا اور کہا کہ ای قرطاس یہ کیا بات ہی کہ تو مجھسے لڑتا ہی اور راستہ میرا تو نے
روکا ہی مین فرقت مین اپنے آقا حمزہ صاحبقران کے بیقرار ہون میرے تیرے کہان کی عداوت ہی قرطاس
نے جواب دیا کہ تو رفیق ہی حمزہ کا اور مین بندہ ہون خداوند فرعون شاہ کا حمزہ خداوند سے لڑنے گیا ہی مین
تجھے کب چھوڑتا ہون تو دشمن خداوند کا دوست ہی یہ سُنکر لندھور کو نہایت غیظ آیا کہا معلوم ہوا حال تیرا کہ
تو کافر ہی اور دشمن ہی میرے آقا کا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر لا جو حربہ رکھتا ہو تاکہ حوصلہ دل مین نہ رہجاے
یہ سُنکر قرطاس نے نیزہ مارا لندھور نے نیزے کو اُسکے نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین نیزہ
قرطاس کا لندھور نے ہوائی کیا قرطاس نے غیظ مین آکر گرز گران سر اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر لندھور پر مارا
لندھور نے گرز اُسکا گرز پر روکا اور اپنا گرز سترہ سو من کا اُٹھا کر جو مارا قرطاس نے بھی گرز اپنا بلند کیا لندھور
کے گرز کو روکا مگر لنگر نہ سنبھال سکا دونون ہاتھ تھرائے گرز چھوٹ پڑا سر پر گرا کہ گرز سر مین سر گردن مین گردن
سینے مین سینہ شکم مین شکم کمر مین کمر کولون مین کولے گینڈے کی پشت مین گینڈا غرق زمین گرد اُڑی اور قرطاس

مع مرکب پیوند زمین ہوگیا یہ حال دیکھ کر فوج اُسکی لندھور پر دوڑ پڑی ادھر سے لندھور کے لوگ دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی لندھور نے ایک ایک ضرب گرز مین چار چار پانچ پانچ کو پیوند زمین کیا ایک پہر بھر لڑائی رہی آخر فوج بسر داری شکست کھا کر بھاگی لندھور مع فوج درے کے اندر آیا مال و اسباب اپنے قبضے مین کیا بعد ازان فرعونیہ کو روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان داراب کشور کشا اور مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ داراب و مالک اژدر دونون ہمراہ درہ گنجش کی طرف سے فرعونیہ کو روانہ ہوئے ہین جاسوسون کو حکم دیا ہے کہ حال راہ کا دریافت کر کے خبر دیا کرین اور منزل بمنزل کوچ مقام کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ برابر درے کے اگر پہونچے خیمہ استادہ کروایا مگر دیکھا اس بیشے کو کہ درخت انواع اقسام کے لگے ہین گلہاے رنگارنگ پھولے ہوے ہین ہوا سرد چل رہی ہی درخت میوہ دار لا انتہا لگے ہین اور ہر درخت کے نیچے میوہ ڈھیر ہی اس کثرت سے کہ کوئی اُٹھانیوالا اُسکا نہین ہی نہرین پانی کی جاری ہین جانوران رنگارنگ خوش الحان درختون پہ بیٹھے زمزمہ پردازی کر رہے ہین کہ آوازین اُنکی آسمان تک پہونچتی ہین اور صداے ساز کا انداز ہی بہت جانورون کی آواز دف و دائرہ طبلا سارنگی کے موافق معلوم ہوتی ہی خنکی اسقدر ہی کہ گویا وہ مقام خطہ کشمیر معلوم ہوتا ہی داراب و مالک نے اُس بیشے کو بہت پسند کیا فرحت حاصل ہوئی کہا کہ حیف ہے یہان رہینگے عجب مقام جان فزا ہی ملازمون نے خیمے اُسی بیشے مین لا کر استادہ کیے معمول داراب کا یہ ہی کہ صبح کو شکار کھیلتا ہی رات کو مصروف راگ رنگ مین رہتا ہی اسیطرح ایک ہفتہ وہان رہا جو جانور چار پاے ہمراہ تھے اُنھون نے بھی آرام پایا بعد اسکے کوچ کیا اب گذر داراب کا ایک ویرانے مین سے ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ دور سے کچھ لوگ کھڑے معلوم ہوئے داراب کو دیکھکر مانند شیر غضبناک کے دوڑے اور پکارے کہ خبردار ادھر نہ آنا داراب گھوڑا بڑھا کر سامنے آیا کہا کہ تم لوگ کون ہو جو مانع ہوتے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم دیدبان ہین اسواسطے بیٹھے رہتے ہین کہ جو راہ بھولکر یہان آے اُسے منع کرین اس راہ سے نہ جاے داراب نے کہا اس راہ مین کیا کوئی آفت ہی اُنھون نے کہا کہ یہان سے کچھ دور پر ایک اژدہار رہتا ہی کہ یہان تمام اُسنے ویرانہ کر دیا ہی آدمی تو کیا کہ وحش و طیور و جانوران درندہ تک یہان نہین رہتے داراب نے پوچھا کہ مقام اُس اژدہے کے رہنے کا کہان ہی کہا کہ ایک درہ پہاڑ کا ٹوٹا سا ہی کہ اُسے شکست درہ کہتے ہین وہان اژدہار رہتا ہی اور جس وقت وہ سر نکالتا ہی اور دم کشی کرتا ہی تو یہان تک کے وحوش و طیور کھنچکر اُسکے پیٹ مین چلے جاتے ہین یہ سنکر داراب نے کہا بس واہیات نہ بکو مین دور سے خاص اسی کے مارنے کو آیا ہون ایک گرز مارونگا کہ مغز اُسکا پریشان ہو جائیگا اور پوست کشی کر کے اپنے ہمراہ لیجاؤنگا یہ سنکر دیدبانون نے کہا کہ اے پہلوان زمان اس لاف و گزاف سے کیا حاصل جسوقت تو اُسے دیکھیگا زہرہ آب ہو جائیگا دیکھ یہ زہر اُسی کا ہی کہ تمام درخت و سنگ سیاہ ہو رہے ہین اور جسوقت وہ کبھی دریا کا رُخ کرتا ہی تمام دریا جوش مارنے لگتا ہی داراب بولا کہ یہ سب مین نے سُنا ہی مین ابھی جا کر اُسے مارونگا اور چاہا کہ بقصد اژدر مارنے کے روانہ ہو کہ اُسی وقت مالک اژدر اور کشور شاہ پہونچے اور حال سے اژدہے کے خبردار ہوے داراب کو مانع ہوے کہ ہرگز نہ جانا اس سے نا ئدہ کیا اگر آپ نے اژدہے کو مارا داراب نے مالک سے کہا کہ مین تمھاری زبانی سُن چکا ہون کہ صاحبقران نے کئی اژدہے مارے ہین مین بھی اگر اس اژدہے کو مارونگا تو اپنے کو صاحبقران سمجھونگا نہین تو دعواے صاحبقرانی میرا بیکار ہی یہ کہکر روانہ ہوا چلا اژدہے کی تلاش مین ہر ایک نے جانا کہ عمر داراب کی ختم ہو گئی مگر داراب چلا جاتا ہی کوہ کی طرف کہ قریب شکست درے کے پہونچا دیکھا کہ تمام سنگ و زمین گھسی ہوئی ہی

معلوم کیا کہ اژدہا یہاں پھرا چلا ہی کہ یکایک دور سے ایک غار دکھائی دیا کہ منھ اُسکا بہت کشادہ تھا بس گھوڑے
سے اُتر پڑا اور اُسکو کسی جلے ہوئے نخل سے باندھکر آپ غار کے قریب آکر نعرہ کیا لیکن کچھ آثار اژدہے کا
ظاہر نہ ہوا دوسرا نعرہ کیا جب بھی وہ اژدہا نہ نکلا جب تیسرا نعرہ کیا بس اُسی غار مین سے ایک دھوان اُٹھا
زمین ہلنے لگی پہاڑ جنبش مین آگئے داراب سمجھا کہ اژدہا نکلتا ہی بعد ایک لمحہ کے سر اژدہے کا غار سے نکلا کہ منھ
سے قلاب آتشین چھوڑ رہا تھا آنکھین دونون سُرخ تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ساغر خون کے بھرے ہوے
رکھے ہین دو دانت مانند دانت فیل کے نکلے ہوے تھے کان بھی مانند کان ہاتھی کے تھے کبھی کانون کو مثل سپر کے
سر پر لاتا تھا کبھی بدن اپنا پھیلتا تھا غرضکہ وہ اژدہا مانند فیل جنگی کے نمایان ہوا دیکھا تو تمام جسم مین خار تھے
مثل ساہی کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جسم مین نصب ہین اور راہ چلنے مین آواز چقا چاق کی بلند ہوتی تھی زمین کھدی
جاتی تھی آواز اُسکے خارون کے زمین پر کھینچنے کی کوسون جاتی تھی داراب نے یہ صورت اور ہیئت جو اژدہے
کی دیکھی درگاہ الٰہی مین دعا کی سر کو خاک پر ملا اور پکارا کہ یا خداوند آبحیات تو توانا ہی ہر شی کو تو نے پیدا کیا ہی
اور زندہ رکھتا ہی تو زندے کو مردہ کرتا ہی اور مردے کو زندہ کرتا ہی خوب رویا اور بلبلایا کہ مجھے تیری مدد درکار ہی
اور کمر کو مضبوط باندھکر اُسکی جانب چلا ہر چند فتاح کشوری عیار نے داراب کو منع کیا کہ پیر و مرشد پھر آپ
اُسکی طرف نہ جائیے داراب نے نہ سنا قدم اُسی طرف بڑھایا اور اتنا قریب گیا کہ بخوبی اژدہے کو دیکھا وہین
ٹھہر کر قربان سے کمان ترکش سے تیر سہ پہلو کھینچکر ناوک کمان مین پیوستہ کرکے ایک تیر بالاے ہوا مارا بعد اُسکے
کمان کو زہ کیا چہار طرف کھینچی اور دوسرا تیر جو مثل نیزے کے تھا کمان مین ملایا ایک قدم آگے بڑھا کر قریب اژدہے
کے پہونچا اژدہے نے داراب کو دیکھا قلاب آتشین چھوڑی نفس کشی کی داراب جست کرکے دور ہٹ گیا زمین ہانکی
جلنے لگی خس و خاشاک سوختہ ہو گئی مگر داراب تیر کمان مین پیوستہ کیے ہوئے تھا آنکھ اژدہے کی تاک کر تیر مارا
کہ دہنی آنکھ مین اژدہے کی سوفار تک غرق ہو گیا اژدہے نے سر اپنا دھنا داراب نے دوسرا تیر اُسکی دوسری
آنکھ پر مارا کہ وہ بھی سوفار تک پیوست ہو گیا اژدہے نے سر اپنا پتھر پر مارا کہ پاش پاش ہو گیا دنبالہ داراب
پر مارا داراب جست کرکے پیچھے ہٹا اژدہا تڑپنے لگا مگر زہر اژدہے کا جو ہوا سے منتشر ہوا داراب کے دماغ مین
ہوا زہر آلود پہنچی بیہوش ہو کر گر پڑا جتنے آدمی داراب کے پیچھے آے تھے وہ بھی مدہوش ہو گئے مگر یہان
مالک اژدر اور رفیقان داراب اور کشور شاہ دور کھڑے ہوئے تھے دو تین بار داراب کے نعرے
کی آواز سُنی سمجھے کہ داراب اژدہے کے پاس پہونچ گیا مگر بعد اُسکے جو دیر تک آواز نہ آئی اور فتاح کشوری
کہ خبر کو گیا تھا وہ بھی نہ آیا تشویش ہوئی ہر چند لوگون سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کسی کا حوصلہ نہ پڑا اُسیوقت مالک اژدر
نے مرکب اپنا اُسی طرف جولان کیا اور داراب کی خبر کے واسطے چلا جاتے جاتے قریب شکستہ درے کے پہونچا
دیکھا کہ فتاح کشوری بیہوش پڑا ہی اور شاگرد اُسکے جو ہمراہ تھے وہ بھی بیہوش ہین اور آگے بڑھا چند قدم آیا ہوگا
کہ داراب کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ پاس ہی گرا اپنے ہوش مین نہین ہی اور سامنے اژدہا مرا پڑا ہی سر اُسکا پھٹا
ہوا ہی عقل سے دریافت کیا کہ اژدہے کو داراب نے مارا اور اُسکے زہر سے خود بھی بیہوش ہوا ہی کشور شاہ
سے کہلا بھیجا عرب دراز جاکر کشور شاہ کو اپنے ہمراہ لایا لشکر کے حکیم آے نبض دیکھکر زہر مہرہ وغیرہ منگوا کر گھس کے
اور داراب کو پلایا تھوڑی دیر مین داراب کو ہوش آیا مالک اژدر نے اس جرأت و ہمت کی بہت تعریف کی
داراب نے کہا کہ اب آپ اسکی پوست کشی کروائیے کہ ہم اپنے ساتھ لیجاینگے مالک نے اُسی وقت چار دن کو بلایا

پوست کشی کروائی خار اُسکے الگ نکلوائے اور کہا کہ لوگ نیزون کے بدلے یہ خار لیے رہین بعد اُسکے داراب
نے تیاری سفر ملک فرعونیہ کی کی کہ وہانسے فرعونیہ کو روانہ ہوا اور بہت مشکل سے اس بیابان کو طی کیا خیمہ استادہ ہوا
کہ رات آرام سے بسر ہو تو صبح کو کوچ کرین اگر وہان وہ دیدہ بان کہ لنشواط زنگی کی طرف سے بیٹھے تھے اُنھون نے جو دیکھا
کہ اژدہے کو اسنے مارا اور پوست کشی کروا کے اپنے ساتھ لیے جاتا ہی جا کر تمام کیفیت لنشواط زنگی سے بیان کی اُسنے کہا
کہ کتنا لشکر اُسکے ساتھ ہی بیان کیا کہ چھ لاکھ سوار کی فوج ہمراہ ہی کہا دبیر سے کہ نامہ لکھو اس آب پرست کو کہ لشکر نے
اُسکے تمام علاقہ میرا پامال کیا ہی بہتر یہ ہی کہ لغلبندی اور راہ داری دیکر ادھر سے چلا جاے نہین تو مین بزور اُس سے
لونگا اس راستے سے جانا مشکل ہوگا زنگیان آدمخوار میرے ساتھ ہین لشکر کو ایذا پہونچاوینگے دبیر نے یہ سُنکر اُسی وقت
نامہ لکھکر تیار کیا لنشواط زنگی نے ایک عیار کو دیا وہ لیکر روانہ ہوا یہان صبح کا وقت ہی داراب نے اُٹھکر مُنہ ہاتھ
دھو کر کھانا کھایا ہی خیمے سے نکلکر چلنے کا ملک فرعونیہ کو ارادہ کیا ہی کہ سامنے سے ایک بگولہ نہایت تیز و تند معلوم ہوا
آن واحد مین قریب آکر شق ہوا اور ایک عیار گرد سے آلودہ خاک مین اٹا ہوا پہونچا نامہ سر سے نکالکر داراب
کو دیا پوچھا داراب نے کہ تو نامہ کسکا لایا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین عیار ہون لنشواط زنگی کا اُسی کا نامہ لایا ہون
داراب نے نامہ کھولکر پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا غضبناک ہوکر کہا کہ پکڑو اس عیار نابکار کو ناک کان اسکے
کاٹ کر نکالدو نامہ بیچ سے چاک کر کے گلے مین اسکے ڈالدو ملازمون نے موافق حکم کیا عیار باحال خراب سامنے
لنشواط زنگی کے پہونچا تمام حال بیان کیا لنشواط نے جو ناک کان اُسکے کٹے ہوے دیکھے بہت برہم ہوا حکم کیا
کہ لشکر ہمارا ابھی تیار ہو مین اس آب پرست کو مارونگا تمام زنگی اُسی وقت مسلح و مکمل ہوے صبح کو لنشواط زنگی
سوار ہوا راہ میدان کی لی اُدھر داراب نے بھی جسوقت عیار کے ناک کان کٹوائے تھے اپنے لشکر کو بھی تیاری کا
حکم دیدیا تھا صبح کو گھوڑے پر سوار ہوا لشکر ہمراہ لیکر چلا ادھر سے لشکر داراب کا جاتا ہی اور اُس طرف سے
لشکر لنشواط کا آتا ہی بیچ مین مقابلہ ہوا صف آرائی ہو گئی لنشواط زنگی نے اپنے لوگونسے کہا کہ اگر مین میدان مین
جاؤنگا تو میرے مقابلے کو وہی آب پرست کہ جسنے اژدہے کو مارا ہی آئیگا اور وہ نہایت زبردست ہی مین
اُس سے عہدہ برا نہو سکونگا چاہیے کہ ایک مرتبہ لشکر پر اُسکے گر پڑین لوگ اُسکے ہیبت سے ہماری بھاگ جائینگے
وہ تنہا رہ جائیگا بہر طریق پھر مار لینا اُسکا آسان ہی سب زنگیون نے کہا کہ یہی صلاح بہتر ہی بس ایک مرتبہ
زنگیان آدمخوار نے یورش کیا آکر لشکر داراب پر گرے داراب کا لشکر بھی لڑنے لگا مالک اژدر بھی تلوار
کھینچکر زنگیون کو قتل کرنے لگا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا زنگیون کی یہ کیفیت ہی کہ آب پرستون کو پکڑ پکڑ کر چیر چیر
ڈالتے ہین اور آب پرست بھی جو زبردست ہین زنگیون کو مار رہے ہین اور لنشواط زنگی مثل شیر ہمہ کر کے ہر طرف
دوڑتا ہی اُس کا کوئی مقابلہ نہین کرتا ادھر داراب زنگیون کو قتل کرتا ہوا چلا جاتا ہی جسپر تلوار ماری دو ٹکڑے ہوگئے
کہ لنشواط زنگی سے اور داراب سے سامنا ہوا لنشواط نے گرز مارا داراب نے تلوار سے گرز کو مثل کدو کے
قلم کیا لنشواط نے تلوار ماری داراب نے تلوار اُسکی چھینلی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر یا خداوند آبحیات
کہکر زور کیا کہ قاش زین سے اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارے لنشواط پکارا الامان داراب بولا
بشرط ایمان اگر تو فرعون پر لعنت کرے اور آب پرستی اختیار کرے تو مین تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا مین نے
لعنت کی فرعون پر داراب نے اُسے ہاتھ سے رکھدیا وہ قدمون پر داراب کے گرا دین آب پرستی
اختیار کیا اور پکارکر اپنے زنگیون سے کہا کہ بس اب لڑائی موقوف کرو مین نے غلامی اس شہریار کی اختیار کی

سب علیحدہ ہوئے لشواط نے رخصت طلب کی داراب نے اجازت دی لشواط مع لشکر اپنے شہر مین آیا تمام ملک کو
آئینہ بند کیا دعوت کی تیاری کر کے داراب کو لیگیا داراب تین روز وہان رہا تمام شہر کو آفتاب پرست کیا
بعد اُسکے لشواط زنگی سے کہا کہ اب مین ملک فرعونیہ کو حمزہ سے آزمائش کرنے کو جاتا ہون اور مع فوج روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان ایرج کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج کوچ کر کے فرعونیہ کو روانہ ہوا تھا منزل بمنزل راہ طی کرتا ہوا جاتا تھا آتے آتے برابر ایک درہ کوہ کے
پہونچا وہان خیمہ استادہ ہوا اشقاپور سے کہا جاکر خبر تو لاؤ کہ مالک اس درے کا کون ہے راستہ ہے یا نہین شاپور واسطے
خبر کے گیا اور حال دریافت کر کے آکر عرض کیا کہ حاکم یہان کا ہامان زحل پیشانی ہے اور فرعون پرست ہے تمام درہ
پہاڑ کا بند ہے اسقدر فوج اُسکی پڑی ہوئی ہے اور پہاڑ کے اُسکا قلعہ ہے قلعہ پر توپین چڑھی ہین کوئی قریب درے کے
نہین جاسکتا ہے ایرج نے کہا اگر جاہلی نیر اعظم نے تو مین اس قلعہ کو لونگا یہ تو ادہر ارادہ قلعہ گیری مین ہے مگر ہامان
زحل پیشانی نے شب ماہ تھی ادہر قلعہ کے فیلبند دروازے پر بیٹھا ہوا سیر دیکھ رہا تھا کہ دور سے اسنے چراغ و مشعل
کی روشنی دیکھی دوربین سے جو دیکھا تو لشکر کا پڑاؤ معلوم ہوا ہرکارون سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہے جاسوس
گئے ایک پہر بھر کے بعد آکر عرض کیا کہ یہ لشکر آفتاب پرستون کا ہے مالک اسکا ایرج نوجوان ہے اور صاحبقران
وقت ہے ارادہ اُسکا ہے کہ قلعہ کو لے ہامان بولا کہ یہ آفتاب پرست نہایت زبردست ہے اس سے سامنا کرنا بہت
دشوار ہے اور یہ دشمن ہے میرا افرنگوشہ بھائی میرا اسکے ہاتھ سے مارا گیا ہے عیارون کو اپنے بلاکر کہا کہ تم مین سے ہے
کوئی ایسا کہ جاکر اس آفتاب پرست کو پکڑ لائے کہ مین اپنے بھائی الکن بن لکنات زنگی کے خون کا عوض اس سے
لون عنطر باد رفتار نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے مین جاکر اُسے پکڑ لاؤنگا اور رخصت ہو کر روانہ ہوا پہر رات
گئی ہوگی کہ یہ لشکر ایرج مین پہونچا رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک خدمتگار کی بنا کر لشکر کو طی کرتا بارگاہ
ایرج پاس پہونچا دیکھا تو لوگ بہت ہوشیار ہین نگہبان پاسبان سب جاگ رہے ہین آپسمین باتین کر رہے ہین
کہ بھائیو بہت ہوشیار رہنا کیونکہ سامنا حریف کا ہے رات کو نہین معلوم کیسی گذرے یہ رنگ دیکھکر اُدہر سے پھرا
پشت خیمے پر آیا دیکھا کہ کچھ فراش بیٹھے ہوئے چپیسی کھیل رہے ہین اسنے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑائی سب فراش
چھینکین مار مار کر بیہوش ہوے عنطر باد رفتار قریب آیا قنات چاک کر کے جھانکنے لگا دیکھا کہ دو سپاہی پہرے پر
کھڑے ہین دو خدمتگار چپی پر بیٹھے ہین شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارے کہ دہوان اُسکا منتشر ہوا خدمتگار سپاہی سب
بیہوش ہوئے اب اندر خیمے کے آیا چادر عیاری ہلا کر روشنی گل کی بعد اُسکے کچھ عیاری ہاتھ پر چڑھایا اُسمین بیہوشی
رکھکر قریب ایرج کے لایا جیسے ہی اوسنے کی سانس لی تمام بیہوشی دماغ تک پہونچگئی چھینک مار کر بیہوش ہوگیا
جلدی سے حلقہائے کمند مین گرفتار کر کے چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر پیٹھ پر لگا کر روانہ ہوا تمام لشکر کو طی کیا
طلایہ کی گشت سے گذر ایسا گا بھاگ دروازہ قلعہ پر پہونچا دربانون کو بیدار کیا اُنھون نے دروازہ کھولا عنطر پشتارہ
بدوش اندر آیا سامنے ہامان کے رکھا ہامان کو رات بھر انتظار کرتے ہوئے گذری ہے کہ یکایک عنطر پشتارہ بدوش
پہونچا کہا کہ لیجیے دشمن آپ کا حاضر ہے ہامان نے کہا بلاؤ آہنگرون کو اُسی وقت آہنگر حاضر ہوے عنطر کو خلعت بیزر
عنایت کیا اور آہنگرون سے کہا کہ اس آفتاب پرست کو اسیر غل و زنجیر کرو آہنگرون نے خوب قید گران ڈالی
دوہری بیڑیان دوہرا طوق دوہری ہتکڑی اب عنطر سے کہا اسے ہوش مین لاؤ عنطر نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا
ایرج کی آنکھ کھلی بارگاہ غیر نظر آئی متعجب ہو کر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو اور مجھے

اس خطا پر گرفتار کرا کر اسیر کیا ہی ہامان نے کہا او آفتاب پرست تو نے بھائی کو میرے الکن بن الکنات زنگی کو مارا ہی
مین بجے اُسکے عوض مین قتل کرونگا اور حکم دیا کہ بُلاؤ جلاد کو غرض اُسی وقت جلاد کو بُلا لایا ہامان نے جلاد سے کہا کہ
قتل کر اسے جلاد نے چبوترہ ریگ کا تیار کیا اُسپر ایرج کو بٹھایا سیاہ خط گردن پر کھینچا پوچھا جو کہنا ہو کہہ لے جو کھانا ہو
کھالے کہ وقت آخر تیرا قریب ہی ایرج نے جواب نہ دیا جلاد نے پھر پوچھا ایرج نے غصے سے کہا کہ تو اپنا کام کر میری
کوئی حاجت نہین ہی اُدھر ہامان نے کہا کہ قتل کر دیکھتا کیا ہی جلاد دو شمون کا اور منتظر ہی ہامان نے پھر جھلا کر کہا کہ
قتل نہین کرتا ہی دیر لگا رہا ہی ایرج کی یہ کیفیت ہی کہ اپنے حال زار پر زار زار رو رہا ہی کہ افسوس سب دل کی
حسرتین دل ہی مین رہین اسطرح قتل ہوتے ہین کہ کسی کو خبر نہین اُدھر جلاد تیسرے حکم کا منتظر ہی اور ہامان حکم دیا چاہتا ہی
کہ ہرد مسند وزیر ہامان کا پہونچا جلاد کو منع کیا اور ہامان سے کہا آپ یہ کیا غضب کرتے ہین کہ اتنے بڑے سردار
کو قتل کروائے ڈالتے ہین کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہی صاحبقران وقت دیکھیے تو اُسکے لشکر مین کیسے کیسے سردار ہین
اگر یہ قتل ہو گیا قلعہ کو تہس نہس کر دینگے یہ شخص آفتاب پرستون کی جان و قوت ایمان ہی اسکا قتل کرنا مناسب
نہین ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو قید رکھیے ہامان نے کہا اچھا لیجا کر زندانخانے مین اسے قید رکھو لوگ ایرج کو کشان
کشان زندانخانہ تاریک و تنگ مین لائے در بند کیا زندانبانون سے کہا خوب نگہبانی اسکی کرنا مگر حال سنیے
لشکر ایرج کا کہ صبح کو بارگاہ ایرج مین غلغلہ ہوا کہ کوئی ایرج کو چرا لیگیا اُدھر مالک بن ملکوت شاہ تخت پر
آکر بیٹھا سرداران نگلون پر آ آکر بیٹھتے جاتے ہین مالک کہہ رہا ہی کہ آج کچھ خود بخود دم گھبراتا ہی کیا سبب ایرج نوجوان
ابھی تک بارگاہ مین نہین آیا ہی باتین تھین کہ رفیق ایرج کے گریان و نالان پہونچے مالک بن ملکوت شاہ نے
گھبرا کر پوچھا ارے خیر تو ہی جلد حال بیان کرو اُنھون نے کہا کہ ایرج نوجوان بستر خواب پر سے گم ہو گیا یہ سُنکر
مالک بن ملکوت شاہ سُن ہو گیا آخر شاپور سے کہا کہ جاکر دریافت کرو کہ ایرج کو کون لیگیا شاپور اُسی وقت
بارگاہ مین آیا پتیرا عیار کا لگا ہوا پایا پیچھے قنات بھی چاک دیکھی معلوم کیا کہ کوئی عیار لیگیا ہی آکر مالک بن ملکوت شاہ
سے بیان کیا کہ کوئی عیار آکر چرا لیگیا ہی مگر مین اُسے پہچانتا نہین ہون حکم دیا کہ ای شاپور تم بھی جاؤ اور اور عیارون پر
بھی تاکید کرو کہ دریافت کرین کہ ایرج نوجوان کہان ہی کسنے چرا منگایا ہی عیار یہان سے صورتین بدل بدل کر چلے شاپور
شیر دل ایک صحرا مین جا کر سوچا کہ کس تدبیر سے چلکر دریافت کرنا چاہیے خیال مین گذرا کہ سوداگر بنکر چلنا چاہیے
اس سے بہتر تدبیر نہین ہی اور پشت قلعہ کی طرف سے چلنا اور مناسب ہی تاکہ گمان حریف کا اہل قلعہ کو نہو یہ
سوچکر رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی سوداگر کی بنائی اور کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا پشت قلعہ کے
پہونچا لوگون نے ہامان سے خبر کی کہ ایک سوداگر اس طرف سے جاتا ہی ہامان نے کہا بُلا لو لوگ آئے اور شاپور سے
کہ صورت سوداگر کی بنا تھا کہا کہ بادشاہ ہمارا تمکو طلب کرتا ہی جواب دیا کہ بادشاہ تمھارا آفت مین تو پھنسا ہوا ہی
نہین بھی کیا عذاب مین ڈالیگا سامنے قلعہ کے اتنا بڑا لشکر اُترا ہوا ہی کہا تم نہ گھبراؤ بادشاہ نے ہمارے سردار لشکر
کو کہ نام اُسکا ایرج ہی اور صاحبقران وقت ہی عیار سے پکڑوا کر قید کر لیا ہی اب کسی کا حوصلہ نہوگا کہ ہمسے لڑے
جب تک سردار اُنکا قبضے مین ہی کہا اچھا چلو اور ہمراہ اُن لوگون کے اندر قلعہ کے آیا ہامان کو سلام کیا اُسنے پوچھا
نام تمھارا کیا ہی اور کہان سے آئے ہو دست بستہ عرض کیا کہ نام میرا مشکل فروش ہی آتا ہون ملک فرعونیہ سے جہاز
میرا مال و اسباب بہت لدا ہی کچھ آدمیون سے تھوڑا جواہر ساتھ لیکر نکلا تھا اسطرف بھی آگیا کہیے آپنے کیون
مجھے طلب فرمایا ہی ہامان نے کہا کہ جیسی کچھ اشیائے جواہر تمھارے ہمکو بھی لینگے کہا بہت خوب ہامان نے

عنطر سے اشارہ کیا اُسنے کرسی لاکر بچھادی ہامان نے اشارہ کیا کہ بیٹھو مشکل فروش سلام کرکے بیٹھ گیا اور ایک ڈبیا جیب سے نکالی کہ مخمل سُرخ سے منڈھی ہوئی تھی ہامان نے پوچھا اسمین کیا ہی عرض کیا کہ دو لعل بے بہا ہین اور ڈبیا جو کھولی تمام وہ مقام روشن ہوگیا ہامان نے کہا قیمت انکی کیا ہی بس یہ سُنتے ہی سوداگر نے دونون لعلون کو ڈبیا مین رکھکر اُسی طرح بند کرلیا ہامان نے کہا بھئی یہ کیا ہمنے قیمت پوچھی تمنے لعل بند کرلیے کہا حضور یون تو بادشاہ مال دیکھکر خوش ہوتے ہین جب قیمت کہی جاتی ہی تو کوئی نہین لیتا اور ہزار ہا نقص نکالتا ہی لوگون کے کہے سُنے پر پھیر دیتا ہی یہ سُنکر ہامان نے کہا تم جو قیمت کہوگے ہم وہی دینگے مصرع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری ہم کسی کے کہے سُنے مین کیون آ ئینگے کیا نگاہ نہین رکھتے ہین سوداگر نے بادشاہ کو پکارکے دو کرور روپیہ قیمت کے کہے اور ڈبیا آگے بڑھادی ہامان نے ارادہ کیا کہ اُٹھائے کہا پہلے روپیہ منگوا دیجیے پھر ڈبیا کو اُٹھائیے گا مگر نگاہ شاپور شیر دل کی عنطر سے لڑی ہوئی ہی کہ یہ عیار ہی پہچان نہ لے اسی کے خوف سے بادشاہ کو بھی خبر دیر پکاکر لیا ہی غرضکہ روپیہ لیکر قلعہ سے روانہ ہوا یہان بادشاہ نے ڈبیا کھولی عنطر نے کہا مین تو دیکھون ہامان نے اُسے بھی دکھایا عنطر بغور دیکھکر چپ ہو رہا کہ ہامان کو پیاس لگی پانی مانگا خدمتگار نے گلاس آگے بڑھایا ہامان نے ایک ہاتھ مین گلاس لیا وہ ہاتھ سے پھسلنے لگا چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے سنبھالون کہ دونون لعل چھٹ کر جام مین جا تے رہے ہامان نے جلدی سے اُنھین نکالا اب جو دیکھا تو پانی سرخ ہو رہا ہی اور لعل سفید ڈلیان مصری کی معلوم ہوتی ہین کہا یہ کیا معرکہ ہی عنطر نے کہا کوئی عیار آپ کو فریب دیکر روپیہ لیگیا یہ مصری ہی چاہیے نوش کرکے دیکھ لیجیے بادشاہ نے زبان پر جو رکھا صاف مصری کا مزا معلوم ہوا ہامان نے کہا معلوم ہوا کہ یہ عیار آفتاب پرستون کا خبر کیواسطے آیا تھا جب ہی میرے ملازمون سے کہا تھا کہ ہم نہین آئینگے تم خود دشمنون مین گھرے ہوے ہو اس فریب سے حال دریافت کر گیا مگر کیا پروا ہی اور عنطر سے کہا اب انتظام رکھو کہ کوئی قلعہ مین نہ آ ئے اِدھر شاپور شیر دل خبر دریافت کرکے روپیہ لیکر خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی آیا اور بیان کیا کہ زبدۂ آفتاب پرستان اسی قلعہ مین قید ہی مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار ہو اُسی وقت کمر بندیان ہونے لگین ایک آن واحد مین لشکر تیار ہو گیا اب حکم دیا مالک نے کہ قلعہ کا محاصرہ کرلو لشکر نے چہار طرف سے گھیر لیا ہامان نے فیلبند دروازے پر سے دوربین لگا کر دیکھا لا انتہا لشکر نظر آیا ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے پکار کر کہا کہ اگر بہتری اپنی جان کی چاہتے ہو تو ایرج نوجوان کو بھیجدو نہین تو تم سب مارے جاؤگے قلعہ ایک دم مین چھین جائیگا ادھر قلعہ پر سے جواب ملا کہ اگر تمنے قلعہ یورش کرکے لیا تو ہم ایرج کو اُسی وقت قتل کر ڈالینگے اور ایرج کو زیر دیوار بٹھالا اور پکار کر کہا کہ تم آگے بڑھے اور ہمنے اسکا سر کاٹ کر پھینک دیا ناچار مالک بن ملکوت شاہ پھر کر داخل بارگاہ ہوا اور کہا کہ یہ قلعہ بغیر شیوۂ عیاری کے ہاتھ نہ آئیگا عیار فکر مین مصروف ہوے مگر اتفاقات روزگار ایک بیٹی ہامان کی کہ حُسن مین یکتاے زمانہ ہی اور نام اُسکا ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو ہی جس روز کہ لوگ ایرج کو زندانخانے مین لاے تھے ملکہ اپنے قصر پر بیٹھی تھی کہ زندانخانہ زیر قصر واقع ہوا ہی اور نگاہ اسکی جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی ہی ہزار جان سے دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہی دم بھر مین نقشہ بدلگیا غم و الم سے میل عیش و سرور سے بگاڑ ہر وقت یار کا خیال فرقت کا ملال کبھی اپنے اوپر نفرین کرنا کہ غیر شخص غیر ملت کا اُس سے محبت کیسی دوسرے وہ شخص جسکا تیرا باپ دشمن اگر اپنے باپ سے دشمنی لینا ہو تو اسکا عشق بجا ہی غرضکہ طرح طرح کے خیال الواع و اقسام

ملال دل پر گذرے جب بہت بیقراری ہوئی یہ اشعار عشق امیز زبان پر لائی غزل

جادہ ہی عدم کا اسی منزل کے برابر
اس قید سے ہوتی نہین تا زیست رہائی
قاتل کی رکاوٹ بھی ہی قاتل کے برابر
آئے مرے مرنے کی خبر سنکے وہ خوش خوش
یہ آگ بڑی بھڑکی ہی ساحل کے برابر
جب ہجر مین لی سانس چھری چلگئی دل پر
دو چار بگولے جو ہین محمل کے برابر
ارمان سے آسان ہی گو دم کا نکلنا

کی آہ نے فرقت مین رسائی بھی نہ پیدا
ہی رشتۂ الفت بھی سلاسل کے برابر
الفت مین اسے رگ بسمل جانتے ہین ہم
ہی بزم عزا عیش کی محفل کے برابر
کیا دور ہی ملجاے اگر دستے دل اس طرح
کھنچنے مین ہی دم خنجر قاتل کے برابر
پہلو رہے آباد جو اک درد محبت
لیکن یہ سہولت بھی ہی مشکل کے برابر

ہر راہ فنا کو جو قاتل کے برابر
ہم اسکو سمجھتے کشش دل کے برابر
مشتاق شہادت کو کیے ڈالتی ہی ذبح
کب رشک مین دشمن ہی کوئی دل کے برابر
اک لاگ ہی آنکھون نے مرے دل کی لگی کو
سمجھے مرے دل کو جو کوئی دل کے برابر
بربادی مجنون کی خبر دیتے ہین شاید
سمجھون مین جدائی مین بچھے دل کے برابر
اس اس طرح کے اشعار محبت خیز

عشق آمیز جو پڑھے بیتابی دل بڑھی ضبط نہ ہوسکا سوچی کہ کچھ تدبیر ایسی نکالنا چاہیے جس سے وہ شہر یار عالیوقار قید سے رہا ہو بس کچھ حلوا بیہوشی آمیز پکوایا اور اپنی دو چار رازدا لونڈیون کو ساتھ لیکر دروازۂ زندان پر آئی زندانبانون کو حلوا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ملکہ نے دشمن کی گرفتاری کی منت مانی تھی کہ جس دن قیدخانہ دشمن سے آباد ہوگا تو مین زندانبانون کو حلوا کھلاؤنگی کہاری نے لیجا کر زندانبانون کو دیا انھون نے ہزارون دعائین دیکر کھا لیا ایک آن واحد مین بیہوش ہوگئے اب ملکہ مع انیسون دروازہ زندان پر آئی سب کو چھوڑکر تنہا داخل ہوئی دیکھا کہ ایرج سر جھکاے بیٹھا ہی مگر فکر کر رہا ہی کہ ای ایرج برے پھنسے اب یہانسے چھوٹنا دشوار ہی کہ یکایک دروازہ زندان کا کھلا دیکھا ایرج نے کہ ایک نازنین حور تمثال شمع روشن ہاتھ مین لیے ہوے آتی ہی کہ جسکے نور حسن کے آگے روشنی شمع کی کم معلوم ہوتی ہی پروانے شمع کو چھوڑکر اُسکے روے روشن کے گرد پھرتے ہین ایرج بھی اُسے دیکھکر فریفتہ ہوا لیکن وہ حوروش قریب ایرج کے آئی ایک ہاتھ مین کھانا تھا سامنے ایرج کے رکھدیا کہا کہ ای شہر یار نوش فرمایے آپ نے قید مین طعام لذیذ کئی روز سے نہ نوش کیا ہوگا ایرج اُسکی گفتگوے محبت آمیز سے اور لپٹنے لگا پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے عرض کیا کہ ای شہر یار مین بیٹی ہون ہامان کی ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو میرا نام ہی جس روز سے کہ آپ کو دیکھا دل بیقرار تھا لاکھ ضبط کیا مگر کچھ کام نہ نکلا آخر بیتابی دل یہانتک لے آئی اور سو مین بھی لینے آئی ہون کہ قید آپ کی کاٹ دون ایرج بہت ہنسا کہ ان نازک کلائیون کے زور سے قید کٹیگی کہا کہ کچھ قید کاٹنے کی حاجت نہین ہی اور پکڑ کر قید کو یا نیر اعظم آفتاب تابان کہکر جھٹکا مارا کہ قید کو توڑ ڈالا اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ملکہ کے روانہ ہوا ملکہ اپنے قصر مین لائی دیکھا ایرج نے کہ قصر نہایت پر تکلف ہی سب سامان عیش مہیا ہی ملکہ نے ایرج کو مسند پر بٹھایا لیکن رنگ رو دم بدم متغیر ہوا جاتا ہی ایرج نے یہ کیفیت دیکھکر پوچھا کیون ای ملکہ کیا خوف ہی کس بات کا ڈر ہی کیون تمھارا چہرہ خود بخود پژمردہ ہوا جاتا ہی اُسنے عرض کی ای شہر یار باپ میرا آپ کا دشمن جانی ہی جسوقت اُسے خبر پہونچی یہان آکر مجھے اور آپ کو دونون کو قتل کریگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا بموجب شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد + ای شہر یار افسوس ہی کہ چند دن بھی عیش سے نہ بسر ہونگے ایرج نے جواب دیا کہ ای ملکہ تم کچھ اپنے دل مین خوف و ہراس نہ کرو کہو تو بارگاہ مین گھسکر اُسے باندھ لاؤن اُسکے سرداروں کے ٹکڑے اُڑا دون ملکہ نے کہا ای شہر یار آپ تنہا ہین وہان لشکر کثیر آپ کیا کرسکتے ہین اگر آپ سے وہان جانے کا

ارادہ کیا مین اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگی بہتر یہی ہی کہ یہ جو چند ساعت کی زندگی ہی اُسے عیش و راحت سے بسر کیجیے
غم کو دل سے دور کیجیے یہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے ایرج نے آنسو اُسکے پاک کیے اب جام شراب گردش مین آیا
باہم اختلاط ہونے لگا مگر وہان زندانبانون کو جو ہوش آیا دیکھا کہ قفل زندان ٹوٹا ہوا ہی اندر آکر جو دیکھا قیدی
کو نہ پایا روتے پیٹتے اپنے مالک کی خدمت مین آے دست ادب بستہ حیران و ترسان عرض کی کہ ای شہریار عجب
واردات ہی کہ آپ کے قلعہ مین کوئی قیدی کو چُرا کر لیگیا ہامان زحل پیشانی پر نہایت غیظ و غضب طاری ہوا کہا
جلد تلاش کرو جسکے یہان سے قیدی نکلیگا اُسکے گھر بار کو مٹا دونگا تمام قلعہ مین ڈھنڈھیا پڑگئی ہر گھر مین عورتین
گُھسنی پھرتی ہین کہ یہان قیدی بادشاہ کا ہی دیکھو جو چُھپائیگا سزاے معقول پائیگا ہر ایک پر خوف طاری ہی کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہی ایک شور و غل قلعہ مین برپا ہی ایک مرتبہ دو ایک عورتین دوڑی ہوئی پاس ہامان کے آئین
عرض کی ای شہریار جان کی امان پائین تو عرض کرین کہا بیان کرو تمھاری جان تمکو بخشی عرض کی ای شہریار
اور تو کچھ ہم نہین جانتے مگر قیدی آپ کی بیٹی ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو کے ساتھ قصر مین بیٹھا ہوا مصروف شرابخواری ہی
یہ سُنکر ہامان کو نہایت غیظ آیا تلوار کھینچکر چلا کہ ابھی جاکر مار ڈالونگا اور ہمراہ اُن عورتون کے داخل محل ہوا دیکھا کہ ایرج
ملکہ کے ساتھ بیٹھا ہوا میخواری کر رہا ہی باتین محبت آمیز ہو رہی ہین گلون مین ہاتھ پڑے ہوے ہین بس یہ دیکھکر آگ ہوگیا
جہان نظر مین تیرہ و تاریک ہوگیا نعرہ کیا او آفتاب پرست تو نے غضب کیا کہ ناموس مین میرے خلل انداز ہوا
بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور جھپٹ کر تلوار ایرج پر ماری ملکہ تو سہم کر الگ ہوگئی ایرج نے بجرأت تمام آئی تلوار
خیال مین کرکے تھپکی دی کہ تلوار سپر پڑی مڑ توڑ کر ہاتھ تلوار چھینلی ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ یا نیر اعظم آفتاب تابان
کہکر ہتکا مارا کہ سر سے بلند کردیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا
چاہتا تھا کہ دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدون کہ اُسنے امان مانگی کہا بشرط ایمان اگر تو دین آفتاب پرستی اختیار کرے
تو مین چھوڑدون اُسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون پر دین آپ کا اختیار کیا ایرج اُسکے سینے پر سے اُترا وہ ایرج
کے قدمون پر جُھکا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ اب ہمارے بادشاہ مالک بن ملکوت شاہ کو بلاؤ ہامان
نے عرض کی بہت خوب اور وہانسے اُسی وقت اپنی بارگاہ مین آیا ایرج کو بھی ساتھ لایا حکم دیا کہ دروازے شہر
کے کھولدو جاکر مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کرو کہ ای شہریار اب آپ قلعہ مین بخوف و خطر تشریف لائیے مینے
غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی یہ سُنکر اہل دربار بہت گھبراے کہ یہ کیا معاملہ ہی یا یہ دشمنی یا یہ دوستی
وہی عیار عنطر باد رفتار کہ ایک مرتبہ ایرج کو گرفتار کرکے لایا تھا خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی روانہ ہوا وہان
مالک دربار مین شاپور سے کہ رہا تھا کہ تم کچھ تدبیر نہین کرتے ہو زبدۂ آفتاب پرستان کیونکر رہا ہوگا شاپور
عرض کر رہا ہی کہ ای شہریار مین کوشش سے غافل نہین ہون کہ سامنے سے چوبدار نے آکر عرض کی کہ عنطر باد رفتار
عیار ہامان زحل پیشانی کا حاضر ہی کہا بُلاؤ عنطر اندر بارگاہ کے آیا سلام کیا دست ادب بستہ عرض کی کہ بادشاہ نے
ہمارے غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی اب آپ شوق سے قلعہ مین تشریف لیچلیے بادشاہ آپکے
دیدار کا نہایت مشتاق ہی یہ سُنتے ہی آفتاب پرستون مین نہایت عید ہوئی اور مالک نے عنطر کو خلعت دیا
اور تیاری کرکے روانہ ہوا اُدھر سے ہامان زحل پیشانی اور ایرج استقبال کو آے باعزاز و اکرام تمام اندر
قلعے کے لاے تخت پر بٹھایا خود ہامان کرسی پر بیٹھا دعوت کی تیاری کی تمام شہر بھر کو آفتاب پرست کیا غرضکہ
دو روز تک خوب جشن رہا ناچ راگ رنگ کی صحبت رہی دوسرے روز ہامان نے عرض کیا کہ مین نے

شوخ نگاہ کج ابرو کو زبدۂ آفتاب پرستان کی کنیزی میں دیا مالک نے کہا ہمین منظور ہی اب مالک نے کہا
کہ تم تیاری کرو ہم قلعے سے باہر جاتے ہین برات لیکر آئینگے یہ کہکر مالک قلعے سے باہر آیا سامان شادی کا ہونے لگا
سہ پہر کے وقت ہامان نے مانجھا بھیجا ایرج مانجھا پہنکر بیٹھا اب تاریخ برات کی قارن قمر بین نے ٹھہرائی اب
جب تک دن برات کا آے ایرج روز مانجھا پہنے ہوے دربار مین آتا ہی تمام اہالیان دربار کی کلاہین کج رہین
ایک روز ایرج دربار سے اُٹھکر اپنے خیمے کی طرف جاتا ہی بہزاد مرتد دیلم شاطر زنگی ہمراہ ہین کہ یکایک برق چمکی
کہ آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو دیکھا تو ایرج نہین ہی بہزاد و دیلم نے کہا یا خیر اعظم خیر کرے یہ کیا معرکہ ہی روتے
ہوئے خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی آے عرض کیا کہ ابھی ہم ساتھ ایرج نوجوان کے اُنکے خیمے کی طرف جاتے تھے
کہ ایک بجلی ایسی چمکی کہ آنکھین ہماری جھپک گئین پھر جو دیکھا تو زبدۂ آفتاب پرستان کو نہ پایا مالک نے اُسیوقت
قارن کو طلب کیا اور کہا کہ اگر یہ شادی راس نہ تھی تو تو نے کیون نہ آگاہ کیا دیکھو اسطرح زبدۂ آفتاب پرستان
غائب ہو گیا قارن نے عرض کی کہ مین نے پہلے علم نجوم مین دریافت کیا تھا اُس سے معلوم ہوا کہ درمیان مین
کوئی اُفتاد پڑیگی لیکن انجام بخیر ہوگا مالک نے کہا پھر ایرج کب تک ظاہر ہوگا قارن نے کہا آج کے تیسرے روز
جو برات کا دن ہی آپ رسوم شادی کے مثل سانچق مہندی کے کیجیے برات کے روز زبدۂ آفتاب پرستان
آجائیگا انکو تو یہین چھوڑیے مگر حال سُنیے ایرج نوجوان کا کہ اسکو پنجہ اُٹھاکر لیگیا تھا ایرج متحیر ہوا بیہوش ہو گیا تھا
جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین دیکھا کہ قصر پرتکلف مین مسند پر ایک نازنین بیٹھی ہی اور زانو پر اسکے
میرا سر ہی یہ دیکھکر ایرج نے پوچھا تو کون ہی اُسنے جواب دیا کہ عاشق ہون تیری نام میرا دل افروز جادو ہی
لیکن واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ ساحرہ بعد قتل شمشاد جادو فرعونیہ سے بھاگ کر آئی ہی اور اس صحرا مین رہنا
اختیار کیا ہی ایرج نے کہا مین ساحرہ کا وصل ہرگز قبول نہ کرونگا یہ سُنکر اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو وصل نہ قبول کریگا
تو مین تجکو مار ڈالونگی اور اگر دل میرا شاد کریگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور بناؤنگی ایرج نے کہا مین عورت کی مدد
نہین چاہتا ہرچند دل افروز جادو نے اصرار کیا ایرج نے نہ مانا اس ساحرہ نے ایرج کو ستون سے بندھوا دیا
اور سحر سے ہاتھ پاؤن ایرج کے بیکار کر دیے اور آپ چلیگئی ایرج ہرچند زور کرتا ہی لیکن جس رسی مین بندھا ہوا ہی
وہ نہین ٹوٹ سکتی دوسرے روز ساحرہ پھر آئی ساتھ اُسکے بہن اُسکی چشم افروز جادو بھی آئی اور ایرج کو دیکھکر
عاشق ہوئی کہا کہ بہن دل افروز یہ کون ہی اُسنے کہا یہ میرا گنہگار ہی چشم افروز نے کہا تمھارا گنہگار ہی تو ہمارا
دلدار ہی اسے ہمین دیدو اسپر دل افروز گھبرائی کہا کہ مین نے آپ کے لحاظ سے کہا کہ میرا گنہگار ہی ورنہ مین تو خود
عاشق ہوکر اسے لائی ہون چشم افروز نے کہا او قحبہ تو نے مجھسے چھپایا کیون تھا اب یہی تیری سزا ہی کہ اسے تجھسے
چھین لیجاؤن دل افروز نے کہا جب تک میرے دم مین دم ہی اُسوقت تک کوئی نہین لیجا سکتا بس خیر اسی مین ہی
کہ یہانسے چلی جاؤ تم بڑی ہو مین نے تمھارا بہت لحاظ کیا ورنہ سحر و ساحری مین تمسے کسی طرح کم نہین ہون یہ سُنکر
چشم افروز نے کہا او تجھے اپنے سحر پر بڑا ناز ہی اب تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ سُنکر دل افروز جادو جلی ہوئی تو تھی ہی جلد سے
ایک گولہ جھولی سے نکالکر کھینچ مارا چشم افروز نے دستک دی کہ آنکھین دل افروز کی جھپک گئین لیکن اب جو
دل افروز نے آنکھ کھولکر دیکھا تو چشم افروز زمین پر پھڑک رہی ہی گولہ سینے کو توڑکر پار گذر گیا ہی یہ وہ مارا کھکر
پلٹی تھی کہ سر پر برق چمکی اور دل افروز کے دو ٹکڑے ہوے اور چشم افروز نعرہ کرکے آسمان پر سے زمین پر آئی
اب دیکھا ایرج نے اُس باغ مین آگ لگگئی دھڑ دھڑ جلنے لگا آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا وہ قصر بھی غائب

ستون بھی نداردا ب جو روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من دل افروز جادو بود حیف جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم
ایرج نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا اور چشم افروز کو سامنے دیکھا کہا کہ ارے تو بڑی ظالم ہی کہ اپنی بہن کو تو نے
مار ڈالا اسنے جواب دیا کہ او ظالم تیرے ہی محبت مین یہ سب کچھ ہوا اب شرط محبت یہ ہی کہ مجھسے وصل قبول کر
ایرج نے کہا تو ساحرہ ہی یہ ہرگز نہ ہوگا یہان تجھ پر دو قدح ہی کہ یکایک دو نیچے پیدا ہوے ایک نے گلا چشم افروز کا
پکڑا دوسرے نے کمر بند ایرج کا تھاما اور اُٹھائے لیے چلا گیا اب جو آنکھ ایرج کی کھلی اپنے کو ایک صحرا مین دیکھا
کہ کھڑا ہوا ہون سامنے ایک دیو ہی دیو پکارا او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ معشوقہ کو میری مروا ڈالا مین نے
چشم افروز کو نکالا لیکن تیرے باعث سے وہ ماری گئی تجھے زندہ نچھوڑونگا ایرج نے کہا جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر دیو نے ہاتھ بڑھایا کہ پکڑ کر کھالون ایرج نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منھ زمین پر آیا ایرج
پشت پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور گھونسے مارنا شروع کیے کہ دیو کو بولا دیا توبہ توبہ کرنے لگا ایرج نے کہا مجکو
قریب قلعہ ہامانیہ کے پہونچا دے تو تجھے چھوڑ دون دیو نے کہا اچھا غرضکہ دیو ایرج کو لیکر اُڑکر طرف قلعہ ہامانیہ
کے روانہ ہوا یہان مالک بن ملکوت شاہ نے اس خبر کو ایرج کے غائب ہونے کی چھپایا اور رسوم شادی کے
ادا کیے یہان تک کہ دن برات کا ہوا چراغان کی تیاری ہوئی ایک بارگاہ نہایت آراستہ کی گئی قلعہ تک
بارگاہ سے دورستہ ٹھاٹھر بندی ہوئی درخت صحرا کے تمامی سے منڈھے گئے یہانتک کہ رات ہوئی اب
سب تیاری ہو چکی ہی اور مسند خالی ہی دولہا کا پتا نہین مالک قارن قہرمین پر خفا ہو رہا ہی کہ اسوقت تک
زبدۂ آفتاب پرستان نہ آیا مین نے خبر بھی ظاہر نہ ہونے دی شاپور نے ایک سردار کو بشکل ایرج بنا دیا تھا
کہ وہ دنگل پر ایرج کے بیٹھا رہتا تھا یہی گفتگو تھی مگر شاپور شیر دل انتظام کرتا پھرتا تھا درختون مین صحرا کے
روشنی کروا تا پھرتا تھا کہ دیکھا اسنے کہ یکایک ہوائے تند چلی کہ تمام چراغ گل ہو گئے اور ایک پہاڑ زمین پر آرہا
اسنے فتیلہ عیاری روشن کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو ہی اور زبدۂ آفتاب پرستان پشت پر اُسکی
سوار ہی ایرج پشت سے زمین پر آیا دیو کو چھوڑ دیا شاپور دوڑ کر قدمون پر گرا کہ ای شہریار آپ کے لیے
سب پریشان تھے جلد چلیے ایرج ساتھ شاپور کے چلا لیکن ہوا سے جو چراغ گل ہو گئے تھے سب یہ سمجھے تھے
کہ شاید آندھی آئی ہی مالک بن ملکوت شاہ مع جملہ سرداران نامی بارگاہ سے نکلا تھا کہ عیارون نے
بڑھکر خبر دی کہ زبدۂ آفتاب پرستان دیو پر سوار آیا اُسی کے پرون کی ہوا سے چراغ گل ہو گئے تھے
یہ بھی شوق مین طرف صحرا کے چلا دور سے دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہی شاپور ہمراہ مگر وہ دیو جو ایرج کو پہونچا کر پھرا
دل مین سوچا کہ اب عیش سبرا مٹ چکا دل افروز جادو ماری گئی زندگی تیری بھی عبث ہی تو نے اس آدمزاد
کو کیون چھوڑ دیا یہ سوچکر پلٹا اور قریب ایرج کے آیا ایرج نے صدائے قدم جو سُنی پلٹ کر دیکھا کہ وہی دیو
ارہ پشت تھنگ پکڑے ہوئے چلا آتا ہی ایرج پتھر ابدلکر سامنے آیا دیو نے کہا کیا تو زندہ بچکر جائیگا یہ کہکر
ارہ مارا ایرج نے پتھر ابدلکر خالی دیا ارہ زمین پر گرا خاک مین در آیا مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ یہ تماشا
کھڑے دیکھ رہے تھے ایرج بازو سے دیو کے لپٹ گیا یا نیر اعظم آفتاب تابان کہکر جھٹکا دیا کہ شانے سے
ہاتھ اُکھڑ آیا دیو بلبلا گیا زمین پر تڑپنے لگا ایرج نے چھاتی پر چڑھ کے دم سے سر کھینچکر پھینک دیا دیو زمین پر
تڑپ تڑپکر مر گیا مالک بن ملکوت شاہ ایرج پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا حمام مین بھیجا
ایرج نہا دھوکر خلعت پہنکر مسند پر آکر بیٹھا اب مالک بن ملکوت شاہ اور جملہ سردارون نے پوچھا

کہ ای شہریار آپ کہان تھے اور یہ دیو کون تھا ایرج نے سب کیفیت بیان کی سب سردارون نے عرض کی کہ شیر اعظم نے آپ کو بچایا غرضکہ ناچ ہونے لگا رات بھر ناچ رہا نازنینان مہ جبین طوائفین خوب ناچین گائین صبح کو برات قلعہ مین گئی ایرج اندر محل کے داخل ہوا سب سردار براتی بنے ہوے لباس پر تکلف پہنے ہوے آکر بیٹھے پھر ناچ شروع ہوا ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل

ٹلگیا وہ وقت بات اب مروت رہگئی
اشک چشم و سوز دل مین لاگ ہی ابتک وہی
کیون کیا شکوہ کسی کا یہ شکایت رہگئی
زندگی بھر پھر نہ دنیا مین کہین کا وہ رہا
کیا کہین آمادہ ہو ہو کر طبیعت رہگئی
غم کے اُسکی آجتک ہی دل مین عاشق کے جگہ
ایک دن کیسا یان برسون قیامت رہگئی
دید کی حسرت وہ یون نکلے نظر آئی نہ دے
شکر ہی بات اپنی ای ضبط محبت رہگئی
وائے ناکامی نہ قاتل نے لگایا ایک ہاتھ
کون سی جا بل آزردہ تیری نخافت رہگئی

کٹ گئے ایام فرقت دل کی وحشت رہگئی
عشق کا جھگڑا چکا انمین عداوت رہگئی
طول ہین روز جدائی روز محشر ٹلگیا
جسکے دل مین کچھ دلون تیری محبت رہگئی
ناز سے ٹھکرا چلا ہی کیا کوئی محشر خرام
ترک الفت ہو کے بھی باقی مروت رہگئی
کچھ کیون ظاہر نہین ہوتی جدائی کی سحر
ایک مدت آنکھ مین جو بمروت رہگئی
تیغ اُٹھائے غیظ مین وہ قتل عاشق کو چلے
دل کی بس دل ہی مین ای شوق شہادت رہگئی

وقت آخر تو نہ آیا دل کو حسرت رہگئی
اک بلا سر سے ٹلی اپنے اک آفت رہگئی
تیرے یار ادینے کا ہم کر چکے شکرا کر زبان
جب مرے گھر آئے برسون شام فرقت رہگئی
بے طلب جانے سے بزم یار مین پیش دلبر
کیا ہوا کیون نزلے مین آکے تربت رہگئی
فیصلہ وہ میرے اُنکے داد اور بیداد کا
آکے شاید تیری گی شام فرقت رہگئی
جان گھٹ گھٹکر اگر نکلی تو پھر کیا اسکا غم
جب کمر کھلی ارے کہکر نزاکت رہگئی
اُسکے کوچے سے نہ اُٹھنے کی تھی یہ بھی ایک بات

اس طرح وہ نازنین اس غزل کو گائی کہ سمان بندھ گیا اُدھر محل مین رسوم ادا ہوے دولہا دلھن کو گود مین لایا سکھپال مین بٹھایا آپ باہر آیا مبارکبادی گائی گئی طائفون کو انعام و اکرام برات قلعہ سے باہر آئی جب چوتھی چالے سب ہو گئے ایک روز ہامان زحل پیشانی بھی بارگاہ مین ہی کہ ایرج نے کہا اب جلد ملک فرعونیہ پر اپنی آزمائش کے لیے چلنا چاہیے کل ہمارا کوچ ہو یہ سُنکر ہامان نے آہ سرد کھینچی اور آنکھون مین آنسو بھر لایا ایرج نے کہا ای ہامان یہ تمنے آہ کیون کھینچی آبدیدہ کیون ہوے آخر کیا صدمہ ہی تمھین اُسنے کہا ای صاحبقران زمان و ای زبدۂ آفتاب پرستان یہان سے دو منزل پر ایک قلعہ ہی کہ اُسے پروین حصار کہتے ہین وہان ایک زنگی آدمخوار رہتا ہی کہ اُسنے تمام قلعہ کو اور نواح کو خراب کیا ہی وہ اگر ادھر کو بھی رخ کرتا ہی تو یہان کے لوگ بھاگ جاتے ہین اور مین بھی چھپتا پھرتا ہون قریب ہوتا ہی کہ مارے صدمے کے جان نکلجاے سبب آہ کا یہ ہی کہ اب آپ یہان سے چلے جائینگے مین اُسی بلا مین گرفتار رہونگا ایرج نے کہا کہ پروین حصار مین وہ زنگی رہتا ہی ہامان نے کہا نہین بلکہ اُسکے قریب ایک غار ہی اُسمین وہ رہتا ہی اور پروین حصار کے لوگون کو تو کھا کر تمام کر دیا وہ شہر ویران پڑا ہی ہمارے یہان سے ایک آدمی ہر روز اُسکے کھانے کے واسطے جاتا تھا اب جب سے آپ تشریف لائے ہین مین نے کوئی آدمی اُسکے واسطے نہین بھیجا دیکھیے اب وہ کیا آفت برپا کرتا ہی ایرج نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین بغیر اُسے سزا دیے یہان سے نہ جاؤنگا اور تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا ہامان نے کہا ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی آدمی نہین ہی بلکہ کوئی بلا ہی آپ تشریف لیجائیے ہمپر جو بلا آئیگی جھیلینگے ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون اگر تمام عالم پر غالب نہ ہوا تو صاحبقران کیسا سُنا ہی مین نے کہ حمزہ نے بہت سی بلائین دفع کی ہین راہ مین اکثر اژدہون کو مارا قسم ہی شیر اعظم کی بغیر اُسکو سزا دیے نہ رہونگا جب ہامان نے ایرج کو ایسا آمادہ پایا کہا مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون

ایرج نے کہا تمھاری کچھ حاجت نہین ہی یہ کہکر تنہا روانہ ہوا ہرچند اور سرداروں نے مثل دیلم شباط زنگی و
بہزاد مرتد وغیرہ کے کہا کہ ہم ساتھ چلینگے لیکن ایرج نے سب کو منع کیا کہ جو میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی
لیکن تمام بیابان کو طی کرکے جب ایرج قریب اُس قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ قلعہ پروین حصار نہایت مضبوط ہی
اور سامنے پہاڑ ہی بہت بلند سر بفلک کشیدہ اور راہ پہاڑ کی پیچ در پیچ ہی درہ کوہ سے نکلکر ایک صحرا ہی اور
نیچے پہاڑ کے ایک غار ہی مگر بہت عمیق ایرج نے اُس غار کو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ او زنگی سیاہ رو مردم آزار
نکل غار سے بمجرد نعرہ کرنے کے ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل کہ غول اُسکو دیکھے تو راہ گم رہے گویا خداے تعالی نے
دود دوزخ سے اُسے خلق کیا تھا دو دانت اُسکے مانند گراز کے باہر نکلے ہوے قد مانند مینار بلند کے دیو تک
اُس سے ترسان تھے اور تمام لوگ اُس نواح کے جو اُسکے کھانے سے بچے تھے مطیع و فرمانبردار تھے
انواع اقسام کے کھانے رنگ رنگ کی شراب و کباب میوہ و نقل اُسے بھیجتے تھے اور ہر مہینے مین دو کنیز بھی
اُسکے لیے بھیجتے تھے گویا خراج گذار تھے القصہ آواز ایرج کے نعرے کی سُنکر حربے کی جگہ استخوان ماہی ہاتھ مین
لیے ہوے نکلا سامنے آیا پکارا تو کون ہی ایرج نے کہا ہم صاحبقران زمان ایرج نوجوان تمام زنگبار کو
مین نے زیر کیا ہی دیلم شباط زنگی میرا غلام حلقہ بگوش ہی آ میری اطاعت اختیار کر یہ مردم آزاری موقوف کر
یہ سُنکر وہ بہت برہم ہوا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہانسے ایک کول پتھر اُٹھا کر ڈھلکا یا جب وہ سنگ گران قریب
ایرج کے پہونچا ایرج نے اُسے ہاتھ سے پکڑ کر دور پھینک دیا اُسی سنگ اُسنے پھینکے کچھ نہ ہوا ایرج نے
سب رد کیے اب وہ زنگی وہی استخوان ماہی اُٹھا کر دوڑا اور قریب آکر وار کیا ایرج نے گرز مارا کہ استخوان
کے ٹکڑے ہو گئے کسی قدر جو اُسکے ہاتھ مین باقی رہے وہ بھی اُسنے ایرج پر کھینچ مارے ایرج نے اُسے خالی دیا
اور گرز اپنا بقوت تمام اُس زنگی پر مارا اُس بیوقوف نے سر پر روکا گرز جو سر پر پڑا مغز اُسکا پارہ پارہ ہو گیا
خون ناک کان سے مانند فوارے کے جاری ہوا چرخ کھا کر زمین پر گرا ایرج نے جلدی سے سر اُسکا کاٹ لیا
اور دیدبانوں کی طرف پھینکدیا آپ قلعہ پروین حصار مین داخل ہوا ہرکاروں سے کہا جاکر لاؤ ہامان
دربندی کو اور ہمارے سرداروں کو ہامان یہ خبر سُنکر دوڑا مالک بن ملکوت شاہ ایرج کے لیے دعائین
کر رہا تھا یہ خبر جو سُنی خوش ہوکر دوڑا ایرج نے لاشہ اُس زنگی کا دکھایا ہامان گرد پھرا تصدق ہوا دست بستہ
عرض کیا کہ آپ نے وہ کار نمایان کیا کہ اس نواح والوں کی جان بچائی ایرج نے کہا اے ہامان آباد کر دو اس شہر کو
اُسنے عرض کیا ایسا ہی ہوگا اور مال و اسباب قلعہ کا اپنے قبضے مین کیا چند روز وہان استقامت کی مگر
دیدبانوں نے جاکر تمام کیفیت گرد و نواح بیان کی کہ وہ بلا مثیر سے ایرج صاحبقران نے دفع کی اب وہ قلعہ
پروین حصار مین موجود ہی سب رئیس قصبوں اور قریوں کے جمع ہوے اور صلاح کی کہ چلکر قاتل زنگی کو
دیکھا چاہیے کہ وہ بہادر کیسا ہی تحفے وہانکے عنبر و زعفران اور کپڑا اسب قسم کا تھا لیکر خدمت ایرج نوجوان مین
حاضر ہوے اور نذر دیے اور شکریہ بجالائے کہ آپ نے اس بلا سے نجات دی ایرج نے اُن سبکو آفتاب پرست
ہونے کی ترغیب دی وہ سب آفتاب پرست ہوئے تمام علاقے کا مالک ہامان کو کیا وہان سے پھر
دربند ہامانیہ مین آئے یہان بھی دو چار روز رہکر فرعونیہ کو روانہ ہوے

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ غلہ بہت سا فراہم کرکے اور جا بجا حکم جدا پہونچایا تھا کہ غلہ جمع کرکے فرعونیہ کو بھیجو آپ روانہ ہوا

کوچ بکوچ متصل درۂ قلماق کوہ کے پہونچا ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا وہ جاکر خبر لائے کہ حاکم اِس
درے کا بدر بن زلازل حبشی ہی خود تو مدد فرعون کو مقابلہ حمزۂ صاحبقران گیا ہی دو سردار اُسکی طرف سے
حاکم ہین کہ نام ایک کا سرخاب آہن کلاہ اور دوسرے کا مقاتل زرین کمر ہی فرمایا خیر سمجھا جائیگا اہراس زنگی
واخراس زنگی نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم جاکر لڑین اور اس درے پر قبضہ کرین فرمایا کیا مضائقہ ہی جاؤ
یہ دونون ساٹھ ہزار زنگی ساتھ لیکر روانہ ہوے درے کے سامنے پہونچکر خیمہ استادہ کیا ہرکارون نے
خبر سرخاب و مقاتل کو پہونچائی کہ نورالدہر لشکر بے پایان اور فوج فراوان لیے ہوے آیا ہی تو یقین ہی
لشکر اُسکا یہی چاہتا ہی کہ ادھر سے ملک فرعونیہ کو جاے یہ سنکر یہ دونون کہنے لگے کہ ہم ادھر سے ملک فرعونیہ
کو نہ جانے دینگے کہ اتنے مین خبر پہونچی کہ نورالدہر تو وہین ہی آگے نہین بڑھا مگر دو رفیق اُسکے اہراس و
اخراس زنگی فوج لیکر درے پر آئے ہین یہ سنکر یہ دونون مسلح و مکمل لشکر لیکر درے سے باہر نکلے اور
طبل جنگی بجوایا ادھر اہراس و اخراس نے خبر سنکر طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر مستعد صف
صف آرا ہوے سرخاب و مقاتل دونون میدان مین آئے اور مبارز طلب کیے اہراس سرخاب
کے مقابل ہوا اور اخراس مقاتل کے سامنے آیا بڑی دیر تک رد و بدل رہی گرز و نیزے سے مطلب
نہ حاصل ہوا سرخاب نے تلوار ماری اہراس نے روکی اپنا وار کیا اُسنے بھی رد کیا سرخاب نے
دوسری تلوار ماری گھوڑے نے اہراس کے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو اُتر گیا اہراس
چاہتا تھا کہ دستانہ مارے کہ سرخاب نے جھٹکا دیا تا جگرگاہ تلوار اُتر آئی اہراس شہید ہوا اُدھر
اخراس مقاتل سے لڑ رہا تھا کہ دیکھا بھائی مارا گیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا ہاے بھائی
کہکر طرف سرخاب کے جھپٹا کہ پہلے تجھے مارلون تو اس سے لڑونگا اور جھپٹ کر تلوار سرخاب پر ماری
اُسنے سپر پر روکی لیکن پشت سے مقاتل نے آکر تلوار ماری کہ سر پر اخراس کے پڑی یہ سعید بھی شہید ہوا
فوج انکی دوڑ پڑی ادھر سے سرخاب و مقاتل کا لشکر بھی آپڑا لگی تلوار چلنے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی مگر فوج
بے سردار کہان لڑ سکتی ہی آخر اپنے سردارون کی لاشین لیکر بھاگے اور خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کے حاضر ہوے
اور تمام حال اُنکے مارے جانے کا بیان کیا شاہزادے کو کمال صدمہ ہوا جنازے کی اُنکے نماز پڑھی اور
وہین دفن کروایا اور فرمایا کہ اس درے کا لینا جملہ واجبات سے ہی مگر جو یورش کرونگا تو درہ کوہ پر توپین
چڑھی ہوئی ہین لوگ مارے جاینگے مگر حملہ تو کرونگا نہین مگر بہ تدبیر لونگا درے پر قبضہ کرنا ضرور ہی کہ اسد
بن کرب غازی نے چپکے سے کان مین کہا کہ بھائی صاحب آپ سامنے درے کے اُترلیے مین اور طرف سے
جاکر داخل قلعہ ہوتا ہون ہرکارون کو حکم دیدیجیے کہ خبر رکھین جسوقت آواز میرے بوق کی قلعہ سے آئے
اُسوقت آپ یہان سے یورش کیجیے گا پھر گولا گولی کچھ نہ چل سکیگا درہ پہاڑ کا مع قلعہ ہاتھ آجائیگا یہ کہکر اُدھر سے
اپنے قزاقون کو لیکر طرف صحرا کے نکلگیا صبح کو شاہزادہ نورالدہر طرف درے کے کوچ کرکے سامنے قلعہ کے
آکر اُترا اُدھر سے سرخاب و مقاتل نے درے پر اور توپین چڑھوائین کہ ہم اس نبیرۂ حمزہ کا سامنا تو نہین
کرسکتے مگر ادھر سے جانے بھی نہ دینگے القصہ اسد بن کرب غازی اپنے رفیقون سمیت کئی منزل
اُس طرف قلعہ سے نکلگیا اور صورت اپنی ایک سوداگر کی بنائی قافلہ درست کرکے دوسرے دروازے
کی طرف آیا وہان سے لوگون نے پکار کر کہا کہ خبردار اس طرف نہ آنا ادھر ایک آدھ گولہ داغا اسد گولے کی زد سے

ہٹ آیا اور ایک عرضی لکھکر ضرغام شیر دل کو دی کہ اسے لیجاکر سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر کو دو اور جواب اسکا لاؤ ضرغام عرضی لیکر روانہ ہوا اور رومال ہلاتا دروازہ قلعہ پر پہونچا اور پکار کر کہا کہ عرضی خواجہ بازرگان کی لایا ہوں کہ دونوں مالکان قلعہ کو دون لوگون نے شہر قلماق کے چاہا کہ ضرغام کو پکڑ لین اور بیحرمت کرین ضرغام نے کہا صاحبو مین ایلچی ہون میرے بیحرمت کرنے سے کیا حاصل خواجہ بازرگان کی عرضی لایا ہون چاہیے کہ تم جاکر حال میرا سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر سے بیان کرو اگر مجھے طلب کرین فبہا نہین واپس جاؤن یہ کہکر دس بیس انگوٹھیان نکالکر اُن لوگون کو دین خوب چیتے یار بنایا کہ اُن لوگون نے کہا تم یہین ٹھہرو ہم تمھاری اطلاع کرتے ہین اور ایک جمعدار پیادہ دنکا گیا اور خدمت مین سرخاب و مقاتل کے حال بیان کیا وہ حال اُس عرضی کا سُنکر جمعدار پر خفا ہوا کہا کہ مین نے تجھے غنیم کے روکنے کے لیے مقرر کیا تھا یا سوداگرون کے روکنے کو کہا تھا جلد جاکر اُس شخص کو مع عرضی کے حاضر خدمت کروہ گیا اور بارگاہ مین لایا ضرغام نے سلام کیا عرضی گذرانی سرخاب و مقاتل نے پوچھا کہ تو کون ہی کسنے تجھے یہان بھیجا ہی کسکی عرضی لایا ہی کہا کہ خواجہ بازرگان نے یہ عرضی بھیجی ہی مین خواجہ کا نوکر ہون سرخاب و مقاتل نے وہ عرضی دبیر سے پڑھوائی اُسمین تحریر تھا کہ اے شاہان قلماق کوہ مین خواجہ بازرگان ہون بہت اسباب نفیس و اشیاے لطیف ہر شہر و دیار سے لیکر آیا ہون جاتا ہون شہر فرعونیہ کو کہ یہ اسباب لیجاکر لقا اور فرعون شاہ کی خدمت مین گذرانون باختر سے آتا تھا سُنا مین نے کہ نورالدہر لشکر لیے ہوے درے پر اُترا ہی مین اُسکے خوف سے اور راستے سے آیا ہون آپ سے امیدوار ہون کہ قلعہ مین مجکو آنے دیجیے جو اسباب کہ آپ کو درکار ہو آپ لین باقی لیکر شہر فرعونیہ کو چلا جاؤن عرضی پڑھتے ہی ضرغام شیر دل سے کہا کہ جلد جاکر تو اُس سوداگر کو لا اور سمعان راہ دار سے کہا کہ تو جاکر اچھی طرح سے لا سمعان اپنے لوگون کو ساتھ لیکر روانہ ہو قافلہ باشی پاس آیا کہا کہ راہداری دیجیے تو چلیے ساٹھ روپیہ راہداری کے لیے سوداگرون کو ساتھ لیکر مع قافلے شہر قلماق کوہ مین داخل ہوا کاروانسرا مین قافلہ اُترا سمعان نے جاکر دونون بادشاہون سے کہا کہ سوداگر کاروان سرا مین داخل ہوے کہا صبح کو ہمارے پاس لانا کہا بہت اچھا جب صبح ہوئی اسد اور فتاح پلنگینہ پوش لباس سوداگری پہنکر کشتیان نذر کی ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے سلام کیا کشتیان نذر کی گذرانی سرخاب نے خلعت دیا کرسیان بیٹھنے کو عنایت کین مگر دیکھا کہ چہرے پر خواجہ کے ایک جرأت و شجاعت پائی جاتی ہی بہت پسند کیا کہا کہ خواجہ کہان کہان پھرے لشکر حمزہ مین بھی کبھی گئے تھے کہا اکثر گیا ہون صحبت بھی اُنسے رہی ہی کہا کہ نورالدہر بارگاہ حمزہ مین کیسا سردار ہی کہا کہ نہایت زبردست بہادر مرد با مروت ہی شجاعت مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہی سرخاب و مقاتل یہ سُنکر بہت ہنسے اور کہا کہ بہادری اور شجاعت اُسکی معلوم ہوگی عرصے سے درۂ قلماق کوہ پر پڑا ہی دیکھتے ہین کہ وہ کیونکر ادھر سے جاتا ہی یہ تو کیا ہی اگر دادا اُسکا حمزہ آئے تو وہ بھی نہ جاسکے اور اُسکی حقیقت کیا ہی مین نے سُنا ہی کہ حمزہ ایک مجاور زادہ مکہ ہی اب ایک ایک اولاد اُسکی شجاع و بہادر ہوگئی نوشیروان سے نمکحرامی کرکے حمزہ بنگیا حمزہ محسن کش ہی بس یہ واہیات کلمے جو اسد نے سُنے تاب باقی نہ رہی پکارا کہ او منکر چپ رہو کیا غیبت مین حمزہ اور اولاد حمزہ کو بُرا کہتے ہو یہ اچھا نہین سرخاب و مقاتل بولے کہ تم اُنکے طرفدار ہو کہا کہ طرفداری پر کیا ہی جو بہادر ہوگا بہادر کی بُرائی نہ سُن سکیگا سرخاب نے کہا کہ تم بہادر ہو اور ہمارے سامنے اپنی بہادری بیان کرتے ہو اسد نے کہا جسطرح ہو سکے ہمین آزمالو حال ہماری بہادری کا معلوم ہوجائے

بس یہ کلمات سنتے ہی حکم دیا کہ ارے پکڑ لو انھین یہ سوداگر ہین یا طرفدار ہین مسلمانون کے لوگ چہار طرف سے
دوڑ پڑے اسد نے تلوار کھینچی اور اُن کافرون پر جا پڑا نعرہ شیرانہ کر کے تلوارین مارنے لگا نعرہ اسد
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ + بدرم دل شیر و چرم پلنگ + اُدھر فتاح نے تلوار کھینچی قتل کرنا شروع کیا
وہان رفیق اسد کے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے تھے کہ اگر ہمارے مالک سے کچھ فساد ہو جاے پڑین پس
جیسے ہی اسد کے نعرے کی آواز گوش زد ہوئی وہین سب تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے اندر قلعہ کے گھس آے
سہمان راہ دار نے روکا ابراہیم بن مالک آگے بڑھا سہمان نے نیزہ مارا ابراہیم نے نیزے کو نیزے پر
گانٹھکے جھٹکا دیا کہ صاف ہاتھ سے سہمان کے نکلگیا اور اُسی نیزے کو تولکر اُسے اُٹھا لیا کہ سہمان تڑپ تڑپ کر واصل
جہنم ہوا ادھر تمام قزاق بوقین بجا بجا کر دوڑ پڑے اب گھمسان سے تلوار چلنے لگی اُدھر ہرکارے جو نور الدہر کے
لگے ہوے تھے خبر شاہزادے کو پہونچائی کہ اسد دلاور قلعہ مین لڑ رہا ہی بس اُسوقت مرکب پر بیٹھکر چل کھڑا ہوا طہماس
بن عنقویل دیو پرور ہمراہ رکاب ہوا اور سردار بھی چل کھڑے ہوے اور اندر قلعہ کے گھس آے بس ایک غلغلہ ہوا
چہار طرف تلوار چلنے لگی نور الدہر نے طہماس سے کہا کہ بھئی اپنے کو قریب اسد غازی کے پہونچاؤ اور اُسکی
کمک کرو دیکھو تو کسطرف ہی طہماس تلوارین مارتا ہوا چلا یہان اسد نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیے ہین تلوارین مارتا چلا جاتا ہی کہ مقاتل زرین کمر سے سامنا ہوا اُسنے تلوار ماری اسد نے تلوار اُسکی
چھینلی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُٹھا لیا تلقین بدین اسلام کیا اُسنے کہا ہزار جانین
میری نثار لقا پر بس یہ سنتے ہی اسد غازی نے چکر دیکر زمین پر مارا کہ استخوان چور چور ہو گئے وہ شقی جہنم واصل ہوا
بس ایک غل ہوا کہ مقاتل قتل ہوا سرخاب نے جو سنا کہ مقاتل مارا گیا دوڑا کہ جاکر عوض خون کا لون کہ اُدھر سے
طہماس بن عنقویل دیو پرور آتا تھا ان دونون کا مقابلہ ہوا سرخاب نے تلوار ماری طہماس نے پشت سپر پر
روک کر جو ہاتھ ساطور گران کا مارا سر پر اُس مغرور کے پڑا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اب تو فوج کو تلوار کے
نیچے رکھ لیا دو پہر کامل تلوار چلی مگر فوج بے سردار کہان لڑ سکتی ہی آخر ہر طرف سے آواز الامان کی بلند ہوئی شاہزادہ
نور الدہر نے اپنے لوگون کو منع کیا کہ اب نہ لڑو اُن سب کو امان دی روساے شہر حاضر ہوے نذرین دین
شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از سر صدق کلمہ کہکر مسلمان ہوے ہرمز تاجدار تخت پر
جلوہ افروز ہوا حکم دیا کہ جتنے بتخانے ہین وہ توڑ ڈالے جائین مسجدون کی بنا پڑی آواز اذان کی چہار طرف
بلند ہوئی تمام مال بدر بن زلازل کا قبضے مین آیا خزانے مین شاہزادہ نور الدہر کے داخل کر دیا گیا
لاشین کفار کی مع سرخاب و مقاتل ایک گڑھا کھدوا کر اُسمین ڈلوا دی گئین مگر ایک عیار کہ نام اُسکا عنطر باد پا
ہی پہلے وہ انجم جادو بادشاہ طلسم جان بن جان کا ملازم تھا جب شاہزادہ نور الدہر نے طلسم فتح کیا اور
انجم جادو مارا گیا تو یہ عیار وہان سے بھاگ کر برہمن جادو کے پاس آیا اُسنے نوکر رکھ لیا آج بھی عنطر شہر قلماق کوہ مین
موجود تھا اُسنے دیکھا کہ سرخاب آہنی اور مقاتل دونون مارے گئے مال و اسباب بدر کا برباد ہوا اُسنے جاکر
برہمن جادو سے تمام حال بیان کیا کہ سرخاب و مقاتل مارے گئے اور مال اسباب بدر کا برباد ہوا بس
برہمن جادو یہ سنتے ہی آگ ہو گئی کہا دیکھو تماشا کہ کیا ہوتا ہی اس نبیرہ حمزہ نے میرا گھر برباد کیا بقول شخصے
گھر چڑھے کے لڑنے آیا مین ایک گوشے مین چھپی بیٹھی رہتی تھی کبھی ان لوگون سے سامنا نہین کیا کوئی آزار نہین
پہونچایا لیکن اب مجبور ہون کہ اس موے نے میرا گھر مٹایا تو مین اب چھوڑتی ہون لیکن دو بیٹیان ہین اِسکی

اور ایک بہن ہی کہ نام ایک کا زرنگار جادو دوسری کا نام گلبدن جادو تیسری کو زرافشان جادو کہتے ہین
سمھون نے کہا کہ بلاؤن آپ غصہ نہ کیجیے ہم ان موذن کو پکڑ لائینگے اور گلبدن جادو مرخص ہوئی اُسی وقت ایک
اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور صورت عقاب کی زمین پر لوٹ کر بنی پرواز کرکے طرف لشکر شاہزادہ نورالدہر
کے روانہ ہوئی جب وہان پہونچی ایک نخل پر بیٹھ گئی شب کو فکر مین ہوئی کہ نورالدہر کو پکڑ لیجیے سیر کرتی ہوئی
چلی آتی ہی ایک ایک خیمے کو بخوبی دیکھتی ہی قضائے کار سعادت شاہ نے اُس دن شب ماہ کی تیاری کی تھی بیٹھا ہوا
ناچ دیکھ رہا تھا گلبدن جادو سمجھی کہ یہی نورالدہر ہی اُسوقت تک توقف کیا کہ جب تک ناچ ہوا کیا جب صحبت
برخاست ہوئی اور سعادت شاہ پلنگ پر لیٹا اُسوقت گلبدن جادو نے گلدستہ سحر مارا کہ جسکی خوشبو سے
تمام نگہبان اور پاسبان بیہوش ہو گئے گلبدن جادو سعادت شاہ کو لیکر روانہ ہوئی جسوقت جزیرہ فندق
مین پہونچی برہمن جادو سے کہا کہ لائی مین دشمن کو کہا سامنے لا اسنے سعادت شاہ کو سامنے رکھا برہمن نے
غور سے دیکھا کہا ای گلبدن یہ نورالدہر نہین ہی مین نے بارہا اُسے دیکھا ہی مین خوب پہچانتی ہون خیر اسے
رہنے دو یہ بھی کوئی اُسکا خیر خواہ ہی ہوگا گلبدن نے کہا آج جاکر نورالدہر کو لاؤنگی زرنگار جادو بولی تو کیا
لا سکیگی مین لاؤنگی گلبدن نے کہا اچھا تو بھی چل مین بھی چلون دونون شب کے وقت ایک ایک سردار کو
دیکھتی ہوئی چلی آتی ہین زرنگار جادو کی نظر طہماس پر پڑی دل سے کہا ہو نہو یہی نورالدہر ہو کیونکہ یہی سب سے
زبردست اور قوی معلوم ہوتا ہی یہ خیال کرکے کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگئی گلبدن نے کیوان انجم سپاہ کو دیکھا
اسکی شان و شوکت پر نورالدہر کا دھوکا ہوا گلبدن کیوان کو اُٹھا لائی سامنے برہمن جادو کے لیجا کر
رکھدیا برہمن نے دیکھا کہا ارے مردار و یہ بھی نورالدہر نہین ہی ان دونون کو بھی زندانخانے مین بھیجدیا
آج سیمتن جادو نے کہا کہ مین جاکر نورالدہر کو لاؤنگی اور تھوڑی سی مٹی اُٹھا کے کچھ اسم دم کرکے شانون پر ملی
پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی طرف لشکر نورالدہر کے خیمہ و بارگاہ مین دیکھتی چلی آتی ہی کہ ایک بارگاہ نہایت
آراستہ و پیراستہ دیکھی کہ جسکا شمسہ مثل خورشید عالمتاب کے درخشان تھا اندر اُس بارگاہ کے گئی اور
دو سرداروں کو لیگئی کہ نام ایک کا صدرآن ماہ منظر اور دوسرے کا دراج دُر در گوش تھا لیجاکر
برہمن جادو کو دکھایا اُسنے کہا بے میرے جلے نہ بنے گا مگر یہان شاہزادہ نورالدہر کو روز خبر پہونچتی ہی
کہ آج فلان سردار گم ہو گیا اور آج فلان بادشاہ غائب ہو گیا شاہزادے نے عیارون پر تاکید کی کہ تلاش کرو
وہ سب طلایہ کرتے ہین عیارون کو کمینگاہ مین بٹھاتے ہین مگر انکو کوئی لیجانیوالا نظر نہین آتا ناچار ہر مرتبہ اُن
سے آکر حال بیان کرتے ہین کہ ہم ہرچند تلاش کرتے ہین ہمکو چور نہین معلوم ہوتا کوئی آسمان سے آتا ہی یا زمین سے
نکلتا ہی مگر ہم بلائے ارضی و سماوی سے مجبور ہین مگر وہان وہ دونون جادوگرنیان روز آتی ہین اور ایک دو
سردارون کو اُٹھا لیجاتی ہین برہمن نے عاجز ہو کر کہا کہ ارے تم ان سب کو لائین مگر ابتک نورالدہر اور وہ
دیوانہ بانی فسادنہ گرفتار ہوا زرافشان جادو نے کہا کہ آپ مجھے شکل شمائل کا پتا دیجیے آج مین جاکر لے آؤنگی
برہمن نے دونون کے نقشے کھینچدیے زرافشان جادو زمین پر لوٹی اور صورت باز کی بنکر روانہ ہوئی اُس روز
اسد بن کرب غازی تیر کمان ہاتھ مین لیے واسطے حفاظت شاہزادہ نورالدہر کے بیٹھا ہی شاہزادہ
نورالدہر اسد سے باتین کرتے کرتے سو گیا زرافشان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ نورالدہر تو سو رہا ہی
اور وہی دیوانہ تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوئے طرف آسمان کے دیکھ رہا ہی بس اسنے کچھ اسم سحر کا دم کیا اور دانے زالی کے

اسد پر پارے کہ ہوا سے سرد چلی اسد سو گیا زرافشان جادو نے ایک ہاتھ کمر مین اسد دلاور کے اور دوسرا
ہاتھ کمر مین شاہزادہ نور الدہر کے دیا اور وہان سے لے اُڑی صبح قریب تھی کہ یہ خدمت مین برہمن جادو کے پہونچی
برہمن نور الدہر کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور اسکو لیکر تنہائی مین آئی ہوشیار کیا اور کہا کہ ای نور الدہر تو نے
سرخاب و مقاتل کو مارا شہر قلماق کوہ کو برباد کیا مال و اسباب بدر کا لوٹا مین نے تجھے قتل کرنے کو بلایا ہی
مگر کیا کرون دل میرا تجھپر مائل ہی تو مطلب دل میرا حاصل کر جو تیری مراد ہوگی وہ مین برلاؤنگی نور الدہر نے کہا
او برہمن جادو ہمارے خاندان مین کوئی ساحرہ سے ہمصحبت نہین ہوا مجھسے مطلب دل تیرا نہ بر آئیگا اسنے کہا
تو مارا جائیگا جواب دیا کہ جان دینا گوارہ ہی اُسنے برہم ہوکر کہا کہ ارے اسے زندانخانے مین لیجاؤ اور زرافشان
جادو سے کہا کہ ہان اُس دیوانے کو میرے سامنے لاؤ کہ جسنے تمام فساد برپا کر رکھا ہی سرخاب مقاتل
کو مارا ہی زرافشان جادو اسد کو لائی اسد بیہوش تھا برہمن نے جو صورت زیبا اسد کی دیکھی بیدل ہو گئی
زرافشان جادو نے صحبت خاص کی اور اپنے کو ایک حسین بناکر بیٹھی اسد کو اسم پڑھکر ہوشیار کیا اسد جو
ہوش مین آیا سامنے ایک نازنین خوبصورت کو بیٹھے ہوئے دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہ مقرر جادوگرنی ہی
اور اسی نے سب کو گرفتار کروایا ہی اسکو ملکر مارا چاہیے اُٹھکر سلام کیا اور کہا کہ مجھکو آپ نے بلوایا ہی برہمن جادو
نے کہا ہان مین نے تجھکو گرفتار کیا نور الدہر اور اُسکے چند سردارون کو بھی گرفتار کروایا ہی اسلیے کہ عوض خون
سرخاب و مقاتل کا تم سب سے لون مگر تجھے جو دیکھا دل میرا تجھپر آگیا جو تو اپنے وصل سے دل میرا شاد کرے
تو تجھے اور جسکو تو کہے اُسے چھوڑ دونگی اور جو جو کہیگا وہ بجالاؤنگی اور اگر انکار کیا تو مفت مین مارا جائیگا بلکہ
یہ سب مارے جائینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اسد شاگرد عمرو کا ہی خود بھی کیسا عیار ہی کہا کہ ای ملکہ برہمن جادو
مین اوصاف حمیدہ تمھارے سُنکر مدت سے غائبانہ عاشق ہوا آرزو تھی کہ کسطرح آپ کو دیکھون کیونکر آپ تک
پہونچون کہ میری قسمت نے رسائی پیدا کی کہ آپ نے خود مجھے بلایا گویا میرے جذبۂ دل نے اثر دکھایا برہمن جادو نے
جو یہ کلمے محبت آمیز سُنے شاد و خرم ہو گئی زرافشان جادو سے کہا کہ تو سحر اپنا اسیر سے اُتار لے کہ یہ میرا عاشق ہی
اُسنے کہا بہت خوب اور اُسی وقت اپنا رد سحر کیا کہ اسد کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی کچھ اثر سحر کا باقی نہ رہا برابر
جاکر پاس برہمن جادو کے بیٹھا وہ اور بھی خوش ہوئی اور شراب طلب کی زرافشان جادو نے گلابیان ساغر
سب کچھ حاضر کیا برہمن نے اپنے ہاتھ سے ایک جام لبریز کیا اور سامنے اسد کے لائی اسد نے بے تکلف
یہ شعر پڑھکر جام پی لیا شعر دل ہو وہ چشم مست ہو بزم شراب ہو + کوئی خراب ہو تو بلا سے خراب ہو + اسد کی
اس عشق آمیز حرکت پر برہمن جادو اور بھی مری جاتی ہی اب اسد نے گلابی اپنے ہاتھ مین لی اور جام لبریز
کرکے برہمن جادو کو دیا وہ بھی پی گئی اسد نے کئی جام پلاکر اسے خوب مست کیا قضا سے کار ضرغام شیر دل
بھی ایک کنیز کی صورت بنا ہوا وہان موجود تھا جب اسنے دیکھا کہ اسد خود عیاری کر رہا ہی یہ چپ ہو رہا شاہزادہ
نور الدہر اور جملہ سردار اُس صحبت مین موجود تھے مگر گرفتار سحر تھے اسد حکمت عملی سے چھوٹا ہوا تھا مگر برہمن جادو
نے مست ہوکر ہاتھ گلے مین اسد کے ڈالدیے اور بوسے لینے لگی اسد کہ بوسے بد سے اسکی دہن کے بیزار
ہی مگر چپ ہی آخر کار اسد نے اُسے گودی مین اُٹھایا پلنگ پر لاکر ڈالا شلوار بند کو توڑ ڈالا برہمن جادو
سمجھی کہ اب مطلب دلی حاصل ہوگا اب اسد نے اُسے برہنہ کیا وہ شتر غمزہ کرنے لگی کہ یہ تو کیا کرتا ہی اسد
چڑھ بیٹھا چھاتی پر اُسکے حکہ مارا کہ پسلیان ٹوٹ گئین منھ کو اُسکے دبوچ لیا کہ روح نجس اُسکی نیچے سے

راستہ پاکر راہی سفر ہوئی بس ایک شور و غل ہوا آندھی چلی پانی برسا بیر اسکے خاک اُڑا یا کیے مگر کچھ نہ ہو سکا آخر
آواز آئی کشتی مرا نام من برہمن جادو بود حیف جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم سیمتن جادو نے جو دیکھا کہ اسد
نے برہمن جادو کو مار ڈالا پکاری او دیوانے غضب کیا تو نے کہ ان کو میری مار ڈالا اب چھوڑتی ہون تجکو
اور کچھ سحر پڑھنا شروع کیا تھا کہ پشت پہ سے ضرغام شیردل نے خنجر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے گلبدن جادو
پکاری ارے موے تمنے گھر ہمارا برباد کر دیا میری ماں اور بہن دونون کو مارا یہ کہکر چلی تھی کہ اسد تیر کمان سے
ملا چکا تھا اب جو مارتا ہی سینے پر گلبدن کے پڑا کہ پشت سے پار گذر گیا یہ بھی گر کر تڑپنے لگی زرنگار جادو نے
دیکھا کہ سب مارے گئے اسنے پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلی تھی کہ خیر اسوقت تو مین جاتی ہون مگر سمجھا جائیگا
کہ ضرغام شیردل نے پتھر منجنیق مین رکھکر مارا کہ سر پر اس ساحرہ کے پڑا ایسا تو را کر زمین پر گری ضرغام نے خنجر سے
سر اسکا کاٹ لیا مگر زر افشان جادو سپر مار کر غرق زمین ہو کر بھاگی اسکا حال بر وقت گذارش ہوگا یہان
سب سردار قید سے چھوٹے دوڑ دوڑ کر جتنی عورتین تھین سب کو پکڑ لیا گلے دبائے کہ سحر نہ کر سکین جو سحر
نہ جانتی تھین وہ تو بچین باقی سب جادوگرنیان ماری گئین اب اسد نے سب کو مسلمان کیا یکایک یہ خبر
مشتہر ہوئی کہ برہمن جادو اپنے ہمراہیون سمیت ماری گئی تمام رؤسائے جزیرہ فندق حاضر ہوئے سلام کیا
ملازمت حاصل کی شاہزادے نے تلقین دین اسلام کیا سب مسلمان ہوئے تمام خزانہ بدر زر برہمن کا
نورالدہر کے سپرد کیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بتخانے ٹوٹے مسجدون کی بنا پڑی اب نورالدہر نے
عرضی ہرمز تاجدار کو لکھی کہ بفضل خدا سے برہمن جادو کو مع لواحقین مارا حضور یہان تشریف فرما ہون
یہان کی سیر کیجیے تو فرعونیہ کو روانہ ہون ضرغام شیردل کو وہ عرضی دیکر روانہ کیا یہان ہرمز تاجدار اور
سب سردار نورالدہر کے جو باقی تھے حیران و پریشان ہین کہ یہ آفت یکایک کیا آگئی کہ نورالدہر اور اسد
بھی غائب ہوگئے چہار طرف لوگ ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہین سراغ نہین لگتا ساتوان دن تھا کہ
ضرغام عرضی لیے ہوئے پہونچا ہرمز تاجدار کو سلام کیا عرضی گذرانی اور زبانی حال بھی بیان کیا عرضی بھی
پڑھی گئی سب سنکر خوش و محظوظ ہوئے ہرمز تاجدار نے ضرغام کو خلعت دیا اور بہت نوازش فرمائی اور
حکم کیا کہ پیشخیمہ جزیرۂ فندق کو روانہ کرو دوسرے دن کوچ کرکے روانہ ہوئے جب قریب پہونچے نورالدہر
استقبال کو آیا اپنے ہمراہ لیگیا مکان مین برہمن جادو کے تخت حکومت پر بٹھایا شہر کی سیر کروائی جشن کیا
بعد اسکے صدران ماہ منظر کو وہان کا حاکم کیا دراج در درگوش کو شہر قلماق کوہ کی حکومت بخشی اور
تاکید کی کہ دربے سے خوب ہوشیار رہنا اور آپ کوچ کرکے فرعونیہ کو روانہ ہوا پانچوین منزل تھی کہ کئی افسران
فوج غائب ہوگئے شاہزادۂ نورالدہر نے وہین مقام کیا اور حکم تاکیدی دیا کہ ہرکارے جا کر خبر دریافت کرین
کہ یہ کیا سانحہ ہی کوئی بلا یہان کہین ہی عیار چہار طرف خبر کو گئے دوسرے دن آکر عرض کیا کہ ای شہریار یہان سے
چالیس کوس پر ایک پہاڑ ہی وہان ایک دیو رہتا ہی کہ غراث اسکا نام ہی اُسکے سبب سے یہ راہ مسدود ہی
جہان آدمی اس نواح مین نکل آیا اور وہ پکڑ لیگیا اور کھا گیا نورالدہر نے کہا ابھی جاکر اُسے مارونگا ہر چند
اسد اور طہماسپ نے کہا کہ غلام آپ کے کافی ہین اُس ایسے ہزار دیون کو مار لینگے لیکن نہ مانا اور کہا
کہ بھی اتنو مین ارادہ کر چکا ہر چہ بادا باد یہ کہکر تنہا روانہ ہوا جب وہان پہونچا پہاڑ پر چڑھ گیا جا کر دیکھا تو
ایک پلنگ پہ دیو پڑا سو رہا ہی اور سامنے ایک مکان ہی اور اُسمین کچھ آدمی معلوم ہوتے ہین

نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او کافر دم آزار اٹھ کہ ملک الموت تجھے یاد کرتا ہی دیو قہرات خواب غفلت سے بیدار ہوا
دیکھا ایک آدمزاد کو کہ نہایت خوبصورت فربہ تیار کھڑا ہوا ہی قہرات پکارا ای آدمزاد تجکو خداوند ابلیس نے
میرے کھانے کے واسطے بھیجا ہی شاہزادے نے کہا کہ مین جان نکالنے آیا ہون یہ سنکر دیو نے ایک چنگھاڑ ماری
کہ زمین ہل گئی اور دونون ہاتھ مارے کہ شاہزادے کو اٹھا کر حلق مین رکھ لے نورالدہر نے ہاتھ اُس نابکار
کے پکڑ کر جھٹکا دیا کہ منہ کے بل سامنے آیا ایک گھونسا مارا کہ ہاتھ سر مین گھسگیا مغز اُسکا پریشان ہو گیا
دیو چرخ کھا کر زمین پر گرا اور تڑپا کہ پہاڑ ہلنے لگا آخر مر گیا وہ لوگ جو سامنے کھڑے تھے آکر قدمون پر گرے کہ
شہریار آپ نے کار نمایان کیا کہا کہ بھئی ہمارے عزیزون نے ہزار ہا دیو مارے ہین مال جو اُس دیو کا تھا
شاہزادے نے اپنے قبضے مین کیا اُن لوگون کو تلقین بدین اسلام کیا وہ سب مسلمان ہوے وہان سے
شاہزادہ اپنے لشکر مین آیا جن لوگون کو کہ دیو پکڑ کر لیگیا تھا اُنکو شاہزادہ اپنے ہمراہ لایا پھر کوچ کر کے
طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا لیکن حال بیان ہوتا ہی بدر بن زلازل حبشی کا کہ یہ واسطے مدد لقا کے طرف فرعونیہ
کے روانہ ہوا تھا کوچ بکوچ چلا جاتا تھا اثنائے راہ مین خبر پہونچی کہ سرخاب آہنی اور مقاتل زرین کمر
ہاتھ سے اسد وطہماس رفیقان نورالدہر کے مارے گئے بدر یہ سنکر بہت برہم ہوا اُس روز اُسنے وہین
مقام کیا کہ دوسرے روز خبر قتل برہمن جادو کی پہونچی بدر نے یہ سنتے ہی منہ اپنا پیٹ لیا کہا غضب ہوا
ارے کسنے برہمن کو مارا ہرکارون نے بیان کیا کہ اسد نے عیاری کرکے مارا بدر نے کہا اب مین فرعونیہ
کو جا کر کیا کرونگا پہلے اس نبیرۂ حمزہ کا کام تمام کرلون تو پھر فرعونیہ کو جاؤنگا لشکر کو لیکر پلٹ پڑا دوسری منزل
تھی کہ یتق گرد وغبار بلند ہوا اور کئی ہزار علم نشان نمودار ہوئے بدر اُسی جگہ اُتر پڑا اُدھر لشکر شاہزادہ
نورالدہر کا آتا تھا سنا کہ بدر بن زلازل سد راہ ہوا ہی شاہزادہ نے ادھر اپنا لشکر اُتارا بارگاہ
استادہ ہوئی شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا ہرمز تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہوا شاہزادہ دنگل جواہر نگار پر
متمکن ہوا سردار چپ و راست بیٹھے ہین کہ جوڑی ہرکارون کی آئی اور خبر دی کہ طبل جنگ لشکر مین بدر بن
زلازل کے بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارہ زرہی
پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی غرضکہ چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو
دونون لشکر معرکہ آرائے کارزار ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوے ترداروں نے تخل کا ٹکر زمین کو
ہموار کیا سقون نے آبپاشی کی نقیب نہیب دیکر نکلگئے تھے کہ بدر بن زلازل مرکب کو چمکا کر میدان مین
آیا سراپا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا ادھر سے سہمان زنگی سامنے
تخت ہرمز تاجدار کے آیا گھوڑے سے اُتر کر اجازت میدان طلب کی فرمایا جاؤ خداوند کریم ناصر و
مختار ہی سہمان سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھ کر مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی اور
مطلب حاصل نہ ہوا گرز چلا برابر رہے یہانتک کہ نوبت شمشیر کی پہونچی کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی
سہمان نے کئی تلوارین دھوکا دیکر لگائین لیکن بدر کے جرکا بھی نہ آیا جب تلوار پڑی اُچٹگئی
اثر نہ کیا بدر نے سر بچا کر کمر کا وار کیا کہ دو ٹکڑے ہوے وہ مرد مسلمان شہید ہوا اُسکو اطرزنگی نکلا کئی
تلوارین ماری کچھ نہ ہوا آخر اسکا بھی انجام وہی ہوا سہراب زنگی نکلا پہر پہر کا مل لڑا لیکن بدر کا کیا کر سکتا ہی
کہ اُسکے پاس نفتان مرخینہ ہی ایک مقام پر بدر نے کمر بچا کر جو سر کا وار کیا سہراب بھی شہید ہوا لاش

اس غریب کی تڑپ رہی تھی بدر مبارز طلب کیا چاہتا تھا کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست کہ گرد تیرہ تیرہ
و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ کہ ہوا نے ارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
کا شگافت ہوا اور دل گرد سے ہزار علم نمایان ہوے اور لشکر بے پایان دکھائی دیا ہرکارے گئے اور خبر
دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ پرویز بن ہرمز کسریٰ حصار سے دس لاکھ سوار کی جمعیت سے فرعون کی
مدد کو جاتا ہی ہنوز یہ نہ پہونچا تھا کہ اور گرد اُڑی اور زنبور شاہ سات لاکھ کی جمعیت سے پہونچا ان دونون
کی آمد مین دن تمام ہو گیا تھا بدر بن زلازل پرویز بن ہرمز اور زنبور شاہ کو لیکر پھرا داخل
بارگاہ ہوا اور سامان دعوت مہیا کیا جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عین صحبت مین پرویز
نے کہا اے بدر یہان جنگ و جدل کرنے سے کیا حاصل ہی بدر نے تمام حال برہمن جادو کے مارے جانے کا
بیان کیا پرویز بولا کہ اگر یہان لڑائی ہوئی اور نورالدہر مارا گیا تو لوگ کہینگے کہ نورالدہر اکیلا تھا ان سب نے
ملکر مار لیا بدر نے کہا کہ اب اگر مین نہ لڑونگا تو زمانہ کہیگا کہ بدر نورالدہر سے ڈر گیا پرویز بولا کہ اے بدر
ہم اس بدنامی کو اسطرح دفع کرینگے کہ کسی کو گمان تمھارے پہلو تہی کرنے کا نہ ہوگا بدر بولا آپ کو اختیار ہی
پرویز نے اُسی وقت ایک نامہ نورالدہر کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ اے نبیرۂ حمزۂ صاحبقران فرعونیہ
یہان سے قریب ہی لقا اور فرعون شاہ اور حمزہ سب وہین ہین یہان ہمارا تمھارا لڑنا بیکار ہی فرعونیہ مین
چلکر لڑیے کہ سب دیکھین اور داد مردی و مردانگی دین یہ نامہ لکھ کر عیار کے ہاتھ نورالدہر کو بھیجا اُدھر شاہزادہ
نورالدہر لاشین شہیم زنگی وغیرہ کی دفن کرا کر بارگاہ مین بیٹھا ہی افسوس اپنے رفیقون کا کر رہا ہی کہ چوبدار
نے آکر عرض کیا کہ قاصد نامہ لیے آیا ہی شاہزادے نے فرمایا بلاؤ قاصد سامنے آیا نامہ پیش کیا شاہزادے
نے نامہ دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی قاصد کو خلعت دیکر رخصت کیا جواب
نامے کا لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمنے تحریر کیا ہمکو منظور ہی چلو میدان فرعونیہ مین انشاء اللہ مقابلہ ہوگا قاصد سلام کرکے
روانہ ہوا اُدھر ہرمز تاجدار کی مہر پدری نے جوش کیا کہ بیٹے کو جاکر دیکھون نورالدہر سے کہا کہ اگر آپ اجازت دین
تو ایک نظر جا کر فرزند کو دیکھ کر چلا آؤن اور اُسکو نصیحت کرون شاید راہ راست پر آجاے شاہزادے
نے کہا حضور کو اختیار ہی مگر میرے نزدیک جانا آپ کا اُن کافرون مین مناسب نہین اگر اُسے اسلام
لانا منظور ہوتا تو وہ خود آپکے پاس چلا آتا اور مجھے یہ خیال ہی کہ وہ گمراہ ہی ایسا نہ ہو کہ آپ سے دغا کر بیٹھے
ہرمز بولا نہین وہ میرے ساتھ بدی کیا کریگا نورالدہر نے کہا تشریف لیجایے آپ جائیں آپ کا کام جانے
مین خوشی سے اجازت نہین دیتا ہرمز نے کہا مین جاکر تھوڑی دیر بیٹھکر چلا آؤنگا شاہزادے نے کہا کہ
اگر آپ جاتے ہین تو رات کو وہان نہ رہیے گا ہرمز بولا ایسا ہی ہوگا اور چند خادم اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا
جب قریب اُسکے لشکر کے پہونچا پرویز نے سنا ہرمز آتا ہی بہت خوش ہوا اور اُسی وقت واسطے استقبال
کے روانہ ہوا اثناے راہ مین ملازمت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آیا مسند پر بٹھایا صحبت
عیش گرم ہوئی ناچ ہونے لگا ایک پریوش یہ غزل گانے لگی

غزل

همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم
ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است
هیچ مهر [illegible] پدر را به پسر می بینم

همه کس روز بهی میطلبد از ایام
قوت دانا همه از خون جگر می بینم
دختران را همه جنگ است و جدل با مادر

این چه شوریست که در دور قمر می بینم
مشکل اینست که هر روز بتر می بینم
هیچ الفت نه برادر به برادر دارد
پسران را همه بدخواه پدر می بینم

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان	طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم
پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن	زانکہ این پند بہ از گنج گہر می بینم

جسوقت یہ غزل اُس نازنین نے گائی حیرت در و دیوار پر چھا گئی اور
ہر ایک کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے پرویز نے نصیحت کرنا شروع کی کہ پدر بزرگوار تعجب ہی کہ آپ نے
دین قدیم کو چھوڑ کر مذہب جدید اختیار کیا یہ بس بہتر اسی مین ہی کہ مجکو بنام نہ کیجیے اور دین قدیم اختیار کیجیے کہ سب
بزرگ اسی دین پر تھے اُسنے یہ سنکر کہا کہ ای فرزند تو مجھسے سُن لے اگر تجکو پسند آئین بہتر کا پسند آئین خیر
پھر مین نہ کہونگا پرویز بولا کہیے اُسوقت ہرمز نے کہا جسوقت تک کہ مجکو حقیقت دین اسلام کی معلوم نہ تھی
اور خدا کو مین نے نہ پہچانا تھا اور ضلالت مین گمراہ سرگشتہ و تباہ تھا اب پروردگار نے مجکو راہ راست پر
لگایا لذت دین اسلام کی مین نے چکھی معلوم ہوا کہ یہ دین برحق ہی کیونکہ پتھر مین اتنی قدرت تو ہی نہین کہ وہ
خود حرکت کر سکے یہ سب چیزین دنیائی جسنے خلق کی ہین وہی خدا ہی کیونکہ کوئی چیز بے بناے نہین بنتی ہی تو
معلوم ہوا کہ دنیا کا بھی کوئی بنانیوالا ہی اور وہی خدا ہی اور خدا کی یہ صفت ہی کہ مثل بندون کے نہ ہو دیکھنے
اور سُننے مین محتاج ناک کان کا نہ ہو اور مین اسی واسطے آیا تھا کہ تو میرا فرزند ہی تجکو بھی راہ راست پر
لاؤن کہ دین اسلام قبولکرے اور شرف اسلام سے مشرف ہو کر خدمت شاہزادہ عالیوقار مین چلکر
شرف سعادت دارین حاصل کرے پرویز نے کہا کہ ای پدر بزرگوار آپ بجا فرماتے ہین جو کچھ آپ نے
ارشاد کیا مین نے بگوش ہوش سنا صبح کو مین آپ کے ہمراہ خدمت شاہزادہ نورالدہر مین چلونگا
ہرمز بہت خوش ہوا اب پرویز نے چاپلوسی اور خوشامد شروع کی اور حال شاہزادہ نورالدہر کا پوچھنے
ہرمز تعریفین خلق و مروت و جرأت و قوت کی کرنے لگا بعد اسکے ہرمز نے کہلا بھیجا کہ صبح کو پرویز کو ساتھ لیکر
آؤنگا میری نصیحت اُسنے مان لی مگر پرویز نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مسلمان ہو چکا اب راہ راست پر نہ آئیگا
اسکو فریب سے پکڑ لینا چاہیے کہ اتنے مین ایک خدمتگار نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہی پرویز نے ہرمز سے
کہا کہ کچھ نوش فرمائیے ہرمز نے کہا جو تمھاری خوشی غرضکہ دسترخوان بچھا اور کھانا چُنا گیا لیکن پرویز نے
اپنے عیار سے کہا کہ کھانا ہرمز کے لیے بیہوشی آمیز لانا اُسنے ویساہی کیا ہرمز نے دو چار نوالے کھاے
تھے کہ پیاس معلوم ہوئی پانی طلب کیا دو تین جام برابر پیے تھے کہ بیہوش ہو گیا پرویز نے کہا بلاؤ آہنگر وا
وہ پہلے ہی سے حاضر تھے عیار بلا لایا تھا آہنگرون نے قید شدید مین ہرمز کو اسیر کیا پرویز نے ہرمز کو صندوق
مین بند کروایا اور زنبور شاہ سے کہا کہ تم اسے کسری حصار مین لیجاؤ اور اچھی طرح انکو رکھو مین آؤنگا
تو سمجھ لونگا زنبور شاہ اُسی وقت راتا رات قید ہرمز کی لیکر طرف کسری حصار کے روانہ ہوا لوگ
ہرمز کے کچھ تو مارے گئے کچھ بھاگ کر نورالدہر کی خدمت مین آے اور حال گرفتار ہونے ہرمز تاجدار
کا بیان کیا اور عرض کیا کہ رات ہی کو زنبور شاہ کسری حصار کو قید لیکر چلا گیا نورالدہر نے ہاتھ زانو پر
مارا اور کہا کہ مین اسی واسطے منع کرتا تھا کہ آپ نہ جائیے میرا کہنا نہ مانا افسوس صد ہزار افسوس کہ ہرمز تاجدار
بے ترکیب قید ہوے اسد نے جو نورالدہر کو رنجیدہ دیکھا کہا کہ بھائی صاحب آپ کچھ ملال نہ فرمائیے مین
ابھی جاکر ہرمز کو چھڑاے لاتا ہون اور اُٹھ کر بارگاہ سے باہر آیا پشت مرکب پر بیٹھکر بوق کو دم دیا تمام
قزاق اسکے رفیق جو جہان تھا جس حال مین تھا جلدی سے گھوڑے کو آراستہ کرنے لگا دوسری بوق مین سب
سوار ہو گئے تیسری بوق مین چل کھڑے ہوے ادھر تو اسد مع قزاقون تعاقب مین زنبور شاہ کے جاتا ہی

اور اُدھر زلبور شاہ بھاگا بھاگ قید شہریار ہرمز تاجدار کی لیے ہوے چلا جاتا ہی مقام نہین کرتا تیسرے روز
سب بھوکے پیاسے تھے راستے مین ایک صحرا ملا کہ نہایت سبز و خرم تھا سب وہان ٹھہرے کمرین بھی کھولی تھین
کہ عقب سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز بوق کی آئی اسد دلاور بارہ ہزار قزاقون سے آکر قتل کرنے لگا
اور نعرہ کیا زلبور شاہ کو دیکھکر کہ باش او کسبیٔ ناہنجار کہان جاتا ہی کب چھوڑتا ہون تجکو کہ تو قید ہرمز تاجدار
کی لیجاے زلبور شاہ نے دیکھا کہ دیوانہ آپہونچا عنظر تیر پا عیار بھی ساتھ تھا قید ہرمز کی اُسکے سپرد کی کہ تو لیکر جا
مین سد راہ ہوتا ہون اور اگر دیوانہ تیرا تعاقب کرے اور تجھ تک پہونچ جاے تو تو سر ہرمز کا کاٹ ڈالنا
کہ دیوانہ اسکو زندہ نہ لیجاے عنظر پشتارہ ہرمز کا دوش پر لگا کر روانہ ہوا زلبور شاہ نے لشکر سے کہا کہ
مارلو اس دیوانے کو جانے نہ پاے لوگ زلبور شاہ کے اسد پر ٹوٹ پڑے اسد اُنپر تلوار کھینچ کر گرا تمام
رفیق اور قزاق اسد کے کفار پر بوقین بجا بجا کر گرے قتل کرنا شروع کیا لگی تلوار چلنے اسد ہر مرتبہ حملہ کرکے
طرف تخت زلبور شاہ کے جاتا ہی لوگ بیچ مین آجاتے ہین آخر کار اسد قریب تخت پہونچا ایک پہلوان ہی
کہ نام اُسکا سہیم بن شہیم ہی للکارا کہ او دیوانے کہان جاتا ہی اور قریب پہونچکر تیر مارا اسد نے تیر کو قلم کیا
اور ایک ہاتھ تیغ کا مارا کہ مع کرگدن چار ٹکڑے ہوے اب اسد تلوارین مارتا ہوا پاس تخت کے پہونچا اور
آواز دی کہ او کافر لیچلا تھا ہرمز کو آیا مین زلبور شاہ نے کہا او دیوانے تیرے ہاتھ سے کلیجا پکا ہوا ہی
آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار اسد پر ماری اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر
ہاتھ تلوار چھینلی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ
چاروں شانے چت گرا کود کر چھاتی پر مشکین باندھ لین فوج بے سردار ہوئی شکست کھا کر بھاگی اسد
نے پوچھا او کافر سچ بتا تو نے ہرمز کو کیا کیا اُسنے کہا اُسے عنظر عیار لیگیا اسد نے زلبور شاہ کو تو باندھ کر
خدمت مین شاہزادۂ نور الدہر کی روانہ کیا آپ تعاقب مین عنظر عیار کے روانہ ہوا تھوڑی ہی دور
چلا تھا کہ دیکھا سامنے عیار پشتارہ بدوش بھاگا جاتا ہی نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی آیا مین دیکھا اُس
حرامزادے نے کہ اسد نامدار آپہونچا جلدی سے اُسنے سر کاٹ کر پھینکدیا اور بھاگا اسد نے دیکھا
کہ اس ظالم نے تو غضب کیا لاش کو تو رفیقون کے سپرد کیا کہ خدمت مین شاہزادہ نور الدہر کی لیجاؤ
اور آپ پیچھے اُس عیار کے چلا کہا کہ حرامزادے کہان جائیگا اب آگے آگے تو عیار ہی اور پیچھے پیچھے اسد نامدار
گھوڑا اُڑاے چلا جاتا ہی عنظر بھاگتا ہوا قریب لشکر ایرج کے پہونچا لشکر ایرج کا دامنہ کوہ مین اُترا ہوا تھا
عنظر خوف سے اسد دلاور کے لشکر مین گھس آیا اسد بھی بیخوف داخل لشکر ہوا گھوڑا سرپٹ اُڑاے ہوے
چلا جاتا ہی جو جھپٹ مین آیا پامال ہوا عنظر بدحواس بارگاہ ایرج مین گھس گیا اور پکارا کہ ای ایرج نوجوان
مجھے بچانے مین دامن پناہ لینے آیا ہون ایرج نے کہا تو کون ہی کسکے خوف سے بھاگا ہی عنظر چاہتا ہی کہ حال
بیان کرے کہ غل ہوا اور اسد مع مرکب دڑانہ بارگاہ مین گھس آیا دیکھا عنظر کو کہ ایرج سے باتین کر رہا ہی
نعرہ کیا کہ او کافر آیا مین اور کود کر گھوڑے سے عنظر کی طرف دوڑا عنظر جلدی سے ارسلان شاہ کے تخت کے
نیچے گھس گیا اسد نے تلوار ماری کہ ارسلان شاہ کو کاٹ کر تخت کو قلم کرکے کمر عنظر کے پڑی کہ دو ٹکڑے
ہوگئے ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ بادشاہ کو میرے مارا اور تلوار پر ہاتھ ڈالا تھا
کہ اسد نے پھر کر جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا کہ تیغہ تا دو ابرو اُتر گیا ایرج نے دستانہ مارا

تلوار توجھنا کر نکلگئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا ایرج کو غش آگیا دیلم شاطر زنگی دوڑا کہ
او دیوانے ارے یہ کیا کیا تونے کہ بادشاہ کو مارا زبدۂ آفتاب پرستان کو زخمی کیا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے
بچکر یہ کہکر ارہ اسد پر مارا اسد نے تلوار سے ارے کو قلم کیا اور ہاتھ تلوار کا کمر پر مارا کہ مثل خیار تر کے
دو ٹکڑے ہوئے بہزاد مرتد نے دوڑ کر پہلو پر اسد کے تلوار ماری اسد نے تلوار اُسکی شمشیر پر رد کی اور
اپنا وار کیا کہ یا تو تلوار سر پر چمکی تھی یا زمین مین اُتر گئی دو ٹکڑے ہوئے مرجان دریا باری دوڑا کہ ارے
غضب کیا تونے کہ دو سردارون کو مارا ایرج نوجوان کو زخمی کیا اور دوڑ کر تلوار ماری اسد نے اسکے
حملے کو بھی رد کیا اور ہاتھ جنیو کا مارا کہ تلوار شانے پر پڑی اور زیر بغل اُتر آئی وہ بھی جہنم واصل ہوا قارن
بن بلوط کج گردن سے مقابلہ ہوا اُسنے کہا کہ او دیوانے ارے تو سب کو قتل کیے جاتا ہی اور چوبدست
سر پر چرخ دیکر اسد پر ماری اسد نے چوبدست کو مثل خیار قلم کیا اور تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے القصہ جتنے
سردار ایرج کے تھے اُس روز اسد کے ہاتھ سے سب مارے گئے اسد لاش پر لاش گرا کر سر عنطر عیار
کا کاٹ کر فتراک سے باندھ کر روانہ ہوا آفتاب پرستون نے ہجوم کیا اُدھر سے قزاق بوقین بجا بجا کر
آ پڑے لگی تلوار چلنے آفتاب پرست تو ہمیشہ کے اسد کے مارے ہوئے ہین تمام بھاگ کر دور
چلے گئے اسد رفیقون سمیت صاف نکلا چلا گیا یہان جب اسد جا چکا تو مالک بن ملکوت شاہ کی
جان مین جان آئی زخم سر مین ایرج کے ٹانکے لگوائے بیٹے کی لاش پر خوب رو رہا حال تباہ کیا آخر ارتھی اُسکی
بنوائی اور جا کر مرگھٹ مین جلا پھونک آیا اور سردارون کی لاشین اُٹھوا کر اُنکے وطنون کو روانہ کین
ایرج نے ایسا زخم کھایا تھا کہ تیسرے روز ہوش و حواس اسکے بجا ہوئے اپنا علاج کرتا ہوا طرف
فرعونیہ کے روانہ ہوا اور کہا کہ جب حمزہ کو زیر کر لونگا یہ دیوانہ بھی مطیع ہو جائیگا یہان نورالدہر بارگاہ
مین بیٹھا ہوا ہی جب سے اسد گیا ہی اُسی کا تصور بندھا ہوا ہی کہ رہا ہی کہ خدا جانے کیا ہوا اسد تعاقب
مین زبور شاہ کے گیا ہوا ہی لیکن ہرکارے خبر کے واسطے گئے ہوئے ہین تیسرا دن ہی کہ ابراہیم بن
مالک تابوت ہرمز کا قید زبور شاہ کی لیے ہوئے آیا اور حال بیان کیا کہ اسد تعاقب مین عنطر عیار کے گیا ہی
نورالدہر لاش ہرمز کی دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا کہ افسوس قضا نے اسے مہلت نہ دی پر حسرت و ارمان
دنیا سے گیا بہت رویا بعد اُسکے تابوت اُسکا درست کروایا لوگون کو ساتھ کر کے طرف ملک مدائن کے روانہ کیا
اور فرمایا کہ باغ داؤدی مین دفن کرنا زبور شاہ کو زندانخانے مین بھیجا کہ صاحبقران کے سامنے دیوان اسکا
کیا جائیگا اور فکر مین غرق ہوا کہ اُسکے دوسرے روز اسد سر عنطر کا لیے ہوئے آیا اور تمام حال بیان کیا
نورالدہر گلے سے لپٹ گیا کہ بھائی جامۂ شجاعت خداوند کریم نے تیرے جسم کے لیے قطع کیا ہی اسد کارے کردے
کہ یادگار زمانہ رہیگا اُسکے دوسرے دن کوچ کر کے طرف ملک فرعونیہ کے روانہ ہوا اسد ایک روز بعد
وہانسے روانہ ہوا اور رسد کا سامان درست کر کے خود بھی کوچ کیا

اب دو کلمے داستان صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ امیر حمزہ بارگاہ مین تشریف فرما ہین ذکر خواجہ عمرو کا ہو رہا ہی کہ خواجہ کو گئے ہوئے عرصہ ہوا ابھی تک
پھرے نہین بادشاہ نے کہا کہ وہ اپنا مال و اسباب ایرج سے لینے گیا ہی جلدی کیونکر پھریگا یہی باتین تھین
کہ صحرا سے ایک بگولہ گرد نمایان ہوا اور آواز زنگولون کی بلند ہوئی دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری آتا ہی امیر اسے

دیکھکر خوش ہوے عمرو نے آکر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھرا اور خطوط جو خواتین معظمہ کے لایا تھا پیش کیے
عرضیان دین تمام حال باختر کا بیان کیا امیر نے کہا خواجہ کچھ مال بھی اپنا لیا عمرو نے کہا کہ بھلا گئی ہوئی
چیز کہین ملی ہی امیر نے کہا بھلا آپ کی چیز جا سکتی ہی عمرو نے کہا نہ مین تیرے ساتھ آتا نہ میرا مال تباہ ہوتا دو کرو
روپیہ جو جانے کا آپ کو بھی دینا ہوگا امیر نے کہا لیجیے لیکن سچ سچ بیان کیجیے عمرو نے کہا حمزہ خوب زد و کوب کی
مین نے اور مال اپنا ایرج سے لیا کہ اسی اثنا مین داروغہ جانور خانے کا حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ
شکار ملک فرعونیہ مین بہت ہی اور جانوران صید گیر بھی خوب تیار ہین صاحبقران نے رفقا سے کہا کہ باقبال
فرعون نے مہلت لی ہی جب تک کمک اسکی آے سیر و شکار مین بسر کرین سب سردار کہ مشتاق تھے مدت
سے شکار نہین کھیلا تھا عرض کیا بہت خوب تشریف لیچلیے ہم بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہین امیر نے
حکم دیا کہ ہم صبح کو شکار کے لیے جاوینگے جانوران صید گیر دروازے پر حاضر ہوے دوسرے روز صاحبقران
متوجہ شکار ہوے جب ایک صحرا مین پہونچے صید افگنی مین مصروف تھے شکار کھیلتے چلے جاتے تھے کہ سامنے
سے ایک گرد بلند ہوئی اور اُس گرد سے گلۂ آہوان نمودار ہوا اور آگے آگے اُن ہرنون کے دیکھا کہ ایک
ہرن عجیب و غریب خط و خال اُسپر تھے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ قابل اسکے ہی کہ مین بادشاہ کو نذر دون
اگر تم اسے زندہ گرفتار کرو تو پانچ سو تومان مین تمھین دونگا عمرو بولا مین ابھی پکڑے لاتا ہون اور اُسکے
تعاقب مین چلا امیر بھی مقبل وفادار کو ساتھ لیے پیچھے پیچھے عمرو کے چلے جاتے تھے کہ ایک دامنۂ کوہ مین پہونچے
کہ نہایت سبز و خرم تھا گرمی ہوا گرم چلتی تھی امیر مرکب سے اُتر پڑے گھوڑے کو چراگاہ پر چھوڑا مقبل سے کہا کہ تو
میرے واسطے کھانا کہین سے ڈھونڈھ کر لا کہ مین نہایت بھوکا ہون مقبل تلاش مین کھانے کی روانہ ہوا امیر
زین پوش بچھا نیچے سایہ درخت کا گھنا تھا امیر سوگئے اتفاقات روزگار دیو زرین اُدھر سے جاتا تھا کہ اُسکے
بہت سے بھائی بند امیر کے ہاتھ سے مارے گئے تھے امیر کو سوتے دیکھا ہوا سے نیچے اُترا اور بخوبی پہچانا کہ یہ
زلزلۂ قاف ہی اپنے دل مین کہا کہ خوب دشمن تیرے ہاتھ لگا کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیچلا کہ بردۂ قاف
مین چلکر اسے مارا اور کباب کرکے کھا جب یہ بلند ہوا ہوا کے فراٹے سے آنکھ امیر با توقیر کی کھلگئی دیکھا کہ دیو لیے
جاتا ہی پوچھا کہ تو کون ہی کیون مجھے لیے جاتا ہی اُسنے کہا کہ میرے بھائی بندون کو تو نے قتل کیا ہی تجھکو اسلیے
لیے جاتا ہون کہ اُنکے خون کا عوض قتل کرون امیر ہاتھ مین اُسکے تڑپے زور جو کیا ہاتھ سے دیو کے چھوٹ غلطان
و پیچان دریا مین گرے مگر یہان عمرو نے تعاقب کرکے اُس ہرن کو پکڑا امیر کو ڈھونڈھتا ہوا چلا ادھر سے
مقبل کو آتے دیکھا مقبل جو آیا دیکھا کہ صاحبقران اپنے مقام پر نہین ہین عمرو سے پوچھا کہ صاحبقران
کہان ہین عمرو نے کہا مین کیا جانون مین تو ہرن کو پکڑنے گیا تھا تو ساتھ تھا مقبل بولا مجھے کھانا لینے کو
بھیجا تھا عمرو یہ سنکر متردد ہوا جہان صاحبقران سوتے تھے وہان آکر جو دیکھا تو نشان دیو کی انگلیون کے
زمین پر پاے مقبل سے کہا کہ دیو حمزہ کو لیگیا ہی کہ اس اثنا مین دیو زرین پھر آیا عمرو کو دیکھا اُٹھا لیگیا
کہ یہ تو حمزہ سے زیادہ ہی مقبل خنگ سیہ قیطاس کو لیکر بھاگا کہ چلکر لشکر مین خبر کیجیے لیکن دیو زرین عمرو
کو لیے ہوے پہاڑ پر آیا اور کہا کہ مین تجھے بھون کے کھاؤنگا عمرو نے کہا ای عزیز مین افیون اسقدر
پیتا ہون اور دبلا پتلا اسقدر ہون کہ صرف پوست و استخوان ہین وہ بھی کثرت افیون نوشی سے تلخ
ہوگئے ہین عمرو نے ہرچند منت و عاجزی کی دیو نے نہ مانا آگ روشن کی جب عمرو کو یقین مرگ ہوا اور خدا کا

دعا مانگنے لگا کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی ای کارساز ای بے نیاز تو نے مجھسے کوہ سراندیپ پر وعدہ
کیا تھا کہ تو جب تک اپنے منھہ سے اپنی موت نہ مانگیگا ملک الموت تیرے پاس نہ آئیگا اب ملک الموت کا
سامنا ہے ہنوز دعا عمرو کی ناتمام تھی کہ دیکھا ایک ابر سفید رنگ آسمان پر نمایان ہوا اور اسمین سے دیوان
مہیب صورت دکھائی دیے اور دیو زنگی گردنون پر آدمی سوار ہین اور ایک تخت مرصع نگار پر ایک نقابدار
سفید پوش اور ایک نقابدار سیاہ پوش چلے آتے ہین کہ دیودن نے تخت زمین پر رکھدیا نقابدار تخت پر سے
کودا اور نعرہ کیا کہ او حرامزادے چھوڑ دے خواجہ کو آیا مین دیو زرین دوڑا کہ اسمین میرا پیٹ بھرتا
تجھے بھی کھا ڈالونگا اور دونون ہاتھ بڑھائے کہ نقابدار کو پکڑے نقابدار نے ہاتھ دیو کے پکڑ لیے اور ایک
گھونسا مارا کہ دیو کو چکر آیا نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ دیو کو اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر
مارا چھاتی پر چڑھ کر خنجر سے سر کاٹ لیا لاشہ اسکا تڑپنے لگا اب نقابدار نے جا کر عمرو کو کھولا کہ دیو نے
ایک رسی کا پھندا گلے مین ڈالکر کھونٹے سے انھین باندھ دیا تھا اور کہا کہ جاؤ یہان سے عمرو نے کہا ای
نقابدار کچھ حمزہ کا حال معلوم ہے نقابدار نے کہا کہ حمزہ پردۂ ظلمات مین شہید ہوا عمرو نے پکارا ای نقابدار
زبان اپنی بند کر کہ امیر زندہ و سلامت ہین یہی دیو زرین عالم خواب مین انھین اٹھا کر نہین معلوم کہان
پھینک آیا نقابدار چپ ہوا عمرو سے کہا کہ حمزہ آئے تو میری طرف سے کہدینا کہ اسایش صاحبقرانی مجھے
دیدین نہین تو بزور سر میدان چھین لونگا اور تخت اڑا کر روانہ ہوا عمرو لشکر کی طرف چلا لیکن امیر جو دیو کے
ہاتھ سے چھوٹے ایک دریا مین گرے پہلے تو یہ زمین پر پہونچے اب جو پانی نے اچھالا امیر شناوری کرنے لگے
امیر بڑے بڑے دریاہائے پردۂ قاف مین پیرے ہوے ہین ایک دریا کو ایک دو گھڑی کی شناوری مین
طے کیا کنارے پر پہونچے ایک بیشہ سبز و خرم دکھائی دیا اسی بیشے مین چل نکلے کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ دیکھا
ایک چنار کے نیچے بہت سے زنگی بیٹھے ہوئے ہین آگ روشن ہے اور کچھ آدمی مردے ہین انکے کباب لگا رہے ہین
آپس مین ہنس رہے ہین قلقاریان مار رہے ہین کہ ان زنگیون نے امیر کو آتے دیکھا خوش ہو کر کہا کہ
اس آدمی کو حضرت سلیمان نے ہمارے کھانے کے واسطے بھیجا ہے دیکھو تو کیا فربہ ہے گوشت اسکا نہایت تر اور
چربیلا ہوگا ایک زنگی اٹھا اور نعرہ کیا کہ او آدمزاد کدھر آوارہ کہان جاتا ہے تو میرا لقمہ ہے صاحبقران پکارے اونا پاک
مین لقمہ سخت آدم زنگی خوار ہون تمھارے مارنے کو آیا ہون وہ زنگی غضبناک ہو کر دوڑا کہ تو ہمین دھمکاتا ہے اور
دونون ہاتھ امیر پر مارے کہ امیر کو اٹھا لے امیر نے ہاتھ بڑھا کر دونون ہاتھ اسکے پکڑ لیے اور جھٹکا دیا کہ وہ منھہ
کے بل زمین پر گرا ایک گھونسا سر پر اسکے مارا کہ بھیجا ناک کان کے رستے سے بہ گیا مثل مینار کے زمین پر گرا
اور زنگی جو بیٹھے تھے اسمین سے دو زنگی امیر پر دوڑے اور دونون برابر سے حملہ آور ہوے امیر نے دونون
ہاتھ بڑھا کر دونون کی کلائیان پکڑ لین اور لپٹ جھپٹ جھٹکے دیے دونون کی گردن مین ہاتھ دیکر اٹھا لیا
اور سر ٹکرا دیے کہ بھیجے نکل پڑے امیر نے دونون کی لاشین پھینکا اور زنگیون پر دوڑے وہ بھاگے کہ میان
یہ آدم زنگی شکار آیا ہے بھاگو بھاگو دو چار کو پکارے کہ رہ ای آدمزاد اسقدر لشکر تیرے واسطے آتے ہین
کہ اگر ہزار جانین لایا ہوگا تو ایک سلامت نہ بچا سکیگا یہ کہکر بھاگے چلے گئے امیر بیشے کی سیر مین مصروف تھے
کہ گرد بلند ہوئی اور چالیس زنگی دراز قد پیدا ہوے اور پکارے کہ ای آدمزاد تو نے ہمارے بھائیون کو
مارا ہے کہان جائیگا اور دوڑے امیر پر امیر انپر دوڑے تھے ابھی لڑائی نہ ہونے پائی تھی کہ ایک زنگی

اُنکا سردار تھا اُسنے زنگیون کو منع کیا کہ خبردار اس شخص سے نہ لڑو کہ بادشاہ نے اسے بُلایا ہی وہ زنگی حکم سے اپنے
سردار کے رُکے مگر سردار زنگیون کا سامنے امیر کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ خبر آپ کی ہمارے بادشاہ کو پہونچی
اُسنے ہمین آپ کے لینے کو بھیجا ہی فرمایا چلو ہم چلتے ہین زنگی تخت لیکر آئے امیر کو اُسپر سوار کیا لیکر چلے تھوڑی دور
اُس بیشے سے آئے تھے کہ ہشتاد زنگی دکھائی دیے کہ صف باندھے کھڑے ہین اور چار ہاتھیون پر تخت کسا ہی
اور ایک زنگی قوی ہیکل درشت چنگال تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا ہی امیر نے جو اُسے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا
اُسنے جواب سلام دیا اور کہا کہ آپ کون ہین اپنے حسب و نسب سے مجکو آگاہ کیجیے امیر نے تمام حال اپنا بیان کیا
جب اُسنے جانا کہ یہ حمزہ صاحبقران ہین تخت سے اُترا دوسری مرتبہ باادب ہوکر سلام کیا اور عرض کیا کہ
ای شہریار عفو تقصیر کا امیدوار ہون مین نے آپ کو پہچانا نہ تھا اور اپنے ساتھ امیر کو شہر مین لایا بارگاہ مین
لاکر تخت پر بٹھایا مانند ملازمون کے خدمت کرنے لگا امیر نے ہاتھ اُسکا پکڑکر برابر بٹھالیا پوچھا کہ نام تمھارا
کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مجھے نریمان زنگی کہتے ہین نام اس شہر کا بہزادنیہ ہی نام بیشے کا رمانیہ ہی اور یہ شہر
مجھے حضرت سلیمانؑ نے بخشا ہی اُن پیغمبر کا یہان معجزہ ہی اور نزدیک اس شہر کے آصف بن برخیا نے ایک
ملک بنایا ہی اور وہان ایک مکان بنایا ہی سنگ مرمر کے صفحہ بنائے ہین اور اُسپر ایک تخت رکھا ہی اور ایک آدمی کے
شکل کا پتلا بناکر اُسپر بٹھایا ہی جب شام ہوتی ہی تو چار فرسنگ تک کے جانور چرند و پرند جمع ہوتے ہین اور
اُس صورت پر صدقے ہوتے ہین صبح کو اُس صورت سنگی سے ایک آواز پیدا ہوتی ہی کہ سب جانور چلے جاتے ہین
کوئی نہین جانتا کہ یہ کیا اسرار ہی اگر آپ اس اسرار کو مجھپر ظاہر کرین تو مین غلامی آپ کی اختیار کرون امیر نے
فرمایا تم مجکو وہان لیچلو اُس مکان کو دکھاؤ نریمان زنگی امیر کو ساتھ لیکر وہین آیا کہ جسکی تعریف کی تھی امیر
وہان ایک روز ایک شب رہے جو کچھ نریمان سے سُنا تھا سب آنکھون سے دیکھا امیر نے نریمان سے کہا
کہ ہمارے لیے سفید راوٹی استادہ کرواؤ اُسی وقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہوئی امیر وضو کرکے
اندر راوٹی کے داخل ہوئے اور دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا مانگنا شروع کیا کہ ای خالق عالم مجکو اس
راز سے آگاہ کر بہت الحاح و زاری کی قریب صبح آنکھ لگگئی خواب مین حضرت سلیمان علی نبینا و آلہ و علیہ السلام
کو دیکھا امیر نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یا حضرت حال اس مکان حیرت بنیان کا معلوم ہو کہ کیا سبب ہی
کہ رات بھر جانوران چرند و پرند اُس تصویر سنگی پر تصدق ہوا کرتے ہین صبح کو صدا اُس تصویر سنگی کی
سُنکر چلے جاتے ہین حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند جسوقت موت میری قریب ہوئی مجکو خیال گذرا کہ انگوٹھی میری میرے
مرنے کے بعد جسکے ہاتھ لگے گی وہ دعوی خدائی کا کرنے لگیگا اس انگوٹھی کے چھپانے کو یہ جگہ مین نے تجویز کی
اُس بت کے نیچے وہ انگوٹھی رکھی ہی اور طلسم بند ہوا دیا ہی صبح کو اُٹھکر تم اُس تخت کی طرف متوجہ ہونا جسوقت
قریب پہونچوگے تخت کے نیچے سے ایک اژدہا پیدا ہوگا اور وہ قلابہ آتشین تمپر چھوڑیگا خبردار ڈرنا نہین اُس
اژدہے کے مُنہ مین کود پڑنا ایک مکان مین پہونچوگے کہ تمام مکان سنگ مرمر کا ہی اور چھت مین اُسکے ایک میخ
طلائی نصب ہی اُسمین صندوق چوب صندل کا آویزان ہی اُسکو کھولکر انگوٹھی نکال لو جہان وہ انگوٹھی ہوگی
جانور بھی وہین آئینگے یہ فرماکر حضرت نظر سے غائب ہوگئے امیر خواب سے چونکے نماز صبح پڑھی سجدۂ شکر بجا لاکر
عبادتخانے سے باہر تشریف لائے احوال نریمان زنگی سے بیان کیا وہ سُنکر چپ ہوا فرمایا مدد پروردگار سے
انگوٹھی لاکر تمکو دکھا دینگے مگر ای نریمان مجھے اژدہا نگلجائے تو تم کچھ اندیشہ نہ کرنا کہ یہ علامت طلسم فتح کرنے کی ہی

یہ کہکر اُسی تخت کی طرف راہی ہوے قریب اُسکے پہونچے تھے کہ زیر تخت سے اژدہا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا
نمودار ہوا مُنہ کھولکر صاحبقران کی طرف دوڑا امیر جست کرکے اژدہے کے مُنہ مین کود پڑے نریمان نے
دیکھا کہ ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پرکالہ ہاے آتش اُڑنے لگے تمام مکان دھوان دھار ہوگیا
مگر امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ مکان بہت تکلف کا ہی صندوق میخ طلائی مین لٹکا ہی امیر نے درود پڑھکر اُس
صندوق کو اُتارا اُسے کھولکر انگوٹھی نکالی دیکھا کہ اسم اعظم اُسپر کندہ ہی امیر انگوٹھی لیکر باہر آے اور انگوٹھی
نریمان کو دکھائی اور اسم اعظم پڑھا کہ سب چرند و پرند اُسی وقت حاضر ہوے نریمان زنگی نے قدمون کو
بوسہ دیا حلقہ بگوش ہوا امیر نے پھر جو اسم پڑھا تو ایک شیر اٹھارہ ہاتھ کا پیدا ہوا امیر اُسپر سوار ہوے اور
صحراے لق و دق مین جاکر اُس انگوٹھی کو دفن کردیا پھر وہانسے آے نریمان زنگی شہر مین لایا دعوت کی
امیر دو روز یہان رہکر نریمان کو ساتھ لیکر وہانسے اپنے لشکر کو روانہ ہوے جب قریب پہونچے ہرکارون
نے خبر بادشاہ اسلام کو دی کہ صاحبقران باقبال تشریف لاتے ہین بادشاہ یہ سنکر خوش ہوگئے اور جملہ
سرداردن سمیت واسطے استقبال کے آے امیر نے راستے مین بادشاہ کی ملازمت حاصل کی لشکر مین
بادشاہ کے قدمبوس ہوے بارگاہ مین آکر دنگل شوکت پر متمکن ہوے بادشاہ نے فرمایا ہمکو بڑی تشویش
تھی جب سے عمرو نے آکر بیان کیا کہ امیر کو دیو اُٹھا لیگیا ہی ہر طرف ہرکارے خبر کو روانہ کیے تھے عمرو نے
کہا کہ نقابدار نے دیو زرین کو مار ڈالا اور پیغام دیا ہی کہ اسامۂ صاحبقرانی دیدو نہین تو بسر میدان
بزور شمشیر آکر لے لونگا امیر نے کہا خواجہ ایسے کلام واہیات مزخرفات بہت سے سنے ہین عمرو بولا کہ حمزہ اب
چار صاحبقران وہ جو آئے ہین تورج و خورشید و داراب و ایرج خصوصاً ایرج جو سب پر
غالب ہی اُنکی تو کچھ فکر کرو فرمایا خواجہ خدا جو بہتر جانیگا وہ کریگا غرضکہ تیسرا دن تھا امیر کو آے ہوے صحبت
عیش مین بیٹھے ہین کہ جوڑی ہرکارون کی نامیان خیبری و تومیان خیبری دوڑی ہوئی آئی دعاے
ترقی جاہ و جلال دیکر عرض کیا کہ داراے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان آپہونچا امیر نے عمرو سے
کہا خواجہ خبر تو لاؤ عمرو وہان سے روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ لندھور مع لشکر غلہ و اجناس
لیے ہوے آتا ہی عمرو لندھور پاس آیا لندھور نے سلام کیا حال صاحبقران باقبال کا پوچھا عمرو بولا
کہ اے لندھور حمزہ تجھسے نہایت بیزار ہی خبر جو سُنی ہی کہ شہر فرنگوشیہ اور اختم قتل ہوا اور لندھور
دیکھا کیا اس سبب سے نہایت بیزار ہین لندھور بولا کہ خواجہ کوئی صورت صفائی کی نکالو ہمیشہ تمہارا خادم
ہون عمرو عیار بولا کہ اے ہندی اس کام کو روپیہ چاہیے مفت ایسے کام نہین ہوتے ہین لندھور بولا خواجہ جو
کچھ روپیہ میرے پاس تھا مین قلعۂ ذوالامان پر آپ کو دیچکا اس آمد و رفت مین بیرا بہت کچھ صرف ہوا اب
میرے پاس کیا ہی ہان کچھ پان کھانے کو حاضر کرونگا اور پانچ ہزار روپیہ منگوا کر عمرو کو دیے عمرو نے لیکر روپیہ
تو نذر زنبیل کیا اور وہانسے خدمت امیر مین آیا کہا کہ حمزہ تو کس خیال مین بیٹھا ہی لندھور ایرج پر
عاشق ہوا ہی تجھسے لڑنے آتا ہی مع لشکر اُسکے ساتھ ہی فرمایا کہ خواجہ وہ میرا یار ہی براے خدا میرے
اُسکے صفائی کرادو عمرو بولا مجھسے کیا ہوگا مین نے ہر چند اُسے سمجھایا وہ نہین سمجھتا فرمایا کہ بھئی دس ہزار
روپیہ مجھسے لو اور مجھے اُس سے صلح کرادو عمرو بولا ایک طرح سے صفائی ہوتی ہی جو آپ اُسکے استقبال کو چلیے
فرمایا کہ بھئی سر کے بھل چلونگا عمرو نے دس ہزار روپیے امیر سے لیے امیر سرداردن سمیت استقبال کو گئے

روانہ ہوئے عمرو پیشتر لندھور کے پاس آیا کہ مین حمزہ کو تیرے استقبال کے واسطے لایا ہون لندھور کمال
خوش ہوا پانچہزار روپیہ عمرو کو اور دیئے اور رومال سے اپنے ہاتھ باندھکر امیر کشور گیر کے سامنے آیا سلام کر
پیرون پر جھکا امیر نے اُسے گلے سے لگایا فرمایا کہ یہی مین بدل تجھسے راضی ہون اور ساتھ لیکر وہاں سے
روانہ ہوئے بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے لندھور نے بادشاہ کو مجرا کیا نذر گذرانی پایۂ تخت کو بوسہ دیا
اپنے دنگل پر بیٹھا امیر نے حال ایرج کا پوچھا لندھور نے تمام سرگذشت بیان کی عرض کی شہریار یہ دو
قلعہ جو قتل ہوئے تو اسد کے درغلانے سے کیونکہ اُسکو ایک عداوت قلبی ایرج کے ساتھ تھی ترکون کو
بہکایا ایرج کی بیعت نہ کرنے دی یہانتک کہ شہر فرنگوشیہ قتل ہوا اور اختم کی بھی یہی صورت ہوئی فرمایا
کہ بھئی تم آجتک میرے حکم سے ایرج کی بیعت مین رہے میرے کہنے سے باہر نہ ہوئے مین تمسے بہت
راضی ہون یہی باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنائے بادشاہی بجالانے کے عرض کیا
کہ غضنفر بن اسد دلاور بارگاہ سلیمانی لیے ہوئے آتا ہے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ بارگاہ اسکے ہاتھ
کیونکر آئی اسنے تمام حال عرض کیا کہ یہ اپنے باپ کو دغا دیکر لے آیا ہے امیر نے تبسم کیا لیکن غضنفر بہت سے تحفے
اور اسباب لیے ہوئے آیا سلام کیا بادشاہ کے گرد پھرا امیر کے قدمون کو بوسہ دیا امیر نے اُسے گلے سے
لگایا پیشانی کو بوسہ دیا خلعت عنایت کیا فرمایا کہ بھئی دادا کی قدمبوسی کرو غضنفر کرب دلاور سے آکر
لپٹا کرب نے بھی بہت مہربانی کی صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی دوسرے روز خبر آئی کہ شاہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم لعل ختفان خونریز خاوری تمام حرم محترم کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہے امیر نے کل سردارونکو
واسطے استقبال کے بھیجا سب گئے استقبال کرکے قاسم کو لائے قاسم نے آکر سلام کیا پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا
نذر گذرانی بادشاہ نے خلعت سے سرفراز فرمایا اب قاسم نے علمشاہ کی قدمبوسی حاصل کی امیر اندر محل کے
گئے سب خواتین کو دیکھا ہر ایک دوڑ دوڑ کر قدمون سے لپٹی صاحبقران نے سب کو گلے سے لگایا بدیع الزمان
و علمشاہ بھی ہمراہ امیر کے آئے اپنی اپنی مان کے قدمبوس ہوئے وہ گرد پھرین تصدق ہوئین رات بھر عجیب
صحبت رہی تھین جو مانی تھین وہ ادا ہوئین صبح کو امیر بارگاہ فلک اشتباہ مین بصد حشمت و جاہ دنگل شوکت پر
جلوہ افروز تھے تمام سردار جمع تھے کہ نامیان خیبری تومیان خیبری سخی بلخی ابوالفتح اصفہانی وغیرہ
دوڑتے ہوئے آئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا کر عرض کیا کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان آپہونچا
امیر نے فرمایا سب سردار واسطے استقبال کے جائین بدیع الزمان پہلے آگے بیٹے سے ملا شاہزادہ قدمون سے
لپٹا خاک قدم طوطیائے چشم کی پھر تو تمام سردار پہونچے شاہزادے سے ملے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے
نورالدہر نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا نذر گذرانی جو جو تحفے لایا تھا پیش کیے امیر کے قدمون سے لپٹا امیر نے مثل
جان کے آغوش مین لیا پیشانی چومی اسد کا حال پوچھا کہ وہ تمہارے ساتھ کیون نہ آیا شاہزادے نے تمام
حال اسد کا بیان کیا کہ شہریار جو جو کار نمایان اسد سے ہوئے وہ رستم سے بھی نہ ہوتے اب وہ نظر کردہ بھی
ہوچکا ہے غلہ ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے امیر خوش ہوئے کہ اتنے مین ضرغام شیر دل پہونچا اور عرض کیا کہ اسد
شیر دل آپہونچا امیر نہایت خوش ہوئے مگر غضنفر بہت مضطر ہوا امیر سے عرض کیا کہ غلام کو پدر بزرگوار
مار ڈالینگے امیر نے فرمایا تم گھبراؤ نہ مین خطا تمہاری معاف کروا دونگا اور فرمایا لاؤ اشقر کو مین خود اسد کے
استقبال کو جاؤنگا اُسی وقت اشقر حاضر ہوا امیر کشور گیر مرکب پر بیٹھکر اسد کے استقبال کو گئے تمام سردار

ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے اثنائے راہ مین اسد نے صاحبقران کو آتے دیکھا جلد مرکب سے کود ازمین ادب
چومی سلام کیا کوئی سو قدم اسد بڑھا کہ امیر بھی پیادہ ہوئے تمام سردار بھی پیادہ ہوئے اسد نے چاہا کہ قدمون کو
صاحبقران کے بوسہ دون امیر نے سر اسد کا دونون ہاتھون مین لیا اور جھکا کر پشت کو بوسہ دیا سب سردارون نے
آکر آنکھین اپنی پشت اسد سے رگڑین ایک ایک گرد پھرا تصدق ہوا اسد نے ارادہ کیا کہ امیر کے بلا گردان
ہون امیر نے فرمایا کہ بھئی تم نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان ہو تمکو یہ امر زیبا نہین ہی ہم جہانتک ہوسکے تمھاری
بزرگی کرین تو بجا ہی اور خوب اسد سے بغلگیر ہوئے پھر کرب سے کہا کہ بھئی مین اس فرزند شیر دل سے بہت راضی
ہون خدا بھی اس سے راضی ہو اور بھئی یہ نظر کردہ شاہ مردان ہوچکا ہی کرب نے بھی اسد کو گلے سے لگایا آنکھین
چومی اسد کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای فرزند مین نے جو کچھ مال و اسباب کہ سکندر بن ہیکلان عماد کا تائیس شبخون
مار کر پیدا کیا ہی وہ سب مین نے تجھے بخشا اور مرکب ابرش گل اندام سنگدری بھی تجھے دیا اور تیغ گرہوس عاد
بھی لے اسد نے سلام کیا اور ہمراہ امیر کے بارگاہ مین آیا بادشاہ دروازے پر استقبال کے واسطے کھڑے تھے
اسد نے سلام کیا دوڑ کر قدمبوس ہوا بادشاہ نے پشت کو اُسکی بوسہ دیا گلے لگایا پھر تو تمام سردار اسد سے ملے
امیر نے غضنفر کو قدمون پر اسد کے گرایا فرمایا کہ بھئی یہ تمھارا فرزند ہی خطا اسکی معاف کرو اسد نے اُسے دلاسا دیا
گلے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا آکر اپنے دنگل پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی مگر ہرکارے فرعون ولقا کے لگے ہوئے تھے
اُنھون نے خبر پہونچائی کہ لشکر حمزہ کا دونا ہوگیا بارگاہ سلیمانی بھی آگئی اولاد حمزہ جو باختر مین تھی وہ سب آگئی اور
ایک ایک لشکر بے پایان فوج فراوان لیکر آیا ہی وہ دونون کافر بولے کچھ اندیشہ نہین ہی فرعون نے زمرد شاہ
سے کہا کہ اپنے لشکر سے کہو کہ اسباب جنگ مہیا کرے ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو پہونچائی امیر نے
عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ کافر فرعون بلندی پر بیٹھے گا اور بادشاہ اسلام بہت پست ہونگے کوئی صورت ایسی نکالو
کہ تخت بادشاہی گنبد مینائی سے پست نہ رہے عمرو نے کہا حمزہ اسے روپیہ چاہیے مزدور لگائے جائین فرمایا
پانچ ہزار روپیہ تو انعام کا تم لو اور جسقدر روپیہ مزدورون مین صرف ہو وہ مجھسے لو عمرو نے کہا آپ مجھسے ہاتھ دو ہاتھ
گنبد مینائی سے بلند مکان لیجیے اور عمرو بیلدارون کو ساتھ لیکر سامنے گنبد مینائی کے آیا اور ایک ٹیلا بلند مٹی کا
پٹوا کر بنوایا ہزارہا مزدور بیلدار لگ گئے تین روز کے عرصے مین وہ دمدمہ برابر گنبد مینائی کے بلکہ کچھ اونچا بنکر
تیار ہوگیا عمرو نے اوپر اُسکے خیمہ استادہ کرایا تخت مرصع بادشاہ کا بچھا کر سائبان زربفت چوبہاے طلا پر قایم کیا اور
کئی ہزار سوار واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور آکر خدمت صاحبقران مین عرض کیا کہ حضور چلکر اُس دمدمے کو
ملاحظہ فرما لیجیے امیر مع جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی و بادشاہ اسلام سوار ہوکر آئے اُس دمدمے کو دیکھکر
بہت خوش ہوئے عمرو کو خلعت دیا دہانسے پھر کر داخل بارگاہ ہوئے بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ جانب صحرا سے تتق
گرد و غبار بلند ہوا اور پانچ سو علم ہاتھیون پر آگے آگے نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے ہر علم پر تعریف
خداوند پروین مرقوم بعد اُسکے جلوس سواری کا گذر دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست مرکب پر سوار تخت بر
اختر اختران پشت پر فوج پانچ لاکھ سوار و پیادے کی جمعیت آکر صحرا مین خیمہ برپا کر دیا خورشید مرکب سے
اُترا آکر بارگاہ مین بیٹھا جام شراب گردش مین آیا دو تین جام پیکر نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
کل صبح کو حمزہ کا اور میرا مقابلہ ہی اُسی وقت نقارہ رزمی بجا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی کہ خورشید ستارہ پرست
نے واسطے آزمائش کے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے پروردگار مالک دفتار ہی

اُدھر فرعون کے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو تینون لشکر مقابل یکدیگر صفین باندھ کر کھڑے ہوے نقیب
نہیب دیکر نکلگئے کہ خورشید ستارہ پرست مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت اختر اختران کے آیا
گھوڑے سے اُترکر اجازت میدان طلب کی کہا جاؤ خداوند پروین معادن وہ مددگار ہی خورشید اجازت
لڑائی کی لیکر دوسری مرتبہ مرکب پر سوار ہوکر برچھے کے ہاتھ نکالتا ہوا میدان مین آیا بعد سلح شوری
بسیار مبارز طلب کیا اور کہدیا کہ سوا حمزہ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے صاحبقران
نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میدان کو قرق کردو اب کوئی نہ نکلے عمرو نے کلاہ نمد اُچھالی سب کو معلوم ہوا کہ امیر
خود میدان مین نکلینگے تمام لشکر مین علم جلوہ گری پر آے سب سردار پیادہ ہوکر امیر کے پاس آئے امیر بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہوے اجازت طلب کی فرمایا جائیے پروردگار آپ کا نگہبان ہی امیر سلام کرکے اشقر پر
سوار ہوے چلے طرف میدان کے فرعون آگ گنبد مینائی پر بیٹھا ہی لقا اور جملہ سردار زیر گنبد مینائی کھڑے ہین
اور ادھر بادشاہ اسلام اُسی دمدمے پر فروکش ہین سب سردار نیچے دمدمے کے کھڑے ہین امیر اشقر کو اُڑا کر
سامنے آئے خورشید نے عجب دبدبہ امیر کا دیکھا سلام کیا امیر نے بھی سر پر ہاتھ رکھا خورشید نے کہا یا
صاحبقران مجکو کمال آرزو تھی کہ آپ سے آزمائش کرون فرمایا کیا مضائقہ ہی خورشید بولا اپنا حربہ کیجیے
فرمایا کہ آج تک پیشدستی نہین کی اُسوقت خورشید نے نیزہ امیر بالا تیر پر مارا امیر نے نیزہ اُسکا نیزے پر
روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی کے بعد امیر نے نیزہ خورشید کا ہوائی کیا خورشید نے برہم ہوکر گرز
مارا امیر نے گرز کو خورشید کے گرز سام پر روکا مگر گرز جو سر گرز پر بیٹھا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی خاک اُڑی
اشقر زمین مین دھنس گیا امیر تتق گرد مین چھپ گئے بیہوشی طاری ہوئی عمرو نے جانا کہ امیر مارے گئے بیقرار ہوکر
اندر گرد کے گھسا امیر کو پکارا ای شہریار ہوش مین آئیے کہ حریف لاف وگزاف کررہا ہی امیر نے اشقر کو
اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا امیر گرد چہرے کی جھاڑتے ہوے نکلے خورشید نے جھپٹکر تلوار ماری
کہ برسون کا جھگڑا انفصال کرتی ہی امیر نے سپر گرشاسپ پر روکی اُسمین سے چار بچے پیدا ہوے خورشید
کی تلوار کو پکڑ لیا خورشید نے ہرچند زور کیا تلوار نہ چھوٹی آخر پکارا کہ یا صاحبقران کیسی بیہودگی آپ کی کہ تلوار
نہین چھوڑتی امیر نے کہا ای خورشید مجکو تلوار کی لڑائی منظور نہین ہی تلوار کا کام کاٹ ڈالنا ہی اسمین کوئی
شہزوری کمزوری ظاہر نہین ہوتی مین چاہتا ہون کہ میرے تمھارے کشتی ہو خورشید نے کہا مین کشتی مین بھی
موجود ہون باہر نہین ہون مگر تلوار میری چھوٹ جاے قبضہ ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امیر نے پنجے اُسکے
ڈھیلے کردیے تلوار چھوٹ گئی خورشید نے تلوار میان مین کی گھوڑے سے اُترا ادھر امیر پیادہ ہوے دونون کشتی
لڑنے لگے ایک عالم تماشائی تھا دن بھر کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوے دونون طرف سے روشنی آئی
سب سردار اِدھر اُدھر کے جمع ہین تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین کہ دیکھیے کون کسپر غالب آتا ہی اسی حالت
مین صبح ہوگئی دیکھا تو اُسی طرح جھڑا کا کشتی کا بندھا ہوا ہی کسی کے زور مین کمی نہین دم تک نہین پھولا تھکنا
کسکو کہتے ہین یہ دن بھی گذرا شام ہوئی غرضکہ اسی طرح پانچ شبانہ روز کشتی رہی کوئی چار گھڑی دن باقی تھا
کہ اُسوقت خورشید نے آواز دی کہ یا امیر ہوشیار ہوجیے مین زور آخر کرتا ہون امیر نے کہا بسم اللہ
خورشید نے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لیکن امیر کو بالشت بھر زمین سے اونچے ہوسکے کہ چھوٹ گئے
اب خورشید نے کہا آپ زور کیجیے اور آپ بیٹھا امیر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور زور کیا

لنگر خورشید کا توڑا پہلے زور مین کٹ گیا۔ دوسرے زور مین تا بہ سینہ لائے تیسرے زور مین سر سے بلند کیا مگر نعرہ
صاحبقرانی سے گھوڑے بھاگ گئے تھے بہت بزدلون کے جگر شق ہو گئے بہت سے بیہوش ہو گئے کتنے گھوڑے
اور آدمی صحرا کو بھاگ گئے فرعون گنبد مینائی پر تھرا گیا القصہ صاحبقران نے سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور
باندھ کر مشکین خواجہ عمرو کے حوالے کیا کہ اسے اپنے پاس اسیر غل و زنجیر رکھو عمرو خورشید کو لیگیا دلون لشکر نے
مراجعت کی بختیارک نے لقا اور فرعون شاہ سے کہا کل حال کھلجائیگا کہ خورشید حمزہ کا بیٹا ہے یا پوتا ہے لقا نے
کہا تجکو ایسی ہی سوجھتی ہے کیا واہیات بکتا ہے فرعون بولا اے لقا بختیارک عاقل ہے کہنا اسکا خلاف نہین ہوتا
یہان تو یہ گفتگو ہے مگر امیر نے شب کو آرام کیا صبح کو بارگاہ مین تشریف لائے دنگل پر جلوہ افروز ہوے تمام
سردار آ آکر اپنے اپنے دنگلون پر گرد و اطراف مین جمع ہوے امیر نے کہا خواجہ خورشید کو لاؤ عمرو خورشید
کو لایا خورشید نے بطریق ستارہ پرستان سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی خورشید بیٹھا امیر نے
طرف ساقی کے اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا ساقی نے ساغر مئے گلرنگ سامنے کیا خورشید نے امیر کو سلام کر
پی لیا اب امیر نے فرمایا اے خورشید مین نے تجکو کیونکر زیر کیا ہے کہا جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین
اُسطرح آپ نے گرفتار کیا امیر نے فرمایا اے خورشید دین اسلام اختیار کر مین تجھے مثل فرزندون کے سمجھونگا
خورشید نے کہا کہ ہمیشہ سے بزرگ میرے اسی دین پر تھے مین مسلمان نہ ہونگا امیر یہ سنکر بہت آزردہ ہوے
نور الدہر داسد سے کہا کہ بھئی تم لیجا کر خورشید کو سمجھاؤ نور الدہر کو تو ہمیشہ سے خورشید سے محبت ہے اپنے
ہمراہ خیمے مین اپنے لایا صحبت عیش برپا کی اور سمجھانا شروع کیا کہ بھئی صاحبقران نے سب کو زیر کیا ہے
تمپر کچھ مقرر نہین ہے اور ہم تم ہمسن ہین تم ہمسے یہی کہتے تھے کہ وہ دن کون سا ہوگا کہ ہمارے آپکے یکجائی
ہوگی اب خدا نے فضل کیا کہ صاحبقران با اقبال نے تمھین زیر کیا پھر اب تم دین اسلام کیون نہین اختیار
کرتے خورشید بولا اے شاہزادہ نور الدہر آپ جو کہتے ہین سب بجا اور درست ہے مگر دین اپنا نہین ترک
کیا جاتا ہے اگر مین مسلمان ہوا تو لوگ کہینگے کہ خورشید خوف جان سے مسلمان ہوا یہ ننگ مجھے گوارا نہین ہے
جان دونگا مگر مسلمان نہ ہونگا رات بھر یہی صحبت رہی خورشید نے جو اسلام سے انکار کیا تھا پھر اقرار
نہ کیا صبح کو امیر سے آکر حال بیان کیا فرمایا صاحبقران نے کہ مین ناچار ہون اور حکم کیا لیجاؤ ذو الخمار عادی
کے حوالے کرو کہ اسے قتل کرے لوگ اسے لیکر ذو الخمار عادی پاس آئے اُسنے لباس خورشید کا اُتارا ایک
ہیکل اُسکے گلے مین سے نکلی ذو الخمار نے چاہا کہ اُسے اُتارے کہ عمرو اُدھر سے آتا تھا دیکھا عمرو نے کہ
ذو الخمار نے ہیکل گلے سے خورشید کے اُتاری عمرو نے کہا اے ذو الخمار مین دیکھون اس ہیکل کو ذو الخمار نے
چاہا کہ پوشیدہ کر لون عمرو نے دوڑکر ہاتھ سے اُسکے چھینلی دیکھا تو اُسمین جواہر اعلیٰ بیش قیمت نصب ہین اور
ایک فیروزہ بہت بڑا ہے اُسپر نام حمزہ صاحبقران کا کندہ ہے یہ دیکھکر عمرو نے ذو الخمار عادی سے کہا کہ خبردار
خورشید کو ابھی قتل نہ کرنا اور خود دوڑا ہوا ہیکل لئے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا وہ ہیکل دکھائی اور کہا کہ یہ ہیکل
آپ کی ہے امیر نے فرمایا ہان یہ ہیکل میری ہے عمرو نے کہا آپکو یاد ہے کہ یہ ہیکل آپ نے کسے دی تھی امیر نے
فرمایا مجھے خوب یاد ہے کہ مین نے ملکہ گردیہ بانو کو دی تھی عمرو وہانسے گردیہ بانو پاس آیا اور پوچھا کہ یہ
ہیکل تمنے کسے دی تھی اُسنے کہا خواجہ مین نے یہ ہیکل بدیع الزمان کو پہنا دی تھی اب عمرو بدیع الزمان
پاس آیا پوچھا کہ یہ ہیکل تمنے کسے دی تھی بدیع الزمان نے کہا کہ مین نے ملکہ ماہ اختری کو دی تھی عمرو

پاس ماہ اختری کے آیا دریافت کیا کہ تمنے یہ ہیکل کسے دی تھی ماہ اختری ہیکل کو دیکھکر رونے لگی عمرو نے کہا ای ملکہ
ماہ اختری جلد بیان کرو روؤ نہین اُسنے بیان کیا کہ مین حاملہ تھی باپ میرا اختران شاہ میرے قتل پر مستعد
ہوا مین تو چھپ کر وہانسے بھاگی راستے مین وضع حمل ہوا لڑکا پیدا ہوا مین اُس لڑکے کو ایک کپڑے مین
لپیٹ کر یہ ہیکل اُسکے گلے مین پہنا کر جنگل مین چھوڑ کر بھاگی پھر مجکو نہین معلوم کہ وہ لڑکا کیا ہوا عمرو نے کہا ای
ماہ اختری تو مبارک ہو خورشید تمھارا بیٹا ہی اُسنے کہا کہ خواجہ میرا ایسا نصیبا کہان عمرو محل سے باہر آیا
صاحبقران سے تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا لاؤ اختران شاہ کو اُسی وقت چوبدار روانہ ہوا
وہان اختران شاہ جب سے خورشید زیر ہوا ہی خبر دمبدم کی منگاتا ہی ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہوئی ہی
یہانتک کہ خبر حکم قتل خورشید کی پہونچی اختران شاہ نے ارادہ کیا کہ غم مین خورشید کے جان اپنی دیدون
یکایک چوبدار صاحبقران کا پہونچا اور کہا کہ صاحبقران زمان نے تمھین جلد بلایا ہی حال خورشید کا
پوچھینگے اختران شاہ اُسی وقت سوار ہوکر خدمت صاحبقران مین آیا سلام کیا امیر نے اُسے بٹھایا خورشید
کو بھی طلب کیا عمرو خورشید کو لیے ہوے آیا جام شراب کا دور ہوا اب امیر نے اختران شاہ سے
پوچھا کہ صحیح صحیح حقیقت خورشید کی بیان کرو کہ یہ کسکا بیٹا ہی اُسنے کہا پیر و مرشد مین شکار کو گیا تھا نیچے ایک
نخل کے پہونچا دیکھا مین نے کہ لڑکے کی رونیکی آواز آئی ہی دیکھا کہ ایک کپڑے مین لپٹا ہوا ایک لڑکا
پڑا ہی گھر مین اُٹھا لایا اور پرورش کی یہ خورشید وہی ہی اور یہ ہیکل خورشید کے گلے مین تھی اور جس کپڑے مین
خورشید تھا وہ بھی موجود ہی امیر نے کہا منگاؤ اُس کپڑے کو اختران شاہ نے اُسی وقت وہ کپڑا منگایا
وہ کپڑا امیر نے پاس ملکہ ماہ اختری کے بھجوایا ملکہ ماہ اختری نے پہچانا اور کہا کہ یہ میری پیشواز کا
کپڑا ہی اب بالکل ظاہر ہو گیا کہ خورشید بدیع الزمان کا بیٹا ہی امیر نے خورشید کی طرف دیکھا کہا کہ اب تجھے
اسلام لانے مین کیا عذر ہی تم کہتے تھے میرے بزرگ دین ستارہ پرستی پر ہین اب تو ثابت ہو گیا کہ تم ہماری
اولاد ہو خورشید اُسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا امیر نے قید اُسکی دور کروائی اور بطریق اہل اسلام غسل کیا
خلعت پہنا امیر خورشید کو ہمراہ لیکر داخل محل ہوے ماہ اختری سے کہا کہ یہ تمھارا فرزند ہی ملکہ ماہ اختری نے
خورشید کو گلے سے لگایا پیار کیا سجدۂ شکر بجالائی گردیہ بانو نے بلائین لین تمام محل مین خوشی ہوئی ہر ایک نے
ماہ اختری کو مبارکباد دی خورشید باہر آیا شاہزادہ بدیع الزمان کے قدمون پر جھکا اُسنے گلے لگایا پیشانی
کو بوسہ دیا نور الدہر بغلگیر ہوا صاحبقران عالیشان نے اختران شاہ سے کہا کہ اب تم دین اسلام
قبول کرو اُسی طرح بادشاہ لشکر خورشید کے ہو وہ بھی اُسی وقت از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یا امیر
اگر حکم ہو تو جا کر اپنے لشکر کو بھی مسلمان کر کے ساتھ لے آؤن فرمایا بسم اللہ اختران شاہ اُسی وقت اپنے لشکر مین
آیا اور افسران فوج کو بلا کر کہا کہ مین تو مسلمان ہوا اگر تم سب کو میرا ساتھ دینا ہی تو تم بھی مسلمان ہو نہین جہان
چاہے رہو سب نے عرض کیا ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپ کی راے وہ ہماری راے اختران شاہ نے کلمہ تعلیم کیا
سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوے اور وہان سے اپنے اپنے رسالے مین آکر سب کو مسلمان کیا اب اختران شاہ
اپنے لشکر کو مسلمان کر کے ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا لشکر مین امیر کے عجب خوشی تھی گر غضنفر
بن اسد خورشید کے مسلمان ہونے کی خبر سنکر لشکر سے نکلگیا اور ایک درۂ کوہ مین مقام کیا ذکر اسکا بر وقت
ہوگا یہان امیر کشورگیر نے جشن کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق حاضر ہین شراب کباب سیخ

مہیا ہی جام مئے ارغوانی کا دور چل رہا ہی ایک نازنین مہر تمکین مصروف رقص و غنا ہی

غزل

آخر کو عشق کفر سے ایمان ہو گیا
آئینہ مین نہین ہون کہ حیران ہو گیا
مے تو حلال ہی جب سے ڈھب سے بادہ نوش
زاہد بھی ہم مین بیٹھ کے انسان ہو گیا
اگر دل پھٹتا ہی مجھے نزا اسہل ہی علاج
مجموعہ اپنے دل کا پریشان ہو گیا
کیا حال دل کہین کہ دم عرض مدعا
آزار میری جان کو ارمان ہو گیا

مین بت پرستیون سے مسلمان ہو گیا
قاتل نزدیک آ تھ کر رکتی ہی میری زبان
مین توبہ کر کے اور پشیمان ہو گیا
اس غنچے مین سمائی ہی وحشت برنگ بو
یا یہ بھی چاک جیب مری جان ہو گیا
حاصل ہوئے نہ تیرے خنجر کے زخم کو
تیر اعتاب خلق کا دربان ہو گیا
لوای تنو سنو کہ وہ داغ صنم پرست

کیا جا چھپ ہون کیون تری صورت کو دیکھ کر
خنجر تو اور دم کا نگہبان ہو گیا
زندان بے ریا کی ہی صحبت کسے نصیب
دل کتنی تنگیون پہ بیابان ہو گیا
حسرت کسی طرف ہی تمنا کسی طرف
سر پر ہمارے مفت کا احسان ہو گیا
امید ہی کہ بہر عیادت وہ آئینگے
مسجد مین جا کے آج مسلمان ہو گیا

غرضکہ رات بھر عجب صحبت رہی عین صحبت مین خورشید نے امیر سے کہا کہ یا صاحبقران نابکار غضنفر مجھے دغا دیکر انگوٹھی مہر و ماہ اور اسپ باد خور تیغہ رویین شگافت لیگیا ہی امیدوار ہون کہ میرا مال مجھے دلوا دیجیے امیر نے اسد سے کہا کہ بھئی غضنفر کو بلا دو خورشید کا اسباب دلوا دو عرض کیا بہت خوب اور کہا ضرغام سے کہ اے غضنفر کو دیکھو تو کہان ہی ضرغام شیر دل گیا سارے لشکر کو ڈھونڈھ مارا کہین نشان بھی لشکر غضنفر کا نہ پایا آ کر عرض کیا کہ غضنفر اپنے لوگون سمیت کہین چلا گیا جب امیر پر ظاہر ہوا کہ غضنفر لشکر مین نہین ہی خورشید سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ جسوقت وہ لشکر مین آئیگا مین اُس سے تمھارا تیغہ گھوڑا انگوٹھی سب دلوا دونگا خورشید چپ ہو رہا صبح ہو گئی صحبت جشن برخاست ہوئی سب سردار رات بھر کے جاگے ہوئے اپنے اپنے خیمون مین آ کے سو رہے مگر ہرکارون نے خبر فرعون کو پہونچائی کہ خورشید ستارہ پرست پسر بدیع الزمان ہی بختیار کے صلواۃ پڑھی اور خوب تا دھنا نا جالقا سے کہا کہ سنا آپ نے مجکو آپ واہی بناتے تھے فرعون نے کہا ای بختیار کہ تو سچا ہی مگر نقابدار قنطورہ پوش یعنے ملکہ ناہید قمر طلعت نام بیٹی ہی منور وزیر کی منسوب ہی روشن تاجدار کے ساتھ فرعون بھی ناہید پر مائل ہی اور ناہید عاشق ہی خورشید ستارہ پرست پر اسنے جو سنا کہ خورشید ہوتا ہی صاحبقران کا اُسی رات کو مع اپنے مال و اسباب آ کر خیمے مین عمرو کے داخل ہوئی عمرو نے بہت عزت و خاطر کی حال پوچھا کہ ہمشیرہ کیونکر یہان آنا ہوا کہا بھیا مین مسلمان تو جب سے ہون کہ تمنے جب سے مجکو بہن کہا اور مین عاشق ہون خورشید پر یہ آپ خوب جانتے ہین اب وہ مسلمان بھی ہوا لازم آپ کو یہ ہی کہ حق بھائی گری کا ادا کیجیے اور عقد میرا کوشش کر کے خورشید سے کروا دیجیے عمرو بولا ہمشیرہ نہ گھبراؤ بخوبی اسکا سرانجام ہو جائیگا اور سامان دعوت واسطے ناہید کے مہیا کر کے آپ خدمت مین حمزہ صاحبقران کی روانہ ہوا امیر دربار مین بیٹھے تھے کہ عمرو سامنے سے آیا سلام کیا پایہ تخت شاہی کو بوسہ دیا امیر سے عرض کیا کہ ای شہریار آپ کو معلوم ہی کہ نقابدار قنطورہ پوش یعنے ملکہ ناہید قمر نے کیسی کیسی لشکر اسلام کی مددگاری کی ہی فرمایا واقع مین ہم اُسکے ممنون ہین عرض کیا کہ وہ رات سے میرے خیمے مین آئی ہی اور مدت سے مسلمان ہی مگر خورشید پر عاشق ہی اُسی کی محبت مین چلی آئی ہی چاہتی ہی کہ عقد خورشید کے ساتھ ہو جائے امیر مخاطب ہوئے خورشید کی طرف خورشید اسد سے کہ رہا ہی کہ اسی نے مجکو تیغہ اور انگشتری اور گھوڑا دیا تھا مدت سے یہ مجپر عاشق ہی کہ امیر نے فرمایا خورشید تمھین کیا منظور ہی اسد نے کہا نانا جان یہ تو مدت سے ملکہ ناہید پر عاشق ہی

انکی تو مراد بر آئی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ اسباب شادی مہیا کرو عرض کیا بہت خوب مگر اسد نے امیر کشور گیر سے
عرض کیا کہ زبور شاہ مدت سے قید ہی فرمایا کہ حاضر کرو اسی وقت ضرغام شیردل قید زبور شاہ کی لایا امیر نے
تلقین بدین اسلام کیا وہ از روے ترس مسلمان ہوا امیر نے خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ اسکے لیے استادہ ہوا
یہ کافر رات کو بھاگ کر چلا گیا صبح کو خبر امیر کو ہوئی صاحبقران بہت رنجیدہ ہوے فرمایا کہاں جائیگا لیکن
ہرکاروں نے خبر ملکہ ناہید قمر طلعت کی فرعون شاہ کو پہونچائی کہ داخل لشکر اسلام ہی اور خورشید کے
ساتھ شادی کی تیاری ہی فرعون نے منور وزیر کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تمھاری بیٹی نے کیا کیا منور وزیر
تو غیرت دار ہی سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے کہا اے وزیر اعظم کچھ تمھارے اوپر یہ نئی نہین ہوئی ہی لقا
خداے باختر کی دو بیٹیون کو خدا پرست لیگئے فرامرز بن نوشیروان بیٹھے ہین انکی بہن کو حمزہ لیگیا تم ہرگز
اسکا ملال نہ کرو منور وزیر صاحب غیرت ہی بختیارک کو کچھ جواب نہ دیا چپکا وہاں سے اٹھکر ایک گوشے مین آیا
خنجر نکالکر سینے پر زور کیا کہ پشت کے پار گذر گیا زمین پر گرا تڑپنے لگا آخر دم بھر مین تمام ہو گیا جب کچھ لوگ
ادھر سے آے لاشہ اسکا پڑے دیکھا اٹھا کر پاس فرعون کے لاے فرعون کو بڑا صدمہ ہوا لاشہ اسکا گھر مین
اسکے بھجوا دیا ناموس مین اسکے کہرام پڑ گیا مگر بیٹا فرعون شاہ کا روشن تاجدار خبر ملکہ ناہید قمر طلعت کی
سنکر لشکر صاحبقران مین چلیگئی زہر کا پیالہ تیار کیا چاہتا تھا کہ پیے ادھر سے ایک عیار آتا تھا اسنے دوڑ کر
پیالہ ہاتھ سے لیلیا اور خبر فرعون کو دی فرعون نے روشن تاجدار کو بلایا گلے سے لگایا دلاسا دیا کہ مین
تیری معشوقہ کو منگا دونگا تو اپنی جان نہ دے اور لقا سے کہا کہ یہ فرقہ خدا پرست عجب طرح کا ہی کہ میری الٰہی
کا لحاظ کیا دیکھو کیسا اپنا غضب آخر نازل کرتا ہون بختیارک بولا یا خداوند میری صلاح پر عمل کیجیے تو عروس
مطلب فرعون بولا کہ بعض لوح خدائی کے ہین اسکی تقدیر مین نے تیرے اوپر مقرر کی ہو کیا صلاح ہی اسنے کہا
کہ آپ نامہ حمزہ کو لکھیے کہ ناہید منسوب ہی روشن تاجدار کے ساتھ اور کسی مذہب مین روا نہین ہی
کہ زن شوہر دار کی شادی دوسرے مرد کے ساتھ ہو اگر تو بہادر ہی اور دعوی مردی کا رکھتا ہی تو ملکہ
ناہید قمر طلعت کو سوار کرکے بھیجدے اور اگر دعوی بہادری کا نہین ہی تو تو چوڑیاں پہنکر عورتون مین
بیٹھ بس یہ نامہ پڑھکر حمزہ آگ ہو جائیگا اور ناہید کو سوار کرکے بھیجیگا اور آپ نامہ روشن تاجدار
کو دیکر روانہ فرمائیے فرعون یہ سنکر خوش ہوا بختیارک کو گلے سے لگایا اور نامہ لکھوا کر روشن تاجدار
کو دیا بختیارک سے کہا ایسا نہ ہو حمزہ غصے مین آکر روشن تاجدار کو مار ڈالے بختیارک نے کہا
حمزہ بہادر ہی کبھی ایسا نہ کریگا فرعون نے یہ سنکر روشن تاجدار کو روانہ کیا یہاں جاسوسون نے
خبر عمرو کو پہونچائی کہ بختیارک نے ایسا کچھ لکھوا کر روشن تاجدار کے ہاتھ نامہ فرعون کی طرف سے بھجوایا ہی
عمرو اپنے خیمے سے بارگاہ صاحبقران مین آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ اے شہریار ایک عرض ہی امیر نے
فرمایا کہو عمرو نے کہا کہ بختیارک کے ورغلانے سے فرعون نے روشن تاجدار کو بھیجا ہی وہ آپ کے
پاس آتا ہی یہ مقدمہ عورت کا ہی اے شہریار زن مسلمہ کافر کو دیدینا کس طرح درست ہی اور ناہید یہاں سے
زندہ نہ جائیگی امیر نے فرمایا خواجہ مین ایسا نادان نہین ہون تم اسے آنے تو دو کہ بعد دو گھڑی کے
چوبداروں نے آکر عرض کیا کہ بیٹا فرعون کا بہ رسم ایلچی گری آتا ہی فرمایا آنے دو روشن تاجدار سامنے آیا بطریق
فرعون پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام تک نہ دیا ڈنگل آہنی بیٹھنے کو ملا امیر نے ساقی کو اشارہ کیا

که دے اسے جام شراب کا ساقی نے بمجرد حکم جام لبریز کرکے دیا روشن تاجدار نے کئی جام پیے اور نامہ نکالکر
امیر با توقیر کے ہاتھ مین دیا امیر جو نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوے مارے غصے کے تھر تھر کانپنے لگے فرمایا کہ
اے عزیز اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو مین بہت بُری طرح پیش آتا میرا کوئی بیٹا پوتا ناہید کو تیرے گھر سے نکال نہین لایا
وہ مدت سے مسلمان تھی میرے لشکر مین چلی آئی مین نا انصاف نہین ہون کہ تجھ کافر کو اُسے حوالے کردون مگر تیرے
آنے سے اتنا کرتا ہون کہ مین اُسکو محافے مین سوار کرکے میدان مین بھیجدونگا تو طبل جنگ بجوا کر میدان مین نکل ادھر
سے خورشید تیرے مقابلے کو آئیگا جو غالب ہو وہ محافہ ناہید کا اُٹھوا لیجاے روشن تاجدار نے کہا کہ مجھے
منظور ہے یہ کہکر وہانسے اُٹھا اور فرعون پاس آکر سب حال بیان کیا اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے مین نے تقدیر کی کہ
تو خورشید کو ماریگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ زرنہی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی خبر
امیر کشور گیر کو ہوئی یہان بھی طبل جنگ بجا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر جرار آکے
میدان مصاف ہوے محافہ ملکہ ناہید قمر طلعت کا میدان مین آیا فرعون گنبد مینائی پر بیٹھا بادشاہ اسلام
اُسی دمدمے پر متمکن ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر نکلگئے روشن تاجدار میدان
مین نکلکر پکارا کہ جو طالب عروس ہو وہ آوے میرے مقابلے کو تاکہ اُسے عروس اجل سے ہمکنار کرون خورشید
مرکب کو جیکا کر سامنے روشن تاجدار کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی خورشید نے چند طعن مین نیزہ
روشن تاجدار کا ہوائی کیا اُسنے خشمناک ہوکر تلوار ماری خورشید نے باسبب سپر پر رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار
کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ وہ روشن تاجدار مارا گیا دو غلام تھے اُسکے نام ایک کا قابض
دوسرے کا مبارک تھا دونون تلوارین کھینچکر دوڑے اور چپ و راست خورشید کے آکر وار کیا خورشید نے
کلائیون پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوارین چھینکر پھینکدین گردن مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھالیا اور تلقین بدین
اسلام کیا جب اُنھون نے نہ مانا تو سر ٹکرا دیے کہ بھیجے باہر نکل پڑے پھر مبارز طلب کیا معاذ زرہ پوش نکلا
بعد گفتگو معاذ نے حلقہاے کمند درست کرکے آنکھ بچاکر خورشید پر مارے کہ ساتون حلقے گردن مین خورشید
کے پڑے معاذ نے کھینچا کہ کوکب عیار خورشید کا دیکھ رہا تھا کہ میرے آقا کو اسنے بمکر کمند مین گرفتار کیا
غضب ہوا ایک تیر جو تاک کر اُسپر مارا کہ سینے پر معاذ کے پڑا پشت سے پار گذر گیا گر کر تڑپنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے جہنم واصل ہوا بھوق عاد نے دیکھا کہ میرے بھائی کو اس عیار نے مارا جلدی سے دوڑکر خنجر کوکب پر مارا
کوکب نے خالی دیا اور اپنا خنجر اُسپر مارا کہ پشت سے پار گذر گیا وہ بھی گر کر تڑپنے لگا اور جہنم واصل ہوا
وسواس عیار نے جو یہ تماشا دیکھا پشت پر سے کوکب کے آکر کمند ماری اور چاہا کہ کھینچے اور گرادے
کہ مہتر قران حبشی دوڑ پڑا مثل باد صرصر کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او کافر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر اور
بغدہ کمر پر اُسکی مارا کہ وہ جہنم واصل ہوا دوپہر ڈھل چکی تھی کہ گرد و غبار کا نتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار
کردیا جسوقت گرد شق ہوئی تو چھ سو علم ماہی پیکر نشان چھ لاکھ سوار کا نمایان ہوے اور جلوس سواری کا
گذرا بعد سب کے داراب کشور کشا مالک اژدر ہمراہ نمودار ہوا جسوقت لشکر داراب کا میدان مین
پہونچکر ایک جانب قایم ہوا مالک اژدر نے داراب سے کہا کہ بس اب مین خدمت مین اپنے آقاے نامدار
کی جاتا ہون اور رخصت ہوکر پاس امیر کشور گیر کی آیا قدمبوس ہوا بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے مالک کو گلے
لگایا اور بہت شفقت فرمائی کہ یکایک اور گرد اُڑی اور آن واحد مین قریب آکر شق ہوئی اور چار سو علم

نشانہ چارلاکھ سوار کا نمایان ہوئے بعد اُن سب کے تورج ماہ پرست مرکب پر سوار میدان مین پہونچا ایک طرف اپنے لشکر سمیت اُترا خیمہ بارگاہین استادہ ہوئین تورج اپنی بارگاہ مین آیا داراب نے اپنی بارگاہ مین آکر قرار لیا شام ہوگئی تھی طبل بازگشت بجا امیر بھی مع لشکر میدان سے پھرے اُدھر فرعون بیٹے کے غم مین کمال پریشان پھرا لیکن یہان امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مین پہلے عقد خورشید کا ناہید قمر طلعت سے کرلون کیونکہ جنگ و جدل تو ہوا ہی کریگی عمرو نے کہا حکم کی دیر ہی سب سامان موجود ہی اُسی وقت تیاری ہوئی خورشید نے ماجھا پہنا امیر نے داراب اور تورج کو بُلاکر شریک شادی کیا برات کے دن امیر نے بہت سامان کیا کہ تمام درخت صحرا کے تمامی سے منڈھوا ے اور قندیلین لٹکوائین ہر طرف چراغان کی تیاری ایسی تھی کہ معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہوئی ہی غرضکہ صحبت عیش و طرب آراستہ ہوئی نازنینان حور پیکر آکر مصروف رقص و غنا ہوئین داراب و تورج بھی آے شریک محفل ہوے صبح کو برات گئی خورشید ناہید کو بیاہ کر حجلہ عروسی مین لایا گوہر مقصد حاصل کیا ناہید اُسی روز حاملہ ہوئی اس سے لڑکا پیدا ہوگا تورج نامے مین اُس سے بڑے بڑے کام ہونگے بعد شادی کے داراب صاحبقران سے رخصت ہوا اور کہا کہ مین اپنی آزمائش آپ سے کرونگا فرمایا بہتر کیا مضائقہ ہی داراب نے اپنے لشکر مین پہونچتے ہی طبل جنگ بجوا دیا اُدھر امیر کے لشکر مین کوس حربی بجا اور لشکر دن مین بھی نقارہ رزمی بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو چارون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دیکر چلے گئے داراب کشور شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا کہ یا امیر آئیے آج میرے آپ کے فیصلہ ہوجاے یا آپ صاحبقران ہین یا مین ہون امیر نے اشقر کو بڑھایا سامنے تخت بادشاہی کے آئے امیر گھوڑے سے اُترے بادشاہ نے تخت نیچے رکھوا دیا غرضکہ امیر اجازت لیکر سامنے داراب کے آئے داراب نے سلام کیا بعد از گفتگو داراب نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے تا دیر نیزہ بازی رہی امیر بند باندھتے ہین داراب کھولتا ہی داراب بند باندھتا ہی تو امیر کھولتے ہین ایک مقام پر امیر نے نیزہ داراب کا ہوا ئی کیا داراب نے گرز مارا امیر نے گرز کو گرز پر روکا یہ معلوم ہوا کہ کوہ پر کوہ دے مارا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی تق گرد کا اُٹھا امیر چھپ گئے ہر بن مُنہ سے پسینہ جاری ہوا اشقر زمین مین دھنس گیا عمرو دوڑا گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے آیا پکارا یا امیر ہوشیار ہوجیے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہی امیر نے آنکھین کھولدین کہا خواجہ واقع مین داراب نہایت زبردست ہی اشقر کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا اب امیر نے ہوشیار باش کہکر گرز اپنا داراب پر مارا داراب نے بھی گرز امیر کا گرز پر روکا کہ آواز تڑاقے کی بلند ہوئی تق گرد اُٹھا کہ داراب چھپ گیا فتاح عیار دوڑ کر اندر گرد کے گھسا دیکھا تو داراب بیہوش کھڑا ہی مُنہ پر پانی کا چھینٹا دیا داراب کو ہوش آیا دیکھا تو مرکب غرق زمین ہی اشارہ کیا کہ گھوڑا اتنی دیر مین سرد بھی ہوچکا تھا دیکھا داراب نے کہ گھوڑا مارا گیا تلوار کھینچکر طرف امیر کے دوڑا کہ گھوڑے کو امیر کے پی کردن امیر اُسے آتے دیکھکر خود بھی گھوڑے سے کود ے داراب امیر کو پیادہ دیکھکر ہتھیار رکھکر دوڑا اُدھر سے امیر چلے لگی کشتی ہونے سب لشکر آگے بڑھ آے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوے دوسرا دن ہوا وہی کیفیت تھی یہانتک کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی چھٹے دن امیر نے لنگر داراب کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چار دن سنانے چت گرا کود کر چھاتی پر مشکین باندھکر عمرو کے سپرد کیا طبل بازگشت بجوا کر

میدان سے پھرے لشکر داراب کا نہایت اُداس کمال پریشان پھر گیا اُدھر فرعون دلقا داخل فرعونیہ ہوئے
امیر نے آکر خاصہ نوش کر کے آرام کیا صبح کو بارگاہ مین تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کر کے دنگل شوکت پر متمکن ہوئے
اور عمرو سے کہا لاؤ داراب کو عمرو نے داراب کو لاکر سامنے موجود کیا داراب نے بطریق آب پرستان
سلام کیا امیر نے کرسی جواہر نگار پر اُسے بٹھایا اور زبان معجز بیان سے ارشاد کیا کہ ہمنے کیونکر تمہین زیر کیا داراب
نے کہا جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ تم کسکے فرزند ہو سچ بیان کرو عرض کیا کہ مین بیٹا ہون
سکندر رگا فر کا باپ میرا شہر کشوریہ مین موجود ہی امیر نے فرمایا ای داراب تو ہماری اولاد مین سے ہی سکندر کا
بیٹا تو نہین ہی کہا کہ جسکا باپ زندہ ہو اُسے حرام کا نہین کہتے ہین باپ میرا موجود ہی امیر نے ارشاد کیا ای داراب
بدیع الزمان کو بھی ایک دھوبی نے پالا تھا آخر تحقیق کیا تو میرا فرزند ثابت ہوا داراب نے کہا ہو گا اب امیر
با توقیر نے کشور شاہ کو بُلایا اُس سے پوچھا کہ داراب کسکا بیٹا ہی اُسنے عرض کیا مین اتنا ہی جانتا ہون کہ
داراب سکندر کا بیٹا ہی امیر نے قمرزاد سے کہا کہ تم اپنے دیوون مین سے ایک دیو تیز پر کو بلاؤ قمرزاد نے اُسوقت
بلایا دیو حاضر ہوا امیر نے دیو سے فرمایا کہ یہان سے شہر کشوریہ مین جاکر سکندر رگا فر کو لے آ دیو نے عرض کیا کہ
مین اُسے کیا جانون کیونکر پہچانون فتاح عیار داراب کا موجود تھا اُسنے کہا مین چلتا ہون سکندر کو لیے
آتا ہون امیر نے فرمایا بہت بہتر ہی دیو فتاح کو لیکر شہر کشوریہ مین آیا سکندر رگا فر سے ملاقات ہوئی اُسنے
فتاح کو بیٹا سمجھکر گلے سے لگایا حال داراب کا پوچھا فتاح نے تمام حال بیان کیا اور کہا چلو حمزہ صاحبقران
نے تمہین بُلایا ہی جو کچھ راست راست ہو سامنے صاحبقران کے بیان کرنا اُسنے کہا ای فرزند ایسا ہی کرونگا اور
صندوق اپنے ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اسلام کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا امیر نے فرمایا ای
سکندر تو سچ سچ حال کہ کہ داراب تیرا بیٹا ہی اُسنے کہا ای شہریار مین نے اسے پالا ہی سب اپنی دولت اسپر
صرف کی ہی فرمایا کہ یہ کیونکر تیرے ہاتھ آیا کہ تو نے پالا اُسنے عرض کیا کہ شہریار ایک روز مین سویرے سے دریا گیا
کپڑے دھو رہا تھا کہ دیکھا مین نے ایک صندوق بہا چلا آتا ہی مین نے اُس صندوق کو دریا سے نکالا اور گھر مین
لاکر جو کھولا تو دو لڑکے اُسمین سے نکلے کہ نال بھی اُنکی نہ کٹی تھی مین نے دائی کو بلایا نال کٹوائی دودھ پلائیان رکھین
پرورش کرنا شروع کیا اور اُس صندوق مین ایک سفارشنامہ بھی تھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ جو کوئی ان لڑکون کو
پالے اور مثل فرزندون کے رکھے وہ فیضیاب ہو گا کہ یہ لڑکے خاندان عالی سے ہین ای شہریار مین نے انکے پڑھانے
لکھانے مین بہت سا اپنا مال و دولت صرف کیا ہی اپنی جان سے زیادہ انھین عزیز رکھتا تھا فرمایا وہ سفارشنامہ
کہان ہی اُسنے صندوق سے نکالکر امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے فرمایا کہ صاحبو اس خط کو پہچانو کہ کسکے ہاتھ کا خط
ہی طہماس پکارا یہ خط میری بہن کا ہی امیر نے عمرو سے کہا کہ یہ خط لیجا کر صنوبر بانو کو دکھاؤ عمرو اندر گیا اور وہ
خط صنوبر بانو کو دکھایا اُسنے کہا واقع مین یہ خط میرا لکھا ہوا ہی مین اُلٹہ تھی جسوقت وضع حمل ہوا تو باپ کے
خوف سے مین نے لڑکے کو صندوق مین بند کر کے سفارشنامہ رکھکر دریا مین بہا دیا تھا اور دوسرا لڑکا خواجہ
تمہارا ہی کہ شگوفہ سے پیدا ہوا ہی عمرو نے صنوبر بانو سے کہا کہ مبارک ہو داراب تمہارا فرزند ہی ادھر
امیر سے آکر تمام حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے داراب کو گلے سے لگایا قید اُسکی دور کی عمرو نے
فتاح کو پیار کیا کشور شاہ مسلمان ہوا سکندر رگا فر بھی اسلام لایا امیر نے جشن کیا چراغان کی تیاری
کی گئی صحبت رقص و غنا آراستہ ہوئی سردار دورہ باندھ کر بیٹھے ایک نازنین نے یہ غزل جناب نواب

لاڈلے مرزا صاحب بنارسی کی گانا شروع کی غزل ؛ | وصل کا اسدم سمان دکھلائین آپ

ہم کہین کچھ اور شرما جائین آپ
ہم ابھی گردن جھکا دین پھر قتل
روغن بادام وان جلوائین آپ
ہو مزا عاشق سے چھپنے کا جبھی
غیر سے جوڑا اگر کھلوائین آپ

سرخ جوڑا پھر پہنکر آئین آپ
تیغ کھینچے سامنے تو آئین آپ
وصل مین اسدم حیا کا ہو مزہ
بنکے عنقا حشر مین بھی آئین آپ
ہی پریشان حال شیدا اسقدر

حسرتون کا خون پھر کرجائین آپ
کشتۂ چشم سیہ چشمان ہین دفن
شرم بھی آئے اگر شرما جائین آپ
زندگی کیونکر نہ ہو میری وبال
یا علی پھر مدد اب آئین آپ

غرضکہ اسطرح وہ نازنین یہ غزل گائی کہ سمان بندھ گیا یہان تو جشن ہی وہان خبر فرعون کو پہونچی کہ داراب کا لشکر لشکر حمزہ کے شریک ہوا اور داراب بیٹا امیر کا ہی فرعون نے لقا سے کہا کہ حریف دن پر دن زور پکڑتا جاتا ہی جلد طبل جنگ بجواؤ کہ انکا کام تمام کرون لقا نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارے خبر لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوے دعا و ثنائے بادشاہی بجالا کر عرض کیا کہ لشکر فرعون مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا بہادر آراستگی مین مصروف ہوے حربہ ہاے جنگ کو درست کرنے لگے غرضکہ چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے میدان نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر ہٹنے لگے ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ دریا کی طرف سے ایک آندھی اُٹھی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان نمودار ہوا اُسپر ایک ساحرہ زشت رو کریہ منظر سیاہ فام سوار اور چار تلوارین اُسکے سر پر چمکتی ہوئین نمایان ہوئی آن واحد مین قریب پہونچی ہرکارون نے یہ خبر دریافت کرکے فرعون کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ یہ بہن ہی ساحر شمشش کی شور انگیز جادو اسکا نام ہی فرعون یہ سنکر بہت خوش ہوا لقا سے کہا جاؤ استقبال کرکے لاؤ لقا وہان سے چلا جب قریب شور انگیز جادو کے پہونچا وہ پکاری ای عزیز میرے قریب نہ آنا نہین تو مارا پڑیگا فرعون سے کہدینا کہ مین خداپرستون سے مقابلہ کرلون تو آپکی خدمت مین آتی ہون لقا تو اُدھر پھر گیا یہ لکاتہ میدان مین آئی بعد تھوڑی دیر کے پکاری کہ ای گروہ خداپرستان تمنے ساحر شمشش کو نہین معلوم کیونکر مارا اگر اُسکے عوض مین تم سب کو نہ مارا ہوگا تو اپنا نام ملکہ شور انگیز جادو نہ پایا ہوگا آؤ میرے مقابلے کو دیکھو کیا ہوتا ہی بہزاد طوسی اجازت لیکر میدان مین آیا وہ دور سے پکاری کہ ای عزیز اگر زیست اپنی چاہتا ہی تو فرعون کو سجدہ کر بہزاد پکارا او مردار کیا بکتی ہی یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ شور انگیز نے اشارہ کیا وہ تلوارین جو اُسکے سر پر چمکتی تھین ایک تلوار بہزاد پر گری کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوا دھڑ اُس بیچارے کا زمین پر تڑپنے لگا وہ مرد مسلمان شہید ہوا دوسری جانب لشکر تورج کا تھا وہ لکاتہ اُدھر رخ کرکے پکاری کہ ہی کوئی تم مین کہ آسے میرے مقابلے کو ہژبر نامے ایک پہلوان تھا اُسے جوش شجاعت یکہ قضا دامنگیر ہوئی سیفول شاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا اُسی طرح اُسکا نہ سے تلوار کو اشارہ کیا سر پہ ہژبر کے پڑی کہ دو ٹکڑے ہوے وہ بھی مانند بہزاد کے مارا گیا شور انگیز پکاری کہ ای خداپرستو ای باہ پرستو اگر تمنے کل آکر فرعون کو سجدہ کیا فبہا نہین تو تم سب کو قتل کرونگی یہ کہکر طبل بازگشت بجا کر پھر گئی فرعون شاہ سے ملازمت حاصل کی صحبت عیش آراستہ ہوئی مختیار کہ تھے اُٹھکر سلام کیا شور انگیز وضع اُسکی دیکھکر بہت ہنسی نام پوچھکر اور زیادہ ہنسی اور کہا ملک جی تم تک صحبت

بختیارک بولا جب ساحر شمشش مارے گئے تھے اُسوقت آپ کہان تھین اُسنے کہا کہ مین ظلمات مین گئی ہوئی تھی
بختیارک نے کہا ای ملکہ شور انگیز کیا بیان کرون کہ ساحر شمشش کس خرابی سے مارے گئے دریا کے اندر نہنگ بنے
ہوے پھر رہے تھے مرشد دریا مین گھسکر اُنکو پکڑ لاے اور تیشہ بلا کر مار ڈالا جادوگر کے تو جان کے دشمن ہین
شور انگیز نے کہا ملک جی مین تدبیر سے اُسے گرفتار کرونگی مین تو میدان مین دکھائی وہ عیار دکھائی نہ دیا بختیارک
نے کہا کہ وہ حریف کو دیکھکر غائب ہو جاتے ہین مگر عجب بلا ہین شور انگیز بولی کہ ملک جی سب کو مار دونگی بختیارک نے
کہا کہ خدا پرست سب پر غالب آے ہین شور انگیز نے کہا کس باعث سے بختیارک بولا ایک تو حمزہ مالک
اسم اعظم باطل السحر ہی دوسرے عمرو سر برندۂ جادوگران ہے شور انگیز نے کہا اسم اعظم تو آج ہی بند کیے لیتی ہون
اور عمرو جسوقت ہاتھ آجائیگا اُسے گرفتار کرونگی بختیارک نے کہا کچھ کرو خدا پرست تمھین زندہ نہ چھوڑینگے وہ لعین
نے کہا کیا بکتا ہی القصہ شور انگیز نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز
نقارے کی گرجی خبر لشکر امیر مین ہوئی کہ شور انگیز جادو نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی یہان بھی طبل جنگ
بجا لیکن لشکر مین ایک انتشار ہو گیا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی ایک ایک سے گلے ملنے لگا خطا بخشوانے لگا ہر شخص
آمادۂ مرگ و مہیاے قضا تھا الیقین کامل تھا کہ جان نہ بچیگی یہان تو یہ حال وہان شور انگیز جادو طبل جنگ بجوا کر رات
کو ہوم خانے مین آئی اور ایک پتلہ موم کا بنا کر اُسکے منہ اور دل پر سوئیان مارکے شیشے مین بند کیا وہ پھر رات گئے
خواب مرگ مین گرفتار ہوئی ادھر امیر کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا کیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر چلے گئے تھے کہ شور انگیز جادو میدان مین آئی
مبارز طلب کیا ادھر سے مالاگر دفرنگی رفیق قدیم شاہزادۂ عملشاہ رومی بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا
قریب اُسکے نہ پہونچا تھا کہ شور انگیز جادو نے اشارہ کیا تلوار چمک کر سر پر گری کہ وہ مرد مسلمان شہید ہوا اسیطرح
بہت سے اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوے امیر کا اسم اعظم بند ہی کوئی مقابلے کے لیے اُنھین جانے نہین
دیتا سب رکاب سے لپٹے ہوے ہین یہ لکاتہ مبارز طلبی کر رہی ہی بادشاہ دعا مانگ رہے ہین عجب غلغلہ ہی
برا ہند ہی کوئی مقابلے کو نہین آتا شور انگیز پکاری ای خدا پرستو اگر تم نہین آتے تو مین پھر آتی ہون اور چاہا اُسنے
کہ اپنے اژدہے کو بڑھاے لشکر اسلام پر جاے کہ صحراے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز بوق کی کان
مین آئی غضنفر بن اسد بیس ہزار قزاقون سے پہونچا لاشے اہل اسلام کے سامنے پڑے دیکھے غیظ و غضب
طاری ہوا مرکب اُڑا کر اُسکے مقابلے کو چلا اور نعرہ کیا کہ حریف تیرا مین موجود ہون آیا مین تختیارک نے
لقا سے کہا کہ یہ لکاتہ ماری گئی اب نہین بچتی لقا بولا حمزہ تو اسکے مقابلے کو آتا نہین یہ دیوانہ کیا کریگا بختیارک
بولا دیکھیے کیا ہوتا ہی مگر اسد و کرب گھوڑے اُٹھا کر دوڑے اور غضنفر سے کہا کہ خبردار اسکے مقابلے کو
نہ جانا اگر قریب پہونچیگا مارا جائیگا دیکھو کہ امیر کشور گیر بھی اُسکے مقابلے کو نہین جاتے ہین غضنفر نے کہا حضور
تشریف لیجائین مین جاکر اسے مارے ڈالتا ہون سحر اسکا مجھپر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر شور انگیز کی طرف روانہ ہوا نعرہ کیا
کہ او قحبہ آیا مین تیری خدمت گذاری کو شور انگیز پکار رہی نزدیک تو آ غضنفر قریب اُسکے گیا شور انگیز نے
تلوار کو اشارہ کیا تلوار چمککر چلی تھی کہ غضنفر نے اسپ بادخور کو اُڑایا اور تلوار پر عکس انگشتری مہر وماہ کا
ڈالکر پکڑ لی اور سامنے شور انگیز کے گھٹنے پر رکھکر زور کیا کہ تلوار کے دو ٹکڑے ہوے اور پھر مرکب اُڑا کر
آسمان پر گیا دوسری تلوار لایا اور توڑ ڈالی اسی طرح چارون تلوارین جو سر پر اُس لکاتہ کے تھین انکو

توڑ ڈالا اور نعرہ کیا کہ او قحبہ خیر جو کچھ تو نے کیا وہ کیا اب بھی باز آ اپنے فعل سے اُسنے کہا تو بھی ساحر معلوم ہوتا ہے
غضنفر بولا مین ساحر پر لعنت کرتا ہون لیکن ساحر کش ہون یہ کہکر تلوار کھینچکر دوڑا اُسنے اپنے بال نوچکر سحر کر کے
پھینکے وہ اژدہے بنکر دوڑے غضنفر نے عکس انگشتری کا ڈالا کہ وہ سب ہیئت اصلی پر آگئے کسی نے غضنفر
کو گزند نہ پہونچائی اب غضنفر قریب اُسکے پہونچ گیا شور انگیز بیتاب ہوکر بھاگی اسم سحر کا دم کیا کہ دونون
بازوون سے پر پیدا ہوے اُڑکر آسمان کو چلی غضنفر نے دیکھا کہ یہ نکلی جاتی ہے اسپ باد خور کو اشارہ کیا وہ بھی
اُڑکر چلا عقب مین شور انگیز کے روانہ ہوا شور انگیز ہرچند اپنے کو بچایا کچھ نہ ہوا غضنفر سر پر پہونچگیا اور ہاتھ
تیغہ رو مین شگاف کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے غضنفر زمین پر اُترا آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آوازین
مہیب پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من ملکہ شور انگیز جادو بود حیف جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اسد نے دوڑکر
غضنفر کو گلے سے لگایا صاحبقران نہایت خوش ہوے خورشید بھی دوڑکر لپٹ گیا کہ بھی کیا کار نمایان تمنے کیا
یہ انگوٹھی تلوار گھوڑا مین نے بخوشی تمہین دیا اب تم کچھ خیال دل مین نہ کرنا اور اپنے ساتھ خدمت صاحبقران
مین لایا امیر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا فرعون دلشاد منظر پریشان
پھر گئے مگر تورج ماہ پرست نے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی
ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کیا کہ لشکر
مین تورج ماہ پرست کے طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے طبل جنگی
اُسی وقت کوس حربی بجا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و
قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر چلے گئے تھے کہ تورج ماہ پرست مرکب بڑھا کر سیقول شاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اور للکارا کہ ای شاہان و ای شہریاران مین اپنے میدان مین سوا حمزہ
صاحبقران کے اور کسی کو نہین چاہتا کہ مقابلے کو میرے آئے اور اگر حمزہ مقابلے سے میرے خائف ہو تو
اسباب صاحبقرانی بھیجدے مانند بارگاہ سلیمانی و علم اژدہا پیکر و طبل اسکندری وغیرہ کے امیر یہ آوازہ
سنتے ہی بغیر اجازت بادشاہ مرکب اُڑا کر دوڑ پڑے کہ آیا مین تورج تکاور زن ہوا اور کہا کہ آفرین صد آفرین
کہ اس ضعیفی مین آپ کو یہ حرارت ہے مگر مین آپ کا حربہ دیکھون کہ کیسا ہے فرمایا کہ مین نے کبھی پیشدستی نہین کی
تورج نے نیزہ صاحبقران پر مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک مقام پر امیر نے
نیزہ تورج کا ہوائی کیا تورج نے غیظ و غضب مین آکر گرز مارا امیر نے وہ بھی رد کیا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی اُس
سے بھی مطلب حاصل نہ ہوا دونون مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن امیر
نے لنگر تورج کا توڑا سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا اور باندھکر عمرو کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجا کر مراجعت فرمائی داخل بارگاہ ہوے دربار نہ کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا صبح کو آکر بارگاہ مین بیٹھے عمرو سے
فرمایا کہ لاؤ تورج کو عمرو اُسی وقت لایا تورج نے بطریق ماہ پرستان سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی
اور پوچھا کہ ای تورج تو کسکا فرزند ہے عرض کیا کہ سیقول شاہ کا بیٹا ہون حکم کیا کہ لاؤ سیقول شاہ کو جب وہ
آیا سلام کیا امیر نے بعزت تمام اُسے بٹھایا اور فرمایا کہ ای سیقول شاہ سچ سچ کہو کہ تورج کسکا بیٹا ہے اور اگر
جھوٹ کہا تو ابھی دیو کو اشارہ کرونگا کہ وہ کھا لیگا سیقول شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار مین شکار کے
واسطے گیا تھا وادی سنہ کردہ مین پہونچا ایک زن جمیلہ کو دیکھا کہ گود مین اس لڑکے کو لیے ہوے بیٹھی ہے مین تنہا اُسکے پاس گیا

اور پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ لڑکا کسکا ہے اُسنے کہا کہ اگر تو حال میرا کسی سے بیان نہ کرے تو مین کہون مین نے قسم کھائی
کہ مین ہرگز کسی سے نہ کہونگا اُسوقت اُسنے کہا کہ مین زوجہ ہون ہاشم تیغزن کی حیات بانو میرا نام ہے یہ لڑکا
ہاشم تیغزن کا ہے مین اُس عورت کو اپنے گھر مین لیگیا بہت اچھی طرح سے رکھا از بسکہ اُسنے ایذا بہت اُٹھائی تھی
بہت ناتوان ہوگئی تھی تین روز زندہ رہی آخر کو مر گئی اُسے دفن کر دیا اور اس لڑکے کو بجاے فرزند پالا تورج
نام رکھا صاحبقران نے جو حال سُنا بہت خوش ہوے اُسی وقت قید تورج کی دور کی اُسے گلے سے لگایا اور
پیشانی کو بوسہ دیا خلعت سلیمانی پہنایا ہاشم تیغزن کو نہایت شادی ہوئی فرزند کو گلے سے لگایا امیر نے
سیقول شاہ سے کہا کہ تم دین اسلام قبول کرو اب بھی تورج کو تم اپنا فرزند جانو سیقول شاہ از سر صدق
مسلمان ہوا تمام لشکر کو مسلمان کیا شریک اہل اسلام ہوا امیر نے صحبت عیش برپا کی ہرکارون نے یہ خبر
زمرد شاہ اور فرعون شاہ کو پہنچائی کہ تورج بھی حمزہ کا پوتا ہے حکم کیا کہ بجے نقارۂ رزمی خبر امیر کو ہوئی کہ
لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے لشکر مین بھی بہ تائید ایزدی کوس حربی بجے اُسی وقت
نقارۂ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوے فرعون [illegible]
پر آکر بیٹھا لقا فوج کو لیکر نیچے کھڑا ہوا ادھر بادشاہ اسلام دمدمے پر جلوہ افروز ہوے امیر نیچے دمدمے کے
مع لشکر صفین باندھکر کھڑے ہوے میدان تیار ہوا نقیب نقیب دیگر چلے گئے کہ لشکر فرعون سے نقابدار
زرہ پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا خورشید یزدان پرست اپنے گھوڑے کو اُڑا کر اُسکے مقابل ہوا
بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غضبناک ہو کر تیغہ مارا خورشید نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا لیکن گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا دستانہ دار تلوار جھنا کر
نکل گئی سر سے چادر خون کی باہر آئی چاہا اُسنے کہ دوسری تلوار مارے کہ تورج دوڑ پڑا کہ او کافر
خبردار اب زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا اور آکر سامنا کیا خورشید کو پھیر دیا اُسنے کہا کہ ای خدا پرست تو نے شکار
کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اب تجکو پہلے مار لون تو پھر سمجھ لونگا یہ کہکر وہی تیغہ تورج پر مارا تورج نے سپر پر روکا
اُسکے عوض مین اپنی تلوار اُس کافر پر ماری اُسنے پشت تیغ پر روکی اب رد و بدل ہونے لگی دو گھڑی تک
خوب تلوار چلی ایک مقام پر گھوڑے نے تورج کے سکندری کھائی تیغہ نقابدار کا سر پر بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا
دستانہ دار تلوار تو جھنا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا لوگ تورج کے آکر اُٹھا لیگئے القصہ
شام تک کوئی چار سردار اس نقابدار نے زخمی کیے اور پانچ پہلوان جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ پر آے فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارۂ رزمی بجا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آے بعد صف آرائی پھر نقابدار میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کئی
سردار نکلے کچھ زخمی ہوے کچھ شہید ہوے یہانتک کہ تین روز کی میدانداری مین بہت سے اہل اسلام
مارے گئے اور کچھ زخمی ہوے چوتھے روز نقابدار مبارز طلب کر رہا ہے اسد گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت شاہی
کے آیا ہے پیادہ ہو کر اجازت طلب کی ہے ہنوز اجازت نہین ملی ہے کہ از پردۂ بیابان گردے بے نہایت مگر
گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا کہ ہوا کے
تار گرد کو گرد نے مارا ہوا کو اور دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نوسو علم ہاے زرین نشانہ
نو لاکھ سوار کا نمودار ہوے اور تمام علم مع فیل و فیلبان و علمدار سنہری پوش دریاے طلا مین غوطہ مارے ہوے

زنجیرین طلائی سونڈون مین لپٹی ہوئین ہر علم کے پھریرے پر تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی مرقوم تھی اور جلوس
سواری کا گذرا بعد اُسکے ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار خود کج کسر پر رکھا ہوا گھوڑا اچپلیان کرتا ہوا
پشت پر مالک بن ملکوت شاہ تخت پر سوار نو لاکھ سوار اور پیدل کی جمعیت سے پیچھے آکر ایک سمت قایم ہوا
دیکھا کہ ایک عادی نقابدار میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا ہے ایرج نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا مین
موجود ہون آیا مین اور مرکب اُڑا کر اُسکے مقابل ہوا اُسنے ایرج کو دیکھکر کہا کہ نہین معلوم تجکو کہان سے کھینچکر قضا
تیری میرے سامنے لائی ہے تو نہین جانتا مین کون ہون منم عزرائیل فرعون شاہ ایرج پکارا مین تیری جان کا عزرائیل ہون یہ سنتے ہی
وہ بولا کہ لا حربہ ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون پیشدستی نہین کرتا تو اپنا حربہ کر لے جب نیر اعظم مجھے بچائیگا تو مین بھی وار اپنا کرلونگا
اُسوقت اس کافر نے نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعنون
مین ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غضبناک ہوکر تلوار ماری ایرج نے باسیب سپر پر روکی اور ہاتھ
تیغہ آبدار کا جو اُسپر مارا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو ضامن دیا مگر تلوار ایرج کی جو پڑی صاف
سپر تلوار خود کو کاٹتی ہوئی سر پر بیٹھی کہ مع مرکب چار ٹکڑے کیے اور زمین مین ڈوبکر نکلی ایک غل ہوا کہ وہ
عزرائیل فرعون کا مارا گیا اور ایرج نے لشکر اسلام کی طرف دیکھکر نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو دیکھا تمنے کیسے
پہلوان کو مین نے کسطرح مارا اسد نے جو یہ لاف و گزاف سنی پکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری اسس
گھن کھاے پہلوان کو مار کر غرہ کرتا ہے ایرج پکارا کہ ای دیوانے مین تجھسے تو کہتا نہین مگر فرعون نے جو دیکھا
کہ عزرائیل قدرت تیرا مارا گیا حکم کیا کہ مارلو اس آفتاب پرست کو جانے نہ پاے تمام فرعون پرست ایرج
پر دوڑے ایرج اُنپر جا پڑا مالک بن ملکوت شاہ نے اپنی فوج کو اشارہ کیا وہ بھی فرعون پرستون پر
آپڑی جنگ مغلوبہ ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ایرج از زبردستان روزگار ہے اور آگے بھی
آپ ایرج کے شریک تھے اب بھی ایرج کے شریک ہوجیے لقا نے کہا ای بختیارک مین نے ستر ہزار برس
پیشتر یہی تقدیر کی تھی اور اپنی فوج سے کہا کہ مارو فرعون پرستون کو فرعون پرست حیران کہ یہ کیا ہوا کہ لقا
فرعون سے بغی ہو گیا غرض شام تک جنگ مغلوبہ رہی طبل بازگشت بجا دونون لشکر علحدہ ہوے لیکن
لاکھون آدمی اس لڑائی مین مارا گیا لقا ایرج کے پاس آیا ایرج نے سلام کیا اور بہت عزت و حرمت سے
بارگاہ مین لایا لقا نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان مین نے آگے بھی دامن پناہ آپ پاس لیا تھا اب
ہاتھ میرا ہے اور دامن آپ کا ہے ایرج بولا ای زمرد شاہ مین نے جو تجھسے وعدہ کیا ہے وہی ہوگا کہ بعد فیصلہ
حمزۂ صاحبقران کے تمھین قیطولون پر بٹھاؤنگا غرض صحبت عیش برپا ہوئی ادھر فرعون شاہ بہت برہم ہوا
کہ لقا سے سمجھونگا مگر ایرج نے نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین حمزہ سے سامنا کرونگا بختیارک
نے کہا کہ ای ایرج نوجوان حمزہ کے پاس گھوڑا اشقر دیوزاد سا موجود ہے حمزہ تو اُسپر سوار ہوکر میدان مین
آئیگا تم کس گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلہ کروگے ایرج نے کہا ای بختیارک پھر اسکی تدبیر کیا ہو بختیارک
بولا کہ حمزہ کے پاس دو گھوڑے ہین ایک آپ جاکر حمزہ سے مانگ لائیے یا یہ کہ اسد کے پاس کرہ بن
اشقر اور مادیان بحری ہے اُسمین سے ایک مانگ لیجیے ایرج نے کہا مین اسد سے تو نہ مانگونگا مگر
حمزہ سے جاکر مانگ لونگا یہ کہکر اُسی وقت سوار ہوکر روانہ ہوا خدمت حمزۂ صاحبقران مین جب دربارگاہ
پر پہونچا خبر امیر کو ہوئی کہ ایرج آتا ہے فرمایا کوئی نہ روکے آنے دو ایرج بارگاہ سلیمانی کے اندر آیا

بادشاہ اسلام اور صاحبقران کو سلام کیا امیر نے دنگل جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت کیا جام شراب گردش مین آیا
ایرج نے کئی جام پیے کہ دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اب امیر نے پوچھا کہ ای ایرج کیونکر ادھر آنا ہوا عرض کیا
کہ یا صاحبقران مین چاہتا ہون کہ سر میدان آپ سے اپنی آزمایش کرون جو غالب ہو وہ صاحبقران ہی امیر
نے کہا مین موجود ہون ایرج نے کہا کہ آپ کے پاس اسباب صاحبقرانی ہی وہ میرے پاس کہان آپ اس اسباب
کو اُتار کر مجھسے سامنا کیجیے اور گھوڑے آپکے پاس دو ہین ایک مجھے عنایت کیجیے امیر نے فرمایا کہ اچھا تم
خنگ سیہ قیطاس لیجاؤ مگر یہ مرکب بادشاہ کی سواری کا ہی مین عاریتہً تمھین دیتا ہون ایرج نے کہا مجھے
قبول ہی امیر اُٹھے اور خنگ سیہ قیطاس پاس آے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر سمجھایا کہ ای سیہ قیطاس ہمنے
تمھین عاریتہً دو چار روز کے واسطے ایرج کو دیا ہی تم اُسکی سواری اچھی طرح دینا کہ ایرج ہمارا ہی اولاد مین
ہی کوئی غیر نہین ہی خنگ نے سر ہلایا کہ بہت اچھا امیر نے ایرج سے کہا کہ ابھی لیجاؤ ایرج خنگ کو لیکر
روانہ ہوا اپنے لشکر مین آیا زیر منگیرہ اُسے بندھوایا آپ کھانا کھا کر سو رہا طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا چار پہر رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئی نقیب نہیب
دیکر چلے گئے ایرج نے یوداباگ کا لیا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی کہا جا
تیر اعظم آفتاب تابان نگہبان ہی ایرج بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور سلح شوری کرتا ہوا میدان مین آیا
دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل
ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند حصون مین نیزہ بہرام کا ہوائی کیا بہرام نے تلوار ماری ایرج
نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بہرام نے گریبان مین ہاتھ ڈالا زور ہونے لگے آخر کار ایرج بہرام کو گرفتار کرکے لیگیا دوسرے روز
جمہور حبار نسوز تبرزن نے سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار سے بھی کچھ کام نہ چلا نوبت کشتی پر آئی
دو شبانہ روز کشتی رہی آخر کار لنگر جمہور کا ایرج نے توڑا اور سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا شکین باندھکر
عیار کے سپرد کیا طبل بازگشت بجا آکر میدان سے پھر اخاصہ کھا کر آرام کیا دوسرے روز طبل جنگ بجایا لشکر
امیر مین بھی نقارۂ رزمی بجا ساری رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوے ایرج نے میدان مین
آکر پھر مبارز طلب کیا فرامرز نے سامنا کیا دوسرے روز یہ بھی زیر ہوا یہانتک کہ کل سرداران حمزہ صاحبقران
سوا علمشاہ اور قاسم و بدیع الزمان و نور الدہر و لندھور و مالک اژدر و کرب و ہاشم کے اور سب
گرفتار ہوے اور پھر طبل جنگ بجا آج ایرج نے یہ کہکر طبل جنگ بجایا کہ کل حمزہ سے مقابلہ کرونگا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی
فرمایا کہ ان سب صاحبون سے ایرج سے مقابلہ ہو بھی چکا ہی کل مین سامنا کرونگا خدا میری آبرو رکھ لے تو
بڑی بات ہی دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی لوگ آپسمین گلے ملتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہی ایرج الیاس بر دست ہی کہ اتنے سردار امیر کے گرفتار کر لیگیا امیر تکسہراسان ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی
عجب طرح کا غدر ہی سب بہادر آلات حرب و ضرب درست کر رہے ہین کوئی تلوار کی دھار دیکھتا ہی کوئی سیف
کو تیز چٹاتا ہی کوئی تیرون کو زہر سے بجھاتا ہی کہ کل کفار سے سامنا ہی اُدھر لشکر آفتاب پرستان مین بھی ایک
ہلچل ہی کہ اب کل فیصلہ ہو جائیگا اگر ستارۂ اقبال ایرج نوجوان کا اوج پر ہی تو حمزہ کو زیر کریگا کیونکہ اتنے سردار
اُسنے زیر کر لیے ہین غرضکہ اسی حال مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور وقت صبح آیا شاہ خاور تخت بلور پر
جلوہ افروز ہوا خطوط شعاعی خنجر بکف لشکر انجم پر گرے کہ ایک آن مین عمل قاف سے تا قاف بٹھا دیا

لشکروں میں وردیاں بجیں اہل اسلام اذانیں کہکر مصروف نماز ہوے آفتاب پرستوں میں یا نیر اعظم آفتاب تابان
کی پکار ہوئی ایرج تیاری جنگ میں مصروف ہوا سلاح حرب تن پر آراستہ کرکے متوجہ عرصہ کارزار ہوا ادھر حمزہ
صاحبقران بعد فراغ فریضہ سحری مصروف مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ہوے کہ ای کارساز ای بے نیاز
اس پیرانہ سالی میں شرم میری رکھ لے کیونکہ سامنا ایسے نوجوان زبردست سے ہی تو ہی آبرو بخشنے والا ہی۔
و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر۔ جسے چاہے تو عزت دے جسے چاہے ذلت دے اور آنکھوں سے آنسو جاری
ہیں بلبلا بلبلا کر دعا مانگ رہے ہیں کہ عمرو پہونچا اور امیر کی یہ حالت دیکھکر پکارا کہ پروردگار دعا حمزہ کی مستجاب کر اس
ضعیفی میں اسکی مدد کر امیر نے پھر کر عمرو کی طرف دیکھا اور کہا کہ خواجہ بسبب ناتوانی اور ضعیفی کے دعا کر رہا ہوں
عمرو نے کہا کہ حمزہ خاطر جمع رکھو اپنے دل میں غم نہ کر عنایت خدا سے تیری فتح ہو گی جسنے تجھے صاحبقران کیا ہی وہی
مدد کریگا خوش و خرم سوار ہو کہ لشکر میدان میں پہونچگیا ہی امیر اسیوقت مسلح و مکمل ہوے مقبل صندوق تبرکات پیغمبروں کا لایا
فرمایا کہ اسے لیجاؤ کہ ایرج مجھسے منع کر گیا ہی اور قریب اشقر کے آکر اُسے پیار کیا اور سوار ہو کر دروازہ بادشاہی
پر آے سب سرداروں نے سلام کیا کہ تخت بادشاہی برآمد ہوا امیر نے سلام کیا چوبدار نے سلام کردایا پھر اور
سرداروں نے سلام کیا سواری بادشاہ کی چلی نوبت و نقارہ بجتا ہوا سلامی اُتری ہوئی آکر قلب سپاہ پر تخت بادشاہی
قایم ہوا سردار دست راس و دست چپ پرے باندھ کر کھڑے ہوے امیر بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے
بڑھ کے زیر سایہ علم اژدہا پیکر متمکن ہوے اُدھر فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا فوج اسکی نیچے گنبد کے کھڑی ہوئی اُدھر
سے آمد لشکر ایرج کی ہوئی کہ مالک بن ملکوت شاہ اور لقا دونوں ایک تخت پر سوار آگے آگے ایرج نوجوان
خنگ سیہ قبطاس پر سوار دریاے آہن میں غرق پیچھے نو لاکھ آفتاب پرست جلیتہ پوش بکتر پوش چار آئینہ بند
دوش بدوش آکر دونوں لشکر بمقابل یکدگر صفیں باندھ کر کھڑے ہوے تبرداروں نے نکلکر درخت کاٹ کر پھینکدیے
سقوں نے آبپاشی کی گرد بٹھائی نقیب نکلکر نہیب دینے لگے کہ کہاں ہی رستم کہاں ہی سام کونسا دلاور دناوار ہی
کہ نکلکر اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام رستم و سام کا مانند حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹا دے انکا
نہیب دیکر نکل جانا تھا کہ ہر بہادر کی رگوں میں خون جوش مارنے لگا آنکھیں بڑھ گئیں پیروں کے جی ولولے جوان
ہو گئے ہر شخص آمادہ مرگ و مہیاے قضا تھا کہ یکایک لشکر میں آفتاب پرستوں کے علماے آفتاب پیکر
جلوہ گری پر آے آواز کرنا دم گاؤ دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی ایرج نے پودا آگ کا لیا اور لب
کو چھکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ سپرد کیا نیر اعظم آفتاب تابان
کو ہاتھ میں ہاتھ دیا پنجہ خورشید درخشان کے وہی تمہارا نگہبان ہی ایرج نے سلام کیا اور مرکب کو جھکاکر بکد بریا
کرتا ہوا میدان میں آیا کہا لاؤ ہمارا اسباب سلحشوری اُسی وقت چالیس ہاتھی کہ سونڈوں میں اُنکے تلواریں
بندھی ہوئی تھیں ایرج آکر اُن فیلان مست پر گرا اُن سب نے ایرج پر حملہ کیا ایرج نے کسی ہاتھی کا سونڈ
کھینچ لیا کسی کے دانت گھسیٹ لیے کسی کی مستک پر گھونسا مارا کہ سر پھٹ گیا کسی کو ڈھکیل دیا اسی طرح چالیسوں
ہاتھی مار ڈالے ہر طرف سے غل تحسین و آفرین کا بلند ہوا بعد اسکے تیر کمان میں پیوستہ کرکے طرف آسمان کے مارا
کہ وہ گرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا تیر مارا کہ پیکان اس تیر کا سوفار میں پہلے تیر کے در آیا اور اُسے لیکر بلند ہوا وہ گرا
نہ تھا کہ تیسرا تیر مارا وہ اُسکو لیکر بلند ہوا اسی طرح نو تیر کا نیزہ بناکر اُتارا ہر طرف سے صدا احسنت و مرحبا
کی بلند ہوئی پھر نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع کیے نیزہ ہاتھ میں گھوڑا رو میں چلا جاتا ہی ایرج مع نیزے گھوڑے

پٹ کے تلے سے نکلگیا کبھی ایک رکاب پر کھڑے ہوکر نیزہ ہلایا بعد اُسکے چھلے انگوٹھیان پھینکین سنان نیزے پر روکین کوئی نیچے نہ گرنے پائی پھر شاپور نے ایک ہاتھی فولاد کا بہت بڑا لاکر میدان مین قایم کیا ایرج نے جھپٹکر گرز مارا کہ وہ غرق زمین ہوگیا اور ایک تالاب بنگیا پھر مزدورون نے زمین کھود کر اُسے نکالا اور میدان مین قایم کیا ایرج نے دوڑکر تلوار ماری شاپور نے کہا ای شہریار وار آپ کا پورا نہین پڑا شاید تلوار اُچٹ گئی ایرج نے جھپٹکر ایک لات ماری دیکھا تو نصف ہاتھی زمین پر گر پڑا اس صفائی سے دو ٹکڑے ہوے کہ معلوم نہ ہوا ہر طرف سے شور احسنت و آفرین بلند تھا شاپور نے پھر ایک درخت طلائی حلقہ دار میدان مین لاکر نصب کیا کہ ہر حلقے مین خوشہ مروارید نصب تھے ایرج نے جس خوشہ کو تیر مارا اُسے اُڑا دیا شاپور پکارا اسکی سند نہین ہے ای شہریار ایک ہی موتی اسمین سے اُڑجاے دوسرے کو خبر نہ ہو ایرج نے کئی بار ایک ایک موتی اُڑا دیا اور خوشے کو جنبش بھی نہ ہوئی القصہ ایسی سلحہ شوری کی کہ دونون لشکر دیکھکر محو ہوگئے اور تعریفین کرنے لگے ایرج جوش شجاعت مین پکارا

نعرہ ایرج منم ایرج شاہ عالیجناب + کہ ہستم غلامی رہے آفتاب + اگر قطب دوران یاری کند + فلک رحم بر خاکساری کند + اور آواز دی تھی کہ سوا حمزہ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آے امیر نے یہ آواز سُنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ میدان قرق کر دو عمرو نے کلاہ نمد اُچھالی سب پر ثابت ہوا کہ صاحبقران خود نکلینگے سب سردار پیادہ ہوے آکر امیر کو گھیر لیا امیر سامنے تخت بادشاہی کے آکر پیادہ ہوے سلام کیا اجازت میدان مانگی بادشاہ نے تخت اپنا رکھوا دیا گلے مین ہاتھ ڈالکر خوب روے کہ بادشاہی میری آپکے دم سے ہے خدا آپ کی عزت و حرمت رکھے اور جام کلاہ عفریت عنایت کیا امیر نے جام پیکر رنگ مرکب کو جست کیا اور سوار ہوکر مانند باد تند کے وہان سے چلے یہانتک کہ متصل مقبل وفادار پہونچے اور تلوار کھینچی اُسنے گھوڑا جھکایا امیر نے تلوار گھوڑے کے سمو پر ماری کہ چارون نعل گھوڑے کے اُڑگئے اور اُسکو خبر نہ ہوئی گھوڑا سرپٹ چلا گیا چار طرف سے آواز مرحبا کی بلند ہوئی دوست دشمن تعریف کر رہے تھے ایرج کی رنگت زرد ہوگئی امیر سامنے ایرج کے آے ایرج تگادر زن ہوا کہ کوئی پانچ قدم اشقر پیچھے ہٹا اور چہ قدم خنگ پیچھے سرکا اب ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے سلام بہ تعظیم کیا امیر نے کہا ای ایرج یہ کیا کہتا تھا کہ بعد میرے فرنگوشیہ اور اختم کو قتل کیا ایرج نے کہا کہ یا امیر ایک روز لقا فرنگوشیہ مین کوٹھے پر سے گرا تھا مین نے اُسے بر روے ہوا روکا تھا اُسنے مجھے انگوٹھی اپنی اُتار کر دی کہ باختر مین نے تخلو دیا اور گیتی افروز کو قایم مجھسے زبردستی لیگیا ہے وہ بھی مین نے تجھے دی یہ سبب میری شورش کا ہے امیر نے جو نام گیتی افروز کا سُنا آزردہ ہوکر کہا کہ ای آفتاب پرست زبان اپنی بند کر بازو اپنے کھول جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ایرج نے کہا آپ پہلے اپنا حربہ کر لیجیے فرمایا یہ نہ ہوا ہے نہ ہوگا غرضکہ نیزہ بازی ہوئی تا دیر نیزہ بازی رہی آخر کار امیر نے نیزہ ایرج کا ہوائی کیا جہان ایرج کی نگاہون مین تیرہ و تار ہوگیا اور دوڑکر اپنے اعرابی پر سے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر چہ کوہ پندرہ سو من کی ضرب اُٹھا کر پکارا کہ یا حمزہ صاحبقران غضب کیا آپنے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا مگر یہ گرز طمانچہ ہے ملک الموت کا خبردار رہیے گا یہ کہکر گرز صاحبقران پر مارا امیر نے اپنے گرز پر روکا پکارے کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک تر است پناہ دست ہو گرز ندارم پناہ تو دارم یا قاضی الحاجات ای حافظ حقیقی ادھر گرز پر گرز پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون تک کر ہوگئے طبق زمین کے ہلگئے یہ معلوم ہوا کہ میدان مین زلزلہ آگیا دونون ہاتھ امیر کے جسطرح ستون گرز تھے اُسمین خلل

نہ واقع ہوا اگر زمین شق ہوئی اشقر کے دونون زانو زمین سے جا لگے منہ زمین پر اس زور سے پڑا کہ دو دانت
ٹوٹ گئے اشقر تھرتھر کانپنے لگا امیر بیہوش ہو گئے ایرج نے نعرہ کیا کہ زدم و بیست کردم عمرو دوڑا گرد گرد کے
چرخ مار کر اندر آیا دیکھا تو امیر بیہوش ہین اشقر کے منہ سے لہو جاری ہی عمرو نے پکارا حمزہ ہوش مین آؤ کہ حریف
زیادتی کر رہا ہی امیر ہوشیار ہوے اشقر کو اس حال مین دیکھکر اُتر پڑے اسد کے پاس سے بادیان بحری
کو منگوایا اُسپر سوار ہوے کہ ایرج نے دوڑ کر دوسری ضرب ماری امیر نے پھر گرز کو رد کیا وہی حالت پھر ہوئی
اور یکہ بادیان کی ٹوٹی تڑپ کر مر گئی اب امیر نے کرہ بن اشقر کو منگوایا اور ایرج کو دیا اور خنگ سیہ قیطاس پہ
آپ سوار ہوے ایرج نے دوڑ کر تیسرا گرز مارا دودستی کہ خنگ سیہ قیطاس بھی تھرتھرا گیا جب امیر گرد سے نکلے
تو دیکھا کہ خنگ کانپ رہا ہی اُتر پڑے اشقر پکارا کہ آقا مجھ پر سوار ہوجیے میری زندگی مین دوسرے گھوڑے پر
نہ بیٹھیے امیر اشقر پر سوار ہوے ایرج سے کہا کہ تین ضربین تیرے ہاتھ کی مین اٹھا چکا اب ایک ضرب میرے
ہاتھ کی تو روک ایرج نے کہا مشتاق ہون امیر گرز اُٹھا کر چلے ایرج نے قسم دی کہ آپ بھی دودستی گرز مجھپر
لگائیے امیر نے دودستی گرز ایرج پر مارا ایرج نے اپنے گرز پر رد کیا دونون گرزون سے شرارے آتش کے
نکلے اور جگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا کرہ بن اشقر زمین مین سما گیا کمر کی ٹوٹی ایرج بیہوش ہو گیا ہر سر مو
مین سے پسینہ جاری ہوا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا یہ تنورہ گرد مین تھا امیر نے پکار کر کہا کہ صاحبو
آکر اسکی خبر لو دیکھو کیا گذری شاپور دوڑا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گھسا دیکھا کہ ایرج بیہوش ہی پانی کے
چھینٹے دیکر ہوش مین لایا ایرج کی آنکھ کھلی گھوڑے کو تڑپتے دیکھا کود پڑا گھوڑا تڑپ کر مر گیا ایرج پھر خنگ
پر سوار ہوا اور تلوار کھینچکر امیر پر دوڑا قریب پہونچکر تلوار ماری امیر نے باسیب سپر پر وار ایرج کا رد کیا
راوی کہتا ہی کہ جنگ ایرج مین امیر کے بدن پر اسلحہ پیغمبران سے کچھ نہ تھا کہ ایرج نے دور کروا ڈالا اتفاقاً ضرب
امیر نے اپنی تلوار ایرج پر ماری اُسنے بھی پشت شمشیر پر رد کی یہانتک تلوار چلی کہ تیغون کی آریان بنگئین
آخر تلوارین ہاتھ سے پھینک کر ایک دوسرے پر دوڑا اور دست و گریبان ہوے اور ایک روایت یون ہی
کہ بعد کرہ کے مارے جانے کے ایرج اور گھوڑے پر سوار ہوا وہ گھوڑا تلوار سے صاحبقران کی مارا گیا
ایرج اشقر پر دوڑا اور کاکل اُسکی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ کچھ بال نچ گئے اشقر غضبناک ہو کر منہ پھیلا کے دوڑا اور
چاہا کہ سر ایرج کا دھڑ سے اُتارے امیر نے اشقر کو منع کیا اور کہا ای ایرج یہ کیا کیا تو نے کہ بال اشقر کے
نوچے اگر مین اس دیوزاد کو منع نہ کرتا البتہ تجکو ضائع کرتا یہ کہکر اشقر سے کود پڑے اور کہا ای ایرج اب کشتی ہماری
تمھاری باقی رہی وہ بھی ہو جاے ایرج نے کہا کہ مین موجود ہون دونون دامن گردان آستینین چڑھا کر
سرگرم تلاش ہوے دن بھر کشتی رہی شام کو دونون طرف سے روشنی آگئی پھر کشتی ہونے لگی تماشہ بینون کا ہر طرف
سے ہجوم سب کو اس اشتیاق مین کھانا پینا حرام کہ دیکھیے کسکی فتح ہو کسکی شکست کون غالب ہو کون مغلوب
اسی طرح سات روز برابر کشتی رہی وقت نماز عصر کا تھا کہ ایرج صاحبقران کو ریلکر لیچلا امیر دم کے بھروسے
قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہین آٹھ نو قدم تک ایرج ریل لیگیا وہان جا کر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے
زمین سے آشنا ہوے مگر تڑپ کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق زمین ہو گئے ایرج نے ہر چند زور کیا کچھ
نہ ہو سکا لنگر امیر کا نہ اکھڑا ایرج نے ہاتھ اُٹھا لیا اور کہا کہ مین اپنا زور کر چکا اب آپ بھی زور کیجیے امیر نے
اُٹھکر بازو ایرج کے پکڑے اور ریلکر لیچلے تو دس قدم لیگئے وہان پہونچکر جھٹکا دیا دونون گھٹنے زمین پر جا لگے

اگر تڑپ کر لنگر مارا کہ لبیٹت پا تک غرق زمین ہو گیا امیر نے بھی ہر چند زور کیا مگر لنگر نے ایرج کے جنبش نہ کھائی امیر
نے بھی ہاتھ اُٹھا لیے اور کہا اے ایرج ہم تم ہر لڑائی میں برابر رہے آل کار کیا ہوگا ایرج نے کہا جیسا آپ فرمائیں
ویسا کیا جائے امیر نے کہا اے ایرج کشتی کئی طرح کی ہوتی ہے عجمی ترکی ہندی عربی اور کشتیاں ہمارے تمھارے
ہو چکیں ایک جنگ عربی باقی ہے ایرج نے کہا وہ کشتی کیسی ہوتی ہے فرمایا کہ تم چار زانو بیٹھو میں زور کروں میں بیٹھوں چار زانو
تم زور کرو جو جسپر غالب ہو وہ صاحبقران ہے ایرج نے کہا یا امیر یا تو پھر چار زانو بیٹھنے میں لنگر تو قایم ہو نہ سکیگا مگر
ایک دوسرے کو اُٹھا لیگا اور پہلے کون بیٹھے گا امیر نے فرمایا کہ پہلے میں بیٹھونگا تم تین زور مجھپر کرو اگر تمنے مجھے اُٹھایا تو بہتر نہیں تو
پھر میں تمپر زور کرونگا ایرج نے کہا یا صاحبقران آپ اس کشتی کو جانے دیجیے میں آپ برابر ہوں نصف ملک میں آپ صاحبقرانی
کیجیے نصف مجھکو دیجیے فرمایا کہ اے ایرج دو جہریان ایک میان میں نہیں رہ سکتیں دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند و دہ درویش
در گلیمے بخسپند اے ایرج دو صاحبقران کہیں رہ سکتے ہیں بغیر فیصلہ ہوئے کچھ نہ ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے میں
چار زانو بیٹھتا ہوں تم آکر مجھپر زور کرو عمرو نے ہر چند کہا کہ حمزہ تو بوڑھا ہے پہلے ایرج کو بٹھا لے امیر نے نہ مانا چار زانو
ہو کر بیٹھے ایرج نہایت خوش ہوا کہ اب تو نے امیر کو اُٹھایا اور کہا کہ یا صاحبقران آپ فنون سپہ گری میں یگانہ
آفاق ہیں مگر یہاں آپ چوکتے ہیں اگر آپ دیوار آہن بنکر بیٹھینگے یا اہرمن زمانہ ہونگے تو میں آپ کو اُٹھا لونگا فرمایا
تم سچے ہو دیکھیں کیونکر اُٹھا لیتے ہو ایرج نے کہا دیکھیے اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ کیا کہ یا شیر اعظم آفتاب تابان کا
اور زور کیا لنگر صاحبقران کا اُکھڑا ایرج آہستہ آہستہ اُٹھائے جاتا ہے اور غل ہوا کہ وہ حمزہ صاحبقران کو ایرج
نے اُٹھا لیا یہانتک کہ کمر تک اُٹھا لایا تمام اہل اسلام کی رنگت زرد ہوگئی عمرو پکارا کہ اے حمزہ بسبب پیری کے تو
ناطاقت ہو گیا ہے لا کر پہلوان عادی کو کمر میں پیری باندھ دوں کہ لنگر بہت بھاری ہو جائے امیر نے جو یہ کلمہ سنا
غیظ و غضب طاری ہوا مانند ماہی بے آب کے تڑپے کہ کمر بند ٹوٹ گیا زمین پر گرے اور کمال طیش میں لنگر مارا
کہ نصف ران تک غرق ہو گئے ایرج نے امیر سے کہا کہ ابھی تو کمر بند ٹوٹ گیا آپ ہاتھ سے میرے گر پڑے
ابھی دو زور میرے باقی ہیں امیر نے کہا اے ایرج اب وہ وقت گذر گیا اب میرا لنگر نہ اُٹھیگا تم شوق سے زور کرو
ایرج نے کمر بند خوب کسکے باندھا اور پھر زور کیا ابکی لنگر نے جنبش نہ کھائی امیر نے کہا اے ایرج دیکھا تو نے اُسنے
کہا یا امیر ابھی ایک زور میرا اور باقی ہے امیر نے فرمایا وہ بھی زور کر لو ایرج نے خوب دم لیکر تیسرا زور کیا پھر
بالکل لنگر نہ ہلا تھککر ہاتھ اُٹھا لیا امیر نے پوچھا اے ایرج کیوں ہاتھ اُٹھایا کہا کہ دروغ گوئی بہادروں کو پسند نہیں
آتی میں نے آپ کو سب طرح آزمایا دیکھا میں نے کہ میں آپ کا کچھ نہیں کر سکتا ہاتھ اُٹھا لیا اب باری آپ کی ہے
امیر بولے تمنے تین زور کیے تو میں بھی تین زور کروں ایرج بولا آپ کو اختیار ہے میں آپ کے سامنے بیٹھتا ہوں فرمایا
کہ اگر میں نے بھی تین زور کیے تو فوقیت کیا ہوئی ایک زور تو میں راہ خدا پر چھوڑتا ہوں دوسرا زور واسطے
خلق اللہ کے کہ سات روز سے بیخواب ہیں ایک زور میں تمپر کرتا ہوں اس ایک زور میں اگر میں نے لنگر تمھارا
توڑا فبہا نہیں پھر زور نہ کرونگا اب ہوشیار ہو کہ میں نعرہ کرتا ہوں ایرج نے کہا صحرا کشادہ ہے جتنا چاہیے
غل مچائیے امیر نے عمرو سے کہا کہ لوگوں کو خبردار کرو کہ میں نعرہ کرتا ہوں عمرو نے کلاہ نمد سر سے اُچھالی سب
آگاہ ہوے کہ امیر نعرہ کرینگے روئی نکال کر اپنے کانوں میں اور گھوڑے کے کانوں میں سب نے دی
کہ امیر نے دوہری زنجیر کمر میں ایرج کے خوب کسکے باندھی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر آہستہ آہستہ مانند شیر کے
غرش کر کے طفلنا اللہ اکبر جگر سے کھینچا نعرہ امیر جہان نعرہ زد میر شرل مصاف + کہ سیمرغ زد پر در کوہ قاف ؎

یکے نعرہ زد آن بخلقش دگر + کہ آہن دلے را دریدہ جگر + زور جو کیا لنگر ایرج کا اُکھڑا پہلے زور مین تا بہ کمر لائے
دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا ایک غل ہوا کہ وہ ایرج کو زیر کیا لنور الدہر نے
اسد سے کہا کہ مجکو بھی صاحبقران نے یونہین زیر کیا تھا گر امیر نے ایرج کو سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ نقش
بندھ گیا ایرج نے چاہا کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلے امیر نے نہ سنبھلنے دیا چھاتی پر چڑھ کر مشکین کمند آسمانی سے کھا
سے باندھین کہ اوس کمند کو ایرج توڑ ڈالتا اور عمرو کے حوالے کیا کہ آج کی رات خوب حفاظت سے اسے اپنے پاس
رکھو کہ دشمن اسکے بہت ہین اگر کسی نے اسے چشم زخم پہونچایا تو تمسے سمجھونگا صبح کو حال اسکا دریافت کیا جائیگا
طبل بازگشت بجوا کر مراجعت فرمائی لشکر اسلام نہایت شادان و فرحان پھرا آفتاب پرست نہایت پریشان
کمال اُداس پھرے بختیارک نے لقا سے کہا کہ اندھے کی ایک لاٹھی تھی وہ بھی ٹوٹ گئی ای لقا جلکر فرعون
کے شریک ہون اُسنے کہا جو تیری رائے یہ تو فرعون کی طرف روانہ ہوا مگر امیر آکر داخل بارگاہ ہوے دربار کیا
خاصہ کھاکر آرام فرمایا مگر قاسم ایرج کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوا خیمے مین گیتی افروز کے آکر بیٹھا
دونون بیٹے ملک زاد و ملک شاہ دہنی بائین طرف بیٹھے قاسم نے دونون سے کہا ای فرزندو اس
آفتاب پرست نے مجکو جہان مین رسوا کیا اگر یہ مسلمان ہوا تو اور غضب ہو گیا کہ رقیب گویا سر پر آکر
موجود ہوا بہتر یہ ہی کہ اسکو مار ڈالیے مگر وہ عمرو کی قید مین ہی اُسپر ہاتھ ڈالنا مشکل ہی لیکن خواجہ عمرو کو طمع دیکر
قتل کیجے یہ صلاح کرکے سیارہ عیار کو بُلا کر کہا کہ تم جا کر عمرو کو جسطرح ہو ہمارے پاس لاؤ سیارہ نے عرض کیا
کہ بہت خوب یہ کہکر روانہ ہوا مگر یہان عمرو ایرج کو قید آہن مین گرفتار کرکے اپنے شاگردون سمیت چوکی
دینے کو بیٹھا کہ سیارہ پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا عمرو نے کہا کیا ہی عرض کیا خلوت مین عرض کرونگا
عمرو سیارہ کے ساتھ گوشے مین گیا جب عمرو تنہا ہوا سیارہ نے عرض کیا کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم
نے آپ کو یاد کیا ہی کہا عمرو نے اولاد حمزہ کی بہت ہی مین کس کس پاس جاؤن سیارہ نے کہا کچھ دینے کو بلایا ہی
اور خدا کا واسطہ دیا ہی کہ مجھے کچھ ضروری کام ہی لمحہ بھر کے واسطے ہو آئیے عمرو بولا واسطے خدا کے جان تک
حاضر ہی اُسی وقت ہمراہ سیارہ کے قاسم پاس آیا اُسنے اُٹھکر سلام کیا اور بعزت تمام اپنے پاس بٹھایا
دو تورے پیش کیے کہ یہ آپ کی نذر ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ اپنا مطلب تو کہیے جس واسطے مجھے بُلایا ہی قاسم نے کہا
دادا جان آپ خوب جانتے ہین کہ اس آفتاب پرست نے مجھ ایسے باعزت کو کیسا بدنام کیا ہی اگر یہ مسلمان ہوا
تو بڑا غضب ہوگا چاہتا ہون کہ یہ آفتاب پرست مارا جاے لاکھ روپیہ دیتا ہون اگر آپ ایرج جان کو
میرے سپرد کیجیے کہ مین اُسے مار ڈالون عمرو نے کہا ای قاسم اگر مین نے ایرج کو تجھے دیا تو نے اُسے قتل کیا
حمزہ مجھے تو کچھ نہ کہیگا مگر مجکو مار ڈالیگا مین روپیہ لیکر کیا کرونگا قاسم نے ایک صندوقچہ جواہر کا کھولکر دیا کہ
یہ بھی حاضر ہی عمرو نے جو وہ صندوقچہ دیکھا رگ طمع حرکت مین آئی دل کے سے کہا کہ یہ مال و اسباب ہاتھ لگ آتا ہی
مگر خطرۂ جان ہی ای عمرو سونے کی کٹاری سے کوئی پیٹ نہین مارتا پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹے کان
یہ خیال دل مین ہی مگر جواہر کا صندوقچہ دیکھکر پانی منہ مین بھر آیا ہی دریاے فکر مین غوطہ مارا بعد تھوڑی دیر
کے سر اُٹھایا اور کہا ای قاسم ایک کام کر کہ نہ مین بدنام ہون نہ تو رسوا ہو اور آفتاب پرست مارا جاے
قاسم نے کہا جیسا آپ فرمائین ویسا مین کرون عمرو نے کہا کہ پہر رات رہے تم آؤ پیچھے خیمے کے کھڑے رہو
مین سب کو وہان سے ہٹا دونگا اور آواز دونگا کہ ای مالکان صندوق جواہر آکر اپنی امانت لو تم اُسیوقت اپنے

دونون بیٹون سمیت آنا ایرج کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے چلے جانا بعد اُسکے مین شور وغل مچاؤنگا کہ کوئی ایرج کو
مار گیا اس تدبیر سے ہم تم دونون بدنام نہ ہونگے اور کام بھی ہوجائیگا قاسم یہ سُنتے ہی گلے سے عمرو کے لپٹ گیا کہا
سبحان اللہ کیا خوب تدبیر آپ سوچے واہ واہ عمرو نے کہا کہ اب مجھے جانے دو کہ مین جاکر تدبیر کرون قاسم
نے کہا بسم اللہ عمرو وہان سے صندوق جواہر کا لیکر باہر آیا اور لشکر کا ایرج کے راستہ لیا تھوڑی دور
آیا ہوگا کہ دیکھا ایک آفتاب پرست لشکر اسلام سے پھرا ہوا آتا ہے عمرو سوچا کہ یہ کوئی جاسوس ہے راستے
مین کمند بچھاکر پوشیدہ ہوا جب وہ آفتاب پرست اُس جگہ پہونچا عمرو نے جھٹکا دیا وہ گرا آکر بیہوش کیا اور پشتارہ
باندھکر اپنے خیمے مین آیا اور ایرج کو لیجاکر کسی اور جگہ پوشیدہ کردیا اور اُس آفتاب پرست کو ایرج کی
صورت بناکر غل وزنجیر مین گرفتار کرکے بٹھادیا اور اپنے عیارون کو بھی پہلے ہٹادیا تھا کہ کسی پر یہ راز ظاہر ہو
اب سب کو بلالیا جب پہر رات باقی رہی قاسم اپنے دونون بیٹون سمیت سیاہ پوش ہوکر آیا پشت پر خیمے کے کھڑے ہوکر
کھنکھارا عمرو سمجھا کہ قاسم آگیا تمام عیارون کو ہٹادیا کسی کام کا بہانہ کردیا اور آواز دی کہ اے مالکان صندوق آؤ
اور اپنی امانت کو لو قاسم یہ سُنتے ہی چوب خیمہ کی اُکھیڑ کر اندر آیا دیکھا کہ ایرج سر جھکائے بیٹھا ہے قاسم دیکھتے ہی
غضبناک ہوا آنکھین سرخ ہوگئین کانپنے لگا پکارا کہ او بزاز بچے خوب تو نے مجھکو بدنام کیا تھا اور تلوارین کھینچکر جو گرے
ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کرڈالا خیمے سے نکلکر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد عمرو نے غل مچایا کہ کوئی آکر ایرج کو مار گیا
اور رونے لگا پچھاڑین کھانے لگا کہ ہائے زبدۂ آفتاب پرستان وائے شاگرد رشید عمرو کہ اور عیار بھی عمرو کا نالہ سنکر
دوڑے ہوے آئے ایک قیامت برپا ہوئی سب نے پوچھا کہ کیا ہوا عمرو نے کہا ابھی تین مشٹنڈے گھس آئے اور
ایرج کو مار کر چلے گئے مین نے مارے خوف کے اُنسے سامنا نہ کیا وہ صاف نکلگئے عمرو صبح تک یونہین بلبلایا کیا
صبح کو امیر آکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے سردار جابجا کرسی دنگلون پر حسب مراتب آکر فروکش ہوے امیر نے فرمایا عمرو
سے کہو کہ ایرج کو لیکر آئے لوگون نے عرض کیا کہ شہریار شب کو پہر رات رہے کئی شخص خیمے مین گھس آے اور ایرج
کو مار کر چلے گئے عمرو اُسوقت سے ابتک رو رہا ہے امیر یہ سُنتے ہی گریان ہوے اور فرمایا کہ افسوس ایرج ایسا بہادر
تھا کہ دوسرا کم ہوگا اور خوب روے اسد باوجودیکہ عداوت رکھتا تھا ہاے کا نعرہ مارا خاک اُڑانے لگا کہ کیا جری تھا
بدیع الزمان نور الدہر داراب کشور کشا وغیرہ نے حالت اپنی تباہ کی اتنے مین لاش ایرج کی اُٹھکر
سامنے آئی امیر نے لاش ایرج کی دیکھکر فرمایا کہ اے مقبل جلد جاکر عمرو کو لاؤ مقبل اُسطرف روانہ ہوا یہان امیر نے
جو سردارون کی طرف دیکھا سب کو غمگین پایا مگر قاسم کو دیکھا کہ اپنے بیٹون سمیت خوش وخرم ہے ہرگز رنج والم
چہرون پر ظاہر نہین بلکہ پیشانی کشادہ ہے صورت سے خوشی ظاہر ہے امیر نے دل مین کہا کہ سوا قاسم کے کسی
اور نے نہین مارا ہے یہ اسی کا کام ہے کیونکہ ناموس کو اسکے اُسنے بدنام کیا تھا اسنے عمرو کو رشوت دی ہوگی کہ اتنے
عرصے مین مقبل جاکر عمرو کو لایا عمرو نے سلام کیا دیکھا کہ صاحبقران نہایت غضبناک بیٹھے ہین اور رو رہے ہین
غم وغصہ چہرے سے ظاہر ہے لیکن امیر نے جو عمرو کو دیکھا کہا کیون صاحب ہمنے تاکید کرکے ایرج کو تمہارے سپرد
کیا تھا کہدیا تھا کہ دشمن اسکے بہت ہین ہوشیار رہنا تمنے ایسی غفلت کی کہ ایرج مارا گیا اور اُسکے قاتل کا
بھی پتا نہ لگا سکے عمرو پکارا کہ اے شہریار مین بیگناہ ہون میری اسمین کیا خطا ہے فرمایا آخر حال تو شب کا بیان کرو
عمرو نے عرض کیا کہ اے شہریار مین تین پہر رات تک عیارون سمیت بیدار تھا کہ تین سیہ پوش قوی ہیکل حرام خور
مسلح ومکمل بے تحاشا خیمے مین گھس آے تلوارین ننگی ہاتھون مین تھین ایسی ہیبت اُنکی تھی کہ مین بدحواس ہوگیا

منھ بند ہو گیا کچھ مارے دہشت کے زبان سے نہ نکلا بس وہ بہ نگاہ غضب مجھے دیکھتے ہوئے ایرج پر جا پڑے
مارے تلوارون کے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کیا بھاگ کر چلے گئے بعد اُنکے جانے کے مین نے غل مچایا ایک ایک
کو پکارا کہ دوڑو کہ دیکھون کدھر جاتے ہین کوئی نہ معلوم ہوا فرمایا امیر نے کہ او دزد و باریک گردن یہ سب باتین مکاری
کی ہین تو نے خوب رشوت لیکر ایرج کو قتل کروایا عمرو نے کہا حمزہ جو محبت مجکو ایرج سے تھی وہ کاہے کو
کسی کو ہوگی کہ مین نے اُسے فن سپہ گری بتایا صاحبقران بنایا تھا اور مین اُسے قتل کرواتا فرمایا یہ مکاری کی
گفتگو مجھے پسند نہین آتی باندھو اس مکار کو مقبل نے عمرو کو پکڑا کہا کہ بلاؤ جلاد کو کہ جلد اسکی گردن مارے تا کہ
ایرج کے ساتھ دفن کردون اور قسم ہی مجھے کہ اگر بغیر مارے چھوڑون تو نام اپنا حمزہ صاحبقران نہ رکھون
چوبدار لے جانے مین تامل کیا فرمایا خیر مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اور با شمشیر برہنہ اُٹھے عمرو نے کہا ای عرب بچہ تم
بے دید تو کیون اسقدر برہم ہوتا ہی ایرج کو مجھسے لیگا یا میری جان لیگا چھوڑوا دے مجھے کہ مین ایرج کو لا کر تیرے
سپرد کردون فرمایا مجھے تو فریب دیتا ہی کہ مین تجھے چھوڑدون تو بھاگ جائے عمرو نے کہا مین لندھور کو ضامن دیتا ہون
یہ کہکر لندھور کی طرف دیکھا لندھور پکارا کہ یا صاحبقران مین عمرو کا ضامن ہون اگر عمرو بھاگ جائے تو آپ
اُسکے عوض مجھے قتل کیجیے گا فرمایا اللندھور تم اسمین دخل نہ دو کہین مردے زندہ ہوئے ہین لندھور بولا کہ حضور
عمرو کو چھوڑدین مجکو اُسکے عوض قید کرین امیر نے فرمایا کہ واللہ مین تجھے عمرو کے عوض مار ڈالونگا لندھور پکارا مجھے
قبول ہی امیر نے عمرو کو چھوڑدیا لندھور کو قید کرلیا عمرو نے کہا ای دارائے ہند مین ابھی ایرج کو لایا تم کچھ
وسواس اپنے دل مین نہ کرنا لندھور نے دیکھا کہ عمرو بدحواس نہین ہی القصہ عمرو روانہ ہوا قاسم نے اپنے
بیٹون سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہی ملک زادہ ملک شاہ نے کہا ای پدر بزرگوار یہ سب شعبدے ہین عمرو اس
بہانے سے اپنی جان بچا کر چلا گیا ہمنے آپ نے اُسکو مار ڈالا مردہ کہین زندہ ہوا ہی ادھر امیر لندھور سے
فرما رہے ہین کہ تم مفت جان دینے پر آمادہ ہوئے ایک مکار کے لیے مین دو چار گھڑی انتظار کرتا ہون لندھور
سر جھکائے بیٹھا ہی امیر فرماتے ہین کہ بھئی عمرو پر تاکید کردا اپنے لوگون کو بھیجو کہ جلد ایرج کو لائے لندھور عرض
کر رہا ہی کہ بہت اچھا کہ ایک ساعت بھر کے بعد عمرو ایرج کو لیکر چلا ابھی پہونچا نہ تھا کہ یہان امیر نے جلاد سے
کہا لندھور کو قتل کر جلاد کو تامل ہوا ہی خود عقرب سلیمانی ٹیک کر اُٹھے کہ مین خود قتل کرونگا لندھور نے سر جھکا دیا
کہ اتنے مین عمرو سامنے سے آیا کہا کہ حمزہ اپنی امانت لے اور ایرج کو سامنے کھڑا کردیا امیر اُسے دیکھکر بہت خوش ہوئے
مگر خیال آیا کہ شاید عمرو کسی اور کو صورت ایرج کی بنا کر لے آیا ہو فرمایا کہ منھ اسکا دھوؤ ملازمون نے اُسیوقت
گرم پانی سے منھ ایرج کا دھلایا دیکھا کہ صورت نہ بدلی امیر اُٹھے ایرج کی تعظیم کی کرسی جواہر نگار پر بٹھایا
قاسم نے جو دیکھا کہ ایرج زندہ ہی نہایت پریشان ہوا اور سوچا کہ عمرو نے تیرے ساتھ دغا کی خیر دیکھو کہ اب
کیا ہوتا ہی مگر امیر نے ایرج سے کہا کہ تم ہمین خوب آزما چکے اب ہم تم پر غالب ہوئے بہتر یہ ہی کہ دین اسلام اختیار کرو
ایرج نے کہا کہ بیشک آپ نے مجھے زیر کیا مگر مین ہرگز دین آپ کا اختیار نہ کرونگا میرا ایسا دین روشن ہی مین
اسے کیونکر چھوڑون یہ کبھی نہ ہوگا امیر پیچ و تاب کھا کر چپ ہو رہے نورالدہر سے کہا کہ تم ایرج کو اپنے ساتھ
لیجاؤ صحبت عیش برپا کرو اور اسے خوب طرح سمجھاؤ بقول شاعر مصرع مرغ زیرک چون بدام افتد تامل بایدت +
جب اسکا غصہ فرو ہوگا جب یہ سمجھیگا نورالدہر اُسی وقت ایرج کو اپنے خیمے مین لایا صحبت عیش برپا ہوئی
اسد سکندر فرخ لقا سلیمان ثانی خورشید نورج داراب طہماس سب گرد و اطراف ایرج کے آکر بیٹھے

صحبت گرم ہوئی جام مئے ناب گردش مین آیا ہر ایک نے ایرج سے کہا کہ ہم سب غلام حلقہ بگوش صاحبقران ہین
امیر نے ہم سب کو زیر کیا ہی ہمنے اطاعت اختیار کی ہی ای ایرج تم بھی جہالت کو ترک کرو مسلمان ہو ہمیشہ ہمارے
تمھارے یہی گفتگو رہتی تھی کہ خدا ایسا کرے کہ ہمارا تمھارا مقدمہ فیصل ہو جاوے کہ ایک جگہ رہین اب خدا نے فیصل کیا
تم پھر کیون انکار کرتے ہو دین اسلام سے بہتر کوئی دین بھی ہی آفتاب و مہتاب و ستارے ہین اور یہ بھی اُسی کے
محکوم ہین دیکھو کہ آفتاب رات کو نہین رہ سکتا اور مہتاب دن کو نہین نکلتا کیا حکم ہی اُسکا برادر خدائی پروردگار عالم
اور ایسے قادر مطلق کو زیبا ہی اور سزاوار ہی اور کوئی سوا اُسکے خالق نہین ہی خوب رات بھر ایرج کو سمجھایا مگر ایرج
نے جواب صاف دیا کہ مین دین اپنا نہ چھوڑونگا مجھے مارے جانا قبول ہی ناچار صبح کو امیر پاس لائے حال بیان کیا
امیر نے بار دگر زبان مبارک کو ثبوت وحدانیت الہی مین جنبان کیا اور اسقدر حمد و ثنا اُس خالق بے ہمتا کی بیان کی
کہ سب کی زبانون پر صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ایرج نے بھی بگوش دل سُنا اور جی مین قائل ہوا کہ بیشک یہی دین
برحق ہی مگر جوش شجاعت مین سر اُٹھا کر کہا کہ یا امیر اگر مین مسلمان ہوا تو کیا دیجیے گا اور اگر مسلمان نہ ہونگا تو کیا کیجیے گا فرمایا
کہ ای ایرج اگر تو مسلمان ہوا تو مانند اپنے فرزندون نور الدہر وغیرہ کے جانونگا اور جو کچھ تیرا ارادہ ہوگا وہی کرونگا
اور اگر مسلمان نہ ہوگا تو قسم ہی خانہ کعبہ کی کہ بغیر قتل کیے نہ رہونگا یہ سُنکر ایرج ہنسا اور کہا کہ امیر غضب کا کلمہ کہا
آپ نے اب اگر مسلمان ہوتا بھی تو نہ ہونگا لوگ کہینگے کہ ایرج ڈر کر مسلمان ہوا یا امیر آپ کو قسم ہی کہ میرا بند بند جدا کیجیے
جسطرح چاہیے قتل کیجیے اب مین مسلمان نہ ہونگا اور جلد جلاد کو بُلائیے تا کہ اس کشمکش رنج و الم سے نجات پاؤن عمرو
نے کہا ای ایرج یہ سعادت کسی کو نصیب نہین ہوئی کہ امیر اسطرح اپنی زبان گوہر فشان سے نصیحت کرین غضب ہی
اگر تم نہ مانو اور کلمہ سخت زبان پہ جاری کرو کسی وقت سوائے حمزۂ عرب کے اور کچھ نہ کہو ایرج نے کہا کہ مجھکو ہر وقت
لوگ کرپاس فروش بچہ بازاری تاجر زادہ کہا کیے ہین مین نے اگر حمزۂ عرب کہا تو کوئی بُری بات نہین کہی اور مین تو
آمادۂ مرگ مہیائے قضا ہون جو میرے جی مین آجائیگا وہ کہونگا امیر یہ کلمہ سُنکر بہت برہم ہوے رنگ رو متغیر ہو گیا
فرمایا کہ یہ واجب القتل ہی قاسم اُٹھ کھڑا ہوا کہ یا جد بزرگوار اسے آپ مجھے دیجیے کہ مین بسزا کو پہنچاؤن اور اگر اسے
مجھے عنایت نہ کیجیے گا تو قسم ہی روح مطہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور سر مبارک حضور مین اپنے کو ہلاک
کرونگا فرمایا ای فرزند تجھے اختیار ہی لیجا کر اسے تیر باران کر ایرج تو یہ سُنکر سرنگون ہوا قاسم نے سر زنجیر پکڑ کر کھینچا
کہ او آفتاب پرست اور ایسا جھٹکا دیا کہ طوق کا خار گردن مین ایرج کی چبھا خون جاری ہوا آنکھین ایرج کی
غصے سے لال ہو گئین اور ایسا جھٹکا مارا کہ سر زنجیر کا قاسم کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور زور کرکے قید توڑ ڈالی اور
خنجر ایک شخص کا چھینکر قاسم پر دوڑا اپکارا کہ او غداری کہان جائیگا اب امیر نے جو دیکھا رگ ہاشمی جوش مین آئی
دنگل پر سے اُٹھے کہ او آفتاب پرست یہ تو نے قید توڑ ڈالی اور دوڑے ایرج کی طرف ایرج نے خنجر امیر پر مارا
امیر نے ہاتھ اُسکا مع خنجر پکڑ لیا اور لپٹ گئے چار گھڑی کی کشتی مین مشکین باندھ لین اور عمرو کے حوالے کیا کہ لیجا کر
قتل کرو عمرو اور قاسم ایرج کو لیکر باہر چلے اندر سے بارگاہ کی طرف اردو بازار کے لے چلے بارگاہ حشامی مین ناموس
تھا تمام خواتین رابعہ اطلس پوش گرد یا نانو گوہر ملک وغیرہ سب عورتین دیکھنے کو آئین اور جوانی پر ایرج کے
افسوس کرنے لگین گیتی افروز کی نگاہ جو ایرج پر پڑی آنکھون سے آنسو جاری ہوے خون عزیزی نے جوش مارا
دودھ چھاتیون مین بھر آیا مہر مادری حرکت مین آئی بے اختیار رونے لگی گوہر ملک نے پوچھا کہ تم کیون روتی ہو
کیا ایرج کے لیے غمگین ہو گیتی افروز نے کہا ہمشیرہ کیا بیان کرون مین جب ایرج کو دیکھتی ہون دودھ چھاتیون مین

میری بھر آتا ہی اور مہر مادری جوش مارتی ہی گوہر ملک یہ سُنکر ہنسی اور کہا کہ سچ ہی وہ تمکو چاہتا ہی تمھین اُسکی محبت ہی شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر + از روے کینہ کینہ واز روے مہر مہر + دیگر دلے داند کہ اوآگاہ باشد + کہ از دلہا بدل ہا راہ باشد + گیتی افروز بولی کہ تم جو چاہو سو کہو مگر دیکھو کہ یہ دو دن کیسا ہی یہان تو یہ باتین ہین مگر قاسم ایرج کو کوتوالی چبوترے پر لایا اور ذوالخمار عادی سے کہا کہ جلد اسے قتل کر اُسی وقت اسباب سیاست موجود ہوا قاسم نے کہا کہ اسکو دار پر کھینچو کہ مین اسے تیر باران کرونگا اور بند بند اسکا جدا کرکے ملک باختر مین بھیجونگا تاکہ دشمنون کو عبرت ہو ایرج نے جو یہ کلمہ سُنا عمرو سے کہا کہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا آپ قاسم سے اتنی سعی مہری فرمائین کہ قتل مجھے شوق سے کرے مین مرنے پر تو خود آمادہ ہوا ہون ڈرتا نہین مگر تیر باران نہ کرے دار پر نہ کھینچے عمرو یہ سُنکر رو دیا اور قاسم سے آکر کہا کہ ایرج کو تیر باران نہ کرو بند بند اُسکا ہرگز جدا نہ کرنا اور کہا میرا نہ مانیگا تو قسم خدا کی کبھی صورت تیری نہ دیکھونگا قاسم نے دیکھا کہ عمرو نے قسم کھائی ہی کہا کہ جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی کیا جائیگا مگر دار پر ضرور چڑھاؤنگا اور ذوالخمار عادی سے کہا کہ اسے دار پر کھینچو یہی گفتگو تھی کہ نور الدہر اور اسد اور داراب اور خورشید پہونچے ایرج کو نصیحت کی کہ اب بھی مسلمان ہو کیون جان دیتے ہو ایرج بولا قول مردون کا ایک ہی جو کہا وہ کہا ہرگز ہرگز آفتاب پرستی نہ چھوڑونگا رباعی تا در نہ رسد وعدۂ ہر کار کہ ہست + سودے نہ دہد یاری ہر یار کہ ہست + تا سردی گرمی زمستان نکشد + پر گل نہ شود دامن ہر خار کہ ہست + سب سمجھا کر تھکے ایرج نے نہ مانا افسوس کرتے ہوے پھرے قاسم نے ذوالخمار عادی سے کہا کہ قتل کر اسے کیا دیر لگائی ہی ذوالخمار ایرج کے پاس آیا لباس اُسکا اُتارنے لگا قاعدہ جلاد ونکا ہوتا ہی کہ جسکو گردن مارتے ہین لباس اُسکا اُتار لیتے ہین کہ خون مین آلودہ نہ ہو ایرج کو برہنہ کرکے نطع پر بٹھایا خط سیاہ گردن پر کھینچا کہ نگاہ ذوالخمار کی بازو پر ایرج کے جا پڑی بازو بند بہت نایاب دیکھا اُسے کھولا قاسم نے کہا کہ یہ کیا ہی ذوالخمار بولا کہ تعویذ ہی اور کچھ نہین قاسم نے کہا کہ مین تو دیکھون اور اُسکے ہاتھ سے لے لیا اسد و نور الدہر و بدیع الزمان وغیرہ سب تھے عمرو نے دیکھا پہچانا کہ یہ بازو بند قباد کا ہی کہ نوشیروان کے پاس تھا نوشیروان نے قارن دیو بند کو دیا تھا امیر نے جب قارن کو مارا ہی تو عمرو نے بازو بند اُسکے بازو سے کھول لیا تھا اور امیر کے ہاتھ بیچا تھا عمرو نے ذوالخمار عادی سے کہا کہ تو ٹھہر جا ہرگز ابھی اسے قتل نہ کرنا مین حمزہ صاحبقران کو یہ بازو بند دکھا آؤن یہ کہکر جلد خدمت صاحبقران مین آیا اور بازو بند ہاتھ مین امیر کے دیا امیر نے پہچانا پوچھا کہ خواجہ یہ کہان سے لاے کہا کہ ایرج کے بازو پر سے نکلا ہی کہا کہ ایرج کو مار ڈالا عرض کیا کہ نہین ابھی اُسپر ہاتھ نہین ڈالا کہا کہ جلد جا کر اُسے لاؤ عمرو روانہ ہوا یہان قاسم ذوالخمار سے کہہ رہا ہی کہ اس آفتاب پرست کو جلد دار پر کھینچ وہ کہہ رہا ہی کہ عمرو کو آلینے دیجیے قاسم برہم ہو کر اُٹھا تازیانہ اُٹھایا کہ تو میرا کہنا نہین مانتا کہ اتنے مین عمرو پہونچا قاسم سے کہا کہ امیر نے ایرج کو بلایا ہی جلد لیچلو قاسم ناچار ہو کر ایرج کو دار سے کھولکر سامنے امیر کے تو قیر سے لایا امیر نے اُسے زندہ دیکھکر شکر خدا کیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور فرمایا کہ ایرج سچ کہہ کہ یہ بازو بند کہان سے پایا ایرج نے عرض کیا کہ مین نے عہد طفلی سے اپنے بازو پر بندھا دیکھا تھا مجھکو نہین معلوم کسنے باندھا امیر کو یقین ہوا کہ یہ تمھاری اولاد سے ہی پھر فرمایا کہ اے ایرج اسلام اختیار کر ایرج نے کہا کہ کلام مردون کا ایک ہی جب تلک کہ حقیقت بازو بند کی ظاہر نہ ہوگی مین مسلمان نہ ہونگا اور مجھے کیونکر یقین ہو کہ مین آپ کی اولاد سے ہون اسد اپنے دنگل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ یا امیر باتقیر جسوقت سے مجھے علی شاہ مردان شیر یزدان نے نظر کردہ کیا ہی مانند سلمان فارسی کے موت سے بچایا ہی کمر بند ہوائی مین نے

استدعا کی کہ یا حضرت الیاس ذرہ مجھے عطا ہو کہ مین ایرج کو پکڑون اور قتل کرون حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایرج نسل
بنی ہاشم سے ہی سوا امیر کے اور کسی کی قدرت نہین ہی کہ اُسپر غالب ہو اور تو خبردار ارادہ اُسکے قتل کا نہ کرنا کیونکہ بہت جلد
اُسکا حال کھلجائیگا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اُسکو تاجرزادہ نہ کہنا اور مین نے یہ مقدمہ میدان مین بھی ایرج سے بیان کیا تھا
ایرج نے کہا سچ ہی مجھے یاد ہی کہ تمنے کہا تھا مگر مجکو کیونکر معلوم ہو کہ مین اولاد صاحبقران سے ہون میرا باپ زندہ
وسلامت موجود ہی کہ اتنے مین عمرو نے امیر سے کہا کہ دیکھیے ابھی ایرج کو معلوم ہوا جاتا ہی کہ ایرج آپ کی اولاد مین سے
ہی یا نہین یا صاحبقران آپ یاد کیجیے کہ یہ بازوبند آپ نے کسے دیا تھا امیر نے ایک لمحہ تامل فرمایا اور کہا کہ خواجہ مین نے
ملکہ رابعۂ اطلس پوش کو دیا تھا تم جاکر اُس سے پوچھو کہ اُسنے کسے دیا تھا عمرو گیا رابعہ سے استفسار کیا اُسنے کہا
کہ مین نے بازو پر علمشاہ کے باندھ دیا تھا عمرو علمشاہ کے پاس لایا علمشاہ بولا کہ مین نے خورشید خاوری کو
دیا تھا عمرو پھر محل مین آیا خورشید خاوری کو وہ بازوبند دکھایا اُسنے کہا مین نے قاسم کے بازو پر باندھ دیا تھا
قاسم نے کہا کہ مین نے ملکہ گیتی افروز کو دیدیا تھا جب زیر قیطول ملاقات ہوئی تھی عمرو گیتی افروز پاس گیا پوچھا کہ
ای ملکہ قاسم نے جو بازوبند تمھین باغ شبستان مین دیا تھا وہ تمنے کیا کیا گیتی افروز یہ سُنکر بہت روئی کہا کہ خواجہ
کیا حال گردش فلکی کا بیان کرون جب لقا نے لشکر اسلام پر جادوگرون سے برف باری کروائی ہی اہل اسلام قتل ہوے
ہین اور لوگ بھاگے ہین تو مین اور فتنہ گھوڑون پر سوار ہو کر بھاگی ہین حاملہ تھی راہ مین دردزہ نے بیچین کیا کچھ درخت
ایک مقام پر لگے تھے اور چشمۂ آب تھا وہان مین اُتر پڑی لڑکا پیدا ہوا ایسا کہ مانند آفتاب کے چہرہ اُسکا روشن تھا
جلدی سے فتنہ نے نال کاٹا نہلا کر میری گود مین ڈالدیا کہ اُسی وقت فتنہ کے درد نے شدت کی اور اُسکے بھی لڑکا
پیدا ہوا وہ تمھارا لڑکا تھا اُسکو غسل دیا کہ اُسی وقت ایک جانب سے گرد اُڑی مین خائف ہوئی کہ شاید لشکر لقا تعاقب
مین آتا ہی بیہمتی کے ڈر سے اُن دونون لڑکون کو دامن پیشواز مین لپیٹا اور رقیلی جواہر کی اور سفارشنامہ لکھکر لڑکون
کے پاس رکھدیا اور یہ بازوبند بازو پر باندھ دیا تھا عمرو نے کہا ای ملکہ یہ بازوبند ایرج کے بازو پر سے نکلا ہی مین نے
پہچانا لاکر صاحبقران کو دیا امیر نے ایرج سے پوچھا اُسنے کہا میرے پاس عہد طفلی سے ہی ای ملکہ مبارک ہو
کہ ایرج تمھارا فرزند ہی گیتی افروز یہ سُنتے ہی مارے خوشی کے بیہوش ہو گئی عمرو باہر آیا امیر سے تمام حال بیان کیا
قاسم کو مبارکباد دی وہ بھی نہایت خوش ہوا امیر نے ایرج سے کہا اب تمکو یقین ہوا کہ تم قاسم کے بیٹے ہو
ایرج بولا فرخ بازرگان موجود ہی اُس سے یہ حال دریافت ہو تو مین بھی جانون اور یقین لاؤن امیر نے پوچھا
کہ فرخ بازرگان کہان ہی کہا کہ شہر فرنگوشیہ مین امیر نے قمرزاد سے کہا کہ ایک دیو سے کہو کہ جاکر شہر فرنگوشیہ سے
فرخ کو لاے دیو نے کہا کہ کوئی آدمی پہچاننے والا میرے ساتھ چلے تو اُسے لاؤن شاپور شیردل کہ آیا ہوا تھا
ساتھ ہوا دیو جاکر فرخ کو اُٹھا لایا امیر نے اُسکی تعظیم کی فرخ دست ادب بستہ کھڑا ہو کر آداب بجالایا امیر نے
بیٹھنے کی اجازت دی بعد تھوڑی دیر کے مخاطب ہوے کہ ای فرخ سچ کہو کہ ایرج تمھارا پسر صلبی ہی اُسنے کہا کہ
ای شہریار میری کوئی اولاد سوا ان دو لڑکون کے نہین ہی امیر نے فرمایا تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی سچ کہہ
اُسنے قسم کھاکر کہا کہ ایرج میرا بیٹا ہی امیر نے فرمایا کہ تم محض دروغ کہتے ہو اُسنے کہا کہ کیا مجال فرمایا خیر بہتر ہی
نہ کہو اور اُسی دیو سے کہا کہ اسے آسمان پر لیجاکر چھوڑدے کہ ہڈی پسلی اسکی سرمہ سا ہو جاے اور اگر سچ کہنے کا
اقرار کرے تو نہ پھینکنا میرے پاس لے آنا دیو اُسی وقت مانند بلاے مبرم کے فرخ سے لپٹا اور لیکر آسمان
کی طرف چلا دیکھا فرخ نے کہ اب جان نہین بچتی پکارا کہ یا صاحبقران اب مین سچ سچ کہونگا فرمایا کہ ہمارے پاس لاؤ

دیو فرخ کو سامنے لایا فرمایا امیر نے کہو عرض کیا ای شہریار سچ تو یہ ہی کہ مین ترکستان سے آتا تھا برابر دامنہ کوہ کے
پہونچا تھا کہ ایک درجہ درختون کا تھا وہان لشکر میرا اُترا اسباب بے انتہا میرے پاس تھا سب وہان رکھا اور وہ
مقام آذر کوہ تھا چشمہ پانی کا بہت صاف و شفاف تھا لب چشمہ ایک درخت تھا مین چشمے پر واسطے منہ ہاتھ دھونے
کے گیا بیٹھا ہوا ہی پر دھو رہا تھا کہ آواز لڑکے کے رونے کی کان مین آئی جاکر جو دیکھا تو شاخ درخت پر دو لڑکے کپڑے
مین لپیٹے ہوے رکھے ہین مین اُنھین اُتار لایا دیکھا مین نے کہ ایک سفارش نامہ ہی اور ایک لڑکے کے بازو پر بازو بند
بندھا ہوا ہی اور ایک جواہر کی تھیلی بھی ہی سفارشنامہ جو پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ یہ لڑکا خاندان عالی سے ہی جو کوئی
اسے پالیگا رتبہ اعلی سے سرفراز ہوگا مین نے اُس لڑکے کا نام ایرج رکھا کہ جسکے بازو بند بندھا تھا اور دوسرے کا
نام شاپور رکھا کہ شاپور کو عیاری سے شوق ہوا مین نے ان دونون کو کمال محنت و مشقت سے پالا کہ اپنی جان انکے
ساتھ لگادی اور اسطرح انھین رکھتا تھا کہ کوئی اولاد کو بھی نہ رکھتا ہوگا امیر نے فرمایا وہ سفارشنامہ مع صندوق کہان
ہی عرض کیا کہ شہر فرنگوشیہ مین میرے مکان کے اندر ایک کوٹھری مین بہت احتیاط سے رکھا ہی فرمایا کہ دیو پر
سوار ہو کے جاؤ اور اُسے جلد لے آؤ عرض کیا کہ بہت خوب اور اُسی وقت دیو پر سوار ہو کے گیا ایک چار گھڑی
مین صندوق لیکر آیا امیر کو دیا امیر نے مہر اُسکی توڑی اور کاغذ اور تھیلی جواہر کی اور دامن پیشواز کا نکالا نوشتہ
پڑھا مطابق فرخ بازرگان کے کہنے کے تھا عمرو سے کہا کہ ملکہ گیتی افروز پاس اسے لیجاؤ اور دکھا کر پوچھو کہ
یہ خط تمھارا ہی عمرو محل مین گیا گیتی افروز گوہر ملک وغیرہ سے کہ رہی تھی کہ مجھے جو محبت ایرج سے تھی اب تم
سبھون پر حال کھلا کہ جب مین اُسے دیکھتی تھی چھاتیون مین دودھ بھر بھر آتا تھا اور مین اُسکے واسطے روتی تھی
اور پھر اپنے کو بپاس رسوائی ضبط کرتی تھی اور تم لوگ ہنستے تھے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہی یعنے ایرج کو محبت ہی
تو تمکو بھی اُس سے محبت ہی سب نے کہا ای ملکہ جو کچھ تم کہتی تھین سچ کہتی تھین مگر خدا نے فضل کیا کہ ایسا فرزند تمکو
ملا یہی باتین تھین کہ عمرو وہ کاغذ پیشواز کا دامن جواہر کی تھیلی لیے ہوے پہونچا کہ ملکہ دیکھو اسے پہچانو گیتی افروز
نے کہا خواجہ یہ میرا لکھا ہوا ہی اور وہ پیشواز نکلوائی جسکا دامن پھاڑ کر ایرج کو لپیٹا تھا وہ دامن اُس پیشواز
مین ملگیا عمرو وہ پیشواز اور دامن لیے باہر آیا امیر کو دکھایا قاسم کے ہاتھ مین سفارشنامہ دیا قاسم نے خط پہچانا
کہ گیتی افروز کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہی امیر سے عرض کیا کہ غلام نے پہچانا بیشک یہ خط گیتی افروز کا ہی غرض سب نے ثابت ہوگیا
کہ ایرج فرزند ہی ملک قاسم کا عجب خوشی قاسم کو حاصل ہوئی امیر باغ باغ ہوے سب سردار شادان و فرحان
ہوے امیر نے ایرج سے کہا کہ ای فرزند اب تجھپر ثابت ہوا کہ تو میری اولاد سے ہی ایرج نے عرض کیا کہ آپ نے
اسطرح تحقیق فرمایا کہ سب پر آئینہ ہوگیا کہ مین آپ کی نسل مین سے ہون فرمایا کہ اب کلمہ پڑھو عرض کیا جو ارشاد ہو فرمایا کہ
پڑھو اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ ایرج نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا امیر نے فرمایا کہ ایرج کو حمام مین
لیجاؤ ملک زادہ ملک شاہ دونون بھائی ایرج کو حمام مین لیگئے ایرج حمام سلیمانی مین نہایا امیر نے کشتیان
جواہر کی اور قسم قسم کی پوشاک شاہانہ انواع اقسام کی انگوٹھیان خلعت سلیمانی جیغہ کلغی سرپیچ بھیجا کہ ایرج اسطرح آے
ایرج بعد فراغ حمام خلعت سلیمانی اپنے بدن پر آراستہ کرکے سامنے امیر باتوقیر کے آیا سلام کیا نذر گذرانی امیر نے اُسے
گلے سے لگایا پیشانی چومی اور فرمایا کہ دنگل ایرج کا سرداران دست چپ سے بالاتر بچھے ملازمون نے اُسی وقت دنگل
مرصع کار بچھایا ایرج سلام کرکے اپنے باپ ملک قاسم کے پاس بیٹھا عمرو بھی شاپور کو حمام مین لیگیا امیر نے اُسکے
لیے بھی خلعت بھیجا شاپور بھی نہا دھو کر خلعت پہنکر آیا نذر دیکر عمرو کے پاس بیٹھا عمرو کا یہ عالم کہ مارے خوشی کے

پھولا نہین سماتا ہی اور سب بیٹے عمرو کے شاپور سے گلے مل رہے ہین شاپور ہر ایک سے جُھک جُھک کر ملتا ہی ادھر قاسم
اور علمشاہ ایرج کو گلے لگا رہے ہین اور قاسم نے جو آزار ایرج کو پہونچا تھے اُنھین یاد کرکے رو رہا ہی نورالدہر
نے آکر قاسم کو ایرج سے علیٰحدہ کیا کہا کہ یہ وقت خوشی کا ہی اور آپ ایرج سے بغلگیر ہو کر خوب رو دیا پھر اسد کرب
سکندر فرخ لقا سلیمان ثانی داراب تورج بدیع الزمان اور سب شاہزادے اور سردار ایرج سے ملے
ایرج ہر ایک سے بخلق پیش آتا ہی جُھک جُھک کر ملتا ہی امیر نورالدہر اسد سلیمان ثانی داراب تورج خورشید
سکندر فرخ لقا بدیع الزمان اور شاہزادے سب نے ایرج پر سے جواہر نثار کیا بعد اُسکے عمرو نے شاپور کو لا کے
قدمون پر امیر کے ڈالا امیر نے اُسے بھی گلے لگایا زر و جواہر عنایت کیا اُسنے قدم چومے بعد اُسکے نورالدہر کی قدمبوسی
کی پھر تو شاپور شاہزادے کو کورنش اور تسلیمات بجالایا سب نے اُسے بہت سا مال و زر دیا عمرو کی خاطر سے مال و
جواہر کا انبار ہو گیا عمرو نے سب مال نذر زنبیل کیا اور ملکہ گیتی افروز کے پاس گیا کہا کہ مبارک ہو کہ ایرج
تمھارا بیٹا ہی جسنے کیسا دریافت کیا گیتی افروز پیرون پر گر پڑی خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ مفت مین بیٹا لیا چاہتی ہو
کہا کہ خواجہ مین کیا آپ سے باہر ہون اور جواہر و زر عمرو کو دیا عمرو خورشید خاوری پاس آیا کہا لو صاحب پوتا مبارک
ہو مگر وہی مثل ہی کہ لو پانہ جوتا اللہ نے دیا پوتا مفت مین پوتے والی آپ ہوئین اور ساری محنت و مشقت ہمنے کی
بنایا سنوارا ایرج کو ہمنے خورشید خاوری نے بھی بہت سا مال و جواہر دیا اب عمرو وہان سے باہر چلا تھا کہ گیتی افروز
نے کہا خواجہ مین مشتاق ہون ایرج کے دیکھنے کی عمرو نے کہا کہ مین جاکر ایرج کو لاتا ہون تم سب تصدق کے
خوان تیار کر دو یہ کہکر باہر آیا امیر سے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ شہریار ایرج کو اندر لیچلیے کہ تمام خواتین مشتاق ہین
خصوصاً گیتی افروز چاہتی ہی کہ ایرج کو دیکھون امیر نے ایرج سے کہا کہ بھئی اندر محل مین چلو ایرج اٹھکر امیر
قاسم علمشاہ نورالدہر بدیع الزمان اسد اور سب شاہزادے ساتھ ہوکر ایرج کو اندر لیگئے تمام خواتین
مشتاق کھڑی تھین امیر کے استقبال کو آئین ایرج نے ہر ایک کو سلام کیا ہر ایک گرد پھری بلائین لین پیشانی کو
بوسہ دیا زر نثار کیا عمرو ہر ایک کو بھجواتا ہی کہ یہ دادی ہی اور یہ چچی ہی اور جو روپیہ نثار ہوتا تھا وہ لے لیتا تھا
یہانتک کہ گیتی افروز کی بارگاہ مین پہونچا ملکہ منتظر کھڑی تھی ننگے پیر دوڑی ایرج گیتی افروز کو پہچانتا تھا دوڑکر پیرون پر
گرا گیتی افروز نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی چومی جوش محبت مین چھاتیون سے دودھ بہنے لگا مارے خوشی کے بیہوش
ہوگئی تمام خواتین دوڑین گلاب کیوڑا چھڑکا کہ ہوش مین آئی زر و جواہر موتی اسقدر نثار ہوئے کہ قریب تھا کہ ایرج
اُسمین غرق ہوجائے انبار ہو گیا تھا مگر ایرج کہ اول سے گیتی افروز کا عاشق تھا اب جو حال کھلا کمال شرمندہ ہوا
جب محل سے باہر آیا اسد نے خوشطبعی کرنا شروع کی کہ کیون ایرج مدت سے تمھین آرزوے وصل تھی اب تو وصل
گیتی افروز کا نصیب ہوا آرزو تمھاری بر آئی ایرج یہ سُنکر نہایت شرمندہ ہوا کہا کہ ای اسد یہ کیا ہنسی ہی
اسے چھوڑو اسد ہنستا ہوا ساتھ ساتھ بارگاہ مین آیا امیر نے فرمایا کہ مقابل شاہزادہ نورالدہر مسندلی ایرج
کی بچھادو ایرج نے رو بقبلہ ہو کر دعا کی کہ پروردگار اس دین مبین پر میرا خاتمہ کیجیو اور پایون کو صندلی کے چوما
جاکر صندلی پر بیٹھا اور امیر سے عرض کیا کہ ملک بن ملکوت شاہ اور فرخ بازرگان کو بلاکر مسلمان کیجیے امیر
نے حکم دیا کہ جلد جاکر کوئی اُن کو لائے اُسیوقت چوبدار نے جاکر کہا کہ امیر با توقیر نے یاد کیا ہی دونون خرم
و شادان خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے امیر نے تعظیم و توقیر کے بٹھایا اور زبان مبارک سے ارشاد کیا
کہ تم دونون دین اسلام قبول کرو ایرج کے پاس رہو دونون کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوئے امیر نے

اُنھین خلعت دیا اور ملک فرنگو شبہ مین فرخ بازرگان کو مالک بن ملکوت شاہ کا نائب کیا اُسکے بعد جشن ملوکانہ کیا
اور نوروز بھی تھا ہر طرف لشکر مین ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ تھی عجب جشن امیر نے کیا تھا کہ کبھی ایسی خوشی اور جشن
مین نہ کی تھی تمام لشکر کو ادنے سے اعلی تک خلعت دیا تھا کہ کوئی باقی نہ رہا تھا تمام لشکر مین عجب دھوم دھام تھی ہر طرف
نوبتین بج رہی تھین گھر گھر ناچ ہو رہا تھا چراغان نے رونق انجم سپہر کی گرد کر دی تھی جشن جمشید کی اُسکے آگے کوئی حقیقت
نہ تھی چشم زمانہ نے ایسا جشن نہ دیکھا ہوگا صاحبقران نے اسقدر مال و زر لٹایا تھا کہ جسکا شمار نہ تھا حاتم کی سخاوت
کی حقیقت نہ رہی تھی اور تمام لشکر یک رنگ سرخ پوش تھا دست راسی تک دست چپ ہو رہے تھے وہ اتحاد بڑھا تھا
کہ گویا ہمرنگ ہو گئے تھے امیر کا دنگل برابر تخت شاہی کے تھا اور ادر فرزندون سردارون کے دنگل چار طرف بچھے
ہوئے تھے دورا بندھا ہوا تھا اور تمام سردار لباس جواہر نگار پہنے ہوے تھے اور شاہزادے تو دریاے جواہر مین
غوطہ مارے ہوے تھے اور بیچ مین طائفے چیدہ چیدہ ناچ رہے تھے عمرو بن امیہ ضمری کو شاپور کی نہایت خوشی
تھی بارگاہ حضرت آدم علیہ السلام بر پا کی اُسمین صحبت آرا تھا دو لاکھ عیار جمع تھے انواع اقسام کے حقہ ہاے آتشبازی
چھٹ رہے تھے ایک ایک عیار نئی نئی طرح بنا کر لایا تھا اپنے اپنے فن دکھا رہے تھے عمرو دیو جامہ پہنے ہوے شاپور
کو پاس لیے بیٹھا تھا شاپور لباس پہنے ہوے انواع طرح کا جواہر اُسپر آراستہ بیٹھا ہوا تھا اور چالاک و امیہ و
سیارہ و ابوالفتح گلبناد برق فرنگی ہیرک خطائی سنجر بلخی جواہر مین لدے ہوے تھے اور طائفے بہت اچھے اچھے
سامنے ناچ رہے تھے اور رہبر قران مہتم کار تھا سب سے زیادہ خوش تھا شاپور کہ عیار زبردست ہو قران کو نہایت
محبت اس سے پیدا ہوئی دوڑ دوڑ کر کام کرتا پھرتا تھا یہان تو جشن ہو رہا ہے مگر لقا نے جب دیکھا کہ ایرج گرفتار ہو گیا
بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ اب کیا تدبیر کرون مین اُسنے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ چلکر فرعون کے پاؤن پر گر
اور تقصیر اپنی معاف کرا کہ ابھی اُسکی خدائی کا زمانہ بنا ہوا ہے لقا نے کہا کہ تدبیر کی ہین سنے کہ تو جا کر صفائی کرا بختیارک
نے کہا کہ بہت اچھا اور اُسی وقت خدمت فرعون شاہ مین روانہ ہوا جب دروازے پر فرعون شاہ کے پہونچا
عرض کرا بھیجی فرعون نے سامنے بلایا بختیارک نے جا کر مجرا کیا اور قدمون پر گر کر لوٹنے لگا سجدہ پن کرنے لگا خوب
فرعون کو خوش کیا فرعون نے پوچھا کہ اے بختیارک لقا کہان ہے بختیارک نے ہاتھ باندھکر کہا کہ یا خداوند لقا نہایت
شرمندہ ہے مارے خجالت کے خدمت مین حاضر نہین ہوا فرعون نے کہا کہ اے بختیارک دیکھا تو نے ہماری تقدیر
کو کہ اس آفتاب پرست کو کسطرح حمزہ کے ہاتھ سے گرفتار کرا دیا اب لقا نے ناچار ہو کر پھر میری طرف رجوع کیا
خیر تیری خاطر سے مین نے تقصیر اُسکی معاف کی جا اور اُسکو میرے پاس لے آ بختیارک گیا اور لقا کو مع سردارون
اُسکے کے لایا اور فرعون کے قدمون پر گرایا فرعون نے اُسے گلے لگایا اور کہا کہ خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا لقا نے
کہا کہ اے فرعون اب ایسی خطا مجھسے نہ ہوگی فرعون نے لقا کو مع سردارون خلعت دیا لشکر بھی لقا کا آکر شریک لشکر
فرعون ہوا فرعون خوش و محفوظ بیٹھا ہے کہ جوڑی ہرکارے کی پسینے مین غرق گرد مین آلودہ آئی مجرا کیا ہاتھ اُٹھا کر بددعا
دی بعد اُسکے عرض کیا کہ مقیاط ببر دندان اور بہرام فیلزور کوہ مقناطیس کی طرف سے لاکھ سوار کی جمعیت
سے آپ کی مدد کو آ پہونچے فرعون نے یہ خوشخبری سنتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی لشکر مین اُسکے طبل شادمانی بجنے لگا
اور تمام سردارون کو حکم ہوا کہ جا کر مع لقا سب استقبال کرکے لائین لقا اور بختیارک کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ
گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا سواری انکی ٹھہر گئی تھی جسوقت گرد شق ہوئی تو سو علم نشانہ لاکھ
سوار کا دکھائی دیے بعد اُسکے اور جلوس سواری کا ہتھنالین شترنالین تھپیان بانون کے اُسکے بعد خاصبردار

بہت تکلف کے لباس پہنے ہوئے خاصیان کاندھون پر رکھے ہوئے سامنے سے گذرے بعد اسکے مرکب بازساز و یراق
مرصع دو دو سائیس چوریان ہاتھون مین لئے ہوئے بعد اسکے ایک پہلوان زبردست کو دیکھا کہ کرگدن سیاہ پر
سوار اور برابر اُسکے ایک پہلوان اور زبردست چلا آتا ہے لقا نے ان دونون سے ملاقات کی اور ساتھ اپنے
لیکر فرعون شاہ کے پاس آیا دونون کافرون نے فرعون کو سجدہ کیا فرعون نے دست بخشش اپنا اُنکی پیٹھ پر
پھیرا خلعت دیکر سرفراز کیا غرض جام شراب گردش مین آیا دونون کافر جب خوب نشے مین ہوئے اُسوقت
فرعون شاہ سے کہا کہ یا خداوند کون لوگ ہین کہ جنکے ہاتھ سے آپ عاجز آئے ہین اُسوقت فرعون نے
اشارہ لقا کی طرف کیا کہ یہ بلا اسکی ذات سے ہمپر آئی ہے مقیاط ببر دندان لقا کی جانب مخاطب ہوا کہ آپ
بیان کیجیے حال ان خداپرستون کا لقا نے بختیارک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ خوب بیان کریگا بختیارک نے شروع مین
اکے حال صاحبقران کا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا مقیاط ببر دندان نے کہا کہ خفا یہ از زبردستان زمانہ
ہین مگر عنایت خداوند سے ان سب کو نہ مارا ہو گا تو نام اپنا مقیاط نہ پایا ہوگا اور فرعون سے کہا کہ آپ
طبل جنگی بجوائیے کہ کل ان سب خداپرستون کو مار دونگا فرعون نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارے بامر جاسوسی
لگے ہوئے تھے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے اور عرض کیا کہ
مقیاط کے نام پر طبل جنگی بجا ہے فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہے کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید
ربانی بجے طبل جنگی جو کچھ پروردگار عالم بہتر جانیگا وہ کریگا اُسی وقت عمرو بن امیہ ضمری اُٹھکر نقار خانہ
سلیمانی مین آیا بعد اُسکے نقار خانہ جمشیدی مین گیا داروغہ نے نذر گذرانی عمرو نے نذر اُنکی لیکر نذر زنبیل کیا
اور طبل سکندری پر سے غاشیہ اُٹھا کر ڈال طبل سکندری پر مارا کہ آواز اُسکی بلند ہوئی اور تمام لشکر کو
خبر ہوئی کہ طبل جنگی بجا ہے سب اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوئے رات بھر تیاری رہی صبح کو حمزہ صاحبقران
بادشاہ اسلام کے ہمراہ تمام سردار ساتھ نوبت و نقارہ بجتا ہوا آکر وعدہ گاہ مصاف مین پہونچے تخت بادشاہی
قلب سپاہ پر قایم ہوا دست راست کو دست چپ لبوے چپ پرے باندھ کر کھڑے ہوئے صاحبقران
برتبۂ صاحبقرانی صف سے چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایہ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے ادھر سے آمد آمد لشکر
کفار ضلالت شعار کی ہوئی کہ فرعون تخت پر سوار آگے آگے لقا فوج کو ہمراہ لیے چلا آتا ہے ایک طرف کو مقیاط
ببر دندان بہرام فیلزور دونون دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوئے فوج انکی ساتھ ایک طرف کو چلے
آتے ہین غرضکہ لشکر کفار سامنے لشکر اسلام کے صف باندھ کر کھڑا ہوا صفوف جدال آراستہ ہونے لگین صف آرا
صف آرائی کرتے پھرتے تھے تبردار درختون کو کاٹ کاٹ کر پھینکتے جاتے تھے بیلچہ کار پست و بلند زمین کو ہموار
کرتے پھرتے تھے سقے آبپاشی کر رہے تھے جب میدان تیار ہو چکا نقیبون نے نکلکر ہیب دی کہ کہان ہے رستم کہان
ہے سام کہان ہے اسفندیار کہان ہے سہراب کو لشا بہادر و نامدار ہے کہ میدان مین نکلے اور اپنے باپ دادا کا نام
روشن کرے اور نام رستم و سام کا مانند حرف غلط کے صفحۂ ہستی سے مٹا دے نقیبون کا ہیب دیکر نکلنا تھا کہ
مقیاط ببر دندان نے اپنے کرگدن کو بڑھایا اور سامنے تخت فرعون شاہ کے آیا گینڈے پر سے اُتر کر
سلام کیا ہاتھ باندھ کر اجازت خواہ ہوا فرعون شاہ نے کہا کہ جا تو سب پر غالب آئیگا مین نے اپنے ید قدرت
کے سپرد کیا مقیاط ببر دندان سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا اور بعد سلحشوری کے لیسار
مبارز طلب کیا اسطرف سے شاہزادہ جمہور جہانسوز تبرزن نے مرکب اپنا نکالا سامنے تخت بادشاہی آیا

مرکب سے اُترکر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے کہا حافظ حقیقی نگہبان ہی جمہور بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا مقیاط
سے سامنا کیا بعد از نگاورزنی و نیزہ بازی نوبت بہ شمشیر پہونچی مقیاط نے تلوار ماری جمہور نے مرکب کو بڑھا کے
قبضے پر ہاتھ ڈال دون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا جمہور نے دستانہ مارا کہ تلوار جھنا کر
نکل گئی چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا چاہا مقیاط ببر دندان نے کہ ایک تلوار اور لگا کر سر جمہور کا جدا کرے
کہ فرامرز عاد مغربی دوڑ پڑا اور پکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہی زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہی مقیاط پکارا اے خداپرست تو نے شکار
کو میرے بچا دیا اب تجھے اور اُسے دونون کو قتل کرونگا یہ کہکر تلوار فرامرز پر ماری فرامرز نے آسیب روکی اور اپنا
وار کیا مقیاط نے بھی حربہ فرامرز کا رد کرکے پھر تلوار ماری یونہین چار گھڑی تک تلوار چلی آخر فرامرز بھی زخمی ہوا
اسی طرح کئی سردار نکلے اور زخمی ہوے اور دو ایک شہید ہوے مقیاط نے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ شیر بیشہ کلکان
صاحب ساطور گران تہمتن زور آور طہماس بن عنقول دیو پرور بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا بعد از نگاورزنی
مقیاط ببر دندان نے نام پوچھا طہماس نے نام اپنا بیان کیا مقیاط نے کہا کہ تو تو ہمیشہ سے پرستار لقا کا تھا اب
تجھے کیا ہوا کہ خداپرستون کے شریک ہوگیا ہی طہماس نے کہا کہ یہ دین و مذہب کا مقدمہ ہی مین نے لقا کو قابل
خدائی نہ جانا اسپر لعنت کی اور اسلام قبول کیا مقیاط ببر دندان نے کہا کہ حال تیرا معلوم ہوا اب قضا تیری
میرے سامنے لیکر آئی ہی طہماس نے کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا مقیاط ببر دندان نے کہا کہ تو اپنا حربہ مجھپر کرلے
طہماس نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین ہمارا دستور پیشدستی کا نہین ہی مقیاط ببر دندان بولا کہ میرے حربے کا
طالب ہی میرا حربہ غضب ہی خداوند فرعون شاہ کا طہماس نے کہا کہ وہ تیری جان کے اوپر نازل ہوگا جھنجلا کر
مقیاط ببر دندان نے وہی تلوار جس سے سب کو زخمی کیا تھا طہماس پر ماری طہماس نے اُسکو پشت ساطور پر رد کیا تلوار
جھنا کر اُچٹ گئی طہماس پکارا کہ او کافر تو اپنا وار کرچکا اب میری باری ہی یہ کہکر ساڑھے نو سو من کا ساطور اُٹھا کر
اُسپر مارا اُسنے سپر تلوار دونون کو اکٹھا کرکے چہرے کی پناہ لی کہا خداوند فرعون شاہ تو ہی بچانے والا ہی مگر سالا
جو آکر پڑا سپر تلوار دونون کے دو ٹکڑے کیے اور سر پر اُسکے گرا کہ خود و دبلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر
سر پر پڑا کہ سر اسکے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ سیماب کے گذر گیا صندوق سینہ کو کاٹ کر
شرمگاہ کے پھاٹک کو بھی ویران کرکے گینڈے کو بھی کاٹکر زیر تنگ اُس کمرے کہنہ لنگ کے بوسہ دیا غل
ہوا کہ وہ مقیاط ببر دندان مارا گیا تجنبار کب تو اُٹھکر تا دھنا ناچنے لگا پکارا کہ صلواۃ بر محمد و لعنت بر
لات اعلی و منات معلی ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ طہماس سے کیا لڑ سکیگا آخرش کو مارا گیا یہ تو لقا سے
باتین کرتا تھا مگر بھائی مقیاط ببر دندان کا بہرام فیلزور اُسنے جو بھائی کا لاشہ دیکھا وہین سے گریبان کو
چاک کیا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ ارے خداپرست غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو مارا کہ جسکا عدیل و نظیر نہ تھا
مگر جائیگا کہان میرے ہاتھ سے نہ مارا ہوگا تجھے تو نام اپنا بہرام فیلزور نہ رکھا ہوگا یہ کہکر تلوار طہماس پر
ماری طہماس نے ساطور کے اوپر روکی اور رد کرکے اُسکی تلوار کو ساطور اُسپر مارا بہرام نے ساطور کو خالی دیا
اور دوسری تلوار طہماس پر ماری طہماس نے ساطور کا ہاتھ آئی تلوار پر مارا کہ تین ٹکڑے ہوے قبضہ اسکے
ہاتھ مین رہگیا تھا پھر آکر طہماس کے منہ پر مارا طہماس نے خالی دیا اور پھر ہاتھ ساطور کا مارا کہ مع مرکب
چار ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر فرعون شاہ پکارا کہ ارے مار لو اس عادی کو غضب کیا اسنے کہ ایسے دو پہلوانون
کو مارا لشکر کفار دوڑ پڑا لگی تلوار چلنے ادھر سے سب سے پہلے شاہزادہ نور الدہر طہماس کی مدد کو پہونچا

بادشاہ نے لشکر کو اشارہ کیا کہ مار لو ان کافرون کو جانے نہ پائین اہل اسلام تکبیرین کہکر تلوارین کھینچ کھینچکر کفار پر جا پڑے
تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی مصرع ہیجان دریا درآمد بجوش + اسلحہ سے بڑھکر تلوار چل رہی تھی کہ شعلون کی قیچیان
بنگئی تھین اور ان قیچیون سے سوائے کفن کے دوسری چیز قطع نہ ہوگی اور خون اسقدر بہا تھا کہ سبزہ کبھی اُس سرزمین
پر نہ اُگیگا اگر اُگیگا بھی تو لالہ وہ بھی داغ بر دل یا دم الاخرین اُگیگا کہ جبسے ہمیشہ خون جاری رہتا ہی اور اُس
دریائے خون مین جو سپرین پڑی ہوئی تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھوے تیر رہے ہین اور بازو جو زرہ پوشون کے
کٹ کٹکے گرے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ مچھلیان جال مین پھڑک رہی ہین عجب ہنگامہ محشر انگیز برپا ہی ملک الموت لوٹ
مین پڑا ہی ایک کی قبض روح نہین کرسکتا ہی کہ دس اور مرکر گر پڑتے ہین اور فرعون اور لقا یہ بھی دونون تلوارین
ہاتھون مین کھینچے ہوئے اڑتے پھرتے ہین اور لاش پر لاش انھون نے بھی گرادی ہی اسی حالت مین شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان سے اور فرعون سے سامنا ہوا فرعون نے کہا او خدا پرست تو بہت غضب سے
نہین ڈرتا ہی کہ ابھی تجکو سنگ سیاہ کردون نورالدہر نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہی یہ سنتے ہی تلوار جو اُسکے ہاتھ مین
کھینچی ہوئی تھی نورالدہر پر ماری شاہزادے نے تلوار اُسکی چھینکر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ادھر فرعون کو
نورالدہر نے گرفتار کرلیا اُدھر لقا سے اور ایرج سے سامنا ہوا اُسنے بھی تلوار لقا کی چھینکر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر
اُٹھا لیا اور پھر لگے لڑنے جو اُنپر تلوار مارتا تھا یہ فرعون و لقا کو سامنے کرتے تھے اور یہ دونون پکارتے تھے کہ
میان ہمارے تلوارین مارتے ہو اُنکے ہاتھ رک جاتے تھے اگر تلوار اوپر سے پڑتی تھی اُنکے دو ٹکڑے ہوتے تھے
مگر ہاتھ مین یہ دونون کے دونون تڑپ رہے تھے کہ کمربند اُنکے ٹوٹ گئے ہاتھ سے چھوٹ گئے بھاگے سامنے سے
ادھر عین گرمی جنگ مین لندھور بن سعدان اور ضیغم بن خون آشام سے سامنا ہوا ضیغم پکارا کہ او ہندی
آج بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اور یہ کہکر اُسنے گرز اپنا لندھور پر مارا لندھور نے اپنے گرز پر اُسکا گرز روکا اور
اپنا گرز جو اُسپر مارا اُسنے گرز پر تو گرز اُسکا روکا مگر دونون ہاتھ تھرا گئے اور گرز سر پر ضیغم خون آشام کے پڑا وہ سر تو اُسکا
گردن مین اور گردن چھاتی مین اور چھاتی پیٹ مین اور پیٹ چوتڑون مین اور سب گھوڑے مین گھسگیا اور ضیغم خون آشام
دونون پر لوٹا بنکر رہگئے ادھر سعادت شاہ بھائی زبرجد شاہ کا شہر زبرجد نگار سے لقا کے ساتھ آیا تھا
اُس سے اور داراب کشورکشا سے سامنا ہوا سعادت شاہ نے دوڑکر تلوار ماری داراب نے تلوار
اُسکی تلوار سپر روکی اور اُسی الجھاوے مین سے ہاتھ نکالکر جو تلوار سعادت شاہ پر ماری تو سپر کو اُسکی کاٹ کر زیر
تنگ جاکر بسہ دیا مع مرکب و راکب چار ٹکڑے ہوے جالوت رعد آواز سے اور خورشید یزدان پرست
سے مقابلہ ہوا جالوت نے کہا ای خدا پرست نہین ڈرتا تو مجھسے کہ ابھی آواز مارونگا تو زہرہ تیرا آب ہو جائیگا
خورشید نے کہا کہ پھر تو کیون نہین چیخ مارتا اُسنے نعرہ کیا اور تلوار خورشید پر ماری خورشید نے تلوار اُسکی
سپر پر روکی اور کہا کہ خبردار ہو یہ کہکر جو تلوار اُسپر ماری سر پر اُسکے پڑی کہ مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوے ادھر
ازرق خونخوار اور نورالدہر سے سامنا ہوا ارہ پشت نہنگ اسکے پاس تھا نورالدہر پر مارا نورالدہر نے تلوار
سے اُسکے دو ٹکڑے کیے ایک ٹکڑا جو اسکے ہاتھ مین تھا اُسے پھرا کر نورالدہر پر مارا شاہزادے نے خالی دیا اور
تلوار جو کمرگاہ پر اُسکے ماری مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اہرمن خونخوار سے اور ایرج سے سامنا ہوا
اہرمن نے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے آتی تلوار خیال مین کرکے خالی دیکر ہاتھ بڑھا کر تلوار چھینلی اور کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈالکر تلاش زمین پر سے اُکھیڑ لیا ہاتھ تولکر آسمان کی طرف کو پھینکا کہ وہ مرغ اچٹا یا سا لگا اُترتے ہوے پر

تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے مرغ روح اُسکا قفس تن سے جہنم کو چلا گیا سامان باختری سے اور بہرام گرد بن
خاقان چین سے سامنا ہوا تلوار اُسنے بہرام پر ماری بہرام نے پشت شمشیر پر روکی اور اپنی تلوار اُسپر ماری
شانے پر اُسکے پڑی کہ زیر بغل اُتر گئی عاد شترلب سے اور مالک اژدر سے سامنا ہوا عاد شترلب نے
ساریخ مالک اژدر پر ماری مالک نے اُسے سپر پر روکا اور برچھا دو زبانہ اسینے پر عاد شترلب کے پڑا کہ پشت
کو توڑ کر پار گذر گیا مالک نے اُسے تکان دیکر برچھے پر اُٹھا لیا جس طرح سے کباب سیخ چھید کر اُٹھا لیتے ہین اور چرخ دیکر
زمین پر مارا کہ مردہ صد سالہ تھا اُدھر شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن سے اور کلکال خون آشام سے سامنا ہوا کلکال خون آشام نے پکارا کہ اے پسر حمزہ تیرے ہاتھ سے
تو جگر خون ہو گیا ہی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر تلوار ماری بدیع الزمان نے
تلوار اُسکی رد کی اور تیغہ افعی سلیمانی اُسپر مارا کہ اُسکے جس بازو پر پڑا تھا اُس بازو کو کاٹ کر گذر گیا زنگار خون آشام
سے اور قاسم سے سامنا ہوا قاسم نے تلوار اُسکی رد کرکے جو تیغہ پلارک افراسیابی مارا اُسکے مع مرکب کے
چار ٹکڑے ہوے ادھر سے اسد لڑتا چلا آتا تھا اور اُدھر سے سہراب اژدر گیر مارتا ہوا آتا تھا دونون کا سامنا ہوا بعد از
گفتگوے بسیار سہراب نے تلوار کا ہاتھ بلند کیا اسد ہی چالاک زیر بغل جو خالی پایا تیغہ فیروزہ جمشیدی مارا کہ اُسکے
دو ٹکڑے ہوے اُدھر عمرو بن امیہ ضمری خنجر ہاتھ مین کھینچا ہوا اٹکول اور گنند ھولی لڑتا چلا آتا تھا کبھی تو بیٹھکر
پالٹ مارتا تھا کہ حریف کے پاؤن کٹ جاتے تھے اور گر پڑتا تھا اور کبھی اُچک کر کندھے پر حریف کے جا رہتا تھا
خنجر مارکر سر گرا دیتا تھا اور اچھے کپڑے جو حریف کے پاتا تھا وہ زنبیل مین رکھ لیتا تھا اُدھر سے ہمامے دوندہ عیار
فرعون کا لڑتا ہوا چلا آتا تھا عمرو سے سامنا ہوا لگا نیچہ چلانے لڑتے ہوے خواجہ عمرو نے اُسے غافل کرکے ایک خنجر اُسکے
سینے پر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اب لقا بار دگر تخت پر سوار ہوا ہی اور فوج کو کہہ رہا ہی کہ خدا پرستون کو مار لو کہ
امیر کافرون کو قتل کرتے ہوے برابر لقا کے پہونچ گئے اور نعرہ کیا کہ او ردبار خصلت کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
لقا پکارا کہ اے حمزہ نہین ڈرتا تو میرے غضب سے امیر نے کہا کہ کیا بکتا ہی کیا جھک مارتا ہی تیرا غضب کیا
اور تو کیا یہ کہکر برابر اُسکے ہاتھی کے گھوڑا لیے آے لقا نے دیکھا کہ حمزہ میرے پاس آ گیا ناچار تلوار اُسنے کھینچی
مگر وہ تلوار مانند انگشت ششم کے بیکار تھی اُسکو ہلانا شروع کیا یعنی صاحبقران پر تلوار ماری صاحبقران نے
ہاتھ بڑھا کر تلوار اُسکی ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ہاتھی پر سے اُٹھا لیا اور عمرو نے حلقہ ہاے کمند مار کر
بختیارک کو پکڑ لیا اور بعضون نے بیان کیا ہی کہ ضیغم خون آشام ابتک زندہ رہا اور ہاتھ سے لندھور بن
سعدان کے اسیر ہوا شاہزادہ سلطان سعد نے قرامرز بن نوشیروان کو حملہ اُسکا رد کرکے کمر مین ہاتھ ڈالکر
اُٹھا لیا مشکین اُسکی باندھ لین تورج یزدان پرست لڑتا ہوا چلا آتا تھا اُدھر سے یاقوت شاہ تلوار ہاتھ مین کھینچی ہوئی
اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا آتا تھا کہ تورج للکار کر دوڑا جب قریب یاقوت شاہ کے پہونچا للکارا کہ او کافر کہان جاتا ہی
یاقوت شاہ نے کہا کہ مین بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار تورج پر ماری تورج نے دھار تلوار کی بچا کر تھپکی دیکر
تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر لنگر اُسکا توڑ لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا مشکین اُسکی باندھ کر عیار کے حوالے کیا
ایک طرف کو قبہ دین ستون اسلام کرب برحرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب لڑتا ہوا برابر علمدار کے پہونچا علمدار کو مع
علم قلم کیا علم کفار سرنگون ہوتا تھا کہ فوج کفار مین شکست ہوئی فرعون بھاگا دہلسی رستم پیل تن و پیل کن شاہزادہ علمشاہ
رومی فرعون کے پیچھے تعاقب مین چلا بھاگتے بھاگتے فرعون شہر فرعونیہ مین داخل ہوا اور دروازہ قلعہ کا بند ہو چکا تھا کہ علمشاہ

مع رومیون اندر قلعہ کے گھس آیا اور قلعہ لگا قتل ہونے فرعون تو بھاگ کر قیطولون کے اندر بند ہوا اور دروازے قیطولون کے بند کر لیے اور بر سے تیر و تفنگ مارنا شروع کیا کہ اسی عرصے مین حمزہ صاحبقران بھی قلعہ کے اندر داخل ہوے آکر قیطولونکو گھیر لیا فوج کو حکم دیا کہ چہار طرف قیطولونکو گھیر و یہ کافر نکلکر کسی طرف جانے نہ پاوین اور یہان قلعہ کے باہر لڑائی بڑی ہو رہی ہی اہل اسلام کفار کو قتل کر رہے ہین ہر گلی کوچے مین لڑائی ہو رہی ہی لوگ اپنے اپنے ناموس کی بچانے کے لیے کوٹھون پر چڑھے ہین تیر و کمان ہاتھون مین ہی جو لشکر مکان کیطرف آنے کا ارادہ کرتا ہی اور قریب پہونچتا ہی یہ بارش تیر کرتے ہین لوگ رکھوالتے ہین مکان کے اندر نہین جاتے اور بعضے مکانون مین لوگ سنگر باندھے بیٹھے ہین کسی کو اپنے مکان کی طرف آنے نہین دیتے دور سے پتھر مارتے ہین اہل اسلام رکجاتے ہین مگر عمرو کا یہ عالم ہی کہ کھاروے کا تھان انکے ہاتھ مین ہی جس جس مہاجن کا مکان دیکھا اُسپر ایک جھنڈی کھاروے کی بنا کر اپنا نام اُسپر لکھکر کھڑی کردی اُس مہاجن کے گارڈ دی لوگ جو لوٹتے ہوے آتے تھے اُنکی نگاہ جو اُس جھنڈی پر پڑی بس وہین رُک رہے کہ کبھی یہان نہ جانا یہ خواجہ عمرو سے علاقہ رکھتا ہی ایک جے کا اسباب جائیگا تو ہزار ہا روپیہ کے مریگا غرض عجب طرح کا غل تھا شہر مین دکانین بند راستہ مسدود غلغلہ دار و گیر برپا ہر گلی کوچے مین ہر بازار مین لاشونکے انبار کوئی زخمی پڑا سسک رہا ہی کوئی تڑپ رہا ہی بہتیرے فرعون کو گالیان دے رہے ہین کہ اسکی دوستی مین جان بھی گئی مال بھی برباد ہوا پہلے سے جانتے تو اُسپر لعنت کرتے بعضے کہتے ہین میان خیر جو ہوا سو ہوا بہادر وہ کا یہی کام ہی جسطرف ہوے اپنی جان تک دیدی غرض کہانتک بیان کرون کہ ایک دن اور ایک رات قلعہ فرعونیہ قتل ہوا آخرش کو چہار طرف سے الامان کی صدا بلند ہوئی کہ دُہائی امیر کی اور بادشاہ اسلام کی ہم رعایا ہین ہماری کیا خطا ہی ہمنے لعنت کی فرعون کے اوپر جب یہ آواز کان مین امیر کے پہونچی فرمایا کہ بھئی اب انہین قتل نکرو ہمنے انکو امان دی سب طرف قتل ہونا موقوف ہوا امیر آکر ایوان بادشاہی مین دنگل پر جلوہ افروز ہوے رئیسان شہر آنے لگے اور نذرین گذرانے لگے خلعت پانے لگے بعد اُسکے امیر نے حال فرعون کا پوچھا عرض کیا کہ قیطولون مین بیٹھا ہوا لڑ رہا ہی کسیکو قیطولون پر نہین آنے دیتا امیر مع سرداران سوار ہوکر سامنے قیطولونکے آے اور نعرہ کیا کہ او فرعون بہتر ہی کہ اپنے اعمال شنیع اور افعال قبیح سے باز آ ضلالت سے بادشاہت کچھ کم نہین ہوتی اگر دین اسلام قبول کرے ایک شہر فرعونیہ کیا اور جو ملک تو مانگیگا مین تجھے دونگا فرعون یہ سنتے پکارا کہ حمزہ تو نہین ڈرتا میرے غضب سے ابھی زمین کو حکم کرون کہ زمین پھٹ جاے اور تو سما جاے آسمان کو اشارہ کرون کہ تجھپر پھٹ پڑے امیر نے جو یہ کلمے اُسکی زبان سے سنے فرمایا کہ یہ کافر بیحیا ان ہونا ہی عمرو کو بلا کر حکم دیا کہ خواجہ تبر دارونکو حکم دو کہ جنگل سے لکڑیان کاٹکر لائین اور گرد قیطولون کے انبار کرین اُسیوقت تبر دارونکو حکم دیا گیا تھا انکا ہی کہ تبر دارون نے جاکر درخت کاٹ کاٹکر چھکڑون پر لدوا کر بھیجی ایک دو پہر مین گرد قیطولونکے انبار بیشمار ہوگیا امیر نے پھر واسطے اتمام حجت کے فرعون کو سمجھایا جب اُسنے نہ مانا تو حکم دیا کہ آگ لگا دو چہار طرف سے آگ لگائی گئی فرعون مع اپنے متعلقین کے جلکر جہنم واصل ہوا امیر نے جشن کیا واللہ اعلم بالصواب فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت بخدمت عاشق مزاجان باوقار و فراق زدگان نادیدہ روے نگار التماس ہی کہ کہان ہین وہ لوگ جو ایک مدت دراز سے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے مطالعے کے واسطے چشم براہ رہتے تھے اور تہ دل سے دعا مانگتے تھے کہ اس ناظورہ دلفریب کے جمال جہان آرا سے دل کا سرور اور آنکھون کا نور حاصل کرین سب حضرات کو مژدہ ہو کہ یہ شاہد دلفریب جو آج تک حجاب ناز مین مخفی و مستور تھا بکوشش مطبع اور بصرف زر خطیر بکمال اقبال زیب و عطاء وحشمت و اجلال عالی ہمت مشہور دیار و امصار جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای آرائش طبع سے ہر صفت ہو کر معروف

خود نمائی ہوا حقیقت مین جسطرح سے یہ داستان رفیع الشان کل قصون اور فسانون کی سرتاج ہو ویساہی اسکے ترجمہ کرانے اور طبع ہونے مین بھی انتظام مالاکلام ہوا ہی جن حضرات نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہو وہ بخوبی جانتے ہین کہ اسکا حجم کسقدر بزرگ ہو اور اسکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی نے جو اس داستان کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند کی تصنیف فرمایا کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ وسعت بیان ملاحظہ ہو کہ اس داستان رفیع الشان کے بڑے بڑے آٹھ دفتر ہین اور کئی دفتر کی متعدد جلدین اور بعض جلد بوجہ ضخامت کثیرہ دو حصون پر منقسم ہو اس تفصیل سے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوش ربا سات جلد مین اور اسی کی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیرہ دو حصون پر منقسم ہی دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین۔ الحق کہ اس داستان کا مثل و نظیر آج تک ہوا ہی نہ آیندہ ہوگا۔ تمام زمانہ واقف ہی کہ اس داستان کو سوا رؤسا و امرا کے علی العموم کوئی سُن نہ سکتا تھا کیونکہ بجز وسیلۂ داستانگو کے اسکا سُننا ممکن نہ تھا اور اُسمین ہزارون روپیہ کا صرف اور برسون کی محنت درکار تھی۔ مالک مطبع ممدوح نے اپنی دریا دلی سے اتنی بڑی داستان کے کل دفترون کے ترجمہ و طبع کو بنظر رفاہ عام اپنے ذمہ لے لیا اور بڑے بڑے نامی و نامور نثاران داستانگو سے ترجمہ و طبع کراکے کوڑیون کے مول مین اسکی سیر سے تمام عالم کو شادکام فرما دیا چنانچہ اس داستان کے دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی اول چار جلدون کا ترجمہ نثار بے بدل ماہر اکمل شاعر سخن آگاہ منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلدون کا ترجمہ اُستاد باکمال سخنور شیرین مقال ذی استعداد دُر بہر منشی احمد حسین صاحب قمر سلمہ نے بڑی فصاحت و بلاغت سے مثل عبارت فسانۂ عجائب از جانب مطبع فرمایا اور یہ جلدین مکرر طبع ہوکر نذر شائقین ہوگیئن۔ باقی دفترون کا ترجمہ یعنی نوشیروان نامہ ہر دو جلد و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ ہر دو جلد کا ترجمہ کمال جانفشانی اور لیاقت علمی سے بزبان شستہ و رفتہ بتحریک منشی حامد حسین صاحب گلگزار خوش بیانی بلبل شاخسار شیرین زبانی البری من الشین منشی شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو نے فرمایا۔ واقع مین اس مترجم لائق و فائق نے بھی عجب دماغ سوزی اور وفور لیاقت سے ترجمہ فرمایا ہی کہ لائق صد ہزار تحسین و آفرین ہی۔ اس ماہر ہمہ دان نے اپنے ترجمہ مین یہ بڑی صنعت کی ہی کہ کہین حشو و زوائد کا نام نہین رکھا اور فقط اصل مطلب سے کام رکھکر گویا دریا کو کوزے مین بند کر دیا۔ اس مترجم ممدوح کے ترجمہ کیے ہوے دفاتر مذکورۃ الصدر مین سے نوشیروان نامہ جلد اول اور ایرج نامہ جلد اول اور کوچک باختر چھپکر تیار ہوگئی اور ہاتھون ہاتھ بک رہے ہین اور نوشیروان نامہ جلد دوم اور بالا باختر دفتر سوم قریب الاختتام ہین اور عنقریب پیشکش شائقین ہونگے اور باقی تین دفتر یعنی صندلی نامہ و تورج نامہ ہر دو جلد و لعل نامہ کے بھی ترجمہ و طبع کا اہتمام ہو رہا ہی انشاء اللہ تعالی بعد تیاری لاحظہ شائقین مین گذرینگے۔ پس الحمد للہ و المنۃ کہ دفتر چہارم داستان امیر حمزہ صاحبقران موسوم بہ ایرج نامہ کی جلد دوم جسکا شروع اس داستان سے ہی "آغاز داستان فرحت بیان پہونچنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ملک زیر جد نگار مین اور عجائب و غرائب وہان کے" اور تمامی اس داستان پر ہی "شکست فاش کھانا لقا بے بقا کا امیر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے حالت جنگ مین اور قتل ہونا فرعون کا جو دعوی خدائی کا کرتا تھا" اور درمیان مین بڑی بڑی صدہا داستانین ہین۔ بماہ دسمبر سنہ ۱۹[illegible]ء مطابق ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳[illegible] ہجری مطبع نامی و مشہور جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای واقع لکھنؤ مین حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر زینت محافل شائقین با تمکین ہوئی فقط

اعلان حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محدود و محفوظ ہی۔

واضح ہو کہ اگرچہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے کل دفتر دن
کی داستانین اور انکا طرز بیان اور عجائب و غرائب طلسمات اور
بہادرون کی لڑائیان اور عیارون کی عیاریان اور ساحرون کی
سحرکاریان اور حسینون کی خوش ادائیان وغیرہ وغیرہ مضامین
رشک سحر حلال اور قابل دید ہین مگر طلسم ہوش ربا سبھی دفترون
کی جان ہی اور اسکا بیان بھی بہت ہی کہ بڑی بڑی سات جلدون مین
ہی۔ جلد پنجم اسقدر ضخیم ہی کہ بڑے بڑے دو حصون پر منقسم ہی اسس
طلسم ہوش ربا کی ساتون جلدین بار اول طبع ہو کر نذر ناظرین ہو چکی ہین
اگرچہ تعداد طبع کثیر تھی مگر بوفور خواہش خریداران فوراً دست بدست
ہو گئین اور اب نوبت طبع مکرر کی آئی ہی۔ واقعی اسکے مضامین ایسے
دلچسپ اور دلآویز ہین کہ جسنے اسکی پہلی جلد کے عنوان کو بھی
ملاحظہ کیا پھر کیا ممکن ہی کہ وہ محو نظارہ نہو کر اسکی ساتون جلد کے
مطالعہ سے اپنے کو باز رکھے۔ اول تو اصل داستان طلسم ہوش ربا
کی خوبیان ممکن نہین کہ بیان ہو سکین۔ ہر جلد مین نیا رنگ ہی
صدہا طرح پر لڑائیون کا بیان۔ ہزارہا طرز پر سحر آزمیون کا
عنوان۔ حیلون اور تماشون کا نئے نئے انداز پر ذکر عیاریون
کی عیاریان مکاریون کی نرالی فکر۔ پہلوانون کی لڑائیان۔
بہادرون کی جانبازیان۔ طلسمات کا بیان۔ جادوگرون کے
سامان۔ وصل کی راتین حسن و عشق کی گھاتین فراق محبوب
وصال نامرغوب۔ درد جدائی کی مصیبت۔ دشت نوردی کی محنت
دوسرے لائق مترجمون کی فصاحت و بلاغت نے سمند مضامین
پر ایک اور تازیانہ لگا دیا۔ ہر ہر موقع پر جادو بیانی کا دریا بہا دیا۔
ہر فقرہ مقفی و مسجع انشا پردازی کی نثر۔ حق تو یہ ہی کہ فسانہ عجائب
کی نثر نگاری آنکھون سے گر گئی۔ بیان حسن و عشق پر عاشقون
کی جان جاتی ہی۔ سامان فراق مضامین ہجر پر تصویر کی بھی
آنکھون سے آنسو بہاتی ہی۔ اتنا بڑا قصہ اور ہر جگہ صبح و شام
بیان کا نیا انداز۔ باغ و صحرا کا ہر مقام پر جدا طرز۔ آرایش
بزم وصال کا ہر جگہ پر نیا رنگ معشوقون اور حسینون کے سراپا کا ہر
کہین دوسرا ڈھنگ۔ ہر ہر مقام پر اشعار اس مناسبت سے
درج کیے ہین گویا اسی حالت کے واسطے نظم ہوے تھے۔ اور
صدہا مقام پر ان ہمہ دان مترجمون نے اشعار اور غزل وغیرہ مناسب
مقام اپنے طبعزاد بھی تصنیف فرما کر درج کیے ہین۔ فی الواقع
جسطرح یہ دفتر طلسم ہوش ربا ساری داستان امیر حمزہ صاحبقران
کی جان ہی ویسا ہی اس دفتر کا ترجمہ بھی لائق دید اور سزاوار
تحسین و آفرین ہی۔ کیونکہ حضرات مترجم اس دفتر کے بھی
لائق و فائق نثار سخنور روزگار ہین جنکی فصاحت بیانی اور ہمہ دانی
سے تمام اہل ہند واقف و آگاہ ہین۔ یعنی اس دفتر کی اول چار
جلدون کا ترجمہ بلبل بوستان فصاحت طوطی شکرستان بلاغت
نثار بے عدیل شاعر عدیم المثیل منشی میر محمد حسین صاحب جاہ نے
فرمایا ہی۔ اور آخر کی تین جلدون کا ترجمہ استاد سخنور ماہر بر تر فخر
داستانگویان کامل ہمہ دان مصائب خوان جناب سید الشہدا
مقبول و محبوب امرا منشی احمد حسین صاحب قمر نے فرمایا ہی۔
ہزار ہا روپیہ اس دفتر ضخیم کی تالیف و ترتیب مین مالک مطبع کا صرف
ہوا ہی جب اس نادرہ دلفریب نے ہر دل عزیز ہونے کا مرتبہ
حاصل کیا ہی۔ اب اس اشتہار کی ذیل مین کچھ مختصر مختصر حالات
ساتون جلد کے عرض کیے جاتے ہین تاکہ ناظرین کو فی الجملہ اس
دفتر کے مضامین سے آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔ اور یہ بھی معلوم
رہے کہ یہ ساتون جلدین ایک ہی تقطیع اور ایک ہی قسم کے
کاغذ پر طبع ہوئی ہین جو صاحب اس دفتر طلسم ہوش ربا کی ساتون
جلدین یکمشت خرید فرمائینگے انکو بہ نسبت فرادی فرادی جلدون
کے خرید فرمانے کے قیمت مین بہت تخفیف ہوگی یعنی بیس روپیہ
کو یہ ساتون جلدین دستیاب ہونگی۔ اور ہر ہر جلد کی علحدہ
قیمت بھی ہر جلد کے ضمن بیان مین مندرج ہی۔ مگر یہ واضح رہے
کہ پورا لطف جب ہی حاصل ہوگا جبکہ ساتون جلد کی بحیثیت مجموعی
سیر کیجائے کیونکہ ایک دو جلد کے مطالعہ مین پورا حال معلوم نہوگا
اور سلسلہ بیان کے قطع ہو جانے سے انتشار طبیعت باقی رہیگا۔ اب
حالات کل دفتر کے بطریق اختصار مع قیمت ہر ہر جلد کے تحریر کیے جاتے ہین
جلد اول آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا اور داخل لشکر
لقا کا کوہستان مین۔ نامہ لکھنا سلیمان عنبرین مو کے کوہی کا
شریک لقا ہو کر افراسیاب جادو کو مدد لقا کے لیے جادوگر کا آنا۔
باہمی لڑائی۔ عیارون کی عیاری۔ جانا اسد بن کرب غازی کا مع
خواجہ عمرو اور دیگر عیارون کے براے فتح طلسم ہوش ربا۔ داخلہ

عمرو کا طلسم مین مع چار عیارون کے آنا قتل کرنا ساحرون کا اور ملاقات مہرخ سحر چشم سے ملکہ کو کشتی کرنا افراسیاب کا عمرو اور مہرخ پر اور باہمی جنگ۔ گرفتار ہوجانا اسد و مہ جبین کا بکر بادشاہ ہونا مہرخ کا لشکر اسلام مین بصلاح عمرو اور جنگ افراسیاب۔ پہونچنا عمرو کا طلسم باطن مین اور لوٹ لینا دربار افراسیاب کو۔ عاشق ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا شہزادہ بدیع الزمان پر۔ مقابلہ کرنا ساحرون سے شہزادہ قاسم کا اور عشق ہونا شہزادہ کا ملکہ ... چشم ... جادو سے۔ داخل ہونا شہزادہ ایرج کا طلسم آئینہ مین۔ ملاقات عمرو کی کوکب شہنشاہ ... سے اور جنگ افراسیاب در عیاری ... سلسلہ ہونا ... اور لوٹ لینا ... کو عمرو کا آنا عشاق جادو ... عجب داستانین طول طویل ہین کہ تفصیل انکی مطالعہ سے معلوم ہوگی یہ جلد ہندسہ ۹۸۰ پر ختم ہی قیمت للعہ

جلد دوم جانا عمرو کا سمت کوکب روشن ضمیر لڑائیان امیر حمزہ کی لقا سے آنا ساحرون کا برائے مدد لقا از طرف افراسیاب۔ عیاریان عیارون کی شریک ہونا ملکہ برق شمشیر زن دختر کوکب کا عمرو سے اور جانا طلسم آئینہ مین اور عاشق ہونا ایرج پر اور فتح طلسم آئینہ۔ مقابلہ مہرخ و مصور جادو کا اور عیاریان عیارون کی۔ نامہ کوکب کا بنام افراسیاب جواب افراسیاب اور باہمی تنازع ... کر آنا ملکہ بہار کا لشکر اسلام مین اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر لشکر امیر حمزہ مین۔ فوج کوکب و افراسیاب مین باہمی مقابلے۔ آنا حیرت جادو کا اور قید ہونا عمرو کوکب مین۔ روانہ ہونا ملکہ اخضر کا ... مدد مہرخ۔ ملاقات مہرخ و ملکہ ... ساحرون کی لڑائیان عیارون کی عیاریان۔ حالات طلسم ... عجب ... کی یہ داستانین ہین جنکا خلاصہ بھی نہین ہوسکتا یہ جلد ہندسہ ۹۶۲ پر ختم ہی قیمت للعہ

جلد سوم ... افراسیاب کا طاق ... جادو کو پہونچانا۔ آنا صنعت سحر ساز کا اور آفت لانا لشکر مہرخ پر عمرو کی عیاریان لوہے کا آہن تن فولاد کوہی سے مقابلہ کرنا اور طلسم مین داخل ہونا۔ طاق ... جادو کا مقابلہ مہرخ اکبر مارا جانا۔ جنگ افراسیاب۔ آنا عمرو کا مع ... ہزار طلسم نور افشان سے اور جنگ عظیم۔ ایرج کا داخلہ طلسم ہزار برج مین۔ صدہا طرح کے واقعات دیگر۔ جانا قاسم کا جانب طلسم گوہر گرہ اور داخل طلسم ہونا اور فتح کرنا بڑے غضب کی داستانین ہین یہ جلد ہندسہ ۹۲۲ پر ختم ہی قیمت للعہ

جلد چہارم۔ رہائی شہزادہ قاسم کی عیاری سیارہ ... ہونا

افراسیاب کا قلعہ قمر جمشیدی مین قتل محافظان زندان اور رہائی ... کی۔ لڑائی اژدر کوہی کی۔ معمار قدرت کا شریک مہرخ ہونا حالات جہانگیر صاحبقران۔ حالات قلعہ انجم حصار۔ عمرو کی عیاریان مقابلہ مہرخ و افراسیاب۔ جنگ غضنفر قتل ساحران۔ صرصر شمشیر زن کی عیاریان۔ آنا قہار شعلہ بدن کا۔ مارا جانا تشویر آہن کلاہ کا وغیرہ وغیرہ بڑی بڑی داستانین ہین اور صدہا واقعات دیگر ہین جنکا خلاصہ بھی غیر ممکن ہے اگر فی ورق ایک اقتباس دیا جائے تو کئی جزو ہوجائین یہ جلد ہندسہ ۱۳۰۹ پر ختم ہی قیمت سے ر

جلد پنجم یہ جلد سب جلدون سے بڑی ہی اسلیے بڑے بڑے دو حصے ہین اسمین مشہور داستانین ہین اور بڑے غضب کی اسمین لڑائیان اور سحر آزمائیان ہین جنکا پتہ دینا بھی مشکل ہی اس جلد کے حصہ اول کا آغاز یہ ہے۔ تجبر کلاہ ... سوار افراسیاب کا آمادہ قتل اسد غازی ہونا اور تمامی داستان شہنشاہ زرین علم پہ ہی اور حصہ دوم کا شروع یہ ہی پہونچنا عمرو و اسد کا شہر ... مین اور عاشق ہونا ملکہ لالان خون ... خداوند ... اسد پر اور تمامی بیان حسین سحر ساز پر ہی اور درمیان واقعات بے انتہا ہین یہ جلد ہندسہ ۱۵۵۰ پر ختم ہی قیمت للعہ

جلد ششم حالات جنگ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب آخر عیاری عمرو پر قتل ہونا اسکا۔ کھلنا ہفت حجرہ بلا کا اور بعد بڑی بڑی لڑائیون اور تباہیون کے مارا جانا کیمیا وغیرہ مشعل جادو حاکم حجرۂ اول اور تاریک شکل کش مالکہ حجرۂ دوم اور احتقاق جادو نقارہ نواز مالک حجرہ سوم اور شہنا نواز جادو مالک حجرۂ چہارم اور ملکہ اخضر گوہر پوش مالکہ حجرۂ پنجم کا مع یاقوت سخندان اسکی دختر کے۔ اور دختر ثانی لعل سخندان کا عشق اسد مین مبتلا ہوکر مطیع اسلام ہونا وغیرہ حالات دیگر یہ جلد ہندسہ ۱۳۷۷ پر ختم ہی قیمت للعہ ر

جلد ہفتم یہ جلد بھی بڑے بڑے عجائب و غرائب سے مملو ہے آغاز اسکا بیان ہفت در بند ساختہ کاہسیان زمرد پوش اور ہر مقام پر لشکر سحر پہونچنا کوکب کا اور عیاریان عمرو کی بطرز نو باتباع ... اور تمامی اسیر ہے۔ شادی اسد غازی وغیرہ ملکہ مہ جبین وغیرہ سے اور روانہ ہونا ایرج کا سمت ... یہ جلد ہندسہ ۱۰۷۷ پر ختم ہی قیمت سے ر

... ...

